التجريد الصريح
لأحكام الجامع الصحيح

مختصر صحیح بخاری
مترجم مع شرح

یعنی

تجرید بخاری

تصنیف: امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

تجرید: امام زین الدین احمد بن عبداللطیف الزبیدیؒ

ترجمہ وشرح: مولانا ظہور الباری صاحب
فاضل دارالعلوم دیوبند

ترتیب: مولانا محمد عابد صاحب
جامعہ دارالعلوم کراچی

اُردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

التجريد الصريح لأحكام الجامع الصحيح

صحیح بخاری شریف قرآنِ پاک کے بعد صحیح ترین کتاب تسلیم کی گئی ہے
اور علامہ زبیدیؒ نے اس میں سے اسانید اور مکررات حذف کر کے عوام
کے لئے بخاری شریف کے مجموعہ احادیث کو نہایت عام فہم بنا دیا ہے۔

تصنیف: امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ

تجرید: امام زین الدین احمد بن عبداللطیف الزبیدیؒ

ترجمہ وشرح: مولانا ظہور الباری صاحب
فاضل دار العلوم دیوبند

ترتیب: مولانا محمد عابد صاحب
جامعہ دار العلوم کراچی

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی بن محمد رضی عثمانی

طباعت : مئی ۲۰۰۷ء علمی گرافکس

ضخامت : 804 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
مکتبہ سید احمد شہیدؒ اردو بازار لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
London
Tel : 020 8911 9797, Fax : 020 8911 8999
Email : sales@azharacademy.com,
Website : www.azharacademy.com

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

فہرست مضامین

تجرید یعنی مختصر صحیح بخاری

عرض ناشر

امیر المؤمنین فی الحدیث حضرت امام بخاری کی معروف کتاب "الجامع الصحیح" کتاب اللہ کے بعد اصح ترین اور جامعیت کے اعتبار سے بڑی ضخیم ہے۔ بقول ابن الصلاحؒ صحیح بخاری میں تمام مسند احادیث مکررات سمیت ۷۲۷۵ ہیں اور مکررات کے علاوہ ۴۰۰۰ احادیث ہیں۔ امام بخاریؒ جنہیں حدیث، فقہ ولغت وغیرہ میں امامت کا درجہ حاصل ہے کا مقصد اپنی تالیف میں صحیح احادیثِ رسول اللہ ﷺ کا جمع کرنا اور استنباطِ مسائل، شہرتِ حدیث اور طریقِ روایت کی کثرت کا ذکر کرنا تھا اس لئے بعض احادیث کا تکرار اور بعید الربط ابواب میں مذکور ہونا ناگزیر تھا جس سے بعض اوقات مطلوبہ حدیث کو تلاش کرنا عام آدمی کے لئے دقت طلب امر تھا۔

کتاب کے فائدہ کو عام اور انتہائی سہل کرنے کے پیشِ نظر مختلف حضرات نے صحیح بخاری کے اختصارات کئے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب "تجرید بخاری" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے جس میں صحیح بخاری کی احادیث کو بغیر تکرار اور حذفِ سند کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اس لئے کہ سند کا صحیح ہونا مسلّم ہے اور عوام الناس کو اس کی ضرورت نہیں جبکہ اہلِ علم اصل کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ احادیثِ متبرکہ کا فیضان عام کرنے اور کم وقت میں زیادہ سے زیادہ احادیثِ رسول ﷺ سے روشناس کرانے کی خاطر اسے معتدل لب ولہجہ اور عام فہم، سلیس و رواں اردو ترجمہ، کمپیوٹر کتابت اور اعلیٰ معیار کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے اہم وضروری اور تشریح طلب مقامات پر جامع اور مختصر فوائد تحریر کئے گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس خدمتِ حدیث کو مؤلف، مترجم، مرتب و ناشر کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور ہمیں سنتِ رسولؐ پر چلنے اور احادیث کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچہ مؤلف التجرید الصریح

امام زین الدین احمد بن عبداللطیف الزبیدیؒ

ہر قسم کی تمام تعریفیں حق تعالیٰ ہی کیلئے ہیں جو تمام مخلوقات کو بہترین اور مناسب شکل وصورت کے ساتھ پیدا فرماتا ہے اور ایسا عظیم رحیم اور روزی رساں ہے کہ جو کسی حق کے بغیر بھی ان کو اپنی نعمتوں سے مالا مال کیئے ہوئے ہے اور جب تک یہ صبح وشام کو دور جاری ہے اس وقت تک خدا کا درود وسلام اُس کے رسولِ برحق پر واجب ہے جو مکارمِ اخلاق کی تکمیل وتتمیم کیلئے مبعوث ہوا۔ اور جس کو تمام مخلوقات پر فضیلت اور شرف عطا کیا گیا اسی طرح اُن کی آل واولاد پر بھی درود وسلام ہو۔ جو ظاہری ومعنوی خوبیوں سے موصوف ہیں اور ان کے اصحاب پر بھی جو کامل اہل اطاعت ہیں۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد معلوم ہو کہ امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاریؒ کی عظیم الشان کتاب الجامع الصحیح کتب اسلامی میں سب سے زیادہ معتبر اور کثیر الفوائد ہے۔ جو کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے۔ لیکن اس میں احادیث تکرار کے ساتھ مختلف ابواب میں متفرق طور پر ذکر ہوئی ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنی مطلوبہ حدیث معلوم کرنا چاہے کہ وہ کس باب میں ہے تو سخت جدوجہد اور تلاش وجستجو کے بعد ہی مطلوبہ حدیث معلوم کر سکتا ہے۔

اس قسم کے تکرار سے امام بخاریؒ کا مقصد تو یہ تھا کہ اس طرح حدیث کی شہرت اور طریق روایت کی کثرت کا ذکر کیا جائے لیکن اس مجموعۂ حدیث کا مقصد یہ ہے کہ اصل حدیث سے واقفیت حاصل ہو کیونکہ اس کی جملہ احادیث کی صحت کا حال تو سب ہی جانتے ہیں کہ یہ سب بالکل صحیح احادیث ہیں

امام نوویؒ شرح مسلم کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام بخاریؒ ایک حدیث کے مختلف طریق روایت کو متفرق اور بہت ہی بعید الربط ابواب میں ذکر کرتے ہیں جس کی وجہ سے اکثر اوقات ان کی بابت یہ خیال تک نہیں ہوتا کہ ان کا وہاں پر ذکر کرنا مناسب ہوگا۔

اسی لئے مطلوبہ حدیث کے تمام طریقِ روایت کا معلوم کرنا اور حدیث کا تلاش کرنا سخت مشکل ہو جاتا ہے اور متاخرین میں سے بعض حفاظِ حدیث سے اس طرح غلطی ہو چکی ہے اور بعض اَحادیث جو متفرق ابواب میں درج تھیں لیکن ان کی طرف ذہن نہیں پہنچا تو انہوں نے اس حدیث کی بخاری میں موجودگی سے ہی انکار کر دیا۔

التجرید الصریح کی خصوصیات

۱۔ اسی لئے میری خواہش ہوئی کہ میں الجامع الصحیح کی تمام احادیث بغیر تکرار اور اسانید کو حذف کر کے جمع کروں۔ تاکہ مطلوبہ حدیث بغیر کسی دشواری کے بآسانی مل جائے۔

۲۔ اس لئے میں ہر مکرر حدیث کو ایک جگہ بیان کرتا ہوں۔ لیکن اگر کسی دوسری جگہ اس روایت میں کوئی مفید اضافہ ہو تو میں صرف اضافہ کا ذکر کر دیتا ہوں۔

۳۔ اور کہیں پہلے کوئی حدیث مختصر ذکر ہوئی ہے اور بعد میں کہیں اس کی زیادہ تفصیل ہے تو اضافی فائدہ کیلئے میں دوسری روایت نقل کر دیتا ہوں۔

۴۔ اور میں نے اس کتاب میں صرف متصل احادیث ذکر کی ہیں مقطوع اور معلق کو ترک کر دیا ہے۔

۵۔ اسی طرح صحابہ اور ان کے بعد کے لوگوں کے اخبار کہ جن کا احادیث سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ذکر ہے۔ اس لئے میں نے اُن کو بیان نہیں کیا۔ جیسے حضرت ابوبکرؓ وعمرؓ کا سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف جانا اور وہاں کی گفتگو۔ حضرت عمرؓ کی

شہادت ان کی اپنے بیٹے کی نصیحت یا عثمانؓ کی بیعت کا قصہ وغیرہ وغیرہ۔

۶۔ میں نے ہر حدیث میں صرف اُسی صحابی کا نام ذکر کیا ہے جس نے یہ حدیث روایت کی ہے تا کہ پہلی ہی نظر میں حدیث کے راوی کا نام معلوم ہو جائے۔

۷۔ اور راوی کے نام میں انہی الفاظ کا التزام کیا ہے جو بخاریؒ نے ذکر کئے ہیں۔ جیسے بخاری کبھی کہتے ہیں عن عائشہؓ، عن ابن عباسؓ، عن عبداللہ اور کبھی کہتے ہیں عن ابن عمرؓ، اور کبھی عبداللہ ابن عمر۔ کبھی کہتے ہیں عن انسؓ اور کبھی کہتے ہیں عن انس ابن مالک تو اس میں میں نے پوری متابعت کی ہے۔ اگر کسی جگہ اس میں اختلاف نظر آئے تو یہ اختلاف نسخ سمجھا جائے۔

خدا کے فضل سے مجھے متعدد مشائخ سے کئی متصل اسانید حاصل ہیں۔ ان میں سے ایک سند تو (پہلی سند) ۸۱۴ھ میں دار الخلافہ تعزین میں علامہ نفیس الدین ابوالربیع۔ سلیمان بن ابراہیم علوی سے بخاری کے بعض حصے پڑھ کر اور اکثر سن کر اور باقی حصے کی اجازت لے کر حاصل کیا۔ اور علامہ نے اس کی سند بطور اجازت حاصل فرمائی۔ اور جنہوں نے اپنے استاذ شرف المحدثین موسیٰ بن موسیٰ علی دمشقی معروف بہ غزولی سے مکمل پڑھ کر اور علامہ کے والد کو شیخ ابوالعباس احمد بن ابو طالب حجاّر سے قولاً اس کی اجازت ہے اور ان کے استاد کو سماعاً۔

(دوسری سند) مجھ کو امام ابوالفتح محمد بن امام زین الدین ابی بکر بن حسین مدنی عثمانی سے اکثر حصے کی سماعاً اور باقی تمام حصے کی بطریق اجازت حاصل ہے اور اسی طرح شیخ امام شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد جزری دمشقی سے اور قاضی علامہ حافظ تقی الدین محمد ابن احمد فاسی قاضی مالکی سے بطور اجازت سند حاصل ہے۔

اور ان تینوں حضرات کو شیخ المحدثین ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن صدیق دمشقی المعروف بہ ابن الرسام سے اور ان کو ابوالعباس حجاّر سے اور اُنھیں امام زین الدین ابوبکر بن حسین مدنی مراغی اور قاضی القضاۃ مجد الدین محمد بن یعقوب شیرازی سے اور ان دونوں کو ابوالعباس حجاّر سے اور اُنہیں شیخ احمد بن عبداللطیف زبیدی سے اور اُنھیں شیخ ابوالوقت عبدالاول بن عیسیٰ بن شعیب ہردی صوفی سے اور اُنہیں شیخ عبدالرحمٰن بن محمد مظفر داؤدی سے اور ان کو امام ابو محمد بن عبداللہ بن احمد بن حمویہ سرخس سے اور ان کو شیخ محمد بن یوسف فدہری سے اور ان کو شیخ امام کبیر شیخ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بخاری رحمۃ اللہ علیہم اجمعین سے۔

ان کے علاوہ بھی متعدد اسانید ہیں جو حضرت امام بخاری تک پہنچتی ہیں۔ لیکن میں نے صرف مشہور اور عالی سند کا ذکر کیا ہے اور میں اس کتاب کا نام ''التجرید الصریح لاحادیث الجامع الصحیح'' رکھتا ہوں۔ اب خدا تعالیٰ سے التجا ہے کہ عوام و خواص کو اس سے عظیم نفع پہنچائے اور محض اپنی رضا کیلئے قبول فرمائے اور ہمارے آقا سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمارے تمام مقاصد پورے اور اعمال کی اصلاح فرمائے، آمین۔

محدث اعظم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات زندگی

پیدائش ۱۹۴ھ......وفات ۲۵۶ھ

نام ونسب مقام وتاریخ پیدائش وتعلیم وتربیت

آپ کا نام نامی واسم گرامی ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بردزبہ الجعفی البخاری ہے۔۱۳رشوال ۱۹۴ھ میں علوم اسلامی کے مشہور مرکز بمقام بخارا پیدا ہوئے۔

آنکھ کھلنے سے پہلے ہی سایۂ پدری سر سے اُٹھ چکا تھا۔ والدہ محترمہ کے زیر تربیت محلّہ کے مکتب میں ضروری تعلیم حاصل کی۔اپنے غیر معمولی حافظہ کی بدولت نو سال کی عمر میں پورا قرآن پاک حفظ کر چکے تھے۔اور دسویں سال فن حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور سولہویں سال تک آپ فن حدیث میں بہترین قابلیت پیدا کر چکے تھے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ جب دین ودنیا یہ دونوں فن حدیث سے حاصل ہوتے تھے۔ بڑے بڑے سرکاری عہدے اور دنیاوی وجاہت علماءِ حدیث ہی کو ملتی تھیں۔لیکن امام بخاریؒ ابتداء ہی سے عابدوزاہد متقی وپرہیز گار تھے۔اس لئے بغیر کسی لالچ کے خدمتِ حدیث ہی میں مصروف رہے۔وہ کبھی تقربِ دربار یا دنیاوی جاہ وعزت کے جھمیلوں میں نہیں پڑے۔

سفر حج تحصیلِ علم اور وفات

۲۱۰ھ میں اپنے بھائی اور والدہ محترمہ کے ساتھ حج کیلئے حرمین شریفین تشریف لے گئے،آپ کے بھائی اور والدہ تو حج سے فارغ ہو کر واپس وطن تشریف لے آئے۔لیکن حضرت امام بخاریؒ کو وہ سرزمین ایسی بھائی کہ بس وہیں مقیم ہوگئے اور حجاز،یمن،شام،عراق اور دیگر اسلامی مراکز میں رہ کر علم حدیث حاصل کیا۔اور اس میں ایسا کمال پیدا کیا کہ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے محدث تسلیم کئے گئے اور آج امتِ مسلمہ میں کون ایسا ہے جو حضرت امام بخاریؒ کی جلالتِ شان سے واقف نہیں۔

امام ترمذی جیسے ایک لاکھ سے زیادہ طلباء نے آپ سے علم حدیث حاصل کیا اور اپنے زمانہ کے عظیم محدث کہلائے۔اس دوران میں آپ نے اپنے وطن آمدورفت قائم رکھی۔ایک مرتبہ حاکم صوبہ نے آپ کو بلا کر کہا کہ آپ میرے بیٹوں کو حدیث کا علم پڑھائیں۔لیکن جس وقت میرے لڑکے آپ کے پاس آئیں آپ دوسرے طلبہ کو اپنے پاس نہ آنے دیں۔یا آپ لڑکوں کو ہمارے مکان پر آکر درس حدیث دیا کریں۔لیکن آپ نے صاف انکار فرمادیا اور کہا کہ یہ علم پیغمبر کی میراث ہے میں اس کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا۔اس میں ساری امت شریک ہے۔جس کو غرض ہو میری مجلس میں آکر علم حاصل کرے۔اس جواب سے حاکم ناراض ہوگیا اور آپ کو بخارا سے نکال دیا۔آپ سمرقند وبخارا کے درمیان مقام خرتنک میں تشریف لے آئے اور چند روز کے بعد آپ نے نماز تہجد کے بعد دعا کی کہ اے رب العالمین یہ تیری زمین مجھ پر تنگ ہوگئی ہے بس اب تو مجھے اپنے پاس بلالے۔اس دعا کے کچھ روز بعد ہی شب عیدالفطر ۲۵۶ھ میں اسی مقام پر باسٹھ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

آپ کی مشہور زمانہ تصانیف

امام بخاریؒ کی تصانیف تو بہت ہیں۔چند مشہور کتب جن کے نام معلوم ہوسکے وہ یہاں درج کی جارہی ہیں۔

(۱) آپ کی سب سے زیادہ مشہور اور عظیم کتاب تو الجامع الصحیح ہے جس کو آپ نے سولہ یا اٹھارہ سال کی مدت میں انتہائی جدوجہد اور محنت و تحقیق سے تالیف فرمایا اور جس میں آپ نے ۷۲۷۱ حدیثیں بسند صحیح درج کی ہیں حضرت امام بخاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب الجامع الصحیح

میں ہر ایک حدیث لکھنے کیلئے یہ اہتمام کیا ہے کہ ہر حدیث لکھنے سے قبل غسل کیا اور دو رکعت نماز ادا کی اور اسی طرح تمام احادیث لکھی گئی ہیں۔ جس کو آج ہم صحیح بخاری شریف کے نام سے جانتے ہیں اور یہ وہی کتاب ہے جس کو کلام اللہ کے بعد افضل ترین کتاب ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس کتاب کے تقریباً ایک سو سے زائد ترجمے اور شرحیں مختلف زبانوں میں ہو چکی ہیں۔ امام صاحبؒ کی چند دیگر تصانیف یہ ہیں:

۲۔ الادب المفرد	۸۔ رفع الیدین فی الصلوٰۃ	۱۴۔ الاشربہ	۲۰۔ کتاب الکنی
۳۔ التاریخ الکبیر	۹۔ القراٰۃ خلف الامام	۱۵۔ کتاب الھبہ	۲۱۔ کتاب الفواد
۴۔ التاریخ الاوسط	۱۰۔ برّ الوالدین	۱۶۔ اسامی الصحابہ	۲۲۔ کتاب الشواہد
۵۔ التاریخ الصغیر	۱۱۔ الجامع الکبیر	۱۷۔ الوُحدان	۲۳۔ قضایا الصحابہ والتابعین
۶۔ خلق افعال العباد	۱۲۔ المسند الکبیر	۱۸۔ المبسوط	۲۴۔ کتاب المناقب
۷۔ کتاب الضعفاء	۱۳۔ التفسیر الکبیر	۱۹۔ العلل	۲۵۔ کتاب الرّقاق

ان تصانیف میں سے صحیح بخاری اور الادب المفرد کے اردو زبان میں تراجم شائع ہو چکے ہیں ممکن ہے بعض دوسری تصانیف کے اردو تراجم بھی شائع ہوئے ہوں۔ واللہ اعلم۔

بندہ محمد رضی عثمانی

مدیر دارالاشاعت کراچی

۲۰/ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ

تذکرۂ صحابہ یعنی مختصر حالات راویان تجرید البخاری

بترتیب حروف تہجی

۱۔ ابوامامۃ الباہلی صُدَیؓ بن عجلان باہلی...... آپ ابتداً مصر میں تھے، پھر حمص آ گئے آپ نے کثرت سے احادیث روایت کی ہیں جو اہل شام نے جمع کیں اور بہت سے لوگوں نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے ۸۶ھ میں ۹۱ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ اور حمص میں دفن ہوئے۔

۲۔ ابوامامہ انصاریؓ...... آپ کا نام سعد بن سہیل بن حنیف انصاری اوسی ہے۔ لیکن کنیت سے ہی مشہور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے دو برس قبل پیدا ہوئے۔ اسی لئے آپؓ نے آنحضرت سے کوئی حدیث نہیں سنی اپنے والد ابوسعید خدری سے سند حدیث حاصل کی اور خود ان سے اورلوگوں نے حاصل کی ۱۰۰ھ میں ۹۲ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

۳۔ ابوایوب انصاریؓ...... آپ کا نام خالد بن زید انصاری ہے لیکن ابوایوب کے نام سے مشہور ہوئے تمام جہادوں اور جنگوں میں شریک رہے۔ قسطنطنیہ کے جہاد میں یزید بن معاویہؓ کے ساتھ شریک تھے۔ سخت بیماری کی وجہ سے ۵۱ھ میں انتقال ہوا۔ اور فصیل قسطنطنیہ کے نیچے آپ کا مزار ہے۔ ان سے اکثر لوگوں نے حدیث کی روایت کی ہے۔

۴۔ ابوبکر صدیقؓ...... آپ کا اسم گرامی عبداللہ بن عثمان ابوقحافہ ہے۔ نسب آپ کا ساتویں پشت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے۔ آپ کو عتیق بھی کہا جاتا ہے آپ تمام موقعوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے اور کبھی جدا نہیں ہوئے مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ آپ کا گورا رنگ جسم لاغر، اُبھری ہوئی پیشانی اور خضاب لگاتے تھے۔ آپ کی پیدائش واقعۂ فیل سے ڈھائی سال قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی اور انتقال منگل کی شب ۲۲ / جمادی الاوّل ۱۳ھ کو ۶۶ سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں ہوا۔ ان کی زوجہ نے وصیت کے مطابق ان کو غسل دیا اور حضرت عمر فاروق نے نماز پڑھائی اور روضۂ نبوی میں آنحضرت ﷺ کے قریب دفن ہوئے۔ آپ کی خلافت کی مدت دو سال چار ماہ ہے۔

اکثر صحابہ وتابعین نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام انسانوں میں افضل اور آپ کی شان میں متعدد آیات قرآن اور کثیر احادیثِ نبوی وارد ہوئی ہیں۔ جن سے آپ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

۵۔ ابوبکر بن نفیع بن حارث...... حارث بن کلاہ ثقفی کے غلام تھے۔ غزوۂ طائف کے موقعہ پر مسلمان ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابوبکرہ رکھی اور ان کو آزاد کر دیا تھا۔ پھر انہوں نے بصرہ میں سکونت اختیار کی اور وہیں پر ۴۹ھ میں انتقال فرمایا بہت سے لوگوں نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے۔

۶۔ ابوبشیر قیس بن عبید انصاری...... ان کا نام صحیح طور پر معلوم نہیں ہے۔ آپ کی کافی طویل عمر ہوئی اور واقعہ حرہ کے کافی عرصہ بعد بہت سے لوگوں نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے۔

۷۔ ابوبردہؓ ہانی بن نیار...... بیعت عقبہ ثانیہ میں ستر آدمیوں کے ساتھ تھے۔ غزوۂ بدر اور تمام غزوات میں شریک رہے اور حضرت علیؓ کے زمانہ میں اُن کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی اور حضرت معاویہؓ کے شروع زمانہ میں وفات پائی۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ آپ براابن عازب کے چچا ہیں اور ان سے براؓبن عازبؓ اور جابرؓ نے روایت کی ہے۔

۸۔ ابوحذیفہؓ بن عتبہ بن ربیعہ...... ان کا نام مہشم، ہشیم یا ہاشم بتایا جاتا ہے یہ بدر واُحد اور تمام جہادوں میں شریک ہوئے۔ جنگ عامہ میں ۵۳ سال کی عمر میں شہید ہوئے۔

۹۔ حُمید عبدالرحمٰن بن سعد انصاریؓ...... کنیت سے مشہور ہیں۔ بہت سے لوگوں نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے حضرت معاویہؓ کے آخر زمانہ میں انتقال ہوا۔

۱۰۔ ابودرداءؓ...... نام عویمر بن عامر انصاری لیکن کنیت سے مشہور ہیں۔ ان کی بیٹی کا نام درداء تھا۔ اپنے گھر میں سے سب سے آخر میں

مسلمان ہوئے۔ بڑے عاقل ودانا اور حکیم شخص تھے۔ شام میں رہے اور ۳۲ھ کو دمشق میں انتقال فرمایا۔

۱۱۔ابوذر غفاریؓ...... نام جندب بن جنادہ اسلام لانے میں آپ کا پانچواں نمبر ہے۔ اور مشہور عابد وزاہد مہاجر صحابہ میں سے ہیں۔ غزوۂ خندق کے بعد مدینہ طیبہ حاضر ہوئے اور پھر وہیں رہ پڑے حضرت عثمان کے زمانہ میں مدینہ کے قریب مقام ربزہ منتقل ہو گئے اور وہیں پر وفات پائی۔ اکثر صحابہ وتابعین نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے۔

۱۲۔ابوسفیان بن صخر بن حرب قریشی...... حضرت امیر معاویہؓ کے والد اور عام الفیل سے دس سال قبل پیدا ہوئے۔ ایام جاہلیت میں قریش کے بڑے اور ذی اثر سردار تھے۔ فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے۔ غزوۂ حنین میں شرکت کی۔ غزوۂ طائف میں ایک آنکھ اور یرموک میں دوسری آنکھ جاتی رہنے سے نابینا ہو گئے تھے، ۳۴ھ میں مدینہ طیبہ میں انتقال ہوا اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ان سے روایت کی ہے۔

۱۳۔ابوسیفؓ القیس...... نام برا ٔ بن اوس انصاری لیکن کنیت سے مشہور ہیں آنحضرت ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کے دودھ شریک بھائی ہیں۔

۱۴۔ابوسعید بن مالک انصاری خدری...... کنیت سے ہی مشہور ہوئے۔ آپ بہت بڑے عالم وفاضل اور کثرت سے حدیث بیان فرماتے تھے۔ بہت سے صحابہ وتابعین نے ان سے روایت کی ہے۔ ۸۴ سال کی عمر میں ۷۴ھ میں انتقال ہوا۔ اور جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

۱۵۔ابوشریحؓ خویلد بن عمر کعبی عدوی...... فتح مکہ سے قبل مسلمان ہوئے۔ کنیت سے ہی مشہور ہیں حجاز میں بڑی عزت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ سے بہت لوگوں نے حدیث کی روایت کی ہے۔ ۶۷ھ کو مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا۔

۱۶۔ابوطلحہ زید بن سہل انصاری بخاری...... کنیت سے ہی مشہور ہیں اور انسؓ بن مالک کی والدہ کے دوسرے شوہر ہیں آپ بہترین تیر انداز تھے بیعت عقبہ کے ستر آدمیوں میں شامل ہیں۔ بدر واُحد اور دوسرے غزوات میں شریک رہے۔ بہت سے صحابہ نے آپ سے روایت کی ہے ستتر سال کی عمر میں ۳۱ھ میں سمندر میں وفات پائی اور بصرہ کے قریب جزیرہ میں دفن ہوئے۔

۱۷۔ابوقتادہ حارث بن ربعی انصاری...... آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سواروں میں سے تھے اور تمام مواقع میں شریک رہے۔ وفات مدینہ طیبہ میں ۵۴ھ میں ہوئی۔ بعض کا خیال ہے کہ ستر (۷۰) برس کی عمر میں حضرت علیؓ کے زمانہ میں کوفہ میں انتقال ہوا۔

۱۸۔ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری...... آپ بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک تھے۔ غزوۂ بدر کی شمولیت میں سخت اختلاف ہے۔ آخر میں کوفہ چلے گئے اور حضرت علیؓ کے عہد خلافت ۴۱، ۴۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ آپ کے لڑکے بشیر اور دوسرے لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے۔

۱۹۔ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری...... آپ مکہ مکرمہ میں مسلمان ہوئے پھر ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے پھر وہاں سے اہل سفینہ کے ساتھ روانہ ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ خیبر میں تھے۔ حضرت عمرؓ نے ۲۰ھ میں ان کو بصرہ کا حاکم بنایا اور آپ نے اہوانہ فتح کیا تھا۔ حضرت عثمان کی شروع خلافت تک اسی عہدے پر رہے۔ بعد میں ان کا تبادلہ کوفہ میں ہوا اور حضرت عثمان کی شہادت تک وہیں رہے۔ پھر شہادت عثمان کے بعد مکہ واپس آئے اور ۵۲ھ میں وہیں انتقال فرمایا۔

۲۰۔ابومالک کعب بن عاصم اشعری...... آپ کا نام اسی طرح امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے۔ ابن المدینی کا خیال ہے کہ ابومالک ہی صحیح ہے۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت حدیث کی ہے۔ عہد خلافت حضرت عمرؓ میں آپ کا انتقال ہوا۔

۲۱۔ابوہریرہؓ...... آپ کے اصل نام میں بڑا اختلاف ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ زمانہء جاہلیت میں عبدشمس یا عبدعمر نام تھا، اسلام لانے کے بعد عبداللہ یا عبدالرحمٰن نام رکھا گیا۔ لیکن کنیت ایسی مشہور ہوئی کہ گویا بس یہی نام تھا اور یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے دیا تھا کہ آپ ہر وقت اپنے ساتھ بلی لئے رہتے تھے۔ جنگ خیبر کے سال اسلام لائے اور غزوۂ خیبر میں شریک جہاد ہوئے۔ اور اس کے بعد سے تو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے وابستہ ہوئے کہ اکثر اوقات ساتھ رہ کر علم حاصل کرتے رہے اور یہی وجہ ہے کہ تمام صحابہ سے زیادہ آپ حافظ حدیث تھے اور آپ کے حافظہ کے لئے آنحضرت نے دعا فرمائی تھی۔ امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ آٹھ سو سے زیادہ صحابہ و تابعین نے حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث روایت کی ہے آپ نے اٹھتر (۷۸) سال کی عمر میں ۵۷، ۵۸ یا ۵۹ ھ میں مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا۔

۲۲۔ ابوجحیفہؓ...... نام وہب بن عبداللہ عامری ہے۔ صغار صحابہ میں ہیں اور کوفہ میں رہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت یہ نابالغ تھے۔ لیکن انہوں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنی اور روایت کی ہے۔ بہت سے صحابہؓ نے ان سے روایت کی ہے ۷۴ھ کوفہ میں انتقال ہوا۔

۲۳۔ ابو واقد حارث بن عوف لیثی ...... آپ قدیم الاسلام اور اہل مدینہ میں شامل ہیں آخر میں مکہ معظمہ میں ایک سال مقیم رہے اور پچھتّر (۷۵) سال کی عمر میں ۶۸ ھ میں وہیں انتقال فرمایا۔ مقام فخ یا فلیخ میں مدفون ہیں۔

۲۴۔ ابوجہیمؓ...... نام عبداللہ یا عبداللہ بن حارث بن صمہ انصاری ہے۔

۲۵۔ ابوعبس عبدالرحمن بن جبیر انصاریؓ...... کنیت سے مشہور ہوئے۔ غزوۂ بدر میں شریک رہے عام طور پر رافع بن ضریح نے ان سے روایت کی ہے۔ ۷۰ سال کی عمر میں ۳۴ ھ کو مدینہ طیبہ میں انتقال ہوا اور بقیع میں دفن ہیں۔

۲۶۔ اُسامہ بن زید بن حارثہ القضاعی ...... ان کی والدہ کا نام برکہ اور کنیت امّ ایمن تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ کی آزاد کردہ کنیز تھیں، ان کے بیٹے اسامہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے وقت ان کی عمر بیس سال تھی۔ ابن عبدالبر کا قول ہے کہ ۵۴ ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

۲۷۔ انسؓ بن مالک بن نضر ...... کنیت ابوحمزہ خزرجی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم خاص ہیں والدہ کا نام امّ سلیم بنت سلمان ہے۔ ہجرت مدینہ کے وقت یہ دس سال کے تھے۔ عہد فاروقی میں بصرہ گئے اور آخر تک وہیں رہے اور تمام صحابہ کے بعد ۹۱ ھ میں وفات پائی۔ عمر نوے سال یا ایک سو تین سال ہوئی آپ کثیر الاولاد تھے اور اکثر صحابہ نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔

۲۸۔ اُبی بن کعبؓ انصاری خزرجی ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی اور ان چھ اصحاب میں ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں پورا قرآن حفظ کیا تھا۔ آپ قرآن کے زبردست عالم اور بڑے فقیہ تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں مدینہ میں فتویٰ دیتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابوالمنذر اور حضرت عمر کی ابوالطفیل تجویز فرمائی اور اُبی کو سید الانصار اور حضرت عمرؓ کو سید المسلمین کا خطاب دیا تھا۔ ابیؓ سے اکثر لوگوں نے روایت کی ہے۔ ۱۹ ھ میں مدینہ طیبہ میں انتقال فرمایا۔

۲۹۔ اُسیدؓ بن حضیر انصاری اوسی ...... بیعت عقبہ ثانیہ میں شامل تھے، اُسی رات کو نقیب مقرر ہوئے تھے۔ غزوۂ بدر اور اس کے بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ بہت سے صحابہ نے ان سے روایت کی ہے ۲۰ ھ کو مدینہ میں انتقال ہوا۔

۳۰۔ اشعث بن قیس بن معدی کرب ...... کنیت ابومحمد کندی ہے اور بنی کندہ کے بااثر رؤسا میں تھے۔ ۱۰ ھ میں بنی کندہ کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ مرتد ہو گئے لیکن صدیق اکبر نے اپنے عہد میں جو مجاہدانہ کوششیں کیں تو اشعث پھر مسلمان ہو گئے اور کوفہ میں مقیم رہے ۴۰ ھ میں وہیں انتقال ہوا۔ حضرت حسنؓ بن علی المرتضیٰؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ان سے بہت لوگوں نے روایت کی ہے۔

۳۱۔ العلا الحضرمیؓ...... نام عبداللہ اور حضرموت کے رہنے والے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بحرین کا عامل مقرر کیا۔ پھر صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ نے بھی اس عہدہ پر قائم رکھا۔ ۱۴ ھ میں انتقال ہوا سائب نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے۔

۳۲۔ امّ سلمہؓ امّ المومنین ...... نام ہند بنت اُمیہ پہلے ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں اُن کے انتقال کے بعد ۳، ۴ ھ میں آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم نے نکاح فرمایا تھا۔حضرت امّ سلمہ نے چوراسی (۸۴) سال کی عمر میں ۵۹ھ میں انتقال فرمایا اور بقیع میں دفن ہیں۔ان سے ابن عباسؓ حضرت عائشہؓ اور زینب وغیرہ نے حدیث کی روایت کی ہے۔

۳۳۔امّ حبیبہؓ امّ المؤمنین...... آپ کا نام رملہ بنت سفیان ہے اور ان کی والدہ حضرت عثمانؓ کی پھوپھی تھیں ایک روایت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حبشہ میں ان سے نکاح کیا تھا اور ان کا مہر چار سو یا چار ہزار دینار نجاشی نے طے کیا تھا اور بعد میں آنحضرت نے ان کو وہاں سے بلایا تھا اور بعض روایات یہ ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مدینہ میں نکاح فرمایا تھا۔اور حضرت عثمان نے نکاح باندھا تھا۔حضرت امّ حبیبہ نے ۴۴ھ میں انتقال فرمایا۔اکثر صحابہ نے اُن سے روایت کی ہے۔

۳۴۔اسماء بنت ابوبکر صدیقؓ......ذات النطاقین لقب۔اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دس سال بڑی ان کی بہن ہیں اور حضرت عبداللہ ابن زبیر کی والدہ ہیں۔ابتداء میں ہی سلام لائی تھیں لیکن بعض کا خیال ہے کہ سترہ لوگوں کے بعد اسلام لائیں تھیں۔عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے دس یا بیس دن بعد ایک سو سال کی عمر میں ۷۳ھ میں انتقال فرمایا۔بیشتر صحابہ نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے۔

۳۵۔امّ قیسؓ بنت محصن اسدیہ......ابتداء میں ہی مکہ میں اسلام لائیں۔اور عکاشہ کی ہمشیرہ ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوئیں۔اور مدینہ ہجرت کی تھی۔

۳۶۔امّ الفضل لبابہ بنت حارث عامریہ......امّ المؤمنین حضرت میمونہؓ کی ہمشیرہ اور حضرت عباس بن مطلب کی بیوی ہیں۔روایت ہے کہ حضرت خدیجہؓ کے بعد یہی عورت مسلمان ہوئیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت احادیث روایت کی ہیں۔

۳۷۔امّ ہانیؓ......نام فاطمہ بنت ابی طالب حضرت علی المرتضیٰ کی بہن ہیں۔ہبیرہ بن ابی ذہب کے نکاح میں تھیں۔امّ ہانی سے حضرت علیؓ ابن عباسؓ اور دوسرے صحابہ نے روایت کی ہے۔

۳۸۔امّ شریکؓ انصاریہ......ان کا ذکر فاطمہ بنت قیس نے کتاب العدۃ میں کیا ہے کہ آنحضرت نے اُن کو حکم دیا تھا کہ تم امّ شریک کے گھر میں عدّت کرلو۔بعض روایات میں ہے کہ امّ شریک عقبہ کی زوجہ تھیں۔

۳۹۔امّ عطیہ نسیبہ بنت کعب.....انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی۔اور بہت بزرگ خاتون تھیں اکثر غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہ کر بیمار اور زخمیوں کی تیمارداری کی۔بہت سے اصحاب نے ان سے روایت کی ہے۔

۴۰۔امّ العلاءؓ انصاریہ......اہل مدینہ ان کی حدیث معتبر مانتے ہیں ان کے بیٹے خارجہ بن زید نے ان سے روایت کی۔

۴۱۔احرامؓ بنت ملحان بن خالد نجاریہ......امّ سلیم کی بہن ہیں مسلمان ہونے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئیں اور آنحضرت دوپہر کو اکثر ان کے گھر آرام فرماتے تھے۔حضرت عثمان کے عہد میں روم کے جہاد میں شریک تھیں وہیں انتقال ہوا۔قبرس میں مدفون ہوئیں۔ان کے بھانجے انس بن مالک اور خاوند عبادہ نے ان سے روایت کی ہے۔

۴۲۔امّ کلثومؓ بنت عقبہ بن ابی معیط......مکہ میں اسلام لائیں۔پھر پیدل ہجرت کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور مدینہ میں زید بن حارثہ، زبیر بن العوام، عبدالرحمٰن بن عوف اور عمرو بن عاص کے نکاح میں رہیں اور وہیں وفات پائی اور حضرت عثمان کی رشتہ کی بہن بھی ہیں۔امّ کلثوم کے بیٹے حمید نے ان سے روایت کی۔

۴۳۔امّ خالدؓ بن سعید بن عاص امویہ......کنیت سے مشہور ہیں۔حبشہ میں پیدا ہوئیں اور بچپن میں ہی والدین کے ساتھ مدینہ طیبہ آ گئی تھیں۔اور زبیر بن العوام نے ان سے شادی کی۔اکثر صحابہ نے ان سے روایت کی ہے۔

۴۴۔براءؓ بن عازب ابوعمارہ انصاری......آپ نے کوفہ شہر ۲۴ھ میں فتح کیا۔اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ جنگ جمل وصفین و نہروان میں شریک رہے۔مصعب کے زمانہ میں کوفہ میں انتقال ہوا۔اکثر اصحاب نے ان سے روایت کی۔

۴۵۔ بریدہؓ بن حصیب اسلمی......غزوۂ بدر سے قبل مسلمان ہوئے لیکن بدر میں شریک نہ تھے۔ بیعت رضوان میں موجود تھے۔ اصلاً مدینہ کے تھے پھر بصرہ گئے وہاں سے خراسان کے جہاد میں شریک ہوئے اور وہیں ۶۲ھ میں شہر برز میں یزید بن معاویہ کے زمانہ میں انتقال ہوا۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

۴۶۔ ثابتؓ بن ضحاک......کنیت ابوزید انصاری خزرجی۔ کم سنی میں بیعت رضوان میں شریک تھے۔ فتنہ ابن زبیر کے زمانہ میں وفات پائی۔

۴۷۔ جویریہؓ بنت حارث امّ المؤمنین......آپ کا نام برّہ تھا جس کو بدل کر آنحضرت نے جویریہ رکھا تھا۔ غزوۂ مریسیع میں قید ہو کر آئی تھیں اور ثابت بن قیس کے حصہ میں آئیں انہوں نے مکاتبت کر لی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر کے ان سے نکاح فرمایا۔ پینسٹھ سال کی عمر میں ۵۶ھ کو انتقال فرمایا۔ ابن عباس ابن عمر اور جابر نے ان سے روایت کی ہے۔

۴۸۔ جابرؓ بن عبداللہ......کنیت ابوعبداللہ انصاری سلمی۔ مشہور صحابی ہیں اور غزوۂ بدر کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اٹھارہ غزوات میں شریک ہوئے۔ آخر میں شام و مصر گئے تھے آخر عمر میں بصارت ختم ہوگئی۔ چورانوے (۹۴) سال کی عمر میں ۷۴ھ کو انتقال فرمایا۔ آپ سے بہت کثرت سے احادیث روایت کی گئی ہیں۔

۴۹۔ جریرؓ بن عبداللہ......کنیت ابوعمرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے چالیس دن قبل اسلام لائے تھے پھر کوفہ چلے گئے وہاں سے قرسیسا چلے گئے۔ اور وہیں ۵۱ھ کو وفات پائی۔ اکثر اصحاب نے ان سے روایت کی ہے۔

۵۰۔ جبیرؓ بن مطعم......کنیت ابومحمد قرشی نوفلی فتح مکہ سے قبل مسلمان ہوئے اور مدینہ میں مقیم رہے۔ قریش کے نسب نام کے ماہر تھے ۵۴ھ میں مدینہ میں انتقال ہوا۔ اکثر لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

۵۱۔ حکیمؓ ابن حزام......کنیت ابوخالد قرشی۔ حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ قریش کے معزز لوگوں میں شمار ہے۔ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے۔ اور ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر میں ۵۴ھ کو مدینہ میں انتقال ہوا۔

۵۲۔ حسانؓ بن ثابت......کنیت ابوالولید انصاری۔ عرب کے نامور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص شاعر ہیں۔ نصف عمر جاہلیت میں اور نصف اسلام میں گذری ایک سو بیس (۱۲۰) سال کی عمر میں ۴۰ھ میں وفات پائی اکابر صحابہ نے ان سے روایت کی ہے۔

۵۳۔ حارثہ بن وہب خزاعیؓ......حضرت عمر فاروقؓ کے رشتہ کے بھائی کوفیوں میں شمار ہے۔ ابواسحاق نے ان سے روایت کی۔

۵۴۔ حذیفہ بن یمانؓ......کنیت ابوعبداللہ عیسیٰ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راز دار، حضرت عثمانؓ کی شہادت سے چالیس دن بعد مدائن میں ۳۵، ۳۶ھ کو وفات پائی۔ ان سے اکابر صحابہ و صدیقہ عائشہؓ نے روایت کی۔

۵۵۔ حویصہؓ بن مسعود بن کعب انصاری......محیصہ کے چھوٹے بھائی، غزوۂ احد و خندق کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے محمد بن سہل اور دوسروں نے ان سے روایت کی ہے۔

۵۶۔ حفصہؓ بنت عمرؓ (امّ المؤمنین)......آپ کی والدہ زینب بنت مظعون تھیں۔ پہلے یہ خنیس بن حذافہ سہمی کے نکاح میں تھیں ان کے ہمراہ غزوۂ بدر کے بعد ہجرت کر کے مدینہ آئیں شوہر کا انتقال ہوگیا تو حضرت عمر نے ابوبکرؓ اور عثمانؓ سے ان کی بابت کہا لیکن وہ خاموش رہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود ۳ھ میں نکاح میں قبول فرمایا۔ ساٹھ سال کی عمر میں ۴۵ھ کو انتقال فرمایا۔ اکثر اصحاب نے ان سے روایت کی ہے۔

۵۷۔ خبابؓ بن ارت......کنیت ابوعبداللہ تمیمی، جاہلیت میں غلام تھے پھر ابتداء میں ہی مسلمان ہوگئے اور راہ خدا میں قریش کے ہاتھوں بڑی ایذائیں برداشت کیں۔ ایک عورت نے خرید کر آزاد کیا۔ آخر میں کوفہ میں سکونت اختیار کر لی پھر تہتر سال کی عمر میں ۳۷ھ کو انتقال ہوا۔

۵۸۔ خولہؓ بنت حکیم......عثمان بن مظعون کی بیوی اور بڑی نیک خاتون تھیں۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی۔

۵۹۔ رافعؓ بن خدیج...... کنیت ابوعبداللہ حارثی انصاری، غزوۂ احد میں ان کو تیر لگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کو میں تمہارا گواہ بنوں گا۔ چھیاسی سال عمر میں ۷۳ھ کو اسی زخم سے انتقال ہوا۔

۶۰۔ رافع بن مکیث جہنی...... واقعہ حدیبیہ میں موجود تھے۔ ان کے بیٹوں بلال و حارث نے اُن سے روایت کی۔

۶۱۔ رفاعہ بن رافع...... کنیت ابومعاذ زرقی انصاری۔ بدر و اُحد اور تمام غزوات میں شریک تھے۔ اور حضرت علیؓ کے ساتھ جمل و صفین میں بھی شریک ہوئے حضرت معاویہؓ کے زمانہ میں انتقال ہوا۔

۶۲۔ ربیعؓ بنت مسعود...... آپ بڑی بزرگ انصاریہ صحابیہ ہیں۔ آپ کی حدیث اہل مدینہ و بصرہ کے پاس محفوظ ہے۔

۶۳۔ زیدؓ بن خالد جہنی...... کوفہ میں رہے اور پچاس سالہ عمر میں وہیں ۷۸ھ میں وفات پائی۔ عطا بن یسار نے ان سے روایت کی ہے۔

۶۴۔ زیدؓ بن ارقم...... کنیت ابوعمر خزرجی، کوفہ میں رہے ۶۶ھ میں وہیں وفات ہوئی اکثر اصحاب نے ان سے روایت کی۔

۶۵۔ زبیر بن عوام اور ابوعبداللہ قرشی...... ان کی والدہ صفیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ ابتداء میں ہی سولہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ تمام غزوات میں شریک رہے اور غزوۂ احد میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ چونسٹھ سال کی عمر میں ۳۶ھ کو مصر میں شہید ہوئے۔ ان کے بیٹے عبداللہ و عروہ نے ان سے روایت کی۔

۶۶۔ زینبؓ بنت جحش (امّ المؤمنین)...... آپ کی والدہ اُمیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں، زید بن حارث کے نکاح میں تھیں جب انہوں نے طلاق دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ازخود نکاح کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ زینب تقویٰ و دینداری اور صدقہ و خیرات کرنے میں سب سے زیادہ تھیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیبیوں میں سب سے پہلے ۵۳ برس عمر میں ۲۰، ۲۱ھ کو مدینہ منورہ میں انہی کا انتقال ہوا۔

۶۷۔ زرارہؓ بن اوفیٰ...... ابوحاجبؓ عرشی قاضی بصرہ و ابن عباس وغیرہ اکثر صحابہ سے انہوں نے روایت کی اور قتادہ اور عوف نے ان سے روایت کی ہے۔ نماز کی امامت میں قرأت کر رہے تھے جب فاذا نقر فی الناقور پر پہنچے تو چیخ مار کر گر پڑے اور روح پرواز کر گئی۔ ولید بن عبدالملک کے زمانہ ۹۳ھ کا واقعہ ہے۔

۶۸۔ سعدؓ بن ابی وقاص...... کنیت ابواسحاق اور والد کا نام مالک بن وہب زہری قرشی ہے۔ ابتداء ہی میں مسلمان ہو گئے تھے جبکہ عمر سترہ سال تھی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں خدا کی راہ میں سب سے پہلے تیر چلانے والے ہیں۔ اور تمام غزوات میں شریک رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی بدولت بڑے مستجاب الدعوات تھے۔ سعدؓ اور زبیرؓ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا تجھ پر میرے ماں باپ فدا ہوں یہ خصوصیت صرف انہی کی ہے۔ پستہ قد اور فربہ اندام تھے، ستر برس چند مہینے کی عمر میں ۵۵ھ میں اپنے مکان پر جو مدینہ کے قریب تھا انتقال فرمایا، مروان بن حکم والی مدینہ نے نماز پڑھائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے، عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر میں انہی کا انتقال ہوا۔ حضرت عمرؓ و عثمانؓ نے ان کو کوفہ کا والی بنایا تھا۔

۶۹۔ سعیدؓ بن زید...... کنیت ابوالاعور عدوی قرشی، قدیم الاسلام اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں غزوۂ بدر کے سوا تمام مواقع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ بدر کے زمانہ میں یہ ایک اور مہم پر تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کی غنیمت میں سے ان کو حصہ دلایا تھا۔ حضرت عمرؓ جن ہمشیرہ کی وجہ سے مسلمان ہوئے تھے وہ بہن فاطمہؓ ان کے نکاح میں تھیں۔ ستر سے کچھ زیادہ برس کی عمر میں بمقام عتیق ۵۱ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔ بقیع میں مدفون ہیں۔ کثیر لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے۔

۷۰۔ سائبؓ بن زید...... کنیت ابویزید کندی ۶ھ میں پیدا ہوئے اور سات سال کی عمر میں اپنے والد کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک تھے۔ زہری اور محمد بن یوسف نے ان سے روایت کی ۸۰ھ میں انتقال ہوا۔

۷۱۔سمرہؓ بن جندب فراری...... انصار کے حلیف تھے اور اُن حفاظ حدیث میں تھے جنہوں نے کثرت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں، اور سمرہ سے اورلوگوں نے روایت کی ہیں۔ ۵۹ھ کو بصرہ میں انتقال فرمایا۔

۷۲۔سفیان بن ابی زہیر ازدی شنوی...... آپ کی احادیث اہل حجاز کے پاس محفوظ ہیں۔ ابن زبیر نے آپ سے روایت کی ہے۔

۷۳۔سلیمانؓ بن صرد...... کنیت ابوالمطرف خزاعی۔ بڑے درجہ کے عابد وزاہد تھے کوفہ میں ترانوے سال عمر میں انتقال ہوا۔

۷۴۔سلمہؓ بن اکوع...... کنیت ابومسلم اسلمی مدنی، بیعت رضوان میں شامل تھے اور زبردست بہادر اور شجاع تھے۔ اسی سال کی عمر میں ۷۴ھ کو مدینہ طیبہ میں انتقال ہوا۔

۷۵۔سلمان فارسیؓ...... کنیت ابوعبداللہ اصل وطن فارس تھا۔ یہ ایک یہودی کے غلام تھے جس نے مکاتبت کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امداد فرما کر ان کو آزاد کر دیا۔ آنحضرت نے فرمایا سلمان ہمارے اہل بیت میں سے ہیں۔ مسلمان اپنی کمائی کے سوا کچھ نہ کھاتے تھے آپ کے فضائل و مناقب بہت ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی بہت تعریف فرمائی ہے۔ ۳۵ھ میں شہر مدائن میں آپ کا انتقال ہوا۔ حضرت انسؓ وابوہریرہؓ نے آپ سے روایت کی ہے۔

۷۶۔سہلؓ بن سعد ساعدی انصاری...... کنیت ابوالعباس نام پہلے حزن تھا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سہل تجویز کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت یہ پندرہ سال کے تھے۔ اٹھاسی (۸۸) یا اکیانوے (۹۱) سال کی عمر میں تمام صحابہ کے آخر میں انتقال ہوا۔ عباسؓ زہریؓ اور ابوحازم نے آپ سے روایت کی ہے۔

۷۷۔سہلؓ بن ابی حثمہ...... کنیت محمد یا ابوعمارہ انصاری اوسی ۳ھ میں پیدا ہوئے۔ کوفہ کی سکونت اختیار کی۔ لیکن اہل مدینہ میں شمار کئے جاتے ہیں۔ وہیں آپ کا انتقال ہوا۔ مصعب بن زبیر کے زمانہ میں بہت لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

۷۸۔شداد بن اوس...... کنیت ابویعلیٰ انصاری، حضرت حسان بن ثابت کے بھتیجے، بیت المقدس میں رہے اس لئے آپ کا شمار اہل شام میں ہے۔ علم وحلم کے بلند درجہ پر تھے۔ پچھتر سال عمر میں ۵۸ھ کو شام ہی میں وفات پائی۔

۷۹۔سعدؓ بن جثامہ لیثی...... مقام ودّان اور ابوا میں رہتے تھے۔ آپ کی حدیث اہل حجاز کے پاس محفوظ ہے، عہد صدیقی میں وفات ہوئی۔

۸۰۔صفیہؓ بن حیی بن اخطب...... امّ المؤمنین یعنی زوجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ صفیہ بنی اسرائیل میں حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ پہلے کنانہ بن حقیق کی بیوی تھیں۔ محرم ۷ھ غزوۂ خیبر میں کنانہ کے قتل کے بعد قید ہو کر آئیں اور دحیہ بن حلیفہ کلبی کے حصہ میں آئیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے سات غلاموں کے عوض خرید کر آزاد کیا اور پھر اُن سے نکاح کیا اور ان کی آزادی کو مہر قرار دیا، ۵۰ھ میں وفات ہوئی۔ انسؓ وابن عمرؓ وغیرہ نے آپ سے روایت کی۔

۸۱۔صفیہ بنت شیبہ حجی...... اس میں اختلاف ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یا نہیں یمون نے آپ سے روایت کی۔

۸۲۔طلحہ بن عبید اللہ...... کنیت ابومحمد قرشی۔ قدیم الاسلام اور عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں۔ غزوہ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ بدر کے موقعہ پر یہ قریش کے لشکر کی خبر لینے گئے ہوئے تھے۔ غزوۂ اُحد میں خود زخم کھا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت فرمائی اور اپنے جسم پر چوبیس یا پچھتر زخم کھائے۔ آپ حسین اور وجیہہ آدمی تھے جنگ جمل میں چونسٹھ سال کی عمر میں جمعرات ۲/جمادی الآخر ۳۰ھ میں شہید ہوئے۔ آپ سے بہت لوگوں نے روایت کی۔

۸۳۔عبدالرحمٰنؓ بن ابی بکر صدیقؓ...... حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بھائی۔ صلح حدیبیہ کے وقت اسلام لائے۔ صدیق اکبر کی اولاد میں سب سے بڑے ہیں، ۵۳ھ میں وفات ہوئی۔ حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما نے آپ سے روایت کی ہے۔

۸۴۔عبداللہ بن ابی اوفیٰ...... غزوۂ خیبر وحدیبیہ اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے اور مدینہ میں قیام تھا۔ پھر آنحضرت صلی

اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کوفہ چلے گئے۔اور وہیں ۸۳ھ میں وفات ہوئی۔شعبی وغیرہ نے آپ سے روایت کی ہے۔

۸۵۔عبداللہ بن عدی قرشی زہری...... اہل حجاز میں شمار ہے۔آپ قدید اور عصفان کے درمیان کسی مقام پر رہتے تھے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اور محمد بن جبیرؒ نے ان سے روایت کی ہے۔

۸۶۔عبداللہ بن ابی بکر صدیقؓ......قدیم الاسلام ہیں۔غزوۂ طائف میں شریک تھے اپنے والد کے عہد خلافت ۱۱ھ میں شہید ہوئے۔

۸۷۔عبداللہ بن زبیرؓ......کنیت ابوبکر اسدی قرشی یہ کنیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نانا ابوبکر صدیقؓ کی کنیت پر رکھی تھی مہاجرین میں سب سے پہلے مسجد قبا مدینہ منورہ میں آپ کی پیدائش ہوئی۔صدیق اکبر نے اذان کہی۔پھر فوراً ہی ان کی والدہ اسماءؓ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں دیدیا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور چبا کر انکے منہ میں دی تو اس طرح ان کے پیٹ میں سب سے پہلی جو چیز پہنچی وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا لعاب مبارک تھا۔اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کیلئے دعا فرمائی ہر اعتبار سے آپ کے بے شمار فضائل ہیں۔آٹھ سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت ہوئے۔اہل حجاز یمن اور عراق وخراسان کے لوگ ان کے مطیع تھے جن کے ساتھ آپ نے آٹھ حج کئے اور ۱۷ر جمادی الثانی ۷۳ھ کو حجاج بن یوسف نے مکہ مکرمہ میں ان کو شہید کیا۔اور تین دن تک لاش کو لٹکائے رکھا۔بہت سے لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے۔

۸۸۔عبداللہؓ بن زید عاصم انصاری...... بدر میں شریک نہ تھے البتہ غزوۂ اُحد میں شریک ہوئے اور انہوں نے ہی وحشی بن حرب کے ساتھ مل کر مسیلمہ کذاب کو قتل کیا اور خود ۶۳ھ میں جنگ حرّہ میں شہید ہوئے متعدد لوگوں نے آپ سے روایت کی ہے۔

۸۹۔عبداللہؓ ابن عمر خطاب قرشی عدوی...... بچپن میں ہی اپنے والد کے ساتھ مکہ میں مسلمان ہوئے غزوۂ بدر واُحد میں کم عمری کی وجہ سے شریک نہ ہوسکے۔البتہ غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔حضرت عبداللہ بڑے پرہیز گار اور عابد وزاہد اور بڑے صاحب علم تھے۔اپنی زندگی میں ایک ہزار سے زیادہ غلام آزاد کئے۔نزولِ وحی سے ایک سال قبل پیدا ہوئے اور عبداللہ بن زبیر کی شہادت کے چند مہینے بعد ۷۳ھ میں شہید ہوئے۔ آپ کی صاف گوئی کی وجہ سے حجاج بن یوسف ان سے ناراض ہوگیا تھا جس نے ایک سازش کے ذریعہ زہر سے ان کو شہید کرادیا، عمر چوراسی یا چھیاسی سال ہوئی۔

۹۰۔عبداللہ بن عمرو بن عاص سہمی قرشی......اپنے والد سے قبل اسلام لائے تھے۔حضرت عبداللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کتابت حدیث کی اجازت لی تھی، ان کی والدہ کا قول ہے کہ وہ رات کو اندھیرے میں نماز پڑھتے اور اس قدر روتے کہ آنکھوں کی پلکیں گرگئی تھیں۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے تاریخ اور مقام وفات میں سخت اختلاف ہے۔

۹۱۔عبداللہ بن مسعودؓ......کنیت ابوعبدالرحمٰن ہزلی۔ابتداء ہی میں مشرف باسلام ہوئے چھٹے نمبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخصوص اور ہم راز صحابی ہیں۔ہجرت حبشہ غزوۂ بدر اور اس کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے جنتی ہونے کی بشارت دی اور فرمایا کہ جس چیز سے عبداللہ راضی ہیں تو میں بھی راضی اور جس چیز سے وہ ناخوش تو میں بھی ناخوش ہوں۔یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر خصائص میں مشابہ تھے لیکن ان کا قد بہت چھوٹا تھا۔حضرت عمر کے عہد میں کوفہ کے قاضی اور متولی مال رہے۔حضرت عثمان کے ابتدائی دور میں بھی وہیں رہے پھر مدینہ منورہ آگئے اور ساٹھ سال عمر میں ۳۲ھ کو وفات پائی بقیع میں دفن ہوئے۔اکابر صحابہ نے آپ سے روایت کی ہے۔

۹۲۔عبداللہؓ بن معقل...... بیعت رضوان میں شامل تھے۔پہلے مدینہ میں تھے پھر بصرہ چلے گئے۔اور ۶۰ھ میں وہیں انتقال ہوا۔حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ان سے زیادہ کوئی شریف آدمی نہ تھا حسن بصری اور دیگر تابعین نے روایت کی۔

۹۳۔عبادہ بن صامتؓ......کنیت ابوولید انصاری، عقبہ اولیٰ وثانیہ اور تمام غزوات میں شریک تھے۔حضرت عمرؓ کے عہد میں شام میں قاضی ومعلم مقرر ہوئے تو حمص میں رہتے تھے پھر فلسطین، آخر میں رملہ اور بعض روایات کے مطابق بہتر سال کی عمر میں ۳۴ھ کو دمشق میں وفات پائی

بہت سے صحابہ وتابعین نے آپ سے روایت کی ہے۔

۹۴۔عتبان بن مالک خزاجی سالمی...... انسؓ ومحمود بن ربیع نے ان سے روایت کی۔حضرت معاویہ کے زمانہ میں انتقال ہوا۔

۹۵۔عثمان بن عفانؓ...... آپ کی کنیت ابوعبداللہ اموی قرشی ہے۔ابتداء ہی میں صدیق اکبرؓ کے ہاتھ پر اسلام لائے اور دومرتبہ ہجرت حبشہ کی، غزوۂ بدر میں اس لئے شریک نہ تھے کہ آنحضرت نے حضرت رقیہ کی تیمارداری کیلئے ان کو وہاں چھوڑا تھا لیکن بدر کی غنیمت سے ان کا حصہ عطا فرمایا۔ بیعت رضوان آپ ہی کی وجہ سے ہوئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کو عثمانؓ کا ہاتھ قرار دیا۔ ذوالنورین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئی تھیں یعنی حضرت رقیہ اور امّ کلثوم حضرت عثمان خوبصورت اور بہت وجیہہ شخص تھے۔اسلام کیلئے آپ کی خدمات بہت ہیں۔یکم محرم ۲۴ھ کو خلیفہ بنے اور بارہ سال سے کچھ دن کم خلافت کی اور بیاسی یا اٹھاسی سال کی عمر میں شہید کئے گئے۔اسود تجیبی مصری یا کسی اور شخص نے عین تلاوت کلام مجید کے وقت آپ کو شہید کیا۔اصل قاتل کا پتہ نہ چل سکا۔ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ بہت سے اصحاب نے آپ سے حدیث کی روایت کی ہے۔

۹۶۔عدی بن حاتم طائی...... ۷ھ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔حضرت علی کے ساتھیوں میں ہیں، جنگ جمل میں ایک آنکھ ضائع ہوگئی تھی، جنگ صفین ونہروان میں بھی شریک تھے آخر کوفہ میں مقیم ہوگئے اور وہیں پر ایک سوبیس سال کی عمر میں ۶۷ھ کو وفات پائی، ایک جماعت نے آپ سے روایت کی ہے۔

۹۷۔عروہ بن مسعود...... آپ کفر کی حالت میں واقعہ حدیبیہ میں موجود تھے پھر ۹ھ کے بعد جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے، خدمت نبوی میں حاضر ہوکر مشرف باسلام ہوئے۔تو آپ کے پاس کافی بیویاں تھیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے صرف چار کو رکھا۔ پھر آنحضرت سے اجازت لے کر اپنی قوم میں گئے اور ان کو اسلام کی دعوت دی لیکن انہوں نے انکار کیا۔صبح کو اپنی کھڑکی کے پاس کھڑے ہوکر اذان کہی جب اشھدان لا الہ الا اللہ پر پہنچے تو ایک کافر نے تیر مارا جس سے آپ شہید ہوگئے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کی خبر ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عروہ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس کا ذکر سورۂ یٰسین میں ہے کہ اس نے اپنی قوم کو خدا کی طرف بلایا اور قوم نے اس کو قتل کر دیا۔

۹۸۔عقبہ بن عامر جہنی...... حضرت معاویہؓ کی طرف سے والی مقرر ہوئے اور پھر انہی کے حکم سے معزول کئے گئے ۵۸ھ میں مصر ہی میں وفات پائی۔ اکثر صحابہ وتابعین نے آپ سے روایت کی ہے۔

۹۹۔علیؓ ابن ابی طالب...... آپ کی کنیت ابوالحسن ابوتراب قرشی ہے، نوجوانوں میں سب سے پہلے اسلام لائے، اس وقت آپ کی عمر آٹھ سے پندرہ سال کے درمیان بتائی گئی ہے۔غزوۂ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہ کر کارہائے نمایاں انجام دیئے۔تبوک میں اس لئے شریک نہ ہوسکے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں اور بار برداری کے ساتھ روانہ کرکے فرمایا تھا کہ کیا تم اس پر خوش نہیں کہ تم مجھ سے ایسے ہو جیسے موسیٰ سے ہارون۔جس دن حضرت عثمان شہید ہوئے اُسی دن آپ خلیفہ بنے یعنی بروز جمعہ ۱۲رذی الحجہ ۳۵ھ، اور آپ کی مدت خلافت چار سال ساڑھے نو مہینے ہے۔عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے کوفہ میں آپ کو زخمی کیا، اور اس کے تین روز بعد آپ انتقال فرما گئے۔حضرات حسنین اور عبداللہ بن جعفر نے غسل دیا اور سیدنا حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور سحر کے وقت دفن ہوئے آپ کے صاحبزادہ حسنؓ وحسینؓ اور محمد بن حنفیہ نے اور اکثر صحابہ وتابعین نے آپ سے روایت کی ہے۔

۱۰۰۔عمر ابن الخطابؓ...... آپ کی کنیت ابوحفصہ عدوقرشی ہے۔اسلام کے ظہور سے پانچویں یا چھٹے سال اسلام سے مشرف ہوئے، ان سے قبل انتالیس مرد وعورت مسلمان ہوچکی تھیں آپ کے اسلام لانے پر یہ تعداد چالیس ہوگئی۔ ابن عباس نے حضرت عمر سے پوچھا کہ آپ کو فاروق کیوں کہا جاتا ہے، تو انہوں نے کہا کہ مجھ سے تین دن قبل حضرت حمزہ مسلمان ہوئے تھے اور پھر حق تعالیٰ نے اسلام کیلئے میرے سینے کو کھول

دیا، اور میں نے کلمہ پڑھا تو اس دن کے بعد سے کوئی چیز مجھ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ محبوب نہ رہی۔ پھر میں اپنی ہمشیرہ سے پوچھ کر دارارقم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنحضرت نے میرا دامن پکڑ کر کھینچا تو میں گر پڑا۔ اور میں نے کلمہ پڑھا تو تمام اصحاب نے اس زور سے تکبیر کہی کہ اس کی آواز کعبہ میں سنی گئی، پھر میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا ہم حق پر نہیں ہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یقیناً ہم حق پر ہیں۔ تو میں نے عرض کیا کہ پھر ہمارا پوشیدہ رہنا بیکار ہے۔ بخدا ہم لوگ ظاہر ہوں گے اور پھر ہم لوگ آنحضرت کو باہر لائے اور ایک طرف حمزہؓ تھے اور دوسری طرف میں تھا، پھر جب ہم کعبہ میں پہنچے تو قریش نے مجھ کو دیکھا اور ان کو سخت صدمہ ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے حق و باطل میں تفریق کر دی بس اسی دن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام فاروق رکھا۔ جبرئیل علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مبارکباد دی۔ عبداللہ ابن مسعود کہتے ہیں تمام دنیا کا علم ایک پلڑے میں اور حضرت عمر کا دوسرے میں ہو تو عمر کا علم غالب ہوگا۔

حضرت عمرؓ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے اور آپ پہلے خلیفہ ہیں جن کو امیر المؤمنین کہا گیا۔ صدیق اکبر کے بعد اُن کی وصیت کے مطابق خلافت کا کام آپ کے سپرد ہوا۔ اور ساڑھے دس سال خلافت کا کام انجام دیا۔ تریسٹھ سال کی عمر میں بدھ کے دن ۲۶ رذی الحجہ ۲۳ھ کو ابولولو نے مدینہ میں آپ کو زخمی کیا۔ اور اتوار کیم محرم ۲۴ھ کو روضۂ نبوی میں دفن ہوئے۔ حضرت صہیب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت علیؓ اور باقی عشرۂ مبشرہ اور اکثر صحابہ و تابعین نے آپ سے روایت کی ہے۔

۱۰۱۔ عمرو بن ابی سلمہ عبداللہ بن اسد قرشی...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام سلمہؓ کے بیٹے ہیں حبشہ میں ہجرت کے دوسرے سال پیدا ہوئے وصال نبوی کے وقت ان کی عمر نو سال تھی، خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث یاد کی تھیں۔ عبدالملک بن مروان کے عہد ۸۳ھ میں انتقال ہوا۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی ہے۔

۱۰۲۔ عمروؓ بن امیہ ضمری...... بدر و اُحد میں مشرکین کے ساتھ شریک ہوئے۔ لیکن مسلمانوں کی اُحد سے واپسی پر اسلام سے مشرف ہوئے۔ آپ عرب کے بڑے اور شجاع لوگوں میں تھے۔ پھر اسلام کی طرف سے پہلی جنگ بیر معونہ میں شامل ہو کر زبردست کارنامے انجام دیئے۔ انہیں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خط دے کر نجاشی شاہ حبشہ کے پاس دعوت اسلام کیلئے روانہ کیا تھا، اور نجاشی مسلمان ہوئے، عمرو کا شمار اہل حجاز میں ہوتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ کے زمانہ میں یا ۶۰ھ میں مدینہ میں وفات ہوئی ان کے لڑکوں جعفر و عبداللہ وغیرہ نے آپ سے روایت کی ہے۔

۱۰۳۔ عمرو بن حارث خزاعی...... امّ المؤمنین حضرت جویریہؓ کے بھائی ہیں۔ اہل کوفہ میں شمار ہے۔ ابووائل اور ابوالعاصؓ نے ان سے روایت کی ہے۔

۱۰۴۔ عمرو بن عوف انصاری بدری...... ابن اسحاق کے مطابق آپ سہیل بن عمرو عامری کے آزاد کردہ ہیں۔ مدینہ میں قیام رہا۔ کوئی اولاد نہ تھی۔ مسور بن مخرمہ نے آپ سے روایت حدیث کی ہے۔

۱۰۵۔ عمران بن حصین...... کنیت ابونجید خزاعی کعبی۔ فتح خیبر کے بعد اسلام لائے۔ ساتھ ہی آپ کے والد بھی مسلمان ہوئے۔ بڑے عالم فاضل اور فقیہ شمار کئے جاتے ہیں۔ بصرہ میں قیام رہا وہیں ۵۲ھ میں وفات پائی۔ ابورجا مطرف وغیرہ نے روایت کی۔

۱۰۶۔ عمار بن یاسر...... عنسی بنی مخزوم کے آزاد کردہ اور ان کے حلیف تھے۔ قدیم الاسلام اور اُن لوگوں میں سے ہیں جن کو مشرکین مکہ نے اسلام لانے کی وجہ سے سخت تکالیف دی تھیں چنانچہ عمار کو مشرکین نے آگ سے جلایا اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب سے گزرے تو فرمایا اے آگ تو عمار پر اس طرح ٹھنڈی ہو جا جیسے ابراہیم پر ہو گئی تھی۔ اور یہ اوّل مہاجرین میں سے ہیں غزوۂ بدر اور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام طیب المطیب رکھا تھا، جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے ۹۳ سال کی عمر

میں ۳۷ھ میں مقتول ہوئے۔ حضرت علیؓ وابن عباس اور دیگر اصحاب نے ان سے روایت کی ہے۔

۱۰۷۔ عوف بن مالک اشجعی...... سب سے پہلے غزوۂ خیبر میں شریک ہوئے، اور فتح مکہ کے دن قبیلۂ اشجع کا جھنڈا یہی لئے ہوئے تھے پھر شام کی سکونت اختیار کرلی اور وہیں ۷۳ھ میں وفات ہوئی۔ اکثر اصحاب نے ان سے روایت کی۔

۱۰۸۔ عقبہ بن حارث قرشی...... فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے، اہل مکہ میں شمار رہے، عبداللہ بن ابی ملیکہ وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

۱۰۹۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ (امّ المؤمنین)...... حضرت ابوبکر صدیق کی صاحبزادی، والدہ کا نام رومان بنت عامر بن عویمر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے تین سال قبل شوال میں حضرت صدیقہؓ سے نکاح فرمایا۔ اس میں اور بھی اقوال ہیں۔ پھر مدینہ منورہ میں شوال ۲ھ کو جبکہ ان کی عمر نو سال تھی، رخصت ہوکر آنحضرت کے گھر آ گئیں، اور مزید نو سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزارے اور آنحضرت کے وصال کے وقت ان کی عمر اٹھارہ سال تھی، ان کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کسی کنواری لڑکی سے نکاح نہیں فرمایا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اعلیٰ درجہ کی فصیح عالم اور ایام عرب کی جاننے والی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مزاج شناس اور احادیث نبوی واشعار عرب آپ کو خوب یاد تھے۔ بیشتر صحابہ وتابعین نے آپ سے روایت حدیث کی ہے ۵۷ھ کو مدینہ میں وفات پائی۔ بعض روایات کے مطابق ۱۷/ رمضان ۵۸ھ بروز شب سہ شنبہ کو وفات ہوئی آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ رات کو اٹھایا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

۱۱۰۔ عبداللہؓ بن زبیر...... تابعی۔ کنیت ابوبکر حمیدی قرشی اسدی ہے۔ روایت میں اعلیٰ درجہ کے ثقہ تھے مسلم بن خالدؒ وکیعؒ اور شافعیؒ نے آپ سے روایت کی ہے۔ اور شافعیؒ کے ساتھ انہوں نے مصر کا سفر کیا اور ان کی وفات تک وہیں رہے۔ پھر ان کی وفات کے بعد مکہ معظمہ آ گئے، امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ان سے کافی احادیث روایت کی ہیں ۲۱۸ھ میں مکہ معظمہ میں ہی انتقال ہوا۔

۱۱۱۔ عبداللہ بن مالک بحینہ...... تابعی۔ آپ کا پورا نام عبداللہ بن مالک بن قشب ازدی۔ ان کی والدہ بحینہ بنت حارث بن مطلب ہیں۔ عبداللہ کا حضرت امیر معاویہ کے عہد میں ۵۴ھ کو انتقال ہوا۔

۱۱۲۔ عبداللہ بن مالک...... کنیت ابوتمیم جیشانی۔ تابعین مصر میں شمار ہے۔ حضرت عمرؓ وابوذرؓ سے حدیث روایت کی ہے۔

۱۱۳۔ عبیداللہ بن عدی بن خباز قرشی...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی پیدا ہوئے لیکن تابعین میں آپ کا شمار ہے ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں انتقال ہوا۔ حضرت عمرؓ وعثمانؓ سے انہوں نے روایت کی ہے۔

۱۱۴۔ عروہ بن عامر قرشی تابعی...... انہوں نے ابن عباس وغیرہ سے اور ان سے عمرو بن ایثار اور ابوداؤد نے روایت کی ہے۔

۱۱۵۔ (حضرت) فاطمۃ الکبریٰؓ...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے عزیز اور پیاری صاحبزادی ہیں اور آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی سب سے چھوٹی لڑکی ہیں، سیدۃ النساء لقب اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی زوجہ ہیں رمضان ۲ھ میں حضرت علیؓ سے نکاح ہوا اور ماہ ذی الحجہ میں رخصتی ہوئی۔ حضرت حسنؓ وحسینؓ، زینب، امّ کلثومؓ اور رقیہؓ اولاد ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے فاطمہؓ سے زیادہ سچ بولنے والا سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو نہیں دیکھا۔ ایک بار حضرت عائشہؓ وحضرت فاطمہؓ کے مابین کوئی بات ہوگئی تو جب معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا تو عائشہ صدیقہؓ نے کہا کہ آپ فاطمہؓ سے ہی پوچھ لیں کیونکہ یہ جھوٹ نہیں بولتیں۔ آپ کی وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تین ماہ یا چھ ماہ بعد اٹھائیس سال کی عمر میں ہوئی، حضرت علیؓ نے غسل دیا اور نماز پڑھائی اور رات میں دفن ہوئیں۔ حضرت فاطمہ سے حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ وحسینؓ اور دیگر صحابہ نے روایت کی ہے۔

۱۱۶۔ کعب بن مالک انصاری خزرجی...... عقبہ ثانیہ میں شریک تھے غزوۂ بدر کی شرکت میں اختلاف ہے۔ لیکن بدر کے بعد تمام غزوات میں شریک رہے۔ البتہ تبوک میں یہ اور ہلال بن امیہؓ اور مرارہ بن ربیعہؓ یہ تینوں شریک نہ ہوسکے تھے، حضرت کعبؓ سے اکثر صحابہ نے روایت کی

ہے، ستتر (۷۷) سال کی عمر میں ۵۰ ھ کو وفات پائی۔

۱۱۷۔ کعب بن عجرہ بادی...... ابتداءً کوفہ میں تھے پھر پچھتر سال عمر میں ۵۱ ھ کو مدینہ میں وفات ہوئی اکثر صحابہ نے ان سے روایت کی ہے۔

۱۱۸۔ مالک بن حویرث لیثی...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیس روز تک آپ کے پاس رہے تھے پھر بصرہ کی سکونت اختیار کر لی تھی۔ بصرہ میں ۵۴ ھ کو وفات ہوئی۔ ان کے بیٹے عبداللہ اور ابوقلدبہ نے ان سے روایت کی۔

۱۱۹۔ مجاشع بن مسعود سلمیؓ...... اہل بصرہ میں شمار ہے، ابوعثمان ہندی نے ان سے روایت کی صفر ۳۶ ھ کو جنگ جمل میں شہید ہوئے۔

۱۲۰۔ مروان بن حکیمؓ...... کنیت ابوعبدالملک قرشی اموی ہے۔ حضرت عمر بن عبداللہ العزیزؒ کے پوتے ہیں۔ ان کی تاریخ پیدائش میں اختلاف ہے کہ ۲ ھ یا اس کے بعد ہوئی۔ بہرحال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف نہیں ہوئے کیونکہ ان کے والد حکیم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکلوا دیا تھا۔ اور پھر یہ طائف میں ہی حضرت عثمان کے عہد خلافت تک رہے۔ اور حضرت عثمان نے اپنے عہد میں ان کو مدینہ بلوایا تو ساتھ ہی مروان بھی آئے۔ پھر دمشق جا کر ان کا انتقال ہوا۔ بیشتر صحابہ سے انہوں نے اور تابعین نے ان سے روایت کی ہے، اُن صحابہ میں حضرت علیؓ وعثمانؓ اور تابعین میں عروہ بن زبیرؓ اور حضرت حسینؓ بن علیؓ ہیں۔

۱۲۱۔ مرداس بن مالک اسلمی...... بیعت رضوان میں شریک تھے اہل کوفہ میں شمار ہے قیس بن ابی حازم نے ان سے ایک حدیث روایت کی۔

۱۲۲۔ مسور بن مخرمہ...... کنیت ابوعبدالرحمٰن قرشی ہے۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف کے بھانجے ہیں، آپ مکہ مکرمہ میں ہجرت سے دو سال بعد پیدا ہوئے۔ ذی الحجہ ۸ ھ کو مدینہ منورہ لائے گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت آپ کی عمر آٹھ سال تھی اور آپ نے آنحضرت سے قرآن سن کر یاد کیا تھا۔ آپ بڑے جلیل القدر عالم فاضل صحابی تھے۔ شہادت عثمانؓ تک مدینہ میں رہے۔ پھر مکہ مکرمہ آگئے اور یہاں مقیم رہے اور حضرت معاویہؓ کے انتقال کے بعد یزید سے بیعت کرنا برا خیال کیا تو یزید نے اپنا لشکر مکہ روانہ کیا تو یہ اور ابن زبیر مکہ میں ہی تھے۔ لشکر نے مکہ کا محاصرہ کر لیا۔ تو لشکر کی طرف سے ایک پتھر ان کو آ کر لگا۔ تو اسی وقت یعنی ربیع الاول ۶۴ ھ میں پتھر کی چوٹ سے وفات پائی۔ اکثر اصحاب نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے۔

۱۲۳۔ مسیّبؓ بن حزن...... کنیت ابوسعید مخزومی۔ اپنے والد کے ہمراہ ہجرت کر کے آئے تھے۔ بیعت رضوان میں شامل تھے اہل حجاز میں شمار ہے۔ ان کے بیٹے سعید نے ان سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے۔

۱۲۴۔ معقل بن یسار مُزنی...... بیعت رضوان میں شامل تھے، پھر بصرہ جا کر رہے، اور اہل بصرہ میں ہی ان کا شمار ہے۔ انتقال ۶۰ ھ اور دوسرے قول کے مطابق حضرت معاویہ کے عہد میں ہوا۔ حضرت حسن اور دوسرے حضرات نے ان سے روایت کی۔

۱۲۵۔ معن بن یزید بن اخنس سلمی...... آپ اور ان کے والد اور دادا تینوں صحابی ہیں۔ معن غزوۂ بدر میں شریک تھے اہل کوفہ میں آپ کی حدیث ہے۔ وائل بن کلب وغیرہ نے ان سے روایت کی ہے۔

۱۲۶۔ معیقیبؓ بن ابی فاطمہ دوسی...... سعید بن ابوالعاص کے مولا۔ اور ابتدائی زمانہ میں مسلمان ہوئے۔ غزوۂ بدر میں شریک رہے۔ اور دوسری ہجرت میں حبشہ گئے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لے آئے تو یہ بھی مدینہ میں حاضر ہو گئے۔ آنحضرت کی مہر مبارک انہی کے پاس رہتی تھی۔ پھر صدیق اکبر اور عمرؓ نے آپ کو خزانچی مقرر فرمایا تھا ۲۰ ھ کو انتقال ہوا۔ آپ کے صاحبزادے محمد اور پوتے یاس بن حارث نے روایت کی ہے۔

۱۲۷۔ معاذؓ بن جبل...... کنیت ابوعبداللہ انصاری خزرجی۔ بیعت عقبہ ثانیہ کے ستر انصار میں ہیں۔ غزوۂ بدر اور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن میں قاضی اور معلم بنا کر بھیجا تھا اور عمرؓ نے معاذ کو ابوعبیدہ بن جراح کے بعد شام میں عامل بنا کر بھیجا تھا اسی سال اڑسٹھ (۶۸) سال عمر میں ۱۸ ھ کو طاعون سے عمواس مقام میں انتقال ہوا۔ عمروؓ ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ نے آپ سے روایت کی ہے۔

۱۲۸۔ معاویہؓ بن ابی سفیان قرشی اموی...... والدہ ہندہ بنت عتبہ ہیں آپ کے والد ابوسفیان فتح مکہ کے وقت...... صلح کرنے والے اور مؤلفۃ القلوب لوگوں میں شامل تھے۔ حضرت معاویہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی تھے۔ بعض کا قول ہے کہ آپ نے وحی نہیں لکھی البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خط وکتابت کرتے تھے، ابن عباس اور ابوسعیدؓ نے آپ سے روایت کی ہے۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آپ اپنے بھائی یزید کے بعد ملک شام کے حاکم ہوئے۔ اور آخر دم تک یعنی چالیس سال حاکم ومتولی رہے اور انتظام خلافت چلاتے رہے ۶۰ھ میں دمشق میں انتقال ہوا۔ آخر عمر میں لقوہ ہوگیا تھا جس کی وجہ سے اکثر فرماتے کاش میں قریش میں سے ذی طویٰ کا ایک عام شخص ہوتا اور ایسی باتیں نہ دیکھتا، حضرت معاویہ کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ تبرکات مثلاً چادر، تہ بند، کرتہ اور موئے مبارک وناخن شریف تھے ان کی وصیت کے مطابق ان کو انہی کپڑوں کا کفن دیا گیا اور دوسرے تبرکات کے ساتھ دفن ہوئے۔

۱۲۹۔ مغیرہ بن شعبہ ثقفیؓ...... غزوۂ خندق کے سال مسلمان ہوئے، کوفہ میں رہے اور حضرت معاویہؓ کے ایک امیر تھے، ۵۰ھ کو ستر سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ بعض لوگوں نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے۔

۱۳۰۔ مقدام بن معدی کرب...... کنیت ابوکریمہ کندی۔ اہل شام میں شمار ہے۔ وہیں اکیانوے سال کی عمر میں ۸۷ھ کو وفات ہوئی اکثر اصحاب نے ان سے روایت کی ہے۔

۱۳۱۔ منذر بن ابواُسید ساعدی...... پیدائش کے فوراً بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے اور آپ نے اپنی ران پر بٹھا کر ان کا نام منذر رکھا تھا۔

۱۳۲۔ مصعب بن سعد بن ابی وقاص...... تابعی ہیں۔ قرشی سیار نے نعیم سے انہوں نے عمر فاروقؓ سے روایت بیان کی ہے۔ انہوں نے اپنے والد اور حضرت علیؓ سے اور ابن عمرؓ سے سنا اور ان سے سماک بن حرب نے روایت کی۔

۱۳۳۔ میمونہ امّ المؤمنین...... حارث ہلالیہ عامریہ کی لڑکی ہیں پہلے مسعود بن عمر ثقفی کے نکاح میں تھیں پھر جب انہوں نے الگ کر دیا تو ابورہم نے آپ سے نکاح کیا۔ پھر ان کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب عمرہ کو تشریف لے گئے تو مکہ معظمہ سے دس میل دور مقام صرف میں ذیقعدہ ۷ھ میں ان سے نکاح فرمایا۔ حضرت میمونہؓ زوجۂ عباسؓ اور اسماء بنت عمیس کی ہمشیرہ ہیں اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے آخری بی بی ہیں۔ ابن عباس اور دوسرے اصحاب نے آپ سے روایت کی ہے۔ خدا کی قدرت ہے کہ جس مقام سرف میں آپ کا نکاح ہوا تھا اسی مقام پر ۶۱ھ یا ۵۱ھ میں انتقال ہوا۔ اور ابن عباسؓ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

۱۳۴۔ نعمان بن بشیرؓ...... کنیت ابوعبداللہ انصاری، ہجرت نبوی کے بعد انصار میں سب سے پہلے پیدا ہوئے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت یہ آٹھ ماہ سات دن کے تھے یہ اور ان کے والد صحابی ہیں۔ حضرت معاویہ کے عہد میں کوفہ کے والی مقرر ہوئے پھر اہل حمص نے ۶۴ھ میں ان کو قتل کر دیا۔ اکثر اصحاب نے روایت کی ہے۔

۱۳۵۔ واثلہ بن اسقع لیثیؓ...... غزوۂ تبوک کی تیاری کے وقت اسلام لائے اور روایت ہے کہ انہوں نے تین سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی تھی اور اصحاب صفہ میں تھے۔ پھر بصرہ، پھر شام میں دمشق کے قریب مقام بلاط میں سکونت اختیار کی تھی۔ پھر بیت المقدس گئے اور ایک سو سال عمر میں وفات ہوئی، اکثر اصحاب نے ان سے روایت کی۔

(خدا کا شکر ہے کہ تجرید البخاری کے راویوں کے حالات مکمل ہوئے)

كِتَابُ الْوَحْيِ

وحی کی ابتداء

باب ۱ . كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

(۱) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّانَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهٗ اِلٰى دُنْيَا يُصِيْبُهَآ اَوْ اِلَى امْرَاَةٍ يَّنْكِحُهَا فَهِجْرَتُهٗ اِلٰى مَاهَاجَرَ اِلَيْهِ۔

رسول اللہ ﷺ پر نزول وحی کا آغاز کیسے ہوا

(۱) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے منبر پر (کھڑے ہوکر) رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا کہ اعمال کا اعتبار نیتوں کے ساتھ ہے اور آدمی کو نیت ہی کا صلہ ملتا ہے۔ چنانچہ جس کی ہجرت حصول دنیا کی خاطر ہو یا کسی عورت سے شادی کرنے کے لئے ہو تو اس کی ہجرت اسی مد میں شمار ہوگی۔

فائدہ:۔ امام بخاری نے کتاب کی ابتداء وحی سے کی، کیونکہ درحقیقت رسول کا کلام بھی وحی ہی کی ایک قسم ہے۔ وحی لغت کے اعتبار سے کسی چیز کا اترنا ہے۔ شرعی اصطلاح میں وحی کا تعلق صرف خدا کے کلام سے ہے جو کسی رسول کے اوپر خدا کی طرف سے نازل ہوتا ہے۔ مؤلف نے شروع ہی میں اس چیز کی حقیقت واضح کردی جس پر پورے دین کی عمارت کھڑی ہے۔ اگر وحی نہ ہوتی تو قرآن بھی دنیا میں نہ آتا اور اسلام کی دولت سے لوگ محروم رہ جاتے۔ اس لئے تفصیلی احکام سے پہلے وحی کے نزول کا ذکر ضروری تھا۔ جب وحی کا اثبات اور رسول اللہ ﷺ پر اس کا اترنا مسلم ہوگیا تو اب آپ ﷺ کی رسالت واجب التسلیم ہوگئی اور کسی صاحب عقل کے لئے مجال انکار نہیں رہی۔ وحی کیا چیز ہے اور اس کی حقیقت کیا ہے اس کی طرف ان ابتدائی حدیثوں میں اطمینان بخش رہنمائی ملتی ہے۔ مؤلف نے اس ابتدائی حصہ کا عنوان وحی کو اس لئے قرار دیا ہے کہ رسول کے فرمودات جن پر یہ کتاب مشتمل ہے سرتا سر وحی سے ماخوذ ہیں اور وحی کی کیفیت یہ ہے کہ رسول فرشتہ سے براہ راست حاصل کرتا ہے اور فرشتہ خدا کی طرف سے آتا ہے اس لئے رسول کی کہی ہوئی ہر بات لائق یقین ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر آدمی وحی کی ماہیت ہی سے ناواقف ہو تو وہ رسول کی اصلیت کیا سمجھ سکتا ہے۔ اس باب کے تحت عنوان کے مطابق صرف ایک حدیث ہے۔ باقی حدیثیں بظاہر عنوان سے الگ ہیں کہ اصل مقصد وحی کی اہمیت وعظمت کا اظہار ہے۔ وحی کی ابتداء کس وقت ہوئی اور کس جگہ ہوئی؟ دونوں چیزیں آ گئیں۔ ایک حدیث میں مقام کا ذکر ہے اور ایک حدیث میں وقت کا۔ پھر وحی کی تعریف میں کلام الٰہی بھی آ گیا اور کلام رسول بھی آ گیا۔ اصل متن میں باب کے ساتھ میں قرآن کی آیت بھی ذکر کی گئی ہے۔ اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وحی ایک نئی اور نرالی چیز نہیں بلکہ تم سے پہلے ہر پیغمبر کے پاس اللہ کی طرف سے پیغام رسانی کا ذریعہ یہی رہا ہے اور عادت اللہ کے موافق ہے۔ جس طرح ان پچھلے پیغمبروں کی وحی شک و شبہ سے پاک تھی اسی طرح تمہاری طرف جو پیغام بھیجا گیا ہے وہ بھی ہر شبہ سے بری اور ہر کوتاہی سے محفوظ ہے اور گویا ہدایت یابی کا یہی ایک ذریعہ ہے جس کی بدولت انسان صراط مستقیم پاسکتا ہے اور گمراہی سے اسے نجات مل سکتی ہے۔ شروع میں یہ حدیث محض اس لئے لائے ہیں کہ خود مؤلف کتاب کی نیت اور کتاب پڑھنے والے کی درست ہوجائے اور وہ صحیح نیت کے ساتھ اس کتاب کو شروع کرسکے نیز وجہ یہ بھی ہے کہ اس حدیث میں ہجرت کا ذکر ہے اور اس کے بعد اگلی حدیثوں میں نبی کریم ﷺ کی غار حرا کی خلوتوں کی تفصیل ہے جو ایک لحاظ سے ہجرت ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آدمی کے ظاہری افعال میں دھوکہ اور ریا بھی شامل ہوسکتا ہے۔ مگر جو کام دل کا ہے اس میں کوئی ریا اور دکھاوا ممکن نہیں۔ اس لئے امام بخاریؒ کا مقصود یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ کتاب خالص اللہ کے لئے لکھ رہا ہوں۔ ہجرت کہتے ہیں کسی جگہ کو یا کسی چیز کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دینا۔ یا کسی چیز سے تعلق منقطع کردینا۔ غار حرا کی طرف آپ کی ہجرت بھی جملہ دنیوی آلودگیوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے انقطاع کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس مناسبت سے بھی یہ حدیث سب سے پہلے ذکر کی گئی ہے۔ اس حدیث سے ابتداء کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسلام کی بنیاد وہ عقائد ہیں جن کا تعلق دل سے ہے اور نیت بھی فعل قلب کا نام ہے، اس لئے اسلام کی بنیادی تعلیم جو وحی والہام کے ذریعہ پیغمبر ﷺ کو دی گئی ہے وہ اس وقت تک سمجھ میں نہیں آسکتی جب تک کہ آدمی سچائی کے ساتھ راہ ہدایت کا طلبگار اور نجات کا خواہش مند نہ ہو اور اس کی نیت خالص درکار ہے۔

(۲) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ يَاتِيْكَ الْوَحْيُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْيَانًا يَّاتِيْنِيْ مِثْلَ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ اَشَدُّهٗ عَلَيَّ فَيَفْصِمُ عَنِّيْ وَقَدْ وَعَيْتُ عَنْهُ مَاقَالَ وَاَحْيَانًا يَّتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا فَيُكَلِّمُنِيْ فَاَعِيْ مَا يَقُوْلُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهٗ يَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فِي الْيَوْمِ الشَّدِيْدِ الْبَرْدِ فَيَفْصِمُ عَنْهُ وَاِنَّ جَبِيْنَهٗ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا۔

۲۔ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! آپ پر وحی کیسے آتی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وحی کبھی میرے پاس گھنٹی کی جھنکار کی طرح آتی ہے اور وحی کی یہ کیفیت مجھ پر بہت شاق گزرتی ہے۔ پھر یہ کیفیت مجھ سے دور ہوجاتی ہے۔ جبکہ اس (فرشتہ) کا کہا مجھے محفوظ ہوجاتا ہے۔ اور کسی وقت فرشتہ آدمی کی صورت میں میرے پاس آتا ہے اور مجھ سے بات کرتا ہے پھر جو کچھ وہ کہتا ہے میں اسے یاد کرلیتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے کڑاکے کی سردی میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب وحی کا سلسلہ موقوف ہوجاتا تو آپ کی پیشانی سے پسینہ بہہ نکلتا۔

فائدہ:۔ وحی یا الہام اس خاص سلسلہ پیغام رسانی کو کہتے ہیں جو اللہ کی طرف سے اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ اصطلاحی طور پر وحی کا لفظ صرف پیغمبروں کے لئے بولا جاتا ہے اور الہام عام ہے جو اللہ کے دوسرے نیک بندوں کو بھی ہوتا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ گھنٹی کی جھنکار درحقیقت فرشتہ کی آواز ہے۔ البتہ یہ کہ وحی کن کن کیفیتوں کے ساتھ آتی ہے تو علماء نے اس کے مختلف طریقے نقل کئے ہیں۔ مگر فی الحقیقت چار طرح سے وحی آتی ہے۔ اول یہ کہ اللہ تعالیٰ کا کلام پیغمبر براہ راست سنے، جیسے کوہ طور پر موسیٰ علیہ السلام نے سنا اور معراج میں رسول اللہ ﷺ نے۔ دوسرے یہ کہ کوئی فرشتہ اللہ کا پیغام لے کر آئے۔ تیسرے یہ کہ قلب پر القاء ہو، چوتھے یہ کہ سچے خواب دکھائی دیں۔ مذکورہ ترتیب کے لحاظ سے آخری صورت سے نبوت کا آغاز ہوتا ہے، یعنی پہلے خواب دکھائی دیتے ہیں، پھر قلب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہامی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ پھر فرشتہ کبھی خاص شکل میں وحی لے کر آتا ہے اور اللہ کے کلام کی براہ راست سماعت تو صرف اولوالعزم پیغمبروں کا حصہ ہے۔ یہ فضیلت ہر نبی کو حاصل نہیں ہوئی۔

وحی درحقیقت انسانی تقاضوں کا جواب ہے، الہام بھی اسی کی ایک قسم ہے اور یہ جانوروں تک کو ہوتی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں آیا ہے۔ واوحی ربک الی النحل۔ اس کے علاوہ عام طور پر انسان الہام سے فائدہ اٹھاتا رہتا ہے۔ آج یہ جتنے انکشافات اور جتنی ایجادات ہورہی ہیں، ان سب کی بنیاد الہام پر ہے۔ الہام کے ایک اشارہ کے بعد انسانی عقل نے گھوڑے دوڑائے اور نئی نئی چیزیں ایجاد کرڈالیں۔ اس لئے الہام یا وحی ایسی چیز نہیں جس کے تسلیم کرانے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت پیش آئے۔ روزمرہ کی زندگی میں اس قسم کے واقعات پیش آتے ہیں کہ جن سے الہام کی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔

اللہ کا پیغام ایک عظیم الشان ذمہ داری ہے اور انسانی کمال کا آخری درجہ ہے۔ اس بوجھ کا برداشت کرنا بہت دشوار ہے۔ یہ اللہ ہی کی دی ہوئی قوت برداشت اور اسی کی بخشی ہوئی توفیق ہے۔ جس کی بدولت پیغمبر وحی کی امانت کو اپنے سینہ میں محفوظ کرلیتے ہیں۔ وحی کی اسی عظمت اور گرانباری ہی کا نتیجہ تھا کہ آپ ﷺ اس کے نزول کے وقت عرق عرق ہوجاتے۔ حتیٰ کہ ہر وہ چیز جس پر آپ ﷺ تشریف فرما ہوتے اس کیفیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتی اور یہ بھی وحی کی حقانیت کا ایک ثبوت ہے۔

(۳) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهَا) اَنَّهَا قَالَتْ اَوَّلُ مَا بُدِئَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْوَحْيِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِي النَّوْمِ فَكَانَ لَايَرٰى رُؤْيَا اِلَّاجَآءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ ثُمَّ حُبِّبَ اِلَيْهِ الْخَلَآءُ وَكَانَ يَخْلُوْ بِغَارِ حِرَآءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيْهِ وَهُوَ

۳۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر ابتداءً اچھے خوابوں سے وحی کا سلسلہ شروع ہوا، آپ جو خواب دیکھتے، سپیدۂ سحر کی طرح روشن ہوتا۔ پھر آپ تنہائی پسند ہوگئے اور غار حرا میں خلوت نشین رہنے لگے۔ کئی کئی دن تک اس میں تحنث یعنی مسلسل کئی کئی رات عبادت کرتے، جب تک گھر آنے کی رغبت نہ ہوتی اور اس کے لئے توشہ ساتھ

التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ اَنْ يَّنْزِعَ اِلٰى اَهْلِهٖ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى خَدِيْجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَآءَهُ الْحَقُّ وَهُوَ فِيْ غَارِ حِرَآءٍ فَجَآءَهُ الْمَلَكُ فَقَالَ اقْرَأْ قَالَ قُلْتُ مَآاَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِيْ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ فَقُلْتُ مَا اَنَا بِقَارِئٍ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ مِنِّي الْجُهْدَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اِقْرَأْ فَقُلْتُ مَااَنَا بِقَارِئٍ قَالَ فَاَخَذَنِيْ فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ ثُمَّ اَرْسَلَنِيْ فَقَالَ اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ فَرَجَعَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهٗ فَدَخَلَ عَلٰى خَدِيْجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ فَقَالَ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَزَمَّلُوْهُ حَتّٰى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ فَقَالَ لِخَدِيْجَةَ وَاَخْبَرَهَا الْخَبَرَ لَقَدْ خَشِيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ فَقَالَتْ خَدِيْجَةُ كَلَّا وَاللّٰهِ مَايُخْزِيْكَ اللّٰهُ اَبَدًا اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَآئِبِ الْحَقِّ فَانْطَلَقَتْ بِهٖ خَدِيْجَةُ حَتّٰى اَتَتْ بِهٖ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِالْعُزّٰى ابْنَ عَمِّ خَدِيْجَةَ وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتٰبَ الْعِبْرَانِيَّ فَيَكْتُبُ مِنَ الْاِنْجِيْلِ بِالْعِبْرَانِيَّةِ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّكْتُبَ وَكَانَ شَيْخًا كَبِيْرًا قَدْ عَمِيَ فَقَالَتْ لَهٗ خَدِيْجَةُ (رضی اللہ عنہا) يَاابْنَ عَمِّ اسْمَعْ مِنِ ابْنِ اَخِيْكَ فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ يَاابْنَ اَخِيْ مَاذَا تَرٰى فَاَخْبَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَمَا رَاٰى فَقَالَ لَهٗ وَرَقَةُ هٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِيْ نَزَّلَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى يٰلَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا يَّالَيْتَنِيْ اَكُوْنُ حَيًّا اِذَا يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ قَالَ نَعَمْ لَمْ يَاْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَاجِئْتَ بِهٖ اِلَّا عُوْدِيَ وَاِنْ يُّدْرِكْنِيْ يَوْمُكَ اَنْصُرْكَ نَصْرًا مُّؤَزَّرًا ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ اَنْ تُوُفِّيَ وَفَتَرَالْوَحْيُ ۔

لے جاتے، پھر حضرت خدیجہؓ کے پاس واپس آتے اور اتنا ہی توشہ اور لے جاتے، حتیٰ کہ اسی غار حرا میں حق آپ پر منکشف ہوا اور فرشتہ نے آ کر کہا ''پڑھ'' آپ نے جواب دیا ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔'' رسول اللہ کا ارشاد ہے کہ فرشتے نے مجھے پکڑ کر اتنے زور سے بھینچا کہ میری طاقت جواب دے گئی۔ پھر مجھے چھوڑ کر اس نے کہا کہ ''پڑھ'' میں نے پھر وہی جواب دیا کہ ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں'' آپ فرماتے ہیں کہ تیسری بار اس نے مجھ کو زور سے پکڑ کر چھوڑ دیا اور کہا ''پڑھ اپنے رب کے نام کی برکت سے جس نے (ہر شے) کو پیدا کیا (اور) انسان کو خون کی پھٹکی سے بنایا، پڑھ اور تیرا رب بڑے کرم والا ہے'' تو رسول اللہ ﷺ نے ان آیتوں کو دہرایا (مگر) آپ کا دل (اس انوکھے واقعہ سے) کانپ رہا تھا۔ پھر آپ حضرت خدیجہؓ کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ مجھے کمبل اڑھاؤ، مجھے کمبل اڑھاؤ، انہوں نے آپ کو کمبل اڑھا دیا۔ جب آپ کا ڈر جاتا رہا تو حضرت خدیجہؓ کو پورا قصہ سنایا اور فرمایا کہ مجھے اپنی جان کا خوف ہے، انہوں نے کہا ہرگز نہیں۔ خدا کی قسم! آپ کو اللہ کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ تو کنبہ پرور ہیں، بے کسوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، مفلسوں کے لئے کماتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں حق کی مدد کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں، جو ان کے چچا زاد بھائی تھے، وہ زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہو گئے تھے اور عبرانی لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ انجیل کو عبرانی زبان میں لکھتے، جتنا اللہ کا حکم ہوتا، بہت بوڑھے، ضعیف اور نابینا ہو گئے تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ اے چچا زاد بھائی! اپنے بھتیجے کی بات تو سنئے، وہ بولے، اے بھتیجے! کہو تم کیا دیکھتے ہو؟ آپ نے جو کچھ دیکھا تھا بیان کر دیا، تب ورقہ (بے اختیار) بول اٹھے یہ وہی ناموس ہے جو اللہ نے موسیٰ پر نازل کیا تھا۔ کاش میں اس عہد (نبوت) میں جوان ہوتا، کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا، جبکہ آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ وہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے کہا ہاں، جو شخص بھی اس طرح کی چیز لے کر آیا جیسی آپ لائے ہیں، لوگ اس کے دشمن ہو گئے، اگر مجھے آپ (کی نبوت) کا زمانہ مل گیا تو میں آپ کی پوری مدد کروں گا، پھر کچھ ہی دنوں بعد ورقہ کا انتقال ہو گیا اور (کچھ عرصہ تک وحی) کی آمد موقوف رہی۔

فائدہ:۔خواب عالم روحانی کی ابتدائی منزلوں سے تعلق رکھتے ہیں، خواب دیکھنے والا ایک طرف اپنے اسی مادی جسم کے ساتھ اسی عالم آب و گل میں موجود ہوتا ہے، دوسری طرف خواب کی کیفیات اس پر بعض ایسے حقائق روشن کرتے ہیں جن تک اس کی عقل کبھی مادی ساز وسامان کے ساتھ پہنچ نہیں سکتی تھی، اسی لئے سچے خواب کو نبوت کا ایک جزو قرار دیا گیا ہے۔انبیاء علیہم السلام پہلے پہل پاکیزہ اور سچے خواب دیکھتے ہیں، اسی طرح نبوت کی آئندہ سپرد ہونے والی ذمہ داریوں سے ایک گونہ مناسبت پیدا ہوجاتی ہے۔گویا نبی کو پیغمبرانہ ذمہ داریوں کی تربیت ایک خاص ترتیب سے دی جاتی ہے۔☆تحنث زمانہ جاہلیت کی اصطلاح ہے، اس دور میں عبادت کا ایک طریقہ یہ تھا کہ آدمی کسی گوشے میں سب سے الگ تھلگ کچھ راتیں خدا کے گیان دھیان میں گزارتا تھا۔اس وقت تک چونکہ رسول اللہ ﷺ کو راہ حق معلوم نہیں ہوئی تھی، ادھر طبیعت بت پرستی کی گندگیوں سے متنفر تھی، اس لئے اس دور میں جبکہ وحی سے آپ کی رہنمائی کا آغاز نہیں ہوا تھا آپ نے اس وقت کی عبادت کا وہ طریقہ اختیار کیا جو اپنی اصل کے لحاظ سے درست اور قابل عمل تھا، یعنی دنیا و مافیہا سے دور ہٹ کر اپنی اور خدا کی ذات پر غور وفکر اور مراقبۂ نفس، یہی وہ تحنث تھا، پیغمبر بننے سے پہلے جس پر آپ عمل پیرا تھے۔☆حق سے مراد اللہ کا دین ہے جس سے آپ ابتداء میں ناواقف تھے۔غار حرا میں جبرئیلؑ نے آپ کو دین کی حقیقت بتلائی۔☆اس واقعہ سے پہلے کبھی آپ کو ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا اس لئے بشری تقاضے کے مطابق اس غیر متوقع صورتحال سے دوچار ہونے کے بعد دہشت کا طاری ہونا کوئی بعید بات نہیں۔☆منصب رسالت پر سرفراز ہونے کے لئے جن اوصاف کاملہ کی ضرورت ہوتی ہے وہ بحسن وخوبی آپ ﷺ کے اندر موجود تھے۔اس لئے ابھی تک اسلام کی روشنی سے مستفید نہ ہونے کے باوجود حضرت خدیجہؓ کو اس بات کا یقین تھا کہ محمد ﷺ کی شخصیت میں کوئی ایسا جوہر ضرور ہے جس کی بناء پر انہیں کوئی کارنامہ انجام دینا ہے اور انہیں دنیا کی کوئی قوت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔پھر اللہ ایسے مثالی کردار رکھنے والے بندوں کو کسی طرح بھی بے یار ومددگار نہیں چھوڑ سکتا۔اسی حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پیغمبر بھی ان تمام بشری کیفیتوں سے متصف ہوتے ہیں جو کسی انسان میں ہوسکتی ہیں، اس لئے وہ پیغمبری کی ساری ذمہ داریاں قبول کرنے کے بعد بھی انسان ہی رہتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ کلمہ شہادت میں جہاں محمد ﷺ کی رسالت کا ذکر ہے وہیں آپ کے بندہ ہونے کی بھی تصریح کردی ہے۔''اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ'' اگر رسول اللہ کا پیغمبر بننے کے لئے بشریت سے خارج ہونا ضروری ہوتا تو وحی آنے سے قبل آپ کی جملہ انسانی کیفیات بدل جاتیں یا وحی کے آغاز کے وقت آپ پر کوئی خوف طاری نہ ہوتا۔

ناموس لغت میں رازدان کو کہتے ہیں، یعنی ایسا رازدان جو اپنا بہی خواہ اور ہمدرد ہو، اس کے مقابلہ میں جاسوس کا اطلاق اس شخص پر ہوتا ہے جو دشمن بن کر آدمی کے راز معلوم کرنے کی کوشش کرے، یہاں لفظ ناموس سے مراد فرشتہ ہے جو پیغمبروں کے پاس وحی لے کر آتا ہے۔

وحی کا سلسلہ درمیان میں دو یا تین سال موقوف رہا۔

(٤)عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِیِّ (رَضِیَ اللّٰه تَعالیٰ عَنْه) قَالَ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ فَقَالَ فِيْ حَدِيْثِهِ بَيْنَاۤ اَنَا اَمْشِيْ اِذْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَآءِ فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ فَاِذَا الْمَلَكُ جَآءَنِيْ بِحِرَآءٍ جَالِسٌ عَلٰى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَرُعِبْتُ مِنْهُ فَرَجَعْتُ فَقُلْتُ زَمِّلُوْنِيْ زَمِّلُوْنِيْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يَاۤيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ فَحَمِيَ الْوَحْيُ وَتَتَابَعَ۔

(۴) جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے وحی کے موقوف ہونے کا حال بیان فرماتے ہوئے یہ (بھی) ارشاد فرمایا کہ میں ایک بار جا رہا تھا، اچانک میں نے آسمان سے ایک آواز سنی، آنکھ اٹھائی تو نظر آیا کہ وہی فرشتہ جو غار حرا میں میرے پاس آیا تھا، زمین اور آسمان کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہے، مجھ پر اس منظر سے دہشت سی چھا گئی اور واپس لوٹ کر میں نے کہا مجھے کپڑا اڑھا دو، مجھے کپڑا اڑھا دو، اس وقت اللہ نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔''اے کپڑا اوڑھنے والے اٹھ اور لوگوں کو (عذاب الٰہی سے) ڈرا اور اللہ کی بڑائی بیان کر اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور (پلیدی) کو چھوڑ دے۔پھر وحی تیزی کے ساتھ اور لگاتار آنے لگی

فائدہ:۔دوبارہ جب وحی کا سلسلہ شروع ہوا، یہ واقعہ اس وقت پیش آیا، اس دوسرے دور کی سب سے پہلی وحی سورۂ مدثر کی ابتدائی آیتیں ہیں

(۵)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى لَاتُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيْلِ شِدَّةً وَكَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَاَنَا اُحَرِّكُهُمَا لَكَ كَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَرِّكُهُمَا وَقَالَ سَعِيْدٌ اَنَا اُحَرِّكُهُمَا كَمَا رَاَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ قَالَ جَمْعَهٗ لَكَ صَدْرَكَ وَتَقْرَاَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ قَالَ فَاسْتَمِعْ لَهٗ وَاَنْصِتْ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَابيانه،، اَنْ تَقْرَاَهٗ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ اِذَآ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ (عليه السلام) اسْتَمَعَ فَاِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيْلُ قَرَاَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا قَرَاَهٗ۔

(۵)حضرت ابن عباسؓ سے کلام الٰہی لاتحرک الخ کی تفسیر کے سلسلہ میں یہ ارشاد ہے کہ رسول اللہ ﷺ نزول وحی کے وقت گرانی محسوس فرمایا کرتے تھے اور اس (کی علامتوں) میں سے ایک یہ تھی کہ آپ اپنے ہونٹوں کو ہلاتے تھے۔ ابن عباسؓ نے کہا، میں اپنے ہونٹ ہلاتا ہوں، جس طرح آپ ہلاتے تھے (راوی کہتے ہیں میں اپنے ہونٹ ہلاتا ہوں جس طرح ابن عباس کو ہلاتے ہوئے دیکھا، پھر اپنے ہونٹ ہلائے) (ابن عباس نے کہا) پھر یہ آیت اتری کہ اے محمد اقرآن کو جلد جلد یاد کرنے کیلئے اپنی زبان نہ ہلاؤ، اس کا جمع کر دینا اور پڑھا دینا ہمارا ذمہ ہے۔
حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں یعنی قرآن تمہارے دل میں جما دینا اور تمہیں پڑھا دینا پھر جب پڑھ لیں تو اس پڑھے ہوئے کی اتباع کرو، ابن عباسؓ فرماتے ہیں (اس کا مطلب یہ ہے) تم اس کو خاموشی کے ساتھ سنتے رہو، اسکے بعد مطلب سمجھا دینا ہمارے ذمے ہے۔ پھر یقیناً یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ تم اس کو پڑھو (یعنی تم اس کو محفوظ کرسکو) چنانچہ اس کے بعد جب آپکے پاس جبرئیل (وحی لے کر) آتے تو آپ (توجہ سے) سنتے۔ جب وہ چلے جاتے تو رسول اللہ ﷺ اس (تازہ وحی) کو اس طرح پڑھتے جس طرح جبرئیل نے پڑھایا تھا (منشاء یہ تھا کہ وحی کے الفاظ محفوظ ہو جائیں)

فائدہ:۔ رسول اللہ ﷺ یاد کرنے کے خیال سے وحی کو جلدی جلدی دہرانے کی کوشش فرماتے، اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ یہ قرآن ہمارا کلام ہے، جس غرض سے ہم اسے نازل کررہے ہیں، اس کا پورا کرنا ہمارے ذمے ہے، اس لئے اطمینان سے نازل ہونے والی وحی کو سنو، اس کو محفوظ کرنے کی فکر نہ کرو، چنانچہ قرآن کی آیتوں میں خدا نے یہ اعجاز بھی پیدا فرما دیا کہ وہ ایک معصوم بچے تک کو یاد ہو جاتی ہیں جبکہ دوسری مذہبی کتابیں مختصر ہونے کے باوجود آدمی یاد نہیں کرسکتا، پھر اسی آیت سے اس بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، اگر یہ نعوذ باللہ محمد ﷺ کی تصنیف ہوتی تو اس میں اس قسم کی آیتیں بالکل نہ آتیں جن میں خود رسول پاک ﷺ کو کسی معاملے پر تنبیہ کی گئی ہے، ٹوکا گیا ہے۔

(٦)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَالنَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَايَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ يَلْقَاهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِّنْ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْاٰنَ فَلَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدُ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ

٦۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں (دوسرے اوقات کے مقابلہ میں جب) جبرائیل آپ سے ملتے بہت ہی زیادہ سخاوت فرماتے۔ جبرائیل رمضان کی ہر رات میں آپ سے ملاقات کرتے اور آپ کے ساتھ قرآن کا دور کرتے ۔غرض آنحضرت ﷺ مخلوق کی نفع رسانی میں بارش لانے والی ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔

فائدہ:۔ اس حدیث میں ذکر ہے کہ رمضان میں جبرائیلؑ آپ سے قرآن کا دور کرتے، یہ اس لئے کہ قرآن دنیا والوں کے لئے رمضان ہی کے مہینے میں نازل ہونا شروع ہوا۔ اس لحاظ سے رمضان سے قرآن کو بہت بڑی مناسبت ہے، گویا یہ نزول وحی کا مہینہ ہے اور اسی کے طفیل یہ نزول رحمت کا مہینہ بن گیا اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رمضان کے مہینے میں زیادہ سے زیادہ بھلائیاں کرنی چاہئیں اور زیادہ سے زیادہ صدقہ وخیرات کیا جائے۔

(٧) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّ هِرَقْلَ اَرْسَلَ اِلَيْهِ فِیْ رَكْبٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَّكَانُوْا تُجَّارًا بِالشَّامِ فِی الْمُدَّةِ الَّتِیْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَادَّ فِيْهَا اَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ فَاَتَوْهُ وَهُمْ بِاِيْلِيَاءَ فَدَعَاهُمْ فِیْ مَجْلِسِهٖ وَحَوْلَهٗ عُظَمَاءُ الرُّوْمِ ثُمَّ دَعَاهُمْ وَدَعَا تَرْجُمَانَهٗ فَقَالَ اَيُّكُمْ اَقْرَبُ نَسَبًا بِهٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِیٌّ قَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ فَقُلْتُ اَنَا اَقْرَبُهُمْ نَسَبًا فَقَالَ اَدْنُوْهُ مِنِّیْ وَقَرِّبُوْا اَصْحَابَهٗ فَاجْعَلُوْهُمْ عِنْدَ ظَهْرِهٖ ثُمَّ قَالَ لِتَرْجُمَانِهٖ قُلْ لَهُمْ اِنِّیْ سَائِلٌ هٰذَا عَنْ هٰذَا الرَّجُلِ فَاِنْ كَذَبَنِیْ فَكَذِّبُوْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْلَا الْحَيَاءُ مِنْ اَنْ يَّاْثِرُوْا عَلَیَّ كَذِبًا لَكَذَبْتُ عَنْهُ ثُمَّ كَانَ اَوَّلَ مَا سَاَلَنِیْ عَنْهُ اَنْ قَالَ كَيْفَ نَسَبُهٗ فِيْكُمْ قُلْتُ هُوَ فِيْنَا ذُوْ نَسَبٍ قَالَ فَهَلْ قَالَ هٰذَا الْقَوْلَ مِنْكُمْ اَحَدٌ قَطُّ قَبْلَهٗ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كَانَ مِنْ اٰبَائِهٖ مِنْ مَّلِكٍ قُلْتُ لَا قَالَ فَاَشْرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوْهُ اَمْ ضُعَفَاءُهُمْ قُلْتُ بَلْ ضُعَفَاءُهُمْ قَالَ اَيَزِيْدُوْنَ اَمْ يَنْقُصُوْنَ قُلْتُ بَلْ يَزِيْدُوْنَ قَالَ فَهَلْ يَرْتَدُّ اَحَدٌ مِّنْهُمْ سَخْطَةً لِّدِيْنِهٖ بَعْدَ اَنْ يَّدْخُلَ فِيْهِ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ كُنْتُمْ تَتَّهِمُوْنَهٗ بِالْكَذِبِ قَبْلَ اَنْ يَّقُوْلَ مَا قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَهَلْ يَغْدِرُ قُلْتُ لَا وَنَحْنُ مِنْهُ فِیْ مُدَّةٍ لَّا نَدْرِیْ مَا هُوَ فَاعِلٌ فِيْهَا قَالَ وَلَمْ يُمْكِنِّیْ كَلِمَةٌ اُدْخِلُ فِيْهَا شَيْئًا غَيْرَ هٰذِهِ الْكَلِمَةِ قَالَ فَهَلْ قَاتَلْتُمُوْهُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَكَيْفَ كَانَ قِتَالُكُمْ اِيَّاهُ قُلْتُ الْحَرْبُ بَيْنَنَا وَبَيْنَهٗ سِجَالٌ يَّنَالُ مِنَّا وَنَنَالُ مِنْهُ قَالَ مَاذَا

٧۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے کہا کہ سفیان بن حرب نے بیان کیا کہ ہرقل (ہرقل روم کے بادشاہ کا لقب تھا) نے ان کے پاس قریش کے قافلے میں ایک آدمی بھیجا اور اس وقت یہ لوگ تجارت کے لئے شام گئے ہوئے تھے اور وہ یہ زمانہ تھا، جب رسول اللہ ﷺ نے قریش اور ابوسفیان سے ایک وقتی عہد کیا تھا تو ابوسفیان اور دوسرے لوگ ہرقل کے پاس ایلیا (بیت المقدس کا نام ہے) پہنچے۔ جہاں ہرقل نے انہیں اپنے دربار میں طلب کیا تھا، اس کے گرد روم کے بڑے بڑے لوگ بیٹھے تھے۔ ہرقل نے انہیں اور اپنے ترجمان کو بلوایا، پھر ان سے پوچھا کہ تم میں سے کون شخص مدعی رسالت کا قریبی عزیز ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں بول اٹھا کہ میں اس کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہوں (یہ سن کر) ہرقل نے حکم دیا کہ اس (ابوسفیان) کو میرے قریب لاؤ اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پس پشت بٹھادو۔ پھر اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے کہہ دو کہ میں ابوسفیان سے اس شخص (یعنی محمد ﷺ) کا حال پوچھتا ہوں، اگر یہ مجھ سے جھوٹ بولے تو تم ان کا جھوٹ ظاہر کردینا (ابوسفیان کا قول ہے کہ) خدا کی قسم اگر مجھے یہ غیرت نہ آتی کہ یہ لوگ مجھ کو جھٹلائیں گے تو میں آپ کی نسبت ضرور غلط گوئی سے کام لیتا۔ خیر پہلی بات جو ہرقل نے مجھ سے پوچھی وہ یہ کہ اس شخص کا خاندان تم لوگوں میں کیسا ہے؟ میں نے کہا وہ تو بڑے نسب والا ہے۔ کہنے لگا اس سے پہلے بھی کسی نے تم لوگوں میں ایسی بات کہی تھی؟ میں نے کہا نہیں، کہنے لگا، اچھا اس کے بڑوں میں بھی کوئی بادشاہ ہوا ہے؟ میں نے کہا نہیں، پھر اس نے کہا بڑے لوگوں نے اس کی پیروی اختیار کی ہے یا کمزوروں نے؟ میں نے کہا نہیں، کمزوروں نے، پھر کہنے لگا، اس کے متبعین روز بروز بڑھتے جاتے ہیں یا گھٹتے جارہے ہیں؟ میں نے کہا نہیں، ان میں زیادتی ہورہی ہے، کہنے لگا، اچھا اس کے دین کو برا سمجھ کر اس کا کوئی ساتھی پھر بھی جاتا ہے؟ میں نے کہا نہیں، کہنے

فائدہ:۔ اس سوال سے اس کا مقصد یہ تھا کہ اہل مکہ کا یہ قافلہ ان لوگوں پر مشتمل تھا جو محمد ﷺ کے کٹر مخالفین میں سے تھے اس لئے اس نے ان میں سے ایسے شخص کو گفتگو کے لئے منتخب کرنا چاہا جو محمد ﷺ سے قرابت کی بناء پر زیادہ سے زیادہ واقفیت رکھتا ہو اور اسے قابل اعتماد معلومات بہم پہنچا سکے۔ ☆ یہ بھی رسول اللہ ﷺ کا ایک اعجاز ہے کہ آپ کا سب سے بڑا مخالف آپ کے بارے میں خواہش کے باوجود غلط بیانی نہیں کرسکا اور وہی بات اسے کہنی پڑی جو صحیح تھی۔ ☆ مکہ میں سب سے زیادہ بااثر اور اونچا قبیلہ قریش کا تھا اور اس میں بھی بنی ہاشم کا کنبہ شرافت میں سب سے بہتر شمار ہوتا تھا اور رسول اللہ ﷺ بنی ہاشم میں سے تھے۔ ☆ یعنی زیادہ تر وہ لوگ تھے جن کی دنیوی حیثیت کمزور تھی ورنہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت خدیجہؓ، حضرت حمزہؓ، حضرت عمرؓ بڑی حیثیت کے لوگوں میں سے سمجھے جاتے تھے۔

يَـامُرُكُم قُلتُ يَقُولُ اعبُدُوا اللّٰهَ وَحدَه' وَلَا تُشرِكُوا
بِهٖ شَيئًا وَّاترُكُوا مَايَقُولُ اٰبَآؤُكُم وَيَامُرُنَا بِالصَّلٰوةِ
وَالصِّدقِ وَالعَفَافِ وَالصِّلَةِ فَقَالَ لِلتَّرجُمَانِ قُل لَّه'
سَأَلتُكَ عَن نَّسَبِهٖ فَذَكَرتَ اَنَّه' فِيكُم ذُو نَسَبٍ
وَّكَذٰلِكَ الرُّسُلُ تُبعَثُ فِي نَسَبِ قَومِهَا وَسَأَلتُكَ هَل
قَالَ اَحَدٌ مِّنكُم هٰذَا القَولَ فَذَكَرتَ اَن لَّا فَقُلتُ لَو كَانَ
اَحَدٌ قَالَ هٰذَا القَولَ قَبلَه' لَقُلتُ رَجُلٌ يَّتَاَسّٰى بِقَولٍ
قِيلَ قَبلَه' وَسَأَلتُكَ هَل كَانَ مِن اٰبَآئِهٖ مِن مَّلِكٍ
فَذَكَرتَ اَن لَّا قُلتُ فَلَو كَانَ مِن اٰبَآئِهٖ مِن مَّلِكٍ قُلتُ
رَجُلٌ يَّطلُبُ مُلكَ اَبِيهِ وَسَأَلتُكَ هَل كُنتُم تَتَّهِمُونَه'
بِالكَذِبِ قَبلَ اَن يَّقُولَ مَا قَالَ فَذَكَرتَ اَن لَّا فَقَد
اَعرِفُ اَنَّه' لَم يَكُن لِيَذَرَ الكَذِبَ عَلَى النَّاسِ وَيَكذِبَ
عَلَى اللّٰهِ وَسَأَلتُكَ اَشرَافُ النَّاسِ اتَّبَعُوهُ اَم ضُعَفَآءُ
هُم فَذَكَرتَ اَنَّ ضُعَفَآءَ هُم اتَّبَعُوهُ وَهُم اَتبَاعُ الرُّسُلِ
وَسَأَلتُكَ اَيَزِيدُونَ اَم يَنقُصُونَ فَذَكَرتَ اَنَّهُم يَزِيدُونَ
وَكَذٰلِكَ اَمرُ الاِيمَانِ حَتّٰى يَتِمَّ وَسَأَلتُكَ اَيَرتَدُّ اَحَدٌ
سَخطَةً لِّدِينِهٖ بَعدَ اَن يَّدخُلَ فِيهِ فَذَكَرتَ اَن لَّا
وَكَذٰلِكَ الاِيمَانُ حِينَ تُخَالِطُ بَشَاشَتُهُ القُلُوبَ
وَسَأَلتُكَ هَل يَغدِرُ فَذَكَرتَ اَن لَّا وَكَذٰلِكَ الرُّسُلُ
لَاتَغدِرُ وَسَأَلتُكَ بِمَا يَامُرُكُم فَذَكَرتَ اَنَّه' يَامُرُكُم اَن
تَعبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشرِكُوا بِهٖ شَيئًا وَّيَنهَاكُم عَن عِبَادَةِ
الاَوثَانِ وَيَامُرُكُم بِالصَّلٰوةِ وَالصِّدقِ وَالعَفَافِ فَاِن
كَانَ مَاتَقُولُ حَقًّا فَسَيَملِكُ مَوضِعَ قَدَمَيَّ هَاتَينِ وَقَد
كُنتُ اَعلَمُ اَنَّه' خَارِجٌ وَلَم اَكُن اَظُنُّ اَنَّه' مِنكُم فَلَو
اَنِّي اَعلَمُ اَنِّي اَخلُصُ اِلَيهِ لَتَجَشَّمتُ لِقَآءَه' وَلَو
كُنتُ عِندَه' لَغَسَلتُ عَن قَدَمَيهِ ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ الَّذِي بَعَثَ بِهٖ مَعَ
دِحيَةَ الكَلبِيِّ اِلٰى عَظِيمِ بُصرٰى فَدَفَعَه' عَظِيمُ بُصرٰى

لگا، کیا اپنے اس دعویٰ (نبوت) سے پہلے کبھی اس نے جھوٹ بولا ہے؟
میں نے کہا نہیں، اور اب ہماری اس سے (صلح کی) ایک مدت ٹھہری
ہوئی ہے معلوم نہیں وہ اس میں کیا کرتا ہے۔ (ابوسفیان کہتے ہیں) بس
اس بات کے سوا اور کوئی (جھوٹ) بات میں اس (گفتگو) میں شامل نہ
کر سکا۔ ہرقل نے کہا، کیا تمہاری اس سے لڑائی بھی ہوئی ہے؟ ہم نے کہا
ہاں، بولا پھر تمہاری اس سے جنگ کس طرح ہوتی ہے؟ میں نے کہا، لڑائی
ڈول کی طرح ہوتی ہے، کبھی وہ ہم سے (میدان جنگ) لے لیتے ہیں اور
کبھی ہم ان سے، ہرقل نے پوچھا، وہ تمہیں کس بات کا حکم دیتا ہے؟ میں
نے کہا۔ وہ کہتا ہے کہ صرف ایک اللہ کی عبادت کرو، اس کا کسی کو شریک نہ
بناؤ اور اپنے باپ دادا کی (شرک کی) باتیں چھوڑ دو، اور ہمیں نماز پڑھنے،
سچ بولنے، پرہیزگاری اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔ (یہ سب سن کر) پھر
ہرقل نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ابوسفیان سے کہہ دے کہ میں نے تم
سے اس کا نسب پوچھا تو تم نے کہا کہ وہ ہم میں عالی نسب ہے اور پیغمبر اپنی
قوم میں عالی نسب ہی بھیجے جایا کرتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ
(دعویٰ نبوت کی) یہ بات تمہارے اندر اس سے پہلے کسی اور نے بھی کہی
تھی؟ تو تم نے جواب دیا کہ نہیں، تب میں نے (اپنے دل میں) یہ کہا کہ
اگر یہ بات اس سے پہلے کسی نے کہی ہوتی تو میں یہ سمجھتا کہ اس شخص نے
بھی اس بات کی تقلید کی ہے جو پہلے کہی جا چکی ہے۔ میں نے تم سے پوچھا
کہ اس کے بڑوں میں کوئی بادشاہ بھی گزرا ہے، تم نے کہا کہ نہیں، تو میں
نے (دل میں) کہا کہ ان کے بزرگوں میں سے کوئی بادشاہ ہوا ہوگا تو کہہ
دوں گا کہ وہ شخص (اس بہانہ سے) اپنے آباؤ اجداد کا ملک (حاصل کرنا)
چاہتا ہے۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس بات کے کہنے (یعنی پیغمبری کا
دعویٰ کرنے) سے پہلے تم نے کبھی اس کو دروغ گوئی کا الزام لگایا ہے، تم
نے کہا کہ نہیں، تو میں نے سمجھ لیا کہ جو شخص آدمیوں کے ساتھ دروغ گوئی
سے بچے، وہ اللہ کے بارے میں کیسے جھوٹی بات کہہ سکتا ہے۔ اور میں
نے تم سے پوچھا کہ بڑے لوگ اس کے پیرو ہوتے ہیں یا کمزور آدمی، تم
نے کہا کہ کمزوروں نے اس کا اتباع کیا ہے، تو (دراصل) یہی لوگ
پیغمبروں کے متبعین ہوتے ہیں۔ اور میں نے تم سے پوچھا کہ اس کے

فائدہ:۔ لڑائی ڈول کی طرح:۔ ایک عربی کہاوت ہے جو ایسی موقعوں پر بولی جاتی ہے مطلب یہ کہ لڑائی کا معاملہ ایسا ہے کہ اس میں کبھی ایک فریق کامیاب ہو جاتا ہے کبھی دوسرا۔ ☆ صلہ رحمی کا مطلب ہے خون کے رشتوں سے تعلقات باقی رکھنا، عزیز و اقارب سے سلوک کرنا۔

اِلٰی ہِرَقْلَ فَقَرَأَہٗ فَاِذَا فِیْہِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ اِلٰی ہِرَقْلَ عَظِیْمِ الرُّوْمِ سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّیْ اَدْعُوْكَ بِدِعَایَةِ الْاِسْلَامِ اَسْلِمْ تَسْلَمْ یُؤْتِكَ اللّٰہُ اَجْرَكَ مَرَّتَیْنِ فَاِنْ تَوَلَّیْتَ فَاِنَّ عَلَیْكَ اِثْمَ الْیَرِیْسِیِّیْنَ وَ یٰٓاَھْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِكَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ قَالَ اَبُوْسُفْیَانَ فَلَمَّا قَالَ مَاقَالَ وَفَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ الْكِتٰبِ كَثُرَ عِنْدَہُ الصَّخَبُ فَارْتَفَعَتِ الْاَصْوَاتُ وَاُخْرِجْنَا فَقُلْتُ لِاَصْحَابِیْ حِیْنَ اُخْرِجْنَا لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِیْ كَبْشَةَ اِنَّہٗ یَخَافُہٗ مَلِكُ بَنِی الْاَصْفَرِ فَمَا زِلْتُ مُوْقِنًا اَنَّہٗ سَیَظْھَرُ حَتّٰی اَدْخَلَ اللّٰہُ عَلَیَّ الْاِسْلَامَ وَكَانَ ابْنُ النَّاطُوْرِ صَاحِبَ اِیْلِیَآءَ وَھِرَقْلَ سُقُفًّا عَلٰی نَصَارٰی الشَّامِ یُحَدِّثُ اَنَّ ھِرَقْلَ حِیْنَ قَدِمَ اِیْلِیَآءَ اَصْبَحَ یَوْمًا خَبِیْثَ النَّفْسِ فَقَالَ بَعْضُ بَطَارِقَتِہٖ قَدِاسْتَنْكَرْنَا ھَیْئَتَكَ قَالَ ابْنُ النَّاطُوْرِ وَكَانَ ھِرَقْلُ حَزَّآءً یَنْظُرُ فِی النُّجُوْمِ فَقَالَ لَھُمْ حِیْنَ سَاَلُوْہُ اِنِّیْ رَاَیْتُ اللَّیْلَةَ حِیْنَ نَظَرْتُ فِی النُّجُوْمِ مَلِكَ الْخِتَانِ قَدْ ظَھَرَ فَمَنْ یَّخْتَتِنُ مِنْ ھٰذِہِ الْاُمَّةِ قَالُوْا لَیْسَ یَخْتَتِنُ اِلَّا الْیَھُوْدُ فَلَا یُھِمَّنَّكَ شَاْنُھُمْ وَاكْتُبْ اِلٰی مَدَآئِنِ مُلْكِكَ فَلْیَقْتُلُوْا مَنْ فِیْھِمْ مِّنَ الْیَھُوْدِ فَبَیْنَمَا ھُمْ عَلٰٓی اَمْرِھِمْ اُتِیَ ھِرَقْلُ بِرَجُلٍ

ساتھی بڑھ رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں، تم نے کہا کہ وہ بڑھ رہے ہیں، اور ایمان کی کیفیت یہی ہوتی ہے، حتی کہ وہ کامل ہو جاتا ہے۔اور میں نے تم سے پوچھا کہ کوئی شخص اس کے دین سے ناخوش ہو کر لوٹ بھی جاتا ہے، تم نے کہا نہیں، تو ایمان کی خاصیت بھی یہی ہے، جن کے دلوں میں اس کی مسرت رچ بس جائے۔اور میں نے تم سے پوچھا کہ آیا وہ عہد شکنی کرتے ہیں، تم نے کہا کہ نہیں، پیغمبروں کا یہی حال ہوتا ہے، ☆ وہ عہد کی خلاف ورزی نہیں کرتے۔اور میں نے تم سے پوچھا، وہ تم سے کس چیز کے لئے کہتے ہیں، تم نے کہا کہ وہ ہمیں حکم دیتے ہیں، کہ اللہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور تمہیں بتوں کی پرستش سے روکتے ہیں، سچ بولنے اور پرہیزگاری کا حکم دیتے ہیں ☆۔لہٰذا اگر یہ باتیں جو تم کہہ رہے ہو، سچ ہیں تو عنقریب وہ اس جگہ کا مالک ہو جائے گا جہاں میرے یہ دونوں پاؤں ہیں، مجھے معلوم تھا کہ وہ (پیغمبر) آنے والا ہے۔مگر مجھے خیال نہیں تھا کہ وہ تمہارے اندر ہوگا۔اگر میں جانتا کہ اس تک پہنچ سکوں گا تو اس سے ملنے کے لئے ہر تکلیف گوارا کرتا۔اگر میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا ☆۔ہرقل نے رسول اللہ کا وہ خط منگایا جو آپ نے دحیہ کلبی کے ذریعہ حاکم بصریٰ کے پاس بھیجا تھا اور اس نے وہ ہرقل کے پاس بھیج دیا تھا ☆۔پھر اس کو پڑھا تو اس میں (لکھا) تھا۔

! اللہ کے نام کے ساتھ جو نہایت مہربان اور رحم والا ہے، اللہ کے بندے اور اس کے پیغمبر محمد ﷺ کی طرف سے شاہ روم کے لئے۔اس شخص پر سلام ہو جو ہدایت کی پیروی کرے۔اس کے بعد میں تمہیں دعوت اسلام دیتا ہوں کہ اسلام لے آؤ گے تو (دین و دنیا کی) سلامتی نصیب ہوگی ☆ اللہ تمہیں دوہرا ثواب دے گا ☆ اور اگر تم (میری دعوت سے) روگردانی

فائدہ:۔ ہرقل کی گفتگو سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ نہایت دانشمند، منصف مزاج اور حق پسند آدمی تھا۔یہ ساری گفتگو جو ابوسفیان سے ہوئی یقیناً ایک صاحب عقل آدمی کو نبی ﷺ کی دعوت تسلیم کرانے کے لئے کافی ہے۔بشرطیکہ اسے حق کی تلاش ہو۔☆ ہرقل نے جس طرح ابوسفیان کی ایک ایک بات پر غور کیا اور اس کا جواب دیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب کی روح اور پیغمبروں کی تاریخ سے بخوبی واقف تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی ایک ایک خصوصیت کا پچھلے پیغمبروں سے مقابلہ کر کے اس نتیجہ پر پہنچا کہ آپ نبی برحق ہیں۔☆ یعنی رسول اللہ ﷺ اس سلطنت پر بھی غالب آ جائیں گے جو اس وقت میرے قبضہ میں ہے۔☆ پہلے اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کا یہ دعوت نامہ پہنچ چکا تھا اسے دیکھ کر اس نے پھر اس قریشی قافلے کو رسول اللہ کے ﷺ حالات معلوم کرنے کے لئے بلوایا تھا۔ابوسفیان کی اس پوری تقریر کے بعد اس نے وہ خط منگوایا اور پڑھا۔☆ دیکھنے میں بڑا سادہ خط ہے مگر بڑا پراثر اور باوقار۔اس قدر جراُت اور بے تکلفی کے ساتھ دنیا کی عظیم الشان سلطنت کے فرمانروا کو اسلام کی دعوت پیش کرنا اسی شخص کا کام ہے جس کو اپنی بات کی سچائی کا کامل یقین ہو اور جو فی الواقع اپنے دعوے میں سچا اور قابل اعتماد ہو۔☆ یعنی اسلامی قوانین کی بدولت دنیا میں چین و سکون نصیب ہوگا اور اسلام قبول کر کے آخرت میں جنت اور خدا کی رضا میسر آئے گی۔حدیث میں آیا ہے کہ جو اہل کتاب اسلام قبول کر لیں انہیں دگنا ثواب ملے گا، ایک تو پہلی الہامی شریعت کے اتباع کا، دوسرا اس آخری شریعت کے قبول کرنے کا۔

اُرْسِلَ بِهٖ مَلِكُ غَسَّانَ يُخْبِرُ عَنْ خَبَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اسْتَخْبَرَهٗ هِرَقْلُ قَالَ اذْهَبُوْا فَانْظُرُوْا اَمُخْتَتِنٌ هُوَ اَمْ لَا فَنَظَرُوْا اِلَيْهِ فَحَدَّثُوْهُ اَنَّهٗ مُخْتَتِنٌ وَسَأَلَهٗ عَنِ الْعَرَبِ فَقَالَ هُمْ يَخْتَتِنُوْنَ فَقَالَ هِرَقْلُ هٰذَا مَلِكُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَدْ ظَهَرَ ثُمَّ كَتَبَ هِرَقْلُ اِلٰى صَاحِبٍ لَّهٗ بِرُوْمِيَّةَ وَكَانَ نَظِيْرَهٗ فِي الْعِلْمِ وَسَارَ هِرَقْلُ اِلٰى حِمْصَ فَلَمْ يَرِمْ حِمْصَ حَتّٰى اَتَاهُ كِتَابٌ مِّنْ صَاحِبِهٖ يُوَافِقُ رَأْىَ هِرَقْلَ عَلٰى خُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهٗ نَبِيٌّ فَاَذِنَ هِرَقْلُ لِعُظَمَآءِ الرُّوْمِ فِيْ دَسْكَرَةٍ لَّهٗ بِحِمْصَ ثُمَّ اَمَرَ بِاَبْوَابِهَا فَغُلِّقَتْ ثُمَّ اطَّلَعَ فَقَالَ يَامَعْشَرَ الرُّوْمِ هَلْ لَّكُمْ فِي الْفَلَاحِ وَالرُّشْدِ وَاَنْ يَّثْبُتَ مُلْكُكُمْ فَتُبَايِعُوْا هٰذَا النَّبِيَّ فَحَاصُوْا حَيْصَةَ حُمُرِ الْوَحْشِ اِلَى الْاَبْوَابِ فَوَجَدُوْهَا قَدْ غُلِّقَتْ فَلَمَّا رَاٰى هِرَقْلُ نَفْرَتَهُمْ وَاَيِسَ مِنَ الْاِيْمَانِ قَالَ رُدُّوْهُمْ عَلَيَّ وَقَالَ اِنِّيْ قُلْتُ مَقَالَتِي اٰنِفًا اَخْتَبِرُ بِهَا شِدَّتَكُمْ عَلٰى دِيْنِكُمْ فَقَدْ رَأَيْتُ فَسَجَدُوْا لَهٗ وَرَضُوْا عَنْهُ فَكَانَ ذٰلِكَ اٰخِرَ شَاْنِ هِرَقْلَ۔

کرو گے تو (تمہاری) رعایا کا گناہ بھی تم ہی پر ہوگا☆ اور اے اہل کتاب! ایک ایسی بات پر آ جاؤ جو ہمارے تمہارے درمیان یکساں ہے۔ وہ یہ کہ ہم سب اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور نہ ہم میں سے کوئی کسی کو خدا کے سوا اپنا رب بنائے ☆ پھر اگر وہ اہل کتاب (اس بات سے) منہ پھیر لیں تو (مسلمانو!) تم ان سے کہہ دو کہ (تم مانو یا نہ مانو) ہم تو ایک خدا کے اطاعت گزار ہیں ☆ ابوسفیان کہتے ہیں جب ہرقل نے جو کہنا تھا کہہ دیا اور خط پڑھ کر فارغ ہوا تو اس کے ارد گرد بہت شور و غوغا ہوا، بہت سی آوازیں اٹھیں اور ہمیں باہر نکال دیا گیا۔ تب میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ ابوکبشہ ☆ کے بیٹے کا معاملہ تو بہت بڑھ گیا (دیکھو تو) اس سے بنی اصفر (روم) کا بادشاہ ڈرتا ہے۔ مجھے اس وقت سے اس بات کا یقین ہو گیا کہ حضور ﷺ عنقریب غالب ہو کر رہیں گے، حتیٰ کہ اللہ نے مجھے مسلمان کر دیا (راوی کا بیان ہے کہ) ابن ناطور ایلیاء (بیت المقدس) کا حاکم ہرقل کا مصاحب اور شام کے نصاریٰ کا لاٹ پادری بیان کرتا تھا کہ ہرقل جب ایلیاء) میں آیا۔ ایک دن صبح کو پریشان حال اٹھا، تو اس کے درباریوں نے دریافت کیا کہ آج آپ کی صورت بدلی ہوئی پاتے ہیں (کیا وجہ ہے؟) ابن ناطور کا بیان ہے کہ ہرقل نجومی تھا۔ علم نجوم میں مہارت رکھتا تھا اس نے اپنے ہم نشینوں کے پوچھنے پر بتایا کہ میں نے آج رات ستاروں پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ ختنہ کرنے والوں کا بادشاہ غالب آ گیا۔ (بھلا) اس زمانہ میں کون لوگ ختنہ کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ یہود کے سوا کوئی ختنہ نہیں کرتا، سو ان کی وجہ سے پریشان نہ ہوں، سلطنت کے تمام شہروں میں یہ حکم لکھ بھیجئے کہ وہاں جتنے یہودی ہوں سب قتل کر دیئے جائیں۔ وہ لوگ ان ہی باتوں میں مشغول تھے کہ ہرقل کے پاس ایک شخص لایا گیا جسے شاہ غسان نے بھیجا تھا، اس نے رسول اللہ کے حالات بیان کئے۔ جب ہرقل نے (سارے حالات) اس سے سن لئے تو کہا کہ جا کر دیکھو وہ ختنہ کئے ہوئے ہے یا نہیں؟ انہوں نے اسے دیکھا تو بتلایا کہ وہ ختنہ کیا ہوا ہے۔ ہرقل نے جب اس شخص سے عرب کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتلایا کہ وہ ختنہ کرتے ہیں، تب ہرقل نے کہا کہ یہ ہی اس امت کے بادشاہ ہیں جو پیدا ہو چکے ہیں۔ پھر اس نے اپنے ایک دوست رومیہ کو لکھا اور وہ علم نجوم میں ہرقل کی ٹکر کا تھا۔ پھر خود ہرقل حمص چلا گیا۔ ابھی حمص سے نکلا نہیں تھا کہ اس کے دوست کا خط (اس کے جواب میں) آ گیا☆۔ اس کی رائے بھی حضور ﷺ کے ظہور کے بارے میں ہرقل کے موافق تھی کہ محمد (واقعی) پیغمبر ہیں۔ اس کے بعد ہرقل نے روم کے بڑے آدمیوں کو اپنے حمص کے محل میں طلب کیا، اس کے حکم سے محل کے دروازے بند کر لئے گئے پھر وہ (اپنے خاص گھر سے) باہر آیا اور کہا اے روم والو! کیا ہدایت اور کامیابی کچھ تمہاری لئے بھی ہے اور تم اپنی سلطنت کی بقا چاہتے ہو تو پھر اس نبی کی بیعت کر لو☆ (یہ سننا تھا کہ) پھر وہ وحشی گدھوں کی طرح دروازوں کی طرف دوڑے (مگر) انہیں بند پایا۔ آخر جب ہرقل نے (اس بات سے) ان کی یہ نفرت دیکھی اور ان کے ایمان لانے سے مایوس ہو گیا تو کہنے لگا کہ ان لوگوں کو پھر میرے پاس لاؤ (جب وہ دوبارہ آئے تو) اس نے کہا، میں نے جو بات کہی تھی اس سے تمہاری دینی پختگی کی آزمائش مقصود تھی، سو وہ میں نے دیکھ لی ☆۔ تب (یہ بات سن کر) سب کے سب اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے☆ اور اس سے خوش ہو گئے۔ بالآخر ہرقل کی آخری حالت یہی رہی۔

فائدہ:۔یعنی جو دین تمہارا ہے وہی تمہاری رعایا کا بھی ہوگا اگر عیسائیت پر قائم رہو گے تو رعایا بھی عیسائی رہے گی اور اگر اسلام قبول کرلو گے تو رعایا بھی مسلمان ہوجائے گی جس کا ثواب بادشاہ کے نامۂ اعمال میں درج ہوگا۔ ورنہ اسلام قبول نہ کرنے کا گناہ تمہارا اپنا بھی اور اپنی رعایا کا بھی تمہارے سر پر رہے گا. عیسائیوں نے تثلیث کا عقیدہ قائم کرلیا تھا اور پادریوں ہی کو سب کچھ سمجھنے لگے تھے۔قرآن کی اس آیت میں ان کی اس گمراہی کی طرف اشارہ ہے۔☆یعنی مسلمان کی اصل ذمہ داری تبلیغ ہے۔اس کے بعد کوئی نہیں مانتا تو یہ اس کا فعل ہے۔☆ مکہ کے کفار نبی ﷺ کو طنز اور تحقیر کی غرض سے ابو کبشہ کے لقب سے پکارا کرتے تھے یہ ایک شخص کا نام ہے جو بتوں کی بجائے ایک ستارے کی پوجا کیا کرتا تھا۔☆ابوسفیان آخر وقت میں جب مکہ فتح ہوا تب اسلام لائے۔☆ آپ ﷺ نے ہرقل کو یہ خط ۶ ھ میں صلح حدیبیہ سے لوٹنے کے بعد دحیہ کلبی ایک قدیم الاسلام صحابی کی معرفت بھیجا تھا۔☆ہرقل کی اس گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اسلام قبول کرنے کا ارادہ کرلیا تھا۔مگر اپنے سرداروں کے ڈر اور پبلک کے خوف سے اس میں اتنی جرأت نہ پیدا ہوئی کہ بغیر کسی جھجک کے اسلام قبول کرلیتا۔☆ ہرقل کا یہ کہنا ان سب لوگوں کے لئے بڑی غیر متوقع بات تھی اور پھر یک بیک اپنے مذہب کو چھوڑ دینا کیسے گوارا کرتے جب کہ اس مذہب میں عیش وعشرت کی پوری آزادی حاصل تھی، ان لوگوں کے شور اور ہنگامے پر کنٹرول کرنے اور شہر میں اس قسم کی گڑ بڑ پھیلنے کے خیال سے ہرقل نے قلعہ کے دروازے بند کروادیئے تھے ۔☆جب ہرقل کو یہ اندازہ ہوگیا کہ یہ بدنصیب لوگ کسی طرح اسلام کی طرف نہیں آسکتے تو اس نے بھی اپنا پینترا بدل دیا۔ چنانچہ جب اس نے کہا کہ اس بات سے محض تمہارا امتحان مقصود تھا تو سب کے سب بے وقوف اس کے سامنے سجدے میں گر پڑے جو گویا تعظیم واطاعت کا اظہار تھا۔ ہرقل کے بارے میں یہ بھی آیا ہے کہ وہ مسلمان ہوگیا تھا مگر صحیح بات یہی ہے کہ اپنی رغبت کے باوجود اسلام قبول نہ کرسکا اور آخر تک عیسائیت پر قائم رہا۔جیسا کہ حدیث کے آخری جملے سے معلوم ہوتا ہے۔نیز یہ حدیث رسول اللہ کی ابتدائی بعثت کے حالات اور آپ کی ان صفات وخصوصیات پر مشتمل ہے جو انبیاء کرام کی ہوتی ہیں۔اس لئے عنوان کے مطابق ہے۔اس سے پتہ چلتا ہے کہ وحی کے نزول کے لئے کس معیار کی شخصیت مطلوب ہے۔ ہرقل نے اسی معیار پر آپ کی نبوت کو سمجھنے کی کوشش کی۔ چنانچہ آپ کے احوال اس معیار کے مطابق نکلے تو اس پر اسلام کی حقانیت ظاہر ہوگئی۔اب یہ اس کی بدقسمتی تھی کہ وہ اسلام قبول نہ کرسکا قسطلانی نے لکھا ہے کہ ان کے عہد تک یعنی گیارہویں صدی ہجری تک وہ خط ہرقل کی اولاد میں محفوظ تھا اور اس کو تبرک سمجھ کر بڑے اہتمام سے سونے کے صندوقچے میں رکھا گیا تھا۔

کتاب الایمان

ایمان کا بیان

باب ۲. قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ

(۸)عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءُ الزَّكٰوةِ وَالْحَجُّ وَصَوْمُ رَمَضَانَ۔

باب ۲۔رسول اللہ ﷺ کا قول کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے

(۸) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (اول) اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں (دوسرے نماز پڑھنا تیسرے زکوٰۃ دینا چوتھے) حج کرنا (پانچویں) رمضان کے روزے رکھنا

فائدہ:۔ایمان لغت کے اعتبار سے کسی بات کو صحیح مان لینا ہے اور شریعت میں ایمان کہتے ہیں رسول خدا ﷺ کی تصدیق کرنے کو، اللہ کی طرف سے پیغمبر جو کچھ لے کر آتا ہے اسے مان لینے کا نام ایمان ہے۔ پانچ ستون ہیں جن پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے۔درحقیقت کلمۂ شہادت وہ بنیادی پتھر ہے جس کے بغیر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے سارے ستون بے کار ہیں۔اصل اہمیت اس عقیدہ کی ہی ہے جو خدا کی توحید اور محمد ﷺ کی رسالت پر یقین واعتماد سے پیدا ہوتا ہے۔اس کے بعد عملی زندگی میں نماز کو پہلا مقام حاصل ہے۔اس کے بعد زکوٰۃ کو، پھر روزہ کو، پھر حج کو، اگرچہ اس روایت میں روزہ کو حج کے بعد بیان کیا گیا ہے۔مگر مسلم نے اپنی روایت میں روزہ کو حج سے پہلے بیان کیا ہے۔ جہاد کو اس لئے بیان نہیں کیا کہ وہ فرض کفایہ ہے، دوسرے یہ کہ جہاد کا مقصد اسلام کی پانچوں بنیادوں کے مقابلہ میں چھت کی سی ہے۔

جو بارش، گرمی اور سردی سے مکان کو محفوظ رکھتی ہے اس لئے جہاد کو بنیاد میں شامل نہیں کیا۔ البتہ دوسری احادیث میں اس کی اتنی زیادہ اہمیت بیان کی گئی ہے جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جہاد کے بغیر اسلام کی یہ پانچ بنیادیں محفوظ نہیں رہ سکتیں، یہاں صرف ان باتوں کو بیان کرنا مقصود تھا جو اسلام قبول کرنے اور مسلمان بننے کے لئے ضروری ہیں۔ جو شخص ان چیزوں کا قائل اور عامل ہو۔ اس کی نجات اور ہدایت کے لئے یہ کافی ہیں۔

باب ۳. اُمُوْرِ الْاِیْمَان

(۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم قَالَ الْاِیْمَانُ بِضْعٌ وَّسِتُّوْنَ شُعْبَةً وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ۔

باب ۳۔ ان چیزوں کا بیان جو ایمان میں داخل ہیں

(۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں اور حیاء بھی ایمان ہی کی ایک شاخ ہے۔

فائدہ:۔ ایک دوسری حدیث میں ستر سے بھی زیادہ شاخیں بیان کی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ایمان کے بہت سے شعبے ہیں جن میں سے حیاء یعنی شرم بھی ایمان ہی کا ایک جزو ہے۔ بے حجابی، بے شرمی اور بے غیرتی ایک کافرانہ خصلت ہے، اس کے مقابلہ میں غیرت اور حیاء کو ایمان کی شاخ قرار دیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان اخلاقی خوبیوں کے مجموعے کا نام ہے۔ حیاء سے مراد وہ شرم ہے جو بے غیرتی اور بے شرمی کے کاموں سے آدمی کو بچائے۔ غیر ضروری شرم اور بے موقع حیاء دراصل بے کرداری اور نفس کی کمزوری کا دوسرا نام ہے۔

باب ۴. اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ

(۱۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَانَهَی اللّٰهُ عَنْهُ۔

باب ۴۔ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے (دوسرے) مسلمان محفوظ رہیں

(۱۰) حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا کہ (سچا) مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان (کے ضرر) سے مسلمان محفوظ رہیں مہاجر وہ ہے جو ان کاموں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے منع کیا ہے۔

فائدہ:۔ مقصد یہ ہے کہ سچا اور پکا مسلمان وہ کہلائے گا جو کسی دوسرے مؤمن کو اپنے ہاتھ سے یا اپنی زبان سے کوئی نقصان نہ پہنچائے نہ ہاتھ سے مارے نہ منہ سے برا بھلا کہے۔ اسی طرح اصل ہجرت یہ ہے کہ آدمی اللہ کی منع کی ہوئی باتوں سے رک جائے یعنی سراسر اللہ کا طاعت گزار بن جائے اس حدیث میں مہاجرین کو خاص طور پر اس لئے ذکر کیا کہ لوگ صرف ترک وطن کو ہجرت سمجھ کر دین کی دوسری باتوں میں سستی نہ کرنے لگیں۔ یا ہجرت حبشہ یا ہجرت مکہ کی بجائے ہجرت کا ثواب اب اس طرح آدمی کو حاصل ہو سکتا ہے کہ وہ حرام باتوں کو قطعاً چھوڑ دے۔

نوٹ:۔ یہ حدیث مسلم شریف میں نہیں ہے اس لئے بخاری کی ان حدیثوں میں شامل ہے، جو افرادِ بخاری کے نام سے موسوم ہیں۔ (از مرتب محمد عابد قریشی)

باب ۵. اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ

(۱۱) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رضی اللہ عنه قَالَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ قَالَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَیَدِهٖ۔

باب ۵۔ بہترین اسلام کونسا ہے!

(۱۱) حضرت ابو موسیٰؓ نے کہا کہ صحابہؓ نے (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! کون سا اسلام عمدہ ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا (اس آدمی کا اسلام) جس کی زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

فائدہ:۔ اسلام جن عقائد پر مشتمل ہے ان کو ماننے کے بعد آدمی مسلمان شمار کیا جاتا ہے لیکن وہ عقائد جب عملی جامہ پہنتے ہیں اس وقت اسلام کی دنیوی برکات اور اخروی ثواب کا صحیح اندازہ ہو سکتا ہے۔ اس حدیث میں ایک سچے، پکے مسلمان کی ایک علامت بتلادی گئی ہے یعنی بہترین اسلام اسی شخص کا ہے جو اپنی زبان سے کسی کو برا نہ کہے اور اپنے عمل سے کسی کو ایذا نہ پہنچائے جو سلیم الطبع، شریف النفس اور صلح کل ہو۔ اس حدیث میں اگرچہ صرف مسلمانوں کا ذکر کیا گیا ہے مگر دوسری احادیث کے مطابق اس میں مسلم و غیر مسلم سب شامل ہیں۔

باب ٦. اِطْعَامُ الطَّعَامِ مِنَ الْاِسْلَامِ .

(١٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍوؓ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَءُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ

باب ٦۔ کھانا کھلانا بھی اسلام (کے احکام) میں داخل ہے۔

۱۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کہ کون سا اسلام بہتر ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ تم کھانا کھلاؤ، اور جانے ان جانے سب آدمیوں کو سلام کرو۔

فائدہ:۔ سوال کا منشاء یہ ہے کہ کون سی بات ایسی ہے جو اسلام کی خوبیوں میں شمار کی جائے، تو آپ نے دو بہترین اسلامی خصلتوں کا ذکر فرمایا، کھانا کھلانا اس میں دونوں باتیں داخل ہیں، اول بھوکے آدمی کا پیٹ بھرنا، دوسرے مہمان کی، مسافر کی اور دوست کی خاطر مدارات کرنا۔ اور دوسری بہترین خصلت ہر مسلمان کو سلام کرنا خواہ وہ واقف ہو یا ناواقف، سلام باہمی محبت و مودت کا ذریعہ ہے اس لئے اسلامی اخوت کا تقاضا ہے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے جڑ کر رہے، کٹ کر نہ رہے اور باہمی سلام کا رواج اس کا بہت مؤثر اور سہل ذریعہ ہے۔

باب ٧. مِنَ الْاِيْمَانِ اَنْ يُّحِبَّ لِاَخِيْهِ مَايُحِبُّ لِنَفْسِهٖ .

(١٣) عن انس بن مالكؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَايُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔

باب ۷۔ یہ بھی ایمان ہی کی بات ہے کہ جو بات اپنے لئے پسند کرو، وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرو

۱۳۔ حضرت انس بن مالکؓ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے مسلمان بھائی کے لئے بھی وہ بات پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔

فائدہ:۔ اسلامی اخوت و محبت کا تقاضا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے بازو بن کر رہیں۔ اس لئے جس قلب میں ایمان کی حرارت ہوگی وہ اپنے میں اور دوسرے مسلمان میں کوئی فرق نہیں رکھے گا۔ اس حدیث میں اس بات کی تاکید کی گئی۔ ایک مسلمان جس قدر دوسرے مسلمانوں سے بے تعلق اور لاپرواہ ہوگا اسی قدر اس کا ایمان کمزور اور پھسپھسا ہوگا۔ کمال ایمان یہ ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی اپنے ہی جیسا سمجھے۔

باب ٨. حُبُّ الرَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْاِيْمَانِ

(١٤) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَايُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ ۔

باب ۸۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت ایمان کا جزو ہے

(۱۴)۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن (کامل) نہیں ہوسکتا، جب تک میں اسے اس کے باپ اور اس کی اولاد سے (بھی) زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

(١٥) عَنْ اَنَسٍ (رضی اللّٰه عنه) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۔

۱۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن (کامل) نہیں ہوسکتا جب تک اس کو میری محبت اپنے ماں باپ، اپنے بچوں، اور سب لوگوں سے زیادہ نہ ہو۔

فائدہ:۔ اسلام کی دولت ہمیں چونکہ رسول اللہ ﷺ ہی کے وسیلے سے ملی ہے، اس لئے خدا کے بعد کسی کا احسان اگر ہماری گردنوں پر ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کا ہے اور اسلام ہی وہ دین ہے جس نے ہمیں پر سکون اور ہموار زندگی بسر کرنے کے طریقے بتلائے ہیں۔ ماں باپ تو دنیا میں صرف ہمارے آنے کا ایک ذریعہ ہیں۔ اسی طرح اولاد ہمارے نام و نشان کو باقی رکھنے کی ایک صورت ہے۔ لیکن بچپن سے لے کر موت تک جو برسوں کی زندگی ہم گزارتے ہیں، اس زندگی کو سدھارنے اور موت کے بعد دائمی زندگی کو سنوارنے کے گر ہمیں محمد ﷺ ہی سے معلوم ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ کا احسان سب سے بڑا ہے، اسی لئے آپ سے قلبی تعلق اور محبت بھی سب سے زیادہ ہونی چاہئے۔ یہ محبت جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی ایمان کامل ہوگا۔

باب ۹ . حَلَاوَةِ الْإِيْمَان

(۱۶) عَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيْمَانِ اَنْ يَّكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَاَنْ يُّحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَاَنْ يَّكْرَهَ اَنْ يَّعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّقْذَفَ فِي النَّارِ ۔

باب ۹۔ ایمان کی حلاوت

۱۶۔ حضرت انسؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، جس کسی میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کی مٹھاس پائے گا۔ وہ یہ ہیں کہ اس کو اللہ اور اس کا رسول ان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں اور جس سے محبت کرے اللہ ہی کے لئے کرے اور (تیسرے یہ کہ) دوبارہ کفر اختیار کرنے کو ایسا ہی برا سمجھے جیسا آگ میں ڈالے جانے کو۔

فائدہ:۔ ایک مؤمن کو اللہ اور رسول ﷺ کی محبت اور ان سے تعلق ساری کائنات سے زیادہ ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ ایمان اللہ کی توحید اور رسول ﷺ کی رسالت ہی پر موقوف ہے۔ جتنا زیادہ ان دونوں سے تعلق ہوگا اتنا ہی ایمان میں کامل اور ایمان کی لذت سے لطف اندوز ہو سکے گا۔ پھر ایک مؤمن کے تعلقات دنیاوی اغراض کی بجائے محض اللہ ہی کی خاطر ہونے چاہئیں۔ تیسری بات یہ کہ آدمی کو کفر سے جو ایمان کی بالکل ضد ہے، اتنی شدید نفرت ہونی چاہئے جتنی نفرت اور ناگواری آگ میں جلنے سے ہو سکتی ہے۔ یہ تینوں باتیں جس میں ہوں گی وہ یقیناً ایک پکا اور سچا مسلمان ہوگا۔ وہی ایمان کے مزے کو پا سکتا ہے اور اس کا مشاہدہ صحابہء کرامؓ کی زندگیوں سے کیجئے کہ جن کی جاں سپاری و سرفروشی اور فدایت و جاں نثاری سے ایمان کی حلاوت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

باب ۱۰ . عَلَامَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ

(۱۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْإِيْمَانِ حُبُّ الْاَنْصَارِ وَاٰيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْاَنْصَارِ۔

باب ۱۰۔ انصار کی محبت ایمان کی علامت ہے

۱۷۔ حضرت انس بن مالکؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے کینہ رکھنا نفاق کی علامت ہے۔

فائدہ۔ جس وقت آپؐ نے یہ ارشاد فرمایا وہ وقت ہی ایسا تھا کہ انصار کو اللہ کے رسولؐ کی طرف سے یہ اعزاز ملتا ہے۔ اس لئے کہ انصار اہل مدینہ کا لقب ہے جو انہیں مکہ سے ہجرت کر کے آنے والے مسلمانوں کی امداد و اعانت کی بناء پر دیا گیا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اور آپؐ کے ساتھ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد مدینہ آ بسی تھی، اس وقت مدینہ کے مسلمانوں نے آپ ﷺ کی اور دیگر مسلمانوں کی جس طرح اعانت اور رفاقت کی، تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس کا بہت بڑا احسان تھا جس کو اللہ کی طرف سے اس طرح چکایا گیا کہ قیامت تک ان کا ذکر انصار کے معزز نام سے مسلمان لیتے رہیں گے۔ آج بھی انصار کی محبت اس طرح ضروری ہے جس طرح ان کی زندگی میں تھی۔ اس لئے کہ اس نازک وقت میں اگر اہل مدینہ اسلام کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے نہ ہوتے تو بظاہر حالات پھر عرب میں اسلام کے ابھرنے کا کوئی موقع نہ ملتا اور ہم تک اسلام کی یہ نعمت نہ پہنچ پاتی، اسی لئے انصار کی محبت ایمان کا جزو قرار دی گئی۔

(۱۸) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِؓ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا وَّهُوَ اَحَدُ النُّقَبَاءِ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَحَوْلَهٗ عِصَابَةٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ بَايِعُوْنِيْ عَلٰى اَنْ لَّا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا تَسْرِقُوْا وَلَا تَزْنُوْا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ وَلَا تَاْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَاَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُوْا فِيْ مَعْرُوْفٍ فَمَنْ وَّفٰى مِنْكُمْ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا

۱۸۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے اور لیلۃ العقبہ کے نقیبوں میں سے تھے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس وقت جب آپ ﷺ کے گرد صحابہؓ کی ایک جماعت موجود تھی، فرمایا کہ مجھ سے بیعت کرو اس بات کی کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرو گے، چوری نہیں کرو گے، زنا نہیں کرو گے، اپنی نسل کشی نہ کرو گے اور نہ عمداً کوئی بہتان باندھو گے اور کسی اچھی بات میں (خدا کی) سرکشی نہ کرو گے۔ جو کوئی تم میں (اس عہد کو) پورا کرے گا تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے اور جو کوئی ان (بری باتوں) میں سے

فَعُوقِبَ فِی الدُّنْیَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ، وَمَنْ اَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَیْئًا ثُمَّ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَهُوَ اِلَى اللّٰهِ اِنْ شَآءَ عَفَا عَنْهُ وَاِنْ شَآءَ عَاقَبَهٗ، (فَبَا یَعْنَاهُ عَلٰی ذٰلِكَ)

کسی میں مبتلا ہو جائے اور اسے دنیا میں سزا دے دی گئی تو یہ سزا اس کے (گناہوں کے) لئے کفارہ ہو جائے گا اور جو کوئی ان میں سے کسی بات میں مبتلا ہو گیا اور اللہ نے اس (گناہ) کو چھپالیا تو وہ (معاملہ) اللہ کے سپرد ہے۔ اگر چاہے معاف ہو جائے اور اگر چاہے سزا دے دے۔ (عبادہؓ کہتے ہیں کہ پھر ہم سب نے ان (سب باتوں) پر آپ ﷺ سے بیعت کر لی۔

فائدہ:۔اس حدیث کے راوی جو صحابی ہیں وہ انصاری ہیں اور ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے مکہ آ کر مقام عقبہ میں آپ ﷺ سے بیعت کی۔اور اہل مدینہ کی تعلیم وتربیت کے لئے آپ ﷺ نے جن بارہ آدمیوں کو اپنا نائب اور نقیب مقرر کیا تھا یہ ان میں سے ایک ہیں اور جنگ بدر کے شرکاء میں سے آپ ہیں۔☆اس حدیث سے اگر چہ صراحت کے ساتھ انصار کی وجہ تسمیہ ظاہر نہیں ہوتی لیکن اس سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ مدینہ کے لوگوں نے جب اسلام کی نصرت اور اعانت کے لئے مکہ آ کر رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو اسی بناء پر ان کا نام انصار پڑا۔انصار جمع ہے ناصر کی اور ناصر مددگار کو کہتے ہیں۔☆اس حدیث سے ایک مسئلہ یہ نکلتا ہے کہ اسلامی قانون کے مطابق جب ایک مجرم کو اس کے جرم کی سزا دی جائے تو آخرت میں اس کے لئے یہ سزا کفارہ بن جاتی ہے۔یعنی پھر اس کو آخرت کی سزا نہیں ملتی۔☆دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ جس طرح یہ ضروری نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جرم کی سزا دے،اسی طرح اللہ پر کسی نیکی کی جزا دینا بھی فرض نہیں،اگر سزا دے تو یہ اس کا انصاف ہے اور جرم معاف کر دے تو یہ اس کی رحمت ہے۔نیکی پر اگر ثواب نہ دے تو یہ اس کی بے نیازی ہے اور ثواب عطا فرمائے تو یہ اس کا کرم ہے۔
تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب بغیر توبہ کئے مرجائے تو یہ اللہ کی مرضی پر موقوف ہے،چاہے تو اس کے ایمان کی برکت سے بغیر سزا دیئے جنت میں داخل کر دے اور چاہے سزا دے کر جنت میں داخل کرے۔چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ کسی عام آدمی کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ قطعی جنتی ہے یا قطعی دوزخی ہے،مناسب نہیں۔پانچویں بات یہ معلوم ہوئی کہ اگر ایمان دل میں ہے تو محض گناہوں کے ارتکاب سے کافر نہیں ہوتا۔اس حدیث میں اسلامی تعلیم کا پورا خلاصہ اور اخلاق فاضلہ کا جوہر آ گیا جو شخص اس حدیث کے مضمون پر عملدر آمد کر لے،اس کی نجات کے لئے کافی ہے۔

باب ١١. مِنَ الدِّیْنِ الْفِرَارُ مِنَ الْفِتَنِ

باب ۱۱۔فتنوں سے بھاگنا (بھی) دین (ہی) میں داخل ہے

(١٩) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُوْشِكُ اَنْ یَّكُوْنَ خَیْرَ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ یَّتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ یَفِرُّ بِدِیْنِهٖ مِنَ الْفِتَنِ۔

۱۹۔حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ وقت قریب ہے جب مسلمان کا (سب سے) عمدہ مال (اس کی) بکریاں ہوں گی۔جن کے پیچھے (انہیں ہنکاتا ہوا) وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور برساتی وادیوں میں اپنے دین کو بچانے کے لئے بھاگتا پھرے گا۔

فائدہ:۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کو فتنوں سے ہر حال میں بچنا چاہئے اور جب فتنہ وفساد اتنا بڑھ جائے کہ اس کی اصلاح نہ ہو سکتی ہو تو ایسے وقت میں گوشہ نشینی اور یکسوئی بہتر ہے۔اب رہی یہ بات کہ فتنہ سے مراد کیا ہے؟ تو اس میں فسق وفجور کی زیادتی،سیاسی حالات کی ابتری اور ملکی انتظامات کی بدعنوانی،یہ سب چیزیں شامل ہیں،جن کا اثر آدمی کی زندگی پر پڑتا ہے اور جن کی وجہ سے اپنے دین کی حفاظت دشوار ہو جاتی ہے۔ان حالات میں اگر محض دین کی حفاظت کے جذبے سے آدمی کسی تنہائی کی جگہ چلا جائے جہاں فتنہ وفساد سے بچ سکے تو یہ بھی دین ہی کی بات ہے اور اس پر بھی آدمی کو اجر ملے گا۔

باب ١٢. قَوْلُ النَّبِیِّ ﷺ "اَنَا اَعْلَمُكُمْ بِاللّٰهِ"

باب ۱۲۔رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی تفصیل کہ میں تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوں"

(٢٠) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(۲۰) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو کسی کام کا حکم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَمَرَهُمْ مِنَ الْاَعْمَالِ بِمَا يُطِيقُوْنَ قَالُوْآ اِنَّا لَسْنَا كَهَيْئَتِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَلَكَ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَاتَاَخَّرَ فَيَغْضَبُ حَتّٰى يُعْرَفَ الْغَضَبُ فِىْ وَجْهِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اِنَّ اَتْقَاكُمْ وَاَعْلَمُكُمْ بِاللّٰهِ اَنَا۔

دیتے تو وہ ایسا ہی کام ہوتا جس کے کرنے کی لوگوں میں طاقت ہوتی (اس پر) صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہم لوگ تو آپ جیسے نہیں ہیں (آپ تو معصوم ہیں) مگر ہم سے گناہ سرزد ہوتے ہیں، اس لئے ہمیں اپنے سے زیادہ عبادت کرنے کا حکم فرمادیں۔ (یہ سن کر) آپ ﷺ ناراض ہوگئے حتیٰ کہ خفگی آپ کے چہرہ مبارک سے ظاہر ہونے لگی، پھر فرمایا کہ بے شک میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں اور تم سب سے زیادہ اسے جانتا ہوں۔

فائدہ:۔ اس باب کے عنوان میں بھی امام بخاریؒ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ایمان کا تعلق دل سے ہے اور یہ فعل ہر جگہ یکساں نہیں ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ کے قلب کی ایمانی کیفیت تمام صحابہؓ اور ساری مخلوقات سے بڑھ کر تھی۔ نیز حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عبادت میں میانہ روی ہی خدا کو پسند ہے۔ ایسی عبادت جو طاقت سے زیادہ ہو، اسلام نے فرض ہی نہیں کی ہے۔ اس کی فرض کی ہوئی عبادتیں انسان کو ایک متوازن اور خوشگوار زندگی بخشتی ہیں، جن کی بدولت ایک طرف آدمی عبدیت کے جذبے سے سرشار رہے اور دوسری طرف خدا کی اس دنیا کو بنانے اور سنوارنے کے لئے اپنی صلاحیتیں ٹھیک ٹھیک خرچ کر سکے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ ایمان معرفت رب کا نام ہے اور معرفت کا تعلق دل سے ہے اس لئے ایمان محض زبانی اقرار کو نہیں کہا جاسکتا۔

باب ۱۳. تَفَاضُلُ اَهْلِ الْاِيْمَانِ فِى الْاَعْمَالِ

۱۳۔ ایمان والوں کا عمل میں ایک دوسرے سے بڑھ جانا

(۲۱) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِالنَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ اَخْرِجُوْا مَنْ كَانَ فِىْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدِاسْوَدُّوْا فَيُلْقَوْنَ فِىْ نَهْرِالْحَيَآ اَوِالْحَيَاةِ فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِىْ جَانِبِ السَّيْلِ اَلَمْ تَرَ اَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَآءَ مُلْتَوِيَةً۔

۲۱۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اہل جنت، جنت میں، اہل دوزخ دوزخ میں (جب) داخل ہوجائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرمائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر (بھی) ایمان ہے، اس کو (دوزخ سے) نکال لو۔ تب (ایسے لوگ) دوزخ سے نکال لئے جائیں گے۔ وہ جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہوگئے ہوں گے، پھر وہ زندگی کی نہر میں ڈالے جائیں گے یا بارش کے پانی میں اس وقت وہ دانے کی طرح اگ آئیں گے (یعنی تروتازہ اور شاداب ہوجائیں گے) جس طرح ندی کے کنارے درخت اگ آتے ہیں، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ دانہ زردی مائل پیچ در پیچ نکلتا ہے۔

فائدہ:۔ جس کسی کے دل میں ایمان کم سے کم ہوگا اس کو بھی نجات ہوگی۔ مگر اعمال بد کی سزا بھگتنے کے بعد، یہ اللہ کا فضل ہے کہ ایسے لوگ دوزخ میں جانے کے بعد ایمان کی بدولت سزا کی میعاد پوری کرنے سے پہلے ہی نکال لئے جائیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان پر نجات کا مدار تو ہے مگر اللہ کے یہاں اصل مراتب اعمال ہی پر ملیں گے۔ جس قدر اعمال عمدہ اور نیک ہوں گے اسی قدر اس کی پوچھ ہوگی۔

(۲۲) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيَّ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَانَآئِمٌ رَاَيْتُ النَّاسَ يُعْرَضُوْنَ عَلَىَّ وَعَلَيْهِمْ قُمُصٌ مِّنْهَا مَايَبْلُغُ الثُّدِىَّ وَمِنْهَا مَادُوْنَ ذٰلِكَ وَعُرِضَ عَلَىَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ

۲۲۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا، میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جارہے ہیں اور وہ کرتے پہنے ہوئے ہیں، کسی کا کرتہ سینے تک ہے اور کسی کا اس سے نیچا ہے (پھر) میرے سامنے عمر بن الخطاب لائے گئے ان (کے بدن) پر

وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ. قَالُوا فَمَا اَوَّلْتَ ذٰلِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الدِّيْنِ۔

(جو) قمیص ہے اسے گھسیٹ رہے ہیں یعنی زمین تک نیچا ہے صحابہؓ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (اس کا مطلب) دین ہے۔

فائدہ:۔ اس تمثیل سے ایک مطلب تو یہ ہے کہ اسلام بحیثیت دین کے حضرت عمرؓ کی ذات میں اس طرح جمع ہوگیا کہ کسی اور کو یہ شرف نصیب نہیں ہوا۔ یعنی حضرت عمرؓ کی شخصیت نے دین کی انفرادی واجتماعی واخلاقی واصلاحی، انتظامی وقانونی اور دفاعی وسیاسی تعمیر کا جو کارنامہ انجام دیا ہے، رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی اور کو یہ فخر حاصل نہیں ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شخصیت اپنی فداکاری وجاں نثاری اور دینی عظمت واہلیت کے لحاظ سے حضرت عمرؓ سے بھی بڑھ کر ہے مگر اسلام کو جو ترقی اور بحیثیت دین کے جو شوکت وعروج اور جو عظمت ووقار حضرت عمرؓ کی ذات سے ہوا ہے اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی، ان کے اسلام لانے کا واقعہ بھی شاہد ہے اور خلافت کا دور بھی اس کا گواہ ہے۔ دوسرے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ نے اس امت میں دین کا سب سے زیادہ فہم حضرت عمرؓ ہی کو عطا فرمایا تھا۔ اس لئے جس کا کرتہ جتنا بڑا تھا (اس کا فہم بھی اسی درجے کا تھا) ان کا کرتہ سب سے بڑا تھا اس لئے ان کا دینی فہم بھی اوروں سے بڑھ کر تھا، جیسا کہ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

باب ۱۴. اَلْحَيَآءُ مِنَ الْاِيْمَانِ

باب ۱۴۔ حیاء ایمان کا جز ہے

(۲۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَهُوَ يَعِظُ اَخَاهُ فِى الْحَيَآءِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَاِنَّ الْحَيَآءَ مِنَ الْاِيْمَانِ۔

۲۳۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ ایک انصاری کی طرف (سے) گزرے (آپ نے دیکھا) کہ وہ انصاری اپنے بھائی کو حیاء کے بارے میں کچھ سمجھا رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو، کیونکہ حیا ایمان ہی کا ایک حصہ ہے۔

فائدہ:۔ یہ اپنے انصاری بھائی کی شرم آلود عادت پر کچھ روک ٹوک کررہے تھے۔ آپ ﷺ نے اس پر یہ ارشاد فرمایا کہ شرم کا مادہ دراصل ایمان ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو شرم ترک کرنے کی تلقین مت کرو۔ کیونکہ انسان کی فطری شرم اسے بہت سے بے حیائی کے کاموں سے، روک دیتی ہے اور اس کے طفیل سے آدمی متعدد گناہوں سے بچ جاتا ہے۔ لیکن حیا سے مراد یہاں وہ بے جا شرم نہیں جس کی وجہ سے آدمی کی جرأت مفقود اور قوت عمل ہی مجروح ہوجائے۔

باب ۱۵. فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ

باب ۱۵۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کہ ''اگر وہ (کافر) توبہ کرلیں اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔

(۲۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْآ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوا الزَّكٰوةَ فَاِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ عَصَمُوْا مِنِّىْ دِمَآئَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّ الْاِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ۔

(۲۵) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھے (اللہ کی طرف سے) یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں اس وقت تک کہ وہ اس بات کا اقرار کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور نماز ادا کرنے لگیں اور زکوٰۃ دیں۔ جس وقت وہ یہ کرنے لگیں تو مجھ سے اپنے جان ومال کو محفوظ کرلیں گے سوائے اسلام کے حق کے اور (باقی رہا ان کے دل کا حال تو) ان کا حساب (کتاب) اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔

فائدہ:۔ اسلام دین فطرت ہے اس لئے اللہ کے نزدیک کسی انسان کے لئے یہ ہرگز روا نہیں کہ وہ اپنے فطری راستہ کو چھوڑ کر کسی دوسری غلط راہ پر چلے۔ دعوت تبلیغ سے اتمام حجت کرنے کے بعد اب صرف دو ہی راستے رہ جاتے ہیں۔ یا اسلام کی چوکھٹ پر دل جھکے یا سر جھکے، دل کی تبدیلی کسی جبر سے نہیں ہوسکتی۔ لااکراہ فی الدین۔ خود اسلام کا یہ ایک اصول آزادی ہے۔ لیکن نظام عالم کی قیادت و رہنمائی اور اجتماعی زندگی پر بہر حال اسلام قبضہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس لئے اگر کسی کا دل اسلام کی حقانیت کا قائل نہیں ہوتا تو نہ ہو مگر بہر صورت اسے اسلامی قوانین کے سامنے سر اطاعت خم کرنا پڑے گا اور اس کے لئے طاقت استعمال کی جائے گی۔ نیز اسلام خونریزی کو کسی طرح پسند نہیں کرتا۔ اسی لئے کہہ دیا گیا کہ جن جرائم کی اسلامی سزا میں جان کا لینا ضروری ہے ان کے علاوہ کسی انسانی جان کا اتلاف جو بے قصور بھی ہو اور مومن بھی ہو، ہرگز ہرگز روا نہیں، ایک نکتہ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ اسلامی سوسائٹی جن افراد سے مرکب ہوگی ان کے ظاہر ہی کا اعتبار ہوگا، اگر وہ ان رسوم و قواعد اور ان مظاہر و مراسم کی پابندی کریں گے جن کا لحاظ ایک مسلمان کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے تو وہ یقیناً مسلم معاشرہ کے افراد شمار ہوں گے۔ اب رہی ان کے دل کی کیفیت تو ان کے باطن کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، وہ خود آخرت میں ان سے نمٹ لے گا۔ دنیا میں خواہ مخواہ کسی کی نیت کو ٹٹولنا اور اس پر کوئی حکم لگانا محض نادانی ہے۔

باب ۱۶. مَنْ قَالَ اِنَّ الْاِیْمَانَ هُوَالْعَمَلُ

(۲۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ فَقَالَ اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ الْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ قِیْلَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ۔

باب ۱۶۔ بعض نے کہا ہے کہ ایمان عمل (کا نام) ہے

۲۶۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کونسا عمل سب سے بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا، کہا گیا، اس کے بعد کونسا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، کہا گیا، پھر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا حج مبرور۔

فائدہ:۔ مختصر الفاظ میں اہم حقیقتوں کی طرف روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ تین بنیادی نکتے اپنی جگہ بہت اہم ہیں، البتہ حج مبرور یا حج مقبول کی بات کسی خاص وقتی ضرورت کے تحت بڑھائی گئی ہے۔ ایسا متعدد احادیث میں ہوا ہے۔

باب ۱۷. اِذَا لَمْ یَكُنِ الْاِسْلَامُ عَلَی الْحَقِیْقَةِ

(۲۷) عَنْ سَعْدِ بْنِ وَقَّاصٍ (رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعْطٰی رَهْطًا وَّسَعْدٌ جَالِسٌ فَتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا هُوَ اَعْجَبُهُمْ اِلَیَّ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَالَكَ عَنْ فُلَانٍ فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرَاهُ مُؤْمِنًا فَقَالَ اَوْمُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِیْلًا ثُمَّ غَلَبَنِیْ مَآاَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِیْ وَعَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْمُسْلِمًا فَسَكَتُّ قَلِیْلًا ثُمَّ غَلَبَنِیْ مَآاَعْلَمُ مِنْهُ فَعُدْتُ لِمَقَالَتِیْ وَعَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ یَاسَعْدُ اِنِّیْ لَاُعْطِی الرَّجُلَ وَغَیْرُهٗ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْهُ خَشْیَةَ اَنْ یَّكُبَّهُ اللّٰهُ فِی النَّارِ۔

باب ۱۷۔ کبھی اسلام سے اس کے حقیقی (یعنی شرعی) معنی مراد نہیں ہوتے

۲۷۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے یہ خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے چند لوگوں کو کچھ عطا فرمایا اور میں (سعدؓ بھی وہاں بیٹھا تھا (یہ کہتے ہیں کہ) آپ ﷺ نے ان میں سے ایک شخص کو نظر انداز کر دیا جو مجھے ان سب میں پسند تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے کس وجہ سے فلاں آدمی کو چھوڑ دیا، خدا کی قسم! میں تو اسے مومن سمجھتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ مومن یا مسلمان! کچھ دیر میں خاموش رہا، اس کے بعد اس شخص کے متعلق جو مجھے معلومات تھیں انہوں نے مجھے مجبور کیا اور میں نے دوبارہ وہی بات عرض کی کہ خدا کی قسم! میں تو اسے مومن سمجھتا ہوں۔ حضور ﷺ نے پھر فرمایا کہ مومن یا مسلم؟ میں پھر کچھ دیر چپ رہا اور پھر جو کچھ مجھے اس شخص کے بارے میں معلوم تھا اس نے تقاضا کیا۔ میں نے پھر وہی بات عرض کی۔ حضور ﷺ نے پھر اپنا جملہ دہرایا۔ اس کے بعد کہا کہ اے سعد! اس

کے باوجود کہ ایک شخص مجھے زیادہ عزیز ہے اور میں دوسرے کو اس خوف کی وجہ سے (مال) دیتا ہوں کہ (وہ اپنے افلاس یا کچے پن کی وجہ سے اسلام سے پھر جائے اور) اللہ اسے آگ میں اوندھا نہ ڈال دے۔

فائدہ:۔ معلوم ہوا کہ آدمی کو جس بات کے صحیح ہونے کا یقین ہو، اس پر قسم کھا سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ سفارش کرنا جائز ہے اور سفارش قبول کرنا یا رد کرنا یہ بھی جائز ہے۔ ایک بات یہ معلوم ہوئی کہ جنت کسی کے لئے یقینی نہیں۔ سوائے عشرہ مبشرہ کے۔ ایک یہ کہ مومن بننے کے لئے محض زبانی اقرار کافی نہیں۔ قلبی اعتقاد بھی ضروری ہے۔ ایک بات یہ کہ تالیف قلب کے لئے نومسلموں پر روپیہ صرف کرنا درست ہے۔

باب ۱۸. كُفْرَانِ الْعَشِيْرِ

(۲۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رضی الله تعالی عنهما) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرِيْتُ النَّارَ فَاِذَا اَكْثَرُ اَهْلِهَا النِّسَآءُ يَكْفُرْنَ قِيْلَ اَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْاَحْسَنْتَ اِلٰٓى اِحْدٰهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَارَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ۔

باب ۱۸۔ خاوند کی ناشکری کا بیان

۲۸۔ حضرت ابن عباسؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے دوزخ دکھلائی گئی ہے تو اس میں، میں نے زیادہ تر عورتوں کو پایا (کیونکہ) وہ کفر کرتی ہیں۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا (نہیں) شوہر کے ساتھ کفر کرتی ہیں اور (اس کا) احسان نہیں مانتیں (ان کی عادت یہ ہے کہ) اگر تم مدت تک کسی عورت پر احسان کرتے رہو (اور) پھر تمہاری طرف سے کوئی (ناگوار) بات پیش آ جائے تو (یہی) کہے گی کہ میں نے تو تمہاری طرف سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی۔

فائدہ:۔ یہاں خاوند کی ناشکری کو کفر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اسی لئے مؤلف نے یہ ظاہر کر دیا کہ کفر کے درجے بھی مختلف ہیں؟ ایک کفر وہ ہے جو ایمان کے مقابلے میں ہے، وہ تو ہر لحاظ سے کفر ہی ہے لیکن کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ ان پر بھی کفر کا لفظ بولا جاتا ہے۔ مگر اس سے مراد کسی حق کا انکار کرنا یا کسی حقیقت کو چھپانا ہوتا ہے۔ لیکن اس کی وجہ سے آدمی کافر اور خارج از اسلام نہیں ہوتا۔ نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند کا حق بہت بڑا ہے، دوسرے یہ کہ عورتیں عام طور پر شکر گزاری کی صفت سے محروم ہوتی ہیں اس لئے اس میں ایک طرف مردوں کے لئے سبق ہے کہ وہ عورتوں کے ناشکرے پن سے کبیدہ خاطر نہ ہوں کہ یہ ان کی عام روش ہے۔ دوسری طرف عورتوں کے لئے عبرت ہے کہ وہ اپنی غلط روی کی بناء پر دوزخ کا ایندھن بننے سے بچنے کی کوشش کریں۔

باب ۱۹. اَلْمَعَاصِيْ مِنْ اَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ وَلَا يُكَفَّرُ صَاحِبُهَا بِارْتِكَابِهَا اِلَّا بِالشِّرْكِ

(۲۹) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ (رضی الله تعالی عنه) قَالَ اِنِّيْ سَابَبْتُ رَجُلًا فَعَيَّرْتُهٗ بِاُمِّهٖ فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَااَبَاذَرٍّ عَيَّرْتَهٗ بِاُمِّهٖ اِنَّكَ امْرُءٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ اِخْوَانُكُمْ خَوَلُكُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ اَيْدِيْكُمْ فَمَنْ كَانَ اَخُوْهُ تَحْتَ يَدِهٖ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَاْكُلُ وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ وَلَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَّا يَغْلِبُهُمْ فَاِنْ كَلَّفْتُمُوْهُمْ فَاَعِيْنُوْهُمْ۔

باب ۱۹۔ گناہ جاہلیت کی بات ہے اور گناہگار کو شرک کے سوا کسی حالت میں بھی کافر نہ گردانا جائے

۲۹۔ حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شخص (غلام) کو برا بھلا کہا، پھر میں نے اسے ماں کی غیرت دلائی (یعنی ماں کی گالی) تو رسول اللہ ﷺ نے (یہ حال معلوم کر کے) مجھ سے فرمایا کہ اے ابوذر! تو نے اسے ماں (کے نام) سے غیرت دلائی، بے شک تجھ میں (ابھی کچھ) جاہلیت (کا اثر) باقی ہے۔ تمہارے ماتحت (لوگ) تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے (اپنی کسی مصلحت کی وجہ سے) انہیں تمہارے قبضہ میں دے رکھا ہے تو جس کے ماتحت اس کا بھائی ہو تو اس کو (بھی) وہی کھلا دے جو آپ

کھلاؤ اور وہی پہناؤ جو آپ پہنو اور ان کو اتنے سخت کام کی تکلیف نہ دو کہ ان پر بار ہو جائے اور اگر ان پر اگر ڈالو ایسا سخت کام ڈالو تو تم (خود بھی) ان کی مدد کرو۔

فائدہ:۔ یہ حدیث اسلام کے اصول مساوات کا عدل پرور اعلان ہے، اس معاشرتی مساوات تک دنیا کا کوئی نظام نہیں پہنچتا۔ اسلام کی زبردست کامیابی کا ایک گر یہ مساوات کا سادہ اور پراثر اصول بھی ہے جو عبادت سے لے کر معاشرت تک ہر جز میں سمویا ہوا ہے۔ نیز معلوم ہوا کہ ظلم کا اطلاق گناہ پر بھی کیا جاتا ہے اور گناہ چھوٹا بھی ہوتا ہے اور بڑا بھی، صحابہ کو اسی لئے تشویش ہوئی کہ مومن سے چھوٹے گناہ تو سرزد ہو ہی جاتے ہیں، کبھی قصداً اور کبھی غفلت کی وجہ سے، اس پر دوسری آیت نازل ہوئی جس سے پتہ چلا کہ ایمان لانے کے بعد اگر شرک نہیں کیا تو نجات ہے، اگرچہ سرزد ہو گئے ہوں، اس لئے دوسرے گناہوں کی معافی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔

باب ۲۰. ظُلْمٌ دُوْنَ ظُلْمٍ

باب ۲۰۔ ایک ظلم دوسرے ظلم سے کم (بھی) ہوتا ہے۔

(۳۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ۔

۳۰۔ حضرت عبداللہ (ابن مسعود) سے روایت ہے کہ جب یہ آیت اتری کہ "جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان کو ظلم (گناہ) سے الگ رکھا، تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کون ہے جس نے گناہ نہ کیا ہو؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی "بے شک شرک بہت بڑا ظلم (گناہ) ہے۔

باب ۲۱. عَلَامَةُ الْمُنَافِقِ

باب ۲۱۔ منافق کی علامتیں

(۳۱) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلٰثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ۔

(۳۱) حضرت ابوہریرہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ منافق کی علامتیں تین ہیں۔ جب بولے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے اس کی خلاف ورزی کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

فائدہ:۔ نفاق اس بری خصلت کا نام ہے جو آدمی کی سیرت کو کمزور، اس کی شخصیت کو بودا اور اس کی زندگی کو ناکارہ بنا کر رکھ دیتی ہے، ایسا آدمی نہ اپنے لئے نفع بخش بن سکتا ہے نہ دوسروں کے لئے۔ اس لئے قرآن و احادیث میں منافقین کی سخت مذمت آئی ہے۔ اگر کسی قوم میں یہ عنصر بڑھ جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس کی بنیادیں کھوکھلی اور اس کا مستقبل تاریک ہو چکا ہے۔ دروغ گوئی، وعدہ شکنی اور خیانت کے یہ تین اوصاف وہ ہیں کہ انہیں کوئی بری سے بری قوم اور بدتر سے بدتر نظام اخلاق بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ کجا اسلام جیسا پاکیزہ مذہب، اس لئے ایک مسلمان صحیح معنی میں اس وقت تک مسلمان ہو ہی نہیں سکتا جب تک اس کے اندر یہ تین خصلتیں باقی ہیں۔

(۳۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضى الله عنه اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَّمَنْ كَانَ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ۔

۳۲۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار عادتیں جس کسی میں ہوں تو وہ پورا منافق ہے، اور جس کسی میں ان چاروں میں سے ایک عادت ہو تو وہ (بھی) نفاق ہی ہے، جب تک اسے چھوڑ نہ دے (وہ یہ ہیں) جب امین بنایا جائے تو (امانت میں) خیانت کرے اور جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب (کسی سے) عہد کرے تو اسے دھوکہ دے اور جب (کسی سے) لڑے تو گالیوں پر اتر آئے۔

فائدہ:۔ اس حدیث میں اور پہلی حدیث میں کوئی تعارض نہیں۔ اس لئے کہ اس حدیث میں ''منافق خالص'' کے الفاظ ہیں مطلب یہ ہے کہ جس میں یہ چوتھی عادت بھی ہو کہ لڑائی کے وقت بازاری پن اختیار کرے اور حدود شرافت سے تجاوز کر جائے تو اس کا نفاق ہر طرح سے مکمل ہے اور اس کی عملی زندگی سراسر نفاق پر مبنی ہے اور جس میں صرف کوئی ایک عادت ہو تو بہر حال نفاق تو وہ بھی ہے مگر کم درجہ کا۔

ان احادیث میں نفاق کی جتنی علامتیں بتلائی گئی ہیں وہ عمل سے تعلق رکھتی ہیں یعنی مسلمان ہونے کے بعد پھر عمل میں نفاق کا مظاہرہ ہو اور اگر نفاق قلب ہی میں ہے یعنی سرے سے ایمان ہی موجود نہیں اور محض زبان سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے تو وہ نفاق تو یقیناً کفر و شرک ہی کے برابر ہے بلکہ ان سے بھی بڑھ کر ہے البتہ نفاق کی جو علامتیں عمل میں پائی جائیں ان کا مطلب بھی یہ ہی ہے کہ قلب کا اعتقاد اور ایمان کا پودا کمزور ہے اور اس میں نفاق کا گھن لگا ہوا ہے۔

باب ۲۲. قِيَامُ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مِنَ الْإِيْمَان

(۳۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّقُمْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

باب ۲۲۔ شب قدر کی بیداری (اور عبادت گزاری) ایمان (ہی کا تقاضا) ہے

۳۳۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص شب قدر ایمان کے ساتھ محض ثواب آخرت کے لئے ذکر و عبادت میں گزارے اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

باب ۲۳. اَلْجِهَادُ مِنَ الْإِيْمَان

(۳۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ انْتَدَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لِمَنْ خَرَجَ فِیْ سَبِيْلِهٖ لَايُخْرِجُهٗ اِلَّآ اِيْمَانٌ بِیْ اَوْ تَصْدِيْقٌ بِرُسُلِیْٓ اَنْ اَرْجِعَهٗ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ اَوْ اُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَآ اَنْ اَشُقَّ عَلٰٓى اُمَّتِیْ مَاقَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوَدِدْتُّ اَنِّیْٓ اُقْتَلُ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيٰى ثُمَّ اُقْتَلُ۔

باب ۲۳۔ جہاد (بھی) ایمان کا جزو ہے

۳۴۔ حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے فرمایا جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) نکلے، اللہ اس کا ضامن ہو گیا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیونکہ) اس کو میری ذات پر یقین اور میرے پیغمبروں کی تصدیق نے (اس سرفروشی کے لئے گھر سے) نکالا ہے (میں اس بات کا ضامن ہوں) کہ یا تو اس کو واپس کر دوں، ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ یا (شہید ہونے کے بعد) جنت میں داخل کر دوں (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) اور اگر میں اپنی امت پر (اس کام کو) دشوار نہ سمجھتا تو لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا اور میری خواہش ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں۔

فائدہ:۔ جہاد کی فضیلت اور اس کی اہمیت بتائی گئی ہے، اللہ کے حضور پیش کرنے کے لئے آدمی کے پاس جان سے بڑھ کر اور کیا چیز ہے، جب آدمی اس کی خاطر سر دینے کے لئے نکل کھڑا ہو تو پھر اس کی رحمت بے پایاں بھی اس کے ساتھ ساتھ ہو جاتی ہے۔ فتح یاب ہو تو غازی اور مرے تو شہید، دونوں صورتوں میں ثواب کا حصول یقینی۔

باب ۲۴. تَطَوُّعُ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنَ الْإِيْمَان

(۳۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

۲۴۔ رمضان (کی راتوں) میں نفل عبادت ایمان کا جزو ہے

۳۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کی راتیں ایمان و آخرت کے تصور کے ساتھ ذکر و عبادت میں گزارے اس کے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

باب ۲۵ . اَلدِّيْنُ يُسْرٌ

(٣٦) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِىَ اللّٰه تَعَالىٰ عَنْه) عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ وَّلَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَه' فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَىْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ۔

باب ۲۵۔ دین آسان ہے

۳۶۔ حضرت ابو ہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بلاشبہ دین بہت آسان ہے اور جو شخص دین میں سختی (اختیار) کرے گا تو دین اس پر غالب آ جائے گا (اسلئے) اپنے عمل میں استقامت اختیار کرو اور (جہاں تک ہو سکے) میانہ روی برتو، خوش ہو جاؤ (کہ اس طرز عمل پر اللہ کے یہاں اجر ملے گا) اور صبح، دو پہر، شام اور کسی قدر رات میں (عبادت) سے مدد حاصل کرو

فائدہ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دین میں تشدد برتنا عمل میں غلو کرنا، عبادت میں حد سے بڑھ جانا، اسلام کے مزاج کے خلاف ہے۔ ایک معتدل اور متوازی زندگی جس میں اللہ کی یاد سے غفلت بھی نہ ہو اور دنیاوی زندگی معطل بھی نہ ہو، اسلام کو مطلوب ہے۔ ایسے لوگ جو ہر مسئلہ میں بال کی کھال نکالتے ہیں اور ہر دینی حکم کی اہمیت بلاوجہ بڑھاتے ہیں، آخر کار خود اپنی شدت پسندی میں پھنس جاتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ نہ دین پر صحیح طرح سے عمل پیرا ہو سکتے ہیں اور نہ انہیں دینی سہولتوں سے کوئی راحت و فائدہ میسر آ سکتا ہے۔ اسی لئے عنوان میں بتلا دیا ہے کہ اللہ کو سیدھا اور سچا دین ہی پسند ہے اور وہ اسلام ہے، ورنہ مشقتوں اور ریاضتوں کے لئے عیسائیت اور جوگیوں کے طریقے کیا کچھ کم ہیں۔ مگر اللہ کے نزدیک یہ سب مردود ہیں۔

باب ۲۶ . اَلصَّلٰوةُ مِنَ الْاِيْمَان

(۳۷) عَنِ الْبَرَآءِ (رَضِىَ اللّٰه تَعَالىٰ عَنْه) اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اَوَّلَ مَاقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ عَلٰى اَجْدَادِهٖ اَوْقَالَ اَخْوَالِهٖ مِنَ الْاَنْصَارِ وَاَنَّه' صَلّٰى قِبَلَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَّكَانَ يُعْجِبُه' اَنْ تَكُوْنَ قِبْلَتُه' قِبَلَ الْبَيْتِ وَاَنَّه' صَلّٰى اَوَّلَ صَلٰوةٍ صَلَّاهَا صَلٰوةَ الْعَصْرِ وَصَلّٰى مَعَه' قَوْمٌ فَخَرَجَ رَجُلٌ مِّمَّنْ صَلّٰى فَمَرَّ عَلٰى اَهْلِ مَسْجِدٍ وَّهُمْ رَاكِعُوْنَ فَقَالَ اَشْهَدُ بِاللّٰهِ لَقَدْ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ مَكَّةَ فَدَارُوْا كَمَا هُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ وَكَانَتِ الْيَهُوْدُ قَدْ اَعْجَبَهُمْ اِذْ كَانَ يُصَلِّىْ قِبَلَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ وَاَهْلُ الْكِتٰبِ فَلَمَّا وَلّٰى وَجْهَه' قِبَلَ الْبَيْتِ اَنْكَرُوْا ذٰلِكَ۔

باب ۲۶۔ نماز ایمان کا جزو ہے

(۳۷) حضرت براء بن عازبؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو پہلے اپنی ننہال میں اترے جو انصار تھے اور وہاں آپ نے ۱۶ یا ۱۷ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور آپ ﷺ کی خواہش تھی کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ کی طرف ہو (جب بیت اللہ کی طرف نماز پڑھنے کا حکم ہو گیا) سب سے پہلی نماز جو آپ نے بیت اللہ کی طرف پڑھی، عصر کی تھی۔ آپ ﷺ کے ساتھ لوگوں نے بھی پڑھی پھر آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے والوں میں سے ایک آدمی نکلا اور اس کا گزر مسجد (بنی حارثہ) کی طرف سے ہوا تو وہ رکوع میں تھے تو وہ بولا کہ میں اللہ کی گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے تو (یہ سن کر) وہ لوگ اسی حالت میں بیت اللہ کی طرف گھوم گئے اور جب رسول اللہؐ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے، یہود اور عیسائی خوش ہوتے تھے۔ مگر جب بیت اللہ کی طرف منہ پھیر لیا تو انہیں یہ امر ناگوار ہوا۔

باب ۲۷ . حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ

(۳۸) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِىِّ (رضى اللّٰه عنه) اَخْبَرَه' اَنَّه' سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۲۷۔ آدمی کے اسلام کی خوبی

(۳۸) حضرت ابو سعید خدریؓ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب (ایک) بندہ مسلمان ہو جائے اور اس کا اسلام عمدہ ہو

يَقُولُ اِذَآ اَسْلَمَ الْعَبْدُ فَحَسُنَ اِسْلَامُه' يُكَفِّرُ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ سَيِّئَةٍ كَانَ زَلَفَهَا وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْقِصَاصُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ وَّالسَّيِّئَةُ بِمِثْلِهَآ اِلَّآ اَنْ يَّتَجَاوَزَ اللّٰهُ عَنْهَا۔

(یقین وخلوص کے ساتھ ہو) تو اللہ اس کے ہر گناہ کو جو اس نے اس (اسلام لانے) سے پہلے کیا ہوگا، معاف فرمادیتا ہے اور اب اس کے بعد بدلہ شروع ہو جاتا ہے۔ (یعنی) ایک نیکی کے عوض دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک (ثواب) اور ایک برائی کا اسی برائی کے مطابق (بدلہ دیا جاتا ہے) مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس برائی سے بھی درگذر کرے (اور اسے بھی معاف فرمادے۔)

فائدہ:۔ نیکی اور بدی کا اندراج خداوندی رجسٹر میں کس طرح ہوتا ہے ایک شخص سے جو سچے دل سے مسلمان ہو جائے جب کوئی عمل سرزد ہو جاتا ہے تو وہ خدا کی نگاہ میں بڑا وزن رکھتا ہے، اب یہ اس کا فضل ہے کہ نیکی کا اجر دس گنا اور سات سو گنا تک عطا فرماتا ہے اور برائی کے بدلے میں صرف ایک برائی لکھی جاتی ہے اور اس ایک برائی کے مطابق اس کی گرفت ہوگی۔ البتہ یہ مسئلہ کہ اسلام لانے سے پہلے کے اعمال صالحہ کی کیا نوعیت ہے؟ اس میں علماء اسلام کی رائے مختلف ہے۔ مگر احادیث وآثار کی روشنی میں محققین نے جو رائے اختیار کی ہے وہ یہ ہی ہے کہ اگر وہ شخص مسلمان ہو گیا تو اس کے گذشتہ نیک اعمال بھی اس کی نیکیوں میں شامل کر دیئے جاتے ہیں، ورنہ ان سب نیکیوں کا بدلہ اسی عالم میں چکا دیا جاتا ہے۔ اسلام کی جس خوبی کی طرف اشارہ ہے وہ یہ ہی ہے کہ آدمی کا دل نفاق کے کھوٹ اور ریا کی آلودگی سے بالکل پاک ہو۔

باب ۲۸. اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَدْوَمُه'

باب ۲۸۔ اللہ کو دین (کا) وہ (عمل) سب سے زیادہ پسند ہے جس کو پابندی سے کیا جائے۔

(۳۹) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَأَةٌ قَالَ مَنْ هٰذِهِ قَالَتْ فُلَانَةٌ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا قَالَ مَهْ عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ فَوَاللّٰهِ لَايَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَكَانَ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَادَاوَمَ عَلَيْهِ صَاحِبُه'۔

۳۹۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایک دن) ان کے پاس آئے، اس وقت ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا فلاں عورت، اور اس کی نماز (کے اشتیاق اور پابندی) کا ذکر کیا، آپ ﷺ نے فرمایا ٹھہر جاؤ (سن لو کہ) تم پر اتنا ہی عمل واجب ہے جتنے عمل کی تمہارے اندر سکت ہے۔ خدا کی قسم (ثواب دینے سے) اللہ نہیں اکتاتا۔ مگر تم (عمل کرتے کرتے) اکتا جاؤ گے اور اللہ کو دین (کا) وہی (عمل) زیادہ پسند ہے جس کی ہمیشہ پابندی کی جاسکے۔

فائدہ:۔ معلوم ہوا کہ عبادت کی زیادتی مطلوب نہیں اس کی پابندگی اور ہمیشگی پسند ہے کہ تھوڑے عمل میں انبساط وفرحت بھی رہتی ہے اور آدمی اس کو دیر تک نبھا بھی سکتا ہے اور زندگی کی گوناگوں ذمہ داریوں کے ساتھ ایسی ہی عبادت اختیار بھی کی جاسکتی ہے جو انسان میں اس کی عبدیت کے احساس کو ہمیشہ اور ہر دم برقرار رکھ سکے اور اسے عام انسانی فرائض کی بجا آوری سے روک کے بھی نہیں۔

باب ۲۹. زِيَادَةِ الْاِيْمَانِ وَنُقْصَانِهٖ

باب ۲۹۔ ایمان کی کمی اور زیادتی

(۴۰) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ شَعِيْرَةٍ مِّنْ خَيْرٍ وَّيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ بُرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ

۴۰۔ حضرت انسؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے لاالٰہ الا اللہ کہہ لیا اور اس کے دل میں جو برابر نیکی (ایمان) ہے تو وہ دوزخ سے نکلے گا اور دوزخ سے وہ شخص (بھی) نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں گیہوں کے برابر ایمان ہے اور

وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَفِيْ قَلْبِهٖ وَزْنُ ذَرَّةٍ مِّنْ خَيْرٍ۔

دوزخ سے وہ (بھی) نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر ایمان ہے۔

فائدہ:۔ محض زبان سے کلمہ پڑھ لینا کافی نہیں، جب تک دل میں اس کلمہ کی حقیقت جاگزین نہ ہو۔ ایمان اگر ہے تو سزا بھگتنے کے بعد پھر بخشا جانا یقینی ہے۔ نیز اس حدیث میں ایمان کو چند چیزوں سے تشبیہ دی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کم سے کم مقدار میں بھی اگر ایمان قلب میں موجود ہے تو آخرت میں اس کا فائدہ حاصل ہوگا۔ حدیث میں خیر سے ایمان مراد ہے۔

(٤١) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (رضی الله عنه) اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْيَهُوْدِ قَالَ لَهٗ يَآ اَمِيْرَالْمُؤْمِنِيْنَ اٰيَةٌ فِيْ كِتَابِكُمْ تَقْرَءُوْنَهَا لَوْ عَلَيْنَا مَعْشَرَالْيَهُوْدِ نَزَلَتْ لَاتَّخَذْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيْدًا قَالَ اَيُّ اٰيَةٍ قَالَ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا قَالَ عُمَرُ قَدْ عَرَفْنَا ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَالْمَكَانَ الَّذِيْ نَزَلَتْ فِيْهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَآئِمٌ بِعَرَفَةَ يَوْمَ جُمُعَةٍ۔

(۴۱) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نے ان سے کہا کہ اے امیر المومنین! تمہاری کتاب (قرآن) میں ایک آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو، اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس (کے نزول کے) دن کو یوم عید بنا لیتے۔ آپ نے پوچھا وہ کونسی آیت ہے؟ اس نے جواب دیا (یہ آیت کہ) آج میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم اس دن اور اس مقام کو خوب جانتے ہیں۔ جب یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی (اس وقت) آپ ﷺ عرفات میں جمعہ کے دن کھڑے ہوئے تھے۔

فائدہ:۔ حضرت عمرؓ کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کا دن، اور عرفہ کا دن ہمارے یہاں عید ہی شمار ہوتا ہے۔ اس لئے ہم بھی ان آیتوں پر اپنی خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر عرفہ سے اگلا دن عید الضحیٰ کا ہوتا ہے۔ اس لئے جتنی خوشی اور مسرت ہمیں ہوتی ہے، تم کھیل تماشہ اور لہو ولعب کے سوا اتنی خوشی نہیں منا سکتے۔

باب ٣٠. اَلزَّكٰوةُ مِنَ الْاِسْلَامِ

باب ۳۰۔ زکوٰۃ اسلام (کے ارکان میں) سے ہے

(٤٢) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ (رضی الله تعالٰی عنه) قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ ثَآئِرُالرَّاْسِ نَسْمَعُ دَوِيَّ صَوْتِهٖ وَلَانَفْقَهُ مَايَقُوْلُ حَتّٰى دَنَا فَاِذَا هُوَ يَسْاَلُ عَنِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ فَقَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَآ اِلَّآ اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِيَامُ رَمَضَانَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهٗ قَالَ لَآ اِلَّآ اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ وَذَكَرَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزَّكٰوةَ قَالَ هَلْ عَلَيَّ غَيْرُهَا قَالَ لَآ اِلَّآ اَنْ تَطَوَّعَ قَالَ فَاَدْبَرَ الرَّجُلُ وَهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَآ اَزِيْدُ عَلٰى هٰذَا وَلَآ اَنْقُصُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۴۲) حضرت طلحہ بن عبید اللہ فرماتے ہیں کہ ایک پراگندہ بال نجدی شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کی آواز کی گنگناہٹ تو ہم سنتے تھے مگر اس کی بات سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ جب وہ قریب آ گیا تو (معلوم ہوا کہ) وہ اسلام کے بارے میں کچھ آپ سے دریافت کر رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دن اور رات (کے سب اوقات) میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں۔ اس پر اس نے کہا، کیا اس کے علاوہ بھی (اور نمازیں) مجھ پر فرض ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، لیکن اگر تم نفل پڑھنا چاہو (تو پڑھ سکتے ہو) اور رمضان کے روزے فرض ہیں۔ اس نے کہا، ان کے علاوہ بھی (اور روزے) مجھ پر فرض ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں۔ مگر نفل روزے رکھنا چاہو (تو رکھ سکتے ہو) طلحہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (پھر) اس سے زکوٰۃ (کے فرض ہونے) کو بیان کیا (تو) اس نے کہا، کیا اس کے علاوہ (کوئی صدقہ) مجھ پر فرض ہے؟ آپ ﷺ

وَ سَلَّمَ اَفْلَحَ اِنْ صَدَقَ۔

نے فرمایا،نہیں۔مگر جو (خیرات) تم اپنی طرف سے کرنا چاہو۔طلحہؓ کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص یہ کہتے ہوئے واپس چلا گیا، خدا کی قسم! نہ اس پر (کوئی چیز) گھٹاؤں گا اور نہ بڑھاؤں گا۔(یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ شخص (اپنی بات میں) سچا رہا تو کامیاب ہے۔

فائدہ:۔ کامیاب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی خوشنودی اور آخرت کی سرفرازی اسے نصیب ہوگی۔آپ ﷺ نے سائل کو اسلام کے وہ بنیادی احکام بتلا دیئے کہ جن پر اسلامی زندگی کی پوری عمارت تعمیر ہوتی ہے۔اور یہ ہی بنیادی احکام اپنی جگہ اسلامی اخلاق کی نشو ونما کے لئے سرچشمہ حیات کی حیثیت رکھتے ہیں۔اگر عقیدہ کی پختگی اور صحیح اسلامی مزاج کے ساتھ اسلام کی ان بنیادی حقیقتوں کو اپنا لیا جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ آدمی کی سیرت کا کوئی گوشہ ناقص رہ جائے۔جس کی بدولت کسی ناکامی سے دوچار ہونا پڑے۔

اور یہ سائل کی سادگی اور اخلاص کی بات ہے کہ اس نے احکام میں کمی بیشی کو گوارا نہیں کیا، اگرچہ امام بخاری نے بخاری شریف باب الصیام میں اس روایت میں یہ اضافہ بھی کیا ہے کہ ان احکام کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اسے اسلام کے تفصیلی احکامات بھی بتائے، بہرحال حدیث کے مفہوم و مطلب میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

باب ۳۱ . اِتِّبَاعُ الْجَنَآئِزِ مِنَ الْاِیْمَانِ

باب ۳۱۔ جنازے کے ساتھ جانا ایمان (ہی کی ایک شاخ) ہے

(۴۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا وَّکَانَ مَعَهٗ حَتّٰی یُصَلِّیَ عَلَیْهَا وَیَفْرُغَ مِنْ دَفْنِهَا فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطَیْنِ کُلُّ قِیْرَاطٍ مِثْلُ اُحُدٍ وَمَنْ صَلّٰی عَلَیْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ اَنْ تُدْفَنَ فَاِنَّهٗ یَرْجِعُ مِنَ الْاَجْرِ بِقِیْرَاطٍ۔

(۴۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کے جنازے کے ہمراہ ایمان (کی تازگی) اور محض ثواب کی خاطر جائے اور جب تک (اس کی) نماز پڑھی جائے اور (لوگ) اس کے دفن سے فارغ ہوں، وہ جنازے کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب کے ساتھ لوٹتا ہے۔ہر قیراط احد پہاڑ کے برابر، اور جو شخص صرف (اس کی) نماز جنازہ پڑھ کر دفن کرنے سے پہلے واپس ہو جائے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر آتا ہے۔

فائدہ:۔ ایک مسلمان کا آخری حق جو دوسرے مسلمانوں پر واجب رہ جاتا ہے وہ یہ ہی ہے کہ اس کو اگلی منزل کیلئے نہایت اہتمام وتوجہ سے رخصت کریں۔نہ یہ کہ جان نکلنے کے بعد اب وہ بالکل اجنبی بن جائے۔آخرت کے اس طویل سفر پر ہر مسلمان کو جانا ہے۔اسلئے اس سفر کی تیاری میں کوئی بے توجہی اور لاپرواہی نہ برتیں، پھر جبکہ خداوند کریم کی طرف سے اس خدمت پر اتنا بڑا ثواب ہے۔احد پہاڑ کے برابر جسکی مثال دی گئی ہے۔قیراط ایک اصطلاحی وزن ہے۔یہاں اسکا وہ اصطلاحی مفہوم مراد نہیں۔تمثیلاً اس وزن کا نام لیا گیا ہے۔منشا تو ثواب کی ایک بہت بڑی مقدار سے ہے۔

باب ۳۲. خَوْفُ الْمُؤْمِنِ اَنْ یَّحْبَطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ لَا یَشْعُرُ

باب ۳۲۔ مومن کو ڈرتے رہنا چاہئے کہ کہیں اس کا (کوئی) عمل اکارت نہ چلا جائے اور اسے معلوم بھی نہ ہو

(۴۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ کُفْرٌ۔

(۴۴) حضرت عبداللہ (ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔

فائدہ:۔ مرجیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے بھی مسلمان فاسق نہیں ہوتا۔حضرت ابن مسعودؓ کی بیان کردہ حدیث کا حاصل یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے۔جیسا کہ حضور ﷺ کے مذکورہ ارشاد سے واضح ہوتا ہے۔لہٰذا ان (مرجیہ) کا یہ عقیدہ باطل ہے۔ازمترجم

(۴۵) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُخْبِرُ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ فَتَلَاحٰى رَجُلَانِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ اِنِّىْ خَرَجْتُ لِاُخْبِرَكُمْ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ وَاِنَّهٗ تَلَاحٰى فُلَانٌ وَّفُلَانٌ فَرُفِعَتْ وَعَسٰى اَنْ يَّكُوْنَ خَيْرًا لَّكُمْ فَالْتَمِسُوْهَا فِى السَّبْعِ وَالتِّسْعِ وَالْخَمْسِ۔

(۴۵) حضرت عبادہ بن صامتؓ نے بتلایا کہ (ایک بار) رسول اللہ ﷺ شب قدر (کے متعلق) بتانے کے لئے باہر تشریف لائے، اتنے میں (آپ ﷺ نے دیکھا) کہ دو مسلمان آپس میں تکرار کر رہے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس لئے نکلا تھا کہ تمہیں شب قدر (کے متعلق) بتلاؤں۔ لیکن یہ اور یہ باہم لڑے اس لئے (اس کی خبر اٹھالی گئی اور شاید تمہارے لئے بہتر ہو) اب اسے (رمضان کی ستائیسویں، انتیسویں اور پچیسویں رات) میں تلاش کرو۔

فائدہ:۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ چونکہ فلاں فلاں شخص لڑے اس لئے میں شب قدر کی خبر بھول گیا اور بھولنا اس لئے بہتر ہوا کہ تم شب قدر کی مبارک ساعتوں کو پانے کی زیادہ کوشش کرو۔ اور اگر ایک رات متعین ہوجاتی تو لوگ صرف ایک ہی رات عبادت کرتے لیکن مختلف راتوں کی وجہ سے اب انہیں عبادت کا زیادہ موقع ملے گا اور شب قدر کا اصل مقصود بھی عبادت اور توجہ الی اللہ ہے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رمضان المبارک میں پھر رسول اللہ ﷺ کے سامنے (اور غالباً مسجد نبوی میں) دو مسلمان آپس میں جھگڑے اور ان کے اس باہمی لڑائی کی وجہ سے شب قدر کا علم اللہ نے اٹھالیا اور نعمت سے مسلمان محروم ہوگئے، دوسرے یہ کہ مسلمان کو گناہ سے ڈرنا چاہئے کہ کہیں کوئی پچھلا عمل ضبط نہ ہوجائے اور کوئی نعمت جو ملنے والی ہے عطا نہ کی جائے۔ یہ بھی مرجیہ فرقے کا رد ہے جو کہتے ہیں کہ ایمان کے بعد پھر مسلمان کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہے۔

باب ۳۳. سُؤَالُ جِبْرِيْلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ وَالْاِحْسَانِ وَعِلْمِ السَّاعَةِ

باب ۳۳۔ جبریل علیہ السلام کا رسول اللہ ﷺ سے ایمان، اسلام، احسان اور قیامت کے علم کے بارے میں سوال

(۴۶) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رضی الله تعالى عنه) قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَارِزًا يَّوْمًا لِّلنَّاسِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ مَاالْاِيْمَانُ قَالَ الْاِيْمَانُ اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَبِلِقَآئِهٖ وَرُسُلِهٖ وَتُؤْمِنَ بِالْبَعْثِ قَالَ مَاالْاِسْلَامُ قَالَ الْاِسْلَامُ اَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ وَلَاتُشْرِكَ بِهٖ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤَدِّىَ الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوْضَةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ قَالَ مَاالْاِحْسَانُ قَالَ اَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ قَالَ مَتَى السَّاعَةُ قَالَ مَاالْمَسْئُوْلُ بِاَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ وَسَاُخْبِرُكَ عَنْ اَشْرَاطِهَا اِذَا وَلَدَتِ الْاَمَةُ رَبَّهَا وَاِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْاِبِلِ الْبُهْمِ فِى الْبُنْيَانِ فِىْ خَمْسٍ لَّايَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ تَلَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الْاٰيَةَ ثُمَّ اَدْبَرَ فَقَالَ رُدُّوْهُ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا فَقَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ جَآءَ يُعَلِّمُ النَّاسَ

(۴۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ لوگوں میں تشریف رکھتے تھے کہ اچانک آپ ﷺ کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ ایمان کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے (جواب میں) ارشاد فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تم اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اور (آخرت میں) اللہ سے ملنے پر اور اللہ کے رسولوں پر اور (دوبارہ) جی اٹھنے پر یقین رکھو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تم (خالص) اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ اور نماز قائم کرو اور زکوۃ کو ادا کرو جو فرض ہے اور رمضان کے روزے رکھو۔ (پھر) اس نے پوچھا کہ احسان کسے کہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی اس طرح عبادت کرو جیسے کہ اسے تم دیکھ رہے ہو اور اگر یہ (تصور) نہ ہوسکے کہ اسے دیکھ رہے ہو تو پھر (یہ سمجھو کہ) وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (پھر) اس نے پوچھا۔ قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (اس کے بارے میں) جواب دینے والا، پوچھنے والے سے زیادہ کچھ نہیں جانتا اور (البتہ) تمہیں میں قیامت کی علامتیں بتلادوں گا (وہ یہ ہیں) جب لونڈی اپنے آقا کو جنے گی اور

دِيْنَهُم۔

جب سیاہ اونٹوں کے چرواہے مکانات کی تعمیر میں باہم ایک دوسرے سے بازی لے جائیں گے۔ (ان علامتوں کے علاوہ قیامت کا علم) ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے (یہ آیت) تلاوت فرمائی "اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَه' عِلْمُ السَّاعَةِ" اس کے بعد وہ شخص لوٹنے لگا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے واپس لاؤ۔ (صحابہؓ نے اسے لوٹانا چاہا) وہاں انہوں نے کسی کو بھی نہ پایا۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبریلؑ تھے جو لوگوں کو ان کا دین سکھلانے آئے تھے۔

فائدہ:۔ ایمان، اسلام اور دین یہ تین وہ بنیادی لفظ ہیں جن سے ان اصولوں کی تعبیر کی جاتی ہے۔ جن پر ایک مسلمان یقین رکھتا ہے۔ یہ بات کہ یہ تینوں لفظ ہم معنی ہیں یا الگ الگ معنی رکھتے ہیں، اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ ایمان کہتے ہیں یقین کو، اسلام کے معنی اطاعت کرنے کے ہیں، اور دین ایسے متعدد معنی اپنے اندر رکھتا ہے جس سے ایک مخصوص طرز زندگی مراد لیا جاتا ہے، جسے عام اصطلاح میں ملت اور مذہب بھی کہتے ہیں، اسی ترتیب کے لحاظ سے اول یقین یعنی ایمان کا درجہ ہے، پھر اطاعت یعنی اسلام کا اور اس یقین و اطاعت کے لئے جن مراسم اور قوانین کی ضرورت ہوتی ہے وہ دین کہلاتے ہیں۔ مگر کبھی کبھی ایک لفظ دوسرے لفظ کے معنی میں استعمال کرلیا جاتا ہے جس کی متعدد مثالیں قرآن اور احادیث میں موجود ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بڑی حکمت کے ساتھ اپنے مخصوص فرشتے کے ذریعہ صحابۂ کرامؓ کو تعلیم فرمائی۔ پہلے ایمان یعنی عقائد کی تعلیم دی، پھر اسلام یعنی اطاعت کے طریقے اور اس کے بعد احسان کی حقیقت ظاہر کی کہ یقین و اطاعت کے بعد جو کیفیت آدمی کی عملی زندگی میں پیدا ہو وہ یہ کہ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا تصور پیش نظر رہے۔ اول تو یہ تصور کہ وہ ذات جو پوری کائنات کو محیط ہے میرے سامنے ہے۔ لیکن چونکہ ایسی ذات کا تصور آسان نہیں ہے جس کی کوئی مثال نہیں اس لئے کم از کم یہ خیال تو رہنا چاہئے کہ ایسی عظیم المرتبہ ہستی میرے احوال کی نگران ہے، پھر چونکہ اللہ تعالیٰ سے براہ راست کوئی ربط آدمی کا قائم ہوتا ہے تو عبادت ہی سے ہوتا ہے اس لئے خصوصیت کے ساتھ عبادت کو اس طرح ادا کرنے کی تاکید کی گئی تاکہ عبادت صحیح طور پر ادا ہو سکے اور اسی عبادت کی برکت سے آدمی کی خارجی زندگی میں بھی اللہ کی ربوبیت و مالکیت اور اپنی عبدیت کا احساس پیدا ہو۔

قیامت کی جن دو نشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے پہلی نشانی کا مطلب یہ ہے کہ اولاد اپنی ماں سے ایسا برتاؤ کرے گی جیسا کنیزوں سے اور باندیوں سے کیا جاتا ہے۔ یعنی ماں باپ کی نافرمانی عام ہو جائے گی۔ دوسری نشانی کا مطلب یہ ہے کہ کم حیثیت اور کم رتبہ کے لوگ اونچے عہدوں پر قابض ہوں گے۔ اونچی اونچی بلڈنگیں بنائیں گے اور اس میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی کوشش کریں گے۔ باقی قیامت کا اصل وقت خدا ہی کو معلوم ہے۔ وہ ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کے بارے میں ٹھیک ٹھیک علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ باقی کچھ حسابی طریقوں یا نجوم کے ذریعے سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں وہ ناقص اور قیاسی ہوتی ہیں، وہ پانچ چیزیں بارش کے برسنے کا ٹھیک وقت، پیٹ کے لڑکے یا لڑکی کی تعیین، موت کا وقت، آنے والے کل کا حال اور یہ کہ قیامت کب ہوگی۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو غیب کا صحیح حال معلوم نہیں ہوتا، خواہ وہ رسول ہو یا فرشتہ۔

باب ۳۴۔ فَضْلِ مَنِ اسْتَبْرَأَ لِدِيْنِهٖ

باب ۳۴۔ اس شخص کی فضیلت جو دین کو (غلطیوں اور گناہوں سے) صاف ستھرا رکھے۔

(۴۷) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ) سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۴۷) حضرت نعمان بن بشیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور ان

يَقُولُ الْحَلَالُ بَيِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَّبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ لَّايَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ فَمَنِ اتَّقَى الْمُشْتَبِهَاتِ اسْتَبْرَا لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ وَمَنْ وَّقَعَ فِي الشُّبُهَاتِ كَرَاعٍ يَّرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يُّوَاقِعَهٗ اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَآ اِنَّ حِمَى اللّٰهِ فِيْ اَرْضِهٖ مَحَارِمُهٗ اَلَآ وَاِنَّ فِي الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ ۔

دونوں کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے جو شخص ان مشتبہ چیزوں سے بچے تو گویا اس نے اپنے دین اور آبرو سلامت رکھا، اور جو ان شبہات (کی دلدل) میں پھنس گیا، وہ اس چرواہے کی طرح ہے جو (اپنے جانوروں کو) محفوظ چراگاہ کے آس پاس چراتا ہے، ممکن ہے کہ وہ اپنے دھن میں اس چراگاہ میں جا گھسائے۔ اس طرح سن لو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ یاد رکھو کہ اللہ کی زمین میں اللہ کی چراگاہ اسکی حرام کردہ چیزیں ہیں اور سن لو کہ جسم کے اندر ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو سارا جسم سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے سن لو کہ یہ (گوشت کا ٹکڑا) دل ہے۔

فائدہ: ۔ یہ حدیث میں کتنا پر حکمت اور قیمتی جملہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ انسانی جسم کا اصل تعلق دل سے ہے۔ جب تک وہ کام کرتا ہے انسان کا سارا جسم متحرک ہے اور جس دن اس نے کام کرنا چھوڑ دیا اسی وقت زندگی کا سلسلہ ختم ہے، یہ ہی دل انسانی اعضاء کی طرح انسانی اخلاق کے لئے کنجی کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر دل ان تمام بداخلاقیوں، بے حیائیوں اور خباثتوں سے پاک ہے جس سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو انسان کی ساری زندگی پاک صاف ہوگی اور اگر دل ہی میں فساد بھر گیا تو پھر آدمی کا ہر فعل فتنہ انگیز اور فساد پرور بن جاتا ہے۔ اس لئے سب سے پہلے قلب کی اصلاح ضروری ہے۔ اسی لئے احکام سے پہلے عقائد کی درستگی پر زور دیا جاتا ہے۔ اگر دل سنور گیا تو آدمی کے جسم کی اور روح کی اصلاح ممکن ہے۔

باب ۳۵. اَدَآءُ الْخُمُسِ مِنَ الْاِيْمَانِ

باب ۳۵۔ خمس کا ادا کرنا (بھی) ایمان میں داخل ہے

(۴۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رضی الله تعالى عنهما) قَالَ اِنَّ وَفْدَ عَبْدِالْقَيْسِ لَمَّا اَتَوُالنَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ الْقَوْمُ اَوْ مَنِ الْوَفْدُ قَالُوْا رَبِيْعَةُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْقَوْمِ اَوْ بِالْوَفْدِ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا لَانَسْتَطِيْعُ اَنْ نَّاْتِيَكَ اِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ هٰذَا الْحَيُّ مِنْ كُفَّارِ مُضَرَ فَمُرْنَا بِاَمْرٍ فَصْلٍ نُخْبِرُ بِهٖ مَنْ وَّرَآءَنَا وَنَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ وَسَاَلُوْهُ عَنِ الْاَشْرِبَةِ فَاَمَرَهُمْ بِاَرْبَعٍ وَّنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ اَمَرَهُمْ بِالْاِيْمَانِ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَاالْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامُ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءُ الزَّكٰوةِ وَصِيَامُ رَمَضَانَ وَاَنْ تُعْطُوْا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ وَنَهَاهُمْ عَنْ اَرْبَعٍ عَنِ الْحَنْتَمِ وَالدُّبَّآءِ وَالنَّقِيْرِ وَالْمُزَفَّتِ وَرُبَّمَا قَالَ الْمُقَيَّرِ وَقَالَ احْفَظُوْهُنَّ

(۴۸) حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ جب (قبیلہ) عبدالقیس کا وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ان سے دریافت کیا کہ کس قبیلے کے لوگ ہیں (یا پوچھا) کہ کون وفد ہے؟ انہوں نے عرض کیا ہم ربیعہ کے لوگ ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا مرحبا! ان لوگوں کو یا اس وفد کو، یہ نہ رسوا ہوئے نہ شرمندہ ہوئے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں ماہ حرام کے سوا کسی اور وقت حاضر نہیں ہو سکتے (کیونکہ) ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کا یہ قبیلہ رہتا ہے۔ لہذا ہمیں کوئی ایسی قطعی بات بتلا دیجئے جس کی ہم اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو (بھی) خبر کر دیں اور جس کی وجہ سے ہم جنت میں جا سکیں اور آپ سے انہوں نے پینے کی چیزوں کی بابت پوچھا تو آپ ﷺ نے انہیں چار باتوں کا حکم دیا (اور) پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ ایک اللہ پر ایمان (لانے کا کیا (مطلب) ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول (اس کے بارے میں) زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس بات کا اقرار کرنا کہ اللہ کے سوا کوئی ذات عبادت و اطاعت کے لائق نہیں اور یہ کہ محمد اللہ

وَاَخۡبِرُوۡا بِهِنَّ مَنۡ وَّرَآءَ کُمۡ۔

کے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور یہ کہ مال غنیمت میں سے پانچواں حصہ ادا کرو اور چار چیزوں سے انہیں آپ نے منع فرمایا۔ حنتم، دُبا، نقیر اور مزفت (کے استعمال) سے اور فرمایا کہ ان باتوں کو محفوظ کرلو اور اپنے پیچھے رہ جانے والوں کو (جو آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکے انہیں) ان کی خبر دے دو۔

فائدہ: خمس جہاد میں حاصل ہونے والے مال کا پانچواں حصہ ہے۔ قبیلے کے لوگوں نے آپ ﷺ سے وہ اعمال دریافت کئے جن پر عمل کرکے وہ جنت میں داخل ہوسکیں۔ اس لئے آپ ﷺ نے انہیں صرف احکام بتلائے جن پر عمل کرنا ان کے لئے ممکن تھا، اسی لئے حج کا حکم بیان نہیں کیا گیا اور چونکہ اس قبیلے کی سکونت ایسی جگہ تھی جہاں کفار سے ہر وقت سامنا تھا، اس لئے جہاد کے سلسلہ میں مال خمس کی ادائیگی کی تاکید فرمائی اور اسے بھی ایمانیات میں داخل فرمایا۔ حدیث میں جن چار چیزوں کے برتنے سے منع فرمایا وہ خاص قسم کے برتن تھے، جن میں شراب وغیرہ بنتی اور پی جاتی تھی۔

باب ۳۶. مَاجَآءَ اَنَّ الۡاَعۡمَالَ بِالنِّيَّةِ

باب ۳۶۔ اس بات کا بیان کہ (شریعت میں) اعمال کا دارومدار نیت و اخلاص پر ہے

(۴۹) عَنۡ عُمَرَبۡنِ الۡخَطَّابِ (رضی الله عنه) اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ الۡاَعۡمَالُ بِالنِّيَّةِ وَلِكُلِّ امۡرِءٍ مَّا نَوٰى فَمَنۡ كَانَتۡ هِجۡرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ فَهِجۡرَتُهٗ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَمَنۡ كَانَتۡ هِجۡرَتُهٗ لِدُنۡيَا يُصِيۡبُهَا اَوِ امۡرَاَةٍ يَّتَزَوَّجُهَا فَهِجۡرَتُهٗ اِلٰى مَا هَاجَرَ اِلَيۡهِ۔

(۴۹) حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی ہو۔ تو جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خاطر ہجرت کی، تو وہ اللہ اور اس کے رسول ہی کے لئے شمار ہوگی اور جس نے حصول دنیا کے لئے یا کسی عورت سے نکاح کی غرض سے ہجرت کی تو وہ اسی مد میں (شمار) ہوگی جس کے لئے اس نے ہجرت اختیار کی۔

فائدہ:۔ اس حدیث کے عنوان میں امام بخاریؒ نے یہ بات ملحوظ رکھی ہے کہ آدمی کے جملہ افعال اس کے ارادے کے تابع ہوتے ہیں۔ یہ حدیث بالکل ابتداء میں بھی گزر چکی ہے۔ تقریباً سات جگہ امام بخاری اس روایت کو لائے ہیں اور اس میں یا تو یہ ثابت کیا ہے کہ اعمال کی صحت نیت پر موقوف ہے یا یہ بتلایا ہے کہ ثواب کا دارومدار نیت پر ہے۔ اس جگہ یہی بتلایا گیا ہے کہ ثواب صرف نیت پر موقوف ہے۔ جیسے اپنے بال بچوں پر آدمی روپیہ پیسہ محض اس لئے خرچ کرے کہ ان کی پرورش میرا دینی فریضہ ہے اور حکم خداوندی ہے تو یہ خرچ کرنا بھی صدقے میں شمار ہوگا اور اس پر صدقے کا ثواب ملے گا۔ احناف کے نزدیک نیت کی شرعی حیثیت میں ایک تھوڑا سا باریک فرق ہے۔ وہ یہ کہ جو افعال عبادت ہیں اور عبادت بھی وہ جو مقصود اصلی ہیں، ان میں نیت ضروری ہے۔ یعنی نیت کے بغیر نہ وہ افعال ہوں گے اور نہ ان پر ثواب ملے گا جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج، جہاد اور جو افعال مقصود اصلی نہیں بلکہ کسی عبادت کے لئے محض ایک ذریعہ ہیں ان میں نیت ضروری نہیں، جیسے نماز کے لئے وضو، اس میں نیت شرط نہیں۔

(۵۰) عَنۡ اَبِیۡ مَسۡعُوۡدٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنۡه) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَآ اَنۡفَقَ الرَّجُلُ عَلٰٓى اَهۡلِهٖ يَحۡتَسِبُهَا فَهِيَ لَهٗ صَدَقَةٌ۔

(۵۰) حضرت ابو مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب آدمی اپنے اہل و عیال پر ثواب کی خاطر روپیہ خرچ کرے (تو) وہ اس کے لئے صدقہ ہے (یعنی صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔)

باب ۳۷. قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَآمَّتِهِمْ

(۵۱) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْبَجَلِي (رضي اللّٰه عنه) قَالَ بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

۳۷۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد کہ دین، اللہ اور اس کے رسول اور قائدین اسلام اور عام مسلمانوں کے لئے نصیحت (کا نام) ہے

(۵۱) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوۃ دینے اور ہر مسلمان کی خیر خواہی پر بیعت کی۔

فائدہ:۔ دین کا حاصل صرف یہ ہے کہ آدمی محض اخلاص و خیر خواہی کے جذبات اپنے دل میں رکھے، اللہ کے لئے بھی، اس کے رسول کے لئے بھی، اسلامی حکام کے لئے بھی اور دوسرے عام مسلمانوں کے لئے بھی، اللہ کی ذات وصفات کا صحیح تصور، اس کی عظمت و رفعت کو پورا احساس اور خالص اس کی اطاعت و عبادت، یہ اللہ کے لئے اخلاص و خیر خواہی ہے اور مسلمان حکام کی اطاعت فی المعروف، دینی رہنماؤں کی توقیر و تعظیم، مسائل میں ان پر اعتماد یہ ائمہ مسلمین کی خیر خواہی ہے اور اپنے مسلمان بھائیوں کے حقوق پہچاننا، ان کے ساتھ شفقت و مروت سے پیش آنا، ان کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا یہ عام مسلمانوں کے لئے اخلاص و خیر سگالی کا مظاہرہ ہے۔ ایک مسلمان کو اللہ اور اس کے رسول، علماء و حکام اور عوام کے بارے میں یہی رویہ اختیار کرنا چاہئے۔

(۵۲) عَن جَرِيرِبنِ عَبد اللّٰهِؓ قَالَ اِنِّي اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ اُبَايِعُكَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَشَرَطَ عَلَيَّ وَالنُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ فَبَايَعْتُه عَلٰى هٰذَا۔

(۵۲) حضرت جریر بن عبداللہؓ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا کہ میں اسلام پر آپ کی بیعت کرتا ہوں تو آپ ﷺ نے مجھ سے اسلام (پر قائم رہنے) کی اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کی شرط لی۔ تو میں نے اسی پر آپ ﷺ کی بیعت کی۔

كِتَابُ الْعِلْمِ

کتاب العلم

باب ۳۸. فَضْلِ الْعِلْمِ وَ مَنْ سُئِلَ عِلْمًا وَّهُوَ مُشْتَغِلٌ فِيْ حَدِيْثِهٖ فَاَتَمَّ الْحَدِيْثَ ثُمَّ اَجَابَ السَّآئِلَ

باب ۳۸۔ علم کی فضیلت اور کسی شخص سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور وہ کسی بات میں مشغول ہو تو اپنی بات پوری کر کے پھر سوال کا جواب دے

(۵۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَجْلِسٍ يُحَدِّثُ الْقَوْمَ جَآءَه اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ مَتَى السَّاعَةُ فَمَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ سَمِعَ مَاقَالَ فَكَرِهَ مَاقَالَ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَمْ يَسْمَعْ حَتّٰى اِذَا قَضٰى حَدِيْثَه قَالَ اَيْنَ اُرَاهُ السَّآئِلُ عَنِ السَّاعَةِ قَالَ هَااَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاِذَا ضُيِّعَتِ الْاَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ فَقَالَ كَيْفَ اِضَاعَتُهَا قَالَ اِذَا وُسِّدَالْاَمْرُ اِلٰى غَيْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ۔

(۵۳) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ مجلس میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے (کچھ) بیان فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی (شخص) آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھنے لگا کہ قیامت کب آئے گی؟ مگر رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف کوئی توجہ نہیں فرمائی اور آپ باتیں کرتے رہے۔ کسی نے عرض کیا کہ آپ نے اس کی بات سن لی، مگر اس کی بات (درمیان گفتگو میں) ناگوار معلوم ہوئی، اور کسی نے کہا بلکہ آپ نے سنا ہی نہیں، یہاں تک کہ جب آپ نے اپنا (سلسلہ) بیان پورا فرمالیا (تو) پوچھا، وہ قیامت کے بارے میں پوچھنے والا کہاں ہے؟ وہ شخص بولا۔ یارسول اللہ! میں (یہاں) موجود ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب امانت ضائع ہو جائے تو قیامت کا منتظر رہ، اس نے پوچھا امانت کس طرح ضائع ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جب نااہل کو حکومت

کی باگ ڈور سونپ دی جائے تو (اس کے بعد) قیامت کا انتظار کر۔

فائدہ:۔سلسلہ گفتگو میں جب کوئی شخص غیر متعلق بات پوچھ بیٹھے تو اسی وقت اس کا جواب دینا ضروری نہیں، آداب گفتگو میں ہے کہ بات پوری کر چکنے کے بعد کوئی سوال کرنا چاہئے۔دوسری بات حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ جب اقتدار نااہل لوگوں کے ہاتھ میں آجائے گا تو دنیا میں فتنے عام ہو جائیں گے اور زندگی میں ابتری اور انتشار پھیل جائے گا اور بڑھتے بڑھتے جب فساد پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا تو اس کے بعد قیامت آجائے گی۔

باب ۳۹. مَنْ رَّفَعَ صَوْتَه‘ بِالْعِلْمِ

(٥٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍ (رضی الله عنهما) قَالَ تَخَلَّفَ عَنَّا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرْنَاهَا فَادْرَكَنَا وَقَدْ اَرْهَقَنَا الصَّلٰوةَ وَنَحْنُ نَتَوَضَّأُ فَجَعَلْنَا نَمْسَحُ عَلٰى اَرْجُلِنَا فَنَادٰى بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ وَيْلٌ لِّلْاَعْقَابِ مِنَ النَّارِ مَرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا۔

باب ۳۹۔جو شخص علم کی باتیں بلند آواز سے بیان کرے

(۵۴) حضرت عبداللہ بن عمروؓ نے فرمایا کہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ ہم سے پیچھے رہ گئے۔پھر (آگے بڑھ کر) آپ نے ہم کو پالیا اور اس وقت نماز کا وقت قریب ہونے کی وجہ سے (ہم عجلت کے ساتھ) وضو کر رہے تھے تو ہم (پاؤں پر پانی ڈالنے کی بجائے) ہاتھ سے پاؤں پر پانی پھیرنے لگے کہ آپ ﷺ نے پکار کر فرمایا۔ایڑیوں کے لئے آگ (کے عذاب) سے خرابی ہے۔دو مرتبہ یا تین مرتبہ۔

فائدہ:۔نماز کا وقت تنگ ہونے کی وجہ سے صحابہؓ پاؤں پر فراغت کے ساتھ پانی ڈالنے کے بجائے ہاتھ سے ان پر پانی پھیرنے لگے۔اس وقت چونکہ رسول اللہ ﷺ ان سے ذرا فاصلہ پر تھے اس لئے آپ ﷺ نے پکار کر فرمایا کہ ایڑیاں خشک رہ جائیں تو وضو پورا نہ ہوگا جس کے نتیجے میں قیامت میں عذاب ہوگا۔

باب ۴۰. طَرْحِ الْاِمَامِ الْمَسْئَلَةَ عَلٰى اَصْحَابِهٖ لِيَخْتَبِرَ مَاعِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ

(٥٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَّا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَاَنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ فَحَدِّثُوْنِيْ مَاهِيَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَوَادِيْ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوْا حَدِّثْنَا مَاهِيَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ۔

باب ۴۰۔ایک مقتداء کا اپنے رفقاء کی علمی آزمائش کے لئے کوئی سوال کرنا

(۵۵) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، درختوں میں سے ایک ایسا درخت ہے جس کے پتے (خزاں میں) نہیں جھڑتے اور وہ مومن کی طرح ہے تو مجھے بتاؤ کہ وہ (درخت) کیا ہے؟ (اسے سن کر) لوگ جنگلی درختوں (کے دھیان) میں پڑ گئے۔عبداللہ (ابن عمر) کہتے ہیں کہ میرے جی میں آیا کہ وہ کھجور کا پیڑ ہے۔لیکن مجھے شرم آئی (کہ بڑوں کے سامنے کچھ کہوں) پھر صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! آپ ہی فرمائیے وہ کونسا درخت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کھجور (کا پیڑ) ہے۔

فائدہ:۔کھجور کی مثال اس لئے دی ہے کہ وہ سدابہار پیڑ ہے۔پھل اس کا نہایت شیریں، خوش ذائقہ، خوش رنگ اور خوشبودار ہوتا ہے۔ایک سچے مسلمان کی یہ ہی شان ہے۔وہ ہر لحاظ سے پسندیدہ اور محبوب ہوتا ہے۔

باب ۴۱. اَلْقِرَآءَةِ وَالْعَرْضِ عَلَى الْمُحَدِّثِ

(٥٦) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ (قَالَ) بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ

باب ۴۱۔(حدیث) پڑھنے اور محدث کے سامنے (حدیث) پیش کرنے کا بیان

(۵۶) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مسجد

مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ فَاَنَاخَه' فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَه' ثُمَّ قَالَ اَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانِيْهِمْ فَقُلْنَا هٰذَا الرَّجُلُ الْاَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ ـ فَقَالَ لَه' الرَّجُلُ يَابْنَ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْاَجَبْتُكَ فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّيْ سَآئِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْئَلَةِ فَلَا تَجِدْ عَلَيَّ فِيْ نَفْسِكَ فَقَالَ سَلْ عَمَّا بَدَالَكَ فَقَالَ اَسْاَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ آللّٰهُ اَرْسَلَكَ اِلَي النَّاسِ كُلِّهِمْ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ آللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ آللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ قَالَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ آللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَاخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ اَغْنِيَآءِ نَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَآءِ نَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ الرَّجُلُ اٰمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهٖ وَاَنَا رَسُوْلُ مَنْ وَرَآءِ يْ مِنْ قَوْمِيْ وَاَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ اَخُوْ بَنِيْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ۔

میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص اونٹ پر سوار (ہوکر) آیا اور اسے مسجد (کے احاطے) میں بٹھلا دیا پھر اسے (رسی سے) باندھ دیا اس کے بعد پوچھنے لگا، تم میں سے محمد (ﷺ) کون ہیں؟ اور نبی ﷺ صحابہؓ کے درمیان تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ اس پر ہم نے کہا یہ صاحب سفید رنگ کا جو تکیہ لگائے ہوئے ہیں۔ تو اس شخص نے کہا اے عبدالمطلب کے بیٹے! نبی ﷺ نے فرمایا (ہاں کہو) میں جواب دوں گا۔ اس پر اس نے کہا کہ میں آپ سے کچھ پوچھنے والا ہوں اور اپنے سوالات میں ذرا شدت سے کام لوں گا، تو آپ میرے اوپر کچھ ناراض نہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پوچھ جو تمہاری سمجھ میں آئے۔ وہ بولا کہ میں آپ کو اپنے رب کی اور آپ سے پہلے لوگوں کے رب کی قسم دیتا ہوں (سچ بتایئے) کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف اپنا پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ جانتا ہے کہ ہاں (یہی بات ہے) پھر اس نے کہا۔ میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (بتایئے) کیا اللہ نے آپ کو دن رات میں ۵ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جانتا ہے کہ ہاں (یہی بات ہے) پھر وہ بولا، میں آپ ﷺ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں (بتلایئے) کیا اللہ نے سال میں اس (رمضان کے) مہینے کے روزے رکھنے کا حکم دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ جانتا ہے کہ ہاں (یہی بات ہے) پھر وہ بولا، میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا اللہ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے کہ ہمارے مالداروں سے صدقہ لے کر ہمارے غرباء کو تقسیم کردیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ جانتا ہے کہ ہاں (یہی بات ہے) اس پر اس شخص نے کہا کہ جو کچھ (اللہ کی طرف سے احکام) آپ لے کر آئے ہیں، میں ان پر ایمان لایا اور میں اپنی قوم کا جو پیچھے رہ گئی ہے ایلچی ہوں۔ میں ضمام ہوں ثعلبہ کا لڑکا، بنی سعد بن بکر کے بھائیوں میں سے ہوں (یعنی ان کی قوم سے ہوں)

فائدہ:۔ حدیث کی روایت کے دو طریقے رائج ہیں، ایک یہ کہ استاد پڑھے اور شاگرد سنے، دوسرا یہ کہ شاگرد پڑھے اور استاد سنے۔ امام بخاریؒ نے دونوں طریقوں کی طرف اشارہ کردیا۔ بعض محدثین کے نزدیک پہلا طریقہ بہتر ہے۔ بعض کے نزدیک دوسرا۔ نیز اس روایت میں حج کا ذکر نہیں۔ مگر مسلم شریف کی روایت میں حج کا بھی ذکر ہے اس لئے کہ وہ ارکان دین میں سے ہے۔

باب ۴۲. مَايُذْكَرُ فِي الْمُنَاوَلَةِ وَ كِتَابِ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْعِلْمِ اِلَى الْبُلْدَانِ

باب ۴۲۔ مناولہ کا بیان اور اہل علم کا علمی باتیں لکھ کر (دوسرے) شہروں کی طرف بھیجنا

(۵۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ اَخْبَرَه' (قَالَ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهٖ رَجُلًا وَّاَمَرَه'

(۵۷) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو اپنا ایک خط دے کر بھیجا اور اسے یہ حکم دیا کہ اسے حاکم بحرین کے

اَنْ يَّدْفَعَهٗ اِلٰى عَظِيْمِ الْبَحْرَيْنِ فَدَفَعَهٗ عَظِيْمُ الْبَحْرَيْنِ اِلٰى كِسْرٰى فَلَمَّا قَرَاَهٗ مَزَّقَهٗ فَحَسِبْتُ (راوی) اَنَّ ابْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّمَزَّقُوْا كُلَّ مُمَزَّقٍ۔

پاس لے جائے۔ بحرین کے حاکم نے وہ خط کسریٰ (شاہ ایران) کے پاس بھیج دیا تو جس وقت اس نے وہ خط پڑھا تو اسے چاک کر ڈالا (راوی کہتے ہیں) اور میرا خیال ہے کہ ابن مسیب نے (اس کے بعد مجھ سے) کہا کہ (اس واقعہ کو سن کر) رسول اللہ ﷺ نے اہل ایران کے لئے بددعا کی کہ وہ (بھی چاک شدہ خط کی طرح) ٹکڑے ٹکڑے ہوکر (فضا میں) منتشر ہوجائیں۔

(۵۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا اَوْ اَرَادَ اَنْ يَّكْتُبَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُوْنَ كِتَابًا اِلَّا مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ نَقْشُهٗ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِهٖ فِيْ يَدِهٖ۔

(۵۸) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (کسی بادشاہ کے نام دعوت اسلام دینے کے لئے) ایک خط لکھایا لکھنے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ سے کہا گیا کہ وہ بغیر مہر کا خط نہیں پڑھتے (یعنی بے مہر کے خط کو مستند نہیں سمجھتے) تب آپ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس میں ''محمد رسول اللہ'' کندہ تھا۔ گویا میں (آج بھی) آپ کے ہاتھ میں اس کی سفیدی دیکھ رہا ہوں

باب ۴۳۔ مَنْ قَعَدَ حَيْثُ يَنْتَهِيْ بِهِ الْمَجْلِسُ وَمَنْ رَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا

باب ۴۳۔ وہ شخص جو مجلس کے آخر میں بیٹھ جائے اور وہ شخص جو درمیان میں جہاں جگہ دیکھے، بیٹھ جائے

(۵۹) عَنْ اَبِيْ وَاقِدِ نِ اللَّيْثِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهٗ اِذْ اَقْبَلَ ثَلٰثَةُ نَفَرٍ فَاَقْبَلَ اِثْنَانِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَ وَاحِدٌ قَالَ فَوَقَفَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا اَحَدُهُمَا فَرَاٰى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ فِيْهَا وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ وَاَمَّا الثَّالِثُ فَاَدْبَرَ ذَاهِبًا فَلَمَّا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلٰثَةِ اَمَّا اَحَدُهُمْ فَاَوٰى اِلَى اللّٰهِ فَاٰوَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاسْتَحْيٰى فَاسْتَحْيَى اللّٰهُ مِنْهُ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَاَعْرَضَ فَاَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

(۵۹) حضرت ابو واقد اللیثیؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے اور لوگ آپ ﷺ کے پاس (بیٹھے) تھے کہ تین آدمی آئے (ان میں سے) دو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پہنچ گئے اور ایک چلا گیا (راوی کہتے ہیں) پھر دونوں رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑے ہوگئے، اس کے بعد ان میں سے ایک نے (جب مجلس) میں (ایک جگہ کچھ) گنجائش دیکھی تو وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا اہل مجلس کے پیچھے بیٹھ گیا اور تیسرا جو تھا وہ لوٹ گیا تو جب رسول اللہ ﷺ (اپنی گفتگو) سے فارغ ہوئے تو (صحابہؓ سے) فرمایا کہ کیا میں تمہیں تین آدمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ تو (سنو) ان میں سے ایک نے اللہ سے پناہ ڈھونڈی، اللہ نے اسے پناہ دی اور دوسرے کو شرم آئی تو اللہ بھی اس سے شرمایا اور تیسرے شخص نے منہ موڑا تو اللہ نے (بھی) اس سے منہ موڑ لیا۔

فائدہ:۔ آپ نے مذکورہ تین آدمیوں کی کیفیت مثال کے طور پر بیان فرمائی۔ ایک شخص نے مجلس میں جہاں جگہ دیکھی وہاں بیٹھ گیا، دوسرے نے کہیں جگہ نہ پائی تو مجلس کے کنارے جا بیٹھا اور تیسرے نے جگہ نہ پاکر اپنا راستہ لیا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے اعراض گویا اللہ سے اعراض ہے۔ اسی لئے تنبیہاً آپ ﷺ نے اس کے بارے میں سخت الفاظ فرمائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجلس میں آدمی کو جہاں جگہ ملے، وہاں بیٹھ جانا چاہئے۔

باب ۴۴ . قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ

(٦٠) عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَعَدَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَاَمْسَكَ اِنْسَانٌ بِخِطَامِهٖ اَوْ بِزِمَامِهٖ قَالَ اَيُّ يَوْمٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اِسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ يَوْمُ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰى قَالَ فَاَيُّ شَهْرٍ هٰذَا فَسَكَتْنَا حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اِسْمِهٖ قَالَ اَلَيْسَ بِذِي الْحَجَّةِ قُلْنَا بَلٰى! قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ بَيْنَكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا لِيُبَلِّغَ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ فَاِنَّ الشَّاهِدَ عَسٰى اَنْ يُّبَلِّغَ مَنْ هُوَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْهُ ۔

باب ۴۴۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے، بسا اوقات وہ شخص جسے (حدیث) پہنچائی جائے (براہ راست) سننے والے سے زیادہ (حدیث کو) یاد رکھتا ہے

(۶۰) حضرت ابی بکرہؓ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کرنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اونٹ پر بیٹھے تھے اور ایک شخص نے اس کی نکیل تھام رکھی تھی، آپ ﷺ نے پوچھا یہ کونسا دن ہے؟ ہم خاموش رہے، حتیٰ کہ ہم یہ سمجھے کہ آج کے دن کا آپ کوئی دوسرا نام اس کے نام کے علاوہ تجویز فرمائیں گے۔ (پھر) آپ ﷺ نے فرمایا، کیا آج قربانی کا دن نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بے شک۔ (اس کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا، یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم (اس پر بھی) خاموش رہے اور یہ (ہی) سمجھے کہ اس ماہ کا (بھی) آپ اس کے نام کے علاوہ کوئی دوسرا نام تجویز فرمائیں گے۔ (پھر) آپ ﷺ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ کا مہینہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا بے شک (تب آپ ﷺ نے فرمایا تو یقیناً تمہاری جانیں اور تمہارے مال اور تمہاری آبرو تمہارے درمیان (ہمیشہ کے لئے) اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کے دن کی حرمت تمہارے اس مہینے اور اس شہر میں، جو شخص حاضر ہے اسے چاہیے کہ غائب کو یہ (بات) پہنچادے، کیونکہ ایسا ممکن ہے کہ جو شخص موجود ہے وہ ایسے شخص کو یہ خبر پہنچائے جو اس سے زیادہ (حدیث کا) محفوظ رکھنے والا ہو۔

فائدہ:۔ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے لئے باہمی خونریزی حرام ہے۔ ایک مسلمان کے لئے دوسرے مسلمان کی جان و مال اور آبرو کا احترام ضروری ہے۔ حج کے مہینوں میں اہل عرب لڑائی کو برا سمجھتے تھے۔ خصوصاً ذی الحجہ کے مہینے اور حج کے دن کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ اسی لئے مثالاً آپ نے اسی کو بیان فرمایا۔

باب ۴۵ . مَاكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُهُمْ بِالْمَوْعِظَةِ وَالْعِلْمِ كَيْ لَايَنْفِرُوْا

(٦١) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْاَيَّامِ كَرَاهَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا ۔

(٦٢) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا وَبَشِّرُوْا وَلَاتُنَفِّرُوْا"

باب ۴۵۔ نبی ﷺ لوگوں کی رعایت کرتے ہوئے نصیحت فرماتے اور تعلیم دیتے (تاکہ) انہیں ناگواری نہ ہو۔

(۶۱) حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نصیحت فرمانے کے کچھ دن مقرر کر دیئے تھے۔ ہمارے پریشان ہوجانے کے خیال سے (ہر روز وعظ نہ فرماتے)۔

(۶۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، آسانی کرو اور سختی نہ کرو اور خوش کرو اور نفرت نہ دلاؤ۔

فائدہ:۔ اسلام دین فطرت ہے، وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور ہر انسان کے لئے آیا ہے۔ اس لئے یہ دین اپنے اندر ایسے اصول رکھتا ہے جو انسانی فطرت کے لئے ناگوار نہیں۔ قرآن وحدیث میں تہدید وتنبیہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ومغفرت کا بیان ہے۔ اس لئے خاص طور پر رسول اللہ ﷺ نے یہ اصول مقرر فرمادیا کہ دین کے کسی مسئلہ میں وہ پہلو نہ اختیار کرو جس سے لوگ کسی تنگی میں مبتلا ہو جائیں یا انہیں اس طرح پند ونصیحت نہ کرو جس سے انہیں خدا کی مغفرت ورحمت کی بجائے اس طرز تبلیغ ہی سے نفرت ہو جائے۔ اسلام کے یہ حکیمانہ اور نفسیاتی اصول ہی اس کی حقانیت وسچائی کا روشن ثبوت ہے۔

باب ۴۶. مَنْ يُرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

(٦٣) عَنْ مُعَاوِيَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ يُعْطِيْ وَلَنْ تَزَالَ هٰذِهِ الْاُمَّةُ قَآئِمَةً عَلٰى اَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَّنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَاْتِيَ اَمْرُ اللّٰهِ

باب ۴۶۔ اللہ تعالیٰ جس شخص کیساتھ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عنایت فرمادیتا ہے۔

(۶۳) حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں اسے دین کی سمجھ عنایت فرمادیتے ہیں اور میں تو محض تقسیم کرنے والا ہوں، دینے والا تو اللہ ہی ہے اور یہ امت ہمیشہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گی، جو شخص اس کی مخالفت کرے گا انہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم (قیامت) آجائے۔

فائدہ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقیہ ہونا علم کا سب سے اونچا درجہ ہے، دوسرے یہ کہ اسلام قیامت تک دنیا میں باقی رہے گا۔ کوئی شخص اس کو روئے زمین سے مٹانا چاہے تو مٹا نہیں سکے گا۔ تیسرے یہ کہ نبی کا کام تو صرف تبلیغ احکام ہے۔ اللہ کے پیغام کو ساری دنیا میں پھیلا دینا اور ہر شخص کو تقسیم کردینا ہے۔ اب کس کے حصے میں کتنا علم اور کتنا دین آتا ہے، یہ اللہ کی مرضی پر موقوف ہے۔ ہر شخص کو اپنی اپنی استعداد اور صلاحیت کے مطابق دین کی سمجھ دی جاتی ہے۔ اور اس سے یہ بھی مراد ہے کہ جو کچھ مال ودولت مسلمانوں میں رسول تقسیم کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی طرف سے کرتے ہیں۔ رسول صرف تقسیم کرنے والا ہے، اصل دینے والا اللہ ہی ہے۔

باب ۴۷. الْفَهْمُ فِي الْعِلْمِ

(٦٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاْتِيْ بِجُمَّارٍ فَقَالَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً مَّثَلُهَا كَمَثَلِ الْمُسْلِمِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَقُوْلَ هِيَ النَّخْلَةُ فَاِذَآ اَنَا اَصْغَرُ الْقَوْمِ فَسَكَتُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ

باب ۴۷۔ علم کی باتیں دریافت کرنے میں سمجھداری سے کام لینا

(۶۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ کے پاس کھجور کا ایک گابھ لایا گیا (اسے دیکھ کر) آپ نے فرمایا کہ درختوں میں ایک ایسا درخت ہے اس کی مثال مسلمان کی طرح ہے۔ (ابن عمر کہتے ہیں کہ یہ سن کر) میں نے ارادہ کیا کہ عرض کروں کہ وہ (درخت) کھجور کا ہے۔ مگر چونکہ میں سب سے چھوٹا تھا اس لئے خاموش رہا (پھر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ کھجور کا (پیڑ) ہے۔

فائدہ:۔ یہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی ذہانت وذکاوت کی بات ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سوال کا منشاء فوراً سمجھ گئے اور یہ بھی ان کی سمجھداری کی دلیل ہے کہ بزرگوں کے مجمع میں از خود بولنے کو اچھا نہیں سمجھا۔

باب ۴۷. اَلْاِغْتِبَاطُ فِي الْعِلْمِ وَالْحِكْمَةِ

باب ۴۷۔ علم وحکمت میں رشک کرنا

(٦٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى

(۶۵) عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ حسد

عَنْه) اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاحَسَدَ اِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَه، عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ الْحِكْمَةَ فَهُوَ يَقْضِيْ بِهَا وَيُعَلِّمُهَا۔

صرف دو باتوں میں جائز ہے۔ایک تو اس شخص کے بارے میں جسے اللہ نے دولت دی ہو اور وہ اس دولت کو راہ حق میں خرچ کرنے پر قدرت بھی رکھتا ہو اور ایک اس شخص کے بارے میں جسے اللہ تعالیٰ نے حکمت (کی دولت) سے نوازا ہو۔ وہ اس کے ذریعہ فیصلہ کرتا ہو (اور لوگوں) کو اس حکمت کی تعلیم دیتا ہو۔

فائدہ:۔ کسی دوسرے کی صلاحیت یا شخصیت یا خوبی یا خوشحالی سے رنجیدہ ہو کر یہ خواہش کرنا کہ اس شخص کی یہ نعمت یا کیفیت ختم ہو جائے اس کا نام حسد ہے۔لیکن کبھی کبھی حسد سے مراد صرف یہ ہوتی ہے کہ آدمی دوسرے کو دیکھ کر صرف یہ چاہے کہ کاش! میں بھی ایسا ہی ہوتا، مجھے بھی ایسی ہی نعمت مل جاتی۔اس حالت کا نام رشک ہے۔یہ کسی چیز کی شدید رغبت اور حرص سے پیدا ہوتا ہے۔اسی لئے امام بخاریؒ نے عنوان میں غبط (الاغتباط) کا لفظ استعمال کیا ہے۔حسد تو بہر حال ایک مذموم چیز ہے مگر ایسا حسد جس کو رشک کہہ سکتے ہوں ان دو شخصوں کے مقابلہ میں جائز ہے جن کا ذکر حدیث میں آیا ہے۔

باب ۴۷. قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتٰبَ

باب ۴۷۔ نبی ﷺ کا یہ فرمان کہ اے اللہ اسے قرآن کا علم عطا فرما

(٦٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهما) قَالَ ضَمَّنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ۔

(۶۶) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے مجھے (سینے سے) لپٹا لیا اور فرمایا کہ ”اے اللہ اسے علم کتاب (قرآن) عطا فرما۔

باب ۴۸ .مَتٰى يَصِحُّ سَمَاعُ الصَّغِيْرِ

باب ۴۸۔ بچے کا (حدیث) سننا کس عمر میں صحیح ہے

(٦٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلٰى حِمَارٍ اَتَانٍ وَّاَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الْاِحْتِلَامَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ بِمِنًى اِلٰى غَيْرِ جِدَارٍ فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ وَاَرْسَلْتُ الْاَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ وَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ ۔

(۶۷) حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ میں (ایک مرتبہ) گدھی پر سوار ہو کر چلا۔اس زمانے میں، میں بلوغ کے قریب تھا۔رسول اللہ ﷺ منیٰ میں نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سامنے دیوار (کی آڑ) نہ تھی تو میں بعض صفوں کے سامنے سے گزرا اور گدھی کو چھوڑ دیا۔وہ چرنے لگی مگر کسی نے مجھے اس بات پر ٹوکا نہیں۔

(٦٨) عَنْ مَحْمُوْدِ بْنِ الرَّبِيْعِؓ قَالَ عَقَلْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجَّةً مَجَّهَا فِيْ وَجْهِيْ وَاَنَا ابْنُ خَمْسِ سِنِيْنَ مِنْ دَلْوٍ۔

(۶۸) حضرت محمود بن الربیعؓ نے فرمایا کہ مجھے یاد ہے کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈول سے منہ میں پانی لے کر میرے چہرے پر کلی فرمائی اس وقت میں پانچ سال کا تھا۔

فائدہ:۔ مذکورہ حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۵ سال کی عمر کی بات بچہ یاد رکھ سکتا ہے اور وہ قابل اعتماد ہے۔

باب ۴۹. فَضْلِ مَنْ عَلِمَ وَعَلَّمَ

باب ۴۹۔ پڑھنے اور پڑھانے والے کی فضیلت

(٦٩) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰىؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰى وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ الْغَيْثِ الْكَثِيْرِ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَ مِنْهَا نَقِيَّةٌ قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِيْرَ وَكَانَتْ مِنْهَا

(۶۹) حضرت ابو موسیٰؓ نبی کریم ﷺ سے راویت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے جس علم و دولت کے ساتھ بھیجا ہے اس کی مثال زبردست بارش کی سی ہے جو زمین پر (خوب) برسے۔بعض زمین جو صاف ہوتی ہے وہ پانی کو پی لیتی ہے اور بہت بہت سبزہ اور گھاس اگاتی

اَجَادِبُ اَمُسَكَتِ الْمَآءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوا وَسَقَوا وَزَرَعُوا وَاَصَابَ مِنْهَا طَآئِفَةً اُخْرٰى اِنَّمَا هِيَ قِيعَانٌ لَّايُمْسِكُ مَآءً وَّلَاتُنْبِتُ كَلَاَءً فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِي الدِّيْنِ وَنَفَعَه' بِمَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ يَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَلَمْ يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِيْ اُرْسِلْتُ بِهٖ ۔

ہے اور بعض زمین جو سخت ہوتی ہے وہ پانی کو روک لیتی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ اس سے سیراب ہوتے ہیں اور سیراب کرتے ہیں اور کچھ زمین کے بعض خطوں پر پانی پڑا۔ وہ بالکل چٹیل میدان ہی تھے۔ نہ پانی کو روکتے ہیں اور نہ سبزہ اگاتے ہیں تو یہ مثال ہے اس شخص کی جو دین میں سمجھ پیدا کرے اور نفع دیا اس کو اس چیز نے جس کے ساتھ میں مبعوث کیا گیا ہوں جو اس نے علم دین سیکھا اور سکھایا اور اس شخص کی مثال جس نے سر نہیں اٹھایا (یعنی توجہ نہیں کی) اور جو ہدایت دے کر میں بھیجا گیا ہوں اسے قبول نہیں کیا۔

باب ۵۰. رَفْعِ الْعِلْمِ وَظُهُوْرِ الْجَهْلِ

(۷۰) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يُّرْفَعَ الْعِلْمُ وَيَثْبُتَ الْجَهْلُ وَتُشْرَبَ الْخَمْرُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا ۔

(۷۱) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ لَاُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا لَّايُحَدِّثُكُمْ بَعْدِيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّقِلَّ الْعِلْمُ وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ وَيَظْهَرَ الزِّنَا وَتَكْثُرَ النِّسَآءُ وَيَقِلَّ الرِّجَالُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَاَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ

باب ۵۰۔ علم کا زوال اور جہل کی اشاعت

(۷۰) حضرت انسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ علم اٹھ جائے گا اور جہل (اس کی جگہ) قائم ہو جائے گا اور (اعلانیہ) شراب پی جائے گی اور زنا پھیل جائے گا۔

(۷۱) حضرت انسؓ نے فرمایا کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جو میرے بعد تم سے کوئی نہیں بیان کرے گا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ علم کم ہو جائے گا۔ جہل پھیل جائے گا، زنا بکثرت ہوگا۔ عورتوں کی تعداد بڑھ جائے گی اور مرد کم ہو جائیں گے۔ حتیٰ کہ ۵۰ عورتوں کا نگراں صرف ایک مرد ہوگا۔

باب ۵۱. فَضْلِ الْعِلْمِ

(۷۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَيْنَمَا اَنَا نَآئِمٌ اُتِيْتُ بِقَدَحِ لَبَنٍ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اِنِّيْ لَاَرَى الرِّيَّ يَخْرُجُ فِيْ اَظْفَارِيْ ثُمَّ اَعْطَيْتُ فَضْلِيْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالُوْا فَمَا اَوَّلْتَه' يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْعِلْمَ ۔

باب ۵۱۔ علم کی فضیلت

(۷۲) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں سو رہا تھا (اسی حالت میں) مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا۔ میں نے (خوب اچھی طرح) پی لیا۔ حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ تازگی میرے ناخنوں سے نکل رہی ہے۔ پھر میں نے اپنا پس ماندہ عمر بن الخطاب کو دے دیا۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ آپ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ آپ ﷺ نے فرمایا علم۔

فائدہ۔ علم کو دودھ سے تشبیہ دی گئی، جس طرح آدمی کی نشوونما اور صحت کے لئے مفید ہے اسے طراوت اور قوت بخشتا ہے اسی طرح علم بھی انسان کی ترقی وعظمت کا ذریعہ ہے۔ پھر حضرت عمرؓ کو علوم نبوت سے نسبت تھی وہ بھی اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے۔

باب ۵۲. اَلْفُتْيَا وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى ظَهْرِ الدَّآبَّةِ اَوْغَيْرِهَا

(۷۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ (رضى الله عنه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ فِيْ

باب ۵۲۔ جانور وغیرہ پر سوار ہو کر فتویٰ دینا

(۷۳) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ لوگوں کے مسائل دریافت کرنے کی وجہ سے منیٰ میں

حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِمِنًى لِلنَّاسِ يَسْأَلُوْنَه فَجَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرُ فَحَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ قَالَ اِذْبَحْ وَلَا حَرَجَ فَجَآءَ اٰخَرُ فَقَالَ لَمْ اَشْعُرْ فَنَحَرْتُ قَبْلَ اَنْ اَرْمِيَ قَالَ ارْمِ وَلَا حَرَجَ قَالَ فَمَا سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قُدِّمَ وَلَا اُخِّرَ اِلَّا قَالَ افْعَلْ وَلَاحَرَجَ۔

ٹھہر گئے تو ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں نے نادانستگی میں ذبح کرنے سے پہلے سر منڈا لیا، آپ ﷺ نے فرمایا (اب) ذبح کرلے اور کچھ حرج نہیں ہوا۔ پھر دوسرا آدمی آیا، اس نے کہا کہ میں نے نادانستگی میں رمی سے پہلے قربانی کرلی، آپ ﷺ نے فرمایا (اب) رمی کرلے (اور پہلے کردینے سے) کوئی حرج نہیں ہوا۔ ابن عمرو کہتے ہیں (اس دن) آپ ﷺ سے جس چیز کا بھی سوال ہوا جو کسی نے مقدم ومؤخر کرلی تھی تو آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ (اب) کرلے، اور کچھ حرج نہیں۔

فائدہ:۔حرج نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نادانستگی کی وجہ سے اگر ترتیب بدل گئی تو کوئی گناہ نہیں ہوا۔ دوسرے ائمہ کے نزدیک ترتیب چھوڑ دینے سے کفارہ وغیرہ لازم نہیں آتا۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ترتیب واجب ہے۔ ترک ترتیب سے اس کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اگرچہ حدیث میں اس جگہ یہ تصریح نہیں کہ آپ نے مسائل کا جواب سواری پر دیا مگر بخاری شریف کتاب الحج میں جو حدیث ہے اس میں تصریح ہے کہ آپ منیٰ میں اونٹنی پر سوار تھے۔

باب ۵۳. مَنْ اَجَابَ الْفُتْيَا بِاِشَارَةِ الْيَدِ وَالرَّأْسِ

باب ۵۳۔ ہاتھ یا سر کے اشارے سے فتویٰ کا جواب دینا

(٧٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ وَيَظْهَرُ الْجَهْلُ وَالْفِتَنُ وَيَكْثُرُ الْهَرَجُ قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا الْهَرَجُ فَقَالَ هٰكَذَا بِيَدِهٖ فَحَرَّفَهَا كَاَنَّه يُرِيْدُ الْقَتْلَ۔

(۷۴) حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ (ایک وقت ایسا آئے گا کہ جب) علم اٹھا لیا جائے گا، جہالت اور فتنے پھیل جائیں گے اور ہرج بڑھ جائے گا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ ! ہرج کیا چیز ہے۔ آپ نے اپنے ہاتھ کو حرکت دے کر فرمایا کہ اس طرح، گویا آپ نے اس سے قتل مراد لیا۔

(٧٥) عَنْ اَسْمَآءَ (رضی الله عنها) قَالَتْ اَتَيْتُ عَآئِشَةَ وَهِيَ تُصَلِّيْ فَقُلْتُ مَا شَاْنُ النَّاسِ فَاَشَارَتْ اِلَى السَّمَآءِ فَاِذَا النَّاسُ قِيَامٌ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ قُلْتُ اٰيَةٌ فَاَشَارَتْ بِرَاْسِهَا اَيْ نَعَمْ فَقُمْتُ حَتّٰى عَلَانِيَ الْغَشْيُ وَجَعَلْتُ اَصُبُّ عَلٰى رَاْسِيَ الْمَآءَ فَحَمِدَاللّٰهَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَامِنْ شَيْءٍ لَّمْ اَكُنْ اُرِيْتُه اِلَّا رَاَيْتُه فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَاُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّكُمْ تُفْتَنُوْنَ فِيْ قُبُوْرِكُمْ مِثْلَ اَوْقَرِيْبَ لَآ اَدْرِيْ اَيَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَآءُ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ يُقَالُ مَاعِلْمُكَ بِهٰذَا الرَّجُلِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِالْمُوْقِنُ لَآ اَدْرِيْ اَيُّهُمَا قَالَتْ اَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ هُوَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جَآءَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى فَاَجَبْنَاهُ

(۷۵) حضرت اسماءؓ نے فرمایا کہ میں حضرت عائشہؓ کے پاس آئی۔ وہ نماز پڑھ رہی تھیں۔ میں نے کہا کہ لوگوں کا کیا حال ہے؟ (یعنی لوگ کیوں پریشان ہیں؟) تو انہوں نے آسمان کی طرف اشارہ کیا (یعنی سورج کو گہن لگا ہے) اتنے میں لوگ (نماز کے لئے) کھڑے ہوگئے۔ عائشہؓ نے کہا اللہ پاک ہے۔ میں نے کہا (کیا یہ گہن) کوئی (خاص) نشانی ہے؟ انہوں نے سر سے اشارہ کیا۔ یعنی ہاں، پھر میں بھی (نماز کے لئے) کھڑی ہوگئی۔ (نماز طویل تھی) حتیٰ کہ مجھے غش آنے لگا تو میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی۔ پھر (نماز کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور اس کی صفت بیان فرمائی۔ پھر فرمایا جو چیز مجھے پہلے دکھائی نہیں گئی تھی آج وہ سب اس جگہ میں نے دیکھ لی، یہاں تک کہ بہشت اور دوزخ کو بھی دیکھ لیا اور مجھ پر یہ وحی کی گئی کہ تم اپنی قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔ مثل یا قرب کا کونسا لفظ حضرت اسماءؓ نے فرمایا، میں نہیں جانتی۔ حضرت فاطمہ کہتی ہیں (یعنی) فتنہ دجال کی طرح (آزمائے

وَاتَّبَعْنَاهُ هُوَ مُحَمَّدٌ ثَلٰثاً فَيُقَالُ نَمْ صَالِحًا قَدْ عَلِمْنَا اِنْ كُنْتَ لَمُوْقِنًا بِهٖ وَاَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَآ اَدْرِىْ اَىَّ ذٰلِكَ قَالَتْ اَسْمَآءُ فَيَقُوْلُ لَآ اَدْرِىْ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ شَيْئًا فَقُلْتُه‘۔

جاؤ گے) کہا جائے گا (قبر کے اندر) کہ تم اس آدمی کے بارے میں کیا جانتے ہو؟ تو جو صاحب ایمان یا صاحب یقین ہوگا، کونسا لفظ فرمایا حضرت اسماءؓ نے مجھے یاد نہیں، وہ کہے گا وہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جو ہمارے پاس اللہ کی ہدایت اور دلیلیں لے کر آئے تو ہم نے اس کو قبول کر لیا اور اس کی پیروی کی، وہ محمد ہیں تین بار (اس طرح کہے گا) پھر (اس سے) کہہ دیا جائے گا کہ آرام سے سورہ، بے شک ہم نے جان لیا کہ تو محمد ﷺ پر یقین رکھتا ہے اور بہر حال منافق یا شکی آدمی میں نہیں جانتی کہ ان میں سے کونسا لفظ حضرت اسماءؓ نے کہا تو وہ (منافق یا شکی) آدمی کہے گا کہ جو لوگوں کو کہتے سنا میں نے (بھی) وہی کہہ دیا۔

باب ۵۴. الرِّحلَة فِى المَسْأَلَة النَّازِلة؟

(۷۶) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِؓ اَنَّه‘ تَزَوَّجَ ابْنَةً لِّاَبِىْ اِهَابِ بْنِ عَزِيْزٍ فَاَتَتْهُ امْرَاَةٌ فَقَالَتْ اِنِّىْ قَدْ اَرْضَعْتُ عُقْبَةَ وَالَّتِىْ تَزَوَّجَ بِهَا قَالَ لَهَا عُقْبَةُ مَا اَعْلَمُ اَنَّكِ اَرْضَعْتِنِىْ وَلَآ اَخْبَرْتِنِىْ فَرَكِبَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَسَاَلَه‘ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ وَقَدْ قِيْلَ فَفَارَقَهَا عُقْبَةُ وَنَكَحَتْ زَوْجًا غَيْرَه‘۔

باب ۵۴۔ جب کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اس کے لئے سفر کرنا (کیسا ہے؟)

(۷۶) حضرت عقبہ بن حارثؓ نے ابواہاب بن عزیز کی لڑکی سے نکاح کیا، تو اس کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میں نے عقبہ کو اور جس سے اس کا نکاح ہوا ہے اس کو دودھ پلایا ہے۔ (یہ سن کر) عقبہ نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ تو نے مجھے دودھ پلایا ہے۔ تب سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کس طرح (تم اس لڑکی سے تعلق رکھو گے) حالانکہ (اس کے متعلق) یہ کہا گیا ہے تب عقبہ نے اس لڑکی کو چھوڑ دیا اور اس نے دوسرا خاوند کر لیا

فائدہ:۔ انہوں نے احتیاطاً چھوڑ دیا کہ جب شبہ پیدا ہوگیا تو اب شبہ کی بات سے بچنا بہتر ہے۔ مگر جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے تو ایک عورت کی شہادت اس کے لئے کافی نہیں۔ یہاں بر بنائے احتیاط آپ ﷺ نے ایسا فرما دیا ورنہ جمہور ائمہ کے نزدیک دو عورتوں کی شہادت ضروری ہے۔

باب ۵۵. التَّنَاوُب فِى الْعِلْمِ

(۷۷) عَنْ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَنَا وَجَارٌ لِّىْ مِنَ الْاَنْصَارِ فِىْ بَنِىْ اُمَيَّةَ بْنِ زَيْدٍ وَّهِىَ مِنْ عَوَالِى الْمَدِيْنَةِ وَكُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْزِلُ يَوْمًا وَّاَنْزِلُ يَوْمًا فَاِذَا نَزَلْتُ جِئْتُه‘ بِخَبَرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ مِنَ الْوَحْىِ وَغَيْرِهٖ وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَنَزَلَ صَاحِبِى الْاَنْصَارِىُّ يَوْمَ نَوْبَتِهٖ فَضَرَبَ بَابِىْ ضَرْبًا شَدِيْدًا

باب ۵۵۔ حصول) علم کے لئے نمبر مقرر کرنا

(۷۷) حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا ایک انصاری پڑوسی دونوں عوالی مدینہ کے ایک گاؤں بنی امیہ بن یزید میں رہتے تھے اور ہم دونوں باری باری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک دن وہ آتا، ایک دن میں آتا۔ جس دن میں آتا تو اس دن کی وحی کی اور (رسول اللہ ﷺ کی مجلس کی) دیگر باتوں کی اس کو اطلاع دیتا تھا۔ اور جب وہ آتا تو وہ بھی اسی طرح کرتا تو ایک دن وہ میرا انصاری رفیق اپنی باری کے روز حاضر خدمت ہوا (جب واپس آیا) تو میرا دروازہ بہت زور سے

فَقَالَ اَثَمَّ هُوَ فَفَزِعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ حَدَثَ اَمْرٌ عَظِيْمٌ فَدَخَلْتُ عَلٰى حَفْصَةَ فَاِذَا هِيَ تَبْكِيْ فَقُلْتُ اَطَلَّقَكُنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَآ اَدْرِيْ ثُمَّ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَاَنَا قَآئِمٌ اَطَلَّقْتَ نِسَآءَ كَ قَالَ لَا فَقُلْتُ اللّٰهُ اَكْبَرُ۔

کھٹکھٹایا اور (میرے بارے میں) پوچھا کہ کیا وہ یہاں ہے؟ میں گھبرا کر اس کے پاس آیا۔ وہ کہنے لگا کہ ایک بڑا معاملہ پیش آ گیا (یعنی رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی) پھر میں حفصہؓ کے پاس گیا وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے طلاق دی ہے؟ وہ کہنے لگیں، میں نہیں جانتی۔ پھر میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کھڑے کھڑے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا آپ ﷺ نے اپنی بیویوں کو طلاق دی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ تب میں نے (تعجب سے کہا) ''اللہ اکبر!''

باب ۵۶. اَلْغَضَبِ فِي الْمَوْعِظَةِ وَالتَّعْلِيْمِ اِذَا رَأَى مَايَكْرَهُ

باب ۵۶۔ جب کوئی ناگوار بات دیکھے تو وعظ کرنے اور تعلیم دینے میں ناراض ہوسکتا ہے۔

(۷۸) عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَا اَكَادُ اُدْرِكُ الصَّلٰوةَ مِمَّا يُطَوِّلُ بِنَا فُلَانٌ فَمَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِّنْ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّكُمْ مُنَفِّرُوْنَ فَمَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَالضَّعِيْفَ وَذَاالْحَاجَةِ۔

(۷۸) حضرت ابومسعود انصاریؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے (رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ کر) عرض کیا یارسول اللہ! فلاں شخص لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ اس لئے میں (جماعت کی) نماز میں شریک نہیں ہوسکتا۔ (ابومسعودؓ کہتے ہیں کہ) اس دن سے زیادہ میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو دوران نصیحت میں غضبناک نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اے لوگو تم (ایسی شدت اختیار کر کے لوگوں کو دین سے) نفرت دلاتے ہو۔ (سن لو) جو شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو مختصر پڑھائے کیونکہ ان میں بیمار، کمزور اور ضرورت مند (سب ہی قسم کے لوگ) ہوتے ہیں۔

(۷۹) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِ نِ الْجُهَنِيِّ (رَضِيَ اللّٰه تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَلَهٗ رَجُلٌ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ اَعْرِفْ وِكَآءَ هَآ اَوْقَالَ وِعَآءَ هَا وَعِفَاصَهَا ثُمَّ عَرِّفْهَا سَنَةً ثُمَّ اسْتَمْتِعْ بِهَا فَاِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَاَدِّهَآ اِلَيْهِ قَالَ فَضَآلَّةُ الْاِبِلِ فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ اَوْقَالَ اِحْمَرَّ وَجْهُهٗ فَقَالَ مَالَكَ وَلَهَا مَعَهَا سِقَآؤُهَا وَحِذَآءُ هَا تَرِدُ الْمَآءَ وَتَرْعَى الشَّجَرَ فَذَرْهَا حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا قَالَ فَضَآلَّةُ الْغَنَمِ قَالَ لَكَ اَوْلِاَخِيْكَ اَوْلِلذِّئْبِ۔

۷۹۔ حضرت زید بن خالد الجہنیؓ سے روایت ہے ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے لقطہ (کسی کو گری پڑی چیز اگر کہیں مل جائے تو اس کو لقطہ کہتے ہیں) کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے فرمایا، اس کی بندش پہچان لے یا فرمایا کہ اس کا برتن اور تھیلی (پہچان لے) پھر ایک سال تک اس کی شناخت (کا اعلان) کراؤ۔ پھر (اس کا مالک نہ ملے تو) اس سے فائدہ اٹھاؤ اور اگر اس کا مالک آ جائے تو اسے سونپ دے۔ اس نے پوچھا کہ اچھا گمشدہ اونٹ (کے بارے میں) کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ کو غصہ آ گیا کہ رخسار مبارک سرخ ہو گئے یا راوی نے کہا کہ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا (یہ سن کر) آپ نے فرمایا، تجھے اونٹ سے کیا واسطہ؟ اس کے ساتھ اس کی مشک ہے اور اس کے (پاؤں کے) سم ہیں وہ خود پانی پر پہنچے گا اور درخت پر چرے گا، لہذا اسے چھوڑ دے، یہاں تک کہ اس کا مالک مل جائے۔ اس نے کہا اچھا گمشدہ بکری (کے بارے میں) کیا حکم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ تیری ہے یا تیرے بھائی کی ورنہ بھیڑیئے کی (غذا) ہے

(۸۰) عَنْ اَبِی مُوسٰیؓ قَالَ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَشْیَآءَ کَرِهَهَا فَلَمَّا اُکْثِرَ عَلَیْهِ غَضِبَ ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ سَلُوْنِیْ عَمَّا شِئْتُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مَنْ اَبِیْ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ فَقَامَ اٰخَرُ فَقَالَ مَنْ اَبِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَبُوْكَ سَالِمٌ مَّوْلٰی شَیْبَةَ فَلَمَّا رَاٰی عُمَرُ مَافِیْ وَجْهِهٖ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! (ﷺ) اِنَّا نَتُوْبُ اِلَی اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

(۸۰) حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے کچھ ایسی باتیں دریافت کی گئیں جو آپ کو ناگوار ہوئیں اور جب (اس قسم کے سوالات کی) آپ پر بہت زیادتی کی گئی تو آپ کو غصہ آ گیا اور پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے فرمایا (اچھا اب) مجھ سے جو چاہے پوچھو، تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر دوسرا آدمی کھڑا ہوا اور اس نے پوچھا کہ یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیرا باپ سالم شیبہ کا آزاد کردہ غلام ہے۔ آخر حضرت عمرؓ نے آپ ﷺ کے چہرے کا حال دیکھا تو عرض کیا یارسول اللہ! ہم (ان باتوں کے دریافت کرنے سے جو آپ کو ناگوار ہوں) اللہ سے توبہ کرتے ہیں۔

فائدہ:۔ لغو اور بے ہودہ سوال کسی صاحب علم سے کرنا ناسمجھی اور نادانی کی بات ہے۔ پھر اللہ کے رسول ﷺ سے اس قسم کا معاملہ کرنا تو گویا بہت ہی سخت بات ہے۔ اسی لئے اس قسم کے بے جا سوالات پر آپ ﷺ نے غصہ میں فرمایا کہ جو چاہے دریافت کرو۔ اس لئے کہ اگرچہ بشر ہونے کے لحاظ سے آپ ﷺ کی معلومات محدود تھیں مگر اللہ کا برگزیدہ پیغمبر ہونے کی بناء پر وحی والہام سے وہ ساری کیفیات وہ سارے احوال آپ کو معلوم ہو جاتے تھے یا معلوم ہو سکتے تھے، جن کی آپ کو ضرورت پیش آتی تھی۔

باب۵۷. تَعْلِیْمِ الرَّجُلِ اَمَتَهٗ وَاَهْلَهٗ

۵۷۔ مرد کا اپنی باندی اور گھر والوں کو تعلیم دینا

(۸۲) عَنْ اَبِی مُوسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَّهُمْ اَجْرَانِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اٰمَنَ بِنَبِیِّهٖ وَاٰمَنَ بِمُحَمَّدٍ وَالْعَبْدُ الْمَمْلُوْكُ اِذَآ اَدّٰی حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِیْهِ وَرَجُلٌ کَانَتْ عِنْدَهٗ اَمَةٌ یَطَاُهَا فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَادِیْبَهَا وَعَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِیْمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَهٗ اَجْرَانِ۔

(۸۲) حضرت ابوموسیٰؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جن کے لئے دو اجر ہیں۔ ایک وہ جو اہل کتاب ہو اور اپنے نبی اور محمد ﷺ پر ایمان لائے اور (دوسرے) وہ مملوک غلام جو اپنے آقا اور اللہ (دونوں) کا حق ادا کرے اور (تیسرے وہ) آدمی جس کے پاس کوئی لونڈی ہو۔ جس سے شب باشی کرتا ہے اور اسے تربیت دے تو اچھی تربیت دے۔ تعلیم دے تو عمدہ تعلیم دے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو اس کے لئے دو اجر ہیں

باب۵۸. عِظَةِ الْاِمَامِ النِّسَآءَ وَتَعْلِیْمِهِنَّ.

باب۵۸۔ امام کا عورتوں کو نصیحت کرنا اور تعلیم دینا

(۸۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ اَشْهَدُ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْقَالَ (عَطَآء راوی) اَشْهَدُ عَلَی ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَظَنَّ اَنَّهٗ لَمْ یُسْمِعِ النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْاَةُ تُلْقِی الْقُرْطَ وَالْخَاتَمَ وَبِلَالٌ یَاخُذُ فِیْ طَرَفِ ثَوْبِهٖ۔

(۸۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں (یا راوی حدیث نے کہا کہ میں ابن عباسؓ کو گواہ بناتا ہوں کہ) نبی ﷺ (ایک مرتبہ عید کے موقع پر لوگوں کی صفوں میں) نکلے اور آپ کے ساتھ بلالؓ تھے۔ تو آپ کو خیال ہوا کہ عورتوں کو (خطبہ اچھی طرح) نہیں سنائی دیا تو آپ نے انہیں نصیحت فرمائی اور صدقے کا حکم دیا تو (یہ وعظ سن کر) کوئی عورت بالی (اور کوئی عورت) انگوٹھی ڈالنے لگی۔ اور بلالؓ اپنے کپڑے کے دامن میں (یہ چیزیں) لینے لگے۔

باب ۵۹. اَلْحِرْصِ عَلَى الْحَدِيْثِ

(۸۴) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّه' قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ ظَنَنْتُ يَااَبَاهُرَيْرَةَ اَنْ لَّايَسْاَلَنِيْ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَحَدٌ اَوَّلَ مِنْكَ لِمَا رَاَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ۔

باب ۵۹۔ حدیث کی رغبت کا بیان

(۸۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ کس کو حصہ ملے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ! مجھے خیال تھا کہ تم سے پہلے کوئی اس کے بارے میں مجھ سے دریافت نہیں کرے گا، کیونکہ میں نے حدیث کے متعلق تمہاری حرص دیکھ لی تھی۔ قیامت میں سب سے زیادہ فیضیاب میری شفاعت سے وہ شخص ہوگا جو سچے دل سے یا سچے جی سے "لا الٰہ الا اللہ" کہے گا۔

باب ۶۰. كَيْفَ يُقْبَضُ الْعِلْمُ.

(۸۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرِوبْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ لَايَقْبِضُ الْعِلْمَ اِنْتِزَاعًا يَّنْتَزِعُه' مِنَ الْعِبَادِ وَلٰكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَآءِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمٌ اِتَّخَذَالنَّاسُ رُءُوْسًا جُهَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا۔

باب ۶۰۔ علم کس طرح اٹھایا جائے گا

(۸۵) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ علم کو اس طرح نہیں اٹھائے گا کہ اس کو بندوں سے چھین لے، لیکن اللہ تعالیٰ علماء کو موت دے کر علم کو اٹھا لے گا۔ حتیٰ کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا، لوگ جاہلوں کو سردار بنالیں گے، ان سے سوالات کئے جائیں گے اور وہ علم کے بغیر جواب دیں گے تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

باب ۶۱. هَلْ يُجْعَلُ لِلنِّسَآءِ يَوْمٌ عَلٰى حِدَةٍ فِي الْعِلْمِ

(۸۶) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ قَالَ النِّسَآءُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَالُ فَاجْعَلْ لَّنَا يَوْمًا مِّنْ نَّفْسِكَ فَوَعَدَهُنَّ يَوْمًا لَقِيَهُنَّ فِيْهِ فَوَعَظَهُنَّ وَاَمَرَهُنَّ فَكَانَ فِيْمَا قَالَ لَهُنَّ مَامِنْكُنَّ امْرَاَةٌ تُقَدِّمُ ثَلٰثَةً مِّنْ وَّلَدِهَآ اِلَّا كَانَ لَهَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَاَةٌ وَّاثْنَيْنِ فَقَالَ وَاثْنَيْنِ۔

(وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ ثَلٰثَةً لَمْ يَبْلُغُوا الْحِنْثَ)

باب ۶۱۔ کیا عورتوں کی تعلیم کے لئے کوئی خاص دن مقرر کرنا (مناسب ہے؟)

(۸۶) حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ عورتوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا (کہ آپ سے مستفید ہونے میں) مرد ہم سے بڑھ گئے اس لئے آپ اپنی طرف سے ہمارے لئے (بھی) کوئی دن مقرر فرما دیں۔ تو آپ ﷺ نے ان سے ایک دن کا وعدہ کرلیا، اس دن عورتوں سے آپ ملے اور انہیں نصیحت فرمائی اور انہیں (مناسب) احکام دیئے جو کچھ آپ نے ان سے فرمایا تھا، ان میں یہ بھی تھا کہ جو کوئی عورت تم میں سے (اپنے) تین لڑکے آگے بھیج دے گی تو وہ اس کے لئے دوزخ کی آڑ بن جائیں گے۔ اس پر ایک عورت نے کہا کہ اگر دو (لڑکے بھیج دے) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اور دو (کا بھی یہ حکم ہے۔) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا، ایسے تین (لڑکے) جو ابھی بلوغ کو نہ پہنچے ہوں۔

فائدہ:۔ یعنی شیر خوار بچے کی موت ماں کے لئے بخشش کا ذریعہ ہوجائے گی۔ پہلی مرتبہ تین لڑکے فرمایا، پھر دو، اور ایک حدیث میں ایک بچے کے انتقال کا بھی یہی حکم آیا ہے۔ نیز یہ حدیث پہلی حدیث کی تائید کے لئے لائے ہیں۔ بالغ ہونے سے پہلے بچے کی موت کا کافی رنج ہوتا ہے۔ اس لئے معصوم بچے کی موت ماں کی بخشش کا ذریعہ قرار دی گئی۔

باب ۶۲ . مَنْ سَمِعَ شَيْئًا فَلَمْ يَفْهَمْهُ فَرَاجَعَه‘ حَتّٰى يَعْرِفَه‘

(۸۷) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حُوسِبَ عُذِّبَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ اَوَلَيْسَ يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيرًا قَالَتْ فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ الْعَرْضُ وَ لٰكِنْ مَّنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَهْلِكُ۔

باب ۶۲۔ ایک شخص کوئی بات سنے اور نہ سمجھے تو دوبارہ دریافت کرے تا کہ (اچھی طرح) سمجھ لے

(۸۷) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس سے حساب لیا گیا اسے عذاب دیا جائے گا۔ تو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (یہ سن کر) میں نے کہا کہ کیا اللہ نے نہیں فرمایا کہ عنقریب اس سے آسان حساب لیا جائے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ صرف (اللہ کے دربار میں) پیشی ہے۔ لیکن جس کے حساب میں یہ جانچ کی گئی (سمجھو) وہ ہلاک ہو گیا۔

فائدہ:۔ حضرت عائشہؓ کے شوق علم اور سمجھداری کی بات ہے کہ جس مسئلہ میں انہیں الجھن ہوئی اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بے تکلف دریافت کر لیا، اللہ کے یہاں پیشی تو سب کی ہوگی مگر حساب فہمی جس کی شروع ہوگئی وہ ضرور گرفت میں آ جائے گا۔

باب ۶۳ . لِيُبَلِّغِ الْعِلْمَ الشَّاهِدُ الْغَآئِبَ قَالَهُ بْنُ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۸۸) عَنْ اَبِیْ شُرَيْحٍ اَنَّه‘ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوْثَ اِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِیْ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَّوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِیْ وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنَایَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ حَمِدَاللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ فَلَا يَحِلُّ لِامْرِئٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَادَمًا وَّلَا يَعْضُدُبِهَا شَجَرَةً فَاِنْ اَحَدُ تَرَخَّصَ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ فِيْهَا فَقُوْلُوْا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَاْذَنْ لَّكُمْ وَاِنَّمَآ اَذِنَ لِیْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ثُمَّ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُالْغَآئِبَ ۔

باب ۶۳۔ جو لوگ موجود ہیں وہ غائب شخص کو علم پہنچائیں یہ حضرت ابن عباسؓ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے

(۸۸) حضرت ابوشریحؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے عمرو بن سعید (والی مدینہ) سے جب وہ مکہ (ابن زبیرؓ سے لڑنے کے لئے) لشکر بھیج رہے تھے، کہا کہ اے امیر! مجھے اجازت ہو تو میں وہ بات آپ سے بیان کروں جو رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے روز ارشاد فرمائی تھی۔ اس (حدیث) کو میرے دونوں کانوں نے سنا ہے اور میرے دل نے اسے یاد رکھا ہے اور جب رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے تو میری آنکھیں آپ ﷺ کو دیکھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے (اول) اللہ کی حمد و ثناء بیان کی، پھر فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے حرام کیا ہے، آدمیوں نے حرام نہیں کیا تو (سن لو) کہ کسی شخص کے لئے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو، یہ جائز نہیں کہ مکہ میں خونریزی کرے یا اس کا کوئی پیڑ کاٹے، پھر اگر کوئی اللہ کے رسول (کے لڑنے) کی وجہ سے اس کا جواز چاہے تو اس سے کہہ دو کہ اللہ نے اپنے رسول کے لئے اجازت دی تھی، تمہارے لئے نہیں دی۔ اور مجھے بھی دن کے کچھ لمحوں کے لئے اجازت ملی۔ آج اس کی حرمت لوٹ آئی جیسی کل تھی اور حاضر غائب کو یہ پہنچا دے۔

باب ۶۴ . اِثْمُ مَنْ كَذَبَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ

(۸۹) عَنْ عَلِيٍّ (رَضِیَ اللّٰه تَعَالٰى عَنْه) يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَكْذِبُوْا عَلَیَّ فَاِنَّه‘ مَنْ كَذَبَ عَلَیَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ۔

باب ۶۴۔ رسول اللہ ﷺ پر جھوٹ باندھنے والے کا گناہ

(۸۹) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر جھوٹ مت بولو، کیونکہ جو مجھ پر جھوٹ باندھے وہ دوزخ میں داخل ہو۔

(۹۰) عَنْ سَلَمَةَ هُوَ ابْنُ الْاَكْوَعِؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ يَّقُلْ عَلَيَّ مَالَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

(۹۰) حضرت سلمہ بن الاکوعؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جوشخص میری نسبت وہ بات کرے جو میں نے نہیں کہی، تو وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

(۹۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِيْ وَلَاتَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ وَمَنْ رَّاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِيْ فَاِنَّ الشَّيْطٰنَ لَايَتَمَثَّلُ فِيْ صُوْرَتِيْ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

(۹۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا (اپنی اولاد کا) میرے نام کے اوپر نام رکھو، مگر میری کنیت اختیار نہ کرو، اور جس شخص نے مجھے خواب میں دیکھا تو بلاشبہ اس نے مجھے ہی خواب میں دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آ سکتا اور جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولے، وہ دوزخ میں اپنا ٹھکانا تلاش کرے۔

فائدہ:۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف لوگ غلط بات منسوب کر کے دنیا میں خلق کو گمراہ اور آخرت میں دوزخ کو آباد نہ کریں۔ یہ حدیثیں بجائے خود اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ عام طور پر احادیث کا ذخیرہ مفسد لوگوں کی دست برد سے محفوظ رہا اور جتنی احادیث لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑلیں ان کو علماء نے صحیح احادیث سے الگ چھانٹ دیا۔ اسی طرح آپ نے یہ بھی واضح فرمادیا کہ خواب میں بھی اگر کوئی بات میری طرف منسوب کی جائے تو وہ بھی صحیح ہونی چاہئے کیونکہ خواب میں شیطان رسول اللہ ﷺ کی صورت میں نہیں آ سکتا۔

باب ۶۵. كِتَابَةِ الْعِلْمِ

باب ۶۵۔ علم کا قلمبند کرنا

(۹۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَّكَّةَ الْقَتْلَ اَوِالْفِيْلَ (وَاجْعَلُوْهُ عَلَى الشَّكِّ الْقَتْلَ اَوِالْفِيْلَ) وَسُلِّطَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اَلَا وَاِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَاتَحِلُّ لِاَحَدٍ بَعْدِيْ اَلَا وَاِنَّهَا حَلَّتْ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ اَلَا وَاِنَّهَا سَاعَتِيْ هٰذِهٖ حَرَامٌ لَّايُخْتَلٰى شَوْكُهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَآ اِلَّا لِمُنْشِدٍ فَمَنْ قُتِلَ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ اِمَّآ اَنْ يُّعْقَلَ وَاِمَّآ اَنْ يُّقَادَ اَهْلُ الْقَتِيْلِ فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اكْتُبْ لِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اكْتُبُوْا لِاَبِيْ فُلَانٍ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِلَّا الْاِذْخِرَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاِنَّا نَجْعَلُهٗ فِيْ بُيُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا الْاِذْخِرَ اِلَّا الْاِذْخِرَ۔

(۹۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مکہ سے قتل یا فیل کو روک لیا (اس لفظ کو شک کے ساتھ سمجھو القتل الفیل) (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا) کہ ان پر اپنے رسول اور مسلمانوں کو غالب کردیا اور سمجھ لو کہ وہ (مکہ) کسی کے لئے حلال نہیں ہوا، مجھ سے پہلے اور نہ (آئندہ) کبھی ہوگا۔ اور میرے لئے بھی صرف دن کے تھوڑے سے حصہ کے لئے حلال کردیا گیا تھا۔ سن لو کہ وہ اس وقت حرام ہے، نہ اس کا کوئی کانٹا توڑا جائے، نہ اس کے درخت کاٹے جائیں اور اس کی گری پڑی چیز بھی وہی اٹھائے جس کا منشا یہ ہو کہ وہ اس شے کا تعارف کرادے گا، تو اگر کوئی شخص مارا جائے تو (اس کے عزیزوں کو) اس کو اختیار ہے دو باتوں کا، یا دیت لے یا قصاص۔ اتنے میں ایک یمنی آدمی آیا اور کہنے لگا کہ یارسول اللہ! (یہ مسائل) میرے لئے لکھوادیجئے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوفلاں کے لئے (یہ مسائل) لکھ دو، تو ایک قریشی شخص نے کہا کہ یارسول اللہ! اذخر کے سوا، کیونکہ اسے ہم گھروں میں بوتے ہیں اور اپنی قبروں میں ڈالتے ہیں۔ (یہ سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (ہاں) مگر اذخر مگر اذخر۔

(۹۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ لَمَّا اشْتَدَّ بِالنَّبِيِّ صَلَّى

(۹۳) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے مرض میں شدت

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُه، قَالَ ائْتُوْنِي بِكِتَابٍ اَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَاتَضِلُّوْا بَعْدَه، قَالَ عُمَرُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجْعُ وَعِنْدَنَا كِتَابُ اللّٰهِ حَسْبُنَا فَاخْتَلَفُوْا وَكَثُرَ اللَّغَطُ قَالَ قُوْمُوْا عَنِّيْ وَلَايَنْبَغِيْ عِنْدِي التَّنَازُعُ۔

ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس سامان کتابت لاؤ تاکہ تمہارے لئے ایک نوشتہ لکھ دوں، جس کے بعد تم گمراہ نہ ہوسکو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے (لوگوں سے) کہا کہ اس وقت رسول اللہ ﷺ پر تکلیف کا غلبہ ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے جو ہمیں (ہدایت کے لئے) کافی ہے۔ اس پر لوگوں کی رائے مختلف ہوگئی اور بول چال زیادہ ہونے لگی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس سے اٹھ کھڑے ہو (اس وقت) میرے پاس جھگڑنا ٹھیک نہیں۔

باب ٦٦. اَلْعِلْمِ وَالْعِظَةِ بِاللَّيْلِ

باب ٦٦۔ رات کو تعلیم دینا اور وعظ کرنا

(٩٤) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَاذَا اُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتَنِ وَمَاذَا فُتِحَ مِنَ الْخَزَائِنِ اَيْقِظُوْا صَوَاحِبَ الْحُجَرِ فَرُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الْاٰخِرَةِ

(۹۴) حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک رات نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے اور فرمایا کہ سبحان اللہ! آج کی رات کس قدر فتنے نازل کئے گئے اور کتنے خزانے کھولے گئے۔ ان حجرہ والیوں کو جگاؤ، کیونکہ بہت سی عورتیں (جو) دنیا میں (باریک) کپڑا اوڑھنے والی ہیں وہ آخرت میں برہنہ ہوں گی۔

فائدہ:۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی رحمت کے خزانے نازل ہوئے اور اس کا عذاب بھی اترا۔ دوسرے یہ کہ بہت سی عورتیں جو ایسے باریک کپڑے استعمال کریں گی جس سے بدن نظر آئے، آخرت میں انہیں رسوا کیا جائے گا۔

باب ٦٧. السَّمَرِ بِالْعِلْمِ

باب ٦٧۔ رات کے وقت علمی مذاکرہ۔

(٩٥) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّى لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ فِيْ اٰخِرِ حَيَاتِهٖ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ قَالَ اَرَءَ يْتَكُمْ لَيْلَتَكُمْ هٰذِهٖ فَاِنَّ رَاْسَ مِائَةِ سَنَةٍ مِّنْهَا لَايَبْقٰى مِمَّنْ هُوَ عَلٰى ظَهْرِ الْاَرْضِ اَحَدٌ۔

(۹۵) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ آخر عمر میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی۔ جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو کھڑے ہوگئے۔ فرمایا کہ تمہاری آج کی رات وہ ہے کہ اس رات سے سو برس کے آخر تک کوئی شخص جو زمین پر ہے وہ نہیں رہے گا۔

فائدہ:۔ یا تو یہ مطلب ہے کہ عام طور پر اس امت کی عمریں سو برس سے زیادہ نہیں ہوں گی، لیکن محققین کے نزدیک اس کا مطلب وہی ہے جو ظاہری لفظوں سے سمجھ میں آتا ہے۔ چنانچہ سب سے آخری صحابی عامر بن واثلہ کا ٹھیک سو برس بعد انتقال ہوا۔ احد کی لڑائی میں ان کی پیدائش ہوئی اور ایک سو دو برس کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

(٩٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ بِتُّ فِيْ بَيْتِ خَالَتِيْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِيْ لَيْلَتِهَا فَصَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ ثُمَّ جَآءَ اِلٰى مَنْزِلِهٖ فَصَلّٰى اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ نَامَ ثُمَّ قَامَ ثُمَّ قَالَ نَامَ الْغُلَيِّمُ اَوْ كَلِمَةً تُشْبِهُهَا ثُمَّ قَامَ فَقُمْتُ عَنْ يَّسَارِهٖ يَجْعَلَنِيْ عَنْ يَّمِيْنِهٖ فَصَلّٰى خَمْسَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ

(۹۶) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک رات میں نے اپنی خالہ میمونہ بنت الحارث زوجہ نبی کریم ﷺ کے پاس گزاری اور نبی کریم ﷺ (اس دن) ان کی رات میں ان ہی کے پاس تھے۔ آپ نے عشاء کی نماز مسجد میں پڑھی، پھر گھر میں تشریف لائے اور چار رکعت پڑھ کر سو گئے، پھر اٹھے اور فرمایا کہ چھوکرا سو رہا ہے یا اسی جیسا لفظ فرمایا، پھر آپ (نماز پڑھنے) کھڑے ہوگئے اور میں آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوگیا تو آپ نے مجھے دائیں جانب (کھڑا) کرلیا۔ تب آپ نے پانچ رکعت پڑھیں،

صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ نَامَ حَتّٰی سَمِعْتُ غَطِیْطَه ثُمَّ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوةِ

پھر دو پڑھیں، پھر سوگئے، حتیٰ کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹے کی آواز سنی۔ پھر نماز کے لئے (باہر) تشریف لے آئے۔

فائدہ:۔ بخاری شریف کتاب التفسیر میں بھی امام بخاریؒ نے یہ حدیث ایک دوسرے واسطے سے نقل کی ہے۔ وہاں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ دیر حضرت میمونہؓ سے باتیں کیں پھر سوگئے۔ اس جملے سے اس حدیث کا عنوان صحیح ہو جاتا ہے۔ یعنی رات کو علمی گفتگو کرنا۔

باب ٦٨. حِفْظِ الْعِلْمِ

باب ۶۸۔ علم کو محفوظ رکھنا

(٩٧) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ اِنَّ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ اَکْثَرَ اَبُوْهُرَیْرَةَ وَلَوْ لَآ اٰیَتَانِ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ مَاحَدَّثْتُ حَدِیْثًا ثُمَّ یَتْلُوْا اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآاَنْزَلْنَا مِنَ الْبَیِّنٰتِ وَالْهُدٰی اِلٰی قَوْلِهِ الرَّحِیْمُ اِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ کَانَ یَشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ وَاِنَّ اِخْوَانَنَا مِنَ الْاَنْصَارِ کَانَ یَشْغَلُهُمُ الْعَمَلُ فِیْ اَمْوَالِهِمْ وَاِنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ کَانَ یَلْزَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشَبْعِ بَطْنِهٖ وَیَحْضُرُ مَالَا یَحْضُرُوْنَ وَیَحْفَظُ مَالَا یَحْفَظُوْنَ۔

(۹۷) ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ بہت حدیثیں بیان کرتے ہیں اور (میں کہتا ہوں کہ) اگر قرآن میں دو آیتیں نہ ہوتیں، میں کوئی حدیث نہ بیان کرتا۔ پھر یہ آیت پڑھی (جس کا مطلب یہ ہے) کہ جو لوگ اللہ کی نازل کردہ دلیلوں اور ہدایتوں کو چھپاتے ہیں (آخر آیت) رحیم تک (حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ) ہمارے مہاجر بھائی تو بازار کی خرید و فروخت میں لگے رہتے اور انصار بھائی اپنی جائیدادوں میں مشغول رہتے اور ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جی بھر کر رہتا اور (ان مجلسوں) میں حاضر رہتا جن (مجلسوں) میں دوسرے حاضر نہ ہوتے اور وہ (باتیں) محفوظ رکھتا جو دوسرے محفوظ نہیں رکھ سکتے تھے۔

(٩٨) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَسْمَعُ مِنْكَ حَدِیْثًا کَثِیْرًا اَنْسَاهُ قَالَ اُبْسُطْ رِدَآءَكَ فَبَسَطْتُه فَغَرَفَ بِیَدَیْهِ ثُمَّ قَالَ ضُمَّ فَضَمَمْتُه فَمَا نَسِیْتُ شَیْئًا بَعْدَه۔

(۹۸) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ سے بہت باتیں سنتا ہوں، مگر بھول جاتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی چادر پھیلا۔ میں نے اپنی چادر پھیلائی۔ آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھوں کی چلو بنائی اور (میری چادر میں ڈال دی) فرمایا کہ چادر کو لپیٹ لے۔ میں نے چادر کو (اپنے بدن پر) لپیٹ لیا (اس کے بعد) میں کوئی چیز نہیں بھولا۔

فائدہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کے حق میں یہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کا اثر تھا کہ انہیں ہر چیز یاد رہ جاتی۔

(٩٩) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وِعَآئَیْنِ فَاَمَّآ اَحَدُهُمَا فَبَسَطْتُه وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَسَطْتُه قُطِعَ هٰذَا الْبُلْعُوْمُ۔

(۹۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے (علم کے) دو ظرف یاد کر لئے ہیں۔ ایک کو میں نے پھیلا دیا ہے اور دوسرا برتن اگر میں پھیلاؤں تو میرا یہ نرخرہ کاٹ دیا جائے۔

فائدہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کے اس ارشاد کا مطلب بعض علماء نے تو یہ بیان کیا ہے کہ علم ظاہر سے متعلق حدیثیں تو حضرت ابوہریرہؓ نے دوسروں تک پہنچا دیں اور جن حدیثوں کا تعلق علم باطن سے ہے وہ چونکہ عوام کے لئے مفید نہیں، ان کی اشاعت سے فتنہ پھیلنے کا خطرہ ہے اس لئے انہوں نے یہ بات کہی کہ دوسری قسم کی حدیثیں بیان کرنے سے جان کا خطرہ ہے اور محققین علماء کی رائے یہ ہے کہ دوسری حدیثوں سے مراد ایسی حدیثیں ہیں جن میں ظالم اور جابر حکام کے حق میں وعیدیں آئی ہیں اور فتنوں کی خبریں ہیں۔

یہ حدیث حضرت ابوہریرہؓ نے جس زمانہ میں بیان کی وہ زمانہ تھا جب فتنوں کا آغاز ہوگیا تھا اور مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پیدا ہو چلا تھا۔ اسی لئے یہ کہا کہ ان حدیثوں کے بیان کرنے سے جان کا خطرہ ہے۔ مصلحتاً خاموشی اختیار کرلی ہے۔ اس علم باطن سے اگر تصوف مراد لیا جائے تو وہ بھی وہی تصوف ہوگا جس کا قرآن اور حدیث میں ذکر ہے۔ قرآن وسنت سے باہر کوئی چیز ایسی نہیں جو ایک مسلمان کے لئے واجب التسلیم ہو۔ جو چیز قرآن اور حدیث کے مطابق ہوگی تو وہ قابل اتباع ہے ورنہ نہیں۔

باب ۶۹ . اَلْاِنْصَاتِ لِلْعُلَمَآءِ

باب ۶۹۔ عالموں کی بات خاموشی سے سننا۔

(۱۰۰) عَنْ جَرِيْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَه، فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اسْتَنْصِتِ النَّاسَ فَقَالَ لَاتَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ

(۱۰۰) حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان سے حجۃ الوداع میں فرمایا کہ لوگوں کو خاموشی کے ساتھ بات سنواؤ، پھر فرمایا، لوگو! میرے بعد پھر کافر مت بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔

فائدہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے نصیحتیں فرمانے کے لئے حضرت جریرؓ کو حکم دیا کہ لوگوں کو توجہ سے بات سننے کے لئے آمادہ کریں۔

باب ۷۰. مَايُسْتَحَبُّ لِلْعَالِمِ اِذَا سُئِلَ اَیُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَيَكِلُ الْعِلْمَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

۷۰۔ جب کسی عالم سے یہ پوچھا جائے کہ لوگوں میں کون سب سے زیادہ علم رکھتا ہے تو مستحب یہ ہے کہ اللہ کے حوالے کردے یعنی یہ کہہ دے کہ اللہ سب سے زیادہ علم رکھتا ہے

(۱۰۱) عَنْ اُبَیِّ بْنِ كَعْب (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَامَ مُوْسَى النَّبِيُّ خَطِيْبًا فِيْ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ فَسُئِلَ اَيُّ النَّاسِ اَعْلَمُ فَقَالَ اَنَا اَعْلَمُ فَعَتَبَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلَيْهِ اِذْلَمْ يَرُدَّالْعِلْمَ اِلَيْهِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنَّ عَبْدًا مِّنْ عِبَادِيْ بِمَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ هُوَ اَعْلَمُ مِنْكَ قَالَ يَارَبِّ وَكَيْفَ بِهٖ فَقِيْلَ لَه، احْمِلْ حُوْتًا فِيْ مِكْتَلٍ فَاِذَا فَقَدْتَّه، فَهُوَ ثَمَّ فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقَ مَعَه، بِفَتَاهُ يُوْشَعَ بْنِ نُوْنٍ وَحَمَلَا حُوْتًا فِيْ مِكْتَلٍ حَتّٰى كَانَا عِنْدَ الصَّخْرَةِ وَضَعَا رُءُوْسَهُمَا فَنَامَا فَانْسَلَّ الْحُوْتُ مِنَ الْمِكْتَلِ فَاتَّخَذَ سَبِيْلَه، فِي الْبَحْرِ سَرَبًا وَّكَانَ لِمُوْسٰى وَفَتَاهُ عَجَبًا فَانْطَلَقَا بِقِيَّةَ لَيْلَتِهِمَا وَيَوْمِهِمَا فَلَمَّآ اَصْبَحَ قَالَ مُوْسٰى لِفَتَاهُ اٰتِنَا غَدَآءَ نَا لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا وَلَمْ يَجِدْ مُوْسٰى مَسًّا مِنَ النَّصَبِ حَتّٰى جَاوَزَالْمَكَانَ الَّذِیْ اُمِرَ بِهٖ فَقَالَ فَتَاهُ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّیْ نَسِيْتُ الْحُوْتَ قَالَ مُوْسٰى ذٰلِكَ مَاكُنَّا نَبْغِ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا فَلَمَّا انْتَهَيَا اِلَى الصَّخْرَةِ اِذَا رَجُلٌ مُّسَجًّى

(۱۰۱) حضرت اُبی بن کعبؓ نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے کہ (ایک روز) موسیٰ علیہ السلام نے کھڑے ہوکر بنی اسرائیل میں خطبہ دیا تو آپ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سب سے زیادہ صاحب علم کون ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں ہوں۔ اس وجہ سے اللہ کا عتاب ان پر ہوا کہ انہوں نے علم کو خدا کے حوالے کیوں نہ کردیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ میرے بندوں میں ایک بندہ دریاؤں کے سنگم پر ہے۔ وہ تجھ سے زیادہ عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے پروردگار! میری ان سے کیسے ملاقات ہو؟ حکم ہوا کہ ایک مچھلی توشے میں رکھ لو، پھر جب تم اس مچھلی کو گم کردو تو وہ بندہ تمہیں (وہیں) ملے گا۔ تب موسیٰ علیہ السلام چلے اور ساتھ میں اپنے خادم یوشع بن نون کو لے لیا اور انہوں نے توشے میں مچھلی رکھ لی، جب (ایک) پتھر کے پاس پہنچے تو دونوں اپنے سر اس پر رکھ کر سوگئے اور مچھلی توشہ دان سے نکل کر دریا میں اپنی راہ جا لگی۔ اور یہ بات موسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی کے لئے تعجب انگیز تھی۔ پھر دونوں بقیہ رات اور دن میں چلتے رہے۔ جب صبح ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام نے خادم سے کہا ہمارا ناشتہ لاؤ۔ اس سفر میں ہم نے (کافی) تکلیف اٹھائی اور موسیٰ علیہ السلام بالکل نہیں تھکے تھے مگر جب اس جگہ سے آگے نکل گئے جہاں تک انہیں جانے کا حکم ملا تھا، تب ان کے خادم نے کہا کہ آپ نے دیکھا تھا کہ جب ہم صخرہ کے پاس ٹھہرے تھے تو میں مچھلی کو (کہنا) بھول گیا۔ (یہ سن کر) موسیٰ علیہ السلام بولے کہ یہی وہ

بِثَوْبٍ اَوْقَالَ تَسَجّٰى بِثَوْبِهٖ فَسَلَّمَ مُوْسٰى فَقَالَ الْخَضِرُ وَاَنّٰى بِاَرْضِكَ السَّلَامُ فَقَالَ اَنَا مُوْسٰى فَقَالَ مُوْسٰى بَنِىْ اِسْرَآئِيْلَ قَالَ نَعَمْ قَالَ هَلْ اَتَّبِعُكَ عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِىْ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا يَامُوْسٰى اِنِّىْ عَلٰى عِلْمٍ مِّنْ عِلْمِ اللّٰهِ عَلَّمَنِيْهِ لَا تَعْلَمُهٗ اَنْتَ وَاَنْتَ عَلٰى عِلْمٍ عَلَّمَكَهُ اللّٰهُ لَآ اَعْلَمُهٗ قَالَ سَتَجِدُنِىْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا وَّلَآ اَعْصِىْ لَكَ اَمْرًا فَانْطَلَقَا يَمْشِيَانِ عَلٰى سَاحِلِ الْبَحْرِ لَيْسَ لَهُمَا سَفِيْنَةٌ فَمَرَّتْ بِهِمَا سَفِيْنَةٌ فَكَلَّمُوْهُمْ اَنْ يَّحْمِلُوْهُمَا فَعُرِفَ الْخَضِرُ فَحَمَلُوْهُمَا بِغَيْرِ نَوْلٍ فَجَآءَ عُصْفُوْرٌ فَوَقَعَ عَلٰى حَرْفِ السَّفِيْنَةِ فَنَقَرَ نَقْرَةً اَوْ نَقْرَتَيْنِ فِى الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ يَامُوْسٰى مَانَقَصَ عِلْمِىْ وَعِلْمُكَ مِنْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰىٓ اِلَّا كَنَقْرَةِ هٰذِهِ الْعُصْفُوْرِ فِى الْبَحْرِ فَعَمِدَ الْخَضِرُ اِلٰى لَوْحٍ مِّنَ السَّفِيْنَةِ فَنَزَعَهٗ فَقَالَ مُوْسٰى قَوْمٌ حَمَلُوْنَا بِغَيْرِ نَوْلٍ عَمَدْتَّ اِلٰى سَفِيْنَتِهِمْ فَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا قَالَ اَلَمْ اَقُلْ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا قَالَ لَاتُؤَاخِذْنِىْ بِمَا نَسِيْتُ وَلَا تُرْهِقْنِىْ مِنْ اَمْرِىْ عُسْرًا قَالَ فَكَانَتِ الْاُوْلٰى مِنْ مُّوْسٰى نِسْيَانًا فَانْطَلَقَا فَاِذَا غُلَامٌ يَّلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فَاَخَذَ الْخَضِرُ بِرَاْسِهٖ مِنْ اَعْلَاهُ فَاقْتَلَعَ رَاْسَهٗ بِيَدِهٖ فَقَالَ مُوْسٰى اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِىَ صَبْرًا قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَهٰذَا اَوْكَدُ فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَآ اَتَيَآ اَهْلَ قَرْيَةِ ، اسْتَطْعَمَآ اَهْلَهَا فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمَا فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا يُّرِيْدُ اَنْ يَّنْقَضَّ قَالَ الْخَضِرُ بِيَدِهٖ فَاَقَامَهٗ فَقَالَ لَهٗ مُوْسٰى لَوْشِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا قَالَ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِىْ وَبَيْنِكَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى لَوَدِدْنَا لَوْصَبَرَ حَتّٰى يَقُصَّ عَلَيْنَا مِنْ اَمْرِهِمَا ۔

جگہ ہے جس کی ہمیں تلاش تھی، تو پچھلے پاؤں لوٹ گئے۔ جب پتھر تک پہنچے تو دیکھا کہ ایک شخص کپڑا اوڑھے ہوئے (موجود) ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سلام کیا۔ خضر علیہ السلام نے کہا کہ تمہاری سرزمین میں سلام کہاں؟ پھر موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میں موسیٰ ہوں۔ خضر علیہ السلام بولے کہ بنی اسرائیل کے موسیٰ؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں۔ پھر کہا کہ کیا میں تمہارے ساتھ چل سکتا ہوں تاکہ تم مجھے ہدایت کی وہ باتیں بتلاؤ جو خدا نے تمہیں سکھائی ہیں۔ خضر علیہ السلام بولے کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کرسکو گے اے موسیٰ! مجھے اللہ نے ایسا علم دیا ہے جسے تم نہیں جانتے اور تم کو جو علم دیا ہے اسے میں نہیں جانتا۔ (اس پر) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ خدا نے چاہا تو مجھے صابر پاؤ گے اور میں کسی بات میں تمہاری خلاف ورزی نہیں کروں گا۔ پھر دونوں دریا کے کنارے کنارے پیدل چلے، ان کے پاس کوئی کشتی نہ تھی کہ ایک کشتی ان کے سامنے سے گزری تو کشتی والوں سے انہوں نے کہا کہ ہمیں بٹھالو، خضر علیہ السلام کو انہوں نے پہچان لیا اور بے کرایہ سوار کرلیا۔ اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی۔ پھر سمندر میں اس نے ایک دو چونچیں ماریں (اسے دیکھ کر خضر علیہ السلام بولے کہ اے موسیٰ! میرے اور تمہارے علم نے اللہ کے علم میں سے اتنا ہی کم کیا ہوگا جتنا اس چڑیا نے سمندر (کے پانی) سے، پھر خضر علیہ السلام نے کشتی کے تختوں میں سے ایک تختہ نکال ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ ان لوگوں نے تو ہمیں بلا کرایہ کے سوار کیا اور تم نے ان کی کشتی (کی لکڑی) اکھاڑ ڈالی تاکہ یہ ڈوب جائیں۔ خضر علیہ السلام بولے کہ کیا میں نے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کرسکو گے۔ (اس پر) موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ بھول پر میری گرفت نہ کرو۔ موسیٰ علیہ السلام نے بھول کر یہ پہلا اعتراض کیا تھا، پھر دونوں چلے (کشتی سے اتر کر) ایک لڑکا بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ خضر علیہ السلام نے اوپر سے اس کا سر پکڑ کر ہاتھ سے اسے الگ کردیا۔ موسیٰ علیہ السلام بول پڑے کہ تم نے ایک بے گناہ کو بغیر کسی جانی حق کے مار ڈالا۔ خضر علیہ السلام بولے کہ میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کرسکو گے۔ ابن عیینہ کہتے ہیں کہ اس کلام میں زیادہ تاکید ہے پہلے سے۔ پھر دونوں چلتے رہے۔ حتیٰ کہ ایک گاؤں والوں کے پاس آئے، ان سے کھانا لینا چاہا۔ انہوں نے کھانا دینے سے انکار کردیا۔ انہوں نے وہیں دیکھا کہ ایک دیوار اسی گاؤں میں گرنے کے قریب تھی۔

خضر علیہ السلام نے اپنے ہاتھ کے اشارے سے اسے سیدھا کر دیا۔ موسیٰ علیہ السلام بول اٹھے کہ اگر تم چاہتے تو (گاؤں والوں) سے اس کی مزدوری لے سکتے تھے۔ خضر علیہ السلام نے کہا (بس اب) ہم تم میں جدائی کا وقت آ گیا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے۔ ہماری تمنا تھی کہ موسیٰ علیہ السلام کچھ دیر اور صبر کرتے، تو مزید واقعات ان دونوں کے بیان کئے جاتے۔

باب ۷۱. مَنْ سَاَلَ وَهُوَ قَآئِمٌ عَالِمًا جَالِسًا

(۱۰۲) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاالْقِتَالُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاِنَّ اَحَدَنَا یُقَاتِلُ غَضَبًا وَّیُقَاتِلُ حَمِیَّةً فَرَفَعَ اِلَیْهِ رَاْسَهٗ قَالَ وَمَا رَفَعَ اِلَیْهِ رَاْسَهٗ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ قَآئِمًا فَقَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا فَهُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ۔

باب ۷۱۔ کھڑے ہو کر کسی عالم سے سوال کرنا، جو بیٹھا ہوا ہو

(۱۰۲) حضرت ابوموسیٰؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ کی خاطر لڑائی کی کیا صورت ہے؟ کیونکہ ہم میں سے کوئی غصہ کی وجہ سے اور کوئی غیرت کی وجہ سے جنگ کرتا ہے تو آپ ﷺ نے اس کی طرف سر اٹھایا اور سر اسی لئے اٹھایا کہ پوچھنے والا کھڑا تھا، تو آپ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کے کلمے کو سربلند کرنے کے لئے لڑے وہ اللہ ہی کی راہ میں (لڑتا) ہے۔

فائدہ:۔ یعنی جب اللہ کے دشمنوں سے لڑنے کے لئے آدمی میدان جنگ میں پہنچتا ہے اور غصہ کے ساتھ یا غیرت کے ساتھ جوش میں آ کر لڑتا ہے تو یہ سب اللہ ہی کی خاطر سمجھا جائے گا۔ اس کو ذاتی یا نفسانی جنگ نہیں کہا جائے گا۔

باب ۷۲. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلاً

(۱۰۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (بن مسعود رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ بَیْنَآ اَنَا اَمْشِیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ خَرِبِ الْمَدِیْنَةِ وَهُوَ یَتَوَكَّأُ عَلٰی عَسِیْبٍ مَّعَهٗ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِّنَ الْیَهُوْدِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوْهُ عَنِ الرُّوْحِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَاتَسْئَلُوْهُ لَایَجِیْءُ فِیْهِ بِشَیْءٍ تَكْرَهُوْنَهٗ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْئَلَنَّهٗ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ رَجُلٌ یَآ اَبَا الْقَاسِمِ مَاالرُّوْحُ فَسَكَتَ فَقُلْتُ اِنَّهٗ یُوْحٰی اِلَیْهِ فَقُمْتُ فَلَمَّا انْجَلٰی عَنْهُ فَقَالَ وَیَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔

باب ۷۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ تمہیں تھوڑا علم دیا گیا ہے۔

(۱۰۳) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نبی کریم ﷺ کے ہمراہ مدینہ کے کھنڈرات میں چل رہا تھا اور آپ کھجور کی چھڑی پر سہارا دے کر چل رہے تھے تو کچھ یہودیوں کا (ادھر سے) گزر ہوا، ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے روح کے بارے میں کچھ پوچھو، ان میں سے کسی نے کہا، مت پوچھو، ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی ایسی بات کہہ دیں جو تمہیں ناگوار ہو (مگر) ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم ضرور پوچھیں گے۔ پھر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے ابوالقاسم! روح کیا چیز ہے؟ آپ نے خاموشی اختیار کی۔ میں نے (دل میں) کہا کہ آپ پر وحی آ رہی ہے۔ اس لئے کھڑا ہو گیا۔ جب آپ سے (وہ کیفیت) دور ہو گئی تو آپ ﷺ نے (قرآن کا یہ ٹکڑا جو اس وقت نازل ہوا تھا) ارشاد فرمایا ''(اے نبی) تم سے یہ لوگ روح کے بارے میں پوچھ رہے ہیں، کہہ دو کہ روح میرے رب کے حکم سے پیدا ہوئی ہے اور تمہیں علم کی بہت تھوڑی مقدار دی گئی ہے۔'' (اس لئے تم روح کی حقیقت نہیں سمجھ سکتے)

فائدہ:۔ روح کی حقیقت کے بارے میں یہودیوں نے جو سوال کیا تھا، اس کا منشاء بھی یہ ہی تھا کہ چونکہ توریت میں بھی روح کے متعلق یہ ہی بیان کیا گیا ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ایک چیز ہے۔ اس لئے وہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ ان کی تعلیم بھی توریت کے مطابق ہے یا نہیں۔ یا یہ بھی فلسفیوں کی طرح روح کے سلسلہ میں ادھرادھر کی باتیں کہتے ہیں۔ روح چونکہ خالص ایک لطیف شے ہے اس لئے ہم اپنی موجودہ زندگی میں جو کثافت سے بھرپور ہے کسی طرح روح کی حقیقت سے واقف نہیں ہو سکتے۔

باب ۷۳. مَنْ خَصَّ بِالْعِلْمِ قَوْمًا دُوْنَ قَوْمٍ كَرَاهِيَةَ اَنْ لَّا يَفْهَمُوْا

(۱۰۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذٌ رَّدِيْفُه' عَلَى الرَّحْلِ قَالَ يَامُعَاذُ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ يَامُعَاذُ قَالَ لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثَلٰثًا قَالَ مَامِنْ اَحَدٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صِدْقًا مِّنْ قَلْبِهٖ اِلَّا حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَآ اُخْبِرُ بِهِ النَّاسَ فَيَسْتَبْشِرُوْنَ قَالَ اِذًا يَّتَّكِلُوْا وَاَخْبَرَ بِهَا مُعَاذٌ عِنْدَ مَوْتِهٖ تَاَثُّمًا۔

باب ۷۳۔ علم کی باتیں کچھ لوگوں کو بتانا اور کچھ لوگوں کو نہ بتانا اس خیال سے کہ ان کی سمجھ میں نہ آئیں گی۔

(۱۰۴) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) حضرت معاذ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر سوار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے معاذ! انہوں نے عرض کیا، حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے (دوبارہ) فرمایا اے معاذ! انہوں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپؐ نے (سہ بار) فرمایا اے معاذ! انہوں نے عرض کیا حاضر ہوں یا رسول اللہ! تین بار ایسا ہوا (اس کے بعد) آپؐ نے فرمایا کہ جو شخص سچے دل سے اس بات کا اقرار کرے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود (برحق نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اللہ تعالیٰ اس پر (دوزخ کی) آگ حرام کر دیتا ہے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا اس بات سے لوگوں کو باخبر نہ کر دوں تا کہ وہ خوش ہوں؟ آپؐ نے فرمایا (جب تم یہ خبر (سناؤ گے) اس وقت لوگ اس پر بھروسہ کر بیٹھیں گے (اور عمل چھوڑ دیں گے) حضرت معاذؓ نے انتقال کے وقت یہ حدیث اس خیال سے بیان فرمادی کہ کہیں حدیث رسول ﷺ چھپانے کا ان سے آخرت میں مؤاخذہ نہ ہو

فائدہ:۔ منشاء یہ ہے کہ ہر شخص سے اس کی عقل کے مطابق بات کرنی چاہئے۔ اگر لوگوں سے ایسی بات کی جائے جو ان کی عقل سے باہر ہو تو وہ ظاہر ہے کہ وہ اس کو تسلیم نہیں کریں گے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ کی وہ حدیثیں بیان کرو جو ان کی سمجھ کے مطابق ہوں۔ ورنہ وہ کہیں ناقابل فہم باتیں سن کر ایسی حدیثوں کو جھٹلانے نہ لگیں، حالانکہ وہ حدیثیں اپنی جگہ بالکل صحیح ہوں گی۔

باب ۷۴. اَلْحَيَآءِ فِي الْعِلْمِ

(۱۰۵) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ (رضی اللّٰہ تعالی عنہا) قَالَتْ جَآءَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَايَسْتَحْيِ مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ مِنْ غُسْلٍ اِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَتِ الْمَآءَ فَغَطَّتْ اُمُّ سَلَمَةَ تَعْنِيْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَتَحْتَلِمُ الْمَرْاَةُ قَالَ نَعَمْ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا۔

باب ۷۴۔ حصول علم میں شرمانا

(۱۰۵) حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ ام سلیم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ حق بات بیان کرنے سے نہیں شرماتا (اس لئے پوچھتی ہوں کہ) کیا احتلام سے عورت پر بھی غسل ضروری ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ (ہاں) جب عورت پانی دیکھ لے (یعنی کپڑے وغیرہ پر پانی کا اثر معلوم ہو۔) تو (یہ سن کر) حضرت ام سلمہؓ نے پردہ کر لیا، یعنی اپنا چہرہ چھپا لیا۔ (شرم کی وجہ سے) اور کہا یا رسول اللہ! کیا عورت کو بھی احتلام ہوتا ہے؟ آپ ﷺ

نے فرمایا ہاں، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں، پھر کیوں اس کا بچہ اس کی صورت کے مشابہ ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ضرورت کے وقت دینی مسائل دریافت کرنے میں کوئی شرم نہیں کرنی چاہئے۔اس لئے کہ بے جا شرم سے نہ آدمی کو خود کوئی فائدہ پہنچتا ہے نہ دوسروں کو۔زندگی کے جتنے بھی پہلو ہیں وہ خلوت کے ہوں یا جلوت کے، تنہائی کے ہوں یا مجلسی، اور اجتماعی ہوں یا انفرادی، ان سب کے لئے خدا نے کچھ حدود اور ضابطے مقرر کئے ہیں۔اگر آدمی ان سے ناواقف رہ جائے تو پھر وہ قدم قدم پر ٹھوکریں کھائے گا اور پریشان ہوگا۔اس لئے ان تمام ضابطوں اور قاعدوں سے واقفیت ضروری ہے۔جن سے کسی نہ کسی وقت واسطہ پڑتا ہے۔انصار کی عورتیں ان مسائل کے دریافت کرنے میں کسی قسم کی روایتی شرم سے کام نہیں لیتی تھیں جن کا تعلق صرف عورتوں سے ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر وہ رسول اللہ ﷺ سے ان مسائل کو وضاحت کے ساتھ دریافت نہ کریں تو آج مسلمان عورتوں کو اپنی زندگی کے اس گوشے کے لئے کوئی رہنمائی کہیں سے نہ ملتی جو عام طور پر دوسروں سے پوشیدہ رہتا ہے۔اسی طرح مذکورہ حدیث میں حضرت ام سلیمؓ نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ پہلے اللہ تعالیٰ کی صفت خاص بیان فرمائی کہ وہ حق بات کے بیان میں نہیں شرماتا، پھر وہ مسئلہ دریافت کیا جو بظاہر شرم سے تعلق رکھتا ہے۔مگر مسئلہ ہونے کی حیثیت اپنی جگہ دریافت طلب تھی اور اگر اس کے دریافت کرنے میں وہ عورتوں جیسی شرم سے کام لیتیں تو اس مسئلہ میں نہ صرف یہ کہ وہ خود دینی حکم سے محروم رہ جاتیں بلکہ دوسری تمام مسلمان عورتیں ناواقف رہتیں۔اس لحاظ سے پوری امت پر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ کا بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے ذاتی زندگی سے متعلق بھی وہ باتیں کھول کر بیان فرمادیں جنہیں عام طور پر لوگ بے جا شرم کے سہارے بیان نہیں کرتے اور دوسری طرف صحابی عورتوں کی یہ امت ممنون ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ سے سب سوالات دریافت کر ڈالے جن کی ہر عورت کو ضرورت پیش آتی ہے اور جنہیں بسا اوقات خاوند سے بھی دریافت کرتے ہوئے کتراتی ہے۔

باب ۷۵. مَنِ اسْتَحْيٰى فَاَمَرَ غَيْرَهٗ بِالسُّؤَالِ

(۱۰۶) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّآءً فَاَمَرْتُ الْمِقْدَادَ اَنْ يَّسْأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَقَالَ فِيْهِ الْوُضُوْٓءُ۔

باب ۷۵۔ جو شخص شرمائے، وہ دوسروں کو سوال کرنے کے لئے کہہ دے۔

(۱۰۶) حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں ایسا شخص تھا جسے جریان مذی کی شکایت تھی، تو میں نے مقداد کو حکم دیا کہ وہ (اس کے بارے میں) رسول اللہ ﷺ سے دریافت کریں تو انہوں نے آپ ﷺ سے پوچھا، آپ نے فرمایا کہ اس مرض میں وضو (فرض ہوتا) ہے۔

فائدہ:۔حضرت علیؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے رشتہ دامادی کی بناء پر اس مسئلے کے بارے میں شرم محسوس کی مگر چونکہ مسئلہ معلوم کرنا ضروری تھا تو دوسرے صحابیؓ کے ذریعے دریافت کرایا۔اس طرح فطری شرم کا لحاظ کرنے کے ساتھ ساتھ دینی حکم معلوم کرلیا، اصل مقصد تو احکام دین سے واقفیت ہے، وہ جس صورت سے بھی ہو۔

باب ۷۶. ذِكْرِ الْعِلْمِ وَالْفُتْيَا فِي الْمَسْجِدِ

(۱۰۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَامَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ اَيْنَ تَاْمُرُنَآ اَنْ نُّهِلَّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ وَّقَالَ ابْنُ عُمَرَ وَيَزْعُمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

باب ۷۶۔ مسجد میں علمی مذاکرہ اور فتویٰ دینا

(۱۰۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) ایک آدمی نے مسجد میں کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ہمیں کس جگہ سے احرام باندھنے کا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مدینہ والے ذوالحلیفہ سے احرام باندھیں اور اہل شام جحفہ سے اور نجد والے قرن سے، ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یمن والے یلملم سے احرام

وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَّلَمْلَمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ لَمْ اَفْقَهُ هٰذِهٖ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باندھیں اور ابن عمرؓ کہا کرتے تھے کہ مجھے یہ (آخری جملہ) رسول اللہ ﷺ سے یاد نہیں۔

فائدہ:۔ مسجد میں یہ سوال کیا گیا تھا اور مسجد ہی میں رسول اللہ ﷺ نے اس کا جواب دیا۔

باب ۷۷. مَنْ اَجَابَ السَّآئِلَ بِاَكْثَرَ مِمَّا سَأَلَهٗ

باب ۷۷۔ سائل کو اس کے سوال سے زیادہ جواب دینا

(۱۰۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَهٗ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ لَا يَلْبَسُ الْقَمِيْصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ الْوَرْسُ اَوِ الزَّعْفَرَانُ فَاِنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا تَحْتَ الْكَعْبَيْنِ۔

(۱۰۸) حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ احرام باندھنے والے کو کیا پہننا چاہئے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نہ قمیض پہنے نہ صافہ باندھے اور نہ پاجامہ اور نہ کوئی سر پوش اوڑھے۔ اور نہ کوئی زعفران اور ورس سے رنگا ہوا کپڑا پہنے اور اگر جوتے نہ ملیں تو موزے پہن لے اور انہیں (اس طرح) کاٹ دے کہ وہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔

فائدہ:۔ ورس ایک قسم کی خوشبو دار گھاس ہوتی ہے۔ حج کا احرام باندھنے کے بعد اس کا استعمال جائز نہیں۔ سائل نے سوال تو مختصر سا کیا تھا مگر رسول اللہ ﷺ نے تفصیل کے ساتھ اس کو جواب دیا تا کہ جواب نامکمل نہ رہ جائے۔

کتاب الوضوء

وضو کا بیان

باب ۷۸. لَایُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ

باب ۷۸ نماز بغیر پاکی کے قبول نہیں ہوتی۔

(۱۰۹) عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتُقْبَلُ صَلٰوۃُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّاَ قَالَ رَجُلٌ مِنْ حَضْرَ مَوْتَ مَاالْحَدَثُ یَااَبَاھُرَیْرَۃَ قَالَ فُسَآءٌ اَوْضُرَاطٌ۔

(۱۰۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بے وضو ہو جائے اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ جب تک (دوبارہ) وضو نہ کرے۔ حضر موت کے ایک شخص نے پوچھا کہ بے وضو ہونا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ (پاخانہ کے مقام سے نکلنے والی) آواز والی بے آواز والی ہوا۔

فائدہ:۔ نماز جس چیز کا نام ہے وہ درحقیقت اللہ اور بندے کے درمیان اظہار تعلق ہے اس تعلق کے لئے جس یکسوئی اور فراغت قلب کی ضرورت ہے وہ بغیر اس کے پیدا نہیں ہوسکتی کہ آدمی اپنے نفس کے ساتھ جسم کو بھی نجاستوں سے پاک کرے۔ ایک نجاست تو وہ ہے جو ظاہری طور پر بدن سے تعلق رکھتی ہے اور نظر آتی ہے مگر ایک نجاست وہ ہے جو نظر نہیں آتی صرف محسوس ہوتی ہے۔ اسی لئے دونوں قسم کی گندگیوں سے پاک ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس حدیث میں جس چیز سے وضو ٹوٹ جانے کی خبر دی گئی ہے وہ ایسی چیز ہے کہ جو آنکھ سے دکھائی نہیں دیتی۔ مگر آدمی اس کو محسوس کرتا ہے اس لئے ایسی چیز کو وضو ٹوٹنے کا سبب قرار دیا گیا ہے جو درحقیقت آدمی کے اندر یہ احساس پیدا کردے کہ وہ خدا کا بندہ ہے اور اس کا کوئی فعل خدا کی نگاہ سے چھپا ہوا نہیں۔ ہوا خارج ہونے کا عام طور پر دوسروں کو پتہ نہیں چلتا اس لئے اگر کوئی ظاہری علامت وضو کے ٹوٹنے کی مقرر کی جاتی تو یہ تو ہوتا کہ جب وہ علامت سامنے آتی نئے وضو کے لئے آدمی تیاری کرتا۔ مگر ہوسکتا تھا کہ اس طرح صرف دوسروں کو دکھانے اور دھوکہ دینے کے لئے وضو کر لیا جاتا اور نمائش یا دکھاوے کے طور پر نماز بھی ادا کر لی جاتی مگر اب ایک ایسی چیز نقص وضو کا سبب مقرر کی گئی ہے جس کا تعلق آدمی کے اپنے ضمیر اور احساس سے ہے، اب اس کے لئے یہ ممکن نہیں کہ وضو صرف دکھاوے ہی کے لئے کرے، اب تو یہ سمجھ کر وضو کرے گا کہ اسے اللہ کے سامنے پاک وصاف ہو کر حاضر ہونا ہے۔ اس لئے وضو ٹوٹنے کے بعد مجھے از سرنو وضو کرنا چاہئے۔ یہ وہ حکیمانہ اصول ہے اور جو صرف خداوند قدوس ہی کی طرف سے عطا ہوسکتا ہے۔

"فساء" اس ہوا کو کہتے ہیں جو ہلکی آواز سے آدمی کے مقعد سے نکلتی ہے اور "ضراط" وہ ہوا ہے جس میں آواز ہو۔

باب ۷۹. فَضْلِ الْوُضُوْٓءِ وَالْغُرِّ الْمُحَجَّلُوْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْٓءِ

باب ۷۹۔ وضو کی فضیلت (اور ان لوگوں کی فضیلت) جو وضو کے نشانات سے سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والے ہوں گے (قیامت کے دن)

(۱۱۰) عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ اِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اُمَّتِی یُدْعَوْنَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ غُرًّا مُّحَجَّلِیْنَ مِنْ اٰثَارِ الْوُضُوْءِ فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یُّطِیْلَ غُرَّتَہٗ فَلْیَفْعَلْ۔

(۱۱۰) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرمارہے تھے کہ میری امت کے لوگ وضو کے نشانات کی وجہ سے قیامت کے دن سفید پیشانی اور سفید ہاتھ پاؤں والوں کی شکل میں بلائے جائیں گے تو تم میں سے جو کوئی اپنی چمک بڑھانا چاہتا ہے تو وہ بڑھالے۔ (یعنی وضو اچھی طرح کرے)

فائدہ:۔ جو اعضاء وضو میں دھوئے جاتے ہیں امت میں وہ سفید اور روشن ہوں گے ان ہی کو غرا محجلین کہا گیا۔

باب ۸۰. لَایَتَوَضَّأُ مِنَ الشَّکِّ حَتّٰی یَسْتَیْقِنَ

باب ۸۰۔ جب تک بے وضو ہونے کا یقین نہ ہو، محض شک کی بناء پر نیا وضو کرنا ضروری نہیں۔

(۱۱۱) عَنْ عَبدِاللّٰه بن یزید الانصاریؓ اَنَّه' شَکَآ اِلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ الَّذِیْ یُخَیَّلُ اِلَیْہِ اَنَّه' یَجِدُ الشَّیْءَ فِی الصَّلٰوۃِ فَقَالَ لَایَنْفَتِلُ اَوْلَا یَنْصَرِفُ حَتّٰی یَسْمَعَ صَوْتًا اَوْیَجِدَ رِیْحًا۔

(۱۱۱) حضرت عبداللہ بن یزیدؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی کہ ایک شخص ہے جسے یہ خیال ہوتا ہے کہ نماز میں کوئی چیز (یعنی ہوانکلتی) محسوس ہوتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہ پھرے یا نہ مڑے۔ جب تک آواز نہ سنے یا بو نہ پائے۔

فائدہ:۔ اگر نماز پڑھتے ہوئے ریح خارج ہونے کا شک ہو تو محض شک سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ جب تک ہوا خارج ہونے کی آواز یا اس کی بدبو محسوس نہ کرے۔

باب ۸۱. اَلتَّخْفِیْفِ فِی الْوُضُوْٓءِ

باب ۸۱۔ معمولی طور پر وضو کرنا

(۱۱۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَامَ حَتّٰی نَفَخَ ثُمَّ صَلّٰی وَرُبَّمَا قَالَ اضْطَجَعَ حَتّٰی نَفَخَ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰی۔

(۱۱۲) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سوئے حتیٰ کہ خراٹے لینے لگے۔ پھر آپ نے نماز پڑھی اور کبھی (راوی نے یوں) کہا کہ آپ لیٹ گئے پھر خراٹے لینے لگے، پھر کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد نماز پڑھی

فائدہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے رات کو جو وضو فرمایا تو یا تو تین مرتبہ ہر عضو کو نہیں دھویا، یا دھویا تو اچھی طرح ملا نہیں، بس پانی ترا دیا۔ مطلب یہ ہے کہ اس طرح بھی وضو ہو جاتا ہے۔ باقی یہ بات صرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص ہے کہ نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا تھا، آپ کے علاوہ کسی بھی شخص کو اگر یوں غفلت کی نیند آ جائے تو اس کا وضو نہیں رہتا۔

باب ۸۲. اِسْبَاغِ الْوُضُوْٓءِ وَقَدْ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْٓءِ الْاِنْقَآءُ

باب ۸۲۔ اچھی طرح وضو کرنا۔ ابن عمرؓ کا قول کہ وضو کا پورا کرنا (اعضاء کا) صاف کرنا ہے

(۱۱۳) عَنْ اُسَامَۃَ ابْنِ زَیْدٍ (قال) اَنَّه' سَمِعَه' یَقُوْلُ دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَۃَ حَتّٰی اِذَا کَانَ بِالشِّعْبِ نَزَلَ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وَلَمْ یُسْبِغِ الْوُضُوْٓءَ فَقُلْتُ الصَّلٰوۃَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ الصَّلٰوۃُ اَمَامَکَ فَرَکِبَ فَلَمَّا جَآءَ الْمُزْدَلِفَۃَ نَزَلَ فَتَوَضَّاَ فَاَسْبَغَ الْوُضُوْٓءَ ثُمَّ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَصَلَّی الْمَغْرِبَ ثُمَّ اَنَاخَ کُلُّ اِنْسَانٍ بَعِیْرَه' فِیْ مَنْزِلِہٖ ثُمَّ اُقِیْمَتِ الْعِشَآءُ فَصَلّٰی وَلَمْ یُصَلِّ بَیْنَهُمَا۔

(۱۱۳) حضرت اسامہ بن زیدؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عرفہ سے چلے، جب گھاٹی میں پہنچے تو اتر گئے آپ نے (پہلے) پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور خوب اچھی طرح وضو نہیں کیا۔ تب میں نے کہا یا رسول اللہ! نماز کا وقت (آ گیا) آپ نے فرمایا نماز تمہارے آگے ہے (یعنی مزدلفہ چل کر پڑھیں گے) تو جب مزدلفہ میں پہنچے تو آپ نے خوب اچھی طرح وضو کیا۔ پھر جماعت کھڑی کی گئی۔ آپ نے مغرب کی نماز پڑھی، پھر ہر شخص نے اپنے اونٹ کو اپنی جگہ بٹھلایا پھر عشاء کی جماعت کھڑی کی گئی اور آپ نے نماز پڑھی اور ان دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نماز نہیں پڑھی۔

فائدہ:۔ پہلی مرتبہ آپ نے وضو صرف پاکی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا، دوسری مرتبہ نماز کے لئے کیا تو ایک مرتبہ معمولی طور پر کر لیا اور دوسری دفعہ خوب اچھی طرح کیا۔

باب ۸۳. غَسْلِ الْوَجْهِ بِالْیَدَیْنِ مِنْ غُرْفَۃٍ وَّاحِدَۃٍ

باب ۸۳۔ چہرے کا صرف ایک چلو (پانی) سے دھونا

(۱۱۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّه' تَوَضَّاَ فَغَسَلَ وَجْهَه' اَخَذَ غُرْفَۃً مِّنْ مَّآءٍ فَتَمَضْمَضَ بِھَا وَاسْتَنْشَقَ ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَۃً مِنْ مَّآءٍ فَجَعَلَ بِھَا ھٰکَذَا اَضَافَھَا اِلٰی یَدِہِ الْاُخْرٰی فَغَسَلَ بِھَا وَجْهَه' ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَۃً مِّنْ مَّآءٍ فَغَسَلَ بِھَا

(۱۱۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے (ایک مرتبہ) وضو کیا تو اپنا چہرہ دھویا (اس طرح کہ پہلے) پانی کی ایک چلو سے کلی کی اور ناک میں پانی دیا۔ پھر پانی کی ایک چلو لی۔ پھر اس کو اس طرح کیا (یعنی) دوسرے ہاتھ کو ملایا۔ پھر اس سے اپنا چہرہ دھویا پھر پانی کی

يَدَهُ الْيُمْنٰى ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَةً مِّنْ مَّآءٍ فَغَسَلَ بِهَا يَدَهُ الْيُسْرٰى ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَةً مِّنْ مَّآءٍ فَرَشَّ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُمْنٰى حَتّٰى غَسَلَهَا ثُمَّ اَخَذَ غُرْفَةً اُخْرٰى فَغَسَلَ بِهَا يَعْنِىْ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ ۔

دوسری چلو لی اس سے اپنا داہنا ہاتھ دھویا پھر ایک اور چلو لے کر بایاں ہاتھ دھویا۔ اس کے بعد سر کا مسح کیا۔ پھر پانی کی چلو لے کر داہنے پاؤں پر ڈالی اور اسے دھویا، پھر دوسری چلو سے بایاں پاؤں دھویا۔ اس کے بعد کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح وضو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

باب ۸۴. مَايَقُوْلُ عِنْدَالْخَلَآءِ

۸۴۔ پاخانہ جانے کے وقت کیا دعا پڑھے

(۱۱۵) عَنْ اَنَسٍ (رضی اللّٰہ تعالی عنه) قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْخَلَآءَ قَالَ "اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ"۔

(۱۱۵) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (قضاء حاجت کے لئے) پاخانہ میں داخل ہوتے تو (یہ دعا) پڑھتے (جس کا مطلب یہ ہے کہ) اے اللہ! میں ناپاکی سے اور ناپاک چیزوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

فائدہ:۔ آپ ﷺ پاخانہ (بیت الخلاء) جانے کے وقت یہ دعا پڑھتے اور دوسری حدیثوں میں اوروں کو بھی یہی دعا پڑھنے کا آپ ﷺ نے حکم دیا ہے۔

باب ۸۵. وَضْعِ الْمَآءِ عِنْدَالْخَلَآءِ

باب ۸۵۔ پاخانہ کے قریب پانی رکھنا

(۱۱۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رضی اللّٰہ تعالی عنهما) اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْخَلَآءَ فَوَضَعْتُ لَهٗ وَضُوْءً ا قَالَ مَنْ وَّضَعَ هٰذَا فَاُخْبِرَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِى الدِّيْنِ ۔

(۱۱۶) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ پاخانہ میں تشریف لے گئے۔ میں نے (پاخانے کے قریب) آپ کے لئے وضو کا پانی رکھ دیا (باہر نکل کر) آپ نے پوچھا یہ کس نے رکھا ہے؟ جب آپ کو بتلایا گیا (کہ کس نے رکھا ہے) تو آپ نے (میرے لئے دعا کی اور) فرمایا اے اللہ! اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

باب ۸۶. لَايُسْتَقْبَلُ الْقِبْلَةُ بِبَوْلٍ وَّلَا بِغَآئِطٍ

باب ۸۶۔ پیشاب پاخانہ کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہیں کرنا چاہیے

(۱۱۷) عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِىِّ (رضی اللّٰہ عنه) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الْغَآئِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يُوَلِّهَا ظَهْرَهٗ شَرِّقُوْا اَوْ غَرِّبُوْا ۔

(۱۱۷) حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی پاخانے میں جائے تو قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور نہ اس کی طرف پشت کرے (بلکہ) مشرق کی طرف منہ کر لو یا مغرب کی طرف۔

فائدہ:۔ یہ حکم مدینہ والوں کے لئے مخصوص ہے کیونکہ مدینہ مکہ سے جانب شمال میں واقع ہے اس لئے آپ نے قضاء حاجت کے وقت پچھم یا پورب کی طرف منہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ بیت اللہ کا ادب ہے۔ امام بخاری نے حدیث کے عنوان سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ اگر کوئی آڑ سامنے ہو تو قبلہ کی طرف منہ یا پشت کر سکتا ہے لیکن جمہور کا مسلک یہ ہے کہ آڑ ہو یا نہ ہو، پیشاب پاخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنے یا پشت کرنے کی ممانعت ہے۔ جیسا کہ مختلف احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔

باب ۸۷. مَنْ تَبَرَّزَ عَلٰى لَبِنَتَيْنِ

باب ۸۷۔ جو شخص دو اینٹوں پر بیٹھ کر قضاء حاجت کرے

(۱۱۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ)

(۱۱۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ کہتے تھے

اَنَّه' کَانَ یَقُوْلُ اِنَّ نَاسًا یَقُوْلُوْنَ اِذَا قَعَدْتَّ عَلٰی حَاجَتِكَ فَلَا تَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا بَیْتَ الْمَقْدِسِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَقَدِارْتَقَیْتُ یَوْمًا عَلٰی ظَهْرِ بَیْتٍ لَّنَا فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی لَبِنَتَیْنِ مُسْتَقْبِلًا بَیْتَ الْمَقْدِسِ لِحَاجَتِهٖ۔

کہ جب قضاء حاجت کے لئے بیٹھوتو نہ قبلہ کی طرف منہ کرو نہ بیت المقدس کی طرف (تو یہ سن کر) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک دن میں اپنے گھر کی چھت پر چڑھا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے دو اینٹوں پر قضاء حاجت کے لئے بیٹھے ہیں۔

فائدہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنی کسی ضرورت سے کوٹھے پر چڑھے اور اتفاقیہ ان کی نگاہ رسول اللہ ﷺ پر پڑ گئی، حضرت ابن عمرؓ کے اس قول کا منشاء کہ لوگ اپنے گھٹنوں پر نماز پڑھتے ہیں، یہ ہے کہ قبلہ کی طرف شرم گاہ کا رخ اس حال میں منع ہے کہ جب آدمی رفع حاجت وغیرہ کے لئے برہنہ ہو، لباس پہن کر پھر یہ تکلف کرنا کہ کسی طرح قبلہ کی طرف سامنا یا پشت نہ ہو، یہ نرا تکلف ہے جیسا کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ وہ سجدہ اس طرح کرتے کہ اپنا پیٹ رانوں سے بالکل ملا لیتے تاکہ شرم گاہ کا رخ قبلہ کی جانب نہ ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اس حدیث میں اپنے گھر کی چھت اور ایک دوسری حدیث میں حضرت حفصہؓ کے گھر کی چھت کا ذکر کیا، تو حقیقت یہ ہے کہ گھر تو حضرت حفصہؓ ہی کا تھا مگر حضرت حفصہؓ کے انتقال کے بعد ورثہ میں ان ہی کے پاس آ گیا تھا۔

باب ۸۸. خُرُوْجِ النِّسَآءِ اِلَی الْبَرَازِ

(۱۱۸) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ یَخْرُجْنَ بِاللَّیْلِ اِذَا تَبَرَّزْنَ اِلَی الْمَنَاصِعِ وَهِیَ صَعِیْدٌ اَفْیَحُ وَكَانَ عُمَرُ یَقُوْلُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ احْجُبْ نِسَآءَكَ فَلَمْ یَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ زَوْجُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةً مِّنَ اللَّیَالِیْ عِشَآءً وَّكَانَتِ امْرَاَةً طَوِیْلَةً فَنَادَاهَا عُمَرُ اَلَا قَدْ عَرَفْنَاكِ یَاسَوْدَةُ حِرْصًا عَلٰی اَنْ یُّنْزَلَ الْحِجَابُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ الْحِجَابَ۔

باب ۸۸۔ عورتوں کا قضائے حاجت کے لئے باہر نکلنا

(۱۱۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیویاں رات میں مناصع کی طرف قضاء حاجت کے لئے جاتیں اور مناصع ایک کھلا میدان ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے کہا کرتے تھے کہ اپنی بیویوں کو پردہ کرائیے مگر رسول اللہ ﷺ نے اس پر عمل نہیں کیا تو ایک روز رات کو عشاء کے وقت حضرت سودہؓ بنت زمعہ رسول اللہ ﷺ کی اہلیہ جو دراز قد عورت تھیں، (باہر) گئیں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں آواز دی (اور کہا) ہم نے تمہیں پہچان لیا اور ان کو خواہش یہ تھی کہ پردہ (کا حکم) نازل ہو جائے۔ چنانچہ (اس کے بعد) اللہ نے پردہ (کا حکم) نازل فرمادیا۔

باب ۸۹. اَلْاِسْتِنْجَآءِ بِالْمَآءِ

(۱۱۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ اَجِیْءُ اَنَا وَغُلَامٌ وَمَعَنَا اِدَاوَةٌ مِّنْ مَّآءٍ یَعْنِیْ یَسْتَنْجِیْ بِهٖ۔

باب ۸۹۔ پانی سے طہارت کرنا

(۱۱۹) حضرت انسؓ بن مالکؓ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ رفع حاجت کے لئے نکلتے تو میں اور ایک لڑکا اپنے ساتھ پانی کا ایک برتن لے آتے تھے۔ مطلب یہ ہے کہ اس پانی سے رسول اللہ ﷺ طہارت کیا کرتے تھے۔

فائدہ:۔ مٹی سے بھی پیشاب پاخانے کی گندگی صاف ہو جاتی ہے مگر مکمل صفائی اور پوری طہارت پانی کے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔ اس لئے پہلے مٹی سے صفائی کا حکم ہے۔ پھر پانی سے۔

باب ۹۰. حَمْلِ الْعَنَزَةِ مَعَ الْمَآءِ فِی الْاِسْتِنْجَآءِ

(۱۲۰) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ (قَالَ) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

۹۰۔ استنجاء کے لئے پانی کے ساتھ نیزہ (بھی) لے جانا

(۱۲۰) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پاخانے میں

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ الْخَلَآءَ فَاَحْمِلُ اَنَا وَغُلَامٌ اِدَاوَةً مِنْ مَّآءٍ وَّعَنَزَةً یَسْتَنْجِی بِالْمَآءِ۔

جاتے تھے تو میں اور ایک لڑکا پانی کا برتن اور نیزہ لے کر چلتے تھے پانی سے آپ طہارت کرتے تھے۔

فائدہ:۔ نیزہ ساتھ میں اس لئے رکھتے کہ موذی جانوروں سے حفاظت کے لئے اگر کبھی ضرورت پڑے تو اس سے کام لیا جائے یا استنجے کے لئے زمین سے ڈھیلے توڑنے کے لئے اس کو کام میں لایا جائے۔

باب ۹۱. النَّهْیِ عَنِ الْاِسْتِنْجَآءِ بِالْیَمِیْنِ

(۱۲۱) عَنْ اَبِی قَتَادَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اِذَا شَرِبَ اَحَدُکُمْ فَلَا یَتَنَفَّسْ فِی الْاِنَآءِ وَاِذَآ اَتَی الْخَلَآءَ فَلَا یَمَسَّ ذَکَرَہٗ بِیَمِیْنِهٖ وَلَا یَتَمَسَّحْ بِیَمِیْنِهٖ۔

باب ۹۱۔ داہنے ہاتھ سے طہارت کرنے کی ممانعت

(۱۲۱) حضرت ابوقتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی پانی پیئے تو برتن میں سانس نہ لے اور جب پاخانہ میں جائے، اپنی شرم گاہ کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجاء کرے۔

فائدہ:۔ داہنے ہاتھ کو کھانے پینے کے کاموں کے ساتھ خاص کر دیا گیا ہے اور گندے کاموں کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کرنے کا حکم ہے۔ اسی طرح جس برتن میں پانی پیئے اس میں پانی پیتے وقت سانس لینے کی ممانعت کی گئی ہے کیونکہ اس صورت میں پانی کے حلق کے اندر اٹک جانے یا ناک میں چڑھ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

باب ۹۲. اَلْاِسْتِنْجَآءِ بِالْحِجَارَةِ

(۱۲۲) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰه عَنه) قَالَ اتَّبَعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجَ لِحَاجَتِهٖ وَکَانَ لَایَلْتَفِتُ فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَقَالَ ابْغِنِیْ اَحْجَارًا اَسْتَنْفِضْ بِهَا اَوْنَحْوَہٗ وَلَا تَاتِنِیْ بِعَظْمٍ وَّلَارَوْثٍ فَاَتَیْتُهٗ بِاَحْجَارٍ بِطَرَفِ ثِیَابِیْ فَوَضَعْتُهَآ اِلٰی جَنْبِهٖ وَاَعْرَضْتُ عَنْهُ فَلَمَّا قَضٰی اَتْبَعَهٗ بِهِنَّ۔

باب ۹۲۔ پتھروں سے استنجاء کرنا

(۱۲۲) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ (ایک مرتبہ) رفع حاجت کے لئے تشریف لے چلے، آپ کی عادت تھی کہ آپ (چلتے وقت) ادھر ادھر نہیں دیکھا کرتے تھے تو میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے آپ کے قریب پہنچ گیا (مجھے دیکھ کر) آپ نے فرمایا کہ میرے لئے پتھر ڈھونڈ دو تا کہ میں اس سے پاکی حاصل کروں یا اسی جیسا کوئی لفظ فرمایا اور کہا کہ ہڈی اور گوبر نہ لانا، چنانچہ میں اپنے دامن میں پتھر (بھر کر) آپ کے پاس لے گیا اور آپ کے پہلو میں رکھ دیئے اور آپ کے پاس سے ہٹ گیا جب آپ (قضاء حاجت سے) فارغ ہوئے تو آپ نے ان پتھروں سے استنجاء کیا۔

فائدہ:۔ ہڈی اور گوبر سے استنجاء کرنا جائز نہیں، کچے ڈھیلے نہ ملیں تو پتھر استعمال کر سکتے ہیں۔

باب ۹۳. لَا یَسْتَنْجِی بِرَوْثٍ

(۱۲۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بنِ مَسْعُود (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه، قَالَ) اَتَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ الْغَآئِطَ فَاَمَرَنِیْ اَنْ اٰتِیَهٗ بِثَلَاثَةِ اَحْجَارٍ فَوَجَدْتُّ حَجَرَیْنِ وَالْتَمَسْتُ الثَّالِثَ فَلَمْ اَجِدْ فَاَخَذْتُ رَوْثَةً فَاَتَیْتُهٗ بِهَا فَاَخَذَ الْحَجَرَیْنِ وَاَلْقَی الرَّوْثَةَ وَقَالَ هٰذَا رِکْسٌ۔

باب ۱۱۶۔ گوبر سے استنجاء نہ کرے

(۱۲۳) حضرت عبداللہ (ابن مسعود) رضی اللہ تعالی عنہما ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ، رفع حاجت کے لئے گئے تو آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ میں تین پتھر تلاش کر کے لاؤں، مجھے دو پتھر ملے، تیسرا ڈھونڈا مگر مل نہیں سکا تو میں نے خشک گوبر اٹھا لیا اس کو لے کر آپ ﷺ کے پاس گیا آپ نے پتھر (تو) لے لئے مگر گوبر پھینک دیا اور ارشاد فرمایا یہ ناپاک شے ہے۔

باب ۹۴ . اَلْوُضُوْءِ مَرَّةً مَرَّةً

(۱۲۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) قَالَ تَوَضَّا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً مَرَّةً۔

باب ۹۴۔ وضو میں ہر عضو کو ایک ایک بار دھونا

(۱۲۴) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے وضو میں اعضاء کو ایک ایک مرتبہ دھویا۔

فائدہ:۔ یہ بیان جواز ہے یعنی اگر ایک ایک بار اعضاء کو دھولیا جائے تو وضو پورا ہو جاتا ہے اگر چہ سنت پر عمل کرنے کا ثواب نہیں ہوا جو تین تین دفعہ دھونے سے ہوتا ہے۔

باب ۹۵ . اَلْوُضُوْءِ مَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ

(۱۲۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّا مَرَّتَیْنِ مَرَّتَیْنِ۔

باب ۹۵۔ وضو میں ہر عضو کو دو، دو بار دھونا

(۱۲۵) حضرت عبداللہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے وضو میں اعضاء کو دو، دو بار دھویا۔

فائدہ:۔ دو دو بار دھونے سے بھی وضو ہو جاتا ہے اگر چہ سنت ادا نہیں ہوئی۔

باب ۹۶ . اَلْوُضُوْءِ ثَلٰثًا ثَلٰثًا

(۱۲۶) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ دَعَا بِاِنَآءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰی کَفَّیْهِ ثَلٰثَ مِرَارٍ فَغَسَلَهُمَا ثُمَّ اَدْخَلَ یَمِیْنَه، فِی الْاِنَآءِ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَه، ثَلٰثًا وَّیَدَیْهِ اِلَی الْمِرْفَقَیْنِ ثَلٰثَ مِرَارٍ ثُمَّ مَسَحَ بِرَاْسِهٖ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَیْهِ ثَلٰثَ مِرَارٍ اِلَی الْکَعْبَیْنِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ نَحْوَ وُضُوْءِ یْ هٰذَا ثُمَّ صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ لَایُحَدِّثُ فِیْهِمَا نَفْسَه، غُفِرَلَه، مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

باب ۹۶۔ وضو میں ہر عضو کو تین تین بار دھونا

(۱۲۶) حضرت عثمان بن عفانؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے (حمران سے) پانی کا برتن مانگا (اور لے کر) پہلے اپنی ہتھیلیوں پر تین مرتبہ پانی ڈالا پھر انہیں دھویا، اس کے بعد اپنا داہنا ہاتھ برتن میں ڈالا اور (پانی لے کر) کلی کی اور ناک صاف کی۔ پھر تین بار اپنا چہرہ دھویا اور کہنیوں تک تین بار ہاتھ دھوئے۔ پھر سر کا مسح کیا۔ پھر ٹخنوں تک تین مرتبہ پاؤں دھوئے۔ پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری طرح ایسا وضو کرے پھر دو رکعت پڑھے جس میں اپنے آپ سے کوئی بات نہ کرے (یعنی خشوع وخضوع سے نماز پڑھے) تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

فائدہ:۔ اعضاء وضو کا تین بار دھونا سنت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہ ہی معمول تھا۔

باب ۹۷ . اَلْاِسْتِنْثَارِ فِی الْوُضُوْءِ

(۱۲۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّه، قَالَ مَنْ تَوَضَّاَ فَلْیَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ۔

باب ۹۷۔ وضو میں ناک صاف کرنا

(۱۲۷) حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا جو شخص وضو کرے اسے چاہئے کہ ناک صاف کرے اور جو کوئی پتھر سے (یا ڈھیلے سے) استنجا کرے اسے چاہئے کہ طاق عدد (یعنی ایک یا تین یا پانچ یا سات) ہی سے کرے۔

باب ۹۸ . اَلْاِسْتِجْمَارِ وِتْرًا.

(۱۲۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رضی اللّٰه تعالی عنه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا تَوَضَّاَ اَحَدُکُمْ فَلْیَجْعَلْ فِیْ اَنْفِهٖ مَآءً ثُمَّ لِیَسْتَنْثِرْ وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ وَاِذَا اسْتَیْقَظَ اَحَدُکُمْ مِّنْ نَوْمِهٖ فَلْیَغْسِلْ یَدَه، قَبْلَ اَنْ یُّدْخِلَهَا فِیْ وُضُوْءِهٖ فَاِنَّ

باب ۹۸۔ طاق (یعنی بے جوڑ) عدد سے استنجاء کرنا

(۱۲۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی وضو کرے تو اسے چاہئے کہ اپنی ناک میں پانی دے پھر (اسے) صاف کرے اور جو شخص پتھروں سے استنجاء کرے اسے چاہئے کہ بے جوڑ عدد (یعنی ایک یا تین یا پانچ) سے استنجاء کرے اور جب تم میں سے کوئی سو کر اٹھے تو وضو کے پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اسے دھولے،

حَدَكُمْ لَايَدْرِيْ اَيْنَ بَاتَتْ يَدُه'۔

کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ رات کو اس کا ہاتھ کہاں رہا۔

فائدہ:۔اسلام جس طہارت اور پاکیزگی کا طالب ہے اس کا تقاضا ہے کہ زندگی کے ہر گوشے میں آدمی پاکیزگی اور صفائی کا اہتمام کرے۔

باب ۹۹. غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ فِي النَّعْلَيْنِ وَلَا يَمْسَحُ عَلَى النَّعْلَيْنِ.

باب ۹۹۔ جوتوں کے اندر پاؤں دھونا اور (محض) جوتوں پر مسح نہ کرنا

(۱۳۰)عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (رضی اللّٰہ تعالی عنهما) وَقَدْ قِيلَ لَه رَاَيْتُكَ لَاتَمَسُّ مِنَ الْاَرْكَانِ اِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَاَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَاَيْتُكَ تَصْبَغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَاَيْتُكَ اِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ اَهَلَّ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ اَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةُ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ اَمَّا الْاَرْكَانُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ اِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَاَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِيْ لَيْسَ فِيْهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيْهَا فَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَلْبَسَهَا وَاَمَّا الصُّفْرَةُ فَاِنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبَغُ بِهَا فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَصْبَغَ بِهَا وَاَمَّا الْاِهْلَالُ فَاِنِّيْ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ حَتّٰى تَنْبَعِثَ بِهِ رَاحِلَتُه'۔

(۱۳۰) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے (حضرت عبیداللہ بن جریجؒ نے) کہا کہ اے ابوعبدالرحمٰن! میں نے تمہیں چار ایسے کام کرتے ہوئے دیکھا جنہیں تمہارے ساتھیوں کو کرتے ہوئے نہیں دیکھا، وہ کہنے لگے اے ابن جریج وہ (چار کام کیا ہیں، ابن جریجؒ نے کہا کہ میں نے طواف کے وقت آپ کو دیکھا تم دو یمان رکنوں کے سوا کسے اور رکن کو نہیں چھوتے (دوسرے) میں نے آپ کو سبتی جوتے پہنے ہوئے دیکھا اور (تیسرے) میں نے دیکھا کہ تم زرد رنگ استعمال کرتے ہو اور (چوتھی بات) میں نے یہ دیکھی کہ جب تم مکہ میں تھے، لوگ (ذی الحجہ کا) چاند دیکھ کر لبیک پکارنے لگتے ہیں (اور) حج کا احرام باندھ لیتے ہیں اور تم آٹھویں تاریخ تک احرام نہیں باندھتے؟ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جواب دیا کہ (دوسرے ارکان کو تو میں یوں نہیں چھوتا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یمانی رکنوں کے علاوہ کوئی رکن چھوتے ہوئے نہیں دیکھا اور رہے سبتی جوتے، تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے جوتے پہنے ہوئے دیکھا کہ جن کے چمڑے پر بال نہیں تھے اور آپ ان ہی کو پہنے ہوئے وضو فرمایا کرتے تھے، تو میں بھی انہی کو پہننا پسند کرتا ہوں، اور رنگ کی بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زرد رنگ رنگتے ہوئے دیکھا ہے تو میں بھی اسی رنگ سے رنگنا پسند کرتا ہوں اور احرام باندھنے کا معاملہ یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت احرام باندھتے دیکھا جب تک آپ کی اونٹنی آپ کو لے کر نہ چل پڑتی

فائدہ:۔ابتداء میں جوتوں پر مسح کرنا جائز تھا اس کے بعد منسوخ ہوگیا، دوسری بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ چمڑے کے موزے پہنے ہوئے ہوتے تو موزوں پر مسح کرنے کے ساتھ جوتوں کے اوپر بھی ہاتھ پھیر لیتے، اس سے دوسرے یہ ہی سمجھتے کہ آپ نے جوتوں پر مسح کیا ہے۔

باب ۱۰۰. اَلتَّيَمُّنِ فِي الْوُضُوْءِ وَالْغُسْلِ

باب ۱۰۰۔ وضو اور غسل میں داہنی جانب سے ابتداء کرنا

(۱۳۱) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ فِيْ

(۱۳۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جوتا پہننے، کنگھی کرنے، وضو کرنے، اپنے ہر کام میں داہنی طرف سے کام کی ابتداء

تَنَعُّلِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَطُهُوْرِهٖ فِیْ شَاْنِهٖ کُلِّهٖ۔

کو پسند فرماتے تھے۔

فائدہ:۔ وضو اور غسل میں داہنی طرف سے کام کی ابتداء کرنا مسنون ہے۔ اس کے علاوہ اور دوسرے کاموں میں بھی مسنون ہے۔

باب ۱۰۱. اِلْتِمَاسِ الْوُضُوْٓءِ اِذَا حَانَتِ الصَّلٰوۃُ

(۱۳۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) اَنَّہٗ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَانَتْ صَلٰوۃُ الْعَصْرِ فَالْتَمَسَ النَّاسُ الْوَضُوْٓءَ فَلَمْ یَجِدُوْا فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَضُوْءٍ فَوَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ذٰلِکَ الْاِنَآءِ یَدَہٗ وَاَمَرَ النَّاسَ اَنْ یَّتَوَضَّأُوْا مِنْہُ قَالَ فَرَاَیْتُ الْمَآءَ یَنْبُعُ مِنْ تَحْتِ اَصَابِعِہٖ حَتّٰی تَوَضَّأُوْا مِنْ عِنْدِ اٰخِرِھِمْ۔

باب ۱۰۱۔ نماز کا وقت ہو جانے پر پانی کی تلاش

(۱۳۲) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ عصر کی نماز کا وقت آ گیا، لوگوں نے پانی تلاش کیا۔ جب نہیں ملا تو آپ کے پاس (ایک برتن میں) وضو کے لئے پانی لایا گیا آپ نے اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ اسی (برتن) سے وضو کریں۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا، آپ کی انگلیوں کے نیچے سے پانی پھوٹ رہا تھا، یہاں تک کہ (قافلے کے) آخری آدمی نے بھی وضو کر لیا یعنی سب لوگوں کے لئے یہ پانی کافی ہو گیا۔

فائدہ:۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ ایک پیالہ پانی سے کتنے ہی لوگوں نے وضو کر لیا۔

باب ۱۰۲. اَلْمَآءِ الَّذِیْ یُغْسَلُ بِہٖ شَعْرُ الْاِنْسَانِ

(۱۳۳) عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا حَلَقَ رَاْسَہٗ کَانَ اَبُوْ طَلْحَۃَ اَوَّلَ مَنْ اَخَذَ مِنْ شَعْرِہٖ۔

۱۰۲۔ وہ پانی جس سے آدمی کے بال دھوئے جائیں (پاک ہے)

(۱۳۳) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں جب سر کے بال اتروائے تو سب سے پہلے ابوطلحہؓ نے آپ کے بال لئے تھے۔

فائدہ:۔ امام بخاریؒ کا اس حدیث سے انسان کے بالوں کی پاکی اور طہارت بیان کرنا مقصود ہے پھر بعض احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنے تبرکات لوگوں میں تقسیم فرمائے اس لئے اگر آج بھی کسی مقام پر آپ ﷺ کا موئے مبارک بعینہ موجود ہو تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں۔

باب ۱۰۳. اِذَا شَرِبَ الْکَلْبُ فِی الْاِنَآءِ

(۱۳۴) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا شَرِبَ الْکَلْبُ فِیْ اِنَآءِ اَحَدِکُمْ فَلْیَغْسِلْہُ سَبْعًا۔

(۱۳۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ کَانَتِ الْکِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِی الْمَسْجِدِ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ یَکُوْنُوْا یَرُشُّوْنَ شَیْئًا مِّنْ ذٰلِکَ۔

باب ۱۰۳۔ کتا برتن میں سے کچھ پی لے (تو کیا حکم ہے)

(۱۳۴) حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کتا برتن میں سے (کچھ) پی لے تو اس کو سات مرتبہ دھولو (تو پاک ہو جائے گا)۔

(۱۳۵) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں کتے مسجد میں آتے جاتے تھے لیکن لوگ ان جگہوں پر پانی نہیں چھڑکتے تھے۔

فائدہ:۔ یہ ابتدائی عہد کی بات تھی اس کے بعد جب مساجد کے بارے میں احترام و اہتمام کا حکم نازل ہوا تو اس طرح کی سب باتوں سے منع کر دیا گیا اسی لئے اس سے پہلی حدیث سے کتے کے جھوٹے برتن کے بارے میں اتنی تاکید آئی ہے کہ اسے پانی کے علاوہ مٹی سے صاف کرنے کا بھی حکم۔

باب ۱۰۴. مَنْ لَّمْ یَرَ الْوُضُوْٓءَ اِلَّا مِنَ الْمَخْرَجَیْنِ الْقُبُلِ وَالدُّبُرِ.

(۱۳۶) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

باب ۱۰۴۔ بعض لوگوں نے نزدیک صرف پیشاب اور پاخانے کی راہ سے وضو ٹوٹتا ہے

(۱۳۶) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلوٰةٍ مَّا كَانَ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُ الصَّلوٰةَ مَالَمْ يُحْدِثْ ۔

اس وقت تک نماز ہی میں گنا جاتا ہے جب تک وہ مسجد میں نماز کا انتظار کرتا ہے تاوقتیکہ اس کا وضو نہ ٹوٹے۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قُلْتُ اَرَاَيْتَ اِذَا جَامَعَ وَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلوٰةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهٗ قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

حضرت عثمانؓ بن عفان سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص صحبت کرے اور اخراج منی نہ ہو (تو کیا حکم ہے) حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ وضو کرے جس طرح نماز کے لئے وضو کرتا ہے اور اپنے عضو کو دھولے۔ حضرت عثمانؓ کہتے ہیں کہ (یہ) میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔

فائدہ:۔ یہ ابتدائی حکم تھا اس کے بعد دوسری احادیث سے یہ مذکورہ حکم منسوخ ہوگیا اب صحبت (ہمبستری) کرنے پر غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔

(۱۳۷) عَنْ اَبِي سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسَلَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَجَآءَ وَرَاْسُهٗ يَقْطُرُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّنَا اَعْجَلْنَاكَ فَقَالَ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَآ اُعْجِلْتَ اَوْقُحِطْتَ فَعَلَيْكَ الْوُضُوْٓءُ۔

(۱۳۷) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک انصاری کو بلایا، وہ آئے تو ان کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا (انہیں دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، شاید ہم نے تمہیں جلدی میں بلوالیا؟ انہوں نے کہا جی ہاں، تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی جلدی (کا کام) آپڑے یا تمہیں انزال نہ ہو تو تم پر وضو ہے۔ (غسل ضروری نہیں)

فائدہ:۔ یہ سب روایات ابتدائی عہد کی ہیں، اب صحبت کے بعد غسل فرض ہے۔ خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔

باب ۱۰۵ الرَّجُلُ يُوَضِّئُ صَاحِبَهٗ

باب ۱۰۵۔ جو شخص اپنے ساتھی کو وضو کرائے

(۱۳۸) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ وَّاَنَّهٗ ذَهَبَ لِحَاجَةٍ لَّهٗ وَاَنَّ الْمُغِيْرَةَ جَعَلَ يَصُبُّ الْمَآءَ عَلَيْهِ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَاْسِهٖ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔

(۱۳۸) حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے (وہاں ایک موقع پر) آپ رفع حاجت کے لئے تشریف لے گئے جب آپ ﷺ واپس تشریف لے آئے آپ نے وضو شروع کیا تو میں آپ (کے اعضاء وضو) پر پانی ڈالنے لگا، آپ نے اپنے منہ اور ہاتھوں کو دھویا سر کا مسح کیا اور موزوں پر مسح کیا

فائدہ:۔ یہ حدیث لانے کا منشا یہ ہے کہ وضو میں دوسرے آدمی کی مدد لینا جائز ہے۔

باب ۱۰۶ . قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ بَعْدَ الْحَدَثِ

باب ۱۰۶۔ بے وضو ہونے کی حالت میں تلاوت قرآن کرنا

(۱۳۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ بَاتَ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ خَالَتُهٗ فَاضْطَجَعْتُ فِي عَرْضِ الْوِسَادَةِ وَاضْطَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَهْلُهٗ فِي طُوْلِهَا فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ اَوْ قَبْلَهٗ بِقَلِيْلٍ اَوْبَعْدَهٗ بِقَلِيْلٍ اسْتَيْقَظَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ يَمْسَحُ النَّوْمَ عَنْ وَّجْهِهٖ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَرَاَ الْعَشْرَ الْاٰيَاتِ الْخَوَاتِمَ مِنْ

(۱۳۹) حضرت عبداللہ بن عباس نے انہیں بتلایا کہ انہوں نے ایک شب رسول اللہ ﷺ کی زوجۂ مطہرہ، اپنی خالہ حضرت میمونہؓ کے گھر میں گزاری (وہ فرماتے ہیں کہ) میں تکیہ کے عرض (یعنی گوشہ) کی طرف لیٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اہلیہ نے (معمول کے مطابق) تکیہ کی لمبائی پر (سر رکھ کر) آرام فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ (کچھ دیر کے لئے) سوئے اور جب آدھی رات ہوگئی یا اس سے کچھ پہلے یا اس کے کچھ بعد آپ بیدار ہوئے اور اپنے ہاتھوں سے اپنی نیند کو صاف کرنے لگے (یعنی نیند دور کرنے کے لئے آنکھیں ملنے لگے) پھر آپ نے سورۂ آل عمران کی

سُوْرَةِ اٰلِ عِمْرَانَ ثُمَّ قَامَ اِلٰى شَنٍّ مُّعَلَّقَةٍ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا فَاَحْسَنَ وُضُوْءَهٗ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّىْ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقُمْتُ اِلٰى جَنْبِهٖ فَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رَاْسِىْ وَاَخَذَ بِاُذُنِىْ الْيُمْنٰى يَفْتِلُهَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَوْتَرَ ثُمَّ اضْطَجَعَ حَتّٰى اَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الصُّبْحَ۔

آخری دس آیتیں پڑھیں پھر ایک مشکیزہ کے پاس جو (چھت میں) لٹ
ہوا تھا، آپ کھڑے ہو گئے اور اس سے وضو کیا خوب اچھی طرح۔ پھ
کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے، حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ میں نے بھی
کھڑے ہو کر اس طرح کیا جس طرح آپ نے کیا تھا، پھر جا کر آپ
کے پہلو میں کھڑا ہو گیا تب آپ نے اپنا داہنا ہاتھ میرے سر پر رکھا او
میرا بایاں کان پکڑ کر اسے مروڑنے لگے۔ پھر آپ نے دو رکعتیں پڑھیں
اس کے بعد پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پڑھیں، پھر دو رکعتیں پھ
دو رکعتیں، پھر دو رکعتیں پڑھ کر اس کے بعد آپ نے وتر پڑھے اور لیٹ
گئے، پھر جب مؤذن آپ کے پاس آیا تو آپ نے اٹھ کر دو رکعت
معمولی (طور پر) پڑھیں پھر باہر تشریف لا کر صبح کی نماز پڑھی۔

فائدہ:- نیند سے اٹھنے کے بعد آپ نے بغیر وضو آیات قرآنی پڑھیں تو اس سے ثابت ہوا کہ بغیر وضو تلاوت جائز ہے۔ پھر وضو کر کے تہجد ک
بارہ رکعتیں پڑھیں اور اسی وقت عشاء کے وتر بھی ادا فرمائے۔ پھر لیٹ گئے، صبح کی اذان کے بعد جب مؤذن آپ کو اٹھانے کے لئے پہنچا
آپ نے فجر کی سنتیں پڑھیں پھر فجر کی نماز کے لئے باہر تشریف لے گئے۔

باب ۱۰۷. مَسْحِ الرَّاْسِ كُلِّهٖ

باب ۱۰۷۔ پورے سر کا مسح کرنا

(۱۴۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍؓ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ رَجُلٌ اَتَسْتَطِيْعُ اَنْ تُرِيَنِىْ كَيْفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ نَعَمْ فَدَعَا بِمَاءٍ فَاَفْرَغَ عَلٰى يَدِهٖ فَغَسَلَ يَدَهٗ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ مَضْمَضَ وَاسْتَنْثَرَ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ غَسَلَ يَدَيْهِ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ اِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ مَسَحَ رَاْسَهٗ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ بَدَاَ بِمُقَدَّمِ رَاْسِهٖ حَتّٰى ذَهَبَ بِهِمَا اِلٰى قَفَاهُ ثُمَّ رَدَّهُمَا اِلَى الْمَكَانِ الَّذِىْ بَدَاَ مِنْهُ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

(۱۴۰) حضرت عبداللہ بن زیدؓ سے ایک شخص نے کہا کہ کیا آپ مجھے دکھ
سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح وضو کیا کرتے تھے؟ حضرت عبداللہ
بن زید نے کہا کہ ہاں! تو انہوں نے پانی کا برتن منگوایا۔ (پانی پہلے
اپنے ہاتھوں پر ڈالا، دو مرتبہ ہاتھ دھوئے۔ پھر تین مرتبہ کلی کی، تین با
ناک صاف کی، پھر تین دفعہ چہرہ دھویا، پھر کہنیوں تک دونوں ہاتھ
مرتبہ دھوئے، پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے سر کا مسح کیا یعنی اپنے ہاتھ
(پہلے) آگے لائے پھر پیچھے لے گئے (مسح) سر کے ابتدائی حصے
شروع کیا پھر دونوں ہاتھ گدی تک لے جا کر وہیں واپس لائے جہاں
سے (مسح) شروع کیا تھا پھر اپنے پیر دھوئے۔

فائدہ:- یہ امام بخاریؒ اور امام مالکؒ کا مسلک ہے کہ پورے سر کا مسح کرنا ضروری ہے، احناف اور شوافع کے نزدیک سر کے ایک حصہ کا م
فرض ہے اور پورے سر کا سنت، البتہ حنفیہ چوتھائی سر کے مسح کو ضروری کہتے ہیں جس کی تائید ایک دوسرے صحابی ابو مغفلؓ کی روایت سے ہو
ہے جس میں آپ نے صرف پیشانی پر مسح کیا اور باقی سر پر نہیں۔ اس لئے اس حدیث سے پورے سر کے مسح کا فرض ہونا ثابت نہیں ہوتا الب
سنت ضرور ہے۔

باب ۱۰۸. اِسْتِعْمَالِ فَضْلِ وُضُوْءِ النَّاسِ

باب ۱۰۸۔ لوگوں کے وضو کا بچا ہوا پانی استعمال کرنا

(۱۴۱) عَنْ اَبِىْ جُحَيْفَةَؓ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِىُّ صَلّٰى

(۱۴۱) حضرت ابو جحیفہؓ نے فرمایا کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ ہمار
پاس دوپہر میں تشریف لائے تو آپ کے لئے وضو کا پانی لایا گیا، آ

اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِالْھَاجِرَۃِ فَاُتِیَ بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ فَجَعَلَ النَّاسُ یَاخُذُوْنَ مِنْ فَضْلِ وُضُوْءِہٖ فَیَتَمَسَّحُوْنَ بِہٖ فَصَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ رَکْعَتَیْنِ وَالْعَصْرَ رَکْعَتَیْنِ وَبَیْنَ یَدَیْہِ عَنَزَۃٌ۔

نے وضوفرمایا تو لوگ آپ کے وضو کا بقیہ پانی پینے لگے اور اسے (اپنے بدن پر) پھیرنے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور آپ کے سامنے (آڑ کے لئے) ایک نیزہ (گڑا ہوا) تھا۔

فائدہ۔ یہ جنگل کا موقع تھا جہاں آپ نے نماز پڑھی اور اپنا مستعمل پانی ان حضرات کو بطور تبرک دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ انسان کا جھوٹا پاک نہیں جیسے کہ آپ کی کلی کا پانی اور اس کو آپ نے انہیں پی لینے کا حکم فرمایا۔ نیز صحابہ اپنی والہانہ کیفیت اور رسول اللہ ﷺ سے فدویانہ تعلق کی بناء پر آپ کے وضوء کے بقیہ پانی کو حاصل کرتے تھے اور اس کوشش میں ایک دوسرے پر سبقت کرتے تھے تاکہ اس تبرک سے وہ فیض یاب ہوسکیں۔

(۱۴۲) عَنِ السَّآئِبِ بْنِ یَزِیْدَ (رضی اللہ عنہ) قَالَ ذَھَبَتْ بِیْ خَالَتِیْ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ ابْنَ اُخْتِیْ وَقِعٌ فَمَسَحَ رَاْسِیْ وَدَعَالِیْ بِالْبَرَکَۃِ ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْءِہٖ ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَھْرِہٖ فَنَظَرْتُ اِلٰی خَاتِمِ النُّبُوَّۃِ بَیْنَ کَتِفَیْہِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَۃِ۔

(۱۴۲) حضرت سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں کہ میری خالہ مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرا بھانجا بیمار ہے۔ تو آپ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور میرے لئے برکت کی دعا کی پھر آپ نے وضو کیا اور میں نے آپ کے وضو کا پانی پیا (یعنی جو پانی آپ نے وضو کے لئے استعمال فرمایا میں نے وہ پی لیا) پھر میں آپ کے پس پشت کھڑا ہو گیا اور میں نے مہر نبوت دیکھی جو آپ کے مونڈھوں کے درمیان تھی، وہ ایسی تھی جیسی چھپر کھٹ کی گھنڈی یا کبوتر کا انڈا۔

فائدہ:۔ حنفیہ کے نزدیک صحیح قول کے مطابق وضو کا مستعمل پانی خود پاک ہے لیکن اس سے کسی دوسرے ناپاک جسم یا کپڑے کو پاک نہیں کرسکتے۔

باب ۱۰۹. وُضُوْءِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَاَتِہٖ

باب ۱۳۸۔ خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ وضو کرنا

(۱۴۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّہٗ قَالَ کَانَ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ یَتَوَضَّأُوْنَ فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَمِیْعًا۔

(۱۴۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورت اور مرد سب ایک ساتھ وضو کیا کرتے تھے (یعنی ایک ہی برتن سے وضو کیا کرتے تھے۔)

باب ۱۱۰. صَبِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَضُوْءَہٗ عَلَی الْمُغْمٰی عَلَیْہِ.

باب ۱۱۰۔ رسول اللہ ﷺ کا ایک بے ہوش آدمی پر اپنے وضو کا پانی چھڑکنا

(۱۴۴) عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ وَ اَنَا مَرِیْضٌ لَّا اَعْقِلُ فَتَوَضَّاَ وَ صَبَّ عَلَیَّ مِنْ وُضُوْئِہٖ فَعَقَلْتُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ لِمَنِ الْمِیْرَاثُ اِنَّمَا یَرِثُنِیْ کَلاَلَۃٌ فَنَزَلَتْ اٰیَۃُ الْفَرَآئِضِ۔

(۱۴۴) حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میری مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے۔ میں (ایسا) بیمار تھا کہ مجھے ہوش نہیں تھا آپ نے اپنے وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا تو مجھے ہوش آ گیا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرا وارث کون ہوگا؟ میرا تو صرف ایک کلالہ وارث ہے اس پر آیت میراث نازل ہوئی۔

باب ۱۱۱. اَلْغُسْلِ وَالْوَضُوْءِ فِی الْمِخْضَبِ وَالْقَدَحِ وَالْخَشَبِ وَالْحِجَارَۃِ

باب ۱۱۱۔ لگن، پیالی، لکڑی اور پتھر کے برتن سے غسل اور وضو کرنا

(۱۴۵) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ فَقَامَ مَنْ کَانَ قَرِیْبَ الدَّارِ اِلٰی اَھْلِهٖ وَبَقِیَ قَوْمٌ فَاُتِیَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِخْضَبٍ مِّنْ حِجَارَۃٍ فِیْهِ مَآءٌ فَصَغُرَ الْمِخْضَبُ اَنْ یَّبْسُطَ فِیْهِ کَفَّهٗ فَتَوَضَّاَ الْقَوْمُ کُلُّھُمْ قُلْنَا کَمْ کُنْتُمْ قَالَ ثَمَانِیْنَ وَ زِیَادَۃً۔

(۱۴۵) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نماز کا وقت آ گیا تو ایک شخص جس کا مکان قریب ہی تھا۔ اپنے گھر چلا گیا اور (کچھ) لوگ رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس پتھر کا ایک برتن لایا گیا جس میں پانی تھا۔ وہ برتن اتنا چھوٹا تھا کہ آپ اس میں اپنی ہتھیلی نہیں پھیلا سکتے تھے (مگر) سب نے اس برتن سے وضو کرلیا۔ ہم نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ تم کتنے آدمی تھے کہنے لگے اسی ۸۰ سے کچھ زیادہ تھے۔

فائدہ:۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا ایک معجزہ تھا کہ اتنی قلیل پانی کی مقدار سے اتنے لوگوں نے وضو کرلیا۔

(۱۴۶) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِقَدَحٍ فِیْهِ مَآءٌ فَغَسَلَ یَدَیْهِ وَوَجْهَهٗ فِیْهِ وَ مَجَّ فِیْهِ۔

(۱۴۶) حضرت ابو موسیٰؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالہ منگایا جس میں پانی تھا پھر اس میں آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرے کو دھویا اور اسی میں کلی کی۔

(۱۴۷) عَنْ عَآئِشَةَ (رضي اللّٰه تعالی عنها) قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ بِهٖ وَجَعُهٗ اسْتَاْذَنَ اَزْوَاجَهٗ فِیْ اَنْ یُّمَرَّضَ فِیْ بَیْتِیْ فَاَذِنَّ لَهٗ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ رَجُلَیْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِی الْاَرْضِ بَیْنَ عَبَّاسٍ وَّ رَجُلٍ اٰخَرَ قَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ فَاَخْبَرْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ اَتَدْرِیْ مَنِ الرَّجُلُ الْاٰخَرُ قُلْتُ لَا قَالَ ھُوَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَّ کَانَتْ عَآئِشَةُ تُحَدِّثُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْدَ مَادَخَلَ بَیْتَهٗ وَاشْتَدَّ وَجَعُهٗ ھَرِیْقُوْا عَلَیَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَّمْ تُحْلَلْ اَوْ کِیَتُھُنَّ لَعَلِّیْ اَعْھَدُ اِلَی النَّاسِ وَاُجْلِسَ فِیْ مِخْضَبٍ لِّحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَیْهِ تِلْكَ حَتّٰی طَفِقَ یُشِیْرُ اِلَیْنَآ اَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ ثُمَّ خَرَجَ اِلَی النَّاسِ۔

(۱۴۷) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کی تکلیف شدید ہوگئی تو آپ نے اپنی (دوسری) بیویوں سے اس بات کی اجازت لی کہ آپ کی تیمارداری میرے گھر میں کی جائے، انہوں نے آپ کو اس کی اجازت دے دی تو (ایک دن) رسول اللہ ﷺ دو آدمیوں کے درمیان (سہارا لے کر) باہر نکلے آپ کے پاؤں (کمزوری کی وجہ سے) زمین میں گھسٹتے جاتے تھے، حضرت عباسؓ اور ایک اور آدمی کے درمیان (آپ باہر) نکلے تھے۔ عبیداللہ (راوی حدیث) کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث عبداللہ بن عباسؓ کو سنائی تو وہ بولے، تم جانتے ہو، وہ دوسرا آدمی کون تھا۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں، کہنے لگے وہ علی تھے (پھر بسلسلۂ حدیث) حضرت عائشہؓ بیان فرماتی تھیں کہ جب نبی ﷺ اپنے گھر میں (یعنی حضرت عائشہؓ کے مکان میں) داخل ہوئے اور آپ کا مرض بڑھ گیا تو آپ نے فرمایا، میرے اوپر ایسی سات مشکوں کا پانی ڈالو جن کے بند نہ کھلے ہوں تاکہ میں (سکون کے بعد) لوگوں کو کچھ وصیت کروں (چنانچہ) آپ حضرت حفصہؓ رسول اللہ ﷺ کی (دوسری) بیوی کے کونڈے میں بٹھا دیئے گئے۔ پھر ہم نے آپ پر ان مشکوں سے پانی ڈالنا شروع کیا۔ جب آپ نے اشارے سے فرمایا کہ بس اب تم نے (تعمیل حکم) کردی۔ تو اس کے بعد لوگوں کے پاس باہر تشریف لے گئے۔

باب ۱۱۲. اَلْوُضُوْءِ مِنَ التَّوْرِ.

۱۴۳۔ طشت سے (پانی لے کر) وضو کرنا

(۱۴۸) عَنْ اَنَسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعَا بِاِنَآءٍ مِّنْ مَّآءٍ فَاُتِیَ بِقَدَحٍ رَحْرَاحٍ فِیْهِ شَیْءٌ مِّنْ مَّآءٍ

(۱۴۸) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ایک برتن طلب فرمایا تو آپ کے لئے ایک چوڑے منہ کا پیالہ لایا گیا جس میں

فَوَضَعَ اَصَابِعَه' فِيهِ قَالَ اَنَسٌ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ اِلَى الْمَآءِ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ قَالَ اَنَسٌ فَحَزَرْتُ مَنْ تَوَضَّأَ مَابَيْنَ السَّبْعِيْنَ اِلَى الثَّمَانِيْنَ۔

کچھ پانی تھا۔ آپ نے اپنی انگلیاں اس پیالے میں ڈال دیں، انسؓ کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھنے لگا تو (ایسا معلوم ہوتا تھا کہ) پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ اس (ایک پیالہ) پانی سے جن لوگوں نے وضو کیا، ان کی مقدار ستر ۷۰ سے اسی ۸۰ تک تھی۔

فائدہ:۔ یہاں اس برتن کی ایک خصوصیت یہ ذکر کی ہے کہ وہ چوڑے منہ کا تھا۔ جس سے مطلب یہ ہے کہ پھیلا ہوا برتن تھا، جس میں پانی کی مقدار کم آتی ہے۔ پھر یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ اتنی کم مقدار سے اسی ۸۰ آدمیوں نے وضو کرلیا۔

باب ۱۱۳. اَلْوُضُوْءِ بِالْمُدِّ.

باب ۱۱۳۔ ایک مد (پانی) سے وضو کرنا

(۱۴۹) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ اَوْ كَانَ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ اِلَى خَمْسَةِ اَمْدَادٍ وَّ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ۔

(۱۴۹) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب دھوتے تھے یا (یہ کہا کہ) جب نہاتے تھے تو ایک صاع سے لے کر پانچ مد تک (پانی استعمال فرماتے تھے) اور جب وضو فرماتے تھے تو ایک مد (پانی) سے۔

فائدہ:۔ مد ایک پیمانہ ہے جو عرب میں رائج تھا۔ جس میں کم از کم سوا سیر پانی آتا ہے۔ نیز یہ مقداریں اس وقت کے لحاظ سے تھیں جس وقت یہ پیمانے عرب میں رائج تھے۔ کسی خاص مقدار سے وضو یا غسل کرنا ضروری نہیں۔ ایک شخص کی جسمانی قد و قامت کے لحاظ سے پانی کی جتنی مقدار وضو و غسل کے لئے کفایت کرے، اتنی مقدار میں پانی استعمال کرنا چاہئے۔ باقی جو مقدار رسول اللہ ﷺ سے منسوب ہے اس کو علماء نے مستحب کہا ہے۔

باب ۱۱۴ . اَلْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ.

باب ۱۱۴۔ موزوں پر مسح کرنا

(۱۵۰) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رضى الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّه' مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ سَاَلَ عُمَرَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ نَعَمْ اِذَا حَدَّثَكَ شَيْئًا سَعْدٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا تَسْاَلْ عَنْهُ غَيْرَه'۔

(۱۵۰) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے موزوں پر مسح کیا اور عبداللہ بن عمرؓ نے حضرت عمرؓ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ ہاں (آپ نے مسح کیا ہے) جب تم سے سعد رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کریں تو اس کے متعلق ان کے سوا (کسی) دوسرے آدمی سے مت پوچھو۔

فائدہ:۔ اصلی بات یہ تھی کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو موزوں پر مسح کرنے کا مسئلہ پہلے سے معلوم نہ تھا۔ جب وہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس کوفہ میں آئے اور انہیں موزوں پر مسح کرتے دیکھا تو اس کی وجہ پوچھی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے فعل کا حوالہ دیا کہ آپ ﷺ بھی مسح فرمایا کرتے تھے۔ اور کہا کہ تم اس کے متعلق اپنے والد حضرت عمرؓ سے تصدیق کرلو۔ چنانچہ انہوں نے جب حضرت عمرؓ سے مسئلہ کی تحقیق کی اور حضرت سعد کا حوالہ دیا، تب انہوں نے فرمایا کہ سعدؓ کی روایت قابل اعتماد ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے جو حدیث نقل کرتے ہیں وہ صحیح ہوتی ہے۔ اس کو کسی اور سے تصدیق کرنے کی ضرورت نہیں۔ بظاہر حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو موزوں پر مسح کا مسئلہ تو معلوم ہوگا لیکن وہ غالباً یہ سمجھتے تھے کہ اس کا تعلق سفر سے ہے۔ شریعت نے سفر کے لئے یہ سہولت دی ہے کہ آدمی پاؤں دھونے کے بجائے موزے پہنے پہنے ان پر پانی کا ہاتھ پھیر لے لیکن جب حضرت سعدؓ سے معلوم ہوا کہ اس کی اجازت حالت قیام میں بھی ہے تب انہوں نے اپنی سابق رائے سے رجوع فرمالیا۔

(۱۵۱) عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِى (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ اَنَّهُ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ۔

(۱۵۱) حضرت عمرو بن امیہ الضمر ی رضی اللہ تعالی عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(۱۵۲) عَنْ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ عَلٰى عَمَامَتِهٖ وَ خُفَّيْهِ۔

(۱۵۲) حضرت عمرو بن امیہ الضمر یؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے عمامے اور موزوں پر مسح کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ:۔ خالی عمامے کا مسح کافی نہیں ہے، اس روایت کا مطلب ہے کہ سر کے اگلے حصے پر آپ نے براہ راست مسح فرمایا اور باقی سر پر چونکہ عمامہ تھا اس لئے پورے سر کا مسح کرنے کی بجائے آپ نے عمامے پر ہاتھ پھیرلیا۔ یہ ہی جمہور علماء کا مسلک ہے۔

باب ۱۱۵. اِذَآ اَدْخَلَ رِجْلَيْهِ وَ هُمَا طَاهِرَتَانِ

باب ۱۱۵۔ وضو کے بعد موزے پہننا۔

(۱۵۳) عَنِ الْمُغِيْرَةِ رضى الله عنه قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفَرٍ فَاَهْوَيْتُ لِاَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَاِنِّىْ اَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا۔

(۱۵۳) حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، تو میرا ارادہ ہوا کہ (وضو کرتے وقت) آپ کے موزے اتار ڈالوں۔ تب آپ نے فرمایا کہ انہیں رہنے دے۔ چونکہ جب میں نے انہیں پہنا تھا تو میرے پاؤں پاک تھے (یعنی میں باوضو تھا) لہذا آپ نے ان پر مسح کرلیا۔

فائدہ:۔ موزوں پر مسح کرنے کی روایت کم از کم چالیس صحابہؓ نے کی ہے۔ مقیم کے لئے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات کے لئے مسلسل موزے پر مسح کرنے کی اجازت ہے۔

باب ۱۱۶. مَنْ لَّمْ يَتَوَضَّا مِنْ لَّحْمِ الشَّاةِ وَالسَّوِيْقِ

باب ۱۱۶۔ بکری کا گوشت اور ستو کھا کر وضو نہ کرنا

(۱۵۴) عَنْ عمرو بن اميةؓ قَالَ اَنَّهُ رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفِ شَاةٍ فَدُعِىَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاَلْقَى السِّكِّيْنَ فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ۔

(۱۵۴) حضرت عمرو بن امیہؓ نے فرمایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ بکری کا شانہ کاٹ کاٹ کر کھا رہے تھے۔ پھر آپ نماز کے لئے بلائے گئے تو آپ ﷺ نے چھری ڈال دی اور نماز پڑھی، وضو نہیں کیا۔

فائدہ:۔ ابتدائی زمانہ میں آگ پر جو چیز گرم ہوئی ہو اور پکی ہو اس کو کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا تھا اور نیا وضو کرنے کا حکم تھا لیکن بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا اب کسی بھی جائز اور مباح چیز کے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

باب ۱۱۷. مَنْ مَّضْمَضَ مِنَ السَّوِيْقِ وَ لَمْ يَتَوَضَّاْ.

(۱۵۸) عَنْ سُوَيْدِ بْنِ النُّعْمَانِؓ قَالَ اَنَّهُ خَرَجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ خَيْبَرَ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالصَّهْبَآءِ وَهِىَ اَدْنٰى خَيْبَرَ فَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ دَعَا بِالْاَزْوَادِ فَلَمْ يُؤْتَ اِلَّا بِالسَّوِيْقِ فَاَمَرَ بِهٖ فَثُرِّىَ فَاَكَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكَلْنَا ثُمَّ قَامَ اِلَى الْمَغْرِبِ فَمَضْمَضَ وَمَضْمَضْنَا ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّاْ۔

(۱۵۸) حضرت سوید بن نعمانؓ نے فرمایا کہ فتح خیبر والے سال میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ صہبا کی طرف جو خیبر کے نشیب میں ہے، پہنچا آپ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی، پھر توشے منگوائے گئے تو سوائے ستو کے کچھ اور نہیں آیا، پھر آپ نے حکم دیا تو وہ بھگو دیا گیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے کھایا اور ہم نے (بھی) کھایا پھر مغرب (کی نماز) کے لئے کھڑے ہوگئے۔ آپ نے کلی کی اور ہم نے (بھی) کلی کی پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

(۱۵۹) عَنْ مَيْمُوْنَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۵۹) حضرت میمونہؓ زوجہ رسول اللہ ﷺ نے بتلایا کہ آپ ﷺ نے ان کے یہاں (بکری کا) شانہ کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

اَکَلَ عِندَ هَا کَتِفًا ثُمَّ صَلَّی وَلَم یَتَوَضَّأ۔

باب۱۱۸ . هَل یُمَضمِضُ مِنَ اللَّبَنِ.

(۱۶۰)عَن ابنِ عَبَّاس رضی الله عنهما اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ لَبَنًا فَمَضمَضَ وَقَالَ اِنَّ لَهٗ دَسَمً۔

باب ۱۱۸۔ کیا دودھ پی کر کلی کرنا چاہئے

(۱۶۰) حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ پیا، پھر کلی کی اور آپ ﷺ ارشاد فرمایا اس میں چکنائی ہوتی ہے (اسی لئے کلی کی)۔

باب ۱۱۹ . اَلوُضُوءِ مِنَ النَّومِ وَمَن لَّم یَرَ مِنَ النَّعسَةِ وَالنَّعسَتَینِ اَوِ الخَفقَةِ وُضُوءً ا

باب ۱۱۹۔ سونے کے بعد وضو کرنا۔

بعض علماء کے نزدیک ایک یا دو مرتبہ کی اونگھ سے یا (نیند کا) ایک جھونکا لینے سے وضو واجب نہیں ہوتا

(۱۶۱) عَن عَائِشَةَ (رضی الله تعالی عنها) اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَعَسَ اَحَدُکُم وَهُوَ یُصَلِّی فَلیَرقُد حَتّٰی یَذهَبَ عَنهُ النَّومُ فَاِنَّ اَحَدَکُم اِذَا صَلّٰی وَهُوَ نَاعِسٌ لَّا یَدرِی لَعَلَّهٗ یَستَغفِرُ فَیَسُبُّ نَفسَهٗ۔

(۱۶۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز پڑھتے وقت تم میں سے کسی کو اونگھ آ جائے تو اسے چاہئے کہ سو رہے۔ تاکہ نیند (کا اثر) اس پر سے ختم ہو جائے اس لئے کہ جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے لگے اور وہ اونگھ رہا ہو تو اسے کچھ پتہ نہیں چلے گا کہ وہ اپنے لئے (خدا سے) مغفرت طلب کر رہا ہے یا اپنے آپ کو بد عا دے رہا ہے۔

فائدہ:۔ نیند کے جو اوقات ہیں ان میں عام طور پر آدمی نفل نمازیں پڑھتا ہے۔ جیسے تہجد کی نماز۔ اس لئے یہ حکم نوافل کے لئے ہے۔ فرض نمازوں کو نیند کی وجہ سے ترک کرنا جائز نہیں۔

(۱۶۲) عَن اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَعَسَ فِی الصَّلٰوةِ فَلیَنَم حَتّٰی یَعلَمَ مَایَقرَأُ۔

(۱۶۲) حضرت انسؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم نماز میں اونگھنے لگو تو سو جاؤ جب تک (آدمی کو) یہ نہ معلوم ہو کہ کیا پڑھ رہا ہے۔

باب ۱۲۰ . اَلوُضُوءِ مِن غَیرِ حَدَثٍ

باب ۱۲۰۔ بغیر حدث کے وضو کرنا۔

(۱۶۳) عَن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّأُ عِندَ کُلِّ صَلٰوةٍ وَقَالَ یُجزِئُ اَحَدَنَا الوُضُوءُ مَالَم یُحدِث۔

(۱۶۳) حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے لئے وضو فرمایا کرتے تھے۔ (اور فرمایا کہ) ہم میں سے ہر ایک کو وضو اس وقت تک کافی ہوتا جب تک کوئی وضو کو توڑنے والی چیز پیش نہ آ جائے (یعنی پیشاب، پاخانے وغیرہ کی ضرورت یا نیند وغیرہ)

فائدہ:۔ ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا مستحب ہے مگر ایک ہی وضو سے آدمی کئی نمازیں پڑھ سکتا ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔

باب ۱۲۱ . مِنَ الکَبَآئِرِ اَن لَّا یَستَتِرَ مِن بَولِهٖ

باب ۱۲۱۔ پیشاب سے نہ بچنا گناہ کبیرہ ہے

(۱۶۴)عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ بِحَائِطٍ مِّن حِیطَانِ المَدِینَةِ اَو مَکَّةَ فَسَمِعَ صَوتَ اِنسَانَینِ یُعَذَّبَانِ فِی قُبُورِهِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یُعَذَّبَانِ وَمَا یُعَذَّبَانِ فِی کَبِیرٍ ثُمَّ قَالَ بَلٰی کَانَ اَحَدُهُمَا لَا یَستَتِرُ

(۱۶۴) حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ مدینہ یا مکے کے ایک باغ میں تشریف لے گئے (وہاں) آپ نے دو شخصوں کی آواز سنی، جنہیں ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ ان پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بہت بڑے گناہ کی وجہ سے نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا بات یہ ہے کہ ایک شخص ان میں سے پیشاب

مِنْ بَوْلِهِ وَ كَانَ الْاٰخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ ثُمَّ دَعَا بِجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا كَسْرَتَيْنِ فَوَضَعَ عَلٰى كُلِّ قَبْرٍمِّنْهُمَا كَسْرَةً فَقِيْلَ لَهٗ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لِمَ فَعَلْتَ هٰذَا قَالَ لَعَلَّهٗ اَنْ يُّخَفَّفَ عَنْهُمَا مَالَمْ تَيْبَسَا۔

سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتا تھا اور دوسرے شخص میں چغل خوری کی عادت تھی۔ پھر آپ نے (کھجور کی) ایک ڈال منگوائی اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کیا اور ان میں سے ایک ٹکڑا ہر ایک کی قبر پر رکھ دیا۔ لوگوں نے آپ سے پوچھا کہ یارسول اللہ! یہ آپ نے کیوں کیا؟ آپ نے فرمایا، اس لئے کہ جب تک یہ ڈالیاں خشک ہوں اور اس وقت تک ان پر عذاب کم ہوگا۔

فائدہ:۔ یہ قبریں مسلمانوں کی تھیں یا کفار کی؟ اس میں بہت کچھ اختلاف ہے۔ لیکن قرین قیاس یہ ہی ہے کہ مسلمانوں کی ہی ہوں گی اسی لئے آپ نے تخفیف عذاب کے لئے کھجور کی ٹہنیاں ان کی قبروں پر لگادیں۔ لیکن اس کی مصلحت کیا تھی، ان ٹہنیوں کی وجہ سے عذاب کم کیوں ہوا۔ یہ اللہ کی مصلحت ہے۔ غالباً رسول اللہ ﷺ نے بھی وحی کی بناء پر یہ فعل کیا۔

پیشاب ایک ناپاک چیز ہے۔ اس سے احتیاط کا شریعت میں تاکیدی حکم ہے۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ پیشاب سے بچو۔ کیونکہ قبر کا عذاب اکثر اس کی وجہ سے (بھی) ہوتا ہے۔ خود پیشاب میں ایک قسم کی سمیت اور زہر ہے۔ صحت کے لحاظ سے بھی پیشاب کی آلودگی مضر ہے، پھر خود اس کی بدبو ہر سلیم الطبع اور پاکیزہ مزاج آدمی کے لئے ناگوار ہے۔

چغل خوری بھی سخت نامراد قسم کا اخلاقی مرض ہے جس سے آدمی کی خود اپنی شخصیت کو گھن لگتا ہے اور دوسرے افراد بھی اس کے اس مرض کی وجہ سے زبردست نقصان اٹھاتے ہیں اسی لئے اس کو بھی عذاب قبر کا سبب بتایا گیا ہے۔

باب ۱۲۲. مَاجَآءَ فِيْ غَسْلِ الْبَوْلِ

باب ۱۲۲۔ پیشاب کو دھونا اور پاک کرنا

(۱۶۵) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَبَرَّزَ لِحَاجَتِهٖ اَتَيْتُهٗ بِمَآءٍ فَيَغْسِلُ بِهٖ ۔

(۱۶۵) حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رفع حاجت کے لئے باہر تشریف لے جاتے تو میں آپ کے پاس پانی لاتا تھا، آپ اس سے استنجاء فرماتے۔

باب ۱۲۳. تَرْكِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ الْاَعْرَابِيَّ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ بَوْلِهٖ فِي الْمَسْجِدِ

باب ۱۲۳۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کا دیہاتی کو مہلت دینا جب تک کہ وہ مسجد میں پیشاب کر کے فارغ نہ ہوگیا۔

(۱۶۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَبَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ وَهَرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهٖ سَجْلًا مِّنْ مَّآءٍ اَوْذَنُوْبًا مِّنْ مَّآءٍ فَاِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ۔

(۱۶۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک اعرابی کھڑا ہو کر مسجد میں پیشاب کرنے لگا تو لوگوں نے اسے پکڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر پانی کا بھرا ہوا ڈول یا کچھ کم بھرا ہوا ڈول بہادو۔ کیونکہ تم نرمی کے لئے بھیجے گئے ہو، سختی کے لئے نہیں۔

فائدہ:۔ پیشاب کرتے وقت آپ نے اس کو روکا نہیں بلکہ صحابہؓ کو بھی منع فرمادیا کہ اسے پیشاب سے فارغ ہونے دو۔ درمیان میں اسے روکنے سے ممکن ہے کہ اس کا پیشاب بند ہوجاتا اور اسے کوئی تکلیف پیدا ہوجاتی، یہ آپ ﷺ کی شفقت وبصیرت کی بات تھی، البتہ پیشاب کے بعد اس جگہ جہاں اس نے پیشاب کیا تو وہاں آپ ﷺ نے پانی بہانے کا حکم دیا۔

باب ۱۲۴. بَوْلِ الصِّبْيَانِ

باب ۱۲۴۔ بچوں کے پیشاب کا حکم

(۱۶۷) عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنها اَنَّهَا اَتَتْ بِابْنٍ لَّهَا صَغِيْرٍ لَّمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

(۱۶۷) حضرت ام قیس بنت محصنؓ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خدمت میں اپنا چھوٹا بچہ لے کر آئیں جو کھانا نہیں کھاتا تھا (یعنی شیر

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَجْلَسَه، رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجْرِهٖ فَبَالَ عَلٰى ثَوْبِهٖ فَدَعَا بِمَآءٍ فَنَضَحَه، وَلَمْ يَغْسِلْهُ۔

خوار تھا) تو رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی گود میں بٹھالیا۔ اس بچے نے آپ کے کپڑے پر پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگا کر کپڑے پر چھڑک دیا اور اسے (خوب اچھی طرح نہیں دھویا۔)

فائدہ:۔ پیشاب ہر حال میں ناپاک ہے۔ مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پیشاب والے کپڑے کو پاک کرنے کے لئے پانی استعمال کیا۔ یعنی جس قدر ی ضروری تھا اتنا دھولیا ممکن ہے وہ پیشاب بہت معمولی مقدار میں ہو کہ خوب اچھی طرح رگڑ کر دھونے کی ضرورت نہ محسوس فرمائی ہو

باب ۱۲۵. اَلْبَوْلِ قَآئِمًا وَّقَاعِدًا

باب ۱۲۵۔ کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پیشاب کرنا

(۱۶۸) عَنْ حُذَيْفَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُبَاطَةَ قَوْمٍ فَبَالَ قَآئِمًا ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ فَجِئْتُه، بِمَآءٍ فَتَوَضَّاَ۔

(۱۶۸) حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کسی قوم کی کوڑی پر تشریف لائے (وہاں) آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کیا، پھر پانی کا برتن منگایا، میں آپ ﷺ کے پاس پانی لے کر آیا تو آپ ﷺ نے وضو فرمایا۔

فائدہ:۔ پیشاب بیٹھ کر کرنے کا حکم ہے لیکن چونکہ وہ گندا مقام تھا، بیٹھ کر پیشاب کرنے میں نجاست سے کپڑے خراب ہونے کا اندیشہ تھا اس لئے آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب فرمایا۔ مطلب یہ ہے کہ کسی ضرورت کے تحت کھڑے ہو کر پیشاب کیا جا سکتا ہے اور جب ضرورتاً کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہوا تو بیٹھ کر تو یقیناً جائز ہوگا۔

باب ۱۲۶. اَلْبَوْلِ عِنْدَ صَاحِبِهٖ وَالتَّسَتُّرُ بِالْحَائِطِ

باب ۱۲۶۔ اپنے (کسی) ساتھی کے قریب پیشاب کرنا اور دیوار کی آڑ لینا

(۱۶۹) عَنْ حُذَيْفَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ رَاَيْتُنِيْ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَمَاشٰى فَاَتٰى سُبَاطَةَ قَوْمٍ خَلْفَ حَآئِطٍ فَقَامَ كَمَا يَقُوْمُ اَحَدُكُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَاَشَارَ اِلَيَّ فَجِئْتُه، فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ حَتّٰى فَرَغَ۔

(۱۶۹) حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے یاد ہے کہ (ایک مرتبہ) میں اور رسول اللہ ﷺ جا رہے تھے کہ ایک قوم کی کوڑی پر (جو) ایک دیوار کے نیچے (تھی) پہنچے تو آپ اس طرح کھڑے ہو گئے جس طرح ہم تم میں سے کوئی (شخص) کھڑا ہوتا ہے۔ پھر آپ نے پیشاب کیا اور میں ایک طرف ہٹ گیا۔ تب آپ نے مجھے اشارہ کیا تو میں آپ کے پاس گیا اور (پردہ کی غرض سے) آپ کی ایڑیوں کے قریب کھڑا ہو گیا حتیٰ کہ آپ پیشاب سے فارغ ہو گئے

باب ۱۲۷. غَسْلِ الدَّمِ

باب ۱۲۷۔ حیض کا خون دھونا

(۱۷۰) عَنْ اَسْمَآءَ (رضی اللہ تعالی عنہا) قَالَتْ جَآءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اَرَءَيْتَ اِحْدَانَا تَحِيْضُ فِي الثَّوْبِ كَيْفَ تَصْنَعُ قَالَ تَحُتُّه، ثُمَّ تَقْرُصُه، بِالْمَاءِ وَتَنْضَحُه، بِالْمَاءِ وَتُصَلِّيْ فِيْهِ۔

(۱۷۰) حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو عرض کیا کہ آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ہم میں کسی عورت کو کپڑے میں حیض آتا ہے (تو) وہ کیا کرے؟ آپ نے فرمایا (کہ پہلے) ملے پھر پانی سے رگڑے اور پانی سے صاف کرے اور (اس کے بعد) اس کپڑے میں نماز پڑھ لے۔

فائدہ:۔ کپڑا اگر حیض کے خون سے آلودہ ہو جائے تو اس کو دھو کر پاک کرنا ضروری ہے۔

(۱۷۱) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنھا) قَالَتْ جَآءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ اَبِیْ حُبَیْشٍ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّی امْرَأَةٌ اُسْتَحَاضُ فَلَآ اَطْهُرُ اَفَادَعُ الصَّلٰوۃَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا اِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَّلَیْسَ بِحَیْضٍ فَاِذَا اَقْبَلَتْ حَیْضَتُكِ فَدَعِی الصَّلٰوۃَ وَاِذَآ اَدْبَرَتْ فَاغْسِلِیْ عَنْكِ الدَّمَ ثُمَّ صَلِّیْ قَالَ وَقَال (راوی) اَبِیْ ثُمَّ تَوَضَّأِیْ لِکُلِّ صَلٰوۃٍ حَتّٰی یَجِیْءَ ذٰلِكَ الْوَقْتُ۔

(۱۷۱) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ابوحبیش کی لڑکی فاطمہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کیا کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جسے استحاضہ کی شکایت ہے (یعنی حیض کا خون میعاد اور مقدار سے زیادہ آتا ہے) اس لئے میں پاک نہیں رہتی ہوں تو کیا میں نماز چھوڑ دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں یہ ایک رگ (کا خون) ہے حیض نہیں ہے۔ تو جب تجھے حیض آئے (یعنی حیض کے مقررہ دن شروع ہوں) تو نماز چھوڑ دے اور جب یہ دن گزر جائیں تو اپنے (بدن اور کپڑے سے خون کو دھوڈال۔ پھر نماز پڑھ، راوی حدیث کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا کہ حضور ﷺ نے یہ (بھی) فرمایا کہ پھر ہر نماز کے لئے وضو کر، حتیٰ کہ وہی (حیض کا) وقت پھر لوٹ آئے

فائدہ:۔ جو عورت سیلان خون کی بیماری میں مبتلا ہے اس کے لئے حکم ہے کہ ہر نماز کے لئے مستقل وضو کرے اور حیض کے جتنے دن اس کی عادت کے موافق ہوتے ہیں ان دنوں میں نماز نہ پڑھے۔ اس لئے ان ایام کی نماز معاف ہے۔ شریعت کا یہ حکم اگرچہ عورت کی زندگی کے ایک ایسے گوشے سے تعلق رکھتا ہے جو نہایت ہی پوشیدہ رہتا ہے لیکن اس کے بارے میں اگر عورتوں کو کوئی راہ نمائی نہ ملتی تو وہ اس گوشے سے متعلق ایسی ہدایات سے محروم رہ جاتیں جن سے ان کا دین اور دنیا، روح اور جسم صاف اور پاک ہوسکتا تھا اور جس سے ان کی نفسیاتی اور اخلاقی، طبی اور روحانی اصلاح ہوسکتی تھی۔ اس بنا پر ایسی تمام احادیث کے بارے میں یہ ہی نقطہ نظر رکھنا چاہئے کہ دین لوگوں کی زندگی کے لئے ایک مکمل تعمیری نقشے کی حیثیت رکھتا ہے۔ انسانی زندگی کا کوئی سا پہلو دینی راہ نمائی کے بغیر اپنے صحیح مقام پر فٹ نہیں ہوسکتا، پھر آج کے دور میں اس قسم کی جملہ احادیث کو جن میں عورت مرد کے پوشیدہ معاملات یا تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے اور ان کے بارے میں ہدایات دی گئی ہیں، بیان کرنے میں کسی شرم کی ضرورت نہیں جب کہ جنسی لٹریچر عام ہو چکا ہے اور جدید تعلیم کے سربراہ مرد عورت کے پوشیدہ سے پوشیدہ تعلقات کی تعلیم کو اپنے نزدیک ضروری قرار دینے لگے ہیں جس کی فی الحقیقت کوئی ضرورت نہیں۔

باب ۱۲۸. غَسْلِ الْمَنِیِّ وَفَرْکِهٖ

باب ۱۲۸۔ منی کا دھونا اور اس کا رگڑنا

(۱۷۲) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھا قَالَتْ کُنْتُ اَغْسِلُ الْجَنَابَةَ مِنْ ثَوْبِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَخْرُجُ اِلَی الصَّلٰوۃِ وَاِنَّ بُقَعَ الْمَآءِ فِیْ ثَوْبِهٖ۔

(۱۷۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے جنابت (یعنی منی کے دھبے) کو دھوتی تھی۔ پھر (اس کو پہن کر) آپ نماز کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور پانی کے دھبے آپ کے کپڑے میں ہوتے تھے۔

فائدہ:۔ مطلب یہ ہے کہ کپڑا پاک کرنے کے بعد اس قابل ہو جاتا ہے کہ اس سے نماز پڑھ لی جائے اگرچہ وہ خشک نہ ہوا ہو۔

باب ۱۲۹. اَبْوَالِ الْاِبِلِ وَالدَّوَآبِّ وَالْغَنَمِ وَمَرَابِضِهَا

باب ۱۲۹۔ اونٹ، بکری اور چوپایوں کا پیشاب اور ان کے رہنے کی جگہ (کا حکم کیا ہے؟)

(۱۷۳) عَنْ اَنَس (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْه) قَالَ قَدِمَ اُنَاسٌ مِّنْ عُکْلٍ وَّعُرَیْنَةَ فَاجْتَوَوُا الْمَدِیْنَةَ فَاَمَرَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِلِقَاحٍ وَّاَنْ یَّشْرَبُوْا مِنْ اَبْوَالِهَا

(۱۷۳) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ عکل یا عرینہ (قبیلوں) کے آئے اور مدینہ پہنچ کر وہ بیمار ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں لقاح میں جانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہاں کے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پئیں

وَالْبَانِهَا فَانْطَلَقُوْا فَلَمَّا صَحُّوْا قَتَلُوْا رَاعِیَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَاقُوا النَّعَمَ فَجَآءَ الْخَبَرُ فِیْ اَوَّلِ النَّهَارِ فَبَعَثَ فِیْ آثَارِهِمْ فَلَمَّا ارْتَفَعَ النَّهَارُ جِیْءَ بِهِمْ فَاَمَرَ فَقُطِعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ وَسُمِرَتْ اَعْیُنُهُمْ وَاُلْقُوْا فِی الْحَرَّةِ یَسْتَسْقُوْنَ فَلَا یُسْقَوْنَ۔

چنانچہ وہ (لقاح کی طرف جہاں اونٹ رہتے تھے) چلے گئے اور جب اچھے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر کے جانوروں کو ہانک لے گئے، دن کے ابتدائی حصے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس (اس واقعہ کی) خبر آئی، تو آپ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے جب دن چڑھ گیا تو (تلاش کے بعد) وہ ملزمین حضور کی خدمت میں لائے گئے۔ آپ کے حکم کے مطابق (شدید جرم کی بنا پر) ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ اور آنکھوں میں گرم سلاخیں پھیر دی گئیں اور (مدینہ کی) پتھریلی زمین میں ڈال دیئے گئے (پیاس کی شدت سے) پانی مانگتے تھے مگر انہیں پانی نہیں دیا جاتا تھا۔

فائدہ: ۔احناف کے نزدیک حلال جانوروں کا پیشاب نجاست خفیفہ کا حکم رکھتا ہے یعنی چوتھائی کپڑے کی بقدر معاف ہے۔اس روایت میں رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو اونٹ کے پیشاب پینے کا جو حکم دیا وہ وقتی علاج تھا۔ ورنہ پیشاب کا استعمال حرام ہے۔ اگرچہ شافعیہ، مالکیہ اور بعض علماء کے نزدیک اس حدیث کی بنا پر اونٹ کا پیشاب پاک ہے مگر جمہور علماء کے نزدیک پیشاب کے بارے میں چونکہ دوسری احادیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں اس لئے اس کو اس حدیث کی بنا پر پاک نہیں کہا جائے گا یہ ایک وقتی اجازت تھی......

نیز ان لوگوں نے ایک ساتھ چار شدید جرم کئے تھے اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کے احسان و مروت کا جواب بدعہدی و بے مروتی سے دیا، چوری کی، قتل کیا، مرتد ہوئے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے مقابلہ کیا ان جرائم کی یہ ہی سزا ہو سکتی تھی جو انہیں دی گئی اور اس وقت کے لحاظ سے یہ سزا کوئی وحشیانہ سزا نہیں کہلائی جا سکتی۔ رسول اللہ ﷺ کی حیثیت صرف ایک مصلح اور مرشد ہی کی نہیں تھی بلکہ ایک سیاسی منتظم اور ملکی مدبر کی بھی تھی اس لئے آپ کو مصالح کے پیش نظر اپنے عام جذبۂ رأفت و شفقت کے برخلاف اس طرح کی سیاسی اور اس انتظامی تدبیروں سے بھی کام لینا پڑتا تھا۔

(۱۷۴) عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ قَبْلَ اَنْ یُّبْنَی الْمَسْجِدُ فِیْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ۔

(۱۷۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مسجد کی تعمیر سے پہلے بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

فائدہ: ۔مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ باڑے میں کپڑا وغیرہ بچھا کر اس کپڑے پر نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

باب ۱۳۰۔ مَایَقَعُ مِنَ النَّجَاسَاتِ فِی السَّمْنِ وَالْمَاءِ

باب ۱۳۰۔ وہ نجاستیں جو گھی اور پانی میں گر جائیں

(۱۷۵) عَنْ مَیْمُوْنَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ فَارَةٍ سَقَطَتْ فِیْ سَمْنٍ فَقَالَ اَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَكُلُوْا سَمْنَكُمْ۔

حضرت میمونہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے چوہے کے بارے میں پوچھا گیا جو گھی میں گر گیا تھا، آپ نے فرمایا اس کو نکال دو اور اس کے آس پاس (کے گھی) کو نکال پھینکو اور اپنا (بقیہ) گھی استعمال کرو۔

فائدہ: ۔مذکورہ حدیث میں جو حکم دیا گیا ہے وہ ایسے گھی یا تیل کے متعلق ہے جو سخت اور جما ہوا ہو لیکن جو گھی یا تیل جما ہوا نہ ہو پگھلا ہوا ہو، وہ کھانے کے قابل نہیں رہے گا البتہ اسے کھانے کے علاوہ خارج میں استعمال کیا جا سکتا ہے جیسے چراغ وغیرہ میں جلانا۔

(۱۷۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ كَلْمٍ یُّكْلَمُهُ الْمُسْلِمُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ

(۱۷۶) حضرت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں مسلمان کو جو زخم لگتا ہے وہ قیامت کے دن

يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا إِذَا طُعِنَتْ تَفَجَّرُ دَمًا اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالْعَرْفُ عَرْفُ الْمِسْكِ۔

اسی حالت میں ہوگا جس طرح لگا تھا اس میں سے خون بہتا ہوگا جس کا رنگ (تو) خون کا سا ہوگا اور خوشبو مشک کی سی ہوگی۔

فائدہ:۔ بظاہر اس حدیث کو عنوان (باب) سے کوئی مناسبت نہیں، علماء نے اس کی مختلف مناسبتیں اپنے طور پر بیان کی ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے نزدیک اس حدیث سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ مشک پاک ہے۔

باب ۱۳۱. اَلْبَوْلُ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ

(۱۷۷) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايَبُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَايَجْرِي ثُمَّ يَغْتَسِلُ بِهٖ۔

باب ۱۳۱۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا

(۱۷۷) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو۔ پیشاب نہ کرے کہ (اس کے بعد) پھر اسی میں غسل کرنے لگے۔

باب ۱۳۲. اِذَا اُلْقِيَ عَلٰى ظَهْرِ الْمُصَلِّيْ قَذَرٌ اَوْ جِيْفَةٌ لَّمْ تَفْسُدْ عَلَيْهِ صَلٰوتُهٗ

(۱۷۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ عِنْدَ الْبَيْتِ وَاَبُوْ جَهْلٍ وَّاَصْحَابٌ لَّهٗ جُلُوْسٌ اِذْ قَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اَيُّكُمْ يَجِيْءُ بِسَلَاجَزُوْرِ بَنِيْ فُلَانٍ فَيَضَعُهٗ عَلٰى ظَهْرِ مُحَمَّدٍ اِذَا سَجَدَ فَانْبَعَثَ اَشْقَى الْقَوْمِ فَجَآءَ بِهٖ فَنَظَرَ حَتّٰى اِذَا سَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَهٗ عَلٰى ظَهْرِهٖ بَيْنَ كَتِفَيْهِ وَاَنَا اَنْظُرُ لَآ اُغْنِيْ شَيْئًا لَّوْ كَانَتْ لِيْ مَنَعَةٌ قَالَ فَجَعَلُوْا يَضْحَكُوْنَ وَيُحِيْلُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدٌ لَّايَرْفَعُ رَاْسَهٗ حَتّٰى جَاءَتْهُ فَاطِمَةُ فَطَرَحَتْهُ عَنْ ظَهْرِهٖ فَرَفَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ اِذْ دَعَا عَلَيْهِمْ قَالَ وَكَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّ الدَّعْوَةَ فِيْ ذٰلِكَ الْبَلَدِ مُسْتَجَابَةٌ ثُمَّ سَمّٰى اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِاَبِيْ جَهْلٍ وَعَلَيْكَ بِعُتْبَةَ بْنِ اَبِيْ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ وَاُمَيَّةَ ابْنِ خَلَفٍ وَعُقْبَةَ بْنِ اَبِيْ مُعَيْطٍ وَّعَدَّ السَّابِعَ فَلَمْ نَحْفَظْهُ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَقَدْ رَاَيْتُ الَّذِيْنَ عَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَرْعٰى فِي الْقَلِيْبِ قَلِيْبِ بَدْرٍ۔

باب ۱۳۲۔ جب نمازی کی پشت پر کوئی نجاست یا مردار ڈال دیا جائے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی

(۱۷۸) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے اور ابو جہل اور اس کے ساتھی (بھی وہیں) بیٹھے ہوئے تھے تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم میں سے کوئی شخص قبیلے کی (جو) اونٹنی (ذبح ہوئی ہے اس) کی اوجھڑی اٹھا لائے اور (لاکر) جب محمد سجدہ میں جائیں تو ان کی پیٹھ پر رکھ دے، ان میں سے ایک سب سے زیادہ بد بخت (آدمی) اٹھا اور اوجھڑی لے کر آیا اور دیکھتا رہا۔ جب آپ نے سجدہ کیا تو اس نے اس اوجھڑی کو آپ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھ دیا۔ (عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں) میں یہ (سب کچھ) دیکھ رہا تھا مگر کچھ نہ کر سکتا تھا۔ کاش (اس وقت) مجھے کچھ زور ہوتا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ (اس حال میں آپ کو دیکھ کر) وہ لوگ ہنسنے لگے اور (ہنسی کے مارے) لوٹ پوٹ ہونے لگے اور رسول اللہ ﷺ سجدہ میں تھے (بوجھ کی وجہ سے) اپنا سر نہیں اٹھا سکتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آئیں اور وہ بوجھ آپ کی پیٹھ پر سے اتار کر پھینکا۔ تب آپ نے سر اٹھایا۔ پھر تین بار فرمایا، یا اللہ! تو قریش کی تباہی کو لازم کر دے (یہ بات) ان کافروں کو ناگوار ہوئی کہ آپ نے انہیں بد دعا دی، عبداللہ کہتے ہیں کہ وہ سمجھتے تھے کہ اس شہر (مکہ) میں دعا قبول ہوتی ہے پھر آپ نے (ان میں سے) ہر ایک کا (جدا جدا) نام لیا کہ اے اللہ! ان کو ضرور ہلاک کر دے، ابو جہل کو، عتبہ بن ربیعہ کو، شیبہ ابن ربیعہ کو، ولید بن عقبہ، امیہ بن خلف اور عقبہ بن ابی معیط کو، ساتویں (آدمی) کا نام (بھی) لیا مگر مجھے یاد نہیں رہا، اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ

جن لوگوں کا (بددعا دیتے وقت) رسول اللہ ﷺ نے نام لیا تھا میں نے ان (کی لاشوں) کو بدر کے کنویں میں پڑا ہوا دیکھا۔

فائدہ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مکہ کی زندگی میں رسول اللہ ﷺ کو کیسی صبر آزما مصیبتیں برداشت کرنی پڑتی تھیں، اس حدیث سے امام بخاریؒ یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر نماز پڑھتے ہوئے کوئی نجاست پشت پر آپڑے تو نماز ہو جائے گی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے۔ جب تفصیلی احکام طہارت وصلوٰۃ کے نازل نہیں ہوئے تھے نماز کے لئے بدن کا، کپڑوں کا اور نماز پڑھنے کی جگہ کا پاک ہونا جمہور کے نزدیک ضروری ہے۔

باب ۱۳۳ . اَلْبُزَاق وَالْمُخَاط وَنَحْوِهٖ فِي الثَّوْب.

باب ۱۳۳۔ کپڑے میں تھوک اور رینٹ وغیرہ لگ جائے تو کیا حکم ہے

(۱۷۹) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ بَذَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ثَوْبِهٖ۔

(۱۷۹) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ) اپنے کپڑے میں تھوکا۔

فائدہ:۔ نماز پڑھتے وقت اگر تھوک آئے اور تھوکنے کی قریب میں کوئی جگہ نہیں تو کسی کپڑے میں تھوک لے تاکہ نماز میں خلل بھی نہ واقع ہو اور قریب کی جگہ بھی خراب نہ ہو۔

باب ۱۳۴ . غَسْلِ الْمَرْأَةِ اَبَاهَا الدَّمَ عَنْ وَّجْهِهٖ

باب ۱۳۴۔ عورت کا اپنے باپ کے چہرے سے خون دھونا

(۱۸۰) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) وَسَاَلَهُ النَّاسُ وَمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَه' اَحَدٌ بِاَيِّ شَيْءٍ دُوِيَ جُرْحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَابَقِيَ اَحَدٌ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ كَانَ عَلِيٌّ يَجِيْءُ بِتُرْسِهٖ فِيْهِ مَآءٌ وَّفَاطِمَةُ تَغْسِلُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ فَاُخِذَ حَصِيْرٌ فَاُحْرِقَ فَحُشِيَ بِهٖ فِيْهِ جُرْحُه'۔

(۱۸۰) حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے ان سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کے (غزوۂ احد میں) زخم پر کونسی دوا استعمال کی گئی تھی تو انہوں نے فرمایا کہ اس کے متعلق مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں رہا حضرت علیؓ اپنی ڈھال میں پانی لاتے تھے اور حضرت فاطمہؓ آپ کے منہ سے خون کو دھوتیں۔ پھر ایک بوریا لے کر جلایا گیا اور آپ کے زخم میں بھر دیا گیا۔

فائدہ:۔ والدین کی خدمت کا بہت بڑا اجر ہے پھر اگر باپ پیغمبر بھی ہو تو اس کا درجہ تو بہت بڑھ جاتا ہے۔

باب ۱۳۵ . اَلسِّوَاك

باب ۱۳۵۔ مسواک کا بیان

(۱۸۱) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُّه' يَسْتَنُّ بِسِوَاكٍ بِيَدِهٖ يَقُوْلُ اُعْ اُعْ وَالسِّوَاكُ فِيْ فِيْهِ كَاَنَّه' يَتَهَوَّعُ۔

(۱۸۱) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں (ایک مرتبہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے مسواک کرتے ہوئے پایا اور آپ ﷺ کے منہ سے اع اع کی آواز نکل رہی تھی اور مسواک آپ کے منہ میں (اس طرح تھی جس طرح آپ قے کر رہے ہوں۔

فائدہ:۔ جب مسواک زبان پر اندر کی طرف کی جاتی ہے تو ابکائی سی آتی ہے اور ایک خاص قسم کی آواز نکلتی ہی غالباً آپ کی یہی کیفیت تھی جو راوی نے بیان کیا۔

(۱۸۲) عَنْ حُذَيْفَةَؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۱۸۲) حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو اٹھتے

وَ سَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَشُوْصُ فَاهُ بِالسِّوَاكِ

تو اپنے منہ کو مسواک سے صاف کرتے۔

فائدہ:۔ مسواک کرنے کی بڑی فضیلتیں متعدد احادیث میں آئی ہیں، رسول اللہ ﷺ تو اس کا اتنا اہتمام فرماتے تھے کہ انتقال فرمانے سے پہلے تک آپ نے مسواک کی ہے، شرعی اور طبی دونوں لحاظ سے اس کی خاص اہمیت ہے۔

باب ۱۳۶ . دَفْعِ السِّوَاكِ اِلَى الْاَكْبَرِ

باب ۱۳۶۔ بڑے آدمی کو مسواک دینا

(۱۸۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرَانِيْ اَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَآءَنِيْ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا اَكْبَرُ مِنَ الْاٰخِرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْاَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيْلَ لِيْ كَبِّرْ فَدَفَعْتُهٗ اِلَى الْاَكْبَرِ مِنْهُمَا۔

(۱۸۳) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ (خواب میں) مسواک کر رہا ہوں، تو میرے پاس دو آدمی آئے، ایک ان میں سے دوسرے سے بڑا تھا تو میں نے چھوٹے کو مسواک دی۔ پھر مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دو۔ تب میں نے ان میں سے بڑے کو دی۔

فائدہ:۔ معلوم ہوا کہ دوسرے شخص کی مسواک استعمال کی جاسکتی ہے اگرچہ مستحب یہ ہے کہ اس کو دھو کر استعمال کرے۔

باب ۱۳۷ . فَضْلِ مَنْ بَاتَ عَلَى الْوَضُوْءِ

باب ۱۳۷۔ باوضو رات کو سونے والے کی فضیلت

(۱۸۴) عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ ؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْاَيْمَنِ ثُمَّ قُلِ اللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَاَلْجَاْتُ ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَّرَهْبَةً اِلَيْكَ لَامَلْجَا وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ فَاِنْ مُتَّ مِنْ لَيْلَتِكَ فَاَنْتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَمَا تَتَكَلَّمُ بِهٖ قَالَ فَرَدَدْتُّهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بَلَغْتُ اَللّٰهُمَّ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ اَنْزَلْتَ قُلْتُ وَرَسُوْلِكَ قَالَ لَاوَنَبِيِّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ

(۱۸۴) حضرت براء بن عازبؓ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم اپنے بستر پر لیٹنے آؤ، اس طرح وضو کرو جیسے نماز کے لئے کرتے ہو، پھر داہنی کروٹ پر لیٹے رہو۔ اور یوں کہو اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیری طرف جھکا دیا، اپنا معاملہ تیرے ہی سپرد کر دیا۔ میں نے تیرے ثواب کی توقع اور تیرے عذاب کے ڈر سے تجھے ہی اپنا پشت پناہ بنایا۔ تیرے سوا کہیں پناہ اور نجات کی جگہ نہیں۔ اے اللہ جو کتاب تو نے نازل کی ہے میں اس پر ایمان لایا۔ جو نبی تو نے (مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے میں اس پر ایمان لایا۔ تو اگر اس حالت میں اسی رات مر گیا تو فطرت (یعنی دین) پر مرے گا اور اس دعا کو سب باتوں کے اخیر میں پڑھو۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس دعا کو دوبارہ پڑھا۔ جب میں **امنت بکتابک الذی انزلت** پر پہنچا، میں نے ورسولک (کالفظ) کہا، آپ نے فرمایا نہیں (یوں کہو) **ونبیک الذی ارسلت**.

فائدہ:۔ دعا کے الفاظ میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کرنا نہ مناسب ہے نہ اس کے پورے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمودات اپنی جگہ بالکل اٹل اور درست ہیں، ان کے الفاظ میں جو تاثیر ہے، وہ دوسرے الفاظ میں ہرگز نہیں ہوسکتی۔

كِتَابُ الْغُسْلِ

باب ۱۳۸ . اَلْوُضُوْءِ قَبْلَ الْغُسْلِ

(۱۸۵) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَمَا يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يُدْخِلُ اَصَابِعَه' فِي الْمَاءِ فَيُخَلِّلُ بِهَا اُصُوْلَ الشَّعْرِ ثُمَّ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهِ ثَلٰثَ غُرَفٍ بِيَدِهٖ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَآءَ عَلٰى جِلْدِهٖ كُلِّهٖ

(۱۸۶) عَنْ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ تَوَضَّاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضُوْءَه' لِلصَّلٰوةِ غَيْرَ رِجْلَيْهِ وَغَسَلَ فَرْجَه' وَمَآ اَصَابَه' مِنَ الْاَذٰى ثُمَّ اَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَآءَ ثُمَّ نَحّٰى رِجْلَيْهِ فَغَسَلَهُمَا هٰذِهٖ غُسْلُه' مِنَ الْجَنَابَةِ

باب ۱۳۹ . غُسْلِ الرَّجُلِ مَعَ امْرَأَتِهٖ

(۱۸۷) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ مِّنْ قَدَحٍ يُقَالُ لَهُ الْفَرَقُ۔

باب ۱۴۰ . اَلْغُسْلِ بِالصَّاعِ وَنَحْوِهٖ

(۱۸۸) عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ غُسْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْ بِاِنَآءٍ نَّحْوِ مِّنْ صَاعٍ فَاغْتَسَلَتْ وَاَفَاضَتْ عَلٰى رَاْسِهَا وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا حِجَابٌ ۔

(۱۸۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّه سَاَلَ رَجُل عَنِ الْغُسْلِ فَقَالَ يَكْفِيْكَ صَاعٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَّا يَكْفِيْنِيْ فَقَالَ جَابِرٌ كَانَ يَكْفِيْ مَنْ هُوَ اَوْفٰى مِنْكَ شَعْرًا وَّخَيْرٌ مِّنْكَ ثُمَّ اَمَّنَا فِيْ ثَوْبٍ۔

کتاب غسل کے بیان میں

باب ۱۳۸۔ غسل سے پہلے وضو

(۱۸۵) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب غسل فرماتے تو پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو دھوتے پھر اسی طرح وضو کرتے جیسے نماز کے لئے آپ ﷺ کی عادت تھی ۔ پھر پانی میں اپنی انگلیاں ڈبوتے اور ان سے بالوں کی جڑوں کا خلال کرتے ۔ پھر اپنے ہاتھوں سے تین چلو سر پر ڈالتے پھر تمام بدن پر پانی بہا لیتے۔

(۱۸۶) حضرت میمونہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے نماز کے وضو کی طرح ایک مرتبہ وضو کیا البتہ پاؤں نہیں دھوئے ۔ پھر اپنی شرم گاہ کو دھویا اور جہاں کہیں بھی نجاست لگ گئی تھی اس کو دھویا پھر اپنے اوپر پانی بہالیا۔ پھر سابقہ جگہ سے ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں کو دھویا یہ تھا آپ کا غسل جنابت۔

باب ۱۳۹۔ مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ غسل

(۱۸۷) حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں اور نبی کریم ﷺ ایک ہی برتن میں غسل کرتے تھے۔ اس برتن کو فرق کہا جاتا تھا (فرق میں تقریباً ساڑھے دس سیر پانی آتا تھا۔)

باب ۱۴۰۔ صاع یا اسی طرح کی کسی چیز سے غسل

(۱۸۸) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کے غسل کے بارے میں سوال کیا تو آپؓ نے صاع جیسا ایک برتن منگایا پھر غسل کیا اور اپنے اوپر پانی بہایا ۔ اس وقت ہمارے درمیان اور ان کے درمیان پردہ حائل تھا

(۱۸۹) حضرت جابرؓ سے غسل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ایک صاع کافی ہے۔ اس پر ایک شخص بولا مجھے کافی نہیں ہوگا۔ جابرؓ نے فرمایا کہ یہ ان کے لئے کافی ہوتا تھا جن کے بال تم سے زیادہ تھے اور جو تم سے بہتر تھے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ، پھر حضرت جابرؓ نے صرف ایک کپڑا پہن کر ہمیں نماز پڑھائی۔

فائدہ:۔ ایک صاع میں تقریباً ساڑھے تین سیر پانی آتا ہے۔ غسل کے لئے ایک صاع کے مقدار کی کوئی شرعی اہمیت نہیں ہے اسی وجہ سے کسی امام فقہ نے اس حدیث کے مضمون پر کوئی بحث نہیں کی صرف امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کے پیش نظر ایک صاع کو غسل کے لئے معتبر مانا ہے لیکن ان کا مقصد بھی اس سے غسل کو صرف ایک صاع میں محدود کر دینا نہیں ہے۔

باب ۱۴۱ . مَنْ اَفَاضَ عَلٰی رَأسِهٖ ثَلاثًا

(۱۹۰) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعَمٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّآ اَنَا فَاُفِيْضُ عَلٰی رَاسِیْ ثَلَاثًا وَاَشَارَ بِيَدِهٖ كِلْتَيْهِمَا

باب ۱۴۱۔ جو شخص اپنے سر پر تین مرتبہ پانی بہائے

(۱۹۰) حضرت جبیر بن مطعمؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تو پانی اپنے سر پر تین مرتبہ بہاتا ہوں اور آپ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے اشارہ کیا۔

فائدہ۔ اگر بلا کسی شک وتردد کے صرف ایک مرتبہ بدن پر پانی ڈال لینے سے بدن کے تمام حصوں کا پوری طرح غسل ہو جائے تو احناف کے نزدیک بھی یہ غسل جائز ہے اور ایسے غسل سے جنابت کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔

باب ۱۴۲ . مَنْ بَدَاَ بِالْحِلَابِ اَوِالطِّيْبِ عِنْدَ الْغُسْلِ

(۱۹۱) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْها) قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَیْءٍ نَّحْوَالْحِلَابِ فَاَخَذَ بِكَفِّهٖ فَبَدَاَ بِشِقِّ رَاْسِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ فَقَالَ بِهِمَا عَلٰی وَسْطِ رَأْسِهٖ،

باب ۱۴۲۔ جس نے حلاب سے یا خوشبو لگا کر غسل کیا

(۱۹۱) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی ﷺ جب غسل جنابت کرنا چاہتے تو حلاب کی طرح ایک چیز منگاتے تھے (بہت سی دوسری روایتوں میں بعینہ حلاب منگانے کا ذکر ہے) پھر (پانی) اپنے ہاتھ میں لیتے تھے اور سر کے داہنے حصے سے غسل کی ابتداء کرتے تھے پھر بائیں حصہ کا غسل کرتے تھے پھر اپنے دونوں ہاتھوں کو سر کے بیچ میں لگاتے تھے۔

فائدہ:۔ حلاب ایک بڑا سا برتن ہوتا تھا جس میں اونٹنی کا دودھ اہل عرب دوہتے تھے۔ یہاں امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ حلاب میں دودھ کا کچھ نہ کچھ اثر باقی رہتا ہے اگر کوئی شخص اس برتن میں پانی لے کر نہانا چاہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ دودھ بہر حال ایک پاک مشروب ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ معمولی مقدار میں اگر پانی کے اندر پڑ جائے یا اس کا کچھ اثر پانی میں محسوس ہو تو اس سے پانی کے پاک کرنے کی صلاحیت میں کچھ فرق آ جائے۔ اسی طرح غسل سے پہلے کوئی خوشبودار چیز بدن پر مل لی جائے اور غسل کے بعد اس کا اثر باقی رہے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ ہمارے یہاں خوشبودار چیز عطر وغیرہ عام طور پر غسل کے بعد استعمال کرنے کا رواج ہے لیکن بعض جگہوں میں غسل سے پہلے تیل وغیرہ مل کر غسل کرتے ہیں۔ اس باب میں اس طرح کی تمام چیزوں کا حکم بتایا گیا ہے خود امام بخاریؒ نے اس کے بعد ایک باب قائم کیا ہے ("باب من تطیب ثم اغتسل وبقی اثر الطیب." "باب جس نے خوشبو لگائی پھر غسل کیا اور غسل کے بعد خوشبو کا اثر باقی رہا") جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی پاک چیز کو بدن پر مل کر غسل کرنے کے متعلق جو احکامات شریعت کے ہیں اس کو امام صاحب وضاحت کے ساتھ بتانا چاہتے ہیں کرمانی اور بعض دوسرے محدثین نے حلاب کو ایک ایسا برتن بتایا ہے جس میں خوشبو رکھی رہتی تھی یعنی آپ کبھی غسل سے پہلے خوشبو کے برتن کو طلب فرماتے اور کبھی خوشبو کو۔ لیکن لغت اور کلام عرب کی روشنی میں حلاب کا وہی ترجمہ درست ہے جو ہم نے پہلے بیان کیا۔

باب ۱۴۳ . اِذَا جَامَعَ ثُمَّ عَادَ

(۱۹۲) عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطُوْفُ عَلٰی نِسَائِهٖ ثُمَّ يُصْبِحُ مُحْرِمًا يَنْضَخُ طِيْبًا۔

باب ۱۴۳ جس نے جماع کیا اور پھر دوبارہ کیا

(۱۹۲) حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو خوشبو لگایا اور پھر آپ اپنی تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے اور صبح کو احرام اس حالت میں باندھا کہ خوشبو سے بدن مہک رہا تھا۔

فائدہ:۔ احرام کی حالت میں اگر کوئی شخص خوشبو استعمال کرے تو یہ جنایت ہے اور اس پر کفارہ واجب ہوتا ہے لیکن ابن عمر فرمایا کرتے تھے کہ اگر احرام سے پہلے خوشبو استعمال کی گئی اور احرام کے بعد اس کا اثر بھی باقی رہا تو یہ بھی جنایت ہے۔ حضرت عائشہؓ کے سامنے جب یہ بات آئی تو آپ نے اس کی تردید کی اور ثبوت میں آنحضور ﷺ کا عمل پیش فرمایا۔ ابوعبدالرحمن ابن عمر کی کنیت ہے۔ امام مالک ابن عمر کے مسلک پر ہیں اور جمہور امت احرام سے پہلے کی خوشبو میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے خواہ اس کا اثر احرام کے بعد بھی باقی رہے۔

(۱۹۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدُوْرُ عَلٰى نِسَآئِهٖ فِي السَّاعَةِ الْوَاحِدَةِ مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُنَّ اِحْدٰى عَشَرَةَ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَوَكَانَ يُطِيْقُه' قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّه' اُعْطِيَ قُوَّةَ ثَلَاثِيْنَ۔

(۱۹۳) حضرت انس بن مالک نے بیان کیا کہ نبی ﷺ دن اور رات کے ایک ہی وقت میں اپنی تمام ازواج کے پاس گئے اور یہ گیارہ تھیں (نو منکوحہ اور دو باندیاں) راوی نے کہا میں نے انس سے پوچھا۔ کیا حضور ﷺ اس کی قوت رکھتے تھے۔ تو آپ نے فرمایا ہم آپس میں کہا کرتے تھے کہ آپ کو تیس مردوں کی طاقت دی گئی ہے

فائدہ:۔ راویوں کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ ایک ہی وقت میں عام حالات میں بھی تمام ازواج مطہرات کے پاس ہم بستری کے لئے جایا کرتے تھے لیکن ایسا واقعہ صرف ایک مرتبہ اس وقت پیش آیا ہے جب آپ تمام ازواج کے ساتھ حجۃ الوداع کے لئے تشریف لے جا رہے تھے۔ اس کے علاوہ اور کسی موقعہ پر کسی ایسے واقعہ کا ثبوت نہیں۔ اس لئے ترجمہ میں اسی کا لحاظ کیا گیا ہے اور اس موقعہ پر عربی کے بعینہ الفاظ کی رعایت نہیں کی گئی۔ آنحضرت ﷺ نے یہ عمل حج کے بعض مصالح کی بنا پر کیا تھا۔

باب ۱۴۴. مَنْ طَيَّبَ ثُمَّ اغْتَسَلَ وَبَقِيَ اَثَرُ الطِّيْبِ

باب ۱۴۴۔ جس نے خوشبو لگائی پھر غسل کیا اور خوشبو کا اثر اب بھی باقی رہا

(۱۹۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

(۱۹۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا گویا میں آنحضور ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اور آپ ﷺ احرام باندھے ہوئے ہیں۔

باب ۱۴۵. تَخْلِيْلِ الشَّعْرِ

باب ۱۴۵۔ بالوں کا خلال کرنا

(۱۹۵) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ غَسَلَ يَدَيْهِ وَتَوَضَّا وُضُوْءَه' لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اغْتَسَلَ ثُمَّ تَخَلَّلَ بِيَدِهٖ شَعْرَه' حَتّٰى اِذَا ظَنَّ اَنَّه' قَدْ اَرْوٰى بَشَرَتَه' اَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهٖ۔

(۱۹۵) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ جنابت کا غسل کرتے تو اپنے ہاتھوں کو دھوتے اور نماز کی طرح وضو کرتے پھر اپنے ہاتھوں سے بالوں کو خلال کرتے اور جب یقین ہو جاتا کہ کھال تر ہو گئی ہے تو تین مرتبہ اس پر پانی بہاتے۔ پھر تمام بدن کا غسل کرتے۔

باب ۱۴۶. اِذَا ذَكَرَ فِي الْمَسْجِدِ اَنَّه' جُنُبٌ خَرَجَ كَمَا هُوَ وَلَا يَتَيَمَّمَ

باب ۱۴۶۔ جب مسجد میں اپنے جنبی ہونے کو یاد کرے تو اسی حالت میں باہر آ جائے اور تیمم نہ کرے۔

(۱۹۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَعُدِلَتِ الصُّفُوْفُ قِيَامًا فَخَرَجَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَامَ فِيْ مُصَلَّاهُ ذَكَرَ اَنَّه' جُنُبٌ فَقَالَ لَنَا مَكَانَكُمْ ثُمَّ رَجَعَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَيْنَا وَرَاْسُه' يَقْطُرُ فَكَبَّرَ فَصَلَّيْنَا مَعَه'۔

(۱۹۶) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ نماز کی تیاری ہو رہی تھی اور صفیں درست کی جا رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے۔ جب آپ مصلے پر کھڑے ہو چکے تو یاد آیا کہ آپ جنابت کی حالت میں ہیں۔ اس وقت آپ نے ہم سے فرمایا، اپنی جگہ کھڑے رہو اور آپ واپس چلے گئے پھر آپ نے غسل کیا اور واپس تشریف لائے تو سر سے قطرے ٹپک رہے تھے آپ نے نماز کے لئے تکبیر کہی اور ہم نے آپ کے ساتھ نماز ادا کی۔

باب ۱۴۷. مَنِ اغْتَسَلَ عُرْيَانًا وَّحْدَه' فِي الْخَلْوَةِ

باب ۱۴۷۔ جس نے خلوت میں تنہا ننگے ہو کر غسل کیا

(۱۹۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) عَنِ

(۱۹۷) حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَتْ بَنُوْاِسْرَائِيْلَ يَغْتَسِلُوْنَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّكَانَ مُوْسٰي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ وَحْدَهٗ فَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَايَمْنَعُ مُوْسٰى اَنْ يَّغْتَسِلَ مَعَنَا اِلَّا اَنَّهٗ اٰدَرُ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّالْحَجَرُ بِثَوْبِهٖ فَجَمَحَ مُوْسٰى فِيْ اَثَرِهٖ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ يَاحَجَرُ ثَوْبِيْ يَاحَجَرُ حَتّٰى نَظَرَتْ بَنُوْاِسْرَآئِيْلَ اِلٰى مُوْسٰى وَقَالُوْا وَاللّٰهِ مَابِمُوْسٰى مِنْ بَاْسٍ وَّاَخَذَ ثَوْبَهٗ وَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَنَدَبٌ بِالْحَجَرِ سِتَّةٌ اَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبًا بِالْحَجَرِ۔

نے فرمایا بنی اسرائیل ننگے ہوکراس طرح نہاتے تھے کہ ایک شخص دوسرے کو دیکھتا ہوتا لیکن حضرت موسیٰ تنہا غسل فرماتے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ بخدا موسیٰ کو ہمارے ساتھ غسل کرنے میں صرف یہ چیز مانع ہے کہ آپ آماسِ خصیہ میں مبتلا ہیں ایک مرتبہ موسیٰؑ غسل کے لئے تشریف لے گئے آپ نے کپڑوں کو پاک پتھر پر رکھ دیا اتنے میں پتھر کپڑوں سمیت بھاگنے لگا اور موسیٰ بھی اس کے پیچھے بڑی تیزی سے دوڑے۔ آپ کہتے جاتے تھے۔ اے پتھر، میرا کپڑا، اے پتھر میرا کپڑا۔ اس عرصہ میں بنی اسرائیل نے موسیٰؑ کو پوشاک کے بغیر دیکھ لیا اور کہنے لگے کہ بخدا موسیٰ کو کوئی بیماری نہیں۔ اور موسیٰؑ نے کپڑا اپالیا اور پتھر کو مارنے لگے۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ بخدا اس پتھر پر چھ یا سات مار کا اثر باقی تھا۔

فائدہ:۔ نبی میں کوئی ایسا عیب نہیں ہوتا کہ جس سے عام طور پر لوگ نفرت کرتے ہوں۔ چونکہ ایک ایسے ہی عیب کی تہمت بنی اسرائیل آپ پر لگاتے تھے۔ اس لئے خداوند تعالیٰ نے چاہا کہ آپ کی براءت کردی جائے اور اس کے لئے یہ صورت پیدا کردی گئی۔ اگر چہ اس میں بھی ایک ایسی صورت سے گذرنا پڑا جو شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ تھی لیکن بہر حال براءت مقدم تھی۔ پتھر کے بھاگنے سے اس بات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ اس میں بھی جان ہے اور اس کا یہ بھاگنا خدا کے حکم کے مطابق ایک معجزہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس قسم کے مباحث کے لئے مناسب موقعہ کتاب الانبیاء ہے۔

(۱۹۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَيُّوْبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا فَخَرَّ عَلَيْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَيُّوْبُ يَحْتَثِيْ فِيْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ يَآاَيُّوْبُ اَلَمْ اَكُنْ اَغْنَيْتُكَ عَمَّاتَرٰى قَالَ بَلٰى وَعِزَّتِكَ وَلٰكِنْ لَاغِنٰى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ۔

(۱۹۸) حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایوب علیہ السلام غسل فرمارہے تھے کہ سونے کی ٹڈیاں آپ پر گرنے لگیں حضرت ایوبؑ انہیں اپنے کپڑے میں سمیٹنے لگے، اتنے میں ان کے رب نے انہیں آواز دی۔ اے ایوب! کیا میں نے تمہیں اس چیز سے بے نیاز نہیں کردیا تھا، جسے تم دیکھ رہے ہو۔ ایوب علیہ السلام نے جواب دیا ہاں تیرے غلبہ اور بزرگی کی قسم لیکن تیری برکت سے میرے لئے بے نیازی کیونکر ممکن ہے۔

باب ۱۴۸. اَلتَّسَتُّرِفِي الْغُسْلِ عِنْدَالنَّاسِ

باب ۱۴۸۔ لوگوں میں نہاتے وقت پردہ کرنا

(۱۹۹) عَنْ اُمِّ هَانِيءٍ بِنْتِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَتْ ذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُّهٗ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ تَسْتُرُهٗ فَقَالَ مَنْ هٰذِهٖ فَقُلْتُ اَنَا اُمُّ هَانِيءٍ۔

(۱۹۹) حضرت ام ہانی بنت ابی طالبؓ نے فرمایا کہ میں فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو میں نے دیکھا کہ آپ غسل کررہے ہیں اور فاطمہ نے پردہ کررکھا ہے۔ آنحضور ﷺ نے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے عرض کی کہ میں ام ہانی ہوں۔

باب ۱۴۹. عَرَقِ الْجُنُبِ وَاَنَّ الْمُسْلِمَ لَايَنْجُسُ

باب ۱۴۹۔ جنبی کا پسینہ اور مسلمان نجس نہیں ہوتا

(۲۰۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللّٰه عنه اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهٗ فِيْ بَعْضِ طَرِيْقِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ

(۲۰۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ مدینہ کے کسی راستے پر نبی کریم ﷺ سے ان کی ملاقات ہوگئی۔ اس وقت ابو ہریرہ جنابت کی حالت

جُنُبٌ فَانْتَجَسْتُ مِنْهُ فَذَهَبْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جَآءَ فَقَالَ اَیْنَ كُنْتَ یَا اَبَاهُرَیْرَةَ قَالَ كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ وَاَنَا عَلٰی غَیْرِ طَهَارَةٍ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَایَنْجُسُ۔

میں تھے۔اس لئے آہستہ سے نظر بچا کر وہ چلے گئے اور غسل کر کے واپس آئے تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ابو ہریرہ کہاں چلے گئے تھے انہوں نے جواب دیا کہ میں جنابت کی حالت میں تھا اس لئے میں نے آپ کے ساتھ بغیر غسل بیٹھنا مناسب نہیں سمجھا۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔سبحان اللہ، مومن ہرگز نجس نہیں ہوسکتا۔

فائدہ:۔یعنی ایسا نجس نہیں ہوتا کہ اس کے ساتھ بیٹھا بھی نہ جا سکے۔اس کی نجاست صرف عارضی ہے جو غسل سے ختم ہو جاتی ہے۔

باب ۱۵۰ . نَوْمِ الْجُنُبِ

باب ۱۵۰۔ جنبی کا سونا

(۲۰۱) عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ سَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیَرْقُدُ اَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ نَعَمْ اِذَا تَوَضَّا اَحَدُكُمْ فَلْیَرْقُدْ وَهُوَ جُنُبٌ

(۲۰۱) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا ہم جنابت کی حالت میں سو سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں !وضو کر کے جنابت کی حالت میں بھی سو سکتے ہیں۔

باب ۱۵۱ . اِذَا الْتَقَی الْخَتَانَانِ

باب ۱۵۱۔ جب دونوں ختان ایک دوسرے سے مل جائیں

(۲۰۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَلَسَ بَیْنَ شُعَبِهَا الْاَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ۔

(۲۰۲) حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب مرد عورت کے چہار زانوں میں بیٹھ گیا اور اس کے ساتھ کوشش کی تو غسل واجب ہو گیا۔

فائدہ:۔ائمہ کا اس مسئلہ میں یہ اختلاف ہے کہ اگر میاں بیوی ہم بستر ہوئے اور کسی وجہ سے انزال منی سے پہلے ہی دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے تو کیا اس صورت میں ان پر غسل واجب ہو گا یا نہیں۔احناف کا اس صورت میں مسلک یہ ہے کہ مرد کی شرم گاہ جب عورت کی شرم گاہ میں داخل ہو جائے تو صرف اس دخول سے غسل دونوں پر ضروری ہو جاتا ہے۔انزال منی ہو یا نہ ہو اس کی دلیل صحابہ کا اجماع ہے امام طحاوی نے اس مسئلہ پر طویل بحث کرتے ہوئے صحابہ کے اجماع کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کی مجلس میں یہ مسئلہ اٹھا تو صحابہ نے پہلے مختلف رائیں ظاہر کیں۔کسی نے کہا انزال منی کے بعد ہی غسل واجب ہو گا کیونکہ حدیث ہے انما الماء من الماء کسی اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔آپ لوگ اہل بدر اخیار ہیں۔جب آپ ہی لوگوں میں مسائل سے متعلق اختلاف ہے تو پھر آپ کے بعد کیا ہو گا؟ حضرت علیؓ نے مشورہ دیا کہ اس مسئلہ کو معلوم کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ازواج مطہرات کی خدمت میں کسی کو بھیج کر پوچھا جائے۔سب نے اس کی تائید کی اور ایک شخص حضرت عائشہ صدیقہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ جب ختان ختان سے تجاوز کر جائے تو غسل واجب ہو جاتا ہے یعنی آپ نے اس کی تصدیق فرمائی کہ غسل کے لئے صرف دخول ذکر کافی ہے انزال منی کی ضرورت نہیں۔یہ مسئلہ حضرت عمرؓ کی مجلس میں اکابر صحابہ کی موجودگی میں طے ہوا اور حضرت عائشہ کے فیصلہ پر جو اس طرح کے مسائل کی سب سے زیادہ صحابہ میں جاننے والی تھیں۔کسی نے اس کے خلاف ایک لفظ نہیں کہا اور بعد میں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر اس کے خلاف میں نے اب کسی سے کچھ سنا تو اسے لوگوں کے لئے عبرت بنا دوں گا اس سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ کا مذہب اس مسئلہ میں بہت قوی ہے

كِتَابُ الْحَيْضِ

باب ۱۵۲ . مَسَائِلُ الْحَيض

(۲۰۳)عَن عَائِشَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنها) قَالَت خَرَجنَا لَانُرَادُ اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِف حِضتُ فَدَخَلَ عَلَىَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبكِىْ فَقَالَ مَالَكِ اَنُفِستِ قُلتُ نَعَم قَالَ اِنَّ هٰذَا اَمرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقضِىْ مَايَقضِى الحَاجُّ غَيرَ اَنَّ لَّاتَطُوْفِىْ بِالْبَيتِ قَالَت وَضَحّٰى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عَن نِّسَآئِه بِالْبَقَرِ۔

باب ۱۵۳ . غَسلِ الْحَآئِض رَاْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيلِهٖ

(۲۰۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتُ كُنْتُ اُرَجِّلُ رَاْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا حَائِضٌ۔

(۲۰۵)عَن عَآئِشَةُ اَنَّهَا كَانَت تُرَجِّلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَهِىَ حَائِضٌ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ حِينَئِذٍ يُجَاوِرُ فِى الْمَسْجِدِ يُدْنِىْ لَهَا رَاْسَه، وَهِىَ فِىْ حُجرَتِهَا فَتُرَجِّلُه، وَهِىَ حَآئِضٌ۔

باب ۱۵۴ . قِرَاءَةِ الرَّجُلِ فِىْ حَجْرِامْرَاَتِهٖ وَهِىَ حَائِضٌ

(۲۰۶) عَن عَآئِشَةَ قَالَت اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَّكِىءُ فِىْ حَجْرِىْ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ يَقْرَاُالْقُرْاٰنَ

باب ۱۵۵ . مَنْ سَمَّى النِّفَاسَ حَيْضًا

(۲۰۷)عَن اُمِّ سَلَمَةَ (رضى اللّٰه عنها) قَالَتْ بَينَا اَنَا مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مُضطَجِعَةً فِىْ خَمِيصَةٍ اِذْ حِضْتُ فَانسَلَلتُ فَاَخَذتُ ثِيَابَ حَيضَتِىْ فَقَالَ اَنَفِستِ قُلتُ نَعَم فَدَعَانِىْ فَاضطَجَعتُ مَعَه، فِى الْخَمِيصَةِ۔

کتاب حیض کے بیان میں

باب۱۵۲۔مسائلِ حیض

(۲۰۳)حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ ہم حج کے ارادہ سے نکلے جب ہم مقام سرف میں پہنچے تو میں حائضہ ہوگئی۔اس بات پر میں رورہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوگیا۔کیا حائضہ ہوگئی ہو میں نے کہا جی ہاں۔آپ نے فرمایا کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لئے لکھ دیا ہے۔اس لئے تم بھی حج کے افعال پورے کرلو۔البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

باب۱۵۳۔حائضہ عورت کا اپنے شوہر کے سر کو دھونا اور اس میں کنگھا کرنا

(۲۰۴)حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کو حائضہ ہونے کی حالت میں بھی کنگھا کرتی تھی۔

(۲۰۵)ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو حائضہ ہونے کی حالت میں کنگھا کیا کرتی تھی حالانکہ رسول اللہ ﷺ اس وقت مسجد میں معتکف ہوتے۔آپ ﷺ اپنا سر مبارک قریب کر دیتے اور حضرت عائشہؓ حائضہ ہونے کے باوجود اپنے حجرہ ہی سے کنگھا کردیتیں۔

باب۱۵۴۔مرد کا اپنی بیوی کی گود میں حائضہ ہونے کے باوجود قرآن پڑھنا

(۲۰۶)حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میری گود میں سر مبارک رکھ کر قرآن مجید پڑھتے تھے حالانکہ میں اس وقت حائضہ ہوتی تھی۔

باب۱۵۵۔جس نے نفاس کا نام حیض رکھا۔

(۲۰۷)ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی اتنے میں مجھے حیض آ گیا۔اس لئے میں آہستہ سے (بستر سے) باہر نکل آئی اور اپنے حیض کے کپڑے پہن لئے۔آنحضور ﷺ نے پوچھا کیا تمہیں نفاس آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں! پھر مجھے آپ ﷺ نے بلالیا اور میں چادر میں آپ ﷺ کے ساتھ لیٹ گئی۔

فائدہ:۔ یعنی جس طرح آنحضور ﷺ نے حیض کی تعبیر نفاس سے فرمائی۔ نفاس کی تعبیر حیض سے بھی کی جاسکتی ہے وراس طرح نام بدل کر تعبیر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن امام بخاریؒ یہاں صرف لغت اور استعمال کے فرق کو نہیں بتانا چاہتے بلکہ اس عنوان سے ان کا مقصد یہ ہے کہ اصلاً نفاس بھی حیض ہی کا خون ہے کیونکہ حاملہ کو حیض نہیں آتے اور جب ولادت ہوتی ہے تو فم رحم کھل جاتا ہے اور جمع شدہ خون کثیر مقدار میں نکل آتا ہے جو حمل کی حالت میں فم رحم بند ہوجانے کی وجہ سے رک گیا تھا۔ یہی خون بچے کی غذا بھی بنتا ہے اور جو باقی بچتا ہے وہ نفاس کی صورت میں ولادت کے بعد نکلتا ہے۔ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نفاس بھی دراصل حیض ہی ہے۔

باب ۱۵۶. مُبَاشَرَةِ الْحَآئِضِ

(۲۰۸) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْها) قَالَتْ كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اِنَاءٍ وَّاحِدٍ كِلَانَا جُنُبٌ وَّكَانَ يَاْمُرُنِيْ فَاَتَّزِرُ فَيُبَاشِرُنِيْ وَاَنَا حَائِضٌ وَّكَانَ يُخْرِجُ رَاْسَهٗ اِلَيَّ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَاَغْسِلُهٗ وَاَنَا حَائِضٌ۔

باب ۱۵۶۔ حائضہ کے ساتھ مباشرت

(۲۰۸) حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں اور نبی کریم ﷺ ایک ہی برتن میں غسل کرتے اور دونوں جنبی ہوتے تھے۔ اور آپ مجھے حکم فرماتے تو میں ازار باندھ لیتی پھر آپ میرے ساتھ مباشرت کرتے اس وقت کہ میں حالت حیض میں ہوتی اور آپ اپنا سر مبارک میری طرف کردیتے۔ اس وقت آپ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے ہوتے اور میں حیض میں ہونے کے باوجود آپ ﷺ کا سر مبارک دھوتی۔

فائدہ:۔ یہ مباشرت شرم گاہ خاص کے علاوہ میں ہوتی تھی اور اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ازار باندھنے کے لئے کہتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی اس حدیث میں متعدد واقعات مختلف حالات کے بیان کئے گئے ہیں اس لئے حدیث کو سمجھنے کے لئے اس کو بھی جاننا ضروری ہے۔ غسل جنابت کا واقعہ علیحدہ ہے۔ مباشرت کا علیحدہ اور اعتکاف کی حالت میں سر مبارک کو دھونے کا علیحدہ۔ اس طرح کے واقعہ متعدد مرتبہ پیش آئے ہوں گے جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہے۔ آنحضور ﷺ کا اس طرز عمل سے مقصد امت کی تعلیم تھا کیونکہ عمل میں لاکر کسی مسئلہ کی اہمیت وحیثیت زیادہ وضاحت کے ساتھ قائم کی جاسکتی ہے۔ حیض کی حالت میں ازار بندھوا کر شرم گاہ کے علاوہ کے ساتھ مباشرت سے یہی مقصد تھا ورنہ اگر مقصد قضائے شہوت ہوتا تو دوسری ازواج بھی تھیں۔ ازواج مطہرات بھی آپ کے اس مقصد کو سمجھتی تھیں اور اسی لئے انہوں نے اپنے اس نجی معاملہ کو عوام کے سامنے بیان کیا۔

(۲۰۹) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ اِحْدَانَا اِذَا كَانَتْ حَائِضًا فَاَرَادَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبَاشِرَهَا اَنْ تَتَّزِرَفِيْ فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ اَيُّكُمْ يَمْلِكُ اِرْبَهٗ كَمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْلِكُ اِرْبَهٗ۔

(۲۰۹) حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہم ازواج میں سے کوئی جب حائضہ ہوتیں۔ اس حالت میں رسول اللہ ﷺ مباشرت کا ارادہ کرتے تو آپ ازار باندھنے کا حکم دیتے باوجود حیض کی زیادتی کے پھر مباشرت کرتے، آپ نے کہا تم میں ایسا کون ہے جو نبی کریم ﷺ کی طرح اپنی خواہش پر قابو یافتہ ہوگا۔

باب ۱۵۷. ترکِ حائض الصوم

(۲۱۰) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اَضْحٰى اَوْفِطْرٍ اِلَى الْمُصَلّٰى فَمَرَّ عَلَى النِّسَاءِ فَقَالَ يَامَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّيْ اُرِيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تُكْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ

باب ۱۵۷۔ حائضہ روزے چھوڑ دے گی

(۲۱۰) حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ عید الاضحیٰ یا عید الفطر کے موقعہ پر عید گاہ تشریف لے گئے وہاں آپ عورتوں کی طرف گئے اور فرمایا اے بیبیو! صدقہ کرو۔ کیونکہ میں نے جہنم میں زیادہ عورتوں ہی کو دیکھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کیوں ہے آپ نے فرمایا کہ تم لعن طعن کثرت سے کرتی رہو۔ اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو، باوجود عقل

مَارَاَیتُ مِن نَّاقِصَاتِ عَقلٍ وَّدِینٍ اَذهَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الحَازِمِ مِن اِحدٰکُنَّ قُلنَ وَمَا نُقصَانُ دِینِنَا وَعَقلِنَا یَارَسُولَ اللّٰہِ قَالَ اَلَیسَ شَھَادَۃُ المَرْاَۃِ مِثلَ نِصفِ شَھَادَۃِ الرَّجُلِ قُلنَ بَلٰی قَالَ فَذٰلِكَ مِن نُقصَانِ عَقلِھَا اَلَیسَ اِذَا حَاضَت لَم تُصَلِّ وَلَم تَصُم قُلنَ بَلٰی قَالَ فَذٰلِكَ مِن نُقصَانِ دِینِھَا۔

اور دین میں ناقص ہونے کے میں نے تم سے زیادہ کسی کو بھی ایک زیرک اور تجربہ کار مرد کو دیوانہ بنا دینے والا نہیں دیکھا۔ عورتوں نے عرض کیا اور ہمارے دین اور عقل میں نقصان کیا ہے؟ یارسول اللہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا عورت کی شہادت مرد کی شہادت کے آدھے برابر نہیں ہے انہوں نے کہا جی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا بس یہی اس کی عقل کا نقصان ہے۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا کیا ایسا نہیں ہے کہ جب عورت حائضہ ہو تو نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ روزہ رکھ سکتی ہے؟ عورتوں نے کہا ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہی اس سے دین کا نقصان ہے۔

باب ۱۵۸۔ اِعتِکَافُ المُستَحَاضَۃِ

باب ۱۵۸۔ استحاضہ کی حالت میں اعتکاف

(۲۱۱) عَن عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِعتَکَفَ مَعَہٗ بَعضُ نِسَآئِہٖ وَھِیَ مُستَحَاضَۃٌ تَرٰی الدَّمَ فَرُبَّمَا وَضَعَتِ الطَّستَ تَحتَھَا مِنَ الدَّمِ۔

(۲۱۱) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ کی بعض ازواج نے اعتکاف کیا حالانکہ وہ مستحاضہ تھیں اور انہیں خون آتا تھا۔ اس لئے خون کی وجہ سے اکثر طشت اپنے نیچے رکھ لیتیں۔

فائدہ:۔ استحاضہ ایسے خون کو کہتے ہیں جو ماہواری یعنی (حیض) کے علاوہ بیماری کی وجہ سے آتا ہے اس کے احکام ماہواری کے احکام سے مختلف ہیں۔ آپ ﷺ کے حکم کے بغیر بعض ازواج نے مسجد نبوی میں اعتکاف کیا لیکن آپ ﷺ اس بات سے خوش نہیں تھے اور آپ ﷺ نے اپنی عدم پسندیدگی کا اظہار بھی فرمایا تھا لیکن اس کے باوجود صاف لفظوں میں اسے روکا نہیں لہذا عورتوں کے لئے بہتر گھر ہی میں اعتکاف کرنا ہے اور مسجد میں اعتکاف مکروہ تنزیہی ہے۔ (فیض الباری ص ۳۸۱ ج ۱)

باب ۱۵۹۔ اَلطِّیبُ لِلمَرْاَۃِ عِندَ غُسلِھَا مِنَ المَحِیضِ

باب ۱۵۹۔ حیض کے غسل میں خوشبو استعمال کرنا

(۲۱۲) عَن اُمِّ عَطِیَّۃَ (رضی اللّٰہ تعالٰی عنھا) قَالَت کُنَّا نُنھٰی اَن نُّحِدَّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰی زَوجٍ اَربَعَۃَ اَشھُرٍ وَّعَشرًا وَّلَا نَکتَحِلُ وَلَا نَتَطَیَّبُ وَلَا نَلبَسُ ثَوبًا مَّصبُوغًا اِلَّا ثَوبَ عَصبٍ وَقَد رُخِّصَ لَنَا عِندَ الطُّھرِ اِذَا اغتَسَلَت اِحدَانَا فِی مَحِیضِھَا فِی نُبذَۃٍ مِّن کُستِ اَظفَارٍ وَّکُنَّا نُنھٰی عَنِ اتِّبَاعِ الجَنَائِزِ۔

۲۱۲۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ہمیں کسی میت پر تین دن سے زیادہ غم منانے سے روکا جاتا تھا۔ لیکن شوہر کی موت پر چار مہینے دس دن کے سوگ کا حکم تھا۔ ان دنوں میں ہم نہ سرمہ استعمال کرتے، نہ خوشبو اور عصب (یمن کی بنی ہوئی ایک چادر جو رنگین بھی ہوتی تھی) کے علاوہ کوئی رنگین کپڑا ہم استعمال نہیں کرتے تھے اور ہمیں (عدت کے دنوں میں) حیض کے غسل کے بعد کچھ اظفار (بحرین میں ایک جگہ کا نام یا عورتوں کی ایک خاص خوشبو) کے کست (ایک خوشبو جو چین اور کشمیر میں پیدا ہوتی ہے) استعمال کرنے کی اجازت تھی اور ہمیں جنازہ کے پیچھے چلنے کی اجازت نہیں تھی۔

باب ۱۶۰۔ دَلکُ المَرْاَۃِ نَفسَھَا اِذَا تَطَھَّرَت مِنَ المَحِیضِ

باب ۱۶۰۔ حیض سے پاک ہونے کے بعد عورت کا اپنے بدن کو نہاتے وقت ملنا

(۲۱۳) عَن عَائِشَۃَ رضی اللّٰہ عنھا اَنَّ امْرَاَۃً سَاَلَتِ

(۲۱۳) حضرت عائشہؓ نے فرمایا ایک انصاری عورت نے رسول اللہ ﷺ

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ فَاَمَرَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ قَالَ خُذِيْ فِرْصَةً مِّنْ مِّسْكٍ فَتَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ تَطَهَّرِيْ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِيْ فَاجْتَذَبْتُهَآ اِلَيَّ فَقُلْتُ تَتَبَّعِيْ بِهَا اَثَرَالدَّمِ۔

سے پوچھا کہ میں حیض کا غسل کیسے کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مشک میں بسا ہوا ایک کپڑا لے کر اس سے پاکی حاصل کرو، انہوں نے پوچھا۔ اس سے کس طرح پاکی حاصل کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس سے پاکی حاصل کرو۔ انہوں نے دوبارہ پوچھا کہ کس طرح ؟ آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ۔ پاکی حاصل کرو۔ پھر میں نے انہیں اپنی طرف کھینچ لیا اور کہا کہ انہیں خون لگی ہوئی جگہوں پر پھیر لیا کرو۔

باب ١٦١. اِمْتِشَاطِ الْمَرْأَةِ عِنْدَ غُسْلِهَا مِنَ الْمَحِيْضِ

باب۱۶۱۔عورت کا غسل حیض کے بعد کنگھا کرنا

(٢١٤)عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) قَالَتْ اَهْلَلْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَكُنْتُ مِمَّنْ تَمَتَّعَ وَلَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ زَعَمَتْ اَنَّهَا حَاضَتْ وَلَمْ تَطْهُرْ حَتّٰى دَخَلَتْ لَيْلَةُ عَرَفَةَ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ لَيْلَةُ يَوْمِ عَرَفَةَ وَاِنَّمَا كُنْتُ تَمَتَّعْتُ بِعُمْرَةٍ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْقُضِيْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَمْسِكِيْ عَنْ عُمْرَتِكِ فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ اَمَرَ عَبْدَالرَّحْمٰنِ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ فَاَعْمَرَنِيْ مِنَ التَّنْعِيْمِ مَكَانَ عُمْرَتِي الَّتِيْ نَسَكْتُ۔

(۲۱۴) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج الوداع کیا میں بھی تمتع کرنے والوں میں شامل تھی اور ہدی (قربانی کا جانور) اپنے ساتھ نہیں لے گئی تھی۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے متعلق بتایا کہ وہ حائضہ ہو گئیں۔ عرفہ کی رات آ گئی اور ابھی تک وہ پاک نہیں ہوئی تھیں۔ اس لئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یارسول اللہ آج عرفہ کی رات ہے اور میں عمرہ کی نیت کر چکی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے سر کو کھول ڈالو اور کنگھا کر لو اور عمرہ کو چھوڑ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر میں نے حج پورا کر لیا اور لیلۃ الحصبہ میں عبدالرحمٰن کو آنحضور ﷺ نے حکم دیا۔ وہ مجھے اس عمرہ کے بدلہ میں جس کی نیت میں نے کی تھی تنعیم سے (دوسرا) عمرہ کرا لائے۔

باب ١٦٢. نَقْضِ الْمَرْأَةِ شَعْرَهَا عِنْدَ غُسْلِ الْمَحِيْضِ

باب۱۶۲۔حیض کے غسل کے وقت عورت کا اپنے بالوں کو کھولنا

(٢١٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ فَاِنِّيْ لَوْلَا اَنِّيْ اَهْدَيْتُ لَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَاَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِعُمْرَةٍ وَاَهَلَّ بَعْضُهُمْ بِحَجٍّ وَكُنْتُ اَنَا مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَاَدْرَكَنِيْ يَوْمُ عَرَفَةَ وَاَنَا حَائِضٌ فَشَكَوْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعِيْ عُمْرَتَكِ وَانْقُضِيْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَهِلِّيْ بِحَجٍّ فَفَعَلْتُ حَتّٰى اِذَا كَانَ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ اَرْسَلَ مَعِيْ اَخِيْ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَخَرَجْتُ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ مَّكَانَ عُمْرَتِيْ (قَالَ هِشَامٌ وَّلَمْ يَكُنْ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ هَدْيٌ وَّلَا

(۲۱۵) حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہم ذی الحجہ کا چاند دیکھتے ہی نکل پڑے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا دل عمرہ کے احرام کو چاہے تو اسے باندھ لینا چاہئے کیونکہ اگر میں ہدی ساتھ نہ لاتا تو عمرہ کا احرام باندھتا تو اس پر بعض صحابہ نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا۔ میں بھی ان لوگوں میں تھی جنہوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا۔ لیکن میں نے یوم عرفہ تک حیض کی حالت میں گذارا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ عمرہ چھوڑ دو اور اپنا سر کھول لو اور کنگھا کر لو اور حج کا احرام باندھ لو۔ میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب حصبہ کی رات آئی تو آنحضور ﷺ نے میرے ساتھ میرے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر کو بھیجا۔ میں تنعیم گئی اور وہاں سے اپنے عمرہ کے بدلہ دوسرے عمرہ کا احرام باندھا۔ (راوی حدیث) ہشام نے کہا کہ ان میں سے کسی بات کی وجہ سے بھی نہ

صَوْمٌ وَّلَا صَدَقَةٌ)۔

ہدی واجب ہوئی۔ نہ روزہ نہ صدقہ۔

باب ۱۶۳ . لَاتَقْضِی الْحَآئِضُ الصَّلٰوةَ

باب ۱۶۳۔ حائضہ نماز قضا نہیں کرے گی

(۲۱۶) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ اَتَجْزِیْ اِحْدَانَا صَلٰوتُهَا اِذَا طَهُرَتْ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِیَّةٌ اَنْتِ قَدْ كُنَّا نَحِیْضُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَا یَاْمُرُنَا بِهٖ اَوْ قَالَتْ فَلَا نَفْعَلُهٗ۔

(۲۱۶) ایک عورت نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ جس زمانہ میں ہم پاک رہتے ہیں (حیض سے) کیا ہمارے لئے اسی زمانہ کی نماز کافی ہے؟ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیوں تم حروریہ ہو؟ ہم نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں حائضہ ہوتے تھے اور آپ ہمیں نماز کا حکم نہیں دیتے تھے۔ یا حضرت عائشہؓ نے یہ فرمایا کہ وہ نماز نہیں پڑھتی تھیں۔

فائدہ:۔ حروراء کی طرف منسوب ہے جو کوفہ سے دو میل کے فاصلہ پر تھا اور جہاں سب سے پہلے خوارج نے حضرت علیؓ کے خلاف بغاوت کا علم بلند کیا تھا۔ اسی وجہ سے خارجی کو حروری کہنے لگے۔ خوارج کے بہت سے فرقے ہیں لیکن یہ عقیدہ سب میں مشترک ہے کہ جو مسئلہ قرآن سے ثابت ہے بس صرف اسی پر عمل ضروری ہے حدیث کی کوئی اہمیت ان کی نظر میں نہیں۔ چونکہ حائضہ سے نماز کی فرضیت کا ساقط ہو جانا صرف حدیث میں موجود ہے اور قرآن میں اس کے لئے کوئی ہدایت نہیں اس لئے مخاطب کے اس مسئلہ کے متعلق پوچھنے پر حضرت عائشہؓ نے سمجھا کہ شاید انہیں اس مسئلہ کے ماننے میں تامل ہے اور فرمایا کہ کیا تم حروریہ ہو۔

باب ۱۶۴ . النَّوْمِ مَعَ الْحَآئِضِ وَهِیَ فِیْ ثِیَابِهَا

باب ۱۶۴۔ حائضہ کے ساتھ سونا جب کہ وہ حیض کے کپڑوں میں ہو۔

(۲۱۷) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا) قَالَتْ حِضْتُ وَاَنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْخَمِیْلَةِ فَانْسَلَلْتُ ۔وَقَالَتْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یُقَبِّلُهَا وَهُوَ صَائِمٌ۔

(۲۱۷) حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ مجھے حیض آ گیا۔
نیز حضرت ام سلمہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ روزے سے ہوتے تھے اور اسی حالت میں ان کا بوسہ لیتے تھے۔

فائدہ:۔ ان تمام اعمال سے مقصود امت کی تعلیم ہوتی تھی پہلے بھی کئی احادیث میں گذر چکا کہ آپ ازواج مطہراتؓ سے حیض کی حالت میں شرم گاہ کے علاوہ سے مباشرت کرتے تھے اور ازار بندھوا لیتے تھے اس سے بھی مقصود صرف امت کی تعلیم تھی اور اسی وجہ سے ازواج مطہرات نے آپ ﷺ کے بعد ان نجی معاملات کو عام لوگوں کے سامنے بیان فرمایا کیونکہ وہ نبی کریم ﷺ کے مقصد کو سمجھتی تھیں۔ نیز حیض کے وقت عام مشرکین اور یہودیوں کا عورتوں کے ساتھ یہ طرز عمل تھا کہ حائضہ عورت کے قریب بھی نہیں جاتے تھے اور ہر طرح ترک تعلق کر لیتے تھے۔ اسلام میں بھی حیض کو گندگی بتایا گیا ہے لیکن اس میں بہت زیادہ غلو سے کام نہیں لیا گیا۔ چنانچہ آپ نے عرب کے اس تصور پر ضرب خود اپنے عمل سے لگائی۔ یہی حال روزہ کی حالت میں بوسہ لینے کا ہے وجہ یہ تھی کہ نبی کے عمل سے کسی کام کی حیثیت و اہمیت پوری طرح واضح ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بتانا بھی مقصود تھا کہ آنحضور ﷺ نبوت اور اس کی تمام عظمتوں کے باوجود انسان ہیں۔

باب ۱۶۵ . شُهُوْدُ الْحَآئِضِ الْعِیْدَیْنِ وَدَعْوَةَ الْمُسْلِمِیْنَ

باب ۱۶۵ حائضہ کی عیدین میں اور مسلمانوں کے ساتھ دعا میں شرکت

(۲۱۸) عَنْ اُمِّ عَطِیَّةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تَخْرُجُ الْعَوَاتِقُ وَذَوَاتُ الْخُدُوْرِ وَالْحُیَّضُ وَلْیَشْهَدْنَ الْخَیْرَ وَدَعْوَةَ الْمُؤْمِنِیْنَ

(۲۱۸) حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ جوان لڑکیاں پردہ والیاں اور حائضہ عورتیں باہر نکلیں اور مواقع خیر میں اور مسلمانوں کی دعاؤں میں شریک ہوں اور حائضہ

وَتَعْتَزِلُ الْحُيَّضُ الْمُصَلّٰى ـ

عورت عیدگاہ سے دور رہے۔

فائدہ:۔ ہدایہ میں اس کی تصریح ہے کہ عورتیں عیدگاہ میں جاسکتی ہیں لیکن موجودہ زمانے میں معاشرہ کے فساد کی وجہ سے فتویٰ یہ ہے کہ جوان عورتوں کو جمعہ، عید یا کسی بھی مردوں کے اجتماع میں نہ جانا چاہئے۔ یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ زمانہ قدیم میں مصلی (عیدگاہ) کے لئے کوئی عمارت نہیں ہوتی تھی۔ لیکن اب اس کی شکل مسجد کی طرح ہوتی ہے اور دیوار کے ذریعہ اس کی تحدید کی جاتی ہے۔ اس لئے اس کے اندر حائضہ عورتوں کو نہ جانا چاہئے۔

باب ۱۶۶ . اَلصُّفْرَةِ وَالْكُدْرَةِ فِيْ غَيْرِ اَيَّامِ الْحَيْضِ

باب ۱۶۶۔ زرد اور مٹیالا رنگ حیض کے دنوں کے علاوہ۔

(۲۱۹) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ كُنَّا لَا نَعُدُّ الْكُدْرَةَ وَالصُّفْرَةَ شَيْئًا

(۲۱۹) حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ ہم زرد اور مٹیالے رنگ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے (یعنی سب کو حیض سمجھتے تھے۔)

فائدہ:۔ یہاں پر حدیث کے ظاہری الفاظ سے مختلف معانی مراد لئے جاسکتے ہیں۔ امام بخاری حدیث کا جو مطلب بیان کرنا چاہتے ہیں وہ ان کے عنوان سے ظاہر ہے یعنی جب حیض آنے کی مدت ختم ہو جائے تو مٹیالے یا زرد رنگ کی طرح کسی چیز کے آنے کی حیض کے راستے سے ہم کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے لیکن حیض کے دنوں میں رنگ سے ہم حیض کے ختم ہونے یا جاری رہنے کا فیصلہ کر لیتے تھے۔ شوافع اس حدیث کا مفہوم یہ بتاتے ہیں کہ ام عطیہ یہ بتانا چاہتی ہیں کہ حیض کے متعلق ہم ہر زمانہ میں خواہ وہ حیض آنے کا ہو یا پاکی کا فیصلہ رنگ سے کیا کرتے تھے۔ حنفیہ نے اس کا مطلب یہ لکھا ہے کہ ہم رنگ کو کسی زمانہ میں کوئی اہمیت نہیں دیتے تھے۔ بلکہ حیض کے راستہ سے جس رنگ کا بھی خون خارج ہو ہم سب کو حیض سمجھتے تھے۔ ہم نے ترجمہ میں حنفیہ کے مسلک کی رعایت کی ہے۔

باب ۱۶۷ . اَلْمَرْاَةِ تَحِيْضُ بَعْدَ الْاِفَاضَةِ

باب ۱۶۷۔ عورت جو طواف زیارت کے بعد حائضہ ہو

(۲۲۰) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا اَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ فَقَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاخْرُجِيْ ـ

(۲۲۰) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ! صفیہ بنت حی کو (حج میں) حیض آ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمیں روکیں گی۔ کیا انہوں نے تم لوگوں کے ساتھ طواف (زیارت) نہیں کیا۔ عورتوں نے جواب دیا کہ کرلیا ہے۔ آپ نے اس پر فرمایا کہ پھر چلی چلو

باب ۱۶۸ . اَلصَّلٰوةِ عَلَى النُّفَسَآءِ وَسُنَّتِهَا

باب ۱۶۸۔ زچہ پر نماز جنازہ اور اس کا طریقہ

(۲۲۱) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍؓ اَنَّ امْرَاَةً مَّاتَتْ فِيْ بَطْنٍ فَصَلّٰى عَلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ وَسْطَهَا ـ

(۲۲۱) حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت کا زچگی میں انتقال ہوگیا تو آنحضور ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اس وقت آپ ان کے جسم کے وسط کو سامنے کر کے کھڑے ہوئے۔

فائدہ:۔ بعض اہل علم نے امام بخاریؒ پر اعتراض کیا ہے عنوان اور حدیث میں یہاں مطابقت نہیں کیونکہ حدیث میں صرف یہ الفاظ ہیں ان کا انتقال پیٹ کی وجہ سے ہوا تھا امام صاحب نے اس پر عنوان لگایا اس عورت پر نماز کا بیان جس کا (نفاس) زچگی میں انتقال ہوا لیکن یہ اعتراض صحیح نہیں کیونکہ اس حدیث کی دوسری روایت میں نفاس کی حالت میں مرنے کی تصریح موجود ہے۔ یہاں پر بھی فی بطن کی تاویل بسبب بطن یعنی الحمل سے کی جاسکتی ہے اس لئے ہم نے ترجمہ میں اس حدیث کی دوسری روایتوں اور بخاری کے عنوان کی رعایت سے فی بطن کا ترجمہ "زچگی میں" کیا ہے۔

(۲۲۲) عَنْ مَيْمُوْنَةَؓ اَنَّهَا كَانَتْ تَكُوْنُ حَائِضًا لَا تُصَلِّيْ وَهِيَ مُفْتَرِشَةٌ بِحِذَآءِ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّيْ عَلٰى خُمْرَتِهٖ اِذَا سَجَدَ اَصَابَنِيْ بَعْضُ ثَوْبِهٖ ـ

۲۲۲۔ حضرت میمونہؓ جب حائضہ ہوتی تو نماز نہیں پڑھتی تھی اور یہ کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے (گھر میں) نماز پڑھنے کی جگہ کے قریب لیٹی ہوئی تھیں۔ آپ نماز اپنی چٹائی پر پڑھتے جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کے کپڑے کا کوئی حصہ مجھ سے چھو جاتا۔

كِتَابُ التَّيَمُّمِ

باب ۱۶۹ . وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ

(۲۲۳) عَنْ عَآئِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَآءِ اَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِّيْ فَاَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْتِمَاسِهٖ وَاَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ فَاَتَى النَّاسُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرِ الصِّدِّيْقِ فَقَالُوْا اَلَا تَرٰى مَاصَنَعَتْ عَآئِشَةُ اَقَامَتْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسِ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَجَآءَ اَبُوْبَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَاْسَهٗ عَلٰى فَخِذِيْ قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوْا عَلٰى مَآءٍ وَّلَيْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ فَعَاتَبَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَقَالَ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُوْلَ وَجَعَلَ يَطْعَنُنِيْ بِيَدِهٖ فِيْ خَاصِرَتِيْ فَلَا يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى فَخِذِيْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَصْبَحَ عَلٰى غَيْرِ مَآءٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اٰيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوْا فَقَالَ اُسَيْدُ ابْنُ الْحُضَيْرِ مَاهِيَ بِاَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَاۤاٰلَ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَبَعَثْنَا الْبَعِيْرَ الَّذِيْ كُنْتُ عَلَيْهِ فَاَصَبْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهٗ ۔

(۲۲۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اُعْطِيْتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ اَحَدٌ قَبْلِيْ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ وَّجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُوْرًا فَاَيُّمَا رَجُلٍ مِّنْ اُمَّتِيْ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ فَلْيُصَلِّ وَاُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ وَلَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَاُعْطِيْتُ الشَّفَاعَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ اِلٰى قَوْمِهٖ خَاصَّةً وَّبُعِثْتُ اِلَى النَّاسِ عَامَّةً ۔

کتاب تیمّم کے بیان میں

باب ۱۶۹۔ خداوند تعالیٰ کا قول ''پھر نہ پاؤ پانی تو قصد کرو پاک مٹی کا اور مل لو اپنے منہ اور ہاتھ اس سے''

(۲۲۳) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی ساتھ بعض سفر (غزوۂ بنی المصطلق) میں گئے۔ جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ایک ہار گم ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی تلاش میں وہیں ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ ٹھہر گئے لیکن پانی کہیں قریب میں نہیں تھا۔ لوگ ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے اور کہا ''عائشہؓ کی کارگذاری نہیں دیکھتے۔ رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگوں کو ٹھہرا رکھا ہے اور پانی بھی قریب میں نہیں اور نہ ہی لوگوں کے ساتھ پانی ہے'' پھر ابوبکرؓ تشریف لائے اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنا سر مبارک میری ران پر رکھے ہوئے سو رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے رسول اللہ ﷺ اور تمام لوگوں کو روک لیا۔ حالانکہ قریب میں کہیں پانی نہیں اور نہ لوگوں کے پاس پانی ہے۔ عائشہؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ مجھ پر بہت غصہ ہوئے اور اللہ نے جو چاہا انہوں نے مجھے کہا اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگائے۔ رسول اللہ ﷺ کا سر میری ران پر ہونے کی وجہ سے میں حرکت نہیں کرسکتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ جب صبح کے وقت اٹھے تو پانی کا وجود نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی اور لوگوں نے تیمم کیا۔ اس پر اسید بن حضیر نے کہا۔ آل ابی بکر یہ تمہاری کوئی پہلی برکت نہیں ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا پھر ہم نے اس اونٹ کو ہٹایا جس پر میں تھی تو ہار اسی کے نیچے سے ملا۔

(۲۲۴) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں عطا کی گئی تھیں۔ ایک مہینہ کی مسافت سے رعب کے ذریعہ میری مدد کیجاتی ہے اور تمام زمین میرے لئے مسجد (سجدہ گاہ) اور پاکی کے لائق بنائی گئی پس میری امت کا جو فرد نماز کے وقت کو (جہاں بھی) پالے اسے نماز ادا کر لینی چاہئے اور میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا۔ مجھ سے پہلے یہ کسی کیلئے بھی حلال نہیں تھا اور مجھے شفاعت عطا کی گئی اور تمام انبیاء اپنی اپنی قوم کیلئے مبعوث ہوتے تھے لیکن میری بعثت تمام انسانوں کیلئے عام ہے۔

باب ۱۷۰ . اَلتَّيَمُّمِ فِی الْحَضَرِ اِذَا لَمْ يَجِدِ الْمَآءَ وَخَافَ فَوْتَ الصَّلٰوةِ

(۲۲۵) عَنْ اَبِی جُهَيْمٍؓ قَالَ اَقْبَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَّحْوِبِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهٗ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يُرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ بِوَجْهِهٖ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

باب ۱۷۰۔ اقامت کی حالت میں تیمّم ۔ جب کہ پانی نہ ملے یا نماز کے چھوٹ جانے کا خوف ہو۔

(۲۲۵) حضرت ابوجہیمؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بئر جمل کی طرف سے تشریف لا رہے تھے، راستے میں ایک شخص نے آپ کو سلام کیا لیکن آپ نے جواب نہیں دیا۔ پھر دیوار کے پاس آئے اور اپنے چہرے اور ہاتھوں کا مسح (تیمّم) کیا۔ پھر ان کے سلام کا جواب دیا۔

باب ۱۷۱ . هَلْ يَنْفُخُ فِی يَدَيْهِ بَعْدَ مَايَضْرِبُ بِهِمَا الصَّعِيْدَ لِلتَّيَمُّمِ

(۲۲۶) عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَمَا تَذْكُرُ اِنَّا كُنَّا فِی سَفَرٍ اَنَا وَاَنْتَ فَاَجْنَبْنَا فَاَمَّا اَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَاَمَّا اَنَا فَتَمَعَّكْتُ فَصَلَّيْتُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَفَّيْهِ الْاَرْضَ وَنَفَخَ فِيْهِمَا ثُمَّ مَسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ وَكَفَّيْهِ

باب ۱۷۱۔ کیا زمین پر تیمّم کے لئے ہاتھ مارنے کے بعد ہاتھ کو پھونک لینا چاہئے۔

(۲۲۶) حضرت عمار بن یاسرؓ نے عمر بن خطابؓ سے کہا آپ کو یاد ہے وہ واقعہ جب میں اور آپ سفر میں تھے۔ ہم دونوں کو غسل کی ضرورت ہو گئی آپ نے تو نماز نہیں پڑھی لیکن میں لوٹ پوٹ لیا، اور نماز پڑھ لی۔ پھر میں نے نبی کریم ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے بس اتنا ہی کافی تھا، اور آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارے پھر انہیں پھونکا اور دونوں سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کیا۔

فائدہ:۔ حضرت عمار نے خیال کیا کہ چونکہ وضو کے تیمّم میں ہاتھ اور منہ پر مٹی سے مسح ضروری ہے۔ اس لئے غسل کے تیمّم میں تمام بدن پر مٹی ملنی چاہئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مسائل میں اجتہاد کرتے تھے۔ اگرچہ حضرت عمار کا یہ اجتہاد غلط ہو گیا۔

باب ۱۷۲ . اَلصَّعِيْدُ الطَّيِّبُ وُضُوْٓءُ الْمُسْلِمِ يَكْفِيْهِ مِنَ الْمَآءِ

(۲۲۷) عَنْ عِمْرَانَ (بْنِ حصين (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كُنَّا فِی سَفَرٍ مَّعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّا اَسْرَيْنَا حَتّٰى كُنَّا فِی اٰخِرِ اللَّيْلِ وَقَعْنَا وَقْعَةً وَلَا وَقْعَةَ اَحْلٰى عِنْدَ الْمُسَافِرِ مِنْهَا فَمَا اَيْقَضَنَا اِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ فَكَانَ اَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ ثُمَّ فُلَانٌ يُسَمِّيْهِمْ اَبُوْ رَجَآءٍ فَنَسِیَ عَوْفٌ ثُمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الرَّابِعُ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَامَ لَمْ نُوْقِظْهُ حَتّٰى يَكُوْنَ هُوَ يَسْتَيْقِظُ لِاَنَّا لَانَدْرِیْ مَايَحْدُثُ لَهٗ فِی نَوْمِهٖ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ وَرَاٰى مَا اَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ رَجُلًا جَلِيْدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهٗ بِالتَّكْبِيْرِ فَمَازَالَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهٗ بِالتَّكْبِيْرِ

باب ۱۷۲۔ پاک مٹی مسلمان کا وضو ہے جو پانی نہ ہونے کی صورت میں کفایت کرتی ہے

(۲۲۷) حضرت عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے ہم رات میں چلتے رہے اور جب رات کا آخری حصہ بھی آ پہنچا تو ہم نے پڑاؤ ڈالا۔ اور مسافر کے لئے اس وقت کے پڑاؤ سے زیادہ لذت دہ اور کوئی چیز نہیں ہوتی تو (ہم اس طرح غافل ہو کر سوئے) کہ ہمیں سورج کی گرمی کے سوا کوئی چیز بیدار نہ کر سکی۔ سب سے پہلے بیدار ہونے والا شخص فلاں تھا۔ پھر فلاں بیدار ہوا پھر فلاں۔ ابو رجاء نے ان سب کے نام لئے لیکن عوف کو یہ نام یاد نہیں رہے تھے پھر چوتھے نمبر پر جاگنے والے عمر بن خطابؓ تھے۔ اور جب نبی کریم ﷺ استراحت فرماتے تو ہم آپ کو جگاتے نہیں تھے۔ آپ خود بخود بیدار ہوتے تھے۔ کیونکہ ہمیں کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ آپ پر خواب میں کیا واردات پیش آتی ہے۔ جب عمرؓ جاگ گئے اور حالت دیکھی۔ عمر ایک دبنگ آدمی تھے، زور زور

حَتّٰی اِسۡتَیۡقَظَ لِصَوۡتِهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا
اسۡتَیۡقَظَ شَكَوۡا اِلَیۡهِ الَّذِیۡ اَصَابَهُمۡ فَقَالَ لَاضَیۡرَ وَلَا
یُضِیۡرُ اِرۡتَحِلُوۡا فَارۡتَحَلَ فَسَارَ غَیۡرَ بَعِیۡدٍ ثُمَّ نَزَلَ فَدَعَا
بِالۡوَضُوۡءِ فَتَوَضَّا وَنُوۡدِیَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰی بِالنَّاسِ فَلَمَّا
انۡفَتَلَ مِنۡ صَلٰوتِهٖ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ مُّعۡتَزِلٍ لَمۡ یُصَلِّ مَعَ
الۡقَوۡمِ قَالَ مَامَنَعَكَ یَافُلَانُ اَنۡ تُصَلِّیَ مَعَ الۡقَوۡمِ قَالَ
اَصَابَتۡنِیۡ جَنَابَةٌ وَّلَامَآءَ قَالَ فَعَلَیۡكَ بِالصَّعِیۡدِ فَاِنَّهٗ
یَكۡفِیۡكَ ثُمَّ سَارَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فَاشۡتَكٰی
اِلَیۡهِ النَّاسُ مِنَ الۡعَطَشِ فَنَزَلَ فَدَعَا فُلَانًا كَانَ یُسَمِّیۡهِ
اَبُوۡ رَجَآءَ نَسِیَهٗ عَوۡفٌ وَّدَعَا عَلِیًّا فَقَالَ اِذۡهَبَا فَابۡتَغِیَا
الۡمَآءَ فَانۡطَلَقَا فَتَلَقَّیَا امۡرَاَةً بَیۡنَ مَزَادَتَیۡنِ اَوۡسَطِیۡحَتَیۡنِ
مِنۡ مَّآءٍ عَلٰی بَعِیۡرٍ لَّهَا فَقَالَا لَهَا اَیۡنَ الۡمَآءُ قَالَتۡ
عَهۡدِیۡ بِالۡمَآءِ اَمۡسِ هٰذِهِ السَّاعَةَ وَنَفَرُنَا خُلُوۡفًا قَالَا
لَهَا انۡطَلِقِیۡ اِذًا قَالَتۡ اِلٰی اَیۡنَ قَالَآ اِلٰی رَسُوۡلِ اللّٰهِ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الَّذِیۡ یُقَالُ لَهٗ الصَّابِیُّ
قَالَا هُوَالَّذِیۡ تَعۡنِیۡنَ فَانۡطَلِقِیۡ فَجَآءَ ابِهَا اِلٰی رَسُوۡلِ
اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَاهُ الۡحَدِیۡثَ قَالَ
فَاسۡتَنۡزَلُوۡهَا عَنۡ بَعِیۡرِهَا وَدَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ
وَسَلَّمَ بِاِنَآءٍ فَفَرَّغَ فِیۡهِ مِنۡ اَفۡوَاهِ الۡمَزَادَتَیۡنِ
اَوۡسَطِیۡحَتَیۡنِ وَاَوۡكَاَ اَفۡوَاهَهُمَا وَاَطۡلَقَ الۡعَزَالِیَ وَنُوۡدِیَ
فِی النَّاسِ اسۡقُوۡا وَاسۡتَقُوۡا فَسَقٰی مَنۡ سَقٰی وَاسۡتَقٰی
مَنۡ شَآءَ وَكَانَ اٰخِرُذَاكَ اَنۡ اُعۡطِیَ الَّذِیۡ اَصَابَتۡهُ
الۡجَنَابَةُ اِنَآءً مِّنۡ مَّآءٍ قَالَ اذۡهَبۡ فَاَفۡرِغۡهُ عَلَیۡكَ وَهِیَ
قَآئِمَةٌ تَنۡظُرُ اِلٰی مَایُفۡعَلُ بِمَآءِ هَاوَاَیۡمُ اللّٰهِ لَقَدۡ اُقۡلِعَ
عَنۡهَا وَاِنَّهٗ لَیُخَیَّلُ اِلَیۡنَا اَنَّهَا اَشَدُّ مِلَاَةً مِّنۡهَا حِیۡنَ ابۡتَدَءَ
فِیۡهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اجۡمَعُوۡا لَهَا
فَجَمَعُوۡا لَهَا مِنۡ بَیۡنِ عَجۡوَةٍ وَّدَقِیۡقَةٍ وَسَوِیۡقَةٍ حَتّٰی
جَمَعُوۡا لَهَا طَعَامًا فَجَعَلُوۡهُ فِیۡ ثَوۡبٍ وَّحَمَلُوۡهَا عَلٰی
بَعِیۡرِهَا وَوَضَعُوا الثَّوۡبَ بَیۡنَ یَدَیۡهَا فَقَالَ لَهَا تَعۡلَمِیۡنَ
مَارَزِئۡنَا مِنۡ مَّآئِكِ شَیۡئًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ هُوَالَّذِیۡ اَسۡقَانَا

سے تکبیر کہنے لگے۔ اسی طرح بآواز بلند آپ اس وقت تک تکبیر کہتے رہے جب تک کہ نبی کریم ﷺ ان کی آواز سے بیدار نہ ہو گئے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو لوگوں نے پیش آمدہ صورت کے متعلق آپ ﷺ سے عرض کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نقصان نہیں۔ سفر شروع کرو۔ پھر آپ ﷺ چلنے لگے اور تھوڑی دور چل کر آپ ٹھہر گئے۔ پھر وضو کے لئے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا، اور اذان کہی گئی۔ پھر آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز ادا فرمائی۔ جب آپ نماز ادا فرما چکے تو ایک شخص پر آپ کی نظر پڑی جو الگ کھڑا تھا اور اس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اے فلاں! تمہیں لوگوں کے ساتھ نماز میں شریک ہونے سے کون سی چیز مانع ہوئی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مجھے غسل کی ضرورت ہوگئی ہے اور پانی موجود نہیں۔ ان سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ پاک مٹی سے کام نکالو۔ یہی کافی ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے سفر شروع کیا تو لوگوں نے پیاس کی شکایت کی۔ آپ ﷺ پھر ٹھہر گئے اور فلاں کو بلایا۔ (ابورجاء نے ان کا نام لیا تھا لیکن عوف کو یاد نہیں رہا) اور علیؓ کو بھی طلب فرمایا۔ ان دونوں صاحبان سے آپ نے فرمایا کہ جاؤ پانی کی تلاش کرو۔ یہ تلاش میں نکلے۔ راستہ میں ایک عورت ملی جو پانی کے دو مشکیزے اپنے اونٹ پر لٹکائے ہوئے سوار جارہی تھی۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ پانی کہاں ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ کل اس وقت میں پانی پر موجود تھی اور ہمارے قبیلہ کے افراد پانی کی تلاش میں پیچھے رہ گئے ہیں۔ انہوں نے اس سے کہا، اچھا ہمارے ساتھ چلو۔ اس نے پوچھا کہاں تک؟ انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں۔ اس نے کہا اچھا وہی جسے بے دین کہا جاتا ہے انہوں نے کہا، یہ وہی ہیں جسے تم کہہ رہی ہو۔ اچھا اب چلو۔ یہ حضرات اس عورت کو آنحضور ﷺ کی خدمت مبارک میں لائے اور واقعہ بیان کیا۔ عمران نے بیان کیا کہ لوگوں نے اسے اونٹ سے اتارا، پھر نبی کریم ﷺ نے ایک برتن طلب فرمایا اور دونوں مشکیزوں کے منہ اس میں کھول دیئے۔ پھر ان کے منہ کو بند کر دیا اس کے بعد نیچے کے حصے کے سوراخ کو کھول دیا اور تمام لشکریوں میں منادی کر دی گئی کہ خود بھی سیر ہو کر پانی پئیں اور جانوروں وغیرہ کو بھی پلائیں۔ پس جس نے چاہا سیر ہو کر پانی پیا اور پلایا۔
آخر میں اس شخص کو بھی ایک برتن میں پانی دیا گیا جسے غسل کی ضرورت تھی۔

فَاَتَتْ اَهْلَهَا وَقَدِ احْتَبَسَتْ عَنْهُمْ قَالُوْا مَاحَبَسَكِ يَافُلَانَةُ قَالَتِ الْعَجَبُ لَقِيَنِيْ رَجُلَانِ فَذَهَبَا بِيْ اِلٰى هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ الصَّابِيءُ فَفَعَلَ كَذَا وَكَذَا فَوَاللّٰهِ اَنَّهُ لَاَسْحَرُ النَّاسِ مِنْ بَيْنِ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ وَقَالَتْ بِاِصْبَعَيْهَا الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةَ فَرَفَعَتْهُمَا اِلَى السَّمَآءِ تَعْنِي السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ اَوْ اِنَّهُ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ حَقًّا فَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ بَعْدُ يُغِيْرُوْنَ عَلٰى مَنْ حَوْلَهَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَلَا يُصِيْبُوْنَ الصِّرْمَ الَّذِيْ هِيَ مِنْهُ فَقَالَتْ يَوْمًا لِقَوْمِهَا مَااُرٰى اَنَّ هٰؤُلَآءِ الْقَوْمَ قَدْيَدْعُوْنَكُمْ عَمْدًا فَهَلْ لَّكُمْ فِي الْاِسْلَامِ فَاَطَاعُوْهَا فَدَخَلُوْا فِي الْاِسْلَامِ.

آپ نے فرمایا، لے جاؤ اور غسل کرلو، وہ عورت کھڑی دیکھ رہی تھی۔ کہ اس کے پانی کا کیا حشر ہو رہا ہے۔ اور خدا کی قسم جب پانی کا لیا جانا ان سے بند ہوا تو ہم دیکھ رہے تھے کہ اب مشکیزوں میں پانی پہلے سے بھی زیادہ ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ اس کے لئے جمع کرو (کھانے کی چیز) لوگوں نے اس کے لئے عمدہ قسم کی کھجور (عجوہ) آٹا اور ستو اکٹھا کردیئے جب خاصی مقدار میں یہ سب کچھ جمع ہوگیا تو اسے لوگوں نے ایک کپڑے میں کردیا۔ عورت کو اونٹ پر سوار کر کے اور اس کے سامنے وہ کپڑا رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے تمہارے پانی میں کوئی کمی نہیں کی۔ لیکن خداوند تعالیٰ نے ہمیں سیراب کردیا۔ پھر وہ اپنے گھر آئی، دیر کافی ہوچکی تھی اس لئے گھر والوں نے پوچھا کہ اے فلانی! اتنی دیر کیوں ہوئی؟ اس نے کہا ایک حیرت انگیز واقعہ ہے۔ مجھے دو آدمی ملے اور وہ مجھے اس شخص کے پاس لے گئے جسے بے دین کہا جاتا ہے وہاں اس طرح کا واقعہ پیش آیا۔ خدا کی قسم وہ تو اس کے اور اس کے درمیان سب سے بڑا جادوگر ہے اور اس نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر اشارہ کیا۔ اس کی مراد آسمان، اور زمین سے تھی، یا پھر وہ واقعی اللہ کا رسول ہے۔ اس کے بعد جب مسلمان اس قبیلہ کے قرب وجوار کے مشرکین پر حملہ آور ہوتے تھے لیکن اس گھرانے کو جس سے اس عورت کا تعلق تھا کوئی نقصان نہیں پہنچاتے تھے۔ ایک دن اس نے اپنی قوم کے افراد سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ لوگ تمہیں قصداً چھوڑ دیتے ہیں تو کیا اسلام کی طرف تمہارا کچھ میلان ہے؟ قوم نے عورت کی بات مان لی، اور اسلام لے آئی۔

فائدہ 1: ۔نقصان اس حیثیت سے تو کوئی نہیں ہوا کہ آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی نیت نماز چھوڑنے کی نہیں تھی لیکن اگر اس حیثیت سے دیکھا جائے کہ نماز قضا ہوگئی اور اپنے اصل وقت میں ادا نہ ہوسکی یہ آخری نقصان تو بہرحال ہوا لیکن حدیث میں نفی اس نقصان کی کی گئی ہے جو نیت کی وجہ سے ہوسکتا ہے۔ اس آخری نقصان کی نفی نہیں کی گئی ہے کیونکہ یہاں نیت کے فساد کا تو کوئی سرے سے سوال ہی نہیں تھا۔ آنحضور ﷺ اپنے تمام صحابہ کے ساتھ اس سفر میں اس بے خبری کی نیند سوئے تھے کہ سورج نکل آیا اور کسی کی آنکھ نہیں کھلی۔ یہ بھی خدا کی عظمت و کبریائی اور اس کی شان بے نیازی کا ایک ثبوت ہے کہ نبوت کے تمام امتیازات کے باوجود نبی کو بھی وہ ایسے حالات میں مبتلا کردیتا ہے جہاں وہ بھی محض مجبور اور ایک عام انسان کے قالب میں دکھائی دے۔ اس کے علاوہ خداوند تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کو معلم بنا کر بھیجا تھا اور جن باتوں میں ضروری سمجھا گیا آنحضور ﷺ کے عمل کے ذریعہ بھی امت کو تعلیم دی گئی یہ بھی ممکن ہے کہ خداوند تعالیٰ نے آپ پر اس غفلت کی نیند اسی مقصد کے پیش نظر طاری کردی ہو حالانکہ صحیح حدیث میں ہے کہ نیند میں بھی آپ ﷺ کا قلب مبارک بیدار رہتا تھا اور اس پر کسی قسم کی غفلت طاری نہیں ہوتی تھی۔ جہاں آپ ﷺ نے رات گذاری تھی نماز وہاں سے کچھ دور جا کر اس لئے ادا فرمائی کہ ابھی سورج طلوع ہو رہا تھا اور اس وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ یہ بھی وجہ ہوسکتی تھی کہ ایک ایسی جگہ جہاں ایک فریضہ کی ادائیگی میں نادانستہ کوتاہی ہوئی آپ ﷺ نے وہاں نماز پڑھنا مناسب نہیں سمجھا چنانچہ حکم ہے کہ اگر جمعہ کے خطبہ کے وقت کسی کو اونگھ آجائے تو پھر وہاں سے ہٹ کر بیٹھنا چاہئے۔

فائدہ۲: ۔اس حدیث کی بعض روایتوں میں ہے کہ آپ ﷺ نے برتن میں پانی لے کر کلی کی اور اپنے منہ کا پانی ان مشکیزوں میں ڈال دیا۔ اس روایت سے اس بات کی مصلحت بھی سمجھ میں آتی ہے کہ آپ ﷺ نے کیوں مشکیزوں کا منہ کھولنے کے بعد پھر اسے بند کیا تھا۔ اسی طرح اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ پانی میں برکت پانی کے ساتھ آپ ﷺ کے تھوک مبارک کے مل جانے سے پیدا ہوئی یہ آپ ﷺ کا ایک معجزہ تھا۔

كِتَابُ الصَّلٰوة

کتاب نماز کے بیان میں

باب ۱۷۳ كَيْفَ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ فِي الْإِسْرَآءِ

(۲۲۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ اَبُوْذَرٍّ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُرِجَ عَنْ سَقْفِ بَيْتِيْ وَاَنَا بِمَكَّةَ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَجَ صَدْرِيْ ثُمَّ غَسَلَهٗ بِمَآءِ زَمْزَمَ ثُمَّ جَآءَ بِطَسْتٍ مِّنْ ذَهَبٍ مُّمْتَلِئٍ حِكْمَةً وَّاِيْمَانًا فَاَفْرَغَهٗ فِيْ صَدْرِيْ ثُمَّ اَطْبَقَهٗ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِيْ فَعَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ فَلَمَّا جِئْتُ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

باب ۱۷۳۔ شب معراج میں نماز کس طرح فرض ہوئی تھی

(۲۲۸) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ابوذر یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر کی چھت کھول دی گئی اس وقت میں مکہ میں تھا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے میرے سینہ کو چاک کیا اور اسے زمزم کے پانی سے دھویا۔ پھر ایک سونے کا طشت لائے جو حکمت اور ایمان سے لبریز تھا۔ اس کو میرے سینے میں ڈال دیا اور سینے کو بند کر دیا۔ پھر میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مجھے آسمان کی طرف لے چلے۔ جب میں آسمان دنیا پر پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام نے

فائدہ:۔ کتاب الصلوٰۃ۔ ہر وہ عبادت جو خالق کی عظمت و کبریائی اور اس کی خشیت کی وجہ سے مخلوق کرے اس کا نام ''صلوٰۃ'' ہے صلوٰۃ کے مفہوم کی اس وسعت کا خیال کیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ تمام مخلوقات میں یہ صفت پائی جاتی ہے البتہ ہر مخلوق کا طریقہ صلوٰۃ جدا اور اپنی خلقت کے مناسب ہے۔ قرآن مجید میں اسی کی طرف اشارہ ہے کل قد علم صلوته و تسبيحه .سب نے جان لی اپنی صلوٰۃ اور اپنی تسبیح۔ اس آیت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تمام مخلوقات وظیفہ صلوٰۃ میں مشترک ہے۔ صرف صورت اور طریقہ صلوٰۃ جدا جدا ہے۔ اسی طرح مخلوقات خدا کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہیں۔ قرآن مجید میں اس کے لئے کہا گیا ہے کہ للّٰہ یسجد من فی السموات والارض .اللہ کو سجدہ کرتی ہیں وہ تمام مخلوقات جو زمین اور آسمان میں ہیں۔ صلوٰۃ کے مفہوم میں اتنی وسعت ہے کہ جناب باری عز اسمہ بھی اس کے ساتھ متصف ہیں۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے واقعہ معراج کی ایک حدیث کا ذکر کیا ہے اس میں ہے کہ ''اے محمد ٹھہرو، کہ تمہارے رب صلوٰۃ میں مشغول ہیں۔'' یہ بات علیحدہ ہے کہ خالق کی صلوٰۃ اس کی شان کے مطابق ہوگی اور مخلوق جس صلوٰۃ کو ادا کرتی ہے وہ اپنی صورت حیثیت میں ایک بالکل علیحدہ چیز ہے۔ اسی طرح امم سابقہ بھی صلوٰۃ ادا کرتی تھیں لیکن ہماری شریعت کی اصطلاح میں صلوٰۃ ایک مخصوص عبادت کا نام ہے۔ مخصوص اعمال وارکان کے ساتھ اور اس کا ترجمہ اردو میں ''نماز'' سے کیا جاتا ہے۔ نماز میں صف بندی اسی اُمت کی خصوصیت ہے پہلی امتیں بھی اگرچہ نماز باجماعت ادا کرتی تھیں لیکن ان کی جماعت میں صف بندی نہیں ہوتی تھی۔

زمین سے اگر کوئی آسمان کی طرف جائے تو سب سے پہلے آسمان کا جو طبقہ پڑے گا اسے آسمان دنیا کہتے ہیں احادیث سے جیسا کہ معلوم ہوتا ہے آسمان کے سات طبقے ہیں۔ یہ علاقے انسانی دسترس سے باہر ہیں۔ اسلام میں اس کی کوئی تعیین موجود نہیں کہ یہ آسمان جن کا ذکر قرآن وحدیث میں موجود ہے جوہر ہیں یا عرض۔ اس پر ہئیت دان اور فلکیات کے ماہرین نے مختلف زمانوں میں مختلف طریقوں سے تحقیقات کی ہیں۔ موجودہ دور کے ماہرین فلکیات کا خیال ہے کہ آسمان ایک فضاء لطیف کا نام ہے جس کی کوئی حد و انتہاء نہیں اور مختلف سیارے چاند و سورج وغیرہ اس میں خود بخود تیرتے پھرتے ہے۔ اپنے اس نظریہ کے لئے ان کے پاس کوئی واضح دلیل موجود نہیں ہے اپنی فکر و دانائی کے مطابق پہلے انہوں نے چند مقدمات بنائے پھر ان مقدمات کی روشنی میں ایک ایسی چیز کے متعلق ایک نظریہ قائم کیا جسے انہوں نے نہ خود دیکھا ہے اور نہ اس کے کسی دیکھنے والے نے انہیں اس کے متعلق کوئی اہم اطلاع بہم پہنچائی ہے یہی وجہ ہے کہ اس قسم کے نظریات مختلف ادوار میں برابر بدلتے رہتے ہیں۔ علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے موجودہ دور کے ماہرین فلکیات کی رائے کی ایک حد تک تصویب کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اس نظریہ کو تسلیم کر لینے کے بعد بھی ہم اس سے متعلق اسلامی تصریحات کی وضاحت اس طرح کریں گے کہ یہی غیر متناہی اور لامحدود فضا لطیف مختلف طبقات میں تقسیم ہے اور ہر طبقہ کا نام آسمان ہے۔ اس طرح اسلامی تصریحات کے مطابق سات آسمانوں کی تقسیم بآسانی ہوجاتی ہے۔

لِخَازِنِ السَّمَآءِ افْتَحْ قَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا جِبْرِيْلُ قَالَ هَلْ مَعَكَ اَحَدٌ قَالَ نَعَمْ مَعِيَ مُحَمَّدٌ فَقَالَ ءَ اُرْسِلَ اِلَيْهِ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا فَتَحَ عَلَوْنَا السَّمَآءَ الدُّنْيَا فَاِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلٰى يَمِيْنِهٖ اَسْوِدَةٌ وَّعَلٰى يَسَارِهٖ اَسْوِدَةٌ اِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ لِجِبْرِيْلَ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اٰدَمُ وَهٰذِهِ الْاَسْوِدَةُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَشِمَالِهٖ نَسَمُ بَنِيْهِ فَاَهْلُ الْيَمِيْنِ مِنْهُمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ وَالْاَسْوِدَةُ الَّتِيْ عَنْ شِمَالِهٖ اَهْلُ النَّارِ فَاِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِيْنِهٖ ضَحِكَ وَاِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهٖ بَكٰى حَتّٰى عَرَجَ بِيْ اِلَى السَّمَآءِ الثَّانِيَةِ فَقَالَ لِخَازِنِهَا افْتَحْ فَقَالَ لَهٗ خَازِنُهَا مِثْلَ مَاقَالَ الْاَوَّلُ فَفَتَحَ قَالَ اَنَسٌ فَذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ فِي السَّمٰوٰتِ اٰدَمَ وَاِدْرِيْسَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰى وَاِبْرَاهِيْمَ وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ اَنَّهٗ ذَكَرَ اَنَّهٗ وَجَدَ اٰدَمَ فِي السَّمَآءِ الدُّنْيَا وَاِبْرَاهِيْمَ فِي السَّمَآءِ السَّادِسَةِ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا مَرَّ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِدْرِيْسَ قَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اِدْرِيْسُ ثُمَّ مَرَرْتُ بِمُوْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا مُوْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِعِيْسٰى فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالْاَخِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا عِيْسٰى ثُمَّ مَرَرْتُ بِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ وَالِابْنِ الصَّالِحِ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ هٰذَا اِبْرَاهِيْمُ۔ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبَا حَبَّةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُوْلَانِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَرَجَ بِيْ حَتّٰى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى اَسْمَعُ فِيْهِ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ۔

آسمان کے داروغہ سے کہا کہ کھولو۔ انہوں نے پوچھا۔ آپ کون ہیں؟ جواب دیا کہ جبرائیل پھر انہوں نے پوچھا کیا آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جواب دیا ہاں! میرے ساتھ محمد (ﷺ) ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا ان کے پاس آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا جی ہاں! پھر جب انہوں نے دروازہ کھولا تو ہم آسمان دنیا پر چڑھ گئے۔ وہاں ہم نے ایک شخص کو دیکھا جو بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کی داہنی طرف کچھ کالبد تھے اور کچھ کالبد بائیں طرف تھے جب وہ اپنی داہنی طرف دیکھتے تو مسکرا دیتے اور جب بائیں طرف نظر کرتے تو روتے۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ خوش آمدید۔ صالح نبی اور صالح بیٹے۔ میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ آدم ہیں اور ان کے دائیں بائیں جو کالبد ہیں، یہ بنی آدم کی روحیں ہیں۔ جو کالبد دائیں طرف ہیں وہ جنتی روحیں ہیں اور جو بائیں طرف ہیں وہ دوزخی روحیں ہیں اس لئے جب وہ دائیں طرف دیکھتے ہیں تو مسکراتے ہیں اور جب بائیں طرف دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ پھر جبرائیل مجھے لے کر دوسرے آسمان تک پہنچے اور اس کے داروغہ سے کہا کہ کھولو۔ اس آسمان کے داروغہ نے بھی پہلے داروغہ کی طرح پوچھا پھر کھول دیا۔ حضرت انس نے کہا کہ آنحضور ﷺ نے بیان فرمایا کہ آپ ﷺ نے آسمان پر آدم۔ ادریس۔ موسیٰ۔ عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو موجود پایا اور ابوذر رضی اللہ عنہ نے ان کے مدارج نہیں بیان کئے۔ البتہ یہ بیان کیا کہ آنحضور ﷺ نے حضرت آدم کو آسمان دنیا پر پایا اور ابراہیمؑ کو چھٹے آسمان پر۔ انس نے بیان کیا کہ جب جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے ساتھ ادریس علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے فرمایا خوش آمدید صالح نبی اور صالح بھائی میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب دیا کہ یہ ادریس ہیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا انہوں نے فرمایا خوش آمدید صالح نبی اور صالح بھائی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے ؟ جبرائیل نے بتایا کہ یہ موسیٰ (علیہ السلام) ہیں۔ پھر میں عیسیٰ (علیہ السلام) تک پہنچا۔ انہوں نے کہا خوش آمدید صالح نبی اور صالح بھائی۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل نے بتایا کہ یہ عیسیٰ ہیں۔ پھر میں ابراہیم (علیہ السلام) تک پہنچا۔ انہوں نے فرمایا خوش آمدید صالح نبی اور صالح بیٹے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جبرائیل نے بتایا کہ یہ ابراہیم ہیں۔ اور حضرت ابن عباسؓ اور ابو حبۃ الانصاری کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ

نے فرمایا پھر مجھے جبرائیل لے چلے، اب میں اس بلند مقام تک پہنچ گیا جہاں میں نے (لکھتے ہوئے فرشتوں کے) قلم کی آواز سنی۔

☆عَنِ انس بْن مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَرَضَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى اُمَّتِىْ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً فَرَجَعْتُ بِذٰلِكَ حَتّٰى مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى فَقَالَ مَافَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلٰى اُمَّتِكَ قُلْتُ فَرَضَ خَمْسِيْنَ صَلٰوةً قَالَ فَارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَاتُطِيْقُ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى قُلْتُ وَضَعَ شَطْرَهَا فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَاتُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَاِنَّ اُمَّتَكَ لَاتُطِيْقُ ذٰلِكَ فَرَاجَعْتُهٗ فَقَالَ هِىَ خَمْسٌ وَهِىَ خَمْسُوْنَ لَايُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَىَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى مُوْسٰى فَقَالَ رَاجِعْ رَبَّكَ فَقُلْتُ اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَّبِّىْ ثُمَّ انْطَلَقَ بِىْ حَتّٰى انْتَهٰى بِىْ اِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى وَغَشِيَهَا اَلْوَانٌ لَاَدْرِىْ مَاهِىَ ثُمَّ اُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَافِيْهَا حَبَائِلُ اللُّؤْلُؤِ وَاِذَا تُرَابُهَا الْمِسْكُ۔

☆حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا پس اللہ عزوجل نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔ میں انہیں لے کر واپس لوٹا موسیٰ (علیہ السلام) تک جب پہنچا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کی امت پر اللہ تعالیٰ نے کیا فرض کیا؟ میں نے کہا پچاس نمازیں فرض کیں۔ انہوں نے فرمایا آپ واپس اپنے رب کی بارگاہ میں جائیے کیونکہ آپ کی امت اتنی نمازوں کا تحمل نہیں کرسکتی۔ میں واپس بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوا تو اس میں سے ایک حصہ کم کردیا گیا۔ پھر موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آیا اور کہا کہ ایک حصہ کم کردیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دوبارہ جائیے کیونکہ آپ کی امت میں اس کے برداشت کی بھی طاقت نہیں۔ پھر میں بارگاہ رب العزت میں حاضر ہوا۔ پھر ایک حصہ کم ہوا۔ پھر موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جب پہنچا تو انہوں نے کہا کہ اپنے رب کی بارگاہ میں پھر جائیے کیونکہ آپ ﷺ کی امت اس کا بھی تحمل نہیں کرسکتی۔ پھر میں بار بار آیا گیا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ نمازیں (عمل میں) پانچ ہیں اور (ثواب میں) پچاس (کے برابر) میرے یہاں باتیں بدلی جاتی۔ اب میں موسیٰؑ کے یہاں آیا تو انہوں نے پھر کہا کہ اپنے رب کے پاس جائیے۔ لیکن میں نے کہا کہ مجھے اپنے رب سے شرم آتی ہے۔ پھر جبرائیل مجھے سدرۃ المنتہیٰ تک لے گئے۔ اس پر ایسے مختلف رنگ محیط تھے جن کے متعلق مجھے معلوم نہیں ہوا کہ وہ کیا ہیں۔ اس کے بعد مجھے جنت میں لے جایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس میں موتی کے ہار تھے اور اس کی مٹی مشک کی طرح تھی۔

فائدہ:۔ پہلے پچاس نمازیں فرض ہوئیں پھر صرف پانچ باقی رہ گئیں۔ یہ پہلے ہی سے خدا کی مرضی تھی یہ نسخ نہیں تھا۔ بلکہ خدا کا منشاء یہ تھا کہ نمازیں صرف پانچ ہی اس امت پر فرض ہوں۔ البتہ طریقہ اس لئے اختیار کیا گیا تاکہ مقصد زیادہ دلنشیں ہوجائے کیونکہ نمازیں پانچ رکھنی تھیں اور ثواب پچاس نمازوں کا دینا تھا۔ بات کو دلنشین کرنے کے لئے احادیث میں بھی یہ انداز بکثرت اختیار کیا گیا ہے۔ اس روایت میں اس کی کوئی تعیین نہیں کہ نمازیں ہر مرتبہ کتنی کم کی جاتی تھیں صرف شطر کا لفظ ہے۔ بعض روایتوں میں دس کی کمی کی تصریح ہے۔ یہ دراصل حدیث بیان کرنے والوں کی طرف سے اجمال ہے۔ صحیح یہ ہے کہ کمی پانچ پانچ نمازوں کی کی گئی تھی۔ چنانچہ جب آخری مرتبہ صرف پانچ باقی رہ گئیں تو آپ کو جاتے ہوئے شرم آئی کیونکہ اس کا مطلب تو یہ تھا کہ اب سرے سے نماز ہی معاف کرالی جائے۔ پھر خداوند کریم کے قول لا یبدل القول لدی سے یہ بھی معلوم ہوگیا تھا کہ خدا کی مرضی یہی ہے کہ پانچ باقی رہیں۔

(۲۲۹) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ حِيْنَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَاُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَزِيْدَفِيْ صَلٰوةِ الْحَضَرِ۔

(۲۲۹) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے دو دو رکعتیں نماز کی فرض کی تھیں۔ مسافرت میں بھی اور اقامت کی حالت میں بھی۔ پھر سفر کی نمازیں تو اپنی اصلی حالت پر باقی رکھی گئیں۔ البتہ اقامت کی نمازوں میں زیادتی کر دی گئی۔

باب ۱۷۴ . اَلصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ مُلْتَحِفًا بِهٖ

باب ۱۷۴۔ صرف ایک کپڑے کو بدن پر لپیٹ کر نماز پڑھنا۔

(۲۳۰) عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ۔

(۲۳۰) حضرت عمر بن ابی سلمہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک کپڑے میں نماز ادا فرمائی اور آپ ﷺ نے کپڑے کے دونوں کناروں کو مخالف طرف کاندھے پر ڈال لیا تھا۔

(۲۳۱) عَنْ اُمِّ هَانِیْؓ قَالَتْ فَصَلّٰى ثَمَانَ رَكْعَاتٍ مُّلْتَحِفًا فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ اُمِّیْ اَنَّهٗ قَاتِلٌ رَجُلًا قَدْ اَجَرْتُهٗ فُلَانُ بْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَرْنَا مَنْ اَجَرْتِ يَااُمَّ هَانِیْءٍ قَالَتْ اُمُّ هَانِیْءٍ وَذَاكَ ضُحًى۔

(۲۳۱) حضرت ام ہانیؓ فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ نے آٹھ رکعت نماز پڑھی ایک ہی کپڑے میں لپیٹ کر، جب آپ فارغ ہوئے تو میں نے عرض کی یارسول اللہ میری ماں کے بیٹے (علیؓ بن ابی طالب) کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک شخص کو ضرور قتل کرے گا حالانکہ میں نے اسے پناہ دے رکھی ہے یہ ہبیرہ کا فلاں بیٹا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ام ہانی! جسے تم نے پناہ دے دی۔ ہم نے بھی اسے پناہ دی حضرت ام ہانیؓ نے فرمایا کہ یہ نماز چاشت تھی۔

فائدہ:۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ یہ نماز چاشت کی نہیں تھی بلکہ فتح مکہ کے شکریہ کے لئے آپ ﷺ نے پڑھی تھی۔ ابوداؤد کی ایک روایت میں اس کی تصریح ہے کہ ان آٹھ رکعت میں آپ نے ہر دو رکعت پر سلام پھیرا تھا۔ چاشت کی نماز کی ترغیب احادیث میں بہت زیادہ کی گئی ہے لیکن خود آنحضور ﷺ سے اس کا پڑھنا بہت کم منقول ہے۔ اس کی حکمت و مصلحت تھی جس کا ذکر طوالت کا باعث ہے۔

(۲۳۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ سَائِلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلٰوةِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ۔

(۲۳۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ کسی پوچھنے والے نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کیا تم سب کے پاس دو کپڑے ہیں بھی؟

باب ۱۷۵ . اِذَا صَلّٰى فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَلْيَجْعَلْ عَلٰى عَاتِقَيْهِ

باب ۱۷۵۔ جب ایک کپڑے میں کوئی شخص نماز پڑھے تو کپڑے کو کاندھوں پر کر لینا چاہئے

(۲۳۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايُصَلِّیْ اَحَدُكُمْ فِی الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقِهٖ شَیْءٌ۔

(۲۳۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی شخص کو بھی ایک کپڑے میں نماز اس طرح نہ پڑھنی چاہئے کہ اس کے کاندھوں پر کچھ نہ ہو۔

(۲۳۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رضی الله تعالى عنه) يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَلّٰى فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَلْيُخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ۔

(۲۳۴) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے تھے۔ میں اس کی گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے یہ ارشاد فرماتے سنا تھا کہ جو شخص ایک کپڑے میں نماز پڑھے اسے کپڑے کے دونوں کناروں کو اس کے مخالف سمت کاندھے پر ڈال لینا چاہئے۔

باب ۱۷۶۔ اِذَا كَانَ الثَّوْبُ ضَيِّقًا

(۲۳۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ خَرَجْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فَجِئْتُ لَيْلَةً لِبَعْضِ اَمْرِيْ فَوَجَدْتُّه' يُصَلِّيْ وَعَلَيَّ ثَوْبٌ وَّاحِدٌ فَاشْتَمَلْتُ بِهٖ وَصَلَّيْتُ اِلٰى جَانِبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَاالسُّرٰى يَاجَابِرُ فَاَخْبَرْتُه' بِحَاجَتِيْ فَلَمَّا فَرَغْتُ قَالَ مَاهٰذَا الْاِشْتِمَالُ الَّذِيْ رَاَيْتُ قُلْتُ كَانَ ثَوْبًا قَالَ فَاِنْ كَانَ وَاسِعًا فَالْتَحِفْ بِهٖ وَاِنْ كَانَ ضَيِّقًا فَاتَّزِرْ بِهٖ۔

باب ۱۷۶۔ جب کپڑا تنگ ہو

(۲۳۵) حضرت جابر بن عبداللہ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ کسی سفر میں گیا۔ ایک رات کسی ضرورت کی وجہ سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نماز میں مشغول ہیں اس وقت میرے بدن پر صرف ایک کپڑا تھا۔ اس لئے میں نے اسے لپیٹ لیا اور آپ کے پہلو میں ہوکر نماز میں شریک ہوگیا۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا جابر! اس وقت کیسے آئے؟ میں نے آپ سے اپنی ضرورت کے متعلق کہا۔ میں جب فارغ ہوگیا تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ تم نے کیا لپیٹ رکھا تھا جسے میں نے دیکھا؟ میں نے عرض کیا کپڑا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کپڑا کشادہ ہوا کرے تو اسے اچھی طرح لپیٹ لیا کرو اور اگر تنگ ہو تو اس کو تہبند کے طور پر باندھ لیا کرو۔

فائدہ:۔ حضرت جابرؓ کو چونکہ مسئلہ معلوم نہیں تھا اس لئے انہوں نے کپڑے کے کناروں کو اپنی ٹھوڑی سے دبا لیا تھا۔ اس طرح تنگی پیدا ہوجاتی ہے چاہئے یہ تھا کہ کپڑے کو باندھ لیتے۔ کیونکہ حضرت جابرؓ کا کپڑا کشادہ نہیں تھا۔ بلکہ تنگ تھا۔

(۲۳۶) عَنْ سَهْلٍ قَالَ كَانَ رِجَالٌ يُصَلُّوْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَاقِدِيْ اُزُرِهِمْ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ كَهَيْئَةِ الصِّبْيَانِ وَيُقَالُ لِلنِّسَآءِ لَاتَرْفَعْنَ رُؤُوْسَكُنَّ حَتّٰى يَسْتَوِيَ الرِّجَالُ جُلُوْسًا۔

(۲۳۶) حضرت سہلؓ نے فرمایا کہ بہت سے لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ بچوں کی طرح اپنی گردنوں پر تہبند باندھ کر نماز پڑھتے تھے اور عورتوں کو حکم تھا کہ اپنے سروں کو (سجدے سے) اس وقت تک نہ اٹھائیں جب تک مرد پوری طرح بیٹھ نہ جائیں۔

باب ۱۷۷۔ اَلصَّلٰوةِ فِي الْجُبَّةِ الشَّامِيَةِ

(۲۳۷) عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ شُعْبَةَ (رضى اللّٰه تعالى عنه) قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ يَامُغِيْرَةُ خُذِالْاِدَاوَةَ فَاَخَذْتُهَا فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّيْ فَقَضٰى حَاجَتَه' وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ فَذَهَبَ لِيُخْرِجَ يَدَه' مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ فَاَخْرَجَ يَدَه' مِنْ اَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّا وُضُوْءَه' لِلصَّلٰوةِ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى۔

باب ۱۷۷۔ شامی جبہ پہن کر نماز پڑھنا

(۲۳۷) حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا آپ نے ایک موقعہ پر فرمایا مغیرہ! برتن اٹھالو، میں نے اٹھالیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ چلے اور میری نظروں سے چھپ گئے۔ آپ ﷺ نے قضائے حاجت کی اس وقت آپ ﷺ شامی جبہ پہنے ہوئے تھے۔ آپ ہاتھ کھولنے کے لئے آستین اوپر چڑھانی چاہتے تھے لیکن وہ تنگ تھی۔ اس لئے آستین کے اندر سے ہاتھ باہر نکالا۔ میں نے آپ ﷺ کے ہاتھوں پر پانی ڈالا۔ آپ ﷺ نے نماز کے وضو کی طرح وضو کیا اور اپنے خفین پر مسح کیا۔ پھر نماز پڑھی۔

فائدہ:۔ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ایسے کپڑے جنہیں عربی طریقے سے کاٹا اور سلایا نہ گیا ہو انہیں پہن کر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں نبی کریم ﷺ نے بھی شامی جبہ پہن کر نماز پڑھی تھی جیسا کہ اس عنوان میں اس کا ذکر ہے اگر اس میں کوئی حرج ہوتا تو نبی کریم ﷺ ایسا کس طرح کر سکتے تھے۔ امام صاحب یہاں کپڑے کی پاکی یا ناپاکی کی بحث نہیں چھیڑنا چاہتے۔ حدیث سے یہی بات معلوم ہوتی ہے۔

باب ۱۷۸. كَرَاهِيَةِ التَّعَرِّى فِى الصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا

(۲۳۸) عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰه (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ اِزَارُه، فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّه، يَابْنَ اَخِىْ لَوْحَلَلْتَ اِزَارَكَ فَجَعَلْتَ عَلٰى مَنْكِبَيْكَ دُوْنَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَحَلَّه، فَجَعَلَه، عَلٰى مَنْكِبَيْهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَمَارُاِیَ بَعْدَ ذٰلِكَ عُرْيَانًا۔

باب ۱۷۸۔ نماز اور اس کے علاوہ اوقات میں ننگے ہونے کی کراہت

(۲۳۸) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (نبوت سے پہلے) کعبہ کی تعمیر کے لئے قریش کے ساتھ پتھر ڈھور ہے تھے۔ آپ اس وقت تہبند باندھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے چچا عباس نے کہا کہ بھتیجے، کیوں نہیں تم تہبند کھول لیتے اور اسے پتھر کے نیچے اپنے کاندھے پر رکھ لیتے۔ حضرت جابر نے کہا کہ آپ نے تہبند کھول لیا اور کاندھے پر رکھ لیا لیکن فوراً ہی غش کھا کر گر پڑے۔ اس کے بعد آپ کو کبھی ننگا نہیں دیکھا گیا۔

فائدہ:۔ یہ بعثت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ اس وقت آپ کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے اور احتیاط وادب کا تقاضا یہ ہے کہ کم سے کم عمر کی تعیین کی جائے۔ اگر چہ یہ واقعہ نبوت سے پہلے کا ہے لیکن خدا نے اس وقت بھی آپ ﷺ کی حفاظت کی۔ روایتوں میں ہے کہ جب تہبند باندھا گیا تو آپ ﷺ ہوش میں آ گئے تھے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ انسان پر سب سے پہلے فریضہ ایمان کا ہے پھر اپنی شرمگاہ چھپانے کا۔ عام حالت میں یہ فرض ہے اور نماز کی صحت کے لئے شرط۔

باب ۱۷۹. مَايُسْتَرُ مِنَ الْعَوْرَةِ

(۲۳۹) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِى (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اِنَّه، قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ وَاَنْ يَّحْتَبِىَ الرَّجُلُ فِىْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَىْءٌ۔

باب ۱۷۹۔ شرم گاہ جو چھپائی جائے گی

(۲۳۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صماء کی طرح کپڑا بدن پر لپیٹ لینے سے منع فرمایا اور اس سے بھی منع فرمایا کہ آدمی ایک کپڑے میں احتباء کرے، اور شرم گاہ پر علیحدہ سے کوئی کپڑا نہ ہو۔

فائدہ:۔ لغت میں صماء اس طرح کپڑا سارے بدن پر لپیٹ لینے کو کہتے ہیں کہ کسی طرف سے کھلا ہوا نہ ہو اور اندر سے ہاتھ نکالنا بھی مشکل ہو لیکن فقہاء نے اس کی یہ صورت لکھی ہے کہ کوئی کپڑا پورے بدن پر لپیٹ لیا جائے پھر اس کے ایک کنارے کو اٹھا کر اپنے کاندھے پر اس طرح رکھ لیا جائے کہ شرم گاہ کھل جائے۔ فقہاء کی یہ تفسیر حدیث میں بیان کردہ صورت کے مطابق ہے۔ اہل لغت نے صماء کی جو صورت لکھی ہے اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور فقہاء کی لکھی ہوئی صورت میں نماز پڑھنا حرام ہے۔

احتباء یہ ہے کہ اکڑوں بیٹھ کر پنڈلیوں اور پیٹھ کو کسی کپڑے سے ایک ساتھ باندھ لیا جائے اس کے بعد کوئی کپڑا اوڑھ لیا جائے عرب اپنی مجالس میں اس طرح بھی بیٹھا کرتے تھے۔ چونکہ اس صورت میں ستر عورت پوری طرح نہیں ہوسکتا تھا۔ اس لئے اسلام نے اس کی ممانعت کردی۔

(۲۴۰) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ نَهَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ عَنِ اللِّمَاسِ وَالنِّبَاذِ وَاَنْ يَّشْتَمِلَ الصَّمَّآءَ وَاَنْ يَّحْتَبِىَ الرَّجُلُ فِىْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ۔

(۲۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے دو طرح کی بیع وفروخت سے منع فرمایا ہے:۔ بیع لماس سے اور نباذ سے اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کپڑا صماء کی طرح لپیٹا جائے اور اس سے بھی کہ آدمی ایک کپڑے میں احتباء کرے۔

فائدہ:۔عرب میں بیع وفروخت کا ایک یہ طریقہ تھا کہ خریدنے والا شخص اپنی آنکھ بند کر کے کسی چیز پر ہاتھ رکھ دیتا تھا۔دوسرا طریقہ یہ تھا کہ خود بیچنے والا آنکھ بند کر کے کوئی چیز خریدنے والے کی طرف پھینکتا۔ان دونوں صورتوں میں متعینہ قیمت پر خرید وفروخت ہوتی تھی پہلے طریقہ کو لماس اور دوسرے کو نباذ کہتے تھے یہ دونوں صورتیں اسلام میں ممنوع ہیں بیع وفروخت کے سلسلہ میں اسلام کا یہ اصول ہے کہ اس کے لئے ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس میں بیچنے یا خریدنے والا ناواقفیت کی وجہ سے دھوکا نہ کھا جائے۔

(۲۴۱) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ بَعَثَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ تِلْكَ الْحَجَّةِ فِيْ مُؤَذِّنِيْنَ يَوْمَ النَّحْرِ نُؤَذِّنُ بِمِنًى اَنْ لَّايَحُجَّ بَعْدَالْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفَ فِي الْبَيْتِ عُرْيَانٌ ثُمَّ اَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَاَمَرَهٗ اَنْ يُّؤَذِّنَ بِبَرَآءَةٍ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ فَاَذَّنَ مَعَنَا عَلِيٌّ فِيْ اَهْلِ مِنًى يَوْمَ النَّحْرِ لَايَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ۔

(۲۴۱) حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ اس حج کے موقعہ پر (جس کے امیر آنحضور ﷺ کی طرف سے حضرت ابوبکر بنائے گئے تھے) مجھے حضرت ابو بکرؓ نے یوم نحر میں اعلان کرنے والوں کے ساتھ بھیجا تاکہ ہم منیٰ میں اس بات کا اعلان کردیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا حج نہیں کرسکتا اور کوئی شخص ننگے ہوکر بیت اللہ کا طواف نہیں کرسکتا۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ سورۂ براۃ کا اعلان کردیں۔ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے ہمارے ساتھ اس کا اعلان کیا۔نحر کے دن منیٰ میں موجود لوگوں کے سامنے کہ آج کے بعد کوئی مشرک نہ حج کرسکتا ہے اور نہ بیت اللہ کا طواف کوئی شخص ننگے ہوکر کرسکتا ہے۔

باب ۱۸۰. مَايُذْكَرُفِي الْفَخِذِ

باب ۱۸۰۔ران سے متعلق روایتیں

(۲۴۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا خَيْبَرَ فَصَلَّيْنَا عِنْدَهَا صَلٰوةَ الْغَدَاةِ بِغَلَسٍ فَرَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ اَبُوْطَلْحَةَ وَاَنَارَدِيْفُ اَبِيْ طَلْحَةَ فَاَجْرٰى نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ زُقَاقِ خَيْبَرَ وَاِنَّ رُكْبَتِيْ لَتَمَسُّ فَخِذَنَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَسَرَ الْاِزَارَعَنْ فَخِذِهٖ حَتّٰى اَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى بَيَاضِ فَخِذِ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَخَلَ الْقَرْيَةَ قَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ قَالَهَا ثَلَاثًا قَالَ وَخَرَجَ الْقَوْمُ اِلٰى اَعْمَالِهِمْ فَقَالُوْامُحَمَّدٌ قَالَ عَبْدُالْعَزِيْزِ وَقَالَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا وَالْخَمِيْسُ يَعْنِي الْجَيْشَ قَالَ فَاَصَبْنَاهَا عَنْوَةً فَجُمِعَ السَّبْيُ فَجَآءَ دِحْيَةُ فَقَالَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ فَقَالَ اذْهَبْ فَخُذْ جَارِيَةً فَاَخَذَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَجَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۲۴۲) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ غزوہ خیبر کے لئے تشریف لے گئے۔ہم نے وہاں فجر کی نماز اندھیرے ہی میں پڑھی۔پھر نبی کریم ﷺ سوار ہوئے اور ابوطلحہ بھی سوار ہوئے۔میں ابوطلحہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔نبی کریم ﷺ نے اپنی سواری کا رخ خیبر کی گلیوں کی طرف کردیا۔میرا گھٹنا نبی کریم ﷺ کی ران سے چھوجاتا تھا پھر نبی کریم ﷺ نے اپنی ران سے تہبند ہٹایا۔گویا میں نبی کریم ﷺ کی شفاف اور سفید رانوں کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں جب آپ قریہ خیبر میں داخل ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ "خدا سب سے بڑا ہے۔خیبر پر بربادی آگئی۔جب ہم کسی قوم کے مکانوں کے سامنے جنگ کے لئے اتر جائیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح خوفناک ہوجاتی ہے۔" آپ نے یہ تین مرتبہ فرمایا۔حضرت انسؓ نے فرمایا کہ خیبر کے لوگ اپنے کاموں کے لئے باہر آئے اور وہ چلا اٹھے محمد (ﷺ) اور (راوی حدیث) عبدالعزیز نے کہا کہ حضرت انسؓ سے روایت کرنے والے ہمارے بعض اصحاب نے والخمیس (الجیش) کا لفظ بھی نقل کیا ہے (یعنی وہ چلا اٹھے کہ محمد (ﷺ) لشکر لے کر پہنچ گئے) پس ہم نے خیبر لڑکر فتح کرلیا۔اور قیدی جمع کئے گئے۔پھر دحیہ

وَسَلَّمَ فَقَالَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اَعْطَيْتَ دِحْيَةَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ سَيِّدَةَ قُرَيْظَةَ وَالنَّضِيرِ لَاتَصْلُحُ اِلَّا لَكَ قَالَ ادْعُوْهُ بِهَا فَجَاءَ بِهَا فَلَمَّا نَظَرَ اِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُذْ جَارِيَةً مِنَ السَّبْيِ غَيْرَهَا قَالَ فَاَعْتَقَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَزَوَّجَهَا فَقَالَ لَهٗ ثَابِتٌ يَااَبَاحَمْزَةَ مَااَصْدَقَهَا قَالَ نَفْسَهَا اَعْتَقَهَا وَتَزَوَّجَهَا حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالطَّرِيْقِ جَهَّزَتْهَا لَهٗ اُمُّ سُلَيْمٍ فَاَهْدَتْهَا لَهٗ مِنَ اللَّيْلِ فَاَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا فَقَالَ مَنْ كَانَ عِنْدَهٗ شَيْءٌ فَلْيَجِيْءُ بِهٖ وَبَسَطَ نِطَعًا فَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالتَّمْرِ وَجَعَلَ الرَّجُلُ يَجِيْءُ بِالسَّمَنِ قَالَ وَاَحْسِبُهٗ قَدْ ذَكَرَالسَّوِيْقَ قَالَ فَحَاسُوْا حَيْسًا فَكَانَتْ وَلِيْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(رضی اللہ عنہ) آئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ قیدیوں میں سے کوئی باندی مجھے عنایت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور کوئی باندی لے لو۔ انہوں نے صفیہ بنت حیؓ کو لے لیا پھر ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ یارسول اللہ صفیہ جو قریظہ اور نضیر کے سردار حی کی بیٹی ہیں انہیں آپ نے دحیہ کو دے دیا۔ وہ تو صرف آپ ہی کے لئے مناسب تھیں اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دحیہ کو صفیہ کے ساتھ بلاؤ۔ وہ لائے گئے۔ جب نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھا تو فرمایا کہ قیدیوں میں سے کوئی اور باندی لے لو۔ راوی نے کہا کہ پھر نبی کریم ﷺ نے صفیہ کو آزاد کر دیا اور انہیں اپنے نکاح میں لے لیا۔ ثابت بنانی نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ ابوحمزہ! ان کی مہر آنحضور ﷺ نے کیا رکھی تھی۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ خود انہی کی آزادی ان کی مہر تھی اور اسی پر آپ ﷺ نے نکاح کیا پھر راستے ہی میں ام سلیم (حضرت انسؓ کی والدہ) نے انہیں دلہن بنایا اور نبی کریم ﷺ کے پاس رات کے وقت بھیجا۔ اب نبی کریم ﷺ دولہا تھے اس لئے آپ نے فرمایا کہ جس کے پاس بھی کچھ کھانے کی چیز ہو تو یہاں لائے۔ آپ ﷺ نے ایک چمڑے کا دستر خوان بچھایا۔ بعض صحابہ کھجور لائے۔ بعض گھی۔ عبدالعزیز نے کہا کہ میرا خیال ہے حضرت انسؓ نے ستو کا بھی ذکر کیا۔ پھر لوگوں نے ان کا حلوا بنالیا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ تھا۔

باب ۱۸۱ . فِيْ كَمْ تُصَلِّي الْمَرْاَةُ مِنَ الثِّيَابِ

باب ۱۸۱۔ عورت کو نماز پڑھنے کے لئے کتنے کپڑے ضروری ہیں

(۲۴۳) عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْفَجْرَ فَشَهِدَ مَعَهٗ نِسَاءٌ مِّنَ الْمُؤْمِنَاتِ مُتَلَفِّعَاتٍ فِيْ مُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَرْجِعْنَ اِلٰى بُيُوْتِهِنَّ مَايَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ۔

(۲۴۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ فجر کی نماز پڑھتے تھے اور آپ کے ساتھ نماز میں بہت سی مسلمان عورتیں اپنے اوپر چادر اوڑھے ہوئے شریک ہوتی تھیں اور اپنے گھروں کو واپس چلی جاتی تھیں۔ اس وقت انہیں کوئی پہچان نہیں پاتا تھا۔

فائدہ:۔ حنفیہ کے نزدیک عورت کا چہرہ ہاتھ اور پاؤں کے علاوہ بدن کے تمام حصوں کو چھپانا ضروری ہے۔

باب ۱۸۲ . اِذَا صَلّٰى فِيْ ثَوْبٍ لَهٗ اَعْلَامٌ

باب ۱۸۲۔ اگر کوئی شخص منقش کپڑا پہن کر نماز پڑھے

(۲۴۴) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ خَمِيْصَةٍ لَّهَا اَعْلَامٌ فَنَظَرَ اِلٰى اَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِيْ هٰذِهٖ اِلٰى اَبِيْ جَهْمٍ وَّاْتُوْنِيْ بِاَنْبِجَانِيَّةِ اَبِيْ جَهْمٍ فَاِنَّهَا اَلْهَتْنِيْ اٰنِفًا عَنْ صَلٰوتِيْ۔

(۲۴۴) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک چادر کو اوڑھ کر نماز پڑھی۔ اس چادر میں نقش و نگار تھے آپ ﷺ نے انہیں ایک مرتبہ دیکھا۔ پھر جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میری یہ چادر ابوجہم کے پاس لے جاؤ۔ اور ان کی انبجانیہ چادر لیتے آؤ کیونکہ مجھے (ڈر ہے) کہیں مجھے میری نماز سے یہ غافل نہ کر دے

فائدہ:۔ حضرت ابوجہمؓ نے یہ چادر آپ ﷺ کو ہدیہ میں دی تھی اس لئے جب آپ ﷺ اسے واپس کرنے لگے تو ان کی دل جوئی کے خیال سے ایک اور چادر اس کے بدلہ میں منگوالی تاکہ انہیں یہ خیال نہ گذرے کہ آنحضور ﷺ نے اس چادر کو کسی ناراضگی کی وجہ سے واپس کیا ہے بعض روایتوں میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے ڈر ہے کہ کہیں چادر کی نقش و نگار مجھے غافل نہ کردیں۔ یعنی صرف آئندہ کے متعلق خطرہ کا اظہار فرمایا گیا تھا۔

باب ۱۸۳ . اِنْ صَلّٰی فِیْ ثَوْبٍ مُصَلَّبٍ اَوْ تَصَاوِیْرَ هَلْ تفسُدُ صَلٰوتُه'

۱۸۳۔ ایسے کپڑے میں اگر کسی نے نماز پڑھی جس پر صلیب یا تصویر بنی ہوئی تھی۔ کیا اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے

(۲۴۵) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِّعَآئِشَةَ سَتَرَتْ بِهٖ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمِيْطِىْ عَنَّا قِرَامَكِ هٰذَا فَاِنَّه' لَاتَزَالُ تَصَاوِيْرُه' تَعْرِضُ فِىْ صَلٰوتِىْ۔

(۲۴۵) حضرت انسؓ نے فرمایا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس ایک باریک رنگین پردہ تھا جسے انہوں نے اپنے حجرہ کی طرف پردہ کے طور پر لگا دیا تھا اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے سامنے سے اپنا یہ پردہ ہٹالو۔ کیونکہ اس کے نقش و نگار برابر میری نماز میں خلل انداز ہوتے رہتے ہیں۔

فائدہ:۔ یہاں صرف نماز کے مسائل بیان ہو رہے ہیں۔ تصاویر کے نہیں حدیث میں بھی صرف نقش و نگار کا ذکر ہے صلیب یا تصویر ذی روح کے لئے کوئی اشارہ تک نہیں۔

باب ۱۸۴ . مَنْ صَلّٰى فِىْ فَرُّوْجِ حَرِيْرٍ ثُمَّ نَزَعَه'

باب ۱۸۴۔ جس نے ریشم کی قبا میں نماز پڑھی پھر اسے اتار دیا

(۲۴۶) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اُهْدِىَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجَ حَرِيْرٍ فَلَبِسَه' فَصَلّٰى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَه' نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ وَقَالَ لَايَنْبَغِىْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ۔

(۲۴۶) حضرت عقبہ بن عامرؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ کو ایک ریشم کی قبا ہدیہ میں دی گئی۔ (ریشم کے مردوں کے لئے حرام ہونے سے پہلے) اسے آپ ﷺ نے پہنا اور نماز پڑھی لیکن آپ جب نماز سے فارغ ہوئے تو بڑی تیزی کے ساتھ اسے اتار دیا گویا آپ اسے پہن کرنا گواری محسوس کر رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا متقیوں کے لئے اس کا پہننا مناسب نہیں۔

باب ۱۸۵ . اَلصَّلٰوةِ فِى الثَّوْبِ الْاَحْمَرِ

باب ۱۸۵۔ سرخ کپڑے میں نماز پڑھنا

(۲۴۷) عَنْ اَبِىْ جُحَيْفَةَؓ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ قُبَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَاَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَاَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُوْنَ ذٰلِكَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا اَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ ثُمَّ رَاَيْتُ بِلَالًا اَخَذَ عَنَزَةً لَّه' فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مُشْتَمِرًا صَلّٰى اِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَاَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَآبَّ يَمُرُّوْنَ مِنْ بَيْنِ يَدَىِ الْعَنَزَةِ۔

(۲۴۷) حضرت ابوجحیفہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک سرخ خیمہ میں دیکھا جو چمڑے کا تھا۔ اور میں نے دیکھا کہ بلالؓ آنحضور ﷺ کو وضو کرا رہے ہیں۔ ہر شخص وضو کا پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا تھا اگر کسی کو تھوڑا سا بھی پانی مل جاتا تو وہ اسے اپنے اوپر مل لیتا اور اگر کوئی پانی نہ پاسکتا تو اپنے ساتھی کے ہاتھ کی تری حاصل کرنے کی کوشش کرتا۔ پھر میں نے بلال کو دیکھا کہ انہوں نے اپنا ایک ڈنڈا اٹھایا جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا تھا۔ اور اسے انہوں نے گاڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ ایک سرخ پوشاک (کپڑے میں صرف سرخ دھاریاں پڑی ہوئی تھیں) پہنے ہوئے جو بہت چست تھی تشریف

لائے اور ڈنڈے کی طرف رخ کر کے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی۔ میں نے دیکھا کہ آدمی اور جانور ڈنڈے کے سامنے سے گذر رہے تھے۔

باب ۱۸۶. اَلصَّلٰوۃِ فِی السُّطُوْحِ وَالْمِنبَرِ وَالْخَشَبِ.

(۲۴۸) عَن سَهلِ بنِ سَعد (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) وَقَد سُئِلَ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ الْمِنبَرُ فَقَالَ مَابَقِیَ فِی النَّاسِ اَعلَمُ بِهٖ مِنِّی هُوَ مِنْ اَثْلِ الْغَابَةِ عَمِلَه' فُلَانٌ مَولٰی فُلَانَةَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَاَقَامَ عَلَیهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ حِینَ عُمِلَ وَوُضِعَ فَاستَقبَلَ الْقِبلَةَ كَبَّرَ وَقَامَ النَّاسُ خَلفَه' فَقَرَأَ وَرَكَعَ وَرَكَعَ النَّاسُ خَلفَه' ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَه' ثُمَّ رَجَعَ الْقَهقَرٰی فَسَجَدَ عَلَی الْاَرضِ ثُمَّ عَادَ عَلَی الْمِنبَرِ ثُمَّ قَرَأَ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَه' ثُمَّ رَجَعَ قَهقَرٰی حَتّٰی سَجَدَ بِالْاَرضِ فَهٰذَا شَانُه'۔

باب ۱۸۶۔ چھتوں پر اور منبر اور لکڑی پر نماز پڑھنا

(۲۴۸) حضرت سہل بن سعد سے پوچھا گیا کہ منبر نبوی کس چیز کا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ اب اس کے متعلق مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی باقی نہیں رہا۔ منبر غابہ کے جھاؤ سے بنایا گیا تھا۔ فلاں عورت کے مولیٰ فلاں نے اسے رسول اللہ ﷺ کے لئے بنایا تھا۔ جب وہ تیار کر کے رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہوئے۔ آپ نے قبلہ کی طرف اپنا چہرۂ مبارک کیا اور تکبیر کہی۔ لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ پھر آپ نے قرآن مجید کی آیتیں پڑھیں اور رکوع کیا۔ آپ ﷺ کے پیچھے تمام لوگ رکوع میں چلے گئے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا پھر اسی حالت میں پیچھے ہٹے اور زمین پر سجدہ کیا پھر منبر پر دوبارہ تشریف لائے اور قرأت و رکوع کی۔ پھر رکوع سے سر اٹھایا اور قبلہ ہی کی طرف رخ کئے ہوئے پیچھے ہٹے آ کر زمین پر سجدہ کیا۔ یہ ہے اس کی روئیداد۔

باب ۱۸۷. اَلصَّلٰوۃِ عَلَی الْحَصِیرِ.

(۲۴۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) اَنَّ جَدَّتَه' مُلَیكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ لَه' فَاَكَلَ مِنهُ ثُمَّ قَالَ قُومُوا فَلِاُصَلِّیَ لَكُمْ قَالَ اَنَسٌ فَقُمْتُ اِلٰی حَصِیرٍ لَنَا قَدِاسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَالُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَآءٍ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَصَفَفْتُ وَالْیَتِیمُ وَرَآءَه' وَالْعَجُوزُ مِنْ وَّرَآئِنَا فَصَلّٰی لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ رَكْعَتَینِ ثُمَّ انْصَرَفَ۔

باب ۱۸۷۔ چٹائی پر نماز پڑھنا

(۲۴۹) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی دادی ملیکہ نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے کی دعوت دی جس کا اہتمام انہوں نے آپ کے لئے کیا تھا۔ آپ نے کھانا کھانے کے بعد فرمایا کہ آؤ تمہیں نماز پڑھا دوں۔ انس نے کہا کہ میں نے ایک اپنے گھر کی چٹائی اٹھائی جو کثرت استعمال سے سیاہ ہو چکی تھی۔ میں نے اسے پانی سے دھویا پھر رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور میں اور یتیم (رسول اللہ ﷺ کے مولیٰ ابوضمیرہ کے صاحبزادے ضمیرہ) آپ کے پیچھے ایک صف میں کھڑے ہوئے اور بوڑھی عورت (انس کی دادی ملیکہ) ہمارے پیچھے کھڑی ہوئیں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اور واپس تشریف لے گئے۔

باب ۱۸۸. اَلصَّلٰوۃِ عَلَی الْفِرَاشِ

(۲۵۰) عَنْ عَآئِشَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ كُنْتُ اَنَامُ بَینَ یَدَیْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَایَ فِیْ قِبْلَتِهٖ فَاِذَا سَجَدَ غَمَزَنِیْ فَقَبَضْتُ رِجْلَیَّ وَاِذَا قَامَ بَسَطْتُّهُمَا قَالَتْ وَالْبُیُوتُ

باب ۱۸۸۔ بستر پر نماز پڑھنا

(۲۵۰) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے آگے سوتی تھی اور میرے پاؤں آپ کے قبلہ کی طرف ہوتے تھے۔ جب آپ ﷺ سجدہ میں جاتے تو میرے پاؤں کو آہستہ سے دبا دیتے۔ میں اپنے پاؤں سکیڑ لیتی اور آپ ﷺ جب کھڑے ہو جاتے تو

يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيْهَا مَصَابِيْحُ۔

میں انہیں پھر پھیلا لیتی اس وقت گھروں میں چراغ نہیں ہوا کرتے تھے۔

(۲۵۱) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَت اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ وَهِيَ بَيْنَه' وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ عَلٰى فِرَاشِ اَهْلِهِ اِعْتِرَاضَ الْجَنَازَةِ

(۲۵۱) حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور میں (حضرت عائشہ) آپ کے اور قبلہ کے درمیان گھر کے بستر پر اس طرح لیٹی ہوتیں جیسے (نماز کے لئے) جنازہ رکھا جاتا ہے۔

باب ۱۸۹ . اَلسُّجُوْدِ عَلَى الثَّوْبِ فِيْ شِدَّةِ الْحَرِّ

باب ۱۸۹۔ گرمی کی شدت میں کپڑے پر سجدہ کرنا

(۲۵۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ قَالَ كُنَّا نُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ اَحَدُنَا طَرَفَ الثَّوْبِ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِ فِيْ مَكَانِ السُّجُوْدِ۔

(۲۵۲) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔ سجدہ کے وقت ہم میں سے کوئی بھی گرمی کی شدت کی وجہ سے کپڑے کا کنارہ سجدہ کرنے کی جگہ رکھ لیتا تھا۔

باب ۱۹۰ . الصلوة فی النعال

باب ۱۹۰۔ نعل پہن کر نماز پڑھنا

(۲۵۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ؓ وَقَدْ سُئِلَ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ ؟قَالَ نَعَمْ !

(۲۵۳) حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم ﷺ اپنے نعلین پہن کر نماز پڑھتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں!

فائدہ:۔ نعل عربی میں ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس سے پاؤں کی زمین سے حفاظت ہو جائے۔ جوتا اور چپل سب ہی اس میں داخل ہیں لیکن اہل عرب مخصوص طرز کے نعل پہنتے تھے جو بڑی حد تک چپل سے مشابہ ہوتے تھے اور عام طور پر نعل کا اطلاق اسی کے لئے عرب میں مخصوص تھا۔ شریعت کی نظر میں نعل پہن کر نماز پڑھنا صرف مباح اور جائز ہے۔ مطلوب ہرگز نہیں اس کی تاریخ یہ ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام طور پر تشریف لے گئے تو آپ نعل پہنے ہوئے تھے جیسا کہ قرآن میں بھی ہے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ اپنا نعل اتار دیں۔ یہود نے اس سے سمجھ لیا کہ نعل پہن کر نماز جائز نہیں ہوسکتی چنانچہ انہوں نے اسی پر عمل شروع کر دیا اور نعل کے ساتھ نماز کے عدم جواز کا فتویٰ دیا چونکہ یہ ایک خلاف واقعہ بات تھی اس لئے آنحضور ﷺ نے اپنے عمل سے اسے کر کے دکھایا۔ بعض روایتوں میں اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہود کی مخالفت کرو واقعہ کے اس پس منظر سے معلوم ہوتا ہے کہ نعل پہن کر نماز پڑھنا مطلوب نہیں ہے بلکہ صرف یہود کے ایک غلط عقیدہ پر ضرب لگائی تھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے نعلین کے اتارنے کے لئے کہا گیا تھا۔ اس کی متعدد وجوہ بیان کی گئی ہیں لیکن قرآن کے الفاظ سے بظاہر یہی بات سمجھ میں آتی ہے اس سے مقصد صرف ادب تھا۔ چنانچہ قرآن میں پہلے ہے ''انا ربک'' یعنی میں تمہارا رب ہوں، پھر اس کے متصلا بعد کہا گیا کہ ''فاخلع نعلیک'' پس اپنے نعل اتار دو۔ یعنی نعل اتارنے کی وجہ یہ ہے کہ تم اپنے رب کی بارگاہ میں آ گئے ہو۔ حدیث اور پھر حضرت موسیٰ کے واقعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جواز اگر چہ ہے لیکن ادب یہی ہے کہ نعل اتار کر نماز پڑھی جائے۔ یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ اس زمانے کے پاپوش جوتے، چپل وغیرہ پہن کر نماز پڑھنے میں احتیاط کرنی چاہئے کیونکہ سجدہ کے وقت پاؤں کا زمین پر پڑنا ضروری ہے اور اس کے بغیر نماز صحیح نہیں ہوتی لیکن موجودہ زمانے کے جوتوں اور چپلوں کو پہن کر اگر سجدہ کیا جائے تو پاؤں اور زمین کے درمیان جوتے کا چمڑا حائل رہتا ہے اور پاؤں کی انگلیاں زمین پر پڑنے نہیں پاتیں

باب ۱۹۱ . اَلصَّلٰوةِ فِي الْخِفَافِ

باب ۱۹۱۔ خفین پہن کر نماز پڑھنا

(۲۵۴) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ؓ اَنَّهُ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّا وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى فَسُئِلَ فَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ مِثْلَ هٰذَا۔
قَالَ الرَّاوِي فَكَانَ يُعْجِبُهُمْ لِاَنَّ جَرِيْرًا كَانَ مِنْ اٰخِرِ

(۲۵۴) حضرت جریر بن عبداللہؓ نے پیشاب کیا پھر وضو کیا اور اپنے خفین پر مسح کیا۔ پھر کھڑے ہوئے، نماز پڑھی، آپؓ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا۔ تو فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ایسا ہی کرتے دیکھا ہے راوی حدیث نے کہا کہ یہ حدیث محدثین کی نظر میں بہت پسندیدہ تھی

مَنْ اَسْلَمَ ـ

کیونکہ حضرت جریرؓ آخر میں اسلام لانے والوں میں تھے۔

باب ۱۹۲ . يُبْدِیْ ضَبْعَيْهِ وَيُجَافِیْ جَنْبَيْهِ فِی السُّجُوْدِ

باب ۱۹۲۔ سجدہ میں اپنی بغلوں کو کھلی رکھے اور اپنے پہلو سے جدا رکھے

(۲۵۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَيْنَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا صَلّٰی فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰی يَبْدُوَ بَيَاضُ اِبْطَيْهِ۔

(۲۵۵) حضرت عبداللہ بن مالک بن بحینہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب نماز پڑھتے تھے تو اپنے بازوؤں کے درمیان کشادگی کر دیتے تھے اور دونوں بغلوں کی سفیدی ظاہر ہونے لگتی تھی۔

باب ۱۹۳ . فَضْلِ اِسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ

باب ۱۹۳۔ قبلہ کے استقبال کی فضیلت

(۲۵٦) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللّٰه عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَاسْتَقْبَلَ قِبْلَتَنَا وَاَكَلَ ذَبِيْحَتَنَا فَذٰلِكَ الْمُسْلِمُ الَّذِیْ لَهٗ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَلَا تُخْفِرُوا اللّٰهَ فِیْ ذِمَّتِهٖ۔

(۲۵٦) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے ہماری طرح نماز پڑھی ہماری طرح قبلہ کا رخ کیا اور ہمارے ذبیحہ کو کھایا تو وہ مسلمان ہے جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کی امان ہے پس تم اللہ کے ساتھ اس کی دی ہوئی امان میں بے وفائی نہ کرو۔

باب ۱۹۴ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلّٰی

باب ۱۹۴۔ اللہ عزوجل کا قول ہے کہ "مقام ابراہیم کو مصلی بناؤ"

(۲۵۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ رَّجُلٍ طَافَ بِالْبَيْتِ لِلْعُمْرَةِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَيَاْتِی امْرَاَتَهٗ فَقَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّصَلّٰی خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ـ

(۲۵۷) حضرت ابن عمرؓ سے ایک ایسے شخص کے متعلق پوچھا جو بیت اللہ کا طواف عمرہ کے لئے کرتا ہے لیکن صفا اور مروہ کی سعی نہیں کرتا۔ کیا ایسا شخص (بیت اللہ کے طواف کے بعد) اپنی بیوی سے ہم بستر ہو سکتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی پھر صفا اور مروہ کی سعی کی اور تمہارے لئے نبی کرم ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

(۲۵۸) عَنْ عبدِاللّٰه ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهما) قَالَ لَمَّا دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ دَعَا فِیْ نَوَاحِيْهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ حَتّٰی خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِیْ قُبُلِ الْكَعْبَةِ وَقَالَ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ ـ

(۲۵۸) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ بیت اللہ کے اندر تشریف لے گئے تو اس کے تمام گوشوں میں آپ ﷺ نے دعا کی اور نماز نہیں پڑھی۔ پھر جب اس سے باہر تشریف لائے تو دو رکعت نماز کعبہ کے سامنے پڑھی اور فرمایا کہ یہی (بیت اللہ) قبلہ ہے۔

فائدہ:۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی نفی کی گئی ہے لیکن ابن عمرؓ حضرت بلالؓ سے جو کچھ نقل کرتے ہیں اس میں کعبہ کے اندر نماز پڑھنے کی صراحت موجود ہے چونکہ حضرت بلالؓ ایک زائد بات نقل کر رہے ہیں یعنی آپ ﷺ کا کعبہ کے اندر نماز پڑھنا۔ اس لئے آپ کی یہ روایت اس سلسلہ میں کسی تیقن اور علم ہی پر مبنی ہو سکتی ہے یہی وجہ ہے کہ امام بخاریؒ نے بھی روایت کی اس زیادتی کو صحیح تسلیم کیا ہے اور تطبیق کی یہ صورت نکالی ہے کہ بلالؓ کی روایت کی بناء پر کعبہ کے اندر نماز کے جواز اور ابن عباس کی روایت کی بناء پر تکبیر و تسبیح کرنی چاہئے۔

باب۱۹۶۔ التَّوَجُّهِ
نَحْوَ الْقِبْلَةِ حَيْثُ كَانَ

(۲۵۹) عَنِ الْبَرَآءِ ؓ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى نَحْوَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا اَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا۔

(۲۶۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ فَاِذَا اَرَادَ الْفَرِيْضَةَ نَزَلَ فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ۔

(۲۶۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (قَال الراوی) لَآ اَدْرِيْ زَادَ اَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيْلَ لَه' يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوْا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا فَثَنٰى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَلَمَّا اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ اِنَّه' لَوْحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ لَنَبَّاْتُكُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَاِذَا نَسِيْتُ فَذَكِّرُوْنِيْ وَاِذَا شَكَّ اَحَدُكُمْ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيُسَلِّمْ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ۔

باب ۱۹۶۔ (نماز میں) قبلہ کی
طرف رخ کرنا خواہ کہیں بھی ہو

(۲۵۹) حضرت براء ابن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے سولہ سال یا سترہ سال تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھیں۔

(۲۶۰) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر خواہ اس کا رخ کسی طرف ہو (نفل) نماز پڑھتے تھے لیکن جب فرض نماز پڑھنا چاہتے تو سواری سے اتر جاتے اور قبلہ کی طرف رخ کر کے (نماز پڑھتے)۔

(۲۶۱) حضرت عبداللہؓ نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی۔ راوی حدیث نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ نماز میں زیادتی ہوئی یا کمی۔ پھر جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو آپ ﷺ سے کہا گیا کہ یارسول اللہ کیا نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا آخر بات کیا ہے؟ لوگوں نے کہا آپ نے اس طرح نماز پڑھی ہے۔ پس آپ ﷺ نے اپنے دونوں پاؤں سمیٹ لئے اور قبلہ کی طرف رخ کر لیا۔ اس کے بعد دو سجدے کئے اور سلام پھیرا۔ جب (نماز سے فارغ ہو کر) ہماری طرف متوجہ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہوتا تو میں آپ کو پہلے ہی بتا چکا ہوتا۔ لیکن میں تو تمہارے ہی جیسا انسان ہوں جس طرح تم بھولتے ہو میں بھی بھولتا ہوں اس لئے جب میں بھول جایا کروں تو تم مجھے یاد دلا دیا کرو اور اگر کسی کو نماز میں شک ہو جائے تو اس وقت کسی یقینی صورت تک پہنچنے کی کوشش کرے اور اسی کے مطابق پوری کرے پھر سلام پھیر کر دو سجدے کرے۔

فائدہ:۔ یعنی اس روایت میں نبی کریم ﷺ کے سہو اور پھر سجدہ سہو کا جو بیان ہے مجھے معلوم نہیں کہ یہ سجدہ سہو نماز میں کسی چیز کے چھوٹ جانے کی وجہ سے آپ ﷺ نے کیا تھا یا کسی نماز سے باہر کی چیز کو نماز میں کر لینے کی وجہ سے لیکن اس کے بعد ہی بخاری کی ایک حدیث خود حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ آپ نے بجائے چار رکعت کے پانچ رکعت نماز پڑھ لی تھی اور اس لئے سجدہ سہو کیا تھا۔ (راوی حدیث) ابراہیم کی اس روایت کو ان کے شاگرد حکم نے بیان کیا ہے حدیث کی بقیہ سند بعینہ یہی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں زیادتی یا کمی کے لئے شبہ ابراہیم (راوی حدیث) کو نہیں ہوا تھا بلکہ ان کے شاگرد منصور کو ہوا جنہوں نے اس باب کی روایت کو ابراہیم سے نقل کیا ہے۔ اسی روایت میں ہے کہ یہ نماز ظہر تھی۔

باب۱۹۷۔ مَاجَآءَ فِي الْقِبْلَةِ
وَمَنْ لَّمْ يَرَ الْاِعَادَةَ عَلٰى مَنْ سَهَا
فَصَلّٰى اِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ

باب ۱۹۷۔ قبلہ سے متعلق جو احادیث مروی ہیں اور جو لوگ بھول کر قبلہ کے علاوہ کسی دوسری طرف رخ کر کے نماز پڑھنے والے کی نماز کا اعادہ ضروری نہیں سمجھتے

(۲۶۲) عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَافَقْتُ رَبِّيْ فِيْ ثَلٰثٍ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِاتَّخَذْنَا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى فَنَزَلَتْ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وَّاٰيَةُ الْحِجَابِ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمَرْتَ نِسَآءَ كَ اَنْ يَّحْتَجِبْنَ فَاِنَّهٗ يُكَلِّمُهُنَّ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ وَاجْتَمَعَ نِسَآءُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَيْرَةِ عَلَيْهِ فَقُلْتُ لَهُنَّ "عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمَاتٍ" فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ۔

(۲۶۲) حضرت عمرؓ نے فرمایا میری رائے تین باتوں کے متعلق رب العزت کی وحی کے مطابق رہی۔ میں نے کہا تھا کہ یارسول اللہ اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنا سکتے تو بڑا اچھا ہوتا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''اور تم مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بناؤ۔'' دوسری آیت حجاب ہے میں نے کہا کہ یارسول اللہ! اگر آپ اپنی ازواج کو پردہ کا حکم دیتے تو بہتر ہوتا کیونکہ ان کے متعلق اچھے اور برے ہر طرح کے لوگ گفتگو کرتے ہیں اس پر آیت حجاب نازل ہوئی۔ اور ایک مرتبہ آنحضور ﷺ کی ازواج مطہرات جوش وخروش میں آپ ﷺ کی خدمت میں ہمراہ ہوکر آئیں (اپنے کچھ مطالبات لے کر) میں نے ان سے کہا تھا کہ ہوسکتا ہے کہ رب العزت تمہیں طلاق دے دیں اور تمہارے بدلے تم سے بہتر مسلمہ بیبیاں عنایت کرے تو یہ آیت نازل ہوئی (جس میں اسی طرح کے الفاظ سے امہات کو خطاب کیا گیا تھا)۔

باب۱۹۸۔ حَكِّ الْبُزَاقِ بِالْيَدِ مِنَ الْمَسْجِدِ

باب ۱۹۸۔ مسجد سے تھوک کو اپنے ہاتھ سے صاف کرنا

(۲۶۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰنُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِ حَتّٰى رُءِيَ فِيْ وَجْهِهٖ فَقَامَ فَحَكَّهٗ بِيَدِهٖ فَقَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَامَ فِيْ صَلَاتِهٖ فَاِنَّهٗ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ اَوْ اِنَّ رَبَّهٗ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَلَا يَبْزُقَنَّ اَحَدُكُمْ قِبَلَ قِبْلَتِهٖ وَلٰكِنْ عَنْ يَّسَارِهٖ اَوْ تَحْتَ قَدَمِهٖ ثُمَّ اَخَذَ طَرَفَ رِدَآئِهٖ فَبَصَقَ فِيْهِ ثُمَّ رَدَّ بَعْضَهٗ عَلٰى بَعْضٍ فَقَالَ اَوْيَفْعَلُ هٰكَذَا۔

(۲۶۳) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قبلہ کی طرف (دیوار پر) بلغم دیکھا۔ یہ چیز آپ ﷺ کو ناگوار گذری۔ اور ناگواری آپ کے چہرہ مبارک سے بھی محسوس کی گئی پھر آپ ﷺ اٹھے اور خود اسے) صاف کیا اور فرمایا کہ جب کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے رب کے ساتھ سرگوشی کرتا ہے یا اس کا رب اس کے اور قبلہ کے درمیان میں ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی شخص قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔ البتہ بائیں طرف یا اپنے قدموں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنی چادر کا کنارہ لیا اور اس پر تھوکا اور ایک تہ اس پر ڈال کر اسے مل دیا اور فرمایا اس طرح کرلیا کرو۔

فائدہ:۔ بندے کی سرگوشی اپنے رب کے ساتھ تو ظاہر ہے لیکن رب العزت کی سرگوشی میں شرکت یہ ہے کہ اس کی رحمت ورضا متوجہ ہوجاتی ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ رب العزت اس کے اور قبلہ کے درمیان ہوتا ہے۔ خطابی نے اس کے معنی یہ بیان کئے ہیں کہ جب وہ نماز پڑھتے وقت قبلہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو درحقیقت وہ خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے لہذا یہ کہا جائے گا کہ اس کا مقصد ومطلوب قبلہ اور اس کے درمیان میں ہے۔ بعض محدثین نے یہ بھی کہا ہے کہ یہاں مضاف محذوف ہے یعنی خدا کی عظمت اور خدا کا ثواب قبلہ اور اس کے درمیان ہے۔ علامہ ابن عبدالبرؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں قبلہ کی تعظیم وتکریم کے لئے یہ انداز خطاب اختیار کیا گیا ہے۔ نماز کے علاوہ اوقات میں بھی مسجد میں تھوکنا مسجد کی عظمت وحرمت کے خلاف ہے اور بڑی غلطی ہے۔ ابتداء اسلام میں چونکہ بہت سے لوگ ان حدود سے ناواقف تھے اس لئے اس طرح کے واقعات پیش آئے۔

باب ۱۹۹ . لَايَبْصُقُ عَنْ يَمِينِهِ فِي الصَّلٰوةِ.

(٢٦٤) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَاَبَا سَعِيدٍ قَالَا اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نُخَامَةً فِي حَائِطِ الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَصَاةً فَحَتَّهَا ثُمَّ قَالَ اِذَا تَنَخَّمَ اَحَدُكُمْ فَلَايَتَنَخَّمْ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ اَوْتَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرٰى۔

باب ۱۹۹۔نماز میں داہنی طرف نہ تھوکنا چاہیئے

(۲۶۴) حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کی دیوار پر بلغم دیکھا۔ پھر آپ ﷺ نے ایک کنکری لی اور اسے صاف کردیا اور فرمایا کہ اگر تمہیں تھوکنا ہوتو سامنے یا داہنی طرف نہ تھوکا کرو۔البتہ بائیں طرف یا بائیں قدم کے نیچے تھوک سکتے ہو۔

باب ۲۰۰ . كَفَّارَةُ الْبُزَاقِ فِي الْمَسْجِدِ

(٢٦٥) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَّكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا۔

باب ۲۰۰۔مسجد میں تھوکنے کا کفارہ

(۲۶۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کا کفارہ اسے چھپا دینا ہے۔

باب ۲۰۱ . عِظَةُ الْاِمَامِ النَّاسَ فِي اِتْمَامِ الصَّلٰوةِ وَذِكْرِ الْقِبْلَةِ

(٢٦٦) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هٰهُنَا فَوَاللّٰهِ مَايَخْفٰى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَارُكُوعُكُمْ اِنِّي لَاَرَاكُمْ مِّنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي۔

باب ۲۰۱۔امام کی لوگوں کو نصیحت کہ نماز پوری طرح پڑھیں اور قبلہ کا ذکر۔

(۲۶۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میرا رخ (نماز میں) قبلہ کی طرف ہے۔ خدا کی قسم مجھ سے نہ تمہارا خشوع چھپتا ہے نہ رکوع۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے دیکھتا رہتا ہوں۔

فائدہ:۔بعض اہل علم نے کہا ہے کہ آنحضور ﷺ کو وحی یا الہام کے ذریعہ یہ معلوم ہوجاتا تھا کہ پیچھے نماز پڑھنے والے کس حال میں ہیں اور کیا کررہے ہیں۔ حافظ ابن حجرؒ نے حدیث کا یہ مطلب لکھا ہے کہ یہاں دیکھنے سے مراد حقیقۃً دیکھنا ہے۔یعنی آپ کا یہ معجزہ تھا کہ لوگوں کے اعمال وافعال کی نگرانی کے لئے آپ پشت کی طرف کھڑے لوگوں کو بھی دیکھ سکتے تھے یہ بات عادت وتجربہ کے خلاف ہے اور اسی وجہ سے اسے معجزہ کہیں گے۔

باب ۲۰۲ . هَلْ يُقَالُ مَسْجِدُ بَنِي فُلَانٍ

(٢٦٧) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي اُضْمِرَتْ مِنَ الْحَفْيَاءِ وَاَمَدُهَا ثَنِيَّةُ الْوَدَاعِ وَسَابَقَ بَيْنَ الْخَيْلِ الَّتِي لَمْ تُضْمَرْ مِنَ الثَّنِيَّةِ اِلٰى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ بِهَا۔

باب ۲۰۲۔کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسجد بنی فلاں کی ہے

(۲۶۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان گھوڑوں کی جنہیں (جہاد کے لئے) تیار کیا گیا مقام حفیاء سے دوڑ کرائی۔ اس دوڑ کی حد ثنیۃ الوداع تھی اور جو گھوڑے ابھی تیار نہیں ہوئے تھے ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع سے مسجد بنی زریق تک کرائی۔ عبداللہ بن عمر نے بھی اس گھوڑ دوڑ میں شرکت کی تھی۔

فائدہ:۔اس سے معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ کے عہد مبارک میں کسی مسجد کی اس طرح نسبت کی جاتی تھی۔ اگرچہ قرآن مجید میں ہے کہ مسجدیں خدا کی ہیں لیکن ان کی نسبت اس میں نماز پڑھنے والوں یا اس کے بنانے والوں کی طرف کرنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ جس گھوڑ دوڑ کا حدیث میں ذکر ہے اس میں شریک ہونے والے وہ گھوڑے تھے جنہیں جہاد کے لئے تیار کیا گیا تھا۔(اس سے متعلق مفصل احادیث اور ان پر بحث تفہیم البخاری ترجمہ بخاری شریف مطبوعہ دارالاشاعت کتاب الجہاد میں ملاحظہ فرمائیں۔ از مرتب محمد عابد قریشی)

باب ۲۰۳. اَلْقِسْمَةِ وَ تَعْلِيقِ الْقِنْوِفِی الْمَسْجِدِ

(۲۶۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ مِّنَ الْبَحْرَيْنِ فَقَالَ انْثُرُوْهُ فِی الْمَسْجِدِ وَكَانَ اَكْثَرَ مَالٍ اُتِیَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الصَّلٰوةِ وَلَمْ يَلْتَفِتْ اِلَيْهِ فَلَمَّا قَضَی الصَّلٰوةَ جَآءَ فَجَلَسَ اِلَيْهِ فَمَا كَانَ يَرٰی اَحَدًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِذْ جَآءَهُ الْعَبَّاسُ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِیْ فَاِنِّیْ فَادَيْتُ نَفْسِیْ وَفَادَيْتُ عَقِيْلًا فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْ فَحَثَا فِیْ ثَوْبِهٖ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهٗ فَلَمْ يَسْتَطِعْ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْبَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ اِلَیَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ اَنْتَ عَلَیَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُقِلُّهٗ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْبَعْضَهُمْ يَرْفَعْهُ عَلَیَّ قَالَ لَا قَالَ فَارْفَعْهُ اَنْتَ عَلَیَّ قَالَ لَا فَنَثَرَ مِنْهُ ثُمَّ احْتَمَلَهٗ فَاَلْقَاهُ عَلٰی كَاهِلِهٖ ثُمَّ انْطَلَقَ فَمَا زَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُتْبِعُهٗ بَصَرَهٗ حَتّٰی خَفِیَ عَلَيْنَا عَجَبًا مِّنْ حِرْصِهٖ فَمَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَمَّهٗ مِنْهَا دِرْهَمٌ۔

باب ۲۰۳۔ مسجد میں (کسی چیز کی) تقسیم اور (قنو) خوشے کا لٹکانا

(۲۶۸) حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے یہاں بحرین کا مال آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے مسجد میں رکھ دو یہ ان تمام مالوں سے زیادہ تھا جواب تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ چکے تھے پھر نبی کریم ﷺ نماز کے لئے تشریف لائے اور اس کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ جب آپ ﷺ نماز پوری کر چکے تو آ کر مال کے قریب تشریف فرما ہوئے۔ آپ ﷺ اس وقت جسے بھی دیکھتے اسے عطا فرماتے۔ اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ یارسول اللہ مجھے بھی عطاء کیجئے کیونکہ میں نے اپنا بھی فدیہ دیا تھا اور عقیل کا بھی (یہ دونوں حضرات غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے قیدی تھے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لیجئے۔ انہوں نے اپنے کپڑے میں لیا۔ پھر اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن نہ اٹھا سکے (وزن کی زیادتی کی وجہ سے) انہوں نے کہا۔ یارسول اللہ کسی کو حکم فرمایئے کہ اٹھانے میں میری مدد کرے آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! انہوں نے کہا کہ پھر آپ ہی اٹھا دیجئے آپ ﷺ نے اس پر بھی انکار کیا۔ اس لئے عباسؓ نے اس میں سے تھوڑا سا حصہ گرا دیا اور باقی ماندہ کو اٹھانے کی کوشش کی (لیکن اب بھی نہ اٹھا سکے) پھر فرمایا کہ یارسول اللہ کسی کو میری مدد کرنے کا حکم دیجئے۔ آپ ﷺ نے انکار کیا تو انہوں نے کہا کہ پھر آپ ہی اٹھا دیجئے لیکن آپ ﷺ نے اس سے بھی انکار کیا۔ اس لئے اس میں سے تھوڑا سا اور سامان گرا دیا۔ اب اسے اٹھا سکے اور اپنے کاندھے پر لے لیا۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی اس حرص پر اتنا تعجب ہوا کہ آپ ﷺ اس وقت تک ان کی طرف برابر دیکھتے رہے جب تک وہ ہماری نظروں سے اوجھل نہ ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے اس وقت تک نہ اٹھے جب تک ایک درہم بھی باقی رہا۔

باب ۲۰۴. اَلْمَسَاجِدِ فِی الْبُيُوْتِ

(۲۶۹) عَنْ مَحْمُوْدِبْنِ الرَّبِيْعِ الْاَنْصَارِیِّ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ عِتْبَانَ ابْنَ مَالِكٍ وَهُوَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَّهٗ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَنْكَرْتُ بَصَرِیْ وَاَنَا اُصَلِّیْ

باب ۲۰۴۔ گھروں کی مسجدیں

(۲۶۹) حضرت محمود بن ربیع انصاریؓ نے خبر دی کہ عتبان بن مالک انصاریؓ رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور غزوۂ بدر کے شرکاء میں تھے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یارسول اللہ! میری بینائی میں کچھ فرق آ گیا ہے اور میں اپنی قوم کے لوگوں کو نماز پڑھاتا ہوں لیکن جب موسم برسات آتا ہے تو میرے اور میری قوم کے درمیان جو نشیبی علاقہ ہے

لِقَوْمِیْ فَاِذَا كَانَتِ الْاَمْطَارُ سَالَ الْوَادِی الَّذِیْ بَيْنِیْ وَبَيْنَهُمْ لَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اٰتِیَ مَسْجِدَ هُمْ فَاُصَلِّیَ بِهِمْ وَوَدِدْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تَاْتِيْنِیْ فَتُصَلِّیْ فِیْ بَيْتِیْ فَاَتَّخِذُهٗ مُصَلًّى قَالَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاَفْعَلُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا عَلَیَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْبَكْرٍ حِيْنَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَاْذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنْتُ لَهٗ فَلَمْ يَجْلِسْ حِيْنَ دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّیَ مِنْ بَيْتِكَ قَالَ فَاَشَرْتُ لَهٗ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَبَّرَ فَقُمْنَا فَصَفَفْنَا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ وَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيْرَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهٗ قَالَ فَثَابَ فِی الْبَيْتِ رِجَالٌ مِّنْ اَهْلِ الدَّارِ ذَوُوْ عَدَدٍ فَاجْتَمَعُوْا فَقَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ اَيْنَ مَالِكُ ابْنُ الدُّخَيْشِنِ اَوِابْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَايُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَقُلْ ذٰلِكَ اَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّا نَرٰى وَجْهَهٗ وَنَصِيْحَتَهٗ اِلَى الْمُنَافِقِيْنَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ يَبْتَغِیْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ ـ

وہ بھر جاتا ہے اور میں انہیں نماز پڑھانے کے لئے مسجد تک آنے سے معذور ہو جاتا ہوں اور یارسول اللہ میری خواہش ہے کہ آپ ﷺ میرے غریب خانہ پر تشریف لائیں اور (کسی جگہ) نماز ادا فرمائیں تاکہ میں اسے نماز پڑھنے کی جگہ بنالوں۔ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں تمہاری اس خواہش کو پورا کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیقؓ دوسرے دن جب دن چڑھا تو تشریف لائے رسول اللہ ﷺ نے اندر آنے کی اجازت چاہی اور میں نے اجازت دی جب آپ ﷺ گھر میں تشریف لائے تو بیٹھے نہیں بلکہ پوچھا کہ تم اپنے گھر کے کس حصے میں نماز پڑھنے کی خواہش رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے گھر میں ایک طرف اشارہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ (اس جگہ) کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی۔ ہم بھی آپ کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور صف بستہ ہو گئے۔ آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی پھر سلام پھیرا۔ کہا کہ ہم نے آپ ﷺ کو تھوڑی دیر کے لئے روکا اور آپ ﷺ کی خدمت میں خزیرہ پیش کیا جو آپ ﷺ کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ محلّہ والوں کا ایک مجمع گھر میں لگ گیا۔ مجمع میں سے ایک شخص بولا کہ مالک بن دخیشن یا (یہ کہا) ابن دخشن دکھائی نہیں دیتا۔ اس پر دوسرے نے لقمہ دیا کہ وہ تو منافق ہے جسے خدا اور رسول سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ یہ نہ کہو۔ دیکھتے نہیں کہ اس نے لاالٰہ الااللّٰہ کہا ہے اس سے مقصود خدا کی خوشنودی حاصل کرنا ہے منافقت کا الزام لگانے والے نے (یہ سن کر) کہا کہ اللہ اور اس کے رسول اللہ (ﷺ) کو زیادہ علم ہے۔ ہم تو اس کی توجہات اور ہمدردیاں منافقوں کے ساتھ دیکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے لا الٰہ الا اللّٰہ کہنے والے پر اگر اس کا مقصد خدا کی خوشنودی ہو دوزخ کی آگ حرام کردی ہے۔

فائدہ:۔ یہاں مسجد سے مراد یہ ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کے لئے کوئی جگہ مخصوص کرلی جائے۔ اس لئے اس پر عام مساجد کے احکام نافذ نہیں ہوں گے اور جس شخص کو یہ گھر وراثت میں ملے گا مسجد بھی اسی کے ساتھ ملے گی۔ منیۃ المصلی میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی مسجد میں جو گھر کے احاطہ میں اس نے بنائی ہے نماز باجماعت پڑھے تو وہ مسجد میں نماز پڑھنے کی فضیلت سے محروم رہے گا۔ (فیض الباری ص ۱۴۱ ج ۲۔) ☆ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے فرمایا'' اصابنی فی بصری بعض الشی '' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بینائی بالکل نہیں جاتی رہی تھی۔ عتبان بن مالک کو آنحضور ﷺ نے جماعت چھوڑنے کی جازت دی تھی لیکن ابن ام مکتوم کو اس کی اجازت نہیں دی تھی کیونکہ یہ مادرزاد نابینا تھے ☆ خزیرہ عرب کا ایک کھانا۔ گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرلئے جاتے تھے پھر پانی ڈال کر انہیں پکایا جاتا تھا۔ جب خوب پک جاتا تھا۔ تو اوپر سے آٹا چھڑک دیتے تھے۔ اسے عرب خزیرہ کہتے تھے۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ گوشت کو رات بھر کچا چھوڑ دیتے تھے پھر صبح کو مذکورہ صورت سے پکاتے تھے۔

☆ حاطب بن ابی بلتعہ مومن صادق تھے لیکن اپنی بیوی اور بچوں کی محبت میں آنحضور ﷺ کی لشکر کشی کی اطلاع مکہ کے مشرکوں کو دینے کی کوشش کی۔ یہ ان کی ایک بہت بڑی غلطی تھی لیکن اس سے ان کے ایمان و اسلام میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ممکن ہے مالک بن دخشن کی دنیاوی ہمدردیاں بھی منافقوں کے ساتھ اسی طرح کی ہوں اور عام صحابہ نے ان کی اس روش کو شک وشبہ کی نظر دیکھا ہو لیکن نبی کریم ﷺ کی اس تصریح کے بعد آپ کے مومن ہونے کی پوری طرح تصدیق ہو جاتی ہے آپ بدر کی لڑائی میں مسلمانوں کے ساتھ تھے اور ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث میں ہے کہ جب بعض صحابہؓ نے آپ کو منافقوں کے ساتھ ہمدردانہ روش پر شبہ کا اظہار کیا تو آنحضور ﷺ نے یہی فرمایا تھا کہ کیا غزوۂ بدر میں وہ شریک نہیں تھے؟

باب ۲۰۵ . هَلْ تُنْبَشُ قُبُوْرُ مُشْرِكِي الْجَاهِلِيَّةِ وَيُتَّخَذُ مَكَانُهَا مَسَاجِدَ.

(۲۷۰) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ أُمَّ حَبِيْبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيْسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبْشَةِ فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَذَكَرَتَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اُولٰٓئِكَ اِذَا كَانَ فِيْهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلٰى قَبْرِهٖ مَسْجِدًا وَّصَوَّرُوْا فِيْهِ تِلْكَ الصُّوَرَ فَاُولٰٓئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

باب ۲۰۵۔ کیا دور جاہلیت میں مرے ہوئے مشرکوں کی قبروں کو کھود کر ان پر مساجد کی تعمیر کی جا سکتی ہے؟

(۲۷۰) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ام حبیبہ اور ام سلمہؓ نے ایک کنیسہ کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ اس میں تصویریں تھیں انہوں نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے بھی کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کا یہ حال تھا کہ ان کا کوئی نیکوکار صالح شخص فوت ہو جاتا تو وہ لوگ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں یہی تصویریں بنا دیتے۔ یہ لوگ خدا کی بارگاہ میں قیامت کے دن بدترین مخلوق ہوں گے۔

فائدہ:۔ انبیاء علیہم السلام کی قبروں پر نماز پڑھنے میں ایک طرح کی ان کی تعظیم وتکریم کا پہلو نکلتا ہے اور کفار اور یہود اسی طرح گمراہی میں مبتلا ہوئے اس لئے یہودیوں کے اس فعل پر لعنت ہے خدا کی کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کے پاس مسجدیں بنائیں لیکن مشرکین کی قبروں کو اکھاڑ کر ان پر مسجد کی تعمیر میں کوئی حرج نہیں کیونکہ ان کی تعظیم کا خیال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ مشرکوں کی قبروں کی اہانت جائز ہے۔ اس لئے آنحضور ﷺ کی حدیث اور آپ ﷺ کے عمل میں کوئی تعارض نہیں ہے۔

(۲۷۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلَ اَعْلَى الْمَدِيْنَةِ فِيْ حَيٍّ يُّقَالُ لَهُمْ بَنُوْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَاَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِمْ اَرْبَعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ اَرْسَلَ اِلٰى بَنِي النَّجَّارِ فَجَآءُوْا مُتَقَلِّدِيْنَ السُّيُوْفَ فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَاَبُوْبَكْرٍ رِدْفُهٗ وَمَلَاُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهٗ حَتّٰى اَلْقٰى بِفِنَآءِ اَبِيْ اَيُّوْبَ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يُّصَلِّيَ حَيْثُ اَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ وَيُصَلِّيْ فِيْ مَرَابِضِ الْغَنَمِ وَاَنَّهٗ اَمَرَ بِبِنَآءِ الْمَسْجِدِ فَاَرْسَلَ اِلٰى مَلَاٍ بَنِي النَّجَّارِ فَقَالَ يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُوْنِيْ بِحَآئِطِكُمْ هٰذَا قَالُوْا لَا وَاللّٰهِ لَا

(۲۷۱) حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہاں کے بالائی علاقہ میں بنو عمرو بن عوف کے ہاں (قبا میں) ٹھہرے۔ نبی کریم ﷺ نے یہاں چوبیس دن قیام فرمایا (اس میں زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے چودہ دن قبا میں قیام فرمایا تھا) پھر آپ ﷺ نے بنو نجار کو بلا بھیجا تو وہ لوگ تلواریں لٹکائے ہوئے آئے۔ گویا میری نظروں کے سامنے یہ منظر ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی سواری پر تشریف فرما ہیں۔ ابوبکر صدیقؓ آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں اور بنو نجار کی جماعت آپ کے چاروں طرف ہے۔ اسی حال میں ابو ایوبؓ کے گھر کے سامنے آپ ﷺ نے اپنا سامان اتارا اور نبی کریم ﷺ یہ پسند کرتے تھے کہ جہاں بھی نماز کا وقت آ جائے فوراً نماز ادا کر لیں۔ آپ ﷺ بکریوں کے باڑوں میں بھی نماز پڑھا کرتے تھے اور

نَطْلُبُ ثَمَنَهُ اِلَّآ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ اَنَسٌ فَكَانَ فِيهِ مَاأَقُولُ لَكُمْ قُبُورُالْمُشْرِكِيْنَ وَفِيهِ خِرَبٌ وَّفِيهِ نَخْلٌ فَأَمَرَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِالْمُشْرِكِيْنَ فَنُبِشَتْ ثُمَّ بِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ الْحِجَارَةَ وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الصَّخْرَ وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُمْ وَهُوَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ لَاخَيْرَ اِلَّاخَيْرَ الْاٰخِرَةِ فَاغْفِرِالْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ۔

آپ ﷺ نے یہاں مسجد بنانے کے لئے فرمایا۔ چنانچہ بنونجار کے لوگوں کو آپ ﷺ نے بلوا کر فرمایا کہ اے بنونجار کے لوگو! تم اپنے اس احاطہ کی قیمت لے لو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں یارسول اللہ ہم اس کی قیمت نہیں لیں گے ہم تو صرف خداوند تعالیٰ سے اس کا اجر مانگتے ہیں۔ انسؓ نے بیان کیا کہ میں جیسا کہ تمہیں بتا رہا تھا یہاں مشرکین کی قبریں تھیں۔ اس احاطہ میں ایک ویران جگہ تھی اور کچھ کھجور کے درخت تھے نبی کریم ﷺ نے مشرکین کی قبروں کو حکم دے کر اکھڑوا دیا۔ ویرانہ کو صاف اور برابر کرایا اور درختوں کو کٹوا دیا۔ لوگوں نے ان درختوں کو مسجد کے قبلہ کی جانب بچھا دیا اور پتھروں کے ذریعہ انہیں مضبوط بنا دیا۔ صحابہ پتھر اٹھاتے ہوئے رجز پڑھتے تھے اور نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ تھے اور یہ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ آخرت کی بھلائی کے علاوہ اور کوئی بھلائی (قابل توجہ) نہیں پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرمایئے

فائدہ:۔ جب عرب کسی بڑی شخصیت سے ملنے جاتے تو ان کی یہ ایک وضع تھی کہ تلوار گردن سے لٹکا لیتے تھے۔
حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ کھجور کے ان درختوں سے قبلہ کی دیوار بنائی گئی تھی اور کھڑا کر کے اینٹ اور گارے سے انہیں استوار کر دیا گیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ چھت کا وہ حصہ جو قبلہ کی طرف تھا اس میں ان درختوں کو استعمال کیا گیا تھا۔
رجز شعر سے مختلف چیز ہے۔ یہ نام عرب جاہلیت کا رکھا ہوا ہے۔ اس کی صورت فقرہ بندی یا تک بندی کی سی ہوتی ہے۔

باب ۲۰۶. الصَّلٰوةِ فِی مَوَاضِعِ الْاِبِلِ

(۲۷۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) اَنَّهُ كَانَ يُصَلِّي عَلَى بَعِيرِهٖ وَقَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ۔

باب ۲۰۶۔ اونٹوں کے رہنے کی جگہ نماز پڑھنا۔

(۲۷۲) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے اونٹ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی اور ارشاد فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی طرح پڑھتے دیکھا تھا۔

فائدہ۔ عرب بکریاں اور اونٹ پالتے تھے۔ یہی ان کی معیشت تھی۔ جہاں رات کے وقت انہیں لا کر وہ باندھتے تھے ان میں ایک طرف اپنے بیٹھنے اٹھنے کی بھی ایک جگہ بنا لیا کرتے تھے جس کی صفائی کا بھی التزام رکھتے تھے۔ چونکہ مساجد کی ابھی تعمیر نہیں ہوئی تھی اور نماز پڑھنے کے لئے اسلام میں کسی خاص جگہ کی قید بھی نہیں تھی اس لئے آنحضور ﷺ نے بھی اور صحابہؓ نے بھی ان باڑوں میں نماز ادا فرمائی یہاں کی کوئی تخصیص نہیں تھی جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا آپ ﷺ فوراً ادا کر لیتے۔ جب مسجد کی تعمیر ہو گئی تو اب عام حالات میں نماز مسجد ہی میں پڑھنا ضروری قرار پایا۔

باب ۲۰۷. مَنْ صَلّٰى وَقُدَّامَهُ تَنُّوْرٌ اَوْنَارٌ اَوْشَیْءٌ مِّمَّا يُعْبَدُ فَاَرَادَبِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ .

(۲۷۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَتْ عَلَيَّ

باب ۲۰۷۔ جس نے نماز پڑھی اور اسکے سامنے تنور آگ یا کوئی ایسی چیز ہو جس کی عبادت (کفار و مشرکین کے ہاں) کی جاتی ہو اور نماز پڑھنے والے کا مقصد اس وقت صرف خدا کی عبادت ہو

(۲۷۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے سامنے آگ (دوزخ کی) لائی گئی اور اس وقت

النَّارُ وَاَنَا اُصَلِّیُ۔

میں نماز پڑھ رہا تھا۔

باب۲۰۸ . كَرَاهِيَةِ الصَّلوٰةِ فِي الْمَقَابِرِ

باب ۲۰۸۔ مقبروں میں نماز پڑھنے کی کراہیت

(۲۷۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوْا فِيْ بُيُوْتِكُمْ مِنْ صَلٰوتِكُمْ وَلَاتَتَّخِذُوْهَا قُبُوْرًا۔

(۲۷۴) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنے گھروں میں بھی نمازیں پڑھا کرو۔ اور انہیں بالکل مقبرہ نہ بنالو۔

(۲۷۵) عَنْ عَآئِشَةَ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَّه‘ عَلٰى وَجْهِهٖ فَاِذَا اغْتَمَّ بِهٖ كَشَفَهَا عَنْ وَّجْهِهٖ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَّسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَاصَنَعُوْا۔

(۲۷۵) حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ مرض الوفات میں اپنی چادر کو بار بار چہرے پر ڈالتے تھے۔ جب کچھ افاقہ ہوتا تو چادر ہٹا دیتے۔ آپ ﷺ نے اسی اضطراب و پریشانی کی حالت میں فرمایا خدا کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں پر مسجدیں بنائیں۔ یہود و نصاریٰ کی بدعات سے آپ ﷺ لوگوں کو ڈرا رہے تھے۔

فائدہ:۔ آپ ﷺ نے اپنی مرض الوفات میں خاص طور سے یہود و نصاریٰ کی اس بدعت کا ذکر کیا اور اس پر لعنت بھیجی کیونکہ آپ ﷺ بھی نبی تھے اور سابق میں انبیاء و صالحین کے ساتھ ایک معاملہ کیا جا چکا تھا اس لئے آپ ﷺ چاہتے تھے کہ اپنی امت کو اس بات پر خاص طور سے متنبہ کردیں۔

باب۲۰۹ . نَوْمِ الْمَرْاَةِ فِي الْمَسْجِدِ

باب ۲۰۹۔ عورت کا مسجد میں سونا

(۲۷۶) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) اَنَّ وَلِيْدَةً كَانَتْ سَوْدَاءَ لِحَيٍّ مِنَ الْعَرَبِ فَاَعْتَقُوْهَا فَكَانَتْ مَعَهُمْ قَالَتْ فَخَرَجَتْ صَبِيَّةٌ لَّهُمْ عَلَيْهَا وِشَاحٌ اَحْمَرُ مِنْ سُيُوْرٍ قَالَتْ فَوَضَعَتْهُ اَوْوَقَعَ مِنْهَا فَمَرَّتْ بِهٖ حُدَيَّاةٌ وَّهُوَ مُلْقًى فَحَسِبَتْهُ لَحْمًا فَخَطَفَتْهُ قَالَتْ فَالْتَمَسُوْهُ فَلَمْ يَجِدُوْهُ قَالَتْ فَاتَّهَمُوْنِيْ بِهٖ قَالَتْ فَطَفِقُوْا يُفَتِّشُوْنِيْ حَتّٰى فَتَّشُوْا قُبُلَهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَقَآئِمَةٌ مَّعَهُمْ اِذْمَرَّتِ الْحُدَيَّاةُ فَاَلْقَتْهُ قَالَتْ فَوَقَعَ بَيْنَهُمْ قَالَتْ فَقُلْتُ هٰذَا الَّذِيْ اتَّهَمْتُمُوْنِيْ بِهٖ زَعَمْتُمْ وَاَنَا مِنْهُ بَرِيْئَةٌ وَّهُوَ ذَاهُوَ قَالَتْ فَجَآءَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَتْ قَالَتْ عَآئِشَةُ فَكَانَتْ لَهَا خِبَآءٌ فِي الْمَسْجِدِ اَوْحِفْشٌ۔

(۲۷۶) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ عرب کے کسی قبیلہ کی ایک باندی تھی۔ انہوں نے اسے آزاد کردیا تھا اور وہ انہیں کے ساتھ رہتی تھی۔ اس نے بیان کیا کہ ان کی ایک لڑکی کہیں باہر گئی وہ تسمے کا سرخ جڑاؤ پہنے ہوئے تھی اس باندی نے بتایا کہ یا تو لڑکی نے اسے خود کہیں چھوڑ دیا تھا یا اس سے گر گیا تھا۔ پھر اس طرف سے ایک چیل گزری وہ سرخ جڑاؤ پڑا ہوا تھا۔ چیل اسے گوشت سمجھ کر جھپٹ لے گئی بعد میں قبیلہ والوں نے اسے بہت تلاش کیا لیکن ملتا کہاں سے ان لوگوں نے اس کی تہمت مجھ پر لگادی اور میری تلاشی لینی شروع کردی۔ انہوں نے اس کی شرم گاہ تک کی تلاشی لی اس نے بیان کیا کہ واللہ میں ان کے ساتھ اسی حالت میں کھڑی تھی کہ وہی چیل آئی اور اس نے ان کا زیور گرادیا۔ وہ ان کے سامنے ہی گرا۔ میں نے (اسے دیکھ کر) کہا کہ یہی تو تھا جس کی تم مجھ پر تہمت لگاتے تھے تم لوگوں نے مجھ پر اس کا الزام لگایا تھا حالانکہ میں اس سے بری تھی یہی تو ہے وہ زیور۔ اس نے کہا کہ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسلام لائی۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ اس کے لئے مسجد نبوی میں ایک بڑا خیمہ لگا دیا گیا۔ (یا یہ کہا کہ)

چھوٹا سا خیمہ لگا دیا گیا۔

قَالَتُ (عَائِشَةُ) فَكَانَتُ تَاتِيُنِي فَتَحَدَّثُ عِندِيُ قَالَتُ فَلا تَجلِسُ عِندِيُ مَجلِسًا اِلّا قَالَتُ وَيَوُمُ الُوِشَاحِ مِنُ تَعَاجِيبِ رَبِّنَا اَلَآ اِنَّه' مِنُ بَلَدَةِ الْكُفُرِ اَنُجَانِيُ قَالَتُ عَائِشَةُ فَقُلُتُ لَهَا مَاشَانُكِ لَاتَقعُدِيُنَ مَعِيَ مَقعَدًا اِلَّا قُلتِ هٰذَا قَالَتُ فَحَدَّثَتنِيُ بِهٰذَا الْحَدِيُثِ۔

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا وہ باندی میرے پاس آتی تھی اور مجھ سے باتیں کرتی تھی۔ جب بھی وہ میرے پاس آتی تو یہ ضرور کہتی۔ جزاؤ کا دن ہمارے رب کی عجیب نشانیوں میں سے ایک ہے۔ اسی نے مجھے کفر کے شہر سے نجات دی عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے کہا کہ آخر بات کیا ہے؟ جب بھی تم میرے پاس بیٹھتی ہو تو یہ بات ضرور کہتی ہو تو پھر اس نے مجھے یہ واقعہ سنایا۔

فائدہ:۔ یہ ایک خاص واقعہ ہے اور زیادہ سے زیادہ رخصت کے درجہ میں اس سے کوئی مسئلہ اخذ کیا جا سکتا ہے کیونکہ سوتے وقت مسجد کا جو واقعی احترام ہے وہ قائم نہیں رکھا جا سکتا۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں دو اجنبی بلند آواز سے گفتگو کر رہے تھے۔ آپ نے جب سنا تو انہیں بلا کر فرمایا کہ اگر تم لوگ مدینہ کے باشندے ہوتے تو میں تمہیں اس کی سزا دیئے بغیر نہ رہتا۔ نبی کریم ﷺ کی مسجد میں اس طرح بلند آواز سے گفتگو کرتے ہو؟ جب مسجد کی عزت وحرمت اس درجہ ملحوظ ہے تو عام حالات میں سونے کی اجازت کس طرح دی جا سکتی ہے اور وہ بھی عورتوں کیلئے؟ حنفیہ کے یہاں مسافروں کا اس سے استثناء ہے۔ ورنہ مردوں کیلئے بھی مسجد میں سونا عام حالات میں انکے نزدیک مکروہ ہے۔

باب ۲۱۰. نَوُمِ الرِّجَالِ فِي الْمَسُجِدِ

باب ۲۱۰۔ مسجد میں مردوں کا سونا

(۲۷۷) عَنُ سَهُلِ بُنِ سَعُدٍؓ قَالَ جَآءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيُتَ فَاطِمَةَ فَلَمُ يَجِدُ عَلِيًّا فِي الْبَيُتِ فَقَالَ اَيُنَ ابُنُ عَمِّكِ قَالَتُ كَانَ بَيُنِي وَبَيُنَه' شَيْءٌ فَغَاضَبَنِيُ فَخَرَجَ فَلَمُ يَقِلُ عِندِيُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِنُسَانٍ انُظُرُ اَيُنَ هُوَ فَجَآءَ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ هُوَ فِي الْمَسُجِدِ رَاقِدٌ فَجَآءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضُطَجِعٌ قَدُ سَقَطَ رِدَآءُه' عَنُ شِقِّهٖ وَاَصَابَه' تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمُسَحُه' عَنُهُ وَيَقُولُ قُمُ اَبَا تُرَابٍ قُمُ اَبَا تُرَابٍ۔

(۲۷۷) حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ فاطمہؓ کے گھر تشریف لائے دیکھا کہ حضرت علیؓ گھر میں موجود نہیں ہیں اس لئے آپ ﷺ نے فاطمہؓ سے دریافت فرمایا کہ تمہارے چچا کے لڑکے کہاں ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ میرے اور ان کے درمیان کچھ ناگواری پیش آ گئی اور وہ مجھ پر خفا ہو کر کہیں باہر چلے گئے ہیں اور میرے یہاں قیلولہ بھی نہیں کیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے کہا کہ علیؓ کو تلاش کریں کہ وہ کہاں ہیں وہ آئے اور بتایا کہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ حضرت علیؓ لیٹے ہوئے تھے۔ چادر آپؓ کے پہلو سے گر گئی تھی اور جسم پر مٹی لگ گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ جسم سے دھول جھاڑتے جاتے تھے اور فرما رہے تھے اٹھو ابوتراب، اٹھو ابوتراب۔

فائدہ:۔ چونکہ آپ کے بدن پر مٹی زیادہ لگ گئی تھی اس مناسبت سے آپ ﷺ نے ابوتراب فرمایا۔ تراب کے معنی مٹی کے ہیں۔ حضرت علیؓ کو اگر بعد میں کوئی اس کنیت سے خطاب کرتا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے۔ نبی کریم ﷺ چاہتے تھے کہ جو ناگواری پیش آ گئی ہے وہ دور ہو جائے اس واقعہ سے اسلام میں رشتہ مصاہرت کی مدارات کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے۔ یہاں یہ بات خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ رات کے وقت سونے اور قیلولہ کے لئے لیٹ جانے میں بڑا فرق ہے۔

باب ۲۱۱. اِذَا دَخَلَ اَحَدُكُمُ الْمَسُجِدَ فَلُيَرُكَعُ رَكُعَتَيُنِ قَبُلَ اَنُ يَّجُلِسَ

باب ۲۱۱۔ جب کوئی مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنی چاہئے۔

(۲۷۸) عَنُ اَبِيُ قَتَادَةَ السَّلَمِيِّ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

(۲۷۸) حضرت ابوقتادہ سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول

اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الۡمَسۡجِدَ فَلۡیَرۡکَعۡ رَکۡعَتَیۡنِ قَبۡلَ اَنۡ یَّجۡلِسَ

اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

باب ۲۱۲ . بُنۡیَانِ الۡمَسۡجِدِ

۳۰۳۔ مسجد کی عمارت (تعمیر)

(۲۷۹) عَنۡ عَبۡدِاللّٰہِ بۡنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡھما) اَخۡبَرَہٗ اَنَّ الۡمَسۡجِدَ کَانَ عَلٰی عَھۡدِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ مَبۡنِیًّا بِاللَّبِنِ وَ سَقۡفُہُ الۡجَرِیۡدُ وَعَمَدُہٗ خَشَبُ النَّخۡلِ فَلَمۡ یَزِدۡ فِیۡہِ اَبُوۡبَکۡرٍ شَیۡئًا وَّزَادَ فِیۡہِ عُمَرُ وَبَنَاہُ عَلٰی بُنۡیَانِہٖ فِیۡ عَھۡدِ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ بِاللَّبِنِ وَالۡجَرِیۡدِ وَاَعَادَ عَمَدَہٗ خَشَبًا ثُمَّ غَیَّرَہٗ عُثۡمَانُ فَزَادَ فِیۡہِ زِیَادَۃً کَثِیۡرَۃً وَبَنٰی جِدَارَہٗ بِالۡحِجَارَۃِ الۡمَنۡقُوۡشَۃِ وَالۡقَصَّۃِ وَجَعَلَ عُمُدَہٗ مِنۡ حِجَارَۃٍ مَّنۡقُوۡشَۃٍ وَّسَقَّفَہٗ بِالسَّاجِ۔

(۲۷۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں مسجد کچی اینٹ سے بنائی گئی تھی۔ اس کی چھت کھجور کی شاخوں کی تھی اور ستون اسی کی لکڑیوں کے۔ ابوبکرؓ نے اس میں کسی قسم کی زیادتی نہیں کی۔ البتہ عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بڑھایا اور اس کی تعمیر رسول اللہ ﷺ کی بنائی ہوئی عمارت کے مطابق کچی اینٹوں اور کھجور کی شاخوں سے کی اور اس کے ستون بھی لکڑیوں ہی کے رکھے۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی عمارت کو بدل دیا اور اس میں بہت سے تغیرات کئے۔ اس کی دیواریں منقش پتھروں اور گچھ سے بنائیں۔ اس کے ستون بھی منقش پتھروں سے بنوائے اور چھت ساکھو کی کر دی۔

فائدہ:۔ مسجد نبوی آنحضور ﷺ کے عہد میں بھی دو مرتبہ تعمیر ہوئی تھی۔ پہلی مرتبہ اس کا طول وعرض ساٹھ ساٹھ ہاتھ تھا۔ دوبارہ آپ ہی کے عہد میں اس کی تعمیر غزوۂ خیبر کے بعد ہوئی اس مرتبہ اس کا طول وعرض سو سو ہاتھ رکھا گیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں اس میں مزید اضافہ کرایا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں طول وعرض بھی بڑھوا دیا تھا اور پختہ بنیادوں پر اس کی تعمیر کرائی۔ بعض سلاطین نے ان تمام تغیرات کو جو عہد نبوی ﷺ میں ہوئے اس کے بعد حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے عہد میں ہوئے نشانات لگا کر ممتاز کر دیا ہے۔ اس کے بعد متعدد سلاطین نے بھی مسجد نبوی میں اضافہ کرایا۔ لیکن یہ ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہیں۔ اور اب مزید اضافہ پر اضافہ ہو رہا ہے۔

باب ۲۱۳ .التَّعَاوُنِ فِیۡ بِنَآءِ الۡمَسۡجِدِ

۳۰۴۔ تعمیر مسجد میں ایک دوسرے کی مدد کرنا

(۲۸۰) عَنۡ اَبِیۡ سَعِیۡدٍؓ اَنَّہٗ کَانَ یُحَدِّثُ یَوۡمًا حَتّٰی اَتٰی عَلٰی ذِکۡرِ بِنَآءِ الۡمَسۡجِدِ فَقَالَ کُنَّا نَحۡمِلُ لَبِنَۃً لَبِنَۃً وَّعَمَّارٌ لَّبِنَتَیۡنِ لَبِنَتَیۡنِ فَرَاٰہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَنۡفُضُ التُّرَابَ عَنۡہُ وَیَقُوۡلُ وَیۡحَ عَمَّارٍ تَقۡتُلُہُ الۡفِئَۃُ الۡبَاغِیَۃُ یَدۡعُوۡھُمۡ اِلَی الۡجَنَّۃِ وَیَدۡعُوۡنَہٗ اِلَی النَّارِ۔ قَالَ یَقُوۡلُ عَمَّارٌ اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الۡفِتَنِ۔

(۲۸۰) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ایک دن حدیث بیان فرما رہے تھے جب مسجد نبوی کی تعمیر کا ذکر آیا تو آپ نے بتایا کہ ہم تو (مسجد کی تعمیر میں حصہ لیتے وقت) ایک ایک اینٹ اٹھا رہے تھے لیکن عمار دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں دیکھا تو ان کے جسم سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرمایا افسوس کہ عمار کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی جسے عمار جنت کی دعوت دیں گے اور وہ جماعت عمار کو جہنم کی دعوت دے رہی ہوگی۔ حضرت ابوسعیدؓ نے بیان کیا کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ فتنوں سے خدا کی پناہ۔

باب ۲۱۴ . مَنۡ بَنٰی مَسۡجِدًا

باب ۲۱۴۔ جس نے مسجد بنوائی

(۲۸۱) عَنۡ عُثۡمَانَ بۡنِ عَفَّانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ قَالَ عِنۡدَ قَوۡلِ النَّاسِ فِیۡہِ حِیۡنَ بَنٰی مَسۡجِدًا لِّرَسُوۡلِ اللّٰہِ صَلَّی

(۲۸۱) حضرت عثمان بن عفانؓ نے مسجد نبویؐ (اپنے ذاتی خرچ سے) کی تعمیر کے متعلق لوگوں کے اعتراضات کو سن کر آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكُمْ اَكْثَرْتُمْ وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا قَالَ بُكَيْرٌ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ يَبْتَغِيْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ مِثْلَهٗ فِي الْجَنَّةِ۔

لوگ بہت زیادہ تنقید کرنے لگے حالانکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا کہ جس نے مسجد بنائی۔ (حضرت بکیر راوی حدیث) نے کہا میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ اس سے مقصود خداوند تعالیٰ کی رضا ہو تو اللہ تعالیٰ ایسا ہی ایک مکان جنت میں اس کے لئے بنائیں گے۔

باب ۲۱۵. يَاْخُذُ بِنُصُوْلِ النَّبْلِ اِذَا مَرَّ فِي الْمَسْجِدِ

(۲۸۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ مَرَّ رَجُلٌ فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهٗ سِهَامٌ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْسِكْ بِنِصَالِهَا۔

باب ۲۱۵۔ جب مسجد سے گذرے تو اپنے تیر کے پھل کو تھامے رکھے

(۲۸۲) حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ ایک شخص مسجد نبوی سے گذرا وہ تیر لئے ہوئے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اس کے پھل کو تھامے رکھو۔

باب ۲۱۶. الْمُرُوْرِ فِي الْمَسْجِدِ

(۲۸۳) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰىؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَرَّ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ مَّسَاجِدِنَا اَوْ اَسْوَاقِنَا بِنَبْلٍ فَلْيَاْخُذْ عَلٰى نِصَالِهَا لَا يَعْقِرْ بِكَفِّهٖ مُسْلِمًا۔

باب ۲۱۶۔ مسجد سے گذرنا

(۲۸۳) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص ہماری مساجد یا ہمارے بازاروں سے تیر لئے ہوئے گذرے تو اسے اس کے پھل کو تھامے رکھنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ اپنے ہی ہاتھوں کسی مسلمان کو زخمی کر دے۔

باب ۲۱۷. الشِّعْرِ فِي الْمَسْجِدِ

(۲۸۴) عَنْ حَسَّانَ ابْنِ ثَابِتِ ۣالْاَنْصَارِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) يَسْتَشْهِدُ اَبَاهُرَيْرَةَ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَاحَسَّانُ اَجِبْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ نَعَمْ!۔

باب ۲۱۷۔ مسجد میں اشعار پڑھنا

(۲۸۴) حضرت حسان بن ثابت انصاریؓ حضرت ابوہریرہؓ کو اس بات پر گواہ بنا رہے تھے کہ میں تمہیں خدا کا واسطہ دیتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا ہے کہ اے حسان! رسول اللہ ﷺ کی طرف سے (مشرکوں کو اشعار میں) جواب دو۔ اے اللہ! حسان کی روح القدس (جبرائیل علیہ السلام) کے ذریعہ مدد کیجئے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ہاں! میں گواہ ہوں۔

فائدہ:۔ مشرکین عرب آنحضور ﷺ کی ہجو کہا کرتے تھے۔ حضرت حسانؓ خاص طور سے ان کا جواب دیتے تھے۔ آپ دربار نبوی کے بلند پایہ شاعر تھے اور مشرکوں کو خوب جواب دیتے تھے۔ آپ کے اس سلسلہ میں واقعات بکثرت منقول ہیں۔ آنحضور ﷺ آپ کے جواب سے محظوظ ہوتے اور دعائیں دیتے۔ مسجد نبوی میں آپ کے لئے خاص طور سے منبر رکھ دیا جاتا اور آپ اسی پر کھڑے ہو کر صحابہؓ کے ایک مجمع میں اشعار سناتے جس میں خود نبی کریم ﷺ بھی تشریف فرما ہوتے۔ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مسجد میں اشعار پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں بشرطیکہ وہ شریعت کی حدود سے باہر نہ ہوں۔ آنحضور ﷺ حضرت حسان کے ذریعہ مشرکین کا عرب کے خاص مزاج کے پیش نظر جواب دلواتے تھے۔

باب ۲۱۸. اَصْحَابِ الْحِرَابِ فِي الْمَسْجِدِ

(۲۸۵-۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمًا عَلٰى بَابِ حُجْرَتِيْ وَالْحَبَشَةُ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتُرُنِيْ بِرِدَائِهٖ اَنْظُرُ اِلٰى لَعِبِهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ يَلْعَبُوْنَ بِحِرَابِهِمْ۔

باب ۲۱۸۔ حراب والے مسجد میں

(۲۸۵-۶) حضرت عائشہؓ نے فرمایا ایک دن میں نے نبی کریم کو اپنے حجرے کے دروازے پر دیکھا اس وقت حبشہ کے لوگ مسجد میں کھیل رہے تھے آپ نے مجھے اپنی چادر میں چھپا لیا تا کہ میں انکے کھیل کود دیکھ سکوں ایک روایت میں ہے کہ حبشہ کے لوگ چھوٹے نیزوں (حراب) سے مسجد میں کھیل رہے تھے۔

فائدہ:۔بعض مالکیہ نے امام مالکؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ لوگ مسجد میں نہیں کھیل رہے تھے بلکہ مسجد سے باہر ان کا کھیل ہو رہا تھا۔ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ یہ بات امام مالکؒ سے ثابت نہیں ہے اور ان کی تصریحات کے خلاف ہے۔بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے ان کے اس کھیل پر ناگواری کا اظہار کیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نیزوں سے کھیلنا صرف کھیل کود کے درجے کی چیز نہیں ہے بلکہ اس سے جنگی صلاحیتیں بیدار ہوتی ہیں جو دشمن کے مقابلہ کے وقت کام آئیں گی۔مہلبؒ نے فرمایا ہے کہ چونکہ مسجد دین کے اجتماعی کاموں کے لئے بنائی گئی ہے اس لئے وہ تمام کام جن سے دین کی اور مسلمانوں کی منفعتیں وابستہ ہیں۔مسجد میں کرنا درست ہیں۔اگر چہ بعض اسلاف نے یہ بھی لکھا ہے کہ مسجد میں اس طرح کے کھیل قرآن وسنت سے منسوخ ہو گئے ہیں۔اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ ازواج مطہرات کے ساتھ کس درجہ حسن معاشرت کا لحاظ رکھتے تھے

باب ۲۱۹. التَّقَاضِيَ وَالْمُلَازَمَةِ فِي الْمَسْجِدِ

(۲۸۷) عَنْ كَعْبٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّهٗ تَقَاضَى ابْنَ اَبِيْ حَدْرَدٍ دَيْنًا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِ فِي الْمَسْجِدِ فَارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا حَتّٰى سَمِعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ بَيْتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمَا حَتّٰى كَشَفَ سِجْفَ حُجْرَتِهٖ فَنَادٰى يَا كَعْبُ قَالَ لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعْ مِنْ دَيْنِكَ هٰذَا وَاَوْمَا اِلَيْهِ اَيِ الشَّطْرَ قَالَ لَقَدْ فَعَلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُمْ فَاقْضِهٖ۔

باب ۲۱۹۔قرض کا تقاضہ اور قرض دار کا پیچھا مسجد تک کرنا

(۲۸۷) حضرت کعب بن مالکؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے مسجد نبوی میں ابن ابی حدرد سے اپنے قرض کا تقاضا کیا (اسی دوران میں) دونوں کی گفتگو تیز ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے معتکف سے سن لیا۔آپ ﷺ پردہ ہٹا کر باہر تشریف لائے اور پکارا کعب! کعبؓ بولے لبیک یارسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ تم اپنے قرض میں سے اتنا کم کردو۔آپ ﷺ کا اشارہ تھا کہ آدھا کم کردیں۔انہوں نے کہا یارسول اللہ! میں نے کردیا۔پھر آپ ﷺ نے ابن ابی حدرد سے فرمایا اچھا اب اٹھو اور ادا کردو۔

فائدہ:۔حضور اکرم ﷺ اس وقت اعتکاف میں تھے اور مسجد نبوی میں ایک طرف کھجور کی چٹائیوں سے معتکف بنایا گیا تھا۔یہ واقعہ غالباً رات کے وقت پیش آیا۔

باب ۲۲۰. كَنْسِ الْمَسْجِدِ وَ الْتِقَاطِ الْخِرَقِ وَالْقَذٰى وَالْعِيْدَانِ

(۲۸۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی الله عنه اَنَّ رَجُلًا اَسْوَدَ اَوِ امْرَاَةً سَوْدَاءَ كَانَ يَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَ فَسَاَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَقَالُوْا مَاتَ فَقَالَ اَفَلَا كُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِيْ بِهٖ دُلُّوْنِيْ بِهٖ عَلٰى قَبْرِهٖ اَوْ قَالَ قَبْرِهَا فَاَتٰى قَبْرَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهَا۔

باب ۲۲۰۔مسجد میں جھاڑو دینا اور مسجد سے چیتھڑے، کوڑے کرکٹ اور لکڑیوں کو چن لینا۔

(۲۸۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک حبشی مرد یا حبشی عورت مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ایک دن اس کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے متعلق دریافت فرمایا لوگوں نے بتایا کہ وہ تو انتقال کر گئی آپ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ تم نے مجھے کیوں نہ بتایا۔اچھا اس کی قبر تک مجھے لے چلو۔پھر آپ ﷺ قبر پر تشریف لائے اور اس پر نماز پڑھی۔

باب ۲۲۱. تَحْرِيْمِ تِجَارَةِ الْخَمْرِ فِي الْمَسْجِدِ

(۲۸۹) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا اُنْزِلَتِ الْاٰيَاتُ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فِي الرِّبٰوا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَسْجِدِ فَقَرَاَهُنَّ عَلَى النَّاسِ ثُمَّ حَرَّمَ تِجَارَةَ الْخَمْرِ۔

باب ۲۲۱۔مسجد میں شراب کی تجارت کی حرمت کا اعلان

(۲۸۹) حضرت عائشہؓ نے بیان کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب سورۂ بقرہ کی ربوا سے متعلق آیات نازل ہوئیں تو نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔اور ان کی لوگوں کے سامنے تلاوت کی۔پھر شراب کی تجارت کو حرام قرار دیا۔

باب ۲۲۲. اَلْاَسِیْرُ اَوِ الْغَرِیْمُ یُرْبَطُ فِی الْمَسْجِدِ

(۲۹۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عِفْرِیْتًا مِّنَ الْجِنِّ تَفَلَّتَ عَلَیَّ الْبَارِحَةَ اَوْ کَلِمَةً نَحْوَهَا لِیَقْطَعَ عَلَیَّ الصَّلٰوةَ فَاَمْکَنَنِیَ اللّٰهُ مِنْهُ وَاَرَدْتُّ اَنْ اَرْبِطَهٗ اِلٰی سَارِیَةٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی تُصْبِحُوْا وَتَنْظُرُوْا اِلَیْهِ کُلُّکُمْ فَذَکَرْتُ قَوْلَ اَخِیْ سُلَیْمَانَ رَبِّ هَبْ لِیْ مُلْکًا لَّایَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْ بَعْدِیْ۔

باب ۲۲۲۔ قیدی یا قرض دار جنہیں مسجد میں باندھ دیا گیا ہو۔

(۲۹۰) حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ گذشتہ رات ایک سرکش جن اچانک میرے پاس آیا۔ یا اسی طرح کی کوئی بات آپ نے فرمائی وہ میری نماز میں خلل انداز ہونا چاہتا تھا لیکن خداوند تعالیٰ نے مجھے اس پر قدرت دے دی اور میں نے سوچا کہ مسجد کے کسی ستون کے ساتھ اسے باندھ دوں تا کہ صبح کو تم سب بھی اسے دیکھو لیکن مجھے اپنے بھائی سلیمان کی یہ دعا یاد آ گئی ''اے میرے رب مجھے ایسا ملک عطا کیجئے جو میرے بعد کسی کو حاصل نہ ہو۔''

باب ۲۲۳. اَلْخَیْمَةُ فِی الْمَسْجِدِ لِلْمَرْضٰی وَغَیْرِهِمْ

(۲۹۱) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا) قَالَتْ اُصِیْبَ سَعْدٌ یَوْمَ الْخَنْدَقِ فِی الْاَکْحَلِ فَضَرَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَیْمَةً فِی الْمَسْجِدِ لِیَعُوْدَهٗ مِنْ قَرِیْبٍ فَلَمْ یَرُعْهُمْ وَفِی الْمَسْجِدِ خَیْمَةٌ مِّنْ بَنِیْ غِفَارٍ اِلَّا الدَّمُ یَسِیْلُ اِلَیْهِمْ فَقَالُوْا یَا اَهْلَ الْخَیْمَةِ مَا هٰذَا الَّذِیْ یَاْتِیْنَا مِنْ قِبَلِکُمْ فَاِذَا سَعْدٌ یَغْذُوْ جُرْحُهٗ دَمًا فَمَاتَ مِنْهَا۔

باب ۲۲۳۔ مسجد میں مریضوں وغیرہ کے لئے خیمہ

(۲۹۱) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ غزوۂ خندق میں سعد (رضی اللہ عنہ) کے بازو کی ایک رگ (اکحل) میں زخم آ گیا تھا۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے مسجد میں ایک خیمہ نصب کر دیا تھا تا کہ آپ قریب رہ کر ان کی دیکھ بھال کیا کریں۔ مسجد ہی میں بنی غفار کے لوگوں کا بھی خیمہ تھا۔ سعدؓ کے زخم کا خون (جو رگ سے بکثرت نکل رہا تھا) بہہ کر جب ان کے خیمہ تک پہنچا تو وہ گھبرا گئے۔ انہوں نے کہا کہ خیمہ والو! تمہاری طرف سے یہ کیسا خون ہمارے خیمہ تک آتا ہے۔ پھر انہیں معلوم ہوا کہ یہ خون سعدؓ کے زخم سے بہا ہے۔ حضرت سعدؓ کا انتقال اسی زخم کی وجہ سے ہوا۔

فائدہ:۔ امام بخاریؒ مسجد کے احکام میں بڑی توسع کا مسلک رکھتے ہیں۔ اس حدیث سے وہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ زخمیوں اور مریضوں وغیرہ کو بھی مسجد میں رکھا جا سکتا ہے۔ بلا کسی خاص مجبوری کے حدیث میں جو واقعہ ذکر ہوا ہے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مسجد نبوی سے اس کا تعلق ہے لیکن سیرت ابن اسحاق میں یہی واقعہ جس طرح بیان ہوا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ مسجد نبوی کا نہیں بلکہ کسی اور مسجد سے اس کا تعلق ہے پھر یہاں خاص طور پر قابل ذکر بات یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ جب غزوات وغیرہ میں تشریف لے جاتے تو نماز پڑھنے کے لئے کوئی خاص جگہ منتخب فرما لیتے اور چاروں طرف سے کسی چیز کے ذریعہ اسے گھیر دیتے تھے۔ اصحاب سیر ہمیشہ اس کا ذکر مسجد کے لفظ سے کرتے ہیں حالانکہ فقہی اصول کی بناء پر مسجد کا اطلاق اس پر نہیں ہو سکتا اور نہ مسجد کے احکام کے تحت ایسی مساجد آتی ہیں۔ حضرت سعدؓ کا قیام بھی اسی طرح کی مسجد میں تھا۔ کیونکہ غزوۂ خندق سے فراغت کے فوراً بعد آنحضور ﷺ نے بنو قریظہ کا محاصرہ کیا تھا اور جیسا کہ حدیث میں ہے کہ غزوہ خندق میں آپ زخمی ہوئے تھے اس لئے قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ جب فوراً ہی بعد آپ بنو قریظہ کے محاصرہ کے لئے تشریف لے گئے تو حضرت سعدؓ کو اپنے قریب رکھ کر ان کی دیکھ بھال کے لئے آپ نے اسی مسجد میں انہیں ٹھہرایا ہوگا جو بنو قریظہ کے محاصرہ کے وقت آپ نے وقتی طور پر نماز پڑھنے کے لئے بنائی ہوگی۔ نماز پڑھنے کے لئے ایسی کوئی جگہ جسے اصحاب سیر مسجد لکھا کرتے ہیں مسجد کے حکم میں نہیں ہے اور زخمی یا مریض کو بلا کسی خاص ضرورت کے ایسی مسجد میں ٹھہرانا درست ہے۔ مسجد نبوی بنو قریظہ سے تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس لئے آپ ﷺ جس وقت بنو قریظہ کا محاصرہ کرنے کے لئے تشریف لے گئے تھے اگر حضرت سعدؓ کو مسجد نبوی میں ٹھہرایا ہوتا تو پھر انہیں قریب رکھ کر عیادت کا سوال کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ ہم نے جو کچھ کہا ہے اس کے لئے ایک اور دلیل یہ ہے کہ بنو قریظہ نے ہتھیار ڈالنے کے بعد حضرت سعدؓ کو فیصل مانا تھا کہ وہ جو کچھ کہیں گے ہم اسے ماننے کے لئے تیار ہیں۔

جاہلیت میں بنوقریظہ اور حضرت سعدؓ کا قبیلہ دونوں حلیف تھے اور حضرت سعدؓ اپنے قبیلے کے سردار تھے۔ حضرت سعد زخمی ہونے کی حالت میں ہی فیصلہ کے لئے تشریف لائے اور آپ نے اسی موقعہ پر ان کے لئے فرمایا تھا کہ اپنے سردار کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سعد وہیں کسی جگہ مقیم تھے۔

باب ۲۲۴. اِدْخَالِ الْبَعِيرِ فِي الْمَسْجِدِ لِلْعِلَّةِ

باب ۲۲۴۔ کسی ضرورت کی وجہ سے مسجد میں اونٹ لے جانا

(۲۹۲) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّي اَشْتَكِي قَالَ طُوْفِي مِنْ وَّرَآءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَأُ بِالطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ۔

(۲۹۲) حضرت ام سلمہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے حجۃ الوداع میں اپنی بیماری کے متعلق کہا تو آپ نے فرمایا کہ لوگوں کے پیچھے سوار ہو کر طواف کر لو پس میں نے طواف کی اور رسول اللہ ﷺ اس وقت بیت اللہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے آپ آیت والطور وکتاب مسطور کی تلاوت کر رہے تھے۔

فائدہ:۔ امام بخاریؒ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ چونکہ بیت اللہ مسجد حرام میں ہے اس لئے اس کا طواف سوار ہو کر کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت کی بنا پر مسجد میں اونٹ وغیرہ لے جانا جائز ہے لیکن عہد نبوی میں بیت اللہ کے علاوہ اور کوئی عمارت وہاں نہیں تھی۔ صرف ارد گرد مکانات تھے بعد میں حضرت عمرؓ نے ایک احاطہ کھنچوا دیا تھا اس لئے حضرت ام سلمہ کا اونٹ مسجد میں کہاں داخل ہوا؟ حضرت ام سلمہ نماز پڑھنے کی حالت میں آنحضور کے سامنے سے گذری تھیں کیونکہ وہ بھی طواف کر رہی تھیں اور طواف نماز کے حکم میں ہے۔

(۲۹۳) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلَيْنِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَا مِّنْ عِنْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمَا عَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ وَّاَحْسِبُ الثَّانِيْ اُسَيْدَ بْنَ حُضَيْرٍ فِيْ لَيْلَةٍ مُّظْلِمَةٍ وَمَعَهُمَا مِثْلُ الْمِصْبَاحَيْنِ يُضِيْئَانِ بَيْنَ اَيْدِيْهِمَا فَلَمَّا افْتَرَقَا صَارَمَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا وَاحِدٌ حَتّٰى اَتٰى اَهْلَهٗ۔

(۲۹۳) حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ دو شخص نبی کریم ﷺ کی مسجد سے نکلے۔ ایک عباد بن بشر اور دوسرے صاحب کے متعلق میرا خیال ہے کہ وہ اسید بن حضیر تھے۔ رات تاریک تھی اور ان دونوں اصحاب کے پاس منور چراغ کی طرح کوئی چیز تھی جس سے آگے روشنی پھیل رہی تھی وہ دونوں اصحاب جب ایک دوسرے سے (راستے میں) جدا ہوئے تو دونوں کے ساتھ اسی طرح کی ایک ایک روشنی تھی۔ آخر وہ اسی طرح اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔

فائدہ:۔ یہ دونوں اصحابؓ نماز عشاء کے بعد دیر تک مسجد نبوی میں آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر رہے۔ پھر جب یہ باہر تشریف لائے تو رات اندھیری تھی اور صحبت نبوی کی برکت سے راستہ منور کر دیا گیا تھا۔

باب ۲۲۵. اَلْخَوْخَةِ وَالْمَمَرِّ فِي الْمَسْجِدِ

باب ۲۲۵۔ مسجد میں کھڑکی اور راستہ۔

(۲۹۴) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَطَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَاعِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَاعِنْدَ اللّٰهِ فَبَكٰى اَبُوْبَكْرٍ فَقُلْتُ فِيْ نَفْسِيْ مَايُبْكِيْ هٰذَا الشَّيْخَ اِنْ يَّكُنِ اللّٰهُ خَيَّرَ عَبْدًا بَيْنَ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَاعِنْدَهٗ فَاخْتَارَ مَاعِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ الْعَبْدُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمَنَا فَقَالَ يَااَبَابَكْرٍ لَاتَبْكِ اِنَّ اَمَنَّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ صُحْبَتِهٖ وَمَالِهٖ اَبُوْبَكْرٍ

(۲۹۴) حضرت ابو سعید خدریؓ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ دیا خطبہ میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے ایک بندہ کو دنیا اور آخرت کے درمیان اختیار دیا (کہ وہ جس کو چاہے اختیار کرے) بندہ نے آخرت کو پسند کر لیا۔ اس بات پر ابوبکرؓ رونے لگے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگر خدا نے اپنے کسی بندہ کو دنیا اور آخرت میں کسی کو اختیار کرنے کو کہا اور بندہ نے آخرت اپنے لئے پسند کر لی تو اس میں ان بزرگ (حضرت ابوبکرؓ) کے رونے کی کیا بات ہے۔ لیکن بات یہ تھی کہ رسول اللہ ﷺ ہی وہ بندہ تھے اور ابوبکر ہم سب سے زیادہ جاننے

وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنْ اُمَّتِیْ خَلِيْلًا لَاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ وَّلٰكِنْ اُخُوَّةَ الْاِسْلَامِ وَمَوَدَّتَه' لَا يُبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ بَابٌ اِلَّا سُدَّ اِلَّا بَابُ اَبِیْ بَكْرٍ۔

والے تھے۔ آنحضورﷺ نے ان سے فرمایا۔ ابوبکر آپ روئیے مت، اپنی صحبت اور اپنی دولت کے ذریعہ تمام لوگوں سے زیادہ مجھ پر احسان کرنے والے ابوبکر ہیں اور میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن اس کے بدلہ میں اسلام کی اخوت ومودت کافی ہے۔ مسجد میں ابوبکرؓ کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کردیئے جائیں۔

فائدہ:۔ آنحضورﷺ نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا۔ اس پر علماء نے بڑی طویل بحثیں کی ہیں کہ خلیل کا مفہوم کیا ہے اور حبیب اور خلیل میں کیا فرق ہے؟ وغیرہ اگر ان تمام بحثوں کا اختصار کیا جائے تو آخرکار یہ بات آکر ٹھہرتی ہے کہ یہاں خلت سے مراد وہ تعلق ہے جو صرف خداوندتعالیٰ اور بندے کے درمیان ہوسکتا ہے اور اسی وجہ سے آنحضورﷺ نے ایسے الفاظ فرمائے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوبکر صدیقؓ اور آپﷺ کے درمیان یہ تعلق ممکن ہی نہیں البتہ اسلامی اخوت ومحبت کا اعلیٰ سے اعلیٰ جو درجہ ہوسکتا ہے وہ ابوبکر صدیقؓ اور آپﷺ کے درمیان قائم ہے۔

جب مسجد نبوی کی ابتدائی تعمیر ہوئی تو قبلہ بیت المقدس تھا۔ پھر بیت اللہ الحرام قرار پایا جو مدینہ سے جنوب میں تھا۔ اس وقت مسجد نبوی کا دروازہ شمال کی طرف کردیا گیا تھا چونکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مکانات مسجد کے چاروں طرف تھے اور مسجد میں صحابہؓ کے آنے جانے کے لئے کھڑکیاں اور دروازے بنائے گئے تھے۔ اس لئے آپﷺ نے مشرق ومغرب کے دروازوں کو بھی بند کردینے کا حکم دیا۔ شمال کے ایک دروازے کو چھوڑ کر سارے دروازے اور کھڑکیاں بند کردی گئیں البتہ ابوبکرؓ کے طرف ایک کھڑکی رہنے دی گئی تھی اور اس سے آپؓ کی خلافت کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ جب آپ امام ہوں تو آنے جانے کی سہولت پوری طرح رہے۔

(۲۹۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِيْهِ عَاصِبًا رَّاْسَه' بِخِرْقَةٍ فَقَعَدَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَاللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَنَّه' لَيْسَ مِنَ النَّاسِ اَحَدٌ اَمَنَّ عَلَیَّ فِیْ نَفْسِه وَمَالِه مِنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَبِیْ قُحَافَةَ وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِّنَ النَّاسِ خَلِيْلًا لَّاتَّخَذْتُ اَبَابَكْرٍ خَلِيْلًا وَّلٰكِنْ خُلَّةُ الْاِسْلَامِ اَفْضَلُ سُدُّوْا عَنِّیْ كُلَّ خَوْخَةٍ فِیْ هٰذَا الْمَسْجِدِ غَيْرَ خَوْخَةِ اَبِیْ بَكْرٍ۔

(۲۹۵) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ رسول اللہﷺ اپنے مرض وفات میں باہر تشریف لائے۔ سر سے پٹی بندھی ہوئی تھی۔ آپﷺ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا کوئی شخص بھی ایسا نہیں جس سے ابوبکر بن ابی قحافہ سے زیادہ مجھ پر اپنی جان و مال کے ذریعہ احسان کیا ہو اور اگر میں کسی کو انسانوں میں خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن اسلام کا تعلق افضل ہے۔ ابوبکرؓ کی کھڑکی کو چھوڑ کر اس مسجد کی تمام کھڑکیاں بند کردی جائیں۔

باب ۲۲۶. اَلْاَبْوَابِ وَالْغَلَقِ لِلْكَعْبَةِ وَالْمَسَاجِدِ

باب ۲۲۶۔ کعبہ اور مساجد میں دروازے اور چٹخنی

(۲۹۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مَكَّةَ فَدَعَا عُثْمَانَ بْنَ طَلْحَةَ فَفَتَحَ الْبَابَ فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَّاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ ثُمَّ اُغْلِقَ الْبَابُ فَلَبِثَ فِيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَجُوْا قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَبَدَرْتُ فَسَاَلْتُ بِلَالًا فَقَالَ صَلّٰى فِيْهِ فَقُلْتُ فِیْ اَیِّ فَقَالَ بَيْنَ الْاُسْطُوَانَتَيْنِ قَالَ بْنُ عُمَرَ فَذَهَبَ عَلَیَّ اَنْ

(۲۹۶) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ جب مکہ تشریف لائے تو آپﷺ نے عثمان بن طلحہ کو بلوایا۔ انہوں نے دروازہ کھولا تو نبی کریمﷺ بلالؓ، اسامہ بن زیدؓ اور عثمان بن طلحہ اندر تشریف لے گئے پھر دروازہ بند کردیا گیا اور وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر باہر آئے۔ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر بلالؓ سے پوچھا، انہوں نے بتایا کہ آنحضور نے اندر نماز پڑھی تھی۔ میں نے پوچھا کس جگہ؟ کہا کہ دونوں ستونوں کے درمیان، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ یہ پوچھنا مجھے یاد نہ رہا

اَسْاَلَه، کَمْ صَلّٰی۔

کہ آپ ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھی تھیں۔

باب ۲۲۷. اَلْحَلَقِ وَالْجُلُوْسِ فِی الْمَسْجِدِ

(۲۹۷) عَنْ عَبدِاللهِ بْنِ عُمَرَ (رَضی الله عنهما) قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَعَلَی الْمِنْبَرِ مَاتَرٰی فِیْ صَلٰوۃِ اللَّیْلِ قَالَ مَثْنٰی مَثْنٰی فَاِذَا خَشِیَ اَحَدُکُمُ الصُّبْحَ صَلّٰی وَاحِدَۃً فَاَوْتَرَتْ لَه، مَا صَلّٰی وَاِنَّه، کَانَ یَقُوْلُ اجْعَلُوْا آخِرَ صَلٰوتِکُمْ بِاللَّیْلِ وِتْرًا فَاِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِه۔

باب ۲۲۷۔ مسجد میں حلقہ بنا کر بیٹھنا

(۲۹۷) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا۔ اس وقت آپ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے کہ رات کی نماز کس طرح پڑھنے کے لئے آپ فرماتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو، دو رکعت کر کے اور جب طلوع صبح صادق قریب ہونے لگے تو ایک رکعت اور اس میں لے لینا چاہئے یہ ایک رکعت اس کی نماز کو طاق بنا دے گی اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ رات کی آخری نماز کو طاق رکھا کرو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے۔

باب ۲۲۸. اَلْاِسْتِلْقَآءِ فِی الْمَسْجِدِ

(۲۹۸) عَنْ عَبدِ اللّٰهِ بن زَیْدٍؓ اَنَّه، رَاٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَلْقِیًا فِی الْمَسْجِدِ وَاضِعًا اِحْدٰی رِجْلَیْهِ عَلَی الْاُخْرٰی۔

باب ۲۲۸۔ مسجد میں چت لیٹنا

(۲۹۸) حضرت عبداللہ بن زید بن عاصم مازنیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو چت لیٹے ہوئے دیکھا۔ آپ اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھے ہوئے تھے

فائدہ:۔ چت لیٹ کر ایک پاؤں دوسرے پر رکھنے کی ممانعت بھی آئی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ آنحضور ﷺ خود اسی طرح لیٹے اور حضرت عمر و عثمانؓ بھی اسی طرح لیٹا کرتے تھے۔ اس لئے ممانعت کے متعلق کہا جائے کہ یہ اس صورت میں ہے جب ستر عورت کا اہتمام پوری طرح نہ ہو سکے لیکن اگر پورا اہتمام اس کا کوئی شخص کرتا ہے پھر اس طرح چت لیٹ کر سونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آنحضور ﷺ عام لوگوں کی موجودگی میں اس طرح نہیں لیٹتے تھے۔ بلکہ خاص استراحت کے وقت آپ کبھی اس طرح لیٹے ہوں گے۔ جب کہ دوسرے لوگ وہاں موجود نہیں رہے ہوں گے ورنہ عام مجمعوں میں آپ جس وقار کے ساتھ تشریف فرما ہوتے تھے اس کی تفصیلات بھی احادیث میں موجو ہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اس دور میں عام عرب اور خود آنحضور ﷺ لنگی باندھتے تھے جس میں شرم گاہ کھل جانے کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ پاجاموں میں اس کا خطرہ نہیں۔

باب ۲۲۹. اَلصَّلٰوۃِ فِیْ مَسْجِدِ السُّوْقِ

(۲۹۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃُ الْجَمِیْعِ تَزِیْدُ عَلٰی صَلٰوتِه فِیْ بَیْتِه وَصَلٰوتِه فِیْ سُوْقِه خَمْسًا وَّعِشْرِیْنَ دَرَجَۃً فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْٓءَ وَاَتَی الْمَسْجِدَ لَایُرِیْدُ اِلَّا الصَّلٰوۃَ لَمْ یَخْطُ خُطْوَۃً اِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَۃً وَّحَطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَۃً حَتّٰی یَدْخُلَ الْمَسْجِدَ وَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ کَانَ فِیْ صَلٰوۃٍ مَّاکَانَتْ تَحْبِسُه، وَتُصَلِّی الْمَلَائِکَۃُ عَلَیْهِ مَادَامَ فِیْ مَجْلِسِهِ الَّذِیْ یُصَلِّیْ فِیْهِ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَه، اَللّٰهُمَّ

باب ۲۲۹۔ بازار کی مسجد میں نماز پڑھنا

(۲۹۹) حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں، گھر کے اندر یا بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا ثواب زیادہ ملتا ہے کیونکہ جب کوئی شخص وضو کرے اور اس کے تمام آداب کا لحاظ رکھے۔ پھر مسجد میں صرف نماز کی غرض سے آئے تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ ایک درجہ اس کا بلند فرماتا ہے اور ایک گناہ اس سے ساقط کرتا ہے۔ اس طرح وہ مسجد کے اندر آئے گا۔ مسجد میں آنے کے بعد جب تک نماز کے انتظار میں رہے گا اسے نماز ہی کی حالت میں شمار کیا جائے گا اور جب تک اس جگہ بیٹھا رہے جہاں اس نے نماز پڑھی ہے۔ تو ملائکہ اس کے لئے رحمت خداوندی کی دعائیں

ارْحَمْهُ مَالَمْ يُؤْذِ يُحْدِثُ فِيهِ

کرتے ہیں۔ ''اے اللہ اس کی مغفرت کیجئے۔ اے اللہ! اس پر رحم کیجئے۔'' بشرطیکہ ریاح خارج کر کے تکلیف نہ دے۔

فائدہ:۔ اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ باجماعت نماز میں تنہا یا بازار میں نماز پڑھنے سے پچیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ درحقیقت یہاں تنہا اور باجماعت نماز کے ثواب کے تفاوت کو بیان کرنا مقصود ہے۔ چونکہ عہد نبوی میں بازار محلوں سے علیحدہ تھے اور بازار میں مساجد نہیں تھیں اس لئے اگر کوئی شخص وہاں نماز پڑھتا تو ظاہر ہے کہ تنہا ہی پڑھتا۔ اس لئے اسی حیثیت سے حدیث کا یہ حکم بھی ہوگا۔ اس زمانہ میں بازار آبادی کے اندر لگتے ہیں اور اگر بازار میں مسلمان آباد ہوں تو مساجد کا بھی اہتمام ہوتا ہے اس لئے بازار میں مساجد کے اندر اگر کوئی نماز پڑھے تو پورے ثواب کا انشاء اللہ مستحق ہوگا۔

باب ۲۳۰. تَشْبِيكِ الْاَصَابِعِ فِي الْمَسْجِدِ وَغَيْرِهٖ

باب ۲۳۰۔ مسجد وغیرہ میں ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا

(۳۰۰) عَنْ اَبِيْ مُوسٰى (اشعري رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا وَّشَبَّكَ اَصَابِعَهُ.

(۳۰۰) حضرت ابوموسیٰ اشعری نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک مومن دوسرے مومن کے حق میں مثل عمارت کے ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو تقویت پہنچاتا ہے اور آپ نے (تمثیلاً) ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیا۔

فائدہ:۔ اس سے روکنے کی وجہ صرف یہ ہے کہ یہ ایک بری ہیئت اور لغو حرکت ہے لیکن اگر تمثیل یا اسی طرح کے کسی صحیح مقصد کے پیش نظر انگلیوں کو ایک دوسری میں داخل کیا جائے تو کوئی حرج نہیں چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بھی بعض چیزوں کی مثال بیان کرتے ہوئے انگلیوں کو اس طرح ایک دوسرے میں داخل کیا تھا لیکن بغیر کسی ضرورت مقصد کے مسجد سے باہر بھی یہ ناپسندیدہ ہے۔

(۳۰۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِحْدٰى صَلٰوتَيِ الْعَشِيِّ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ اِلٰى خَشَبَةٍ مَّعْرُوْضَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَاتَّكَا عَلَيْهَا كَاَنَّهُ غَضْبَانُ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى وَشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَوَضَعَ خَدَّهُ الْاَيْمَنَ عَلٰى ظَهْرِ كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَخَرَجَتِ السَّرْعَانُ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالُوْا قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ وَفِي الْقَوْمِ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ فَهَابَاهُ اَنْ يُّكَلِّمَاهُ وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ فِيْ يَدَيْهِ طُوْلٌ يُّقَالُ لَهٗ ذُوالْيَدَيْنِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَسِيْتَ اَمْ قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ لَمْ اَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ فَقَالَ اَكَمَا يَقُوْلُ ذُوالْيَدَيْنِ فَقَالُوْا نَعَمْ فَتَقَدَّمَ فَصَلّٰى مَاتَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْاَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ وَكَبَّرَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهٖ اَوْ اَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ

(۳۰۱) حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے زوال کے بعد کی دو نمازوں میں سے کوئی نماز پڑھائی (ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ آپ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی اور سلام پھیر دیا) اس کے بعد ایک لکڑی کے لٹھے سے جو مسجد میں پڑا ہوا تھا ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے۔ آپ اس طرح سہارا لئے ہوئے تھے جیسے آپ بہت ہی غصہ ہوں اور آپ نے اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں پر رکھا اور ان کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا اور آپ نے اپنے داہنے رخسار مبارک کو بائیں ہاتھ کی پشت سے سہارا دیا۔ جو لوگ مسجد سے جلدی نکل جایا کرتے تھے وہ دروازوں سے باہر جا چکے تھے۔ لوگ کہنے لگے کہ نماز (کی رکعتیں) کم کر دی گئی ہیں؟ حاضرین میں ابوبکر اور عمرؓ بھی تھے لیکن انہیں بھی بولنے کی ہمت نہ ہوئی۔ انہیں میں ایک شخص تھے جن کے ہاتھ لمبے تھے اور انہیں ذوالیدین کہا جاتا تھا۔ انہوں نے پوچھا۔ یارسول اللہ! کیا آپ بھول گئے یا نماز (کی رکعتیں) کم کر دی گئیں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ نہ میں بھولا ہوں اور نہ نماز کی رکعتوں میں کوئی کمی ہوئی ہے۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے

رَاْسَه، وَ كَبَّرَ فَرُبَّمَا سَاَلُوْهُ ثُمَّ سَلَّمَ فَيَقُوْلُ نُبِّئْتُ اَنَّ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ ثُمَّ سَلَّمَ۔

مخاطب ہوکر پوچھا کیا ذوالیدین صحیح کہہ رہے ہیں۔ حاضرین بولے کہ جی ہاں! آخر آپ آگے بڑھے اور باقی رکعتیں پڑھیں، پھر سلام پھیرا۔ تکبیر کہی اور سجدہ کیا۔ معمول کے مطابق یا اس سے بھی طویل سجدہ۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی پھر تکبیر کہی اور سجدہ کیا معمول کے مطابق یا اس سے بھی طویل۔ پھر سر اٹھایا اور تکبیر کہی۔ راوی حدیث سے پوچھا گیا کہ کیا پھر سلام پھیرا؟ اتو وہ جواب دیا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عمران بن حصین کہتے تھے کہ پھر سلام پھیرا۔

فائدہ:۔ یہ حدیث "حدیث ذوالیدین" کے نام سے مشہور ہے اور احناف وشوافع کے درمیان ایک اختلافی مسئلہ میں بنیادی حیثیت رکھتی ہے تفصیلی بحث اپنے موقعہ پر ہوگی۔ (ملاحظہ فرمائیں تفہیم البخاری)

باب ۲۳۱. اَلْمَسَاجِدِ الَّتِيْ عَلٰى طُرُقِ الْمَدِيْنَةِ وَالْمَوَاضِعِ الَّتِيْ صَلّٰى فِيْهَا النَّبِيُّ ﷺ

باب ۲۳۱۔ مدینے کے راستے میں وہ مساجد اور جگہیں جہاں رسول اللہ نے نماز ادا فرمائی

(۳۰۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَخْبَرَه، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِي الْحُلَيْفَةِ حِيْنَ يَعْتَمِرُ وَفِيْ حَجَّتِهٖ حِيْنَ حَجَّ تَحْتَ سَمُرَةٍ فِيْ مَوْضِعِ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَكَانَ اِذَا رَجَعَ مِنْ غَزْوَةٍ وَكَانَ فِيْ تِلْكَ الطَّرِيْقِ اَوْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ هَبَطَ بَطْنَ وَادٍ فَاِذَا ظَهَرَ مِنْ بَطْنِ وَادٍ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِيْ عَلٰى شَفِيْرِ الْوَادِي الشَّرْقِيَّةِ فَعَرَّسَ ثُمَّ حَتّٰى يُصْبِحَ لَيْسَ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِحِجَارَةٍ وَلَا عَلَى الْاَكَمَةِ الَّتِيْ عَلَيْهَا الْمَسْجِدُ كَانَ ثَمَّ خَلِيْجٌ يُصَلِّيْ عَبْدُاللّٰهِ عِنْدَه، فِيْ بَطْنِهٖ كُثُبٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَّ يُصَلِّيْ فَدَحَا فِيْهِ السَّيْلُ بِالْبَطْحَاءِ حَتّٰى دَفَنَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ الَّذِيْ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ يُصَلِّيْ فِيْهِ۔

(۳۰۲) حضرت عبداللہ بن عمر نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ جب عمرہ کے لئے تشریف لے گئے اور حج کے موقع پر جب حج کے ارادہ سے نکلے تو ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا۔ ذوالحلیفہ کی مسجد سے متصل ایک ببول کے درخت کے نیچے اور جب آپ کسی غزوہ سے واپس ہو رہے ہوتے اور راستہ ذوالحلیفہ سے ہوکر گذرتا یا حج یا عمرہ سے واپسی ہو رہی ہوتی تو وادیٔ عتیق کے نشیبی علاقہ میں اترتے۔ پھر جب وادی کے نشیب سے اوپر آتے تو وادی کے بالائی کنارے کے اس مشرقی حصہ پر پڑاؤ ہوتا جہاں کنکریوں اور ریت کا کشادہ نالا ہے۔ یہاں آپ رات کو صبح تک آرام فرماتے تھے۔ اس وقت آپ اس مسجد کے قریب نہیں ہوتے جو پتھروں کی ہے۔ آپ اس ٹیلے پر بھی نہیں ہوتے تھے جس پر مسجد بنی ہوئی ہے۔ وہاں ایک گہری وادی تھی۔ عبداللہ وہیں نماز پڑھتے تھے۔ اس کے نشیب میں ریت کے ٹیلے تھے اور رسول اللہ ﷺ یہیں نماز پڑھتے تھے کنکریوں اور ریت کے کشادہ نالہ کی طرف سے سیلاب نے آکر اس جگہ کے آثار ونشانات کو مٹا دیا جہاں عبداللہ بن عمر نماز پڑھا کرتے تھے۔

وَاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَه، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى حَيْثُ الْمَسْجِدُ الصَّغِيْرُ الَّذِيْ دُوْنَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بِشَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَقَدْ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَعْلَمُ الْمَكَانَ الَّذِيْ كَانَ صَلّٰى فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ ثَمَّ عَنْ يَمِيْنِكَ حِيْنَ تَقُوْمُ فِيْ

اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس جگہ نماز پڑھی جہاں اب شرف روحاء والی مسجد کے قریب ایک چھوٹی سی مسجد ہے۔ عبداللہ بن عمر اس جگہ کی نشاندہی کرتے تھے جہاں نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی تھی کہتے تھے کہ یہاں تمہاری داہنی طرف جب تم مسجد میں (قبلہ رو ہوکر) نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے ہو۔ جب تم مکہ جاؤ (مدینہ

الْمَسْجِدِ تُصَلِّيْ وَذٰلِكَ الْمَسْجِدُ عَلٰى حَافَةِ الطَّرِيْقِ الْيُمْنٰى وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰى مَكَّةَ بَيْنَه، وَبَيْنَ الْمَسْجِدِ الْاَكْبَرِ رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ اَوْنَحْوُذَالِكَ۔

وَاَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يُصَلِّيْ اِلَى الْعِرْقِ الَّذِيْ عِنْدَ مُنْصَرَفِ الرَّوْحَاءِ وَذٰلِكَ الْعِرْقُ انْتَهٰى طَرَفَهٗ عَلٰى حَافَةِ الطَّرِيْقِ دُوْنَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بَيْنَه، وَبَيْنَ الْمُنْصَرَفِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰى مَكَّةَ وَقَدِ ابْتُنِيَ ثَمَّ مَسْجِدٌ فَلَمْ يَكُنْ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّيْ فِيْ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ كَانَ يَتْرُكُه، عَنْ يَّسَارِهٖ وَوَرَآءَه، وَيُصَلِّيْ اَمَامَه، اِلَى الْعِرْقِ نَفْسِهٖ وَكَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَرُوْحُ مِنَ الرَّوْحَاءِ فَلَا يُصَلِّي الظُّهْرَ حَتّٰى يَاْتِيَ ذٰلِكَ الْمَكَانَ فَيُصَلِّيْ فِيْهِ الظُّهْرَ وَاِذَا اَقْبَلَ مِنْ مَّكَّةَ فَاِنْ مَّرَّبِهٖ قَبْلَ الصُّبْحِ بِسَاعَةٍ اَوْمِنْ اٰخِرِ السَّحَرِ عَرَّسَ حَتّٰى يُصَلِّيَ بِهَا الصُّبْحَ وَاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ حَدَّثَه، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ تَحْتَ سَرْحَةٍ ضَخْمَةٍ دُوْنَ الرُّوَيْثَةِ عَنْ يَّمِيْنِ الطَّرِيْقِ وَوِجَاهَ الطَّرِيْقِ فِيْ مَكَانٍ بَطْحٍ سَهْلٍ حَتّٰى يُفْضِيَ مِنْ اَكَمَةٍ دُوَيْنَ بَرِيْدِ الرُّوَيْثَةِ بِمِيْلَيْنِ وَقَدِ انْكَسَرَ اَعْلَاهَا فَانْثَنٰى فِيْ جَوْفِهَا وَهِيَ قَائِمَةٌ عَلٰى سَاقٍ وَّفِيْ سَاقِهَا كُثُبٌ كَثِيْرَةٌ وَاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَه، اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْ طَرَفِ تَلْعَةٍ مِّنْ وَّرَآءِ الْعَرْجِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰى هَضْبَةٍ عِنْدَ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ قَبْرَانِ اَوْثَلَاثَةٌ عَلَى الْقُبُوْرِ رَضَمٌ مِّنْ حِجَارَةٍ عَنْ يَّمِيْنِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ سَلِمَاتِ الطَّرِيْقِ بَيْنَ اُولٰٓئِكَ السَّلِمَاتِ كَانَ عَبْدُاللّٰهِ يَرُوْحُ مِنَ الْعَرْجِ بَعْدَ اَنْ تَمِيْلَ الشَّمْسُ بِالْهَاجِرَةِ فَيُصَلِّي الظُّهْرَفِيْ ذٰلِكَ الْمَسْجِدِ۔

☆وَاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَحَدَّثَه، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عِنْدَ سَرَحَاتٍ عَنْ يَّسَارِالطَّرِيْقِ فِيْ مَسِيْلٍ دُوْنَ هَرْشٰى ذٰلِكَ الْمَسِيْلُ لَاصِقٌ بِكُرَاعِ هَرْشٰى بَيْنَه، وَبَيْنَ الطَّرِيْقِ قَرِيْبٌ مِّنْ غَلْوَةٍ وَكَانَ

سے) تو یہ چھوٹی مسجد راستے کے داہنی جانب پڑتی ہے۔اس کے اور بڑی مسجد کے درمیان پھینکے ہوئے بہت سے پتھر یا اسی جیسی کچھ چیزیں پڑی ہوئی ہیں۔

اور ابن عمر (مشہور و معروف وادی) عرق انطبیۃ میں نماز پڑھتے تھے جو مقام روحاء کے آخر میں ہے اور اس عرق انطبیۃ کا کنارہ اس راستے پر جا کر ختم ہوتا ہے جو مسجد سے قریب ہے۔مسجد اور روحاء کے آخری......حصہ کے درمیان مکہ جاتے ہوئے اب یہاں ایک مسجد کی تعمیر ہوگئی۔عبداللہ بن عمر اس مسجد میں نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ اس کو اپنے بائیں طرف مقابل میں چھوڑ دیتے تھے اور آگے بڑھ کر خاص وادی عرق انطبیۃ میں نماز پڑھتے تھے۔عبداللہ بن عمر روحاء سے چلتے تو ظہر کی نماز اس وقت تک نہیں پڑھتے تھے جب تک اس مقام پر نہ پہنچ جائیں جب یہاں آجاتے پھر ظہر پڑھتے اور اگر مکہ سے آگے ہوتے صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے یا سحر کے آخر میں وہاں سے گذرتے تو صبح کی نماز تک وہیں آرام کرتے اور فجر کی نماز پڑھتے اور عبداللہ بن عمر نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ راستے کے داہنی طرف مقابل میں ایک گھنے درخت کے نیچے وسیع اور نرم علاقہ میں قیام فرماتے تھے جو قریہ رویثہ کے قریب تھا۔پھر آپ اس ٹیلہ سے جو رویثہ کے راستے سے قریب دو میل کے ہے چلتے تھے۔اب اس کے اوپر کا حصہ ٹوٹ کر درمیان میں اٹک گیا ہے۔درخت کا تنا اب بھی کھڑا ہے اور اس کے ارد گرد ریت کے تودے بکثرت پھیلے ہوئے ہیں۔اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے قریہ عرج کے قریب اس نالے کے کنارے نماز پڑھی جو پہاڑ کی طرف جاتے ہوئے پڑتا ہے۔اس مسجد کے پاس دو یا تین قبریں ہیں۔ان قبروں پر پتھروں کے بڑے بڑے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں۔راستے کے داہنی جانب درختوں کے پاس ان کے درمیان میں ہو کر نماز پڑھی عبداللہ بن عمرؓ قریب عرج سے سورج ڈھلنے کے بعد چلتے اور ظہر اسی مسجد میں آکر پڑھتے تھے۔

☆حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رستے کے بائیں طرف ان گھنے درختوں کے پاس قیام کیا جو ہرشی پہاڑ کے قریب نشیب میں ہیں۔یہ ڈھلوان جگہ ہرشی کے ایک کنارے سے ملی ہوئی ہے۔یہاں سے عام راستہ تک پہنچنے کے لئے تقریباً پونے تین فرلانگ کا

عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ عُمَرَ يُصَلِّي اِلَى سَرْحَةٍ هِيَ اَقْرَبُ السَّرَحَاتِ اِلَى الطَّرِيْقِ وَهِيَ اَطْوَلُهُنَّ۔

فاصلہ پڑتا ہے۔عبداللہ بن عمرؓ اس گھنے درخت کے پاس نماز پڑھتے تھے جو ان تمام درختوں میں راستے سے سب سے زیادہ قریب ہے اور سب سے لمبا درخت بھی یہی ہے

☆وَاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ حَدَّثَه' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ فِي الْمَسِيْلِ الَّذِيْ فِيْ اَدْنٰى مَرِّالظَّهْرَانِ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ حِيْنَ تَهْبِطُ مِنَ الصَّفْرَاوَاتِ تَنْزِلُ فِيْ بَطْنِ ذٰلِكَ الْمَسِيْلِ عَنْ يَّسَارِ الطَّرِيْقِ وَاَنْتَ ذَاهِبٌ اِلٰى مَكَّةَ لَيْسَ بَيْنَ مَنْزِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الطَّرِيْقِ اِلَّا رَمْيَةٌ بِحَجَرٍ وَاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَه' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِيْ طُوًى وَيَبِيْتُ حَتّٰى يُصْبِحَ يُصَلِّي الصُّبْحَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ لَّيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بُنِيَ ثَمَّهُ وَلٰكِنْ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ وَاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَه' اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَقْبَلَ فُرْضَتَيِ الْجَبَلِ الَّذِيْ بَيْنَه' وَبَيْنَ الْجَبَلِ الطَّوِيْلِ نَحْوَالْكَعْبَةِ فَجَعَلَ الْمَسْجِدَ الَّذِيْ بُنِيَ ثُمَّ يَسَارَ الْمَسْجِدِ بِطَرَفِ الْاَكَمَةِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْفَلَ مِنْهُ عَلَى الْاَكَمَةِ السَّوْدَآءِ تَدَعُ مِنَ الْاَكَمَةِ عَشْرَةَ اَذْرُعٍ اَوْ نَحْوَهَا ثُمَّ تُصَلِّيْ مُسْتَقْبِلَ الْفُرْضَتَيْنِ مِنَ الْجَبَلِ الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ۔

☆حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اس نشیبی جگہ میں اترتے تھے جو وادی مرالظہر ان کے قریب ہے۔ مدینہ کے مقابل جب کہ مقام صفراوات سے اترا جائے نبی کریم ﷺ اس ڈھلوان کے بالکل نشیب میں قیام کرتے تھے۔ یہ راستے کے بائیں جانب پڑتا ہے جب کوئی شخص مکہ جا رہا ہو۔ راستے اور رسول اللہ ﷺ کی منزل کے درمیان صرف پتھر کے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مقام ذی طویٰ میں قیام فرماتے تھے۔ رات یہیں گذارتے تھے اور صبح ہوتی تو نماز فجر یہیں پڑھتے۔ مکہ جاتے ہوئے یہاں نبی کریم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ ایک بڑے سے ٹیلے پر تھی۔ اس مسجد میں نہیں جو اب بنی ہوئی ہے بلکہ اس سے نیچے ایک بڑا ٹیلہ تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت نافعؒ سے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پہاڑ کی ان دو گھاٹیوں کا رخ کیا جو اس کے اور جبل طویل کے درمیان کعبہ کی سمت میں ہیں۔ آپ اس مسجد کو جو اب وہاں تعمیر ہوئی ہے اپنی بائیں طرف کر لیتے تھے ٹیلے کے کنارے اور نبی کریم ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ اس سے نیچے سیاہ ٹیلے پر تھی۔ ٹیلے سے تقریباً دس ہاتھ چھوڑ کر پہاڑ کی دونوں گھاٹیوں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے جو تمہارے اور کعبہ کے درمیان ہے۔

فائدہ:۔اس طویل حدیث میں جن مقامات میں نبی کریم ﷺ کے نماز پڑھنے کا ذکر ہے ان میں سے تقریباً اکثر کے آثار و نشانات اب مٹ چکے ہیں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ اب ان میں صرف مسجد ذی الحلیفہ اور روحا کی مساجد جن کی اسی اطراف کے لوگ تعیین کر سکتے ہیں باقی رہ گئی ہیں اس کے علاوہ اس حدیث میں جس سفر کی نمازوں کا ذکر ہے وہ سات دنوں تک جاری رہا ہے۔ اور آپ نے پینتیس ۳۵ نمازیں راستے میں پڑھی ہوں گی لیکن راویان حدیث نے اکثر کا ذکر نہیں کیا ہے۔ حدیث میں ہے کہ وادی روحاء میں آنحضور ﷺ نے نماز پڑھی اور پھر فرمایا کہ یہاں ستر انبیاء نے نمازیں پڑھی ہیں۔ ابن عمر کے طرز عمل سے معلوم ہوتا ہے کہ جن مقامات میں نبی کریم ﷺ نے نمازیں پڑھیں وہاں پہنچ کر نماز کے لئے خاص طور سے اہتمام کرنا اور ان سے تبرک حاصل کرنا مستحب ہے ویسے بھی ابن عمرؓ کی اتباع سنت میں انتہائی شدت مشہور ہے لیکن دوسری طرف حضرت عمرؓ کا طرز عمل ہے کہ اپنے کسی سفر میں انہوں نے دیکھا کہ لوگ ایک خاص جگہ نماز پڑھنے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ پوچھا کہ کیا بات ہے لوگوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے یہاں نماز پڑھی تھی

اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کی نماز کا وقت ہو گیا ہے تو پڑھ لے ورنہ آگے چلے۔ اہل کتاب اس لئے ہلاک ہو گئے کہ انہوں نے انبیاء کے آثار کو تلاش کر کے ان پر عبادت گاہیں بنائیں۔ ابن حجر رحمۃ اللہ نے اسے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان ان عام لوگوں کی زیارت سے متعلق ہے جو ان مقامات کی بغیر نماز کے زیارت کو ناپسندیدہ خیال کرتے ہیں انہیں یہ خوف تھا کہ ایسے افراد کہیں ان مقامات پر نماز پڑھنا واجب نہ سمجھ بیٹھیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جیسے افراد سے اس طرح کا کوئی خطرہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اس سے پہلے حضرت عتبان کی حدیث گذر چکی ہے کہ آنحضور ﷺ نے ان کے گھر ایک جگہ اس لئے نماز پڑھی تھی تا کہ عتبان وہاں نماز پڑھا کریں۔

باب ۲۳۲ . سُتْرَةُ الْإِمَامِ سُتْرَةُ مَنْ خَلْفَه'

باب ۲۳۲۔ امام کا سترہ مقتدیوں کا سترہ ہے

(۳۰۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيْدِ اَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ اِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَآءَهٗ' وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْاُمَرَآءُ۔

(۳۰۳) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب عید کے دن (مدینہ سے) باہر تشریف لے جاتے تو چھوٹے نیزہ (حربہ) کو گاڑنے کا حکم دیتے وہ جب گاڑ دیا جاتا تو آپ اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے ہوتے تھے۔ یہی آپ سفر میں بھی کیا کرتے تھے (مسلمانوں کے) خلفاء نے اسی طرز عمل کو اختیار کر لیا ہے۔

(۳۰۴) عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِهِمْ بِالْبَطْحَآءِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ تَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْمَرْاَةُ وَالْحِمَارُ۔

(۳۰۴) حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ان لوگوں کو بطحاء میں نماز پڑھائی۔ آپ کے سامنے عنزہ (ڈنڈا جس کے نیچے پھل لگا ہوا ہو) گاڑ دیا گیا تھا۔ ظہر کی دو رکعت، عصر کی دو رکعت (مسافر ہونے کی وجہ سے) آپ کے سامنے سے عورتیں اور گدھے اس وقت گذر رہے تھے۔

فائدہ:۔ حدیث میں ہے کہ کالے کتے۔ گدھے یا عورتیں اگر نماز پڑھنے والے کے سامنے سے گذریں تو نماز میں خلل پڑتا ہے اور اسی وجہ سے راوی نے خاص طور پر اس کا ذکر کیا کہ عورتیں اور گدھے پر سوار لوگ نمازیوں کے سامنے سے گذر رہے تھے۔ حدیث میں ایک ساتھ مختلف چیزوں کو جمع کر کے بیان کر دیا گیا ہے کہ ان ان کے سامنے سے گذرنے سے نماز میں خلل پڑتا ہے اس کی تفصیل نہیں بتائی گئی کہ وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اگر سامنے سے گذریں تو توجہ بٹتی ہے اور ذہن میں وساوس پیدا ہوتے ہیں حدیث میں عورت کو گدھے کے برابر نہیں بتایا گیا بلکہ مقصد صرف یہ ہے کہ اس صنف میں مردوں کے لئے جو کشش ہے نمازی کے سامنے سے گذرنے کے وقت اس کی وجہ سے نماز میں خلل پڑ سکتا ہے جو نماز کے لئے مضر ہے حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ ان کے سامنے سے گزرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جو اپنے حقیقی معنی پر محمول نہیں بلکہ صرف ان کی وجہ سے نماز میں خلل کو بتانا مقصود ہے۔

باب ۲۳۳ . قَدْرِ كَمْ يَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ بَيْنَ الْمُصَلِّيْ وَالسُّتْرَةِ

باب ۲۳۳۔ مصلی اور سترہ میں کتنا فاصلہ ہونا چاہئے

(۳۰۵) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ بَيْنَ مُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرَّ الشَّاةِ

(۳۰۵) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے سجدہ کرنے کی جگہ اور دیوار کے درمیان ایک بکری کے گذر سکنے کا فاصلہ تھا۔

فائدہ:۔اس موقعہ پر یہ بات خاص طور پر قابل غور ہے کہ خاص بیت اللہ کے سامنے نماز اگر کوئی شخص پڑھ رہا ہے اور طواف کرنے والے اس کے سامنے سے آ جا رہے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ بیت اللہ کا طوف بھی نماز کے حکم میں ہے۔
یہ مسئلہ امام طحاوی نے اپنی مشکل الآثار میں ذکر کیا ہے۔(فیض الباری ص ۸۱ ج ۲)

باب ۲۳۴. اَلصَّلٰوۃِ اِلَی الْعَنَزَۃِ

(۳۰۶)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ(رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه)قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ لِحَاجَتِهٖ تَبِعْتُه' اَنَا وَغُلَامٌ وَّمَعَنَا عُكَّازَةٌ اَوْعَصًا اَوْعَنَزَةٌ وَّمَعَنَا اِدَاوَةٌ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهٖ نَاوَلْنَاهُ الْاِدَاوَةَ۔

باب ۲۳۴۔عنزہ (وہ ڈنڈا جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا ہو) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا

(۳۰۶)حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رفع حاجت کے لئے تشریف لے جاتے میں اور ایک لڑکا آپ کے پیچھے پیچھے جاتے تھے۔ ہمارے ساتھ عکازہ (وہ ڈنڈا جس کے نیچے لوہے کا پھل لگا ہوا ہو) یا چھڑی یا عنزہ ہوتا تھا اور ہمارے ساتھ ایک برتن بھی ہوتا تھا جب آنحضور ﷺ حاجت سے فارغ ہو جاتے تو آپ کو وہ برتن دیتے تھے۔

باب ۲۳۵. الصَّلٰوۃِ اِلَی الْاُسْطُوَانَةِ

(۳۰۷) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه)فَيُصَلِّیْ عِنْدَالْاِسْطُوَانَةِ الَّتِیْ عِنْدَالْمُصْحَفِ فَقِيلَ يَآ اَبَامُسْلِمٍ اَرَاكَ تَتَحَرَّی الصَّلٰوةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْاُسْطُوَانَةِ قَالَ فَاِنِّیْ رَاَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّی الصَّلٰوةَ عِنْدَهَا۔

باب ۲۳۵۔ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھنا

(۳۰۷)حضرت سلمہ بن اکوعؓ ہمیشہ اس ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے تھے جو مصحف کے پاس تھا۔ ان سے پوچھا گیا کہ اے ابومسلم آپ ہمیشہ اسی ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے ہیں۔انہوں نے اس پر فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو خاص طور سے اسی ستون کو سامنے کر کے نماز پڑھتے دیکھا تھا۔

باب ۲۳۶. الصَّلٰوةِ بَيْنَ السَّوَارِیْ فِیْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ

(۳۰۸)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْكَعْبَةَ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَبِلَالٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْحَجَبِیُّ فَاَغْلَقَهَا عَلَيْهِ وَمَكَثَ فِيْهَا وَسَاَلْتُ بِلَالًا حِيْنَ خَرَجَ مَاصَنَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَعَلَ عَمُوْدًا عَنْ يَّسَارِهٖ وَعَمُوْدًا عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَثَلٰثَةَ اَعْمِدَةٍ وَرَآءَهٗ وَكَانَ الْبَيْتُ يَوْمَئِذٍ عَلٰی سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ ثُمَّ صَلّٰی۔

باب ۲۳۶۔نماز دو ستونوں کے درمیان جب کہ تنہا پڑھ رہا ہو

(۳۰۸)حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور اسامہ بن زید، بلال اور عثمان بن طلحہ حجبی بھی۔ پھر دروازہ بند کر دیا اور اس میں ٹھہرے رہے۔ جب بالکل باہر آئے تو میں نے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے اندر کیا کیا تھا انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ نے ایک ستون کو تو بائیں طرف چھوڑ اور ایک کو دائیں طرف اور تین کو پیچھے اور اس زمانہ میں بیت اللہ میں چھ ۶ ستون تھے۔ پھر آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔

باب ۲۳۷. الصَّلٰوةِ عَلَی الرَّاحِلَةِ وَالْبَعِيْرِ وَالشَّجَرِ وَالرَّحْلِ

(۳۰۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّه' كَانَ يُعَرِّضُ رَاحِلَتَه' فَيُصَلِّیْ اِلَيْهَا قُلْتُ اَفَرَاَيْتَ اِذَا هَبَّتِ الرِّكَابُ قَالَ كَانَ يَاْخُذُ الرَّحْلَ فَيَعْدِلُه' فَيُصَلِّیْ اِلٰی اٰخِرَتِهٖ اَوْقَالَ مُؤَخِّرِهٖ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُه'۔

باب ۲۳۷۔سواری، اونٹ، درخت اور کجاوہ کو سامنے کر کے نماز پڑھنا

(۳۰۹)حضرت ابن عمرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی سواری کو سامنے کر کے عرض میں کر لیتے تھے اور اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ پوچھا گیا کہ جب سواری اچھلنے کودنے لگتی تو اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے (آنحضور ﷺ اس وقت کیا کرتے تھے)

راوی حدیث نے جواب دیا کہ اس وقت کجاوے کو اپنے سامنے کر لیتے تھے اور اس کے آخری حصے کی (جس پر سوار ٹیک لگاتا ہے۔ ایک کھڑی سی لکڑی) کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے۔ ابن عمر بھی اسی طرح کرتے تھے۔

باب ۲۳۸. اَلصَّلٰوۃِ اِلَی السَّرِیْرِ

(۳۱۰) عَنْ عَآئِشَۃَ قَالَتْ اَعَدَلْتُمُوْنَا بِالْکَلْبِ وَالْحِمَارِ لَقَدْ رَاَیْتُنِیْ مُضْطَجِعَۃً عَلَی السَّرِیْرِ فَیَجِیْءُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَتَوَسَّطَ السَّرِیْرَ فَیُصَلِّیْ فَاَکْرَہُ اَنْ اَسْنَحَہ، فَاَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَیِ السَّرِیْرِ حَتّٰی اَنْسَلَّ مِنْ لِّحَافِیْ۔

باب ۲۳۸۔ چار پائی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا

(۳۱۰) حضرت عائشہؓ نے فرمایا تم لوگوں نے ہم عورتوں کو کتوں اور گدھوں کے برابر بنا دیا حالانکہ میں چار پائی پر لیٹی ہوتی تھی اور خود نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ چار پائی کو اپنے سامنے کر لیا پھر نماز ادا فرمائی۔ مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ میرا جسم سامنے آ جائے اس لئے میں چار پائی کے پایوں کی طرف سے آہستہ سے نکل کر اپنے لحاف سے باہر آ گئی۔

فائدہ:۔ عرب میں چار پائی کھجور کی پتلی شاخوں اور رسی سے بنتی تھی۔ یہاں پر یہ بتایا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ چار پائی کو بطور سترہ استعمال کرتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا چار پائی پر لیٹی ہوئی تھیں اور آپ ﷺ نے ان کے لیٹے رہنے میں کوئی حرج نہیں محسوس فرمایا۔ امام بخاری ہی کی ایک حدیث میں ہے کہ عورت، کتے اور گدھے کے گذرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے یہ حدیث کے ظاہری الفاظ ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس حدیث کے ظاہر سے پیدا شدہ غلطی کی تصحیح اپنے مخاطبوں سے فرما رہی ہیں۔

باب ۲۳۹. لِیَرُدَّا لُمُصَلِّی مَنْ مَرَّبَیْنَ یَدَیْہِ

(۳۱۱) اَبُوْ صَالِحِ السَّمَّانِ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) قَالَ رَاَیْتُ اَبَا سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیَّ فِیْ یَوْمِ جُمُعَۃٍ یُصَلِّیْ اِلٰی شَیْءٍ یَّسْتُرُہ، مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ شَابٌّ مِّنْ بَنِیْ اَبِیْ مُعَیْطٍ اَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَدَفَعَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فِیْ صَدْرِہٖ فَنَظَرَالشَّابُّ فَلَمْ یَجِدْ مَسَاغًا اِلَّابَیْنَ یَدَیْہِ فَعَادَ لِیَجْتَازَ فَدَفَعَہ، اَبُوْ سَعِیْدٍ اَشَدَّ مِنَ الْاُوْلٰی فَنَالَ مِنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ثُمَّ دَخَلَ عَلٰی مَرْوَانَ فَشَکَا اِلَیْہِ مَالَقِیَ مِنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَدَخَلَ اَبُوْ سَعِیْدٍ خَلْفَہ، عَلٰی مَرْوَانَ فَقَالَ مَالَکَ وَلِابْنِ اَخِیْکَ یَااَبَاسَعِیْدٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا صَلّٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی شَیْءٍ یَسْتُرُہ، مِنَ النَّاسِ فَاَرَادَ اَحَدٌ اَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْہِ فَلْیَدْ فَعَہ، فَاِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْہُ فَاِنَّمَا ھُوَ شَیْطَانٌ۔

باب ۲۳۹۔ نماز پڑھنے والا اپنے سامنے سے گذرنے والے کو روک دے۔

(۳۱۱) حضرت ابوصالح سمانؓ نے بیان کیا کہ میں نے ابوسعید خدریؓ کو جمعہ کے دن نماز پڑھتے ہوئے دیکھا آپ کسی چیز کی طرف رخ کئے ہوئے لوگوں کیلئے اسے سترہ بنائے ہوئے تھے۔ ابومعیط کے خاندان کے ایک جوان نے چاہا کہ آپ کے سامنے سے ہو کر گزر جائے ابوسعید نے اس کے سینے پر دھکا دے کر باز رکھنا چاہا۔ جوان نے چاروں طرف نظر دوڑائی، لیکن کوئی راستہ سوائے سامنے سے گزرنے کے نہ ملا۔ اس لئے وہ پھر اسی طرف سے نکلنے کے لئے لوٹا، اب ابوسعیدؓ نے پہلے سے بھی زیادہ زور سے دھکا دیا۔ اسے ابوسعیدؓ سے شکایت ہوئی اور وہ اپنی یہ شکایت مروان کے پاس لے گیا۔ اس کے بعد ابوسعیدؓ بھی تشریف لے گئے۔ مروان نے کہا اے ابوسعیدؓ آپ میں اور آپ کے بھائی کے بچے میں کیا معاملہ پیش آیا؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا تھا کہ جب کوئی شخص نماز کسی چیز کی طرف رخ کر کے پڑھے اور اس چیز کو سترہ بنا رہا ہو پھر بھی اگر کوئی سامنے سے گذرنا چاہے تو اسے دھکا دے دینا چاہئے۔ اگر اب بھی اسے اسرار ہو تو اسے لڑنا

چاہئے کیونکہ وہ شیطان ہے۔☆

فائدہ:۔حنفیہ کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی جہری نماز پڑھ رہا ہو تو ذرا اونچی آواز کر کے گذرنے والے کو روکنے کی کوشش کرے اور اگر سری نماز ہے تو اس میں مشائخ کے مختلف اقوال ہیں۔بہتر یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ ایک آیت کو زور سے پڑھ دے تا کہ گذرنے والا متنبہ ہو جائے ابن عمرؓ نے گذرنے والے سے لڑائی (قتال) کے متعلق جو فرمایا ہے اسے حنفیہ مبالغہ پر محمول کرتے ہیں یعنی نماز کی حالت میں گذرنے والے سے مزاحمت کی اجازت نہیں دیتے لیکن شوافع اس کی بھی اجازت دیتے ہیں۔

☆مطلب یہ ہے کہ سترہ اور نماز پڑھنے والے کے بیچ سے اگر کوئی گذرنا چاہے ورنہ سترہ کے سامنے سے گذرنے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ سترہ ہوتا ہی اس لئے ہے کہ سامنے سے گذرنے والوں کو کوئی تنگی نہ ہو۔آنحضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگر پھر بھی نہ مانے تو لڑنا چاہئے اس سے مقصد دل میں اس فعل کی قباحت اور ناگواری کو راسخ کرنا ہے۔نماز ہی کی حالت میں لڑنے کا حکم نہیں ہے۔گذرنے والے کو شیطان اس لئے کہا کہ وہ خدا اور بندے کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کر رہا ہے جو شیطان کا کام ہے۔

باب ۲۴۰. اِثْمِ الْمَآرِّ بَيْنَ يَدَىِ الْمُصَلِّىْ

(۳۱۲)عَنْ اَبِىْ جُهَيْمٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ يَعْلَمُ الْمَآرُّ بَيْنَ يَدَىِ الْمُصَلِّىْ مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ اَنْ يَّقِفَ اَرْبَعِيْنَ خَيْرًا لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ الرَّاوِىْ لَآاَدْرِىْ قَالَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا اَوْ شَهْرًا اَوْ سَنَةً۔

باب ۲۴۰۔مصلی کے سامنے سے گذرنے پر گناہ

(۳۱۲)حضرت ابوجہیمؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تھا۔اگر مصلی کے سامنے سے گذرنے والا جانتا کہ اس کا گناہ کتنا بڑا ہے تو اس کے سامنے سے گذرنے پر چالیس (سال) وہیں کھڑے رہنے کو ترجیح دیتا۔راوی حدیث نے کہا مجھے یاد نہیں کہ انہوں نے چالیس دن کہا یا مہینہ یا سال۔

باب ۲۴۱. اَلصَّلٰوةِ خَلْفَ النَّآئِمِ

(۳۱۳)عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ وَاَنَا رَاقِدَةٌ مُّعْتَرِضَةٌ عَلٰى فِرَاشِهٖ فَاِذَا اَرَادَاَنْ يُّوْتِرَ اَيْقَظَنِىْ فَاَوْتَرْتُ۔

باب ۲۴۱۔سوئے ہوئے شخص کے سامنے ہوتے ہوئے نماز پڑھنا

(۳۱۳)حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے رہتے تھے اور میں عرض میں اپنے بستر پر سوئی رہتی۔جب وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے بھی جگا دیتے اور میں بھی وتر پڑھ لیتی تھی۔

۲۴۲. اِذَا حَمَلَ جَارِيَةً صَغِيْرَةً عَلٰى عُنُقِهٖ فِى الصَّلٰوةِ

(۳۱۴) عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ الْاَنْصَارِىِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّىْ وَهُوَ حَامِلٌ اُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِاَبِى الْعَاصِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ عَبْدِ شَمْسٍ فَاِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا وَاِذَا قَامَ حَمَلَهَا ۔

باب ۲۴۲۔نماز میں اگر کوئی اپنی گردن پر کسی بچی کو اٹھا لے۔

(۳۱۴)حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ امامہؓ بنت زینبؓ بنت رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے وقت اٹھائے رہتے تھے (حضرت ابو العاص بن ربیعہ بن عبد شمس کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ) جب سجدہ میں جاتے تو اتار دیتے اور جب قیام فرماتے تو اٹھا لیتے۔

فائدہ:۔حضرت امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا خود آنحضور ﷺ کے اوپر چڑھ جاتی تھیں اور جب آنحضور ﷺ سجدہ میں جاتے تو صرف اشارہ کر دیتے اور آپ چونکہ باشعور تھیں اس لئے اشارہ پاتے ہی اتر جاتی تھیں۔راوی نے اسی کو " صلی وھو حامل لھا " سے تعبیر کیا ہے اور یہ عمل قلیل ہے جس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔آنحضور ﷺ نے یہ عمل بھی صرف امت کی تعلیم کے لئے کیا تھا۔عمل کے ذریعہ کسی بات کی تعلیم فطرت کو اپیل کرتی ہے اور جس طرح بچے زندگی کے طور طریق ماں باپ کے عمل سے سیکھتے ہیں امت بھی اپنے نبی کے عمل سے دین کے طور طریقے سیکھتی ہے۔

كِتَابُ مَوَاقِيتِ الصَّلٰوةِ

کتاب اوقاتِ نماز کے بیان میں

باب۲۴۳. مَوَاقِيتِ الصَّلٰوةِ وَفَضْلِهَا

(۳۱۵) اَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ اَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا وَّهُوَ بِالْعِرَاقِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَبُو مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَاهٰذَا يَامُغِيْرَةُ اَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا اُمِرْتَ۔

باب۲۴۳۔ نماز کے اوقات اور ان کے فضائل

(۳۱۵) روایت ہے کہ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے ایک دن نماز میں تاخیر کی جب وہ عراق میں (گورنر) تھے۔ اس کے بعد ابومسعود انصاریؓ ان کی خدمت میں گئے اور فرمایا۔ مغیرہ! آخر یہ کیا قصہ ہے۔ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ جب جبرائیل علیہ السلام آئے تو انہوں نے نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی نماز پڑھی۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے نماز پڑھی تو نبی کریم ﷺ نے بھی نماز پڑھی، پھر جبرائیل علیہ السلام نے نماز پڑھی تو نبی کریم ﷺ نے بھی نماز پڑھی، پھر جبرائیل علیہ السلام نے نماز پڑھی تو نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھی۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ مجھے اسی طرح حکم ہوا ہے۔

فائدہ:۔ جبرائیل علیہ السلام اسراء کے بعد جب کہ پانچ وقت کی نمازیں فرض ہوگئی تھیں۔ ان کے اوقات اور طریقے کی تعلیم دینے کے لئے بھیجے گئے تھے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ہے کہ آپ نے مقام ابراہیم کے پاس آنحضور ﷺ کو نماز پڑھائی تھی۔ جبرائیل علیہ السلام امام ہوئے اور آنحضور ﷺ مقتدی "جبرائیل علیہ السلام نے نماز پڑھی تو آنحضور ﷺ نے بھی نماز پڑھی" سے بھی اسی کو بتایا گیا ہے بخاری کے علاوہ دوسری کتب احادیث میں تصریح ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے آنحضور ﷺ کو ہر وقت کی وہ نمازیں دو دن تک پڑھائی تھیں۔ اس طرح اوقات نماز کی تحدید کرنی مقصود تھی کہ پہلے دن پانچوں نمازیں اول وقت میں پڑھائیں پھر دوسرے دن آخر وقت میں۔ گویا بتانا یہ تھا کہ ان دونوں اوقات کے درمیان میں نماز کا اصل وقت ہے۔ نیز اوقات نماز کی تعلیم بجائے قول کے فعل کے ذریعہ اس لئے کی گئی کہ وقت کی تحدید قول کے ذریعہ خاص طور سے اس دور میں پوری طرح نہیں ہوسکتی تھی یہی وجہ ہے کہ احادیث میں صحابہ کی اس سلسلے میں تعبیرات مختلف ہیں اس لئے عملی طور پر ان کی تعلیم کی ضرورت محسوس کی گئی۔

باب۲۴۴. اَلصَّلٰوةُ كَفَّارَةٌ

(۳۱۶) عَنْ حُذَيْفَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَيُّكُمْ يَحْفَظُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ قُلْتُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ اَهْلِهِ وَمَالِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ تُكَفِّرُهَا الصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ وَالصَّدَقَةُ وَالْاَمْرُ وَالنَّهْيُ قَالَ لَيْسَ هٰذَا اُرِيْدُ وَلٰكِنِ الْفِتْنَةَ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَا يَمُوْجُ الْبَحْرُ قَالَ لَيْسَ عَلَيْكَ مِنْهَا بَاْسٌ يَّآاَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا لَبَابًا مُّغْلَقًا قَالَ اَيُكْسَرُ اَمْ يُفْتَحُ قَالَ يُكْسَرُ قَالَ اِذًا لَّايُغْلَقُ اَبَدًا قُلْنَا اَكَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ الْبَابَ قَالَ نَعَمْ كَمَآ اَنَّ دُوْنَ الْغَدِاللَّيْلَةَ اِنِّيْ

باب۲۴۴۔ نماز کفارہ ہے

(۳۱۶) حضرت حذیفہؓ نے فرمایا کہ ہم عمرؓ کی خدمت میں حاضر تھے عمرؓ نے پوچھا کہ فتنہ سے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیث کو تم میں سے کس نے یاد رکھا ہے؟ میں بولا کہ میں نے (اسی طرح یاد رکھا ہے) جیسے آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا۔ عمرؓ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے فتن کو معلوم کرنے میں بہت نڈر تھے میں نے کہا کہ انسان کے گھر والے مال، اولاد اور پڑوسی فتنہ (آزمائش) کی چیز ہیں۔ اور نماز روزہ، صدقہ اچھی باتوں کے لئے لوگوں سے کہنا اور بری باتوں سے روکنا ان کا کفارہ ہیں۔ عمرؓ نے فرمایا کہ میں تم سے اس کے متعلق نہیں پوچھتا مجھے تم اس فتنہ کے متعلق بتاؤ جو سمندر کی طرح ٹھاٹھیں مارتا ہوا بڑھے گا۔ اس پر میں نے کہا کہ یا امیر المؤمنین! آپ اس سے خوف نہ کھائیے آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان

حَدَّثْتُه، بِحَدِيْثٍ لَيْسَ بِالْاَغَالِيْطِ فَهِبْنَا اَنْ نَّسْأَلَ حُذَيْفَةَ فَاَمَرْنَا مَسْرُوْقًا فَسَالَه، فَقَالَ الْبَابُ عُمَرُ۔

ایک بند دروازہ ہے پوچھا کیا وہ دروازہ توڑ دیا جائے گا یا (صرف) کھولا جائے گا۔ میں نے کہا توڑ دیا جائے گا۔ عمر بول اٹھے کہ پھر تو کبھی بند نہیں ہوسکتا۔ شقیق نے کہا کہ ہم نے حذیفہ سے پوچھا کیا عمرؓ اس دروازہ کے متعلق علم رکھتے تھے۔ تو انہوں نے کہا کہ ہاں بالکل اس طرح جیسے دن کے بعد رات آنے کا یقین ہوتا ہے۔ میں نے تم سے ایک ایسی حدیث بیان کی ہے جو غلط قطعاً نہیں ہے ہمیں اس کے متعلق حذیفہؓ سے کچھ پوچھنے میں خوف ہوتا تھا اس لئے مسروقؒ سے کہا گیا (کہ وہ پوچھیں) انہوں نے دریافت کیا تو آپ نے بتایا کہ دروازہ خود عمرؓ ہی ہیں۔

فائدہ:۔ حضرت حذیفہؓ فتن وغیرہ سے متعلق احادیث سے عام صحابہ کی بہ نسبت زیادہ واقفیت رکھتے تھے اور حضرت عمرؓ آپ سے اس طرح کی احادیث اکثر پوچھا کرتے تھے جس فتنہ کا ذکر یہاں ہوا ہے یہ وہی فتنہ ہے جو حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد حضرت عثمانؓ کے دور خلافت ہی سے شروع ہوگیا تھا آنحضورﷺ نے فرمایا تھا کہ بند دروازہ توڑ دیا جائے گا۔ یعنی جب ایک مرتبہ فتنے اٹھ کھڑے ہوں گے تو پھر ان کا سد باب ناممکن ہوگا چنانچہ امت میں باہم اختلاف واتفاق اور دوسرے مختلف فتنوں کی جو خلیج ایک مرتبہ حائل ہوگئی وہ اب تک پاٹی نہ جاسکی۔ نت نئے فتنے ہیں کہ آئے دن اٹھتے رہتے ہیں۔ **فالعياذ بالله من الفتن.**

(٣١٧) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ مِنِ امْرَاَةٍ قُبْلَةً فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَه، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ فَقَالَ الرَّجُلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَى هٰذَا قَالَ لِجَمِيْعِ اُمَّتِىْ كُلِّهِمْ۔

(٣١٧) حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا اور پھر نبی کریمﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر اس کی اطلاع دے دی۔ اس پر خداوند تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ) نماز دن کے دونوں جانبوں میں قائم کرو اور کچھ رات گئے، اور بلا شبہ نیکیاں برائیوں کو ختم کردیتی ہیں اس شخص نے پوچھا کہ یارسول اللہ! کیا یہ صرف میرے لئے ہے تو آپﷺ نے فرمایا نہیں! میری تمام امت کے لئے۔

باب ٢٤٥. فَضْلِ الصَّلٰوةِ لِوَقْتِهَا

باب ٢٤٥۔ نماز وقت پر پڑھنے کی فضیلت

(٣١٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ ثُمَّ بِرُّالْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ اَيٌّ قَالَ الْجِهَادُ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔ قَالَ حَدَّثَنِىْ بِهِنَّ وَلَوِاسْتَزَدْتُه، لَزَادَنِىْ۔

(٣١٨) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے نبی کریمﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کون سا عمل زیادہ پسندیدہ ہے؟ آپﷺ نے فرمایا کہ اپنے وقت پر نماز پڑھنا پوچھا اس کے بعد؟ فرمایا کہ پھر والدین کے ساتھ حسن معاملت رکھنا۔ پوچھا اس کے بعد؟ آنحضور نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ ابن مسعود نے فرمایا کہ آنحضورﷺ نے مجھے یہ تفصیل بتائی اور اگر میں مزید سوالات کرتا تو آپ اور زیادہ بتادیتے۔

باب ٢٤٦. اَلصَّلٰوتُ الْخَمْسُ كَفَّارَةٌ لِّلْخَطَايَا

باب ٢٤٦۔ پانچوں وقت کی نمازیں گناہوں کا کفارہ بنتی ہیں

(٣١٩) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّه، سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَرَاَيْتُمْ لَوْاَنَّ نَهَرًا بِبَابِ اَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ فِيْهِ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسًا مَّاتَقُوْلُ

(٣١٩) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہﷺ سے سنا۔ آپﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ مرتبہ نہائے تو تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا اس کے بدن

ذٰلِكَ يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ قَالُوْا لَا يُبْقِي مِنْ دَرَنِهِ شَيْئًا قَالَ فَذٰلِكَ مِثْلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهَا الْخَطَايَا۔

پر کچھ بھی میل باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ نہیں یا رسول اللہ ہرگز نہیں! آنحضور نے فرمایا کہ یہی حال پانچوں وقت کی نمازوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ گناہوں کو دھلا دیتا ہے۔

باب ۲۴۷. اَلْمُصَلِّيْ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ

(۳۲۰) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ كَالْكَلْبِ وَاِذَا بَزَقَ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِيْنِهٖ فَاِنَّهٗ يُنَاجِيْ رَبَّهٗ۔

باب ۲۴۷۔ نماز پڑھنے والا اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے

(۳۲۰) حضرت انس بن مالکؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ سجدہ کرنے میں اعتدال رکھو اور کوئی شخص اپنے بازوؤں کو کتے کی طرح نہ پھیلائے، جب کسی کو تھوکنا ہی ہو تو سامنے یا داہنی طرف نہ تھوکے، کیونکہ وہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا رہتا ہے۔

باب ۲۴۸. الابراد بالظهر في شدة الحر

(۳۲۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَاِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ وَاشْتَكَتِ النَّارُ اِلٰى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَارَبِّ اَكَلَ بَعْضِيْ بَعْضًا فَاَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَآءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ وَهُوَ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الْحَرِّ وَهُوَ اَشَدُّ مَا تَجِدُوْنَ مِنَ الزَّمْهَرِيْرِ۔

باب ۲۴۸۔ گرمی کی شدت میں ظہر کو ٹھنڈے وقت پڑھنا

(۳۲۱) حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ جب گرمی شدید ہو جائے تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی تیزی جہنم کی آگ کی تیزی کی وجہ سے ہے جہنم نے اپنے رب سے شکایت کی کہ میرے رب (آگ کی شدت کی وجہ سے) میرے بعض نے بعض کو کھالیا۔ اس پر خداوند تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس جاڑے میں اور ایک سانس گرمی میں، انتہائی سخت گرمی اور انتہائی سخت سردی جو تم لوگ محسوس کرتے ہو وہ اسی سے پیدا ہوتی ہے۔

باب ۲۴۹. اَلْاِبْرَادُ بِالظُّهْرِ فِي السَّفَرِ

(۳۲۲) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَرَادَ الْمُؤَذِّنُ اَنْ يُّؤَذِّنَ لِلظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْرِدْ ثُمَّ اَرَادَ اَنْ يُّؤَذِّنَ فَقَالَ لَهٗ اَبْرِدْ حَتّٰى رَاَيْنَا فَيْءَ التُّلُوْلِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَاِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ۔

باب ۲۴۹۔ سفر میں ظہر کو ٹھنڈے وقت میں پڑھنا

(۳۲۲) حضرت ابوذر غفاریؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے مؤذن نے چاہا کہ ظہر کی اذان دے لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دو۔ مؤذن نے (تھوڑی دیر بعد) پھر دوبارہ چاہا کہ اذان دے لیکن آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ ٹھنڈا ہونے دو جب ٹیلے کا سایہ ہم نے دیکھ لیا (تب اذان کہی گئی) پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ گرمی کی تیزی جہنم کی طرف سے ہے اس لئے جب گرمی سخت ہو جایا کرے تو ظہر کی نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔

باب ۲۵۰. وَقْتُ الظُّهْرِ عِنْدَ الزَّوَالِ

(۳۲۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَ اَنَّ فِيْهَا اُمُوْرًا عِظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّسْئَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْئَلْ فَلَا تَسْئَلُوْنِيْ عَنْ شَيْءٍ اِلَّا اَخْبَرْتُكُمْ مَادُمْتُ فِيْ

باب ۲۵۰۔ ظہر کا وقت زوال کے فوراً بعد

(۳۲۳) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ جب سورج مغرب کی طرف جھکا تو نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھی۔ پھر ممبر پر تشریف لائے اور قیامت کا تذکرہ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت میں بڑے عظیم حوادث پیش آئیں گے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کسی کو کچھ پوچھنا ہو تو پوچھ لے، کیونکہ جب تک میں اس جگہ پر ہوں تم مجھ

مَقَامِیْ هٰذَا فَاَكْثَرَ النَّاسُ فِي الْبُكَآءِ وَاَكْثَرَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ فَقَامَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ السَّهْمِيُّ فَقَالَ مَنْ اَبِيْ قَالَ اَبُوْكَ حُذَافَةُ ثُمَّ اَكْثَرَ اَنْ يَّقُوْلَ سَلُوْنِيْ فَبَرَكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ اٰنِفًا فِيْ عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ فَلَمْ اَرَ كَالْخَيْرِ وَالشَّرِّ۔

سے جو بھی سوال کرو گے میں اس کا جوب دوں گا۔ لوگ بہت زیادہ آہ وزاری کرنے لگے اور آپ ﷺ برابر فرماتے جاتے تھے کہ جو کچھ پوچھنا ہو پوچھو۔ عبداللہ بن حذافہ سہمی کھڑے ہوئے دریافت کیا کہ میرے باپ کون ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے باپ حذافہ ہیں آپ اب بھی برابر فرمارہے تھے کہ پوچھو کیا پوچھتے ہو اتنے میں حضرت عمرؓ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور انہوں نے فرمایا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد (ﷺ) کے نبی ہونے سے خوش اور راضی ہیں۔ اس پر آنحضور چپ ہوگئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی میرے سامنے جنت اور دوزخ پیش کی گئی تھیں۔ اس دیوار پر خیر (جنت میں) اور شر (جہنم میں) جیسا میں نے اس مقام میں دیکھا اور کہیں نہیں دیکھا تھا۔

(۳۲۴) عَنْ اَبِيْ بَرْزَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصُّبْحَ وَاَحَدُنَا يَعْرِفُ جَلِيْسَه، وَيَقْرَأُ فِيْهَا مَابَيْنَ السِّتِّيْنَ اِلَى الْمِائَةِ وَيُصَلِّي الظُّهْرَ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ وَاَحَدُنَا يَذْهَبُ اِلٰى اَقْصَى الْمَدِيْنَةِ رَجَعَ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ وَّنَسِيْتُ مَاقَالَ فِي الْمَغْرِبِ وَلَايُبَالِيْ بِتَاخِيْرِ الْعِشَآءِ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ۔

(۳۲۴) حضرت ابو برزہؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ صبح کی نماز اس وقت پڑھتے تھے جب ہمارے لئے اپنے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو پہچاننا ممکن تھا۔ صبح کی نماز میں آنحضور ﷺ ساٹھ ۶۰ سے سو ۱۰۰ تک آیتیں پڑھتے تھے اور آپ ظہر اس وقت پڑھتے تھے جب سورج ڈھل جاتا۔ اور عصر کی نماز اس وقت ہوتی کہ ہم مدینہ منورہ کی آخری حد تک (نماز پڑھنے کے بعد جاتے اور پھر واپس آجاتے لیکن دن ابھی بھی باقی رہتا تھا۔ مغرب کا حضرت انسؓ نے جو وقت بتایا تھا وہ مجھے یاد نہیں رہا اور آنحضور ﷺ عشاء کو تہائی رات تک سوکر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ پھر ابو ہریرۃؓ نے فرمایا کہ نصف شب تک (مؤخر کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے)

باب ۲۵۱. تَاخِيْرِ الظُّهْرِ اِلَى الْعَصْرِ

باب ۲۵۱۔ ظہر کی نماز عصر کے وقت

(۳۲۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاس (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِالْمَدِيْنَةِ سَبْعًا وَثَمَانِيًا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ۔

(۳۲۵) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ میں سات رکعتیں (ایک ساتھ) اور آٹھ رکعتیں (ایک ساتھ) پڑھیں۔ ظہر اور عصر (کی آٹھ رکعتیں) اور مغرب اور عشاء (کی سات رکعتیں)۔

فائدہ:۔ مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت سعیدؓ نے ابن عباسؓ سے دریافت کیا کہ آنحضور ﷺ نے ایسا کیوں کیا تھا کہ ظہر کی نماز میں اتنی تاخیر کردی اور اسی طرح مغرب کی نماز میں بھی تاخیر کی۔ ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ آپ ﷺ چاہتے تھے کہ امت تنگی میں مبتلا نہ ہوجائے اس سے بھی زیادہ صراحت ایک دوسری حدیث میں ہے جو اسی حدیث کے راوی جابر بن عبداللہ یعنی ابو الشعثاء سے مروی ہے۔ یہ ابن عباسؓ کے تلامذہ میں سے ہیں ان سے پوچھا گیا کہ غالباً آنحضور ﷺ نے ظہر کی نماز آخری وقت میں پڑھی ہوگی اور عصر کی شروع وقت میں اسی طرح مغرب کی نماز میں بھی آپ نے تاخیر کی ہوگی اور عشاء کی جلدی پڑھ لی ہوگی اس پر ابو الشعثاء نے فرمایا کہ میرا بھی یہی خیال ہے۔ خود ابن عباسؓ سے بھی نسائی میں اسی طرح روایت ہے اور ان تمام روایتوں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ آنحضور ﷺ بعض اوقات جو دو نمازوں کو ایک ساتھ پڑھ لیتے تھے جس کی تعبیر روایتوں میں " **عجل العشاء واخر المغرب واخر الظهر وعجل العصر** "

سے کی گئی ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں اسے "جمع بین الصلوتین" کہا گیا ہے اس جمع کی صورت یہ نہیں تھی کہ ظہر کی نماز عصر کے وقت یا مغرب کی نماز عشاء کے وقت پڑھتے تھے بلکہ جیسا کہ ابن عباس کی روایتوں میں صراحت کے ساتھ موجود ہے کہ جمع کی صورت صرف یہ ہوتی تھی کہ ظہر آخر وقت میں پڑھ لیتے تھے اور عصر اول وقت میں اسی طرح مغرب آخر وقت میں اور عشاء اول وقت میں۔ اس سے مقصد یہ تھا کہ امت کو معلوم ہو جائے کہ عذر پیش آ جانے پر اس طرح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کا بھی یہی مسلک ہے یہ یاد رہے کہ ایسی صورت کبھی نہیں ہوئی کہ کوئی نماز اپنے وقت سے پہلے پڑھ لی گئی ہو۔

باب ۲۵۲. وَقْتِ الْعَصْرِ

(۳۲۶) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْاِنْسَانُ اِلٰى بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّوْنَ الْعَصْرَ۔

باب ۲۵۲۔ عصر کا وقت

(۳۲۶) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم عصر کی نماز پڑھ چکتے اور اس کے بعد کوئی بنی عمرو بن عوف (قبا) کی مسجد میں جاتا تو لوگ ابھی عصر پڑھتے رہتے تھے۔

(۳۲۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلَى الْعَوَالِيْ فَيَاتِيْهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَبَعْضُ الْعَوَالِيْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ عَلٰى اَرْبَعَةِ اَمْيَالٍ اَوْ نَحْوِهٖ۔

(۳۲۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب عصر کی نماز پڑھتے تو سورج بلندی پر اور روشن ہوتا تھا پھر ایک شخص مدینہ کے بالائی علاقہ کی طرف جاتا وہاں پہنچنے کے بعد بھی سورج بلند رہتا تھا۔ مدینہ کے بالائی علاقہ کے بعض مقامات تقریباً چار میل دور ہیں۔

باب ۲۵۲. اِثْمِ مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ

(۳۲۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِيْ تَفُوْتُه' صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُه' وَمَالُه'۔

باب ۲۵۲۔ عصر کے چھوٹ جانے پر گناہ

(۳۲۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کی نماز عصر چھوٹ گئی گویا اس کا گھر اور مال ضائع ہو گیا۔

باب ۲۵۳. اِثْمِ مَنْ تَرَكَ الْعَصْرَ

(۳۲۹) عَنْ بُرَيْدَةَؓ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ غَيْمٍ فَقَالَ بَكِّرُوْا بِصَلٰوةِ الْعَصْرِ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَكَ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَقَدْ حُبِطَ عَمَلُه'۔

باب ۲۵۳۔ نماز عصر قصداً چھوڑ دینے پر گناہ

(۳۲۹) حضرت بریدہؓ ایک غزوہ میں تھے، بارش کا دن تھا۔ آپ فرمانے لگے کہ عصر کی نماز سویرے پڑھ لو کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے عصر کی نماز چھوڑ دی اس کا عمل ضائع ہو جاتا ہے۔

باب ۲۵۴. فَضْلِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ

(۳۳۰) عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةً فَقَالَ اِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّوْنَ فِيْ رُؤْيَتِهٖ فَاِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَاَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ۔

باب ۲۵۴۔ نماز عصر کی فضیلت

(۳۳۰) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے، آپ ﷺ نے چاند پر ایک نظر ڈالی پھر فرمایا کہ تم اپنے رب کو (آخرت میں) اسی طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو اس دیکھنے میں کوئی دھکا پیل بھی نہیں ہوگی پس اگر تم ایسا کر سکتے ہو کہ سورج طلوع ہونے سے پہلے (فجر) اور سورج غروب ہونے سے پہلے (عصر) کی نمازوں سے تمہیں کوئی چیز نہ روک سکے تو ایسا ضرور کرو۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی (ترجمہ) پس اپنے رب کے حمد کی

تسبیح کرو، سورج طلوع ہونے اور غروب ہونے سے پہلے۔

(۳۳۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيْكُمْ مَلٰئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلٰئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِيْنَ بَاتُوْا فِيْكُمْ فَيَسْاَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِیْ فَيَقُوْلُوْنَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ وَاَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّوْنَ۔

(۳۳۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات اور دن میں ملائکہ کی ڈیوٹیاں بدلتی رہتی ہیں اور فجر و عصر کی نمازوں میں (ڈیوٹی پر آنے والوں اور رخصت پانے والوں) ان کا اجتماع ہوتا ہے پھر تمہارے پاس رہنے والے ملائکہ جب رب کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تو خداوند تعالیٰ پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ اپنے بندوں کے متعلق جانتا ہے میرے بندوں کو تم لوگوں نے کس حال میں چھوڑا وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے جب انہیں چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ان کے پاس گئے تب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

فائدہ:۔ ظاہر ہے کہ فرشتوں کا یہ جواب انہیں بندوں کے متعلق ہوگا جو نماز کے پابند ہیں اور خاص طور سے فجر و عصر کے، لیکن جو لوگ پابند نماز نہیں خدا کی بارگاہ میں فرشتے ان کا ذکر کس بنیاد پر کریں گے۔

باب ۲۵۵. مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ الْغُرُوْبِ

باب ۲۵۵۔ جو عصر کی ایک رکعت غروب سے پہلے پہلے پڑھ سکا

(۳۳۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَدْرَكَ اَحَدُكُمْ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَه، وَاِذَا اَدْرَكَ سَجْدَةً مِّنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَلْيُتِمَّ صَلٰوتَه،۔

(۳۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر عصر کی نماز کی ایک رکعت بھی کوئی شخص سورج غروب ہونے سے پہلے پڑھ سکا تو پوری نماز پڑھے۔ اسی طرح اگر سورج طلوع ہونے سے پہلے ایک رکعت پڑھ سکے تو پوری نماز پڑھے۔

فائدہ:۔ بعض علماء نے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ مثلاً کوئی شخص نابالغ یا دیوانہ تھا یا اسی طرح کا کوئی ایسا عذر تھا جس سے نماز معاف ہو جاتی ہے جب وہ عذر ختم ہو تو عین اس وقت اتفاق سے عصر یا فجر کے وقت میں صرف ایک رکعت کی گنجائش تھی ایسے شخص پر اس نماز کی قضا واجب ہو جاتی ہے لیکن دوسری متعدد احادیث جو اس سے زیادہ مفصل ہیں اور اسی باب سے متعلق ہیں ان کی روشنی میں اس حدیث کی یہ تفسیر درست نہیں ہو سکتی مفصل حدیث میں ہے کہ جس نے ایک رکعت نماز امام کے ساتھ پائی اس نے پوری نماز پالی۔ مختلف احادیث کے الفاظ میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن مطلوب سب کا یہی ہے کہ اگر کوئی شخص بعد میں آیا اور کچھ رکعتیں ہو چکی تھیں آنے والا صرف ایک رکعت میں امام کے ساتھ شریک ہو سکا تو وہ جماعت کی فضیلت حاصل کر لے گا۔ ان تفصیلی روایات میں فجر اور عصر کی بھی کوئی قید نہیں۔ اس لئے ان کی روشنی میں یہ کہا جائے گا کہ یہ حدیث عصر اور فجر کی نمازوں کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ایک دوسرے باب کی ہے اور امام بخاریؒ کو بھی اس سلسلے میں مغالطہ ہوا حدیث میں یہ بتایا گیا ہے کہ امام کے ساتھ صرف ایک رکعت کو پانے والا بھی جماعت کی فضیلت سے محروم نہیں ہو سکتا۔ فیض الباری ج ۲ میں یہ بحث وبسط وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے۔

(۳۳۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا) اَنَّه، سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّمَا بَقَآؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِّنَ الْاُمَمِ كَمَا

(۳۳۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ تم سے پہلے کی امتوں کے مقابلہ میں تمہاری زندگی (مثلاً صرف) اتنی ہے جتنا عصر سے سورج غروب ہونے

بَيْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ اُوْتِىَ اَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِىَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا اِلٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوْا فَاُعْطُوْا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ اُوْتِيْنَا الْقُرْاٰنَ فَعَمِلْنَا اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَاُعْطِيْنَا قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَقَالَ اَهْلُ الْكِتَابَيْنِ اَىْ رَبَّنَا اَعْطَيْتَ هٰؤُلَآءِ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ وَاَعْطَيْتَنَا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا وَنَحْنُ كُنَّا اَكْثَرَ عَمَلًا قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِّنْ اَجْرِكُمْ مِّنْ شَىْءٍ قَالُوْا لَا قَالَ وَهُوَ فَضْلِىْ اُوْتِيْهِ مَنْ اَشَاءُ۔

تک کا وقت ہوتا ہے۔ توراۃ والوں کو توارۃ دی گئی تو انہوں نے اس پر عمل کیا۔ آدھے دن تک وہ بے بس ہو چکے تھے۔ ان لوگوں کو ان کے عمل کا بدلہ ایک ایک قیراط (بقول بعض دینار کا ۶/۴ حصہ اور بعض کے قول کے مطابق دینار کا بیسواں حصہ) دیا گیا، پھر انجیل والوں کو انجیل دی گئی انہوں نے (آدھے دن سے) عصر تک اس پر عمل کیا اور عاجز ہو گئے انہیں بھی ایک ایک قیراط کے عمل کا بدلہ دیا گیا۔ پھر (عصر کے وقت) ہمیں قرآن دیا گیا ہم نے اس پر سورج کے غروب تک عمل کیا اور ہمیں دو دو قیراط ملے اس پر ان دو کتاب والوں نے کہا کہ اے ہمارے رب! انہیں تو آپ نے دو دو قیراط دیئے اور ہمیں صرف ایک ایک قیراط۔ حالانکہ عمل ہم نے ان سے زیادہ کیا تھا۔ اللہ عزوجل نے فرمایا تو کیا میں نے اجر دینے میں تم پر کچھ زیادتی کی ہے انہوں نے عرض کی کہ نہیں، خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر یہ (زیادہ اجر دینا) میرا فضل ہے جسے میں چاہوں دے سکتا ہوں۔

باب ۲۵۶ . وَقْتِ الْمَغْرِبِ

(۳۳۴) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ كُنَّا نُصَلِّى الْمَغْرِبَ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْصَرِفُ اَحَدُنَا وَاِنَّهٗ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهٖ۔

باب ۲۵۶۔ مغرب کا وقت

(۳۳۴) حضرت رافع بن خدیج نے فرمایا ہم مغرب کی نماز نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھ کر جب واپس ہوتے تو (اتنا اجالا پھر بھی باقی رہتا تھا کہ ہم میں سے ہر) ایک شخص تیر گرنے کی جگہ کو دیکھ سکتا تھا

فائدہ:۔ کسی جگہ کھڑے ہو کر تیر پھینکا جائے اور وہ کہیں دور جا کر گرے۔ تو مغرب کے بعد پھینکنے والا شخص اپنی اسی جگہ سے تیر گرنے کی جگہ کو بخوبی دیکھ سکتا تھا جو انصار مدینہ کے اردگرد مختلف علاقوں میں آباد تھے۔ انہیں کے چند افراد کا بیان ہے کہ ہم مغرب کی نماز کے بعد جب اپنے گھروں کو واپس ہوتے تو تیر گرنے کی جگہوں کو دیکھ سکتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مغرب کی نماز دن غروب ہونے کے فوراً بعد پڑھ لی جاتی تھی اور اس میں تاخیر نہیں ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ سنت متواتر بھی یہی ہے کہ مغرب کی نماز میں مختصر سورتیں پڑھی جائیں۔

باب ۲۵۷ . مَنْ كَرِهَ اَنْ يُّقَالَ لِلْمَغْرِبِ الْعِشَآءُ

(۳۳۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الْمُزَنِىِّ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَغْلِبَنَّكُمُ الْاَعْرَابُ عَلٰى اسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْمَغْرِبَ قَالَ وَيَقُوْلُ الْاَعْرَابُ هِىَ الْعِشَآءُ۔

باب ۲۵۷۔ مغرب کو عشاء کہنا ناپسندیدہ ہے

(۳۳۵) حضرت عبداللہ مزنی نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایسا نہ ہو کہ تمہاری ''مغرب'' کی نماز کے نام کے لئے اعراب (بدوی اور دیہاتی عرب) کا محاورہ تمہاری زبانوں پر چڑھ جائے۔ فرمایا کہ اعراب مغرب کو عشاء کہتے تھے۔

فائدہ:۔ شریعت کی اصطلاح میں جن نمازوں کو مغرب اور عشاء کہا جاتا ہے۔ بدوی عرب ان اوقات کے لئے عشاء اور عتمہ کا لفظ بولتے تھے مغرب کو عشاء کہتے تھے اور عشاء کو عتمہ۔ شریعت چاہتی ہے کہ اسی کے رکھے ہوئے نام مسلمانوں کی زبان پر رہیں اس لئے اس کی تعلیم دی جارہی ہے۔ مدینہ کا قدیم نام یثرب تھا۔ آنحضور ﷺ کی ہجرت کے بعد ''مدینۃ النبی'' نام رکھا گیا۔ احادیث میں اس کے لئے بھی آیا ہے کہ یثرب نہ کہا جائے بلکہ مدینہ ہی کے نام سے پکارا جائے یہ زبان اور گفتگو کے آداب ہیں۔ یہاں جائز و ناجائز......) بقیہ صفحہ آئندہ پر)

بقیہ:۔کی کوئی بحث نہیں ہے جو اصطلاح شریعت نے مقرر کردی ہے اس کے خلاف قدیم نام لینے سے اگرچہ معمولی سی ایک درجہ میں کراہت ضرور ہوگی لیکن آداب کے حدود میں یہی وجہ ہے کہ ''عتمہ'' کے بجائے شریعت نے عشاء کی اصطلاح خاص کردی لیکن پھر بھی احادیث میں عشاء کو عتمہ بعض مواقع پر کہا گیا ہے گو ایسا بہت ہی کم ہے لیکن ہے تو سہی۔

باب ۲۵۸. فَضْلِ الْعِشَآءِ

(۳۳۶)عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْها) قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً بِالْعِشَآءِ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يَّفْشُوَ الْاِسْلَامُ فَلَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ نَامَ النِّسَآءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ لِاَهْلِ الْمَسْجِدِ مَا يَنْتَظِرُهَا اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْاَرْضِ غَيْرُكُمْ۔

باب ۲۵۸۔عشاء (میں نماز کے انتظار) کی فضیلت

(۳۳۶) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھی۔ یہ اسلام کے اقصائے عرب میں پھیلنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ ﷺ اس وقت تک باہر تشریف نہیں لائے جب تک حضرت عمرؓ نے یہ نہ فرمایا کہ ''عورتیں اور بچے سو گئے'' پھر آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہارے علاوہ دنیا کا کوئی فرد بھی اس نماز کا انتظار نہیں کرتا۔

(۳۳۷)عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه)قَالَ كُنْتُ اَنَا وَاَصْحَابِىَ الَّذِيْنَ قَدِمُوْا مَعِىَ فِى السَّفِيْنَةِ نُزُوْلًا فِىْ بَقِيْعِ بُطْحَانَ وَالنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ فَكَانَ يَتَنَاوَبُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِّنْهُمْ فَوَافَقْنَا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَصْحَابِىْ وَلَهٗ بَعْضُ الشُّغْلِ فِىْ بَعْضِ اَمْرِهٖ فَاَعْتَمَ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى ابْهَآرَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهٗ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهٗ عَلٰى رِسْلِكُمْ اَبْشِرُوْا اِنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اَنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ يُصَلِّىْ هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ اَوْقَالَ مَا صَلّٰى هٰذِهِ السَّاعَةَ اَحَدٌ غَيْرُكُمْ لَايَدْرِىْ اَىَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ قَالَ اَبُوْ مُوْسٰى فَرَجَعْنَا فَرِحٰى بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(۳۳۷) حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے ان ساتھیوں کی معیت میں جو کشتی میں میرے ساتھ (حبشہ سے) آئے تھے۔ ''بقیع بطحان'' میں قیام کیا۔ اس وقت نبی کریم ﷺ مدینہ میں تشریف رکھتے تھے۔ ہم میں سے کوئی نہ کوئی عشاء کی نماز میں روزانہ باری مقرر کرکے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ اتفاق سے میں اور میرے ایک ساتھی ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ اپنے کسی کام میں مشغول تھے (مسلمانوں کے کسی معاملہ میں ابوبکر صدیقؓ سے مشورہ کر رہے تھے) جس وجہ سے نماز میں تاخیر ہوئی اور تقریباً آدھی رات ہوگئی۔ پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔ نماز پوری کر چکے تو حاضرین سے فرمایا کہ اپنی اپنی جگہ پر وقار کے ساتھ بیٹھے رہو اور ایک بشارت سنو۔ تمہارے سوا دنیا میں کوئی بھی ایسا نہیں جو اس وقت نماز پڑھتا ہو۔ یا آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ تمہارے سوا اس وقت کسی نے بھی نماز نہیں پڑھی تھی۔ یہ یقین نہیں کہ آپ ﷺ نے ان دو جملوں میں سے کون سا جملہ فرمایا تھا کہا کہ ابوموسیٰ نے فرمایا۔ پس ہم نبی کریم ﷺ سے یہ سن کر بہت خوش خوش لوٹے۔☆

فائدہ:۔بقیع ہر اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں مختلف انواع واقسام کے درخت ہوں۔ اس طرح کی جگہیں عرب میں بکثرت تھیں۔ اس لئے تمیز کے لئے اضافت کے ساتھ استعمال کرتے تھے۔ مثلاً یہی ''بقیع بطحان''۔

☆یعنی رسول اللہ ﷺ نے عشاء کے انتظار میں جو ہمارا امتیاز بتایا تو ہمیں اس سے اس طرح ایک طویل انتظار کی وجہ سے جو ایک سستی سی طاری ہوگئی ہوگی آنحضور ﷺ نے اس کا اپنے ان ارشادات سے ازالہ فرمادیا اس کے علاوہ اس موقعہ پر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امم سابقہ میں عشاء کے وقت کوئی نماز مشروع نہیں تھی۔ اس لئے حدیث میں امت مسلمہ کے اس امتیاز پر بشارت دی گئی ہے۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسلام اس وقت تک عرب کے اطراف واکناف میں پھیلا نہیں تھا اس لئے کفار کے مقابلہ میں مسلمانوں کا یہ امتیاز بتایا گیا ہے کہ خدا کی تم پر نعمت ہے کہ تم اس کی عبادت کرتے ہو اور اس کے لئے رات گئے تک انتظار میں بیٹھے رہتے ہو۔ مدینہ منورہ میں اس وقت تقریباً نو مساجد تھیں اور مسجد نبوی میں نماز پڑھنے والوں کو اس حیثیت سے بھی خاص اسی دن میں یہ امتیاز حاصل ہوا تھا کہ اور باقی مساجد میں تو نماز ختم ہوگئی ہوگی لیکن یہاں ابھی تک لوگ اس کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ یہاں یہ بات ملحوظ رکھنی چاہئے کہ عشاء کی نماز میں تاخیر مطلوب ہے حدیث میں ہے کہ اگر میری امت پر شاق نہ گذرتا تو تہائی رات تک میں عشاء کی نماز میں تاخیر کرتا۔

باب ۲۵۹. مَایُکْرَهُ مِنَ النَّوْمِ قَبْلَ الْعِشَآءِ.

(۳۳۸) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْها) قَالَتْ اَعْتَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَآءِ حَتّٰی نَادَاهُ عُمَرُ الصَّلٰوةَ نَامَ النِّسَآءُ وَالصِّبْیَانُ فَخَرَجَ فَقَالَ مَایَنْتَظِرُهَا مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اَحَدٌ غَیْرُکُمْ قَالَ وَلَا یُصَلّٰی یَوْمَئِذٍ اِلَّا بِالْمَدِیْنَةِ قَالَ وَکَانُوْا یُصَلُّوْنَ فِیْمَا بَیْنَ اَنْ یَّغِیْبَ الشَّفَقُ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ الْاَوَّلِ

باب ۲۵۹۔ نیند کا غلبہ ہو جائے تو عشاء سے پہلے بھی سویا جا سکتا ہے

(۳۳۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی۔ آخر کار عمرؓ نے پکارا نماز! عورتیں اور بچے سو گئے۔ تب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے آپ نے فرمایا کہ روئے زمین پر تمہارے علاوہ اور کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کرتا کہا کہ اس وقت یہ نماز (باجماعت) مدینہ کے سوا اور کہیں نہیں پڑھی جاتی تھی۔ صحابہ اس نماز کو شفق کے غائب ہونے کے بعد رات کے پہلے تہائی حصہ تک (کسی وقت بھی) پڑھتے تھے۔

(۳۳۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ فَخَرَجَ نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ الْاٰنَ یَقْطُرُ رَاْسُه، مَآءً وَّاضِعًا یَدَه، عَلٰی رَاْسِه فَقَالَ لَوْلَآ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُهُمْ اَنْ یُّصَلُّوْهَا هٰکَذَا وَضَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَاْسِه یَدَه، کَمَآ اَنْبَاَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَبَدَّ دَلِیْ عَطَآءٌ بَیْنَ اَصَابِعِه شَیْئًا مِّنْ تَبْدِیْدٍ ثُمَّ وَضَعَ اَطْرَافَ اَصَابِعِه عَلٰی قَرْنِ الرَّاْسِ ثُمَّ ضَمَّهَا یَمُرُّهَا کَذٰلِكَ عَلَی الرَّاْسِ حَتّٰی مَسَّتْ اِبْهَامُه، طَرَفَ الْاُذُنِ مِمَّا یَلِی الْوَجْهَ عَلَی الصُّدْغِ وَنَاحِیَةِ اللِّحْیَةِ لَایُقَصِّرُ وَلَا یَبْطُشُ اِلَّا کَذٰلِكَ۔

(۳۳۹) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے۔ وہ منظر میری نظروں کے سامنے ہے سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے اور آپ ﷺ ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ اگر میری امت کے لئے دشواری نہ ہوتی تو میں انہیں حکم دیتا کہ عشاء کو اسی وقت پڑھیں۔ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ سر پر رکھنے کی کیفیت کیا تھی۔ حضرت ابن عباسؓ نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں تھوڑی سی کھول دیں اور انہیں سر کے ایک کنارے پر رکھا پھر انہیں ملا کر یوں سر پر پھیرنے لگے کہ ان کا انگوٹھا کان کے اس کنارے پر جو چہرے سے متصل ہے اور داڑھی سے جا لگا۔ نہ سستی کی اور نہ جلدی بلکہ اسی طرح کیا (جیسے اوپر بیان ہوا)۔

باب ۲۶۰. وَقْتِ الْعِشَآءِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ

(۳۴۰) عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ اَخَّرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ اِلٰی نِصْفِ اللَّیْلِ ثُمَّ صَلّٰی ثُمَّ قَالَ قَدْ صَلَّی النَّاسُ وَنَامُوْآ اَمَا اِنَّکُمْ فِیْ صَلٰوةٍ مَّاانْتَظَرْتُمُوْهَا۔

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی وَبِیْصِ خَاتَمِه لَیْلَتَئِذٍ

باب ۲۶۰۔ عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے

(۳۴۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک دن) عشاء کی نماز نصف شب میں پڑھی اور فرمایا لوگ نماز پڑھ کر سو گئے ہوں گے (یعنی دوسری مساجد میں پڑھنے والے صحابہؓ) اور تم جب تک نماز کا انتظار کرتے رہے (گویا) نماز ہی پڑھتے رہے۔

حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ''گویا اس رات میں آپ کی انگوٹھی کی چمک کا منظر اس وقت میری نظروں کے سامنے ہے۔''

فائدہ:۔ رات کی پہلی تہائی تک عشاء کی نماز کو مؤخر کرنا مستحب ہے اور نصف شب تک جائز ہے بلا کسی کراہت کے۔ لیکن اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ البتہ مسافر اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

باب ۲۶۱. فَضْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

باب ۲۶۱۔ نماز فجر کی فضیلت

(۳۴۱) عَنْ اَبِی مُوسٰی (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلَّی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

(۳۴۱) حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ٹھنڈے وقت کی دو نمازیں پڑھیں (فجر اور عصر) تو وہ جنت میں جائے گا۔

باب ۲۶۲. وَقْتِ الْفَجْرِ

باب ۲۶۲۔ فجر کا وقت

(۳۴۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَه، اَنَّهُمْ تَسَحَّرُوْا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامُوْآ اِلَی الصَّلٰوةِ قُلْتُ کَمْ بَیْنَهُمَا قَالَ قَدْرُ خَمْسِیْنَ اَوْ سِتِّیْنَ یَعْنِیْ اٰیَةً۔

(۳۴۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن ثابتؓ نے ان سے بیان فرمایا کہ ان لوگوں نے (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں نے دریافت کیا کہ ان دونوں کے درمیان میں کتنا فاصلہ رہا ہوگا۔ فرمایا کہ پچاس یا ساٹھ آیت (تلاوت کرنے کا)۔

(۳۴۳) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ کُنْتُ اَتَسَحَّرُ فِیْ اَهْلِیْ ثُمَّ تَکُوْنُ سُرْعَةٌ بِیْ اَنْ اُدْرِكَ صَلٰوةَ الْفَجْرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

(۳۴۳) حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا کہ میں اپنے گھر سحری کھاتا تھا پھر نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز فجر پڑھنے کے لئے مجھے جلدی کرنی پڑتی تھی۔

فائدہ:۔ امام بخاریؒ نے اس موقعہ پر جتنی احادیث بیان کی ہیں ان سب سے یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ صبح صادق کے طلوع ہونے کے فوراً بعد نماز شروع کر دیتے تھے۔ امام مالک، امام احمد اور امام شافعی رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے کہ نماز فجر صبح صادق کے طلوع کے بعد ہی شروع کر دی جائے اور اگر چہ اس کی دو رکعتوں میں قرآن کی طویل طویل آیتیں پڑھی جائیں گی۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ ابھی اندھیرا باقی رہے جب ہی نماز ختم ہو جائے۔ احناف میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب یہ ہے کہ نماز فجر کی ابتداء تو اندھیرے ہی میں کی جائے لیکن قرأت اتنی طویل ہونی چاہئے کہ جب نماز ختم ہو تو اجالا پھیل چکا ہو۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ نماز فجر کی ابتداء بھی اسفار میں کرے اور اختتام بھی اسفار ہی میں ہو۔ اسفار کی انتہاء یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اگر کسی وجہ سے دوبارہ پڑھنے کی ضرورت پیش آ جائے تو اطمینان کے ساتھ سورج نکلنے سے پہلے پہلے پڑھنا ممکن ہو۔ یہاں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ صرف استحباب میں اختلاف ہے۔ جواز اور عدم جواز کا کوئی سوال نہیں۔ احادیث نماز فجر کو اسفار میں پڑھنے کے لئے بکثرت مذکور ہوئی ہیں۔ ان تمام احادیث کو یہاں ذکر کرنا ممکن نہیں۔ مختصراً چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔ مثلاً حدیث میں ہے کہ فجر کو اسفار میں پڑھو کہ اس میں اجر زیادہ ہے۔ نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ جتنا زیادہ اسفار کرو گے۔ اجر اتنا ہی زیادہ ملے گا۔ مطلب یہ ہے کہ مطلوبہ حد میں زیادہ سے زیادہ اسفار کیا جائے۔ حضرت علی ابن ابی طالبؓ کی ایک حدیث طحاوی میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ فجر کی نماز پڑھنے کے بعد ہم سورج کو دیکھنے لگتے تھے کہ کہیں طلوع تو نہیں ہو گیا۔ حضرت ابن مسعودؓ کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میں نے صرف ایک دن نماز وقت کے خلاف پڑھتے دیکھا۔ مزدلفہ کے دن فجر کی نماز آپ نے اندھیرے میں پڑھی تھی۔ ابن مسعودؓ آنحضور ﷺ کے ساتھ ان کے گھر کے ایک فرد کی طرح رہتے تھے اور آپ سے بہت کم جدا ہوتے تھے آپ کی یہ شہادت کافی ہے کہ آنحضور ﷺ نے مزدلفہ میں جو اندھیرے میں نماز پڑھی تھی وہ آپ کے معمول کے خلاف تھی۔ ابن مسعودؓ کی حدیث حنفیہ کے مسلک کی حمایت میں صاف اور واضح ہے امام بخاریؒ نے جن احادیث کا ذکر کیا ہے اس میں قابل غور بات یہ ہے کہ تین پہلی احادیث رمضان کے مہینہ میں نماز فجر پڑھنے سے متعلق ہیں کیونکہ ان تینوں میں ہے کہ ہم سحری کھانے

کے بعد نماز پڑھتے تھے اس لئے یہ بھی ممکن ہے کہ رمضان کی ضرورت کی وجہ سے سحری کے بعد فوراً پڑھ لی جاتی رہی ہو کہ سحری کے لئے جو لوگ اٹھے ہیں کہیں درمیان شب کی اس بیداری کے نتیجہ میں وہ غافل نیند نہ سو جائیں اور نماز ہی فوت ہو جائے۔ چنانچہ دارالعلوم دیوبند میں اکابر کے عہد سے اس پر عمل رہا ہے کہ رمضان میں سحر کے فوراً بعد فجر کی نماز شروع ہو جاتی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ابتداء میں جب مسلمانوں کی قلت تھی تو فجر اندھیرے ہی میں پڑھی جاتی تھی کیونکہ عمل میں شدت کی وجہ سے سب مسجد میں سویرے ہی پہنچ جاتے تھے لیکن کثرت ہو گئی تو لوگوں کے انتظار کے خیال سے اسفار میں نماز پڑھی جانے لگی۔

باب ۲۶۳. الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ

(۳۴۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھما قَالَ شَھِدَ عِنْدِیْ رِجَالٌ مَّرْضِیُّوْنَ وَاَرْضَاھُمْ عِنْدِیْ عُمَرُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰی تُشْرِقَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ۔

باب ۲۶۳۔ فجر کے بعد سورج بلند ہونے تک نماز نہ پڑھنی چاہئے

(۳۴۴) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ مجھے چند حضرات نے جن کی سچائی اور دینداری میں کسی قسم کا شک نہیں کیا جا سکتا اور جن میں سب سے زیادہ میرے محبوب حضرت عمرؓ تھے بتایا کہ نبی کریم ﷺ نے فجر کی نماز کے بعد سورج بلند ہونے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔

(۳۴۵) عَن ابنِ عُمَر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَحَرَّوْا بِصَلٰوتِکُمْ طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَاغُرُوْبَھَا۔ وَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَرْتَفِعَ وَاِذَا غَابَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَاَخِّرُوا الصَّلٰوۃَ حَتّٰی تَغِیْبَ۔

(۳۴۵) حضرت ابن عمرؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نماز پڑھنے کے لئے سورج کے طلوع ہونے اور غروب ہونے کے انتظار میں نہ بیٹھے رہو (کہ سورج ابھی طلوع ہوا یا غروب ہونے کے قریب ہے اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورج طلوع ہونے لگے تو نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے اور جب سورج غروب ہونے لگے اس وقت بھی نماز نہ پڑھو یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔

(۳۴۶) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ بَیْعَتَیْنِ وَعَنْ لِبْسَتَیْنِ وَعَنْ صَلٰوتَیْنِ نَھٰی عَنِ الصَّلٰوۃِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

(۳۴۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو طرح کی بیع و فروخت، دو طرح کے لباس اور دو طرح کی نمازوں سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک اور نماز عصر کے بعد غروب ہونے تک نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

فائدہ:۔ پانچ اوقات ایسے ہیں جن میں نماز نہ پڑھنی چاہئے۔ جب سورج طلوع ہو رہا ہو۔ جب غروب ہو رہا ہو اور ٹھیک آدھے دن پر جب کہ سورج سر کے بالکل اوپر ہوتا ہے۔ یہ تین اوقات وہ ہیں جن میں کسی قسم کی کوئی نماز جائز نہیں، نہ نماز جنازہ، نہ سجدہ تلاوت۔ البتہ اگر کسی نے نماز عصر نہ پڑھی تو اسی دن کی حد تک سورج غروب ہونے کے وقت پڑھ سکتا ہے۔ عصر اگر قضاء ہو تو اس وقت پڑھنا جائز نہیں۔ فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک صرف نفل نمازیں مکروہ ہیں۔ قضاء سجدۂ تلاوت، نماز جنازہ ان دونوں اوقات میں پڑھی جا سکتی ہے۔

باب ۲۶۴. لَاتَتَحَرَّی الصَّلٰوۃُ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ

(۳۴۷) عَنْ مُعَاوِیَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنَّکُمْ لَتُصَلُّوْنَ

باب ۲۶۴۔ سورج ڈوبنے سے پہلے نماز نہ پڑھنی چاہئے

(۳۴۷) حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ تم لوگ ایک نماز پڑھتے ہو۔ ہم

صَلٰوةً لَّقَدْ صَحِبْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَارَ اَيْنَاهُ يُصَلِّيْهِمَا وَلَقَدْ نَهٰى عَنْهُمَا يَعْنِى الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ۔

رسول اللہ ﷺ کی صحبت میں رہے ہیں لیکن ہم نے کبھی آپ کو وہ نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے تو اس سے منع فرمایا تھا۔ حضرت معاویہؓ کی مراد عصر کے بعد دو رکعتوں سے تھی (جسے آپ کے زمانہ میں بعض لوگ پڑھتے تھے)۔

باب ۲۶۵. مَايُصَلّٰى بَعْدَالْعَصْرِ مِنَ الْفَوَآئِتِ وَنَحْوِهَا

(۳۴۸) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْها) قَالَتْ وَالَّذِىْ ذَهَبَ بِهٖ مَاتَرَكَهُمَا حَتّٰى لَقِىَ اللّٰهَ وَمَا لَقِىَ اللّٰهَ حَتّٰى ثَقُلَ عَنِ الصَّلٰوةِ وَكَانَ يُصَلِّىْ كَثِيْرًا مِّنْ صَلٰوتِهٖ قَاعِدًا تَعْنِى الرَّكْعَتَيْنِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَكَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْهِمَا وَلَا يُصَلِّيْهِمَا فِى الْمَسْجِدِ مَخَافَةَ اَنْ يُّثْقِلَ عَلٰى اُمَّتِهٖ وَكَانَ يُحِبُّ مَايُخَفِّفُ عَنْهُمْ۔

باب ۲۶۵۔ عصر کے بعد قضاء وغیرہ پڑھنا۔

(۳۴۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے یہاں بلالیا۔ آپ نے عصر کے بعد کی دو رکعتوں کو کبھی ترک نہیں فرمایا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے اور آپ ﷺ کو وفات سے پہلے نماز پڑھنے میں بڑی دشواری پیش آتی تھی اور اکثر آپ ﷺ بیٹھ کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ نبی کریم ﷺ انہیں پوری پابندی کی ساتھ پڑھتے تھے لیکن اس خوف سے کہ کہیں (صحابہ بھی پڑھنے لگیں اور اس طرح) امت کو گراں باری ہو۔ انہیں آپ ﷺ مسجد میں نہیں پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ اپنی امت کے لئے تخفیف پسند کرتے تھے۔

(۳۴۹) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ رَكْعَتَانِ لَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُهُمَا سِرًّا وَّلَا عَلَانِيَةً رَّكْعَتَانِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَالْعَصْرِ۔

(۳۴۹) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ دو رکعتوں کو رسول اللہ ﷺ نے کبھی ترک نہیں فرمایا۔ پوشیدہ ہو یا عام لوگوں کے سامنے صبح کی نماز سے پہلے دو رکعتیں اور عصر کی نماز کے بعد دو رکعتیں۔

باب ۲۶۶. اَلْاَذَانِ بَعْدَ ذِهَابِ الْوَقْتِ

(۳۵۰) عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ سِرْنَا مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ لَوْ عَرَّسْتَ بِنَايَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَخَافُ اَنْ تَنَامُوْا عَنِ الصَّلٰوةِ قَالَ بِلَالٌ اَنَا اُوْقِظُكُمْ فَاضْطَجَعُوْا وَاَسْنَدَ بِلَالٌ ظَهْرَه' اِلٰى رَاحِلَتِهٖ فَغَلَبَتْهُ عَيْنَاهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ طَلَعَ حَاجِبُ الشَّمْسِ فَقَالَ يَابِلَالُ اَيْنَ مَاقُلْتَ قَالَ مَااُلْقِيَتْ عَلَىَّ نَوْمَةٌ مِّثْلُهَا قَطُّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ اَرْوَاحَكُمْ حِيْنَ شَآءَ وَرَدَّهَا عَلَيْكُمْ حِيْنَ شَآءَ يَابِلَالُ قُمْ فَاَذِّنْ بِالنَّاسِ بِالصَّلٰوةِ فَتَوَضَّأَ فَلَمَّا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ وَابْيَاضَّتْ قَامَ فَصَلّٰى۔

باب ۲۶۶۔ وقت نکل جانے کے بعد اذان

(۳۵۰) حضرت ابوقتادہؓ نے فرمایا ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک رات چل رہے تھے۔ کسی نے کہا کہ یارسول اللہ! کاش آپ اب پڑاؤ ڈال دیتے۔ فرمایا کہ مجھے ڈر ہے کہیں نماز کے وقت بھی سوتے نہ رہ جاؤ (کیونکہ رات بہت گذر چکی تھی اور تمام لوگ تھکے ماندے تھے) اس پر حضرت بلالؓ بولے کہ میں آپ لوگوں کو جگادوں گا۔ چنانچہ سب حضرات لیٹ گئے اور حضرت بلالؓ نے بھی اپنی پیٹھ کجاوہ سے لگالی پھر کیا تھا ان کی بھی آنکھ لگ گئی اور جب نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے تو سورج طلوع ہو چکا تھا۔ آپ نے فرمایا بلال! تمہاری یقین دہانی کہاں گئی۔ بولے آج جیسی نیند مجھے کبھی نہیں آئی تھی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری ارواح کو جب چاہتا ہے قبض کر لیتا ہے۔ (جس کے نتیجے میں تم سوجاتے ہو) اور جس وقت چاہتا ہے۔ واپس کر دیتا ہے۔ (جس کے نتیجے میں تم جاگ جاتے ہو بلال اٹھو اور اذان دو پھر آپ نے وضو کیا اور جب سورج

بلند ہوگیا اور خوب روشن ہوگیا تو آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔

باب ۲۶۷ . مَنْ صَلّٰی بِالنَّاس جَمَاعَةً بَعْدَ ذَهَابِ الْوَقْتِ

باب ۲۶۷۔ جس نے وقت نکل جانے کے بعد باجماعت نماز پڑھی

(۳۵۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ بَعْدَ مَاغَرَبَتِ الشَّمْسُ فَجَعَلَ یَسُبُّ کُفَّارَ قُرَیْشٍ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاکِدْتُ اُصَلِّی الْعَصْرَ حَتّٰی کَادَتِ الشَّمْسُ تَغْرُبُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ مَاصَلَّیْتُهَا فَقُمْنَا اِلٰی بُطْحَانَ فَتَوَضَّا لِلصَّلٰوةِ وَتَوَضَّأْنَا لَهَا فَصَلَّی الْعَصْرَ بَعْدَ مَاغَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰی بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ۔

(۳۵۱) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ عمر بن خطابؓ غزوۂ خندق کے موقعہ پر (ایک مرتبہ) سورج غروب ہونے کے بعد تشریف لائے آپ کفار قریش کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ آپ نے کہا کہ یارسول اللہ سورج غروب ہوگیا اور نماز پڑھنا میری لئے ممکن نہ ہو سکا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے بھی نہیں پڑھی ہے۔ پھر ہم وادی بطحان کی طرف گئے اور آپ نے نماز کے لئے وضو کیا اور ہم نے بھی کیا۔ سورج ڈوب چکا تھا۔ پہلے آپ ﷺ نے عصر پڑھی اس کے بعد مغرب۔

باب ۲۶۸ . مَنْ نَسِیَ صَلٰوةً فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَکَرَ

باب ۲۶۸۔ اگر کسی کو نماز پڑھنا یاد نہ رہے تو جب بھی یاد آئے پڑھ لے (ان اوقات کے علاوہ جن میں نماز مکروہ ہے)

(۳۵۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَسِیَ صَلٰوةً فَلْیُصَلِّ اِذَا ذَکَرَ لَاکَفَّارَةَ لَهَا اِلَّا ذٰلِكَ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِکْرِیْ۔

(۳۵۲) حضرت انس بن مالک نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ اگر کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو جب بھی یاد آ جائے پڑھ لینی چاہئے۔ اس قضا کے سوا اور کوئی کفارہ اس کی وجہ سے نہیں ہوتا (اور خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ) نماز میرے ذکر کے لئے قائم کرو۔

فائدہ:۔ نماز اصلاً ذکر ہی ہے لیکن اس موقعہ پر آنحضور ﷺ نے اس آیت کی اس لئے تلاوت فرمائی کہ جس طرح ذکر خداوندی کے لئے کوئی متعین وقت نہیں جب چاہے کیجئے۔ اسی طرح نماز جب قضا ہوگئی تو پھر وہ کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں جب یاد آ جائے پڑھ لیجئے۔ البتہ اس بات کا خیال رہے کہ کوئی ایسا وقت نہ ہو جس میں نماز پڑھنا ممنوع ہے۔ یہ قید احناف کے یہاں ہے۔ بہت سے علماء اس کی قید قضا نمازوں کے لئے نہیں لگاتے۔

باب ۲۶۹ . السَّمَرِ مَعَ الْاَهْلِ وَالضَّیْفِ

۲۶۹۔ گھر والوں اور مہمانوں کے ساتھ رات میں گفتگو کرنا

(۳۵۳) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِیْ بَکْرٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ اَصْحَابَ الصُّفَّةِ کَانُوْا اُنَاسًا فُقَرَآءَ وَاَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کَانَ عِنْدَه، طَعَامُ اثْنَیْنِ فَلْیَذْهَبْ بِثَالِثٍ وَّاِنْ اَرْبَعٌ فَخَامِسٌ اَوْسَادِسٌ وَّاَنَّ اَبَابَکْرٍ جَآءَ بِثَلٰثَةٍ وَّانْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعَشَرَةٍ قَالَ فَهُوَ اَنَا وَاَبِیْ وَاُمِّیْ وَلَااَدْرِیْ هَلْ قَالَ وَامْرَاَتِیْ وَخَادِمٌ بَیْنَ بَیْتِنَا وَبَیْتِ

(۳۵۳) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے حدیث بیان کی کہ اصحاب صفہ فقیر اور مسکین لوگ تھے اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں دو آدمیوں کا کھانا ہو تو تیسرے (اصحاب صفہ میں سے کسی) کو اپنے ساتھ لیتا جائے اور اگر چار آدمیوں کا کھانا ہے تو پانچویں یا چھٹے کو اپنے ساتھ لے جائے۔ ابو بکرؓ تین آدمی اپنے ساتھ لائے اور نبی کریم ﷺ دس صحابہ کو لے گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ گھر کے افراد میں والد۔ والدہ اور میں تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ مجھے یہ یاد نہیں کہ انہوں نے یہ کہا یا نہیں کہ

اَبِىْ بَكْرٍ وَّاِنَّ اَبَابَكْرٍ تَعَشّٰى عِنْدَالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَبِثَ حَيْثُ صُلِّيَتِ الْعِشَآءُ ثُمَّ رَجَعَ فَلَبِثَ حَتّٰى تَعَشّٰى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ بَعْدَمَا مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ مَاشَآءَ اللّٰهُ قَالَتْ لَهٗ امْرَاَتُهٗ مَاحَبَسَكَ عَنْ اَضْيَافِكَ اَوْقَالَتْ ضَيْفِكَ قَالَ اَوَمَا عَشَّيْتِهِمْ قَالَتْ اَبَوْا حَتّٰى تَجِيْٓءَ قَدْعُرِضُوْا فَاَبَوْا قَالَ فَذَهَبْتُ اَنَا فَاخْتَبَاْتُ فَقَالَ يَاغُنْثَرُ وَجَدَّعَ وَسَبَّ وَقَالَ كُلُوْا لَاهَنِيْئًا لَّكُمْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَااَطْعَمُهٗ اَبَدًا وَّاَيْمُ اللّٰهِ وَكُنَّا نَاْخُذُ مِنْ لُّقْمَةٍ اِلَّا رَبَا مِنْ اَسْفَلِهَا اَكْثَرُ مِنْهَا قَالَ شَبِعُوْا وَصَارَتْ اَكْثَرَ مِمَّا كَانَتْ قَبْلَ ذٰلِكَ فَنَظَرَ اِلَيْهَا اَبُوْبَكْرٍ فَاِذَا هِيَ كَمَا هِيَ اَوْاَكْثَرُ فَقَالَ لِاِمْرَاَتِهٖ يَاُخْتَ بَنِىْ فِرَاسٍ مَّاهٰذَا قَالَتْ لَاوَقُرَّةِ عَيْنِىْ لَهِيَ الْاٰنَ اَكْثَرُ مِنْهَا قَبْلَ ذٰلِكَ بِثَلَاثِ مِرَارٍ فَاَكَلَ مِنْهَا اَبُوْبَكْرٍ وَّقَالَ اِنَّمَا كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الشَّيْطَانِ يَعْنِىْ يَمِيْنَهٗ ثُمَّ اَكَلَ مِنْهَا لُقْمَةً ثُمَّ حَمَلَهَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصْبَحَتْ عِنْدَهٗ وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمٍ عَقْدٌ فَمَضَى الْاَجَلُ فَفَرَقْنَا اثْنَىْ عَشَرَ رَجُلًا مَّعَ كُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ اُنَاسٌ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ كَمْ مَّعَ كُلِّ رَجُلٍ فَاَكَلُوْا مِنْهَا اَجْمَعُوْنَ اَوْكَمَا قَالَ۔

میری بیوی اور ایک خادم جو میرے اور ابوبکرؓ دونوں کے گھر کے لئے تھا۔ یہ بھی تھے۔خود ابوبکرؓ نبی کریم ﷺ کے یہاں ٹھہر گئے (اور غالباً کھانا بھی وہیں کھایا۔صورت یہ ہوئی کہ) نماز عشاء تک آپ وہیں رہے۔پھر (مسجد سے نبی کریم ﷺ کے حجرۂ مبارک میں) آئے اور وہیں ٹھہرے رہے تا آنکہ نبی کریم ﷺ نے بھی کھانا تناول فرمالیا۔اور رات کا ایک حصہ گذر جانے کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آپ گھر تشریف لائے۔بیوی نے کہا کہ کیا بات پیش آئی کہ مہمانوں کی خبر بھی آپ نے نہ لی۔یا یہ کہا کہ مہمان کی خبر نہیں لی۔آپ نے پوچھا۔کیا تم نے ابھی انہیں کھانا نہیں کھلایا۔انہوں نے کہا کہ آپ کے آنے تک انہوں نے کھانے سے انکار کیا۔کھانے کے لئے ان سے کہا گیا تھا لیکن وہ نہ مانے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ میں بھاگ کر چھپ گیا تھا۔ابوبکرؓ نے پکارا،اے غنثر! آپ نے برا بھلا کہا اور کوسنے دیئے۔فرمایا کہ کھاؤ تمہیں مبارک نہ ہو۔خدا کی قسم میں اس کھانے کو کبھی نہیں کھاؤں گا (آخر مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا) خدا گواہ ہے کہ ہم ادھر ایک لقمہ لیتے تھے اور نیچے سے پہلے سے زیادہ کھانا ہو جاتا تھا۔بیان کیا کہ سب لوگ شکم سیر ہو گئے اور کھانا پہلے سے بھی زیادہ بچ گیا۔ابوبکرؓ نے دیکھا تو کھانا پہلے ہی اتنا یا اس سے بھی زیادہ تھا۔اپنی بیوی سے بولے بنو فراش کی بہن! یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا کہ میری آنکھ کی ٹھنڈک کی قسم یہ تو پہلے سے تگنا ہے پھر ابوبکرؓ نے بھی وہ کھانا کھایا اور کہا کہ میرا قسم کھانا ایک شیطانی وسوسہ تھا۔پھر ایک لقمہ اس میں سے کھایا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بقیہ کھانا لے گئے اور آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ہم مسلمانوں کا ایک دوسرے قبیلے کے لوگوں سے معاہدہ تھا اور معاہدہ کی مدت پوری ہو چکی تھی۔(اس قبیلہ کا وفد معاہدہ سے متعلق بات چیت کرنے آیا ہوا تھا) ہم نے وفد کو بارہ سرداروں میں تقسیم کر دیا تھا۔ہر سردار کے ساتھ کچھ قبیلہ کے دوسرے افراد تھے جن کی تعداد خدا کو معلوم کتنی تھی۔پھر سب نے وہ کھانا کھایا او کما قال.

فائدہ:۔ دوسری روایتوں میں یہ بھی ہے کہ سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا اور اس کے بعد بھی کھانے میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔

کتاب الاذان

کتاب مسائل اذان کے بیان میں

باب ۲۷۰. بَدْءِ الْاَذَانِ

(۳۵۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه) کَانَ یَقُوْلُ کَانَ الْمُسْلِمُوْنَ حِیْنَ قَدِمُوا الْمَدِیْنَةَ یَجْتَمِعُوْنَ فَیَتَحَیَّنُوْنَ الصَّلٰوةَ لَیْسَ یُنَادٰی لَھَا فَتَکَلَّمُوْا یَوْمًا فِیْ ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُھُمْ اتَّخِذُوْا نَاقُوْسًا مِثْلَ نَاقُوْسِ النَّصَارٰی وَقَالَ بَعْضُھُمْ بَلْ بُوْقًا مِثْلَ قَرْنِ الْیَھُوْدِ فَقَالَ عُمَرُ اَوَلَا تَبْعَثُوْنَ رَجُلًا یُنَادِیْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَابِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ۔

باب ۲۷۰۔ اذان کی ابتداء

(۳۵۴) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے تھے کہ جب مسلمان مدینہ (ہجرت کر کے) پہنچے تو وقت متعین کر کے نماز کے لئے آتے تھے۔ اذان نہیں دی جاتی تھی۔ ایک دن اس کے متعلق مشورہ ہوا کسی نے کہا کہ نصاریٰ کی طرح ناقوس بنالیا جائے۔ اور کوئی بولا کہ یہودیوں کی طرح نرسنگا بنالینا چاہئے لیکن عمرؓ نے فرمایا کہ کسی شخص کو کیوں نہ بھیجا جائے جو نماز کا اعلان کر دے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بلال! اٹھو اور نماز کی منادی کر دو۔☆

فائدہ:۔ قرطبی نے لکھا ہے کہ اذان کے کلمات باوجود قلت الفاظ دین کے بنیادی عقائد اور شعائر پر مشتمل ہیں سب سے پہلا لفظ ''اللہ اکبر'' یہ بتاتا ہے کہ خداوند تعالیٰ موجود ہے اور سب سے بڑا ہے۔ یہ لفظ خداوند اکبر کی کبریائی اور عظمت پر دلالت کرتا ہے اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ بجائے خود ایک عقیدہ ہے اور کلمہ شہادت کا جزو یہ لفظ بتاتا ہے کہ خداوند تعالیٰ اکیلا اور یکتا ہے اور وہی معبود ہے کلمہ شہادت کا دوسرا جزو ''اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ'' ہے جس سے محمد ﷺ کی رسالت و نبوت کی گواہی دی جاتی ہے۔ ''حی علی الصلوٰۃ'' پکار ہے اس کی کہ جس نے خدا کی وحدانیت اور محمد ﷺ کی رسالت کی گواہی دے دی وہ نماز کے لئے آئے کہ نماز قائم کی جارہی ہے۔ اس نماز کے پہنچانے والے اور اپنے قول و فعل سے اس کے طریقوں کو بتانے والے رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ اس لئے آپ کی رسالت کی شہادت کے بعد فوراً ہی اس کی دعوت دی گئی۔ اور اگر نماز آپ نے پڑھ لی اور بتمام وکمال آپ نے اسے ادا کیا تو یہ اس بات کی ضامن ہے کہ آپ نے فلاح حاصل کر لی ''حی علی الفلاح'' نماز کے لئے آیئے۔ آپ کو یہاں فلاح یعنی بقاء دائم اور حیات آخرت کی ضمانت دی جائے گی۔ آیئے کہ اللہ کے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں۔ اس کی عظمت و کبریائی کے سایہ میں آپ کو دنیا اور آخرت کے شرور وآفات سے پناہ مل جائے گی۔ اول بھی اللہ ہے اور آخر بھی اللہ۔ خالق کل، مالک یکتا اور معبود پس اس کی دی ہوئی ضمانت سے بڑھ کر اور کون سی ضمانت ہو سکتی ہے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ''

☆. واقعہ یوں پیش آیا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو ایک دن اس بات پر مشورہ ہوا کہ نماز کے وقت کے اعلان کا کیا طریقہ اختیار کیا جائے، دوسری روایتوں میں ہے کہ جب ناقوس بجانے کا بعض لوگوں نے مشورہ دیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ نصرانیوں کا طریقہ ہے نرسنگی (بوق) کا ذکر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو یہودیوں کا طریقہ ہے، پھر کسی نے کہا کہ آگ جلا کر لوگوں کو بتایا جائے اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ کیونکہ یہ غیر مسلم قوموں کے شعار تھے۔ اس لئے نبی کریم نے انہیں اپنانا پسند نہیں فرمایا۔ اس کے علاوہ ان طریقوں میں دوسرے مفاسد بھی تھے۔ بعض لوگوں نے اس کے علاوہ بھی اذان کے طریقے بتائے لیکن اب تک کوئی مناسب بات نہیں کہی گئی تھی۔ آخر حضرت عمرؓ نے ایک عارضی طریقہ یہ بتایا کہ ایک آدمی کو بھیج کر منادی کرا دی جائے کہ نماز کا وقت قریب ہو گیا ہے۔ آنحضورؐ نے بھی اس تجویز کو پسند فرمایا اور حضرت بلالؓ سے فرمایا کہ جائیں اور منادی کر دیں لیکن ابھی لوگ اس فکر میں تھے کہ کوئی مناسب اور ہمیشہ کے لئے اعلان نماز کا طریقہ ہونا چاہئے۔ مجلس شوریٰ برخاست ہو گئی۔ مجلس کے ممبران میں حضرت عبداللہ بن زیدؓ بھی تھے آپ بھی اسی فکر میں غلطاں و پیچاں تھے چنانچہ رات کو سوئے تو خواب میں کسی کو اذان دیتے ہوئے دیکھا وہ انہیں کلمات کے ساتھ اذان دے رہا تھا جو اذان کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ آپ نے صبح سویرے ہی نبی کریم ﷺ سے اپنے اس خواب کا ذکر کیا۔ آنحضور ﷺ نے ان کلمات کو پسند فرمایا اور وحی کے ذریعہ یا خود اپنے اجتہاد سے ان کلمات کو اذان کے لئے مشروع قرار دیا بعد میں حضرت عمرؓ نے بھی بتایا کہ اسی رات بعینہ انہیں کلمات کے ساتھ خود انہوں نے بھی خواب میں کسی کو اذان دیتے ہوئے دیکھا تھا اذان ہر نماز کے لئے سنت ہے اور اسلام کا ایک شعار ہے۔

باب ۲۷۱. اَلْاَذَانِ مَثْنٰی مَثْنٰی

(۳۵۵) عَنْ اَنَسٍ (بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُ) قَالَ اُمِرَ بِلَالٌ اَنْ يَّشْفَعَ الْاَذَانَ وَاَنْ يُّوْتِرَ الْاِقَامَةَ اِلَّا۔ الْاِقَامَةَ۔

باب ۲۷۱۔ اذان کے کلمات دو مرتبہ کہے جائیں

(۳۵۵) حضرت انسؓ نے فرمایا کہ بلالؓ کو حکم دیا گیا تھا کہ اذان کے کلمات کو دو دو مرتبہ کہیں اور سوا "قد قامت الصلوٰۃ" کے اقامت کے کلمات ایک ایک مرتبہ کہیں۔

فائدہ:۔ اذان سے متعلق آئمہ کا اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک اذان کے پندرہ کلمات ہیں۔ طریقہ وہی ہے جیسے آج کل اذان دی جاتی ہے امام شافعیؒ کے نزدیک اذان کے انیس ۱۹ کلمات ہیں۔ آپ اذان میں ترجیع کے قائل ہیں۔ ترجیع کا مطلب یہ ہے کہ شہادتین کو پہلے بلند آواز سے کہنے کے بعد پھر دو دو مرتبہ انہیں آہستہ سے کہنا چاہئے۔ ہمارے یہاں شہادتین کے کل چار کلمات تھے۔ لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بڑھ کر آٹھ ہو گئے۔ بقیہ کلمات میں وہ امام ابوحنیفہؒ کے موافق ہیں۔ امام مالکؒ کا مسلک امام شافعیؒ کے مطابق ہے لیکن تکبیر یعنی اللہ اکبر کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ ابتداء اذان میں بھی صرف اسے دو ہی مرتبہ کہنا چاہئے۔ اس طرح آپ کے نزدیک اذان کے کلمات سترہ ہیں۔ احادیث میں ان تمام ہی طریقوں سے اذان کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابو محذورہؓ جنہیں آنحضور ﷺ نے فتح مکہ کے بعد مسجد الحرام کا مؤذن مقرر کیا تھا وہ اسی طرح اذان دیتے تھے جس طرح امام شافعیؒ کا مسلک ہے اور ان کا یہ بھی بیان تھا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں اسی طرح سکھایا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی حیات میں برابر آپ اسی طرح اذان دیتے رہے اور پھر صحابہ کرامؓ کے طویل دور میں آپ کا یہی طرز عمل رہا۔ کسی نے انہیں اس سے نہیں روکا۔ اس کے بعد بھی مکہ میں اسی طرح اذان دی جاتی رہی۔ امام شافعیؒ کے زمانہ میں بھی اذان کا مکہ میں وہی طریقہ رائج تھا جو امام شافعیؒ کا مسلک ہے اور جس کے بانی حضرت ابو محذورہ ہیں۔ لہٰذا اذان کا یہ طریقہ مکروہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ صاحب بحر الرائق نے یہی فیصلہ کیا ہے اور اس آخری دور میں حنفیت اور حدیث کے امام حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے بھی اس فیصلہ کو درست کہا ہے لیکن چونکہ مسجد نبوی میں اذان کا وہی طریقہ تھا جو حنفیہ کے نزدیک افضل ہے اور حضرت بلالؓ برابر اسی طرح اذان دیتے رہے اس لئے ظاہر ہے کہ جو طریقہ خود آنحضور ﷺ کی موجودگی میں آپ کی مسجد میں رائج ہو گا وہی افضل اور بہتر ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اذان کے طریقہ کو حضرت عبداللہ بن زید نے خواب میں دیکھا تھا اور حنفیہ کا طریقہ اذان ان کے بیان کے بھی مطابق ہے اس باب کی احادیث میں اقامت کا بھی ذکر آیا ہے کہ صرف ایک ایک مرتبہ اذان کے کلمات کہنے کا حضرت بلالؓ کو حکم تھا۔ چنانچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے کہ اقامت میں اذان کی طرح کلمات دو دو مرتبہ نہیں بلکہ صرف ایک ایک مرتبہ کہے جائیں۔ صرف "قد قامت الصلوٰۃ" دو مرتبہ کہی جائے امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اقامت اور اذان میں کوئی فرق نہیں جتنے کلمات اس میں تھے اتنے اقامت میں بھی رہنے چاہئیں۔ حضرت بلالؓ کی اقامت سے متعلق روایت میں ہے کہ آپ اسی طریقہ سے اقامت کہتے تھے جیسے شوافع کا مسلک ہے لیکن ابو محذورہؓ کی اقامت امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے مطابق تھی اسی طرح فرشتہ جنہوں نے خواب میں اذان کی تعلیم حضرت عبداللہ بن زیدؓ کو دی تھی ان کی اقامت سے متعلق روایات بھی امام صاحب کے مسلک کی تائید میں جاتی ہیں اور امام طحاویؒ نے بعض روایات ایسی بھی بیان کی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بلالؓ بھی اقامت اذان ہی کی طرح کہتے تھے۔ اس بنیاد پر جن روایتوں میں ایک ایک مرتبہ کہنے کا ذکر ہے انہیں راوی کے اختصار پر محمول کیا جائے گا۔

باب ۲۷۲. فَضْلِ التَّاذِيْنِ

(۳۵٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ اَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَه، ضُرَاطٌ حَتّٰى لَايَسْمَعَ التَّاذِيْنَ فَاِذَا قُضِيَ النِّدَآءُ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ اَدْبَرَ حَتّٰى

باب ۲۷۲۔ اذان دینے کی فضیلت

(۳۵٦) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب نماز کے لئے اذان دی جاتی ہے تو شیطان بڑی تیزی کے ساتھ بھاگتا ہے تاکہ اذان کی آواز نہ سن سکے اور جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو پھر واپس آ جاتا ہے لیکن جوں ہی اقامت شروع ہوتی ہے۔ وہ پھر بھاگ پڑ

إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتَّى يَخْطِرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ اُذْكُرْ كَذَا اُذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتَّى يَظِلَّ الرَّجُلُ لَايَدْرِيْ كَمْ صَلَّى۔

تا ہے۔ جب اقامت بھی ختم ہو جاتی ہے تو شیطان دوبارہ آ جاتا ہے اور مصلی کے دل میں وسوسے ڈالتا ہے۔ کہتا ہے کہ فلاں بات تمہیں یاد نہیں؟ فلاں بات تم بھول گئے۔ ان باتوں کی شیطان یاد دہانی کراتا ہے کہ اسے خیال بھی نہیں تھا۔ اور اس طرح اس شخص کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی نمازیں پڑھی تھیں۔

باب ۲۷۳. رَفْعِ الصَّوْتِ بِالنِّدَآءِ

عَنْ اَبِی سَعِيْدِ الْخُدْرِیِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ يَقُوْلُ فَإِنَّهُ لَايَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَااِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَه، يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۔

باب ۲۷۳۔ اذان بلند آواز سے

صحابی رسول ﷺ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مؤذن کی آواز جو بھی جن وانس یا اور کوئی سنتا ہے تو قیامت کے دن اس پر گواہی دے گا۔

فائدہ:۔ مطلب یہ ہوا کہ آواز سیدھی اور رواں ہونی چاہئے لیکن بلند آواز سے اور وقار کو باقی رکھتے ہوئے جس قدر بھی آواز بلند ہو سکے بہتر ہے۔ اذان میں گانے کا طرز اختیار کر لینا اور لحن کے ساتھ اذان دینے سے قطعاً پرہیز کرنا چاہئے۔

باب ۲۷۴. مَايُحْقَنُ بِالْاَذَانِ مِنَ الدِّمَآءِ

(۳۵۶) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّه، كَانَ اِذَا غَزَابِنَا قَوْمًا لَّمْ يَكُنْ يُغِيْرُ بِنَاحَتّٰى يُصْبِحَ وَيَنْظُرَ فَاِنْ سَمِعَ اَذَانًا كَفَّ عَنْهُمْ وَاِنْ لَّمْ يَسْمَعْ اَذَانًا اَغَارَ عَلَيْهِمْ۔

باب ۲۷۴۔ اذان، حملہ اور خون ریزی کے ارادہ کے ترک کا باعث ہے

(۳۵۶) حضرت انسؓ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ ہمیں ساتھ لے کر غزوہ کے لئے تشریف لے جاتے تو فوراً ہی حملہ نہیں کرتے تھے صبح ہوتی اور پھر آپ ﷺ انتظار کرتے۔ اگر اذان کی آواز سن لیتے تو حملہ کا ارادہ ترک کر دیتے اور اگر اذان کی آواز نہ سنائی دیتی تو حملہ کرتے تھے۔

فائدہ:۔ تاکہ اگر کچھ مسلمان اس قبیلہ میں ہیں اور وہ بلا روک ٹوک شعائر اسلامی کو قائم کرتے ہیں تو ان کی موجودگی میں کوئی لڑائی نہ ہونے پائے۔

باب ۲۷۵. مَايَقُوْلُ اِذَا سَمِعَ الْمُنَادِيْ

(۳۵۷) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَايَقُوْلُ الْمُؤَذِّنُ۔

سَمِعَ مُعَاوِيَةَ يَوْمًا فَقَالَ بِمِثْلِهِ اِلٰى قَوْلِهِ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ وَلَمَّا قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْنَا نَبِيَّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ۔

باب ۲۷۵۔ اذان کا جواب کس طرح دینا چاہئے

(۳۵۷) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ جب تم اذان سنو تو جس طرح مؤذن اذان دیتا ہے اسی طرح تم بھی کہو۔ حضرت معاویہؓ سے ایک دن سنا کہ مؤذن کے ہی الفاظ کو دہرا رہے تھے۔ اشھد ان محمداً رسول اللہ تک۔ اور جب مؤذن نے حی علی الصلوٰۃ کہا تو حضرت معاویہؓ نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہا۔ اور فرمایا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح سنا ہے۔

باب ۲۷۶ . اَلدُّعَآءِ عِندَالنِّدَآءِ

(۳۵۸) عَنۡ جَابِرِبۡنِ عَبۡدِاللّٰه (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنۡ قَالَ حِیۡنَ یَسۡمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعۡوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الۡقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِالۡوَسِیۡلَةَ وَالۡفَضِیۡلَةَ وَابۡعَثۡهُ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدَ نِالَّذِیۡ وَعَدۡتَّه' حَلَّتۡ لَه' شَفَاعَتِیۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ۔

باب ۲۷۶۔اذان کی دعا

(۳۵۸) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جوشخص اذان سن کر یہ کہے۔ **اللھم رب ھذہ الدعوۃ التآمۃ و الصلوۃ القآئمۃ ات محمد ن الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاماً محمود ان الذی وعدتہ** اسے میری شفاعت ملے گی (قیامت کے روز)۔

فائدہ:۔اس دعا کے لئے مسنون طریقہ ہے کہ ہاتھ نہ اٹھائے جائیں۔کیونکہ نبی کریم ﷺ سے اس دعا کے لئے ہاتھ کا اٹھانا ثابت نہیں۔ اگرچہ عام دعاؤں کے لئے ہاتھ اٹھانا آپ سے ثابت ہے لیکن جب اذان کی دعا کے لئے آپ ﷺ نے ہاتھ نہیں اٹھائے تو اس خاص موقعہ میں بھی وہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے جو آپ ﷺ نے اختیار کیا۔

باب ۲۷۷ . اَلۡاِسۡتِهَامِ فِی الۡاَذَانِ

(۳۵۹) عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوۡ یَعۡلَمُ النَّاسُ مَافِی النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الۡاَوَّلِ ثُمَّ لَایَجِدُوۡنَ اِلَّا اَنۡ یَّسۡتَهِمُوۡا عَلَیۡهِ لَاسۡتَهَمُوۡا وَلَوۡ یَعۡلَمُوۡنَ مَافِی التَّهۡجِیۡرِ لَاسۡتَبَقُوۡٓا اِلَیۡهِ وَلَوۡ یَعۡلَمُوۡنَ مَافِی الۡعَتَمَةِ وَالصُّبۡحِ لَاَتَوۡهُمَا وَلَوۡحَبۡوًا۔

باب ۲۷۷۔اذان کے لئے قرعہ اندازی

(۳۵۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ اذان اور نماز کی پہلی صف میں کتنا زیادہ ثواب ہے اور پھر ان کے لئے سوائے قرعہ اندازی کے اور کوئی راستہ نہ باقی رہتا تو لوگ اس پر قرعہ اندازی کرتے۔اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ نماز کے لئے جلدی آنے میں کتنا زیادہ ثواب ہے تو اس کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے۔اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ عشاء اور صبح کی نماز کا ثواب کتنا زیادہ ہے تو اس کے لئے ضرور آتے خواہ چوتڑوں کے بل گھسٹ کر آنا پڑتا۔

فائدہ:۔کسی نزاع کو ختم کرنے کے لئے قرعہ ڈالنا ہمارے یہاں بھی معتبر ہے لیکن یہ کوئی دلیل شرعی نہیں اور اس کی وجہ سے کسی ایک فریق کو فیصلہ کے ماننے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

باب ۲۷۸ . اَذَانِ الۡاَعۡمٰی اِذَا کَانَ لَه' مَنۡ یُّخۡبِرُهٗ

(۳۶۰) عَنِ ابۡنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا یُؤَذِّنُ بِلَیۡلٍ فَکُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا حَتّٰی یُنَادِیَ ابۡنُ اُمِّ مَکۡتُوۡمٍ قَالَ وَکَانَ رَجُلٌ اَعۡمٰی لَایُنَادِیۡ حَتّٰی یُقَالَ لَه' اَصۡبَحۡتَ اَصۡبَحۡتَ۔

باب ۲۷۸۔اندھے کی اذان جب کہ اسے کوئی وقت بتانے والا ہو

(۳۶۰) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلال (رضی اللہ عنہ) رات میں اذان دیتے ہیں (رمضان کے مہینہ میں) اس لئے تم لوگ کھاتے پیتے رہو تا آنکہ ابن مکتوم (رضی اللہ عنہ) اذان دیں۔کہا کہ وہ نابینا تھے اور اس وقت تک اذان نہیں دیتے تھے جب تک ان سے کہا نہ جاتا کہ صبح ہوگئی، صبح ہوگئی۔

باب ۲۷۹ . اَلۡاَذَانَ بَعۡدَالۡفَجۡرِ

(۳۶۱) عَنۡ حَفۡصَةَ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اعۡتَکَفَ الۡمُؤَذِّنُ لِلصُّبۡحِ وَبَدَاالصُّبۡحُ

باب ۲۷۹۔طلوع فجر کے بعد اذان

(۳۶۱) حضرت حفصہؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب مؤذن صبح کی اذان۔صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد دے چکا ہوتا تو

صَلّٰی رَکْعَتَیْنِ خَفِیْفَتَیْنِ قَبْلَ اَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ۔

آپ دو ہلکی سی رکعتیں پڑھتے، نماز فجر سے پہلے۔

باب ۲۸۰. اَلْاَذَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ

باب ۲۸۰۔ صبح صادق سے پہلے اذان۔

(۳۶۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْد (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَمْنَعَنَّ اَحَدَکُمْ اَوْاَحَدًا مِّنْکُمْ اَذَانُ بِلَالٍ مِّنْ سُحُوْرِهٖ فَاِنَّه' یُؤَذِّنُ اَوْیُنَادِیْ بِلَیْلٍ لِیُرْجِعَ قَآئِمَکُمْ وَلِیُنَبِّهَ نَآئِمَکُمْ وَلَیْسَ اَنْ یَّقُوْلَ الْفَجْرُ اَوِالصُّبْحُ وَقَالَ بِاَصَابِعِهٖ وَرَفَعَهَا اِلٰی فَوْقَ وَّطَأْطَاَ اِلٰی اَسْفَلَ حَتّٰی یَقُوْلَ هٰکَذَا وَقَالَ زُهَیْرٌ بِسَبَّابَتَیْهِ اِحْدٰهُمَا فَوْقَ الْاُخْرٰی ثُمَّ مَدَّهُمَا عَنْ یَّمِیْنِهٖ وَشِمَالِهٖ۔

(۳۶۲) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ بلال کی اذان (طلوع صبح صادق سے پہلے) تمہیں سحری کھانے سے نہ روک دے۔ کیونکہ وہ رات میں اذان دیتے ہیں یا (یہ کہا کہ) نداد یتے ہیں۔ تاکہ جو لوگ جاگے ہوتے ہیں وہ واپس آجائیں (اور اگر کچھ کھانا پینا ہے تو کھا پی لیں) اور جو ابھی سوئے ہوئے ہیں وہ متنبہ ہو جائیں (اور سحری کی ضروریات سے اٹھ کر فراغت حاصل کرلیں) کوئی یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ فجر یا صبح صادق طلوع ہوگئی اور آپ نے اپنی انگلیوں کے اشارہ سے (طلوع صبح کی کیفیت) بتائی۔ انگلیوں کو اوپر کی طرف اٹھایا اور پھر آہستہ سے نیچے لائے اور فرمایا کہ اس طرح (طلوع فجر ہوتی ہے) حضرت زبیرؓ نے انگشت شہادت ایک دوسرے پر رکھی پھر آپ نے انہیں دائیں بائیں جانب پھیلا دیا (یعنی آپ نے بھی طلوع صبح کی کیفیت بیان کی۔

باب ۲۸۱. بَیْنَ کُلِّ اِذَانَیْنِ صَلٰوةٌ لِّمَنْ شَآءَ

باب ۲۸۱۔ ہر دو اذانوں کے درمیان ایک نماز کا فصل ہے اگر کوئی پڑھنا چاہیے

(۳۶۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مُغَفَّلٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوةٌ بَیْنَ کُلِّ اَذَانَیْنِ صَلٰوةٌ ثُمَّ قَالَ فِی الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ۔

(۳۶۳) حضرت عبداللہ بن مغفلؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر دو اذانوں (اذان واقامت) کے درمیان ایک نماز کا فصل ہے۔ ہر دو اذانوں کے درمیان ایک نماز کا فصل ہے۔ پھر تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی پڑھنا چاہے۔

فائدہ۔ گویا اس آخری جملہ سے یہ واضح کر دیا گیا کہ جو بار بار تاکید کی جارہی ہے اس سے منشاء اس نماز کو ضروری قرار دینا نہیں ہے بلکہ صرف استحباب کی تاکید ہے۔

باب ۲۸۲. مَنْ قَالَ لِیُؤَذِّنْ فِی السَّفَرِ مُؤَذِّنٌ وَّاحِدٌ

باب ۲۸۲۔ جو یہ کہتے ہیں کہ سفر میں ایک ہی مؤذن اذان دے

(۳۶۴) عَنْ مَّالِكِ ابْنِ الْحُوَیْرِث (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَفَرٍ مِّنْ قَوْمِیْ فَاَقَمْنَا عِنْدَه' عِشْرِیْنَ لَیْلَةً وَّکَانَ رَحِیْمًا رَّفِیْقًا فَلَمَّا رَاٰی شَوْقَنَا اِلٰی اَهْلِیْنَا قَالَ ارْجِعُوْا فَکُوْنُوْا فِیْهِمْ وَعَلِّمُوْهُمْ وَصَلُّوْا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْیُؤَذِّنْ لَکُمْ اَحَدُکُمْ وَلْیَؤُمَّکُمْ اَکْبَرُکُمْ۔

(۳۶۴) حضرت مالک بن حویرثؓ نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے قوم کے چند افراد کے ساتھ حاضر ہوا۔ میں نے آپ کی خدمت میں بیس دن تک قیام کیا آپ ﷺ بڑے رحم دل اور رقیق القلب تھے جب آپ نے ہمارے اپنے گھر پہنچنے کے اشتیاق کو محسوس کرلیا تو آپ نے ہم سے فرمایا کہ تم جاسکتے ہو وہاں جا کر تم اپنی قوم کو دین سکھاؤ اور نماز پڑھو جب نماز کا وقت ہو جائے تو کوئی ایک شخص اذان دے اور جو

تم میں سب سے بڑا ہو وہ امامت کرے۔

باب ۲۸۳. اَلْاَذَانِ لِلْمُسَافِرِ اِذَا كَانُوْا جَمَاعَةً وَّالْاِقَامَةِ

باب ۲۸۳۔ مسافروں کے لئے اذان اور اقامت جب کہ بہت سے لوگ ساتھ ہوں۔

(٣٦٥)عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنهما)اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُ مُؤَذِّنًا. يُؤَذِّنُ ثُمَّ يَقُوْلُ عَلٰى اَثَرِهِ اَلَا صَلُّوْا فِى الرِّحَالِ فِى اللَّيْلَةِ الْبَارِدَةِ اَوِ الْمَطِيْرَةِ فِى السَّفَرِ۔

(۳۶۵) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ مؤذن سے اذان کے لئے فرماتے تھے اور یہ بھی کہ مؤذن اذان کے بعد یہ کہہ دے کہ اپنی قیام گاہوں میں نماز پڑھ لیں۔ یہ سفر کی حالت میں یا سرد برسات کی راتوں میں ہوتا تھا۔

باب ۲۸۴. قَوْلِ الرَّجُلِ فَاتَتْنَا الصَّلٰوةُ

باب ۲۸۴۔ کسی شخص کا یہ کہنا کہ نماز نے ہمیں چھوڑ دیا

(٣٦٦)عَنْ اَبِى قَتَادَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّىْ مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ سَمِعَ جَلَبَةَ رِجَالٍ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ مَاشَاْنُكُمْ قَالُوْا اسْتَعْجَلْنَا اِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ فَلَا تَفْعَلُوْا اِذَا اَتَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔

(۳۶۶) حضرت ابوقتادہؓ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے آپ نے کچھ لوگوں کے چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سنی۔ نماز کے بعد دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم نماز کے لئے جلدی کر رہے تھے۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو۔ جب نماز کے لئے آؤ تو وقار اور سکون کو ملحوظ رکھو نماز کا جو حصہ مل جائے اسے پڑھو اور جو چھوٹ جائے اسے (بعد میں) پورا کرلو۔

فائدہ:۔ اس حدیث کے آخری ٹکڑے میں نبی کریم ﷺ نے صرف یہی ارشاد فرمایا کہ اگر تم نماز کو نہ پاسکو یہ نہیں کہ نماز تمہیں اگر چھوڑ دے یا نہ مل سکے۔ گویا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ گفتگو کا ایک ادب بتا رہے ہیں کہ چھوڑنے والا خود انسان ہے نماز کسی کو اپنے فیض سے محروم نہیں کرنا چاہتی۔

باب ۲۸۵. مَتٰى يَقُوْمُ النَّاسُ اِذَا رَاَوُا الْاِمَامَ عِنْدَ الْاِقَامَةِ.

باب ۲۸۵۔ اقامت کے وقت جب لوگ امام کو دیکھیں تو کب کھڑے ہوں۔

(٣٦٧)عَنْ اَبِى قَتَادَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْنِىْ۔

(۳۶۷) حضرت ابوقتادہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے اقامت کہی جائے تو اس وقت تک نہ کھڑے ہو جب تک مجھے دیکھ نہ لو۔

باب ۲۸۶. اَلْاِمَامُ تَعْرِضُ لَهُ الْحَاجَةُ بَعْدَ الْاِقَامَتِ

باب ۲۸۶۔ اقامت کہی جا چکی اور اس کے بعد امام کو کوئی ضرورت پیش آئے۔

(٣٦٨)عَنْ اَنَسِ (بن مالك)رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ وَالنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَاجِىْ رَجُلًا فِىْ جَانِبِ الْمَسْجِدِ فَمَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ ۔

(۳۶۸) حضرت انسؓ نے حدیث بیان کی کہ نماز کے لئے اقامت ہو چکی تھی اور نبی کریم ﷺ کسی شخص سے مسجد کے ایک کنارے آہستہ آہستہ گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نماز کے لئے جب تشریف لائے تو لوگ سو رہے تھے۔

باب ۲۸۷. وُجُوْبِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ

باب ۲۸۷۔ نماز باجماعت کا وجوب

(٣٦٩)عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) اَنَّ

(۳۶۹) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَ بِحَطَبٍ لِيُحْطَبَ ثُمَّ اٰمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَيُؤَذَّنَ لَهَا ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا فَيَؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اُخَالِفَ اِلٰى رِجَالٍ فَاُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوْتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَوْيَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اَنَّهٗ يَجِدُ عِرْقًا سَمِيْنًا اَوْمِرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ لَشَهِدَ الْعِشَآءَ۔

ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میں نے ارادہ کرلیا تھا کہ لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دے دوں اور پھر نماز کے لئے کہوں۔ اس کے لئے اذان دی جائے اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کریں لیکن میں ان لوگوں کی طرف جاؤں (جو نماز با جماعت کے لئے نہیں آتے) پھر انہیں ان کے گھروں سمیت جلا دوں اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر یہ جماعت میں نہ شریک ہونے والے اتنی بات جان لیں کہ انہیں ایک اچھے قسم کی گوشت والی ہڈی مل جائے گی یا دو عمدہ کھریں (کھانے کے لئے) مل جائیں گی تو یہ عشاء کی جماعت کے لئے ضرور آئیں۔

فائدہ:۔عموماً جماعت میں حاضر نہ ہونے والے منافقین ہوتے تھے اور اس حدیث میں ان ہی کو تہدید کی جا رہی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز باجماعت کی اسلام کی نظر میں کتنی اہمیت ہے حنفیہ کے نزدیک بھی نماز باجماعت واجب ہے اور بعض نے سنت مؤکدہ بھی کہا ہے۔

باب ۲۸۸. فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ

باب ۲۸۸۔نماز باجماعت کی فضیلت۔

(۳۷۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً۔

(۳۷۰) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جماعت کے ساتھ نماز تنہا نماز پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ افضل ہے۔

فائدہ:۔حضرت ابو ہریرہؓ کی (آنے والی) حدیث میں پچیس درجہ اور ابن عمرؓ کی حدیث میں ستائیس درجہ زیادہ ثواب باجماعت نماز میں بتایا گیا بعض محدثین نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابن عمرؓ کی روایت زیادہ قوی ہے۔اس لئے عدد سے متعلق اس روایت کو ترجیح ہوگی۔لیکن اس سلسلے میں زیادہ صحیح مسلک یہ ہے کہ دونوں کو صحیح تسلیم کیا جائے۔باجماعت نماز بذات خود واجب یا سنت مؤکدہ ہے۔ایک فضیلت کی وجہ تو یہی ہے۔پھر باجماعت نماز پڑھنے والوں کے؛ خلاص وتقویٰ میں بھی تفاوت ہوگا اور ثواب بھی اسی کے مطابق کم وبیش ملے گا۔اس کے علاوہ کلام عرب میں یہ اعداد کثرت کے اظہار کے مواقع پر بولے جاتے ہیں۔گویا مقصود صرف ثواب کی زیادتی کو بتانا تھا۔

باب ۲۸۹. فَضْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فِيْ جَمَاعَةٍ

باب ۲۸۹۔فجر کی نماز باجماعت پڑھنے کی فضیلت

(۳۷۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تَفْضُلُ صَلٰوةُ الْجَمِيْعِ صَلٰوةَ اَحَدِكُمْ وَحْدَهٗ بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِيْنَ جُزْءًا وَّتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلٰئِكَةُ النَّهَارِ فِيْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا۔

(۳۷۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا۔آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ باجماعت نماز تنہا پڑھنے سے پچیس گناہ زیادہ افضل ہے اور رات اور دن کے ملائکہ فجر کی نماز کے وقت جمع ہوتے ہیں۔پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو۔(ترجمہ) فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا پیش ہوگا۔

(۳۷۲) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْظَمُ النَّاسِ اَجْرًا فِي الصَّلٰوةِ اَبْعَدُهُمْ فَاَبْعَدُهُمْ مَمْشًى وَالَّذِيْ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْاِمَامِ

(۳۷۲) حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نماز میں اجر کے اعتبار سے سب سے بڑھ کر وہ شخص ہوتا ہے جو (مسجد میں نماز کے لئے) زیادہ دور سے آئے اور وہ شخص جو نماز کے انتظار میں بیٹھا رہتا

اَعۡظَمُ اَجۡرًا مِّنَ الَّذِیۡ یُصَلِّیۡ ثُمَّ یَنَامُ۔

ہے اور پھر امام کے ساتھ پڑھتا ہے اس شخص سے اجر میں بڑھ کر ہے جو (پہلے ہی) پڑھ کر سو جاتا ہے۔

باب ۲۹۰ . فَضۡلِ التَّھۡجِیۡرِ اِلَی الظُّھۡرِ

(۳۷۳) عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡه) اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیۡنَمَا رَجُلٌ یَّمۡشِیۡ بِطَرِیۡقٍ وَّجَدَ غُصۡنَ شَوۡکٍ عَلَی الطَّرِیۡقِ فَاَخَّرَہٗ فَشَکَرَ اللّٰہُ لَہٗ فَغَفَرَ لَہٗ ثُمَّ قَالَ الشُّھَدَآءُ خَمۡسَۃٌ اَلۡمَطۡعُوۡنُ وَالۡمَبۡطُوۡنُ وَالۡغَرِیۡقُ وَصَاحِبُ الۡھَدۡمِ وَالشَّھِیۡدُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ۔

وَقَالَ لَوۡ یَعۡلَمُ النَّاسُ مَافِی النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الۡاَوَّلِ ثُمَّ لَمۡ یَجِدُوۡآ اِلَّآ اَنۡ یَّسۡتَھِمُوۡا عَلَیۡہِ لَاسۡتَھَمُوۡا عَلَیۡہِ وَلَوۡ یَعۡلَمُوۡنَ مَافِی التَّھۡجِیۡرِ لَاسۡتَبَقُوۡا اِلَیۡہِ وَلَوۡ یَعۡلَمُوۡنَ مَافِی الۡعَتَمَۃِ وَالصُّبۡحِ لَاَتَوۡھُمَا وَلَوۡ حَبۡوًا۔

باب ۲۹۰۔ ظہر کی نماز اول وقت میں پڑھنے کی فضیلت

(۳۷۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص کہیں جا رہا تھا۔ راستے میں اس نے کانٹوں بھری ایک شاخ دیکھی اور اسے راستے سے ہٹا دیا اللہ تعالیٰ (صرف اسی بات پر) اس سے خوش ہو گیا اور اس کی مغفرت کر دی۔ پھر آپ نے فرمایا کہ شہداء پانچ قسم کے ہوتے ہیں طاعون میں مرنے والے، پیٹ کی بیماری (ہیضے وغیرہ) میں مرنے والے،۔ڈوب جانے والے، دب کر مرنے والے (دیوار وغیرہ کسی بھی چیز سے) اور خدا کے راستے میں (جہاد کرتے ہوئے) شہید ہونے والے آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں شریک ہونے کا ثواب کتنا زیادہ ہے اور پھر اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ ہو کہ قرعہ اندازی کی جائے تو لوگ قرعہ اندازی پر مصر ہوا کریں۔ اور اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ نماز اول وقت پڑھ لینے کے فضائل کتنے عظیم الشان ہیں تو اس کیلئے ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کریں اور اگر یہ جان جائیں کہ عشاء اور صبح کی نماز کے فضائل کتنے عظیم الشان ہیں، تو سرین کے بل گھسٹ کر آئیں۔

فائدہ:۔ اس متن میں تین احادیث کو ایک ساتھ جمع کر دیا گیا ہے۔ ایک وہ واقعہ جس میں راستے سے کانٹے کی شاخ ہٹانے پر مغفرت ہوئی۔ دوسری شہداء کے اقسام پر مشتمل۔ تیسری اذان اور نماز وغیرہ کی ترغیب سے متعلق۔ لیکن راوی نے سب کو ایک ساتھ جمع کر دیا ہے۔ امام بخاری رحمۃ علیہ نے اس حدیث کو یہاں اس لئے بیان کیا ہے کہ اس میں اول وقت میں نماز پڑھنے کی بھی ترغیب موجود ہے لیکن امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ خود اس سے پہلے ظہر کی نماز سے متعلق گرمیوں میں ٹھنڈے وقت پڑھنے کی حدیث لکھ چکے ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مسلک اسی کے مطابق ہے کسی حدیث کے عموم کی وجہ سے یہ نہ کہہ دینا چاہئے کہ ساری نمازیں اول وقت میں پڑھنی مستحب ہیں۔

باب ۲۹۱ . اِحۡتِسَابُ الۡاٰثَارِ

(۳۷٤) عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ بَنِیۡ سَلَمَۃَ اَرَادُوۡآ اَنۡ یَّتَحَوَّلُوۡا عَنۡ مَّنَازِلِھِمۡ فَیَنۡزِلُوۡا قَرِیۡبًا مِّنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ فَکَرِہَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَنۡ یَّعۡرُوا الۡمَدِیۡنَۃَ فَقَالَ اَلَا تَحۡتَسِبُوۡنَ اٰثَارَکُمۡ۔

باب ۲۹۱۔ ہر قدم پر ثواب

(۳۷۴) حضرت انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی کہ بنو سلمہ نے اپنے مکانات سے منتقل ہونا چاہا تا کہ نبی کریم ﷺ سے قریب کہیں رہائش اختیار کریں۔ آنحضور ﷺ نے اس رائے کو پسند نہیں فرمایا کہ اپنی آبادیوں کو ویرانہ بنا کر یہ لوگ مدینہ میں بس جائیں اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ (مسجد نبوی میں آتے ہوئے) ہر قدم پر ثواب کی نیت رکھا کرو۔

فائدہ:۔ آنحضور ﷺ چاہتے تھے کہ مدینہ کے قرب و جوار کے علاقے بھی آباد رہیں۔ اسی لئے بنی سلمہ کی اس رائے کو آپ ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔ دین اسلام اپنے ماننے والوں کی زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے۔ دنیا میں انسان کوئی بھی کام کرے وہ اچھا ہو گا یا برا......

اچھے کاموں کے تمام متعلقات پر بھی خدا کی بارگاہ میں اجر وثواب ملتا ہے۔ ایک شخص جہاد کے لئے اگر گھوڑا پالے۔ تو گھوڑے کے کھانے پینے، پیشاب پاخانے، ہر ہی چیز پر اجر ملے گا بشرطیکہ نیت خالص ہو۔ اسی طرح یہاں بتایا گیا ہے کہ نماز کے ارادے سے چلنے والے کے ہر نشان قدم پر اجر وثواب ہے اس لئے جتنی دور سے کوئی آئے گا ثواب بھی اتنا ہی زیادہ پائے گا۔

باب ۲۹۲۔ فَضْلِ صَلٰوۃِ الْعِشَآءِ فِی الْجَمَاعَةِ

(۳۷۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ صَلٰوةٌ اَثْقَلَ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ مِنَ الْفَجْرِ وَالْعِشَآءِ وَلَوْ یَعْلَمُوْنَ مَافِیْهِمَا لَاَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اٰمُرَالْمُؤَذِّنَ فَیُقِیْمَ ثُمَّ اٰمُرَ رَجُلًا یَّؤُمَّ النَّاسَ ثُمَّ اٰخُذُ شُعَلًا مِّنْ نَّارٍ فَاُحَرِّقَ عَلٰی مَنْ لَّا یَخْرُجُ اِلَی الصَّلٰوةِ بَعْدُ۔

باب ۲۹۲۔ عشاء کی نماز با جماعت کی فضیلت

(۳۷۵) حضرت ابو ہریرہؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ منافقوں پر فجر اور عشاء کی نماز سے زیادہ اور کوئی نماز گراں نہیں اور اگر انہیں معلوم ہوتا کہ ان کا ثواب کتنا زیادہ ہے تو سرین کے بل گھسٹ کر آتے۔ میرا تو ارادہ ہو گیا تھا کہ مؤذن سے کہوں کہ وہ اقامت کہے پھر کسی کو نماز پڑھانے کے لئے کہوں اور خود آگ کے شعلے لے کر ان سب کے گھروں کو جلا دوں جو ابھی تک نماز کے لئے نہیں آئے ہوں۔

باب ۲۹۳۔ مَنْ جَلَسَ فِی الْمَسْجِدِ یَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ

(۳۷۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَبْعَةٌ یُظِلُّهُمُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَاظِلَّ اِلَّاظِلُّه' اَلْاِمَامُ الْعَادِلُ وَشَابٌّ نَشَاَفِیْ عِبَادَةِ رَبِّهٖ وَرَجُلٌ قَلْبُه' مُعَلَّقٌ فِی الْمَسَاجِدِ وَرَجُلَانِ تَحَابَّا فِی اللّٰهِ اجْتَمَعَا عَلَیْهِ وَتَفَرَّقَا عَلَیْهِ وَرَجُلٌ طَلَبَتْهُ ذَاتُ مَنْصَبٍ وَّجَمَالٍ فَقَالَ اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰهَ وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ اِخْفَآءً حَتّٰی لَاتَعْلَمَ شِمَالُه' مَاتُنْفِقُ یَمِیْنُه' وَرَجُلٌ ذَکَرَاللّٰهَ خَالِیًا فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ۔

باب ۲۹۳۔ جو شخص مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھے، اور مساجد کی فضیلت

(۳۷۶) حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سات طرح کے لوگ ہوں گے جنہیں خدا اس دن اپنے سایہ میں جگہ دے گا۔ جب اس سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ عادل حکمران، نو جوان جو اپنے رب کی عبادت میں پھلا پھولا۔ ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے۔ دو ایسے شخص جو خدا کے لئے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد ہی یہی ہے۔ وہ شخص جسے کسی باعزت اور حسین عورت نے بلایا (برے ارادہ سے) لیکن اس نے کہہ دیا کہ میں خدا سے ڈرتا ہوں۔ وہ شخص جو صدقہ کرتا ہے اور اتنے پوشیدہ طریقہ پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں کہ داہنے نے کیا خرچ کیا۔ اور وہ شخص جس نے تنہائی میں خدا کی یاد کی اور (بے ساختہ) آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

باب ۲۹۴۔ فَضْلِ مَنْ غَدَا اِلَی الْمَسْجِدِ وَمَنْ رَّاحَ

(۳۷۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ غَدَآ اِلَی الْمَسْجِدِ اَوْرَاحَ اَعَدَّاللّٰهُ لَه' نُزُلَه' مِنَ الْجَنَّةِ کُلَّمَا غَدَا اَوْرَاحَ۔

باب ۲۹۴۔ مسجد میں بار بار آنے جانے کی فضیلت

(۳۷۷) حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص مسجد میں بار بار حاضری دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جنت میں مہمان نوازی ہر ہر آنے اور جانے کی تعداد کے مطابق کریں گے۔

باب ۲۹۵۔ اِذَا اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَکْتُوْبَةَ

(۳۷۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكِ بْنِ بُحَیْنَةَ قَالَ اَنَّ

باب ۲۹۵۔ اقامت کے بعد فرض نماز کے سوا اور کوئی نماز نہ پڑھی چاہئے

(۳۷۸) حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاٰی رَجُلًا وَّقَدْ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ یُصَلِّیْ رَکْعَتَیْنِ فَلَمَّا انْصَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاثَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ آلصُّبْحَ اَرْبَعًا آلصُّبْحُ اَرْبَعًا۔

رسول اللہ ﷺ کی نظر ایک ایسے شخص پر پڑی جو اقامت کے بعد دو رکعت نماز پڑھ رہا تھا۔ آنحضور ﷺ جب نماز سے فارغ ہوگئے تو لوگ اس شخص کے اردگرد جمع ہوگئے اور آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ کیا صبح کی بھی چار رکعتیں ہوگئیں؟ کیا صبح کی بھی چار رکعتیں ہوگئیں؟

فائدہ:۔ اس حدیث سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرض نماز کی اقامت کے بعد سنت جائز ہی نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ ظواہر نے اسی حدیث کی بنا پر یہ کہا ہے کہ اگر کوئی شخص سنتیں پڑھ رہا تھا کہ اتنے میں فرض کی اقامت ہوگئی تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ لیکن ائمہ اربعہ میں کوئی بھی اس کا قائل نہیں۔ جمہور کا مسلک یہ ہے کہ اقامت فرض کے بعد سنت نہ شروع کرنی چاہئے البتہ فجر کی سنتوں کے سلسلے میں اختلاف ہے امام ابو حنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ اگر نماز شروع ہوچکی ہے اور کم از کم ایک رکعت ملنے کی توقع ہے تو مسجد سے باہر فجر کی دو سنت رکعتوں کو پڑھ لینا چاہئے ۔اصل بات یہ ہے کہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم کے مطابق ائمہ اربعہ میں سے کسی کا بھی مسلک نہیں۔ اس لئے یہ ایک اجتہادی مسئلہ بن گیا ۔ چونکہ احادیث میں ہے کہ جس نے ایک رکعت باجماعت پالی اسے جماعت کا ثواب ملے گا۔ غالباً اسی حدیث کے پیش نظر امام ابوحنیفہؒ نے ایک رکعت پالینے کی قید لگائی۔ پھر بعد میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں بھی توسیع کردی اور فرمایا کہ اگر قعدۂ اخیرہ میں امام کو پانے کی امید ہو پھر بھی فجر کی سنت پڑھنی چاہئے۔ اب تک یہ صورت تھی کہ فجر کی یہ سنت مسجد سے باہر پڑھی جائے لیکن بعد میں مشائخ حنفیہ نے اس میں بھی توسع سے کام لیا اور کہا کہ مسجد کے اندر کسی ایک طرف جماعت سے دور کھڑے ہوکر بھی یہ رکعتیں پڑھی جاسکتی ہیں۔

باب ۲۹۶ . حَدُّ الْمَرِیْضِ اَنْ یَّشْهَدَ الْجَمَاعَةَ

(۳۷۹) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْها) قَالَتْ لَمَّا مَرِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَرَضَهُ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَاُذِّنَ فَقَالَ مُرُوْآ اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقِیْلَ لَهٗ اِنَّ اَبَابَکْرٍ رَجُلٌ اَسِیْفٌ اِذَا قَامَ مَقَامَكَ لَمْ یَسْتَطِعْ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ وَاَعَادَ فَاَعَادُوْا لَهٗ فَاَعَادَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اِنَّکُنَّ صَوَاحِبُ یُوْسُفَ مُرُوْا اَبَابَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ فَخَرَجَ اَبُوْبَکْرٍ یُّصَلِّیْ فَوَجَدَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَّفْسِه خِفَّةً فَخَرَجَ یُهَادٰی بَیْنَ رَجُلَیْنِ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رِجْلَیْهِ تَخُطَّانِ الْاَرْضَ مِنَ الْوَجَعِ فَاَرَادَ اَبُوْبَکْرٍ اَنْ یَّتَاَخَّرَ فَاَوْمَآ اِلَیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ مَّکَانَكَ ثُمَّ اُتِیَ بِهٖ حَتّٰی جَلَسَ اِلٰی جَنْبِهٖ۔

(وَفِیْ رِوَایَةٍ) جَلَسَ عَنْ یَّسَارِ اَبِیْ بَکْرٍ فَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ یُّصَلِّیْ قَآئِمًا۔

باب ۲۹۶۔ مریض کب تک جماعت میں حاضر ہوتا رہے گا

(۳۷۹) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے مرض الوفات میں جب نماز کا وقت ہوا اور آپ کو اطلاع دی گئی تو فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اس وقت آپ ﷺ سے کہا گیا کہ ابوبکرؓ بڑے رقیق القلب ہیں اگر آپ ﷺ کی جگہ کھڑے ہوئے تو نماز پڑھانا اس کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ آپ ﷺ نے پھر وہی فرمایا اور سابقہ معذرت آپ ﷺ کے سامنے پھر دہرادی گئی۔ تیسری مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ بالکل صواحب یوسف (زلیخا) کی طرح ہو (کہ دل میں کچھ ہے اور ظاہر کچھ اور کررہی ہو) ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ پھر ابوبکرؓ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لائے۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ نے مرض میں کچھ کمی محسوس کی اور دو آدمیوں کا سہارا لے کر باہر تشریف لے گئے۔ گویا میں اس وقت آپ کے قدموں کو دیکھ رہی ہوں کہ تکلیف کی وجہ سے لڑکھڑا رہے ہیں۔ ابوبکرؓ نے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں۔ لیکن آنحضور ﷺ نے اشارہ سے انہیں اپنی جگہ پر رہنے کے لئے کہا۔ پھر ان کے قریب آئے اور پہلو میں بیٹھ گئے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ آنحضور ﷺ، حضرت

ابوبکرؓ کے بائیں طرف بیٹھے اور ابوبکرؓ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

(۳۸۰)عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاشْتَدَّ وَجْعُه' اسْتَاذَنَ اَزْوَاجَه' اَنْ يُمَرَّضَ فِيْ بَيْتِيْ فَاَذِنَّ لَه'

(۳۸۰)ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ بہت بیمار ہو گئے اور تکلیف زیادہ بڑھ گئی تو اپنی ازواج سے اس کی اجازت لی کہ مرض کے ایام میرے گھر میں گذاریں۔ ازواج نے اس کی آپ ﷺ کو اجازت دے دی۔

باب۲۹۷ . هَلْ يُصَلِّى الْاِمَامُ بِمَنْ حَضَرَ وَهَلْ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْمَطَرِ .

باب ۲۹۷۔ کیا جو لوگ آ گئے ہیں انہیں کے ساتھ امام نماز پڑھ لے گا اور کیا بارش میں جمعہ کے دن خطبہ دے گا

(۳۸۱)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ رَدْغٍ فَاَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَلَمَّا بَلَغَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ قُلِ الصَّلٰوةُ فِي الرِّحَالِ فَنَظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ كَاَنَّهُمْ اَنْكَرُوْا فَقَالَ كَاَنَّكُمْ اَنْكَرْتُمْ هٰذَآ اِنَّ هٰذَا فَعَلَه' مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا عَزْمَةٌ وَاِنِّيْ كَرِهْتُ اَنْ اُحْرِجَكُمْ ۔

(۳۸۱)حضرت عبداللہ بن حارثؓ نے فرمایا کہ ہمیں ایک دن ابن عباسؓ نے جب کہ بارش کی وجہ سے کیچڑ ہو رہا تھا خطبہ دیا پھر مؤذن کو حکم دیا اور جب وہ حی علی الصلوٰۃ پر پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ کہو آج لوگ نماز اپنی قیام گاہوں پر پڑھ لیں لوگ ایک دوسرے کو (حیرت کی وجہ سے) دیکھنے لگے جیسے اس بات میں کچھ اجنبیت محسوس کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ اس بات میں کچھ اجنبیت محسوس کر رہے ہو۔ ایسا تو مجھ سے بہتر ذات یعنی رسول اللہ ﷺ نے بھی کیا تھا اور میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ تمہیں باہر نکالوں (اور تکلیف میں مبتلا کروں)۔

(۳۸۲)عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اِنِّيْ لَآاَسْتَطِيْعُ الصَّلٰوةَ مَعَكَ وَكَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَصَنَعَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَدَعَاهُ اِلٰى مَنْزِلِه فَبَسَطَ لَه' حَصِيْرًا وَّنَضَحَ طَرَفَ الْحَصِيْرِ فَصَلّٰى عَلَيْهِ رَكْعَتَيْنِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اٰلِ الْجَارُوْدِ لِاَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الضُّحٰى قَالَ مَارَاَيْتُه' صَلَّاهَا اِلَّا يَوْمَئِذٍ۔

(۳۸۲)حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ انصار میں سے کسی نے عذر پیش کیا کہ میں آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہ ہو سکا کروں گا۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے لئے کھانا تیار کیا اور آپ ﷺ کو اپنے گھر پر دعوت دی۔ انہوں نے ایک چٹائی بچھا دی اور اس کے ایک کنارہ کو دھو دیا۔ آنحضور ﷺ نے اس پر دو رکعتیں پڑھیں۔ آل جارود کے ایک شخص نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا نبی کریم ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اس دن کے سوا اور کبھی میں نے آپ ﷺ کو پڑھتے نہیں دیکھا۔

باب۲۹۸ . اِذَا حَضَرَ الطَّعَامُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ

باب ۲۹۸۔ ادھر کھانا حاضر ہے اور اقامت صلوٰۃ بھی ہو رہی ہے

(۳۸۳)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قُدِّمَ الْعَشَآءُ فَابْدَؤُا بِه قَبْلَ اَنْ تُصَلُّوْا صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوْا عَنْ عَشَآئِكُمْ۔

(۳۸۳)حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کھانا حاضر کر دیا گیا تو مغرب کی نماز سے پہلے کھانا کھا لینا چاہئے اور کھانے میں بے مزہ بھی نہ ہونا چاہئے۔

باب۲۹۹ . مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَهْلِه فَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَخَرَجَ

باب ۲۹۹۔ آدمی جو اپنے گھر کی ضروریات میں مصروف تھا کہ اقامت ہوئی اور وہ نماز کے لئے باہر آ گیا

(۳۸۴)عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّهَا سُئِلَتْ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى

(۳۸۴)حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ ﷺ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ قَالَتْ كَانَ يَكُوْنُ فِي مَهْنَةِ اَهْلِهِ تَعْنِي خِدْمَةَ اَهْلِهِ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجَ اِلَى الصَّلٰوةِ۔

اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ اپنے گھر کے معمولی کام کاج خود ہی کیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو فورا نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

باب ۳۰۰. مَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ وَهُوَلَا يُرِيْدُ اِلَّا اَنْ يُعَلِّمَهُمْ صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُنَّتَه‘

باب ۳۰۰۔ جوشخص نماز پڑھائے اور مقصد صرف لوگوں کو نبی کریم ﷺ کی نماز اور آپ کے طریقے سکھانا ہو۔

(۳۸۵) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِؓ قَالَ اِنِّي لَاُصَلِّي بِكُمْ وَمَااُرِيْدُ الصَّلٰوةَ اُصَلِّي كَيْفَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي۔

(۳۸۵) حضرت مالک بن حویرثؓ نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کو نماز پڑھاؤں گا۔ میرا مقصد اس سے صرف یہ ہے کہ تمہیں نماز کا وہ طریقہ بتادوں جس طرح نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے تھے۔

باب ۳۰۱. اَهْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَةِ

باب ۳۰۱۔ اہل علم وفضل امامت کے زیادہ مستحق ہیں۔

(۳۸۶) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) اَنَّهَا قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ مُرُوْآ اَبَابَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ قُلْتُ اِنَّ اَبَابَكْرٍاِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَآءِ فَمُرْ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ قُلْتُ لِحَفْصَةَ قُوْلِي لَه‘ اِنَّ اَبَابَكْرٍاِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمُرْعُمَرَ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَفَعَلَتْ حَفْصَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّىاللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَه اِنَّكُنَّ لَاَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوْسُف مُرُوْا اَبَابَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَة۔ مَاكُنْتُ لِاُصِيْبَ مِنْكِ خَيْرًا۔

(۳۸۶) ام المؤمنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مرض الوفات میں فرمایا کہ ابوبکر سے نماز پڑھنے کے لئے کہو۔ عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ ابوبکر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو کثرت گریہ سے (قرآن مجید) سنا نہ سکیں گے۔ اس لئے آپ ﷺ عمرؓ سے کہئے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ آپ فرماتی تھیں کہ میں نے حفصہؓ سے کہا کہ وہ کہیں کہ اگر ابوبکر آپ کی جگہ کھڑے ہوئے تو گریہ وزاری کی وجہ سے لوگوں کو سنا نہ سکیں گے اس لئے عمرؓ سے کہئے کہ وہ نماز پڑھائیں۔ حفصہؓ (ام المؤمنین اور حضرت عمرؓ کی صاحبزادی) نے اسی طرح کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ چپ رہو۔ تم صواحب یوسف کی طرح ہو۔ ابوبکرؓ سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں۔ بعد میں حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا میں نے کبھی تم سے بھلائی نہیں دیکھی۔

فائدہ:۔ اس واقعہ سے متعلق احادیث میں ''صواحب یوسف'' کا لفظ آتا ہے۔ صواحب صاحبۃ کی جمع ہے لیکن یہاں مراد صرف زلیخا ہے اسی طرح حدیث میں ''انتن'' کی ضمیر جمع کے لئے استعمال ہوتی ہے لیکن یہاں بھی صرف ایک ذات عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد ہے۔ یعنی زلیخا نے عورتوں کے اعتراض کے سلسلے کو بند کرنے کے لئے انہیں بظاہر دعوت دی اور اکرام واعزاز کیا لیکن مقصد صرف یوسف علیہ السلام کو دکھانا تھا۔ کہ تم مجھے کیا ملامت کرتی ہو۔ بات ہی کچھ ایسی ہے کہ میں مجبور ہوں۔ جس طرح اس موقعہ پر زلیخا نے اپنے دل کی بات چھپائے رکھی تھی۔ حضرت عائشہ بھی جن کی دلی تمنا یہی تھی کہ ابوبکر نماز پڑھائیں لیکن آنحضور ﷺ سے مزید توثیق کے لئے ایک دوسرے عنوان سے بار بار پچھواتی تھیں۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے ابتداء میں غالباً بات نہیں سمجھی ہوگی اور بعد میں جب آنحضور ﷺ نے زور دیا تو وہ بھی حضرت عائشہ کا مقصد سمجھ گئیں اور فرمایا کہ میں تم سے کبھی بھلائی کیوں دیکھنے لگی۔

(۳۸۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ اَبَابَكْرٍ كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ فِي وَجْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيْهِ

(۳۸۷) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ کے مرض الوفات میں ابوبکر صدیقؓ، نماز پڑھاتے تھے۔ دوشنبہ کے دن جب

حَتّٰی اِذَا کَانَ یَوْمُ الْاِثْنَیْنِ وَهُمْ صُفُوْفٌ فِی الصَّلٰوةِ فَکَشَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الْحُجْرَةِ یَنْظُرُ اِلَیْنَا وَهُوَ قَائِمٌ کَاَنَّ وَجْهَهٗ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ یَضْحَكُ فَهَمَمْنَا اَنْ نَّفْتَتِنَ مِنَ الْفَرَحِ بِرُؤْیَةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَنَکَصَ اَبُوْبَکْرٍ عَلٰی عَقِبَیْهِ لِیَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَارِجٌ اِلَی الصَّلٰوةِ فَاَشَارَ اِلَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتِمُّوْا صَلٰوتَکُمْ وَاَرْخَی السِّتْرَ فَتُوُفِّیَ مِنْ یَّوْمِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

لوگ نماز میں صف باندھے کھڑے تھے تو آنحضور ﷺ حجرہ کا پردہ ہٹائے کھڑے کھڑے ہماری طرف دیکھ رہے تھے۔ چہرۂ مبارک قرطاس ابیض کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ آپ ﷺ خوشی سے مسکرا دیئے۔ ہمیں اتنی مسرت وبیخودی ہوئی کہ خطرہ ہو گیا تھا کہ کہیں ہم سب نبی کریم ﷺ کو دیکھنے میں نہ مشغول ہو جائیں (نماز پڑھتے میں) ابوبکرؓ رجعت قہقری کر کے صف کے ساتھ آملنا چاہتے تھے۔ انہوں نے سمجھا کہ نبی کریم ﷺ نماز کے لئے تشریف لائیں گے۔ لیکن آپ ﷺ نے ہمیں اشارہ کیا کہ نماز پوری کرو۔ پھر پردہ ڈال دیا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات اسی دن ہوئی۔

باب ۳۰۲. مَنْ دَخَلَ لِیَؤُمَّ النَّاسَ فَجَآءَ الْاِمَامُ الْاَوَّلُ فَتَاَخَّرَ الْاَوَّلُ اَوْلَمْ یَتَاَخَّرْ

باب ۳۰۲۔ جو لوگوں کو نماز پڑھا رہا تھا کہ پہلے امام بھی آ گئے اب یہ پہلے آنے والے پیچھے ہٹیں یا نہ ہٹیں،

(۳۸۸) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِیِّ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ اِلٰی بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِیُصْلِحَ بَیْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَآءَ الْمُؤَذِّنُ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ اَتُصَلِّیْ لِلنَّاسِ فَاُقِیْمَ قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰی اَبُوْبَکْرٍ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِی الصَّلٰوةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰی وَقَفَ فِی الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ لَّا یَلْتَفِتُ فِیْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا اَکْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِیْقَ الْتَفَتَ فَرَاٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنِ امْکُثْ مَکَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوْبَکْرٍ یَّدَیْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰی مَآ اَمَرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَاْخَرَ اَبُوْبَکْرٍ حَتّٰی اسْتَوٰی فِی الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ یَا اَبَابَکْرٍ مَّا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُكَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ مَّا کَانَ لِابْنِ اَبِیْ قُحَافَةَ اَنْ یُّصَلِّیَ بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَالِیْ رَاَیْتُکُمْ اَکْثَرْتُمُ التَّصْفِیْقَ مَنْ نَّابَهٗ شَیْءٌ فِیْ

(۳۸۸) حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنی عمر بن عوف میں (قباء میں) صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے تھے وہاں نماز کا وقت ہو گیا۔ مؤذن (حضرت بلالؓ) نے ابوبکرؓ سے آ کر کہا کہ کیا آپ نماز پڑھائیں گے۔ اقامت کہی جا چکی اور ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ ہاں۔ ابوبکر صدیقؓ، نے نماز پڑھائی اور جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو لوگ نماز میں تھے۔ آپ ﷺ صفوں سے گذر کر پہلی صف میں پہنچے۔ لوگوں نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا (تا کہ حضرت ابوبکرؓ آنحضور ﷺ کی آمد پر مطلع ہو جائیں) لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ، نماز میں کسی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ جب لوگوں نے پیہم ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا تو آپ متوجہ ہوئے، اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اشارہ سے انہیں اپنی جگہ رہنے کے لئے کہا۔ اس پر ابوبکر صدیقؓ نے اپنے ہاتھ اٹھا کر خدا کی تعریف کی کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یہ اعزاز بخشا پھر آپ پیچھے ہٹ گئے اور صف میں شامل ہو گئے اس پر نبی کریم ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ جب میں نے آپ کو حکم دے دیا تھا پھر اپنا کام (امامت) کرتے رہنے سے آپ کیوں رک گئے۔ ابوبکرؓ بولے کہ ابوقحافہ کے بیٹے (یعنی ابوبکرؓ) کی یہ حیثیت نہیں تھی کہ رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں نماز پڑھا سکے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عجیب بات ہے میں نے دیکھا کہ تم لوگ تالیاں بجا رہے تھے۔ اگر نماز میں کوئی بات

صَلٰوتِهٖ فَلْيُسَبِّحْ فَاِنَّهٗ اِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ اِلَيْهِ وَ اِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ۔

پیش آئے تو تسبیح کہنی چاہئے۔ کیونکہ جب کوئی تسبیح کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی اور یہ تالی بجانا عورتوں کے لئے خاص ہے۔

فائدہ:۔ مصنف عبدالرزاق کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ تیسری سن ہجری کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نماز کے اندر بعض ایسی چیزیں صحابہ نے کیں جن پر آنحضرت ﷺ کو تنبیہ کرنی پڑی۔ مثلاً: آپ ﷺ نے تالی بجانے پر ٹوکا۔ اسی طرح بعض روایتوں میں ہے کہ ہاتھ اٹھانے پر بھی ابوبکرؓ، کو آپ ﷺ نے تنبیہ فرمائی تھی۔ اس کے علاوہ نماز میں ہاتھ اٹھانا اور حمد کرنا یا نبی کریم ﷺ کا صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں پہنچنا یہ سب دور نبوت کی خصوصیات تھیں۔ اب اس کے مطابق عمل درست نہیں ہوسکتا۔ اس موقعہ پر یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ نبی کی موجودگی میں امت کا کوئی فرد امام نہیں بن سکتا۔ عیسیٰؑ کے نزول کے بعد حضرت مہدیؑ بھی صرف ایک مرتبہ امام ہوں گے اور وہ بھی اس وجہ سے کہ اقامت انہیں کے لئے پہلے کہی جا چکی ہوگی۔ پھر بھی دو ایک مرتبہ ایسے اتفاقات پیش آجاتے ہیں کہ امتی نبی کی موجودگی میں امامت کر لیتا ہے۔ مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ کسی نبی کی وفات اس وقت تک نہیں ہوئی جب تک کوئی نہ کوئی امتی ان کی موجودگی میں امام نہیں بنا۔ آنحضور ﷺ نے بھی متعدد مواقع پر بعض صحابہ کی اقتداء میں نماز ادا فرمائی تھی۔ ایک مرتبہ غزوۂ تبوک کے موقعہ پر جب امام عبدالرحمٰن بن عوفؓ تھے۔ دوسری مرتبہ قباء میں صلح کرانے کے لئے جب گئے تھے۔ تیسری مرتبہ مرض الوفات میں ابوبکرؓ کی امامت میں جس واقعہ کا حدیث میں ذکر ہے اس کی بعض تفصیلات یہ ہیں کہ آنحضور ﷺ نے خود ہدایت فرمائی تھی کہ اگر صلح کرانے میں دیر ہوا اور نماز کا وقت ہو جائے تو ابوبکرؓ سے نماز پڑھانے کے لئے کہنا چونکہ ابوبکرؓ یہ سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ کا یہ حکم لزوم کے لئے نہیں تھا بلکہ صرف اکراماً تھا۔ اس لئے آپ پیچھے ہٹ گئے۔

باب ۳۰۳. اِنَّمَا جُعِلَ الْاِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهٖ

(۳۸۹) عَنْ عَآئِشَةَؓ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ فَذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَاهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ضَعُوْا لِيْ مَآءً فِي الْمِخْضَبِ قَالَتْ فَفَعَلْنَا فَقَعَدَ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوْءَ فَاُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ اَفَاقَ فَقَالَ اَصَلَّى النَّاسُ قُلْنَا لَاهُمْ يَنْتَظِرُوْنَكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَالنَّاسُ عُكُوْفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصَلٰوةِ الْعِشَآءِ الْاٰخِرَةِ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ بِاَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَاَتَاهُ الرَّسُوْلُ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ وَّكَانَ

باب ۳۰۳۔ امام اس لئے ہے تاکہ اس کی اقتداء کی جائے

(۳۸۹) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ جب آپ ﷺ کا مرض بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی۔ ہم نے عرض کی۔ نہیں یارسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میرے لئے ایک لگن میں پانی رکھ دو۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ ہم نے رکھ دیا۔ اور آپ نے بیٹھ کر غسل کیا۔ پھر اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن آپ پر غشی طاری ہوگئی اور جب افاقہ ہوا تو پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی۔ ہم نے عرض کی نہیں یارسول اللہ ﷺ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے (پھر) فرمایا کہ لگن میں میرے لئے پانی رکھ دو۔ عائشہؓ نے بیان کیا کہ ہم نے تعمیل حکم کر دی اور آپ ﷺ نے بیٹھ کر غسل کیا۔ پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن (دوبارہ) غشی طاری ہوگئی۔ جب افاقہ ہوا تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ ہم نے عرض کی کہ نہیں یارسول اللہ! لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے (پھر) فرمایا کہ لگن میں پانی لاؤ اور آپ ﷺ نے بیٹھ کر غسل کیا۔ پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن غشی طاری ہوگئی اور پھر جب افاقہ ہوا تو دریافت فرمایا کہ کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے ہم نے عرض کی کہ نہیں یارسول اللہ! آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ لوگ مسجد میں عشاء کی نماز

رَجُلًا رَّقِيقًا يَاعُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَ لَه' عُمَرُ اَنْتَ اَحَقُّ بِذٰلِكَ فَصَلّٰى اَبُوْ بَكْرٍ تِلْكَ الْاَيَّامَ ـ

کے لئے نبی کریم ﷺ کا بیٹھے ہوئے انتظار کر رہے تھے۔ آخر الامر آپ ﷺ نے ابوبکرؓ کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ نماز پڑھادیں بھیجے ہوئے شخص نے آ کر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے نماز پڑھانے کے لئے فرمایا ہے۔ ابوبکرؓ بڑے رقیق القلب تھے۔ انہوں نے عمرؓ سے کہا کہ وہ نماز پڑھائیں لیکن حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ پھر ان (بیماری کے) دنوں میں ابوبکرؓ نماز پڑھاتے رہے۔

باب ۳۰۴. مَتٰى يَسْجُدُ مَنْ خَلْفَ الْاِمَامِ

(۳۹۰) عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه' لَمْ يَحْنِ اَحَدٌ مِّنَّا ظَهْرَه' حَتّٰى يَقَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُوْدًا بَعْدَه'۔

باب ۳۰۴۔ مقتدی کب سجدہ کریں

(۳۹۰) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ سمع اللّٰہ لمن حمدہ کہتے تھے تو ہم میں سے کوئی بھی اس وقت تک نہیں جھکتا تھا۔ جب تک آنحضور ﷺ سجدہ میں نہ چلے جاتے پھر ہم بھی سجدہ میں جاتے تھے۔

باب ۳۰۵. اِثْمِ مَنْ رَّفَعَ رَاسَه' قَبْلَ الْاِمَامِ

(۳۹۱) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَمَا يَخْشٰى اَحَدُكُمْ اَوْ اَلَا يَخْشٰى اَحَدُكُمْ اِذَا رَفَعَ رَاْسَه' قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ رَاْسَه' رَاْسَ حِمَارٍ اَوْيَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَه' صُوْرَةَ حِمَارٍ۔

۱۳۰۵۔ امام سے پہلے سر اٹھانے والے کا گناہ

(۳۹۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے تھے کہ آپ نے فرمایا کیا وہ شخص جو امام سے پہلے سر اٹھالیتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح بنادے یا اس کی صورت گدھے کی سی بنادے۔

باب ۳۰۶. اِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْمَوْلٰى

(۳۹۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَه' زَبِيْبَةٌ۔

باب ۳۰۶۔ غلام اور آزاد کردہ غلام کی امامت

(۳۹۲) حضرت انس بن مالکؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا (اپنے حکام کی) سنو اور اطاعت کرو خواہ ایک ایسا حبشی کیوں نہ حاکم بنادیا جائے جس کا سر انگور کی طرح ہو۔

باب ۳۰۷. اِذَا لَمْ يُتِمَّ الْاِمَامُ وَاَتَمَّ مَنْ خَلْفَه'

(۳۹۳) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُصَلُّوْنَ لَكُمْ فَاِنْ اَصَابُوْا فَلَكُمْ وَاِنْ اَخْطَأُوْا فَلَكُمْ وَعَلَيْهِمْ ـ

باب ۳۰۷۔ جب امام نماز پوری طرح نہ پڑھے اور مقتدی پوری طرح پڑھیں۔

(۳۹۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہیں نماز پڑھائی جاتی ہے پس اگر امام نے ٹھیک نماز پڑھائی تو اس کا ثواب تمہیں ملے گا اور اگر غلطی کی تو تمہیں ثواب ملے گا اور گناہ امام پر ہوگا

باب ۳۰۸. يَقُوْمُ عَنْ يَّمِيْنِ الْاِمَامِ بِحِذَآئِهِ سَوَآءً اِذَا كَانَا اثْنَيْنِ

(۳۹۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ نِمْتُ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۳۰۸۔ جب (نماز پڑھنے والے) صرف دو ہوں تو مقتدی امام کے دائیں جانب مقابل میں کھڑا ہوگا۔

(۳۹۴) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں سویا۔ اس رات نبی کریم ﷺ کی بھی وہیں سونے کی باری

عِنْدَهَا تِلْكَ اللَّيْلَةَ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ قَامَ يُصَلِّي فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ فَأَخَذَنِي فَجَعَلَنِي عَنْ يَمِينِهِ فَصَلَّى ثَلٰثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ نَامَ حَتّٰى نَفَخَ وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ ثُمَّ أَتَاهُ الْمُؤَذِّنُ فَخَرَجَ فَصَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأ۔

تھی۔آپ نے وضو کیا اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ میں آپ ﷺ کے بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ اس لئے آپ ﷺ نے مجھے پکڑ کر دائیں طرف کر دیا۔ پھر تیرہ رکعت نماز پڑھی اور سو گئے۔ یہاں تک کہ سانس لینے لگے۔ نبی کریم ﷺ کی عادت تھی کہ جب سوتے تو سانس لیتے تھے پھر مؤذن آیا تو آپ ﷺ باہر تشریف لے گئے۔ آپ نے اس کے بعد (فجر کی) نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

باب ۳۰۹. إِذَا طَوَّلَ الْإِمَامُ وَ كَانَ لِلرَّجُلِ حَاجَةٌ فَخَرَجَ وَصَلّٰى

باب ۳۰۹۔ جب امام نے نماز طویل کر دی اور کسی کو ضرورت تھی اس لئے اس نے باہر نکل کر نماز پڑھ لی

(۳۹۵) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَيَؤُمُّ قَوْمَه' فَصَلَّى الْعِشَاءَ فَقَرَأَ بِالْبَقَرَةِ فَانْصَرَفَ الرَّجُلُ فَكَانَ مُعَاذٌ يَنَالُ مِنْهُ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فَتَّانٌ فَتَّانٌ فَتَّانٌ ثَلٰثَ مِرَارٍ أَوْ قَالَ فَاتِنًا فَاتِنًا فَاتِنًا وَأَمَرَه' بِسُورَتَيْنِ مِنْ أَوْسَطِ الْمُفَصَّلِ۔

(۳۹۵) حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ معاذ بن جبل، نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور پھر واپس آ کر اپنی قوم کے لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے۔ ایک مرتبہ عشاء میں سورۂ بقرہ پڑھی اس لئے ایک شخص باہر آ گیا (نماز سے) معاذ رضی اللہ عنہ کو اس سے ناگواری رہنے لگی۔ لیکن جب یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ فتان۔ فتان فتان فرمایا۔ یا فاتن۔ فاتن۔ فاتن (فتنہ میں ڈالنے والا) فرمایا اور اوساط مفصل کی دو سورتوں کے پڑھنے کا حکم دیا

فائدہ:۔ حضرت معاذؓ کا تعلق قبیلہ بنو سلمہ سے تھا۔ بنو سلمہ کے گھر مدینہ کی آخری سرحد پر تھے۔ حضرت معاذؓ اور ان کی قوم کے دوسرے افراد مغرب کی نماز آنحضور ﷺ کے ساتھ پڑھتے اور پھر اپنے گھروں کو واپس ہوتے تو لوگ عشاء کی نماز قبیلہ ہی کی مسجد میں پڑھتے حضرت معاذؓ بھی انہیں کے ساتھ واپس چلے آتے تھے لیکن ایک روز اتفاق سے مغرب کی نماز کے بعد حضرت معاذؓ صحبت نبوی ﷺ میں بیٹھ گئے اور کافی دیر ہو گئی اس لئے آپ نے عشاء کی نماز بھی وہیں پڑھ لی۔ پھر اپنے قبیلہ میں آئے تو چونکہ یہاں امام آپ ہی تھے اس لئے عشاء کی نماز یہاں آپ نے ہی پڑھائی اور نماز میں طویل طویل سورتیں پڑھیں۔ ایک تو پہلے سے دیر ہو چکی تھی دوسرے طویل سورتوں کی وجہ سے اور زیادہ تاخیر ہوئی تو ایک صاحب جنہیں کچھ ضرورت رہی ہوگی نماز توڑ دی اور خود سے نماز پڑھ لی۔ اس پس منظر کے بعد امام شافعیؒ کے مسلک کے لئے اس حدیث میں کوئی دلیل باقی نہیں رہی۔ ان کا مسلک یہ ہے کہ امام نفل نماز پڑھ رہا ہو تو مقتدی کسی فرض کی نیت باندھ کر اس کی اقتداء کر سکتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذؓ کی عادت یہ تھی کہ عشاء کی نماز آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے اور پھر قبیلہ والوں کو بھی آ کر عشاء پڑھاتے تھے تو ظاہر ہے کہ بعد میں آپ نفل کی نیت کرتے رہے ہوں گے۔ اس لئے نفل نماز پڑھنے والے کی امامت میں فرض پڑھی جا سکتی ہے۔ لیکن جیسا کہ بتایا گیا حضرت معاذؓ نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز عشاء نہیں پڑھتے تھے بلکہ صرف مغرب پڑھ کر واپس چلے آتے تھے صرف ایک مرتبہ آپ نے عشاء بھی پڑھی اور پھر قوم والوں کو دوبارہ آ کر پڑھائی اور اسی کے متعلق ہے کہ آنحضور ﷺ نے خفگی کا اظہار فرمایا۔ ممکن ہے اس وجہ سے بھی آپ خفا ہوئے ہوں کہ دوبارہ کیوں جا کر پڑھائی۔

باب ۳۱۰. تَخْفِيفِ الْإِمَامِ فِي الْقِيَامِ وَإِتْمَامِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب ۳۱۰۔ امام قیام کم کرے لیکن رکوع اور سجدہ پوری طرح کرے

(۳۹۶) عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) أَنَّ

(۳۹۶) حضرت ابو مسعودؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! میں

رَجُلًا قَالَ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَاتَاَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنْ اَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ مَوْعِظَةٍ اَشَدَّ غَضَبًا مِنْهُ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ فَاَيُّكُمْ مَاصَلّٰى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالْكَبِيْرَ وَذَاالْحَاجَةِ۔ عَنْ معاذؓ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْلَا صَلَّيْتَ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى ۔

صبح کی نماز میں فلاں کی وجہ سے دیر میں جاتا ہوں۔ کیونکہ وہ نماز کو بہت طویل کر دیتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو نصیحت کے وقت اس دن سے زیادہ غضب ناک اور کبھی نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے بعض، لوگوں کو بھگانے کا باعث بنتے ہیں جو شخص بھی نماز پڑھائے تو ہلکی پڑھائے کیونکہ نمازیوں میں کمزور بوڑھے اور ضرورت والے سب ہی ہوتے ہیں۔ حضرت معاذؓ سے روایت ہے کہ آپؐ نے ان سے فرمایا تم نے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى کیوں نہ پڑھی

باب ۳۱۱. اَلْاِيْجَازُ فِى الصَّلٰوةِ وَاِكْمَالِهَا

باب ۳۱۱۔ نماز مختصر لیکن مکمل

(۳۹۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْجِزُ الصَّلٰوةَ وَيُكْمِلُهَا۔

(۳۹۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حدیث بیان فرمائی کہ نبی کریم ﷺ نماز کو مختصر لیکن مکمل طور پر پڑھتے تھے۔

باب ۳۱۲. مَنْ اَخَفَّ الصَّلٰوةَ عِنْدَ بُكَاءِ الصَّبِىِّ

باب ۳۱۲۔ جس نے بچے کے رونے کی آواز پر نماز میں تخفیف کر دی

(۳۹۸) عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّىْ لَاَقُوْمُ فِى الصَّلٰوةِ اُرِيْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِيْهَا فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِىِّ فَاَتَجَوَّزُ فِىْ صَلٰوتِىْ كَرَاهِيَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمِّهٖ ۔

(۳۹۸) حضرت ابوقتادہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں نماز دیر تک پڑھنے کے ارادہ سے کھڑا ہوتا ہوں۔ لیکن کسی بچے کی آواز سن کر نماز کو ہلکی کر دیتا ہوں کہ کہیں اس کی ماں پر (جو نماز میں شریک ہوگی شاق نہ گذرے۔

باب ۳۱۳. تَسْوِيَةُ الصُّفُوْفِ عِنْدَ الْاِقَامَةِ وَبَعْدَهَا

باب ۳۱۳۔ اقامت کے وقت اور اس کے بعد صفوں کو درست کرنا

(۳۹۹) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَكُمْ اَوْلَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ ۔

(۳۹۹) حضرت نعمان بن بشیرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنی صفوں کو درست کر لو۔ ورنہ خدا تعالیٰ تمہارے دلوں میں اختلاف ڈال دے گا۔

فائدہ:۔ اس سے امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ رونے سے نماز میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ لیکن اگر کسی ذاتی پریشانی یا مصیبت کی وجہ سے آدمی نماز میں رونے لگے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ البتہ جنت یا دوزخ کے ذکر پر اگر رونا آیا تو یہ عین مطلوب ہے۔ حدیث مرفوع سے آنحضور ﷺ نماز میں رونا ثابت ہے۔

باب ۳۱۴. اِقْبَالُ الْاِمَامِ عَلَى النَّاسِ عِنْدَ تَسْوِيَةِ الصُّفُوْفِ.

باب ۳۱۴۔ صفیں درست کرتے وقت امام کا لوگوں کی طرف متوجہ ہونا

(۴۰۰) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَاَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاصُّوْا فَاِنِّىْ اَرَاكُمْ مِنْ وَّرَاءِ ظَهْرِىْ۔

(۴۰۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز کے لئے اقامت کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا رخ ہماری طرف کیا اور فرمایا کہ اپنی صفیں درست کر لو اور شانے ملا کر کھڑے ہو جاؤ۔ میں تم کو پیچھے سے بھی دیکھتا رہتا ہوں۔

باب ۳۱۵. اِذَا كَانَ بَيْنَ الْاِمَامِ وَبَيْنَ الْقَوْمِ حَآئِطٌ اَوْسُتْرَةٌ.

(٤٠١) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ مِنَ اللَّيْلِ فِىْ حُجْرَتِهٖ وَجِدَارُ الْحُجْرَةِ قَصِيْرٌ فَرَاَى النَّاسُ شَخْصَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ اُنَاسٌ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ فَاَصْبَحُوْا فَتَحَدَّثُوْا بِذٰلِكَ فَقَامَ اللَّيْلَةَ الثَّانِيَةَ فَقَامَ مَعَهٗ اُنَاسٌ يُصَلُّوْنَ بِصَلٰوتِهٖ صَنَعُوْا ذٰلِكَ لَيْلَتَيْنِ اَوْثَلٰثًا حَتّٰى اِذَا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَخْرُجْ فَلَمَّا اَصْبَحَ ذَكَرَ ذٰلِكَ النَّاسُ فَقَالَ اِنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ تُكْتَبَ عَلَيْكُمْ صَلٰوةُ اللَّيْلِ۔

باب ۳۱۵۔ جب امام اور مقتدیوں کے درمیان کوئی دیوار حائل ہو یا پردہ ہو۔

(۴۰۱) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ رات میں اپنے حجرہ کے اندر نماز پڑھتے تھے۔ حجرہ کی دیواریں چھوٹی تھیں اس لئے لوگوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھ لیا اور آپ کی اقتداء میں نماز کے لئے کھڑے ہوگئے۔ صبح کے وقت لوگوں نے اس کا ذکر دوسروں سے کیا۔ پھر جب دوسری رات آپ کھڑے ہوئے تو لوگ آپ کی اقتداء میں اس رات بھی کھڑے ہوگئے۔ یہ صورت دو یا تین راتوں تک رہی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بیٹھے رہے اور نماز کے لئے تشریف نہیں لائے پھر جب صبح کے وقت لوگوں نے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں ڈرا کہ کہیں رات کی نماز تم پر فرض نہ ہوجائے (اس شدت اشتیاق کو دیکھ کر)۔

باب ۳۱۶. صَلٰوةِ اللَّيْلِ.

(٤٠٢) عَنْ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَرَفْتُ الَّذِىْ رَاَيْتُ مِنْ صَنِيْعِكُمْ فَصَلُّوْا اَيُّهَا النَّاسُ فِىْ بُيُوْتِكُمْ فَاِنَّ اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ صَلٰوةُ الْمَرْءِ فِىْ بَيْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ۔

باب ۳۱۶۔ رات کی نماز

(۴۰۲) حضرت زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا جو طرز عمل میں نے دیکھا اس کی وجہ جانتا ہوں (یعنی شوق عبادت واتباع) لیکن لوگو! اپنے گھروں میں ہی نماز پڑھا کرو۔ کیونکہ سوائے فرائض کے اور تمام نمازوں کو گھر میں ہی پڑھنا افضل ہے۔

باب ۳۱۷. رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي التَّكْبِيْرَةِ الْاُوْلٰى مَعَ الْاِفْتِتَاحِ سَوَآءً.

(٤٠٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَمَنْكِبَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ وَاِذَا كَبَّرَ لِلرُّكُوْعِ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ مِنَ الرُّكُوْعِ رَفَعَهُمَا كَذٰلِكَ اَيْضًا وَّقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَكَانَ لَايَفْعَلُ ذٰلِكَ فِى السُّجُوْدِ۔

باب ۳۱۷ رفع یدین اور تکبیر تحریمہ دونوں ایک ساتھ

(۴۰۳) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھ مونڈھوں تک اٹھاتے تھے اور اسی طرح جب رکوع کے لئے تکبیر کہتے۔ اور اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو دونوں ہاتھ بھی اٹھاتے تھے (رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تھے) آپ کہتے تھے کہ **سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا ولک الحمد** اور یہ رفع یدین سجدہ میں جاتے وقت نہیں کرتے تھے۔

باب ۳۱۸. وَضْعِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فِى الصَّلٰوةِ

(٤٠٤) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضيى الله عنه قَالَ كَانَ نَاسٌ يُؤْمَرُوْنَ اَنْ يَّضَعَ الرَّجُلُ الْيَدَالْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِى الصَّلٰوةِ ۔

باب ۳۱۸۔ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں پر رکھنا

(۴۰۴) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ (رسول اللہ ﷺ لوگوں کو حکم تھا کہ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں کلائی پر رکھیں۔

باب ۳۱۹. مَايُقْرَأُ بَعْدَ التَّكْبِيْرِ.

(٤٠٥) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ كَانُوْا يَفْتَتِحُوْنَ الصَّلٰوةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْكُتُ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَبَيْنَ الْقِرَآءَةِ اِسْكَاتَةً قَالَ اَحْسِبُه' قَالَ هُنَيَّةً فَقُلْتُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْكَاتُكَ بَيْنَ التَّكْبِيْرِ وَبَيْنَ الْقِرَآءَةِ مَاتَقُوْلُ قَالَ اَقُوْلُ :اَللّٰهُمَّ بَاعِدْبَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔

باب ۳۱۹۔ تکبیر تحریمہ کے بعد کیا پڑھا جائے

(۴۰۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما۔ الحمد لله رب العلمين سے نماز شروع کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے حدیث بیان کی فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر تحریمہ اور قرأت کے درمیان تھوڑی دیر چپ رہتے تھے۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں۔ آپ اس تکبیر اور قرأت کے درمیان کی خاموشی کے دوران کیا پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں پڑھتا ہوں۔ (ترجمہ) اے اللہ میرے اور گناہ کے درمیان اتنی دوری کر دے جتنی مشرق اور مغرب میں ہے، اے اللہ مجھے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جیسے سفید کپڑا میل سے پاک ہوتا ہے۔ اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی برف اور اولے سے دھو دے۔

فائدہ:۔ حنفیہ اور حنابلہ کے یہاں زیادہ بہتر ہے سبحانک اللهم الخ پڑھنا۔ شوافع یہی دعا پسند کرتے ہیں جس کی روایت امام بخاریؒ نے کی۔ احادیث میں دونوں دعائیں ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ سبحانک اللهم الخ بلند آواز سے بھی پڑھی تھی۔ تاکہ لوگ جان لیں۔ اس باب کی پہلی حدیث میں ہے کہ نماز الحمد للہ سے شروع کرتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ''جہر'' الحمد للہ سے شروع ہوتا تھا۔ کیونکہ قرأت اور تکبیر کے درمیان کی دعا آہستہ سے آپ پڑھتے تھے۔

باب ۳۲۰. رَفْعِ الْبَصَرِ اِلَى الْاِمَامِ فِي الصَّلٰوةِ

(٤٠٦) عَنْ خُبَابٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قِيْلَ لَهٗ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ قَالَ نَعَمْ فَقُلْنَا بِمَ كُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ ذَاكَ قَالَ بِاضْطِرَابِ لِحْيَتِهٖ۔

باب ۳۲۰۔ نماز میں امام کو دیکھنا

(۴۰۶) حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر کی رکعتوں میں قرأت کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ ہاں! ہم نے عرض کی کہ آپ لوگ یہ بات کس طرح سمجھ جاتے تھے؟ فرمایا کہ آپ کی داڑھی کی حرکت سے۔

فائدہ:۔ ابن منیرؒ نے فرمایا کہ مقتدی کا امام کو نماز میں دیکھنا نماز باجماعت کے مقاصد میں داخل ہے (بشرطیکہ امام سامنے ہو)

باب ۳۲۱. رَفْعِ الْبَصَرِ اِلَى السَّمَآءِ فِي الصَّلٰوةِ

(٤٠٧) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَابَالُ اَقْوَامٍ يَّرْفَعُوْنَ اَبْصَارَهُمْ اِلَى السَّمَآءِ فِيْ صَلٰوتِهِمْ فَاشْتَدَّ قَوْلُه' فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى قَالَ لَيَنْتَهُنَّ عَنْ ذٰلِكَ اَوْلَتُخْطَفَنَّ اَبْصَارُهُمْ۔

باب ۳۲۱۔ نماز میں آسمان کی طرف نظر اٹھانا

(۴۰۷) حضرت انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایسے لوگوں کا کیا حال ہوگا جو نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس سے نہایت سختی کے ساتھ روکا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے باز آ جاؤ ورنہ تمہاری آنکھیں نکال لی جائیں گی

باب ۳۲۲. اَلْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ.

(٤٠٨) عَنْ عَآئِشَةَؓ قَالَتْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

باب ۳۲۲۔ نماز میں ادھر ادھر دیکھنا

(۴۰۸) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز میں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاِلْتِفَاتِ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ هُوَ اخْتِلَاسٌ يَخْتَلِسُهُ الشَّيْطَانُ مِنْ صَلٰوةِ الْعَبْدِ۔

باب ۳۲۳. وُجُوْبِ الْقِرَآءَةِ لِلْاِمَامِ وَالْمَامُوْمِ فِي الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ وَمَا يُجْهَرُ فِيْهَا وَمَا يُخَافَتُ

(٤٠٩) عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ شَكٰى اَهْلُ الْكُوْفَةِ سَعْدًا اِلٰى عُمَرَ فَعَزَلَه' وَاسْتَعْمَلَ عَلَيْهِمْ عَمَّارًا فَشَكَوْا حَتّٰى ذَكَرُوْٓا اَنَّه' لَايُحْسِنُ يُصَلِّيْ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَقَالَ يَااَبَااِسْحَاقَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ يَزْعُمُوْنَ اَنَّكَ لَاتُحْسِنُ تُصَلِّيْ قَالَ اَمَّا اَنَا وَاللّٰهِ فَاِنِّيْ كُنْتُ اُصَلِّيْ بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَااَخْرِمُ عَنْهَا اُصَلِّيْ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ فَاَرْكُدُ فِي الْاُوْلَيَيْنِ وَاُخِفُّ فِي الْاُخْرَيَيْنِ قَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ يَااَبَا اِسْحَاقَ فَاَرْسَلَ مَعَه' رَجُلًا اَوْ رِجَالًا اِلَى الْكُوْفَةِ يَسْاَلُ عَنْهُ اَهْلَ الْكُوْفَةِ وَلَمْ يَدَعْ مَسْجِدًااِلَّا سَاَلَ عَنْهُ وَيُثْنُوْنَ عَلَيْهِ مَعْرُوْفًا حَتّٰى دَخَلَ مَسْجِدًا لِّبَنِيْ عَبْسٍ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ يُقَالُ لَه' اُسَامَةُ بْنُ قَتَادَةَ يُكْنٰى اَبَاسَعْدَةَ فَقَالَ اَمَّا اِذَا نَشَدْتَّنَا فَاِنَّ سَعْدًا لَّايَسِيْرُ بِالسَّرِيَّةِ وَلَا يُقْسِمُ بِالسَّوِيَّةِ وَلَا يَعْدِلُ فِي الْقَضِيَّةِ قَالَ سَعْدٌ اَمَا وَاللّٰهِ لَاَدْعُوَنَّ بِثَلَاثٍ اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ عَبْدُكَ هٰذَا كَاذِبًا قَامَ رِيَآءً وَّسُمْعَةً فَاَطِلْ عُمْرَه' وَاَطِلْ فَقْرَه' وَعَرِّضْهُ بِالْفِتَنِ وَكَانَ بَعْدُ اِذَا سُئِلَ يَقُوْلُ شَيْخٌ كَبِيْرٌ مَفْتُوْنٌ اَصَابَتْنِيْ دَعْوَةُ سَعْدٍ ۔

(قَالَ عَبْدُالْمَلِكِ فَاَنَا رَاَيْتُه' بَعْدُ قَدْ سَقَطَ حَاجِبَاهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ مِنَ الْكِبَرِ وَاِنَّه' لَيَتَعَرَّضُ لِلْجَوَارِيْ فِي الطُّرُقِ يَغْمِزُهُنَّ)۔

(٤١٠) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضی اللّٰہ عنہ اَنَّ

ادھر ادھر دیکھنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ایک ڈاکہ ہے جو شیطان بندے کی نماز پر ڈالتا ہے۔

باب ۳۲۳۔ امام اور مقتدی کے لئے قرأت کا وجوب، اقامت اور سفر ہر حالت میں سری اور جہری تمام نمازوں میں

(۴۰۹) حضرت جابر بن سمرۃؓ نے کہا کہ اہل کوفہ نے حضرت سعد ... کی حضرت عمر فاروقؓ سے شکایت کی تھی۔ اس لئے آپ کو معزول کر کے حضرت عمرؓ نے عمارؓ کو کوفہ کا عامل بنایا۔ کوفہ والوں نے ان کے متعلق یہ تک کہہ دیا تھا کہ وہ تو اچھی طرح نماز بھی نہیں پڑھتے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ان کو بلا بھیجا۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ ابو اسحٰق! ان کوفہ والوں کا خیال ہے کہ تم اچھی طرح نماز نہیں پڑھتے۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ خدا گواہ ہے میں تو انہیں نبی کریمؐ ہی کی طرح نماز پڑھاتا تھا اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا تھا۔ عشاء کی نماز پڑھاتا تو اس کی پہلی دو رکعتوں میں (قرأت) طویل کرتا اور دوسری دو رکعتیں ہلکی پڑھتا۔ عمرؓ نے فرمایا کہ ابو اسحاق! تم سے امید بھی یہی تھی۔ پھر آپ نے سعدؓ کے ساتھ ایک یا کئی آدمیوں کو کوفہ بھیجا۔ قاصد نے ہر ہر مسجد میں ان کے متعلق جا کر پوچھا۔ سب نے آپ کی تعریف کی۔ لیکن جب مسجد بنی عبس میں گئے تو ایک شخص جس کا نام اسامہ بن قتادہ تھا اور کنیت ابوسعدہ تھی۔ کھڑا ہوا۔ اس نے کہا کہ جب آپ نے خدا کا واسطہ دے کر پوچھا ہے تو (سنیئے کہ) سعد نہ جہاد کرتے تھے۔ نہ مال کی تقسیم صحیح کرتے تھے اور نہ فیصلے میں عدل و انصاف کرتے تھے۔ حضرت سعدؓ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ خدا کی قسم! میں (تمہاری اس بات پر) تین دعائیں کرتا ہوں اے اللہ اگر تیرا یہ بندہ جھوٹا ہے اور صرف ریا و نمود کے لئے کھڑا ہوا ہے تو اس کی عمر دراز کر دیجئے اور اسے خوب محتاج بنا کر فتنوں میں مبتلا کر دیجئے۔ اس کے بعد وہ شخص اس درجہ بدحال ہوا کہ) جب اس سے پوچھا جاتا تو کہتا کہ ایک بوڑھا اور پریشان حال ہوں۔ مجھے سعدؓ کی بددعا لگ گئی تھی۔

(عبدالملک نے بیان کیا کہ میں نے اسے دیکھا تھا۔ اس کی بھویں بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں پر آ گئی تھیں لیکن اب بھی راستوں میں وہ لڑکیوں کو چھیڑتا پھرتا تھا۔)

(۴۱۰) حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاصَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَا تِحَةِ الْكِتَابِ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو سورۂ ''فاتحہ'' نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(٤١١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلّٰى فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ فَرَجَعَ فَصَلّٰى كَمَا صَلّٰى ثُمَّ جَآءَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ ثَلَاثًا فَقَالَ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَآاُحْسِنُ غَيْرَه، فَعَلِّمْنِيْ فَقَالَ اِذَا قُمْتَ اِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَاتَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا وَّافْعَلْ فِيْ صَلٰوتِكَ كُلِّهَا۔

(۴۱۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے اسکے بعد ایک اور شخص آیا۔ اس نے نماز پڑھی اور پھر نبی کریم ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا کہ واپس جاؤ اور پھر نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ وہ شخص واپس گیا اور پہلے کی طرح پھر نماز پڑھی۔ اور پھر آ کر سلام کیا۔ لیکن آپ ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ واپس جاؤ اور دوبارہ نماز پڑھو کیونکہ تم نے نماز نہیں پڑھی۔ آپ ﷺ نے اس طرح تین مرتبہ کیا۔ آخر اس شخص نے کہا کہ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی اچھا طریقہ نہیں جانتا اس لئے آپ مجھے سکھا دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوا کرو تو پہلے تکبیر کہو پھر آسانی کے ساتھ جتنی قرأت قرآن ہو سکے کرو۔ اس کے بعد رکوع کرو۔ اچھی طرح رکوع ہو جائے تو سر اٹھا کر پوری طرح کھڑے ہو جاؤ اس کے بعد سجدہ کرو اور پورے اطمینان کے ساتھ۔ پھر سر اٹھاؤ اور اچھی طرح بیٹھ جاؤ۔ اسی طرح اپنی تمام نماز میں کرو۔

فائدہ:۔ روایات میں اس کا کہیں بھی ذکر نہیں کہ اگر امام نماز پڑھا رہا ہو اس وقت بھی مقتدی کے لئے قرأت قرآن ضروری ہے۔ احادیث میں جو کچھ بیان ہوا ہے! احناف ان میں سے کسی چیز کے منکر نہیں اور نہ ان کے خلاف مسلک رکھنے والوں کے لئے اس میں کوئی واضح دلیل ہے ناظرین اس موقعہ پر بس ایک بنیادی بات کا خیال رکھیں کہ نماز باجماعت میں امام اور مقتدی کا جو تعلق ہوتا ہے وہ تعلق امام شافعیؒ کے یہاں انتہائی کمزور ہے اور امام ابوحنیفہؒ کے یہاں یہ تعلق انتہائی قوی ہے۔ احادیث جو نماز باجماعت سے متعلق آئی ہیں انہیں کی روشنی میں یہ اصول بنایا گیا ہے۔ امام شافعیؒ بھی احادیث سے باہر نہیں۔ لیکن امام حنیفہؒ نے جن احادیث کی روشنی میں فیصلہ کیا ہے وہ اس باب میں بہت واضح اور روشن ہیں۔

باب ۳۲۴. الْقِرَآءَةِ فِي الظُّهْرِ

باب ۳۲۴۔ ظہر میں قرأت

(٤١٢) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ يُطَوِّلُ فِي الْاُوْلٰى وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ وَيُسْمِعُ الْاٰيَةَ اَحْيَانًا وَّكَانَ يَقْرَأُ فِي الْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الْاُوْلٰى وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ۔

(۴۱۲) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو مزید سورتیں پڑھتے تھے۔ ان میں طویل قرأت کرتے تھے لیکن آخری دو ۲ رکعتیں ہلکی پڑھاتے تھے کبھی کبھی آیت سنا بھی دیا کرتے تھے۔ عصر میں آپ سورۂ فاتحہ اور دو مزید سورتیں پڑھتے تھے۔ اس کی بھی پہلی رکعتیں طویل پڑھتے۔ اسی طرح صبح کی نماز کی پہلی رکعت طویل کرتے اور دوسری ہلکی۔

باب ۳۲۵. اَلْقِرَآءَةِ فِی الْمَغْرِبُ

(۴۱۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ اِنَّ اُمَّ الْفَضْلِ سَمِعَتْہُ وَ ھُوَ یَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَقَالَتْ یَابُنَیَّ لَقَدْ ذَکَّرْتَنِی بِقَرَآءَ تِكَ ھٰذِہِ السُّوْرَةَ اِنَّھَا لَاٰخِرُ مَاسَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ بِھَا فِی الْمَغْرِب

(۴۱۴) عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ بِطُوْلَی الطُّوْلَیَیْنِ

باب ۳۲۶. اَلْجَھْرِ فِی الْمَغْرِبِ.

(۴۱۵) عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَرَأَ فِی الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ

باب ۳۲۷. اَلْقِرَآءَةِ فِی الْعِشَآءِ بِالسَّجْدَةِ.

(۴۱۶) عَنْ اَبِی رَافِعٍؓ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ اَبِی ھُرَیْرَةَ الْعَتَمَةَ فَقَرَأَ "اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ" فَسَجَدَ فَقُلْتُ مَاھٰذِہٖ؟ قَالَ سَجَدْتُّ فِیْھَا خَلْفَ اَبِی الْقَاسِمِ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) فَلَا اَزَالُ اَسْجُدُ فِیْھَا حَتّٰی اَلْقَاہُ۔

باب ۳۲۸. اَلْقِرَآءَةِ فِی الْعِشَآءِ.

(۴۱۷) عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْعِشَآءِ بِالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَمَا سَمِعْتُ اَحَدًا اَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْہُ اَوْقِرَآءَةً ۔

باب ۳۲۹. اَلْقِرَآءَةِ فِی الْفَجْرِ.

(۴۱۸) عَنْ اَبِی ھُرَیْرَةَ یَقُوْلُ فِیْ کُلِّ صَلٰوةٍ یُّقْرَأُ فَمَا اَسْمَعَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْمَعْنَاکُمْ وَمَآ اَخْفٰی عَنَّا اَخْفَیْنَا عَنْکُمْ وَاِنْ لَمْ تَزِدْ عَلٰی اُمِّ الْقُرْاٰنِ اَجْزَأَتْ وَاِنْ زِدْتَّ فَھُوَ خَیْرٌ۔

باب ۳۳۰. اَلْجَھْرِ بِقَرَآءَةِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ.

(۴۱۹) عَنْ(عبداللہ) ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ اِنْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ طَائِفَةٍ مِّنْ اَصْحَابِہٖ عَامِدِیْنَ اِلٰی سُوْقِ عُکَّاظٍ وَّقَدْ حِیْلَ بَیْنَ

باب ۳۲۵۔ مغرب میں قرآن پڑھنا

(۴۱۳) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ام فضل رضی اللہ عنہا نے انہیں ''والمرسلات عرفا'' پڑھتے ہوئے سنا پھر فرمایا کہ بیٹے! تم نے اس سورۃ کی تلاوت کر کے مجھے ایک بات یاد دلادی۔ آخر عمر میں آنحضور ﷺ کو مغرب میں یہی آیت پڑھتے سنتی تھی۔

(۴۱۴) حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دو لمبی سورتوں میں سے ایک پڑھتے ہوئے سنا۔

باب ۳۲۶۔ مغرب میں بلند آواز سے قرآن پڑھنا

(۴۱۵) حضرت جبیر بن مطعمؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب میں سورۂ طور پڑھتے سنا تھا۔

باب ۳۲۷۔ عشاء میں سجدہ کی سورۃ پڑھنا

(۴۱۶) حضرت ابورافعؓ نے بیان کیا کہ میں نے ابو ہریرۃؓ کے ساتھ عشاء پڑھی آپ نے اذاالسماء انشقت کی تلاوت کی اور سجدہ کیا اس پر میں نے کہا کہ یہ کیا چیز ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ اس سورۃ میں میں نے ابو القاسم ﷺ کے پیچھے سجدہ کیا تھا۔ اس لئے ہمیشہ اس میں سجدہ کروں گا۔

باب ۳۲۸۔ عشاء میں قرآن پڑھنا

(۴۱۷) حضرت براء بن عازبؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو عشاء میں والتین والزیتون پڑھتے سنا۔ آپ ﷺ سے زیادہ اچھی آواز اور میں نے کسی کی نہیں سنی یا اچھی قرأت۔

باب ۳۲۹۔ فجر میں قرآن مجید پڑھنا

(۴۱۸) حضرت ابو ہریرۃؓ (صحابہؓ سے) فرماتے تھے کہ ہر نماز میں قرآن مجید کی تلاوت کی جائے گی جن میں نبی کریم ﷺ نے ہمیں سنایا تھا ہم بھی تمہیں ان میں سنائیں گے اور جن میں آپ ﷺ نے آہستہ سے قرأت کی تھی ہم بھی ان میں آہستہ سے قرأت کریں گے اور اگر سورۂ فاتحہ سے زیادہ نہ پڑھو جب بھی کافی ہے لیکن اگر زیادہ پڑھ لو تو اور بہتر ہے۔

باب ۳۳۰۔ فجر کی نماز میں بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا

(۴۱۹) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ چند صحابہؓ کے ساتھ سوق عکاظ کی طرف گئے۔ اب شیاطین کو آسمان کی خبریں سننے سے روک دیا گیا تھا اور ان پر شہاب ثاقب پھینکے جانے لگے تھے۔

الشَّيَاطِيْنِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِيْنُ اِلٰى قَوْمِهِمْ فَقَالُوْا مَالَكُمْ قَالُوْا حِيْلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَاُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالُوْا مَاحَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ اِلَّا شَيْءٌ حَدَثَ فَاضْرِبُوْا مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوْا مَاهٰذَا الَّذِيْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ فَانْصَرَفَ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ تَوَجَّهُوْا نَحْوَ تِهَامَةَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِنَخْلَةَ عَامِدِيْنَ اِلٰى سُوْقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّيْ بِاَصْحَابِهٖ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ اسْتَمَعُوْا لَهٗ فَقَالُوْا هٰذَا وَاللّٰهِ الَّذِيْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ فَهُنَالِكَ حِيْنَ رَجَعُوْآ اِلٰى قَوْمِهِمْ قَالُوْا يَاقَوْمَنَآ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْٓ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ وَلَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَآ اَحَدًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَاِنَّمَا اُوْحِيَ اِلَيْهِ قَوْلُ الْجِنِّ۔

اس لئے شیاطین اپنی قوم کے پاس آئے اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں آسمان کی خبریں سننے سے روک دیا گیا ہے اور (جب ہم آسمان کی طرف جاتے ہیں تو) ہم پر شہاب ثاقب پھینکے جاتے ہیں۔ شیاطین نے کہا کہ آسمان کی خبریں سننے سے روکنے کی کوئی نئی وجہ ہوگی۔ اس لئے تم مشرق ومغرب میں ہر طرف پھیل جاؤ۔ اور اس سبب کو معلوم کرو جو تمہیں آسمان کی خبریں سننے سے روکنے کا باعث ہوا ہے۔ وجہ معلوم کرنے کے لئے نکلے ہوئے شیاطین تہامہ کی طرف گئے۔ جہاں نبی کریم ﷺ عکاظ کے بازار کو جاتے ہوئے مقام نخلہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ نماز فجر پڑھ رہے تھے۔ جب قرآن مجید انہوں نے سنا تو غور سے اس کی طرف کان لگا دیئے۔ پھر کہا۔ خدا کی قسم یہی ہے جو آسمان کی خبریں سننے سے روکنے کا باعث بنا ہے۔ پھر وہ اپنی قوم کی طرف لوٹے اور کہا۔ قوم کے لوگو! ہم نے حیرت انگیز قرآن سنا جو سیدھے راستے کی طرف ہدایت کرتا ہے اس لئے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں اور اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ اس پر نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی قل اوحی الی (آپ کہئے کہ مجھے وحی کے ذریعہ بتایا گیا ہے) اور آپ پر جنوں کی گفتگو وحی کی گئی تھی۔

(٤٢٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَرَاَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَآ اُمِرَ وَسَكَتَ فِيْمَآ اُمِرَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

(۴۲۰) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی ﷺ کو جن نمازوں میں بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنے کا حکم تھا آپ نے ان میں بلند آواز سے پڑھا اور جن میں آہستہ پڑھنے کا حکم تھا ان میں آہستہ سے پڑھا۔ خداوند تعالیٰ بھول نہیں سکتے تھے (کہ بھول کر اس سلسلے کا کوئی حکم قرآن میں نازل نہیں کیا) بلکہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی تمہارے لئے بہترین اسوہ ہے

باب ۳۳۱. اَلْجَمْعُ بَيْنَ السُّوْرَتَيْنِ فِيْ رَكْعَةٍ وَّالْقِرَآءَةِ بِالْخَوَاتِيْمِ وَبِسُوْرَةٍ قَبْلَ سُوْرَةٍ وَّبِاَوَّلِ سُوْرَةٍ

باب ۳۳۱۔ ایک رکعت میں دو سورتیں ایک ساتھ پڑھنا، آیت کے آخری حصوں کو پڑھنا۔ کسی سورۃ کو (جیسا کہ قرآن کی ترتیب ہے) اس سے پہلے کی سورۃ سے پہلے پڑھنا اور کسی سورۃ کے اول حصہ کا پڑھنا

(٤٢١) عَنْ (عَبْدِاللّٰهِ) ابْنِ مَسْعُوْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، جَاءَ رَجُلٌ) فَقَالَ قَرَاْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ فِيْ رَكْعَةٍ فَقَالَ هَذًّا كَهَذِّ الشِّعْرِ لَقَدْ عَرَفْتُ النَّظَآئِرَ الَّتِيْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرُنُ بَيْنَهُنَّ فَذَكَرَ عِشْرِيْنَ سُوْرَةً مِّنَ الْمُفَصَّلِ سُوْرَتَيْنِ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ۔

(۴۲۱) ایک شخص حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میں نے رات ایک رکعت میں مفصل کی سورۃ پڑھی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا اس طرح (جلدی جلدی) پڑھی۔ جیسے شعر پڑھے جاتے ہیں۔ میں ان ہم معنی سورتوں کو جانتا ہوں۔ جنہیں نبی کریم ﷺ ایک ساتھ ملا کر پڑھتے تھے آپ نے مفصل کی بیس سورتوں کا ذکر کیا۔ ہر رکعت کے لئے دو، دو سورتیں۔

فائدہ:۔ دوسورتوں کا ایک رکعت میں پڑھنا۔ حنفیہ کے یہاں بھی جائز ہے۔ البتہ بعض صورتوں میں ناپسندیدہ ہے۔ اسی طرح حنفیہ کے ہاں مستحب یہ ہے کہ ایک رکعت میں پوری سورۃ پڑھی جائے۔ بعض حصے کو پڑھنا اور بعض کو چھوڑ دینا اگرچہ جائز یہ بھی ہے ترتیب قرآن کے خلاف مقدم سورۃ کو بعد میں اور مؤخر کو پہلے پڑھنا مکروہ ہے۔ ابن نجیم نے یہی لکھا ہے۔ ترتیب کی رعایت تلاوت قرآن میں واجب ہے۔ نماز کے لئے واجب نہیں اس لئے اس ترتیب کے ترک سے سجدۂ سہو نہیں لازم ہوگا۔ جتنی بھی روایات اس کے متعلق آئی ہیں وہ سب ترتیب سے پہلے کی ہیں اس لئے حنفیہ کے مسلک کے خلاف نہیں۔

باب ۳۳۲. يَقْرَأُ فِي الْاُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

(٤٢٢) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ فِی الْاُوْلَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ وَفِی الرَّكْعَتَيْنِ الْاُخْرَيَيْنِ بِاُمِّ الْكِتَابِ وَيُسْمِعُنَا الْاٰيَةَ وَيُطَوِّلُ فِی الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰی مَا لَا يُطِيْلُ فِی الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ وَهٰكَذَا فِی الْعَصْرِ وَهٰكَذَا فِی الصُّبْحِ۔

باب ۳۳۲۔ آخری دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھی جائے گی

(۴۲۲) حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں صرف سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے کبھی کبھی ہمیں آیت سنا بھی دیا کرتے تھے (تعلیم کے لئے) اور پہلی رکعت میں قرأت دوسری رکعت سے زیادہ کرتے تھے۔ عصر اور صبح کی نمازوں میں بھی یہی معمول تھا۔

باب ۳۳۳. جَهْرِ الْاِمَامِ بِالتَّامِيْنِ.

(٤٢٣) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَمَّنَ الْاِمَامُ فَاَمِّنُوْا فَاِنَّهٗ مَنْ وَّافَقَ تَامِيْنُهٗ تَامِيْنَ الْمَلٰٓئِكَةِ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۔

باب ۳۳۳۔ امام کا آمین بلند آواز سے کہنا

(۴۲۳) حضرت ابوہریرہؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی کہو۔ کیونکہ جس کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ ہوگی اس کے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

فائدہ:۔ نماز میں "آمین" سورۂ فاتحہ کے ختم ہونے پر کہنی چاہئے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔ البتہ بعض ائمہ کا مسلک اس سلسلے میں یہ ہے کہ نماز میں بھی آمین زور سے کہی جائے۔ لیکن امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک آمین آہستہ سے کہنی چاہئے۔ امام بخاریؒ نے جو حدیث اس موقعہ پر بیان کی ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بلند آواز سے آمین نماز میں بھی کہی جائے گی۔ بعض صحابہ کا عمل بھی نقل کیا گیا ہے مثلاً: ابن زبیرؓ اور ان کے ساتھ نماز پڑھنے والے اتنی بلند آواز سے آمین کہتے تھے کہ مسجد گونج اٹھتی تھی۔" علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے لکھا ہے کہ غالباً یہ اس زمانہ کا واقعہ ہے جب آپ فجر میں عبدالملک پر قنوت پڑھتے تھے۔ عبدالملک بھی ابن زبیرؓ پر قنوت پڑھتا تھا اور جس طرح کے حالات اس زمانہ میں تھے اس میں مبالغہ اور بے احتیاطی عموماً ہو جایا کرتی ہے اس کے علاوہ جو آثار نقل کئے گئے ہیں ان میں بلند آواز سے کہنے اور آہستہ سے کہنے کی کوئی تصریح نہیں ہے اس باب میں امام بخاریؒ نے ایک حدیث نقل کی ہے اور اس کے علاوہ بھی دو صحیح احادیث ہیں۔ لیکن تمام اس درجہ مبہم کہ واضح طور پر کسی سے بھی یہ پتہ نہیں چلتا کہ بلند آواز سے آمین نماز میں کہی جائے گی یا نہیں۔ اس لئے ائمہ نے اپنے اجتہاد سے جو تاویل ان احادیث کی صحیح سمجھی کی۔

باب ۳۳۴. فَضْلِ التَّامِيْنِ.

(٤٢٤) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ اَحَدُكُمْ اٰمِيْنَ وَقَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ فِی السَّمَآءِ اٰمِيْنَ فَوَافَقَتْ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰی غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

باب ۳۳۴۔ آمین کہنے کی فضیلت

(۴۲۴) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص آمین کہے اور ملائکہ نے بھی اسی وقت آسمان پر آمین کہی۔ اس طرح ایک کی آمین دوسرے کے ساتھ ہوگئی تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

باب ۳۳۵. اِذَا رَكَعَ دُوْنَ الصَّفِ.

(٤٢٥) عَنْ اَبِي بَكْرَةَ اَنَّهُ' انْتَهَى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ اَنْ يَّصِلَ اِلَى الصَّفِّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ زَادَكَ اللّٰهُ حِرْصًا وَّلَاتَعُدْ

باب ۳۳۵۔ جب صف تک پہنچنے سے پہلے ہی کسی نے رکوع کرلیا

(۴۲۵) حضرت ابو بکرہؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی طرف گئے آپ اس وقت رکوع میں تھے اس لئے صف تک پہنچنے سے پہلے ہی انہوں نے رکوع کرلیا۔ پھر اس کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا تمہارے شوق کو اور زیادہ کرے لیکن دوبارہ ایسا نہ کرنا

باب ٣٣٦. اِتْمَامِ التَّكْبِيْرِ فِي الرُّكُوْعِ

(٤٢٦) عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍؓ قَالَ صَلَّى مَعَ عَلِيٍّ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ ذَكَّرَنَا هٰذَا الرَّجُلُ صَلٰوةً كُنَّا نُصَلِّيْهَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ اَنَّهُ' كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَفَعَ وَكُلَّمَا وَضَعَ۔

باب ۳۳۶۔ رکوع میں تکبیر پوری کرنا

(۴۲۶) حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت علیؓ کے ساتھ بصرہ میں ایک مرتبہ نماز پڑھی پھر کہا کہ ہمیں انہوں نے اس نماز کی یاد دلائی جو ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ جب بھی اٹھتے یا جھکتے تو تکبیر کہتے۔

باب ٣٣٧. التَّكْبِيْرِ اِذَا قَامَ مِنَ السُّجُوْدِ.

(٤٢٧) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَؓ (قَالَ) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ' حِيْنَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ' مِنَ الرَّكْعَةِ ثُمَّ يَقُوْلُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَهْوِيْ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهُ' ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْفَعُ رَاْسَهُ' ثُمَّ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ مِنَ الثِّنْتَيْنِ بَعْدَ الْجُلُوْسِ۔

باب ۳۳۷۔ سجدہ سے اٹھنے پر تکبیر

(۴۲۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے تھے پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے تھے۔ پھر جب سر اٹھاتے تو **سمع اللہ لمن حمدہ** کہتے اور کھڑے ہی کھڑے **ربنا لک الحمد** کہتے پھر جب سجدہ کے لئے جھکتے تب تکبیر کہتے اور جب سجدہ سے سر اٹھاتے تب تکبیر کہتے۔ اسی طرح آپ ﷺ تمام نماز میں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نماز پوری کرلیتے تھے قعدۂ اولیٰ سے اٹھنے پر بھی تکبیر کہتے تھے۔

باب ٣٣٨. وَضْعِ الْاَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ فِي الرُّكُوْعِ

(٤٢٨) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ) صَلَّيْتُ اِلٰى جُنُبِ اَبِيْ فَطَبَّقْتُ بَيْنَ كَفَّيَّ ثُمَّ وَضَعْتُهُمَا بَيْنَ فَخِذَيَّ فَنَهَانِيْ اَبِيْ وَقَالَ كُنَّا نَفْعَلُهُ' فَنُهِيْنَا عَنْهُ وَاُمِرْنَآ اَنْ نَّضَعَ اَيْدِيَنَا عَلَى الرُّكَبِ۔

باب ۳۳۸۔ رکوع میں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھنا

(۴۲۸) حضرت مصعب بن سعدؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد کے پہلو میں (ایک مرتبہ) نماز پڑھی اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر رانوں کے درمیان میں انہیں کردیا (رکوع میں) اس پر میرے والد نے مجھے ٹوکا اور فرمایا کہ ہم بھی پہلے اسی طرح کرتے تھے لیکن بعد میں اس سے روک دیا گیا تھا اور حکم ہوا تھا کہ ہم اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں (رکوع میں)۔

باب ٣٣٩. اِسْتِوَآءِ الظَّهْرِ فِي الرُّكُوْعِ وَالْاِطْمَانِيْنَةِ

(٤٢٩) عَنِ الْبَرَآءِؓ قَالَ كَانَ رُكُوْعُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُجُوْدُهُ' وَبَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوْعِ مَاخَلَا الْقِيَامَ وَالْقُعُوْدَ قَرِيْبًا مِّنَ السَّوَآءِ۔

باب ۳۳۹۔ رکوع میں پیٹھ کو برابر کرنا اور طمانیت کی حد

(۴۲۹) حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا رکوع، سجدہ، دونوں سجدوں کے درمیان کا وقفہ اور جب رکوع سے سر اٹھاتے، تقریباً سب برابر تھے، قیام اور قعدوں کے سوا۔

باب ٣٤٠. الدُّعَآءِ فِی الرُّکُوعِ.

(٤٣٠) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْها قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ رُکُوعِهِ وَسُجُوْدِهِ سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ۔

باب ٣٤٠۔ رکوع کی دعا

(۴۳۰) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ رکوع اور سجدہ میں فرمایا کرتے تھے۔ **سبحانک اللهم ربنا وبحمدک اللهم اغفرلی۔**

فائدہ:۔ رکوع اور سجدہ میں جو تسبیح پڑھی جاتی ہے اس میں کسی کا بھی کوئی اختلاف نہیں۔ البتہ اس حدیث کے پیش نظر کہ ''رکوع میں اپنے رب کی تعظیم کرو اور بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے رب سے زیادہ قریب ہوتا ہے اس لئے سجدہ میں دعا کیا کرو کہ سجدہ کی دعا کے قبول ہونے کی زیادہ امید ہے'' بعض ائمہ نے سجدہ کی حالت میں دعا جائز قرار دی ہے اور رکوع میں دعا کو مکروہ کہا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں دعا کا ایک مخصوص ترین وقت حالت سجدہ کو بتایا گیا ہے اس میں رکوع میں دعا کرنے کی کوئی ممانعت نہیں ہے بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ رکوع اور سجدہ دونوں حالتوں میں دعا کرتے تھے۔ ابن امیر الحاج نے تمام دعائیں جماعت تک میں اس شرط پر جائز قرار دی ہیں کہ مقتدیوں پر اس سے کوئی گراں باری نہ ہو۔

باب ٣٤١. فَضْلِ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ

(٤٣١) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه، فَقُوْلُوْا اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ فَاِنَّه، مَنْ وَّافَقَ قَوْلُه، قَوْلَ الْمَلٰئِکَةِ غُفِرَلَه، مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِه۔

باب ۳۴۱۔ اللهم ربنا ولک الحمد کی فضیلت

(۴۳۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب امام **سمع الله لمن حمده** کہے تو تم (مقتدی) **اللهم ربنا ولک الحمد** کہو۔ کیونکہ جس کا یہ کہنا ملائکہ کے کہنے کے ساتھ ہوتا ہے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

(٤٣٢) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ لَاُقَرِّبَنَّ صَلٰوةَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَکَانَ اَبُوْهُرَیْرَةَ یَقْنُتُ فِی الرَّکْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَصَلٰوةِ الْعِشَآءِ وَصَلٰوةِ الصُّبْحِ بَعْدَ مَایَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه، فَیَدْعُوْ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَیَلْعَنُ الْکُفَّارَ۔

(عَنْ اَنَسٍ قَالَ کَانَ الْقُنُوْتُ فِی الْفَجْرِ وَالْمَغْرِب)۔

(۴۳۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لو میں تمہیں نبی کریم ﷺ کی نماز کے قریب قریب نماز پڑھ کر دکھاتا ہوں۔ چنانچہ ابو ہریرہؓ ظہر، عشاء اور صبح کی آخری رکعتوں میں قنوت پڑھا کرتے تھے۔ **سمع الله لمن حمده** کے بعد یعنی مؤمنین کے حق میں دعا کرتے تھے اور کفار پر لعنت بھیجتے تھے۔

(حضرت انسؓ نے فرمایا کہ قنوت فجر اور مغرب میں پڑھی جاتی تھی)۔

فائدہ:۔ ان نمازوں میں جس قنوت کا ذکر ہے وہ ''قنوتِ نازلہ'' ہے حنفیہ کے یہاں بھی جن نمازوں میں قرأت قرآن بلند آواز سے کی جاتی ہے یعنی صبح مغرب اور عشاء میں، ان میں کسی پیش آمدہ مصیبت وغیرہ کے لئے دعا اور مخالفوں کے لئے بددعا کی جاسکتی ہے۔

(٤٣٣) عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرَقِیِّ رضی اللّٰه عنه قَالَ کُنَّا یَوْمًا نُصَلِّیْ وَرَآءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَفَعَ رَاْسَه، مِنَ الرَّکْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه، قَالَ رَجُلٌ وَّرَآءَه، رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَکًا فِیْهِ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ مَنِ الْمُتَکَلِّمُ قَالَ اَنَا قَالَ

(۴۳۳) حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے۔ جب آپ ﷺ رکوع سے سر اٹھاتے تو **سمع الله لمن حمده** کہتے تھے ایک شخص نے پیچھے سے کہا ''**ربنا ولک الحمد حمد اکثیرا طیبا مبارکا فیه**'' آپ ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا کہ کس نے یہ کلمات کہے ہیں۔

رَاَیۡتُ بِضۡعَةً وَّثَلٰثِیۡنَ مَلَکًا یَّبۡتَدِرُوۡنَهَا اَیُّهُمۡ یَکۡتُبُهَا اَوَّلَ۔

کہنے والے نے جواب دیا کہ میں نے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان کلمات کے لکھنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے۔

باب ۳۴۲. الطَّمَانِیۡنَةِ حِیۡنَ یَرۡفَعُ رَاۡسَه' مِنَ الرُّکُوۡعِ

(۴۳۴) عَنۡ ثَابِتٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ کَانَ اَنَسٌ یَنۡعَتُ لَنَا صَلٰوةَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فَکَانَ یُصَلِّیۡ فَاِذَا رَفَعَ رَاۡسَه' مِنَ الرُّکُوۡعِ قَامَ حَتّٰی نَقُوۡلَ قَدۡ نَسِیَ۔

باب ۳۴۲۔ رکوع سے سر اٹھاتے وقت اطمینان وسکون

(۴۳۴) حضرت ثابتؓ نے بیان کیا کہ حضرت انسؓ ہمیں نبی کریمؐ کی نماز کا طریقہ بتاتے تھے۔ چنانچہ آپ نماز پڑھتے اور جب اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ ہم سوچنے لگتے کہ شاید بھول گئے ہیں۔

باب ۳۴۳. یَهۡوِیۡ بِالتَّکۡبِیۡرِ حِیۡنَ یَسۡجُدُ

(۴۳۵) عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَؓ وَکَانَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ حِیۡنَ یَرۡفَعُ رَاۡسَه' یَقُوۡلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنۡ حَمِدَه' رَبَّنَا وَلَكَ الۡحَمۡدُ یَدۡعُوۡ لِرِجَالٍ فَیُسَمِّیۡهِمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ فَیَقُوۡلُ اَللّٰهُمَّ اَنۡجِ الۡوَلِیۡدَ بۡنَ الۡوَلِیۡدِ وَسَلَمَةَ بۡنَ هِشَامٍ وَّعَیَّاشَ بۡنَ اَبِیۡ رَبِیۡعَةَ وَالۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اَللّٰهُمَّ اشۡدُدۡ وَطۡاَتَكَ عَلٰی مُضَرَ وَاجۡعَلۡهَا عَلَیۡهِمۡ سِنِیۡنَ کَسِنِیۡ یُوۡسُفَ وَاَهۡلُ الۡمَشۡرِقِ یَوۡمَئِذٍ مِّنۡ مُّضَرَ مُخَالِفُوۡنَ لَه'۔

باب ۳۴۳۔ سجدہ کرتے وقت تکبیر کہتے ہوئے جھکے

(۴۳۵) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سر مبارک (رکوع سے) اٹھاتے تو **سمع اللہ لمن حمدہ. ربنا ولک الحمد** فرماتے تھے۔ لوگوں کے لئے دعائیں کرتے اور نام لے لے کر فرماتے۔ اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ربیعہ اور تمام کمزور مسلمانوں کو (کفار سے) نجات دیجئے۔ اے اللہ! قبیلہ مضر کے لوگوں کو سختی کے ساتھ کچل دیجئے۔ اور ان پر ایسا قحط مسلط کیجئے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں آیا تھا۔ ان دنوں مصر عرب کے مشرک میں آپ کے مخالفین میں تھے۔

فائدہ:۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نام لے کر کسی کے حق میں دعا یا بد دعا کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی حالانکہ اگر صرف کسی شخص کا نام نماز میں لے لیا جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے اور اسی کے حق میں اگر دعا کی جائے اور اس ضمن میں نام آئے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔

باب ۳۴۴. فَضۡلِ السُّجُوۡدِ.

(۴۳۶) عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَؓ اَنَّ النَّاسَ قَالُوۡا یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ هَلۡ نَرٰی رَبَّنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ قَالَ هَلۡ تُمَارُوۡنَ فِی الۡقَمَرِ لَیۡلَةَ الۡبَدۡرِ لَیۡسَ دُوۡنَه' سَحَابٌ قَالُوۡا لَا یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ قَالَ فَهَلۡ تُمَارُوۡنَ فِی الشَّمۡسِ لَیۡسَ دُوۡنَهَا سَحَابٌ قَالُوۡا لَا قَالَ فَاِنَّکُمۡ تَرَوۡنَه' کَذٰلِكَ یُحۡشَرُ النَّاسُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ فَیَقُوۡلُ مَنۡ کَانَ یَعۡبُدُ شَیۡئًا فَلۡیَتَّبِعۡهُ فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّتَّبِعُ الشَّمۡسَ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّتَّبِعُ الۡقَمَرَ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ یَّتَّبِعُ الطَّوَاغِیۡتَ وَتَبۡقٰی هٰذِهِ الۡاُمَّةُ فِیۡهَا مُنَافِقُوۡهَا فَیَاۡتِیۡهِمُ اللّٰهُ فَیَقُوۡلُ اَنَا رَبُّکُمۡ

باب ۳۴۴۔ سجدہ کی فضیلت

(۴۳۶) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا ہم اپنے رب کو قیامت میں دیکھ سکیں گے؟ آپ نے (جواب کے لئے) پوچھا۔ کیا تمہیں چودھویں کے چاند میں جب کہ اس کے قریب کہیں بادل بھی نہ ہو، کوئی شبہ ہوتا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! پھر آپ نے پوچھا۔ اور کیا تمہیں سورج میں جب کہ اس کے قریب کہیں بادل نہ ہو شبہ ہوتا ہے لوگ بولے کہ نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ رب العزت کو تم اسی طرح دیکھو گے۔ لوگ قیامت کے دن جمع کئے جائیں گی خداوند تعالیٰ فرمائے گا کہ جو جسے پوجتا تھا اسی کی اتباع کرے۔ چنانچہ بہت سے لوگ سورج کے پیچھے ہولیں گے بہت سے چاند

فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَاْتِيَنَا رَبُّنَا فَاِذَا جَآءَ رَبُّنَا
عَرَفْنَاهُ فَيَاْتِيْهِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ
فَيَقُوْلُوْنَ اَنْتَ رَبُّنَا فَيَدْعُوْهُمْ وَيُضْرَبُ الصِّرَاطُ بَيْنَ
ظَهْرَانَيْ جَهَنَّمَ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ
بِاُمَّتِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ يَوْمَئِذٍ اَحَدٌ اِلَّا الرُّسُلُ وَكَلَامُ
الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ اَللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ وَفِيْ جَهَنَّمَ كَلَالِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ هَلْ رَاَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ
قَالُوْا نَعَمْ فَاِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ غَيْرَاَنَّهٗ لَا يَعْلَمُ
قَدْرَ عِظَمِهَآ اِلَّا اللّٰهُ تَخْطَفُ النَّاسَ بِاَعْمَالِهِمْ
فَمِنْهُمْ مَّنْ يُّوْبَقُ بِعَمَلِهٖ وَمِنْهُمْ مَّنْ يُّخَرْدَلُ ثُمَّ يَنْجُوْ
حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ رَحْمَةَ مَنْ اَرَادَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ
اَمَرَاللّٰهُ الْمَلٰٓئِكَةَ اَنْ يُّخْرِجُوْا مَنْ كَانَ يَعْبُدُاللّٰهَ
فَيُخْرِجُوْنَهُمْ وَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِاٰثَارِ السُّجُوْدِ وَحَرَّمَ اللّٰهُ
عَلَى النَّارِ اَنْ تَاْكُلَ اَثَرَالسُّجُوْدِ فَيُخْرَجُوْنَ مِنَ النَّارِ
كُلَّ ابْنِ اٰدَمَ تَاْكُلُهُ النَّارُ اِلَّا اَثَرَ السُّجُوْدِ فَيُخْرَجُوْنَ
مِنَ النَّارِ قَدِامْتَحَشُوْا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَّآءُ الْحَيَاةِ
فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ ثُمَّ
يَفْرُغُ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَآءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيَبْقٰى رَجُلٌ بَيْنَ
الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَهُوَ اٰخِرُ اَهْلِ النَّارِ دُخُوْلًا الْجَنَّةَ
مُقْبِلًا بِوَجْهِهٖ قِبَلَ النَّارِ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ اصْرِفْ
وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ فَقَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَاَحْرَقَنِيْ
ذَكَآؤُهَا فَيَقُوْلُ هَلْ عَسَيْتَ اِنْ فُعِلَ ذٰلِكَ بِكَ اَنْ
تَسْئَلَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَيَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ فَيُعْطِي اللّٰهَ
عَزَّوَجَلَّ مَايَشَآءُ مِنْ عَهْدٍ وَّمِيْثَاقٍ فَيَصْرِفُ اللّٰهُ
وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ فَاِذَا اَقْبَلَ بِهٖ عَلَى الْجَنَّةِ رَاٰى
بَهْجَتَهَا سَكَتَ مَاشَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّسْكُتَ ثُمَّ قَالَ
يَارَبِّ قَدِّمْنِيْ عِنْدَ بَابِ الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ اَلَيْسَ
قَدْ اَعْطَيْتَ الْعُهُوْدَ وَالْمِيْثَاقَ اَنْ لَّاتَسْاَلَ غَيْرَالَّذِيْ
كُنْتَ سَاَلْتَ فَيَقُوْلُ يَارَبِّ لَااَكُوْنُ اَشْقٰى خَلْقِكَ
فَيَقُوْلُ فَمَا عَسَيْتَ اِنْ اُعْطِيْتَ ذٰلِكَ اَنْ تَسْاَلَ

کےاور بہت سے بتوں کے یہ امت باقی رہ جائے گی اس میں بھی منافقین ہوں گےجن کے پاس خداوندتعالیٰ آئیں گےاوران سے کہیں گے کہ میں تمہارا رب ہوں۔ منافقین کہیں گے کہ ہم یہیں اپنے رب کے آنے تک کھڑے رہیں گے۔ جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے چنانچہ اللہ عزوجل ان کے پاس (ایسی صورت میں جسے وہ پہچان لیں) آئیں گےاورفرمائیں گے کہ میں تمہارا رب ہوں وہ بھی کہیں گے کہ آپ ہمارے رب ہیں پھراللہ تعالیٰ انہیں بلائے گا۔ پل صراط جہنم کے اوپر بنا دیاجائے گا اور میں اپنی امت کے ساتھ اس سے گذرنے والا سب سے پہلا رسول ہوں گا۔ اس روزسواءانبیاء کےکوئی بات بھی نہ کرسکے گا اورانبیاء بھی صرف یہ کہیں گے اے اللہ محفوظ رکھئے، اے اللہ محفوظ رکھئے اور جہنم میں سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکس ہوں گے۔ سعدان کے کانٹے تو تم نے دیکھے ہوں گے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہاں (آپ نے فرمایا) تو وہ سعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے۔ البتہ ان کےطول وعرض کو (سوااللہ تعالیٰ) کے اور کوئی نہیں جانتا یہ آنکس لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق کھینچ لیں گے۔ بہت سے لوگ اپنے عمل کی وجہ سے ہلاک، بہت سے ٹکڑےٹکڑے ہوجائیں گے پھران کی نجات ہوگی۔ جہنمیوں میں سے اللہ تعالیٰ جس پررحم فرمانا چاہیں گےتو ملائکہ کوحکم دیں گے کہ جواللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے تھےانہیں باہر نکالیں۔ چنانچہ وہ باہر نکلیں گی اور موحدوں کو سجدے کے آثار سے پہچانیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے جہنم پرسجدہ کے آثار کا جلانا حرام کردیا ہے چنانچہ یہ جب جہنم سے نکالے جائیں گےتو اثر سجدہ کے سواان کے تمام ہی حصوں کو آگ جلا چکی ہوگی جب جہنم سے باہر ہوں گےتو بالکل جل چکے ہوں گے اس لئے ان پر ماءحیات ڈالا جائے گا جس سےان میں اس طرح تازگی آجائے گی جیسے سیلاب کےکوڑےکرکٹ پر سیلاب تھمنے کے بعد سبزہ اُگ آتا ہے پھراللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلہ سے فارغ ہوجائے گا لیکن ایک شخص جنت اور دوزخ کے درمیان اب بھی باقی رہ جائے گا۔ یہ جنت میں داخل ہونے والا آخری دوزخی شخص ہوگا۔ اس کا چہرہ دوزخ کی طرف ہےاس لئے کہے گا کہ اے رب! میرے چہرے کو دوزخ کی طرف سے پھیردیجئے۔ کیونکہ اس کی بوبڑی ہی تکلیف دہ ہےاور اس کی تیزی مجھے جلائے دیتی ہے۔ خداوندتعالیٰ پوچھے گا کیا اگرتمہاری یہ تمنا پوری کردی جائے تو تم دوبارہ کوئی نیا سوال تو نہیں کروگے؟ بندہ کہے گا

غَیرَہ، فَیَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا اَسْأَلُكَ غَیرَ ذٰلِكَ فَیُعْطِی رَبَّہٗ مَاشَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَّمِیثَاقٍ فَیُقَدِّمُہٗ اِلٰی بَابِ الْجَنَّةِ فَاِذَا بَلَغَ بَابَهَا فَرَاٰی زَهْرَتَهَا وَمَا فِیهَا مِنَ النَّضْرَةِ وَالسُّرُورِ فَیَسْكُتُ مَاشَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّسْكُتَ فَیَقُولُ یَارَبِّ اَدْخِلْنِی الْجَنَّةَ فَیَقُولُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَیْحَكَ یَاابْنَ اٰدَمَ مَااَغْدَرَكَ اَلَیْسَ قَدْ اَعْطَیْتَ الْعَهْدَ وَالْمِیثَاقَ اَنْ لَّاتَسْأَلَ غَیْرَالَّذِیْ اُعْطِیْتَ فَیَقُولُ یَارَبِّ لَاتَجْعَلْنِیْ اَشْقٰی خَلْقِكَ فَیَضْحَكُ اللّٰهُ مِنْهُ ثُمَّ یَاْذَنُ لَہٗ فِیْ دُخُولِ الْجَنَّةِ فَیَقُولُ تَمَنَّ فَیَتَمَنّٰی حَتّٰی اِذَا انْقَطَعَ اُمْنِیَّتُہٗ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ زِدْ مِنْ كَذَا وَكَذَا اَقْبَلَ یُذَكِّرُہٗ رَبُّہٗ حَتّٰی اِذَا انْتَهَتْ بِهِ الْاَمَانِیُّ قَالَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُہٗ مَعَہٗ وَقَالَ اَبُوْسَعِیْدِ الْخُدْرِیُّ لِاَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ لَمْ اَحْفَظْهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَوْلَہٗ لَكَ ذٰلِكَ وَمِثْلُہٗ مَعَہٗ قَالَ اَبُوْسَعِیْدٍ اِنِّیْ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ ذٰلِكَ لَكَ وَعَشَرَةُ اَمْثَالِهٖ۔

نہیں تیرے غلبہ کی قسم! یہ شخص خداوند تعالیٰ سے ہر طرح عہد و میثاق کرے گا (کہ پھر کوئی دوسرا سوال نہیں کریگا) اور خداوند تعالیٰ جہنم کی طرف سے اس کا منہ پھیر دیگا۔ جب جنت کی طرف رخ ہوگیا اور اسکی شادابی نظروں کے سامنے آئی تو اللہ نے جتنی دیر چاہا چپ رہے گا لیکن پھر بول پڑے گا اے اللہ! مجھے جنت کے دروازہ کے قریب پہنچا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا کیا تم نے عہد و پیمان نہیں باندھے تھے کہ اس ایک سوال کے سوا اور کوئی سوال تم نہیں کرو گے۔ بندہ کہے گا اے رب مجھے تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بد بخت نہ ہونا چاہئے۔ اللہ رب العزت فرمائے گا کہ پھر کیا ضمانت ہے کہ اگر تمہاری یہ تمنا پوری کر دی گئی تو دوسرا کوئی سوال پھر نہیں کرو گے؟ بندہ کہے گا نہیں تیری عزت کی قسم اب دوسرا کوئی سوال تجھ سے نہیں کروں گا چنانچہ اپنے رب سے ہر طرح عہد و پیمان باندھے گا اور جنت کے دروازے تک پہنچا دیا جائیگا دروازہ پر پہنچ کر جب جنت کی پہنائی تازگی اور مسرتوں کو دیکھے گا تو جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا چپ رہے گا لیکن آخر بول پڑے گا اے رب! مجھے جنت کے اندر پہنچا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا افسوس ابن آدم! کس قدر تو بہ شکن ہو گیا (ابھی) تم نے عہد و پیمان نہیں باندھے تھے کہ جو کچھ دے دیا گیا اس سے زیادہ اور کچھ نہیں مانگو گے بندہ کہے گا اے رب! مجھے اپنی سب سے زیادہ بدنصیب مخلوق نہ بنائیے۔
خداوند قدوس ہنس پڑے گا اور اسے جنت میں بھی داخلہ کی اجازت عطا کر دے گا اور پھر فرمائے گا مانگو کیا ہیں تمہاری تمنائیں؟ چنانچہ وہ اپنی تمنائیں (اللہ تعالیٰ کے سامنے) رکھے گا اور جب تمام تمنائیں ختم ہو جائیں گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ فلاں چیز اور مانگو۔ فلاں چیز کا مزید سوال کرو۔ خود خداوند قدوس یاد دہانی فرمائے گا اور جب تمام تمنائیں ختم ہو جائیں گی تو فرمائے گا کہ تمہیں یہ سب اور اتنی ہی اور دی گئیں ابو سعید خدریؓ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ اور اس سے دس گناہ اور تمہیں دی گئیں اس پر ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی یہی بات صرف مجھے یاد ہے کہ تمہیں یہ تمام تمنائیں اور اتنی ہی اور دی گئیں۔ لیکن ابوسعیدؓ نے فرمایا کہ میں نے آپ کو یہ کہتے سنا تھا کہ یہ اور اس کی دس گنا تمہیں دی گئیں۔

فائدہ:۔ اس حدیث میں ہے کہ موحدوں کو آثار سجدہ سے پہچانا جائے گا۔ یہ مفصل حدیث صرف اسی ایک ٹکڑے کی وجہ سے سجدہ کی فضیلت بیان کرنے کے لئے لائی گئی ہے۔

پوری حدیث تفہیم البخاری ترجمہ بخاری شریف مطبوعہ دار الاشاعت کتاب الرقاق میں جنت اور دوزخ کی صفت میں ملاحظہ فرمائیں۔ از مرتب محمد عابد قریشی

باب ۳۴۵. السُّجُودِ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ .

باب ۳۴۵۔ سات اعضاء پر سجدہ

(۴۳۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَةِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْهَةِ وَاَشَارَ بِیَدِهٖ عَلٰی اَنْفِهٖ وَالْیَدَیْنِ وَالرُّكْبَتَیْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَیْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّیَابَ وَالشَّعْرَ۔

(۴۳۷) حضرت ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم ہوا ہے۔ پیشانی پر اور اپنے ہاتھ سے ناک کی طرف اشارہ کیا اور دونوں ہاتھ دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کی انگلیوں پر، اس طرح کہ نہ کپڑے سمیٹیں نہ بال۔

كتَابُ الصَّلوٰة

باب ۳۴۶. اَلْمُكْثِ بَيْنَ السَّجْدَ تَيْنِ.

(٤٣٨) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ(رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه)قَالَ اِنِّىْ لَا اٰلُوْ اَنْ اُصَلِّيَ بِكُمْ كَمَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُصَلِّي بِنَا قَالَ(الراوى) كَانَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ يَّصْنَعُ شَيْئًا لَمْ اَرَكُمْ تَصْنَعُوْ نَه' كَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَه' مِنَ الرُّكُوْعِ قَامَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِىَ وَبَيْنَ السَّجْدَ تَيْنِ حَتّٰى يَقُوْلَ الْقَائِلُ قَدْنَسِىَ۔

باب ۳۴۷. لَا يَفْتَرِشُ ذِرَاعَيْهِ فِي السُّجُوْدِ

(٤٣٩) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اعْتَدِلُوْا فِي السُّجُوْدِ وَلَا يَبْسُطْ اَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ اِنْبِسَاطَ الْكَلْبِ۔

باب ۳۴۸. مَنِ اسْتَوٰى قَاعِدًا فِىْ وِتْرٍ مِّنْ صَلٰوتِهٖ ثُمَّ نَهَضَ.

(٤٤٠) عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ اللَّيْثِىِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّه' رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يُصَلِّىْ فَاِذَا كَانَ فِىْ وِتْرٍ مِّنْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يَنْهَضْ حَتّٰى يَسْتَوِىَ قَاعِدًا۔

باب ۳۴۹. يُكَبِّرُ وَهُوَ يَنْهَضُ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ

(٤٤١) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ صَلّٰى لَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ فَجَهَرَ بِالتَّكْبِيْرِ حِيْنَ رَفَعَ رَاْسَه' مِنَ السُّجُوْدِ وَحِيْنَ سَجَدَ وَحِيْنَ رَفَعَ وَحِيْنَ قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ وَ قَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔

باب ۳۵۰. سُنَّتِ الْجُلُوْسِ فِى التَّشَهُّدِ

(٤٤٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِؓ اَنَّه' كَانَ يَرٰى عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَتَرَبَّعُ فِي الصَّلٰوةِ اِذَا جَلَسَ فَفَعَلْتُه' وَاَنَا يَوْمَئِذٍ حَدِيْثُ السِّنِّ فَنَهَانِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَقَالَ اِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ اَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى

کتاب مسائلِ نماز کے بیان میں

باب ۳۴۶۔ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا

(۴۳۸) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ میں نے جس طرح نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا تھا بالکل اسی طرح تم لوگوں کو نماز پڑھانے میں کسی قسم کی کوئی کمی نہیں چھوڑتا۔ (راوی) نے بیان کیا کہ حضرت انس بن مالکؓ ایک ایسا عمل کرتے تھے جسے میں تمہیں کرتے نہیں دیکھتا۔ جب وہ رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ بھول گئے ہیں اور اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھے رہتے کہ دیکھنے والا سمجھتا کہ بھول گئے ہیں۔

باب ۳۴۷۔ سجدہ میں بازوؤں کو پھیلا نہ دینا چاہئے

(۴۳۹) حضرت انس بن مالکؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ سجدہ میں اعتدال کو ملحوظ رکھو اور اپنے بازو کتوں کی طرح نہ پھیلا دیا کرو۔

باب ۳۴۸۔ جو شخص نماز کی طاق رکعت (پہلی اور تیسری میں تھوڑی دیر بیٹھے اور پھر اٹھ جائے

(۴۴۰) حضرت مالک بن حویرث لیثی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کو نماز پڑھتے دیکھا۔ آپ ﷺ جب طاق رکعت میں ہوتے تو (سجدہ سے فارغ ہونے کے بعد) اس وقت تک نہ اٹھتے جب تک تھوڑی دیر بیٹھ نہ لیتے۔

باب ۳۴۹۔ سجدوں سے اٹھتے وقت تکبیر کہنا

(۴۴۱) حضرت سعید بن حارث نے کہا کہ ابو سعیدؓ نے نماز پڑھائی اور سجدہ سے سر اٹھاتے وقت سجدہ کرتے وقت پھر اٹھتے وقت اور دونوں رکعتوں سے کھڑے ہوتے وقت آپ نے بلند آواز سے تکبیر کہی اور فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا تھا۔

باب ۳۵۰۔ تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ

(۴۴۲) حضرت عبداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ وہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو ہمیشہ دیکھتے کہ آپ نماز میں چہار زانو بیٹھتے ہیں (انہوں نے بیان کیا کہ) میں ابھی نو عمر تھا میں نے بھی اسی طرح کرنا شروع کر دیا لیکن عبداللہ بن عمرؓ اس سے روکا اور فرمایا کہ نماز میں سنت یہ ہے کہ (بیٹھنے

وَتَثْنِي الْيُسْرٰى فَقُلْتُ اِنَّكَ تَفْعَلُ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّ رِجْلَایَ لَا تَحْمِلَا نِیْ۔

میں) دایاں پاؤں کھڑا رکھو اور بایاں پاؤں پھیلا دو۔ میں نے کہا کہ آپ تو اسی (میری) طرح کرتے ہیں اس پر آپ نے فرمایا کہ میرے پاؤں میرا بار نہیں اٹھا پاتے۔

فائدہ:۔ اس مسئلہ میں چاروں امام مختلف ہیں۔ حنفیہ کے یہاں وہی معروف ومشہور طریقہ ہے لیکن دوسرے ائمہ کے یہاں الگ الگ اس کے طریقے ہیں اور سب ثابت ہیں۔ صرف اختیار اور استحباب میں اختلاف ہے۔ حنفیہ کے یہاں عورت اور مرد کے بیٹھنے کے طریقے میں بھی اختلاف ہے۔ عورتوں کے لئے ''تورک'' مستحب ہے اور یہی ان کے لئے مناسب بھی ہے۔ ابودرداء کی ایک مرسل حدیث بھی اس سلسلے میں ہے جو حنفیہ کے مسلک کی تائید کرتی ہے۔

(٤٤٣) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ اَنَّهٗ كَانَ جَالِسًا مَّعَ نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَذَكَرْنَا صَلٰوةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ حُمَيْدِ السَّاعِدِيُّ اَنَا كُنْتُ اَحْفَظَكُمْ لِصَلٰوةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ رَاَيْتُهٗ اِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ وَاِذَا رَكَعَ اَمْكَنَ يَدَيْهِ مِنْ رُّكْبَتَيْهِ ثُمَّ هَصَرَ ظَهْرَهٗ فَاِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ اسْتَوٰى حَتّٰى يَعُوْدَ كُلُّ فَقَارٍ مَّكَانَهٗ وَاِذَا سَجَدَ وَضَعَ يَدَيْهِ غَيْرَ مُفْتَرِشٍ وَّلَا قَابِضِهِمَا وَاسْتَقْبَلَ بِاَطْرَافِ اَصَابِعِ رِجْلَيْهِ الْقِبْلَةَ فَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ جَلَسَ عَلٰى رِجْلِهِ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْيُمْنٰى فَاِذَا جَلَسَ فِي الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ قَدَّمَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَنَصَبَ الْاُخْرٰى وَقَعَدَ عَلٰى مَقْعَدَتِهٖ۔

(۴۴۳) حضرت محمد بن عمرو بن عطاء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ چند صحابہؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ذکر نبی کریم ﷺ کی نماز کا چلا تو ابوحمید ساعدی رضی اکللہ عنہ نے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ کی نماز (کی تفصیلات) تم سب سے زیادہ یاد ہیں۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ جب تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو مونڈھوں تک لے جاتے، جب رکوع کرتے تو گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پوری طرح تھام لیتے اور پیٹھ کو جھکا دیتے۔ پھر جب سر اٹھاتے تو ا سطرح سیدھے کھڑے ہوجاتے کہ تمام جوڑ درست ہوجاتے۔ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھ (زمین پر) اس طرح رکھتے کہ نہ بالکل پھیلا ہوا ہوتا اور نہ سمٹا ہوا۔ پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھتے۔ جب دو رکعتوں کے بعد بیٹھتے تو بائیں پر بیٹھتے اور دایاں کھڑا رکھتے اور جب آخری مرتبہ بیٹھتے تو بائیں پاؤں کو آگے کر لیتے اور دائیں کو کھڑا کر دیتے پھر مقعد پر بیٹھتے۔

بَاب ١٣٥١. مَنْ لَّمْ يَرَا لتَّشَهُّدَ الْاَ وَّلَ وَاجِبًا

باب ۱۳۵۱۔ جن کے نزدیک پہلا تشہد واجب نہیں ہے

(٤٤٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُحَيْنَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ وَهُوَ مِنْ اَزْدِشَنُوْءَةَ وَهُوَ حَلِيْفٌ لِّبَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ وَّ كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ صَلّٰى بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْاُوْلَيَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهٗ كَبَّرَ وَهُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يُّسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ۔

(۴۴۴) حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (ان کا تعلق قبیلہ از دشنوءہ سے تھا۔ آپ بنی عبد مناف کے حلیف اور رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے) کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی آپ دو رکعتوں کے بعد کھڑے ہوگئے اور بیٹھے نہیں دوسرے لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوگئے پھر نماز کے آخری حصہ میں جب کہ لوگ آپ کے سلام پھیرنے کا انتظار کر رہے تھے، آپ نے بیٹھے ہی بیٹھے تکبیر کہی اور سلام سے پہلے دو سجدے کئے پھر سلام پھیرا۔

فائدہ:۔ مراد قعدۂ اولیٰ ہے اور واجب بمعنی فرض ہے یعنی جن کے نزدیک قعدۂ اولیٰ فرض نہیں ہے۔ کیونکہ اس عنوان کے تحت جو حدیث ہے اس میں ہے کہ قعدۂ اولیٰ آپ سے چھوٹ گیا تھا تو اس کی تلافی سجدۂ سہو سے فرمائی۔ اگر فرض ہوتا تو اس کی تلافی سجدۂ سہو سے ممکن نہیں تھی بلکہ نماز ہی فاسد ہوجاتی اور اگر قعدۂ اولیٰ صرف سنت ہوتا تو سجدۂ سہو کے ذریعہ تلافی کی ضرورت نہیں تھی۔

اس سے معلوم ہوا کہ واجب سے مراد فرض ہے اور خود قعدۂ اولیٰ نہ اتنا اہم ہے کہ اس کے چھوٹنے سے نماز فاسد ہو جائے اور نہ اتنا غیر اہم کے اس کے لئے سجدۂ سہو بھی نہ کیا جائے بلکہ ان دونوں کے درمیان ہے اور اسی کو احناف ''واجب'' کہتے ہیں محدثین اور شوافع واجب لفظ اور اصطلاح میں اگرچہ نہیں مانتے لیکن اس کے عملی مظاہر ماننے بغیر کوئی چارہ بھی نہ تھا۔ اس کی ایک مثال یہی ہے۔ حنفیہ نے جب اس طرح کی چیز دیکھیں جو نہ فرض ہیں اور نہ سنت تو انہوں نے ''واجب'' کی ایک الگ اصطلاح اختراع کی۔

باب ۳۵۲. التَّشَهُّدِ فِي الْاٰخِرَةِ.

(٤٤٥) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (قَالَ) كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قُلْنَا السَّلَامُ عَلٰى جِبْرِيْلَ وَمِيكَائِيْلَ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَّ فُلَانٍ فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ هُوَا لسَّلَامُ فَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰةُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِاللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمُوْهَا اَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

باب ۳۵۲۔ آخری قعود میں تشہد

(۴۴۵) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو کہتے (ترجمہ) سلام ہو جبرائیل اور میکائیل پر۔ سلام ہو فلاں اور فلاں پر۔ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ خدا خود ''سلام'' ہے اس لئے جب کوئی نماز پڑھے تو یہ کہے (ترجمہ) دوام سلامتی، تمام عبادات اور تمام بہترین تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ آپ پر سلام ہو، اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں (آپ پر نازل ہوتی رہیں) ہم پر سلام اور اللہ کے صالح بندوں پر سلام (جب تم یہ کہو گے تو آسمان اور زمین میں تمام نیک بندوں کو پہنچے گا) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں

فائدہ:۔ یہ قعدہ کی دعا ہے جسے تشہد کہتے ہیں۔ بندہ پہلے کہتا ہے کہ تحیات، صلوات اور طیبات اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ یہ تین الفاظ عمل وقول کی تمام محاسن کو شامل ہیں یعنی تمام خیر اور بھلائی خداوند قدوس کے لئے ثابت ہے اور اسی کی طرف سے ہے۔ پھر نبی کریم ﷺ پر سلام بھیجا گیا اور اس میں خطاب کی ضمیر اختیار کی گئی کیونکہ صحابہ کو یہ دعا سکھائی گئی تھی اور آپ اس وقت موجود تھے اب جن الفاظ کے ساتھ ہمیں یہ دعاء پہنچی ہے اسی طرح پڑھنی چاہئے۔

اس دعا کی ترتیب یہ ہے کہ جب بندہ نے باب ملکوت پر تحیات صلوات اور طیبات کی دستک دی اور حریم قدس سے داخلہ کی اجازت بھی مل گئی تو اس عظیم کامیابی پر بندہ کو یاد آیا کہ یہ سب کچھ نبی رحمت کی برکت اور آپ کی اتباع کے صدقہ میں ہوا ہے اس لئے والہانہ وہ نبی کو مخاطب کر کے سلام بھیجتا ہے کہ حبیب اپنے حرم میں موجود ہے۔ '' السلام علیک ایها النبی ورحمة اللّٰه وبرکاته،'' بخاریؒ کی یہی دعا حنفیہ کے یہاں مستحب ہے احادیث میں اس کے لئے دوسری دعائیں بھی آتی ہیں۔

باب. اَلدُّعَآءِ قَبْلَ السَّلَامِ

(٤٤٦) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ فِي الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ فَقَالَ لَهٗ قَائِلٌ مَّااَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيْذُ مِنَ

باب۔ سلام پھیرنے سے پہلے کی دعا

(۴۴۶) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے خبر دی رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا کرتے تھے (ترجمہ) اے اللہ قبر کے عذاب سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں دجال کے فتنہ سے، تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنوں سے، تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہوں سے اور قرض سے۔ کسی (یعنی ام المؤمنین حضرت عائشہؓ) نے آنحضور ﷺ سے کہا کہ آپ تو قرض سے بہت ہی زیادہ پناہ مانگتے ہیں!

الْمَغْرَمِ فَقَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَكَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ۔

اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی مقروض ہو جاتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کا پاس نہیں رکھتا۔

(۴۴۷) عَنْ اَبِیْ بَكْرِ نِ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمْنِیْ دُعَاءً اَدْعُوْا بِهٖ فِیْ صَلٰوتِیْ قَالَ قُلِ اللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

(۴۴۷) حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ آپ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجئے جسے میں نماز میں پڑھا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو۔ (ترجمہ) اے اللہ! میں نے اپنے اوپر بہت زیادہ ظلم کیا ہے۔ گناہوں کو آپ کے سوا دوسرا کوئی معاف کرنے والا نہیں مجھے اپنے پاس سے بھرپور مغفرت عطا فرمائیے اور مجھ پر رحم کیجئے کہ مغفرت کرنے اور رحم کرنے والے آپ ہی ہیں۔

باب. مَايَتَخَيَّرُ مِنَ الدُّعَآءِ بَعْدَ التَّشَهُّدِ وَلَيْسَ بِوَاجِبٍ

باب۔ تشہد کے بعد کسی بھی دعا کا اختیار ہے۔ یہ دعا فرض نہیں ہے

(۴۴۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن مسعود (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الصَّلٰوةِ قُلْنَا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادِهِ السَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ وَّفُلَانٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْلُوا السَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَالسَّلَامُ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ فَاِنَّكُمْ اِذَا قُلْتُمْ ذٰلِكَ اَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ فِی السَّمَآءِ اَوْ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَآءِ اَعْجَبَهٗ اِلَيْهِ فَيَدْعُوْا۔

(۴۴۸) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ جب ہم نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھتے تو ہم (قعود میں) یہ کہتے کہ اللہ پر سلام ہو اس کے بندوں کی طرف سے۔ فلاں اور فلاں پر سلام ہو۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ نہ کہو کہ "اللہ پر سلام" کیونکہ سلام تو خود اللہ کا نام ہے۔ بلکہ یہ کہو (ترجمہ) دوام وبقا۔ تمام عبادات اور تمام بہترین تعریفیں اللہ کے لئے ہیں آپ پر اے نبی سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر اور اللہ کے صالح بندوں پر سلام ہو (کیونکہ جب تم یہ کہو گے تو آسمان پر خدا کے تمام بندوں کو پہنچے گا۔ یا (یہ کہا کہ) آسمان اور زمین کے درمیان (تمام بندوں پر پہنچے گا) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اس کے بعد دعا کا اختیار ہے جو اسے پسند ہو اس کی دعا کرے۔

فائدہ:۔ دعا کی مختلف اقسام ہیں جتنی دعائیں نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں ان میں سے جو چاہے کر سکتا ہے البتہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ ایسی دعا کرے جو ہر طرح کی خیر وفلاح کی جامع ہو۔

باب التَّسْلِيْمِ

باب۔ سلام پھیرنا

(۴۴۹) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ قَامَ النِّسَآءُ حِيْنَ يَقْضِیْ تَسْلِيْمَهٗ وَمَكَثَ يَسِيْرًا قَبْلَ اَنْ يَّقُوْمَ۔

(۴۴۹) حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام پھیرتے تو سلام کے ختم ہوتے ہی عورتیں کھڑی ہو جاتیں (باہر آنے کے لئے) پھر آپ کھڑے ہونے سے پہلے تھوڑی دیر ٹھہرتے تھے۔

باب يُسَلِّمُ حِيْنَ يُسَلِّمُ الْاِمَامُ

باب۔ جب امام سلام پھیرے تو مقتدی کو بھی سلام پھیرنا چاہئے

(۴۵۰) عَنْ عِتْبَانَ ابْنِ مَالِكٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ)

(۴۵۰) حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے رسول

قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَسَلَّمْنَا حِيْنَ سَلَّمَ ۔

اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو ہم نے بھی پھیرا۔

باب. الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ

باب۔نماز کے بعد ذکر

(٤٥١) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (اَخْبَرَه) اَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِيْنَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوْبَةِ كَانَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ اَعْلَمُ اِذَا انْصَرَفُوْا بِذٰلِكَ اِذَا سَمِعْتُه ۔

(۴۵۱) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بلند آواز سے ذکر، فرض نماز سے فارغ ہونے پر نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں رائج تھا ۔اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں ذکر سن کر لوگوں کی نماز سے فراغت کو سمجھ جاتا تھا۔

(٤٥٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) جَآءَ الْفُقَرَآءُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَقَالُوْا ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ مِنَ الْاَمْوَالِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيْمِ الْمُقِيْمِ يُصَلُّوْنَ كَمَا نُصَلِّيْ وَيَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ وَلَهُمْ فَضْلٌ مِّنْ اَمْوَالٍ يَحُجُّوْنَ بِهَا وَيَعْتَمِرُوْنَ وَيُجَاهِدُوْنَ وَيَتَصَدَّقُوْنَ فَقَالَ اَلَا اُحَدِّثُكُمْ بِمَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِهٖ اَدْرَكْتُمْ مَّنْ سَبَقَكُمْ وَلَمْ يُدْرِكْكُمْ اَحَدٌ بَعْدَكُمْ وَكُنْتُمْ خَيْرَ مَنْ اَنْتُمْ بَيْنَ ظَهْرَا نِيْهِمْ اِلَّا مَنْ عَمِلَ مِثْلَه، تُسَبِّحُوْنَ وَ تَحْمَدُوْنَ وَ تُكَبِّرُوْنَ خَلْفَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّ ثَلٰثِيْنَ فَاخْتَلَفْنَا بَيْنَنَا فَقَالَ بَعْضُنَا نُسَبِّحُ ثَلٰثًا وَّ ثَلٰثِيْنَ وَ نَحْمَدُ ثَلٰثًا وَّ ثَلٰثِيْنَ وَنُكَبِّرُ اَرْبَعًا وَّ ثَلٰثِيْنَ فَرَجَعْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ تَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ حَتّٰى يَكُوْنَ مِنْهُنَّ كُلُّهُنَّ ثَلَاثٌ وَّ ثَلٰثُوْنَ ۔

(۴۵۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فقراء نبی کریم ﷺ خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ امیر و رئیس لوگ بلند درجات اور ہمیشہ رہنے والی جنت کو حاصل کر لیں گے۔ جس طرح ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جیسے روزے ہم رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں لیکن مال و دولت کی وجہ سے انہیں ہم پر فضیلت حاصل ہے کہ اس کی وجہ سے وہ حج کرتے ہیں۔ عمرہ کرتے ہیں۔ جہاد کرتے ہیں، اور صدقے دیتے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ لو میں تمہیں ایک ایسا عمل بتاتا ہوں کہ اگر تم نے اس پر مداومت کی تو جو لوگ تم سے آگے بڑھ چکے ہیں انہیں تم پالو گے اور تمہارے مرتبہ تک پھر کوئی نہیں پہنچ سکتا اور تم سب سے اچھے ہو جاؤ گے سوا ان کے جو یہی عمل شروع کر دیں۔ ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس مرتبہ تسبیح (سبحان اللہ) تحمید (الحمد للہ) تکبیر (اللہ اکبر) کہا کرو۔ پھر ہم میں اختلاف ہو گیا کسی نے کہا کہ ہم تسبیح تینتیس مرتبہ۔ تحمید تینتیس مرتبہ اور تکبیر چونتیس مرتبہ کہیں گے۔ میں نے اس پر آپ ﷺ سے دوبارہ رجوع کیا تو آپ نے فرمایا کہ سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر کہو۔ تا آنکہ ہر ایک ان میں سے تینتیس مرتبہ ہو جائے۔

(٤٥٣) عَنِ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه كَتَبَ) اِلٰى مُعَاوِيَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوْبَةٍ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَه، لَا شَرِيْكَ لَه، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَد۔

(۴۵۳) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہؓ کو ایک خط لکھوایا کہ نبی کریم ﷺ ہر فرض نماز کے بعد فرماتے (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ بادشاہت اسی کی ہے، اور تمام تعریف اسی کے لئے ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے اللہ! جسے تو دیتا ہے اس سے روکنے والا کوئی نہیں۔ جسے تو نہ دے اسے دینے والا کوئی نہیں اور کسی مالدار کو اس کی دولت و مال تیری بارگاہ میں کوئی نفع نہ پہنچا سکیں گی۔

باب. يَسْتَقْبِلُ الْاِمَامُ النَّاسَ اِذَا سَلَّمَ.

(٤٥٤) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ۔

باب۔ سلام پھیرنے کے بعد امام مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو

(۴۵۴) حضرت سمرہ بن جندبؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نماز کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوتے تھے۔

فائدہ:۔ مصنفؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اگر امام اپنے گھر جانا چاہتا ہے تو گھر چلا جائے لیکن اگر مسجد میں بیٹھنا چاہتا ہے تو سنت یہ ہے کہ دوسرے موجودہ لوگوں کی طرف رخ کر کے بیٹھے۔ عام طور سے آنحضور ﷺ اس وقت دین کی باتیں صحابہ کو بتاتے تھے جیسا کہ اس باب کے تحت مذکورہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے۔ آج کل دائیں یا بائیں طرف رخ کر کے بیٹھنے کا عام طور پر رواج ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ نہ یہ سنت ہے اور نہ مستحب۔ جائز ضرور ہے۔ اگر امام دائیں جانب جانا چاہتا ہے تو اسی طرف کو مڑ کر چلا جائے اور اگر بائیں طرف جانا چاہتا ہے تو بائیں طرف مڑ جائے۔

(٤٥٥) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدِنِ الْجُهَنِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّهٗ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ عَلٰى اَثَرِ سَمَآءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ فَلَمَّا انْصَرَفَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ عَزَّ وَجَلَّ؟ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَ كَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ وَ كَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا وَ كَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ وَ مُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ۔

(۴۵۵) حضرت زید بن خالد جہنیؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں حدیبیہ میں صبح کی نماز پڑھائی۔ رات کو بارش ہو چکی تھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہیں معلوم ہے تمہارے رب عزوجل نے کیا فرمایا۔ لوگوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں (آپ ﷺ نے فرمایا کہ) تمہارے رب کا ارشاد ہے کہ صبح ہوئی تو میرے کچھ بندے مجھ پر ایمان لانے والے ہوئے اور کچھ میرے منکر۔ جس نے کہا کہ بارش اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے ہم پر ہوتی ہے تو وہ مجھ پر ایمان لاتا ہے اور ستاروں کا انکار کرتا ہے۔ لیکن جس نے کہا کہ بارش فلاں اور فلاں نچھتر کی وجہ سے ہوئی ہے تو وہ میرا منکر ہے اور ستاروں پر ایمان لاتا ہے۔

فائدہ:۔ عرب ستاروں پر یقین رکھتے ہیں اور ان کا یہ عقیدہ بن گیا تھا کہ فلاں ستارہ بارش برساتا ہے اور فلاں قحط سالی لاتا ہے اسلام اس کا انکار کرتا ہے ستاروں کے طبعی آثار گرمی اور سردی ضرور ہیں لیکن سعادت اور نحوست میں اس کی کوئی تاثیر نہیں۔ یہ بات عقل و تجربہ کے بھی خلاف ہے۔ البتہ جس طرح موسم برسات میں بارش ہوتی ہے اور عام طور سے لوگ بعض شواہد سے یہ سمجھ جاتے ہیں کہ اب بارش ہوگی۔ اسی طرح بعض ستاروں کے طلوع سے بھی بارش کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے لیکن دوسرے موسمی آثار کی طرح یہ بھی کوئی قابل یقین چیز نہیں ہے!

باب مَنْ صَلّٰى بِالنَّاسِ فَذَكَرَ حَاجَتَهٗ فَتَخَطَّاهُمْ

(٤٥٦) عَنْ عُقْبَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ صَلَّيْتُ وَرَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فَقَامَ مُسْرِعًا فَتَخَطّٰى رِقَابَ النَّاسِ اِلٰى بَعْضِ حُجَرِ نِسَآئِهٖ فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فَرَاٰى اَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوْا مِنْ سُرْعَتِهٖ قَالَ ذَكَرْتُ شَيْئًا مِنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ اَنْ يَحْبِسَنِيْ فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ

باب۔ جس نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور پھر کوئی ضرورت یاد آئی تو صفوں کو چیرتا ہوا باہر آیا

(۴۵۶) حضرت عقبہؓ نے فرمایا کہ میں نے مدینہ میں نبی کریم ﷺ کی اقتداء میں ایک مرتبہ عصر کی نماز پڑھی۔ سلام پھیرنے کے بعد آپ ﷺ جلدی سے کھڑے ہوئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے آپ کسی زوجہ مطہرہ کے گھر کے حجرہ کی طرف گئے۔ لوگ آپ ﷺ کی اس تیزی کی وجہ سے گھبرا گئے تھے چنانچہ آپ جب باہر تشریف لائے اور سرعت کی وجہ سے لوگوں کی حیرت کو محسوس کیا تو فرمایا کہ ہمارے پاس ایک سونے کا ڈلا

(تقسیم کرنے سے) بچ گیا تھا اس لئے میں نے پسند نہیں کیا کہ اللہ کی طرف توجہ سے وہ مانع رہے چنانچہ میں نے اس کی تقسیم کا حکم دے دیا ہے۔

باب. اَلْاِ نْفِتَالِ وَالْاِ نْحِرَافِ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشِّمَالِ

باب۔ دائیں طرف اور بائیں طرف (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) جانا

(۴۵۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (ابن مسعودؓ) لَا يَجْعَلُ اَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِّنْ صَلوٰتِهٖ يَرَى اَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ اَنْ لَّا يَنْصَرِفَ اِلَّا عَنْ يَّمِيْنِهٖ لَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ كَثِيْرًا يَّنْصَرِفُ عَنْ يَّسَارِهٖ۔

(۴۵۷) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص اپنی نماز میں سے کچھ بھی شیطان کو نہ دے اس طرح کہ داہنی طرف سے اپنے لئے لوٹنا ضروری سمجھ لے۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو اکثر بائیں طرف لوٹتے دیکھا۔

باب. مَاجَآءَ فِى الثُّوْمِ النِّيِّ وَالْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ

باب۔ لہسن، پیاز اور گندنے کے متعلق روایات

(۴۵۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ (يُرِيْدُ الثُّوْمَ) فَلَا يَغْشَانَا فِيْ مَسْجِدِنَا قُلْتُ مَا يَعْنِيْ بِهٖ قَالَ مَا اَرَاهُ يَعْنِيْ اِلَّا نِيَّهٗ (وَقَالَ مُخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ اِلَّا نَتْنَهٗ)

(۴۵۸) حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص یہ درخت کھائے تو اسے ہماری مسجد میں نہ آنا چاہئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کی مراد اس سے کیا تھی انہوں نے جواب دیا کہ آپ کی مراد صرف کچے لہسن سے تھی (مخلد بن یزید نے ابن جریج کے واسطہ سے (الا نیۂ کے بجائے) الا نتنہ نقل کیا ہے (یعنی آپ ﷺ کی مراد صرف لہسن کی بدبو سے تھی)

فائدہ:۔ کسی بھی بدبودار چیز کو مسجد میں لے جانا یا اس کے استعمال کے بعد مسجد میں جانا مکروہ ہے۔ وجہ ظاہر ہے کہ لوگ اس کی بدبو سے تکلیف اور اذیت محسوس کریں گے اور پھر مسجد ایک پاک اور مقدس جگہ ہے جہاں خدا کا ذکر ہوتا ہے۔ چنانچہ ایسے کسی بھی شخص سے اگر لوگ بدبو محسوس کرنے لگیں تو مسجد سے اسے باہر کر دینا جائز ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بدبودار چیز استعمال کر کے مسجد میں جانے کی کراہت بہت زیادہ ہے لہسن وغیرہ کا استعمال حلال ہے لیکن نماز اور ذکر کے اوقات میں مکروہ ہے اور اگر انہیں اس طرح استعمال کیا جائے کہ ان کی بدبو جاتی رہے تو ان کے استعمال کے بعد ذکر کرنا نماز پڑھنا یا مسجد میں جانا مکروہ نہیں ہے۔ کیونکہ کراہت کی جو اصل وجہ تھی وہ ختم ہوگئی۔ اسلام میں عبادت اور ذکر اللہ کے لئے بہت زیادہ طہارت اور پاکیزگی کا خیال رکھا گیا ہے اور ان مواقع پر اس کا اہتمام زیادہ سے زیادہ ہونا چاہئے کہ آدمی ہر حیثیت سے طاہر اور پاک ہو۔ حدیث میں ہے کہ صبح اٹھنے کے بعد منہ اچھی طرح صاف کر لیا کرو کیونکہ ذکر اللہ کے ایک ایک کلمہ کو ملائکہ اپنے پیٹ میں رکھ لیتے ہیں۔ اس سے ذکر اللہ کی عظمت اور اس کی تقدیس کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

(۴۵۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) زَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَنْ اَكَلَ ثُوْمًا اَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا اَوْ فَلْيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِيْ بَيْتِهٖ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اُتِيَ بِقَدْرٍ فِيْهِ خَضِرَاتٌ مِّنْ بُقُوْلٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيْحًا فَسَاَلَ فَاُخْبِرَ بِهَا فِيْهَا مِنَ الْبُقُوْلِ فَقَالَ قَرِّبُوْهَا اِلٰى بَعْضِ اَصْحَابِهٖ كَانَ مَعَهٗ فَلَمَّا رَاٰهُ كَرِهَ اَكْلَهَا فَقَالَ كُلْ

(۴۵۹) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو لہسن یا پیاز کھائے ہوئے ہو تو اسے ہم سے دور رہنا چاہئے یا (یہ کہا کہ) ہماری مسجد سے دور رہنا چاہئے اور گھر ہی میں رہنا چاہئے۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک ہانڈی لائی گئی جس میں مختلف قسم کی ترکاریاں تھیں۔ آپ ﷺ نے اس میں بو محسوس کی اور اس کے متعلق دریافت کیا۔ اس سالن میں جتنی ترکاریاں ڈالی گئی تھیں وہ آپ ﷺ کو بتا دی گئیں۔ بعض صحابہؓ موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کی طرف یہ سالن بڑھا

فَاِنِّیْ اُنَاجِیْ مَنْ لَّا تُنَاجِیْ۔

دو۔ آپ ﷺ نے اسے کھانا پسند نہیں فرمایا اور فرمایا کہ تم لوگ کھاؤ۔ میری جن سے سرگوشی رہتی ہے تمہاری نہیں رہتی۔

فائدہ:۔ مراد ملائکہ سے ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں اسی طرح کا ایک سالن پیش کیا گیا۔ جب آپ نے بدبومحسوس کی تو کھانے سے انکار کیا۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ نہ کھانے کی وجہ کیا ہے تو فرمایا کہ اللہ کے ملائکہ سے مجھے شرم آتی ہے اور یہ حرام نہیں ہے۔ ابن حزم نے بدبودار ترکاریوں کا کھانا بغیر بدبو کے ازالہ کے حرام لکھا ہے کیونکہ یہ جماعت سے مانع ہیں اور جماعت ان کے نزدیک فرض عین ہے لیکن ظاہر ہے کہ ان واضح احادیث کی موجودگی میں آپ ﷺ نے خود فرمایا کہ یہ حرام نہیں ہیں اور آپ کے دور میں عام طور سے یہ ترکاریاں کھائی جاتی رہیں ان کی حرمت کو کس طرح تسلیم کیا جاسکتا ہے۔

باب وُضُوْءِ الصِّبْیَانِ وَمَتٰی یَجِبُ عَلَیْهِمُ الْغُسْلُ وَالطَّهُوْرُ وَحُضُوْرِهِمُ الْجَمَاعَةَ وَالْعِیْدَیْنِ

باب۔ بچوں کا وضو، ان پر غسل اور وضو کب ضروری ہوگا، جماعت، عیدین میں ان کی شرکت

(٤٦٠) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه قَالَ) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّم مَرَّ عَلٰی قَبْرٍ مَّنْبُوْذٍ فَاَمَّهُمْ وَصَفُّوْا عَلَیْهِ۔

(۴۶۰) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ (ایک مرتبہ) نبی کریم ﷺ ایک ٹوٹی ہوئی قبر سے گذر رہے تھے وہاں آنحضور ﷺ نے نماز پڑھائی۔ لوگ آپ ﷺ کی اقتداء میں صف بستہ تھے۔

فائدہ:۔ بچے ان میں سے کسی بھی چیز کے مکلّف نہیں۔ بالغ ہونے کے بعد جب تمام احکام ان پر نافذ ہوں گے جب ہی وہاں چیزوں کے بھی مکلّف ہوں گے۔ البتہ عادت ڈالنے کے لئے نابالغی کے زمانہ سے ہی ان باتوں پر ان سے عمل کروانا شروع کردینا چاہئے۔

جیسا کہ دوسری احادیث میں ہے کہ ابن عباسؓ اس وقت تک نابالغ تھے اور آپ نے بھی دوسرے صحابہؓ کے ساتھ نماز میں شرکت کی تھی۔ اس سے زمانہ نابالغی میں نماز پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے۔

(٤٦١) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ (رضی الله تعالیٰ عنه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم قَالَ الْغُسْلُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُحْتَلِمٍ۔

(۴۶۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر بالغ کے لئے غسل ضروری ہے۔

فائدہ:۔ امام مالکؒ کے یہاں جمعہ کا غسل واجب ہے حنفیہ کے نزدیک یہ سنت ہے لیکن بعض صورتوں میں ان کے نزدیک بھی واجب ہے یعنی جب کسی کے جسم میں پسینہ وغیرہ کی وجہ سے بدبو پیدا ہوگئی ہو اور عام لوگوں کو اس بدبو سے تکلیف پہنچے تو غسل واجب ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ لوگوں کے پاس ابتداء اسلام میں کپڑے بہت کم تھے، اس لئے کام کرنے میں پسینہ کی وجہ سے کپڑوں میں بدبو پیدا ہو جاتی تھی اور اسی بدبو کو دور کرنے کے لئے اس دور میں جمعہ کے دن غسل واجب تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وسعت دی تو یہ وجوب باقی نہیں رہا اس سے معلوم ہوا کہ اصل وجہ وجوب بدبو سے لوگوں کی اذیت تھی اس لئے اب بھی ایسے افراد پر غسل واجب ہوگا جن کے کپڑے یا پسینے کی بدبو سے لوگ اذیت محسوس کریں۔ غسل صرف بالغ پر واجب ہوتا ہے اسی کو بیان کرنے کے لئے یہ حدیث یہاں لائے ہیں۔

(٤٦٢) عَنْ عَبْدِ الله ابْنِ عَبَّاس (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ لَه، رَجُلٌ شَهِدْتَّ الْخُرُوْجَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَکَانِیْ مِنْهُ مَاشَهِدْتُّه، یَعْنِیْ مِنْ صِغَرِهٖ اِلَی الْعَلَمِ الَّذِیْ عِنْدَ دَارِ کَثِیْرِ بْنِ

(۴۶۲) حضرت ابن عباسؓ سے ایک شخص نے یہ پوچھا تھا کہ کیا نبی کریم ﷺ کے ساتھ آپ عیدگاہ گئے تھے۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ہاں! اور جتنا میں کم عمر تھا اگر آپ کے دل میں میری قدر نہ ہوتی تو میں آپ کے ساتھ جا نہ سکتا تھا۔ کثیر بن صلت کے مکان کے پاس جو نشان ہے وہاں آپ

الصَّلٰوتِ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ اَتَی النِّسَآءَ فَوَعَظَهُنَّ وَ ذَكَّرَهُنَّ وَ اَمَرَهُنَّ اَنْ یَّتَصَدَّقْنَ فَجَعَلَتِ الْمَرْءَةُ تَهْوِیْ بِیَدِهَا اِلٰی حَلْقِهَا تُلْقِیْ فِیْ ثَوْبِ بِلَالٍ ثُمَّ اَتٰی هُوَ وَ بِلَالُ الْبَیْتَ۔

تشریف لے گئے تھے۔ آپ ﷺ نے خطبہ دیا پھر آپ ﷺ عورتوں کی طرف تشریف لائے اور انہیں بھی وعظ و تذکیر کی۔ آپ ﷺ نے ان سے صدقہ کرنے کے لئے کہا۔ چنانچہ عورتوں نے اپنے زیور اتار اتار کر بلالؓ کے کپڑے میں ڈالنے شروع کر دیئے آخر آنحضور ﷺ بلالؓ کے ساتھ گھر تشریف لائے۔

باب ۳۵۳. خُرُوْجِ النِّسَآءِ اِلَی الْمَسَاجِدِ بِاللَّیْلِ وَالْغَلَسِ

باب ۳۵۳۔ رات کے وقت اور صبح اندھیرے میں عورتوں کا مسجد میں آنا

(٤٦٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنَكُمْ نِسَآؤُكُمْ بِاللَّیْلِ اِلَی الْمَسْجِدِ فَاْذَنُوْا لَهُنَّ۔

(۴۶۳) حضرت ابن عمرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ اگر تمہاری بیویاں تم سے رات میں مسجد آنے کی اجازت مانگیں تو تم لوگ انہیں اس کی اجازت دے دیا کرو۔

كِتَابُ الْجُمُعَةِ

کتاب مسائل جمعہ کے بیان میں

باب ۳۵۴. فَرْضِ الْجُمُعَةِ

باب ۳۵۴۔ جمعہ کی فرضیت

لِقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

خداوند تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے کہ ''جمعہ کے دن جب نماز کے لئے پکارا جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف چل پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو کہ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم کچھ جانتے ہو۔''

فائدہ:۔ ''جمعہ'' اس مجلس کی یاد ہے جو آخرت میں ہوا کرے گی اور جس میں مؤمنین، انبیاء اور صدیقین اپنی منزلوں میں جمع ہوا کریں گے اس دن خداوند قدوس کی رویت بھی انہیں حاصل ہوگی۔ شنبہ کا دن یہودیوں کا اور دوشنبہ نصاریٰ کا ''جمعہ'' ہے۔ دنوں کی موجودہ ترتیب کے اعتبار سے جمعہ جس دن پڑتا ہے۔ ایک ہفتہ میں یہی دن ان اہل کتاب کی تعظیم کا بھی دن تھا لیکن ان کی تحریف کے بعد یہ دن شنبہ اور دو شنبہ ہو گئے ''سبت'' جس کے معنی عربی میں شنبہ کے ہوتے ہیں۔ عبرانی زبان میں یہ لفظ تعطیل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے لکھا ہے کہ توراۃ کے مطالعہ کے بعد میں نے یہی فیصلہ کیا کہ سبت جمعہ ہی کو کہتے تھے۔ اس میں ہے کہ حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو جمعہ کے دن نصیحت کرتے تھے اور انہیں ''نبی سبتی'' کی بشارت دیا کرتے تھے۔ انجیل میں ہے کہ بنی اسرائیل نے ایک شخص کو جمعرات کے دن صولی پر چڑھایا اور انہیں جلدی مارنے کی اس وجہ سے کوشش کی کہ ''سبت'' کا دن نہ آ جائے۔ ظاہر ہے کہ جمعرات کے بعد جمعہ ہی ہوتا ہے جس کی تقدیس کو توڑنے سے بنی اسرائیل ڈر رہے تھے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سبت ان کے یہاں موجودہ جمعہ کے لئے ہی استعمال ہوتا تھا۔

(٤٦٤) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّه سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بَیْدَ اَنَّهُمْ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا ثُمَّ هٰذَا یَوْمُهُمُ الَّذِیْ فُرِضَ عَلَیْكُمْ فَاخْتَلَفُوْا فِیْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَه فَالنَّاسُ لَنَا فِیْهِ تَبَعٌ الْیَهُوْدُ غَدًا وَّالنَّصَارٰی بَعْدَ غَدٍ۔

(۴۶۴) حضرت ابو ہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ ہم دنیا میں تمام امتوں کے بعد ہونے کے باوجود قیامت میں سب سے مقدم رہیں گے فرق صرف یہ ہے کہ انہیں کتاب ہم سے پہلے دی گئی تھی۔ یہ (جمعہ) ان کا بھی دن تھا جو تم پر فرض ہوا ہے ☆ لیکن ان کا اس بارے میں اختلاف ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دن بتا دیا اس لئے لوگ اس میں ہمارے تابع ہوں گے۔ یہود دوسرے دن ہوں گے اور نصاریٰ تیسرے دن۔ ☆☆

فائدہ:۔ ☆اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ بعینہ یہی جمعہ ان پر فرض ہوا تھا اور پھر انہوں نے اپنی طبیعت کے مطابق تعظیم وعبادت کا دن خداوند کی مرضی کے خلاف اختیار کیا۔ لیکن بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس کی ہدایات دے کر تعیین خود ان کے اجتہاد پر چھوڑ دی گئی تھی۔ لیکن وہ صحیح تعیین نہیں کر سکے۔ ☆☆محشر میں دنوں اور سمتوں کا حساب دنیا کے حساب سے مختلف ہوگا دنیا میں پہلا دن شنبہ کا ہے اور آخری دن جمعہ ہے لیکن محشر میں معاملہ اس کے بالکل برعکس ہوگا وہاں پہلا دن جمعہ کا ہوگا۔ اس لئے امت محمدیہ کا حساب سب سے پہلے ہوگا اور بقیہ امتوں سے اس کے بعد۔

باب ۳۵۵. الطِّيْبِ لِلْجُمُعَةِ

(٤٦٥) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍؓ قَالَ اَشْهَدُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاجِبٌ عَلٰی كُلِّ مُحْتَلِمٍ وَّاَنْ يَّسْتَنَّ وَاَنْ يَّمَسَّ طِيْبًا اِنْ وَّجَدَ۔

باب ۳۵۵۔ جمعہ کے دن خوشبو کا استعمال

(۴۶۵) صحابی رسول حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ تعالی عنہ) نے فرمایا کہ میں شاہد ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن ہر بالغ پر غسل، مسواک اور خوشبو لگانا اگر میسر آ سکے، ضروری ہے۔

باب ۳۵۶. فَضْلِ الْجُمُعَةِ

(٤٦٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ رَاحَ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَدَنَةً وَّمَنْ رَّاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّانِيَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَقَرَةً وَّمَنْ رَّاحَ فِی السَّاعَةِ الثَّالِثَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ كَبْشًا اَقْرَنَ وَمَنْ رَّاحَ فِی السَّاعَةِ الرَّابِعَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ دَجَاجَةً وَمَنْ رَّاحَ فِی السَّاعَةِ الْخَامِسَةِ فَكَاَنَّمَا قَرَّبَ بَيْضَةً فَاِذَا خَرَجَ الْاِمَامُ حَضَرَتِ الْمَلٰئِكَةُ يَسْتَمِعُوْنَ الذِّكْرَ۔

باب ۳۵۶۔ جمعہ کی فضیلت

(۴۶۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے رویت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل جنابت کر کے نماز پڑھنے جائے تو گویا اس نے ایک اونٹ کی قربانی دی (اگر اول وقت جامع مسجد میں پہنچا) اور اگر دوسرے وقت گیا تو گویا ایک گائے کی قربانی دی اور جو تیسرے وقت گیا گویا اس نے ایک سینگ والے مینڈھے کی قربانی دی اور جو چوتھے وقت گیا تو ایک مرغی کی قربانی دی اور اگر پانچویں وقت گیا تو ایک انڈے کی قربانی دی۔ لیکن جب امام خطبہ کے لئے باہر آ جاتا ہے تو ملائکہ، ذکر اللہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

فائدہ:۔ اس حدیث میں ثواب کے پانچ درجے بیان کئے گئے ہیں۔ جمعہ میں حاضری کا وقت صبح ہی سے شروع ہو جاتا ہے اور سب سے پہلا ثواب اسی کو ملے گا جو صبح کے وقت جمعہ کے لئے مسجد میں آ جائے۔ سلف کا اسی پر عمل تھا کہ وہ جمعہ کے دن صبح سویرے مسجد میں چلے جاتے تھے اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد گھر جاتے تو پھر کھانا کھاتے اور قیلولہ وغیرہ کرتے۔ دوسری احادیث میں ہے کہ جب امام خطبہ کے لئے منبر پر آ جاتا ہے تو ثواب لکھنے والے فرشتے اپنے رجسٹروں کو بند کر دیتے ہیں اور ذکر اللہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

باب ۳۵۷. الدُّهْنِ لِلْجُمُعَةِ

(٤٦٧) عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ (رضی اللّٰه تعالیٰ عنه) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغْتَسِلُ رَجُلٌ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَيَتَطَهَّرُ مَا اسْتَطَاعَ مِنْ طُهْرٍ وَّ يَدَّهِنُ مِنْ دُهْنِهٖ اَوْيَمَسُّ مِنْ طِيْبِ بَيْتِهٖ ثُمَّ يَخْرُجُ فَلَا يُفَرِّقُ بَيْنَ اثْنَيْنِ ثُمَّ يُصَلِّی مَا كُتِبَ لَهٗ ثُمَّ يُنْصِتُ اِذَا تَكَلَّمَ الْاِمَامُ اِلَّا غُفِرَلَهٗ مَا بَيْنَهٗ وَ مَا بَيْنَ الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰی۔

باب ۳۵۷۔ جمعہ کے دن تیل کا استعمال

(۴۶۷) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص جمعہ کے دن غسل کرے، خوب مقدور بھر پاکی حاصل کرے۔ تیل استعمال کرے یا گھر میں جو خوشبو ہو اسے استعمال کرے اور پھر جمعہ کے لئے نکلے اور دو آدمیوں کے درمیان نہ گھسے۔ پھر جتنی ہو سکے نماز پڑھے اور جب امام خطبہ دینے لگے تو خاموش سنتا رہے تو اس کے اس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

فائدہ:۔ اس سے مراد یہ ہے کہ بالوں کو سنوارے اور ان کی پراگندگی کو دور کرے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کے دن زیادہ سے زیادہ صفائی اور پاکیزگی مطلوب ہے۔

(٤٦٨) عَنْ طَاوٗسٍ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ ذَكَرُوْا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اغْتَسِلُوْا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاغْسِلُوْا رُءُوْسَكُمْ وَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا جُنُبًا وَّاَصِيْبُوْا مِنَ الطِّيْبِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَمَّا الْغُسْلُ فَنَعَمْ وَاَمَّا الطِّيْبُ فَلَا اَدْرِيْ۔

(۴۶۸) حضرت طاؤسؒ نے بیان کیا کہ میں نے ابن عباسؓ سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن اگرچہ جنابت نہ ہو لیکن غسل کیا کرو اور اپنے سروں کو دھویا کرو اور خوشبو لگایا کرو۔ ابن عباسؓ نے اس پر فرمایا کہ غسل تو ٹھیک ہے لیکن خوشبو کے متعلق مجھے علم نہیں۔

باب ۳۵۸ .يَلْبَسُ اَحْسَنَ مَايَجِدُ

باب ۳۵۸۔ استطاعت کے مطابق اچھا کپڑا پہننا چاہیے

(٤٦٩) عَنْ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ (رضى اللّٰه تعالىٰ عنه)رَاٰى حُلَّةً سِيَرَآءَ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِاشْتَرَيْتَ هٰذِهٖ فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ لِلْوَفْدِ اِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَّاخَلَاقَ لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ ثُمَّ جَآءَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَاَعْطٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ مِنْهَا حُلَّةً فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ قُلْتَ فِىْ حُلَّةِ عُطَارِدٍ مَّا قُلْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِنِّيْ لَمْ اَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا فَكَسَاهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِؓ اَخًالَهٗ بِمَكَّةَ مُشْرِكًا۔

(۴۶۹) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے (ریشم کا) دھاری دار حلہ مسجد نبوی کے دروازے پر (فروخت ہوتے) دیکھا انہوں نے فرمایا کہ یارسول اللہ! بڑا اچھا ہوتا اگر آپ اسے خرید لیتے اور جمعہ کے دن اور وفود جب آتے تو ان کی پذیرائی کے لئے آپ اسے پہنا کرتے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسے تو وہی پہن سکتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس اسی طرح کے کچھ حلے آئے تو اس میں سے ایک حلہ آپ ﷺ نے عمر بن خطابؓ کو عطا فرمایا۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ مجھے یہ حلہ پہنا رہے ہیں حالانکہ اس سے پہلے عطارد کے حلوں کے بارے میں آپ کو جو کچھ فرمانا تھا فرما چکے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اسے تمہیں پہننے کے لئے نہیں دے رہا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے ایک مشرک بھائی کو دے دیا جو مکے میں رہتا تھا۔

فائدہ:۔ آپ ﷺ کے پاس ایک عمامہ تھا جب وفود آتے تو آپ ﷺ اسے پہنا کرتے تھے۔

باب ۳۵۹. اَلسِّوَاكُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب ۳۵۹۔ جمعہ کے دن مسواک

(٤٧٠) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِىْ اَوْلَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَى النَّاسِ لَاَمَرْتُهُمْ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلٰوةٍ
عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْثَرْتُ عَلَيْكُمْ فِى السِّوَاكِ۔

(۴۷۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میری امت پر شاق نہ گزرتا یا یہ فرمایا کہ اگر لوگوں پر شاق نہ گذرتا تو میں ہر نماز کے وقت مسواک کا انہیں حکم دے دیتا۔
حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تم سے مسواک کے متعلق بہت کچھ کہہ چکا ہوں۔

باب ۳۶۰ .مَايُقْرَاُفِىْ صَلٰوةِالْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب ۳۶۰۔ جمعہ کے دن نماز فجر میں کون سی سورۃ پڑھی جائے

(٤٧١) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رضى الله عنه قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ فِى الْفَجْرِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ الٓمّٓ

(۴۷۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں آلم تنزیل. اور هل اتی علی الا نسان

تَنۡزِیۡلُ وَهَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَان

پڑھتے تھے۔

باب ۳۶۱ .اَلۡجُمُعَةِ فِی الۡقُرٰی وَالۡمُدُن

(٤٧٢)عَنۡ عَبۡدِاللّٰهِ بۡنِ عُمَرَ (قَالَ) سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ سَلَّمَ يَقُوۡلُ كُلُّكُمۡ رَاعٍ وَّ كُلُّكُمۡ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَعِيَّتِهٖ الۡاِمَامُ رَاعٍ وَّ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَّعِيَّتِهٖ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِیۡ اَهۡلِهٖ وَهُوَ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَّعِيَّتِهٖ وَ الۡمَرۡاَةُ رَاعِيَةٌ فِیۡ بَيۡتِ زَوۡجِهَا وَمَسۡئُوۡلَةٌ عَنۡ رَّعِيَّتِهَا وَالۡخَادِمُ رَاعٍ فِیۡ مَالِ سَيِّدِهٖ وَ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَّعِيَّتِهٖ قَالَ وَحَسِبۡتُ اَنۡ قَدۡ قَالَ وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِیۡ مَالِ اَبِيۡهِ وَهُوَ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَّعِيَّتِهٖ وَ كُلُّكُمۡ رَاعٍ وَ كُلُّكُمۡ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَّعِيَّتِهٖ۔

باب ۳۶۱۔دیہاتوں اور شہروں میں جمعہ

(۴۷۲)حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا تم میں کا ہر فرد نگران ہے اور اسکے ماتحتوں کے متعلق اس سے سوال ہوگا امام نگران ہے اور اس سے سوال اسکی رعیت کے بارے میں ہوگا۔انسان اپنے گھر کا نگران ہے اور اس سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگران ہے اور اس سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا خادم اپنے آقا کے مال کا نگران ہے اور اس سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔ابن عمرؓ نے فرمایا میرا خیال ہیکہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ انسان اپنے والد کے مال کا نگران ہے اور اسکی رعیت کے بارے میں اس سے سوال ہوگا اور تم میں سے ہر فرد نگران ہے اور سب سے اسکی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔

باب ۳۶۲. مِنۡ اَيۡنَ تُؤۡ تَی الۡجُمُعَةُ وَ عَلٰی مَنۡ تَجِب وَغسل ،وَقْت الۡجُمُعَةِ

(٤٧٣) عَنۡ عَائِشَةَ(رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنۡه) زَوۡجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ سَلَّمَ قَالَتۡ كَانَ النَّاسُ يَنۡتَابُوۡنَ الۡجُمُعَةَ مِنۡ مَنَازِلِهِمۡ وَالۡعَوَالِیۡ فَيَاۡتُوۡنَ فِی الۡغُبَارِ يُصِيۡبُهُمُ الۡغُبَارُ وَالۡعَرَقُ فَيَخۡرُجُ مِنۡهُمُ الۡعَرَقُ فَاَتٰی رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ سَلَّمَ اِنۡسَانٌ مِّنۡهُمۡ وَهُوَ عِنۡدِیۡ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ سَلَّمَ لَوۡ اَنَّكُمۡ تَطَهَّرۡتُمۡ لِيَوۡمِكُمۡ هٰذَا۔

(عَنۡ عَائِشَةَ كَانَ النَّاسُ مَهۡنَةَ اَنۡفُسِهِمۡ وَكَانُوۡا اِذَا رَاحُوۡا اِلَی الۡجُمُعَةِ رَاحُوۡا فِیۡ هَيۡئَتِهِمۡ فَقِيۡلَ لَهُمۡ لَوِاغۡتَسَلۡتُمۡ۔)

عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ سَلَّمَ لِلّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی كُلِّ مُسۡلِمٍ حَقٌّ اَنۡ يَّغۡتَسِلَ فِیۡ كُلِّ سَبۡعَةِ اَيَّامٍ يَوۡمًا يَغۡتَسِلُ فِيۡهِ رَاۡسَهٗ وَجَسَدَهٗ۔

عَنۡ اَنَسِ بۡنِ مَالِكٍؓ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ سَلَّمَ كَانَ يُصَلِّی الۡجُمُعَةَ حِيۡنَ تَمِيۡلُ الشَّمۡسُ۔

باب ۳۶۲۔جمعہ کے لئے کتنی دور سے آنا چاہئے اور کن لوگوں پر جمعہ اور غسل واجب ہے اور جمعہ کا وقت

(۴۷۳)حضرت عائشہؓ نے فرمایا لوگ جمعہ کی نماز پڑھنے اپنے گھروں سے اور عوالی مدینہ (تقریباً مدینہ سے چار میل دور) سے (مسجد نبوی میں) آیا کرتے تھے۔لوگ گردوغبار میں چلے آتے تھے۔گرد میں اٹے ہوئے اور پسینہ میں شرابور، پسینہ ہے کہ تھمتا نہیں جاتا!اسی حالت میں ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ میرے ہی یہاں تھے آپ نے (اس کی حالت کو دیکھ کر) فرمایا کاش تم لوگ اس دن (جمعہ) غسل کرلیا کرتے۔

(حضرت عائشہؓ فرماتی تھیں کہ لوگ اپنے کاموں میں مشغول رہتے تھے اور جمعہ کیلئے اسی حالت میں چلے آتے تھے اسلئے ان سے کہا گیا کاش تم لوگ غسل کرلیا کرتے)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر حق ہے (اللہ تعالیٰ کا) ہر سات دن میں ایک دن (جمعہ) غسل کرے جس میں اپنے سر اور بدن کو دھوئے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سورج ڈھلتے ہی جمعہ کی نماز پڑھ لیا کرتے تھے۔

فائدہ:۔عنوان باب سے یہ مسئلہ بتایا گیا ہے کہ جب کسی جگہ جمعہ کی شرائط پائی گئیں اور وہاں جمعہ ہوا تو اب کن لوگوں کے لئے جمعہ کی نماز ضروری ہوگی اور کتنی دور سے جمعہ کے لئے آنا چاہئے۔حنفیہ کا ایک قول اس سلسلے میں یہ ہے کہ صرف اسی شہر کے لوگوں پر جمعہ واجب ہوگا جس کے آس پاس جو دیہات ہیں خواہ وہ قریب ہوں یا دور ان پر جمعہ واجب نہیں لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ شہر کے تمام لوگوں پر جمعہ واجب ہو اور آس پاس کے دیہاتوں میں جہاں تک اذان کی آواز پہنچ سکے ان پر بھی واجب ہے۔فیض الباری جلد نمبر ۲

باب ٣٦٣. اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّيَوْمَ الْجُمُعَةِ

(٤٧٤)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَّقُوْلُ كَانَ النَّبِى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِذَا اشْتَدَّ الْبَرْدُ بَكَّرَ بِالصَّلٰوةِ وَاِذَا اشْتَدَّالْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ يَعْنِى الْجُمُعَةَ

باب ٣٦٣۔ جمعہ کے دن اگر گرمی زیادہ ہو جائے تو

(٤٧٤) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ اگر سردی زیادہ پڑتی تو نبی کریم ﷺ نماز پہلے پڑھ لیتے تھے لیکن جب گرمی زیادہ ہوتی تو ٹھنڈے وقت نماز پڑھتے۔آپ کی مراد جمعہ کی نماز سے تھی۔

باب ٣٦٤. اَلْمَشْيِ اِلَى الْجُمُعَةِ

(٤٧٥)عَنْ اَبِى عَبْسٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اغْبَرَّتْ قَدَمَاهُ فِى سَبِيْلِ اللّٰهِ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ۔

باب ٣٦٤ جمعہ کے لئے چلنا

(٤٧٥) حضرت ابوعبسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جس کے قدم خدا کی راہ میں گرد آلود ہو گئے اللہ تعالیٰ اسے دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔

فائدہ:۔''سبیل اللہ'' کا لفظ جب حدیث میں آتا ہے تو ائمہ حدیث اس سے جہاد مراد لیتے ہیں۔چنانچہ عام محدثین حدیث کے اس حصے کو جہاد ہی سے متعلق سمجھتے ہیں۔غالباً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس میں تعمیم ہے اسی لئے انہوں نے جمعہ کے باب میں اس کا ذکر کیا۔

باب ٣٦٥. لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ اَخَاه يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَ يَقْعُدُ فِىْ مَكَانِهٖ

(٤٧٦)عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) يَقُوْلُ نَهَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اَنْ يُّقِيْمَ الرَّجُلُ اَخَاهُ مِنْ مَّقْعَدِهٖ وَيَجْلِسُ فِيْهِ (قِيْلَ) اَلْجُمُعَةَ ؟قَالَ الْجُمُعَةَ وَغَيْرَهَا۔

باب ٣٦٥۔کوئی شخص جمعہ کے دن اپنے کسی (مسلمان) بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ پر نہ بیٹھے

(٤٧٦) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے کہ کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کو اٹھا کر اس کی جگہ خود بیٹھ جائے۔ دریافت کیا گیا کہ کیا یہ جمعہ کے لئے ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ جمعہ اور غیر جمعہ تمام دنوں کے لئے یہ حکم ہے۔

باب ٣٦٦. اَلْاَذَانِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

(٤٧٧)عَنِ السَّآئِبِ ابْنِ يَزِيْدَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ النِّدَآءُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَوَّلُه' اِذَا جَلَسَ الْاِ مَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ وَ كَثُرَ النَّاسُ زَادَالنِّدَآءَ الثَّالِثَ عَلَى الزَّوْرَآءِ۔

باب ٣٦٦۔ جمعہ کے دن اذان

(٤٧٧) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے عہد میں جمعہ کی پہلی اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر فروکش ہوتے لیکن حضرت عثمانؓ کے عہد میں جب مسلمانوں کی کثرت ہوگئی تو وہ مقام زوراء سے ایک اور اذان دلوانے لگے۔

فائدہ:۔جیسا کہ حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صاحبین رضوان اللہ علیہم کے عہد میں اذان جمعہ کے لئے بھی ایک ہی تھی۔یہ اذان مسجد سے باہر دی جاتی تھی۔ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے کہ جب مسلمانوں کی کثرت ہوئی تو زوراء سے ایک اور اذان دی جانے لگی اور مقصد اس سے یہ تھا کہ لوگ خرید و فروخت بند کردیں۔بظاہر اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دوسری اذان جو نبی کریم ﷺ اور صاحبین کے عہد میں پہلی تھی بجائے مسجد سے باہر کے اب مسجد ہی میں امام کے سامنے دی جانے لگی اور حضرت عثمانؓ کی اذان اس کے بجائے باہر دی جانے لگی تھی۔اس کے بعد امت کا برابر اس پر عمل رہا اور حالات کے یہ طریقہ مناسب بھی تھا۔اس لئے بعد میں ائمہ نے بھی اسی کے مطابق عمل کیا۔اس حدیث میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے تیسری اذان کی زیادتی کی تھی۔راوی نے اس میں اقامت کو بھی اذان میں شمار کیا ہے ورنہ جمعہ میں واقعی اذان دو ہیں۔اور تیسری اقامت۔

☆امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ زوراء مدینہ کے بازار میں ایک جگہ ہے۔

باب ۳۶۷. الْمُؤَذِّنِ الْوَاحِدِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

(٤٧٨) عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيدَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) اَنَّ الَّذِىْ زَادَ التَّاذِيْنَ الثَّالِثَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ حِيْنَ كَثُرَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ وَلَمْ يَكُنْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مُؤَذِّنٌ غَيْرَ وَاحِدٍ وَّكَانَ التَّاذِيْنُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ حِيْنَ يَجْلِسُ الْاِمَامُ يَعْنِىْ عَلَى الْمِنْبَرِ۔

باب ۳۶۷۔ جمعہ کے لئے ایک مؤذن

(۴۷۸) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جمعہ میں تیسری اذان کی زیادتی کرنے والے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب کہ مدینہ میں لوگ بہت زیادہ ہو گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے صرف ایک مؤذن تھے اور جمعہ کی اذان اس وقت دی جاتی تھی جب امام منبر پر فروکش ہوتے۔

باب ۳۶۸. يُجِيْبُ الْاِمَامُ عَلَى الْمِنْبَرِ اِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ

(٤٧٩) عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِىْ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ جَالِسٌ عَلَى الْمِنْبَرِ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ وَاَنَا قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ مُعَاوِيَةُ وَاَنَا فَلَمَّا اَنْ قَضَى التَّاذِيْنَ قَالَ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلٰى هٰذَا الْمَجْلِسِ حِيْنَ اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ مَا سَمِعْتُمْ مِنِّىْ مِنْ مَقَالَتِىْ۔

باب ۳۶۸۔ امام منبر پر اذان کا جواب دے

(۴۷۹) حضرت معاویہ بن ابی سفیان منبر پر تشریف رکھتے تھے۔ مؤذن نے اذان شروع کی "الله اکبر الله اکبر" معاویہؓ نے جواب دیا، "الله اکبر الله اکبر" مؤذن نے کہا "اشهدا ن لااله الاالله." معاویہؓ نے جواب دیا، وانا، اور میں بھی خدا کی وحدانیت کی شہادت دیتا ہوں، مؤذن نے کہا "اشهد ان محمداً رسول الله." حضرت معاویہ نے فرمایا وانا (اور میں بھی محمد ﷺ کی رسالت کی شہادت دیتا ہوں) جب مؤذن نے اذان پوری کر لی تو آپ نے فرمایا۔ حاضرین! میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایسی ہی مجلس میں مؤذن کے اذان دیتے وقت اسی طرح اذان کا جواب دیتے سنا جیسے تم نے مجھ سے سنا۔

باب ۳۶۹. الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ

(٤٨٠) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) قَالَ كَانَ جِذْعٌ يَّقُوْمُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا وُضِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ سَمِعْنَا لِلْجِذْعِ مِثْلَ اَصْوَاتِ الْعِشَارِ حَتّٰى نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهٗ عَلَيْهِ۔

باب ۳۶۹۔ منبر پر خطبہ

(۴۸۰) حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ ایک تنا تھا جس پر نبی کریم ﷺ ٹیک لگا کر کھڑے ہوتے تھے۔ جب آپ ﷺ کے لئے منبر بن گیا (اور آپ ﷺ نے تنے پر ٹیک نہیں لگایا) تو ہم نے اس سے قریب الولادت اونٹنی کی طرح رونے کی آواز سنی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے منبر سے اتر کر دست مبارک اس پر رکھا۔

باب ۳۷۰. الْخُطْبَةِ قَائِمًا

(٤٨١) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَخْطُبُ قَائِمًا ثُمَّ يَقْعُدُ ثُمَّ يَقُوْمُ كَمَا تَفْعَلُوْنَ الْاٰنَ۔

باب ۳۷۰۔ کھڑے ہو کر خطبہ

(۴۸۱) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے پھر بیٹھ جاتے تھے اور پھر کھڑے ہوتے تھے جیسے تم لوگ بھی آج کل کرتے ہو۔

باب ۳۷۱. مَنْ قَالَ فِىْ خُطْبَةِ الثَّنَآءِ اَمَّا بَعْدُ

(٤٨٢) عَنْ عَمْرِو بْنِ تَغْلِبَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِىَ بِمَالٍ اَوْ سَبْىٍ فَقَسَمَهٗ فَاَعْطٰى رِجَالًا وَّتَرَكَ رِجَالًا فَبَلَغَهٗ اَنَّ الَّذِيْنَ

باب ۳۷۱۔ جس نے خطبہ میں ثناء کے بعد اما بعد کہا

(۴۸۲) حضرت عمرو بن تغلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس کچھ مال یا قیدی لائے گئے آپ ﷺ نے بعض صحابہ کو اس میں سے عطاء کیا اور بعض کو کچھ نہیں دیا۔ پھر آپ کو معلوم ہوا کہ جن لوگوں

تَـرَكَ عَتَبُوْا فَحَمِدَ اللّٰهَ ثُمَّ اَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ اُعْطِی الرَّجُلَ وَاَدَعُ الرَّجُلَ وَالَّذِیْ اَدَعُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الَّذِیْ اُعْطِیْ وَلٰكِنْ اُعْطِیْ اَقْوَامًا لِمَا اَرٰی فِیْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَاَكِلُ اَقْوَامًا اِلٰی مَاجَعَلَ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مِنَ الْغِنٰی وَالْخَیْرِ فِیْهِمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبَ فَوَاللّٰهِ مَآ اُحِبُّ اَنَّ لِیْ بِكَلِمَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُمْرَ النَّعَمِ۔

کو آپ ﷺ نے نہیں دیا تھا انہیں اس کا رنج ہوا اس لئے آپ نے اللہ کی حمد اور تعریف کی پھر فرمایا۔ امابعد۔ بخدا میں بعض لوگوں کو دیتا ہوں اور بعض کو نہیں دیتا لیکن میں جس کو نہیں دیتا وہ میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے جسے میں دیتا ہوں میں گو ان لوگوں کو دیتا ہوں جن کے دلوں میں بے صبری اور لالچ محسوس کرتا ہوں لیکن جن کے دل اللہ تعالیٰ نے خیر اور بے نیاز بنائے ہیں میں ان پر اعتماد کرتا ہوں عمرو بن تغلب بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ہے بخدا میرے لئے رسول اللہ ﷺ کا یہ ایک کلمہ سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔

عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِ نِ السَّاعِدِیِّ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) (قَالَ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَشِیَّةً بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَتَشَهَّدَ وَاَثْنٰی عَلَی اللّٰهِ مِمَّا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ۔

(ابوحمید ساعدیؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نماز عشاء میں کھڑے ہوئے۔ پہلے آپ ﷺ نے کلمہ شہادت پڑھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کی شان کے مناسب اس کی تعریف کی اور پھر فرمایا۔ امابعد۔)

فائدہ:۔ اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ آنحضور ﷺ نے اپنے خطبہ میں امابعد فرمایا۔ امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ امابعد کہنا سنت کے مطابق ہے۔ کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت داؤدؑ نے یہ کہا تھا۔ آپ کا ''فصل خطاب'' بھی یہی ہے۔ پہلے خداوند قدوس کی حمد و تعریف پھر نبی کریم ﷺ پر صلوٰۃ و سلام بھیجا گیا اور امابعد نے اس تمہید کو اصل خطاب سے جدا کر دیا۔ امابعد کا مطلب یہ ہے کہ حمد و صلوٰۃ کے بعد اب اصل خطاب شروع ہوگا۔

☆ سرخ اونٹ عرب میں نہایت قیمتی ہوتے تھے اور وہ لوگ عموماً کسی چیز کی عظمت اور اس کے عزیز ہونے کو تمثیلاً اس کے ذریعہ واضح کرتے تھے

(۴۸۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ صَعِدَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمِنْبَرَ وَكَانَ اٰخِرُ مَجْلِسٍ جَلَسَهٗ مُتَعَطِّفًا مِلْحَفَةً عَلٰی مَنْكِبَیْهِ وَقَدْ عَصَبَ رَأْسَهٗ بِعَصَابَةٍ دَسِمَةٍ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اَیُّهَا النَّاسُ اِلَیَّ فَثَابُوْٓا اِلَیْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ هٰذَا الْحَیَّ مِنَ الْاَنْصَارِ یَقِلُّوْنَ وَیَكْثُرُ النَّاسُ فَمَنْ وَلِیَ شَیْئًا مِّنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ فَاسْتَطَاعَ اَنْ یَّضُرَّ فِیْهِ اَحَدًا وَّیَنْفَعَ فِیْهِ اَحَدًا فَلْیَقْبَلْ مِنْ مُّحْسِنِهِمْ وَیَتَجَاوَزْ عَنْ مُّسِیْئِهِمْ۔

(۴۸۳) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ منبر پر تشریف لائے۔ منبر پر یہ آپ کی آخری مجلس تھی۔ دونوں شانوں سے چادر لپیٹے ہوئے آپ بیٹھے تھے اور سر مبارک پر ایک پٹی باندھ رکھی تھی۔ آپ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ لوگو! میری بات سنو۔ چنانچہ لوگ آپ کی طرف کلام مبارک سننے کے لئے متوجہ ہوگئے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ امابعد۔ یہ قبیلہ انصار کے لوگ (آنے والے دور میں) تعداد میں بہت کم ہو جائیں گے اور دوسرے لوگ بہت زیادہ ہو جائیں گے پس محمد کی امت کا جو شخص بھی حاکم ہو اور اسے نفع اور نقصان پہنچانے کی طاقت ہو تو انصار کے صالح لوگوں کی پذیرائی کرے اور بروں سے درگذر کرے۔

فائدہ:۔ یہ آپ کا مسجد نبوی میں سب سے آخری خطبہ تھا آپ کی یہ پیشین گوئی واقعات کی روشنی میں کس قدر صحیح ہے۔ انصار اب دنیا میں کہیں خال خال ہی ملتے ہیں، اور مہاجرین اور دوسرے شیوخ عرب کی نسلیں تمام عالم اسلامی میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس شان کریمی پر قربان جائیے اس احسان کے بدلہ میں کہ انصار نے آپ ﷺ کی اور اسلام کی کسمپرسی اور مصیبت کے وقت مدد کی تھی آپ اپنی تمام امت کو اس کی تلقین فرما رہے ہیں کہ انصار کو اپنا محسن سمجھیں۔ ان میں جو اچھے ہوں ان کے ساتھ حسن معاملت بڑھ چڑھ کر کریں اور بروں سے درگذر کہ ان کے آباء نے اسلام کی بڑی کسمپرسی کے عالم میں مدد کی تھی اس باب میں جتنی حدیثیں آئی ہیں وہ مختلف موضوع سے متعلق ہیں اور یہاں ان کا ذکر صرف اس وجہ سے ہوا ہے کہ کسی خطبہ وغیرہ کے موقعہ پر امابعد کا اس میں ذکر ہے۔

باب ۳۷۲. اِذَارَاَى الْاِمَامُ رَجُلاً جَآءَ وَهُوَ يَخْطُبُ اَمَرَهٗ اَنْ يُّصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ.

(٤٨٤) عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رضى الله تعالى عنه) قَالَ جَآءَ رَجُلٌ وَّالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ اَصَلَّيْتَ يَا فُلَانُ فَقَالَ لَا قَالَ قُمْ فَارْكَعْ۔

باب ۳۷۲۔ امام نے خطبہ دیتے وقت دیکھا کہ ایک شخص مسجد میں آیا اور پھر اس سے دو رکعت پڑھنے کے لئے کہا۔

(۴۸۴) حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ ایک شخص آیا، نبی کریم ﷺ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ اے فلاں کیا تم نے نماز پڑھ لی؟ اس نے کہا کہ نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا اچھا اٹھو اور دو رکعت نماز پڑھو۔

فائدہ:۔ اس حدیث کی بعض روایتوں میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ابھی منبر پر بیٹھے ہوئے تھے کہ شخص مذکور آیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابھی آپ نے خطبہ شروع نہیں کیا تھا۔ احناف کے نزدیک خطبہ جب شروع ہو چکا ہو تو سنتیں یا تحیۃ المسجد نہ پڑھنی چاہئے بلکہ خطبہ سننا چاہئے کہ یہ واجب ہے اور وہ صرف سنت۔

باب ۳۷۳. اَلْاِسْتِسْقَآءِ فِي الْخُطْبَةِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ.

(٤٨٥) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ قَامَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعَيَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ وَمَا نَرٰى فِي السَّمَآءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا وَضَعَهَا حَتّٰى ثَارَالسَّحَابُ اَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهٖ حَتّٰى رَاَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذٰلِكَ وَ مِنَ الْغَدِ وَمِنْ بَعْدِ الْغَدِ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْاُخْرٰى فَقَامَ ذٰلِكَ الْاَعْرَابِيُّ اَوْقَالَ غَيْرُهٗ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ تَهَدَّمَ الْبِنَآءُ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللّٰهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ:
اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيْرُ بِيَدِهٖ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ السَّحَابِ اِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتِ الْمَدِيْنَةُ مِثْلَ الْجَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِيْ قَنَاةُ شَهْرًا وَّ لَمْ يَجِئْ اَحَدٌ مِنْ نَّاحِيَةٍ اِلَّا حَدَّثَ بِالْجَوْدِ۔

باب ۳۷۳۔ جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لئے دعا

(۴۸۵) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں قحط پڑا۔ نبی کریم ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی نے کہا یا رسول اللہ! مال تباہ ہو گیا اور اہل وعیال دانوں کو ترس گئے۔ آپ ﷺ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعاء فرمائیں۔ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے۔ اس وقت بادل کا ایک ٹکڑا بھی آسمان پر نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے ابھی آپ ﷺ نے ہاتھوں کو نیچے بھی نہیں کیا تھا کہ پہاڑوں کی طرح گھٹا اُمڈ آئی اور ابھی منبر سے اترے بھی نہیں تھے کہ میں نے دیکھا کہ بارش کا پانی آپ ﷺ کی ریش مبارک سے ٹپک رہا تھا۔ اس دن، اس کے بعد اور پھر متواتر اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی (دوسرے جمعہ کو) یہی اعرابی پھر کھڑا ہوا یا کہا کہ کوئی دوسرا شخص کھڑا ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! عمارتیں منہدم ہو گئیں اور مال واسباب ڈوب گئے۔ آپ ﷺ ہمارے لئے دعا کیجئے۔ آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی کہ اے اللہ اب دوسری طرف بارش برسایئے اور ہم سے روک دیجئے۔ آپ ﷺ ہاتھ سے بادل کے جس طرف بھی اشارہ کرتے ادھر مطلع صاف ہو جاتا سارا مدینہ تالاب کی طرح بن گیا تھا۔ وادیاں مہینہ بھر برابر بہتی رہیں اور اطراف وجوانب سے آنے والے بھی اپنے یہاں بھرپور بارش کی خبر دیتے تھے۔

باب ۳۷۴. اَلْاِنْصَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَالْاِمَامُ يَخْطُبُ

(٤٨٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قُلْتَ لِصَاحِبِكَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

باب ۳۷۴۔ جمعہ کے خطبہ میں خاموش رہنا چاہئے

(۴۸۶) حضرت ابو ہریرہؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب امام جمعہ کا خطبہ دے رہا ہو اور تم اپنے قریب بیٹھے ہوئے شخص سے کہو کہ

اَنۡصِتْ وَالْاِمَامُ یَخْطُبُ فَقَدْ لَغَوْتَ۔

''چپ رہو'' تو یہ بھی لغو حرکت ہے۔

باب ۳۷۵. السَّاعَةُ الَّتِیۡ فِیۡ یَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب ۳۷۵۔ جمعہ کے دن دعا قبول ہونے کی گھڑی

(۴۸۷) عَنْ اَبِیۡ ھُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَکَرَ یَوْمَ الْجُمُعَةِ فَقَالَ فِیْهِ سَاعَةٌ لَّا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ وَّهُوَ قَائِمٌ یُّصَلِّیۡ یَسْاَلُ اللّٰهَ شَیْئًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ وَاَشَارَ بِیَدِهٖ یُقَلِّلُهَا۔

(۴۸۷) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جمعہ کے ذکر میں ایک مرتبہ فرمایا کہ اس دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے جس میں اگر کوئی مسلم بندہ کھڑا نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی چیز خداوند قدوس سے مانگ رہا ہو تو خداوندا سے وہ چیز ضرور دیتا ہے ہاتھ کے اشارے سے آپ ﷺ نے اس وقت کی کمی ظاہر کی۔

فائدہ:۔ یہ ساعت اجابت ہے اکثر احادیث میں جمعہ کے دن عصر اور مغرب کے درمیان کی تعیین بھی ملتی ہے کہ انہی نمازوں کے درمیان میں تھوڑی دیر کے لئے یہ ساعت آتی ہے۔ امام احمدؒ اور امام ابو حنیفہؒ سے بھی یہی منقول ہے کہ یہ ساعت عصر کے بعد ہے۔ اس کی تعیین میں اس کے علاوہ اور اقوال بھی ہیں۔

باب ۳۷۶. اِذَا نَفَرَ النَّاسُ عَنِ الْاِمَامِ فِیۡ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ

باب ۳۷۶۔ اگر جمعہ کی نماز میں لوگ امام کو چھوڑ کر چلے جائیں

(۴۸۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ بَیْنَمَا نُصَلِّیۡ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَقْبَلَتْ عِیْرٌ تَحْمِلُ طَعَامًا فَالْتَفَتُوْا اِلَیْهَا حَتّٰی مَا بَقِیَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اثْنَا عَشَرَ رَجُلًا فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْٓا اِلَیْهَا وَتَرَکُوْكَ قَائِمًا

(۴۸۸) حضرت جابر بن عبداللہؓ نے حدیث بیان کی کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ اتنے میں غلہ لئے ہوئے چند تجارتی اونٹ ادھر سے گذرے اور حاضرین اسی طرف متوجہ ہو گئے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ کل بارہ آدمی باقی رہ گئے اس پر یہ آیت اتری۔ (ترجمہ) اور جب یہ لوگ تجارت اور کھیل دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور آپ کو کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔

فائدہ:۔ یہ واقعہ اسلام کے ابتدائی دور کا ہے۔ دوسری صحیح روایتوں میں ہے کہ آنحضور ﷺ خطبہ دے رہے تھے۔ ابتداء اسلام میں جمعہ کے خطبہ کا بھی وہی طریقہ تھا جو آج کل عیدین کا ہے یعنی نماز کے بعد خطبہ ہوتا تھا۔ نسائی کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ عیدین کی نماز کے بعد فرما دیتے تھے کہ جس کا جی چاہے وہ ٹھہر جائے اور جس کا جی چاہے چلا جائے غالباً ابتداء میں عیدین کے خطبہ کی اتنی اہمیت نہیں تھی اور اسی بناء پر صحابہؓ نے جمعہ کے خطبے کو بھی سمجھا ہوگا کہ اس کا سننا ضروری نہیں ہے چنانچہ جب سامان تجارت دیکھا تو ضرورت مند صحابہ خرید و فروخت کے لئے چلے گئے لیکن اس پر بھی سخت تنبیہ کی گئی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی عنوان میں ''نماز'' ہی کا ذکر کیا ہے لیکن یہ صرف حدیث کے الفاظ کے تتبع میں یعنی چونکہ حدیث میں متعلقات نماز پر نماز کا اطلاق ہوا ہے امام صاحبؒ نے بھی وہ تعبیر باقی رکھی۔

باب ۳۷۷. الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ وَقَبْلَهَا

باب ۳۷۷۔ جمعہ کے بعد اور اس سے پہلے نماز

(۴۸۹) عَنْ عبداللّٰه بْنِ عُمَر (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُصَلِّیۡ قَبْلَ الظُّهْرِ رَکْعَتَیْنِ وَبَعْدَهَا رَکْعَتَیْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ رَکْعَتَیْنِ فِیۡ بَیْتِهٖ وَبَعْدَ الْعِشَآءِ رَکْعَتَیْنِ وَکَانَ یُصَلِّیۡ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰی یَنْصَرِفَ فَیُصَلِّیۡ رَکْعَتَیْنِ۔

(۴۸۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ظہر سے پہلے دو رکعت اور مغرب کے بعد دو رکعت اپنے گھر میں پڑھتے تھے۔ اور عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھتے تھے، اور جمعہ کے بعد دو رکعتیں جب واپس ہوتے تب پڑھتے۔

فائدہ:۔ غالباً امام بخاریؒ کی شرائط کے مطابق انہیں کوئی ایسی حدیث نہیں ملی جس میں یہ ذکر ہو کہ آنحضور ﷺ جمعہ سے پہلے بھی اور بعد میں بھی سنتیں پڑھتے تھے اسی لئے انہوں نے عنوان تو جمعہ کا لگایا لیکن حدیث میں صرف ظہر سے پہلے اور بعد کی سنتوں کا ذکر ہے اور جمعہ کی صرف بعد والی سنتوں کا ذکر ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جمعہ ظہر ہی کا قائم مقام ہے۔ دوسری احادیث میں جمعہ سے پہلے اور بعد کی دونوں سنتوں کا ذکر ہے۔ ممکن ہے عنوان میں انہیں احادیث سے فائدہ اٹھایا ہو۔

كِتَاب صَلٰوة الْخَوْفِ

باب ۳۷۸. صلٰوة الخوف

(۴۹۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ فَصَافَفْنَا لَهُمْ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ لَنَا فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَّعَه، وَاَقْبَلَتْ طَّائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْ مَّعَه، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفُوْا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِيْ لَمْ تُصَلِّ فَجَاءُوْا فَرَكَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهِمْ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فَرَكَعَ لِنَفْسِهٖ رَكْعَةً وَّسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ۔

کتاب صلوٰۃ خوف کی تفصیلات

باب ۳۷۸۔ صلوٰۃ خوف کے بیان میں

(۴۹۰) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نجد کے اطراف میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ میں شریک تھا۔ مقابلہ کے وقت ہم صف بستہ ہو گئے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی (مسلمانوں میں سے) ایک جماعت آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے میں شریک ہو گئی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلہ پر کھڑی رہی۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی اقتداء میں نماز پڑھنے والوں کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کئے۔ پھر یہ لوگ اس جماعت کی جگہ واپس آ گئے جس نے ابھی نماز نہیں پڑھی تھی۔ اب دوسری جماعت (حضور اکرم ﷺ کے پاس) آئی۔ ان کے ساتھ بھی آپ نے ایک رکوع اور دو سجدے کئے۔ پھر آپ ﷺ نے سلام پھیر دیا۔ اس کے بعد دونوں جماعتوں نے (باری باری) اسی سابقہ جگہ آ کر ایک ایک رکوع اور دو دو سجدے کئے۔

فائدہ:۔ اس حدیث میں اس نماز کی تفصیلات بیان ہوئی جو خوف اور دشمن سے مقابلہ کے وقت کے لئے خاص طور سے مشروع ہوئی تھی۔ غزوات میں نماز کے اوقات بھی آتے تھے۔ ادھر دشمن مقابل میں کھڑے ہوتے۔ تمام مسلمانوں کی یہ خواہش ہوئی کہ نماز حضور اکرم ﷺ ہی کی اقتداء میں پڑھیں۔ لیکن جس طرح کی صورت حال سامنے ہے اگر بیک وقت تمام مسلمان نماز میں مشغول ہو جائیں تو ہر وقت دشمن کے اچانک حملہ کا خطرہ! امام ابو یوسفؒ کی طرف یہ قول منسوب ہے کہ صلوٰۃ خوف صرف آنحضور ﷺ کے عہد مبارک تک کے لئے مشروع تھی۔ اور وجہ یہ تھی کہ تمام مسلمان آپ ﷺ ہی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے خواہش مند ہوتے تھے لیکن آپ ﷺ کے بعد اس نماز کی مشروعیت منسوخ ہو گئی کیونکہ اب کوئی ایسی مرکزی شخصیت، پیغمبر جیسی، مسلمانوں میں نہیں ہے۔ جس کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی اس درجہ تڑپ اور خواہش ہو اس لئے خوف اور دشمن کے مقابلہ کے اوقات میں اب نماز اس مخصوص طریقہ سے نہیں پڑھی جا سکتی بلکہ متعدد جماعتیں کر لی جائیں گی اور ان کے امام بھی علیحدہ ہوں گے اور اس عام طریقہ کے مطابق نماز پڑھیں گے۔ لیکن عام علماء امت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلوٰۃ خوف اپنے اسی مخصوص طریقہ کے ساتھ اب بھی باقی ہے اور اس کی مشروعیت منسوخ نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں اس کی تفصیلات ہیں اور نسخ کے لئے کوئی اشارہ تک موجود نہیں پھر اگرچہ پیغمبر جیسی مرکزی شخصیت اب کوئی نہیں لیکن مسلمانوں میں ایسے مقتداء تو بہر حال ہو سکتے ہیں جن کی اقتداء میں نماز پڑھنے کے عام مسلمان خواہش مند ہوں۔ اس لئے جب شریعت نے مسلمانوں کی ایک خواہش کی رعایت کی ہے اور خود اپنی حکمت بالغہ کے پیش نظر خوف کی نماز کا ایک مخصوص طریقہ بتایا ہے تو اسے اب بھی رکھنے میں کیا چیز مانع بن سکتی ہے۔ اسی لئے علماء نے لکھا ہے کہ امام ابو یوسفؒ کی طرف بھی اس کے خلاف قول کی نسبت صحیح نہیں معلوم ہوتی۔ قرآن مجید میں کسی بھی نماز کی

تفصیلات بیان نہیں ہوئی ہیں۔ بلکہ صرف اشاروں پر اکتفا کیا گیا ہے۔ نماز کی جملہ تفصیلات خود حضور اکرم ﷺ نے اپنے قول و عمل کے ذریعہ واضح کی تھیں۔ البتہ صرف صلوٰۃ خوف کے طریقے کسی قدر تفصیل کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ صلوٰۃ خوف حضور اکرم ﷺ سے مختلف طریقوں سے منقول ہے۔ ابوداؤد و نسائی میں ان طریقوں کی تفصیلات زیادہ وضاحت کے ساتھ ملتی ہیں۔ ابن قیم نے زاد المعاد میں ان تمام روایتوں کا تجزیہ کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ اگر ان تمام روایتوں پر غور کیا جائے تو چھ طریقے ان سے سمجھ میں آتے ہیں۔ چونکہ حضور اکرم ﷺ سے خود یہ نماز مختلف طریقوں سے منقول ہے۔ اس لئے ائمہ کا اس سلسلہ میں اختلاف بھی ناگزیر تھا۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے لکھا ہے کہ میرا غالب گمان یہ ہے کہ قرآن نے قصداً صلوٰۃ خوف کے طریقہ میں اجمال سے کام لیا۔ تاکہ توسع، جو شریعت کا مقصود ہے، باقی رہے اور کسی قسم کی تنگی نہ پیدا ہونے پائے۔ اگر قرآن میں صرف کسی ایک طریقہ کی تعیین ہو جاتی تو اس کے خلاف ممکن نہیں تھا۔ حنفی فقہ کی کتابوں میں عام طور سے صلوٰۃ خوف کا یہ طریقہ لکھا ہے کہ فوج کے دو حصے کر لئے جائیں ایک حصہ محاذ پر کھڑا رہے اور دوسرا نماز پڑھنے کے لئے آئے۔ امام اس جماعت کو ایک رکعت جب پڑھا چکے تو یہ امام کے پیچھے سے ہٹ جائے اور محاذ پر جا کر کھڑا ہو جائے۔ اب وہ لوگ نماز پڑھنے کے لئے آئیں گے جو ابھی محاذ پر تھے۔ یہ بھی صرف ایک رکعت امام کی اقتداء میں پڑھیں گے۔ امام کی نماز اب پوری ہو چکی لیکن مقتدیوں میں سے کسی کی بھی پوری نہیں ہوئی۔ اس لئے امام تو فارغ ہو گیا البتہ مقتدی اپنی سابقہ جگہ پر آ کر نماز پوری کریں۔ اس کی صورت یہ ہوگی کہ جن لوگوں نے پہلے امام کی اقتداء میں ایک رکعت پڑھی تھی اب وہ پھر اسی سابقہ جگہ پر آئیں گے۔ اسی دوران میں دوسری جماعت محاذ پر جا چکی ہوگی اور یہ پہلی جماعت اپنی باقی ماندہ ایک رکعت پوری کر کے جب محاذ پر جائے گی تو دوسری جماعت بھی اسی جگہ آ کر باقی ماندہ رکعت پڑھے گی۔ یہ صورت صرف اس لئے اختیار کی جائیگی تاکہ دشمن کے اچانک حملہ کا تحفظ کیا جائے۔ اس نماز میں بہت سی رعایتیں ایسی ہیں جو عام حالت میں نہیں ہوتیں۔ مثلاً نماز پڑھنے ہی میں لوگ آ جا بھی سکتے ہیں۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ یہ نماز کی حالت میں چلنا ہے (المشی فی الصلوٰۃ) اور اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ نماز چلتے ہوئے پڑھنے (الصلوٰۃ ماشیا) سے فاسد ہوتی ہے۔ یہ ایک نکتہ ضرور ہے لیکن بہر حال عام حالات میں تو اس حد تک ''المشی فی الصلوٰۃ'' کی بھی اجازت نہیں! البتہ اگر جنگ دست بدست ہو رہی ہو تو نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ خود آنحضور ﷺ نے غزوۂ احزاب میں جنگ کی وجہ سے نماز قضا کی تھی اور عصر مغرب کے بعد پڑھی تھی۔ دوسرے ائمہ کے یہاں اس نماز کے دوسرے طریقے بھی ہیں۔ حنفیہ کے بیان کردہ طریقہ سے تھوڑے بہت مختلف۔ غالباً امام بخاریؒ نے بھی حنفیہ کے ہی طریقہ کو پسند فرمایا ہے۔ حدیث میں جتنے طریقے بیان ہوئے۔ جائز سب ہیں۔ اختلاف صرف استحباب میں ہے۔

باب ۳۷۸ . صَلوٰةِ الْخَوْفِ رِجَالًا وَّرُكْبَانًا رَّاجِلٌ قَائِمٌ

باب ۳۷۸۔ صلوٰۃ خوف پیدل اور سواری پر، راجل (پیدل چلنے والا، یہاں) کھڑے ہونے والے کے معنی میں ہے

(۴۹۱) عَنْ عبدالله ابْنِ عُمَر (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه ،قَالَ) اِذَا اخْتَلَطُوْا قِيَامًا۔

(وَ زَادَ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَاِنْ كَانُوْا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيُصَلُّوْا قِيَامًا وَّ رُكْبَانًا۔)

(۴۹۱) حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ جب جنگ میں لوگ ایک دوسرے سے گتھ جائیں تو کھڑے کھڑے (سر کے اشاروں سے نماز پڑھیں)

اور ابن عمرؓ نے نبی کریم ﷺ سے اپنی روایت میں اضافہ یہ کیا ہے کہ اگر لوگ اس سے بھی زیادہ ہوں تو پیدل اور سوار (جس طرح بھی ہو سکے) نماز پڑھیں۔

فائدہ:۔ آخر میں جو قول نقل کیا ہے اس کا کچھ مطلب صاف نہیں سمجھ میں آتا کہ کہنا کیا چاہتے ہیں اور اسی وجہ سے شارحین کا اس عبارت کے مفہوم متعین کرنے میں بڑا اختلاف ہے۔ اس عبارت میں شرط تو موجود ہے لیکن جزاء کا کچھ پتہ نہیں۔ ہم نے ترجمہ میں عبارت کے مفہوم کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ حاصل اس کا یہ ہے کہ جنگ دست بدست ہو رہی ہو اور نماز پڑھنی مشکل ہو جائے تو اشاروں سے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔ ہمارے یہاں بھی امام محمدؒ سوار کے لئے اشارے سے نماز پڑھنے کی اجازت دیتے ہیں اس کی تفصیل فقہ کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہے۔

باب ۳۷۹. صَلوٰةِ الطَّالِبِ وَالْمَطْلُوْبِ رَاكِبًا وَّاِيْمَآءً.

(۴۹۲)عَنِ ابْنِ عُمَرَ(رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ)قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنَا لَمَّا رَجَعَ مِنَ الْاَحْزَابِ لَايُصَلِّيَنَّ اَحَدُ نِالْعَصْرَ اِلَّا فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَاَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيْقِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّيْ حَتّٰى نَاْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّيْ لَمْ يُرَدْ مِنَّا ذٰلِكَ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ اَحَدًا مِّنْهُمْ.

باب ۳۷۹۔ دشمن کی تلاش میں نکلنے والے اور جن کی تلاش میں دشمن ہوں، ان کی نماز سواری پر اور اشاروں سے

(۴۹۲) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ احزاب سے فارغ ہوتے ہی ہم سے یہ فرمایا تھا کہ کوئی شخص بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے عصر نہ پڑھے۔ لیکن جب عصر کا وقت آیا تو بعض صحابہؓ نے راستے ہی میں نماز پڑھ لی اور بعض صحابہؓ نے کہا کہ بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے ہم نماز نہیں پڑھیں گے اور کچھ حضرات کا خیال یہ تھا کہ ہمیں نماز پڑھ لینی چاہئے۔ کیونکہ آنحضور ﷺ کا مقصد یہ نہیں تھا (کہ نماز ہی نہ پڑھی جائے۔ بلکہ صرف جلدی پہنچنے کی کوشش کرنے کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا تھا) پھر جب آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ ﷺ نے کسی پر بھی ناگواری کا اظہار نہیں فرمایا۔

فائدہ:۔ غزوۂ احزاب جب ختم ہوگیا اور کفار ناکام ہوکر چلے گئے تو آنحضور ﷺ نے فوراً ہی مجاہدین کو حکم دیا کہ اسی حالت میں خیبر چلیں جہاں مدینہ کے یہودی رہتے تھے۔ جب آنحضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ان یہودیوں نے ایک معاہدہ کے تحت ایک دوسرے کے خلاف کسی جنگی کاروائی میں حصہ نہ لینے کا عہد کیا تھا۔ خفیہ طور پر یہودی پہلے بھی مسلمانوں کے خلاف سازشیں کرتے رہتے تھے لیکن اس موقعہ پر انہوں نے کھل کر کفار کا ساتھ دیا۔ کیونکہ کفار کی طرف سے یہ بہت بڑی کارروائی تھی اور اگر اس میں انہیں کامیابی ہوجاتی تو مسلمانوں کی ہمیشہ کے لئے پسپائی یقینی تھی۔ یہود نے بھی یہ سمجھ کر اس میں شرکت کی تھی کہ یہ آخری اور فیصلہ کن لڑائی ہوگی۔ وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ مسلمانوں کی اس میں شکست یقینی ہے۔ معاہدہ کی رو سے یہودیوں کی اس کارروائی میں شرکت ایک سنگین جرم تھا اس لئے آنحضور ﷺ نے چاہا کہ بغیر کسی مہلت کے انہیں جالیا جائے اور اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ عصر بنو قریظہ میں جاکر پڑھی جائے۔ کیونکہ راستے میں اگر کہیں لشکر نماز کے لئے ٹھہرتا تو بہت دیر ہوجاتی۔ چنانچہ بعض صحابہؓ نے بھی اس سے یہی سمجھا کہ آپ کا مقصد صرف بعجلت بنو قریظہ پہنچنا تھا۔ اس حدیث میں یہ نہیں ہے کہ انہوں نے سواری پر ہی نماز پڑھی تھی یا نیچے اتر کر اس لئے مصنفؒ کا اس حدیث سے استدلال درست نہیں ہوسکتا۔

كِتَابُ الْعِيدَيْنِ

باب ۳۸۰.. اَلْحِرَابِ وَالدَّرَقِ يَوْمَ الْعِيدِ

(٤٩٣)عَنْ عَائِشَةَؓ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ ﷺ وَعِنْدِيْ جَارِيَتَانِ تُغَنِّيَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ فَاضْطَجَعَ عَلَى الْفِرَاشِ وَحَوَّلَ وَجْهَهُ وَدَخَلَ اَبُوْبَكْرٍ فَانْتَهَرَنِيْ وَقَالَ مِزْمَارَةَ الشَّيْطَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْهُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُهُمَا فَخَرَجَتَا وَكَانَ يَوْمَ عِيدٍ يَلْعَبُ السُّوْدَانُ بِالدَّرَقِ وَالْحِرَابِ فَاَمَّا سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِمَّا قَالَ تَشْتَهِيْنَ تَنْظُرِيْنَ فَقُلْتُ نَعَمْ فَاَقَامَنِيْ وَرَآءَهُ خَدِّيْ عَلٰى خَدِّهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ دُوْنَكُمْ يَابَنِيْ اَرْفِدَةَ حَتّٰى اِذَا مَلِلْتُ قَالَ لِيْ حَسْبُكِ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاذْهَبِيْ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ اَنَا اَنْظُرُ اِلَى الْحَبَشَةِ وَهُمْ يَلْعَبُوْنَ فِي الْمَسْجِدِ فَزَجَرَهُمْ عُمَرُ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ دَعْهُمْ اَمْنًا بَنِيْ اَرْفِدَةَ يَعْنِيْ مِنَ الْاَمْنِ۔

کتاب: عیدین کے مسائل

باب ۳۸۰۔حراب (چھوٹے نیزے) اور ڈھال عید کے دن(۱)

(۴۹۳) حضرت عائشہؓ نے فرمایا آپ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے اس وقت میرے پاس دو لڑکیاں بعاث (۲) کی نظمیں پڑھ رہی تھیں آپ بستر پر لیٹ گئے اور چہرہ دوسری طرف پھر لیا اسکے بعد ابوبکرؓ آئے، آپ نے مجھے ڈانٹا اور فرمایا یہ شیطانی حرکت آپ کی موجودگی میں ہو رہی ہے پھر آپ ﷺ متوجہ ہوئے اور فرمایا انہیں پڑھنے دو پھر جب آپ نے توجہ ہٹائی تو میں نے انہیں اشارہ کیا اور وہ چلی گئیں (۳) اور عید کا دن تھا۔ حبشہ کے کچھ لوگ ڈھال اور حراب (چھوٹے نیزے) سے کھیل رہے تھے۔ خود میں نے کہا یا آپ ﷺ نے فرمایا یہ کھیل دیکھوگی؟ میں نے کہا جی ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا چہرہ آپ کے چہرہ کے اوپر تھا اور آپ فرما رہے تھے کہ خوب بنی ارفدہ (حبشہ کے لوگوں کا لقب) خوب! پھر جب میں تھک گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا ''بس!'' میں نے کہا جی ہاں آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر جاؤ۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میں حبشہ کے لوگوں کو دیکھ رہی تھی جو مسجد میں (نیزوں کا) کھیل دکھا رہے تھے عمرؓ نے انہیں ڈانٹا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا انہیں کھیلنے دو۔ بنو ارفدہ! تم اطمینان سے کھیل دکھاؤ

فائدہ:۔ ا۔ اس عنوان کے تحت جو حدیث بیان ہوئی ہے اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ عید کے دن ایسا کرنا مسنون ہے چونکہ مسلمانوں کے اس زمانہ میں کفار کے ساتھ جنگ کے حالات چل رہے تھے اس لئے آنحضور ﷺ نے یہ چاہا کہ کفار پر مسلمانوں کی طاقت کا اظہار ہو جائے۔ پھر حدیث میں یہ بھی نہیں ہے کہ اصحاب حراب آنحضور ﷺ کے ساتھ عیدگاہ تک گئے تھے۔ نہ آپ ﷺ نے صحابہ کو ہتھیار بند ہو کر عیدگاہ جانے کا کبھی حکم دیا۔ بلکہ حدیث سے بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ عیدگاہ سے واپسی کے بعد ''اصحاب حراب'' نے مظاہرہ کیا تھا۔ ابن منیرؒ نے لکھا ہے کہ امام بخاریؒ کا اس عنوان سے مقصد یہ ہے کہ عید کے دن عام دنوں سے زیادہ خوشی اور انبساط کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔

۲۔ بعاث مدینہ سے دو دن کے فاصلہ پر ایک گاؤں کا نام ہے۔ انصار کے قبیلہ اوس کا یہاں ایک قلعہ بھی تھا۔ انصار کے دو قبیلوں اوس و خزرج کے درمیان عرب کی مشہور لڑائی یہیں ہوئی تھی۔ لکھتے ہیں کہ ایک سو بیس ۱۲۰ سال تک اس لڑائی کا سلسلہ قائم رہا اوس نے خزرج کے بہت سے ممتاز سرداروں کو اس لڑائی میں مارا تھا۔ مطلب یہ ہے کہ اس جنگ کے موقعہ پر جو نظمیں کہی گئی تھیں۔ انہیں وہ لڑکیاں پڑھ رہی تھیں۔

۳۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ ابوبکر! انہیں پڑھنے دو۔ ہر قوم کی ایک عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے۔ بخاری ہی میں یہ حدیث دوبارہ بھی آئے گی اس میں ہے کہ وہ لڑکیاں گانے والیاں نہیں تھیں۔ قرطبی نے اس پر لکھا ہے کہ عام طور سے گانے والی عورتیں جس طرح ہوتی ہیں یہ ان میں سے نہیں تھیں بلکہ عید کی خوشی میں پڑھ رہی تھیں۔ یہ یاد رہے کہ اجنبیہ کے چہرے اور ہاتھوں کو دیکھنا جائز ہے لیکن جب حالات خراب ہو گئے تو سد باب ذریعہ کے طور پر اسکی بھی ممانعت کر دی گئی۔ یہاں آپ ﷺ کے طرز عمل پر بھی غور کرنا چاہئے کہ آپ نے اگرچہ روکا نہیں لیکن خود اس میں شرکت بھی نہیں کی بلکہ چہرہ دوسری طرف کر لیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ یہ چیز جائز ہے لیکن کچھ شریعت کی نظر میں پسندیدہ بھی نہیں اور اس سے اشتغال تو ہرگز پسندیدہ نہیں ہو سکتا۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ بعض مباح ایسے ہوتے ہیں کہ ان پر اصرار گناہ صغیرہ بن جاتا ہے

باب ۳۸۱. اَلْاَکْلِ یَوْمَ الْفِطْرِ قَبْلَ الْخُرُوْجِ

(٤٩٤) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَایَغْدُوْ یَوْمَ الْفِطْرِ حَتّٰی یَاْکُلَ تَمَرَاتٍ وَیَاْکُلُھُنَّ وِتْرًا۔

باب ۳۸۱۔ عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے کھانا

(۴۹۴) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عید الفطر کے دن عید گاہ جانے سے پہلے چند کھجوریں کھالیتے تھے اور طاق عدد کھجوروں کی بھی کھاتے تھے۔

باب ۳۸۲. اَلْاَکْلِ یَوْمَ النَّحْرِ

(٤٩٥) عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ خَطَبَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاَضْحٰی بَعْدَ الصَّلٰوۃِ فَقَالَ مَنْ صَلّٰی صَلٰوتَنَا وَنَسَكَ نُسُکَنَا فَقَدْ اَصَابَ النُّسُكَ وَمَنْ نَّسَكَ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ فَاِنَّہٗ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ وَلَا نُسُكَ لَہٗ فَقَالَ اَبُوْ بُرْدَۃَ بْنُ دِیْنَارٍ خَالُ الْبَرَآءِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنِّیْ نَسَکْتُ شَاتِیْ قَبْلَ الصَّلٰوۃِ وَعَرَفْتُ اَنَّ الْیَوْمَ یَوْمُ اَکْلٍ وَّشُرْبٍ وَّاَحْبَبْتُ اَنْ تَکُوْنَ شَاتِیْ اَوَّلَ شَاۃٍ تُذْبَحُ فِیْ بَیْتِیْ فَذَبَحْتُ شَاتِیْ وَتَغَدَّیْتُ قَبْلَ اَنْ اٰتِیَ الصَّلٰوۃَ قَالَ شَاتُكَ شَاۃُ لَحْمٍ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَاِنَّ عِنْدَ نَا عَنَاقًالَّنَا جَذَعَۃً اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ شَاتَیْنِ اَفَتَجْزِیْ عَنِّیْ قَالَ نَعَمْ وَلَنْ تَجْزِیْ عَنْ اَحَدٍ بَعْدَكَ۔

باب ۳۸۲۔ قربانی کے دن کھانا

(۴۹۵) حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عید الضحیٰ کی نماز کے بعد خطبہ دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ جس نے ہماری طرح نماز پڑھی اور ہماری طرح قربانی کی اس نے قربانی ٹھیک طرح کی لیکن جو شخص نماز سے پہلے قربانی کرے گا وہ نماز سے پہلے کی قربانی ہے اوو وہ کوئی قربانی نہیں۔ حضرت براءؓ کے ماموں ابو بردہ بن دینار یہ سن کر بولے کہ یا رسول اللہ! میں نے اپنی بکری کی قربانی نماز سے پہلے کر دی ہے۔ میں نے سوچا کہ یہ کھانے پینے کا دن ہے۔ میری بکری اگر گھر کا پہلا ذبیحہ بنے تو بہت اچھا ہو، اس خیال سے میں نے بکری ذبح کر دی اور نماز کے لئے آنے سے پہلے ہی اس کا گوشت بھی کھالیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر تمہاری بکری گوشت کی بکری ہوئی (یعنی قربانی نہیں ہوئی) ابو بردہ بن دینار نے کہا کہ میرے پاس ایک چار مہینہ کا بکری کا بچہ ہے اور مجھے دو ۲ بکریوں کے بدلہ میں بھی زیادہ عزیز ہے۔ کیا اس سے میری قربانی ہو جائے گی آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! لیکن تمہارے بعد کسی کی قربانی اس عمر کے بچے سے نہیں ہوگی۔

فائدہ:۔ اس سے پہلے جو عید الفطر کے سلسلے میں حدیث بیان ہوئی اس میں تھا کہ عید گاہ جانے سے پہلے آپ ﷺ کچھ کھاتے تھے اس لئے عنوان میں بھی اس کی قید لگا دی لیکن عید الاضحیٰ سے متعلق حدیث میں اس طرح کا کوئی لفظ نہیں اس لئے یہاں بھی مطلق رکھا۔
عید الاضحیٰ میں مستحب یہ ہے کہ قربانی کا گوشت سب سے پہلے کھائے۔ اس حدیث میں ہے کہ اس شخص نے کہا تھا کہ یہ کھانے پینے کا دن ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے بھی یہ دن خوشی منانے اور کھانے پینے ہی کا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس شخص کو چار مہینے کے جانور کی قربانی کی اجازت دے دی تھی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تمہارے علاوہ اور کسی کے لئے یہ جائز نہیں۔

باب ۳۸۳. اَلْخُرُوْجِ اِلَی الْمُصَلّٰی بِغَیْرِ مِنْبَرٍ

(٤٩٦) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ یَوْمَ الْفِطْرِ وَالْاَضْحٰی اِلَی الْمُصَلّٰی فَاَوَّلُ شَیْءٍ یَّبْدَأُ بِہِ الصَّلٰوۃُ ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْمُ مُقَابِلَ النَّاسِ وَالنَّاسُ جُلُوْسٌ عَلٰی صُفُوْفِھِمْ فَیَعِظُھُمْ وَیُوْصِیْھِمْ وَیَاْمُرُھُمْ

باب ۳۸۳۔ بغیر منبر کی عید گاہ میں نماز پڑھنے جانا

(۴۹۶) حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ عید الفطر اور عید الضحیٰ کے دن عید گاہ تشریف لے جاتے تھے۔ سب سے پہلے آپ ﷺ نماز پڑھاتے نماز سے فارغ ہو کر آپ ﷺ لوگوں کے سامنے کھڑے ہوتے۔ تمام لوگ اپنی صفوں میں بیٹھے ہوئے ہوتے تھے۔ آپ ﷺ انہیں وعظ و نصیحت کرتے۔ اچھی باتوں کا حکم دیتے اگر جہاد کے لئے کہیں

فَـإِنْ كَانَ يُرِيدُ اَنْ يَّقْطَعَ بَعْثًا قَطَعَه' اَوْيَاْمُرَ بِشَيْءٍ اَمَرَ بِهِ ثُـمَّ يَـنْـصَرِفُ فَقَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ فَلَمْ يَزَلِ النَّاسُ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى خَرَجْتُ مَعَ مَرْوَانَ وَهُوَاَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ فِيْ اُضْحٰى اَوْفِطْرٍ فَلَمَّا اَتَيْنَا الْمُصَلّٰى اِذَا مِنْبَرٌ بَنَاهُ كَثِيْرُ بْنُ الصَّلْتِ فَإِذَا مَرْوَانُ يُرِيْدُانْ يَّرْتَقِيَه' قَبْلَ اَنْ يُّصَلِّيَ فَجَبَذْتُ بِثَوْبِهِ فَجَبَذَ نِيْ فَارْتَفَعَ فَخَطَبَ قَبْلَ الصَّلٰوةِ فَقُلْتُ لَه' غَيَّرْتُمْ وَاللّٰهِ فَقَالَ يَا اَبَا سَعِيْدٍ قَدْ ذَهَبَ مَاتَعْلَمُ فَقُلْتُ مَااَعْلَمُ وَاللّٰهِ خَيْرٌمِّمَّا لَااَعْلَمُ فَقَالَ اِنَّ النَّاسَ لَمْ يَكُوْنُوْا يَجْلِسُوْنَ لَنَا بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَجَعَلْتُهَا قَبْلَ الصَّلٰوةِ۔

لشکر بھیجنے کا ارادہ ہوتا تو اس کے لئے تیار ہو جانے کے لئے فرماتے۔ کسی بات کا حکم دینا ہوتا تو حکم دیتے۔ اس کے بعد واپس تشریف لاتے، ابو سعیدؓ نے بیان کیا کہ لوگ برابر اسی سنت پر قائم رہے لیکن پھر میں مروان کے ساتھ عید الفطر یا عید الضحیٰ کے دن عید گاہ آیا جب یہ مدینہ کا امیر ہوا۔ ہم جب عید گاہ پہنچے تو وہاں میں نے کثیر بن صلت کا بنایا ہوا ایک منبر دیکھا جاتے ہی مروان نے چاہا کہ اس پر نماز سے پہلے (خطبہ دینے کے لئے) چڑھے اس لئے میں نے اس کا دامن پکڑ کر کھینچا لیکن وہ جھٹک کر اوپر چڑھ گیا اور نماز سے پہلے خطبہ دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ واللہ تم نے (نبی کریم ﷺ کے طریقہ کو) بدل دیا۔ اس نے کہا کہ اے ابو سعید جو تم سمجھتے ہو وہ بات ختم ہوگئی۔ میں نے کہا کہ بخدا۔ جو میں جانتا ہوں اس سے بہتر ہے جو نہیں جانتا۔ اس نے کہا کہ ہمارے دور میں لوگ نماز کے بعد (خطبہ سننے کے لئے) نہیں بیٹھتے اس لئے میں نے خطبہ کو نماز سے پہلے کر دیا۔

فائدہ:۔ مصنفؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں عید گاہ میں منبر نہیں رکھا جاتا تھا۔ آپ کے دور میں عید گاہ کے لئے کوئی خاص عمارت بھی نہیں تھی۔ بلکہ میدان میں عید اور بقرعید کی نماز پڑھی جاتی تھی۔ مروان جب مدینہ کا امیر ہوا تو اس نے عید گاہ میں خطبہ کے لئے منبر بھجوایا۔ لیکن عام طور سے اس طرز عمل کو جب لوگوں نے پسند نہیں کیا تو اس نے منبر بھجوانا بند کر دیا تھا اور اس کے بجائے پکی اینٹوں کا منبر خود عید گاہ میں بنوا دیا تھا۔ عیدین میں خطبہ نماز کے بعد دینا چاہئے تھا لیکن مروان نے سنت کے خلاف پہلے ہی خطبہ شروع کر دیا روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مروان کو اس خلاف استعمال پر بار بار تنبیہ کی گئی۔ مروان نے اس کی جو وجہ بیان کی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے خود اپنے اجتہاد سے یہ فیصلہ کیا تھا۔ روایتوں میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی نماز سے پہلے عید کا خطبہ دیا تھا لیکن انہوں نے عذر کی وجہ سے ایسا کیا تھا۔

باب ۳۸۴۔ اَلْمَشْىِ وَالرُّكُوْبِ اِلَى الْعِيْدِ وَالصَّلٰوةُ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ اَذَانٍ وَّلَا اِقَامَةٍ

باب ۳۸۴۔ عید کے لئے پیدل یا سوار ہو کر جانا اور نماز خطبہ سے پہلے اذان اور اقامت کے بغیر۔

(۴۹۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ وَّعَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهما) قَالَ لَمْ يَكُنْ يُّؤَذَّنُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَلَا يَوْمَ الْاَضْحٰى۔

(۴۹۷) حضرت ابن عباس اور جابر بن عبد اللہؓ نے خبر دی کہ عید الفطر یا عید الضحیٰ کی نماز کے لئے اذان نہیں دی جاتی تھی (یعنی نبی کریم ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد میں)

باب ۳۸۵۔ اَلْخُطْبَةِ بَعْدَالْعِيْدِ

باب ۳۸۵۔ عید کے بعد خطبہ

(۴۹۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍوَعُثْمَانَ فَكُلُّهُمْ كَانُوْا يُصَلُّوْنَ قَبْلَ الْخُطْبَةِ۔

(۴۹۸) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں عید کے دن نبی کریم ﷺ اور ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم سب کے ساتھ گیا ہوں یہ لوگ نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔

باب ۳۸۶. فَضْلِ الْعَمَلِ فِي أَيَّامِ التَّشْرِيقِ

(٤٩٩) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْه) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَا الْعَمَلُ فِي أَيَّامٍ أَفْضَلَ مِنْهَا فِي هٰذِهٖ قَالُوْ وَلَا الْجِهَادُ قَالَ وَلَا الْجِهَادُ إِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ يُخَاطِرُ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَلَمْ يَرْجِعْ بِشَيْءٍ

باب ۳۸۶۔ ایام تشریق میں عمل کی فضیلت

(۴۹۹) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان (ایام تشریق کے) دنوں کے عمل سے زیادہ کسی دن کے عمل میں فضیلت نہیں! لوگوں نے پوچھا اور جہاد میں بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! جہاد میں بھی نہیں سوا اس شخص کے جو اپنی جان و مال خطرہ میں ڈال کر (جہاد کے لئے) نکلا اور واپس آیا تو سب کچھ کھو چکا تھا

باب ۳۸۷. التَّكْبِيْرِ فِي أَيَّامِ مِنًى وَّإِذَا غَدَا إِلَى عَرَفَةَ

(٥٠٠) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ الثَّقَفِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ وَّنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مِّنًى إِلَى عَرَفَاتٍ عَنِ التَّلْبِيَةِ كَيْفَ كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ يُلَبِّي الْمُلَبِّي لَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ۔

باب ۳۸۷۔ تکبیر، منیٰ کے دنوں میں اور جب عرفہ جائے

(۵۰۰) حضرت محمد بن ابی بکر ثقفیؒ نے کہا کہ میں نے انس بن مالکؓ سے تلبیہ کے متعلق دریافت کیا کہ آپ لوگ نبی کریم ﷺ کے عہد میں اسے کس طرح کہتے تھے۔ اس وقت ہم منیٰ سے عرفات کی طرف جا رہے تھے، انہوں نے فرمایا کہ تلبیہ کہنے والے تلبیہ کہتے اور تکبیر کہنے والے تکبیر۔ اس میں کوئی اجنبیت محسوس نہیں کی جاتی تھی۔

باب ۳۸۸. النَّحْرِ وَالذَّبْحِ يَوْمَ النَّحْرِ بِالْمُصَلّٰى

(٥٠١) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْحَرُ أَوْ يَذْبَحُ بِالْمُصَلّٰى

باب ۳۸۸۔ عیدگاہ میں دسویں تاریخ کو قربانی

(۵۰۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ عیدگاہ میں قربانی کرتے تھے۔

باب ۳۸۹. مَنْ خَالَفَ الطَّرِيْقَ إِذَا رَجَعَ يَوْمَ الْعِيْدِ

(٥٠٢) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِؓ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمَ عِيْدٍ خَالَفَ الطَّرِيْقَ

باب ۳۸۹۔ عید کے دن جو راستہ بدل کر آیا

(۵۰۲) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ عید کے دن (عیدگاہ سے) راستہ بدل کر آتے تھے۔

أَبْوَابُ الْوِتْرِ

نماز وتر کے مسائل کے

باب ۳۹۰. مَاجَاءَ فِي الْوِتْرِ

(٥٠٣) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْه) أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَإِذَا خَشِيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى۔

باب ۳۹۰۔ وتر سے متعلق احادیث

(۵۰۳) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے رات میں نماز کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ رات میں دو دو رکعت کر کے نماز پڑھنی چاہئے اور جب طلوع صادق کا وقت قریب ہو جائے تو ایک رکعت اس کے ساتھ ملا لینی چاہئے جو ساری نماز کو طاق بنا دے۔

(٥٠٤) عَنْ عُرْوَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْه) أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّيْ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً كَانَتْ تِلْكَ صَلٰوتَهٗ تَعْنِيْ بِاللَّيْلِ فَيَسْجُدُ السَّجْدَةَ مِنْ ذٰلِكَ قَدْرَ يَقْرَأُ مَا أَحَدُكُم

(۵۰۴) حضرت عروہؓ نے حدیث بیان کی کہ عائشہؓ نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ آپ کی یہی نماز تھی۔ مراد ان کی رات کی نماز سے تھی۔ آپ کا سجدہ ان رکعتوں میں اتنا طویل ہوتا تھا کہ سر اٹھانے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص بھی پچاس آیتیں پڑھ سکتا ہے

خَمْسِيْنَ ايَةً قَبْلَ اَنْ يَّرْفَعَ رَاْسَه، وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَضْطَجِعُ عَلٰى شِقِّهِ الْاَيْمَنِ حَتّٰى يَاْتِيَه الْمُؤَذِّنُ لِلصَّلٰوةِ۔

اور فجر کی نماز سے پہلے آپ دو رکعتیں پڑھتے تھے اس کے بعد داہنے پہلو پر لیٹے رہتے۔ آخر مؤذن نماز کی اطلاع دینے آتا۔

فائدہ:۔ وتر کی نماز سے متعلق علماء کا اختلاف ہے کہ واجب ہے یا سنت؟ وتر کی کتنی رکعتیں ہیں ایک ہی سلام سے پڑھی جائیں گی، یا دو سلاموں سے رات کی نماز (صلاۃ اللیل) سے یہاں مراد مغرب اور عشاء کے علاوہ ہے اور جسے نماز تہجد کہتے ہیں۔ محدثین عام طور سے صلاۃ اللیل اور وتر کو علیحدہ ذکر کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر اور صلاۃ اللیل ان کے یہاں دو نمازیں ہیں لیکن چونکہ دونوں میں باہم ربط قوی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی تہجد پڑھنا چاہے تو مستحب یہی ہے کہ وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھے اور یہی حضور اکرم ﷺ کا بھی معمول تھا۔ اس لئے صلاۃ اللیل (تہجد) کو وتر کے ابوب میں اور وتر کو صلاۃ اللیل کے ابواب میں بھی ذکر کردیتے ہیں۔ حنفیہ کا بھی نقطۂ نظر بالکل یہی ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے معمول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وتر بھی صلاۃ اللیل ہی کا ایک حصہ ہے اور اس کے باوجود اپنی قرأت۔ رکعات اور صفات کی تعیین کی وجہ سے ایک مستقل نماز بن گئی ہے لیکن شوافع رحمہم اللہ کے نزدیک ان میں کوئی فرق نہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ وتر کی کم سے کم ایک رکعت اور زیادہ سے زیادہ گیارہ رکعتیں ہیں۔ بعض شوافع نے تیرہ رکعتیں بھی بتائی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے نزدیک وتر واجب بھی نہیں۔ احنافؒ چونکہ صلوٰۃ لیل اور وتر میں فرق کرتے ہیں اور دونوں کی صفات میں بھی فرق کرتے ہیں اس لئے انہوں نے کہا کہ وتر صرف تین رکعت ہے اور واجب ہے۔ لیکن جو لوگ نماز وتر اور صلاۃ لیل میں کوئی فرق نہیں کرتے ان کے نزدیک یہ واجب نہیں۔ احادیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ ازواج مطہرات کو وتر کے لئے جگاتے تھے۔ لیکن صلاۃ اللیل کے لئے نہیں جگاتے تھے۔ اسی طرح آپ کا حکم اس کے متعلق یہ تھا کہ آخر شب میں پڑھی جائے لیکن جو صحابہؓ آخر شب میں بیدار ہونے کا پوری طرح اعتماد و یقین نہ رکھتے ہوں انہیں حکم تھا کہ اول شب میں اسے پڑھ لیں پھر اگر وتر چھوٹ جائے تو اس کی قضا بھی ضروری ہے۔ عام سنن کے خلاف اس کی رکعتیں اور وقت بھی متعین ہیں اور اس پر بھی سب کا اتفاق ہے کہ اس کا ترک جائز نہیں ہے پھر ہمارا اور شوافع کا اس میں اور کیا اختلاف باقی رہا۔ سوا اس کے کہ ہم لفظ ''واجب'' اس کے لئے استعمال نہیں کرتے۔ تیسرا اختلاف یہ ہے کہ ان کے ہاں افضل وتر کو دو مرتبہ سلاموں کے ساتھ پڑھنا ہے۔ لیکن ہمارے یہاں اس کے لئے صرف ایک مرتبہ سلام پھیرنا چاہئے۔ حدیث میں جو طریقے بیان ہوئے ہیں ان میں دونوں طرح گنجائش ہے۔ اختلاف صرف افضلیت کا ہے۔

باب ۳۹۱. سَاعَاتِ الْوِتْرِ

باب ۳۹۱۔ وتر کے اوقات

(۵۰۵) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهَا) قَالَتْ كُلُّ اللَّيْلِ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَهٰى وِتْرُهٗ اِلَى السَّحَرِ۔

(۵۰۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں ہی وتر پڑھی ہے اور آپ ﷺ کی وتر کا آخری وقت صبح صادق سے پہلے تک تھا۔

فائدہ:۔ دوسری روایتوں میں ہے کہ آپ نے وتر اول شب میں بھی پڑھی، درمیان شب میں بھی اور آخر شب میں بھی۔ گویا عشاء کے بعد سے صبح صادق کے پہلے تک وتر پڑھنا آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ مختلف حالات میں آپ ﷺ نے وتر مختلف اوقات میں پڑھی۔ غالباً تکلیف اور مرض وغیرہ میں اول شب میں پڑھی تھی اور مسافرت کی حالت میں درمیان شب میں، لیکن عام معمول آپ کا اسے آخر شب ہی میں پڑھنے کا تھا۔

باب ۳۹۲. لِيَجْعَلَ اٰخِرَ صَلٰوتِهٖ وِتْرًا

باب ۳۹۲۔ وتر رات کی تمام نمازوں کے بعد پڑھی جائے

(۵۰۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْعَلُوْا اٰخِرَ صَلٰوتِكُمْ بِاللَّيْلِ وِتْرًا

(۵۰۶) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وتر رات کی تمام نمازوں کے بعد پڑھا کرو۔

فائدہ:۔ یعنی اگر تہجد پڑھنا ہے تو وتر تہجد کے بعد پڑھی جائے۔ شریعت میں مطلوب یہ ہے کہ رات کی سب سے آخری نماز وتر ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وتر کے بعد بھی رات کی نماز میں جو دو، دو رکعت سنتوں کا ذکر آتا ہے انہیں بیٹھ کر پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

باب ۳۹۳. اَلْوِتْرِ عَلَى الدَّآبَّةِ

(۵۰۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ عَلَى الْبَعِيْرِ۔

باب ۳۹۳۔ نماز وتر سواری پر

(۵۰۷) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اونٹ ہی پر وتر پڑھ لیا کرتے تھے۔

فائدہ:۔ دوسری متعدد روایتوں میں ہے کہ خود ابن عمر رضی اللہ عنہ وتر کی نماز کے لئے سواری سے اترے ہیں اور آپ نے یہ نماز سواری پر نہیں پڑھی دونوں حدیثوں کے تعارض کو محدثین نے اس طرح ختم کیا ہے کہ ابن عمرؓ بھی ان صحابہ میں تھے جو وتر اور صلوٰۃ لیل میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے اور سب پر ہی وتر کا اطلاق کرتے تھے۔ اس لئے بخاری کی اس حدیث کے متعلق کہا جائے کہ صلوٰۃ لیل کے متعلق آپ نے یہ ہدایت وتر کے عنوان سے دی تھی لیکن جن دوسری روایتوں میں ہے کہ وتر پڑھنے کے لئے آپ سواری سے اتر جاتے تھے اور زمین پر پڑھتے تھے۔ وہ حقیقی وتر ہے۔ احناف کا مسلک بھی یہی ہے کہ وتر سواری پر نہ پڑھی جائے۔

باب ۳۹۴. اَلْقُنُوْتِ قَبْلَ الرَّكُوْعِ وَبَعْدَهٗ

(۵۰۸) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سُئِلَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَقَنَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الصُّبْحِ قَالَ نَعَمْ فَقِيْلَ اَوَقَنَتَ قَبْلَ الرَّكُوْعِ قَالَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ يَسِيْرًا۔

باب ۳۹۴۔ قنوت رکوع سے پہلے اور اس کے بعد

(۵۰۸) حضرت محمد بن سیرینؒ نے فرمایا کہ انس بن مالکؓ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم ﷺ نے صبح کی نماز میں قنوت پڑھی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! پھر پوچھا گیا کہ کیا رکوع سے پہلے آپ ﷺ نے اس دعا کو پڑھا تھا؟ تو آپ نے فرمایا کہ رکوع کے تھوڑی دیر بعد۔

(۵۰۹) عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عَنِ الْقُنُوْتِ فَقَالَ قَدْ كَانَ الْقُنُوْتُ قُلْتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ اَوْ بَعْدَهٗ قَالَ قَبْلَهٗ قَالَ فَاِنَّ فُلَانًا اَخْبَرَنِىْ عَنْكَ اَنَّكَ قُلْتَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ۔ فَقَالَ كَذَبَ اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الرُّكُوْعِ شَهْرًا اُرَاهُ كَانَ بَعَثَ قَوْمًا يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ زُهَآءَ سَبْعِيْنَ رَجُلًا اِلٰى قَوْمٍ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ دُوْنَ اُولٰٓئِكَ وَكَانَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَقَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُوْا عَلَيْهِمْ۔

(۵۰۹) حضرت عاصمؒ نے بیان کیا کہ میں نے انس بن مالکؓ سے قنوت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ دعائے قنوت (حضور اکرم ﷺ کے دور میں) پڑھی جاتی تھی۔ میں نے پوچھا کہ رکوع سے پہلے یا اس کے بعد۔ آپ نے فرمایا کہ رکوع سے پہلے۔ عاصم نے کہا کہ آپ ہی کے حوالہ سے فلاں شخص نے مجھے خبر دی ہے کہ آپ نے رکوع کے بعد فرمایا تھا۔ اس کا جواب حضرت انس نے یہ دیا کہ انہوں نے غلط سمجھا۔ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کے بعد صرف ایک مہینہ دعائے قنوت پڑھی تھی۔ غالبًا (اس وقت) جب آپ ﷺ نے قاریوں کی ایک جماعت کو جس میں تقریباً ستر صحابہ تھے مشرکوں کے قبیلہ میں بھیجا تھا۔ بدعہدی کرنے والوں کے یہاں آپ نے انہیں نہیں بھیجا تھا۔ بدعہدی کرنے والوں اور رسول اللہ ﷺ میں معاہدہ تھا (لیکن انہوں نے عہد شکنی کی) تو آنحضور ﷺ نے ایک مہینہ تک ان کے حق میں بددعا کی۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ قَنَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُوْا عَلٰى رِعْلٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہینہ تک دعائے قنوت پڑھی تھی۔ اور اس میں قبائل رعل وذکوان پر بددعا

وَّ ذَكْوَانَ۔
کی تھی۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ الْقُنُوْتُ فِي الْمَغْرِبِ وَالْفَجْرِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضور کے عہد میں قنوت مغرب اور فجر میں تھی۔

فائدہ:۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ''قنوت وتر'' سے متعلق کوئی حدیث نہیں تھی۔ اسی لئے انہوں نے اس عنوان کے تحت جتنی احادیث لکھی ہیں وہ سب ''قنوت نازلہ'' سے متعلق ہیں جو کسی آفت یا افتاد کے وقت کے لئے مشروع ہے۔ ایسے مواقع پر اب بھی قنوت پڑھی جاتی ہے ''قنوت وتر'' حنفیہ کے مسلک میں سال بھر پڑھی جائے گی۔ وتر کی آخری رکعت میں رکوع سے پہلے، لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قنوت فجر میں ہمیشہ پڑھی جائے گی اور وتر میں صرف رمضان کے آخری دنوں میں۔

اَبْوَابُ الْاِسْتِسْقَآءِ

استسقاء کے مسائل

باب ۳۹۵. اَلْاِسْتِسْقَآءِ

باب ۳۹۵۔ استسقاء کا بیان

(۵۱۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرؓ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِيْ وَحَوَّلَ رِدَآءَهٗ۔

(۵۱۰) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ استسقاء کے لئے تشریف لے گئے اور اپنی چادر کو پلٹا۔

فائدہ:۔ صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ استسقاء نام ہے دعا اور استغفار کا۔ آنحضور ﷺ نے ہمیشہ استسقاء کے موقع پر نماز نہیں پڑھی۔ بلکہ بعض مرتبہ بغیر نماز بھی دعا استسقاء کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصلا استسقاء دعا اور استغفار ہی کا نام ہے اور اس دعا کے لئے اس سے پہلے نماز بھی پڑھی جاسکتی ہے کہ یہ دعاء کو قبول کروانے کا ایک ذریعہ ہے۔ دعاء استسقاء کے مختلف طریقے ہیں عام حالات میں ہاتھ اٹھا کر یہ دعاء کی جاتی ہے۔ نماز کے بعد کی جاتی ہے اور شہر سے باہر عیدگاہ میں جاکر کی جاتی ہے۔ صلوٰۃ استسقاء کے لئے خطبہ مسنون نہیں ہے۔ لیکن صاحبین اس سے اختلاف کرتے ہیں اور عمل بھی صاحبین ہی کے مسلک پر ہے۔ بعض احادیث میں اس کا ذکر ہے کہ آنحضور ﷺ نے رداء مبارک بھی اس موقعہ پر پلٹ دی تھی۔ یہ صرف امام کے لئے مستحب ہے۔ رداء کا اب استعمال نہیں ہے اس لئے اگر امام کے پاس بڑا سا رومال ہو تو اسی کو پلٹ لے۔ عیدین اور کسوف کی نماز اسی طرح استسقاء واجب نہیں ہیں۔ لیکن شیخ شمس الدین سروجی نے ہدایہ کی شرح میں نقل کیا ہے کہ امام وقت کے حکم سے یہ چیزیں واجب ہو جاتی ہیں۔ حموی نے الاشباہ والنظائر کے حاشیہ میں اس کی تصریح کی ہے کہ قاضی کے حکم سے روزہ واجب ہوسکتا ہے۔ اسی طرح استسقاء کے لئے اگر امام حکم عام جاری کردے تو یہ بھی واجب اور ضروری ہو جائے گا۔ اسلام میں امیر المؤمنین کو وقتی انتظامی امور میں اس طرح کے اختیارات ہوتے ہیں اور ان کے حکم پر وجوب صرف انہیں کے دور تک رہے گا۔ ان کے بعد خود بخود یہ وجوب ختم ہو جائے گا۔ یہ یاد رہے کہ امیر المؤمنین کے حکم کو شرعی احکام میں کوئی دخل نہیں ہے۔ خلفاء راشدین کا درجہ دوسرے امراء مومنین کے مقابلہ میں اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ انہیں شارع کی حیثیت واختیارات اگرچہ حاصل نہیں ہیں لیکن بعض امور میں امت نے ان کے عمل کو شرعی حیثیت بھی دی ہے مثلاً تراویح کے لئے جماعت وغیرہ اس کے علاوہ بہت سے امور انتظامیہ جن کو حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں جاری کیا تھا۔ بعد میں فقہاء نے انہیں ایک مذہب کی حیثیت دے دی اور ان پر احکام شرعیہ کی طرح عمل کیا۔ اس طرز عمل کی بنیاد نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے کہ میرے بعد ابوبکرؓ اور عمر رضی اللہ عنہما کی اقتداء کرو۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلفائے راشدین کا منصب شارع اور عام خلفاء مسلمین کے درمیان ایک الگ منصب ہے جس کا درجہ شارع سے کم اور عام خلفاء سے بڑھ کر ہے۔ (فیض الباری صفحہ ۲۷۸۔۲۷۷، جلد دوم)

باب ۳۹۶. دُعَآءِ النَّبِيِّ ﷺ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ

باب ۳۹۶۔ نبی کریم ﷺ کی دعا کہ کفار کو یوسفؑ کے زمانہ کے سے قحط میں مبتلا کردے

(۵۱۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ

(۵۱۱) حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب سر مبارک

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَفَعَ رَاْسَه' مِنَ الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ ابْنَ الْوَلِيْدِ اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ وَاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غِفَارٌ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ ۔

آخری رکعت (کے رکوع) سے اٹھاتے تو فرماتے کہ اے اللہ عیاش بن ابو ربیعہ کو نجات دلائیے۔ اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دلائیے۔ اے اللہ ولید بن ولید کو نجات دلائیے۔ اے اللہ! کمزور اور ناتواں مسلمانوں کو نجات دلائیے (کفار سے) اے اللہ! مضر کو سختی کے ساتھ پامال کر دیجئے، اے اللہ انہیں یوسفؑ کے زمانہ کے ساتھ قحط میں مبتلا کر دیجئے، اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قبیلہ غفار کی اللہ مغفرت کرے۔ قبیلہ اسلم کو اللہ محفوظ رکھے۔

(۵۱۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (بن مسعودٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَاٰى مِنَ النَّاسِ اِدْبَارًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ سَبْعًا كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتّٰى اَكَلُوا الْجُلُوْدَ وَالْمَيْتَةَ وَالْجِيَفَ وَيَنْظُرُ اَحَدُهُمْ اِلَى السَّمَآءِ فَيَرٰى الدُّخَانَ مِنَ الْجُوْعِ فَاَتَاهُ اَبُوْ سُفْيَانَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّكَ تَاْمُرُ بِطَاعَةِ اللّٰهِ وَبِصِلَةِ الرَّحِمِ وَاِنَّ قَوْمَكَ قَدْهَلَكُوْا فَادْعُ اللّٰهَ لَهُمْ ۔

قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ:

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ اِلٰى قَوْلِهٖ اِنَّكُمْ عَآئِدُوْنَ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى فَالْبَطْشَةُ يَوْمَ بَدْرٍ فَقَدْ مَضَتِ الدُّخَانُ وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَاٰيَةُ الرُّوْمِ۔

(۵۱۲) عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے جب لوگوں کی سرکشی دیکھی تو آپ نے فرمایا کہ اے اللہ! انہیں یوسفؑ کے زمانہ کے سے قحط میں مبتلا کر دیجئے۔ چنانچہ ایسا قحط پڑا کہ ہر چیز تباہ ہوگئی اور لوگوں نے چمڑے اور مردار تک کھانے شروع کر دیئے، بھوک کی شدت کا یہ عالم ہوتا تھا کہ آسمان کی طرف نظر اٹھائی جاتی تو دھوئیں کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ آخر ابوسفیان حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد (ﷺ) آپ لوگوں کو اللہ کی طاعت اور صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں۔ اب آپ کی قوم برباد ہو رہی ہے اس لئے آپ خدا سے ان کے حق میں دعا کیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس دن کا انتظار کرو جب آسمان پر صاف دھواں آئے گا۔ آیت، انکم عائدون تک (نیز) جب ہم سختی کے ساتھ ان کی گرفت کریں گے (کفار کی) سخت گرفت بدر کی لڑائی میں ہوئی تھی۔ دھوئیں کا معاملہ بھی گذر چکا (جب سخت قحط پڑا تھا) اخذ و بطش اور آیت روم ساری پیشن گوئیاں پوری ہو چکیں۔

فائدہ:۔ یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ مکہ میں تشریف رکھتے تھے قحط کی شدت کا یہ عالم تھا کہ قحط زدہ علاقے ویرانے بن گئے تھے۔ ابوسفیان نے اسلام کی اخلاقی تعلیمات اور صلہ رحمی کا واسطہ دے کر رحم کی درخواست کی۔ حضور اکرم ﷺ نے پھر دعا فرمائی اور قحط ختم ہوا

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَسْقِيْ فَمَا يَنْزِلُ حَتّٰى يَجِيْشَ كُلُّ مِيْزَابٍ وَّاَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهٖ ثِمَالُ الْيَتَامٰى عِصْمَةٌ لِّلْاَرَامِلِ وَهُوَ قَوْلُ اَبِيْ طَالِبٍ (وابيض يستسقى الغمام بوجهه۔ ثمال اليتامى عصمة للارامل)

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اکثر مجھے شاعر (ابوطالب) کا شعر یاد آجاتا ہے۔ میں نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھ رہا تھا کہ آپ دعاء استسقاء (منبر پر) کر رہے ہیں اور ابھی (دعاء سے فارغ ہو کر) اترے بھی نہیں تھے کہ تمام نالے لبریز ہوگئے۔ شعر

ترجمہ: سفید رو، جن کے واسطہ سے بارش کی دعا کی جاتی ہے۔ یتیموں کے ماویٰ اور بیواؤں کے ملجاء۔

(۵۱۳) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْه)

(۵۱۳) حضرت عمرؓ، عباس بن عبدالمطلبؓ کے وسیلہ سے دعاء استغفار

كَانَ اِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِيْنَا وَ اِنَّا نَتَوَسَّلُ اِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا۔ (قَالَ اَنس رَضِىَ اللّٰهُ عَنه فَيُسْقَوْنَ)۔

کرتے۔ آپ فرماتے کہ اے اللہ! ہم اپنے نبی ﷺ کو وسیلہ بناتے تھے اور (حضور اکرم ﷺ کی برکت سے) آپ بارش برساتے تھے اب ہم اپنے نبی ﷺ کے چچا کو وسیلہ بناتے ہیں۔ آپ بارش برسائیے۔
حضرت انسؓ نے بیان فرمایا کہ چنانچہ بارش خوب برستی۔

فائدہ:۔ خیر القرون میں دعا کا یہی طریقہ تھا اور سلف کا عمل بھی اسی پر رہا کہ مردوں کو وسیلہ بنا کر وہ دعا نہیں کرتے تھے کہ انہیں تو عام حالات میں دعاء کا شعور بھی نہیں ہوتا بلکہ کسی زندہ مقرب بارگاہ ایزدی کو آگے بڑھا دیتے تھے۔ آگے بڑھ کر وہ دعا کرتے جاتے اور لوگ ان کی دعاء پر آمین کہتے جاتے تھے حضرت عباسؓ کے ذریعہ اسی طرح توسل کیا گیا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر موجود یا مردوں کو وسیلہ بنانے کی کوئی صورت حضرت عمرؓ کے سامنے نہیں تھی ورنہ حضور اکرم ﷺ کی ذات سے بڑھ کر وسیلہ بنانے کے لئے اور کون سی ذات ہو سکتی تھی۔ مردے یا غیر موجود سے توسل کے جواز کا فتویٰ متاخرینؒ کا ہے لیکن حافظ ابن تیمیہؒ نے اسے ناجائز قرار دیا ہے بہر حال اگر حافظ ابن تیمیہؒ کی طرح اس مسئلہ میں شدت نہ بھی اختیار کی جائے پھر بھی مردوں سے توسل نہ کرنا ہی بہتر ہوگا کہ سلف کا یہی معمول تھا اور حضرت عمرؓ کا طرز عمل اس مسئلہ میں بہت زیادہ واضح ہے۔ اور کچھ نہیں تو اس بدعت وفساد کے دور میں سد باب ذریعہ کے طور پر ہی سہی اس طرح کے توسل سے لوگوں کو روکنا چاہئے۔ حافظ ابن حجرؒ نے حضرت ابن عباس کی دعا بھی نقل کی ہے آپ نے استسقاء کی دعا اس طرح کی تھی۔ اے اللہ آفت اور مصیبت بغیر گناہ کے نازل نہیں ہوتی اور توبہ کے بغیر نہیں چھٹتی۔ آپ کے نبی کے یہاں میری قدر ومنزلت تھی اس لئے قوم مجھے آگے بڑھا کر تیری بارگاہ میں حاضر ہوئی ہے۔ یہ ہمارے ہاتھ ہیں جن سے ہم نے گناہ کئے تھے اور توبہ کے لئے ہماری پیشانی سجدہ ریز ہیں۔ باران رحمت سے ہمیں سیراب کیجئے۔'' دوسری روایتوں میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس موقعہ پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا حضرت عباسؓ کے ساتھ ایسا معاملہ تھا جیسے بیٹے کا باپ کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس لوگو! رسول اللہ ﷺ کی اقتداء کرو اور خدا کی بارگاہ میں ان کے چچا کو وسیلہ بناؤ۔ چنانچہ دعاء استسقاء کے بعد اس زور کی بارش ہوئی کہ تا حد نظر پانی ہی پانی تھا۔

باب ۳۹۷. الاِسْتِسْقَآءِ فِى الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ

(٥١٤) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) يَذْكُرُ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ مِنْ بَابٍ كَانَ وِجَاهَ الْمِنْبَرِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّغِيْثَنَا قَالَ فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ فَقَالَ:

"اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا، اَللّٰهُمَّ اَسْقِنَا"

قَالَ اَنَسٌ فَلَا وَاللّٰهِ مَا نَرٰى فِى السَّمَآءِ مِنْ سَحَابٍ وَّلَا قَزَعَةٍ وَّلَا شَيْئًا وَّلَا بَيْنَنَا وَبَيْنَ سَلْعٍ مِّنْ بَيْتٍ وَّلَا دَارٍ قَالَ فَطَلَعَتْ مِنْ وَّرَائِهٖ سَحَابَةٌ مِّثْلُ التُّرْسِ فَلَمَّا تَوَسَّطَتِ السَّمَآءَ انْتَشَرَتْ ثُمَّ اَمْطَرَتْ فَوَاللّٰهِ مَا رَاَيْنَا

باب ۳۹۷۔ جامع مسجد میں استسقاء

(۵۱۴) حضرت انس بن مالکؓ نے ایک شخص کا ذکر کیا جو منبر کے سامنے والے دروازہ سے جمعہ کے دن مسجد نبوی میں آیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ دے رہے تھے۔ اس نے بھی کھڑے کھڑے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے کہا۔ یارسول اللہ! مال واسباب تباہ ہو گئے اور راستے بند ہو گئے۔ (یعنی انسان اور سواریاں بھوک کی وجہ سے کہیں آنے جانے کے قابل نہیں رہے) آپ اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعاء فرمائیے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اٹھا دیئے۔ آپ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ ہمیں سیراب کیجئے۔ اے اللہ ہمیں سیراب کیجئے۔ انسؓ نے فرمایا بخدا کہیں دور دور تک بادل کا کوئی ٹکڑا بھی نظر نہیں آتا تھا۔ ہمارے اور سلع پہاڑی کے درمیان کوئی مکان بھی نہیں تھا (کہ ہم بادل ہونے کے باوجود نہ دیکھ سکتے) انسؓ نے بیان فرمایا کہ سلع پہاڑی کے پیچھے سے ڈھال کی طرح بادل نمودار ہوا اور بیچ آسمان تک پہنچ کر چاروں

الشَّمْسَ سَبْتًا ثُمَّ دَخَلَ رَجُلٌ مِّنْ ذٰلِكَ الْبَابِ فِي الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يَّخْطُبُ فَاسْتَقْبَلَه' قَائِمًا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكَتِ الْاَمْوَالُ وَانْقَطَعَتِ السُّبُلُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ يُّمْسِكَهَا فَرَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَيْهِ ثُمَّ قَالَ: اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْاٰكَامِ وَالْجِبَالِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرَةِ۔ قَالَ فَانْقَطَعَتْ وَخَرَجْنَا نَمْشِيْ فِي الشَّمْسِ۔

طرف پھیل گیا اور بارش شروع ہوگئی۔ بخدا ہم نے سورج ایک ہفتہ تک نہیں دیکھا۔ پھر ایک شخص دوسرے جمعہ کو اسی دروازہ سے آیا رسول اللہ ﷺ کھڑے خطبہ دے رہے تھے اور اس شخص نے کھڑے کھڑے آپ کو مخاطب کیا۔ یارسول اللہ! مال منال پر تباہی آ گئی اور راستے بند ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بارش روک دے پھر رسول اللہ ﷺ نے دست مبارک اٹھائے اور دعا کی کہ اب ہمارے اردگرد بارش برسائیے ہم سے اسے روک دیجئے۔ ٹیلوں، پہاڑوں، پہاڑیوں، وادیوں اور باغوں کو سیراب کیجئے (یعنی مدینہ کے چاروں طرف جہاں بارش نہیں ہوئی ہے وہاں برسائیے) انہوں نے بیان کیا کہ اس دعا سے بارش کا سلسلہ بند ہوگیا اور ہم نکلے تو دھوپ نکل چکی تھی۔

باب ۳۹۸. كَيْفَ حَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَه' اِلَى النَّاسِ

باب ۳۹۸۔ نبی کریم ﷺ نے پشت مبارک صحابہؓ کی طرف کس طرح کی تھی

(۵۱۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَرَجَ يَسْتَسْقِيْ قَالَ فَحَوَّلَ اِلَى النَّاسِ ظَهْرَه' وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ يَدْعُوْا ثُمَّ حَوَّلَ رِدَآءَه' ثُمَّ صَلّٰى لَنَا رَكْعَتَيْنِ جَهَرَ فِيْهِمَا بِالْقِرَآءَةِ۔

(۵۱۵) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو، جب آپ ﷺ استقاء کے لئے باہر نکلے تھے، دیکھا تھا آپ ﷺ نے پشت مبارک صحابہؓ کی طرف کردی اور قبلہ رو ہوکر دعا کی، پھر چادر پلٹی اور دو رکعت نماز پڑھی۔ جس کی قرأت قرآن میں آپ نے جہر کیا تھا۔

باب ۳۹۹. رَفْعِ النَّاسِ اَيْدِيَهُمْ مَّعَ الْاِمَامِ فِي الْاِسْتِسْقَآءِ

باب ۳۹۹۔ دعا استقاء میں امام کے ساتھ عام لوگوں کا ہاتھ اٹھانا

(۵۱۶) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ دُعَآئِهٖ اِلَّا فِي الْاِسْتِسْقَآءِ وَاِنَّه' يَرْفَعُ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ اِبْطَيْهِ۔

(۵۱۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ دعاء استقاء کے سوا اور کسی دعاء کے لئے ہاتھ (زیادہ) نہیں اٹھاتے تھے اور استقاء میں ہاتھ اتنا اٹھاتے تھے کہ بغلوں کی سفیدی نظر آجاتی تھی۔

فائدہ:۔ ابوداؤد کی مرسل روایتوں میں یہی حدیث اس طرح ہے کہ ''استقاء کے سوا پوری طرح آپ ﷺ کسی دعا میں بھی ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے'' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بخاری کی اس روایت میں ہاتھ اٹھانے کے انکار سے مراد یہ ہے کہ بمبالغہ ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ اس روایت سے یہ کسی طرح بھی ثابت نہیں ہوسکتا کہ آپ ﷺ دعاؤں میں ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔ شیخ نوویؒ نے تیس ایسی احادیث لکھی ہیں جس سے دعا کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ملتا ہے اس لئے ایک وہم اور قطعاً غلط بات ہے کہ آنحضور ﷺ دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

باب ۴۰۰. مَا يُقَالُ اِذَا مَطَرَتْ

باب ۴۰۰۔ بارش ہونے لگے تو کیا دعا کی جائے

(۵۱۷) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَاَى الْمَطَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَّافِعًا۔

(۵۱۷) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بارش ہوتی دیکھتے تو یہ دعا کرتے۔ اے اللہ! نفع بخش بارش برسائیے۔

باب ۴۰۱. اِذَا هَبَّتِ الرِّيْحُ

(۵۱۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَقُوْلُ كَانَتِ الرِّيْحُ الشَّدِيْدَةُ اِذَا هَبَّتْ عُرِفَ ذٰلِكَ فِيْ وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم۔

باب ۴۰۱۔ جب ہوا چلتی

(۵۱۸) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب تیز ہوا چلتی تو اس کا اثر حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک پر محسوس ہوتا تھا۔

فائدہ:۔ یعنی دعاء استسقاء کا مقصد بارش کی طلب ہے اور بعض اوقات بارش کے ساتھ ہوا بھی ہوتی ہے اس لئے ایسے وقت حضور پر کیا کیفیت گذرتی تھی اور آپ کیا کرتے تھے اس کو اس باب میں بیان کرنا چاہتے ہیں آندھی سے آنحضور ﷺ متاثر ہوتے تھے اور دعا کرتے تھے ایک دعاء یہ ہے " **اللهم انی اسئلک من خير ما امرت به و اعوذبک من شر ما امرت به** "

باب ۴۰۲. قَوْلِ النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُصِرْتُ بِالصَّبَاء

(۵۹۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهما) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نُصِرْتُ بِالصَّبَا وَاُهْلِكَتْ عَادٌ بِالدَّبُوْرِ۔

باب ۴۰۲۔ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ پروا ہوا کے ذریعہ مجھے مدد پہنچائی گئی ہے

(۵۹۱) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پروا ہوا کے ذریعہ مدد پہنچائی گئی (اشارہ غزوہ احزاب کی طرف ہے) اور قوم عاد پچھوا ہوا کے ذریعہ ہلاک کردی گئی تھی۔

باب ۴۰۳. مَاقِيْلَ فِي الزَّلَازِلِ وَالْاٰيَاتِ

(۵۲۰) عَنِ ابْنِ عُمَر (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهما) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا وَفِيْ يَمَنِنَا، قَالَ قَالُوا وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ قَالَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا وَفِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا وَفِيْ نَجْدِنَا ؟ قَالَ :هُنَالِكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطٰنِ

باب ۴۰۳۔ زلزلے اور نشانیوں سے متعلق احادیث

(۵۲۰) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! ہمارے شام اور یمن پر برکت نازل فرمائیے۔ اس پر لوگوں نے کہا اور ہمارے نجد کے لئے بھی برکت کی دعا کردیجئے۔ لیکن آپ ﷺ نے پھر وہی کہا" اے اللہ! ہمارے شام اور یمن پر برکت نازل فرمائیے۔ پھر لوگوں نے کہا۔ اور ہمارے نجد میں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کی سینگ وہیں سے طلوع ہوتی ہے۔

باب ۴۰۴. لَايَدْرِىْ مَتٰى يَجِيْءُ الْمَطَرُ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

(۵۲۱) عَنِ ابْنِ عُمَر (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهما) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم مِفْتَاحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَّا يَعْلَمُهَا اِلَّا اللّٰهُ لَا يَعْلَمُ اَحَدٌ مَّا يَكُوْنُ فِيْ غَدٍ وَّلَا يَعْلَمُ اَحَدٌ مَايَكُوْنُ فِي الْاَرْحَامِ وَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَّمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ وَمَا يَدْرِىْ اَحَدٌ مَتٰى يَجِيْءُ الْمَطَرُ۔

باب ۴۰۴۔ بارش کا حال اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو معلوم نہیں

(۵۲۱) حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ غیب کی پانچ کنجیاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا کسی کو معلوم نہیں کہ کل کیا ہونے والا ہے کوئی نہیں جانتا کہ رحم مادر میں کیا ہے۔ کل کیا کرنا ہوگا اس کا کسی کو علم نہیں۔ نہ کوئی یہ جانتا ہے کہ موت کس خطۂ ارض میں آئے گی اور نہ کسی کو یہ معلوم ہے کہ بارش کب ہوگی۔

اَبْوَابُ الْکُسُوْفِ

سورج گرہن سے متعلق احادیث

باب ۴۰۵. اَلصَّلٰوۃِ فِیْ کُسُوْفِ الشَّمْسِ

(۵۲۲)عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) قَالَ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَانْکَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَجُرُّ رِدَآءَہٗ حَتّٰی دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلْنَا فَصَلّٰی بِنَا رَکْعَتَیْنِ حَتّٰی انْجَلَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا یَنْکَسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّاِذَا رَاَیْتُمُوْھَا فَصَلُّوْا وَادْعُوْا حَتّٰی یُکْشَفَ مَابِکُمْ۔

باب ۴۰۵۔ سورج گرہن کی نماز

(۵۲۲) حضرت ابوبکرہؓ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ سورج گرہن لگنا شروع ہوا۔ نبی کریم ﷺ (اٹھ کر جلدی میں) چادر گھسیٹے ہوئے مسجد میں گئے۔ ساتھ ہی ہم بھی گئے۔ آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔ تا آنکہ سورج صاف ہو گیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ سورج اور چاند میں گرہن کسی کی موت کی وجہ سے نہیں لگتا۔ لیکن جب تم گرہن دیکھو تو اس وقت تک نماز اور دعا کرتے رہو جب تک صاف نہ ہو جائے۔

فائدہ:۔ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں سورج گرہن صرف ایک مرتبہ لگا تھا۔ جب بھی اس طرح کی کوئی نشانی یا اہم چیز آپ ﷺ دیکھتے تو نماز کی طرف رجوع کرتے تھے۔ سورج گرہن بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی ہے اور جب حضور اکرم ﷺ کے عہد میں گرہن لگا تو فوراً آپ ﷺ نے نماز کی طرف رجوع کیا۔ نماز دو رکعت پڑھی تھی۔ لیکن بہت زیادہ طویل! ہر رکعت میں آپ ﷺ نے دو رکوع کئے۔ ان رکعتوں کے رکوع اور سجدے بھی بہت طویل تھے جب تک گرہن رہا آپ برابر نماز میں مشغول رہے۔ سورج گرہن سے متعلق روایتیں متعدد اور مختلف ہیں۔ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس نماز میں بھی عام نمازوں کی طرح صرف ایک رکوع کیا تھا۔ بہت سی روایتوں میں ہر رکعت میں دو رکوع کا ذکر ہے اور بعض میں تین اور پانچ رکوع تک بیان ہوئے ہیں۔ علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے لکھا ہے کہ اس باب کی تمام روایتوں کا جائزہ لینے کے بعد صحیح روایت وہی معلوم ہوتی ہے جو بخاری میں موجود ہے یعنی آپ ﷺ نے ہر رکعت میں دو رکوع کئے تھے۔ عام نماز میں ہر رکعت کے لئے صرف ایک رکوع ہے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے صلوٰۃ کسوف میں خصوصیت کے ساتھ دو رکوع کئے تو بہت سے صحابہؓ نے اس سے یہ استنباط کیا کہ یہ نماز عام نمازوں سے اپنی خصوصیات کے اعتبار سے مختلف ہے اور اس میں ایک سے زیادہ رکوع کئے جا سکتے ہیں۔ بعد میں صحابہ کے اس سلسلے میں فتاویٰ کو بہت سے راویوں نے مرفوع روایت کی طرح بیان کر دیا جس سے یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی۔ آنحضور ﷺ نے صلوٰۃ کسوف میں دو رکوع اس لئے کئے تھے کہ نماز میں آپ کو ایسے مشاہدات ہوئے اور قدرت کی وہ نشانیاں سامنے آئیں جن کا مشاہدہ دوسری نمازوں میں نہیں ہوا۔ کسی نشانی کے مشاہدہ پر سجدہ یا رکوع میں چلا جانا شریعت میں معلوم و معروف ہے۔ ابن عباسؓ نے جب ام المومنین حضرت میمونہؓ کی وفات کی خبر سنی تو فوراً سجدہ میں چلے گئے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی ایک نشانی تھی۔ آنحضور ﷺ جب فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوئے تو اصحاب سیر لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ اپنی سواری پر اس طرح جھکے ہوئے تھے جیسے رکوع کرنے والوں کی ہیئت ہوتی ہے۔ اسی طرح دیار ثمود سے جب آپ کا گذر ہوا اس وقت بھی آپ ﷺ کی یہی ہیئت تھی۔ رکوع اور سجدہ عبدیت کا کامل اظہار ہے اس لئے آیت اللہ کے مشاہدہ پر آنحضور ﷺ اور صحابہ کرام اسے کیا کرتے تھے۔ صلوٰۃ کسوف میں بھی آپ ﷺ نے آیات اللہ کا مشاہدہ کیا ہوگا۔ اس لئے ایک رکوع کے بعد پھر دوبارہ رکوع کیا۔ لیکن آپ نے نماز کے بعد خود عام امتیوں کو یہ ہدایت دی تھی کہ یہ نماز بھی عام نمازوں کی طرح پڑھی جائے کیونکہ ایک مزید رکوع وجہ آیات اللہ کا مشاہدہ تھا جس کے مقتضاء پر نماز میں عمل کرنا صرف شارع ہی کا منصب ہے اس لئے احناف کا یہ مسلک ہے کہ کسوف کی نماز بھی عام نمازوں کی طرح پڑھی جائے۔ جن روایتوں میں متعدد رکوع کا ذکر ہے اس کے متعلق بعض احناف نے یہ کہا ہے کہ چونکہ آپ نے طویل رکوع کیا تھا اور اسی وجہ سے صحابہ رکوع سے سر اٹھا کر یہ دیکھتے تھے کہ آنحضور کھڑے ہو گئے یا نہیں اور اسی طرح بعض نے جو پیچھے تھے یہ سمجھ لیا کہ کئی رکوع کئے گئے ہیں۔ شاہ صاحبؒ نے لکھا ہے کہ یہ بات انتہائی نامناسب اور متاخرین کی ایجاد ہے

(٥٢٣)عَنِ الْمُغِيْرَةِ ابْنِ شُعْبَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ مَاتَ اِبْرَاهِيْمُ فَقَالَ النَّاسُ كَسَفَتِ الشَّمْسُ لِمَوْتِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَلَا يَكْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ فَصَلُّوْا فَادْعُوا اللّٰهَ ـ

(۵۲۳)حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں سورج گرہن اس دن لگا تھا جس دن (آپ ﷺ کے صاحبزادے) حضرت ابراہیمؑ کی وفات ہوئی۔بعض لوگ یہ کہنے لگے کہ گرہن حضرت ابراہیمؑ کی وفات کی وجہ سے لگا ہے۔اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کی تردید کی کہ گرہن کسی کی موت وحیات پر نہیں لگتا۔البتہ تم جب اسے دیکھو تو نماز پڑھا کرو اور دعا کیا کرو۔

باب ٤٠٦. الصَّدَقَةِ فِي الْكُسُوْفِ

باب ۴۰۶۔سورج گرہن میں صدقہ

(٥٢٤)عَنْ عَائِشَةَ(رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْها) اَنَّهَا قَالَتْ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ فَقَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ ثُمَّ قَامَ فَاَطَالَ الْقِيَامَ وَهُوَ دُوْنَ الْقِيَامِ الْاَوَّلِ ثُمَّ رَكَعَ فَاَطَالَ الرُّكُوْعَ وَهُوَ دُوْنَ الرُّكُوْعِ الْاَوَّلِ ثُمَّ سَجَدَ فَاَطَالَ السُّجُوْدَ ثُمَّ فَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُخْرٰى مِثْلَ مَافَعَلَ فِي الرَّكْعَةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ انْصَرَفَ وَقَدْتَجَلَّتِ الشَّمْسُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَاللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ اٰيَتَانِ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيَاتِهٖ فَاِذَا رَاَيْتُمْ ذٰلِكَ فَادْعُوا اللّٰهَ وَكَبِّرُوْا وَصَلُّوْا وَتَصَدَّقُوْا ثُمَّ قَالَ يَا اُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَاللّٰهِ مَا مِنْ اَحَدٍ اَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ اَنْ يَّزْنِيَ عَبْدُهٗ اَوْتَزْنِيَ اَمَتُهٗ يَااُمَّةَ مُحَمَّدٍ وَّاللّٰهِ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَااَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلًا وَّ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا۔

(۵۲۴)حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں سورج گرہن لگا تو آپ نے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی۔آپ نے ایک طویل قیام کے بعد رکوع کیا اور رکوع میں بھی بہت دیر تک رہے۔پھر رکوع سے اٹھنے کے بعد دیر تک دوبارہ کھڑے رہے لیکن ابتدائی قیام سے کچھ کم اور پھر رکوع کیا بہت طویل لیکن پہلے سے مختصر۔پھر سجدہ میں گئے اور دیر تک سجدہ کی حالت میں رہے۔دوسری رکعت میں بھی آپ نے اسی طرح کیا، جب آپ فارغ ہوئے تو گرہن صاف ہو چکا تھا۔اس کے بعد آپ نے خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا کہ سورج اور چاند اللہ کی نشانیاں ہیں اور کسی کی موت وحیات سے انہیں گرہن نہیں لگتا۔جب تم گرہن لگا ہوا دیکھو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرو،تکبیر کہو،نماز پڑھو اور صدقہ کرو۔پھر آپ نے فرمایا اے محمد کی امت!(علی صاحبها الصلوٰة و السلام)اس بات پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیرت اور کسی کو نہیں آتی کہ اس کا کوئی بندہ یا بندی زنا کرے،اے امت محمد!واللہ جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں بھی معلوم ہوتا تو ہنستے کم اور روتے زیادہ۔

باب ٤٠٧. اَلنِّدَآءِ بِالصَّلٰوةِ جَامِعَةٌ فِي الْكُسُوْفِ

باب ۴۰۷۔گرہن کے وقت اس کا اعلان کہ نماز ہونے والی ہے

(٥٢٥)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهما) قَالَ لَمَّا كَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُوْدِيَ اِنَّ الصَّلٰوةَ جَامِعَةٌ۔

(۵۲۵)حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حدیث بیان کی کہ جب رسول اللہ ﷺ کے عہد میں سورج گرہن لگا تو یہ اعلان کیا گیا کہ نماز ہونے والی ہے۔

باب ٤٠٨. اَلتَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ فِي الْكُسُوْفِ

باب ۴۰۸سورج گرہن کے وقت عذاب قبر سے خدا کی پناہ مانگنا

(٥٢٦) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ يَهُوْدِيَّةً جَآءَتْ تَسْاَلُهَا فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَكِ اللّٰهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِفَسَاَلَتْ عَائِشَةُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

(۵۲۶)نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس کسی ضرورت سے آئی اس نے آپ سے کہا کہ اللہ آپ کو قبر کے عذاب سے بچائے۔پھر عائشہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ کیا لوگوں

وَسَلَّمَ اَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِيْ قُبُوْرِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَآئِذًا بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ (ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّتَعَوَّذُوْا مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ)۔

کو قبر میں بھی عذاب ہوگا؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی اس سے پناہ مانگتا ہوں۔ (اسی خطبہ میں آپ نے لوگوں کو ہدایت فرمائی کہ عذاب قبر سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگیں۔)

فائدہ:۔ بعض روایتوں میں ہے کہ جب یہودیہ نے حضرت عائشہؓ سے عذاب قبر کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ چلو! قبر کا عذاب یہودیوں کو ہوگا مسلمانوں کا اس سے کیا تعلق۔ آپ کو عذاب قبر سے متعلق ابھی تک کچھ معلوم نہیں تھا اور غالباً اس طرف ذہن بھی نہیں گیا ہوگا۔ لیکن اس یہودیہ کے ذکر پر آپ نے آنحضور ﷺ سے پوچھا۔ اسی روایت کے آخر میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے صحابہ کرام کو عذاب قبر سے پناہ مانگنے کی ہدایت فرمائی اور یہ نماز کسوف کے خطبہ کا واقعہ ہے ۹ھ میں۔

باب ۴۰۹. صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ جَمَاعَةً

(۵۲۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) قَالَ انْخَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ قِيَامًا طَوِيْلًا نَحْوًا مِّنْ قِرَآءَةِ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! رَاَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِيْ مَقَامِكَ ثُمَّ رَاَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ فَقَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ الْجَنَّةَ وَتَنَاوَلْتُ عُنْقُوْدًا وَّلَوْ اَصَبْتُهٗ لَاَكَلْتُمْ مِنْهُ مَابَقِيَتِ الدُّنْيَا وَاُرِيْتُ النَّارَ فَلَمْ اَرَ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ اَفْظَعَ وَرَاَيْتُ اَكْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَآءَ قَالُوْا بِمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ بِكُفْرِهِنَّ قِيْلَ اَيَكْفُرْنَ بِاللّٰهِ قَالَ: يَكْفُرْنَ الْعَشِيْرَ وَيَكْفُرْنَ الْاِحْسَانَ لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدٰهُنَّ الدَّهْرَ كُلَّهٗ ثُمَّ رَاَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَارَاَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ۔

باب ۴۰۹۔ سورج گرہن کی نماز جماعت کے ساتھ

(۵۲۷) حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں سورج گرہن لگا تو آپ ﷺ نے نماز پڑھی۔ آپ نے اتنا طویل قیام کیا کہ اتنی دیر میں سورہ بقرہ پڑھی جا سکتی تھی۔
صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے دیکھا کہ (نماز میں) اپنی جگہ سے آپ کچھ آگے بڑھے اور پھر اس کے بعد پیچھے ہٹ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جنت دیکھی تھی اور اس کا ایک خوشہ توڑنا چاہتا تھا۔ اگر میں اسے توڑ سکتا تو تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے، اور مجھے جہنم بھی دکھائی گئی تھی۔ میں نے اس سے زیادہ بھیانک اور خوفناک منظر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ عورتیں اس میں زیادہ ہیں کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اپنے (انکار) کی وجہ سے پوچھا گیا۔ کیا اللہ تعالیٰ کا کفر (انکار) کرتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شوہر کا اور احسان کا کفر کرتی ہیں۔ زندگی بھر تم کسی عورت کے ساتھ حسن سلوک کرو لیکن کبھی اگر کوئی خلاف مزاج بات پیش آ گئی تو یہی کہے گی کہ میں نے تم سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی۔

باب ۴۱۰. مَنْ اَحَبَّ الْعِتَاقَةَ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ

(۵۲۸) عَنْ اَسْمَآءَ قَالَتْ اَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِتَاقَةِ فِيْ كُسُوْفِ الشَّمْسِ۔

باب ۴۱۰۔ جس نے سورج گرہن میں غلام آزاد کرنا پسند کیا

(۵۲۸) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سورج گرہن میں غلام آزاد کرنے کے لئے فرمایا تھا۔

باب ۴۱۱. الذِّكْرِ فِي الْكُسُوْفِ

(۵۲۹) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَزِعًا يَّخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ السَّاعَةُ فَاَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى

باب ۴۱۱۔ گرہن میں ذکر

(۵۲۹) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سورج میں گرہن لگا تو آپ ﷺ بہت گھبرا کر اٹھے۔ آپ ڈرے کہ کہیں قیامت نہ برپا ہو جائے۔ آپ نے مسجد میں آ کر بہت ہی طویل قیام، طویل رکوع اور

بِاطُوْلِ قِيَامٍ وَّرُكُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ مَّا رَأَيْتُهُ قَطُّ يَفْعَلُهُ وَقَالَ هٰذِهِ الْاٰيَاتُ الَّتِيْ يُرْسِلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ لَا تَكُوْنُ لِمَوْتِ اَحَدٍ وَّلَا لِحَيٰوتِهٖ وَ لٰكِنْ يُّخَوِّفُ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهٗ فَاِذَا رَاَيْتُمْ شَيْئًا مِّنْ ذٰلِكَ فَافْزَعُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَدُعَآئِهٖ وَاِسْتِغْفَارِهٖ

طویل سجدوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ میں نے کبھی آپ ﷺ کو اس طرح نہیں دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ نشانیاں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ بھیجتا ہے۔ یہ کسی کی موت وحیات کی وجہ سے نہیں آتیں بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو متنبہ کرتا ہے اس لئے جب تم اس طرح کی کوئی چیز دیکھو تو فوراً اللہ تعالیٰ کے ذکر۔ اس سے دعا اور استغفار کی طرف رجوع کرو۔

فائدہ:۔ قیامت کی کچھ علامات ہیں جو پہلے ظاہر ہوں گی اور پھر اس کے بعد قیامت برپا ہوگی لیکن اس حدیث میں ہے کہ آنحضور ﷺ اپنی حیات میں ہی قیامت ہوجانے سے ڈرے۔ حالانکہ اس وقت قیامت کی کوئی علامت نہیں پائی جاسکتی تھی۔ اس لئے اس حدیث کے ٹکڑے کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ آپ اس طرح کھڑے ہوئے جیسے ابھی قیامت آجائے گی۔'' گویا اس سے آپ کی خشیت وخوف کی حالت کو بتانا مقصود ہے، اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کو دیکھ کر ایک خاشع وخاضع کی یہی کیفیت ہوجاتی ہے۔ حضور ﷺ اگر کبھی گھٹا دیکھتے یا آندھی چل پڑتی تو آپ ﷺ کی اس وقت بھی یہی کیفیت ہوجاتی تھی۔ یہ صحیح ہے کہ قیامت کی علامتیں ابھی ظہور پذیر نہیں ہوئی ہیں لیکن جو اللہ تعالیٰ کی شان جلالی و قہاری میں گم ہوتا ہے وہ ایسے مواقع پر غور وفکر سے کام نہیں لے سکتا۔ حضرت عمرؓ کو خود آنحضو ﷺ کے ذریعہ جنت کی بشارت دی گئی تھی لیکن آپ فرمایا کرتے تھے اگر حشر میں میرا معاملہ برابر سرابر میں ختم ہوجائے تو میں اسی پر راضی ہوں اس کی وجہ بھی یہی تھی۔

باب ۴۱۲. اَلْجَهْرِ بِالْقِرَآءَةِ فِي الْكُسُوْفِ

باب ۴۱۲۔ گرہن کی نماز میں قرآن مجید کی قرأت بلند آواز سے

(۵۳۰) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) قَالَتْ جَهَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلٰوةِ الْخُسُوْفِ بِقِرَآءَتِهٖ فَاِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَآءَتِهٖ كَبَّرَ فَرَكَعَ وَاِذَا رَفَعَ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُعَاوِدُ الْقِرَآءَةَ فِيْ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ اَرْبَعَ رَكْعَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ وَاَرْبَعَ سَجَدَاتٍ۔

(۵۳۰) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے گرہن کی نماز میں قرآن مجید بلند آواز سے پڑھا تھا۔ قرآن مجید پڑھنے کے بعد آپ تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے گئے جب رکوع سے سر اٹھایا تو **سمع اللہ لمن حمدہ ربنا ولک الحمد** کہا اور پھر (رکوع سے سر اٹھانے کے بعد) قرآن مجید دوبارہ پڑھنا شروع کر دیا۔ کسوف کی دو رکعتوں میں آپ نے چار رکوع اور چار سجدے کئے

باب ۴۱۳. سَجْدَةِ صٓ

باب ۴۱۳۔ سورۂ ص کا سجدہ

(۵۳۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ صٓ لَيْسَ مِنْ عَزَائِمِ السُّجُوْدِ وَقَدْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْجُدُ فِيْهَا۔

(۵۳۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سورۂ ص کے سجدہ میں ہمارے لئے کوئی تاکید نہیں ہے۔ اور میں نے نبی کریم ﷺ کو اس میں سجدہ کرتے دیکھا تھا۔

فائدہ:۔ نسائی کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۂ ص میں سجدہ کیا اور پھر فرمایا کہ یہ سجدہ داؤدؑ نے توبہ کے لئے کیا تھا۔ ہم تو محض شکر کے طور پر اس میں سجدہ کرتے ہیں۔ اس حدیث میں "**لیس من عزائم السجود**" کا بھی یہ مطلب ہے کہ سجدہ تو داؤدؑ کا تھا اور انہیں کی سنت پر ہم بھی شکراً یہ سجدہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤدؑ کی توبہ قبول کر لی تھی۔

باب ۴۱۴. سُجُوْدِ الْمُسْلِمِيْنَ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكُ نَجَسٌ لَيْسَ لَهٗ وُضُوْءٌ

باب ۴۱۴۔ مسلمانوں کے ساتھ مشرکوں کا سجدہ۔ مشرک ناپاک ہوتے ہیں ان کے وضوء کی کوئی صورت ہی نہیں

(۵۳۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ بِالنَّجْمِ وَسَجَدَ مَعَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ

(۵۳۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سورۃ النجم میں سجدہ کیا تو مسلمانوں، مشرکوں اور جن وانس نے آپ

وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ۔

ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔

باب ۴۱۵. مَنْ قَرَاَ السَّجْدَةَ وَلَمْ يَسْجُدْ

باب ۴۱۵۔ آیت سجدہ کی تلاوت کی لیکن سجدہ نہیں کیا

(۵۳۳)عَنْ زَيْدِبْنِ ثَابِتٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) فَزَعَمَ اَنَّه' قَرَاَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّجْمِ فَلَمْ يَسْجُدْ فِيْهَا۔

(۵۳۳) حضرت زید بن ثابتؓ نے تیقن کے ساتھ اس کا اظہار کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے سورۃ النجم کی تلاوت آپ نے کی تھی اور آنحضور ﷺ نے (اس وقت) سجدہ نہیں کیا تھا۔

فائدہ:۔ آنحضور ﷺ نے کسی وجہ سے اس وقت سجدہ نہیں کیا ہوگا۔ اس روایت سے یہ لازم نہیں آتا کہ سرے سے سجدہ آپ نے کیا ہی نہیں۔

باب ۴۱۶. سَجْدَةِ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ

باب ۴۱۶۔ سورۂ اذا السماء انشقت میں سجدہ

(۵۳۴)عَنْ اَبِي سَلَمَةَ (رضي الله تعالى عنه) قَالَ رَاَيْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَرَاَ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ بِهَا فَقُلْتُ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَلَمْ اَرَكَ تَسْجُدُ قَالَ لَوْ لَمْ اَرَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ لَمْ اَسْجُدْ۔

(۵۳۴) حضرت ابوسلمہؓ نے فرمایا کہ میں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو سورہ اذالسماء انشقت پڑھتے دیکھا اور آپ نے اس میں سجدہ کیا میں نے کہا کہ یا ابا ہریرہ! کیا میں نے آپ کو سجدہ کرتے نہیں دیکھا؟ اس کا جواب آپ نے یہ دیا کہ اگر میں نبی کریم ﷺ کو سجدہ کرتے نہ دیکھتا تو میں بھی نہ کرتا۔

باب ۴۱۷. مَنْ لَّمْ يَجِدْ مَوْضِعًا لِّلسُّجُوْدِ مِنَ الزِّحَامِ

باب ۴۱۷۔ ازدحام کی وجہ سے سجدہ کی جگہ اگر کسی کو نہ ملے

(۵۳۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهما) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَاُ السُّوْرَةَ الَّتِيْ فِيْهَا السَّجْدَةُ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ حَتّٰى مَا يَجِدُ اَحَدُنَا مَكَانًا لِّمَوْضِعِ جَبْهَتِهٖ۔

(۵۳۵) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ' نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کسی ایسی سورۃ کی تلاوت کرتے جس میں سجدہ ہوتا۔ پھر آپ سجدہ کرتے اور ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے تو اس وقت حال یہ ہوجاتا کہ پیشانی رکھنے کی بھی جگہ نہ ملتی تھی۔

اَبْوَابُ تَقْصِيْرِ الصَّلٰوةِ

نماز قصر کرنے سے متعلق مسائل

باب ۴۱۸. مَاجَآءَ فِي التَّقْصِيْرِ وَكَمْ يُقِيْمُ حَتّٰى يَقْصِرَ

باب ۴۱۸۔ قصر کرنے کے متعلق جو احادیث آئی ہیں اور کتنی مدت کے قیام پر قصر کیا جائے

(۵۳۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَةَ عَشَرَ يُقَصِّرُ فَنَحْنُ اِذَا سَافَرْنَا تِسْعَةَ عَشَرَ قَصَّرْنَا وَ اِنْ زِدْنَا اَتْمَمْنَا۔

(۵۳۶) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ (مکہ میں فتح مکہ کے موقع پر) انیس دن ٹھہرے رہے اور برابر قصر کرتے رہے۔ اس لئے انیس دن کے سفر میں ہم بھی قصر کرتے ہیں اور اس سے اگر زیادہ ہوجائے تو پوری نماز پڑھتے ہیں۔

(۵۳۷)عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ اِلٰى مَكَّةَ فَكَانَ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعْنَا اِلَى الْمَدِيْنَةِ قُلْتُ اَقَمْتُمْ بِمَكَّةَ شَيْئًا قَالَ اَقَمْنَا بِهَا عَشْرًا۔

(۵۳۷) حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ہم مکہ کے ارادہ سے مدینہ سے چلے تو برابر نبی کریم ﷺ دو رکعت پڑھتے رہے تا آنکہ ہم مدینہ واپس لوٹ آئے (راوی) نے پوچھا کہ آپ کا مکہ میں کچھ دن قیام بھی رہا تھا؟ تو کہا کہ دس دن تک ہم وہاں ٹھہرے تھے۔

فائدہ:۔ مسئلہ یہ ہے کہ سفر میں چار رکعت فرض نماز صرف دو رکعت پڑھی جائے گی۔ مگر مغرب اور فجر کی فرض نماز میں جو علی الترتیب تین اور دو رکعت ہیں ان میں قصر نہیں ہے جس جگہ آپ کا مستقل قیام ہے وہاں سے اڑتالیس میل یا اس سے دور کہیں سفر کا ارادہ ہے تب شریعت سفر کی یہ سہولت آپ کو دے گی۔ اڑتالیس میل سے کم مسافت کے سفر میں شریعت سفر کی مراعات نہیں دیتی سفر میں شرعی مراعات اس کی دشواریوں اور ضرورتوں کی وجہ سے ہے لیکن اڑتالیس میل سے کم کا سفر شریعت کی نظر میں کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ اب گھر سے اڑتالیس میل یا اس سے بھی زیادہ دور آپ پہنچ چکے ہیں۔ وہاں ارادہ پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کا ہوگیا تو سفر کی رعایت پھر ختم ہو جائے گی۔ اب آپ شریعت کی نظر میں مسافر نہیں ہیں۔ گھر سے اڑتالیس میل دور قیام کی ایک اور صورت ہے آپ سفر کر کے کہیں پہنچے منزل پر پہنچ کر قیام کیا۔ ارادہ تھا کہ دو چار دن میں واپسی ہوگی لیکن ضرورتیں ہیں کہ ایک سے ایک پیدا ہوتی جا رہی ہیں اور ارادہ برابر ملتوی ہوتا جاتا ہے اور اس طرح مہینہ دو مہینہ نہیں سالوں وہیں ٹھہرے رہے تو آپ اس مدت قیام میں خواہ دو سال سے بھی تجاوز کر جائے شرعی مسافر رہیں گی۔ شریعت کی نظر میں اعتبار آپ کے ارادہ اور نیت کا ہے۔ مستقل پندرہ دن قیام کی نیت کر لیجئے تو مسافرت کی حالت خود بخود ہو جائے گی۔ اس عنوان کے تحت جو دو روایتیں بیان ہوئی ہیں ان میں پہلی روایت فتح مکہ سے متعلق ہے۔ یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ہے اس میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے انیس دن مکہ میں قیام کیا تھا بعض روایتوں میں اٹھارہ اور بعض میں پندرہ دن کا بھی ذکر ہے۔ راویوں کے اطناب واختصار سے دنوں کی کمی بیشی ہوگئی اور سب روایتیں صحیح ہیں لیکن یہ مدت قیام جتنے دن بھی رہی ہو اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کی اتنے دنوں تک قیام کی نیت نہیں تھی۔ مکہ فتح کرنے گئے تھے وہاں قیام کے ارادہ سے آپ تشریف نہیں لے گئے تھے۔ فتح وشکست کا حال کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ کب ہوگی۔ اس لئے جب تک قیام کرنا پڑتا بلا کسی تعیین آپ مکہ میں قیام کرتے۔ پھر جب مکہ فتح ہوا تو کچھ ضرورتیں تھیں جس کی وجہ سے وہاں قیام میں کچھ دنوں کا اور اضافہ کر دیا۔ بہر حال فتح مکہ کے موقعہ پر مکہ میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کا ارادہ نہیں تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ وہاں قیام کی مجموعی مدت اس سے بھی زیادہ ہوگئی تھی۔ دوسری روایت اس عنوان کے تحت حضرت انسؓ کی ہے۔ اس کا تعلق حجۃ الوداع کے واقعہ سے ہے اس مرتبہ فتح مکہ کی سی صورت نہیں تھی لیکن اس موقعہ پر مدت قیام کل دس دن بتائی گئی ہے اور اتمام کے لئے پندرہ دن اقامت ضروری ہے علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے لکھا ہے کہ کوئی حدیث مرفوع صحیح ایسی نہیں ہے جس میں مدت قصر کی تحدید کی گئی ہو۔ گویا آئمہ کے یہاں اس کی تحدید زیادہ تر ان کے اجتہاد پر مبنی ہے۔ غیر مرفوع احادیث کی روشنی میں۔

باب ۴۱۹۔ الصَّلٰوۃِ بِمِنًی

باب ۴۱۹۔ منیٰ میں نماز

(۵۳۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنًی رَکْعَتَیْنِ وَاَبِیْ بَکْرٍؓ وَّ عُمَرؓ وَمَعَ عُثْمَانؓ صَدْرًا مِّنْ اِمَارَتِہٖ ثُمَّ اَتَمَّھَا۔

(۵۳۸) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت (چار رکعت والی نمازوں میں) پڑھی۔ عثمانؓ کے ساتھ بھی ان کے دور خلافت کی ابتداء میں دو ہی رکعت پڑھی تھیں لیکن بعد میں آپ نے پوری پڑھی تھیں۔

(عَنْ وَّھْبٍ قَالَ صَلّٰی بِنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰمَنَ مَا کَانَ بِمِنًی رَّکْعَتَیْنِ)۔

(حضرت وہبؓ نے فرمایا، نبی کریم ﷺ نے منیٰ میں امن کی حالت میں دو رکعت نماز پڑھائی تھی۔)

(۵۳۹) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْد (قَالَ) صَلّٰی بِنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ بِمِنًی اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ فَقِیْلَ فِیْ ذٰلِکَ لِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ فَاسْتَرْجَعَ ثُمَّ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمِنًی رَّکْعَتَیْنِ

(۵۳۹) حضرت عبدالرحمٰن بن یزیدؒ نے فرمایا کہ ہمیں عثمان بن عفانؓ نے منیٰ میں چار رکعت نماز پڑھائی تھی لیکن جب اس کا ذکر عبداللہ بن مسعودؓ سے کیا گیا تو آپ نے فرمایا، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی تھی۔ ابو بکر

وَصَلَّيۡتُ مَعَ اَبِیۡ بَكۡرِ نِ الصِّدِّيۡقِ بِمِنًى رَّكۡعَتَيۡنِ وَصَلَّيۡتُ مَعَ عُمَرَ بۡنِ الۡخَطَّابِ بِمِنًى رَّكۡعَتَيۡنِ فَلَيۡتَ حَظِّیۡ مِنۡ اَرۡبَعِ رَكۡعَاتٍ رَّكۡعَتَانِ مُتَقَبَّلَتَانِ ۔

صدیقؓ کے ساتھ بھی دو رکعت پڑھی تھی۔ اور عمر بن خطابؓ کے ساتھ بھی دو ہی رکعت پڑھی تھی۔ کاش میرے حصہ میں ان چار رکعتوں کے بجائے دو مقبول رکعتیں ہوتیں۔

فائدہ:۔ حضور اکرم ﷺ اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی منیٰ میں نماز کا ذکر اس وجہ سے کیا کہ آپ حضرات حج کے ارادہ سے مکہ جاتے اور حج کے ارکان ادا کرتے ہوئے منیٰ میں بھی قیام ہوتا۔ یہاں سفر کی حالت میں ہوتے تھے اس لئے قصر کرتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا ہمیشہ یہی معمول تھا کہ منیٰ میں قصر کرتے تھے۔ عثمانؓ نے بھی ابتدائی دور خلافت میں قصر کیا لیکن بعد میں جب پوری چار رکعتیں آپ نے پڑھیں، تو ابن مسعودؓ نے اس پر سخت ناگواری کا اظہار فرمایا۔ دوسری روایتوں میں ہے کہ حضرت عثمانؓ نے بھی پوری چار رکعت پڑھنے کا عذر بیان کیا تھا۔ یہ تمام احادیث بتاتی ہیں کہ سفر کی حالت میں قصر کو بہت اہمیت حاصل ہے چنانچہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سفر میں قصر واجب ہے۔

باب ۴۲۰. فِیۡ كَمۡ تُقۡصَرُ الصَّلٰوةُ

باب ۴۲۰۔ نماز قصر کرنے کے لئے کتنی مسافت ضروری ہوگی

(۵۴۰) عَنۡ اَبِیۡ هُرَيۡرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِامۡرَاَةٍ تُؤۡمِنُ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ اَنۡ تُسَافِرَ مَسِيۡرَةَ يَوۡمٍ وَّلَيۡلَةٍ لَّيۡسَ مَعَهَا حُرۡمَةٌ ۔

(۵۴۰) حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی خاتون کے لئے جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ ایک دن رات کا سفر بغیر کسی ذی رحم محرم کے کرے۔

فائدہ:۔ حدیث میں ایک دن کا سفر بغیر ذی رحم محرم کے کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ فقہ حنفی کی کتابوں میں عام طور سے یہی مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ عورت کے لئے بغیر ذی رحم محرم سفر جائز نہیں ہے سفر کی کسی مسافت کی تعیین کے بغیر۔ البتہ اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو ذی رحم محرم کے بغیر بھی عورت سفر کر سکتی ہے۔

باب ۴۲۱. يُصَلِّی الۡمَغۡرِبَ ثَلَاثًا فِی السَّفَرِ

باب ۴۲۱۔ مغرب کی نماز سفر میں بھی تین رکعت پڑھی جائے گی

(۵۴۱) عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنۡهُمَا) قَالَ رَاَيۡتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَعۡجَلَهُ السَّيۡرُ يُقِيۡمُ الۡمَغۡرِبَ فَيُصَلِّيۡهَا ثَلَاثًا ثُمَّ يُسَلِّمُ ثُمَّ قَلَّمَا يَلۡبَثُ حَتّٰى يُقِيۡمَ الۡعِشَآءَ فَيُصَلِّيۡهَا رَكۡعَتَيۡنِ ثُمَّ يُسَلِّمُ وَلَا يُسَبِّحُ بَعۡدَ الۡعِشَآءِ حَتّٰى يَقُوۡمَ مِنۡ جَوۡفِ اللَّيۡلِ ۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے خود دیکھا کہ جب نبی کریم ﷺ (منزل مقصود تک) جلدی پہنچنا چاہتے تو پہلے مغرب کی اقامت ہوتی اور اس کی آپ تین رکعت پڑھاتے اور اس کے بعد سلام پھیرتے۔ پھر تھوڑی دیر توقف کر کے عشاء پڑھاتے اور اس کی دو ہی رکعت پر سلام پھیرتے۔ عشاء کے فرض کے بعد آپ سنتیں وغیرہ نہیں پڑھتے تھے بلکہ اس کے لئے آدھی رات بعد اٹھتے تھے۔

باب ۴۲۲. صَلٰوةِ التَّطَوُّعِ عَلَى الدَّوَابِّ حَيۡثُمَا تَوَجَّهَتۡ

باب ۴۲۲۔ نفل نماز سواری پر، سواری کا رخ خواہ کسی طرف ہو

(۵۴۲) عَنۡ جَابِرِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰهِ (قَالَ) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّی التَّطَوُّعَ وَهُوَ رَاكِبٌ فِیۡ غَيۡرِ الۡقِبۡلَةِ ۔

(۵۴۲) حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نفل نماز سواری پر غیر قبلہ کی طرف رخ کر کے بھی پڑھتے تھے۔

فائدہ:۔ سواری پر نماز پڑھنے کے لئے تحریمہ کے وقت قبلہ کی طرف رخ ہونا امام شافعیؒ کے یہاں شرط ہے لیکن حنفیہ کے یہاں صرف مستحب ہے پھر سواری کا رخ جدھر بھی ہو جائے نماز میں اس سے کوئی خلل نہیں ہوگا۔

باب ۴۲۳ صَلَاةِ التَّطَوُّعِ عَلَى الْحِمَارِ

(٥٤٣) عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اسْتَقْبَلْنَا اَنَسًا حِيْنَ قَدِمَ مِنَ الشَّامِ فَلَقِيْنَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ فَرَاَيْتُه، يُصَلِّيْ عَلٰى حِمَارٍ وَّ جُهُه، مِنْ ذَا الْجَانِبِ يَعْنِيْ عَنْ يَّسَارِ الْقِبْلَةِ۔
فَقُلْتُ رَاَيْتُكَ تُصَلِّيْ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ فَقَالَ لَوْ لَا اَنِّيْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَه، لَمْ اَفْعَلْهُ ۔

باب۴۲۳۔ نفل نماز، گدھے پر پڑھنے کا حکم

(۵۴۳) حضرت انس بن سیرینؒ نے بیان کیا کہ انسؓ شام سے جب واپس ہوئے (حجاج کی خلیفہ سے شکایت کر کے) تو ہم نے ان کا استقبال کیا۔ ہماری ان سے ملاقات عین التمر (عراق سے شام جاتے ہوئے شام کے قریب ایک جگہ کا نام) میں ہوئی۔ میں نے دیکھا کہ آپ گدھے پر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کا رخ قبلہ سے بائیں طرف تھا اس پر میں نے دریافت کیا کہ میں نے آپ کو قبلہ کے سوا دوسری طرف رخ کر کے نماز پڑھتے دیکھا ہے؟ حضرت انسؓ نے اس کا جواب یہ دیا کہ اگر میں رسول اللہ ﷺ کو یہ کرتے نہ دیکھتا تو میں بھی نہ کرتا۔

باب ۴۲۴ . مَنْ لَّمْ يَتَطَوَّعْ فِي السَّفَرِ دُبُرَ الصَّلٰوةِ وَ قَبْلَهَا

(٥٤٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ (وَ فِي السَّفَرِ) صَحِبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَرَهُ يُسَبِّحُ فِي السَّفَرِ وَ قَالَ جَلَّ ذِكْرُه، لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

باب۴۲۴۔ سفر میں جس نے فرض نمازوں سے پہلے اور اس کے بعد کی سنتیں نہیں پڑھیں

(۵۴۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سفر کر رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کی صحبت میں رہا ہوں میں نے آپ کو سفر میں نفل پڑھتے کبھی نہیں دیکھا اور اللہ جل ذکرہ کا خود فرمان ہے کہ تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی بہترین اسوہ ہے۔

فائدہ:۔ سفر کی مشکلات کے پیش نظر جب فرض نمازیں چار کے بجائے دو رکعتیں رہ گئیں تو فرائض کے ساتھ جو سنتیں پڑھی جاتی ہیں انہیں بدرجہ اولیٰ نہ پڑھنا چاہئے؟ خود فقہاء حنفیہ کے اس سے متعلق اقوال ہیں اور دل کی لگتی بات امام محمدؒ کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مسافر اگر ابھی راستے میں ہے تو سنتیں اسے نہ پڑھنی چاہئیں اور اگر منزل مقصود تک پہنچ گیا تو پھر پڑھنا ہی بہتر ہے۔

باب ۴۲۵ مَنْ تَطَوَّعَ فِي السَّفَرِ فِيْ غَيْرِ دُبُرِ الصَّلَوَاتِ

(٥٤٦) عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّه، رَاَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِه حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِه۔

باب۴۲۵۔ جس نے سفر میں نماز کے بعد کی سنتوں کے سوا سنن و نوافل پڑھیں

(۵۴۶) حضرت عامر بن ربیعہؓ نے فرمایا کہ میں نے خود دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں نفل نمازیں سواری پر پڑھتے تھے خواہ سواری کا رخ کس طرف بھی ہوتا۔

فائدہ:۔ بخاری شریف کے بعض نسخوں میں پہلے اور بعد دونوں سنتوں کا ذکر ہے لیکن زیادہ صحیح وہی نسخہ ہے جس کا ترجمہ یہاں کیا گیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک سفر میں نوافل وسنن کی جو نفی احادیث میں مذکور ہے اس سے مراد صرف وہی سنتیں ہیں جو فرائض کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔ تہجد وغیرہ۔ وہ نمازیں جو فرائض کے اوقات کے علاوہ پڑھی جاتی ہیں یا وہ سنتیں جو فرض سے پہلے مسنون ہیں ان کی نفی حدیث میں نہیں۔

باب ۴۲۶ . اَلْجَمْعُ فِي السَّفَرِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ

(٥٤٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ بَيْنَ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَ الْعَصْرِ اِذَا

باب۴۲۶۔ سفر میں مغرب اور عشاء ایک ساتھ

(۵۴۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھتے تھے۔ اسی طرح مغرب اور عشاء

كَانَ عَلَى ظَهْرِ سَيْرٍ وَ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَ الْعِشَآءِ

کی بھی ایک ساتھ پڑھتے تھے۔

فائدہ:۔سفر وغیرہ میں نبی کریم ﷺ دووقت کی نماز ایک ساتھ پڑھتے تھے لیکن شارحین کا اس سلسلے میں اختلاف ہے کہ آیا یہ نمازیں ایک ہی وقت پڑھی جاتی تھیں یعنی ظہر عصر کے وقت اور مغرب عشاء کے وقت یا صرف ظاہر میں یہ ایک ساتھ ہوتی تھیں ورنہ اس کا طریقہ یہ ہوتا کہ ظہر آخری وقت اور عصر ابتدائی وقت میں پڑھی جاتی تھی۔ثانی الذکر شرح حنفیہ کی ہے۔

باب ۴۲۸. اِذَا لَمْ يُطِقْ قَاعِدًا صَلّٰى عَلٰى جَنْب

باب ۴۲۸۔بیٹھ کر نماز پڑھنے کی سکت نہ ہو تو کروٹ کے بل لیٹ کر پڑھے

(۵۴۸) عَنْ عِمْرَانَ ابْنِ حُصَيْنٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ بِيْ بَوَاسِيْرُ فَسَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ فَقَالَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ۔

(۵۴۸) حضرت عمران بن حصینؓ نے فرمایا کہ مجھے بواسیر کا مرض تھا اس لئے میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے متعلق دریافت کیا۔آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھا کرو اگر اس کی سکت نہ ہو تو بیٹھ کر،اور اگر اس کی بھی نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر۔

باب ۴۱۹. اذا صَلّٰى قَاعِدًا ثُم صَحَّ اَوْ وَجَدَ خِفَّةً تَمَّمَ مَابَقِيَ.

باب ۴۱۹۔نماز بیٹھ کر شروع کی لیکن دوران نماز صحت یاب ہو گیا یا مرض میں کچھ خفت محسوس کی تو بقیہ نماز (کھڑے ہوکر) پوری کرے

(۵۴۹)عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا لَمْ تَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلٰوةَ الَّيْلِ قَاعِدًا قَطُّ حَتّٰى اَسَنَّ فَكَانَ يَقْرَأُ قَاعِدًا حَتّٰى اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَقَرَاءَ نَحْوًا مِنْ ثَلَاثِيْنَ اٰيَةً اَوْ اَرْبَعِيْنَ آيَةً ثُمَّ رَكَعَ۔(يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَتِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ فَاِذَا قَضٰى صَلَاتَه' نَظَرَ فَاِنْ كُنْتُ يَقْظٰى تَحَدَّثَ مَعِيَ وَ اِنْ كُنْتُ نَائِمَةً اِضْطَجَعَ۔)

(۵۴۹)ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو کبھی بیٹھ کر نماز پڑھتے نہیں دیکھا تھا۔البتہ جب آپ ضعیف ہو گئے تو قرأت قرآن نماز میں بیٹھ کر کرتے تھے پھر جب رکوع کا وقت آتا تو کھڑے ہو جاتے اور پھر تقریباً تیس چالیس آیتیں پڑھ کر رکوع کرتے۔(دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔نماز سے فارغ ہونے پر دیکھتے کہ میں جاگ رہی ہوں تو مجھ سے باتیں کرتے لیکن اگر میں سوتی ہوئی ہوں تو آپ بھی لیٹ جاتے تھے۔)

فائدہ:۔کھڑے ہوکر رکوع وسجود کرنے میں منجملہ بہت سے دوسرے مقاصد کے ایک یہ بھی رہا ہوگا کہ بیٹھ کر رکوع وسجدہ کھڑے ہونے کے مقابلہ میں پوری طرح ادا نہیں ہو سکتا تھا۔مصنفؒ نے بخاری میں اس سے پہلے ایک باب میں اسی وجہ سے بیٹھ کر رکوع اور سجدہ کی تعبیر ''ایماء'' سے کی ہے،اس حدیث میں عائشہؓ کا بیان ہے کہ آنحضور ﷺ رات کی نماز کے بعد یا مجھ سے باتیں کرتے ورنہ لیٹ جاتے فجر کی سنتیں بھی آپ اسی وقت پڑھتے تھے احناف کا اس سلسلے میں مسلک یہ ہے کہ فجر کی سنتوں کے بعد گفتگو مکروہ ہے بعض سلف کا بھی یہ مسلک رہا ہے لیکن آنحضور ﷺ سے سنت فجر کے بعد گفتگو ثابت ہے بہرحال نبی کریم ﷺ کی گفتگو اور عام لوگوں کی گفتگو میں فرق ہے اسی طرح اس حدیث میں سنت فجر کے بعد لیٹنے کا ذکر ہے احناف کی طرف اس مسئلے کی نسبت غلط ہے کہ ان کے نزدیک سنت فجر کے بعد لیٹنا بدعت ہے۔اس میں بدعت کا کوئی سوال ہی نہیں یہ تو حضور ﷺ کی عادت تھی۔عبادات سے اس کا کوئی تعلق بھی نہیں البتہ ضروری سمجھ کر فجر کی سنتوں کے بعد لیٹنا پسندیدہ نہیں خیال کیا جا سکتا۔اس حیثیت سے کہ یہ حضور اکرم ﷺ کی ایک عادت تھی اس میں بھی اگر آپ کی اتباع کی جائے تو ضرور اجر وثواب ملے گا۔

باب ۴۳۰. التَهَجُّدِ بِاللَّيْلِ

اب ۴۳۰ رات میں تہجد پڑھنا

(۵۵۰)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَّضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُمَا)قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ الَّيْلِ

(۵۵۰) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا پڑھتے۔''اے اللہ ہر طرح کی حمد تیرے

يَتَهَجَّدُ قَالَ :
اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَّقَوْلُكَ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ وَّ السَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَ بِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَااِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَوْ لَااِلٰهَ غَيْرُكَ۔

لئے ہے تو آسمان اور زمین اور ان میں رہنے والی تمام مخلوق کا قیم ہے۔ اور حمد تمام کی تمام بس تیرے ہی لئے ہے آسمان وزمین اور ان کی تمام مخلوقات پر حکومت صرف تیری ہی ہے اور حمد تیرے ہی لئے ہے تو آسمان اور زمین کا نور ہے اور حمد تیرے ہی لئے ہے تو حق ہے۔ تیرا وعدہ حق ہے۔ تیری ملاقات حق ہے تیرا فرمان حق ہے جنت حق ہے دوزخ حق ہے۔ انبیاء حق ہیں۔ محمد حق ہیں اور قیامت حق ہے۔ اے اللہ! میں تیرا ہی مطیع ہوں اور تجھی پر ایمان رکھتا ہوں تجھی پر توکل ہے تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں۔ تیرے ہی عطاء کئے ہوئے دلائل کے ذریعہ بحث کرتا ہوں اور تجھی کو حکم بناتا ہوں۔ پس جو خطائیں مجھ سے پہلے ہوئیں اور جو بعد میں ہوں گی ان سب کی مغفرت فرما خواہ وہ اعلانیہ ہوئی ہوں یا خفیہ آگے کرنے والا اور پیچھے رکھنے والا تو ہی ہے۔ معبود صرف تو ہی ہے یا (یہ کہا کہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

فائدہ:۔ غالباً آپ یہ دعا بیدار ہونے کے بعد وضو سے پہلے کیا کرتے تھے۔ (فیض الباری ص ۴۰۹ ج ۲)

باب ۴۳۱. فَضْلِ قِيَامِ اللَّيْلِ.

(۵۵۱) عَنْ عبدالله بنِ عُمَرَؓ قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِیْ حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاٰى رُؤْيَا قَصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَمَنَّيْتُ اَنْ اَرٰى رُؤْيَا فَاَقُصَّهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ كُنْتُ غُلَامًا شَابًّا وَّ كُنْتُ اَنَامُ فِی الْمَسْجِدِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَيْتُ فِی النَّوْمِ كَاَنَّ مَلَكَيْنِ اَخَذَانِیْ فَذَهَبَا بِیْ اِلَى النَّارِ فَاِذَا هِیَ مَطْوِيَّةٌ كَطَیِّ الْبِئْرِ وَاِذَا لَهَا قَرْنَانِ وَاِذَا فِيْهَا اُنَاسٌ قَدْ عَرَفْتُهُمْ فَجَعَلْتُ اَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ۔ قَالَ فَلَقِيَنَا مَلَكٌ اٰخَرُ فَقَالَ لِیْ لَمْ تُرَعْ فَقَصَصْتُهَا عَلٰى حَفْصَةَ فَقَصَّتْهَا حَفْصَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّیْ مِنَ اللَّيْلِ فَكَانَ بَعْدُ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ اِلَّا قَلِيْلًا۔

باب ۴۳۱ رات کی نماز کی فضیلت

(۵۵۱) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ لوگ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں جب خواب دیکھتے تو آپ ﷺ سے بیان کرتے۔ میرے بھی دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میں بھی کوئی خواب دیکھتا اور آپ سے بیان کرتا۔ میں ابھی نوجوان تھا اور آپ کے زمانہ میں مسجد میں سوتا تھا۔ چنانچہ میں نے خواب دیکھا کہ دو فرشتے مجھے پکڑ کر دوزخ کی طرف لے گئے میں نے دیکھا کہ دوزخ کنویں کے منہ کی طرح بنی ہوئی تھی۔ اس کے دو جانب تھے۔ دوزخ میں بہت سے ایسے لوگ تھے جنہیں میں پہچانتا تھا۔ میں کہنے لگا دوزخ سے خدا کی پناہ! آپ نے بیان کیا کہ پھر ہمارے پاس ایک فرشتہ آیا اور اس نے مجھ سے کہا کہ ڈرو نہ۔ یہ خواب میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو سنایا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنایا۔ تعبیر میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ عبداللہ بہت خوب لڑکا ہے۔ کاش رات میں نماز پڑھا کرتا اس کے بعد عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رات میں بہت کم سوتے تھے۔

باب ۴۳۲. تَرْكِ الْقِيَامِ لِلْمَرِيْضِ

(۵۵۲) عَنْ جُنْدُبٍؓ قَالَ اِشْتَكَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَلَمْ يَقُمْ لَيْلَةً اَوْ لَيْلَتَيْنِ۔

باب ۴۳۲۔ مریض کا کھڑا نہ ہونا

(۵۵۲) حضرت جندبؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ بیمار ہوئے تو ایک یا دو رات تک (نماز کے لئے) کھڑے نہیں ہوئے۔

باب ۴۳۴. تَحرِیضِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ عَلٰی صَلوٰةِ اللَّیلِ وَالنَّوَافِلِ مِنْ غَیرِ اِیْجَابٍ

(۵۵۳)عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِی طَالِبٍ اَخبَرَه' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ طَرَقَه' وَفَاطِمَةَ بِنتَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ لَیلَةً فَقَالَ اَلَا تُصَلِّیَانِ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْفُسُنَا بِیَدِاللّٰهِ فَاِذَا شَآءَ اَنْ یَّبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ حِیْنَ قُلْنَا ذٰلِكَ لَمْ یَرْجِعْ اِلَیَّ شَیْئًا ثُمَّ سَمِعْتُه' وَ هُوَ مُوَلٍّ یَضْرِبُ فَخِذَه' وَ هُوَ یَقُوْلُ وَ کَانَ الْاِنْسَانُ اَکْثَرَ شَیْءٍ جَدَلًا۔

باب ۴۳۴۔ نبی کریم ﷺ رات کی نماز اور نوافل کی رغبت دلاتے ہیں، ضروری نہیں قرار دیتے

(۵۵۳) حضرت علی بن ابی طالبؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات ان کے اور فاطمہؓ کے یہاں آئے آپ نے فرمایا کہ کیا تم لوگ نماز نہیں پڑھو گے۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہماری روحیں خدا کے قبضہ میں ہیں جب وہ چاہتا ہے کہ وہ ہمیں اٹھاوے تو ہم اٹھ جاتے ہیں ہماری اس عرض پر آپ واپس تشریف لے گئے آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن واپس جاتے میں نے سنا کہ آپ ﷺ ران پر ہاتھ مار کر کہہ رہے تھے کہ انسان بڑا حجت باز ہے۔

فائدہ:۔ یعنی آپ نے حضرت علی اور فاطمہ رضی اللہ عنہما کو رات کی نماز کی طرف رغبت دلائی لیکن حضرت علیؓ کا عذر سن کر آپ چپ ہو گئے۔ اگر یہ نماز ضروری ہوتی تو حضرت علیؓ کا عذر قابل قبول نہیں ہوسکتا۔ لیکن چونکہ نماز نفل تھی اس لئے آپ نے بھی کچھ نہیں فرمایا۔ البتہ جاتے ہوئے تاسف کا اظہار ضرور کر دیا۔ غالباً آپ کو حضرت علیؓ کی حاضر جوابی پر بھی تعجب ہوا ہوگا۔

(۵۵٤)عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ لَیَدَعُ الْعَمَلَ وَ هُوَ یُحِبُّ اَنْ یَّعْمَلَ بِهٖ خَشْیَةَ اَنْ یَّعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَیُفْرَضَ عَلَیْهِمْ وَ مَا سَبَّحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ سُبْحَةَ الضُّحٰی قَطُّ وَاِنِّی لَاُسَبِّحُهَا۔

(۵۵۴) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ بعض اعمال باوجود ان کے کرنے کی خواہش کے اس خیال سے ترک کر دیتے تھے کہ دوسرے صحابہ بھی اس پر (آپ کو دیکھ کر) عمل شروع کر دیتے اور اس طرح اس کے فرض ہو جانے کا امکان ہو جاتا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی نماز کبھی نہیں پڑھی لیکن میں پڑھتی ہوں۔

باب ۴۳۵. قِیَامُ النَّبِیِّ ﷺ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاهُ

باب ۴۳۵ نبی کریم ﷺ اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ پاؤں سوج جاتے ہیں

(۵۵۵)عَنِ الْمُغِیْرَةِ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) یَقُوْلُ اِنْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ لَیَقُوْمُ اَوْ لَیُصَلِّیْ حَتّٰی تَرِمَ قَدَمَاهُ اَوْ سَاقَاهُ فَیُقَالُ لَه' فَیَقُوْلُ اَفَلَا اَکُوْنُ عَبْدًا شَکُوْرًا۔

(۵۵۵) حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اتنی دیر تک کھڑے نماز پڑھتے رہتے کہ آپ کے قدم یا (یہ کہا کہ) پنڈلیوں پر ورم آجاتا تھا۔ جب آپ سے اس کے متعلق عرض کیا جاتا تو فرماتے ''کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں۔''

باب ۴۳۶. مَنْ نَّامَ عِنْدَ السَّحَرِ.

باب ۴۳۶۔ جو شخص سحر کے وقت سو گیا۔

(۵۵٦)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا) اَخْبَرَه' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَه' اَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَی اللّٰهِ صَلٰوةُ دَاوُدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ اَحَبُّ الصِّیَامِ اِلَی اللّٰهِ صِیَامُ دَاوُدَ وَ کَانَ یَنَامُ نِصْفَ اللَّیْلِ وَ یَقُوْمُ ثُلُثَه' وَیَنَامُ سُدُسَه' وَ یَصُوْمُ یَوْمًا وَ یُفْطِرُ یَوْمًا۔

(۵۵۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نماز داؤدؑ کی نماز کا طریقہ ہے اور روزہ میں بھی داؤدؑ ہی کے روزہ کا۔ آپ آدھی رات تک سوتے تھے اس کے بعد تہائی رات نماز پڑھنے میں گذارتے تھے۔ پھر باقی ماندہ رات کے چھٹے حصے میں بھی سوتے تھے۔ اسی طرح آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

(عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا (سُئِلَ) كَانَ اَحَبُّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتِ الدَّائِمُ قُلْتُ مَتٰى كَانَ يَقُوْمُ قَالَتْ يَقُوْمُ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ)

(حضرت عائشہؓ سے سوال کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ کو کون سا عمل پسندیدہ تھا۔ آپ نے جواب دیا کہ جس پر مداومت اختیار کی جائے (خواہ وہ کوئی بھی نیک کام ہو) دریافت کیا کہ آپ (رات میں نماز کے لئے) کب کھڑے ہوتے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ جب مرغ کی آواز سنتے۔)

عَنِ الْاَشْعَثِ (رَضِيَ اللّٰه تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلّٰى۔

حضرت اشعثؓ نے بیان کیا کہ مرغ کی آواز سنتے ہی کھڑے ہو جاتے اور نماز پڑھتے۔

عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهَا) قَالَتْ: مَا اَلْفَاهُ السَّحَرُ عِنْدِيْ اِلَّا نَائِمًا تَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ انہوں نے اپنے یہاں سحر کے وقت رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ لیٹے ہوئے پایا (یعنی تہجد کے بعد فجر کی نماز سے پہلے تھوڑی دیر کے لئے لیٹا کرتے تھے)۔

فائدہ:۔ سحر رات کے آخری چھٹے حصے کو کہتے ہیں۔ ☆ عراقی نے اپنی کتاب سیرت میں لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے یہاں ایک سفید مرغ تھا

باب ۴۳۷. طُوْلِ الْقِيَامِ فِي صَلٰوةِ اللَّيْلِ.

باب ۴۳۷۔ رات کی نماز میں طول قیام

(۵۵۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (بن مسعود رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنه) قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِاَمْرِ سَوْءٍ قُلْنَا وَ مَا هَمَمْتَ قَالَ هَمَمْتُ اَنْ اَقْعُدَ وَاَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ۔

(۵۵۷) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک مرتبہ رات میں نماز پڑھی۔ آپ نے اتنا طویل قیام کیا کہ میرے دل میں ایک غلط خیال پیدا ہو گیا تھا ہم نے دریافت کیا کہ وہ خیال کیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے سوچا کہ بیٹھ جاؤں اور نبی کریم ﷺ کا ساتھ چھوڑ دوں۔

باب ۴۳۸. كَيْفَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ ﷺ وَكَمْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيْ مِنَ الَّيْلِ.

باب ۴۳۸۔ نبی کریم ﷺ کی نماز کی کیا کیفیت تھی اور رات میں آپ کتنی دیر تک نماز پڑھتے رہتے تھے

(۵۵۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی قَالَ كَانَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يَّعْنِيْ بِاللَّيْلِ۔

(۵۵۸) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی نماز تیرہ رکعت ہوتی تھی آپ کی مراد رات کی نماز سے تھی۔

عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً مِنْهَا الْوِتْرُ وَرَكْعَتَا الْفَجْرِ۔

(ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ رات میں تیرہ رکعتیں پڑھتے تھے۔ وتر اور فجر کی دو سنت رکعتیں اسی میں ہوتیں۔)

باب ۴۳۹. قِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ وَنَوْمِهٖ وَمَا نُسِخَ مِنْ قِيَامِ اللَّيْلِ

باب ۴۳۹۔ رات میں نبی کریم ﷺ کی عبادت اور استراحت سے متعلق اور رات کی عبادت کے اس حصے سے متعلق جو منسوخ ہو گیا

(۵۵۹) عَنْ اَنَس (رضى الله تعالى عنه قَالَ) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفْطِرُ مِنَ الشَّهْرِ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَّا يَصُوْمَ مِنْهُ وَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَظُنَّ اَنْ لَّا يُفْطِرَ مِنْهُ شَيْئًا وَ كَانَ لَا تَشَاءُ اَنْ تَرَاهُ مِنَ اللَّيْلِ مُصَلِّيًا

(۵۵۹) حضرت انسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کسی مہینہ میں روزہ نہ رکھتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ اس مہینہ میں روزہ رکھیں گے ہی نہیں۔ اور کسی مہینہ روزہ رکھنا شروع کرتے تو خیال ہوتا کہ اب اس مہینہ کا ایک دن بھی بغیر روزہ کے نہیں جائے گا تم آنحضور ﷺ کو رات کے کسی بھی حصے میں

اِلّا رَاَیتَه، وَلَا نَائِمًا اِلّا رَأَیتَه۔

نماز پڑھتے دیکھ سکتے تھے اسی طرح کسی بھی حصے میں سوتے دیکھ سکتے تھے۔

فائدہ:۔ آنحضور ﷺ کا عام نفل نماز اور روزے کے متعلق کوئی خاص ایسا معمول نہیں تھا جس پر آپ نے مداومت اختیار کی ہو۔ نماز آپ رات کے جس حصے میں چاہتے پڑھ لیتے تھے اسی طرح روزے کسی مہینے میں رکھنے پر آتے تو خوب رکھتے ورنہ بعض مہینوں میں چھوڑ بھی دیتے تھے مقدار بھی متعین نہیں تھی اس لئے صحابہ جب آپ کی نماز اور روزے بیان کرتے ہیں تو تعبیرات ایسی ہی اختیار کرتے ہیں جیسی اس حدیث میں حضرت انسؓ نے اختیار کی۔ یہ ملحوظ رہے کہ تہجد وغیرہ نمازوں کا ذکر یہاں نہیں ہو رہا ہے۔ بلکہ نماز روزے کے عام نوافل کا ذکر ہے۔

باب ۴۴۰. عَقدِ الشَّیطَانِ عَلٰی قَافِیَةِ الرَّاْسِ اِذَا لَم یُصَلِّ بِاللَّیلِ

باب ۴۴۰۔ اگر کوئی رات کی نماز نہ پڑھے تو شیطان سر کے پیچھے گرہ لگا دیتا ہے۔

(۵۶۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تعالی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: یَعْقِدُ الشَّیْطَانُ عَلٰی قَافِیَةِ رَاْسِ اَحَدِکُمْ اِذَا هُوَ نَامَ ثَلَاثَ عُقَدٍ یَّضْرِبُ کُلَّ عُقْدَةٍ عَلَیْكَ لَیْلٌ طَوِیْلٌ فَارْقُدْ فَاِنِ اسْتَیْقَظَ فَذَکَرَ اللّٰهَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ تَوَضَّأَ انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاِنْ صَلّٰی انْحَلَّتْ عُقْدَةٌ فَاَصْبَحَ نَشِیْطًا طَیِّبَ النَّفْسِ وَاِلَّا اَصْبَحَ خَبِیْثَ النَّفْسِ کَسْلَانَ۔

(۵۶۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان آدمی کے سر کے پیچھے سوتے وقت تین گرہیں لگا دیتا ہے ہر گرہ پر اس کے احساس کو اور خوابیدہ کرتے ہوئے ذہن میں یہ خیال ڈالتا ہے کہ رات بہت طویل ہے اس لئے ابھی سوتے جاؤ۔ لیکن اگر کوئی بیدار ہو کر اللہ کی یاد کرنے لگے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر جب وضو کرتا ہے تو دوسری کھل جاتی ہے نماز پڑھنے لگتا ہے تو تیسری بھی کھل جاتی ہے۔ اس طرح صبح کے وقت چاق و چوبند پاکیزہ خاطر اٹھتا ہے ورنہ سست اور بد باطن رہتا ہے۔

فائدہ:۔ اس گرہ کا تعلق عام مثال سے ہے۔ شیطان کی آدمی پر غالب آجانے کی طرف اشارہ ہے۔

باب ۴۴۱. اِذَا نَامَ وَلَمْ یُصَلِّ بَالَ الشَّیْطَانُ فِی اُذُنِهٖ.

باب ۴۴۱۔ جب کوئی شخص نماز پڑھے بغیر سو جاتا ہے تو شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے

(۵۶۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (بن مسعودٍ رَضِیَ اللّٰهُ تعالی عَنْهُ) قَالَ ذُکِرَ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقِیْلَ مَا زَالَ نَائِمًا حَتّٰی اَصْبَحَ مَاقَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ فَقَالَ بَالَ الشَّیْطَانُ فِیْ اُذُنِهٖ۔

(۵۶۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ایک شخص کا ذکر آیا تو کسی نے اس کے متعلق کہا کہ صبح تک پڑا سوتا رہتا ہے اور رات میں نماز کے لئے بھی نہیں اٹھتا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ شیطان اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے

باب ۴۴۲. اَلدُّعَآءِ وَ الصَّلٰوةِ مَنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ

باب ۴۴۲۔ آخر شب میں دعاء اور نماز

(۵۶۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تعالی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: یَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰی کُلَّ لَیْلَةٍ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا حِیْنَ یَبْقَی ثُلُثُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ یَقُوْلُ مَنْ یَّدْعُوْنِیْ فَاَسْتَجِیْبَ لَه، مَنْ یَّسْاَلُنِیْ فَاُعْطِیَه، مَنْ یَّسْتَغْفِرُنِیْ فَاَغْفِرَلَه،۔

(۵۶۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہر رات اس وقت آسمان دنیا پر تشریف لاتے ہیں جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں کوئی مجھ سے دعا کرنے والا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ کوئی مجھ سے مانگنے والا ہے کہ میں اسے دوں، کوئی مجھ سے مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کی مغفرت کر دوں۔

باب ۴۴۳. مَنْ نَامَ اَوَّلَ اللَّيْلِ وَاَحْيٰى آخِرَهٗ

(٥٦٣)عَنِ الْاَسْوَد (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَ صَلٰوةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاللَّيْلِ قَالَتْ كَانَ يَنَامُ اَوَّلَهٗ وَ يَقُوْمُ آخِرَهٗ فَيُصَلِّيْ ثُمَّ يَرْجِعُ اِلٰى فِرَاشِهٖ فَاِذَا اَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ وَثَبَ فَاِنْ كَانَ بِهٖ حَاجَةٌ اِغْتَسَلَ وَ اِلَّا تَوَضَّأَ وَ خَرَجَ۔

باب ۴۴۳۔ جو رات کے ابتدائی حصہ میں سو رہا اور آخری حصہ بیدار ہو کر گذارا۔

(۵۶۳) حضرت اسود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کی رات کی نماز کا کیا دستور تھا؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ شروع میں سو رہتے اور آخر میں بیدار ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ اس کے بعد بستر پر آ جاتے اور جب مؤذن اذان دیتا تو جلدی سے اٹھ بیٹھتے۔ اگر ضرورت ہوتی تو غسل کرتے ورنہ وضو کر کے باہر تشریف لے جاتے۔

باب ۴۴۴. قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ فِيْ رَمَضَانَ وَ غَيْرِهٖ.

(٥٦٤)عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِؒ (قَالَ) اَنَّهٗ سَاَلَ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَيْفَ كَانَتْ صَلَاةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَ لَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا قَالَتْ عَآئِشَةُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ فَقَالَ يَا عَآئِشَةُ اِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِيْ۔

باب ۴۴۴۔ نبی کریم ﷺ کا رات میں بیدار رہنا رمضان اور دوسرے مہینوں میں

(۵۶۴) حضرت ابو سلمہ بن عبدالرحمٰنؒ نے خبر دی کہ حضرت عائشہؓ سے انہوں نے دریافت کیا کہ نبی کریم ﷺ کا رمضان میں نماز کا کیا دستور تھا۔ آپ نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ (رات میں) گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ خواہ رمضان کا مہینہ ہوتا یا کوئی اور پہلے آپ چار رکعت پڑھتے۔ ان کا حسن وادب اور ان کی طوالت الفاظ بیان نہیں کر سکتے۔ پھر آپ تین رکعت پڑھتے۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ وتر پڑھنے سے پہلے ہی سو جاتے ہیں؟ اس پر آپ نے فرمایا کہ عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن میرا دل بیدار رہتا ہے

باب ۴۴۵. مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّشْدِيْدِ فِي الْعِبَادَةِ.

(٥٦٥)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَّضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنه) قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا حَبْلٌ مَمْدُوْدٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ فَقَالَ مَا هٰذَا الْحَبْلُ قَالُوْا هٰذَا حَبْلٌ لِزَيْنَبَ فَاِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حُلُّوْهُ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهٗ فَاِذَا فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ۔

باب ۴۴۵۔ عبادت میں شدت اختیار کرنا پسندیدہ نہیں

(۵۶۵) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ (مسجد میں) تشریف لائے آپ کی نظر ایک رسی پر پڑی جو دو ستونوں کے درمیان کھینچی ہوئی تھی۔ دریافت کیا کہ یہ رسی کیسی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یہ زینب کی رسی ہے جب وہ (نماز پڑھتے پڑھتے) تھک جاتی ہیں تو اس کو پکڑ لیتی ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! اسے کھول دو۔ ہر شخص کو دلجمعی اور نشاط کے ساتھ نماز پڑھنی چاہئے اور تھک جانے پر چھوڑ دینی چاہئے۔

فائدہ:۔ مطلب یہ ہے کہ آدمی کو عبادت اتنی ہی کرنی چاہئے جس میں اس کا نشاط اور دلجمعی باقی رہے عبادت میں تکلف سے کام نہ لینا چاہئے شریعت اس کی تحدید نہیں کرتی کہ کتنی دیر عبادت کی جائے بلکہ صرف مطلوب عبادت میں روح کی بالیدگی اور نشاط ہے اگر کوئی اپنی طاقت سے زیادہ عبادت کرے گا تو اس کے بہت سے نقصانات خود عبادت میں پیدا ہو جانے کا خطرہ ہے۔ مثلاً: آئندہ کے لئے ہمت ہار جائے گا۔ دوسری عبادت چھوٹ جانے کے بھی خطرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس لئے نماز یا دوسری عبادت میں انسان کو اتنی ہی دیر صرف کرنی چاہئے جتنی طاقت ہو اور جس پر ہمیشہ مداومت ہو سکے، اب ہر شخص کی طاقت اور شوق عبادت جدا ہیں۔

باب ۴۴۶ . مَا يُكْرَهُ مِنْ تَرْكِ قِيَامِ اللَّيْلِ لِمَنْ كَانَ يَقُومُهُ.

(٥٦٦) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَاللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ۔

باب ۴۴۶۔ رات میں جس کا معمول عبادت کرنے کا ہے اسے اس معمول کو چھوڑ نا نہ چاہئے

(۵۶۶) حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالی عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
اے عبداللہ! فلاں کی طرح مت ہو جانا وہ رات میں عبادت کیا کرتا تھا پھر چھوڑ دی۔

باب ۴۴۷ . فَضْلِ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى.

(٥٦٧) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ:
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي اَوْدَعَا اُسْتَجِيْبَ لَهٗ فَاِنْ تَوَضَّأَ قُبِلَتْ صَلٰوتُهٗ۔

باب ۴۴۷۔ رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے والے کی فضیلت

(۵۶۷) حضرت عبادہ بن صامتؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص رات کو بیدار ہو کر یہ دعا پڑھے
(ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ نہ اس کا کوئی شریک۔ ملک اسی کے لئے ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ اللہ کی ذات پاک ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور اللہ سب سے بڑا ہے اور طاقت وقوت اللہ کے سواء کسی کو حاصل نہیں۔'' پھر یہ پڑھے (ترجمہ) اے اللہ میری مغفرت کیجئے'' یا (یہ کہا کہ) کوئی دعا کرے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے پھر اگر اس نے وضو کیا (اور نماز پڑھی) تو نماز بھی مقبول ہوتی ہے۔

فائدہ:۔ ابن بطالؒ نے اس حدیث پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالی اپنے نبی کی زبان پر یہ وعدہ فرماتا ہے کہ جو مسلمان بھی رات میں اس طرح بیدار ہو کہ اس کی زبان پر اللہ تعالی کی توحید، اس پر ایمان ویقین۔ اس کی کبریائی اور سلطنت کے سامنے تسلیم اور بندگی، اس کی نعمتوں کا اعتراف اور اس پر اس کا شکر وحمد اور اس کی ذات پاک کی تنزیہ وتقدیس سے بھر پور کلمات زبان پر جاری ہو جائیں تو اللہ تعالی ان کی دعا کو بھی قبول کرتا ہے اور اس کی نماز بھی بارگاہ رب العزت میں مقبول ہوتی ہے اس لئے جس شخص تک بھی یہ حدیث پہنچے اسے اس پر عمل کو غنیمت سمجھنا چاہئے اور اپنے رب کے لئے تمام اعمال میں نیت خالص پیدا کرنی چاہئے کہ سب سے پہلی شرط قبولیت یہی خلوص ہے۔

(٥٦٨) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالي عَنْهُ) وَهُوَ يَقُصُّ فِي قَصَصِهٖ وَ هُوَيَذْكُرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَخًا لَكُمْ لَا يَقُوْلُ الرَّفَثَ يَعْنِي بِذَالِكَ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ رَوَاحَةَ۔

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْ كِتَابَهٗ اِذَا انْشَقَّ
مَعْرُوْفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعٌ اَرَانَا الْهُدٰى
بَعْدَ الْعَمٰى فَقُلُوْبُنَا بِهٖ مُوْقِنَاتٌ اَنَّ مَاقَالَ
وَاقِعٌ۔ يَبِيْتُ جَنْبُهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ۔
اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ

(۵۶۸) حضرت ابو ہریرہؓ اپنے مواعظ میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر کر رہے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ تمہارے بھائی نے یہ کوئی غلط بات نہیں کہی ہے آپ کی مراد عبداللہ بن رواحہؓ سے تھی (عبداللہ بن رواحہ کے کہے ہوئے اشعار کا ترجمہ) ہم میں اللہ کے رسول موجود ہیں جو اس کی کتاب اس وقت تلاوت کرتے ہیں جب فجر طلوع ہوتی ہے آپ نے ہمیں گمراہی سے نکال کر صحیح راستہ دکھایا ہے اس لئے ہمارے دل پورا یقین رکھتے ہیں کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے وہ ضرور واقعہ ہوگا آپ رات بستر سے اپنے کو الگ کر کے گذارتے ہیں جب کہ مشرکوں سے ان کے بستر بوجھل ہو رہے ہوتے ہیں

(۵۶۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰہُ تعالی عَنْھُمَا) قَالَ رَاَیْتُ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَاَنَّ بِیَدِیْ قِطْعَۃَ اِسْتَبْرَقٍ فَکَاَنِّیْ لَااُرِیْدُ مَکَانًا مِنَ الْجَنَّۃِ اِلَّا طَارَتْ اِلَیْہِ وَرَاَیْتُ کَاَنَّ اثْنَیْنِ اَتَیَانِیْ اَرَادَا اَنْ یَّذْھَبَا بِیْ اِلَی النَّارِ فَتَلَقَّا ھُمَا مَلَکٌ فَقَالَ لَمْ تُرَعْ خَلِّیَا عَنْہُ۔

(۵۶۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے عہد میں خواب دیکھا کہ گویا استبرق (دبیز زرتار ریشمی کپڑا) کا ایک ٹکڑا میرے ہاتھ میں ہے جسے میں جنت میں جس جگہ کا بھی ارادہ کرتا ہوں تو یہ ادھر اڑ کے چلا جاتا ہے اور میں نے دیکھا کہ جیسے دو آدمی میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے دوزخ کی طرف لے جانے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ ایک فرشتہ ان سے آ کر ملا اور (مجھ سے) کہا کہ ڈرو نہیں (اور ان سے کہا کہ اسے چھوڑ دو)

باب ۴۴۸. مَاجَآءَ فِی التَّطَوُّعِ مَثْنٰی مَثْنٰی

باب۔ نفل نمازوں کو دو دو رکعت کر کے پڑھنے سے متعلق روایات

(۵۷۰) عَنْ جَابِرِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تعالی عَنْھُمَا) قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُنَا الْاِسْتِخَارَۃَ فِی الْاُمُوْرِ کَمَا یُعَلِّمُنَا السُّوْرَۃَ مِنَ الْقُرْآنِ یَقُوْلُ اِذَا ھَمَّ اَحَدُکُمْ بِالْاَمْرِ فَلْیَرْکَعْ رَکْعَتَیْنِ مِنْ غَیْرِ الْفَرِیْضَۃِ ثُمَّ لِیَقُلِ اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَ اَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَ اَسْاَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَ تَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَاالْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْقَالَ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَۃِ اَمْرِیْ اَوْ قَالَ فِیْ عَاجِلِ اَمْرِیْ وَاٰجِلِہٖ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ۔ قَالَ وَ یُسَمِّیْ حَاجَتَہ‘۔

(۵۷۰) حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اپنے تمام معاملات میں استخارہ کرنے کی اس طرح تعلیم دیتے تھے جس طرح قرآن کی سورۃ، آپ فرماتے کہ جب کوئی اہم معاملہ سامنے ہو تو فرض کے سوا دو رکعت پڑھنے کے بعد یہ دعا کیا کرو۔ (ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے تیرے علم کے واسطہ سے خیر طلب کرتا ہوں۔ تیری قدرت کے واسطہ سے طاقت مانگتا ہوں اور تیرے عظیم فضل کا طلب گار ہوں کہ قدرت تو ہی رکھتا ہے اور مجھے کوئی قدرت نہیں۔ علم تیرے ہی پاس ہے اور میں کچھ نہیں جانتا اور تو تمام پوشیدہ چیزوں کو جاننے والا ہے اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ یہ معاملہ (جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے اس کا نام اس موقع پر لینا چاہئے) میرے دین، دنیا اور میرے معاملہ کے انجام کے اعتبار سے میرے لئے بہتر ہے یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) میرے معاملہ میں وقتی طور پر اور انجام کے اعتبار سے (خیر ہے) تو اسے میرے لئے مقدر فرما دیجئے اور اس کا حصول میرے لئے آسان کر دیجئے اور پھر اس میں میرے لئے برکت عطا کیجئے اور اگر آپ جانتے ہیں کہ یہ معاملہ میرے دین، دنیا اور میرے معاملہ کے انجام کے اعتبار سے برا ہے یا (آپ نے یہ کہا کہ) میرے معاملہ میں وقتی طور پر اور انجام کے اعتبار سے (برا ہے) تو اسے مجھ سے ہٹا دیجئے پھر میرے لئے خیر مقدر فرما دیجئے، جہاں بھی وہ ہو اور اس سے میرے دل کو مطمئن بھی کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنی ضرورت کا نام لینا چاہئے۔

فائدہ:۔ استخارہ سے کاموں میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ استخارہ کرنے کے بعد کوئی خواب بھی دیکھا جائے یا کسی دوسرے ذریعہ سے یہ معلوم ہو جائے کہ پیش آمدہ معاملہ میں کون سی روش مناسب ہوگی۔ اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ طبعی رجحان ہی کی حد تک کوئی بات استخارہ سے دل میں پیدا ہو جائے حدیث میں استخارہ کے یہ فوائد کہیں بیان نہیں ہوئے ہیں اور واقعات سے بھی پتہ

بقیہ:۔ چلتا ہے کہ استخارہ کے بعد بعض اوقات ان میں سے کوئی چیز حاصل نہیں ہوتی، بلکہ استخارہ کا مقصد صرف طلب خیر ہے۔ جس کام کا ارادہ ہے یا جس معاملہ میں آپ الجھے ہوئے ہیں۔ گویا استخارہ کے ذریعہ آپ نے اسے خدا کے علم اور قدرت پر چھوڑ دیا اور اس کی بارگاہ میں حاضر ہو کر پوری طرح اس پر توکل کا وعدہ کر لیا۔ ''میں تیرے علم کے واسطہ سے تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے واسطہ سے تجھ سے طاقت مانگتا ہوں اور تیرے فضل کا خواست گار ہوں۔'' یہ توکل وتفویض نہیں تو اور کیا چیز ہے؟ اور پھر دعا کے آخری الفاظ ''میرے لئے خیر مقدر فرما دیجئے جہاں بھی وہ ہو اور اس پر میرے قلب کو مطمئن بھی کر دیجئے۔'' یہ ہے رضا بالقضا، کی دعا کہ اللہ کے نزدیک معاملہ کی جو نوعیت صحیح ہے کام اسی کے مطابق ہو اور پھر اس پر بندہ اپنے لئے ہر طرح اطمینان کی بھی دعا کرتا ہے کہ دل میں اللہ کے فیصلہ کے خلاف کسی قسم کا خطرہ بھی نہ پیدا ہو۔ دراصل استخارہ کی اس دعاء کے ذریعہ بندہ اول تو توکل کا وعدہ کرتا ہے اور پھر ثابت قدمی اور رضا بالقضا کی دعا کرتا ہے کہ خواہ معاملہ کا فیصلہ میری خواہش کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، وہ خیر ہے۔ اور میرا دل اس سے مطمئن اور راضی ہو جائے اور اگر واقعی کوئی خلوص دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ دونوں باتیں پیش کر دے تو اس کے کام میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے برکت یقیناً ہوگی۔ استخارہ کا صرف یہی فائدہ ہے اور اس سے زیادہ اور کیا چاہئے۔

باب ۴۴۹. تَعَاهُدِ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ وَمَنْ سَمَّاهُمَا تَطَوُّعًا.

(۵۷۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِّنَ النَّوَافِلِ اَشَدَّ تَعَاهُدًا مِنْهُ عَلَى رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

باب ۴۴۹۔ فجر کی دو رکعتوں پر مداومت اور جس نے ان کا نام نفل رکھا

(۵۷۱) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کسی نفل نماز کی، فجر کی دو رکعتوں سے زیادہ پابندی نہیں کرتے تھے۔

باب ۴۵۰. مايقرأ في ركعتي الفجر

(۵۷۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّفُ رَكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ اِنِّي لَاَقُوْلُ هَلْ قَرَأَ بِاُمِّ الْكِتَابِ۔

باب ۴۵۰۔ فجر کی دو رکعتوں میں کیا پڑھا جائے

(۵۷۲) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ صبح کی (فرض) نماز سے پہلے کی دو (سنت) رکعتوں کو بہت مختصر رکھتے تھے۔ کیا آپ ﷺ ان میں سورہ فاتحہ بھی پڑھتے تھے تو میں یہ بھی نہیں کہہ سکتی۔

فائدہ:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صرف ان کے اختصار کو بتانا چاہتی ہیں۔ اسی طرح کی روایتوں کی بناء پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا کہ فجر کی سنت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھی جائے گی۔ لیکن عام امت کے نزدیک فاتحہ کے ساتھ کسی اور سورۃ کا ملانا بھی ضروری ہے۔

باب ۴۵۱. صَلٰوةِ الضُّحٰى فِي الْحَضَرِ

(۵۷۳) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَوْصَانِي خَلِيْلِي بِثَلَاثٍ لَّا اَدَعُهُنَّ حَتّٰى اَمُوْتَ صَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّصَلٰوةِ الضُّحٰى وَ نَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ۔

باب ۴۵۱۔ اقامت کی حالت میں چاشت کی نماز

(۵۷۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے میرے خلیل نے تین چیزوں کی وصیت کی ہے کہ موت سے پہلے انہیں نہ چھوڑوں ہر مہینہ میں تین دن روزے، چاشت کی نماز اور وتر کے بعد سونا۔

الرَّكْعَتَانِ قَبْلَ الظُّهْرِ.

(۵۷۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَدَعُ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّهْرِ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ۔

ظہر سے پہلے دو رکعت

(۵۷۴) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت اور صبح کی نماز سے پہلے دو ۲ رکعت نماز پڑھنی نہیں چھوڑتے تھے۔

باب ۴۵۲. الصَّلوٰةِ قَبلَ الْمَغْرِب.

(۵۷۵) عَن عَبدِاللّٰهِ الْمُزَنِي (رضى الله تعالى عنه) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلُّوا قَبلَ صَلوٰةِ الْمَغْرِبِ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ لِمَنْ شَآءَ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتَّخِذَهَا النَّاسُ سُنَّةً۔

باب ۴۵۲۔ مغرب سے پہلے نماز

(۵۷۵) حضرت عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی ان سے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مغرب کے فرض سے پہلے نماز پڑھا کرو، دوسری مرتبہ آپ نے فرمایا کہ جس کا جی چاہی کیونکہ اپ کو یہ بات پسند نہ تھی کہ لوگ اسے ضروری سمجھ بیٹھیں۔

فائدہ:۔ مغرب کی اذان اور نماز کے درمیان کوئی سنت ہے یا نہیں؟ ابتداء اسلام میں کچھ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا عمل اس پر ضرور تھا اور رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے خلاف بھی یہ بات نہیں تھی۔ لیکن بعد میں آپ ﷺ کے دور میں ہی اس پر عمل ترک کر دیا گیا تھا اور آپ کے بعد بھی اس پر عمل نہیں تھا۔ اس لئے جیسا کہ شیخ ابن ہمامؒ نے لکھا ہے یہ نماز جس کا اس حدیث کے تحت ذکر ہے جائز تو ضرور ہوگی۔ لیکن مستحب وغیرہ نہیں کہی جاسکتی۔ بخاری میں اس باب کی دوسری حدیث سے بھی یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ صحابہؓ کے دور میں بھی اس پر عمل ترک ہو چکا تھا اور ابوتمیم کو اسے پڑھتے دیکھ کر عقبہ کو حیرت ہوئی!

باب ۴۵۳. فَضْلِ الصَّلوٰةِ فِيْ مَسْجِدِ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ

(۵۷۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلىٰ ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَ مَسْجِدِ الْاَقْصىٰ۔

باب ۴۵۳۔ مکہ اور مدینہ کی مساجد میں نماز کی فضیلت

(۵۷۶) صحابی رسول حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالی عنہ) سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین مسجدوں کے سوا کسی کے لئے شد رحال نہ کرو۔ مسجد حرام، رسول اللہ ﷺ کی مسجد اور مسجد اقصیٰ۔

فائدہ:۔ اس حدیث میں صرف ان تین مساجد کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ اس سے یہ سمجھنا صحیح نہیں ہوسکتا کہ ان کے سوا کسی مقدس جگہ کے لئے سفر جائز ہی نہیں ہوسکتا امام ابن تیمیہؒ نے اس حدیث کی وجہ سے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی قبر کی زیارت کی نیت سے بھی سفر (شد رحال) جائز نہیں البتہ مسجد نبوی کی زیارت کے لئے سفر مستحب ہے اور پھر جب آدمی مدینہ پہنچ گیا تو آنحضور ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت اب مستحب ہوگی۔ لیکن ان کا یہ مسلک جمہور امت کے یہاں مقبول نہیں ہوا۔ ہزاروں سلف نے حضور اکرم ﷺ کی قبر کی زیارت کی نیت سے شد رحال کیا ہے اور امت نے کبھی اس میں کوئی نکارت نہیں محسوس کی۔ جمہور امت کے نزدیک زیارت قبر نبی مستحب ہے۔ دراصل اس حدیث کا زیارت قبور سے کوئی تعلق بھی نہیں۔ یہ تو صرف ان مساجد کی فضیلت بیان کرتی ہے۔

(۵۷۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلوٰةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ صَلوٰةٍ فِيْمَا سِوَاهُ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

(۵۷۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اس مسجد میں نماز مسجد حرام کے سوا تمام مسجدوں میں نماز سے ایک ہزار درجہ زیادہ بہتر ہے۔

باب ۴۵۴. مَسْجِدِ قُبَاءَ.

(۵۷۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُمَا) كَانَ لَا يُصَلِّيْ مِنَ الضُّحٰى اِلَّا فِيْ يَوْمَيْنِ يَوْمَ يَقْدَمُ بِمَكَّةَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَقْدَمُهَا ضُحًى فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَلْفَ الْمَقَامِ وَ يَوْمَ يَاْتِيْ مَسْجِدَ قُبَاءَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَاْتِيْهِ كُلَّ سَبْتٍ فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَرِهَ اَنْ

باب ۴۵۴۔ مسجد قباء

(۵۷۸) حضرت ابن عمرؓ چاشت کی نماز صرف دو دن پڑھتے تھے جب مکہ آتے کیونکہ آپ مکہ مکرمہ چاشت ہی کے وقت آتے تھے۔ اس وقت پہلے آپ طواف کرتے اور پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت پڑھتے تھے اور جس دن آپ مسجد قباء میں تشریف لاتے آپ کا یہاں ہر شنبہ کو آنے کا معمول تھا۔ جب آپ مسجد کے اندر آتے تو نماز پڑھے بغیر باہر نکلنے کو

يَخْرُجَ مِنْهُ حَتّٰى يُصَلِّيَ فِيْهِ قَالَ وَكَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُوْرُه' رَاكِبًا وَمَاشِيًا۔ وَ قَالَ اِنَّمَا اَمْنَعُ كَمَا رَاَيْتُ اَصْحَابِيْ يَصْنَعُوْنَ وَلَا اَصْنَعُ اَحَدًا اَنْ يُّصَلِّيَ فِيْ اَيِّ سَاعَةٍ شَآءَ مِنْ لَّيْلٍ اَوْ نَهَارٍ غَيْرَ اَنْ لَا تَتَحَرَّوْا طُلُوْعَ الشَّمْسِ وَلَا غُرُوْبَهَا۔

پسند نہیں کرتے تھے۔ آپ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ یہاں سوار ہو کر اور پیدل دونوں طرح آتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں اسی طرح کرتا ہوں جیسے میں نے اپنے ساتھیوں کو کرتے دیکھا لیکن تمہیں رات یا دن کے کسی بھی حصے میں نماز پڑھنے سے نہیں روکتا۔ صرف سورج کے طلوع اور غروب کے وقت نماز نہ پڑھا کرو۔

باب ۴۵۵. فَضْلِ مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ.

باب ۴۵۵۔ قبر اور منبر کے درمیانی حصہ کی فضیلت

(۵۷۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ۔

(۵۷۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ایک جنت کا ٹکڑا ہے اور میرا منبر میرے حوض پر ہے۔

فائدہ:۔ چونکہ آپ اپنے گھر یعنی حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں مدفون ہیں اس لئے مصنف نے اس حدیث پر عنوان ''قبر اور منبر کے درمیان'' لگایا حافظ ابن حجرؒ نے ایک روایت کی تخریج کی ہے جس میں (بیت) گھر کے بجائے قبر ہی کا لفظ ہے گویا عالم تقدیر میں جو کچھ تھا اس کی آپ نے پہلے ہی خبر دے دی تھی اس حدیث کی مختلف شرحیں ہیں اور سب سے مناسب یہ ہے کہ یہ حصہ جنت ہی کا ہے اور دنیا کے فنا ہونے کے بعد جنت ہی کا ایک حصہ بن جائے گا۔ اس لئے یہ کسی تاویل کے بغیر جنت کا ایک باغ ہے۔ اس حدیث میں ہے کہ ''میرا منبر میرے حوض پر ہے'' مطلب یہ ہے کہ حوض یہیں پر ہوگا

باب ۴۵۶ .مَا يُنْهٰى مِنَ الْكَلَامِ فِي الصَّلٰوةِ.

باب ۴۵۶۔ نماز میں بولنے کی ممانعت

(۵۸۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُ) قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا وَ قَالَ (النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) اِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا۔

(۵۸۰) حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا کہ (پہلے) نبی کریم ﷺ نماز پڑھتے ہوتے اور ہم سلام کرتے تو آپ ﷺ اس کا جواب دیتے تھے اس لئے جب ہم نجاشی کے یہاں سے واپس ہوئے (حبشہ سے) تو ہم نے (پہلے کی طرح نماز ہی میں) سلام کیا لیکن اس وقت آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا بلکہ (نماز سے فارغ ہو کر) فرمایا کہ نماز میں مشغولیت ہوتی ہے۔

(۵۸۱) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَؓ (قَالَ) اِنْ كُنَّا لَنَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ اَحَدُنَا صَاحِبَه' بِحَاجَتِهٖ حَتّٰى نَزَلَتْ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوَاتِ الْاٰيَةَ فَاُمِرْنَا بِالسُّكُوْتِ۔

(۵۸۱) حضرت زید بن ارقمؓ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے عہد میں نماز پڑھنے میں گفتگو کر لیا کرتے تھے کوئی بھی اپنے قریب کے نمازی سے اپنی ضرورت بیان کر دیتا تھا۔ پھر آیت ''حافظوا على الصلوات الخ'' اتری اور ہمیں (نماز میں) خاموش رہنے کا حکم ہوا۔

باب ۴۵۷ .مَسْحِ الْحَصَا فِي الصَّلٰوةِ.

باب ۴۵۷۔ نماز میں کنکری ہٹانا

(۵۸۲) عَنْ مُعَيْقِيْبٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ اِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً۔

(۵۸۲) حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے جو ہر مرتبہ سجدہ کرتے ہوئے کنکریاں برابر کرتا تھا فرمایا کہ اگر کرنا ہو تو صرف ایک مرتبہ کیا کرو۔

باب ۴۵۸. اِذَا انْفَلَتَتِ الدَّابَّةُ فِي الصَّلٰوةِ

(۵۸۳)عَنْ اَبِي بَرْزَةَ الاسلمیؓ قَالَ اِنِّي غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّ غَزَوَاتٍ اَوْ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَوْ ثَمَانَ غَزَوَاتٍ وَشَهِدْتُ تَيْسِيْرَهٗ، وَ اِنِّي اِنْ كُنْتُ اَنْ اُرَاجِعَ مَعَ دَابَّتِي اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَدَعَهَا تَرْجِعُ اِلٰى مَالَفِهَا فَيَشُقَّ عَلَيَّ۔

باب ۴۵۸۔ اگر نماز پڑھتے میں کسی کا جانور بھاگ پڑے

(۵۸۳) حضرت ابو برزہ اسلمیؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چھ یا سات یا آٹھ غزووں میں شریک رہا ہوں اور میں نے آپ کی سہولتوں کا خود مشاہدہ کیا ہے، اس لئے اس بات سے کہ وہ چھوٹ کر اپنے اصطبل میں چلی جائے اور میرے لئے دشواری ہو۔ میرے نزدیک یہ زیادہ بہتر تھا کہ میں اسے واپس لوٹا لاؤں۔

باب ۴۵۹. لَا يَرُدُّ السَّلَامَ فِي الصَّلٰوةِ.

(۵۸۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُمَا) قَالَ: بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَاجَةٍ لَّهٗ، فَانْطَلَقْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَ قَدْ قَضَيْتُهَا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مَا اللّٰهُ اَعْلَمُ بِهٖ فَقُلْتُ فِي نَفْسِي لَعَلَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَجَدَ عَلَيَّ اَنِّي اَبْطَاْتُ عَلَيْهِ ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي اَشَدُّ مِنَ الْمَرَّةِ الْاُوْلٰى ثُمَّ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيَّ فَقَالَ اِنَّمَا مَنَعَنِي اَنْ اَرُدَّ عَلَيْكَ اِنِّي كُنْتُ اُصَلِّي وَ كَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ مُتَوَجِّهًا اِلٰى غَيْرِ الْقِبْلَةِ۔

باب ۴۵۹۔ نماز میں سلام کا جواب نہ دیا جائے

(۵۸۴) حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی ایک ضرورت کے لئے بھیجا۔ میں جا کر واپس آیا۔ میں نے کام انجام دے دیا تھا۔ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس سے مجھے اتنا رنج ہوا کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے میں نے دل میں کہا کہ شاید رسول اللہ ﷺ مجھ پر اس لئے خفا ہیں کہ میں نے تاخیر کی۔ میں نے پھر دوبارہ سلام کیا اور جب اس مرتبہ بھی آپ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا تو پہلے سے بھی زیادہ رنج ہوا۔ پھر میں نے (تیسری مرتبہ) سلام کیا اور اب آپ ﷺ نے جواب دیا اور فرمایا کہ جواب دینے سے مانع یہ تھا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ اس وقت سواری پر تھے اور رخ آپ ﷺ کا قبلہ کے سوا کسی اور طرف تھا (غالباً نفل پڑھ رہے ہوں گے)

باب ۴۶۰. اَلْخَصْرُ فِي الصَّلٰوةِ.

(۵۸۵)عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نُهِيَ اَنْ يُّصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا۔

باب ۴۶۰۔ نماز میں کمر پر ہاتھ رکھنا

(۵۸۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کمر پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے روکا گیا تھا۔

باب ۴۶۱. الصَّلٰوةُ السَّهْوِ، اِذَا صَلّٰى خَمْسًا.

(۵۸۶)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيْلَ لَهٗ اَزِيْدَ فِي الصَّلٰوةِ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَمَا سَلَّمَ۔

باب ۴۶۱۔ سجدۂ سہو اور اگر پانچ رکعت نماز پڑھ لی

(۵۸۶) حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر میں پانچ رکعت پڑھ لیں۔ اس لئے آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا نماز کی رکعتیں بڑھ گئی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا بات ہے؟ کہنے والے نے کہا کہ آپ ﷺ نے پانچ رکعت پڑھی ہیں، اس پر آپ ﷺ نے دو سجدے کئے، حالانکہ آپ ﷺ سلام پھیر چکے تھے۔

باب ۴۶۲. اِذَا كُلِّمَ وَهُوَ يُصَلِّي فَاَشَارَ بِيَدِهٖ وَاسْتَمَعَ

(۵۸۷)عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا، قَالَتْ)

باب ۴۶۲۔ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا کسی نے اس سے گفتگو کرنی چاہی، مصلی نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور اس کی بات سن لی

(۵۸۷) ام سلمہؓ نے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ان نمازوں

سَمِعتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یَنهٰی عَنهُمَا ثُمَّ رَاَیتُه، یُصَلِّیهِمَا حِینَ صَلَّی العَصرَ ثُمَّ دَخَلَ وَ عِندِیْ نِسوَةٌ مِّنْ بَنِی حَرَامٍ مِنَ الاَنصَارِ فَاَرسَلتُ اِلَیهِ الجَارِیَةَ فَقُلتُ قُومِی بِجَنبِهٖ قُولِی لَه، تَقُولُ لَكَ اُمُّ سَلَمَةَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ سَمِعتُكَ تَنهٰی عَن هَاتَینِ وَاَرَاكَ تُصَلِّیهِمَا فَاِنْ اَشَارَ بِیَدِهٖ فَاستَاخِرِی عَنهُ فَفَعَلَتِ الجَارِیَةُ فَاَشَارَ بِیَدِهٖ فَاستَاخَرَتْ عَنهُ فَلَمَّا انصَرَفَ قَالَ یَابِنتَ اَبِی اُمَیَّةَ سَاَلتِ عَنِ الرَّکعَتَینِ بَعدَ العَصرِ وَ اِنَّه، اَتَانِی نَاسٌ مِّنْ عَبدِالقَیسِ فَشَغَلُونِی عَنِ الرَّکعَتَینِ اللَّتَینِ بَعدَ الظُّهرِ فَهُمَا هَاتَانِ۔

سے روکتے تھے لیکن ایک دن میں نے دیکھا کہ عصر کے بعد آپ خود یہ دو رکعتیں پڑھ رہے ہیں اس کے بعد آپ میرے گھر تشریف لائے۔ میرے پاس انصار کے قبیلہ بنو حرام کی چند عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں اس لئے میں نے ایک باندی کو آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، میں نے اسے ہدایت کر دی تھی کہ وہ آپ کے پہلو میں کھڑی ہو کر یہ کہے کہ ام سلمہ نے پوچھا ہے یا رسول اللہ میں نے سنا ہے کہ آپ ان دو رکعتوں سے منع کرتے تھے حالانکہ میں دیکھ رہی تھی کہ آپ خود انہیں پڑھ رہے ہیں۔ اگر آنحضور ﷺ ہاتھ سے اشارہ کریں تو تم پیچھے ہٹ جانا۔ باندی نے اسی طرح کیا اور آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ پیچھے ہٹ گئی پھر جب آپ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ بنو امیہ کی بیٹی! تم نے عصر کے بعد کی دو رکعتوں سے متعلق پوچھا تھا۔ میرے پاس عبدالقیس کے کچھ لوگ آ گئے تھے اور ان کے ساتھ مصروفیت میں میں ظہر کے بعد کی دو رکعتیں نہیں پڑھ سکا تھا۔ اس لئے انہیں اس وقت پڑھا۔

كِتَابُ الجَنَائِز

کتاب احکام میت کے بیان میں

باب ۴۶۳۔ مَنْ کَانَ اٰخِرُ کَلَامِهٖ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

باب ۴۶۳۔ جس کی آخری بات کلمہ لا الہ الا اللہ پر ٹوٹی

(۵۸۸) عَنْ اَبِی ذَرٍّ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنهُ) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ: اَتَانِی اٰتٍ مِّنْ رَّبِّی فَاَخبَرَنِی اَوْ قَالَ بَشَّرَنِی اَنَّه، مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِی لَا یُشرِكُ بِاللّٰهِ شَیئًا دَخَلَ الجَنَّةَ قُلتُ وَ اِنْ زَنٰی وَ اِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰی وَ اِنْ سَرَقَ۔

(۵۸۸) حضرت ابو ذرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس میرے رب کا ایک قاصد آیا تھا۔ اس نے مجھے خبر دی یا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس نے مجھے بشارت دی کہ میری امت کا جو فرد بھی مرے گا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس نے کوئی شریک نہ ٹھہرایا ہو گا تو وہ جنت میں جائے گا۔ اس پر میں نے پوچھا اگرچہ اس نے زنا کیا ہو، اگرچہ چوری کی ہو؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اگرچہ زنا کیا ہو، اگرچہ چوری کی ہو۔

فائدہ:۔ اس موضوع پر اصل جگہ بحث کی تو کتاب الایمان تھی لیکن جب میت اور جنازوں کا ذکر آیا تو مصنفؒ کو یہاں بھی کچھ لکھنا ہی پڑا۔ حدیث میں ہے کہ کلمہ شہادت جس نے بھی پڑھ لیا وہ جنتی ہے لیکن دوسری طرف احادیث میں مختلف برے اعمال پر سزا اور عذاب کی بھی وعید ہے جس سے صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کے باوجود برے اعمال کی موجودگی میں آدمی سزا سے نہیں بچ سکتا اور شریعت کی بھی یہی منشاء ہے کہ کلمہ شہادت کی اصل تاثیر تو یہی ہے کہ وہ آدمی کو جہنم سے صاف نکال لے جائے لیکن یہ اس کی اصل تاثیر اسی وقت ظاہر ہو سکتی ہے جب کوئی کلمہ گو اس کے مقتضیات پر پوری طرح عمل کرے۔ یہ کلمہ جنت کی کنجی یقیناً ہے لیکن اس کنجی کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ اگر آپ نے اس کی حفاظت نہ کی اور دندانے جو تالا کھولنے کا اصل ذریعہ تھے، آپ نے توڑ دیئے تو ظاہر ہے یا آپ تالا نہیں کھول سکیں گے یا پھر دندانے بنوانے کے بعد کھولنا ممکن ہو گا۔ مسلمان یا اپنے اعمال اسی دنیا میں درست کرے اور اس طرح اپنی کنجی کے دندانوں کو محفوظ رکھے ورنہ آخرت میں اللہ تعالیٰ خود اس کی کنجی کو اس طرح کھولنے کے قابل بنائیں گے کہ جہنم میں اس کے برے اعمال کا بدلہ دیں گے پھر ''نہر حیات'' میں اسے ڈالیں گے کہ جس کا ذکر احادیث میں تفصیل کے ساتھ آیا ہے اور اس طرح اسے اس قابل بنائیں گے کہ جنت کا تالا وہ کھول سکے۔........

نیز جاہلیت میں اسلام لانے سے پہلے چوری یا زنا کیا ہو۔ صحابہ کو یہ اشکال اکثر ہوتا تھا کہ ہم نے جاہلیت میں بہت سے برے اعمال کئے تھے تو کیا اسلام لانے کے بعد وہ سب معاف ہو جائیں گے؟ اس حدیث میں بھی اسی طرف اشارہ ہے اور معافی کا اعلان ہے۔

(۵۸۹)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّاتَ یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ النَّارَ وَ قُلْتُ اَنَا مَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

(۵۸۹)حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حالت میں مرا کہ اللہ کا شریک ٹھہراتا تھا تو وہ جہنم میں جائے گا اور میں یہ کہتا ہوں کہ جو اس حال میں مرا کہ اللہ کا کوئی شریک نہ ٹھہراتا ہو تو وہ جنت میں جائے گا۔

فائدہ:۔صحیحین میں یہ روایت مختلف طریقوں سے آئی ہے اور سب میں یہی ہے کہ یہ آخری ٹکڑا جس میں مومن کے لئے جنت کی بشارت ہے خود ابن مسعودؓ کا اپنا قول ہے۔معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کو حضرت جابرؓ یا حضرت ابوذرؓ کی حدیث معلوم نہیں تھیں جس میں اس آخری ٹکڑے کی نسبت بھی آنحضور ﷺ کی طرف ہے۔

باب ۴۶۴. اَلْاَمْرُ بِاتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ.

باب ۴۶۴۔جنازہ کے پیچھے چلنے کا حکم

(۵۹۰) عَنِ الْبَرَآءِ(رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ اَمَرَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ بِسَبْعٍ وَّنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ... اَمَرَنَا بِاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَعِیَادَةِ الْمَرِیْضِ وَ اِجَابَةِ الدَّاعِیْ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِبْرَارِ الْقَسَمِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ.. وَ نَهَانَا عَنْ اٰنِیَةِ الْفِضَّةِ وَخَاتَمِ الذَّهَبِ وَالْحَرِیْرِ وَالدِّیْبَاجِ وَ الْقَسِیِّ وَالْاِسْتَبْرَقِ

(۵۹۰)حضرت براء بن عازبؓ نے فرمایا کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے سات باتوں کا حکم دیا تھا۔اور سات باتوں سے روکا تھا۔ہمیں آپ ﷺ نے حکم دیا تھا(۱)جنازے کے پیچھے چلنے کا(۲)مریض کی عیادت کا(۳)دعوت قبول کرنے کا(۴)مظلوم کی مدد کرنے کا(۵)قسم پوری کرنے کا(۶)سلام کے جواب دینے کا(۷)چھینک پر یرحمك الله کہنے کا۔اور آپ ﷺ نے ہمیں منع کیا تھا(۱)چاندی کے برتن سے(۲)سونے کی انگوٹھی سے(۳)ریشم سے(۴)دیباج سے(۵)قسی سے(۶)استبرق سے(۷

فائدہ:۔ساتویں کا ذکر یہاں چھوٹ گیا۔یا مصنف سے سہو ہوا یا ان کے شیخ سے ورنہ دوسری روایتوں میں اس کا ذکر ہے۔

باب ۴۶۴. الدُّخُوْلِ عَلَی الْمَیِّتِ بَعْدَ الْمَوْتِ اِذَا اُدْرِجَ فِیْ كَفْنِهٖ.

باب ۴۶۴۔میت کو جب کفن میں لپیٹا جا چکا ہو تو اس کے پاس جانا

(۵۹۱)عَنْ اُمِّ الْعَلَاءِ اِمْرَاَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ بَایَعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ(قَالَت) اَنَّهُ اقْتُسِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ قُرْعَةً فَطَارَ لَنَاعُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ فَاَنْزَلْنَاهُ فِیْ اَبْیَاتِنَا فَوَجِعَ وَجَعَهُ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ فَلَمَّا تُوُفِّیَ وَ غُسِّلَ وَ كُفِّنَ فِیْ اَثْوَابِهٖ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَیْكَ اَبَا السَّائِبِ فَشَهَادَتِیْ عَلَیْكَ لَقَدْ اَكْرَمَكَ اللّٰهُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَمَا یُدْرِیْكِ اَنَّ اللّٰهَ اَكْرَمَه' فَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَنْ یُّكْرِمُهُ اللّٰهُ فَقَالَ اَمَّا هُوَ فَقَدْ جَاءَهُ الْیَقِیْنُ وَ اللّٰهِ اِنِّیْ لَاَرْجُوْ لَهُ الْخَیْرَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِیْ وَ اَنَا

(۵۹۱)حضرت ام علاءؓ(انصار کی ایک خاتون جنہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیعت کی تھی)نے فرمایا کہ مہاجرین کے لئے قرعہ اندازی ہوئی۔عثمان بن مظعونؓ ہمارے حصے میں آئے چنانچہ ہم نے انہیں اپنے گھر خوش آمدید کہا۔آخر وہ بیمار ہوئے اور اسی میں وفات پا گئے وفات کے بعد غسل دیا گیا اور کفن میں لپیٹ دیا گیا تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔میں نے کہا ابو سائب!آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں میری آپ کے متعلق شہادت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تکریم اور پذیرائی کی ہے اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکریم اور پذیرائی کی ہے؟میں نے کہا یا رسول اللہ!میرے باپ آپ پر فدا ہوں پھر کس کی اللہ تعالیٰ کے یہاں پذیرائی ہوگی؟آپ نے ارشاد فرمایا اس

رَسُوْلُ اللّٰہِ مَا یُفْعَلُ بِیْ قَالَتْ فَوَاللّٰہِ لَا اُزَکِّی اَحَدًا بَعْدَہٗ اَبَدًا۔

میں شبہ نہیں کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے اور خدا گواہ ہے کہ میں بھی ان کے لئے خیر ہی کی توقع رکھتا ہوں لیکن بخدا مجھے اپنے متعلق بھی معلوم نہیں کہ میرے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، میں اللہ کا رسول ہوں۔ ام علاء نے کہا کہ خدا کی قسم اب میں کسی کے متعلق کبھی شہادت (اس طرح کی) نہیں دوں گی۔

فائدہ:۔ عام طور سے چونکہ موت کے بعد آدمی کا چہرہ بگڑ جاتا ہے اور اسی وجہ سے مردہ کو چادر وغیرہ سے چھپا دینے کا حکم ہے۔ اس لئے یہ سوال قدرتی طور پر پیدا ہوتا ہے کہ موت کے بعد کسی کو دیکھنا مناسب ہے یا نہیں۔ نخعیؒ نے تو یہاں تک کہا ہے کہ غسل دینے والوں کے سوا نعش کوئی نہ دیکھے۔ امام بخاریؒ اس کے جواز کو بتانا چاہتے ہیں۔

(۵۹۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ لَمَّا قُتِلَ اَبِیْ جَعَلْتُ اَکْشِفُ الثَّوْبَ عَنْ وَجْھِہٖ اَبْکِیْ وَیَنْھَوْنِیْ عَنْہُ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَنْھَانِیْ فَجَعَلَتْ عَمَّتِیْ فَاطِمَۃُ تَبْکِیْ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَبْکِیْنَ اَوْلَا تَبْکِیْنَ مَازَالَتِ الْمَلَآئِکَۃُ تُظِلُّہٗ بِاَجْنِحَتِھَا حَتّٰی رَفَعْتُمُوْہٗ۔

(۵۹۲) حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ جب میرے والد قتل کر دیئے گئے تو میں ان کے چہرہ پر پڑا ہوا کپڑا کھول کھول کر روتا تھا۔ دوسرے لوگ تو مجھے اس سے روکتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ کچھ نہیں کہہ رہے تھے آخر میری چچی فاطمہؓ بھی رونے لگیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ رو یا چپ رہو۔ جب تک تم لوگ میت کو اٹھاتے نہیں ملائکہ تو برابر اس پر اپنے پروں کا سایہ کئے رہیں گی۔

باب ۴۶۵۔ اَلرَّجُلُ یَنْعٰی اِلٰی اَھْلِ الْمَیِّتِ بِنَفْسِہٖ.

باب ۴۶۵۔ ایک شخص میت کے عزیزوں کو خود موت کی خبر دیتا ہے

(۵۹۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَعَی النَّجَاشِیَّ فِی الْیَوْمِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْہِ خَرَجَ اِلَی الْمُصَلّٰی فَصَفَّ بِھِمْ وَکَبَّرَ اَرْبَعًا۔

(۵۹۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نجاشی (شاہ حبش) کی جس دن وفات ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اس دن اس کی موت کی خبر دی تھی۔ پھر آپ عیدگاہ کی طرف گئے۔ صحابہ صف بستہ ہو گئے اور آپ ﷺ نے چار تکبیریں کہیں (نماز جنازہ پڑھائی)

(۵۹۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخَذَ الرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَھَا جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ ثُمَّ اَخَذَھَا عَبْدُاللّٰہِ بْنُ رَوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ وَاِنَّ عَیْنَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَتَذْرِفَانِ ثُمَّ اَخَذَھَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ مِنْ غَیْرِ اِمْرَۃٍ فَفُتِحَ لَہٗ۔

(۵۹۴) حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ زیدؓ نے جھنڈا سنبھالا لیکن وہ قتل ہو گئے پھر جعفرؓ نے سنبھالا اور وہ بھی قتل ہوئے۔ پھر عبداللہ بن رواحہؓ نے سنبھالا اور وہ بھی قتل ہوئے اس وقت رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (آپ نے فرمایا) اور پھر خالد بن ولیدؓ نے خود اپنے طور پر جھنڈا اٹھا لیا اور ان کی سرکردگی میں مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔

باب ۴۶۵۔ فَضْلُ مَنْ مَّاتَ لَہٗ وَلَدٌ فَاحْتَسَبَ

باب ۴۶۵۔ فضیلت، اس شخص کی جس کی کوئی اولاد مر جائے اور وہ اجر کی نیت سے صبر کرے

(۵۹۵) عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنَ النَّاسِ مَامِنْ مُّسْلِمٍ یُتَوَفّٰی لَہٗ ثَلَاثٌ لَّمْ یَبْلُغُوا الْحِنْثَ اِلَّا اَدْخَلَہُ اللّٰہُ الْجَنَّۃَ

(۵۹۵) حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے اگر تین نابالغ بچے مر جائیں تو اللہ تعالیٰ اس رحمت کے نتیجے میں جو ان بچوں سے وہ رکھتا ہے، مسلمان (بچے کے ماں باپ) کو بھی

بِفَضۡلِ رَحۡمَتِهٖ اِيَّاهُمۡ۔

جنت دے گا۔

فائدہ:۔ نابالغ بچوں کی وفات پر اگر ماں باپ صبر کریں تو اس پر ثواب ملتا ہے قدرتی طور پر اولاد کی موت انسان کے لئے بہت بڑا حادثہ ہے اور اسی لئے اگر کوئی اس پر یہ سمجھ کر صبر کر جائے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے دیا تھا اور اب اسی نے اٹھالیا تو اس حادثہ کی سنگینی کے مطابق اس پر ثواب بھی اتنا ہی زیادہ ملے گا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے اور آخرت میں اس کی قیام گاہ جنت ہوگی۔ یہاں اس بات کا بھی لحاظ رہے کہ حدیث میں نابالغ اولاد کے مرنے پر اس اجر عظیم کا وعدہ کیا گیا ہے۔ بالغ کا ذکر نہیں ہے۔ حالانکہ بالغ اور خصوصاً جوان اولاد کی موت کا سانحہ بہت بڑا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بچے ماں باپ کی اللہ تعالیٰ سے سفارش کرتے ہیں۔ بعض روایتوں میں ایک بچے کی موت پر بھی یہی وعدہ موجود ہے۔ جہاں تک صبر پر ثواب کا تعلق ہے وہ بہرحال بالغ کی موت پر بھی ملے گا۔

باب ۴۶۶. مَايُسۡتَحَبُّ اَنۡ يَّغۡسِلَ وِتۡرًا.

(۵۹۶) عَنۡ اُمِّ عَطِيَّةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهَا) قَالَتۡ دَخَلَ عَلَيۡنَا رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَنَحۡنُ نَغۡسِلُ ابۡنَتَه‘ فَقَالَ اِغۡسِلۡنَهَا ثَلَاثًا اَوۡ خَمۡسًا اَوۡ اَكۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ بِمَاءٍ وَّسِدۡرٍ وَّاجۡعَلۡنَ فِى الۡاٰخِرَةِ كَافُوۡرًا فَاِذَا فَرَغۡتُنَّ فَاٰذِنَّنِىۡ فَلَمَّا فَرَغۡنَا اٰذَنَّاهُ فَاَلۡقٰى اِلَيۡنَا حَقۡوَه‘ اَشۡعِرۡنَهَا اِيَّاهُ۔

باب ۴۶۶۔ طاق مرتبہ غسل دینا مستحب ہے

(۵۹۶) حضرت ام عطیہؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کو غسل دے رہے تھے کہ آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ تین یا پانچ مرتبہ غسل دو، یا اس سے بھی زیادہ، پانی اور بیری کے پتوں سے اور آخر میں کافور کا بھی استعمال کر لینا۔ پھر فارغ ہو کر مجھے اطلاع دے دینا۔ چنانچہ جب ہم فارغ ہوئے تو اطلاع دی۔ آپ نے اپنا ازار عنایت فرمایا کہ اس کی قمیص بنالو۔

باب ۴۶۷. يُبۡدَأُ (الغسل) بِمَيَامِنِ الۡمَيِّتِ.

(۵۹۷) عَنۡ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهَا قَالَتۡ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فِىۡ غُسۡلِ ابۡنَتِهٖ ابۡدَاۡنَ بِمَيَامِنِهَا وَمَوَاضِعِ الۡوُضُوۡءِ مِنۡهَا۔

باب ۴۶۷۔ (غسل) میت کی دائیں طرف سے شروع کیا جائے

(۵۹۷) حضرت ام عطیہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی صاحبزادی کو غسل کے وقت فرمایا تھا کہ دائیں طرف سے اور اعضاء وضو سے غسل شروع کیا جائے۔

باب ۴۶۸. الثِّيَابُ الۡبِيۡضُ لِلۡكَفَنِ.

(۵۹۸) عَنۡ عَآئِشَةَؓ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ كُفِّنَ فِىۡ ثَلَاثَةِ اَثۡوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيۡضٍ سَحُوۡلِيَّةٍ مِّنۡ كُرۡسُفٍ لَيۡسَ فِيۡهِنَّ قَمِيۡصٌ وَّلَا عِمَامَةٌ۔

باب ۴۶۸۔ کفن کے لئے سفید کپڑے

(۵۹۸) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یمن کے سحولی (یمن میں ایک جگہ) کے تین سفید سوتی کپڑوں میں کفن دیا گیا تو ان میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔

باب ۴۶۹. الۡكَفَنُ فِىۡ ثَوۡبَيۡنِ.

(۵۹۹) عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنۡهُما) قَالَ بَيۡنَمَا رَجُلٌ وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ اِذَا وَقَعَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَوَقَصَتۡهُ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اغۡسِلُوۡهُ بِمَآءٍ وَّسِدۡرٍ وَّكَفِّنُوۡهُ فِىۡ ثَوۡبَيۡنِ وَلَا تُحَنِّطُوۡهُ وَلَا تُخَمِّرُوۡا رَاۡسَه‘ فَاِنَّه‘ يُبۡعَثُ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ مُلَبِّيًا۔

باب ۴۶۹۔ دو کپڑوں میں کفن

(۵۹۹) حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ ایک شخص میدان عرفہ میں (حج کے موقعہ پر) وقوف کئے ہوئے تھے کہ اپنی سواری سے گر پڑے اور سواری نے انہیں کچل دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے لئے ارشاد فرمایا کہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں انہیں کفن دیا جائے۔ یہ بھی ہدایت فرمائی کہ نہ انہیں خوشبو لگائی جائے اور نہ سر چھپایا جائے کہ یہ قیامت کے دن تلبیہ کہتے ہوئے اٹھیں گے۔

فائدہ:۔ حنفیہ کے نزدیک کفن تین قسم کے ہوتے ہیں۔(۱) کفن سنت، (۲) کفن کفایت اور (۳) کفن ضرورت۔ حدیث میں جو صورت ہے وہ کفن کفایت کی ہے۔

باب ۴۷۰. الْكَفَنِ فِي الْقَمِيْصِ الَّذِيْ يُكَفُّ اَوْلَا يُكَفُّ وَمَنْ كُفِّنَ بِغَيْرِ قَمِيْصٍ

باب ۴۷۰۔ تر پی ہوئی یا بغیر تر پی ہوئی قمیص کا کفن اور جس کے کفن میں قمیص نہیں دی گئی

(۶۰۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ لَمَّا تُوُفِّيَ جَآءَ ابْنُه' اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِيْ قَمِيْصَكَ اُكَفِّنْه' فِيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَه' فَاَعْطَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَمِيْصَه' فَقَالَ اٰذِنِّيْ اُصَلِّيْ عَلَيْهِ فَاٰذَنَه' فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلَيْهِ جَذَبَه' عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اَلَيْسَ اللّٰهُ نَهَاكَ اَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ اَنَا بَيْنَ خِيَرَتَيْنِ قَالَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْلَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَاللّٰهُ لَهُمْ فَصَلّٰى عَلَيْهِ فَنَزَلَتْ وَلَا تُصَلِّ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا۔(الآیۃ)

(۶۰۰) حضرت ابن عمرؓ نے حدیث بیان کی کہ عبداللہ بن ابی (منافق) کا جب انتقال ہوا تو اس کے بیٹے (صحابیؓ) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! والد کے کفن کے لئے آپ اپنی قمیص عنایت فرمائیے اور ان کے لئے رحمت اور مغفرت کی دعا کیجئے چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی قمیص (غایت مروت کی وجہ سے) عنایت کی اور فرمایا کہ مجھے بتانا میں نماز جنازہ پڑھوں گا انہوں نے اطلاع بھجوائی لیکن جب آپ ﷺ نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے تو عمرؓ نے آپ ﷺ کو پیچھے سے پکڑ لیا اور عرض کیا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منافقین کی نماز پڑھنے سے منع نہیں کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اختیار دے دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "آپ ان کے لئے استغفار کیجئے یا نہ کیجئے اور اگر آپ چاہیں تو ستر مرتبہ استغفار کر لیجئے۔ اللہ انہیں ہرگز معاف نہیں کر سکتا۔" چنانچہ نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی اور اس کے بعد یہ آیت اتری۔ "کسی بھی منافق کی موت پر اس کی نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھائیے۔"

(۶۰۱) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ بَعْدَ مَادُفِنَ فَاَخْرَجَه' فَنَفَثَ فِيْ فِيْهِ مِنْ رِّيْقِهٖ وَاَلْبَسَه' قَمِيْصَه'۔

(۶۰۱) حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو عبداللہ بن ابی کو دفن کیا جا رہا تھا آپ ﷺ نے اسے قبر سے نکلوایا اور آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن اسکے منہ میں ڈالا اور اسے اپنی قمیص پہنائی (اس سے معلوم ہوا کہ کفن میں تر پی یا سلی ہوئی قمیص دی جا سکتی ہے)

باب ۴۷۱. اِذَا لَمْ يَجِدْ كَفَنًا اِلَّا مَا يُوَارِيْ رَاْسَه' اَوْقَدَمَيْهِ غَطّٰى رَاْسَه'.

۴۷۱۔ جب کفن صرف اس قدر ہو کہ سر یا پاؤں میں سے کوئی ایک چھپایا جا سکے تو سر چھپانا چاہئے

(۶۰۲) عَنْ خُبَابٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَلْتَمِسُ وَجْهَ اللّٰهِ فَوَقَعَ اَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ فَمِنَّا مَنْ مَّاتَ لَمْ يَاْكُلْ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْئًا مِّنْهُمْ مُّصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَّ مِنَّا مَنْ اَيْنَعَتْ لَه' ثَمَرَتُه' فَهُوَ يَهْدِ بُهَا قُتِلَ يَوْمَ اُحُدٍ فَلَمْ نَجِدْ مَانُكَفِّنُه' اِلَّا بُرْدَةً اِذَا غَطَّيْنَا بِهَا رَاْسَه' خَرَجَتْ

(۶۰۲) حضرت خبابؓ نے حدیث بیان کی کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہجرت کی تھی۔ اب ہمیں اللہ تعالیٰ سے اجر ملنا ہی تھا۔ چنانچہ ہمارے بعض ساتھی انتقال کر گئے اور (اس دنیا میں) انہوں نے اپنے کئے کا کوئی پھل نہیں دیکھا۔ معصب بن عمیرؓ انہیں لوگوں میں تھے اور ہمارے بہت سے ساتھی ایسے ہیں جو اسی دنیا میں اس کے ثمرات دیکھ رہے ہیں اور اس سے فائدہ اٹھا

رِجْلَاهُ وَاِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ خَرَجَ رَاْسُه‘ فَاَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُغَطِّيَ رَاْسَه‘ وَاَنْ نَّجْعَلَ عَلٰى رِجْلَيْهِ مِنَ الْاِ ذْخَرِ۔

رہے ہیں (مصعب بن عمیرؓ) احد کی لڑائی میں شہید ہوئے تھے۔ کفن میں ایک چادر کے سوا اور کوئی چیز نہیں تھی اور وہ بھی ایسی کہ اگر اس سے سر ڈھکتے ہیں تو پاؤں کھل جاتے ہیں اور اگر پاؤں ڈھکتے ہیں تو سر کھل جاتا ہے۔ یہ دیکھ کر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سر ڈھک دو اور پاؤں پر سبز گھاس ڈال دو۔

باب ۴۷۲. مَنِ اسْتَعَدَّ الْكَفَنَ فِيْ زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ.

باب ۴۷۲۔ جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں کفن تیار رکھا اور آپ نے اس پر کسی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا

(۶۰۳) عَنْ سَهْلٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنه، قَالَ) اِنَّ امْرَاَةً جَاءَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَةٍ مَّنْسُوْجَةٍ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا اَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ قَالُوا الشَّمْلَةُ قَالَ نَعَمْ قَالَتْ نَسَجْتُهَا بِيَدِيْ فَجِئْتُ لِاَكْسُوْكَهَا فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَاِنَّهَا اِزَارُه‘ فَحَسَّنَهَا فُلَانٌ فَقَالَ اكْسُنِيْهَا مَااَحْسَنَهَا قَالَ الْقَوْمُ مَااَحْسَنْتَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا ثُمَّ سَاَلْتَه‘ وَعَلِمْتَ اَنَّه‘ لَايَرُدُّ قَالَ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَاسَاَلْتُه‘ لِاَلْبَسَه‘ اِنَّمَا سَاَلْتُه‘ لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَه‘۔

(۶۰۳) حضرت سہلؓ نے فرمایا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک بنی ہوئی ''بردہ'' لائیں اس کے حاشیے ابھی جوں کے توں باقی تھے (یعنی نئی تھی) سہل بن سعدؓ نے پوچھا کہ ''بردہ'' بھی جانتے ہو تو لوگوں نے کہا جی ہاں! چادر کو کہتے ہیں۔ فرمایا کہ ٹھیک بتایا۔ تو اس عورت نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے اسے بنایا ہے اور آپ ﷺ کو پہنانے کے لئے لائی ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے وہ کپڑا قبول کر لیا جیسے آپ کو اس کی ضرورت رہی ہو پھر اسے ازار کے طور پر باندھ کر باہر تشریف لائے تو ایک صاحب نے اس کی تعریف کی اور کہا کہ بڑی اچھی چادر ہے آپ ﷺ مجھے عنایت فرما دیجئے اس پر لوگوں نے کہا کہ آپ نے (مانگ کر) کچھ اچھا نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ضرورت کی وجہ سے پہنا تھا اور آپ نے مانگ لیا۔ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ آنحضور ﷺ کسی سوال کو رد نہیں کرتے۔ ان صاحب نے جواب دیا کہ خدا گواہ ہے میں نے پہننے کے لئے آپ ﷺ سے چادر نہیں مانگی تھی بلکہ اپنا کفن بنانے کے لئے مانگی تھی۔ سہل نے بیان کیا کہ وہی چادر ان کا کفن بنی۔

باب ۴۷۳. اِتِّبَاعِ النِّسَاءِ الْجَنَائِزَ.

باب ۴۷۳۔ عورتیں جنازے کے ساتھ

(۶۰۴) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ نُهِيْنَا عَنِ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَلَمْ يُعْزَمْ عَلَيْنَا۔

(۶۰۴) حضرت ام عطیہؓ نے بیان کیا کہ ہمیں (عورتوں کو) جنازے کے ساتھ چلنے کی ممانعت تھی لیکن بہت زیادہ شدید نہیں۔

باب ۴۷۴. حَدِّ الْمَرْاَةِ عَلٰى غَيْرِ زَوْجِهَا.

باب ۴۷۴ شوہر کے علاوہ کسی دوسرے پر عورت کا سوگ

(۶۰۵) عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (قَالَتْ) سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِاِ مْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلٰى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا ثُمَّ دَخَلْتُ عَلٰى زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حِيْنَ

(۶۰۵) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت ام حبیبہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ کوئی بھی عورت جو اللہ اور یوم آخر پر یقین رکھتی ہو اس کے لئے شوہر کے سوا کسی کی موت پر بھی تین دن سے زیادہ کا سوگ منانا جائز نہیں ہے۔ ہاں، شوہر پر چار مہینے دس دن تک غم منائے گی۔ پھر میں زینب بنت جحشؓ کے یہاں جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا

تُوُفِّیَ اَخُوھَا فَدَعَتْ بِطِیْبٍ فَمَسَّتْ ثُمَّ قَالَتْ مَالِیْ بِالطِّیْبِ مِنْ حَاجَةٍ غَیْرَ اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ لَا یَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرًا۔

تو گئی۔ انہوں نے خوشبو منگوائی اور اسے لگایا پھر فرمایا کہ مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں تھی لیکن میں نے نبی کریم ﷺ کو منبر پر یہ کہتے سنا ہے کہ کسی بھی عورت کے لئے جو اللہ اور یوم آخر پر یقین رکھتی ہو، جائز نہیں ہے کہ کسی میت کا سوگ تین دن سے زیادہ منائے۔ لیکن شوہر کا غم (عدت) چار مہینے دس دن تک منانا ہوگا۔

باب ۴۷۵. زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ.

باب ۴۷۵ قبر کی زیارت

(۶۰۶) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تعالی عَنْهُ) قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِامْرَاَةٍ تَبْکِیْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ قَالَتْ اِلَیْكَ عَنِّیْ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِیْبَتِیْ وَلَمْ تَعْرِفْهُ فَقِیْلَ لَهَا اِنَّهٗ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهٗ بَوَّابِیْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْكَ فَقَالَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی۔

(۶۰۶) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا گذر ایک عورت پر ہوا جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔ وہ عورت بولی جاؤ بھی، یہ مصیبت تم پر پڑی ہوتی تو پتہ چلتا۔ وہ آپ کو پہچان نہیں سکی تھی۔ پھر جب اسے بتایا گیا کہ آپ ﷺ نبی کریم ﷺ تھے تو اب وہ آنحضور ﷺ کے دروازہ پر پہنچی۔ وہاں اسے کوئی دربان بھی نہ ملا۔ پھر اس نے عرض کی کہ میں آپ کو پہچان نہ سکی تھی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ صبر کی قیمت تو صدمہ کے شروع میں ہوتی ہے۔

فائدہ:۔ مسلم کی حدیث میں ہے کہ "میں نے تمہیں قبر کی زیارت کرنے سے منع کیا تھا لیکن اب کر سکتے ہو۔" اس سے معلوم ہوا کہ ابتداء اسلام میں ممانعت تھی اور پھر بعد میں اس کی اجازت مل گئی۔ امام بخاریؒ کو غالباً کوئی حدیث اس طرح کی نہیں ملی جو ان کی شرائط کے مطابق ہو اسی لئے وہ ایسی حدیث لائے جس سے جواز اور عدم جواز کا کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ حالانکہ اس باب میں صاف اور واضح احادیث موجود تھیں۔ احادیث میں یہ بھی ہے کہ قبروں پر جایا کرو کہ اس سے موت یاد آتی ہے یعنی اس سے آدمی کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور اگر کوئی قبروں پر جانے کا صحیح مقصد رکھتا ہو تو نیکی اور تقویٰ کی تحریک کا یہ باعث ہے۔ قبروں پر جانے کی اجازت میں شریعت کے وہی مصالح اور مقاصد ہیں جن کی آنحضور ﷺ نے خود تصریح صاف الفاظ میں کر دی ہے۔ عرب جاہلیت میں یہی بت پرستی اور شرک کا محرک تھی اس لئے عربوں کے دل و دماغ سے اس پرانے تخیل کو پوری طرح مٹا دینے کے لئے شروع میں قبروں پر جانے ہی سے روک دیا گیا لیکن بہر حال اگر انسان نیک طبیعت ہو تو وہاں جا کر عبرت بھی حاصل کر سکتا ہے کہ اس دنیا میں یہ قبریں انسان کے لئے سب سے بڑا عبرت کدہ ہیں اور اس دنیا کی حقیقت اور انسان کی بے ثباتی پر شاہد! اس لئے قبروں کی زیارت کے مقاصد اسی طرح کے ہونے چاہئیں۔

باب ۴۷۶. قَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ یُعَذَّبُ الْمَیِّتُ بِبَعْضِ بُکَاءِ اَهْلِهٖ عَلَیْهِ اِذَا کَانَ النَّوْحُ مِنْ سُنَّتِهٖ

باب ۴۷۶۔ نبی کریم ﷺ کے اس ارشاد کے متعلق کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے بعض اوقات عذاب ہوتا ہے۔ یہ اس وقت جب نوحہ و ماتم اس کی عادت رہی ہو۔

(۶۰۷) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تعالی عَنْهُمَا) قَالَ اَرْسَلَتِ ابْنَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَیْهِ اِنَّ ابْنًا لِّیْ قُبِضَ فَاْتِنَا فَاَرْسَلَ یُقْرِئُ السَّلَامَ وَ یَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰی وَ کُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَیْهِ تُقْسِمُ عَلَیْهِ لَیَاْتِیَنَّهَا

(۶۰۷) حضرت اسامہ بن زیدؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی زینبؓ نے آپ ﷺ کو اطلاع کرائی کہ ان کا ایک لڑکا قریب المرگ ہے اس لئے آپ ﷺ تشریف لائیں۔ آنحضور ﷺ نے انہیں سلام کہلوایا اور کہلوایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو لے لیا وہ اسی کا تھا اور جو اس نے دیا تھا وہ بھی اسی کا تھا اور ہر چیز اس کی بارگاہ سے وقت مقررہ پر وقوع پذیر

فَقَامَ وَمَعَه' سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ وَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ اِلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِیُّ وَ نَفْسُه' تَتَقَعْقَعُ قَالَ حَسِبْتُه' اَنَّه' قَالَ کَاَنَّهَا شَنٌّ فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا فَقَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ وَاِنَّمَا یَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَآءَ۔

ہوتی ہے اسلئے صبر کریں اور اللہ تعالیٰ سے اجر کی توقع رکھیں پھر حضرت زینبؓ نے بتاکید اپنے یہاں بلوا بھیجا۔ اب رسول اللہ ﷺ جانے کے لئے اٹھے۔ آپ ﷺ کے ساتھ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب زید بن ثابت اور بہت سے دوسرے صحابہؓ تھے بچے کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لایا گیا تو بچہ کی جاں کنی کا عالم تھا حضرت اسامہؓ نے فرمایا کہ جیسے مشکیزہ ہوتا ہے (اور پانی کے ٹکرانے کی اندر سے آواز آتی ہے۔ اسی طرح جان کنی کے وقت بچہ کے اندر سے آواز آرہی تھی) یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بھر آئیں۔ سعدؓ بول اٹھے کہ یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رحمت ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ رحم دل بندوں پر رحم فرماتا ہے۔

فائدہ:۔ اس مسئلہ میں حضرت ابن عمرؓ اور حضرت عائشہؓ کا ایک مشہور اختلاف تھا کہ میت پر اس کے گھر والوں کے نوحہ کی وجہ سے عذاب ہوگا یا نہیں؟ حضرت عائشہؓ کا یہ خیال تھا کہ میت پر اس کے گھر والوں کے نوحہ سے عذاب نہیں ہوتا کیونکہ ہر شخص صرف اپنے عمل کا ذمہ دار ہے۔ قرآن میں خود ہے کہ کسی پر دوسرے کی کوئی ذمہ داری نہیں "لا تزر وازرة وزر اخری" اس لئے نوحہ کی وجہ سے جس گناہ کے مرتکب مردہ کے گھر والے ہوتے ہیں اس کی ذمہ داری مردے پر کیسے ڈالی جاسکتی ہے؟ لیکن ابن عمرؓ کے پیش نظر یہ حدیث تھی "میت پر اس کے گھر والوں کے نوحہ سے عذاب ہوتا ہے۔" حدیث صاف تھی اور خاص میت کے لئے، لیکن قرآن میں ایک عام حکم بیان ہوا ہے۔ عائشہؓ کا جواب یہ تھا کہ حضرت ابن عمرؓ سے غلطی ہوئی آنحضور ﷺ کا ارشاد ایک خاص واقعہ سے متعلق تھا۔ کسی یہودی عورت کا انتقال ہوگیا تھا اس پر اصل عذاب کفر کی وجہ سے ہو رہا تھا لیکن مزید اضافہ گھر والوں کے نوحہ نے بھی کر دیا تھا کہ وہ اس کے استحقاق کے خلاف اس کا ماتم کر رہے تھے اور خلاف واقعہ نیکیوں کو اس کی طرف منسوب کر رہے تھے۔ اس لئے آنحضور ﷺ نے اس موقعہ پر جو کچھ فرمایا وہ مسلمانوں کے بارے میں نہیں تھا لیکن علماء نے حضرت ابن عمرؓ کے خلاف حضرت عائشہؓ کے اس استدلال کو تسلیم نہیں کیا ہے۔ دوسری طرف حضرت ابن عمرؓ کی حدیث کو بھی ہر حال میں نافذ نہیں کیا بلکہ اس کی نوک پلک دوسرے شرعی اصول وشواہد کی روشنی میں درست کئے گئے ہیں اور پھر اسے ایک اصول کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے۔ علماء نے اس حدیث کی جو مختلف وجوہ وتفصیلات بیان کی ہیں انہیں حافظ ابن حجرؒ نے تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔

(۶۰۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ شَهِدْنَا بِنْتًا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ عَلَی الْقَبْرِ قَالَ فَرَاَیْتُ عَیْنَیْهِ تَدْمَعَانِ قَالَ فَقَالَ هَلْ مِنْکُمْ رَجُلٌ لَّمْ یُقَارِفِ اللَّیْلَةَ فَقَالَ اَبُوْطَلْحَةَ اَنَا قَالَ فَانْزِلْ قَالَ فَنَزَلَ فِیْ قَبْرِهَا۔

(۶۰۸) حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی ایک صاحبزادی (ام کلثومؓ کے جنازہ میں شریک تھے، حضور اکرم ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں بھر آئی تھیں آنحضور ﷺ نے پوچھا کہ کوئی ایسا شخص ہے جس نے رات کوئی ناشایاں کام نہ کیا ہو؟ اس پر ابوطلحہؓ بولے کہ میں ہوں آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر قبر میں اترو۔ چنانچہ وہ ان کی قبر میں اترے۔

(۶۰۹) عَنْ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمَیِّتَ یُعَذَّبُ

(۶۰۹) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میت پر اس کے گھر والوں کے رونے سے بعض اوقات عذاب ہوتا ہے۔ ابن عباس

بِبَعْضِ بُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ۔ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَلَمَّا مَاتَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ رَحِمَ اللّٰهُ عُمَرَ وَاللّٰهِ مَاحَدَّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيُعَذِّبُ الْمُؤْمِنَ بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ وَلٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَيَزِيْدُ الْكَافِرَ عَذَابًا بِبُكَاءِ اَهْلِهِ عَلَيْهِ وَقَالَتْ حَسْبُكُمُ الْقُرْاٰنُ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى۔

ؓ نے فرمایا کہ جب حضرت عمرؓ کا انتقال ہو گیا تو میں نے اس کا ذکر حضرت عائشہؓ سے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی رحمت عمر پر ہو۔ بخدا رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ مؤمن کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیتا ہے بلکہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ کافر کا عذاب اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے اور زیادہ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ قرآن کی دلیل سب سے زیادہ وزنی ہے کہ ''کوئی کسی کے گناہ کا ذمہ دار اور اس کے مواخذہ کا اٹھانے والا نہیں۔

(٦١٠) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اِنَّمَا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى يَهُوْدِيَّةٍ يَّبْكِىْ عَلَيْهَا اَهْلُهَا فَقَالَ اِنَّهُمْ لَيَبْكُوْنَ عَلَيْهَا وَاِنَّهَا لَتُعَذَّبُ فِىْ قَبْرِهَا۔

(۶۱۰) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا گذر ایک یہودی عورت پر ہوا جس کی موت پر اس کے گھر والے رو رہے تھے اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس پر رو رہے ہیں حالانکہ قبر میں اس پر عذاب ہو رہا ہے۔

باب ٤٧٧. مَا يُكْرَهُ مِنَ النِّيَاحَةِ عَلَى الْمَيِّتِ

باب ۴۷۷۔ میت پر کس طرح کے نوحہ کو ناپسند قرار دیا گیا ہے

(٦١١) عَنِ الْمُغِيْرَةِ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُ) قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى اَحَدٍ مَّنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَه' مِنَ النَّارِ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ نِّيحَ عَلَيْهِ يُعَذَّبُ بِمَا نِيحَ عَلَيْهِ۔

(۶۱۱) حضرت مغیرہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے یہ سنا کہ میرے متعلق کوئی جھوٹی بات کہنا عام لوگوں سے متعلق جھوٹ بولنے کی طرح نہیں (کیونکہ آپ ﷺ نبی تھے اور آپ کے متعلق معمولی جھوٹ سے بھی بڑے بڑے مفاسد کا دروازہ دین میں کھل سکتا ہے) میرے متعلق جو شخص بھی قصداً جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنا لیتا ہے۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ کسی میت پر اگر نوحہ و ماتم کیا جاتا ہے تو اس نوحہ کی وجہ سے بھی اس پر عذاب ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو میت پر نوحہ سے متعلق حدیث سنائی تھی۔ آپ نے تمہید کے طور پر ایک حدیث پہلے سنا دی جس کا مقصد یہ تھا کہ جو حدیث میں بیان کرنا چاہتا ہوں اسے پوری ذمہ داری کے ساتھ بیان کروں گا اور اس میں کسی قسم کی غلط بیانی کا شائبہ بھی نہیں ہوگا۔

باب ٤٧٨. لَيْسَ مِنَّا مَنْ شَقَّ الْجُيُوْبَ.

باب ۴۷۸۔ گریبان چاک کرنے والے ہم میں سے نہیں ہیں

(٦١٢) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّطَمَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔

(۶۱۲) حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورتیں اپنے چہروں کو پیٹتی ہیں، گریبان چاک کر لیتی ہیں اور جاہلیت کا طرز عمل اختیار کرتی ہیں (کسی کی موت پر) وہ ہم میں سے نہیں ہیں۔

باب ٤٧٩. رَثَى النَّبِيُّ ﷺ سَعْدَ بْنَ خَوْلَةَ ؓ

باب ۴۷۹۔ نبی کریم ﷺ سعد بن خولہؓ کی وفات پر اظہار غم کرتے ہیں

(٦١٣) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى

(۶۱۳) حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حجۃ

عَنْهُ)قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَّجَعٍ اشْتَدَّبِيْ فَقُلْتُ اِنِّيْ قَدْ بَلَغَ بِيْ مِنَ الْوَجَعِ وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَّلَا يَرِثُنِيْ اِلَّاابْنَةٌ اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ قَالَ لَا فَقُلْتُ بِالشَّطْرِ فَقَالَ لَاثُمَّ قَالَ الثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَبِيْرٌ اَوْ كَثِيْرٌ اِنَّكَ اَنْ تَذَرَوَرَثَتَكَ اَغْنِيَآءَ خَيْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَ هُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ وَ اَنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَأَتِكَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِيْ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا صَالِحًااِلَّا ازْدَدْتَ بِهٖ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً ثُمَّ لَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَيُضَرُّ بِكَ اٰخَرُوْنَ اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ لٰكِنِ الْبَائِسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ يَرْثِيْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ مَّاتَ بِمَكَّةَ۔

الوداع کے سال میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ میں سخت بیمار تھا۔ میں نے عرض کیا کہ میرا مرض شدت اختیار کر چکا ہے۔ میرے پاس مال واسباب بہت ہیں اور صرف ایک لڑکی ہے جو وارث ہوگی تو کیا میں اپنے دوتہائی مال کا صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ آدھے مال کا صدقہ کر دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ پھر فرمایا کہ ایک تہائی کر دو اور یہ بھی زیادہ ہے۔ اگر تم اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑ و تو یہ اس سے بہتر ہوگا کہ محتاجی میں انہیں اس طرح چھوڑ کر جاؤں کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں یہ یاد رکھو کہ جو خرچ بھی تم اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی نیت سے کرو گے تو اس پر تمہیں اجر ملے گا حتیٰ کہ اس لقمہ پر بھی تمہیں ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھو پھر میں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! میرے ساتھی مجھے چھوڑ کر (حجۃ الوداع کے لئے) چلے جارہے ہیں۔(۱) اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہاں رہ کر بھی اگر تم کوئی نیک عمل کرو گے تو اس سے تمہارے مدارج بلند ہوں گے اور شاید تم ابھی زندہ رہو گے اور بہت سے لوگوں کو (مسلمانوں کو) تم سے فائدہ پہنچے گا اور بہتوں کو (کفار و مرتدین کو) نقصان! (پھر آپ نے دعا فرمائی) اے اللہ! میرے ساتھیوں کو ہجرت پر استقلال عطا فرما اور ان کے قدم پیچھے کی طرف نہ لوٹا۔ لیکن مصیبت زدہ سعد بن خولہ تھے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے مکہ میں وفات پا جانے کی وجہ سے اظہار غم کیا تھا۔(۲)

فائدہ:۔ اس موقعہ پر حضور اکرم ﷺ نے اسلام کا وہ زریں اصول بیان کیا ہے جو اجتماعی زندگی کی جان ہے۔ احادیث کے ذخیرہ میں اس طرح کی احادیث کی کمی نہیں اور اس سے ہماری شریعت کے مزاج کا پتہ چلتا ہے کہ وہ اپنی اتباع کرنے والوں سے کس طرح کی زندگی کا مطالبہ کرتی ہے خداوند تعالیٰ خود شارع ہیں اور انہوں نے اپنی تمام دوسری مخلوقات کے ساتھ انسانوں کو بھی پیدا کیا ہے۔ اس لئے انسان کی طبیعت میں فطری طور پر جو رجحانات اور صلاحیتیں موجود ہیں۔ خداوند تعالیٰ اپنے احکام و اوامر میں انہیں نظر انداز نہیں کرتے شریعت میں معاد و معاش سے متعلق جن احکام پر عمل کرنے کا ہم سے مطالبہ کیا گیا ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ خدا کی عبادت اس کی رضا کے مطابق ہو سکے اور زمین میں شر و فساد نہ پھیلے۔ اہل و عیال پر خرچ کرنے کی اہمیت اور اس پر اجر و ثواب کا استحقاق، صلہ رحمی اور خاندانی نظام کی اہمیت کے پیش نظر ہے کہ جن پر معاشرہ کی اصلاح و بقاء کا مدار ہے۔ حدیث کا یہ حصہ کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ دے تو اس پر بھی اجر و ثواب ملے گا، اسی بنیاد پر ہے۔ کوئی نہیں جانتا کہ اس میں حظ نفس بھی ہے لیکن اگر ازدواجی زندگی کے ذریعہ مسلمان اس خاندانی نظام کو پروان چڑھاتا ہے جس کی ترتیب اسلام نے دی اور اس کے مقتضیات پر عمل کی کوشش کرتا ہے تو قضاء شہوت بھی اجر و ثواب کا باعث ہے۔ شیخ نوویؒ نے لکھا ہے کہ حظ نفس اگر حق کے مطابق ہو تو اجر و ثواب میں اس کی وجہ سے کوئی کمی نہیں ہوتی۔ مسلم میں اس سلسلہ کی ایک حدیث بہت واضح ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری شرم گاہ میں صدقہ ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا ہم اپنی شہوت بھی پوری کریں گے اور اجر بھی پائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! کیا تم اس پر غور نہیں کرتے کہ اگر حرام میں مبتلا ہو گئے تو پھر کیا ہوگا؟

اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ شریعت ہمیں کن حدود میں رکھنا چاہتی ہے اور اس کے لئے اس نے کیا کیا جتن کئے ہیں اور ہماری بعض فطری رجحانات کی وجہ سے جو بڑی خرابیاں پیدا ہوسکتی تھیں ان کے سد باب کی کس طرح کوشش کی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ اس کے باوجود کہ بیوی کے منہ میں لقمہ دینے اور دوسرے طریقوں سے خرچ کرنے کا داعیہ نفسانی اور شہوانی بھی ہے، خود یہ لقمہ جس جسم کا جزء بنے گا شوہر اسی سے متفع ہوتا ہے لیکن شریعت کی طرف سے پھر بھی اجر وثواب کا وعدہ ہے اس لئے اگر دوسروں پر خرچ کیا جائے جن سے کوئی نسبت وقربت نہیں اور جہاں خرچ کرنے کے لئے کچھ زیادہ مجاہدہ کی بھی ضرورت ہوگی تو اس پر اجر وثواب کس قدر مل سکتا ہے۔ تاہم یہ یاد رہے کہ ہر طرح کے خرچ اخراجات میں مقدم اعزہ واقرباء ہیں اور پھر دوسرے لوگ کہ اعزہ پر خرچ کرکے آدمی شریعت کے کئی مطالبوں کو ایک ساتھ پورا کرتا ہے

۱۔ کیونکہ آپ بیمار تھے اور ساتھ جانہیں سکتے تھے اس لئے اس کار خیر میں اپنی عدم شرکت پر رنج وغم کا اظہار کررہے ہیں بعض روایتوں میں ہے کہ یہ فتح مکہ کا واقعہ ہے۔

۲۔ سعد بن خولہؓ مہاجرین میں سے تھے لیکن آپ کی وفات مکہ میں ہوگئی تھی۔ یہ بات پسند نہیں کی جاتی تھی کہ جن لوگوں نے اللہ اور رسول سے تعلق کی وجہ سے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہجرت کی تھی وہ بلاکسی سخت ضرورت کے مکہ میں قیام کریں چنانچہ سعد بن وقاصؓ مکہ میں بیمار ہوئے تو یہاں سے جلد نکل جانا چاہا کہ کہیں وہیں وفات نہ ہوجائے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی سعد بن خولہؓ پر اس لئے اظہار غم کیا تھا کہ مہاجر ہونے کے باوجود ان کی وفات مکہ میں ہوگئی تھی۔ اسی کے ساتھ آپ نے اس کی بھی دعا کی کہ اللہ تعالیٰ صحابہ کو ہجرت پر استقلال عطا فرمائے تاہم یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ نقصان کس طرح کا ہوگا کیونکہ یہ تکوینات سے متعلق ہے۔

باب ۴۸۰. مَا يُنْهٰى مِنَ الْحَلْقِ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ

(٦١٤) عَنْ اَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ وَجِعَ اَبُوْمُوْسٰی (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) وَجْعًا فَغُشِیَ عَلَیْهِ وَرَأْسُه، فِیْ حِجْرِ امْرَأَةٍ مِّنْ اَهْلِهٖ فَلَمْ يَسْتَطِعْ اَنْ يَّرُدَّ عَلَیْهَا شَیْئًا فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَنَا بَرِیْءٌ مِّمَّنْ بَرِیءَ مِنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَرِیْءٌ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ۔

باب ۴۸۰۔ مصیبت کے وقت سر منڈوانے کی ممانعت۔

(۶۱۴) ابو بردہ بن ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیمار پڑ گئے، ان پر غشی طاری تھی اور ان کا سر ان کی ایک بیوی (ام عبداللہ بنت ابی رومہ) کی گود میں تھا (انہوں نے ایک زور کی چیخ ماری) ابوموسیٰؓ اس وقت کچھ بول نہیں سکتے تھے لیکن جب افاقہ ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ میں بھی ان چیزوں سے بری ہوں جن سے رسول اللہ ﷺ نے برأت کا اظہار فرمایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (کسی مصیبت کے وقت) چلا کر رونے والی، سر منڈا دینے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورتوں سے اپنی برات کا اظہار فرمایا تھا۔

باب ۴۸۱. مَنْ جَلَسَ عِنْدَ الْمُصِيْبَةِ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ

(٦١٥) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا جَآءَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَتْلُ بْنِ حَارِثَةَ وَجَعْفَرٍ وَابْنِ رَوَاحَةَ جَلَسَ يُعْرَفُ فِيْهِ الْحُزْنُ وَاَنَا اَنْظُرُ مِنْ صَائِرِ الْبَابِ شَقِّ الْبَابِ فَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ نِسَآءَ جَعْفَرٍ وَّذَكَرَ بُكَاءَهُنَّ فَاَمَرَه، اَنْ يَّنْهَاهُنَّ فَذَهَبَ ثُمَّ اَتَاهُ الثَّانِيَةَ لَمْ يُطِعْنَهٗ فَقَالَ انْهَهُنَّ فَاَتَاهُ الثَّالِثَةَ قَالَ وَاللّٰهِ غَلَبْنَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَزَعَمَتْ اَنَّه، قَالَ فَاحْثُ فِیْ اَفْوَاهِهِنَّ التُّرَابَ۔

باب ۴۸۱۔ جو مصیبت کے وقت غمگین دکھائی دے

(۶۱۵) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ کو زید بن حارثہؓ، جعفرؓ اور عبداللہ بن رواحہؓ کی شہادت (غزوہ موتہ میں) کی اطلاع ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اس وقت اس طرح تشریف فرما تھے کہ غم کے آثار آپ ﷺ کے چہرے پر نمایاں تھے۔ میں دروازے کے سوراخ سے دیکھ رہی تھی۔ اتنے میں ایک صاحب آئے اور جعفرؓ کے گھر کی عورتوں کے رونے کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انہیں رونے سے منع کرو چنانچہ وہ گئے لیکن واپس آکر کہا کہ وہ تو نہیں مانتیں۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا کہ انہیں منع کرو۔ اب وہ تیسری مرتبہ واپس ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ

تو بہت چڑھ گئی ہیں (عمرہ نے کہا کہ) عائشہؓ کو یقین تھا کہ (ان کے اس کہنے پر) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر ان کے منہ میں مٹی جھونک دو۔

فائدہ۔ "فاحث فی افواھھن التراب" "ان کے منہ میں مٹی جھونک دو" ایک محاورہ ہے اور اس سے مراد صرف کسی بات کی ناپسندیدگی کا اظہار ہوتا ہے۔ واقعی اور حقیقی اس کا مفہوم مراد نہیں ہے۔ اس طرح کے محاورے اردو میں بھی استعمال ہوئے ہیں۔ عائشہؓ نے اس موقعہ پر آپ کے طرز عمل سے یہ سمجھا کہ اس وقت کا نوحہ جو جعفرؓ کے گھر کی عورتیں کر رہی تھیں۔ شریعت کی نظر میں اگر چہ پسندیدہ نہیں تھا لیکن مباح ضرور تھا اسی لئے آنحضور ﷺ نے کوئی زیادہ سخت کلمہ ارشاد نہیں فرمایا۔ عائشہؓ کا منشاء یہ ہے کہ اگر اس وقت آنحضور ﷺ سے بار بار ان کے رونے پیٹنے کا ذکر نہ کیا جاتا تو بہتر تھا۔ کہ آپ ﷺ کو بھی اس سے رنج ہوا اور وہ عورتیں باز بھی نہ آئیں یعنی کہنے والے نے اپنے دل کی ایک بات کہہ دی اور رسول اللہ ﷺ کی ناگواری خاطر کا لحاظ نہیں کیا۔

باب ۴۸۲. مَنْ لَّمْ يُظْهِرْ حُزْنَه' عِنْدَ الْمُصِيبَةِ

(۶۱۶) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اِشْتَكٰى ابْنٌ لِاَبِيْ طَلْحَةَ قَالَ فَمَاتَ وَاَبُوْ طَلْحَةَ خَارِجٌ فَلَمَّا رَاَتِ امْرَاَتُه' اَنَّه' قَدْ مَاتَ هَيَّاَتْ شَيْئًا وَنَحَّتْهُ فِيْ جَانِبِ الْبَيْتِ فَلَمَّا جَآءَ اَبُوْ طَلْحَةَ قَالَ كَيْفَ الْغُلَامُ قَالَتْ قَدْ هَدَاَتْ نَفْسُه' وَاَرْجُوْ اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ اَبُوْ طَلْحَةَ اَنَّهَا صَادِقَةٌ قَالَ فَبَاتَ فَلَمَّا اَصْبَحَ اغْتَسَلَ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ اَعْلَمَتْهُ اَنَّه' قَدْ مَاتَ فَصَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اَخْبَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا كَانَ مِنْهُمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّبَارِكَ لَكُمَا فِيْ لَيْلَتِكُمَا۔
(قَالَ سُفْيٰنُ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَرَاَيْتُ لَهُمَا تِسْعَةَ اَوْلَادٍ كُلُّهُمْ قَدْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ)

۸۲۴۔ جو مصیبت کے وقت اپنے غم کو ظاہر نہ ہونے دے

(۶۱۶) حضرت انس بن مالکؓ فرما رہے تھے کہ ابوطلحہؓ کے ایک لڑکے کی طبیعت خراب تھی۔ ان کا انتقال بھی ہوگیا۔ اس وقت ابوطلحہ گھر میں موجود نہیں تھے ان کی بیوی نے جب دیکھا کہ بچے کا انتقال ہوگیا تو انہوں نے بچے کو نہلا دھلا، کفنا کے گھر کے ایک طرف رکھ دیا ابوطلحہؓ جب تشریف لائے تو پوچھا کہ بچہ کی طبیعت کیسی ہے؟ انہوں نے کہا کہ اسے سکون ہوگیا ہے اور میرا خیال ہے کہ اب آرام کر رہا ہوگا۔ ابوطلحہؓ نے سمجھا کہ وہ صحیح کہہ رہی ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ ابوطلحہؓ نے رات گذاری اور جب صبح ہوئی تو غسل کیا، لیکن جب پھر باہر جانے کا ارادہ کیا تو بیوی نے واقعہ کی اطلاع دی کہ بچے کا انتقال ہو چکا ہے پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی اور اپنے تمام حالات سے آپ ﷺ کو مطلع کیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ تم دونوں کی اس رات میں برکت عطا فرمائے گا۔ (سفیان نے بیان کیا کہ انصار کے ایک فرد نے بتایا کہ میں نے ابوطلحہؓ کی انہیں بیوی سے ۹ اولادیں دیکھیں، سب کے سب قرآن کے عالم تھے۔)

فائدہ:۔ مطلب تو یہ تھا کہ بچے کا انتقال ہوگیا ہے جس طرح مرض سے افاقہ سکون کا باعث ہوتا ہے بظاہر موت سے بھی سکون نظر آتا ہے کہ بیماری اور تکلیف کی وجہ سے جس پریشانی کا اظہار مریض سے ہوتا ہے موت کے بعد وہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔ دوسرے جملہ کا مطلب اس توقع کا اظہار ہے کہ بچہ کے ساتھ اللہ کی بارگاہ سے بھی اچھا معاملہ ہوا ہوگا لیکن ابوطلحہؓ کو چونکہ صورت حال کا علم نہ تھا اس لئے اپنی بیوی کے اس پُر اطمینان جواب سے انہوں نے سمجھا کہ بچہ کو افاقہ ہوگیا ہے اور اب وہ سو رہا ہے اس لئے مزید روگ اس سلسلے میں مناسب نہیں سمجھی اور آرام سے سوئے، ضروریات سے فارغ ہوئے اور بیوی کے ساتھ قرب بھی ہوا۔ اس پر آنحضور ﷺ نے برکت کی بشارت دی۔ یہ ان کے غیر معمولی صبر وضبط اور خداوند تعالیٰ کی حکمت پر کمال یقین کا ثمرہ تھا۔ بیوی کی اس اداشناسی پر قربان جائیے کہ کس طرح انہوں نے اپنے شوہر کو ایک ذہنی کوفت سے بچالیا۔ جس کے نتائج اس وقت بہت سنگین نکل سکتے تھے۔ جب حضرت ابوطلحہؓ تھکے ماندے اور پہلے ہی سے نڈھال آئے تھے۔

باب۴۸۳. قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ اِنَّا بِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ

(٦١٧) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تعالی عَنْهُ) قَالَ دَخَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ سَيْفِ الْقَيْنِ وَ كَانَ ظِئْرًا لِاِبْرَاهِيْمَ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ اِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهٗ وَ شَمَّهٗ ثُمَّ دَخَلْنَا عَلَيْهِ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاِبْرَاهِيْمُ يَجُوْدُ بِنَفْسِهٖ فَجَعَلَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَذْرِفَانِ فَقَالَ لَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ يَاابْنَ عَوْفٍ اِنَّهَا رَحْمَةٌ ثُمَّ اَتْبَعَهَا بِاُخْرٰی فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَيْنَ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا يَرْضٰی رَبُّنَا وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ يَا اِبْرَاهِيْمُ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔

باب۴۸۳۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ''ہم تمہاری جدائی پر غمگین ہیں

(۶۱۷) حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار کے یہاں گئے یہ ابراہیم (رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادےؓ) کو دودھ پلانے والی خاتون کے شوہر تھے۔ آپ ﷺ نے ابراہیمؓ کو لیا اور پیار کیا۔ پھر اس کے بعد ہم ان کے یہاں گئے اس وقت ابراہیم کی جاں کنی کا عالم تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بھر آئیں تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ بول پڑے کہ یا رسول اللہ اور آپ بھی! حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ ابن عوف! یہ تو رحمت ہے، پھر آپ ﷺ نے یہی بات اور تفصیل سے واضح کی آپ ﷺ نے فرمایا، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غم سے نڈھال ہے، پھر بھی ہم کہیں گے وہی جس میں ہمارے رب کی رضا ہو۔ اور اے ابراہیم ہم تمہاری جدائی پر غمناک ہیں۔

باب۴۸۴. اَلْبُكَاءِ عِنْدَ الْمَرِيْضِ.

(٦١٨) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) قَالَ اشْتَكٰی سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ شَكْوٰی لَّهٗ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ يَعُوْدُهٗ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدِ بْنِ وَقَّاصٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ فَوَجَدَهٗ فِیْ غَاشِيَةِ اَهْلِهٖ فَقَالَ قَدْقُضِیَ قَالُوْا لَايَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَبَكَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ فَلَمَّا رَاَی الْقَوْمُ بُكَآءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ بَكَوْا فَقَالَ اَلَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَيْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰكِنْ يُّعَذِّبُ بِهٰذَا وَاَشَارَ اِلٰی لِسَانِهٖ اَوْيَرْحَمُ وَاِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ بِبُكَاءِ اَهْلِهٖ عَلَيْهِ۔

(وَكَانَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَضْرِبُ فِيْهِ بِالْعَصَا وَيَرْمِیْ بِالْحِجَارَةِ وَ يُحْثِیْ بِالتُّرَابِ۔)

باب۴۸۴۔ مریض کے پاس رونا

(۶۱۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سعد بن عبادہؓ کسی مرض میں مبتلا تھے، نبی کریم ﷺ عیادت کے لئے عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ ان کے یہاں تشریف لے گئے۔ جب آپ اندر گئے تو تیمارداروں کے ہجوم میں انہیں پایا۔ اس لئے آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا وفات ہوگئی؟ لوگوں نے کہا نہیں یا رسول اللہ! نبی کریم ﷺ (ان کے مرض کی شدت کو دیکھ کر) رو پڑے۔ لوگوں نے جو حضور اکرم ﷺ کو روتے ہوئے دیکھا تو سب رونے لگے، پھر آپ نے فرمایا کہ سنو! اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسو پر کبھی عذاب نہیں دے گا اور نہ دل کے غم پر۔ ہاں اس کا عذاب اس کی وجہ سے ہوتا ہے، آپ ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ کیا (اور اگر اس زبان سے اچھی بات نکلے تو) یہ اس کی رحمت کا باعث بھی بنتی ہے اور میت کو اس کے گھر والوں کے نوحہ و ماتم کی وجہ سے بھی عذاب ہوتا ہے (حضرت عمرؓ میت پر ماتم کرنے پر ڈنڈے سے مارتے تھے۔ پتھر پھینکتے تھے اور منہ میں مٹی جھونک دیتے تھے۔)

باب۴۸۵. مَايُنْهٰی عَنِ النَّوْحِ وَالْبُكَاءِ وَالزَّجْرِ عَنْ ذٰلِكَ

(٦١٩) عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَخَذَ عَلَيْنَا

باب۴۸۵۔ کس طرح کے نوحہ و بکا کی ممانعت ہے اور اس پر مؤاخذہ

(۶۱۹) حضرت ام عطیہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے بیعت لیتے وقت

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ عِنْدَ الْبَیْعَةِ اَنْ لَّا نَنُوْحَ فَمَا وَفَّتْ مِنَّا امْرَاَةٌ غَیْرَ خَمْسِ نِّسْوَةٍ اُمِّ سُلَیْمٍ وَّاُمِّ عَلَاءٍ وَابْنَةِ اَبِیْ سَبْرَةَ امْرَاَةِ مُعَاذٍ وَّامْرَاَتَیْنِ اَوْابْنَةِ اَبِیْ سَبْرَةَ وَ امْرَأَةِ مُعَاذٍ وَامْرَأَةٍ اُخْرٰی۔

ہم سے عہد لیا تھا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی، لیکن پانچ عورتوں کے سوا اور کسی نے وفا کا حق نہیں ادا کیا یہ عورتیں ام سلیم، ام علاء، ابوسبرہ کی صاحبزادی جو معاذ کے گھر میں تھیں اس کے علاوہ دو عورتیں یا یہ کہا کہ ابوسبرہ کی صاحبزادی، معاذ کی بیوی اور ایک دوسری خاتونؓ)

فائدہ:۔ حدیث کے راوی کو یہ شک ہے کہ یہ ابوسبرہ کی وہی صاحبزادی ہیں جو معاذ رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھیں یا کسی دوسری صاحبزادی کا یہاں ذکر ہے اور معاذ کی جو بیوی اس عہد کا حق ادا کرنے والوں میں تھیں وہ ابوسبرہ کی صاحبزادی نہیں تھیں۔

باب ۴۸۶. مَتٰی یَقْعُدُ اِذَا قَامَ لِلْجَنَازَةِ.

باب ۴۸۶۔ کوئی اگر جنازہ کے لئے کھڑا ہو تو اسے کب بیٹھنا چاہئے

(۶۲۰) عَنْ عَامِرِ بْنِ رَبِیْعَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ اِذَارَاٰی اَحَدُ کُمْ جَنَازَةً فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ مَاشِیًا مَّعَهَا فَلْیَقُمْ حَتّٰی یُخَلِّفَهَا اَوْ یُّخَلِّفَه' اَوْتُوْ ضَعَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُّخَلِّفَه'۔

(۶۲۰) حضرت عامر بن ربیعہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی جنازہ دیکھے تو اگر اس کے ساتھ نہیں چل رہا ہے تو کھڑا ہو جانا چاہئے تا آنکہ جنازہ آگے نکل جائے یا آگے نکل جانے کے بجائے خود جنازہ رکھ دیا جائے۔

(۶۲۱) عَنْ سَعِیْدِ الْمُقْبَرِیِّ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ کُنَّا فِیْ جَنَازَةٍ فَاَخَذَ اَبُوْهُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِیَدِ مَرْوَانَ فَجَلَسَا قَبْلَ اَنْ تُوْضَعَ فَجَآءَ اَبُوْسَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَخَذَ بِیَدِ مَرْوَانَ فَقَالَ قُمْ فَوَ اللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ هٰذَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ نَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ صَدَقَ۔

(۶۲۱) حضرت سعید مقبریؒ نے فرمایا کہ ان کے والد نے بیان کیا کہ ہم ایک جنازہ میں تھے کہ ابو ہریرہؓ نے مروان کا ہاتھ پکڑا اور یہ دونوں صاحب جنازہ رکھے جانے سے پہلے بیٹھ گئے اتنے میں ابوسعیدؓ تشریف لائے اور مروان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اٹھو! بخدا یہ (ابو ہریرہؓ) جانتے ہیں نبی کریم ﷺ نے ہمیں اس سے روکا تھا۔ ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ انہوں نے سچ کہا ہے۔

فائدہ:۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ حدیث یاد نہیں رہی تھی اور پھر جب حضرت ابوسعید خدریؓ نے یاد دلائی تو آپ کو یاد آئی اور آپ نے اس کی تصدیق کی۔ جنازہ کے ساتھ یہ رکھ رکھاؤ کا معاملہ انسانی عزت وشرافت کے پیش نظر ہے اور اسی لئے آپ ﷺ نے جنازہ کو دیکھ کر کھڑے ہو جانے کے لئے بھی فرمایا تھا۔ لیکن اس سلسلے میں حدیث آئی ہے کہ ابتداء میں یہی حکم تھا پھر اسے ترک کر دیا گیا۔ اس کی مختلف وجوہ بیان کی گئی ہیں۔ بہرحال میت کے ساتھ پوری انسانی عزت وشرف کا معاملہ کرنے کی اسلام تعلیم دیتا ہے جس کی تفصیلات حدیث میں موجود ہیں۔

باب ۴۸۷. مَنْ قَامَ لِجَنَازَةِ یَهُوْدِیٍّ.

باب ۴۸۷۔ جو یہودی کے جنازہ کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا

(۶۲۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَرَّبِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وَقُمْنَا بِه فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا جَنَازَةُ یَهُوْدِیٍّ قَالَ اِذَارَاَیْتُمُ الْجَنَازَةَ فَقُوْمُوْا۔

(۶۲۲) حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ ہمارے سامنے سے ایک جنازہ گزرا تو نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے اور ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ پھر ہم نے کہا یارسول اللہ! یہ تو یہودی کا جنازہ تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم جنازہ کو دیکھو تو کھڑے ہو جاؤ۔

باب ۴۸۸. حَمْلِ الرِّجَالِ الْجَنَازَةَ دُوْنَ النِّسَآءِ

باب ۴۸۸۔ عورتیں نہیں بلکہ مرد جنازہ اٹھائیں

(۶۲۳) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ

(۶۲۳) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وُضِعَتِ الْجَنَازَةُ وَاحْتَمَلَهَا الرِّجَالُ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَاِنْ كَانَتْ صَالِحَةً قَالَتْ قَدِّمُوْنِيْ وَاِنْ كَانَتْ غَيْرَ صَالِحَةٍ قَالَتْ يَاوَيْلَهَا اَيْنَ يَذْهَبُوْنَ بِهَا يَسْمَعُ صَوْتَهَا كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا الْاِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهُ صَعِقَ۔

فرمایا کہ جب جنازہ تیار ہوتا ہے اور مرد اسے کاندھوں پر اٹھاتے ہیں تو اگر وہ نیک تھا تو کہتا ہے مجھے لے چلو! لیکن اگر نیک نہیں ہے تو کہتا ہے۔ ہائے بربادی! یہ مجھے کہاں لئے جارہے ہیں۔ اس آواز کو انسان کے سوا تمام مخلوق خدا سنتی ہے۔ اگر انسان کہیں سن پائے تو تڑپ جائے۔

باب ۴۸۹. السُّرْعَةِ بِالْجَنَازَةِ

(٦٢٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَسْرِعُوْا بِالْجَنَازَةِ فَاِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُوْنَهَا وَاِنْ تَكُ سِوٰى ذٰلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُوْنَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ۔

باب ۴۸۹۔ جنازہ کو تیزی سے لے چلنا۔

(۶۲۴) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنازہ لے کر بسرعت آگے بڑھو (وقار کے ساتھ) کیونکہ اگر وہ صالح ہے تو ایک خیر ہے جسے تم آگے) بھیج رہے ہو اور اگر اس کے سوا ہے تو ایک شر ہے جسے تمہیں اپنی گردنوں سے اتارنا ہے۔

باب ۴۹۰. فَضْلِ اِتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ

(٦٢٥) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ اَبَاهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَنْ تَبِعَ جَنَازَةً فَلَهٗ قِيْرَاطٌ فَقَالَ اَكْثَرَ اَبُوْهُرَيْرَةَ عَلَيْنَا فَصَدَّقَتْ يَعْنِيْ عَائِشَةَ اَبَا هُرَيْرَةَ وَقَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهٗ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَقَدْ فَرَّطْنَا فِيْ قَرَارِيْطَ كَثِيْرَةٍ۔

باب ۴۹۰۔ جنازہ کے پیچھے چلنے کی فضیلت

(۶۲۵) حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جو جنازہ کے پیچھے چلے اسے ایک قیراط کا ثواب ملے گا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ابوہریرہؓ احادیث بہت بیان کرتے ہیں (اور زیادتی کی صورت میں بھول جانے کا خطرہ ہوتا ہے) لیکن ابو ہریرہؓ کی عائشہؓ نے بھی تصدیق کی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ ارشاد خود سنا ہے اس پر ابن عمرؓ نے کہا کہ پھر تو ہم بہت سے قیراط چھوڑ چکے ہیں

فائدہ:۔ روایت میں لفظ ''فرطت'' کے معنی ہیں کہ اللہ کی تقدیر سے میں نے ضائع کر دیا۔
ترمذی اور مسلم کی روایتوں میں ہے کہ ابو ہریرہؓ سے یہ حدیث سن کر ابن عمرؓ نے حضرت عائشہؓ سے تصدیق چاہی تھی اور جب آپ نے تصدیق کر دی تو آپ کو افسوس ہوا کہ اس لاعلمی کی وجہ سے بہت سے جنازوں کے ساتھ قبر تک دفن کرنے آپ نہیں گئے تھے اور صرف نماز جنازہ پڑھنے پر اکتفا کیا تھا۔ اسی افسوس کا اظہار آپ نے فرمایا کہ'' پھر تو ہم بہت سے قیراط چھوڑ چکے ہیں۔ شروع میں حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت آپ نے تسلیم نہیں کی۔ کیونکہ آپ خود بھی صحابی تھے اور بڑے درجہ کے صحابہ میں آپ کا شمار تھا اس لئے ایک نئی بات جب سنی تو تعجب ہوا اور حضرت ابو ہریرہؓ کے متعلق آپ نے فرمایا کہ تنہا ان کی بات پر میں روایت تسلیم نہیں کر سکتا کیونکہ وہ احادیث بکثرت روایت کرتے ہیں اور اس صورت میں سہو ونسیان کے خطرہ کو رد نہیں کیا جاسکتا۔ ابن عمرؓ کو ابو ہریرہؓ پر اس انکار کے متعلق حافظ ابن حجرؒ لکھ گئے ہیں کہ اہل علم میں باہم ایک دوسرے کا انکار کوئی نئی بات نہیں ہے۔

باب ۴۹۱. مَا يُكْرَهُ مِنِ اتِّخَاذِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُوْرِ

(٦٢٦) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسْجِدًا قَالَتْ وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَاُبْرِزَ قَبْرُهٗ غَيْرَ اَنِّيْ

باب ۴۹۱۔ قبر پر مساجد کی تعمیر مکروہ ہے

(۶۲۶) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اس لئے دور کر دیئے گئے کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں پر مساجد بنالی تھیں۔ فرمایا کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو آپ ﷺ کی قبر کھلی جگہ بنائی جاتی (اور حجرہ میں نہ ہوتی)

اَخشٰی اَنْ یُّتَّخِذَ مَسْجِدًا۔

کیونکہ مجھے ڈر اس کا ہے کہ کہیں آپ کی قبر بھی مسجد نہ بنالی جائے۔

فائدہ:۔ یاد رہے کہ یہودیوں کی طرح عیسائی بھی انبیاء بنی اسرائیل پر ایمان رکھتے ہیں اور جس طرح یہودیوں نے ان انبیاء کی قبروں پر مسجدیں بنائی تھیں عیسائی بھی اس جرم میں ان کے شریک تھے۔ اس حدیث سے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ ایک لمحہ کے لئے بھی ثابت نہیں ہوتا۔

باب ۴۹۲. الصَّلٰوۃُ عَلَى النُّفَسَآءِ اِذَا مَاتَتْ فِیْ نِفَاسِهَا.

(۶۲۷) عَنْ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَلَّیْتُ وَرَآءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی امْرَأَةٍ مَّاتَتْ فِیْ نِفَاسِهَا فَقَامَ عَلَیْهَا وَ سَطَهَا۔

باب ۴۹۲۔ اگر کسی عورت کا نفاس کی حالت میں انتقال ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ

(۶۲۷) حضرت سمرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں ایک عورت کی نماز جنازہ پڑھی تھی جس کا نفاس میں انتقال ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ اس کے بیچ میں کھڑے ہوئے تھے۔

باب ۴۹۳. قِرَأَۃُ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ عَلَی الْجَنَازَةِ

(۶۲۸) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَوْفٍؓ قَالَ صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَلٰی جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ لِتَعْلَمُوْا اَنَّهَا سُنَّةٌ۔

باب ۴۹۳۔ نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا

(۶۲۸) حضرت طلحہ بن عبداللہ بن عوفؓ نے فرمایا کہ میں نے ابن عباسؓ کی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے سورہ فاتحہ پڑھی، پھر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ سنت ہے۔

فائدہ:۔ حنفیہ کے نزدیک بھی نماز جنازہ میں سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز ہے۔ جب دوسری دعاؤں سے اس میں جامعیت بھی زیادہ ہے تو اس کے پڑھنے میں حرج کیا ہو سکتا ہے۔ البتہ دعا اور ثناء کی نیت سے اسے پڑھنا چاہئے قرأت کی نیت سے نہیں۔

باب ۴۹۴. اَلْمَیِّتُ یَسْمَعُ خَفْقَ النِّعَالِ.

(۶۲۹) عَنْ اَنَسٍ (رَّضِیَ اللّٰهُ تعالی عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلْعَبْدُ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِهٖ وَتُوُلِّیَ وَذَهَبَ اَصْحَابُهٗ حَتّٰی اِنَّهٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ اَتَاهُ مَلَكَانِ فَاَقْعَدَاهُ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَا كُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) فَیَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّهٗ عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ فَیُقَالُ انْظُرْ اِلٰی مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ بِهٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّةِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَرَاهُمَا جَمِیْعًا وَاَمَّا الْكَافِرُ اَوِ الْمُنَافِقُ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ كُنْتُ اَقُوْلُ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ فَیُقَالُ لَا دَرَیْتَ وَلَا تَلَیْتَ ثُمَّ یُضْرَبُ بِمِطْرَقَةٍ مِّنْ حَدِیْدٍ ضَرْبَةً بَیْنَ اُذُنَیْهِ فَیَصِیْحُ صَیْحَةً یَّسْمَعُهَا مَنْ یَّلِیْهِ اِلَّا الثَّقَلَیْنِ۔

باب ۴۹۴۔ مردے پاؤں کے چاپ کی آواز سنتے ہیں

(۶۲۹) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بندہ جب قبر میں رکھا جاتا ہے اور دفن کر کے اس کو لوگ جب رخصت ہوتے ہیں تو وہ ان کے پاؤں کی چاپ کی آواز سنتا ہے پھر دو فرشتے آتے ہیں اسے بٹھاتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ اس شخص محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اس جواب پر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ دیکھو جہنم کا اپنا ایک ٹھکانا لیکن (اس یقین کی وجہ سے جس کا اظہار تم نے کیا) اللہ تعالیٰ نے جنت میں تمہارے لئے ایک مکان اس کے بجائے بنا دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر اس بندہ مؤمن کو جنت اور جہنم دونوں دکھائے جائیں گی۔ رہا کافر یا منافق تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ مجھے معلوم نہیں۔ میں نے لوگوں سے ایک بات کہتے سنی تھی اور وہی میں نے بھی کہی، اس سے کہا جائے گا کہ نہ تم نے کچھ سمجھا اور نہ (اچھے لوگوں کی) پیروی کی۔ اس کے بعد اس کو ایک لوہے کے ہتھوڑے سے بڑی زور سے

مارا جائے گا اور وہ اتنے بھیانک طریقہ پر چیخے گا کہ انسان اور جن کے سوا قرب وجوار کی تمام مخلوق سنے گی۔

باب ۴۹۵. مَنْ اَحَبَّ الدَّفْنَ فِي الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ اَوْ نَحْوِهَا.

(٦٣٠) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُرْسِلَ مَلَكُ الْمَوْتِ اِلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَلَمَّا جَآءَهٗ صَكَّهٗ فَرَجَعَ اِلٰى رَبِّهٖ فَقَالَ اَرْسَلْتَنِي اِلٰى عَبْدٍ لَّا يُرِيْدُ الْمَوْتَ فَرَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَيْنَهٗ وَقَالَ ارْجِعْ فَقُلْ لَّهٗ يَضَعُ يَدَهٗ عَلٰى مَتْنِ ثَوْرٍ فَلَهٗ بِكُلِّ مَا غَطَّتْ بِهٖ يَدُهٗ بِكُلِّ شَعْرِهٖ سَنَةٌ قَالَ اَيْ رَبِّ ثُمَّ مَاذَا قَالَ ثُمَّ الْمَوْتُ قَالَ فَالْاٰنَ فَسَالَ اللّٰهَ اَنْ يُّدْنِيَهٗ مِنَ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ رَمْيَةً بِحَجَرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَوْ كُنْتُ ثَمَّ لَاَرَيْتُكُمْ قَبْرَهٗ اِلٰى جَانِبِ الطَّرِيْقِ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْاَحْمَرِ۔

باب ۴۹۵۔ جو شخص ارض مقدس یا ایسی ہی کسی جگہ دفن ہونے کا آرزومند ہو

(۶۳۰) حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ ملک الموت موسیٰؑ کی خدمت میں بھیجے گئے وہ جب آئے تو موسیٰؑ نے انہیں ایک زور کا چانٹا مارا، وہ واپس اپنے رب کے حضور میں پہنچے اور عرض کیا کہ آپ نے مجھے ایسے بندے کی طرف بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا (موسیٰؑ کے چانٹے سے ان کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی) اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھ پہلے کی طرح کر دی اور فرمایا کہ دوبارہ جاؤ اور ان سے کہو کہ آپ اپنا ہاتھ ایک بیل کی پیٹھ پر رکھئے اور پیٹھ کے جتنے بال آپ کے ہاتھ میں آ جائیں، ان کے ہر بال کے بدلے ایک سال کی زندگی دی جاتی ہے (موسیٰؑ تک جب اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا تو) آپ نے کہا اے اللہ پھر کیا ہوگا؟ (ان سالوں کے پورا ہونے پر) اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پھر موت ہے۔ موسیٰؑ بولے تو ابھی کیوں نہ آ جائے پھر اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ انہیں اس طرح جیسے پتھر پھینکا جاتا ہے ارض مقدس سے قریب کر دیا جائے۔ ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں وہاں ہوتا تو تمہیں ان کی قبر دکھاتا کہ کثیب احمر کے پاس راستے کے قریب ہے۔(۱)

فائدہ:۔ عینی میں ہے کہ حضرت موسیٰؑ کی طبیعت میں شدت بہت زیادہ تھی، چنانچہ آپ غصہ ہوتے تو غضب کی وجہ سے آپ کی ٹوپی تک جل جاتی تھی۔ یہ بات کوئی اتنی زیادہ قابل اعتماد اگرچہ نہیں ہے لیکن بہرحال پہلی امتیں جسم وجثہ، طاقت وقوت میں ہم سے بدرجہ بڑھ چڑھ کر تھیں اور یہ بات موجودہ دور کی تحقیقات کی روشنی میں بھی تسلیم کر لی گئی ہے وہ تو بہرحال نبی تھے، معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں قبض ارواح کا طریقہ ہمارے زمانے سے مختلف تھا اور انبیاء کی موت سے پہلے ملک الموت کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ پہلے ان سے اس بات کے متعلق بھی گفتگو کر لیں کہ ان کی موت مقدر کا دن اگرچہ آ گیا ہے لیکن اللہ کی طرف سے انہیں اختیار ہے۔ وہ زندگی پسند کریں تو زندہ رہ سکتے ہیں۔ لیکن ملک الموت نے موسیٰؑ سے اس کے متعلق کوئی گفتگو نہیں کی بلکہ صرف وفات کی خبر دے دی اور اس پر موسیٰؑ کو بہت غصہ آیا اور آپ نے طمانچہ مارا۔

۱۔ معلوم نہیں کہ کثیب احمر کہاں ہے نبی ﷺ کے عہد میں رہا ہوگا اسی لئے آپ نے اس کی نشاندہی فرمائی۔ سلطان عبدالمجید نے بیت المقدس میں ایک قبہ بنوایا اس نشاندہی کے ساتھ کہ یہیں موسیٰؑ کی قبر ہے غالباً اس کی بنیاد اسرائیلی روایات ہیں کیونکہ اسلامی نقطۂ نظر سے ان کی قبر کا پتہ نہیں رسول اللہ ﷺ نے جس کثیب احمر کی نشان دہی فرمائی اس کا پتہ نہیں چلتا اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ارض مقدس میں دفن کی آرزو جائز ہے۔

باب ۴۹۶. الصَّلٰوةِ عَلَى الشَّهِيْدِ.

(٦٣١) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالی

باب ۴۹۶۔ شہید کی نماز جنازہ

(۶۳۱) حضرت جابر بن عبد اللہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے احد کے

عَنۡهُمَا)قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ سَلَّمَ یَجۡمَعُ بَیۡنَ الرَّجُلَیۡنِ مِنۡ قَتۡلٰی اُحُدٍ فِیۡ ثَوۡبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ یَقُوۡلُ اَیُّهُمۡ اَکۡثَرُ اَخۡذًا لِلۡقُرۡآنِ فَاِذَا اُشِیۡرَ لَهٗ اِلٰی اَحَدِهِمَا قَدَّمَهٗ فِی اللَّحۡدِ وَقَالَ اَنَا شَهِیۡدٌ عَلٰی هٰٓؤُلَآءِ یَوۡمَ الۡقِیَامَةِ وَاَمَرَ بِدَفۡنِهِمۡ فِیۡ دِمَآئِهِمۡ وَلَمۡ یُغۡسَلُوۡا وَلَمۡ یُصَلَّ عَلَیۡهِمۡ۔

دو، دوشہیدوں کوملا کر ایک کپڑے کا کفن دیا تھا اور پھر دریافت فرماتے کہ ان میں قرآن کسے زیادہ یاد ہے۔ کسی ایک کی طرف اشارہ سے بتایا جاتا تو آپ ﷺ لحد میں اسی کو آگے کر دیتے اور فرماتے کہ میں قیامت میں ان کے حق میں شہادت دوں گا پھر آپ ﷺ نے سب کو خون میں لت پت دفن کرنے کا حکم دیا۔ انہیں نہ غسل دیا گیا تھا اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی۔

باب ۴۹۷۔ اِذَا اَسۡلَمَ الصَّبِیُّ فَمَاتَ هَلۡ یُصَلّٰی عَلَیۡهِ وَهَلۡ یُعۡرَضُ عَلَی الصَّبِیِّ الۡاِسۡلَامُ

باب ۴۹۷۔ ایک بچہ اسلام لایا اور پھر اس کا انتقال ہو گیا، تو کیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور کیا بچے کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی جائے گی

(۶۳۲)عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ ابۡنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا اَخۡبَرَهٗ اَنَّ عُمَرَ انۡطَلَقَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ سَلَّمَ فِیۡ رَهۡطٍ قِبَلَ ابۡنِ صَیَّادٍ حَتّٰی وَجَدُوۡهُ یَلۡعَبُ مَعَ الصِّبۡیَانِ عِنۡدَ اُطُمِ بَنِیۡ مَغَالَةَ وَقَدۡ قَارَبَ ابۡنُ صَیَّادٍ الۡحُلُمَ فَلَمۡ یَشۡعُرۡ حَتّٰی ضَرَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ سَلَّمَ بِیَدِهٖ ثُمَّ قَالَ لِابۡنِ صَیَّادٍ تَشۡهَدُ اَنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ سَلَّمَ فَنَظَرَ اِلَیۡهِ ابۡنُ صَیَّادٍ فَقَالَ اَشۡهَدُ اَنَّكَ رَسُوۡلُ الۡاُمِّیِّیۡنَ فَقَالَ ابۡنُ صَیَّادٍ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اَتَشۡهَدُ اَنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰهِ فَرَفَضَهٗ وَقَالَ اٰمَنۡتُ بِاللّٰهِ وَبِرُسُلِهٖ فَقَالَ لَهٗ مَاذَا تَرٰی قَالَ ابۡنُ صَیَّادٍ یَاۡتِیۡنِیۡ صَادِقٌ وَّکَاذِبٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ سَلَّمَ خُلِطَ عَلَیۡكَ الۡاَمۡرُ ثُمَّ قَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ سَلَّمَ اِنِّیۡ قَدۡ خَبَاۡتُ لَكَ خَبِیۡئًا فَقَالَ ابۡنُ صَیَّادٍ هُوَ الدُّخُّ فَقَالَ اخۡسَاۡ فَلَنۡ تَعۡدُ وَقَدۡرَكَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ دَعۡنِیۡ یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ اَضۡرِبۡ عُنُقَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اِنۡ یَّکُنۡ هُوَ فَلَنۡ تُسَلَّطَ عَلَیۡهِ وَاِنۡ لَّمۡ یَکُنۡ هُوَ فَلَا خَیۡرَ لَكَ فِیۡ قَتۡلِهٖ وَقَالَ سَالِمٌ سَمِعۡتُ ابۡنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا یَقُوۡلُ انۡطَلَقَ بَعۡدَ ذٰلِكَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ سَلَّمَ وَاُبَیُّ بۡنُ کَعۡبٍ اِلَی النَّخۡلِ الَّتِیۡ فِیۡهَا ابۡنُ صَیَّادٍ وَهُوَ یَخۡتِلُ اَنۡ یَّسۡمَعَ مِنِ ابۡنِ صَیَّادٍ شَیۡئًا قَبۡلَ اَنۡ یَّرَاهُ ابۡنُ صَیَّادٍ فَرَاٰهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَ سَلَّمَ وَهُوَ

(۶۳۲) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے خبر دی کہ عمرؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کچھ دوسرے اصحاب کی معیت میں ابن صیاد کی طرف گئے آپ کو وہ بنو مغالہ کے قلعہ کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا ملا۔ ابن صیاد قریب البلوغ تھا۔ اسے آنحضور ﷺ کے آنے کی کوئی خبر نہیں ہوئی لیکن آپ ﷺ نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو اسے معلوم ہوا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ ابن صیاد رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھ کر بولا۔ ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ تم امیوں کے رسول ہو۔ پھر اس نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا، کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس بات پر رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اس سے پھر پوچھا کہ کیا چیزیں تمہیں نظر آتی ہیں۔ ابن صیاد بولا کہ میرے پاس ایک سچا اور ایک جھوٹا آتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ معاملہ تم پر مشتبہ ہو گیا ہے پھر آپ ﷺ نے فرمایا، اچھا بتاؤ میرے دل میں اس وقت کیا ہے۔ ابن صیاد بولا میرے خیال میں دھواں کی سی کوئی چیز ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ذلیل ہو جا۔ اپنی حیثیت سے زیادہ بات نہ کر اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے اس کی گردن مارنے کی اجازت دیجئے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ دجال ہے تو تمہارا کوئی زور اس پر نہیں چلے گا اور اگر یہ دجال نہیں تو اسے قتل کرنے سے کوئی فائدہ بھی نہیں ہو گا۔ اور سالم نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ اور ابی بن کعب اس نخلستان کی طرف گئے جہاں ابن صیاد موجود تھا۔ آنحضور ﷺ ابن صیاد کے دیکھنے سے پہلے چاہتے تھے کہ اس کی

مُضطَجعٌ یَعنِی فِی قَطِیفَةٍ لَّه' فِیهَا رَمزَةٌ اَوزَمرَةٌ فرأَتُ اُمُّ ابنِ صَیَّادٍ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَتَّقِی بِجُذُوعِ النَّخلِ فَقَالَت لِابنِ صَیَّادٍ یَاصَافِ وَهُوَ اسمُ ابنِ صَیَّادٍ هٰذَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فثَارَ ابنُ صَیَّادٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ لَو تَرَکَتهُ بَیَّنَ۔

باتیں سنیں۔ پھر جب آنحضور ﷺ نے اسے دیکھا تو وہ ایک چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ وہ کچھ اشارے کر رہا تھا یا ہلکی سی آواز اس کی طرف سے سنائی دے رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ درختوں کی آڑ لے کر جا رہے تھے (تاکہ کوئی آپ ﷺ کو دیکھ نہ سکے اور آپ ابن صیاد کی کیفیتوں اور خود سے اس کی باتوں کو سن سکیں) لیکن اس کی ماں نے آپ ﷺ کو دیکھ لیا اور اپنے بیٹے سے کہا۔ صاف! (یہ ابن صیاد کا نام تھا) یہ رہے محمد! یہ سنتے ہی ابن صیاد اٹھ بیٹھا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کی ماں نے اسے اپنی حالت میں رہنے دیا ہوتا تو بات صاف ہو جاتی۔

فائدہ:۔ دور نبوت میں ابن صیاد نامی یہودی کا لڑکا عجیب وغریب کیفیات رکھتا تھا اس کی کیفیتوں کا کچھ اندازہ اس روایت سے بھی ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جب اس کے متعلق سنا تو آپ ﷺ نے ذاتی طور پر اس کی کیفیتوں اور حرکتوں کو دیکھنا چاہا اور اس کے لئے آپ چھپ کر اس کے قریب تک گئے لیکن بعد میں جب اس کی ماں نے بتا دیا تو وہ متنبہ ہو گیا۔ آنحضور ﷺ اس سے متعلق معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے لیکن ماں کو خطرہ ہو گیا کہ معلوم نہیں ان کا کیا ارادہ ہے۔ اس لئے وہ آپ ﷺ کے ابن صیاد کے پاس جانے سے بہت ڈرتی تھی۔ ابن صیاد اس زمانے میں ابھی نابالغ تھا۔ قریب البلوغ تھا۔ عرب کے کاہنوں کی طرح مشتبہ انداز کی اور دورخی باتیں کرتا تھا۔ درحقیقت یہ فطری کاہن تھا۔ ابن خلدون نے کہانت کی ایک قسم فطری کہانت بھی لکھا ہے یعنی یہ پیدائشی ہوتی ہے کسی اکتساب کی ضرورت اس کے لئے نہیں۔ اس حدیث میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے ابن صیاد کے سامنے اسلام پیش کیا۔ عنوان سے اس کی یہی مناسبت ہے۔

(٦٣٣) عَن اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ کَانَ غُلَامٌ یَهُودِیٌّ یَخدُمُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَاَتَاهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یَعُودُه' فَقَعَدَ عِندَ رَاْسِهٖ فَقَالَ لَه' اَسلِم فَنَظَرَ اِلٰی اَبِیهِ وَهُوَعِندَه' فَقَالَ لَه' اَطِعِ اَبَا القَاسِمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فَاَسلَمَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَقُولُ اَلحَمدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَنقَذَه' مِنَ النَّارِ۔

(۶۳۳) حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ ایک یہودی کا لڑکا نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا ایک دن وہ بیمار ہو گیا تو نبی کریم ﷺ اس کی عیادت کے لئے تشریف لائے آپ ﷺ اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مسلمان ہو جاؤ اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ باپ وہیں موجود تھا اس نے کہا ابوالقاسم جو کچھ کہتے ہیں مان لو چنانچہ وہ اسلام لایا پھر جب آنحضور ﷺ باہر نکلے تو آپ نے فرمایا کہ شکر ہے اللہ بزرگ و برتر کا کہ اس نے اس بچہ کو جہنم سے بچا لیا۔

(٦٣٤) عَن اَبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ مَامِن مَّولُودٍ اِلَّا یُولَدُ عَلَی الفِطرَةِ فَاَبَوَاهُ یُهَوِّدَانِهٖ اَو یُنَصِّرَانِهٖ اَو یُمَجِّسَانِهٖ کَمَا تُنتَجُ البَهِیمَةُ بَهِیمَةً جَمعَاءَ هَل تُحِسُّونَ فِیهَا مِن جَدعَاءَ ثُمَّ یَقُولُ اَبُوهُرَیرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) فِطرَةَ اللّٰهِ الَّتِی فَطَرَ النَّاسَ عَلَیهَا لَا تَبدِیلَ لِخَلقِ اللّٰهِ ذٰلِکَ الدِّینُ القَیِّمُ۔

(۶۳۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نومولود فطرت پر پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے والدین اسے یہودی نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں بالکل اسی طرح جیسے ایک جانور ایک صحیح سالم جانور جنتا ہے کہ تم اس کا کوئی عضو (پیدائشی طور پر) کٹا ہوا دیکھتے ہو؟ پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی فطرت ہے جس پر لوگوں کو اس نے پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کی خلقت میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہی دین قیم ہے۔

باب ۴۹۷. اِذَا قَالَ الْمُشْرِکُ عِنْدَ الْمَوْتِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

(۶۳۵)عَنِ الْمُسَیَّبِ بْنِ حَزْنٍؓ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ اَبَاطَالِبٍ الْوَفَاةُ جَآءَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهٗ اَبَاجَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اُمَیَّةَ بْنِ الْمُغِیْرَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ طَالِبٍ یَاعَمِّ قُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کَلِمَةً اَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ اَبِیْ اُمَیَّةَ یَا اَبَا طَالِبٍ اَتَرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ یَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعْرِضُهَاعَلَیْهِ وَیَعُوْدَانِ تِلْكَ الْمَقَالَةَ حَتّٰى قَالَ اَبُوْطَالِبٍ اٰخِرَ مَا کَلَّمَهُمْ هُوَ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَاَبٰى اَنْ یَّقُوْلَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَا وَاللّٰهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَالَمْ اُنْهَ عَنْكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِیْهِ مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ الْاٰیَةَ ۔

باب ۴۹۷۔ جب ایک مشرک موت کے وقت کہتا ہے ''لا الٰہ الا اللہ۔''

(۶۳۵) حضرت مسیّب بن حزنؓ نے فرمایا کہ جب ابو طالب کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔ ان کے پاس اس وقت ابو جہل بن ہشام اور عبداللہ بن ابی امیہ بن مغیرہ موجود تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ چچا! آپ ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کہہ دیجئے تا کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کلمہ کی وجہ سے آپ کے حق میں گواہی دے سکوں۔ اس پر ابو جہل اور عبداللہ بن ابی امیہ بولے کہ ابو طالب کیا تم عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے رسول اللہ ﷺ برابر دین اسلام ان کے سامنے پیش کرتے رہے ابو جہل اور ابن ابی امیہ بھی اپنی بات دہراتے رہے۔ ابو طالب کی آخری بات یہ تھی کہ وہ عبدالمطلب کے دین پر ہیں۔ انہوں نے لا الٰہ الا اللّٰہ کہنے سے انکار کر دیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں آپ کے لئے طلب مغفرت کرتا رہوں گا تا آنکہ مجھے منع کر دیا جائے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت ماکان للنبی الآیة نازل فرمائی (جس میں کفار و مشرکین کے لئے استغفار کی ممانعت کر دی گئی تھی۔)

باب ۴۹۸ مَوْعِظَةُ الْمُحَدِّثِ عِنْدَ الْقَبْرِ وَقُعُوْدِ اَصْحَابِهٖ حَوْلَهٗ

(۶۳۶)عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کُنَّا فِیْ جَنَازَةٍ فِیْ بَقِیْعِ الْغَرْقَدِ فَاَتَانَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَعَدَ وَقَعَدْنَا حَوْلَهٗ وَمَعَهٗ مِخْصَرَةٌ فَنَکَّسَ فَجَعَلَ یَنْکُتُ بِمِخْصَرَتِهٖ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ وَمَامِنْ نَفْسٍ مَّنْفُوْسَةٍ اِلَّا کُتِبَ مَکَانُهَا مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَاِلَّا قَدْ کُتِبَ شَقِیَّةً اَوْ سَعِیْدَةً فَقَالَ رَجُلٌ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نَتَّکِلُ عَلٰى کِتَابِنَا وَنَدَعُ الْعَمَلَ فَمَنْ کَانَ مِنَّا مِنْ اَهْلِ السَّعَادَةِ فَسَیَصِیْرُاِلٰى عَمَلِ اَهْلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا مَنْ کَانَ مِنَّا مِنْ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ فَسَیَصِیْرُاِلٰى عَمَلِ اَهْلِ الشَّقَاوَةِ قَالَ اَمَّااَهْلُ السَّعَادَةِ فَیُیَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ السَّعَادَةِ وَاَمَّا اَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَیُیَسَّرُوْنَ لِعَمَلِ الشَّقَاوَةِ ثُمَّ ۔ قَرَاَ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَ اتَّقٰى الْاٰیَةَ۔

باب ۴۹۸۔ قبر کے پاس محدث کی نصیحت اور تلامذہ کا اس کے اردگرد بیٹھنا

(۶۳۶) حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ ہم بقیع غرقد میں ایک جنازہ کے ساتھ تھے پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور بیٹھ گئے، ہم بھی آپ کے اردگرد بیٹھ گئے۔ آپ ﷺ کے پاس ایک چھڑی تھی جسے آپ نے زمین پر ڈال کر اس سے نشانات بنانے لگے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ انسان کے ایک ایک فرد کو جنت اور جہنم کے لئے پہلے ہی سے لکھا جا چکا ہے اور یہ بھی کہ کون شقی ہے اور کون سعید۔ اس پر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! پھر کیوں نہ ہم اپنی تقدیر پر اعتماد کر لیں اور عمل چھوڑ دیں جو سعید روحیں ہوں گی وہ خود بخود اہل سعادت کے انجام کو پہنچیں گی اور جو شقی ہوں گی وہ اہل شقاوت کے انجام کو پہنچیں گی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا (نہیں بلکہ) سعید روحوں کے لئے اچھے کام کرنے میں ہی آسانی معلوم ہوتی ہے اور شقی روحوں کو برے کاموں میں آسانی نظر آتی ہے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی فامامن اعطی و اتقی الخ.

باب ۴۹۹ .مَاجَآءَ فِیُ قَاتِلِ النَّفُسِ.

(٦٣٧) عَنُ ثَابِتِ بُنِ الضَّحَّاكِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنُهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنُ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَیُرِ الُاِ سُلَامِ کَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَهُوَ کَمَا قَالَ وَمَنُ قَتَلَ نَفُسَه' بِحَدِیُدَةٍ عُذِّبَ بِهٖ فِیُ نَارِ جَهَنَّمَ۔

عَنُ جُنُدَبٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ بِرَجُلٍ جِرَاحٌ فَقَتَلَ نَفُسَه' فَقَالَ اللّٰهُ بَدَرَنِیُ عَبُدِیُ بِنَفُسِهٖ حَرَّمُتُ عَلَیُهِ الُجَنَّةَ۔

عَنُ اَبِیُ هُرَیُرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تعالی عَنُهُ) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ الَّذِیُ یَخُنُقُ نَفُسَه' یَخُنُقُهَا فِی النَّارِ وَالَّذِیُ یَطُعُنُهَا یَطُعُنُهَا فِی النَّارِ۔

باب ۴۹۹۔خودکشی سے متعلق احادیث

(۶۳۷) حضرت ثابت بن ضحاکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اسلام کے سوا کسی اور ملت پر ہونے کی جھوٹی قسم قصداً کھائے تو وہ ویسا ہی ہو جائے گا جیسا کہ اس نے اپنے لئے کہا☆ اور جو شخص اپنے کو دھاردار چیز سے ذبح کر لے اسے جہنم میں عذاب ہوگا

حضرت جندبؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک زخمی شخص نے (زخم کی تکلیف کی وجہ سے) خود کو ذبح کر ڈالا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بندہ نے خود بخود اپنی جان لی اس لئے میں بھی اس پر جنت حرام کرتا ہوں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص خود اپنا گلا گھونٹ کر جان دے ڈالتا ہے وہ جہنم میں بھی اسی طرح کرتا ہے اور جو اپنی جان اپنے ہی نیزہ سے لے لیتا ہے وہ جہنم میں بھی اسی طرح کرتا ہے۔

فائدہ:۔☆اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً کسی نے کہا کہ اگر فلاں کام نہ ہوا تو میں یہودی یا نصرانی ہو جاؤں گا۔ اب اگر وہ حانث ہو گیا تو کافر ہو جائے گا اور اگر حانث نہ ہوا تو کافر نہیں ہوگا لیکن بہر حال اس کی شناعت باقی ہے۔

باب ۵۰۰. ثَنَاءُ النَّاسِ عَلَی الُمَیِّتِ.

(٦٣٨) عَنُ اَنَسِ بُنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنُهُ یَقُولُ مَرُّوا بِجَنَازَةٍ فَاَثُنَوُا عَلَیُهَا خَیُرًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ وَجَبَتُ ثُمَّ مَرُّوا بِاُخُرٰی فَاَثُنَوُا عَلَیُهَا شَرًّا فَقَالَ وَجَبَتُ فَقَالَ عُمَرُ بُنُ الُخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنُهُ مَا وَجَبَتُ قَالَ هٰذَا اَثُنَیُتُمُ عَلَیُهِ خَیُرًا فَوَجَبَتُ لَه' الُجَنَّةُ وَهٰذَا اَثُنَیُتُمُ عَلَیُهِ شَرًّا فَوَجَبَتُ لَهُ النَّارُ اَنُتُمُ شُهَدَآءُ اللّٰهِ عَلَی الُاَرُضِ۔

باب ۵۰۰۔لوگوں کی زبان پر میت کی تعریف

(۶۳۸) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ صحابہ کا گذر ایک جنازہ سے ہوا۔ لوگ اس کی تعریف کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا واجب ہوگئی پھر دوسرے جنازہ سے گذر ہوا تو لوگ اس کی برائی کرنے لگے آنحضور ﷺ نے پھر فرمایا واجب ہوگئی۔ اس پر عمر بن خطابؓ نے پوچھا کہ کیا چیز واجب ہوئی؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جس میت کی تم لوگوں نے تعریف کی ہے اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ اور جس کی تم نے برائی کی ہے اس کے لئے دوزخ واجب ہوگئی۔ تم لوگ روئے ارض پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو

(٦٣٩) عَن عُمَر بن الخطاب (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا مُسُلِمٍ شَهِدَ لَه' اَرُبَعَةٌ بِخَیُرٍ اَدُخَلَهُ اللّٰهُ الُجَنَّةَ فَقُلُنَا وَثَلَا ثَةٌ قَالَ وَثَلَا ثَةَ فَقُلُنَا وَاثُنَانِ قَالَ وَاثُنَانِ ثُمَّ لَمُ نَسُاَلُهُ عَنِ الُوَاحِدِ۔

(۶۳۹) حضرت عمر بن خطابؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان کے حق میں چار شخص خیر کی شہادت دے دیں اللہ اسے جنت میں داخل کرتا ہے ہم نے کہا اور اگر تین دیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ تین پر بھی، پھر ہم نے پوچھا اور اگر دو ۲ شہادت دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو پر بھی ہم نے ایک کے متعلق دریافت نہیں کیا تھا۔

باب ۵۰۱. فِي عَذَابِ الْقَبْرِ

(٦٤٠) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أُقْعِدَ الْمُؤْمِنُ فِي قَبْرِهِ أُتِيَ ثُمَّ شَهِدَ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ۔

باب ۵۰۱۔ عذاب قبر

(۶۴۰) حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مومن جب اپنی قبر میں بٹھایا جائے پھر وہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں تو یہ خدا تعالیٰ کے اس فرمان کی تعبیر ہے کہ ''اللہ تعالیٰ مومنوں کو صحیح بات کہنے کی توفیق اور اس پر استقلال بخشتا ہے۔''

(٦٤١) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ قَالَ اِطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَهْلِ الْقَلِيبِ فَقَالَ وَجَدْتُّمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا فَقِيلَ لَهُ تَدْعُوا أَمْوَاتًا فَقَالَ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ مِنْهُمْ وَلٰكِنْ لَّا يُجِيبُونَ۔

(۶۴۱) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کنویں (جس کنویں میں بدر کے مشرک مقتولین کو ڈالا گیا تھا) والوں کے قریب آئے اور فرمایا تمہارے رب نے جو تم سے وعدہ کیا تھا اسے تم لوگوں نے صحیح پالیا۔ کسی صحابی نے عرض کیا کہ آپ مردوں کو خطاب کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں، فرق صرف یہ ہے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ إِنَّمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُمْ لَيَعْلَمُونَ الْآنَ أَنَّ مَا كُنْتُ أَقُولُ حَقٌّ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى "إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى"۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کا مقصد یہ تھا کہ اب انہیں پتہ چل گیا ہوگا کہ میں نے ان سے جو کچھ کہا تھا وہ حق تھا کیوں کہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم مردوں کو (اپنی بات) سنا نہیں سکتے۔

فائدہ:۔ اس سے پہلے جو روایت ابن عمرؓ کے حوالہ سے بیان ہوئی ہے حضرت عائشہؓ کی یہ روایت اس کی تردید کرتی ہے عائشہؓ کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ قرآن نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ مردے زندوں کی باتیں نہیں سن سکتے ''انک لاتسمع الموتی'' اس لئے آنحضور ﷺ کے بدر کے موقعہ پر ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ میں نے ان کو زندگی میں اللہ تعالیٰ کے راستے کی دعوت دی تھی لیکن انہوں نے اس سے انکار کر دیا تھا اور مجھے جھٹلایا تھا۔ اب انہیں معلوم ہوا ہوگا کہ میری بات صحیح تھی لیکن ابن عمرؓ کی روایت کے مقابلہ میں عائشہؓ کی روایت کو علمائے امت نے تسلیم نہیں کیا ہے کیونکہ قران مجید کی آیت کا مقصد صرف یہ ہے کہ مردے ہر حال میں زندوں کی باتیں نہیں سنتے لیکن بعض اوقات سن بھی لیتے ہیں، جب اللہ تعالیٰ کی مرضی سنانے کی ہوتی ہے اسکے علاوہ ابن عمرؓ کی روایت متعدد دوسرے واسطوں سے بھی اسی طرح مروی ہے اور ان سب سے ایک ہی مفہوم سمجھ میں آتا ہے گویا آنحضور ﷺ نے بدر کے مشرک مقتولین کو مخاطب فرمایا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے انہوں نے آپ ﷺ کی آواز سن لی تھی اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ سننے میں تم سے کچھ کم نہیں ہیں عالم برزخ عالم دنیا سے ایک الگ عالم ہے جہاں آدمی موت کے بعد قیامت تک رہے گا۔ قیامت کے بعد جس عالم میں تمام مخلوقات پہنچیں گی اس کا نام عالم آخرت ہے۔ جب عالم برزخ عالم دنیا سے الگ ہے تو ظاہر ہے کہ براہ راست ایک عالم کا آدمی دوسرے عالم کے آدمی کو اپنا پیغام نہیں پہنچا سکتا۔ لیکن اگر خداوند تعالیٰ چاہے تو اس میں کوئی استبعاد بھی نہیں کہنا چاہئے کہ اس سلسلے میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے قرآن وحدیث سے استنباط کو صحیح نہیں خیال کیا گیا ہے۔

(٦٤٢) عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَقُولُ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِي يُفْتَتَنُ فِيهَا الْمَرْءُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُونَ ضَجَّةً۔

(۶۴۲) حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے قبر کے فتنہ کا ذکر کیا، جہاں انسان آزمائش میں ڈالا جائے گا جب حضور اکرم ﷺ اس کا ذکر کر رہے تھے تو مسلمان کی ہچکیاں بندھ گئیں۔

باب ۵۰۲. اَلتَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ.

(٦٤٣) عَنْ اَبِیْ اَیُّوبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ خَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ یَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِیْ قَبْرِهَا۔

وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْ :اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ۔

باب ۵۰۲۔ قبر کے عذاب سے خدا کی پناہ

(۶۴۳) حضرت ابوایوبؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لے گئے، سورج غروب ہو چکا تھا۔ اس وقت آپ کو ایک آواز سنائی دی (یہودیوں پر عذاب قبر کی) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہودیوں پر ان کی قبر میں عذاب ہو رہا ہے

اور حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس طرح دعا کرتے تھے "اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ دوزخ کے عذاب سے، زندگی اور موت کی آزمائشوں سے اور مسیح دجال کی آزمائشوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

باب ۵۰۳. اَلْمَیِّتُ یُعْرَضُ عَلَیْهِ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ

(٦٤٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَیْهِ مَقْعَدُه' بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ اِنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَیُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰی یَبْعَثَكَ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ۔

باب ۵۰۳۔ میت پر صبح وشام پیش کی جاتی ہے

(۶۴۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص مرجاتا ہے تو اس کی قیام گاہ (عالم برزخ میں) اسے صبح وشام دکھائی جاتی ہے خواہ وہ جنتی ہو یا دوزخی، اسے بتایا جاتا ہے کہ یہ تمہاری ہونے والی قیام گاہ ہے، جب تمہیں اللہ تعالیٰ قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے گا۔

باب ۵۰۴. مَاقِیْلَ فِیْ اَوْلَادِ الْمُسْلِمِیْنَ

(٦٤٥) عَنِ الْبَرَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا تُوُفِّیَ اِبْرَاهِیْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَه' مُرْضِعًا فِی الْجَنَّةِ۔

باب ۵۰۴۔ مسلمانوں کی اولاد سے متعلق

(۶۴۵) حضرت براءؓ نے فرمایا کہ جب ابراہیمؑ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انہیں ایک دودھ پلانے والی جنت میں ملے گی (کیونکہ اس کا انتقال بچپن میں ہوا تھا۔)

باب ۵۰۵. مَاقِیْلَ فِیْ اَوْلَادِ الْمُشْرِکِیْنَ

(٦٤٦) عَنْ عبدالله ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عنهما) قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَوْلَادِ الْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ اللّٰهُ اِذْ خَلَقَهُمْ اَعْلَمُ بِمَا کَانُوْا عَامِلِیْنَ۔

باب ۵۰۵۔ مشرکین کی نابالغ اولاد سے متعلق احادیث

(۶۴۶) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے مشرکوں کے نابالغ بچوں کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب انہیں پیدا کیا تھا اسی وقت وہ خوب جانتا تھا کہ کیا کریں گے۔

فائدہ:۔ نابالغ بچے شریعت کی نظر میں معصوم اور غیر مکلف ہیں۔ اس لئے اس بات پر اجماع ہے کہ مسلمانوں کی نابالغ اولاد نجات پائے گی، لیکن چونکہ بہت سے معاملات میں بچے والدین کے تابع سمجھے گئے ہیں اس لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے غیر مسلموں کی نابالغ اولاد کے سلسلے میں توقف کیا ہے توقف کا مطلب یہ ہے کہ بعض کی نجات ہو جائے گی اور بعض کی نہیں ہوگی۔ کن کن کی نجات ہوگی اور کن کن کی نہیں ہوگی؟ یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ یہ تکوینیات کے متعلق ہے کیونکہ عملی اعتبار سے وہ ابھی تک غیر مکلّف تھے اب ان کی تقدیر میں کیا تھا؟ فیصلہ اسی بنیاد پر ہوگا!!

(٦٤٧) عَنْ سَمُرَةَ ابْنِ جُنْدُبٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى
عَنْه) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى
صَلٰوةً اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ مَنْ رَأٰى مِنْكُمُ اللَّيْلَةَ
رُؤْيَا قَالَ فَاِنْ رَاٰى اَحَدٌ قَصَّهَا فَيَقُوْلُ مَا شَآءَ اللّٰهُ
فَسَئَلَنَا يَوْمًا فَقَالَ هَلْ رَاٰى مِنْكُمْ اَحَدٌ رُؤْيَا قُلْنَا لَا
قَالَ لٰكِنِّيْ رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ اَتَيَانِيْ فَاَخَذَا بِيَدِيْ
فَاَخْرَجَانِيْ اِلٰى اَرْضٍ مُقَدَّسَةٍ فَاِذَا رَجُلٌ جَالِسٌ
وَّرَجُلٌ قَائِمٌ بِيَدِهٖ كَلُّوْبٌ مِنْ حَدِيْدٍ يُدْخِلُه' فِيْ شِدْقِهٖ
حَتّٰى يَبْلُغَ قَفَاهُ ثُمَّ يَفْعَلُ بِشِدْقِهِ الْاٰخَرِ مِثْلَ ذٰلِكَ
وَيَلْتَئِمُ شِدْقُه' هٰذَا فَيَعُوْدُ فَيَصْنَعُ مِثْلَه' فَقُلْتُ مَا هٰذَا
قَالَ اَنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى رَجُلٍ مُضْطَجِعٍ
عَلٰى قَفَاهُ وَرَجُلٌ قَائِمٌ عَلٰى رَاْسِهٖ بِفِهْرٍ اَوْ صَخْرَةٍ
فَيَشْدَخُ بِهَا رَاْسَه' فَاِذَا ضَرَبَه' تَدَهْدَهَ الْحَجَرُ فَانْطَلَقَ
اِلَيْهِ لِيَاْخُذَهٗ فَلَا يَرْجِعُ اِلٰى هٰذَا حَتّٰى يَلْتَئِمَ رَاْسُه' وَعَادَ
رَاْسُه' كَمَا هُوَ فَعَادَ اِلَيْهِ فَضَرَبَه' قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالَ
اَنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا اِلٰى نَقْبٍ مِثْلِ التَّنُّوْرِ اَعْلَاهُ ضَيِّقٌ
وَّاَسْفَلُه' وَاسِعٌ تَتَوَقَّدُ تَحْتَه' نَارٌ فَاِذَا اقْتَرَبَ ارْتَفَعُوْا
حَتّٰى كَادُوْا يَخْرُجُوْنَ فَاِذَا خَمَدَتْ رَجَعُوْا فِيْهَا
رِجَالٌ وَّنِسَآءٌ عُرَاةٌ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَا اَنْطَلِقْ فَانْطَلَقْنَا
حَتّٰى اَتَيْنَا عَلٰى نَهْرٍ مِّنْ دَمٍ فِيْهِ رَجُلٌ قَائِمٌ وَعَلٰى
وَسْطِ النَّهْرِ رَجُلٌ بَيْنَ يَدَيْهِ حِجَارَةٌ فَاَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِيْ
فِي النَّهْرِ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ رَمَاهُ الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِيْ فِيْهِ
فَرَدَّه' حَيْثُ كَانَ فَجَعَلَ كُلَّمَا جَآءَ لِيَخْرُجَ رَمٰى فِيْ
فِيْهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ فَقُلْتُ مَا هٰذَا قَالَ اَنْطَلِقْ
فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى اَتَيْنَا اِلٰى رَوْضَةٍ خَضْرَآءَ فِيْهَا شَجَرَةٌ
عَظِيْمَةٌ وَفِيْ اَصْلِهَا شَيْخٌ وَصِبْيَانٌ وَاِذَا رَجُلٌ قَرِيْبٌ
مِّنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوْقِدُهَا فَصَعِدَا بِيْ اِلَى
الشَّجَرَةِ فَاَدْخَلَانِيْ دَارًا لَمْ اَرَقَطُّ اَحْسَنَ وَاَفْضَلَ
مِنْهَا فِيْهَا رِجَالٌ شُيُوْخٌ وَّشَبَابٌ وَّنِسَآءٌ وَّصِبْيَانٌ ثُمَّ
اَخْرَجَانِيْ مِنْهَا فَصَعِدَا بِيْ اِلَى الشَّجَرَةِ فَاَدْخَلَانِيْ

(۶۴۷) حضرت سمرہ بن جندبؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نماز
(فرض) پڑھنے کے بعد (عموماً) ہماری طرف توجہ فرماتے تھے اور پوچھتے
تھے کہ رات کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ (یہ فجر کی نماز کے بعد ہوتا تھا)
انہوں نے بیان کیا کہ اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو اسے بیان کر دیتا تھا
اور آپ ﷺ اس کی تعبیر اللہ کی مشیت کے مطابق دیتے تھے، چنانچہ آپ
ﷺ نے ہم سے معمول کے مطابق دریافت فرمایا ''کیا کسی نے کوئی خواب
دیکھا ہے، ہم نے عرض کیا کہ کسی نے نہیں دیکھا، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا
لیکن میں نے خواب دیکھا ہے کہ دو آدمی میرے پاس آئے انہوں نے
میرے ہاتھ تھام لئے اور مجھے ارض مقدس میں لے گئے۔ وہاں کیا دیکھتا
ہوں کہ ایک شخص تو بیٹھا ہوا ہے اور ایک شخص کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں
لوہے کا آنکس تھا، جسے وہ بیٹھنے والے کے منہ کے جبڑے میں لگا کر اس
کے سر کے بھیجے تک چیر دیتا تھا۔ پھر دوسرے جبڑے کے ساتھ بھی اسی
طرح کرتا تھا، اس دوران میں اس کا پہلا جبڑا صحیح اور اپنی اصل حالت
میں آ جاتا تھا اور پھر پہلے کی طرح وہ اسے دوبارہ چیرتا میں نے پوچھا کہ یہ
کیا ہے؟ میرے ساتھ کے دونوں آدمیوں نے کہا کہ آگے چلو، چنانچہ ہم
آگے بڑھے تو ایک شخص کے پاس آئے جو سر کے بل لیٹا ہوا تھا اور دوسرا
شخص ایک بڑا سا پتھر لئے اس کے سر پر کھڑا تھا۔ اس پتھر سے وہ لیٹے
ہوئے شخص کو کچل دیتا تھا جب اس کے سر پر پتھر مارتا تو سر پر لگ کر وہ دور
چلا جاتا تھا کہ سر دوبارہ اچھا خاصا دکھائی دینے لگتا۔ بالکل ایسا ہی جیسے
پہلا تھا، واپس آ کر وہ پھر اسے مارتا، میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں؟
انہوں نے جواب دیا کہ آگے چلو، چنانچہ ہم آگے بڑھے، ایک گڑھے کی
طرف، جس کے اوپر کا حصہ تو تنگ تھا، لیکن نیچے کشادگی تھی، نیچے آگ
جل رہی تھی، جب آگ کے شعلے بھڑک کر اوپر کو اٹھتے تو اس میں موجود
لوگ بھی اٹھ آتے اور ایسا معلوم ہوتا کہ اب باہر نکل جائیں گے لیکن
جب شعلے دب جاتے تو وہ لوگ بھی نیچے چلے جاتے تھے۔ اس تنور میں
ننگے مرد اور عورتیں تھیں میں نے اس موقعہ پر بھی پوچھا کہ یہ کیا ہے لیکن
اس مرتبہ بھی جواب یہی ملا کہ آگے چلو، ہم آگے چلے، اب ہم خون کی
ایک نہر کے قریب تھے نہر کے اندر ایک شخص کھڑا تھا اور اس کے بیچ میں
ایک شخص تھا جس کے سامنے پتھر رکھا ہوا تھا۔ نہر کا آدمی جب باہر نکلنا
چاہتا تو پتھر والا شخص پتھر سے اس کے منہ میں اتنی زور سے مارتا کہ وہ اپنی

دَارًا هِیَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ فِیْهَا شُیُوْخٌ وَّ شَبَابٌ قُلْتُ طَوَّفْتُمَانِی اللَّیْلَةَ فَاَخْبِرَانِی عَمَّا رَاَیْتُ قَالَا نَعَمْ اَمَّا الَّذِیْ رَاَیْتَه' یُشَقُّ شِدْقُه' فَکَذَّابٌ یُحَدِّثُ بِالْکَذِبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰی تُبْلَغَ الْاٰفَاقَ فَیُصْنَعُ بِهٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَالَّذِیْ رَاَیْتَه' یُشْدَخُ رَاْسُه' فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّیْلِ وَلَمْ یَعْمَلْ فِیْهِ بِالنَّهَارِ یُفْعَلُ بِهٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ وَ الَّذِیْ رَاَیْتَه' فِی النَّقَبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ وَالَّذِیْ رَاَیْتَه' فِی النَّهْرِ اٰکِلُوا الرِّبٰوا وَالشَّیْخُ الَّذِیْ فِیْ اَصْلِ الشَّجَرَةِ اِبْرَاهِیْمُ وَ الصِّبْیَانُ حَوْلَه' فَاَوْلَادُ النَّاسِ وَالَّذِیْ یُوْقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ وَالدَّارُ الْاُوْلٰی الَّتِیْ دَخَلْتَ دَارُعَامَّةِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَآءِ وَ اَنَا جِبْرِیْلُ وَ هٰذَا مِیْکَآئِیْلُ فَارْفَعْ رَاْسَكَ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَاِذَا فَوْقِیْ مِثْلُ السَّحَابِ قَالَا ذٰلِكَ مَنْزِلُكَ فَقُلْتُ دَعَانِیْ اَدْخُلْ مَنْزِلِیْ قَالَا اِنَّه' بَقِیَ لَكَ عُمُرٌ لَّمْ تَسْتَکْمِلْه' فَلَوِ اسْتَکْمَلْتَ اَتَیْتَ مَنْزِلَكَ۔

پہلی جگہ پر چلا جاتا اور اسی طرح جب بھی وہ نکلنے کی کوشش کرتا نگران شخص اس کے منہ میں اتنی ہی زور سے مارتا کہ وہ اپنی اصلی جگہ چلا جاتا میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آگے چلو، چنانچہ ہم آگے بڑھے اور ایک سبز باغ میں آئے باغ میں ایک بہت بڑا درخت تھا اس درخت کی جڑ میں ایک عمر رسیدہ بزرگ اور ان کے ساتھ کچھ بچے بیٹھے ہوئے تھے۔ درخت سے قریب ہی ایک شخص اپنے سامنے آگ سلگا رہا تھا' دونوں میرے ساتھی مجھے لے کر درخت پر چڑھے، اس طرح وہ مجھے اپنے گھر لے گئے۔ اس سے زیادہ حسین وخوبصورت اور بابرکت گھر میں نے کبھی نہیں دیکھا' اس گھر میں بوڑھے، جوان، عورتیں اور بچے (سب ہی) تھے۔ میرے ساتھی مجھے اس گھر سے نکال کر ایک اور درخت پر چڑھا لے گئے اور پھر ایک دوسرے گھر میں لے گئے جو نہایت خوبصورت اور با برکت تھا اس میں بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے کہا تم لوگوں نے مجھے رات بھر سیر کرائی، کیا میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کے متعلق بھی کچھ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! وہ جو تم نے دیکھا ہے کہ اس آدمی کا جبڑا پھاڑا جا رہا ہے تو وہ جھوٹا آدمی تھا اور جھوٹی باتیں بیان کیا کرتا تھا اس سے دوسرے لوگ سنتے تھے اور اس طرح ایک جھوٹی بات دور دور تک پھیل جایا کرتی تھی اس کے ساتھ قیامت تک یہی معاملہ ہوتا رہے گا۔ جس شخص کو تم نے دیکھا کہ اس کا سر کچلا جا رہا تھا تو وہ ایک ایسا انسان تھا جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا تھا لیکن وہ رات کو پڑا سوتا تھا اور دن میں اس پر عمل نہیں کرتا تھا اس کے ساتھ بھی یہ عمل قیامت تک ہوتا رہے گا اور جنہیں تم نے تنور میں دیکھا وہ زانی تھے اور جنہیں تم نے نہر میں دیکھا وہ سود خور تھے اور وہ بزرگ جو درخت کی جڑ میں بیٹھے ہوئے تھے، حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے اردگرد بچے، لوگوں کی نابالغ اولاد تھیں۔ جو شخص آگ جلا رہا تھا وہ دوزخ کا داروغہ تھا اور وہ گھر جس میں تم پہلے داخل ہوئے عام مومنوں کا گھر تھا اور یہ گھر جس میں تم اب کھڑے ہو شہداء کا ہے اور میں جبرائیل ہوں اور یہ میرے ساتھ میکائیل ہیں۔ اچھا اب اپنا سر اٹھاؤ۔ میں نے جو سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میرے اوپر بادل کی طرح کوئی چیز ہے (یعنی دکھائی دینے والا مکان بہت اوپر تھا صاف دکھائی نہیں دیتا تھا اس لئے بادل کی طرح محسوس ہوا) میرے ساتھیوں نے کہا کہ تمہارا مکان ہے اس پر میں نے کہا مجھے اپنے مکان میں جانے دو، انہوں نے یہ جواب دیا ابھی تمہاری عمر باقی ہے جو تم نے پوری نہیں کی۔ جب پوری ہو جائے گی تو تم اپنے مکان میں آجاؤ گے!

بَاب ۵۰۶ . مَوْتِ الْفُجَآءَةِ بَغْتَةً.

(۶۴۸) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمِّیَ افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا وَاَظُنُّهَا لَوْتَکَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ فَهَلْ لَهَا اَجْرٌ اِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ۔

باب ۵۰۶۔ اچانک موت!

(۶۴۸) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میری والدہ کا اچانک انتقال ہو گیا اور میرا خیال ہے کہ اگر انہیں گفتگو کا موقعہ ملتا تو وہ صدقہ کرتیں کیا میں ان کی طرف سے صدقہ کردوں تو انہیں اس کا اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! ملے گا۔

باب ۵۰۷. مَاجَآءَ فِی قَبْرِ النَّبِیِّ ﷺ

(۶۴۹) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھا) قَالَتْ اِنْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیَتَعَذَّرُ فِی مَرَضِہٖ اَیْنَ اَنَا الْیَوْمَ اَیْنَ اَنَا غَدًا اِسْتِبْطَاءً لِیَوْمِ عَآئِشَةَ فَلَمَّا کَانَ یَوْمِیْ قَبَضَہُ اللّٰہُ بَیْنَ سَحْرِیْ وَ نَحْرِیْ وَدُفِنَ فِیْ بَیْتِیْ۔

باب ۵۰۷۔ نبی کریم ﷺ کی قبر کے متعلق

(۶۴۹) حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ اپنے مرض الوفات میں گویا اور اجازت لینا چاہتے تھے (فرماتے) آج میری باری کن کے یہاں ہے، کل کن کے یہاں ہوگی؟ عائشہؓ کی باری کے دن کے متعلق آپ خیال فرماتے تھے کہ بہت بعد میں آئے گی چنانچہ جب میری باری آئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی روح اس حال میں قبض کی کہ آپ ﷺ میرے سینے پر ٹیک لگائے ہوئے تھے اور میرے ہی گھر میں مدفون ہیں!!

فائدہ:۔یعنی چونکہ تمام ازواج مطہرات کے یہاں قیام کی آنحضور ﷺ نے باری مقرر کی تھی اور پوری طرح اس کی پابندی کرتے تھے اس لئے جب آپ کو مرض الوفات لاحق ہوا تو آپ کی خواہش یہ تھی کہ عائشہؓ کی باری کا دن جلدی آئے کیونکہ آپ کو ان کے یہاں زیادہ آرام مل سکتا تھا، لیکن دوسری طرف متعینہ باری کے بھی پابند تھے۔ اس لئے آپ اس کا ذکر کرتے تھے کہ آج کس کے یہاں باری ہے اور کل کس کے یہاں ہوگی آپ ﷺ کو عائشہؓ کی باری کا شدت سے گویا انتظار تھا!

باب ۵۰۸. مَا یُنْھٰی مِنْ سَبِّ الْاَمْوَاتِ.

(۶۵۰) عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی وَسَلَّمَ لَاتَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّھُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰی مَاقَدَّمُوْا۔

باب ۵۰۸ مردوں کو برا بھلا کہنے کی ممانعت!!

(۶۵۰) حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مردوں کو برا بھلا مت کہو، کیونکہ انہوں نے جیسا بھی عمل کیا تھا اس کا بدلہ پالیا۔

کِتَابُ الزَّکٰوةِ

کتاب مسائل زکوۃ کے بیان میں

باب ۵۰۹. وَجُوْبِ الزَّکٰوةِ وَقَوْلِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ

باب ۵۰۹۔ زکوٰۃ کا وجوب اور اللہ عزوجل کا فرمان کہ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دو

(۶۵۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا اِلَی الْیَمَنِ فَقَالَ اُدْعُھُمْ اِلٰی شَھَادَةِ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَّ لَیْلَةٍ فَاِنْ ھُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِکَ فَاَعْلِمْھُمْ اَنَّ اللّٰہَ افْتَرَضَ عَلَیْھِمْ صَدَقَةً فِیْ اَمْوَالِھِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِیَآئِھِمْ وَ تُرَدُّ فِیْ فُقَرَآئِھِمْ۔

(۶۵۱) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے معاذؓ کو یمن (کا عامل بنا کر بھیجا) اور فرمایا کہ تم انہیں دعوت اس گواہی کی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اگر وہ لوگ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر پانچ وقت روزانہ کی نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ لوگ یہ بات بھی مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال کا کچھ صدقہ فرض کیا ہے جو ان کے مالدار لوگوں سے لے کر انہیں کے محتاجوں کو دے دیا جائے گا۔

(۶۵۲) عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُّدْخِلُنِی الْجَنَّةَ قَالَ مَالَہٗ مَالَہٗ وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِرَبٌ مَّالَہٗ تَعْبُدُ اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُ بِہٖ شَیْئًا

(۶۵۲) حضرت ابوایوبؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو جنت میں لے جائے اس پر لوگوں نے کہا کہ آخر یہ کیا چاہتا ہے لیکن نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو بہت اہم ضرورت ہے (پھر آپ نے جنت میں لے جانے والے عمل

وَّتُقِيمُ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ۔

بتائے کہ) اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ۔ نماز قائم کرو اور صلہ رحمی کرو۔

(٦٥٣) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ اَعْرَابِيًّا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ اِذَا عَمِلْتُه' دَخَلْتُ الْجَنَّةَ قَالَ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَاتُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَّتُقِيمُ الصَّلٰوةَ الْمَكْتُوبَةَ وَتُؤَدِّي الزَّكٰوةَ الْمَفْرُوضَةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَا اَزِيدُ عَلٰى هٰذَا فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّه' اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا۔

(۶۵۳) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس پر میں اگر مداومت کروں تو جنت میں جاؤں آپ نے فرمایا کہ اللہ کی عبادت کرو اور اس کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ فرض نماز قائم کرو۔ فرض زکوٰۃ دو اور رمضان کے روزے رکھو اعرابی نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ان میں کوئی زیادتی میں نہیں کروں گا۔ جب وہ جانے لگے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی ایسے شخص کے دیکھنے کی تمنا رکھتا ہے جو جنت والوں میں ہو تو اسے اس شخص کو دیکھنا چاہئے (کہ یہ جنتی ہے)۔

(٦٥٤) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَبُوبَكْرٍ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُولُوا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَهَا فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي مَالَه' وَنَفْسَه' اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُه' عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ فَاِنَّ الزَّكٰوةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِي عَنَاقًا كَانُوا يُؤَدُّونَهَا اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰى مَنْعِهَا قَالَ عُمَرُ فَوَاللّٰهِ مَاهُوَ اِلَّا اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ اَبِي بَكْرٍ فَعَرَفْتُ اَنَّه' الْحَقُّ۔

(۶۵۴) حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی اور خلیفہ ابوبکرؓ ہوئے ادھر عرب کے بہت سے قبائل نے انکار شروع کر دیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی موجودگی میں کیونکر جنگ کر سکتے ہیں کہ "مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ کروں جب تک وہ لا الہ الا اللہ کی شہادت نہ دے دیں اور جو شخص اس کی شہادت دے دے گا تو میری طرف سے اس کا مال و جان محفوظ ہو جائے گا سوا اس کے حق کے (یعنی قصاص وغیرہ کی صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں) اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہوگا اس پر ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ بخدا میں ہر اس شخص سے لڑوں گا۔ جو زکوٰۃ اور نماز میں تفریق کرے گا۔ کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے خدا کی قسم اگر انہوں نے چار مہینے کے بچے کے دینے سے بھی انکار کیا جسے وہ رسول اللہ ﷺ کو دیتے تھے تو میں ان سے لڑوں گا۔ عمرؓ نے فرمایا کہ بخدا یہ بات اس کا نتیجہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکرؓ کو شرح صدر عطا فرمایا تھا اور بعد میں، میں بھی اس نتیجہ پر پہنچا کہ ابوبکرؓ ہی حق پر تھے!!

فائدہ:۔ جب حضور اکرم ﷺ کی وفات ہوئی تو عرب کے ان تمام قبائل میں جو مدینہ سے دور تھے ایک بے چینی پھیل گئی۔ حضور اکرم ﷺ کی زندگی ہی میں سارا عرب حلقہ بگوش اسلام ہو چکا تھا، لیکن بہر حال پوری قوم بدویانہ اور مرکز گریز زندگی کی ہمیشہ سے عادی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نبی تھے اس لئے ان کی امارت اور سرداری مسلم تھی! قبائلی عربوں کا کہنا یہ تھا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کر لی لیکن تمہاری اطاعت کیوں کریں؟ جس طرح تم نے (مدینہ والوں نے) ایک اپنا امیر منتخب کیا ہے ہم بھی ایک امیر منتخب کر لیں گے اور زکوٰۃ ہم نہیں دیں گے، تم ہم سے ہمارے روپے نہیں لے سکتے۔ ہم اگر زکوٰۃ دیں گے تو اپنے ہی قبیلہ کے کسی منتخب امیر کو، لیکن ابوبکر صدیق خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا کہنا یہ تھا کہ یہ اسلام کے احکام میں رخنہ اندازی ہے۔ زکوٰۃ بالکل اسی طرح فرض ہے جس طرح نماز

نماز پڑھنے کا اقرار ہے اور زکوٰۃ دینے سے انکار۔ یہ کیا اسلام ہے؟ ہر مسلمان کو زکوٰۃ بھی دینی ہوگی۔ جب تم نے کلمہ شہادت پڑھ لیا تو زکوٰۃ سے انکار خدا کے حکم اور اس کے دیئے ہوئے دستور کے مطابق حکومت سے بغاوت ہے اور ہم ان تمام لوگوں سے جنگ کریں گے جو اس بغاوت میں حصہ لیں، عمر رضی اللہ عنہ کا کہنا یہ تھا کہ اس بغاوت پر ان سے جنگ حضور اکرم ﷺ کے دیئے ہوئے احکام کے خلاف ہے آنحضور ﷺ کے فرمان کا مقصد حضرت عمر کے نزدیک صرف یہ تھا کہ ہم جنگ صرف انہیں لوگوں سے کر سکتے ہیں جو اللہ اور رسول پر ایمان نہ رکھتے ہوں لیکن جو لوگ اس کلمہ کی شہادت دے دیں ان سے جنگ جائز نہیں ان کے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ زکوٰۃ نہ دینا اور کلمہ شہادت کا اقرار نہ کرنا دو الگ چیزیں ہیں اگر کوئی شخص کلمہ شہادت کے بعد زکوٰۃ سے انکار کر دے تو وہ کافر نہیں ہو جاتا کہ ہم ان سے جنگ کریں۔ حضرت صدیق اکبر کو اس سے انکار تھا کیونکہ کلمہ شہادت کی طرح، زکوٰۃ، حج اور دوسری تمام ضروریات دین پر یقین و ایمان مسلمان کے لئے ضروری ہے لیکن ایک اور بات تھی ان لوگوں نے نہ کلمہ شہادت سے انکار کیا تھا نہ نماز سے نہ زکوٰۃ یا کسی بھی ضروریات دین سے، بلکہ ان کا انکار صرف اس مرکزی زندگی سے تھا جسے رسول اللہ ﷺ قائم کر گئے تھے چنانچہ انہوں نے کہا بھی یہ تھا کہ "منا امیر و منکم امیر" یعنی انہیں زکوٰۃ دینے سے انکار نہیں تھا بلکہ اس مرکزی زندگی سے انکار تھا جو خلافت اسلامی ان کے لئے ضروری قرار دے رہی تھی گویا وہ چاہتے تھے کہ زمانۂ جاہلیت کی طرح ہر قبیلہ کا ایک الگ امیر ہو اور زکوٰۃ اسی کو دی جائے اس لئے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا اعلان جنگ انتظامی مصالح کی بنا پر تھا کیونکہ خلافت سے انہوں نے بغاوت کی تھی اور اسلام کے اس مرکزی اور دستوری اسٹیٹ کو ماننے سے انکار کیا تھا جسے اللہ کے رسولؐ قائم کر گئے تھے اور جو ابھی بالکل ابتدائی مراحل سے گزر رہی تھی اس سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ تدبیر اور سیاسی بصیرت کا پتہ چلتا ہے کہ جب عرب کا اکثر حصہ اس مرکزی زندگی سے انکار کر چکا تھا جو اسلام میں مطلوب تھی تو آپ نے اعلان جنگ اس طرح کیا کہ سب راہ راست پر آ گئے اس وقت سب سے بڑا سوال یہ تھا کہ آج جن لوگوں نے زکوٰۃ مدینہ بھیجنے سے انکار کیا تھا کہ وہ آئندہ اسلام کے دوسرے مسائل کو اپنی خواہشات کے تابع کرنے کی کوشش نہیں کریں گے؟

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے شیخ نوویؒ نے خطابی کے حوالہ سے یہ لکھا ہے، کہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد تمام قبائلی عرب میں ارتداد پھیل گیا تھا۔ حالانکہ یہ ایک نہایت بے بنیاد بات ہے، خطابی نے غالباً زکوٰۃ سے انکار کرنے والوں کو بھی مرتدین کی صف میں شمار کر لیا ابن حزم نے اس کی بڑی شدت کے ساتھ تردید کی ہے۔ یہ صحیح ہے کہ آنحضور ﷺ کی وفات کے بعد کچھ لوگ جو نئے نئے مسلمان ہوئے تھے اور ایمان اور یقین کے معاملہ میں بالکل صفر تھے مرتد ہو کر مسیلمہ وغیرہ کے گروہ سے جا ملے تھے لیکن یہ لوگ بہت کم تھے، زیادہ تعداد ان لوگوں کی تھی جو زکوٰۃ مدینہ بھیجنے کے خلاف ہو گئے تھے، پھر بھی ایسے قبائل میں بہت سے مخلص مسلمان تھے اور اسلام کی روح کو سمجھتے تھے، انہوں نے اس کی سخت مخالفت کی، چنانچہ بہت جلد باغیوں پر قابو پا لیا گیا اور جن لوگوں نے ارتداد اختیار کیا تھا ان کا بھی استیصال ہو گیا!

باب ۵۱۰ . اِثْمِ مَانِعِ الزَّكٰوةِ

(٦٥٥) عَنْ اَبِيْهُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاتِي الْاِبِلُ عَلٰى صَاحِبِهٖ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ اِذَا هُوَلَمْ يُعْطِ فِيْهَا حَقَّهَا تَطَاُه' بِاَخْفَافِهَا وَ تَاتِي الْغَنَمُ عَلٰى صَاحِبِهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ اِذَا لَمْ يُعْطِ فِيْهَا حَقَّهَا تَطَاُه' بَاَظْلَافِهَا وَتُنْطِحُه' بِقُرُوْنِهَا قَالَ وَمِنْ حَقِّهَا اَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَآءِ قَالَ وَلَا يَاتِيْ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلٰى رَقَبَتِهٖ لَهَا يُعَارٌ فَيَقُوْلُ يَامُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ

باب ۵۱۰۔ زکوٰۃ نہ ادا کرنے والے پر گناہ!

(٦٥٥) حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ (قیامت کے دن) اپنے ان مالکوں کے پاس جنہوں نے ان کا حق (زکوٰۃ نہیں دیا تھا اس سے زیادہ موٹے تازے ہو کر آئیں گے (جیسے دنیا میں) ان کے پاس تھے اور انہیں اپنے کھروں سے روندیں گے بکریاں بھی اپنے ان مالکوں کے پاس جنہوں نے ان کے حق نہیں دیئے تھے پہلے سے زیادہ موٹی تازی ہو کر آئیں گی اور انہیں اپنے کھروں سے روندیں گی اور انہیں سینگ ماریں گی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا حق یہ بھی ہے کہ پانی پر دوہا جائے (اگر کوئی مسکین اور محتاج اس سے مانگے تو اسے

لَکَ شَیْئًا قَدْ بَلَّغْتُ۔ وَلَا یَاتِی بِبَعِیْرٍ یَحْمِلُہ، عَلٰی رَقَبَۃٍ لَہ، رُغَآءٌ فَیَقُوْلُ یَامُحَمَّدُ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِکُ لَکَ شَیْئًا قَدْبَلَّغْتُ۔

دینے کے لئے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص قیامت کے دن اس طرح نہ آئے کہ اس کی گردن پر ایک ایسی بکری لدی ہوئی ہو جو چلا رہی ہو اور مجھ سے کہے کہ اے محمد (مجھے عذاب سے بچایئے) اور میں اسے یہ جواب دوں کہ تمہارے لئے میں کچھ نہیں کرسکتا (میرا کام پہنچانا تھا سو میں نے پہنچا دیا، اسی طرح کوئی شخص اونٹ لئے ہوئے قیامت کے دن نہ آئے۔ اس پر اونٹ کو چڑھا دیا گیا ہو اونٹ چلا رہا ہو اور وہ خود مجھ سے فریاد کرے کہ اے محمد! (مجھے بچایئے) اور میں یہ جواب دے دوں کہ تمہارے لئے میں کچھ نہیں کرسکتا۔ میں نے خدا کا پیغام پہنچا دیا تھا!

فائدہ:۔ حضور اکرم ﷺ امت کو متنبہ فرما رہے ہیں کہ کسی کا مال ومنال، اونٹ بکری یا کوئی چیز چوری کرنے کی سزا اللہ تعالیٰ کے یہاں کیا ملے گی۔ آپ ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ ایسے گنہگار کو میں بھی نہیں بچا سکتا اور میری طرف سے بھی اسے صاف جواب ملے گا اس لئے پہلے ہی لوگ آنے والی دنیا کی جزاء وسزاء کو سمجھ لیں تا کہ قیامت کے دن ان مذکورہ حالتوں میں انہیں نہ آنا پڑے، حدیث میں اس کی تصریح نہیں کہ یہ کس بات کی سزا ہوگی ممکن ہے اونٹ یا بکری کے چور کو قیامت میں اس طرح کی سزا دی جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان کی زکوٰۃ نہ ادا کرنے والے کی یہ سزا ہو۔ یا کسی اس سلسلے کی دوسری خیانت کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا کے گناہ قیامت میں جسم اور صورت اختیار کر لیں گے اور انہیں سب لوگ دیکھ سکیں گے!

(٦٥٦) عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰتَاہُ مَالًا فَلَمْ یُؤَدِّ زَکٰوتَہ، مُثِّلَ لَہ، مَالُہ، یَوْمَ الْقِیَامَۃِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَہ، زَبِیْبَتَانِ یُطَوَّقُہ، یَوْمَ الْقِیَامَۃِ ثُمَّ یَاخُذُ بِلِھْزِمَتَیْہِ یَعْنِی بِشِدْقَیْہِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَنَا مَالُکَ اَنَا کَنْزُکَ ثُمَّ تَلَا وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ھُوَ خَیْرًا لَّھُمْ بَلْ ھُوَ شَرٌّلَّھُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَابَخِلُوْا بِہٖ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ۔

(٦٥٦) حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال نہایت زہریلے سانپ کی صورت اختیار کرلے گا کہ زہر کی وجہ سے اس کے بال جھڑ گئے ہوں گے اس کی آنکھوں کے پاس دو سیاہ نقطے ہوں گے (جیسے سانپ کے ہوتے ہیں) پھر وہ سانپ اپنے دونوں جبڑوں سے اسے پکڑ لے گا اور کہے گا میں تمہارا مال اور خزانہ ہوں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی" اور وہ لوگ یہ نہ خیال کریں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جو کچھ اپنے فضل سے دیا ہے اور وہ اس میں بخل سے کام لیتے ہیں (یعنی زکوٰۃ وصدقات نہیں دیتے) کہ ان کا مال ان کے لئے خیر ہے بلکہ وہ شر ہے جس مال کے معاملہ میں انہوں نے بخل کیا ہے، قیامت میں اس کا طوق ان کی گردن میں پہنایا جائے گا"!!

فائدہ:۔ دنیا میں بھی اکثر مدفون خزانوں پر اژدھے اور سانپ کے موجود ہونے کے قصے مشہور ہیں یہ اتنی عام بات ہے کہ اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ خزانے اور سانپ میں کوئی خاص مناسبت ہے کہ دنیا میں بھی اس کا مشاہدہ ہوتا ہے اور قیامت میں بھی مال جمع کرنے والوں کے خزانے سانپ ہی کی صورت اختیار کرلیں گے۔

بَاب ۵۱۱. مَااُدِّیَ زَکٰوتُہ، فَلَیْسَ بِکَنْزٍ

باب ۵۱۱۔ جس مال کی زکوٰۃ ادا کردی جائے وہ کنز (خزانہ) نہیں ہے

(٦٥٧) عَنْ اَبِیسَعِید (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) یَقُوْلُ

(٦٥٧) حضرت ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَلَا فِیْمَا خَمْسِ ذُوْدٍ صَدَقَةٌ وَّ لَیْسَ فِیْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسَقٍ صَدَقَةٌ۔

کہ پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں صدقہ (زکوٰۃ) نہیں ہے، پانچ اونٹوں سے کم میں صدقہ نہیں ہے اور پانچ وسق سے کم (غلہ) میں صدقہ نہیں ہے!!

باب ۵۱۲. الصَّدَقَةِ مِنْ کَسْبٍ طَیِّبٍ

باب ۵۱۲۔ صدقہ پاک کمائی سے!

(۶۵۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ تَمْرَةٍ مِّنْ کَسْبٍ طَیِّبٍ وَّلَا یَقْبَلُ اللّٰہُ اِلَّا الطَّیِّبَ فَاِنَّ اللّٰہَ یَتَقَبَّلُهَا بِیَمِیْنِهٖ ثُمَّ یُرَبِّیْهَا لِصَاحِبِهٖ کَمَا یُرَبِّی اَحَدُکُمْ فَلُوَّہٗ حَتّٰی تَکُوْنَ مِثْلَ الْجَبَلِ

(۶۵۸) حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص پاک کمائی سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف پاک کمائی کے صدقہ کو قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے پھر صدقہ کرنے والے کے مال میں زیادتی کرتا ہے بالکل اسی طرح جیسے کوئی اپنے جانور کے بچے کو بڑھاتا ہے (کھلا پلا کر) تا آنکہ اس کا صدقہ پہاڑ کے برابر ہوجاتا ہے

فائدہ:۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں یہ صدقہ بڑا قیمتی ہے اور اس سے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے!

باب ۵۱۳. الصَّدَقَةِ قَبْلَ الرَّدِّ

باب ۵۱۳۔ صدقہ، اس سے پہلے کہ اس کا لینے والا کوئی باقی نہ رہے

(۶۵۹) عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ تَصَدَّقُوْا فَاِنَّهٗ یَاْتِیْ عَلَیْکُمْ زَمَانٌ یَّمْشِی الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهٖ فَلَا یَجِدُ مَنْ یَّقْبَلُهَا یَقُوْلُ الرَّجُلُ لَوْجِئْتَ بِهَا بِالْاَمْسِ لَقَبِلْتُهَا فَاَمَّا الْیَوْمَ فَلَا حَاجَةَ لِیْ فِیْهَا۔

(۶۵۹) حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا کہ صدقہ کرو، ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے جب ایک شخص اپنے مال کا صدقہ لے کر تلاش کرے گا اور کوئی اسے قبول کرنے والا نہیں ملے گا (جس کے پاس صدقہ لے کر جائے گا) وہ جواب یہ دے گا کہ اگر تم کل اسے لائے ہوتے تو میں قبول کر لیتا کیونکہ آج مجھے اس کی ضرورت نہیں رہی!!

فائدہ:۔ زین بن منیرؒ نے فرمایا ہے کہ اس عنوان سے مصنفؒ اس بات پر متنبہ کرنا چاہتے ہیں کہ صدقہ یا زکوٰۃ نکالنے میں ٹال مٹول سے کام نہ لینا چاہئے، بلکہ جس دن واجب ہوجائے بلا کسی تاخیر فوراً نکال دینا چاہئے کہ کسی تاخیر کے بغیر زکوٰۃ مستحقوں کو پہنچا دینے سے وہ برکت بھی شروع ہوجاتی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے۔ بخاری شریف میں اس عنوان کے تحت دی گئی تمام احادیث میں حضور اکرم ﷺ نے صدقہ اور زکوٰۃ دینے کی ترغیب میں یہ انداز اختیار فرمایا ہے کہ ایک زمانہ وہ بھی آنے والا ہے جب زمین اپنی دولت اگل دے گی اور صدقہ لینے والا کوئی باقی نہ رہے گا۔ یا اگر ہوں گے بھی تو بہت کم تعداد میں اور صدقہ انہیں گھر بیٹھے اتنا مل جائے گا کہ پھر ضرورت باقی نہیں رہے گی اس لئے اپنے دور کو غنیمت سمجھو اور صدقہ نکالنے میں تاخیر نہ کرو!

(۶۶۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَکْثُرَ فِیْکُمُ الْمَالُ فَیَفِیْضَ حَتّٰی یُهِمَّ رَبُّ الْمَالِ مَنْ یَّقْبَلُ صَدَقَتَهٗ وَحَتّٰی یَعْرِضَهٗ فَیَقُوْلُ الَّذِیْ یُعْرِضُهٗ عَلَیْهِ لَا اَرَبَ لِیْ۔

(۶۶۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت آنے سے پہلے مال و دولت کی بہتات ہوجائے گی اور سب مالدار ہوجائیں گے اس وقت صاحب مال کو اس کی فکر ہوگی کہ اس کا صدقہ کون قبول کرے گا، اور اگر کسی کو دینا بھی چاہے گا تو جواب ملے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے!!

(٦٦١) عَن عدِی ابن حَاتِمٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) یَقُولُ کُنتُ عِند النَّبِیّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّم فَجَآءَہ رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا یَشکُو العَیلَةَ وَالاٰخَرُ یَشکُو قَطعَ السَّبِیلِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّم اَمَّا قَطعُ السَّبِیلِ فَاِنَّه لَا یَاتِی عَلَیكَ اِلَّا قَلِیلٌ حَتّٰی تَخرُجَ العِیرُ اِلٰی مَکَّةَ بِغَیرِ خَفِیرٍ وَّ اَمَّا العَیلَةُ فَاِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ حَتّٰی یَطُوفَ اَحَدُکُم بِصَدَقَتِهٖ فَلَا یَجِدُ مَن یَقبَلُهَا مِنهُ ثُمَّ لَیَقِفَنَّ اَحَدُکُم بَینَ یَدَیِ اللّٰهِ لَیسَ بَینَه وَبَینَه حِجَابٌ وَّلَا تَرجُمَانٌ یُّتَرجِمُ لَه ثُمَّ لَیَقُولَنَّ لَه اَلَم اُوتِكَ مَالًا فَیَقُولَنَّ بَلٰی ثُمَّ لَیَقُولَنَّ اَلَم اُرسِل اِلَیكَ رَسُولًا فَیَقُولَنَّ بَلٰی فَیَنظُرُ عَن یَمِینِهٖ فَلَا یَرٰی اِلَّا النَّارَ ثُمَّ یَنظُرُ عَن شِمَالِهٖ فَلَا یَرٰی اِلَّا النَّارَ فَلْیَتَّقِیَنَّ اَحَدُکُمُ النَّارَ وَلَو بِشِقِّ تَمرَةٍ فَاِن لَّم یَجِد فَبِکَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ۔

(٦٦١) حضرت عدی بن حاتمؓ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو شخص آئے۔ ایک شخص فقر اور فاقہ کی شکایت لئے ہوئے تھا اور دوسرے کو راستوں کے غیر مامون ہونے کی شکایت تھی (ڈاکوؤں اور اچکوں سے) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہاں تک راستوں کے غیر محفوظ ہونے کا تعلق ہے تو بہت جلد ایسا زمانہ آنے والا ہے جب ایک قافلہ مکہ سے کسی نگران یا محافظ جماعت کے بغیر نکلے گا (اور اسے کوئی راستے میں خطرہ نہیں ہوگا) اور رہا فقر و فاقہ تو قیامت اس وقت تک نہیں آئے گی جب تک (مال و دولت کی فراوانی کی وجہ سے یہ حال نہ ہو جائے کہ) ایک شخص اپنا صدقہ لے کر تلاش کرے لیکن کوئی اسے لینے والا نہ ملے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک شخص اس طرح کھڑا ہوگا کہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان نہ کوئی پردہ حائل ہوگا اور نہ ترجمانی کے لئے کوئی ترجمان ہوگا پھر اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کیا میں نے تمہیں مال نہیں دیا تھا؟ وہ کہے گا کہ آپ نے دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ کیا میں نے تمہارے پاس اپنا پیغمبر نہیں بھیجا تھا؟ وہ کہے گا کہ آپ نے بھیجا تھا۔ پھر وہ شخص اپنے دائیں طرف دیکھے گا تو آگ کے سوا اور کچھ نظر نہیں آئے گا پھر بائیں طرف دیکھے گا اور ادھر بھی آگ ہی آگ، پس تمہیں جہنم سے ڈرنا چاہئے خواہ ایک کھجور کے ٹکڑے (کا صدقہ کر کے اس کا ثبوت دے) اگر یہ بھی میسر نہ آسکے تو ایک اچھی بات کے ذریعہ (اللہ سے اپنے خوف کا ثبوت دینا چاہئے!!)

باب ۵۱۴ . اِتَّقُوا النَّارَ وَلَو بِشِقِّ تَمرَةٍ وَّ القَلِیلِ مِنَ الصَّدَقَةِ

باب ۵۱۴ ۔ جہنم سے بچو، خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے یا کسی معمولی سے صدقہ کے ذریعہ ہو

(٦٦٢) عَن اَبِی مَسعُودٍ الاَنصَارِیِّ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) قَالَ کَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّم اِذَا اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ اِنطَلَقَ اَحَدُنَا اِلَی السُّوقِ فَیُحَامِلُ فَیُصِیبُ المُدَّ وَاِنَّ لِبَعضِهِمُ الیَومَ لَمِائَةَ اَلفٍ۔

(٦٦٢) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا تو ہم میں سے بہت سے بازار میں جا کر بار برداری کرتے اور اس طرح ایک مد حاصل کرتے (جسے صدقہ کر دیتے تھے) لیکن آج انہیں میں بہت سوں کے پاس لاکھ لاکھ (درہم یا دینار ہیں)

فائدہ:۔ مطلب یہ ہے کہ انسان دوزخ میں اپنے گناہ کی وجہ سے جائے گا اور زکوٰۃ، صدقہ، اور خیرات سے گناہ جھڑتے ہیں اس لئے چاہئے کہ ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ وخیرات کرے۔ اس سلسلے میں صدقہ کی جانے والی چیز کی قلت و کثرت کا بھی خیال نہ ہونا چاہئے، چیز خواہ کتنی ہی حقیر کیوں نہ ہو اسے بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے اجر و ثواب ملتا ہے۔ صدقہ کا مفہوم دینے لینے کی حدود سے بھی آگے ہے، حدیث میں ہے کہ میٹھی بات بھی صدقہ ہے اور اس صدقہ سے بھی گناہ جھڑتے ہیں اس کا مطلب (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

بقیہ:۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ معمولی سے معمولی حقوق کا بھی پاس ولحاظ ہونا چاہئے۔اگر کسی کا کسی پر تنکے برابر بھی کوئی حق ہے تو اسے بھی چکا دینے کی کوشش میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھنی چاہئے کیونکہ حقوق معمولی ہوں یا بڑے، بہر حال جزاء وسزا کے احکام سب پر مرتب ہوں گے!!

☆ جب ابتداء اسلام میں صدقہ نکالنے کا حکم ہوا تو لوگ بہت محتاج اور غریب تھے لیکن اللہ اور رسول کی اطاعت کا یہ عالم تھا کہ بازار میں جاتے محنت مزدوری کرتے اور جو کچھ حاصل ہوتا صدقہ کر دیتے۔آج یہ عالم ہے کہ انہیں غرباء کے یہاں ہزاروں اور لاکھوں کے وارے نیارے ہوتے ہیں، یہ خدا کا فضل ہے۔صدقہ کرنے والوں کو دنیا میں بھی بدیر یا بسویر اس کا بدلہ ملتا ہے اور آخرت میں اس کا اجر تو بہر حال متعین ہے!!

(٦٦٣) عَنْ عَآئِشَة (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَتْ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَان لَهَا تَسْئَالُ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِىْ شَيْئًا غَيْرَ تَمْرَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا اِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَاْكُلْ مِنْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ وَدَخَلَ النَّبِى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا فَاَخْبَرْتُه' فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ ابْتُلِىَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ كُنَّ لَه' سِتْرًا مِّنَ النَّارِ۔

(٦٦٣) حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لئے مانگتی ہوئی آئی۔میرے پاس ایک کھجور کے سوا اس وقت اور کچھ نہیں تھا، میں نے وہی دے دی اس ایک کھجور کو اس نے اپنی دونوں بچیوں میں تقسیم کر دیا اور خود نہیں کھایا، پھر وہ اٹھی اور چلی گئی اس کے بعد نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے اس کے متعلق کہا۔آپ نے فرمایا کہ جس نے ان بچیوں کی وجہ سے خود کو معمولی سے بھی ابتلاء میں ڈالا تو بچیاں اس کے لئے دوزخ سے حجاب بن جائیں گی!!

باب ۵۱۴. فَضْلِ صَدَقَةِ الشَّحِيْحِ الصَّحِيْحِ

باب۵۱۴۔بخیل اور تندرست کے صدقہ کی فضیلت

(٦٦٤) عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَىُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ تَخْشَى الْفَقْرَوَ تَاْمُلُ الْغِنٰى وَلَاتُمْهِلُ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ۔

(٦٦٤) حضرت ابو ہریرہؓ نے حدیث بیان کی کہ ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کی، یارسول اللہ! کس طرح کے صدقہ میں سب سے زیادہ اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس صدقہ میں جسے تم صحت کے وقت بخل کے باوجود کرو، تمہیں ایک طرف تو فقر کا ڈر ہو کہ صدقہ کیا گیا تو کہیں سارا مال ہی ختم نہ ہو جائے) اور دوسری طرف مال دار بننے کی خواہش اور امید (کہ اگر کچھ دیا لیا جائے تو مال میں خوب اضافہ ہوگا) اور (اس کام میں) تامل وتوقف نہ ہونا چاہئے کہ جب جان حلق تک آ جائے (موت کے وقت) تو اس وقت کہنے لگے کہ فلاں کے لئے اتنا ہے اور فلاں کے لئے اتنا۔حالانکہ وہ تو اب فلاں کا ہو چکا ہے!!

فائدہ:۔اگر عقل کے پیمانہ پر تولا جائے تو موت کے وقت وصیت پر اعتبار نہ ہونا چاہئے تھا کیونکہ موت کا وقت جب بالکل قریب آ گیا تو قانوناً اب اس کا مال اس کی ملکیت سے نکل کر دوسرے ورثاء کی ملکیت میں چلا جاتا ہے لیکن شریعت کا یہ احسان ہے کہ تہائی مال میں وصیت کی اجازت دے دی ہے حدیث میں اس کی طرف اشارہ ہے کہ موت کا وقت آنے سے پہلے صدقہ اور خیرات کر لینی چاہئے۔یہ کوئی عقلمندی نہیں ہے کہ جب موت کا وقت آ جائے تو آپ وصیتیں کرنے بیٹھ جائیں۔یہ صرف شریعت کا احسان ہے کہ تہائی مال میں وصیت کی اس نے اجازت دی ہے، ورنہ وہ مال تو اب کسی اور کا ہو چکا ہے!

(٦٦٥) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنها، قالتْ) اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْه وَسَلَّم قُلْنَ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْه وَسَلَّم اَيُّنَا اَسْرَعُ بِكَ لِحَاقًا قَالَ

(٦٦٥) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی بعض ازواج نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ سب سے پہلے ہم میں آپ سے کون جا ملے گا (یعنی آپ کی وفات کے بعد) آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کا ہاتھ سب

اَطْوَلُكُنَّ يَدًا فَاَخَذُوْا قَصَبَةً يَّذْرَعُوْنَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ اَطْوَلَهُنَّ يَدًا فَعَلِمْنَا بَعْدُ اِنَّمَا كَانَتْ طُوْلَ يَدِهَا الصَّدَقَةُ وَكَانَتْ اَسْرَعَنَا لُحُوْقًا بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ۔

سے زیادہ طویل (کھلا ہوا) ہوگا۔ اب ہم نے ایک لکڑی سے پیمائش شروع کر دی تو سودہؓ سب سے لمبے ہاتھ والی نکلیں لیکن بعد میں ہم نے سمجھا کہ لمبے ہاتھ والی ہونے سے آپ ﷺ کی مراد صدقہ (زیادہ) کرنے سے تھی اور سودہؓ ہی سب سے پہلے نبی کریم ﷺ سے جاملیں صدقہ کرنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔

فائدہ:۔ یعنی بظاہر ہاتھ بھی آپ کے طویل تھے اور چونکہ رسول اللہ ﷺ کی بات سمجھنے میں ابتداءً ہم سے غلطی ہوئی اس لئے اس وقت بھی آپ کے متعلق خیال ہوا کہ آپ ہی سب سے پہلے حضور اکرم ﷺ سے جاملیں گی لیکن بعد میں جب اپنی غلطی کا احساس ہوا تو اس وقت بھی آپ ہی کو اولیت حاصل رہی، کیونکہ سخاوت میں بھی سب سے بڑھ کر آپ ہی تھیں چنانچہ آپ ہی کا سب سے پہلے انتقال ہوا، بعض علماء نے لکھا ہے کہ حضرت زینبؓ کا سب سے پہلے انتقال ہوا تھا اور وہ بھی بڑی سخیہ تھیں اور بعض نے دوسری ازواج کا نام لیا ہے لیکن اسی کی دوسری روایتوں میں اس کی تصریح ہے کہ سودہؓ کا سب سے پہلے انتقال ہوا اور آپ ہی سب سے زیادہ سخیہ تھیں!

باب ۵۱۵ . اِذَا تَصَدَّقَ عَلٰى غَنِيٍّ وَّهُوَ لَا يَعْلَمُ

(٦٦٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، قَالَ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا تَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ زَانِيَةٍ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَاتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهٖ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ غَنِيٍّ فَاَصْبَحُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى غَنِيٍّ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ وَّعَلٰى زَانِيَةٍ وَّعَلٰى غَنِيٍّ فَاُتِيَ فَقِيْلَ لَهٗ اَمَّا صَدَقَتُكَ عَلٰى سَارِقٍ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّسْتَعِفَّ عَنْ سَرِقَتِهٖ وَاَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا اَنْ تَسْتَعِفَّ عَنْ زِنَاهَا وَاَمَّا الْغَنِيُّ فَلَعَلَّهٗ يَعْتَبِرُ فَيُنْفِقُ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ۔

باب ۵۱۵۔ اگر لاعلمی میں کسی مالدار کو صدقہ دے دیا

(۶۶۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا، ایک شخص نے (بنی اسرائیل کے کہا کہ مجھے صدقہ دینا ہے۔ چنانچہ وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا اور ایک چور کے ہاتھ رکھ دیا' صبح ہوئی تو لوگوں کی زبان پر چرچا تھا، کہ کسی نے چور کو صدقہ دے دیا اس شخص نے کہا کہ اے اللہ! تمام تعریف تیرے لئے ہے! میں پھر صدقہ کروں گا چنانچہ دوبارہ صدقہ لے کر نکلا اور اس مرتبہ ایک زانیہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اور جب صبح ہوئی تو پھر چرچا تھا کہ رات کسی نے زانیہ عورت کو صدقہ دے دیا' اس شخص نے کہا، اے اللہ' تمام تعریف تیرے لئے ہے میں زانیہ کو اپنا صدقہ دے آیا! اچھا پھر صدقہ نکالوں گا۔ چنانچہ اپنا صدقہ لئے ہوئے نکلا، اور اس مرتبہ ایک مالدار کے ہاتھ لگا صبح ہوئی تو لوگوں کی زبان پر تھا کہ ایک مالدار کو کسی نے اپنا صدقہ دے دیا ہے اس شخص نے کہا کہ اللہ! حمد تیرے لئے ہی ہے! میں اپنا صدقہ) چور زانیہ اور مالدار کو دے آیا (جو سب کے سب غیر مستحق تھے) لیکن اسے (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) بتایا گیا کہ جہاں تک چور کے ہاتھ میں صدقہ چلے جانے کا سوال ہے تو اس میں اس کا امکان ہے وہ چوری سے باز آ جائے اسی طرح زانیہ کو صدقہ کا مال مل جانے پر اس کا امکان ہے کہ وہ زنا سے باز آ جائے اور مالدار کے ہاتھ میں پڑنے کا یہ فائدہ ہے کہ اسے عبرت ہو اور پھر جو اللہ عزوجل نے اسے دیا ہے وہ خرچ کرے۔

فائدہ:۔ دوسری روایتوں میں ہے کہ اس نے رات میں صدقہ دیا تھا کیونکہ رات ہی میں دینے کی نذر مانی تھی، یعنی اسے کچھ پتہ نہیں چلا اور اپنا صدقہ چور کو دے دیا۔ صبح ہوئی تو تمام لوگوں کی زبان پر اس کا چرچا تھا اس لئے دوبارہ دیا اور اسی طرح برابر ہوتا رہا غلطی اس وجہ سے ہو جاتی تھی کہ نذر کے مطابق رات کو صدقہ دیا جاتا تھا۔ نیز دوسری روایتوں میں ہے کہ اس صدقہ کے قبول بارگاہ الٰہی ہونے کی بھی بشارت دی گئی تھی کیونکہ دینے والے کی نیت میں خلوص تھا۔ اللہ تعالیٰ بھی آزمانا چاہتے تھے۔ چنانچہ بار بار غلطی ہوئی اور پھر اس کے علم میں بھی لایا گیا۔ دینے والے نے اپنی سی ہر طرح کی کوشش کر لی کہ صدقہ مستحق کو پہنچ جائے امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ لاعلمی میں اگر صدقہ مالدار کے ہاتھوں پڑ جائے اور دینے والے کی نیت میں خلوص ہو تو مقبول ہوتا ہے، حنفیہ کے نزدیک بھی یہی مسئلہ ہے۔ البتہ پوری طرح سوچ سمجھ کر دینا چاہئے۔ یاد رہے کہ یہ بحث صدقہ واجب یا فرض یعنی زکوٰۃ یا نذر وغیرہ کی ہے اگر نفلی صدقہ ہو اور لاعلمی میں دے دیا جائے تو اس میں کسی مضائقہ کا سوال ہی نہیں۔

باب ۵۱۶ . اِذَا تَصَدَّقَ عَلٰی اِبْنِهٖ وَ هُوَ لَا یَشْعُرُ .

(۶۶۷) عَنْ مَعْنِ بْنِ یَزِیْد (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَ اَبِیْ وَ جَدِّیْ وَ خَطَبَ عَلَیَّ فَاَنْکَحَنِیْ وَ خَاصَمْتُ اِلَیْهِ وَ کَانَ اَبِیْ یَزِیْدُ اَخْرَجَ دَنَانِیْرَ یَتَصَدَّقُ بِهَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِی الْمَسْجِدِ فَجِئْتُ فَاَخَذْتُهَا فَاَتَیْتُه' بِهَا فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اِیَّاكَ اَرَدْتُ وَ خَاصَمْتُه' اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَكَ مَا نَوَیْتَ یَا یَزِیْدُ وَ لَكَ مَا اَخَذْتَ یَا مَعْنُ۔

باب ۵۱۶۔ اگر لاعلمی میں اپنے بیٹے کو صدقہ دے دیا

(۶۶۷) حضرت معن بن یزیدؓ نے کہا کہ میں نے اور میرے والد اور میرے دادا نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی آپ ﷺ نے میری منگنی بھی کرائی تھی اور آپ ﷺ ہی نے نکاح بھی پڑھایا تھا اور میں آپ کی خدمت میں ایک جھگڑا لے کر حاضر ہوا تھا' واقعہ یہ پیش آیا تھا کہ میرے والد یزید نے کچھ دینار صدقہ کی نیت سے نکالے تھے اسے انہوں نے مسجد میں ایک شخص کے یہاں رکھ دیا میں گیا اور میں نے اسے لے لیا، پھر جب اسے لے کر والد کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ بخدا میرا ارادہ تمہیں دینے کا نہیں تھا، یہی جھگڑا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا تھا اور آپ نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ دیکھو یزید! جو تم نے نیت کی تھی اس کا ثواب تمہیں ملے گا اور معن! جو تم نے لے لیا وہ اب تمہارا ہو گیا۔

فائدہ:۔ بظاہر اس حدیث سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ لاعلمی میں اگر بیٹا باپ کا صدقہ لے لے تو صدقہ ادا ہو جاتا ہے۔ مالدار والے مسئلہ کی طرح۔ غالباً مصنفؒ کے یہاں بھی یہی مسئلہ ہے یعنی خواہ صدقہ واجب اور فرض ہو یا نفل باپ کا اگر لاعلمی میں بیٹے کو مل جائے تو ادا ہو جاتا ہے لیکن حدیث میں اس کی طرف کوئی اشارہ نہیں کہ بہر صورت ادا ہو جاتا ہے۔ حنفیہ کے یہاں مسئلہ یہ ہے کہ فرض یا واجب صدقہ یعنی زکوٰۃ وغیرہ باپ کی اگر بیٹا لاعلمی میں لے کر خرچ کر دے تو وہ ادا نہیں ہوتی لیکن اگر صدقہ نفلی ہو تو ادا ہو جاتا ہے فقہاء نے مالدار اور باپ بیٹے کے فرق پر بحث کی ہے۔ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ مالدار اور غریب میں امتیاز عام حالات میں بعض اوقات دشوار ہو جاتا ہے لیکن باپ بیٹے کا فرق تعلق بہت ظاہر اور واضح ہوتا ہے اور ہر شخص جانتا ہے۔ خصوصاً باپ اور بیٹے کو تو بہر حال معلوم ہوتا ہے البتہ نفلی صدقات میں اس سلسلے میں بھی توسع سے کام لیا گیا!

باب ۵۱۷ . مَنْ اَمَرَ خَادِمَه' بِالصَّدَقَةِ وَلَمْ یُنَاوِلْ بِنَفْسِهٖ .

باب ۵۱۷۔ جس نے اپنے خادم کو صدقہ دینے کا حکم دیا اور خود نہیں دیا

(۶۶۸) عَنْ عَائِشَة (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا) قَالَتْ

(۶۶۸) حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر عورت

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا اَجْرُه' بِمَا كَسَبَ وَ لِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا۔

اپنے شوہر کے مال سے کچھ خرچ کرے (اللہ کے راستہ میں) اور اس کی نیت شوہر کی پونجی برباد کرنی نہ ہو تو اسے اس کے خرچ کرنے کا اجر ملتا ہے اور شوہر کو اس کا اجر ملتا ہے کہ وہی کما کے لایا تھا، خزانچی کا بھی یہی حکم ہے ایک کے ثواب سے دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آتی!

فائدہ:۔ خادم، ملازم اور وہ تمام لوگ جن کے پاس مالک کا مال امانت کی حیثیت سے ہے اگر مالک کی اجازت سے کسی کو صدقہ دیں تو اس میں صدقہ کا تھوڑا بہت ثواب انہیں ملے گا، اس حکم میں بیوی وغیرہ بھی آ جاتی ہے کیونکہ یہ بھی اپنے شوہر کے مال کی امین ہوتی ہیں گویا صدقہ دینے میں جس درجہ اور جس طرح کا بھی کسی نے حصہ لیا ہے ثواب اسے ضرور ملے گا۔ یہ نہیں ہے کہ اگر کسی نے صدقہ نکالنے والے کا ہاتھ بٹایا تو اس کے اصل ثواب میں کمی کر کے ہاتھ بٹانے والے کو ثواب دیا جائے گا بلکہ ہر شخص کو نیت، اخلاص اور عمل کے مطابق ثواب ملے گا۔

باب ۵۱۸. لَاصَدَقَةَ اِلَّا عَنْ ظَهْرِ غِنىً

باب ۵۱۸۔ صدقہ اسی حد تک ہونا چاہئے کہ سرمایہ باقی رہے

(٦٦٩) عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَأْ بِمَنْ تَعُوْلُ وَخَيْرُ الصَّدَقَةِ مَاكَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنىً وَّمَنْ يَّسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ وَ مَنْ يَّسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ۔

(٦٦٩) حضرت حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا! اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے پہلے انہیں دو جو تمہارے زیر پرورش ہیں بہترین صدقہ وہ ہے جو سرمایہ کو بچا کر کیا جائے جو سوال سے بچتا ہے اسے اللہ تعالیٰ بھی محفوظ رکھتے ہیں اور جو دوسروں (کے مال) سے بے نیازی اختیار کرتا ہے اسے اللہ تعالیٰ بھی بے نیاز بنا دیتا ہے۔

فائدہ:۔ شریعت کا مقصد یہ ہے کہ تمام سرمایہ صدقہ میں نہ ڈالنا چاہئے، بلکہ اسی حد تک صدقہ کرنا چاہئے کہ سرمایہ ان کے پاس بھی باقی رہے جس سے کاروبار بھی کیا جا سکے اور اپنی ضرورت، حیثیت کے مطابق پوری کی جاتی رہے۔ نیز حدیث کے پہلے ٹکڑے کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ دینے میں خیر ہے، نہ کہ لینے میں۔ صدقہ دینے والے کا ہاتھ اوپر ہوتا ہے اور لینے والے کا نیچے اسی تعبیر کو حدیث میں اختیار کیا گیا ہے اس کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ احتیاج کے باوجود لوگوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا چاہئے بلکہ صبر و اثبات سے کام لینا چاہئے "یدعلیا" یعنی اوپر کا ہاتھ اسکا ہے جو احتیاج کے باوجود نہیں مانگتا اور "یدسفلی" یعنی نیچے کا ہاتھ اس کا ہے جو مانگتا پھرتا ہے حدیث میں دونوں مفہوم کی گنجائش ہے!!

(٦٧٠) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهما) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَكَرَ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ وَالْمَسْاَلَةَ الْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى فَالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ وَالسُّفْلٰى هِيَ السَّائِلَةُ۔

(٦٧٠) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہیکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، اس وقت آپ منبر پر تشریف رکھتے تھے، ذکر صدقہ، کسی کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانے اور دوسروں سے مانگنے کا چل رہا تھا کہ اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اوپر کا ہاتھ خرچ کرنے والے کا ہے اور نیچے کا مانگنے والے کا!!

باب ۵۱۹. التَّحْرِيْضِ عَلَى الصَّدَقَةِ وَالشَّفَاعَةِ فِيْهَا.

باب ۵۱۹۔ صدقہ کی ترغیب دلانا اور سفارش کرنا!!

(٦٧١) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَه' السَّائِلُ اَوْطُلِبَتْ اِلَيْهِ حَاجَةٌ قَالَ اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا وَيَقْضِي اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَاشَاءَ۔

(٦٧١) حضرت ابو موسیٰؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اگر کوئی مانگنے والا آتا یا آپ ﷺ کے سامنے کوئی ضرورت پیش کی جاتی تو آپ ﷺ فرماتے کہ تم سفارش کرو کہ تمہیں اس کا اجر ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبان سے جو فیصلہ چاہتا ہے سناتا ہے۔

فائدہ:۔ مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ کی خدمت میں ضرورت پیش کی جاتی تو آپ ﷺ صحابہ سے فرماتے کہ تم بھی اس کی سفارش کرو اور کچھ کہا کرو کہ تمہاری اس سفارش پر تمہیں اجر ملے گا، اگر چہ یہ ضروری نہیں کہ اس ضرورت کے متعلق میرا فیصلہ تمہاری سفارش کے مطابق ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو جو منظور ہوتا ہے وہ میں فیصلہ کر دیتا ہوں۔ البتہ تم نے اگر سفارش کی تو بہر صورت میں اپنی اس سفارش کا ثواب مل جائے گا!

(٦٧٢) عَنْ اَسْمَآءَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا) قَالَتْ قَالَ لِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم لَاتُوْكِی فَیُوْكٰی عَلَیْكِ۔ (وَفِی رِوَایَةٍ) لَا تُحْصِیْ فَیُحْصِیَ اللّٰهُ عَلَیْكِ۔

(۶۷۲) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ بخل نہ کرنا کہ (کہیں اس سے) تمہارے رزق میں بھی تنگی ہو جائے!! (اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ) اور گننے نہ لگ جانا کہ تمہیں بھی گن کر ملے!!

فائدہ:۔ یہ صدقہ کے لئے ترغیب کا انداز ہے، مخاطب کے مزاج اور حالات کی رعایت کے ساتھ۔ یعنی جس قدر ہو سکے صدقہ کرو، بیشمار، جب عام حالات میں جب اس سے کسی مسئلہ کا استنباط ہوگا تو اس میں شرائط اور مواقع کا بھی لحاظ ہوگا اور شریعت کے قانون، قاعدے کے مطابق ہی کوئی چیز اس سے مستنبط کی جائے گی اس سے پہلے حدیث گزر چکی کہ اپنے سارے سرمایہ کو صدقہ و خیرات میں نہ لٹا دینا چاہئے بلکہ اپنے لئے اور اپنی اولاد اور خاندان والوں کے لئے بھی باقی رکھنا چاہئے۔ بعض صحابہؓ نے اللہ کے راستے میں اپنا تمام مال و اسباب قربان کرنا چاہا لیکن آنحضور ﷺ نے اسی مذکورہ عذر کے ساتھ روک دیا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب ایک موقعہ پر اپنے تمام مال و اسباب کی قربانی دی آپ ﷺ نے قبول فرمالی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عام اصول اور دستور سے کچھ مستثنیات بھی ہوتے ہیں!!

باب ٥٢٠. الصَّدَقَةِ فِیْمَا اسْتَطَاعَ.

باب ۵۲۰۔ استطاعت بھر صدقہ!!

(٦٧٣) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ اَنَّهَا جَاءَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم فَقَالَ لَاتُوْعِیْ فَیُوْعِیَ اللّٰهُ عَلَیْكِ ارْضَخِیْ مَا اسْتَطَعْتِ۔

(۶۷۳) حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور فرمایا کہ مٹکے میں بند کر کے نہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں لگا بندھا دینے لگے۔ اپنی استطاعت بھر لوگوں میں تقسیم کرو!!

باب ٥٢١. مَنْ تَصَدَّقَ فِی الشِّرْكِ ثُمَّ اَسْلَمَ.

باب ۵۲۱۔ جس نے شرک کی حالت میں صدقہ دیا اور پھر اسلام لایا

(٦٧٤) عَنْ حَكِیْمِ ابْنِ حِزَامٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ اَشْیَآءَ كُنْتُ اَتَحَنَّثُ بِهَا فِی الْجَاهِلِیَّةِ مِنْ صَدَقَةٍ اَوْ عَتَاقَةٍ وَّصِلَةِ رَحِمٍ فَهَلْ فِیْهَا مِنْ اَجْرٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰی مَاسَلَفَ مِنْ خَیْرٍ۔

(۶۷۴) حضرت حکیم بن حزامؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! ان چیزوں سے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں جنہیں میں جاہلیت کے زمانہ سے صدقہ غلام آزاد کرنے اور صلہ رحمی کے طور پر کیا کرتا تھا کیا اس کا مجھے اجر ملے گا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی تمام بھلائیوں کے ساتھ اسلام لائے ہو جو تم نے پہلے کی تھیں!!

فائدہ:۔ یہ حدیث اس سے پہلے کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔ اس پر اصل بحث کا موقع وہیں تھا کفار کی عبادات کا تو بہر حال کوئی اعتبار نہیں وہ عذاب کا باعث تو بن سکتی ہے لیکن ان پر ثواب کی توقع فضول ہے۔ البتہ کفار کے حسن خلق، صلہ رحمی، بھائی چارہ اور معاملات سے متعلق دوسری نیکیوں کا اعتبار ہوتا ہے اگر چہ نجات اس سے بھی نہیں ہوگی، لیکن عذاب میں کچھ تخفیف ضرور ہو جائے گی، چنانچہ اس حدیث میں اسی طرح کی چیزوں کا تذکرہ ہے، آنحضور ﷺ کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی تمام اچھی عادتوں کے ساتھ اسلام میں داخل ہوئے ہو اور جو تم نے نیک اعمال کئے ہیں ان پر ثواب بھی ملے گا۔

باب ۵۲۲. اَجرُ الخَادِمِ اِذَا تَصَدَّقَ بِاَمرِ صَاحِبِهٖ غَیرَ مُفسِدٍ.

(٦٧٥) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْاَمِیْنُ الَّذِیْ یُنْفِذُ وَرُبَّمَا قَالَ یُعْطِیْ مَااُمِرَبِهٖ کَامِلًا مُّوَفَّرًا طَیِّبٌ بِهٖ نَفْسُه' فَیَدْفَعُه' اِلَی الَّذِیْ اُمِرَلَه' بِهٖ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِیْنَ۔

باب ۵۲۲۔ خادم کا ثواب، جب وہ مالک کے حکم کے مطابق صدقہ دے اور کوئی بری نیت نہ ہو!!

(۶۷۵) ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خزانچی مسلمان اور امانتدار جو کچھ بھی خرچ کرتا ہے اور بعض اوقات فرمایا وہ چیز پوری طرح دیتا ہے جس کا سرمایہ کے مالک نے حکم دیا اور اس کا دل بھی اس سے خوش ہے اور اسی کو دیتا ہے جسے دینے کے لئے مالک نے کہا تھا تو وہ دینے والا بھی صدقہ دینے والوں میں سے ایک ہے۔

باب ۵۲۳. قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُه' لِلْیُسْرٰی وَاَمَّا مَنم بَخِلَ وَاسْتَغْنٰی وَکَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُه' لِلْعُسْرٰی الْاٰیَةَ

باب ۵۲۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس نے (اللہ کے راستے میں) دیا اور تقویٰ اختیار کیا اور اچھائیوں کی تصدیق کی تو ہم اس کے لئے سہولتیں پیدا کر دینگے، لیکن جس نے بخل کیا اور بے پروائی برتی، اور اچھائیوں کو جھٹلایا تو اسے ہم دشواریوں میں پھنسا دینگے

(٦٧٦) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ یَّوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَّیَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا۔

(۶۷۶) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا' کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ جب بندے صبح کو اٹھتے ہیں تو دو فرشتے نہ اترتے ہوں۔ ایک فرشتہ تو یہ کہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو بدلہ دیجئے اور دوسرا کہتا ہے کہ اے اللہ! ممسک اور بخیل کو نقصان سے دوچار کیجئے''

باب ۵۲۴. مَثَلُ الْمُتَصَدِّقِ وَالْبَخِیْلِ.

باب ۵۲۴۔ صدقہ دینے والے اور بخیل کی مثال!!

(٦٧٧) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ اَنَّه' سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَثَلُ الْبَخِیْلِ وَالْمُنْفِقِ کَمَثَلِ رَجُلَیْنِ عَلَیْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِیْدٍ مِنْ ثُدَیِّهِمَا اِلٰی تَرَاقِیْهِمَا فَاَمَّا الْمُنْفِقُ فَلَا یُنْفِقُ اِلَّا سَبَغَتْ اَوْوَفَرَتْ عَلٰی جِلْدِهٖ حَتّٰی تُخْفِیَ بَنَانَه' وَتَعْفُوَ اَثَرَه' وَاَمَّا الْبَخِیْلُ فَلَا یُرِیْدُ اَنْ یُّنْفِقَ شَیْئًا اِلَّا لَزِقَتْ کُلُّ حَلْقَةٍ مَّکَانَهَا فَهُوَ یُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ۔

(۶۷۷) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے سنا تھا کہ بخیل اور خرچ کرنے والے کی مثال ایسے دو شخصوں کی سی ہے جس کے بدن پر لوہے کا جبہ ہے سینے سے ہنسلی تک کا۔ جب خرچ کرنے کا عادی (سخی) خرچ کرتا ہے تو اس کے تمام جسم کو (وہ جبہ) چھپا لیتا ہے، یا (راوی نے یہ کہا) کہ تمام جسم پر پھیل جاتا ہے اور اس کی انگلیاں اس میں چھپ جاتی ہیں اور اس کے نشانات قدم اس میں آجاتے ہیں۔ لیکن بخیل جب بھی خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو جبے کا ہر حلقہ اپنی جگہ سے چمٹ جاتا ہے، بخیل اسے کشادہ کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ کشادہ نہیں ہو پاتا۔

فائدہ:۔ یعنی صدقہ دینے کا عادی قدرتی طور پر کھلے دل کا ہی ہوسکتا ہے اور بخیل کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص لوہے کی زرہ پہنتا ہے، یہ زرہ پہلے سینے پر پہنچائی جاتی ہے پھر اس کے بعد ہاتھ اس کی آستینوں میں ڈالے جاتے تھے اور اس کے دوسرے حصے اپنی جگہ پر درست کئے جاتے تھے۔ یہ لڑائی کے مواقع پر دشمن سے حفاظت کے لئے استعمال کی جاتی تھی۔ چونکہ صدقہ دینے کے عادی اور سخی کا دل کھلا ہوا ہوتا ہے اس لئے جب وہ صدقہ نکالتا ہے تو خلوص اور اچھی نیت سے نکالتا ہے اسلئے اس کی یہ زرہ سر سے پاؤں تک محیط ہو جاتی ہے اور اس کے دنیاوی و اخروی دشمنوں سے محفوظ رکھتی ہے ایک بخیل برے دل سے صدقہ نکالتا ہے اس کی طبیعت کبھی اپنی چیز کسی دوسرے کو دینے کے لئے پوری طرح تیار نہیں ہوتی چنانچہ اول تو وہ صدقہ ہی نکالتا نہیں اور اگر نکالتا بھی رہے تو برے دل سے جس سے اسے کوئی (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

بقیہ:۔خاص فائدہ نہیں ہوتا اس کی زرہ جو اس کی محافظ بن سکتی تھی پہلے ہی مرحلہ میں سینہ سے چمٹ کر رہ جاتی ہے، اور جسم کے تمام دوسرے اعضاء غیر محفوظ پڑے رہتے ہیں اس تمثیل کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سخاوت، اور صدقہ خیرات کی عادت اتنی بڑی خوبی ہے کہ بہت سی دوسری برائیوں پر اس سے پردہ پڑ جاتا ہے گویا زرہ نے اس کے تمام حصہ کو چھپالیا جس سے وہ محفوظ بھی ہو گیا اور کوئی اس کے جسمانی عیوب بھی نہیں دیکھ پاتا لیکن بخل اتنی بڑی برائی ہے جو اس سے کسی عیب کو چھپانا تو کجا اور بدنامی اور رسوائی کا باعث بن جاتی ہے یعنی بخیل آدمی کبھی کچھ صدقات نکال کر چاہتا ہے کہ نیک نامی حاصل کرلے لیکن اس کی زرہ کا ایک ایک حلقہ اس کے سینہ کو جکڑ لیتا ہے پھر برے دل سے خرچ کرتا ہے اور بدنام ہوتا ہے اس تمثیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سخاوت بہت بڑی نیکی ہے اور بخل بہت بڑی بدی!!

باب ۵۲۵. عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ.

(۶۷۸)عَنْ اَبِي مُوسیٰ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه)عَنِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: عَلٰی كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ فَقَالُوا يَانَبِيَّ اللّٰهِ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَقَالَ يَعْمَلُ بِيَدِهٖ فَيَنْفَعُ نَفْسَه' وَيَتَصَدَّقُ قَالُوا فَاِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ يُعِيْنُ ذَاالْحَاجَةِ الْمَلْهُوفَ قَالُوْافَاِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَلْيَعْمَلْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهَا لَه' صَدَقَةٌ۔

باب ۵۲۵۔ ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔اگر (کوئی چیز دینے کے لئے) نہ ہو تو اچھے کام کرے

(۶۷۸) حضرت ابوموسیٰؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان کے لئے صدقہ کرنا ضروری ہے صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے نبی! اگر کسی کے پاس کچھ نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ پھر اپنے ہاتھ سے کام کر کے خود کو بھی نفع پہنچانا چاہئے اور صدقہ بھی کرنا چاہئے، صحابہ بولے اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو؟ فرمایا پھر کسی حاجت مند فریادی کی مدد کرنی چاہئے، صحابہ نے عرض کی اگر اس کی بھی سکت نہ ہو فرمایا پھر اچھا کام کرنا چاہئے اور برائیوں سے باز رہنا چاہئے کہ اس کا صدقہ یہی ہے!!

فائدہ:۔یعنی انسان کو اپنی زندگی اس طرح گزارنی چاہئے کہ جس حد تک بھی ہو سکے وہ لوگوں کے لئے نفع بخش ثابت ہو، ہر اچھائی جو انسان کرتا ہے اس کا نفع خود اسے بھی پہنچتا ہے اور دوسرے لوگ بھی بالواسطہ یا بلاواسطہ اس سے نفع اندوز ہوتے ہیں۔گویا اچھائی اور نیکی پوری انسانیت کی خدمت ہے اور پوری انسانیت کی صلاح ہے انسان کو نفع رساں ہونا چاہئے، جس حد تک بھی ہو سکے اور اگر کسی میں نفع پہنچانے کی کوئی صلاحیت اور طاقت نہیں تو کم از کم برائیوں سے تو ضرور رک جانا چاہئے۔اس حدیث میں دین کے ایک بہت اہم اصول کی طرف توجہ دلائی گئی۔اسلام ''تنازع البقاء'' کے نظریہ کو رد کرتا ہے اس کی نظر میں ایک انسان کا کم سے کم فریضہ ''بقائے باہم'' کی تفصیلات پر عمل کرنا ہے اسلام اپنے ماننے والوں سے اس سے بھی زیادہ بہت کچھ چاہتا ہے، وہ تمام چیزیں جن سے اجتماعی زندگی اطمینان سکون، مسرت، نیکی اور طہارت سے بھر جائے آپ سے جتنی بھی ہو سکے اپنی استطاعت بھر دوسروں کی مدد کیجئے۔یہ نہیں کر سکتے تو اپنی زندگی کو ٹھیک کر لیجئے اور ایک اچھے شہری کی طرح رہیئے کم از کم بری باتوں سے تو رک جائیے!!

باب ۵۲۶. قَدْرُكَمْ يُعْطٰی مِنَ الزَّكٰوةِ وَالصَّدَقَةِ وَمَنْ اَعْطٰی شَاةً.

(۶۷۹)عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّهَا قَالَتْ بُعِثَ اِلٰی نُسَيْبَةَ الْاَنْصَارِيَّةِ بِشَاةٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰی عَائِشَةَ مِنْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ فَقَالَتْ لَا اِلَّا مَا اَرْسَلَتْ بِهٖ نُسَيْبَةُ مِنْ ذٰلِكَ الشَّاةِ فَقَالَ هَاتِ فَقَدْ بَلَغَتْ مَحِلَّهَا۔

باب ۵۲۶۔ زکوٰۃ یا صدقہ کس قدر دیا جائے اور اگر کسی نے بکری دی؟

(۶۷۹) ام عطیہؓ نے فرمایا کہ نسیبہ انصاریہؓ کے یہاں کسی نے ایک بکری بھیجی، اس بکری کا گوشت انہوں نے عائشہؓ کے یہاں بھی بھیج دیا پھر نبی کریم ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ عائشہؓ نے کہا کہ اور تو کوئی چیز نہیں البتہ اس بکری کا گوشت جو نسیبہ نے بھیجا تھا۔فرمایا کہ وہی لاؤ کہ وہ اپنی جگہ پہنچ چکا ہے!!

فائدہ:۔ نسیبہؓ کو جو بکری ملی تھی اسی بکری کا گوشت انہوں نے عائشہؓ کے یہاں بھیجا اور رسول اللہ ﷺ نے وہ گوشت تناول فرمایا اگر چہ آپ صدقہ قبول نہیں کرتے تھے لیکن چونکہ صدقہ ضرورت مند کو ملنے کے بعد اسی کا ہو جاتا ہے اس لئے نسیبہ کا بھیجا ہوا گوشت اب صدقہ نہیں رہا تھا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ملکیت بدل جانے سے اس چیز کی اصل حیثیت بھی بدل جاتی ہے یعنی اگر کسی غریب، ضرورت مند کو کسی نے صدقہ دیا تو وہ صدقہ جب اصل مالک کی ملکیت سے نکل کر اس غریب کی ملکیت میں آ جائے تو اس کی حیثیت اب صدقہ کی نہیں رہ جائے گی بلکہ عام چیزوں کی طرح ضرورت مند اگر چاہے تو اسے فروخت بھی کر سکتا ہے اگر کوئی ایسا مہمان ہو جس کے لئے شرعاً صدقہ لینا جائز نہیں تو اسے بھی کھلا سکتا ہے کیونکہ غریب کو صدقہ دینے کا مطلب اس کی ضرورت پوری کرنا ہے اب جس طرح بھی وہ مناسب سمجھے اسے اپنی ضرورت کے مطابق استعمال کرے!

باب ۵۲۷ .اَلْعَرْضِ فِي الزَّكٰوةِ

(۶۸۰) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اَنَّ اَبَابَكْرٍ كَتَبَ لَهُ الَّتِي اَمَرَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُه، وَمَنْ بَلَغَتْ صَدَقَةَ بِنْتَ مُخَاضٍ وَّلَيْسَتْ عِنْدَه، وَعِنْدَه، بِنْتُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ عِنْدَه، بِنْتُ مُخَاضٍ عَلٰى وَجْهِهَا وَعِنْدَه، ابْنُ لَبُوْنٍ فَاِنَّه، يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَه، شَيْءٌ۔

باب ۵۲۷۔ سامان واسباب بطور زکوٰۃ

(۶۸۰) حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ابو بکر صدیقؓ نے انہیں (اپنے دور خلافت میں صدقات سے متعلق ہدایت دیتے ہوئے) اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق یہ لکھا تھا کہ جس کا صدقہ بنت مخاض تک پہنچ گیا اور اسکے پاس بنت مخاض نہیں تھا بلکہ بنت لبون تھا تو اس سے وہی لے لیا جائے گا اور اس کے بدلہ میں صدقہ وصول کرنے والا بیس درہم یا دو بکریاں دے دے گا اور اگر اس کے پاس بنت مخاض نہیں ہے بلکہ ابن لبون ہے تو یہ ابن لبون لے لیا جائے گا اور اس صورت میں کچھ دیا نہیں جائے گا۔

فائدہ:۔ اس باب میں مصنفؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ زکوٰۃ کسی اور چیز پر واجب ہوئی تھی اور جتنی واجب ہوئی تھی اتنی ہی قیمت کی کوئی دوسری چیز نکال دی گئی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ حنفیہ کے یہاں بھی یہی مسئلہ ہے اس سلسلے میں مصنفؒ نے مختلف آثار بطور دلیل بیان کئے ہیں اور اگر چہ بعض کا تعلق براہ راست زکوٰۃ سے نہیں ہے لیکن مصنف کے یہاں چونکہ استدلال میں بہت توسیع ہے اس لئے انہوں نے زکوٰۃ کو بہت سے غیر متعلق لیکن مسائل مماثل پر قیاس کیا ہے!!

نیز اللہ اور رسول کے حکم کے مطابق حضرت ابو بکر صدیقؓ کا فرمان یہ ہے کہ زکوٰۃ میں اگر بنت مخاض واجب ہے اور بنت مخاض مالک کے پاس نہیں ہے تو اس صورت میں بنت لبون لے کر جو بنت مخاض سے زیادہ قیمت کا ہوتا ہے بقیہ قیمت جو زائد ہوگی مالک کو واپس کر دی جائے گی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو چیز زکوٰۃ میں واجب ہو اس کے علاوہ دوسری اتنی ہی قیمت کی چیزیں دی جا سکتی ہیں بنت مخاض اور بنت لبون وغیرہ مختلف عمر کے اونٹ کو کہتے ہیں۔

باب ۵۲۸ . لَايُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ

(۶۸۱) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه، قَالَ) اَنَّ اَبَابَكْرٍ كَتَبَ لَهُ الَّتِي فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّ لَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ۔

باب ۵۲۸۔ متفرق کو جمع نہیں کیا جائے گا اور جمع کو متفرق نہیں کیا جائے گا

(۶۸۱) حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں وہی چیز لکھی تھی جسے رسول اللہ ﷺ نے ضروری قرار دیا تھا۔ یہ کہ متفرق کو جمع نہ کیا جائے اور جمع کو متفرق نہ کیا جائے، صدقہ (کی زیادتی یا کمی) کے خوف سے۔

فائدہ:۔ جمہور علماء کے یہاں چونکہ مویشی کے کسی ایک جگہ ہونے اور متفرق جگہ ہونے کی صورت میں، ملکیت سے قطع نظر، زکوٰۃ اور اس کے لینے سے متعلق اثر پڑتا ہے اس لئے اس حدیث کے ٹکڑے سے انہوں نے یہی مطلب اخذ کیا ہے کہ اگر مویشی متفرق اور متعدد جگہوں میں ہیں تو انہیں زکوٰۃ لیتے یا دیتے وقت ایک جگہ نہیں کیا جائے گا اور ایک جگہ ہیں تو انہیں متعدد جگہوں اور چراگاہوں میں تقسیم نہیں کیا جائے گا لیکن امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں مکان اور چراگاہ کے مختلف اور متعدد ہونے سے زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ ان کے یہاں صرف ملک کا اختلاف اور تعدد زکوٰۃ پر اثر انداز ہوتا ہے اس لئے اس حدیث کی تفریق و اجتماع سے صرف ملکیت کی حد تک تعدد اور اجتماع مراد ہے اس کی تفصیلات میں چونکہ بہت طوالت تھی اس لئے اسے اس مختصر نوٹ میں نہیں لایا جاسکتا، فقہ کی کتابوں کا اس کے لئے اہل علم مطالعہ کر سکتے ہیں۔

باب ۵۲۹. مَاكَانَ مِنَ الْخَلِيْطَيْنِ فَاِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ

باب ۵۲۹۔ دو شریک اپنا حساب خود برابر کرلیں

(۶۸۲) عَنْ اَنَسٍ (قَالَ) اَنَّ اَبَابَكْرٍ كَتَبَ لَهُ الَّتِىْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَاِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ۔

(۶۸۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انہیں وہی بات لکھی تھی جو رسول اللہ ﷺ نے ضروری قرار دی تھی یہ کہ جب دو شریک ہوں تو وہ اپنا حساب برابر برابر کرلیں (اپنے سرمایہ کے مطابق)۔

فائدہ:۔ یعنی دو آدمی کسی کام تجارت وغیرہ میں شریک ہیں تو جب زکوٰۃ اور صدقات وصول کرنے والا افسر آئے گا تو وہ اس کا انتظار نہیں کرے گا کہ یہ شرکاء اپنے مال تقسیم کرلیں اور پھر ان کے سرمایہ سے الگ الگ زکوٰۃ لی جائے بلکہ پورے سرمایہ میں جو زکوٰۃ واجب ہوگی افسر اس واجب زکوٰۃ کو لے لے گا، اب یہ شرکاء کا کام ہے کہ حساب کے مطابق واجب شدہ زکوٰۃ کے حصے تقسیم کرلیں "تفریق مجتمع اور جمع متفرق" کے باب میں ہم نے جس اختلاف کی طرف اشارہ کیا تھا وہی اختلاف اس صورت میں بھی اثر انداز ہوتا ہے اور اس کی تفصیلات بھی طویل ہیں طاؤس اور عطاءؒ کے اقوال میں حنفیہ کے مذہب کی حمایت واضح طور پر موجود ہے کہ اعتبار ملک کے اتحاد کا ہے نہ کہ جوار اور مکان کے اتحاد کا، سفیانؒ کے قول سے دونوں کے مطابق مطلب نکلتا ہے لیکن طحاویؒ نے سفیانؒ کا مسلک امام ابوحنیفہؒ کے موافق لکھا ہے اس لئے ان کی عبارت کے مفہوم کی تعیین بھی امام صاحب ہی کے مسلک کے مطابق کی جائے گی!!

باب ۵۳۰. زَكٰوةِ الْاِبِلِ

باب ۵۳۰۔ اونٹ کی زکوٰۃ

(۶۸۳) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِىِّ اَنَّ اَعْرَابِيًّا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ وَيْحَكَ اِنَّ شَاْنَهَا فَهَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ تُؤَدِّىْ صَدَقَتَهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاعْمَلْ مِنْ وَّرَآءِ الْبِحَارِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَنْ يَّتِرَكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا۔

(۶۸۳) ابوسعید خدریؓ نے فرمایا ایک اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے ہجرت کے متعلق پوچھا، آپ ﷺ نے فرمایا، افسوس! اسکی تو بڑی شان ہے کیا تمہارے پاس صدقہ دینے کے لئے کچھ اونٹ بھی ہیں اس نے کہا کہ ہاں، !اس پر آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم سات سمندر پار بھی عمل کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کو ضائع جانے نہیں دے گا

باب ۵۳۱. مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ صَدَقَةُ بِنْتِ مَخَاضٍ وَّلَيْسَتْ عِنْدَهٗ

باب ۵۳۱۔ کسی پر زکوٰۃ بنت مخاض کی واجب ہوئی لیکن بنت مخاض اس کے پاس نہیں ہے!!

(۶۸۴) عَنْ اَنَسٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، قَالَ) اَنَّ اَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهٗ فَرِيْضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِىْ اَمَرَ اللّٰهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهٗ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهٗ جَذَعَةٌ وَّعِنْدَهٗ حِقَّةٌ

(۶۸۴) حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ نے ان کے پاس صدقات کے ان فریضوں کے متعلق لکھا تھا جن کا اللہ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا تھا یہ کہ جس کے اونٹوں کا صدقہ جذعہ تک پہنچ گیا اور جذعہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ حقہ ہو تو اس سے صدقہ میں حقہ ہی لے لیا جائے گا لیکن اس کے ساتھ دو

فَاِنَّهَا تُقبَلُ مِنهُ الحِقَّةُ وَيَجعَلُ مَعَهَا شَاتَينِ اِنِ استَيسَرَ قَالَه' اَوعِشرِينَ دِرهَمًا وَّمَن بَلَغَت عِندَه' صَدَقَةُ الحِقَّةِ وَلَيسَت عِندَه' الحِقَّةُ وَعِندَهُ الجَذعَةُ فَاِنَّهَا تُقبَلُ مِنهُ الجَذعَةُ وَيُعطِيهِ المُصَدِّق عِشرِينَ دِرهَمًا اَوشَاتَينِ وَمَن بَلَغَت عِندَه صَدَقَةُ الحِقَّةِ وَلَيسَت عِندَه' اِلَّا بِنتُ لَبُون فَاِنَّهَا تُقبَلُ مِنهُ بِنتُ لَبُون وَّيُعطِي شَاتَينِ اَوعِشرِينَ دِرهَمًا وَّمَن بَلَغَت صَدَقَتُه' بِنتَ لَبُون وَعِندَه' حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقبَلُ مِنهُ الحِقَّةُ وَيُعطِيهِ المُصَدِّقُ عِشرِينَ دِرهَمًا اَوشَاتَينِ وَمَن بَلَغَت صَدَقَتُه' بِنتَ لَبُون وَلَيسَت عِندَه' وَعِندَه' بِنتُ مُخَاضٍ فَاِنَّهَا تُقبَلُ مِنهُ بِنتُ مُخَاضٍ وَّ يُعطِي مَعَهَا عِشرِينَ دِرهَمًا اَو شَاتَينِ۔

بکریاں بھی لی جائیں گی اگران کے دینے میں اسے آسانی ہو ورنہ بیس درہم لئے جائیں گے (تاکہ حقہ کی کمی کو پورا کرلیا جائے) اور اگر کسی پر صدقہ میں حقہ واجب ہوا ہو اور حقہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ جذعہ ہو تو اس سے جذعہ ہی لیا جائے گا اور صدقہ وصول کرنے والا زکوٰۃ دینے والے کو بیس درہم یا دو بکریاں دے گا (تاکہ جو زیادہ عمر کا جانور صدقہ وصولی کرنے والے نے لیا ہے یہ اس میں منہا ہو جائے اور حساب برابر ہو جائے) اور اگر کسی پر صدقہ حقہ کے برابر ہو گیا اور اس کے پاس صرف بنت لبون ہے تو اس سے بنت لبون لے لیا جائے گا اور صدقہ دینے والے کو دو بکریاں یا بیس درہم مزید دینے پڑیں گے اور اگر کسی پر صدقہ بنت لبون کا واجب ہوا اور ہے اس کے پاس حقہ۔ تو حقہ ہی ان سے لیا جائے گا اور (اس صورت میں) صدقہ وصول کرنے والا بیس درہم یا دو بکریاں صدقہ دینے والے کو دے گا اور اگر کسی پر صدقہ میں بنت لبون واجب ہوا اور بنت لبون اس کے پاس نہیں تھا بلکہ بنت مخاض تو اس سے بنت مخاض لے لیا جائے گا لیکن زکوٰۃ دینے والا اس کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم دے گا۔

فائدہ:۔ **جذعہ** یعنی چار سال کا اونٹ جس کا پانچواں سال چل رہا ہو۔ **حقہ** یعنی تین سال کا اونٹ جس کا چوتھا سال چل رہا ہو۔
بنت لبون یعنی دو سال کا اونٹ جس کا تیسرا سال چل رہا ہو۔ **بنت مخاض** یعنی ایک سال کا اونٹ جس کا دوسرا سال چل رہا ہو
یہ تفصیلات اونٹ کی زکوٰۃ کی ہیں تمام تفصیلات تو فقہ کی کتابوں میں ملیں گی، مصنفؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اونٹ کی زکوٰۃ میں مختلف عمر کے جو اونٹ واجب ہوئے ہیں اگر کسی کے پاس اس عمر کا اونٹ نہ ہو جس کا دینا صدقہ کے طور پر واجب ہوا تھا تو اس سے کم یا زیادہ عمر کے اونٹ بھی دے سکتا ہے البتہ کم دینے کی صورت میں خود اپنی طرف سے اور زیادہ دینے کی صورت میں صدقہ وصول کرنے والے کی طرف سے روپے یا کوئی اور چیز اتنی مالیت کی دی جائے گی جتنی کی کمی یا زیادتی ہوئی ہو، فقہ اور مسائل کی کتابوں میں ہے کہ پچیس اونٹوں پر بنت مخاض زکوٰۃ میں دینا واجب ہے چھتیس اونٹوں پر بنت لبون، چھیالیس پر حقہ اور اکسٹھ پر جذعہ۔
یہاں تک تو تمام ائمہ اتفاق کرتے ہیں کہ اونٹوں کی تعداد جب ایک سو بیس تک پہنچ جائے تو دو حقہ واجب ہوتے ہیں لیکن اگر اس سے بھی زیادہ اونٹوں کی تعداد پہنچی ہوئی ہو تو حنفیہ کے یہاں اس کی زکوٰۃ کا طریقہ یہ ہوگا کہ اب نئے سرے سے اونٹوں کی گنتی کی جائے اور جس طرح ابتدائی شمار میں اونٹوں کی تعداد کی کمی یا زیادتی پر مختلف قسم کے اونٹ واجب ہوئے تھے اسی طرح اب پھر سابقہ قاعدہ کے مطابق واجب ہوں گے دوسری مرتبہ شمار ایک سو پچاس پر آ کر رک جائے گا، اس شمار میں ہر پانچ اونٹوں پر پچیس تک، یعنی مجموعی تعداد ایک سو پنتالیس ہونے تک ایک بکری زکوٰۃ کے طور پر واجب ہوگی لیکن ایک سو پنتالیس اونٹ جب پورے ہو گئے تو دو حقے اور ایک بنت مخاض واجب ہوں گے اور ایک سو پچاس پر تین حقے ہو جائیں گے اور پھر دوبارہ شمار کے مطابق، زکوٰۃ شروع سے واجب ہوگی، اس سلسلے میں حنفیہ کے مسلک کے لئے بھی دلائل اور احادیث ہیں، علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے اس پر بڑی بے نظیر بحث کی ہے۔ اہل علم فیض الباری از صفحہ ۳ تا ۳۹ جلد ۳ دیکھ سکتے ہیں

باب ۵۳۲. زَكٰوةِ الغَنَمِ

(۶۸۵) عَن اَنَس (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه ،قَالَ) اَنَّ اَبَا بَكرٍ كَتَبَ لَه' هٰذَا الكِتَابَ لَمَّا وَجَّهَه' اِلَى البَحرَينِ

باب ۵۳۲۔ بکری کی زکوٰۃ !

(۶۸۵) حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ ابو بکرؓ نے جب انہیں بحرین (عامل) بنا کر بھیجا تھا تو ان کے لئے یہ احکامات لکھ بھیجے تھے!!

بِسۡمِ اللّٰهِ الرحمٰنِ الرَّحِیمِ هٰذِهٖ فَرِیۡضَةُ الصَّدَقَةِ الَّتِی فَرَضَ رَسُوۡلُ اللّٰـهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ عَلَی الۡمُسۡلِمِیۡنَ وَالَّتِی اَمَرَاللّٰهُ بِهٖ رَسُوۡلَهٗ فَمَنۡ سُئِلَهَا مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ عَلٰی وَجۡهِهَا فَلۡیُعۡطِهَا وَمَنۡ سُئِلَ فَوۡقَهَا فَلَا یُعۡطِ فِیۡ اَرۡبَعٍ وَعِشۡرِیۡنَ مِنَ الۡاِبِلِ فَمَا دُوۡنَهَا مِنَ الۡغَنَمِ مِنۡ كُلِّ خَمۡسٍ شَاةٌ فَاِذَا بَلَغَتۡ خَمۡسًا وَّعِشۡرِیۡنَ اِلٰی خَمۡسٍ وَّثَلٰثِیۡنَ فَفِیۡهَا بِنۡتُ مَخَاضٍ اُنۡثٰی فَاِذَا بَلَغَتۡ سِتًّةً وَّ ثَلٰثِیۡنَ اِلٰی خَمۡسٍ وَاَرۡبَعِیۡنَ فَفِیۡهَا بِنۡتُ لَبُوۡنٍ اُنۡثٰی فَاِذَا بَلَغَتۡ سِتًّاوَّ اَرۡبَعِیۡنَ اِلٰی سِتِّیۡنَ فَفِیۡهَا حِقَّةٌ طَرُوۡقَةُ الۡجَمَلِ فَاِذَا بَلَغَتۡ اِلٰی وَاحِدَةٍ وَّسِتِّیۡنَ اِلٰی خَمۡسٍ وَسَبۡعِیۡنَ فَفِیۡهَا جَذَعَةٌ فَاِذَا بَلَغَتۡ یَعۡنِیۡ سِتَّةً وَّسَبۡعِیۡنَ اِلٰی تِسۡعِیۡنَ فَفِیۡهَا ابۡنَتَالَبُوۡنَ فَاِذَا بَلَغَتۡ اِحۡدٰی وَتِسۡعِیۡنَ اِلٰی عِشۡرِیۡنَ وَمِائَةٍ فَفِیۡهَا حِقَّتَانِ طَرُوۡقَتَا الۡجَمَلِ فَاِذَازَادَتۡ عَلٰی عِشۡرِیۡنَ وَمِائَةٍ فَفِیۡ كُلِّ اَرۡبَعِیۡنَ بِنۡتُ لَبُوۡنٍ وَّفِیۡ كُلِّ خَمۡسِیۡنَ حِقَّةٌ وَّمَنۡ لَّمۡ یَكُنۡ مَعَهٗ اِلَّا اَرۡبَعٌ مِّنَ الۡاِبِلِ فَلَیۡسَ فِیۡهَا صَدَقَةٌ اِلَّا اَنۡ یَّشَآءَ رَبُّهَا فَاِذَا بَلَغَتۡ خَمۡسًا مِّنَ الۡاِبِلِ فَفِیۡهَا شَاةٌ وَّفِیۡ صَدَقَةِ الۡغَنَمِ فِیۡ سَآئِمَتِهَا اِذَا كَانَتۡ اَرۡبَعِیۡنَ اِلٰی عِشۡرِیۡنَ وَمِائَةٍ شَاةٌ فَاِذَا زَادَتۡ عَلٰی عِشۡرِیۡنَ وَمَائَةٍ اِلٰی مِائَتَیۡنِ شَاتَانِ فَاِذَا زَادَتۡ عَلٰی مِائَتَیۡنِ اِلٰی ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِیۡهَا ثَلٰثُ شِیَاهٍ فَاِذَازَادَتۡ عَلٰی ثَلٰثِ مِائَةٍ فَفِیۡ كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ فَاِذَا كَانَتۡ سَآئِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنۡ اَرۡبَعِیۡنَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَیۡسَ فِیۡهَا صَدَقَةٌ اِلَّا اَنۡ یَّشَاءَ رَبُّهَا وَفِی الرِّقَّةِ رُبۡعُ الۡعُشۡرِفَاِنۡ لَّمۡ تَكُنۡ اِلَّا تِسۡعِیۡنَ وَمِائَةً فَلَیۡسَ فِیۡهَا شَیۡءٌ اِلَّا اَنۡ یَّشَآءَ رَبُّهَا۔

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے یہ صدقہ کا وہ فریضہ (جو میں تمہیں لکھ رہا ہوں) ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا تھا۔ اس لئے جو شخص مسلمانوں سے ان تفصیلات کے مطابق (جو اس حدیث میں ہیں) مانگے تو مسلمانوں کو اسے دیدینا چاہئے ورنہ نہ دینا چاہئے، چوبیس یا اس سے کم اونٹ میں ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری واجب ہوگی لیکن جب اونٹوں کی تعداد پچیس تک پہنچ جائے گی تو پچیس سے پینتیس تک بنت مخاض واجب ہوگی جو مادہ ہوتی ہے، جب اونٹ کی تعداد چھتیس تک پہنچ جائے (تو چھتیس سے) پینتالیس تک بنت لبون مادہ واجب ہوگی، جب تعداد چھیالیس تک پہنچ جائے (تو چھیالیس سے) ساٹھ تک میں حقہ واجب ہوگی جو جفتی کے قابل ہوتی ہے، جب تعداد اکسٹھ تک پہنچ جائے (اکسٹھ سے) پچھتر تک جذعہ واجب ہوگا، جب تعداد چھہتر تک پہنچ جائے (تو چھہتر سے) نوے تک دو بنت لبون واجب ہوں گی، جب تعداد اکیانوے تک پہنچ جائے (تو اکیانوے سے) ایک سو بیس تک دو حقہ واجب ہوں گی جو جفتی کے قابل ہوتی ہیں۔ پھر جب ایک سو بیس سے بھی تعداد آگے تک پہنچ جائے تو ہر چالیس پر ایک بنت لبون واجب ہوگی اور ہر پچاس پر ایک حقہ اور اگر کسی کے پاس چار اونٹ سے زیادہ نہیں ہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ لیکن جب اس کا اللہ چاہے اور اس کے پانچ ہو جائیں تو اس پر ایک بکری واجب ہو جائے گی اور ان بکریوں کی زکوٰۃ جو (سال کے اکثر حصے جنگل یا میدان وغیرہ میں) چر کر گزارتی ہیں اگر ان کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی ہو (تو چالیس سے) ایک سو بیس تک ایک بکری واجب ہوگی اور جب ایک سو بیس سے تعداد بڑھ جائے (تو ایک سو بیس سے) دو سو تک دو بکریاں واجب ہوں گی اگر دو سو سے بھی تعداد بڑھ جائے (تو دو سو سے) تین سو تک تین بکریاں واجب ہوں گی اور جب تین سو سے بھی تعداد آگے بڑھ جائے گی تو اب ہر ایک سو پر ایک بکری واجب ہوگی، لیکن اگر کسی شخص کے چرنے والی بکریاں چالیس سے بھی کم ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی ہاں اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو (اور تعداد چالیس تک پہنچ جائے تو ایک بکری واجب ہوگی) اور چاندی میں زکوٰۃ چالیسواں حصہ واجب ہوتی ہے۔ لیکن اگر کسی کے پاس ایک سو نوے (درہم) سے زیادہ نہیں ہیں تو اس پر

زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ ہاں جب اس کا رب چاہے (اور درہم کی تعداد دوسو تک پہنچ جائے تو پھر اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اسی چالیسواں حصہ کے حساب سے)

فائدہ:۔ یہ یاد رہے کہ بکریوں کی طرح اونٹ اور گائے وغیرہ میں بھی یہی حکم ہے کہ وہ سال کا اکثر حصہ چر کر اپنا پیٹ بھرتی ہیں تب ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ وہ مویشی جنہیں مالک گھر پر باندھ کر چارہ پانی دیتا ہوان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

باب ۵۳۳. لَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَّلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسٌ إِلَّا مَاشَآءَ الْمُصَدِّقُ

(٦٨٦) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ) اَنَّ اَبَابَكْرٍؓ كَتَبَ لَهُ الَّتِي اَمَرَاللّٰهُ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُخْرَجُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَّلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَّلَا تَيْسٌ اِلَّا مَا شَآءَ الْمُصَدِّقُ۔

باب ۵۳۳۔ زکوٰۃ میں بوڑھے، عیب دار جانور نہ اور نہ نر لیا جائے، البتہ اگر زکوٰۃ وصول کرنے والا مناسب سمجھے تو لے سکتا ہے

(۶۸۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں رسول اللہ ﷺ کے بیان کردہ احکام کے مطابق لکھا تھا کہ زکوٰۃ میں بوڑھے، عیبی اور نر نہ لئے جائیں اگر صدقہ وصول کرنے والا مناسب سمجھے، تو لے سکتا ہے)

فائدہ:۔ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ میں خراب اور عیب دار جانور نہیں لئے جائیں گے، کیونکہ یہ اصولاً غلط ہے کہ جانور ہر طرح کے تھے اور جب زکوٰۃ دینی ہوئی تو سب سے خراب جانور زکوٰۃ میں نکال دیا جائے۔ البتہ اگر زکوٰۃ وصول کرنے والا جانور میں ایسی خوبی دیکھے جس سے اس کے عیب کو نظر انداز کیا جاسکے، تو وہ اسے لے سکتا ہے۔ اسی طرح نر اونٹ مادہ کے مقابلہ میں کم قیمت ہوتا ہے اس لئے مادہ ہی لی جائے کیونکہ ساری تفصیلات مادہ ہی کو سامنے رکھ کر طے ہوئی تھیں۔

باب ۵۳۴. لَا تُؤْخَذُ كَرَآئِمُ اَمْوَالِ النَّاسِ فِي الصَّدَقَةِ

(٦٨٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَ مَعَاذًا عَلَى الْيَمَنِ قَالَ اِنَّكَ تَقْدَمُ عَلٰى قَوْمٍ اَهْلِ كِتَابٍ فَلْتَكُنْ اَوَّلَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ عِبَادَةُ اللّٰهِ فَاِذَا عَرَفُوا اللّٰهَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلَيْلَتِهِمْ فَاِذَا فَعَلُوْا فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَدْ فَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكٰوةً تُؤْخَذُ مِنْ اَمْوَالِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَاِذَا اَطَاعُوْا بِهَا فَخُذْ مِنْهُمْ وَاتَّقِ كَرَائِمَ اَمْوَالِ النَّاسِ

باب ۵۳۴۔ زکوٰۃ میں لوگوں کی عمدہ چیزیں نہ لی جائیں!

(۶۸۷) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے معاذؓ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا دیکھو، تم ایک ایسی قوم کے یہاں جا رہے ہو جو اہل کتاب (عیسائی، یہودی) ہیں اس لئے سب سے پہلے انہیں اللہ کی عبادت کی دعوت دینا جب وہ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیں تو انہیں بتانا اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں جب وہ اسے بھی ادا کریں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض قرار دی ہے جو ان کے سرمایہ سے لی جائے گی (جو صاحب نصاب ہوں گے) اور انہیں کے غریب طبقہ میں تقسیم کردی جائے گی جب اسے بھی وہ مان لیں گے تو ان سے زکوٰۃ وصول کرنا البتہ عمدہ چیزیں زکوٰۃ کے طور پر لینے سے) پرہیز کرنا۔

فائدہ:۔ مطلب یہ ہے کہ زکوٰۃ کے طور پر نہ بہت اچھی چیزیں لی جائیں نہ بہت بری، بلکہ اوسط درجہ کی چیزیں لی جائیں گی جس میں نہ دینے والا زیر بار ہو نہ لینے والا بیت المال۔

باب ۵۳۵. الزَّکوٰۃ عَلَی الْاَ قَارِبِ

(۶۸۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِیَ اللّٰہ تعالٰی عَنہ) یَقُولُ کَانَ اَبُو طَلْحَۃَ اَکْثَرَ الْاَنصارِ بِالْمَدِیْنَۃِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ وَّکَانَ اَحَبُّ اَمْوالِہٖ اِلَیْہِ بَیْرُحَآءَ وَکَانَتْ مُسْتَقْبِلَۃَ الْمَسْجِدِ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُھَا وَیَشْرَبُ مِنْ مَّآءٍ فِیھَا طَیِّبٍ قَالَ اَنَسٌ فَلَمَّا اُنْزِلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ قَامَ اَبُو طَلْحَۃَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اللّٰہُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَاِنَّ اَحَبَّ اَمْوَالِیْ اِلَیَّ بَیْرُحَاءَ وَاِنَّھَا صَدَقَۃٌ لِلّٰہِ اَرْجُو بِرَّھَا وَذُخْرَھَا عِنْدَ اللّٰہِ فَضَعْھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حَیْثُ اَرَاكَ اللّٰہُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَخٍ ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ذٰلِكَ مَالٌ رَّابِحٌ وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ وَاِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَجْعَلَھَا فِی الْاَقْرَبِیْنَ فَقَالَ اَبُو طَلْحَۃَ اَفْعَلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَسَمَھَا اَبُو طَلْحَۃَ فِیْ اَقَارِبِہٖ وَبَنِیْ عَمِّہٖ۔

باب ۵۳۵۔ اعزہ و اقارب کو زکوٰۃ دینا!

(۶۸۸) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ابوطلحہؓ مدینہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار تھے اپنے نخلستانوں کی وجہ سے اور اپنی تمام جائیداد میں سے سب سے زیادہ پسند انہیں بیرحاء کا باغ تھا، یہ باغ مسجد نبوی ﷺ کے بالکل سامنے تھا اور رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف لے جایا کرتے تھے اور اس کا شیریں پانی پیا کرتے تھے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی "تم نیکی اس وقت تک نہیں پا سکتے جب تک اپنی پسندیدہ چیز نہ خرچ کرو" تو ابوطلحہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ! اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس وقت تک نیکی نہیں پا سکتے جب تک اپنی پسندیدہ چیز نہ خرچ کرو اور مجھے بیرحاء کی جائیداد سب سے زیادہ پسند ہے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہے اس کی نیکی اور اس کے ذخیرہ آخرت ہونے کا امیدوار ہوں، اللہ کے حکم سے جہاں آپ اسے مناسب سمجھیں استعمال کیجئے۔ بیان کیا کہ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوب! یہ بڑا ہی مفید مال ہے بہت ہی فائدہ مند ہے اور جو بات تم نے کہی میں نے بھی سن لی ہے۔ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے اپنے اعزہ و اقرباء کو دے ڈالو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بولے یا رسول اللہ (ﷺ) میں ایسا ہی کروں گا، چنانچہ انہوں نے اسے اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کے لڑکوں کو دے دیا۔

(۶۸۹) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیْ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ) قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسَلَّمَ فِیْ اَضْحٰی اَوْفِطْرٍ اِلَی الْمُصَلّٰی ثُمَّ انْصَرَفَ فَوَعَظَ النَّاسَ وَاَمَرَھُمْ بِالصَّدَقَۃِ فَقَالَ یَااَیُّھَا النَّاسُ تَصَدَّقُوْا فَمَرَّ عَلَی النِّسَآءِ فَقَالَ یَمَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ اِنِّیْ اُرِیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ ذٰلِكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ مَارَاَیْتُ مِنْ نَّاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِیْنٍ اَذْھَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدٰکُنَّ یَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمَّا صَارَ اِلٰی مَنْزِلِہٖ جَآءَتْ زَیْنَبُ امْرَاَۃُ بْنِ مَسْعُوْدٍ تَسْتَاذِنُ عَلَیْہِ فَقِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذِہٖ زَیْنَبُ فَقَالَ اَیُّ الزَّیَانِبِ فَقِیْلَ امْرَاَۃُ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ نَعَمْ ائْذَنُوْا لَھَا فَاُذِنَ لَھَا قَالَتْ یَانَبِیَّ اللّٰہِ اِنَّكَ اَمَرْتَ

(۶۸۹) حضرت ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ عید الضحیٰ یا عید الفطر کے موقع پر عیدگاہ تشریف لے گئے، پھر لوگوں کو نصیحت کرنے کے لئے متوجہ ہوئے اور صدقہ کا حکم دیا، فرمایا، لوگو! صدقہ دو، پھر آپ عورتوں کی طرف گئے اور ان سے بھی فرمایا، عورتو! صدقہ دو کہ میں نے جہنم میں اکثریت تمہاری ہی، دیکھی ہے عورتوں نے پوچھا کہ یارسول اللہ! ایسا کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس لئے کہ تم لعن وطعن زیادہ کرتی ہو اور اپنے شوہر (کے حسن معاملت) کا انکار کرتی ہو۔ میں نے تم سے زیادہ عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص کوئی مخلوق نہیں دیکھی جو کار آزمودہ مرد کی عقل و دانش اپنی مٹھی میں لیتی ہو! ہاں اے عورتو! پھر آپ واپس تشریف لائے اور جب گھر پہنچے تو ابن مسعودؓ کی بیوی زینبؓ آئیں اور اجازت چاہی، آپ ﷺ سے کہا گیا کہ زینب آئی ہیں. آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کون سی زینب؟ کیونکہ زینب نام کی بہت سی

الْيَوْمَ بِالصَّدَقَةِ وَكَانَ لِيْ حُلِيٌّ فَارَدْتُّ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِهٖ فَزَعَمَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ وَوَلَدَهٗ اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَلَيْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ زَوْجُكِ، وَوَلَدُكِ اَحَقُّ مَنْ تَصَدَّقْتِ بِهٖ عَلَيْهِمْ۔

عورتیں تھیں) کہا گیا کہ ابن مسعودؓ کی بیوی، آپ ﷺ نے فرمایا اچھا انہیں اجازت دے دو چنانچہ اجازت دے دی گئی انہوں نے آ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ﷺ نے آج صدقہ کا حکم دیا تھا اور میرے پاس بھی ایک زیور تھا جسے میں صدقہ کرنا چاہتی تھی لیکن ابن مسعودؓ یہ خیال کرنا چاہتے ہیں کہ وہ اور ان کے لڑکے زیادہ مستحق ہیں جن پر میں صدقہ کروں گی رسول اللہ ﷺ نے اس پر فرمایا کہ ابن مسعود نے صحیح کہا۔ تمہارے شوہر اور تمہارے لڑکے اس صدقہ کے ان سے زیادہ مستحق ہیں۔ جنہیں تم صدقہ کے طور پر یہ دوگی۔

فائدہ:۔ اس حدیث میں اس کی کوئی تصریح نہیں کہ ابن مسعودؓ کی بیوی جو صدقہ دینا چاہتی تھیں وہ نفلی تھا یا زکوٰۃ۔ احناف کے مسلک کی بنا پر بیوی شوہر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتی اور نہ کوئی ایسے شخص کو دے سکتا ہے جس کے اخراجات کی کفالت اس کے ذمہ واجب ہو اس لئے ہم یہ کہیں گے کہ حدیث میں نفلی صدقہ مراد ہے زکوٰۃ نہیں! ظاہر اور سیاق عبارت سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے

باب ۵۳۶۔ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ

باب ۵۳۶۔ مسلمان پر اس کے گھوڑوں کی زکوٰۃ نہیں!!

(٦٩٠) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ فَرَسِهٖ وَغُلَامِهٖ صَدَقَةٌ۔

(۶۹۰) حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ مسلمان پر اس کے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ واجب نہیں۔

فائدہ:۔ گھوڑے اگر سواری، بار برداری یا جہاد کے لئے رکھے گئے ہوں تو تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ ایسے گھوڑوں کی زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی، لیکن اگر یہی گھوڑے تجارت کے لئے ہوں تو اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ان گھوڑوں کی زکوٰۃ جب نصاب پورا ہو جائے، واجب ہوگی اب ایک تیسری صورت یہ ہے کہ گھوڑے کوئی شخص نسل بڑھانے وغیرہ کے لئے پالتا ہے اور اس کے پاس نر، مادہ ہر طرح کے گھوڑے موجود ہیں تو حنفیہ کے مسلک کی بنا پر ایسے گھوڑوں کی زکوٰۃ بھی واجب ہوگی۔ اسی طرح غلام اگر تجارت کے لئے ہوں تو تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ زکوٰۃ واجب ہوگی اس حدیث میں کسی قید کے بغیر یہ حکم بیان ہوا ہے کہ گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ نہیں ہوتی۔ لیکن امت اس بات پر اتفاق کرتی ہے کہ اس عموم کے ساتھ اس حکم کا اطلاق نہیں ہوگا، دونوں میں کوئی نہ کوئی صورت ایسی سب کے یہاں ہے کہ نصاب پورا ہونے پر ان کی زکوٰۃ دینی پڑتی ہے اس لئے احناف یہ کہتے ہیں کہ جس طرح غلام سے اس حدیث میں سب کے نزدیک ایسے غلام مراد ہیں جو خدمت کے لئے ہوں کہ ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اسی طرح گھوڑے بھی ایسے گھوڑے مراد ہیں جو نجی ضروریات یا بار برداری کے لئے استعمال ہوتے ہیں ورنہ گھوڑوں کی زکوٰۃ خود عمر رضی اللہ عنہ نے وصول کرائی تھی، نبی کریم ﷺ کے عہد میں گھوڑوں کی بڑی قلت تھی، آپ واقعات یاد کیجئے، بدر کے موقعہ پر مسلمانوں کے پاس تین گھوڑے تھے ظاہر ہے کہ ایسے حالات میں نسل بڑھانے کا کوئی سوال نہیں رہ جاتا یہ بھی ملحوظ رہے کہ گھوڑے کی زکوٰۃ دوسرے جانوروں کی طرح نہیں لی جاتی بلکہ ہر گھوڑے پر ایک دینار یا اس کے برابر کوئی چیز لینے کا حکم ہے جب کہ دوسرے جانوروں کی زکوٰۃ میں شریعت نے تفصیل کر دی ہے کہ فلاں جانور اتنی عمر کا لیا جائے وغیرہ، اسی طرح گھوڑے کے مالک پر اس کا بھی کوئی دباؤ نہیں کہ بیت المال کو زکوٰۃ دے لیکن دوسرے جانوروں کی زکوٰۃ بیت المال میں آئے گی، مالک کو اس کا حق نہیں کہ کسی کو اپنے طور پر اپنے جانوروں کی زکوٰۃ دے دے، بہر حال یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے اور چونکہ گھوڑا نہایت کارآمد جانور ہے اس لئے شریعت نے اس کے پالنے کی ہمت افزائی زیادہ کی ہے۔

باب۵۳۷. الصَّدَقَةِ عَلَى الْيَتٰمٰى

(٦٩١) عَنْ اَبِى سَعِيْدِ الْخُدْرِى (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) يُحَدِّثُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلَسَ ذَاتَ يَوْمٍ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهٗ فَقَالَ اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَعْدِىْ مَايُفْتَحُ عَلَيْكُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَزِيْنَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَيَاْتِى الْخَيْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيْلَ لَهٗ مَاشَانُكَ تُكَلِّمُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَايُكَلِّمُكَ فَرَاَيْنَا اَنَّهٗ يُنْزَلُ عَلَيْهِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْهُ الرُّحَضَآءَ وَقَالَ اَيْنَ السَّآئِلُ وَكَاَنَّهٗ حَمِدَهٗ فَقَالَ اِنَّهٗ لَايَاْتِى الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَاِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ اَوْيُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةُ الْخَضِرِ اَكَلَتْ حَتّٰى اِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ وَبَالَتْ وَرَتَعَتْ وَاِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ مَا اَعْطٰى مِنْهُ الْمِسْكِيْنَ وَالْيَتِيْمَ وَابْنَ السَّبِيْلِ اَوْ كَمَا قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّهٗ مَنْ يَاْخُذُهٗ بِغَيْرِ حَقِّهٖ كَالَّذِىْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ شَهِيْداً عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

باب ۵۳۷۔ یتیموں کو صدقہ دینا !

(۶۹۱) حضرت ابوسعید خدریؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ایک دن منبر پر تشریف فرما ہوئے، ہم بھی آپ کے چاروں طرف بیٹھ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے متعلق اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا کی خوش حالی اور اس کی زیبائش اور آرائش کے دروازے کھول دیئے جائیں گے، ایک شخص نے پوچھا، یارسول اللہ! کیا اچھائی برائی پیدا کرے گی اس پر نبی کریم ﷺ خاموش ہو گئے اس لئے اس شخص سے کہا جانے لگا کہ کیا بات تھی، تم نے نبی کریم ﷺ سے ایک بات پوچھی لیکن آنحضور ﷺ تم سے بات نہیں کرتے پھر ہم نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ بیان کیا کہ پھر آنحضور ﷺ نے پسینہ صاف کیا (کیونکہ وحی نازل ہوتے وقت اس کی عظمت کی وجہ سے پسینہ آنے لگتا تھا) اور پھر پوچھا کہ سوال کرنے والے صاحب کہاں ہیں ہم نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ نے اس کے (سوال کی) تعریف کی پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھائی برائی نہیں پیدا کر سکتی لیکن موسم بہار میں بعض ایسی گھاس بھی اگتی ہے جو جان لیوا یا تکلیف دہ ثابت ہوتی ہیں۔ البتہ ہریالی چرنے والا وہ جانور بچ جاتا ہے جو خوب چرتا ہے اور پھر جب اس کی دونوں کوکھیں بھر جاتی ہیں تو سورج کی طرف رخ کر کے پاخانہ پیشاب کر دیتا ہے اور پھر چرتا ہے اسی طرح یہ مال و دولت بھی ایک خوشگوار سبزہ زار ہے اور مسلمان کا وہ مال کتنا عمدہ ہے جو مسکین، یتیم اور مسافر کو دیا جائے۔ یا جس طرح نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں اگر کوئی شخص استحقاق کے بغیر زکوۃ لے لیتا ہے تو اس کی مثال ایسے شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور قیامت کے دن یہ اس کے خلاف گواہ ہوگا۔

فائدہ:۔ اس تمثیل کا مقصد یہ ہے کہ اچھائی کو اگر اچھی اور مناسب جگہوں میں استعمال کیا جائے یا اچھائی کو حاصل کرنے کے لئے غلط طریقے نہ اختیار کئے جائیں تو اس سے برائی نہیں پیدا ہو سکتی ہاں اگر مناسب جگہوں میں اس کا استعمال نہ ہو تو اس سے برائی پیدا ہوتی ہے۔

باب۵۳۸. الزَّكٰوةِ عَلَى الزَّوْجِ وَالْاَيْتَامِ فِى الْحِجْرِ

(٦٩٢) عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) قَالَتْ كُنْتُ فِى الْمَسْجِدِ فَرَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ وَكَانَتْ زَيْنَبُ تُنْفِقُ عَلٰى عَبْدِاللّٰهِ وَاَيْتَامٍ فِى حَجْرِهَا

باب ۵۳۸۔ شوہر کو یا اپنی زیر تربیت یتیم بچوں کو زکوۃ دینا

(۶۹۲) حضرت ابن مسعودؓ کی بیوی زینبؓ نے بیان کیا میں مسجد میں تھی اور رسول اللہ ﷺ کو میں نے دیکھا تھا کہ آپ ﷺ یہ فرما رہے تھے، صدقہ کرو، خواہ اپنے زیور ہی کا ہو، زینبؓ عبداللہؓ (اپنے شوہر) پر بھی خرچ کرتی تھیں اور چند یتیموں پر بھی جو ان کی پرورش میں تھے اس لئے انہوں نے

فَقَالَتُ لِعَبُدِ اللّٰه سَلُ رَسُوُلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ اَيُجُزِئُ عَنِّي اَنُ اُنفِقَ عَلَيُكَ وَعَلٰى اَيُتَامٍ فِي حَجُرِيُ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ سَلِيُ اَنُتِ رَسُوُلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ فَانطَلَقُتُ اِلٰى رَسُوُلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدُتُ امُرَاَةً مِّنَ الْاَنُصَارِ عَلَى الْبَابِ حَاجَتُهَا مِثُلُ حَاجَتِيُ فَمَرَّ عَلَيُنَا بِلَالٌ فَقُلُنَا سَلِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ اَيُجزِئُ عَنِّي اَنُ اَتَصَدَّقَ عَلٰى زَوُجِي وَ اَيُتَامٍ لِّي فِي حُجُرِيُ وَقُلُنَا لَا تُخُبِرُ بِنَا فَدَخَلَ فَسَاَلَه‘ فَقَالَ مَنُ هُمَا قَالَ زَيُنَبُ فَقَالَ اَيُّ الزَّيَانِبِ قَالَ امُرَأَةُ عَبُدِاللّٰهِ قَالَ نَعَمُ لَهَا اَجُرَانِ اَجُرُ الْقَرَابَةِ وَ اَجُرُ الصَّدَقَةِ۔

عبداللہؓ سے کہا آپ رسول اللہ ﷺ سے پوچھئے کیا وہ صدقہ بھی ادا ہوجائے گا جو میں آپ پر اور ان یتیموں پر خرچ کروں جو میری پرورش میں ہیں لیکن ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ تم خود رسول اللہ ﷺ سے پوچھ لو۔ اس لئے میں خود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس وقت آپ ﷺ کے دروازے پر ایک انصاری خاتون میری ہی جیسی ضرورت لے کر موجود تھیں، پھر ہمارے پاس سے بلالؓ گزرے تو ہم نے ان سے کہا آپ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیجئے کہ کیا وہ صدقہ ادا ہوجائے گا جسے میں اپنے شوہر اور چند اپنی زیر پرورش یتیم بچوں پر خرچ کردوں گی ہم نے یہ بھی کہا کہ ہمارے متعلق کچھ آنحضور ﷺ سے نہ کہنا چنانچہ وہ اندر گئے اور دریافت کیا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا دونوں کون، خاتون ہیں؟ انہوں نے کہا زینب آپ نے دریافت فرمایا کون زینب؟ کہا عبداللہؓ کی بیوی! آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں (صدقہ ادا ہوجائے گا) اور انہیں دو اجر ملیں گے۔ ایک قرابت کا اجر اور دوسرا صدقہ کا

فائدہ:۔ عبداللہ بن مسعودؓ بڑی غربت کی زندگی گزارتے تھے لیکن ان کی بیوی کے پاس ذرائع تھے جن سے وہ خرچ اخراجات کیا کرتی تھیں۔

(٦٩٣) عَنُ زَيُنَبَ بِنُتِ اُمِّ سَلَمَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنُها) قَالَتُ قُلُتُ يَارَسُوُلَ اللّٰهِ اَلِيَ اَجُرٌ اِنُ اُنفِقَ عَلٰى بَنِيُ اَبِيُ سَلَمَةَ اِنَّما هُمُ بَنِيُ فَقَالَ اَنُفِقِيُ عَلَيُهِمُ فَلَكِ اَجُرُمَا اَنُفَقُتِ عَلَيُهِمُ۔

(٦٩٣) حضرت زینب بنت ام سلمہ نے بیان کیا کہ اگر میں ابو سلمہ کی اولاد پر خرچ کروں تو مجھے ثواب ملے گا کیونکہ وہ میری بھی اولاد ہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں ان پر خرچ کرو تم جو کچھ بھی ان پر خرچ کرو گی اس کا اجر ملے گا۔

(٦٩٤) عَنُ اَبِيُ هُرَيُرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنُه) قَالَ اَمَرَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةٍ فَقِيُلَ مَنَعَ ابُنُ جَمِيُلٍ وَخَالِدُ بُنُ وَلِيُدٍ وَعَبَّاسُ بُنُ عَبُدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ مَايَنُقِمُ بُنُ جَمِيُلٍ اِلَّا اِنَّه‘ كَانَ فَقِيُرًا فَاَغُنَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا خَالِدٌ فَاِنَّكُمُ تُظُلِمُوُنَ خَالِدًا قَدِاحُتَبَسَ اَدُرَاعَه‘ وَاَعُتَدَه‘ فِيُ سَبِيُلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْعَبَّاسُ بُنُ عَبُدِالْمُطَّلِبِ فَعَمُّ رَسُوُلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ عَلَيُهِ صَدَقَةٌ وَّمِثُلُهَا مَعَهَا۔

(٦٩٤) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ کا حکم دیا (اور عمرؓ کو وصول کرنے کے لئے بھیجا) پھر آپ کو اطلاع دی گئی (عمرؓ نے اطلاع دی) کہ ابن جمیل' خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب نے صدقہ دینے سے انکار کردیا ہے اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابن جمیل کیا انکار کرتا ہے۔ ابھی کل تک تو وہ فقیر تھا' پھر اللہ اور اس کے رسول (کی دعاء کی برکت) نے اسے مالدار بنا دیا، باقی رہے خالد، تو ان پر تم لوگ زیادتی کرتے ہو، انہوں نے تو اپنی زرہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں دے رکھی ہیں اور عباس بن عبدالمطلب تو وہ رسول اللہ ﷺ کے چچا ہیں اور ان سے جو صدقہ وصول کیا جاسکتا ہے وہ اور اتنا ہی اور انہیں دینا ہے

فائدہ:۔ حدیث میں تین اصحاب کا واقعہ ہے ابن جمیل کے متعلق کہا جاتا ہے کہ پہلے منافق تھے لیکن بعد میں توبہ کی اور مخلص مسلمانوں کی جماعت میں شامل ہوگئے تھے اپنی ابتدائی زندگی میں یہ نہایت غریب اور مفلوک الحال تھے جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے ان کے لئے دعا کی تھی آپ کی دعا کی برکت سے مال و دولت کی ان کے پاس کوئی کمی نہیں تھی (بقیہ صفحہ گزشتہ) اور ایک زمانہ آ گیا تھا کہ یہ لاکھوں میں تلتے تھے جب مال و دولت بے پناہ ہوگئی تو مدینہ کا قیام ترک کرکے بادیہ میں جا بسے تھے اور نماز پنجگانہ اور جمعہ کی حاضری سب کچھ چھوڑ دی تھی جس وقت رسول اللہ ﷺ کا آدمی زکوٰۃ وصول کرنے ان کے پاس آیا تو انہوں نے انکار کر دیا تھا رسول اللہ ﷺ اس پر ناراض ہوگئے تھے اور زکوٰۃ پھر ان سے کبھی نہیں لی انہوں نے دینی بھی چاہی جب بھی نہیں لی خلفاء راشدین کا بھی ان کے ساتھ ہمیشہ یہی طرز عمل رہا اس حدیث میں ہے کہ ابن جمیل کے انکار پر رسول اللہ ﷺ نے اظہار ناگواری فرمایا لیکن دو اور صاحبان کے انکار کو معقول عذر پر محمول کیا خالدؓ نے اپنا کچھ سامان اللہ کے راستے میں دے دیا تھا اور اسی کو ان کی زکوٰۃ سمجھا گیا عباسؓ کے انکار کی وجہ یہ تھی کہ بیت المال پر انکا قرض چلتا تھا نبی کریم ﷺ ان سے ان کی زکوٰۃ قرض کے طور پر لے لیتے تھے اور پھر انہیں وقتی ضروریات پر خرچ کرتے تھے جب زکوٰۃ کا مال آتا تو عباسؓ کی زکوٰۃ کا جو قرض لیا تھا اتنا اس مد میں جمع کر دیتے، لہذا عباسؓ کی زکوٰۃ ادا ہو چکی تھی، اس لئے ان سے سوال ہی غلط تھا، عباسؓ سے دو دو سال تک کی زکوٰۃ رسول اللہ ﷺ لے لیا کرتے تھے حدیث میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

باب ۵۳۸. اَلِاسْتِعْفَافِ عَنِ الْمَسْئَلَةِ

باب ۵۳۸۔ سوال سے دامن بچانا!

(٦٩٥) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِالْخُدْرِی (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ اُنَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰی نَفِدَ مَاعِنْدَه' فَقَالَ مَایَکُوْنُ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَه' عَنْکُمْ وَمَنْ یَّسْتَعِفَّ یُعِفَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِهِ اللّٰهُ وَمَنْ یَتَصَبَّرْ یُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَآءً خَیْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ۔

(۶۹۵) حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ انصار کے بعض لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ نے انہیں دیا پھر انہوں نے سوال کیا اور آپ ﷺ نے پھر دیا، جو چیز آپ کے پاس تھی اب وہ ختم ہو چکی تھی پھر آپ ﷺ نے فرمایا اگر میرے پاس کوئی اچھی چیز ہو تو میں اسے بچا نہیں رکھوں گا اور جو شخص سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے سوال کے مواقع سے محفوظ رکھتے ہیں جو شخص بے نیازی برتتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے بے نیاز بنا دیتے ہیں جو شخص صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے استقلال دیتے ہیں اور کسی کو بھی صبر سے زیادہ بہتر اور اس سے زیادہ بے پایاں نعمت نہیں ملی۔

(٦٩٦) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاَنْ یَّاْخُذَ اَحَدُکُمْ حَبْلَه' فَیَحْتَطِبُ عَلٰی ظَهْرِهٖ خَیْرٌ لَّه' مِنْ اَنْ یَاْتِیَ رَجُلًا فَیَسْاَلَه' اَعْطَاه' اَوْمَنَعَه'۔

(۶۹۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے ایک شخص رسی سے لکڑیوں کا بوجھ باندھ کر اپنی پیٹھ پر اٹھا لائے (جنگل سے اور پھر انہیں بازار میں فروخت کرکے رزق حاصل کرے) اس شخص سے (دین اور دنیا دونوں میں) بہتر ہے جو کسی کے پاس آ کر سوال کرتا ہے جس سے سوال کیا گیا ہے وہ اسے دے یا نہ دے۔

(٦٩٧) عَنِ الزُّبَیْرِبْنِ الْعَوَامِ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ یَّاْخُذَاَحَدُکُمْ حَبْلَه' فَیَاْتِیْ بِحُزْمَةِ حَطَبٍ عَلٰی ظَهْرِهٖ فَیَبِیْعَهَا فَیَکُفَّ اللّٰهُ بِهَا وَجْهَه' خَیْرٌ لَّه' مِنْ اَنْ یَّسْاَلَ النَّاسَ اَعْطَوْهُ اَوْمَنَعُوْهُ۔

(۶۹۷) حضرت زبیر بن عوامؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی اگر (ضرورت مند ہو تو رسی لے کر آئے اور لکڑیوں کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر رکھ لے اور اسے بیچے اگر اس طرح اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو محفوظ رکھ لے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے سوال کرتا پھرے اسے لوگ دیں یا نہ دیں۔

(٦٩٨)عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ (رضى الله تعالى عنه) قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُه' فَاَعْطَانِي ثُمَّ سَأَلْتُه' فَاَعْطَانِي ثُمَّ قَالَ يَاحَكِيْمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَه' بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَه' فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَه' بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَّمْ يُبَارَكْ لَه' فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَايَشْبَعُ اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِالسُّفْلٰى قَالَ حَكِيْمٌ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَااَرْزَأُ اَحَدًا بَعْدَكَ شَيْئًا حَتّٰى اُفَارِقَ الدُّنْيَا فَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ يَّدْعُوْ حَكِيْمًا اِلَى الْعَطَآءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَقْبَلَه' مِنْهُ ثُمَّ اِنَّ عُمَرَ دَعَاهُ لِيُعْطِيَه' فَاَبٰى اَنْ يَّقْبَلَ مِنْهُ شَيْئًا فَقَالَ عُمَرُاِنِّي اُشْهِدُكُمْ يَامَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى حَكِيْمٍ اِنِّي اَعْرِضُ عَلَيْهِ حَقَّه' مِنْ هٰذَا الْفَيْءِ فَيَاْبٰى اَنْ يَّاْخُذَه' فَلَمْ يَرْزَاْ حَكِيْمٌ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى تُوُفِّيَ۔

(۶۹۸)حضرت حکیم بن حزامؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مانگا، آپ ﷺ نے عطا فرمایا میں نے پھر مانگا اور آپ ﷺ نے پھر عطا فرمایا: اس کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حکیم! یہ دولت بڑی شاداب اور بہت ہی مرغوب ہے اس لئے جو شخص اسے دل کی سخاوت کے ساتھ لیتا ہے تو اس کی دولت میں برکت ہوتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے تو اس کی دولت میں برکت نہیں ہوتی اس کی مثال اس شخص جیسی ہوتی ہے جو کھاتا ہے لیکن آسودہ نہیں ہوتا، اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے (بہرحال) بہتر ہے۔ حکیمؓ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اب اس کے بعد کسی سے کوئی چیز نہیں لوں گا تا آنکہ اس دنیا ہی سے جدا ہو جاؤں، چنانچہ ابو بکر صدیقؓ حکیمؓ کو کوئی چیز دینا چاہتے تو وہ قبول کرنے سے انکار کر دیتے تھے! پھر عمرؓ نے بھی انہیں دینا چاہا تو انہوں نے اس کے لینے سے بھی انکار کر دیا اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ مسلمانو! میں تمہیں حکیم کے معاملہ میں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کا حق انہیں دینا چاہا تھا لیکن انہوں نے لینے سے انکار کر دیا ہے حکیمؓ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اسی طرح کسی سے بھی کوئی چیز لینے سے ہمیشہ اپنی زندگی بھر انکار کرتے رہے۔

فائدہ:۔ یہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عہد میں پختگی اور استقلال کی ایک معمولی سی مثال ہے جو وعدہ کیا تھا اسے اس طرح پورا کر دکھایا کہ اب اپنا حق بھی دوسروں سے نہیں لیتے۔ فرضی اللہ عنہ وعنہم اجمعین!

باب ۵۳۹۔ مَنْ اَعْطَاهُ اللّٰهُ شَيْئًا مِّنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ وَّلَا اِشْرَافِ نَفْسٍ

باب ۵۳۹۔ جسے اللہ تعالیٰ نے کسی سوال اور لالچ کے بغیر کوئی چیز دی

(٦٩٩) عَنْ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَآءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ خُذْه اِذَاجَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ شَيْءٌ وَّاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَآئِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ ۔

(۶۹۹) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے کوئی چیز عطا فرماتے تو میں عرض کرتا کہ آپ مجھ سے زیادہ محتاج کو دے دیجئے لیکن آنحضور ﷺ فرماتے کہ پکڑو بھی، اگر تمہیں کوئی ایسا مال ملے جس پر تمہاری حریصانہ نظر نہ ہو اور نہ تم نے مانگا ہو تو اسے قبول کر لو، اور اگر ایسی صورت نہ ہو تو اس کے پیچھے بھی نہ پڑو۔

باب ۵۴۰۔ مَنْ سَاَلَ النَّاسَ تَكَثُّرًا

باب ۵۴۰۔ کوئی شخص دولت بڑھانے کے لئے سوال کرے

(٧٠٠)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَايَزَالُ الرَّجُلُ يَسْاَلُ النَّاسَ حَتّٰى يَاْتِيَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةُ لَحْمٍ وَّقَالَ اِنَّ الشَّمْسَ تَدْنُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْعَرَقُ نِصْفَ الْاُذُنِ فَبَيْنَا

(۷۰۰) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص لوگوں کے سامنے ہمیشہ ہاتھ پھیلاتا رہتا ہے وہ قیامت کے دن اس طرح اٹھے گا کہ چہرہ پر گوشت ذرا بھی نہ ہوگا اور آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن سورج اتنا قریب ہو جائے گا کہ پسینہ آدھے کان

هُمْ كَذٰلِكَ اِسْتَغَاثُوا بِآدَمَ ثُمَّ بِمُوسٰى ثُمَّ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

تک پہنچ جائے گا لوگ اسی حالت میں آدمؑ سے فریاد کریں گے پھر موسیٰ سے کریں گے، پھر محمد ﷺ سے۔

باب ۵۴۱. حَدُّ الْغِنىٰ

باب ۵۴۱۔ کس قدر مال سے آدمی غنی ہو جاتا ہے

(۷۰۱) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِىْ تَرُدُّهُ الْاُكْلَةُ وَالْاُكْلَتَانِ وَلٰكِنِ الْمِسْكِيْنُ الَّذِىْ لَيْسَ لَهٗ غِنًى وَّيَسْتَحْيِىْ وَلَا يَسْأَلُ النَّاسَ اِلْحَافًا ۔

(۷۰۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مسکین وہ نہیں ہے جسے ایک دو لقمے در در پھراتے ہیں مسکین وہ ہے جس کے پاس مال نہیں لیکن اسے شرم آتی ہے اور وہ لوگوں سے مانگنے میں اصرار نہیں کرتا۔

فائدہ:۔ قرآن مجید میں جو آیا ہے کہ فقراء کو صدقہ دیا جائے تو فقیر کہتے کسے ہیں؟ اور اس کے مقابلہ میں غنی کون کہلائے گا کہ اسے صدقہ لینا درست نہ ہوگا اس کی تشریح حدیث سے کی کہ آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس کے پاس اتنا روپیہ پیسہ نہ ہو کہ وہ اس سے اپنی ضروریات زندگی پوری کر سکے تو وہ فقیر ہے اور اگر، ضرورت کے مطابق ہے تو وہ غنی ہے اور اسے صدقہ یا زکوٰۃ نہ لینی چاہئے اس کے بعد دینے والوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ مانگنے والوں سے زیادہ وہ ان محتاجوں کا خیال رکھیں جو لوگوں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے اور صدقہ کے مال کے مستحق ہیں لیکن عزت نفس کا پاس و خیال رکھتے ہیں سوال کرنے والوں کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ مانگنے سے حتی الامکان بچیں اور مانگنے میں اصرار تو بہرحال نہ کریں صدقہ و خیرات وہی ہضم ہوتی ہے جو خوشی سے ملے اسلام زندگی کی تمام ضروریات کا خیال رکھتا ہے اور ہر طبقہ کی رعایت کرتا ہے گداگری اسلام میں ایک لمحہ کے لئے بھی پسند نہیں بلکہ ہر شخص کو اپنی محنت کی کمائی کھانے پر اسلام نے زور دیا ہے اور دوسروں پر بار بننے سے روکا ہے لیکن دوسری طرف احادیث میں مانگنے والے کو کچھ نہ کچھ دینے کی بھی تاکید کی گئی ہے کہ اگر اس نے مانگ کر اپنے آپ کو ذلیل کیا تو کم از کم تم اس کو ذلیل نہ کرو اور اسلامی عزت و شرافت کا اس کے ساتھ برتاؤ کرو، غریبوں کو اس کی تاکید کہ وہ ہاتھ پھیلانے سے بچیں اور امیروں کو اس کی تاکید کہ وہ اگر کوئی ہاتھ پھیلا دے تو اسے محروم نہ کریں۔ ہاں اور جو غریب اور محتاج عزت اور نفس کا خیال رکھتے ہیں اور مانگتے نہیں پھرتے انہیں ان کے گھر جا کر پوری عزت کے ساتھ دینا چاہئے۔

باب ۵۴۲. خَرْصِ التَّمْرِ

باب ۵۴۲۔ کھجور کا اندازہ !

(۷۰۲) عَنْ اَبِي حُمَيْدِ السَّاعِدِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ فَلَمَّا جَآءَ وَادِىَ الْقُرٰى اِذَا امْرَأَةٌ فِي حَدِيْقَةٍ لَّهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ اُخْرُصُوْا وَخَرَصَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ اَوْسُقٍ فَقَالَ لَهَا اَحْصِىْ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَلَمَّا اَتَيْنَا تَبُوكَ قَالَ اَمَا اِنَّهٗ سَتَهُبُّ اللَّيْلَةَ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ وَّلَا يَقُوْمَنَّ اَحَدٌ وَّمَنْ كَانَ مَعَهٗ بَعِيْرٌ فَلْيَعْقِلْهُ فَعَقَلْنَاهَا وَهَبَّتْ رِيْحٌ شَدِيْدَةٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَاَلْقَتْهُ بِجَبَلِ طَيٍّ وَّاَهْدٰى مَالِكُ اَيْلَةَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَغْلَةً بَيْضَآءَ وَكَسَاهُ بُرْدًا وَّكَتَبَ لَهٗ بِبَحْرِهِمْ فَلَمَّا اَتٰى وَادِىَ الْقُرٰى قَالَ

(۷۰۲) ابو حمید ساعدیؓ نے بیان کیا ہم غزوہ تبوک کے لئے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے جب ہم وادی قریٰ (مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک قدیم آبادی) سے گزرے تو ہماری نظر ایک عورت پر پڑی جو اپنے باغ میں موجود تھی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضوان علیہم اجمعین سے فرمایا کہ اس کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ، حضور اکرم ﷺ نے دس وسق کا اندازہ لگایا، پھر اس عورت سے فرمایا کہ یاد رکھنا، کتنی زکوٰۃ اس کی ہوگی، جب ہم تبوک پہنچے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ آج رات بڑی زور کی آندھی چلے گی اس لئے کوئی شخص باہر نہ نکلے اور جس کے پاس اونٹ ہوں تو وہ اسے باندھ دیں، چنانچہ ہم نے اونٹ باندھ دیئے اور آندھی بڑی زور کی آئی ایک شخص (کسی ضرورت کے لئے) باہر نکلے تو ہوا نے انہیں جبل طے سے گرا دیا (لیکن ان کا انتقال نہیں ہوا اور پھر رسول اللہ ﷺ کی

لِلْمَرْاَۃِ کَمْ جَاءَتْ حَدِیْقَتُکِ قَالَتْ عَشْرَۃَ اَوْسُقٍ خَرْصَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ مُتَعَجِّلٌ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَمَنْ اَرَادَ مِنْکُمْ اَنْ یَتَعَجَّلَ مَعِیَ فَلْیَتَعَجَّلْ فَلَمَّا۔ (قَالَ ابْنُ بَکَّارٍ کَلِمَۃً مَّعْنَاہُ اَشْرَفَ عَلَی الْمَدِیْنَۃِ)۔ قَالَ ھٰذِہٖ طَابَۃٌ فَلَمَّا رَاٰی اُحُدًا قَالَ ھٰذَا جَبَلٌ یُّحِبُّنَا وَنُحِبُّہٗ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ دُوْرِ الْاَنْصَارِ قَالُوْا بَلٰی قَالَ دُوْرُبَنِی النَّجَّارِ ثُمَّ دُوْرُبَنِیْ عَبْدِ الْاَشْھَلِ ثُمَّ دُوْرُبَنِیْ سَاعِدَۃَ اَوْدُوْرُبَنِی الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ وَفِیْ کُلِّ دُوْرِ الْاَنْصَارِ یَعْنِیْ خَیْرًا۔

خدمت میں حاضر ہوئے) ایلہ کے حاکم نے نبی کریم ﷺ کو سفید خچر اور ایک چادر کا ہدیہ بھیجا آنحضور ﷺ نے تحریری طور پر اسے اس کی حکومت پر برقرار رکھا پھر جب وادی قریٰ (واپسی میں) پہنچے تو آپ نے اسی عورت سے پوچھا کہ تمہارے باغ میں کتنا پھل آیا تھا اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے اندازہ کے مطابق دس وسق آیا تھا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں مدینہ جلد (قریب کے راستہ سے) جانا چاہتا ہوں اس لئے جو کوئی میرے ساتھ جلدی پہنچنا چاہے وہ آجائے۔ حضور اکرم ﷺ مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہے طابہ (مدینہ منورہ) پھر جب آپ ﷺ نے احد دیکھا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے محبت رکھتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں کیا میں انصار کے سب سے اچھے گھرانے کی نشاندہی نہ کردوں؟ صحابہؓ نے عرض کیا ضرور کردیجئے آپ نے فرمایا کہ بنونجار کا گھرانہ۔ پھر بنوعبدالاشہل کا گھرانہ۔ پھر بنوساعدہ کا یا (یہ فرمایا کہ) بنی حارث بن خزرج کا گھرانہ۔ اور انصار کے تمام ہی گھرانوں میں خیر ہے

فائدہ:۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ امیر المومنین کی طرف سے، جب باغوں میں پھل آجائیں، ایک دیانتدار افسر باغ کے مالکوں کے یہاں جائے اور انہیں ساتھ لے کر مناسب طریقوں سے باغ کے پھل کا اندازہ لگائے کہ کس قدر اس میں پھل آسکتا ہے اور اس میں زکوٰۃ کتنی مقدار واجب ہوگی، اس اندازہ کے بعد حکومت کے آدمی جسے اصطلاح میں ''خارص'' کہتے ہیں، واپس آجائے اور باغ کا مالک جس طرح چاہے اپنا باغ استعمال کرے اور جب پھل پک جائیں تو اس کی زکوٰۃ بیت المال کو ادا کردے، یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا جائے گا کہ باغ کے مالک کسی قسم کی خیانت نہ کرسکیں، دوسری طرف مالکوں کو بھی سہولت رہے گی کہ وہ کسی پابندی کے بغیر پھلوں کو جس مصرف میں چاہیں صرف کریں گویا اس میں بیت المال اور باغ کے مالکان سب ہی کا فائدہ ہے بعض حضرات نے احناف کی طرف اس کی نسبت کی ہے کہ ان کے یہاں یہ صورت درست نہیں ہے حنفی فقہ کی کتابوں میں کچھ اس طرح کی عبارت بھی ہے جس سے اس طرح کا خیال ہوسکتا ہے۔ لیکن علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے لکھا ہے کہ یہ نسبت صحیح نہیں۔ اس کا اعتبار احناف کے یہاں بھی ہے، البتہ ہمارے یہاں یہ ''حجت ملزمہ'' نہیں ہے۔ یعنی اگر اندازہ لگانے میں اسلامی حکومت کے آدمی اور باغ کے مالک کا اختلاف ہوجائے تو اس صورت میں حکومت کے آدمی کی بات ماننی ضروری نہیں ہوتی، کیونکہ صرف اندازہ اور تخمینہ کو امر فاصل قرار نہیں دیا جاسکتا۔ حنفیہ کے مسلک کی بناء پر اس میں فائدہ صرف اس قدر ہے کہ یہ مالکوں کے لئے یاددہانی ہوجائے گی کہ بیت المال کا اس میں کتنا حق ہے، حدیث میں یہ بھی ہے کہ اندازہ لگاتے وقت مالکوں کو کچھ چھوٹ بھی دے دینی چاہئے، آنحضور ﷺ نے ''خارصین'' سے فرمایا ہے کہ تہائی پھلوں کی چھوٹ دے دو اور اگر تہائی کی نہیں دے سکتے تو چوتھائی کی دے دو' کیونکہ باغ کا معاملہ ایسا ہوتا ہے کہ وہاں مانگنے والے بھی آتے رہتے ہیں، مالکوں کے اعزہ اور اقربا اور پڑوسیوں میں بھی کچھ ضرورت مند ہوسکتے ہیں اور باغ کے پھل کی تقسیم عام طور سے خود بھی ضرورت مندوں میں لوگ کرنا چاہتے ہیں اس لئے اس پہلو کی بھی رعایت کی گئی، حدیث کے اس ٹکڑے سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کی نظر میں اس کی حیثیت اندازہ اور تخمینہ سے زیادہ نہیں، ظاہر ہے کہ اندازہ لگاتے وقت یہ ضروری نہیں ہوتا کہ جو اندازہ لگایا جائے وہ صحیح بھی ہوگا، کیونکہ اس طرح کے معاملات میں غلطی متوقع ہوتی ہے، غالباً تہائی یا چوتھائی کی چھوٹ میں شریعت کے پیش نظر یہ بھی ہے کہ خاص طور سے مالکوں کا کوئی نقصان نہ ہوجائے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک خارص کا فیصلہ حجت ہے

لیکن جیسا کہ پہلے بتایا گیا کہ ہمارے یہاں ایسا نہیں ہے۔

جب نبی کریم ﷺ تبوک پہنچے تو ایلہ کا حاکم یوحنا بن روبہ خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوا، آنحضور ﷺ سے اس نے صلح کر لی تھی اور آپ ﷺ کو جزیہ دینا منظور کر لیا تھا، اسی حاکم نے آپ کو سفید خچر کا ہدیہ دیا تھا۔ یہ خیال رہے کہ خچر یا گدھے کی سواری عرب میں معیوب نہیں تھی!

باب ۵۴۳. اَلْعُشْرِ فِیْمَا یُسْقٰی مِنْ مَّآءِ السَّمَآءِ وَالْمَآءِ الْجَارِی

(۷۰۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهما) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِیْمَا سَقَتِ السَّمَآءُ وَالْعُیُوْنُ اَوْ کَانَ عَثَرِیًّا الْعُشْرُ وَمَا سُقِیَ بِالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ۔

باب ۵۴۳۔ اس زمین سے دسواں حصہ لینا جس کی سیرابی بارش یا جاری نہر دریا (وغیرہ) کے پانی سے ہوئی

(۷۰۳) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ زمین جسے آسمان (بارش کا پانی) یا چشمہ سیراب کرتا ہو، یا وہ خود بخود سیراب ہو جاتی ہو تو اس کی پیداوار سے دسواں حصہ لیا جائے گا اور وہ زمین جسے کنویں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہو تو اس کی پیداوار سے بیسواں حصہ لیا جائے گا۔

باب ۵۴۴. اَخْذِ صَدَقَةِ التَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ وَهَلْ یُتْرَکُ الصَّبِیُّ فَیَمَسُّ تَمْرَ الصَّدَقَةِ

(۷۰۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُؤْتٰی بِالتَّمْرِ عِنْدَ صِرَامِ النَّخْلِ فَیَجِیْءُ هٰذَا بِتَمْرِهٖ وَهٰذَا مِنْ تَمْرِهٖ حَتّٰی یَصِیْرَ عِنْدَهٗ کَوْمًا مِّنْ تَمْرٍ فَجَعَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ یَلْعَبَانِ بِذٰلِكَ التَّمْرِ فَاَخَذَ اَحَدُهُمَا تَمْرَةً فَجَعَلَهٗ فِیْ فِیْهِ فَنَظَرَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْرَجَهَا مِنْ فِیْهِ فَقَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ لَا یَاْکُلُوْنَ الصَّدَقَةَ۔

باب ۵۴۴۔ پھل توڑنے کے وقت زکوٰۃ لینا۔ اور کیا اگر بچہ پھل چھونے لگے تو اسے منع نہیں کیا جائے گا؟

(۷۰۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس توڑنے کے وقت کھجور لائی جاتی تھی، ہر شخص اپنا حصہ لاتا اور نوبت یہاں تک پہنچتی تھی کہ کھجور کا ڈھیر لگ جاتا تھا (ایک مرتبہ حسنؓ اور حسینؓ ایسی ہی کھجور کے پاس کھیل رہے تھے کہ ایک نے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں رکھ لی لیکن رسول اللہ ﷺ نے جونہی دیکھا تو ان کے منہ سے وہ کھجور نکال لی اور فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ محمد کی اولاد صدقہ نہیں کھا سکتی!

باب ۵۴۵ هَلْ یَشْتَرِیْ صَدَقَتَهٗ وَلَا بَاْسَ اَنْ یَشْتَرِیَ صَدَقَةَ غَیْرِهٖ

(۷۰۵) عَنْ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) یَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰی فَرَسٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاَضَاعَهُ الَّذِیْ کَانَ عِنْدَهٗ فَاَرَدْتُ اَنْ اَشْتَرِیَهٗ وَظَنَنْتُ اَنَّهٗ یَبِیْعُهٗ بِرُخْصٍ فَسَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَا تَشْتَرِهٖ وَلَا تَعُدْ فِیْ صَدَقَتِكَ وَاِنْ اَعْطَاکَهٗ بِدِرْهَمٍ فَاِنَّ الْعَآئِدَ فِیْ صَدَقَتِهٖ کَالْعَآئِدِ فِیْ قَیْئِهٖ۔

باب ۵۴۵۔ کیا کوئی اپنا دیا ہوا صدقہ خرید سکتا ہے؟ ہاں دوسرے کے صدقہ کو خریدنے میں کوئی حرج نہیں!

(۷۰۵) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنا ایک گھوڑا اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ایک شخص کو دے دیا لیکن اس شخص نے گھوڑے کو خراب کر دیا اس لئے میں نے چاہا کہ اسے خرید لوں۔ میرا یہ بھی خیال تھا کہ وہ اسے سستے داموں بیچنا چاہتا ہے چنانچہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق، پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنا صدقہ واپس نہ لو، خواہ وہ تمہیں ایک درہم میں ہی کیوں نہ دے کیونکہ دیا ہوا صدقہ واپس لینے والے کی مثال قے کر کے چاٹنے والے کی طرح ہے!!

فائدہ:۔ چونکہ ایسی صورت میں صدقہ لینے والا عام حالات میں ضرور کچھ نہ کچھ رعایت کر ہی دیتا ہے اس لئے حدیث میں اس کی ممانعت کی گئی، ورنہ فقہ اور قانون کے اعتبار سے یہ صورت جائز ہے۔ اگر چہ مناسب اور مستحب یہی ہے کہ نہ خریدا جائے!

باب ۵۴۶. اَلصَّدَقَةِ عَلٰی مَوَالِي اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۷۰۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ وَجَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةً مَيِّتَةً اُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِّمَيْمُوْنَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوْا اِنَّهَا مَيِّتَةٌ قَالَ اِنَّمَا حُرِّمَ اَكْلُهَا۔

باب ۵۴۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کے غلاموں پر صدقہ!

(۷۰۶) حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے دیکھا کہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی باندی کو جو بکری صدقہ میں کسی نے دی تھی وہ مری ہوئی پڑی تھی اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کے چمڑے کو کیوں نہیں کام میں لاتے لوگوں نے کہا کہ یہ تو مردہ ہے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ حرام تو اس کا کھانا ہے!

فائدہ:۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ مردہ جانور کا چمڑا دباغت کے بعد استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔

باب ۵۴۷. اِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ

(۷۰۷) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُتِيَ بِلَحْمٍ تُصُدِّقَ بِهٖ عَلٰى بَرِيْرَةَ فَقَالَ هُوَ عَلَيْهَا صَدَقَةٌ وَّهُوَلَنَا هَدِيَّةٌ ۔

باب ۵۴۷۔ جب صدقہ دے دیا جائے!

(۷۰۷) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں وہ گوشت پیش کیا گیا جو بریرہؓ کو صدقہ کے طور پر ملا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ گوشت ان پر صدقہ تھا اور ہمارے لئے ہدیہ ہے،

فائدہ:۔ زکوٰۃ یا صدقہ دینے کا مقصد یہ ہے کہ محتاج کو اس کا پوری طرح مالک بنا دیا جائے۔ محتاج اس صدقہ کا بالکل اسی طرح مالک ہو جاتا ہے جس طرح صدقہ دینے سے پہلے اصل مالک اس کا مالک تھا۔ اب اس صدقہ میں کوئی کراہت یا اس سے کوئی پرہیز نہیں رہا۔ محتاج جسے چاہے دے سکتا ہے۔ یہ صدقہ اب صدقہ نہیں بلکہ عام چیزوں کی طرح ہو گیا، حدیث میں بھی یہی بتایا گیا ہے!!

باب ۵۴۸. اَخْذِ الصَّدَقَةِ مِنَ الْاَغْنِيَآءِ وَتُرَدُّ فِي الْفُقَرَآءِ حَيْثُ كَانُوْا

(۷۰۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ حِيْنَ بَعَثَهٗ اِلَى الْيَمَنِ اِنَّكَ سَتَاتِيْ قَوْمًا اَهْلَ الْكِتَابِ فَاِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ اِلٰى اَنْ يَّشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَآءِهِمْ وَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَآئِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لَكَ بِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهٗ وَ

باب ۵۴۸۔ مالداروں سے صدقہ لیا جائے اور فقراء پر خرچ کر دیا جائے، خواہ وہ کہیں ہوں

(۷۰۸) ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذؓ کو جب یمن بھیجا تو ان سے فرمایا کہ تم ایک ایسی قوم کے یہاں جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں اس لئے جب تم وہاں پہنچو تو انہیں دعوت دو کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔ وہ اس بات میں جب تمہاری اطاعت کر لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جب وہ اس میں بھی تمہاری مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے صدقہ دینا ضروری قرار دیا ہے یہ ان کے مالداروں سے لیا جائے گا اور ان کے غریبوں پر خرچ کیا جائے گا پھر جب وہ اس میں بھی تمہاری مان لیں تو ان کے اچھے مال لینے سے بچو (یعنی زکوٰۃ میں اوسط درجہ کا مال لیا جائے۔ عمدہ

بَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ۔

مال نہ لیا جائے) اور مظلوم کی آہ سے بچو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں۔

باب ۵۴۹ .صَلوٰةِ الْاِمَامِ وَدُعَآئِهٖ لِصَاحِبِ الصَّدَقَةِ

(۷۰۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ اَوْفٰى (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ فُلَانٍ فَاَتَاهُ اَبِيْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِيْ اَوْفٰى۔

باب ۵۴۹۔ امام کی صدقہ دینے والے کے حق میں دعا خیر و برکت

(۷۰۹) حضرت عبداللہ بن ابی اوفیؓ نے بیان کیا کہ جب کوئی قوم اپنا صدقہ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تو آپ ﷺ فرماتے "اے اللہ! آل فلاں کو خیر و برکت عطا فرما" میرے والد بھی اپنا صدقہ لے کر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ! آل ابی اوفی کو خیر و برکت عطا فرما۔

باب ۵۵۰ . مَايُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَحْرِ

(۷۱۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ سَاَلَ بَعْضَ بَنِيْ اِسْرَآئِيْلَ اَنْ يُّسْلِفَهٗ اَلْفَ دِيْنَارٍ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ فَخَرَجَ فِي الْبَحْرِ فَلَمْ يَجِدْ مَرْكَبًا فَاَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا فَاَدْخَلَ فِيْهَا اَلْفَ دِيْنَارٍ فَرَمٰى بِهَا فِي الْبَحْرِ فَخَرَجَ الرَّجُلُ الَّذِيْ كَانَ اَسْلَفَهٗ فَاِذَا بِالْخَشَبَةِ فَاَخَذَهَا لِاَهْلِهٖ حَطَبًا (فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ) فَلَمَّا نَشَرَهَا وَجَدَ الْمَالَ۔

باب ۵۵۰۔ جو چیزیں دریا سے نکالی جاتی ہیں

(۷۱۰) حضرت ابو ہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ایک دوسرے اسرائیلی سے قرض مانگا اس نے دے دیا (قرض لے کر وہ چلا گیا اور دونوں کے درمیان ایک دریا کا فاصلہ ہوگیا پھر جب قرض ادا کرنے کا وقت قریب آیا تو) مقروض دریا کی طرف آیا، لیکن اسے کوئی سواری نہیں ملی اس لئے اس نے ایک لکڑی لی اس میں سوراخ کیا اور اس کے اندر ایک ہزار دینار رکھ کر دریا میں بہادیا، اتفاق سے وہ شخص جس نے قرض دیا تھا (سمندر کی طرف) گیا وہاں اس کی نظر ایک لکڑی پر پڑی (جو دریا کے کنارے لگی ہوئی تھی) اس نے اپنے گھر کے ایندھن کے لئے اسے اٹھالیا (پھر پوری حدیث بیان کی) جب لکڑی کو اس نے چیرا تو اس میں سے مال نکلا۔

فائدہ:۔ یہ واقعہ اس لئے مصنفؒ نے یہاں ذکر کیا کہ دریا کا اس میں ذکر ہے، ہمارے یہاں دریا سے نکلی ہوئی چیزوں میں پانچواں حصہ واجب نہیں ہوتا ہم اسے رکاز نہیں سمجھتے!

باب ۵۵۱ . فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ

(۷۱۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَآءُ جُبَارٌ وَالْبِئْرُ جُبَارٌ وَّالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ۔

باب ۵۵۱۔ رکاز میں پانچواں حصہ واجب ہے

(۷۱۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چوپایہ (اگر کسی کا خون کردے تو) معاف ہے کنویں (میں گر کر اگر کوئی مرجائے تو) معاف ہے اور کان (کے حادثہ میں اگر کوئی مرجائے تو) معاف ہے اور رکاز سے پانچواں حصہ وصول کیا جائے گا۔

فائدہ:۔ ایک ہیں معدنیات یعنی جو چیزیں زمین کے اندر اللہ تعالیٰ کے حکم سے پیدا ہوتی ہیں اور دوسری چیز ہے کنز یا دفینہ یعنی جسے کسی انسان نے زمین میں دفن کیا ہو، یہ دونوں دو الگ چیزیں ہیں۔ دونوں کا مشترک نام "رکاز" ہے اور حنفیہ کے یہاں دونوں میں پانچواں حصہ واجب ہوتا ہے جو بیت المال میں جمع کیا جائے گا، البتہ مسلمانوں کے دفینے اس سے مستثنیٰ ہیں مسلمانوں کے دفینے کا حکم لقطہ کا ہے جسے حتی الامکان اصل مالک تک پہنچانے کی کوشش کی جائے گی۔

باب ۵۵۲. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى "وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا" وَمُحَاسَبَةِ الْمُصَدِّقِيْنَ مَعَ الْاِمَامِ

(۷۱۲)عَنْ اَبِيْ حُمَيْدِ نِ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْاَسَدِ عَلٰى صَدَقَاتِ بَنِيْ سُلَيْمٍ يُّدْعٰى ابْنُ الْلُّتَبِيَّةَ فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَه۔

باب ۵۵۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''والعاملین علیھا'' کہ (زکوٰۃ صدقات حکومت کی طرف سے وصول کرنے والے حکام) اور صدقہ وصول کرنے والوں سے امام کا حساب لینا

(۷۱۲) حضرت ابوحمید ساعدیؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی اسد کے ایک شخص ابن لتبیہ کو بنی سلیم کا صدقہ وصول کرنے پر عامل بنایا جب وہ آئے تو آپ ﷺ نے ان سے حساب لیا۔

باب ۵۵۳. وَسْمِ الْاِمَامِ اِبِلَ الصَّدَقَةِ بِيَدِهٖ

(۷۱۳)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ غَدَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ لِيُحَنِّكَه، فَوَافَيْتُه، فِيْ يَدِهِ الْمِيْسَمُ يَسِمُ اِبِلَ الصَّدَقَةِ

باب ۵۵۳۔ صدقہ کے اونٹوں پر امام اپنے ہاتھ سے نشان لگاتا ہے

(۷۱۳) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ میں عبداللہ بن ابی طلحہ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ آپ ان کی تحنیک کردیں یعنی اپنے منہ سے کوئی چیز چبا کر ان کے منہ میں ڈال (دیں) میں نے اس وقت دیکھا کہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں نشان لگانے کا آلہ تھا اور آپ ﷺ اس سے صدقہ کے اونٹوں پر نشان لگا رہے تھے۔

كتاب صدقة الفطر

کتاب صدقہ فطر کے بیان میں

باب ۵۵۴. فَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

(۷۱٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْصَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَرَبِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلٰوةِ ۔

باب ۵۵۴ صدقہ فطر کی فرضیت

(۷۱۴) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے '' فطر کی زکوٰۃ '' (صدقہ فطر) ایک صاع کھجور یا'' جو فرض قرار دی تھی، غلام، آزاد مرد، عورت چھوٹے و بڑے تمام مسلمانوں پر! آپ کا یہ حکم تھا کہ نماز (عید) کے لئے جانے سے پہلے یہ صدقہ (محتاجوں کو) دے دیا جائے (تا کہ جو محتاج ہیں وہ بھی دل جمعی اور خوشی کے ساتھ عید منائیں

فائدہ:۔ امام شافعیؒ کی طرح مصنفؒ بھی صدقہ فطر کو فرض قرار دیتے ہیں لیکن امام ابوحنیفہؒ کے یہاں یہ واجب ہے امام شافعیؒ کا مذہب یہ بھی ہے کہ صدقہ فطر کی فرضیت کے لئے نصاب شرط نہیں ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ کے یہاں نصاب شرط ہے البتہ زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر کے نصاب میں فرق ہے زکوٰۃ انہیں اموال میں ضروری ہے جو نمو کے قابل ہیں لیکن صدقۃ الفطر کے نصاب کے لئے یہ شرط نہیں، اس فرق کا تعلق ائمہ کے اجتہاد سے ہے بظاہر حدیث سے امام شافعیؒ کے مسلک ہی کی تائید ہوتی ہے لیکن امام ابوحنیفہؒ کا کہنا یہ ہے کہ احادیث میں صدقہ فطر کو زکوٰۃ کہا گیا ہے اس لئے زکوٰۃ کی شرائط یہاں بھی ملحوظ رہیں گی

باب ۵۵۵. الصَّدَقَةِ قَبْلَ الْعِيْدِ

(۷۱٥) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدٍ وَّ كَانَ طَعَامُنَا الشَّعِيْرَ وَالزَّبِيْبَ وَالْاَقِطَ وَالتَّمْرَ۔

باب ۵۵۵۔ صدقہ عید سے پہلے !

(۷۱۵) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے عہد میں عید الفطر کے دن ایک صاع کھانا نکالتے تھے ابو سعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارا کھانا (ان دنوں) جو، زبیب، پنیر اور کھجور تھا۔

فائدہ:۔ کھجور، جو، پنیر وغیرہ کے مقابلہ میں سب سے عمدہ سمجھی جاتی تھی، صحابہ صدقہ میں عمدہ ترین چیزیں دے کر خدا کی رضا و رحمت کے متوقع بنتے تھے شریعت میں مطلوب بھی اپنی پسندیدہ اور عمدہ چیز صدقہ میں دینا ہے اگر کوئی شخص بے کار اور غیر ضروری چیزوں کو نکالتا بھی ہے تو کیا کمال کرتا ہے!

باب ۵۵۶. صَدَقَةُ الْفِطْرِ عَلَى الْحُرِّ وَالْمَملوكِ

(۷۱۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ عَلَى الصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ۔

باب ۵۵۶۔ صدقہ فطر، آزاد اور غلام پر

(۷۱۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! رسول اللہ ﷺ نے ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور کا صدقہ فطر، چھوٹے، بڑے، آزاد اور غلام سب پر فرض قرار دیا تھا۔

كتاب المناسک

کتاب مسائل حج کے بیان میں

باب ۵۵۷. وُجُوبُ الْحَجِّ وَ فَضْلِهِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۔الآية)

باب ۵۵۷۔ حج کا وجوب اور اس کی فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے" ان لوگوں پر جنہیں استطاعت ہو اللہ کے لئے بیت اللہ کا قصد کرنا ضروری ہے اور جس نے (حج کا) انکار کیا تو خداوند تعالیٰ تمام کائنات سے بے نیاز ہے۔

(۷۱۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَتِ امْرَأَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِى الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِىْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَّا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ۔

(۷۱۷) حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ فضلؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سواری کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت آئی۔ فضل اس عورت کو دیکھنے لگے وہ عورت بھی انہیں دیکھ رہی تھی لیکن رسول اللہ ﷺ فضلؓ کا چہرہ دوسری طرف کرنا چاہتے تھے اس عورت نے کہا کہ یا رسول اللہ! اللہ کا فریضہ حج میرے والد کے لئے (قاعدہ کے مطابق) ادا کرنا ضروری ہو گیا لیکن وہ بہت بوڑھے ہیں کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! (یہ حجۃ الوداع کا واقعہ ہے۔)

فائدہ:۔ حج کب فرض ہوا؟ اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض کا خیال ہے کہ ۵ھ میں بعض نے ۶ھ یا ۵ھ یا ۷ھ اور بعض نے ۹ھ کہا ہے قرآن کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حج صاحب استطاعت لوگوں پر فرض ہے استطاعت سے مراد صرف سامان سفر یعنی زاد راحلہ ہی نہیں بلکہ صحت جسمانی اور مالی بھی ضروری ہے۔ عورت کے لئے چہرہ اور ہتھیلیاں چھپانا ضروری نہیں ہیں، نماز کے اندر اور نماز سے باہر عورت کے لئے پردہ کا یکساں حکم ہے اور عورت کسی اجنبی کے سامنے اگر فتنہ کا خوف نہ ہو تو اپنا چہرہ اور ہتھیلیاں کھلا رکھ سکتی ہے، لیکن زمانہ کے بدل جانے کی وجہ سے اب پوری طرح پردہ کرنے کا فتویٰ دیا گیا ہے، نبی کریم ﷺ نے فضلؓ کا چہرہ بھی احتیاطاً پھیر دیا تھا

باب ۵۵۸. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ

باب ۵۵۸۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد لوگ آپ کے پاس پیدل اور سواریوں پر دور دراز راستوں کو قطع کر کے اپنا منافع حاصل کرنے آئیں گے

(۷۱۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَبُ

(۷۱۸) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ذی الحلیفہ میں دیکھا کہ اپنی سواری پر چڑھ رہے ہیں، پھر جب پوری

رَاحِلَتَه' بِذِی الْحُلَیفَةِ ثُمَّ یُهِلُّ حِینَ تَسْتَوِیْ قَائِمَةً۔

طرح بیٹھ گئے تو لبیک کہا (احرام باندھا)

باب ۵۵۹. اَلْحَجّ عَلَى الرَّحْلِ

باب ۵۵۹۔ سفر حج سواری پر

(۷۱۹) عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰه عَنْه) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَجَّ عَلٰی رَحْلٍ وَّ کَانَتْ زَامِلَتَه'۔

!(۷۱۹) حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ بھی سواری پر حج کے لئے گئے تھے آپ کی زاملہ بھی وہی تھی!

فائدہ:۔ زاملہ ایسے اونٹ کو کہتے ہیں جس پر کھانا وغیرہ ضرورت کی چیزیں رکھی جاتی تھیں۔ عام طور سے اس کے لئے ایک الگ جانور ہوتا تھا۔ راوی کا مقصد یہ ہے کہ آنحضور ﷺ جس اونٹ پر سوار تھے اسی پر آپ کی ضرورت کی چیزیں بھی رکھی ہوئی تھیں۔

باب ۵۶۰. فَضْلِ الْحَجِّ الْمَبْرُوْرِ

باب ۵۶۰۔ حج مقبول کی فضیلت!

(۷۲۰) عَنْ عَآئِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا) اَنَّهَا قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَرَی الْجِهَادَ اَفْضَلَ الْعَمَلِ اَفَلَا نُجَاهِدُ قَالَ اَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔

(۷۲۰) ام المومنین عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے پوچھا، یارسول اللہ! ظاہر ہے کہ جہاد سب سے افضل عمل ہے، پھر ہم بھی کیوں نہ جہاد کریں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا سب سے افضل جہاد مقبول جہاد ہے۔

فائدہ:۔ یعنی وہ حج جس میں کوئی جنابت نہ ہوئی ہو اور حج ادا کرنے والے نے کوئی کام آداب حج کے خلاف نہ کیا ہو، لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ جمعہ کے دن اگر حج پڑے تو حج اکبر ہوتا ہے اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں حج اکبر کا لفظ قرآن مجید میں بھی آیا ہے لیکن دوسرے معنی میں۔ حج سے مظالم اور بندوں کے حقوق معاف نہیں ہوتے۔ البتہ دوسرے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے کہ صرف صغائر معاف ہو جاتے ہیں یا کبائر بھی، اکثر علماء کا خیال یہی ہے کہ کبائر اور صغائر سب حج مقبول سے معاف ہو جاتے ہیں، (فیض الباری ص ۶۳ ج ۳۔)

(۷۲۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَّلَدَتْهُ اُمُّه'۔

(۷۲۱) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس شخص نے اللہ کے لئے اس شان سے حج کیا کہ نہ کوئی فحش بات ہوئی اور نہ کوئی گناہ، تو وہ اس دن کی طرح واپس ہوگا، جیسے اس کی ماں نے اسے جنا تھا (حج مقبول یا مبرور یہی ہے)

باب ۵۶۱. مُهَلِّ اَهْلِ مَکَّةَ لِلْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

باب ۵۶۱۔ حج اور عمرہ کیلئے مکہ والوں کے احرام باندھنے کی جگہ

(۷۲۲) عَنْ عَبْدِاللّٰه ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهما) قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ ذَاالْحُلَیْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنَ الْمَنَازِلِ وَلِاَهْلِ الْیَمَنِ یَلَمْلَمَ هُنَّ لَهُنَّ وَلِمَنْ اَتٰی عَلَیْهِنَّ مِنْ غَیْرِهِنَّ مِمَّنْ اَرَادَالْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ کَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ فَمِنْ حَیْثُ اَنْشَاَ حَتّٰی اَهْلُ مَکَّةَ مِنْ مَّکَّةَ۔

(۷۲۲) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ والوں کے احرام کے لئے ذوالحلیفہ۔ شام والوں کے لئے جحفہ۔ نجد والوں کے لئے قرن منازل یمن والوں کے لئے یلملم متعین کیا تھا یہاں سے ان مقامات والے بھی احرام باندھیں گے اور ان کے علاوہ وہ لوگ بھی جو ان راستوں سے آئیں اور حج یا عمرہ کرنے کا ارادہ رکھتے ہوں لیکن جن کی اقامت میقات اور مکہ کے درمیان ہے تو وہ احرام اس جگہ سے باندھیں جہاں سے انہیں سفر شروع کرنا ہے چنانچہ مکہ کے لوگ مکہ سے ہی احرام باندھیں گے۔

فائدہ:۔ حج اور عمرہ کے میقات میں مصنفؒ کے نزدیک کوئی فرق نہیں، لیکن احناف کے یہاں بعض صورتوں میں فرق ہے اس حدیث کی بنا پر امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ احرام صرف انہیں کے لئے ضروری ہے جو حج یا عمرے کا ارادہ رکھتے ہوں اگر کوئی تجارت کی نیت سے حرم میں جانا چاہے تو اس کے لئے احرام باندھنا ضروری نہیں، لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک یہ مسئلہ ہے کہ خواہ مقصد کچھ ہو حدود حرم میں احرام کے بغیر داخل نہیں ہوا جا سکتا امام صاحبؒ کے نزدیک احرام اس بقعۂ مبارک کی تعظیم کے لئے ضروری ہے حج یا عمرہ کی اس میں کوئی تخصیص نہیں۔ اس سلسلے کی تفصیلات کا مطالعہ فقہ ومسائل کی کتابوں میں کیا جا سکتا ہے۔

باب ۵۶۲. الصَّلٰوةِ بِذِی الْحُلَیْفَةِ

(۷۲۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَاخَ بِالْبَطْحَآءِ بِذِی الْحُلَیْفَةِ فَصَلّٰی بِهَا وَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ یَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

باب ۵۶۲۔ ذوالحلیفہ میں نماز !

(۷۲۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بطحاء ذوالحلیفہ میں اپنی سواری روکی پھر وہیں آپ ﷺ نے نماز پڑھی، عبداللہ بن عمرؓ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

باب ۵۶۳. خُرُوْجِ النَّبِیِّ ﷺ عَلٰی طَرِیْقِ الشَّجَرَةِ

(۷۲۴) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (قَالَ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَخْرُجُ مِنْ طَرِیْقِ الشَّجَرَةِ وَیَدْخُلُ مِنْ طَرِیْقِ الْمُعَرَّسِ وَاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ اِلٰی مَكَّةَ یُصَلِّیْ فِیْ مَسْجِدِ الشَّجَرَةِ وَاِذَا رَجَعَ صَلّٰی بِذِی الْحُلَیْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِیْ وَبَاتَ حَتّٰی یُصْبِحَ۔

باب ۵۶۳۔ نبی کریم ﷺ شجرہ کے راستے تشریف لے چلتے ہیں

(۷۲۵) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ شجرہ کے راستے سے گزرتے ہوئے "معرس" کے راستے پر آجاتے تھے کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ جاتے تو شجرہ کی مسجد میں نماز پڑھتے تھے لیکن واپسی ذوالحلیفہ کی بطن وادی میں نماز پڑھتے۔ آپ ﷺ رات وہیں گزارتے تاکہ صبح ہو جاتی۔

فائدہ:۔ اصل مقام کا نام ذوالحلیفہ تھا لیکن اسے "شجرہ" کے نام سے بھی پکارا جانے لگا تھا اب اسی مقام کا نام "بئر علی" ہے۔ یہ علی بن ابی طالبؓ کی طرف منسوب نہیں، بلکہ یہ علی دوسرے ہیں، حدیث میں "معرس" کا لفظ آیا ہے۔ یہ بھی ایک جگہ ہے ذوالحلیفہ کے قریب، ان مقامات کی نشاندہی آج کل مشکل ہے کیونکہ تمام نشانات مٹ چکے ہیں۔ غالباً مدینہ سے جاتے ہوئے سب سے پہلے ذوالحلیفہ پڑتا ہے پھر معرس اور اس کے بعد وادی عقیق، سہودی نے لکھا ہے کہ یہ تمام مقامات قریب قریب ہیں۔

باب ۵۶۴. قَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ اَلْعَقِیْقُ وَادٍ مُّبَارَكٌ

(۷۲۵) عَنْ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) یَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِوَادِ الْعَقِیْقِ یَقُوْلُ اَتَانِیَ اللَّیْلَةَ اٰتٍ مِّنْ رَّبِّیْ فَقَالَ صَلِّ فِیْ هٰذَا الْوَادِی الْمُبَارَكِ وَقُلْ عُمْرَةٌ فِیْ حَجَّةٍ

(۷۲۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بن عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهما) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ اُرِیَ وَهُوَ فِیْ مُعَرَّسٍ بِذِی الْحُلَیْفَةِ بِبَطْنِ الْوَادِیْ قِیْلَ لَهٗ اِنَّكَ بِبَطْحَآءَ مُبَارَكَةٍ۔

باب ۵۶۴۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ عقیق مبارک وادی ہے!!

(۷۲۵) حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے وادی عقیق میں سنا آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ رات میرے پاس میرے رب کا ایک فرستادہ آیا اور کہا کہ "اس مبارک وادی" میں نماز پڑھو اور اعلان کر دو کہ حج کے ساتھ میں نے عمرہ کا احرام بھی باندھ لیا ہے!!

(۷۲۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے روایت فرمائی کہ معرس کے قریب ذوالحلیفہ کی بطن وادی (وادی عقیق) میں آپ کو خواب دکھایا گیا اور آپ سے کہا گیا تھا کہ آپ اس وقت "بطحا مبارکہ" میں ہیں۔

باب ۵٦۵. غَسلِ الخَلُوق ثَلٰثَ مَرَّاتٍ مِنَ الثِّيَابِ

(۷۲۷) عَن يَعلٰى (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنهُ) قَالَ لِعُمَرَ اَرِنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ حِينَ يُوحىٰ اِلَيهِ قَالَ فَبَينَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِالجِعرَّانَةِ وَمَعَه' نَفَرٌ مِّن اَصحَابِهٖ جَآءَه' رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ كَيفَ تَرىٰ فِي رَجُلٍ اَحرَمَ بِعُمرَةٍ وَّهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِطِيبٍ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً فَجَآءَهُ الوَحيُ فَاَشَارَ عُمَرُ اِلٰى يَعلٰى وَعَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ ثَوبٌ قَدْاُظِلَّ بِهٖ فَاَدخَلَ رَاسَه' فَاِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مُحمَرُّ الوَجهِ وَهُوَ يَغِطُّ ثُمَّ سُرِّيَ عَنهُ فَقَالَ اَينَ الَّذِي سَاَلَ عَنِ العُمرَةِ فَاُتِيَ بِرَجُلٍ فَقَالَ اغسِلِ الطِّيبَ الَّذِي بِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ وَّانزِعْ عَنكَ الجُبَّةَ وَاصنَعْ فِي عُمرَتِكَ كَمَا تَصنَعُ فِي حَجِّكَ۔

باب ۵٦۵۔ کپڑوں پر لگی ہوئی خلوق (ایک قسم کی خوشبو) کو تین مرتبہ دھونا!!

(۷۲۷) حضرت یعلیٰ نے حضرت عمرؓ سے کہا کبھی آپ مجھے نبی کریم ﷺ کو اس حال میں دکھائیے۔ جب آپ پر وحی نازل ہو رہی ہو انہوں نے بیان کیا کہ ابھی رسول اللہ ﷺ جعرانہ میں اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ قیام فرما تھے کہ ایک شخص نے آکر دریافت کیا کہ یارسول اللہ! اس شخص کے متعلق آپ کا کیا حکم ہے جس نے عمرہ کا احرام باندھا اس طرح کہ اس کے کپڑے خوشبو میں بسے ہوئے تھے؟ نبی کریم ﷺ اس پر تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے پھر آپ پر وحی نازل ہوئی تو عمرؓ نے یعلیٰؓ کو اشارہ کیا یعلی حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ایک کپڑے کے سایہ میں تشریف رکھتے تھے انہوں نے کپڑے کے اندر اپنا سر کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ روئے مبارک سرخ ہے اور سانس کی آواز زور زور سے آ رہی ہے (وحی کی عظمت کی وجہ سے آپ ﷺ کی یہ کیفیت تھی) پھر یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ شخص کہاں ہے جس نے عمرہ کے متعلق سوال کیا تھا، شخص مذکور حاضر کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ خوشبو جو لگا رکھی ہے اسے تین مرتبہ دھو لو اور اپنا جبہ اتار دو، عمرہ میں بھی اسی طرح کرو جس طرح حج میں کرتے ہو۔

باب ۵٦٦. الطِّيبِ عِندَالاِحرَامِ وَمَا يَلبَسُ اِذَا اَرَادَاَن يُّحرِمَ

(۷۲۸) عَن عَآئِشَةَ زَوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كُنتُ اُطَيِّبُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ لِاِحرَامِهٖ حِينَ يُحرِمُ وَلِحِلِّهٖ قَبلَ اَن يَّطُوفَ بِالبَيتِ۔

باب ۵٦٦۔ احرام کے وقت خوشبو!! احرام کے ارادہ کے وقت کیا پہننا چاہئے

(۷۲۸) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہؓ نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ احرام باندھتے تو میں آپ کے احرام کے لئے اور اسی طرح بیت اللہ کے طواف سے پہلے حلال ہونے کے لئے، خوشبو لگایا کرتی تھی۔

باب ۵٦۷. مَن اَهَلَّ مُلَبِّدًا

(۷۲۹) عَنِ ابنِ عمر (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا۔

باب ۵٦۷۔ جس نے تلبید کر کے احرام باندھا

(۷۲۹) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے تلبید کی حالت میں لبیک کہتے (احرام باندھنے کے لئے) سنا۔

فائدہ:۔ یعنی کسی لیسدار چیز کا استعمال کر کے آپ نے بالوں کو اس طرح جمع کر دیا تھا کہ احرام کی حالت میں وہ پراگندہ نہ ہونے پائیں۔

باب ۵٦۷. الاِهلَال عِندَ ذِي الحُلَيفَةِ

(۷۲۹) عَنِ ابنِ عُمَرَ مَا اَهَلَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِن عِندِ المَسجِدِ يَعنِي مَسجِدَ ذِي الحُلَيفَةِ۔

باب ۵٦۷۔ ذوالحلیفہ کے قریب لبیک کہنا

(۷۲۹) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ کے قریب پہنچ کر ہی احرام باندھا تھا!!

باب ۵۶۸. الرُّکُوبِ وَالْاِرْتِدَافِ فِی الْحَجِّ

(۷۳۰) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ اُسَامَةَ کَانَ رِدْفَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةِ اِلَی الْمُزْدَلِفَةِ ثُمَّ اَرْدَفَ الْفَضْلَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اِلٰی مِنًی قَالَ فَکِلَاهُمَا قَالَ لَمْ یَزِلِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُلَبِّی حَتّٰی رَمٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ۔

باب ۵۶۸۔ حج کے لئے سوار ہونا یا سواری پر کسی کے پیچھے بیٹھنا

(۷۳۰) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ عرفہ سے مزدلفہ جاتے ہوئے اسامہؓ رسول اللہ ﷺ کی سواری کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر مزدلفہ سے منیٰ جاتے وقت فضل رضی اللہ عنہ پیچھے بیٹھ گئے تھے، دونوں حضرات نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ کہتے رہے تھے۔

باب ۵۶۹. مَایَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّیَابِ وَالْاَرْدِیَةِ وَالْاُزَارِ

(۷۳۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاس (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنهما) قَالَ انْطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَةِ بَعْدَ مَاتَرَجَّلَ وَادَّهَنَ وَلَبِسَ اِزَارَه وَرِدَاءَ هُوَ وَاَصْحَابُه فَلَمْ یَنْهَ عَنْ شَیْءٍ مِنَ الْاَرْدِیَةِ وَالْاَزَارِ اَنْ تُلْبَسَ اِلَّا الْمُزَعْفَرَةَ الَّتِی تَرْدَعُ عَلَی الْجِلْدِ فَاَصْبَحَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ رَکِبَ رَاحِلَتَه حَتّٰی اسْتَوٰی عَلَی الْبَیْدَآءِ اَهَلَّ هُوَ وَاَصْحَابُه وَقَلَّدَ بُدْنَه وَ ذٰلِكَ لِخَمْسٍ بَقِیْنَ مِنْ ذِی الْقَعْدَةِ فَقَدِمَ مَکَّةَ لِاَرْبَعِ لَیَالٍ خَلَوْنَ مِنْ ذِی الْحَجَّةَ فَطَافَ بِالْبَیْتِ وَسَعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ یَحِلَّ مِنْ اَجَلِ بُدْنِهٖ لِاَنَّه قَلَّدَهَا ثُمَّ نَزَلَ بِاَعْلٰی مَکَّةَ عِنْدَ الْحَجُوْنِ وَهُوَ مُهِلٌّ بِالْحَجِّ وَلَمْ یَقْرَبِ الْکَعْبَةَ بَعْدَ طَوَافِهٖ بِهَا حَتّٰی رَجَعَ مِنْ عَرَفَةَ وَاَمَرَ اَصْحَابَه اَنْ یَطَّوَّفُوْا بِالْبَیْتِ وَبَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ یُقَصِّرُوْا مِنْ رُؤُسِهِمْ ثُمَّ یَحِلُّوْا وَذٰلِكَ لِمَنْ لَّمْ یَکُنْ مَّعَه بُدْنَةٌ قَلَّدَهَا وَمَنْ کَانَتْ مَعَهُ امْرَاَتُه فَهِیَ لَه حَلَالٌ وَّالطِّیْبُ وَالثِّیَابُ

باب ۵۶۹۔ محرم کس طرح کے کپڑے، چادریں اور تہبند پہنے

(۷۳۱) حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کنگھا کرنے تیل لگانے اور ازار اور رداء پہننے کے بعد اپنے صحابہ رضوان علیہم اجمعین کے ساتھ مدینہ سے تشریف لے چلے آپ نے اس وقت زعفران میں رنگے ہوئے ایسے کپڑے کے سوا جس کا رنگ بدن پر لگتا ہو، کسی قسم کی چادر یا تہبند پہننے سے منع نہیں کیا دن میں آپ ﷺ ذوالحلیفہ پہنچ گئے (اور رات وہیں گزاری) پھر آپ ﷺ سوار ہوئے اور بیداء میں آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے لبیک کہا اور اپنے اونٹوں کو قلاوہ پہنایا ذی قعدہ کے مہینے میں ابھی پانچ دن باقی تھے۔ پھر آپ جب مکہ پہنچے تو ذی الحجہ کے چار دن گزر چکے تھے آپ ﷺ نے یہاں بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا اور مروہ کی سعی کی آپ (طواف وسعی کے بعد) حلال نہیں ہوئے کیونکہ قربانی کے جانور ساتھ تھے اور آپ نے ان کی گردن میں قلادہ ڈال دیا تھا آپ حجون کے قریب مکہ کے بالائی حصہ میں اترے حج کا احرام آپ کا اب بھی باقی تھا، بیت اللہ کے طواف کے بعد پھر آپ وہاں سے اس وقت تک تشریف نہیں لے گئے جب تک میدان عرفہ سے واپس نہ ہولئے آپ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ بیت اللہ کا طواف کریں اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کریں پھر اپنے سروں کے بال ترشوا کر حلال ہوجائیں یہ فرمان ان لوگوں کے لئے تھا جن کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں تھے (حلال ہونے کے بعد حج سے پہلے) اگر کسی کے ساتھ اس کی بیوی ہے تو وہ اس سے ہم بستر ہوسکتا تھا۔ اسی طرح خوشبو اور (سلے ہوئے) کپڑے کا استعمال بھی اب جائز تھا۔

باب ۵۷۰. التَّلْبِیَةِ

(۷۳۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ تَلْبِیَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ

باب ۵۷۰۔ تلبیہ

(۷۳۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ یہ تھا "حاضر ہوں" اے اللہ، حاضر ہوں میں، تیرا کوئی شریک نہیں، حاضر ہوں،

لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَ الْمُلْكُ لَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ۔

تمام حمد تیرے لئے ہی ہے اور تمام نعمتیں تیری ہی طرف سے ہیں، ملک تیرا ہی ہے، تیرا کوئی شریک نہیں!!

باب ۵۷۱. التَّحْمِیْدِ وَالتَّسْبِیْحِ وَالتَّکْبِیْرِ قَبْلَ الْاِهْلَالِ عِنْدَ الرُّکُوْبِ عَلَی الدَّآبَّةِ

باب ۵۷۱۔ سوار ہوتے وقت، احرام سے پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کی تسبیح وتکبیر!!

(۷۳۳) عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ مَعَه' بِالْمَدِیْنَةِ الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَالْعَصْرَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ رَکْعَتَیْنِ ثُمَّ بَاتَ بِهَا حَتّٰی اَصْبَحَ ثُمَّ رَکِبَ حَتّٰی اسْتَوَتْ بِهٖ عَلَی الْبَیْدَآءِ حَمِدَ اللّٰهَ وَ سَبَّحَ وَ کَبَّرَ ثُمَّ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ وَّاَهَلَّ النَّاسُ بِهِمَا فَلَمَّا قَدِمْنَا اَمَرَ النَّاسَ فَحَلُّوْا حَتّٰی اِذَا کَانَ یَوْمَ التَّرْوِیَةِ اَهَلُّوْا بِالْحَجِّ قَالَ وَنَحَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَدَنَاتٍ بِیَدِهٖ قِیَامًا وَّذَبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَةِ کَبْشَیْنِ اَمْلَحَیْنِ۔

(۷۳۳) حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں، ہم بھی آپ کے ساتھ تھے، ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعت، آپ رات کو وہیں رہے، صبح ہوئی تو مقام بیداء سے سواری پر بیٹھے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد، اس کی تسبیح اور تکبیر کہی، پھر حج اور عمرہ کے لئے ایک ساتھ احرام باندھا، لوگوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا جب ہم مکہ آئے تو آپ کے حکم سے لوگ حلال ہو گئے (افعال عمرہ ادا کرنے کے بعد وہ لوگ جنہوں نے تمتع کا احرام باندھا تھا!) پھر یوم ترویہ میں سب نے حج کا احرام باندھا، پھر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے کھڑے ہو کر بہت سے اونٹ ذبح کئے حضور اکرم ﷺ نے مدینہ میں بھی دو سینگوں والے مینڈھے ذبح کئے تھے

باب ۵۷۲. اَلْاِهْلَالُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

باب ۵۷۲۔ قبلہ رو ہو کر احرام باندھنا

(۷۳۴) عَنْ نَّافِعٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ کَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا صَلَّی الْغَدَاةَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ اَمَرَ بِرَاحِلَتِهٖ فَرُحِلَتْ ثُمَّ رَکِبَ فَاِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ قَائِمًا ثُمَّ یُلَبِّی حَتّٰی یَبْلُغَ الْحَرَمَ ثُمَّ یُمْسِكُ حَتّٰی اِذَا جَآءَ ذَاطُوًی بَاتَ بِهٖ حَتّٰی یُصْبِحَ فَاِذَا صَلَّی الْغَدَاةَ اغْتَسَلَ وَزَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ذٰلِكَ۔

(۷۳۴) حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابن عمرؓ جب ذوالحلیفہ میں صبح کی نماز پڑھ چکے تو سواری تیار کرنے کے لئے فرمایا، سواری لائی گئی تو آپ اس پر سوار ہوئے اور جب آپ کو لے کر کھڑی ہو گئی تو آپ کھڑے ہو کر قبلہ رو ہو گئے اور پھر تلبیہ کہنا شروع کیا تا آنکہ حرم میں داخل ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ لبیک کہنا بند کر دیتے ہیں پھر طویٰ تشریف لا کر رات وہیں گزارتے ہیں، صبح ہوتی ہے تو نماز پڑھتے ہیں اور غسل کرتے ہیں۔ آپ یقین کے ساتھ یہ جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اسی طرح کیا تھا۔

باب ۵۷۳. اَلتَّلْبِیَةِ اِذَا انْحَدَرَ فِی الْوَادِیْ

باب ۵۷۳۔ وادی میں اترتے وقت تلبیہ

(۷۳۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا مُوْسٰی کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ اِذَا انْحَدَرَ فِی الْوَادِیْ یُلَبِّیْ۔

(۷۳۵) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا کہ گویا موسیٰ علیہ السلام کو میں دیکھ رہا ہوں کہ جب آپ وادی میں اترتے ہیں تو تلبیہ کہتے ہیں۔

فائدہ:۔ غالباً موسیٰؑ نے اپنی زندگی میں حج نہیں کیا تھا اس لئے وفات کے بعد کے عالم مثال میں حج کیا عیسیٰؑ نے بھی حج نہیں کیا تھا چنانچہ آپ قرب قیامت میں نزول کے بعد حج کریں گے وفات کے بعد عالم مثال میں صالح بندوں کے لئے عمل نیک احادیث سے ثابت ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے موسیٰؑ کو ان کی قبر میں نماز پڑھتے دیکھا، اس طرح کی احادیث بکثرت ہیں اور یہ امت کا اجماعی مسئلہ ہے۔

باب ۵۷۴. مَنْ اَهَلَّ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

(۷۳۶) عَنْ اَبِي مُوسٰى (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ بَعَثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى قَوْمِي بِالْيَمَنِ فَجِئْتُ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ بِمَا اَهْلَلْتَ فَقُلْتُ اَهْلَلْتُ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ مَعَكَ مِنْ هَدْيٍ قُلْتُ لَا فَاَمَرَنِي اَنْ اَطُوفَ بِالْبَيْتِ فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَمَرَنِي فَاَحْلَلْتُ فَاَتَيْتُ امْرَاَةً قَوْمِي فَمَشَطَتْنِي اَوْغَسَلَتْ رَاْسِي فَقَدِمَ عُمَرُ فَقَالَ اَنْ تَاْخُذَ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّه' يَاْمُرُنَا بِالتَّمَامِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: "وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ "وَاَنْ نَّاْخُذَ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّه' لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى نَحَرَ الْهَدْيَ۔

باب ۵۷۴۔ نبی کریم ﷺ کے عہد میں جس نے آنحضور ﷺ کی طرح احرام باندھا،

(۷۳۶) حضرت ابوموسیٰؓ نے بیان کیا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے میری قوم کے پاس یمن بھیجا تھا! جب (حجۃ الوداع کے موقع پر) میں آیا تو آپ ﷺ سے بطحاء میں ملاقات ہوئی آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کس کا احرام باندھا ہے؟ میں نے عرض کی کہ آنحضور ﷺ نے جس کا باندھا ہو، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تمہارے ساتھ ہدی ہے (قربانی کا جانور) میں نے عرض کی کہ نہیں! اس لئے آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کروں۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حلال ہو جانے کے لئے فرمایا، چنانچہ میں اپنی قوم کی ایک خاتون کے پاس آیا، انہوں نے میرے سر کا کنگھا کیا۔ یا میرا سر دھویا، پھر عمرؓ کا دور آیا، تو آپ نے فرمایا کہ ہمیں اللہ کی کتاب پر عمل کرنا چاہئے کہ اس میں پورا کرنے کا حکم ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''حج اور عمرہ اللہ کی رضا کے لئے پورا کرو'' اور ہمیں نبی کریم ﷺ کی سنت پر بھی عمل کرنا چاہئے کہ آپ قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے حلال نہیں ہوئے تھے۔

فائدہ:۔ ابن حجرؒ نے مختلف روایتوں کی روشنی میں یہ لکھا ہے کہ یہ خاتون ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی بھاوج تھیں!
امام بخاریؒ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ آیا اگر کوئی شخص احرام اس طرح باندھے کہ فلاں شخص نے جس طرح کا احرام باندھا، اسی طرح کا میں بھی باندھتا ہوں تو اس سے وہ محرم ہو جائے گا یا نہیں؟ حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ محرم تو ہو جائے گا لیکن افعال حج کے شروع کرنے سے پہلے اسے اس کی تعیین کرنی پڑے گی کہ وہ اپنے اس احرام سے دو عبادتوں، حج اور عمرہ میں کون سی عبادت بجا لائے گا حضرت ابوموسیٰؓ اور حضرت علیؓ دونوں بزرگوں نے نبی کریم ﷺ کے احرام کی طرح احرام باندھا، لیکن ابوموسیٰؓ کو یہ حکم ہوا کہ وہ عمرہ کے بعد حلال ہو جائیں اور پھر احرام حج باندھیں۔ دوسری طرف علیؓ کو ایسا کوئی حکم نہیں، بلکہ انہیں اپنا احرام باقی رکھنا تھا اور حج کے بعد حلال ہونا تھا، کیونکہ ان کے ساتھ ہدی تھی جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ بیچ میں حلال نہیں ہو سکتے تھے دونوں بزرگوں نے نبی کریم ﷺ کے احرام پر اپنا احرام باندھا، نبی کریم ﷺ بذات خود قارن تھے لیکن دونوں صحابہ کے احرام میں اختلاف ہو جاتا ہے اس لئے معلوم ہوا کہ اصل احرام تو اس طرح کی نیت سے ہو جاتا ہے لیکن نیت کی تعیین نہیں ہوتی اور افعال حج یا عمرہ کرنے سے پہلے کر لینا ضروری ہے۔

باب ۵۷۵. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَلْحَجُّ اَشْهُرٌ مَّعْلُومَات

(۷۳۷) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْها) قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اَشْهُرِ الْحَجِّ وَلَيَالِي الْحَجِّ فَنَزَلْنَا بِسَرِفٍ قَالَتْ فَخَرَجَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مِنْكُمْ مَعَه' هَدْيٌ فَاَحَبَّ اَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَلَا

باب ۵۷۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ''حج کے مہینے متعین ہیں،

(۷۳۷) حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حج کے مہینوں میں حج کی راتوں میں اور حج کے ایام میں نکلے۔ ہم نے مقام سرف میں قیام کیا پھر نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا کہ جس کے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) نہ ہو، اور وہ چاہتا ہو کہ اپنے احرام کو صرف عمرہ کا بنا لے تو اسے ایسا کر لینا چاہئے، لیکن جس کے ساتھ ہدی

قَالَتْ فَالاٰخِذُ بِهَا وَالتَّارِكُ لَهَا مِنْ اَصْحَابِهٖ قَالَتْ فَاَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجَالٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَكَانُوْا اَهْلَ قُوَّةٍ وَّكَانَ مَعَهُمُ الْهَدْىُ فَلَمْ يَقْدِرُوْا عَلَى الْعُمْرَةِ

ہے وہ ایسا نہیں کر سکتا، عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ آنحضور ﷺ کے بعض اصحاب نے اس فرمان پر عمل کیا اور بعض نے نہیں کیا۔ نیز رسول اللہ ﷺ اور آپ کے بعض اصحاب جو استطاعت وحوصلہ والے تھے ان کے ساتھ ہدی بھی تھی اس لئے وہ تنہا عمرہ نہیں کر سکتے تھے (یعنی تمتع، جس میں عمرہ کرنے کے بعد حاجی حلال ہو جاتا ہے اور پھر نئے سرے سے حج کا احرام باندھتا ہے)

فائدہ:۔ چونکہ دور دراز سے احرام باندھ لینے کی صورت میں جنایات کا خطرہ رہتا ہے اس لئے آپ نے پسند نہیں فرمایا۔ پہلے آپ ﷺ نے رخصت دی تھی پھر جب آپ ﷺ مکہ پہنچے تو افعال حج شروع کرنے سے پہلے آپ نے حکم دیا بعض روایتوں میں ہے کہ کسی نے اس پر عمل نہیں کیا اس روایت میں اگرچہ بعض کا لفظ ہے لیکن اکثریت نے تامل کیا تھا اس پر آنحضور ﷺ بہت غصہ ہوئے، اہل عرب حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا اچھا نہیں سمجھتے تھے اور تامل بھی غالباً اسی وجہ سے ہوا تھا، آنحضور ﷺ کا حکم محض رخصت کے درجہ میں تھا اور آپ غصہ اس وجہ سے ہوئے تھے کہ صحابہؓ نے اللہ کی دی ہوئی ایک رخصت پر عمل کرنے میں اظہار تامل کیا تھا بہت سے مواقع پر آپ ﷺ کا اس طرح کی وجوہ کی بنا پر غصہ ثابت ہے، سفر میں روزہ رکھنے کی وجہ سے بھی آپ نے ایک مرتبہ خفگی کا اظہار فرمایا تھا اور فرمایا کہ ''سفر میں روزہ رکھنا کوئی بڑی نیکی نہیں ہے'' بعض امہات مؤمنین نے مسجد نبوی میں اعتکاف کیا، آپ ﷺ نے ان کے خیموں کو دیکھا تو ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ''اچھا نیکی کرنے چلی ہیں'' یہ مثال بھی اسی نوعیت کی ہے۔

باب ۵۷۶. التَّمَتُّعِ وَالْقِرَانِ وَالْاِفْرَادِ بِالْحَجِّ وَفَسْخِ الْحَجِّ لِمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَّعَهٗ هَدْىٌ

باب ۵۷۶۔ حج میں تمتع، قران اور افراد اور جس کے ساتھ ہدی نہ ہو اسے حج فسخ کرنے کی اجازت

(۷۳۸) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نَرٰى اِلَّا اَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا قَدِمْنَا تَطَوَّفْنَا بِالْبَيْتِ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْىَ اَنْ يَّحِلَّ فَحَلَّ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْىَ وَنِسَاؤُهٗ لَا يَسُقْنَ فَاَحْلَلْنَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَحِضْتُ فَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ وَّاَرْجِعُ اَنَا بِحَجَّةٍ قَالَ اَوَمَا طُفْتِ لَيَالِيَ قَدِمْنَا مَكَّةَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاذْهَبِيْ مَعَ اَخِيْكِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهِلِّيْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ كَذَا وَكَذَا وَقَالَتْ صَفِيَّةُ مَا اُرَانِيْ اِلَّا حَابِسَتُكُمْ فَقَالَ عُقْرٰى حَلْقٰى اَوَمَا طُفْتِ يَوْمَ النَّحْرِ قَالَتْ قُلْتُ بَلٰى قَالَ لَا بَاسَ انْفِرِيْ۔

(۷۳۸) حضرت عائشہؓ نے بیان کیا ہم حج کے لئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے، ہمارا مقصد حج کے سوا اور کچھ نہ تھا، جب ہم مکہ پہنچے تو بیت اللہ کا طواف کیا، آنحضور ﷺ کا حکم تھا جو ہدی اپنے ساتھ نہ لایا ہو اسے حلال ہو جانا چاہئے چنانچہ جن کے پاس ہدی نہیں تھی وہ حلال ہو گئے (افعال عمرہ کے بعد) آنحضور ﷺ کی ازواج مطہرات ہدی نہیں لے گئی تھیں اس لئے وہ بھی حلال ہو گئیں، اور میں حائضہ ہو گئی تھی اس لئے بیت اللہ کا طواف نہ کر سکی (یعنی عمرہ چھوٹ گیا) جب حصبہ کی رات آئی تو میں نے کہا یا رسول اللہ! اور لوگ تو حج اور عمرہ دونوں کر کے واپس ہو رہے ہیں لیکن میں صرف حج کر سکی ہوں، اس پر آپ ﷺ نے پوچھا کیا جب ہم مکہ آئے تھے تو تم طواف کر چکی تھیں؟ میں نے کہا کہ نہیں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم چلی جاؤ اور وہاں سے عمرہ کا احرام باندھو (پھر افعال عمرہ ادا کرو) ہم لوگ تمہارا فلاں جگہ انتظار کریں گے اور صفیہؓ نے کہا تھا کہ معلوم ہوتا ہے، میں آپ لوگوں کو روکنے کا سبب بن جاؤں گی آنحضور ﷺ نے فرمایا عقریٰ، حلقیٰ کیا تم نے یوم نحر کا طواف نہیں

کیا؟ میں نے کہا، کیوں نہیں! آپ نے فرمایا، پھر کوئی حرج نہیں چلی چلو۔

فائدہ:۔ حضرت عائشہؓ کے حائضہ ہو جانے کا علم آنحضور ﷺ کو پہلے ہی سے تھا اور آپ کی ہدایت کے مطابق ہی انہوں نے عمرہ چھوڑ دیا تھا اس روایت میں محض راوی کی تعبیر کا فرق ہے۔

(۷۳۹) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) اَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِحَجٍّ وَّ عُمْرَةٍ وَّمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَاَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ فَاَمَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ اَوْ جَمَعَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لَمْ يَحِلُّوا حَتّٰى كَانَ يَوْمَ النَّحْرِ۔

(۷۳۹) حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ ہم حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے، بہت سے لوگوں نے عمرہ کا احرام باندھا تھا، بہتوں نے حج اور عمرہ دونوں کا اور بہتوں نے صرف حج کا، رسول اللہ ﷺ بھی حج کا احرام باندھے ہوئے تھے، جن لوگوں نے صرف حج کا احرام باندھا تھا یا حج اور عمرہ دونوں کا تو وہ یوم نحر تک حلال نہیں ہوئے تھے۔

فائدہ:۔ اس سلسلے میں بنیادی بات یہ ہے کہ احرام میں صرف نیت کا اعتبار ہوتا ہے الفاظ میں اپنے اس دلی ارادہ کا ادا کرنا ضروری نہیں ہے رسول اللہ ﷺ قارن تھے، سب سے بڑی اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ کے ساتھ ہدی تھی اور آپ نے خود حکم دیا تھا، جیسا کہ متواتر احادیث بخاری میں آئیں ہیں کہ جس کے ساتھ ہدی ہے وہ عمرہ کے بعد حلال نہیں ہوسکتا۔ اس لئے ظاہر ہے کہ آپ نے بھی جب عمرہ کیا۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے تو اس کے بعد آپ حلال نہیں ہو سکتے تھے۔ راوی اس میں آپ کے احوال مختلف اس وجہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان کی نظر عام طور سے محض تلبیہ کے الفاظ پر ہوتی تھی، کبھی تلبیہ میں آپ صرف حج کہتے تھے کبھی عمرہ اور کبھی دونوں۔ جن لوگوں نے جو سنا اسی اعتبار سے آپ کے حج کے متعلق فیصلہ کیا۔

(۷۴۰) عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ شَهِدْتُ عُثْمَانَ وَعَلِيًّا وَعُثْمَانُ يَنْهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَاَنْ يُّجْمَعَ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا رَاٰى عَلِيٌّ اَهَلَّ بِهِمَا لَبَّيْكَ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ قَالَ كُنْتُ لَادَعُ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ اَحَدٍ۔

(۷۴۰) حضرت مروان بن حکم نے بیان کیا کہ عثمان اور علی رضی اللہ عنہما کو میں نے دیکھا ہے عثمانؓ حج اور عمرہ ایک ساتھ کرنے سے روکتے تھے لیکن علیؓ نے اس کے باوجود دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھا اور کہا" لبیک بعمرۃ و حجۃ" آپ نے فرمایا تھا، کہ میں کسی ایک شخص کی بات پر رسول اللہ ﷺ کی سنت کو نہیں چھوڑ سکتا۔

فائدہ:۔ حضرت عمرؓ سے بھی اسی طرح کی مخالفت منقول ہے ان بزرگوں کی طرف سے اس کی ممانعت کوئی اسے ناجائز سمجھ کر نہیں ہوتی تھی بلکہ محض اس وجہ سے کہ ان کے نزدیک افضل حج کا طریقہ یہ تھا کہ تنہا حج کیا جائے شریعت کی نظر میں پسندیدہ یہ ہے کہ مسلمان اپنا سفر حج کے لئے کریں اور اسی طرح عمرہ کے لئے ایک علیحدہ سفر کریں، یہ ان لوگوں کے لئے ہے جو دو مرتبہ سفر کی استطاعت رکھتے ہوں حضرت عمرؓ نے منع کرتے ہوئے قرآن کی یہ آیت پڑھی تھی" واتموا الحج والعمرۃ للہ" یعنی پوری طرح حج اور پوری طرح عمرہ اسی صورت میں ہوگا جب دونوں الگ الگ دو سفر کئے جائیں گے، لیکن جن لوگوں میں اتنی استطاعت نہ ہو ظاہر ہے، ان سے ایک عبادت، عمرہ چھوڑنے سے کیونکر کہا جا سکتا ہے، حضرت عمرؓ اور یا حضرت عثمان کے ارشاد کا جو منشاء تھا اس سے اختلاف کسی کو نہیں ہوسکتا لیکن ضابطہ عام حالات کے لئے ہوتا ہے اور حنفیہ کے یہاں حج کا افضل طریقہ عام حالات میں قران ہے حضرت علیؓ یہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حج اور عمرہ ایک ساتھ خود کیا تھا اس لئے حضرت عثمان کی بات پر میں کیوں آپ ﷺ کے طریقہ کو چھوڑوں!!

(۷۴۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) قَالَ كَانُوا يَرَوْنَ الْعُمْرَةَ فِي اَشْهُرِ الْحَجِّ اَفْجَرَ الْفُجُورِ فِي الْاَرْضِ وَيَجْعَلُونَ الْمُحَرَّمَ صَفَرًا وَ يَقُولُونَ اِذَا بَرَأَ الدَّبَرُ وَعَفَا الْاَثَرُ وَانْسَلَخَ صَفَرُ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُه' صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّينَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَّجْعَلُوهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيُّ الْحِلِّ قَالَ حِلٌّ كُلُّه'۔

(۷۴۱) حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ عرب سمجھتے تھے کہ حج کے دنوں میں عمرہ کرنا روئے زمین پر سب سے بری بات ہے یہ لوگ محرم کو صفر بنا لیتے ہیں اور کہتے تھے کہ جب اونٹ کی پیٹھ ستا لے، ان کے نشانات قدم مٹ چکیں اور صفر کا مہینہ ختم ہوجائے (یعنی حج کے ایام گزر جائیں) تو عمرہ حلال ہوتا ہے پھر جب نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ چوتھی کی صبح کو حج کا احرام باندھے ہوئے آئے تو آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ اپنے حج کو عمرہ بنالیں۔ یہ حکم (عرب کی سابقہ تخیل کی بناپر) عام صحابہ پر بڑا گراں گزرا، انہوں نے پوچھا، یا رسول اللہ! کیا چیز حلال ہوگئی؟ حج اور عمرہ کے (درمیان) آپ نے فرمایا کہ تمام چیزیں حلال ہوجائیں گی۔

(۷۴۲) عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ يَارَسُولَ اللّٰهِ مَاشَانُ النَّاسِ حَلُّوا بِعُمْرَةٍ وَّلَمْ تَحْلِلْ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ اِنِّي لَبَّدْتُ رَاسِي وَقَلَّدْتُ هَدْيِئ فَلَا اُحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ۔

(۷۴۲) آنحضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ حفصہؓ نے بیان کیا میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا یا رسول اللہ! کیا بات ہے اور لوگ تو عمرہ کر کے حلال ہوگئے لیکن آپ حلال نہیں ہوئے آپ نے فرمایا میں نے اپنے سر کی تلبید (بالوں کو جمانے کے لئے ایک لیس دار چیز کا استعمال کرنا) کی ہے اور میں اپنے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) لایا ہوں اس لئے میں قربانی کرنے سے پہلے حلال نہیں ہوسکتا۔

(۷۴۳) عَنْ اَبُو حَمْزَةَ نَصْرُ بْنُ عِمْرَانَ الضُّبَعِيُّ قَالَ تَمَتَّعْتُ فَنَهَانِي نَاسٌ فَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍؓ فَاَمَرَنِي فَرَاَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَاَنَّ رَجُلًا يَقُولُ لِي حَجٌّ مَبْرُورٌ وَّعُمْرَةٌ مُتَقَبَّلَةٌ فَاَخْبَرْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ سُنَّةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(۷۴۳) حضرت ابوحمزہ نصر بن عمران ضبعیؒ نے بیان کیا میں نے حج اور عمرہ کا ایک ساتھ احرام باندھا تو کچھ لوگوں نے مجھے منع کیا، اس لئے میں نے ابن عباسؓ سے اس کے متعلق دریافت کیا آپ نے تمتع کرنے کے لئے کہا پھر میں نے ایک شخص کو خواب میں دیکھا مجھ سے کہہ رہا ہے کہ ''حج بھی مقبول اور عمرہ بھی۔'' میں نے خواب ابن عباسؓ کو سنایا تو آپ نے فرمایا کہ یہ نبی کریم ﷺ کی سنت تھی،

(۷۴۴) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰه (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّه' حَجَّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَه' وَقَدْ اَهَلُّوا بِالْحَجِّ مُفْرَدًا فَقَالَ لَهُمْ اَحِلُّوا مِنْ اِحْرَامِكُمْ بِطَوَافِ الْبَيْتِ وَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَصِّرُوا ثُمَّ اَقِيمُوا حَلَالًا حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمَ التَّرْوِيَهِ فَاَهِلُّوا بِالْحَجِّ وَاجْعَلُوا الَّتِي قَدِمْتُمْ بِهَا مُتْعَةً فَقَالُوا كَيْفَ نَجْعَلُهَا مُتْعَةً وَّقَدْ سَمَّيْنَا الْحَجَّ فَقَالَ افْعَلُوا مَا اَمَرْتُكُمْ فَلَوْلَا اَنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي اَمَرْتُكُمْ وَ لٰكِنْ لَا يَحِلُّ مِنِّي حَرَامٌ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ

(۷۴۴) حضرت جابر بن عبداللہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ حج کیا تھا جس میں آپ اپنے ساتھ قربانی کے اونٹ لائے تھے (یعنی حجۃ الوداع) صحابہ نے صرف حج کا احرام باندھا تھا لیکن آنحضور ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ عمرہ کا (احرام باندھ لو اور) بیت اللہ کے طواف اور صفا مروہ کی سعی کے بعد حلال ہوجاؤ اور بال ترشوالو۔ یوم ترویہ تک برابر اسی طرح حلال رہو، پھر یوم ترویہ میں حج کا احرام باندھو اور اس سے پہلے جو احرام باندھ چکے ہیں اسے تمتع بناؤ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم تمتع کیسے بناسکتے ہیں ہم تو حج کا احرام باندھ چکے ہیں، لیکن آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح میں کہہ رہا ہوں، ویسے ہی کرو، اگر میرے ساتھ ہدی نہ ہوتی تو خود میں بھی اس طرح کرتا،

مَحِلَّه' فَفَعَلُوا ۔

جس طرح تم سے کہہ رہا ہوں اب میرے لئے کوئی چیز اس وقت تک حلال نہیں ہوسکتی جب تک میرے قربانی کے جانوروں کی قربانی نہ ہوجائے۔ چنانچہ صحابہ نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔

باب ۵۷۷ . التَّمَتُّعِ عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

(۷۴۵) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ تَمَتَّعْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَزَلَ الْقُرانُ قَالَ رَجُلٌ بِرَايِهٖ مَا شَآءَ۔

باب ۵۷۷ ۔ نبی کریم ﷺ کے عہد میں تمتع !!

(۷۴۵) حضرت عمران بن حصینؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں ہم نے تمتع کیا تھا اور قرآن بھی نازل ہوا تھا (اس کے جواز میں) اب ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا کہہ دیا۔

باب ۵۷۸ . مِنْ اَیْنَ یَدْخُلُ مَکَّةَ

(۷۴۶) عَنِ ابْنِ عُمَرؓ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا وَ يَخْرُجُ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى۔

باب ۵۷۸ ۔ مکہ میں کدھر سے داخل ہوا جائے

(۷۴۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں ثنیہ علیا کی طرف سے داخل ہوتے تھے اور ثنیہ سفلی کی طرف سے نکلتے تھے۔

(۷۴۷) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْها) قَالَتْ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْجِدَارِ اَمِنَ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ فَمَالَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوْهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ اِنَّ قَوْمَكِ قَصُرَتْ بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَانُ بَابِهٖ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذٰلِكَ قَوْمُكِ لِيُدْخِلُوا مَنْ شَآءُوْا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا وَلَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُ عَهْدِهِمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَاَخَافُ اَنْ تُنْكِرَ قُلُوْبُهُمْ اَنْ اُدْخِلَ الْجُدُرَفِي الْبَيْتِ وَ اَنْ اُلْصِقَ بَابَه' بِالْاَرْضِ۔

(۷۴۷) حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا حطیم بھی بیت اللہ میں داخل ہے تو آپ نے فرمایا ہاں! پھر میں نے پوچھا کہ پھر لوگوں نے اسے عمارت میں کیوں نہیں شامل کیا؟ آپ نے جواب دیا کہ تمہاری قوم کے پاس خرچ کی کمی پڑ گئی تھی (اس لئے یہ حصہ تعمیر سے رہ گیا) پھر میں نے پوچھا یہ دروازہ کیوں اوپر کر دیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ بھی تمہاری قوم ہی نے کیا ہے تاکہ جسے چاہیں اندر آنے دیں اور جسے چاہیں روک دیں اگر تمہاری قوم کی جاہلیت کا زمانہ قریب نہ ہوتا اور مجھے اس کا خوف نہ ہوتا کہ وہ برا مانیں گے تو اس حطیم کو بھی میں بیت اللہ میں شامل کر دیتا اور دروازہ کو زمین کے برابر کر دیتا (تاکہ ہر شخص آسانی سے اندر جا سکے

(۷۴۸) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْها) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا يَا عَآئِشَةُ لَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَةٍ لَاَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ فَاَدْخَلْتُ فِيْهِ مَا اُخْرِجَ مِنْهُ وَاَلْزَقْتُه' بِالْاَرْضِ وَجَعَلْتُ لَه' بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَّبَابًا غَرْبِيًّا فَبَلَغْتُ بِهٖ اَسَاسَ اِبْرَاهِيْمَ ۔

(۷۴۸) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عائشہ! اگر تمہاری قوم کا زمانہ جاہلیت سے قریب نہ ہوتا تو میں بیت اللہ کو گرانے کا حکم دے دیتا، تاکہ (نئی تعمیر میں) اس حصہ کو بھی داخل کر دوں جو اس سے نکل گیا ہے، اسے زمین کے برابر کر دیتا اور اس کے دو دروازے بنا دیتا ایک مشرق کا اور ایک مغرب کا اور اس طرح حضرت ابراہیم کی بنیاد پر اس کی تعمیر ہو جاتی۔

باب ۵۷۹ . تَوْرِيْثِ دُوْرِ مَكَّةَ وَبَيْعِهَا وَشِرَائِهَا وَاَنَّ النَّاسَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

(۷۴۹) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه) اَنَّه' قَالَ

باب ۵۷۹ ۔ مکہ کی اراضی کی وراثت اور اس کی بیع و شراء اور یہ کہ مسجد حرام میں سب لوگ برابر ہیں

(۷۴۹) حضرت اسامہ بن زیدؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ مکہ میں کہاں

يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيْنَ تَنْزِلُ فِي دَارِكَ بِمَكَّةَ فَقَالَ وَهَلْ تَرَكَ عَقِيلٌ مِنْ رِبَاعٍ اَوْ دُورٍ وَّكَانَ عَقِيلٌ وَّرِثَ يَقُولُ لَا يَرِثُ الْمُؤْمِنُ الْكَافِرَ ۔

قیام فرمائیں گے، کیا اپنے گھر میں قیام ہوگا؟ اس پر آپ نے ارشاد فرمایا، عقیل نے گھر ہمارے لئے چھوڑا ہی کب ہے عقیل اور طالب، ابو طالب کے وارث ہوئے تھے، جعفر اور علیؓ کو وراثت میں کچھ نہیں ملا تھا، کیونکہ یہ دونوں مسلمان ہو گئے تھے اور عقیلؓ (ابتداء میں) اور طالب اسلام نہیں لائے تھے اس بنیاد پر عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ مؤمن کافر کا وارث نہیں ہوتا۔

فائدہ:۔ احناف اور شوافع کا اس سلسلے میں اختلاف ہے کہ مکہ کی اراضی وقف ہیں یا ملک۔ شوافع کے نزدیک تو یہ ملک ہیں وقف نہیں لیکن احناف کہتے ہیں کہ وقف ہیں۔ اور یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے ہی چلی آ رہی ہیں ان کا کوئی مالک نہیں اس اختلاف کی اصل اس بات کے اختلاف میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے مکہ پر صلح کے ذریعے قبضہ کیا تھا یا لڑ کر اسے فتح کیا تھا اگر لڑائی کے بعد اس کی فتح ثابت ہو جائے تو یہ بھی ثابت ہو جاتا ہے کہ مکہ کی اراضی وقف ہیں کیونکہ لڑائی کے بعد مفتوحہ ملک قانوناً غازیوں میں تقسیم ہو جانا چاہئے تھا اور مکہ فتح ہوا لیکن اس کا ایک انچ بھی کسی کو نہیں دیا گیا، احناف یہ کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ ہزاروں صحابہؓ کی فوج لے کر مکہ فتح کرنے کے ارادہ سے تشریف لے گئے تھے اور معمولی سی ہی سہی لیکن بعض مقامات پر خون خرابہ بھی ہوا، پھر اب اس ابتداء کے بعد، مکہ کی فتح کو صلحاً فتح کس طرح کہا جا سکتا ہے؟ مغلوب قوم غالب کے مقابلہ میں انجام کار ہتھیار تو ڈالے ہی گی، مکہ میں بھی یہی صورت پیش آئی لیکن امام شافعیؒ ابتداء کا اعتبار نہیں کرتے، بلکہ لڑائی کے بعد بھی اگر انجام کار صلح ہو جائے تو وہ اس کا نام بھی صلح ہی رکھتے ہیں، مکہ میں یہ صورت ضرور پیش آئی اور اس وجہ سے وہ کہتے ہیں کہ مکہ صلحاً فتح ہوا۔ بس اس اختلاف کی بنیاد یہی ہے اور امام بخاریؒ بھی امام شافعیؒ کے ساتھ ہیں!

نیز یہ بھی ایک شوافع کی دلیل ہے کہ حضرت عقیلؓ کو ابو طالب کی وراثت ملی تھی اور انہوں نے اپنے تمام گھر بیچ دیئے تھے اگر ملکیت نہ ہوتی تو بیچتے کیوں پھر آنحضور ﷺ نے بھی اس پر کچھ نہیں فرمایا لیکن ایک بات اور ہے، ابو طالب کے گھروں میں جعفر اور علی رضی اللہ عنہما کا بھی حق تھا اور عقیلؓ نے سب بیچ دیا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ فروخت ایک ایسی جائیداد کی ہوتی جس کے ایک بڑے حصے کے وہ مالک نہیں تھے آنحضور ﷺ نے اس پر کچھ نہیں کہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آپ کا اس سے کوئی تعرض نہ کرنا اس وجہ سے تھا کہ ایک بات ہو چکی تھی آپ ﷺ نے کچھ اس کے متعلق مروتاً نہیں کہنا چاہا حنفیہ کے حق میں بھی بعض احادیث ہیں۔

باب ۵۸۰. نُزُوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ

(۷۵۰) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَدِ يَوْمَ النَّحْرِ وَهُوَ بِمِنًى نَحْنُ نَازِلُوْنَ غَدًا بِخَيْفِ بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَاسَمُوْا عَلَى الْكُفْرِ يَعْنِي بِذٰلِكَ الْمُحَصَّبَ وَذٰلِكَ اَنَّ قُرَيْشًا وَّكِنَانَةَ تَحَالَفَتْ عَلَى بَنِي هَاشِمٍ وَّبَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَوْ بَنِي الْمُطَّلِبِ اَنْ لَّا يُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا يُبَايِعُوْهُمْ حَتّٰى يُسْلِمُوْا اِلَيْهِمُ النَّبِيَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۵۸۰۔ نبی کریم ﷺ کا مکہ میں نزول

(۷۵۰) حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ یوم نحر کی صبح کو جب آنحضور ﷺ منیٰ میں تھے تو یہ فرمایا تھا کہ ہم کل خیف بنی کنانہ میں قیام کریں گے، جہاں قریش نے کفر کی حمایت کی قسم کھائی تھی آپ کی مراد محصب سے تھی کیونکہ یہیں قریش اور بنو کنانہ نے بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب یا (راوی نے) بنو المطلب (کہا) کے خلاف حلف اٹھایا تھا کہ جب تک وہ نبی کریم ﷺ کو ان کے حوالہ نہ کردیں، نہ ان کے یہاں نکاح کریں گے اور نہ ان سے خرید و فروخت کریں۔ گے۔

باب ۵۸۱. هَدْمِ الْكَعْبَةِ

(۷۵۱) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ

باب ۵۸۱۔ کعبہ کا انہدام!

(۷۵۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ ـ

فرمایا کہ کعبہ کو دو پتلی پنڈلیوں والا حبشی تباہ کرے گا!!

باب ۵۸۲. مَاذُكِرَ فِي الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ

باب ۵۸۲۔ حجر اسود کے متعلق روایت

(۷۵۲) عَنْ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّه' جَآءَ اِلَى الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَقَبَّلَه' فَقَالَ اِنِّي لَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اِنِّي رَاَيْتُ النَّبِيَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَاقَبَّلْتُكَ ـ

(۷۵۲) حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس آئے اور اسے بوسہ دیا۔ پھر فرمایا، میں خوب جانتا ہوں کہ تم صرف ایک پتھر ہو، نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہو نہ نفع۔ اگر رسول اللہ ﷺ کو تمہیں بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو میں کبھی نہ دیتا۔

باب ۵۸۳. مَنْ لَّمْ يَدْخُلِ الْكَعْبَةَ

باب ۵۸۳۔ جو کعبہ میں نہ داخل ہوا

(۷۵۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفٰي (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اِعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَمَعَه' مَنْ يَّسْتُرُه' مِنَ النَّاسِ فَقَالَ لَه' رَجُلٌ اَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ قَالَ لَا ـ

(۷۵۳) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو آپ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کر کے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھی، آپ کے ساتھ ایک صاحب تھے جو آپ کے اور لوگوں کے درمیان آڑ بنے ہوئے تھے، ان سے ایک صاحب نے دریافت کیا، کیا رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تھے؟ تو انہوں نے بتایا کہ نہیں!

فائدہ:۔ بیت اللہ کے اندر جانا کوئی ضروری نہیں آنحضور ﷺ خود حجۃ الوداع کے موقعہ پر اندر نہیں گئے تھے آپ صلح حدیبیہ کے بعد جب عمرہ قضا کرنے مکہ تشریف لے گئے تو اس موقع پر آپ بیت اللہ کے اندر نہیں گئے تھے عمرہ جعرانہ کے موقع پر بھی نہیں گئے تھے یہ دو ایسے مواقع ہیں جب بیت اللہ کے اندر بت رکھے ہوئے تھے اور غالباً آپ اسی وجہ سے اندر نہیں گئے ہوں گے، پھر جب مکہ فتح ہوا تو آپ اندر تشریف لے گئے اور بتوں سے کعبہ کی تطہیر کی حجۃ الوداع کے موقع پر کعبہ کے اندر بت نہیں تھے لیکن اس مرتبہ بھی آپ اندر نہیں گئے، اس لئے مسئلہ یہ ہوگا کہ کعبہ کی تقدیس کے پورے اہتمام کے ساتھ بغیر کسی قسم کی رشوت کے اندر جانا ممکن ہو سکے تو یہ عمل مستحب ہے لیکن رشوت دے کر اندر جانے کی کوشش نہ کرنی چاہئے!

باب ۵۸۴. مَنْ كَبَّرَ فِي نَوَاحِي الْكَعْبَةِ

باب ۵۸۴۔ جس نے کعبہ میں چاروں طرف تکبیر پڑھی

(۷۵۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ اَبٰى اَنْ يَّدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيْهِ الْاٰلِهَةُ فَاَمَرَ بِهَا فَاُخْرِجَتْ وَاَخْرَجُوْا اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِي اَيْدِيْهِمَا الْاَزْلَامُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَمَا وَاللّٰهِ قَدْ عَلِمُوْا اَنَّهُمَا لَمْ يَسْتَقْسِمَا بِهَا قَطُّ فَدَخَلَ الْبَيْتَ فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِيْهِ وَلَمْ يُصَلِّ فِيْهِ ـ

(۷۵۴) حضرت ابن عباس ؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ جب (مکہ) تشریف لائے تو آپ نے بیت اللہ کے اندر جانے سے اس لئے انکار کر دیا کہ اس میں بت رکھے ہوئے تھے، پھر آپ نے حکم دیا اور وہ نکالے گئے لوگوں نے (خانہ کعبہ سے) ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے بت بھی نکالے (ان بتوں کے) ہاتھوں میں فال نکالنے کے تیر تھے۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ان مشرکوں کو برباد کرے، انہیں اچھی طرح سے معلوم تھا کہ ان بزرگوں نے تیر سے فال کبھی نہیں نکالی اس کے بعد آپ بیت اللہ کے اندر تشریف لے گئے اس کے چاروں طرف تکبیر کہی، آپ ﷺ نے اندر نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔

فائدہ:۔ بہت سی مشرکانہ رسوم کے ساتھ تیر سے فال نکالنے کا طریقہ بھی عمرو بن لحی کا ایجاد کیا ہوا تھا قریش کو اس کا علم تھا عمر تو ظاہر ہے کہ ابراہیم کے بہت بعد پیدا ہوا۔ لیکن قریش کا یہ ظلم تھا کہ انہوں نے ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کے بتوں کے ہاتھوں میں تیر دے دیئے تھے۔ آنحضور ﷺ نے ان کی اسی افتراء پر بددعا دی۔

باب ۵۸۵. كَيْفَ كَانَ بَدْأُ الرَّمَلِ

(۷۵۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَصْحَابُه، فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ اَنَّه، يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ وَفْدٌ وَّهَنَهُمْ حُمّٰى يَثْرِبَ فَاَمَرَهُمُ النَّبِيُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّرْمُلُوا الْاَشْوَاطَ الثَّلَاثَةَ وَاَنْ يَّمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَلَمْ يَمْنَعْهُ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ اَنْ يَّرْمُلُوا الْاَشْوَاطَ كُلَّهَا اِلَّا الْاِبْقَآءُ عَلَيْهِمْ۔

باب ۵۸۵۔ رمل کی ابتداء کیوں کر ہوئی

(۷۵۵) حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ (مکہ) تشریف لائے تو مشرکوں نے کہا کہ تمہارے یہاں ایسے لوگ آئے ہیں جنہیں یثرب (مدینہ منورہ) کے بخار نے کمزور کر رکھا ہے اس لئے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ تین چکروں میں رمل (تیز چلنا جس سے اظہار قوت ہو) کریں اور دونوں رکنوں کے درمیان حسب معمول چلیں۔ چونکہ آپ کے پیش نظر انہیں پوری طرح انجام دینا تھا، صرف اسی وجہ سے آپ نے تمام چکروں میں رمل کا حکم نہیں دیا۔

باب ۵۸۶. اِسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ اَوَّلَ مَا يَطُوْفُ وَ يَرْمُلُ ثَلٰثًا

(۷۵۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُما) قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ اِذَا اسْتَلَمَ الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ اَوَّلَ مَا يَطُوْفُ يَخُبُّ ثَلٰثَةَ اَطْوَافٍ مِّنَ السَّبْعِ۔

باب ۵۸۶۔ مکہ آتے ہی پہلے طواف میں حجر اسود کا استلام (بوسہ دینا) اور تین چکروں میں رمل کرنا چاہیے

(۷۵۶) حضرت عبداللہ ابن عمر (رضی اللہ عنہما) نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب آپ مکہ تشریف لاتے تو پہلے طواف میں حجر اسود کو بوسہ دیتے اور سات چکروں میں سے تین میں رمل کرتے تھے۔

باب ۵۸۷. الرَّمَلِ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

(۷۵۷) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ لِلرُّكْنِ اَمَاوَ اللّٰهِ اِنِّي لَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّي رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَلَمَكَ مَا اسْتَلَمْتُكَ فَاسْتَلَمَه، ثُمَّ قَالَ وَمَالَنَا لِلرَّمَلِ اِنَّمَا كُنَّا رَاَيْنَا بِهِ الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ اَهْلَكَهُمُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ شَيْءٌ صَنَعَه، رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا نُحِبُّ اَنْ نَّتْرُكَه، ۔

باب ۵۸۷۔ حج اور عمرہ میں رمل

(۷۵۷) حضرت عمر بن خطابؓ نے حجر اسود کو خطاب کر کے فرمایا بخدا مجھے خوب معلوم ہے کہ تم صرف پتھر ہو، نہ کوئی نفع پہنچا سکتے ہو نہ نقصان اور اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تمہیں استلام کرتے (بوسہ دیتے) نہ دیکھا ہوتا تو میں کبھی نہ کرتا، اس کے بعد آپ نے استلام کیا، پھر فرمایا، اور ہمیں رمل کی بھی کیا ضرورت تھی؟ ہم نے تو اس کے ذریعہ مشرکوں کو (اپنی قوت) دکھائی تھی، پھر فرمایا جو عمل رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے اسے چھوڑنا ہم پسند نہیں کرتے۔

فائدہ:۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا رمل صرف ایک وقتی مصلحت تھی سنت نہیں لیکن عام علماء امت اسے سنت کہتے ہیں خود جمہور صحابہ کے عمل سے بھی اور قول سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ حنفیہ کا مسلک اس سلسلے میں یہ ہے کہ جس طواف کے بعد بھی، صفا مروہ کی سعی ہوگی، اس طواف میں رمل بھی ہوگا اس کے سوا طواف میں رمل نہیں۔

(۷۵۸) عَنِ ابْنِ عُمَر (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) قَالَ مَاتَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَیْنِ الرُّكْنَیْنِ فِی شِدَّةٍ وَّلَا رَخَآءٍ مُنْذُ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَلِمُهُمَا۔

(۷۵۸) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان دونوں رکن یمانی کا استلام کرتے دیکھا، میں نے بھی اس کے استلام کو، خواہ سخت حالات ہوں یا نرم، نہیں چھوڑا۔

باب ۵۸۸. اسْتِلَامِ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ

باب ۵۸۸۔ حجر اسود کا استلام چھڑی کے ذریعہ

(۷۵۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ طَافَ النَّبِیُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰی بَعِیْرِهٖ یَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ۔

(۷۵۹) حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی اونٹنی پر طواف کیا تھا اور آپ حجر اسود کا استلام ایک چھڑی کے ذریعہ کررہے تھے

باب ۵۸۹. تَقْبِیْلُ الْحَجَرِ

باب ۵۸۹۔ حجر اسود کو بوسہ دینا

(۷۶۰) عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَرَبِیٍّ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَلِمُه‘ وَیُقَبِّلُه‘ وَقَالَ اَرَاَیْتَ اِنْ زُوْحِمْتُ اَرَاَیْتَ اِنْ غُلِبْتُ قَالَ اجْعَلْ اَرَاَیْتَ بِالْیَمَنِ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسْتَلِمُه‘ وَیُقَبِّلُه‘

(۷۶۰) حضرت زبیر بن عربی نے بیان کیا کہ ایک شخص نے ابن عمرؓ سے حجر اسود کے استلام (بوسہ دینے) کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس طرح کا استلام کرتے اور بوسہ دیتے دیکھا ہے اس پر اس شخص نے کہا کہ اگر ازدحام ہو جائے اور میں پیچھے رہ جاؤں پھر آپ کا کیا خیال ہے؟ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اس اگر وگر کو یمن میں چھوڑ کے آؤ، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ آپ حجر اسود کا استلام کررہے تھے اور اسے بوسہ دے رہے تھے۔

فائدہ:۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سائل یمن کا رہنے والا تھا ابن عمرؓ کو ناگواری اس بات پر ہوئی کہ حدیث رسول کے بعد پھر اس میں احتمالات نکالے جارہے ہیں رسول اللہ کی سنت اور آپ ﷺ کے طریقہ کے ساتھ اس درجہ لگاؤ صحابہ کو تھا، غالباً آپ نے سائل کے طرز سے یہ سمجھا ہوگا کہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے سے کام لے رہا ہے، اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ ازدحام وغیرہ کی صورت میں چھڑی کے ذریعہ بھی استلام کیا جاسکتا ہے اور آنحضور ﷺ نے ایک مرتبہ خود ایسا کیا تھا۔

باب ۵۹۰. مَنْ طَافَ بِالْبَیْتِ اِذَا قَدِمَ مَكَّةَ قَبْلَ اَنْ یَّرْجِعَ اِلٰی بَیْتِهٖ

باب ۵۹۰۔ جو مکہ آیا اور گھر واپس ہونے سے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا

(۷۶۱) عَنْ عَآئِشَةَ ؓ (قَالَتْ) اَنَّ اَوَّلَ شَیْءٍ بَدَاَ بِهٖ حِیْنَ قَدِمَ النَّبِیُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّه‘ تَوَضَّاَ ثُمَّ طَافَ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ عُمْرَةٌ ثُمَّ حَجَّ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ مِثْلَه‘۔

(۷۶۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب (مکہ) تشریف لائے تو سب سے پہلا کام آپ نے یہ کیا کہ وضو کیا پھر طواف کیا آپ کا یہ عمل عمرہ کے لئے نہیں تھا اس کے بعد ابوبکر اور عمرؓ نے بھی اسی طرح حج کیا۔

(۷۶۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا طَافَ فِی الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اَوَّلَ مَا یَقْدَمُ سَعٰی ثَلٰثَةَ اَطْوَافٍ وَمَشٰی اَرْبَعَةً ثُمَّ سَجَدَ

(۷۶۲) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مکہ) آنے کے بعد سب سے پہلے حج اور عمرہ کا جو طواف کیا، اس کے تین چکروں میں آپ نے سعی (رمل) کی اور باقی چار میں حسب معمول

سَجدَتَینِ ثُمَّ یَطُوفُ بَینَ الصَّفَا وَالْمَروَۃِ۔

چلے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھی اور صفا مروہ کی سعی کی۔

باب ۵۹۱. اَلْکَلَامِ فِی الطَّوَافِ

باب ۵۹۱۔ طواف میں گفتگو

(۷۶۳)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ) اَنَّ النَّبِیَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَھُوَ یَطُوفُ بِالْکَعْبَۃِ بِاِنْسَانٍ رَبَطَ یَدَہٗ اِلٰی اِنْسَانٍ بِسَیْرٍ اَوْبِخَیْطٍ اَوْ بِشَیْءٍ غَیْرِ ذٰلِکَ فَقَطَعَہُ النَّبِیُّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ ثُمَّ قَالَ خُذْبِیَدِہٖ

(۷۶۳) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جس نے اپنا ہاتھ دوسرے شخص (کے ہاتھ) سے تسمہ یا رسی یا کسی اور چیز سے باندھ رکھا تھا، آپ نے اپنے ہاتھ سے اسے کاٹ دیا اور پھر فرمایا کہ اگر ساتھ ہی چلنا ہے تو) ہاتھ پکڑ کے چلو۔ (اس روایت سے معلوم ہوا کہ طواف میں آنحضور ﷺ نے گفتگو کی تھی اور یہ جائز ہے۔

باب ۵۹۲. لَایَطُوفُ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ وَّلَا یَحُجُّ مُشْرِکٌ

باب ۵۹۲ بیت اللہ کا طواف کوئی ننگا آدمی نہیں کرسکتا اور نہ کوئی مشرک حج کرسکتا ہے

(۷۶۴)عَن اَبِی ھُرَیْرَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ) اَنَّ اَبَا بَکْرِ ن الصَّدِیْقَ بَعَثَہٗ فِی الْحَجَّۃِ الَّتِی اَمَّرَہٗ عَلَیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ یَومَ النَّحرِ فِی رَھْطٍ یُّؤَذِّنُ فِی النَّاسِ اَنْ لَّایَحُجَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِکٌ وَّلَا یَطُوفُ بِالْبَیْتِ عُرْیَانٌ۔

(۷۶۴) حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے، اس حج کے موقعہ پر جس کا امیر رسول اللہ ﷺ نے انہیں بنایا تھا، انہیں یوم نحر میں ایک مجمع کے سامنے یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا تھا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج بیت اللہ نہیں کرسکتا، اور نہ کوئی شخص ننگا طواف کرسکتا ہے۔

باب ۵۹۳. مَنْ لَّمْ یَقْرَبِ الْکَعْبَۃَ وَلَمْ یَطُفْ حَتّٰی یَخْرُجَ اِلٰی عَرْفَۃَ وَ یَرْجِعَ بَعْدَ الطَّوَافِ الْاَوَّلِ

باب ۵۹۳ جو کعبہ نہ جائے، نہ طواف کرے اور عرفہ چلا جائے اور طواف اول کے بعد جائے۔

(۷۶۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ قَدِمَ النَّبِیُّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَکَّۃَ فَطَافَ سَبْعًا وَّسَعٰی بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَۃِ وَلَمْ یَقْرَبِ الْکَعْبَۃَ بَعْدَ طَوَافِہٖ بِھَا حَتّٰی رَجَعَ مِنْ عَرْفَۃَ۔

(۷۶۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مکہ تشریف لائے اور سات (چکروں کے ساتھ) طواف کیا۔ پھر صفا مروہ کی سعی کی، اس سعی کے بعد آپ کعبہ اس وقت تک نہیں گئے جب تک عرفہ سے واپس نہ ہولئے۔

باب ۵۹۴. سِقَایَۃِ الْحَآجِّ

باب ۵۹۴۔ حاجیوں کو پانی پلانا

(۷۶۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ)قَالَ اسْتَاْذَنَ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّبِیْتَ بِمَکَّۃَ لَیَالِیَ مِنًی مِّنْ اَجَلِ سِقَایَتِہٖ فَاَذِنَ لَہٗ۔

(۷۶۶) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عباس بن عبدالمطلبؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے پانی (زمزم کا حاجیوں کو) پلانے کے لئے مکہ میں منی کے دنوں میں ٹھہرنے کی اجازت چاہی تو آپ نے اجازت دے دی۔

(۷۶۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ)اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَآءَ اِلَی السِّقَایَۃِ فَاسْتَسْقٰی فَقَالَ الْعَبَّاسُ یَافَضْلُ اذْھَبْ اِلٰی اُمِّکَ فَاْتِ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ مِنْ

(۷۶۷) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ پانی پلانے کی جگہ (زمزم کے پاس) تشریف لائے اور پانی مانگا (حج کے موقعہ پر) عباسؓ نے کہا کہ فضل! اپنی ماں کے یہاں جاؤ اور ان کے یہاں سے پانی مانگ لاؤ، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے (یہی) پانی پلاؤ عباسؓ نے

عِندَهَا فَقَالَ اسْقِنِي قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ يَجْعَلُوْنَ أَيْدِيَهُمْ فِيهِ قَالَ اسْقِنِي فَشَرِبَ مِنْهُ ثُمَّ أَتَى زَمْزَمَ وَهُمْ يَسْقُوْنَ وَيَعْمَلُوْنَ فِيهَا فَقَالَ اعْمَلُوا فَإِنَّكُمْ عَلَى عَمَلٍ صَالِحٍ ثُمَّ قَالَ لَوْ لَا أَنْ تُغْلَبُوْا لَنَزَلْتُ حَتَّى أَضَعَ الْحَبْلَ عَلَى هٰذِهِ يَعْنِي عَاتِقَه' وَأَشَارَ إِلَى عَاتِقِهٖ۔

عرض کیا، یا رسول اللہ! ہر شخص اپنا ہاتھ اس میں ڈال دیتا ہے اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ یہی کہتے رہے کہ مجھے (یہی پانی پلاؤ چنانچہ آپ نے پانی پیا، پھر زمزم کے قریب آئے، لوگ کنویں سے پانی کھینچ رہے تھے اور کام کر رہے تھے آپ نے (انہیں دیکھ کر فرمایا کام کرتے جاؤ کہ ایک اچھے کام پر لگے ہوئے ہو پھر فرمایا (اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ آئندہ لوگ) تمہیں پریشان کر دیں گے تو میں بھی اترتا اور رسی اپنے اس پر رکھ لیتا، مراد آپ کی شانہ سے تھی آپ نے اس کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا (یعنی تمہارے ساتھ ماءِ زمزم میں بھی نکالتا)۔

باب ۵۹۵. مَاجَآءَ فِي زَمْزَمَ

(۷۶۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ حَدَّثَه' قَالَ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمٍ فَشَرِبَ وَهُوَ قَائِمٌ۔

باب ۵۹۵۔ زمزم کے متعلق احادیث

(۷۶۸) حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو زمزم کا پانی پلایا تھا آپ ﷺ نے پانی کھڑے ہو کر پیا تھا۔

باب ۷۹۶. وُجُوبِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

(۷۶۹) عَنْ عُرْوَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، قَالَ) سَأَلْتُ عَآئِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَرَأَيْتِ قَوْلَ اللّٰهِ تَعَالٰى إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا فَوَاللّٰهِ مَا عَلَى أَحَدٍ جُنَاحٌ أَنْ لَا يَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَتْ بِئْسَمَا قُلْتَ يَا ابْنَ أُخْتِي إِنَّ هٰذِهِ لَوْ كَانَتْ كَمَا أَوَّلْتَهَا كَانَتْ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِ أَنْ لَّا يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَلٰكِنَّهَا أُنْزِلَتْ فِي الْأَنْصَارِ كَانُوا قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِي كَانُوا يَعْبُدُوْنَهَا عِنْدَ الْمُشَلَّلِ فَكَانَ مَنْ أَهَلَّ يَتَحَرَّجُ أَنْ يَّطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا أَسْلَمُوْا سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا نَتَحَرَّجُ أَنْ نَّطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ الْآيَةَ قَالَتْ عَآئِشَةُ وَقَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِأَحَدٍ أَنْ يَّتْرُكَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ أَخْبَرْتُ أَبَابَكْرِ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَقَالَ إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ مَاكُنْتُ سَمِعْتُه' وَلَقَدْ سَمِعْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يَذْكُرُوْنَ أَنَّ النَّاسَ إِلَّا مَنْ ذَكَرَتْ عَآئِشَةُ مِمَّنْ كَانَ يُهِلُّ لِمَنَاةَ كَانُوا يَطُوفُوْنَ

باب ۷۹۶۔ صفا اور مروہ کی سعی واجب ہے

(۷۶۹) حضرت عروہؓ نے بیان کیا کہ میں نے عائشہؓ سے دریافت کیا، اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے متعلق آپ کا خیال ہے ''صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے شعائر (اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کے لئے نشان راہ) ہیں اس لئے جو بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اس کے لئے ان کا طواف کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔'' بخدا پھر تو کوئی حرج نہ ہونا چاہئے اگر کوئی صفا اور مروہ کی سعی نہ کرنی چاہے۔ عائشہؓ نے فرمایا بھتیجے! تم نے بری بات کہی ہے، اگر بات وہی ہوتی جس کی تم تاویل کر رہے ہو تو واقعی ان کی سعی کرنے میں کوئی حرج نہ ہوتا، لیکن یہ آیت تو انصار کے لئے اتری تھی، جو اسلام سے پہلے منات بت کے نام پر، جو مشلل میں رکھا ہوا تھا اور جس کی یہ پوجا کرتے تھے احرام باندھتے تھے یہ لوگ جب (زمانہ جاہلیت) میں احرام باندھتے تو صفا مروہ کی سعی کو اچھا خیال نہیں کرتے تھے اب جب اسلام لائے تو رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا کہا کہ یا رسول اللہ! ہم صفا اور مروہ کا طواف اچھا نہیں سمجھتے تھے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان دو پہاڑوں کے درمیان سعی کی سنت چھوڑی ہے اس لئے کسی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ اسے ترک کر دے، پھر میں نے اس کا ذکر عبدالرحمٰن بن ابی بکر سے کیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تو ایسی بات ہے کہ میں نے اب تک نہیں سنی تھی بلکہ میں نے بہت سے اصحاب علم سے تو یہ سنا ہے کہ اس

كُلُّهُم بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا ذَكَرَ اللّٰهُ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ فِي الْقُرآنِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُنَّا نَطُوفُ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالىٰ اَنْزَلَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ فَلَمْ يَذْكُرِ الصَّفَا فَهَلْ عَلَيْنَا مِنْ حَرَجٍ اَنْ نَطُوفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالىٰ اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ الْاٰيَةَ ـ

استثناء کے ساتھ جن کے متعلق عائشہؓ نے یہ بیان کیا ہے وہ (زمانہ جاہلیت میں) مناۃ کے نام پر احرام باندھتے تھے کہ تمام لوگ صفا اور مروہ کی سعی کیا کرتے تھے (زمانہ جاہلیت میں) پھر جب اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بیت اللہ کا ذکر کیا اور صفا اور مروہ کی سعی کا ذکر نہیں کیا تو لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ! ہم صفا مروہ کی سعی (زمانہ جاہلیت میں) کیا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کا ذکر کیا ہے لیکن صفا کا ذکر نہیں کیا، تو کیا اگر ہم صفا مروہ کی سعی کر لیا کریں تو اس میں کوئی حرج ہے؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ) صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کے شعائر ہیں، الخ

فائدہ:۔ اس حدیث میں آیت کے شان نزول کے متعلق جس اختلاف پر بحث کی گئی ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے اس پر ایک طویل محاکمہ کے بعد لکھا ہے کہ غالباً انصار کے زمانۂ جاہلیت میں دو فرقے تھے، جن کا ذکر حدیث میں تفصیل سے ہے اور جب آیت نازل ہوئی اور اس میں حکم صرف طواف کا تھا تو دونوں کو تامل ہوا کہ صفا اور مروہ کی سعی کرنی چاہئے یا نہیں۔ کیونکہ تھا تو وہ بہرصورت سب کے نزدیک جاہلیت کا کام تھا آیت میں صرف ان کے اس خیال کو دور کیا گیا ہے۔ چنانچہ حنفیہ کے یہاں صفا اور مروہ کی سعی واجب ہے اور بہت سے ائمہ کے یہاں رکن ہے حضرت عروہؓ نے آیت کی جو توجیہ بیان کی اور اس سے انہوں نے یہ سمجھا کہ سعی واجب نہیں وہ صرف آیت کے الفاظ کی بنیاد پر تھا، لیکن عائشہؓ کے جواب کا حاصل یہ تھا کہ آیت کے شان نزول کو سمجھے بغیر اس کے حقیقی مفہوم ومنشاء کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔

باب ۵۹۷. مَاجَآءَ فِي السَّعيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَة

(۷۷۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا طَافَ الطَّوَافَ الْاَوَّلَ خَبَّ ثَلَاثًا وَّ مَشٰى اَرْبَعًا وَكَانَ يَسْعٰى بَطْنَ الْمَسِيْلِ اِذَا طَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ۔

باب ۵۹۷۔ صفا اور مروہ کی سعی سے متعلق احادیث

(۷۷۰) حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ پہلا طواف کرتے تو اس کے تین چکروں میں رمل کرتے اور بقیہ چار میں معمول کے مطابق چلتے اور جب صفا اور مروہ کی سعی کرتے تو آپ بطن مسیل میں سعی (دوڑنا) کرتے تھے

باب ۵۹۸. تَقْضِي الْحَآئِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا اِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْت

(۷۷۱) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) قَالَ اَهَلَّ النَّبِيُّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ وَاَصْحَابُه' بِالْحَجِّ وَلَيْسَ مَعَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلْحَةَ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ وَمَعَه' هَدْيٌ فَقَالَ اَهْلَلْتُ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْحَابَه' اَنْ يَّجْعَلُوهَا عُمْرَةً وَّيَطُوفُوا ثُمَّ يُقَصِّرُوا وَيَحِلُّوا اِلَّا مَنْ كَانَ مَعَهُ الْهَدْيُ فَقَالُوا نَنْطَلِقُ اِلٰى مِنًى وَّ ذَكَرُ اَحَدِنَا يَقْطُرُ مَنِيًّا فَبَلَغَ

باب ۵۹۸۔ حائضہ بیت اللہ کے طواف کے سوا تمام مناسک بجالائے

(۷۷۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا، آنحضور اور طلحہ کے سوا اور کسی کے ساتھ ہدی نہیں تھی، علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے تھے اور ان کے ساتھ بھی ہدی تھی اس لئے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا کہ (سب لوگ اپنے حج کے احرام کو) عمرہ کا کر لیں پھر طواف اور سعی کے بعد بال ترشوالیں اور حلال ہو جائیں، لیکن وہ لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جن کے ساتھ ہدی ہو، اس پر صحابہ نے کہا کہ کیا ہم منیٰ اس طرح جائیں گے کہ اس سے پہلے اپنی بیویوں سے ہم بستر ہو چکے ہوں یہ بات جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا تو میں

النَّبِیَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوِاسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَااسْتَدْ بَرْتُ مَااَهْدَیْتُ وَلَوْلَا اَنَّ مَعِیَ الْهَدْیَ لَاحْلَلْتُ ۔

اپنے ساتھ قربانی کا جانور نہ لاتا اور جب قربانی کا جانور ساتھ نہ ہوتا تو میں بھی (عمرہ اور حج کے درمیان) حلال ہوجاتا۔

فائدہ:۔ صحابہ کو یہ بات عجیب معلوم ہوئی کہ دو احرام کے درمیان حلال ہوا جائے اور منیٰ جانے سے پہلے تک اپنی بیویوں سے ہم بستر ہونا جائز رہے، اس لئے انہوں نے اپنا اشکال رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا بعض لوگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ صحابہ کے اشکال کی وجہ زمانہ جاہلیت کا یہ خیال تھا کہ حج کے ایام میں عمرہ بہت برا ہے۔

باب ۵۹۹ . اَیْنَ یُصَلِّی الظُّهْرَ فِی یَوْمِ التَّرْوِیَةِ

(۷۷۲) عَنْ عَبْدِالْعَزِیْزِ بْنِ رُفَیْعٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قُلْتُ اَخْبِرْنِی بِشَیْءٍ عَقَلْتَه' عَنِ النَّبِیِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیْنَ صَلَّی الظُّهْرَ وَ الْعَصْرَ یَوْمَ التَّرْوِیَةِ قَالَ بِمِنًی قُلْتُ فَاَیْنَ صَلَّی الْعَصْرَ یَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْاَ بْطَحِ ثُمَّ قَالَ افْعَلْ كَمَا یَفْعَلُ اُمَرَآ ؤُكَ ۔

باب ۵۹۹۔ یوم ترویہ میں ظہر کہاں پڑھی جائے

(۷۷۲) حضرت عبدالعزیز بن رفیع نے کہا کہ میں نے انس بن مالک ؓ سے سوال کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر اور عصر یوم ترویہ میں کہاں پڑھی تھی؟ اگر آپ کو آنحضور ﷺ کا کوئی عمل وقول یاد ہے تو مجھے بتائے؟ انہوں نے جواب دیا کہ منیٰ میں! میں نے پوچھا کہ بارھویں تاریخ کو عصر کہاں پڑھی تھی؟ فرمایا کہ ابطح میں، پھر انہوں نے فرمایا کہ جس طرح تمہارے حکام کرتے ہیں اسی طرح تم بھی کرو۔

باب ۶۰۰ . صَوْمِ یَوْمِ عَرَفَةَ

(۷۷۳) عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْها) شَكَّ النَّاسُ یَوْمَ عَرَفَةَ فِی صَوْمِ النَّبِیِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثْتُ اِلَی النَّبِیِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَه'۔

باب ۶۰۰۔ عرفہ کے دن کا روزہ

(۷۷۳) حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عرفہ کے دن لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے روزے کے متعلق شبہ ہوا اس لئے میں نے دودھ بھیجا جسے آپ نے پی لیا (جس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ روزے سے نہیں تھے۔)

باب ۶۰۱ . التَّهْجِیْرِ بِالرَّوَاحِ یَوْمَ عَرَفَةَ .

(۷۷۴) عَنِ ابْنِ عُمَر (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّه جَاءَ یَوْمَ عَرَفَةَ حِیْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِ الْحَجَّاجِ فَخَرَجَ وَعَلَیْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ مَالَكَ یَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ الرَّوَاحَ اِنْ كُنْتَ تُرِیْدُ السُّنَّةَ قَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنْظِرْنِیْ حَتّٰی اُفِیْضَ عَلٰی رَاْسِیْ ثُمَّ اَخْرُجَ فَنَزَلَ حَتّٰی خَرَجَ الْحَجَّاجُ فَسَارَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اَبِیْ فَقُلْتُ اِنْ كُنْتَ تُرِیْدُ السُّنَّةَ فَاقْصِرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوْفَ فَجَعَلَ یَنْظُرُ اِلٰی عَبْدِ اللّٰهِ فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ صَدَقَ ۔

باب ۶۰۱۔ عرفہ کے دن دوپہر کو روانگی

(۷۷۴) ابن عمرؓ عرفہ کے دن جب سورج ڈھلنے لگا تو تشریف لائے میں بھی آپکے ساتھ تھا آپ نے حجاج کے خیمہ کے پاس بلند آواز سے پکارا۔ حجاج باہر نکلا اسکے بدن پر کسم میں رنگا ہوا ازار تھا، اس سے پوچھا، ابوعبدالرحمٰن کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا، اگر سنت کے مطابق عمل چاہتے ہو تو یہی روانگی کا وقت ہے اس نے پوچھا، کیا اسی وقت؟ فرمایا کہ ہاں! حجاج نے کہا پھر مجھے تھوڑی سی مہلت دیجئے میں نہالوں، پھر چلوں گا، اسکے بعد ابن عمر (سواری سے) اتر گئے اور جب حجاج باہر آیا تو (ابن عمرؓ) کے درمیان چلنے لگا، میں نے کہا اگر سنت پر عمل کا ارادہ ہے تو خطبہ میں، اختصار اور وقوف (عرفہ) میں جلدی کرنا۔ اس پر وہ ابن عمر کی طرف دیکھنے لگا عبداللہ نے (اسکا منشاء معلوم کرکے) کہا کہ سچ کہا۔

باب ۶۰۲ . الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ

(۷۷۵) عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه)

باب ۶۰۲۔ میدان عرفہ میں ٹھہرنا

(۷۷۵) حضرت جبیر مطعمؓ نے فرمایا کہ میرا ایک اونٹ گم ہوگیا تھا اور

قَالَ اَضْلَلْتُ بَعِيْرًا لِّي فَذَهَبْتُ اَطْلُبُه' يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِعَرَفَةَ فَقُلْتُ هٰذَا وَاللّٰهِ مِنَ الْحُمْسِ فَمَا شَانُه' هٰهُنَا ۔

میں اس کی تلاش کرنے گیا تھا، یہ دن عرفہ کا تھا، میں نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ عرفہ کے میدان میں کھڑے ہیں میری زبان سے نکلا خدایا! یہ تو قریش ہیں پھر یہاں کیوں کھڑے ہیں۔

فائدہ:۔ جاہلیت میں مشرکین جب اپنے طریقوں کے مطابق حج کرتے تو دوسرے تمام لوگ عرفات میں وقوف کرتے تھے لیکن قریش کہتے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے اہل وعیال ہیں اس لئے وقوف کے لئے حرم سے باہر نہ نکلیں گے آنحضور ﷺ بھی قریش میں سے تھے اور اسلام نے ان غلط اور نامعقول تصورات کی بنیاد ہی اکھاڑ دی تھی اس لئے آنحضور ﷺ اور تمام مسلمان قریش اور غیر قریش کے امتیاز کے بغیر، عرفہ ہی میں وقوف پذیر ہوئے، عرفہ حرم سے باہر ہے اس لئے راوی کو حیرت ہوئی کہ ایک قریشی اور اس دن عرفہ میں!

باب ۶۰۳ . اَلسَّيْرِ اِذَا دَفَعَ مِنْ عَرَفَةَ

باب ۶۰۳۔ عرفہ سے کس طرح واپس ہوا جائے

(۷۷۶) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَنَّه سُئِلَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِيْنَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ ۔

(۷۷۶) حضرت اسامہؓ سے پوچھا گیا کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضور ﷺ کے واپس ہونے کی (میدان عرفہ سے) کیا کیفیت تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ درمیانی چال ہوتی تھی لیکن اگر راستہ صاف ہوتا تو تیز چلتے تھے۔

باب ۶۰۴ . اَمْرِ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِالسَّكِيْنَةِ عِنْدَ الْاِفَاضَةِ وَاِشَارَتِهٖ اِلَيْهِمْ بِالسَّوْطِ

باب ۶۰۴۔ روانگی کے وقت نبی کریم ﷺ کی لوگوں کو سکون واطمینان کی ہدایت اور کوڑے سے اشارہ کرنا۔

(۷۷۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّه' دَفَعَ مَعَ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَسَمِعَ النَّبِيُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَآءَه' زَجْرًا شَدِيْدًا وَضَرْبًا لِّلْاِبِلِ فَاَشَارَ بِسَوْطِهٖ اِلَيْهِمْ وَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ فَاِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ بِالْاِيْضَاعِ ۔

(۷۷۷) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ عرفہ کے دن (میدان عرفہ سے) وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ آ رہے تھے، آنحضور ﷺ نے پیچھے سخت شور (اونٹ ہانکنے کا) اور اونٹوں کو مارنے کی آواز سنی تو آپ ﷺ نے ان کی طرف اپنے کوڑے سے اشارہ کیا اور فرمایا، لوگو سکینہ و وقار سے چلو (اونٹوں کو) تیز دوڑانا کوئی نیکی نہیں ہے۔

باب ۶۰۵ . مَنْ قَدَّمَ ضَعَفَةَ اَهْلِهٖ بِلَيْلٍ فَيَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيَدْعُوْنَ وَيُقَدِّمُ اِذَا غَابَ الْقَمَرُ

باب ۶۰۵۔ جو اپنے گھر کے کمزور افراد کو رات ہی میں بھیج دے تاکہ وہ مزدلفہ میں قیام کریں اور دعاء کریں، مراد چاند غروب ہونے کے بعد بھیجنے سے ہے

(۷۷۸) عَنْ اَسْمَآءَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) اَنَّهَا نَزَلَتْ لَيْلَةَ جَمْعٍ عِنْدَ الْمُزْدَلِفَةِ فَقَامَتْ تُصَلِّي فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ يَا بُنَيَّ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ لَا فَصَلَّتْ سَاعَةً ثُمَّ قَالَتْ هَلْ غَابَ الْقَمَرُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَتْ فَارْتَحِلُوْا فَارْتَحَلْنَا وَمَضَيْنَا حَتّٰى رَمَتِ الْجَمْرَةَ ثُمَّ رَجَعَتْ فَصَلَّتِ الصُّبْحَ فِي مَنْزِلِهَا فَقُلْتُ لَهَا يَا هَنْتَاهُ مَا اُرَانَا اِلَّا قَدْ غَلَّسْنَا قَالَتْ يَا بُنَيَّ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

(۷۷۸) حضرت اسماءؓ مزدلفہ کی رات میں مزدلفہ پہنچ گئیں اور کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگیں، کچھ دیر تک نماز پڑھنے کے بعد پوچھا بیٹے کیا چاند ڈوب گیا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں اس لئے وہ دوبارہ نماز پڑھنے لگیں، کچھ دیر بعد دریافت فرمایا کہ کیا اب چاند ڈوب گیا؟ کہا گیا کہ ہاں! انہوں نے فرمایا کہ اب آگے چلو (منیٰ میں) چنانچہ ہم ان کے ساتھ آگے چلے وہ (منیٰ میں) رمی جمرہ کرنے کے بعد پھر واپس آ گئیں اور صبح کی نماز اپنی قیام گاہ پر پڑھی، میں نے کہا یہ کیا بات ہوئی کہ ہم نے اندھیرے ہی میں

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِلظُّعُنِ۔

نماز پڑھ لی، انہوں نے فرمایا بیٹے! رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کو اس کی اجازت دے دی ہے۔

(۷۷۹) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنها) قَالَتْ نَزَلْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاسْتَاْذَنَتِ النَّبِيَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْدَةُ اَنْ تَدْفَعَ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَ كَانَتِ امْرَاَةً بَطِيئَةً فَاَذِنَ لَهَا فَدَفَعَتْ قَبْلَ حَطْمَةِ النَّاسِ وَ اَقَمْنَا حَتّٰى اَصْبَحْنَا نَحْنُ ثُمَّ دَفَعْنَا بِدَفْعِهٖ فَلَاَنْ اَكُوْنَ اسْتَاْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَاْذَنَتْ سَوْدَةُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ مَفْرُوْحٍ بِهٖ۔

(۷۷۹) حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ جب ہم نے مزدلفہ میں قیام کیا تو نبی کریم ﷺ نے سودہؓ کو لوگوں کے اژدحام سے پہلے روانہ ہونے کی اجازت دے دی تھی، وہ بھاری بدن کی خاتون تھیں اس لئے آپ ﷺ نے اجازت دے دی تھی چنانچہ وہ اژدحام سے پہلے روانہ ہو گئیں لیکن ہم لوگ وہیں ٹھہرے رہے اور صبح کو آپ ﷺ کے ساتھ گئے میرے لئے ہر خوش کن چیز سے بہتر تھا، اگر میں بھی سودہ کی طرح آنحضور ﷺ سے اجازت لے لیتی۔

باب ۶۰۶ . مَنْ يُصَلِّي الْفَجْرَ بِجَمْعٍ

باب ۶۰۶۔ جس نے فجر کی نماز مزدلفہ میں پڑھی

(۷۸۰) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ خَرَجْنَا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ اِلٰى مَكَّةَ ثُمَّ قَدِمْنَا جَمْعًا فَصَلَّى الصَّلٰوتَيْنِ كُلَّ صَلٰوةٍ وَّحْدَهَا بِاَذَانٍ وَّ اِقَامَةٍ وَّ الْعَشَآءَ بَيْنَهُمَا ثُمَّ صَلَّى الْفَجْرَ حِيْنَ طَلَعَ الْفَجْرُ قَآئِلٌ يَّقُوْلُ طَلَعَ الْفَجْرُ وَقَآئِلٌ يَّقُوْلُ لَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ هَاتَيْنِ الصَّلٰوتَيْنِ حُوِّلَتَا عَنْ وَقْتِهِمَا فِي هٰذَا الْمَكَانِ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ فَلَا يَقْدَمُ النَّاسُ جَمْعًا حَتّٰى يُعْتِمُوا وَصَلٰوةَ الْفَجْرِ هٰذِهِ السَّاعَةَ ثُمَّ وَقَفَ حَتّٰى اَسْفَرَ ثُمَّ قَالَ لَوْ اَنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَفَاضَ الْاٰنَ اَصَابَ السُّنَّةَ فَمَا اَدْرِيْ اَقَوْلُهٗ كَانَ اَسْرَعَ اَمْ دَفْعُ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ۔

(۷۸۰) حضرت عبدالرحمٰن بن یزیدؓ نے بیان کیا کہ ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ مکہ گئے پھر جب مزدلفہ آئے تو آپ نے دو نمازیں (اس طرح ایک ساتھ) پڑھیں کہ ہر نماز ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ تھی اور رات کا کھانا دونوں کے درمیان تناول فرمایا۔ پھر طلوع صبح کے ساتھ ہی آپ نے نماز فجر پڑھی۔ کیفیت یہ تھی کہ کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ صبح صادق ابھی طلوع نہیں ہوئی اور کچھ لوگ کہہ رہے تھے کہ طلوع ہو گئی اس کے بعد ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا یہ دونوں نمازیں اس مقام پر اپنے وقت سے ہٹا دی گئی یعنی مغرب اور عشاء پس لوگ مزدلفہ عشاء سے پہلے نہ آئیں اور فجر کی نماز اس وقت (کر دی گئی) پھر آپ اجالے تک وہیں ٹھہرے رہے اور کہا کہ اگر امیر المؤمنین اس وقت چلیں تو یہ سنت کے مطابق ہو (راوی حدیث عبدالرحمٰن بن یزید نے کہا) میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ الفاظ ان کی زبان سے پہلے نکلے یا عثمانؓ کی روانگی پہلے شروع ہوئی آپ قربانی کے دن جمرۂ عقبہ کی رمی تک برابر تلبیہ کہتے رہے تھے۔

باب ۶۰۷ . مَتٰى يَدْفَعُ مِنْ جَمْعٍ

باب ۶۰۷۔ مزدلفہ سے کب روانگی ہوگی

(۷۸۱) عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّهٗ صَلّٰى بِجَمْعٍ الصُّبْحَ ثُمَّ وَقَفَ فَقَالَ اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُوْلُوْنَ اَشْرِقْ ثَبِيْرُ وَاِنَّ النَّبِيَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ ثُمَّ اَفَاضَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ۔

(۷۸۱) حضرت عمرؓ نے مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھی، نماز کے بعد آپ ٹھہرے اور فرمایا، مشرکین (جاہلیت میں یہاں سے) سورج نکلنے سے پہلے نہیں جاتے تھے، کہتے تھے ثبیر (منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں طرف مکہ کا ایک بہت بڑا پہاڑ) چمک اور روشن ہو جا لیکن نبی کریم ﷺ نے مشرکوں کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔

باب ۶۰۸. رُكُوبِ الْبُدْنِ

(۷۸۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَّسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ ارْكَبْهَا فَقَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ فَقَالَ ارْكَبْهَا قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ ارْكَبْهَا وَيْلَكَ فِي الثَّالِثَةِ اَوْفِي الثَّانِيَةِ۔

باب ۶۰۸۔ قربانی کے اونٹوں پر سوار ہونا

(۷۸۲) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو قربانی کا جانور لے جاتے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس پر سوار ہوجاؤ، اس شخص نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے، آپ ﷺ نے پھر فرمایا اس پر سوار ہوجاؤ، اس نے کہا کہ یہ تو قربانی کا جانور ہے تو آپ ﷺ نے پھر فرمایا، افسوس سوار بھی ہوجاؤ (ویلک آپ نے) دوسری یا تیسری مرتبہ فرمایا۔

فائدہ:۔ زمانۂ جاہلیت میں سائبہ وغیرہ ایسے جانور جو مذہبی نذر کے طور پر چھوڑ دیئے جاتے تھے عرب ان پر سوار ہونا بہت معیوب سمجھتے تھے اسی تصور کی بنیاد پر یہ صحابی بھی قربانی کے جانور پر سوار نہیں ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں جب سوار ہونے کے لئے کہا تو عذر بھی انہوں نے یہی کیا کہ قربانی کا جانور ہے لیکن اسلام میں اس کی کوئی اصل نہیں تھی اس لئے آنحضور ﷺ نے باصرار انہیں سوار ہونے کے لئے فرمایا، تاکہ جاہلیت کا ایک غلط تصور ذہن سے نکلے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ تھکے ہوئے ہوں اور ضرورت کے باوجود نہ سوار ہوئے ہوں۔ جس کی وجہ سے آنحضور ﷺ نے اصرار فرمایا۔

باب ۶۰۹. مَنْ سَاقَ الْبُدْنَ مَعَهٗ

(۷۸۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَاَهْدٰى فَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْيَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ وَبَدَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ اَهَلَّ بِالْحَجِّ فَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ اَهْدٰى فَسَاقَ الْهَدْيَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ اَهْدٰى فَاِنَّهٗ لَايَحِلُّ لِشَيْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِيَ حَجَّهٗ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مِّنْكُمْ اَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَيُقَصِّرْوَلْيُهِلَّ ثُمَّ لِيَحِلَّ بِالْحَجِّ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهٖ۔

باب ۶۰۹۔ جو اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے جائے۔

(۷۸۳) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر حج کے ساتھ عمرہ بھی کیا تھا اور ہدی اپنے ساتھ لے گئے تھے آپ ہدی ذوالحلیفہ سے ساتھ لے کر گئے تھے۔ آنحضور ﷺ نے پہلے عمرہ کے لئے لبیک کہا، پھر حج کے لئے۔ لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ حج کے ساتھ عمرے کا بھی احرام باندھا، لیکن بہت سے لوگ اپنے ساتھ ہدی (قربانی کا جانور) لے گئے تھے اور بہت سے نہیں لے گئے تھے پھر جب آنحضور ﷺ مکہ تشریف لائے تو لوگوں سے کہا کہ جو شخص ہدی ساتھ لایا ہے اس کے لئے حج پورا ہونے تک کوئی بھی ایسی چیز حلال نہیں ہوسکتی جسے اس نے اپنے اوپر (احرام کی وجہ سے) حرام کرلیا ہے، لیکن جن کے ساتھ ہدی نہیں ہے تو وہ بیت اللہ کا طواف اور صفا اور مروہ کی سعی کرکے بال ترشوالیں اور حلال ہوجائیں۔ پھر حج کے لئے (از سرنو) احرام باندھیں، ایسا شخص اگر ہدی نہ پائے تو تین دن کے روزے ایام حج میں اور سات دن کے گھر واپسی پر رکھے۔

باب ۶۱۰. مَنْ اَشْعَرَ وَ قَلَّدَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ اَحْرَمَ

(۷۸۴) عَنِ الْمِسْوَرِ ابْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ قَالَا خَرَجَ

باب ۶۱۰۔ جس نے ذوالحلیفہ میں اشعار کیا اور قلادہ پہنایا پھر احرام باندھا

(۷۸۴) حضرت مسور بن مخرمہؓ اور مروانؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِينَةِ فِي بِضْعِ عَشَرَةَ مِائَةً مِّنْ أَصْحَابِهِ حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ النَّبِيُّ ﷺ الْهَدْيَ وَأَشْعَرَ وَأَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ۔

مدینہ سے تقریباً اپنے ایک ہزار اصحاب کے ساتھ نکلے، جب ذی الحلیفہ پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے ہدی کو قلادہ پہنایا اور اشعار کیا پھر عمرہ کا احرام باندھا۔

فائدہ:۔ بیت اللہ کی تعظیم وتکریم مشرکوں کے دلوں میں تھی، زمانہ جاہلیت میں لوٹ مار عام تھی لیکن جن جانوروں کے متعلق معلوم ہوجاتا کہ بیت اللہ کے لئے ہیں اس سے کوئی تعارض نہیں کیا جاتا تھا اس لئے اس طرح کے جانوروں کو یا تو قلادہ پہنا دیا جاتا تھا یا اونٹ وغیرہ کے کوہان پر تیر وغیرہ سے زخم کر دیا جاتا تھا تا کہ کوئی ان سے بیت اللہ کی نذر سمجھ کر تعارض نہ کرے اس آخری صورت کو اشعار کہتے تھے۔ مشرکین میں یہ بات عام تھی اور آنحضور ﷺ سے بھی ثابت ہے کہ آپ نے اشعار کیا تھا، لیکن آنحضور کے ساتھ سو قربانی کے جانور تھے۔ اور آپ ﷺ نے صرف ایک کا شعار کیا تھا اس لئے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اشعار نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ شرعی اشعار کی صورت ایسی ہے کہ جس سے جانور کو کوئی خاص تکلیف نہ ہو اور اگر اس کی عام اجازت اب بھی دے دی جائے تو عام طور سے اس میں بے احتیاطی ہونے لگے گی، پھر یہ کوئی واجب فرض نہیں ہے آنحضور ﷺ نے بھی صرف ایک کا اشعار کیا تھا اور اس میں بھی یہ مصلحت پیش نظر ہوسکتی تھی کہ نئے نئے لوگ اسلام میں داخل ہوئے ہیں کہیں ان جانوروں کے ساتھ بے احتیاطی نہ کریں اور اگر اشعار کر دیا جائے تو اس سے حسب معمول پرہیز کریں۔

باب ۶۱۱. مَنْ قَلَّدَ الْقَلَائِدَ بِيَدِهِ

باب ۶۱۱۔ جس نے اپنے ہاتھ سے قلادہ پہنایا۔

(۷۸۵) عَنْ زِيَادِ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ كَتَبَ إِلٰى عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَنْ أَهْدٰى هَدْيًا حَرُمَ عَلَيْهِ مَا يَحْرُمُ عَلَى الْحَاجِّ حَتّٰى يُنْحَرَ هَدْيُهُ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا لَيْسَ كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا فَتَلْتُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ ثُمَّ بَعَثَ بِهَا مَعَ أَبِي فَلَمْ يَحْرُمْ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْءٌ أَحَلَّهُ اللّٰهُ حَتّٰى نُحِرَ الْهَدْيُ۔

(۷۸۵) حضرت زیاد بن ابی سفیانؓ نے حضرت عائشہؓ کو لکھا کہ عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا ہے جس نے ہدی بھیج دی ہے اس پر وہ تمام چیزیں حرام ہوجاتی ہیں جو ایک حاجی پر حرام ہوتی ہیں تا آنکہ اپنے ہدی کی قربانی کر دے، اس پر عائشہؓ نے فرمایا، ابن عباسؓ نے جو کچھ فرمایا بات وہ نہیں ہے میں نے خود نبی کریم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے قلادے اپنے ہاتھ سے بٹے ہیں پھر آنحضور ﷺ نے ان جانوروں کو قلادہ پہنایا اور میرے والد کے ساتھ انہیں بھیج دیا، لیکن اس کے باوجود آپ نے کسی بھی ایسی چیز کو اپنے پر حرام نہیں کیا جو اللہ نے آپ کے لئے حلال کی تھی۔ اور ہدی کی قربانی بھی کر دی گئی۔

فائدہ:۔ یہ ۹ھ کا واقعہ ہے، جس سال ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ کے نائب کی حیثیت سے حج کیا تھا، آنحضور ﷺ کا حج جو حجۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے اس کے بعد ہوا۔

باب ۶۱۲. تَقْلِيدُ الْغَنَمِ

باب ۶۱۲۔ بکریوں کو قلادہ پہنانا

(۷۸۶) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ أَهْدَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّةً غَنَمًا۔

(۷۸۶) حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے لئے (بیت اللہ) بکریاں بھیجی تھیں۔

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَلِّدُ الْغَنَمَ وَيُقِيمُ فِي أَهْلِهِ حَلَالًا۔

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے (قربانی کے جانوروں کے) قلادے بٹا کرتی تھی۔ آنحضور ﷺ نے بکری کو بھی قلادہ پہنایا ہے اور خود حلال اپنے اہل وعیال کے ساتھ مقیم تھے (کیونکہ آپ

نے اس سال حج نہیں کیا تھا۔)

باب ۶۱۳ . القلاَئِدِ مِنَ العِهْنِ

(۷۸۷) عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ فَتَلْتُ قَلاَئِدَ هَا مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدِيْ ۔

باب ۶۱۳ ۔ روئی کے قلادے

(۷۸۷) ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ میرے پاس جو روئی تھی اس کے قلادے میں نے قربانی کے جانوروں کے لئے بٹے تھے۔

باب ۶۱۴ . اَلجَلاَل للبُدن

(۷۸۸) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِجِلاَلِ الْبُدْنِ الَّتِيْ نَحَرْتُ وَبِجُلُوْدِهَا ۔

باب ۶۱۴ ۔ قربانی کے جانوروں کے لئے جھول

(۷۸۸) حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ان قربانی کے جانوروں کے جھول اور ان کے چمڑے کے صدقہ کا حکم دے دیا تھا جن کی قربانی میں نے کر دی تھی۔

باب ۶۱۵ . ذَبْحِ الرَّجُلِ الْبَقَرِ عَنْ نِّسَآئِهٖ مِنْ غَيْرِ اَمْرِهِنَّ

(۷۸۹) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا ، قَالَتْ) خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ لاَنَرٰى اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَّكَّةَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَّعَه، هَدْيٌ اِذَا طَافَ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَنْ يَّحِلَّ قَالَتْ فَدُخِلَ عَلَيْنَا يَوْمَ النَّحْرِ بِلَحْمِ بَقَرٍ فَقُلْتُ مَاهٰذَا قَالَ نَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَزْوَاجِهٖ ۔

باب ۶۱۵ ۔ کسی کا اپنی بیویوں کی طرف سے ان کی اجازت کے بغیر، گائے ذبح کرنا

(۷۸۹) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (حج کے لئے) نکلے تو ذی قعدہ کے پانچ دن باقی تھے، ہم صرف حج کا ارادہ لے کر نکلے تھے، جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ جس کے ساتھ ہدی نہ ہو، وہ جب طواف کر لے اور صفا مروہ کی سعی کر لے تو حلال ہو جائے، عائشہؓ نے بیان کیا کہ قربانی کے دن ہمارے یہاں گائے کا گوشت لایا گیا تو میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ (لانے والے نے) کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج کی طرف سے قربانی کی ہے۔

باب ۶۱۶ . النَّحْرِ فِيْ مَنْحَرِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِنًى

(۷۹۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) كَانَ يَنْحَرُ فِي الْمَنْحَرِ قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ مَنْحَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

باب ۶۱۶ ۔ منیٰ میں نبی کریم ﷺ کی قربانی کی جگہ قربانی کرنا

(۷۹۰) حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ قربانی کی جگہ قربانی کرتے تھے، حضرت عبیداللہ (راوی حدیث) نے بتایا کہ مراد نبی کریم ﷺ کی قربانی کی جگہ سے تھی۔

باب ۶۱۷ . نَحْرِ الْاِبِلِ مُقَيَّدَةً

(۷۹۱) عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ (رضی اللہ عنہ) قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَتٰى عَلٰى رَجُلٍ قَدْ اَنَاخَ بَدَنَتَه، يَنْحَرُهَا قَالَ ابْعَثْهَا قِيَامًا مُّقَيَّدَةً سُنَّةَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

باب ۶۱۷ ۔ اونٹ باندھ کر قربانی کرنا۔

(۷۹۱) حضرت زیاد بن جبیرؓ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ ابن عمرؓ ایک شخص کے پاس آئے جو اپنا قربانی کا جانور بٹھا کر ذبح کر رہا تھا انہوں نے فرمایا کہ اسے کھڑا کر دو اور باندھ دو (پھر قربانی کرو) کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

باب ۶۱۸ . لاَيُعْطَى الْجَزَّارُ مِنَ الْهَدْيِ شَيْئًا

(۷۹۲) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَنِي النَّبِيُّ

باب ۶۱۸ ۔ قصاب کو قربانی کے جانور میں سے کچھ نہ دیا جائے، (بطور اجرت)

(۷۹۲) حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا کہ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اَقُوْمَ عَلَی الْبُدْنِ وَلَا اُعْطِیَ عَلَیْهَا شَیْئًا فِیْ جِزَارَتِهَا۔

میں قربانی کے جانوروں کی دیکھ بھال کروں اور ان کے ذبح کرنے کی اجرت کے طور پر ان میں سے کوئی چیز نہ دوں۔

باب ۶۱۹. مَا یَاْکُلُ مِنَ الْبُدْنِ وَمَا یُتَصَدَّقُ

باب ۶۱۹۔ کس طرح کی قربانی کے جانوروں کا گوشت خود کھا سکتا ہے اور کس طرح کا صدقہ کر دیا جائے گا

(۷۹۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ کُنَّا لَانَاْکُلُ مِنْ لُحُوْمِ بُدْنِنَا فَوْقَ ثَلٰثِ مِنًی فَرَخَّصَ لَنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کُلُوْا وَتَزَوَّدُوْا فَاَکَلْنَا وَتَزَوَّدْنَا۔

(۷۹۳) حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا ہم اپنی قربانی کا گوشت منیٰ کے بعد تین دن سے زیادہ نہیں کھاتے تھے، پھر آنحضور ﷺ نے ہمیں اجازت دے دی اور فرمایا کہ کھاؤ بھی اور ساتھ بھی لے جاؤ۔ چنانچہ ہم نے کھایا اور ساتھ لائے۔

باب ۶۲۰. اَلْحَلْقِ وَالتَّقْصِیْرِ عِنْدَ الْاِحْلَالِ

باب ۶۲۰۔ حلال ہوتے وقت بال منڈانا یا ترشوانا

(۷۹۴) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ حَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ حَجَّتِهٖ۔
عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِیْنَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَالْمُقَصِّرِیْنَ۔

(۷۹۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر اپنا سر منڈوایا تھا۔
نیز عبداللہ بن عمرؓ سے یہ روایت بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! سر منڈانے والوں پر رحم فرما، صحابی نے عرض کی اور ترشوانے والوں پر؟ یا رسول اللہ! آنحضور نے اب بھی یہی فرمایا، اے اللہ! منڈوانے والوں پر رحم فرما، صحابہ نے پھر عرض کی اور ترشوانے والوں پر؟ یا رسول اللہ! اب آنحضور ﷺ نے فرمایا اور ترشوانے والوں پر بھی۔

(۷۹۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِیْنَ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُحَلِّقِیْنَ قَالُوْا وَالْمُقَصِّرِیْنَ قَالَهَا ثَلٰثًا قَالَ وَلِلْمُقَصِّرِیْنَ

(۷۹۵) حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ منڈوانے والوں کی مغفرت فرمائیے صحابہؓ نے عرض کی اور ترشوانے والوں کے لئے (بھی دعا فرمائیے) لیکن آنحضور ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا، اے اللہ! منڈوانے والوں کی مغفرت فرمائیے، صحابہؓ نے عرض کی اور ترشوانے والوں کی بھی! تیسری مرتبہ آنحضور ﷺ نے فرمایا، اور ترشوانے والوں کی بھی (مغفرت فرمائیے)

(۷۹۶) عَنْ مُعَاوِیَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ۔

(۷۹۶) حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے بال قینچی سے تراشے تھے۔

فائدہ:۔ اعمال حج سے فارغ ہونے کے بعد حاجی کو سر کے بال منڈوانے یا ترشوانے چاہئیں۔ دونوں صورتیں جائز ہیں اور کسی ایک کے کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں لیکن آنحضور ﷺ نے منڈوانے والوں کو زیادہ دعا اس لئے دی کہ انہوں نے شریعت کے حکم کی بجا آوری بڑھ چڑھ کر کی، ایک حدیث میں بھی آپ نے اپنی دعا کی وجہ یہی بیان فرمائی ہے۔ نیز یہ حجۃ الوداع کا واقعہ نہیں ہے لیکن سوال یہ ہے کہ پھر کب کا واقعہ ہے؟ کیونکہ معاویہؓ اپنے ہاتھ سے بال تراشنے کی روایت کر رہے ہیں، شارحین حدیث کو وقت کی تعیین میں بڑے اشکال پیش آئے ہیں یہ بھی ممکن ہے ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہو، کیونکہ سیر کی روایات سے یہ ثابت ہے کہ آنحضور ﷺ ہجرت سے پہلے بھی حج کرتے تھے۔

باب ۶۲۱ . رَمْيِ الْجِمَار

(۷۹۷) عَنْ وَّبَرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَتٰی اَرْمِی الْجِمَارَ وَقَالَ اِذَا رَمٰی اِمَامُكَ فَارْمِهٖ فَاَعَدْتُ عَلَیْهِ الْمَسْاَلَةَ قَالَ كُنَّا نَتَحَیَّنُ فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ رَمَیْنَا۔

باب ۶۲۱ ۔ رمی جمار (کنکریاں مارنا)

(۷۹۷) حضرت وبرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمرؓ سے پوچھا کہ میں رمی جمار کب کروں؟ آپ نے فرمایا کہ جب تمہارا امام کرے تو تم بھی کرو، لیکن میں نے دوبارہ ان سے یہی مسئلہ پوچھا تو فرمایا کہ ہم انتظار کرتے رہتے اور جب زوال شمس ہوجاتا تو رمی کرتے۔

باب ۶۲۲ . رَمْيِ الْجِمَارِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ

(۷۹۸) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ رَمٰی عَبْدُاللّٰهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ فَقُلْتُ یَااَبَاعَبْدِالرَّحْمٰنِ اِنَّ نَاسًا یَّرْمُوْنَهَا مِنْ فَوْقِهَا فَقَالَ وَالَّذِیْ لَااِلٰهَ غَیْرُه' هٰذَا مَقَامُ الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَیْهِ (ﷺ) سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ۔

باب ۶۲۲ ۔ رمی جمار، وادی کے نشیب سے

(۷۹۸) حضرت عبدالرحمٰن بن یزید نے بیان کیا کہ عبداللہؓ نے وادی کے نشیب (بطن وادی) میں کھڑے ہو کر رمی کی تو میں نے کہا، یا ابا عبدالرحمٰن! کچھ لوگ تو وادی کے بالائی علاقہ سے رمی کرتے ہیں اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہی (بطن وادی) ان کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے (رمی کرتے وقت) جن پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی تھی۔

فائدہ:۔ سورۃ بقرہ کا خاص اس لئے ذکر کیا کہ اس میں بہت سے افعال حج کی تفصیلات بیان ہوئی ہیں، گویا مقصد یہ ہے کہ ان کا مقام ہے کہ جن پر حج کے احکام نازل ہوئے تھے۔

باب ۶۲۳ . رَمْيِ الْجِمَارِ بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ،

(۷۹۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّه' انْتَهٰی اِلَی الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰی وَجَعَلَ الْبَیْتَ عَنْ یَّسَارِهٖ وَمِنًی عَنْ یَمِیْنِهٖ وَرَمٰی بِسَبْعٍ وَقَالَ هٰكَذَا رَمٰی الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ۶۲۳ ۔ رمی جمار سات کنکریوں سے

(۷۹۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ کے پاس پہنچے تو بیت اللہ آپ کے بائیں طرف تھا اور منیٰ دائیں طرف، پھر سات کنکریوں سے رمی کی اور فرمایا کہ جس ذات پر سورۂ بقرہ نازل ہوئی تھی اس نے بھی اسی طرح رمی کی تھی۔

باب ۶۲۴ . مَنْ رَّمٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَلَمْ یَقِف

(۸۰۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّه' كَانَ یَرْمِی الْجَمْرَةَ الدُّنْیَا بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُّكَبِّرُ عَلٰی اَثَرِ كُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ یَتَقَدَّمُ حَتّٰی یُسْهِلَ فَیَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَیَقُوْمُ طَوِیْلًا وَّیَدْعُوْ وَیَرْفَعُ یَدَیْهِ ثُمَّ یَرْمِی الْوُسْطٰی ثُمَّ یَاْخُذُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَیُسْهِلُ وَیَقُوْمُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ فَیَقُوْمُ طَوِیْلًا وَّیَدْعُوْ وَیَرْفَعُ یَدَیْهِ ثُمَّ یَرْمِیْ جَمْرَةَ ذَاتِ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ وَلَایَقِفُ عِنْدَهَا ثُمَّ یَنْصَرِفُ فَیَقُوْلُ هٰكَذَا رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُه'۔

باب ۶۲۴ ۔ جس نے جمرہ عقبہ کی رمی کی اور وہاں ٹھہرا نہیں

(۸۰۰) حضرت ابن عمرؓ قریب کے جمرہ کی رمی سات کنکریوں کے ساتھ کرتے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے پھر آگے بڑھتے اور ایک ہموار زمین پر پہنچ کر قبلہ رو کھڑے ہوجاتے اسی طرح دیر تک کھڑے، ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے رہتے پھر جمرہ وسطیٰ (درمیان یا دوسرے نمبر پر) کی رمی کرتے، پھر بائیں طرف بڑھتے اور ایک ہموار زمین پر قبلہ رو کھڑے ہوجاتے، یہاں بھی دیر تک ہاتھ اٹھا کر دعائیں کرتے رہتے اس کے بعد بطن وادی سے جمرہ عقبہ کی رمی کرتے۔ اس کے بعد آپ کھڑے نہ ہوتے بلکہ واپس چلے آتے تھے، آپ نے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا تھا۔

باب ۶۲۵ . طَوَافِ الْوَدَاعِ

(۸۰۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُمِرَ النَّاسُ اَنْ يَّكُوْنَ اٰخِرُ عَهْدِهِمْ بِالْبَيْتِ اِلَّا اَنَّهُ خُفِّفَ عَنِ الْحَائِضِ۔

باب ۶۲۵ ۔ طواف وداع۔

(۸۰۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ لوگوں کو اس کا حکم تھا کہ ان کا آخری وقت بیت اللہ کے ساتھ ہو (یعنی طواف کریں) البتہ حائضہ سے یہ معاف ہو گیا تھا۔

فائدہ:۔ طواف وداع احناف کے یہاں واجب ہے لیکن حائضہ اور نفساء پر واجب نہیں ہے ابن عمرؓ کا پہلے یہ فتویٰ تھا کہ حائضہ اور نفساء کو انتظار کرنا چاہئے، پھر جب حیض اور نفاس کا خون بند ہو جائے تو طواف کرنے کے بعد واپس ہونا چاہئے لیکن جب انہیں نبی کریم ﷺ کی یہ حدیث معلوم ہوئی تو اپنے مسلک سے انہوں نے رجوع کر لیا تھا۔

(۸۰۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ ثُمَّ رَقَدَ رَقْدَةً بِالْمُحَصَّبِ ثُمَّ رَكِبَ اِلَى الْبَيْتِ فَطَافَ بِهٖ ۔

(۸۰۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء پڑھی پھر تھوڑی دیر کے لئے محصب میں سو رہے اس کے بعد سوار ہو کر بیت اللہ کی طرف تشریف لے گئے، اور طواف کیا۔

باب ۶۲۶ . اِذَا حَاضَتِ الْمَرْاَةُ بَعْدَ مَا اَفَاضَتْ

(۸۰۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رُخِّصَ لِلْحَائِضِ اَنْ تَنْفِرَ اِذَا اَفَاضَتْ قَالَ وَسَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ اِنَّهَا لَا تَنْفِرُ ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْدُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لَهُنَّ۔

باب ۶۲۶ ۔ طواف افاضہ کے بعد اگر عورت حائضہ ہو گئی

(۸۰۳) حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ عورت کو اس کی اجازت ہے کہ اگر وہ طواف افاضہ (طواف زیارت) کر چکی ہو اور پھر (طواف وداع سے پہلے) حیض آ جائے تو (اپنے گھر) واپس چلی جائے اس کے بعد ، آپ فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو اس کی اجازت دی تھی۔

باب ۶۲۷ . اَلْمُحَصَّبِ

(۸۰۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَيْسَ التَّحْصِيْبُ بِشَيْءٍ اِنَّمَا هُوَ مُنْزِلٌ نَزَلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ۶۲۷ ۔ وادیٔ محصب

(۸۰۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ محصب میں اترنے کی کوئی حقیقت نہیں، یہ تو صرف رسول اللہ ﷺ کے قیام کی جگہ تھی؟

فائدہ:۔ یعنی محصب میں آنحضور ﷺ نے بعض وقتی آسانیوں کے خیال سے قیام کیا تھا ورنہ یہاں کا قیام نہ ضروری ہے اور نہ اس کا افعال حج سے کوئی تعلق ہے؟

باب ۶۲۸ . النُّزُوْلِ بِذِي طُوًى قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ مَكَّةَ وَالنُّزُوْلِ بِالْبَطْحَآءِ الَّتِيْ بِذِي الْحُلَيْفَةِ اِذَا رَجَعَ مِنْ مَكَّةَ

(۸۰۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهُ كَانَ اِذَا اَقْبَلَ بَاتَ بِذِي طُوًى حَتّٰى اِذَا اَصْبَحَ دَخَلَ وَاِذَا نَفَرَ مَرَّ بِذِي طُوًى وَّبَاتَ بِهَا حَتّٰى يُصْبِحَ وَكَانَ يَذْكُرُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

باب ۶۲۸ ۔ مکہ میں داخلہ سے پہلے ذی طوی میں قیام اور مکہ سے واپسی میں ذی الحلیفہ کے بطحاء میں قیام

(۸۰۵) حضرت ابن عمرؓ جب مکہ آتے تو ذی طوی میں رات گزارتے تھے اور جب صبح ہوتی تو شہر میں داخل ہوتے اسی طرح واپسی میں بھی ذی طوی سے گزرتے اور وہیں رات گزارتے، فرماتے تھے کہ نبی کریم ﷺ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

باب ۶۲۹ . وَجُوبُ الْعُمْرَةِ وَفَضْلُهَا

(۸۰۶) عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعُمْرَةُ اِلَی الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ۔

باب ۶۲۹۔ عمرہ کا وجوب اور اس کی فضیلت،

(۸۰۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ دونوں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔

باب ۶۳۰ . مَنِ اعْتَمَرَ قَبْلَ الْحَجِّ

(۸۰۷) عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ سَاَلَ ابْنَ عُمَرَؓ عَنِ الْعُمْرَةِ قَبْلَ الْحَجِّ فَقَالَ لَا بَاسَ قَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ اِعْتَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يَّحُجَّ۔

باب ۶۳۰۔ جس نے حج سے پہلے عمرہ کیا

(۸۰۷) حضرت عکرمہ بن خالدؒ نے فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حج سے پہلے عمرہ کرنے کے متعلق پوچھا تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے حج کرنے سے پہلے عمرہ کیا تھا۔

باب ۶۳۱ . كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۸۰۸) عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ الْمَسْجِدَ فَاِذَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا جَالِسٌ اِلٰی حُجْرَةِ عَآئِشَةَ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كَمِ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ اِحْدٰهُنَّ فِی رَجَبَ فَكَرِهْنَا اَنْ نَّرُدَّ عَلَيْهِ فَقَالَ عُرْوَةُ يَا اُمَّاهُ يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلَا تَسْمَعِيْنَ مَايَقُوْلُ اَبُوْعَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَتْ مَايَقُوْلُ قَالَ يَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمَرَ اَرْبَعَ عُمَرَاتٍ اِحْدٰهُنَّ فِی رَجَبَ قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ مَااعْتَمَرَ عُمْرَةً اِلَّا وَهُوَ شَاهِدُهٗ وَمَا اعْتَمَرَ فِی رَجَبَ قَطُّ۔

باب ۶۳۱۔ نبی کریم ﷺ نے کتنے عمرے کئے

(۸۰۸) حضرت مجاہدؒ نے بیان کیا کہ میں اور عروہ بن زبیر مسجد میں داخل ہوئے وہاں عبداللہ ابن عمرؓ عائشہؓ کے حجرے سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے ان سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے کتنے عمرے کئے تھے؟ آپ نے فرمایا کہ چار اور ایک رجب میں کیا تھا، لیکن ہم نے پسند نہیں کیا کہ اس کی تردید کریں۔ حضرت عروہ نے پوچھا کہ اے میری ماں، اے ام المومنین! ابو عبدالرحمٰن کی بات آپ سن رہی ہیں؟ عائشہؓ نے پوچھا وہ کیا کہہ رہے ہیں انہوں نے کہا کہ کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے تھے جن میں سے ایک رجب میں کیا تھا، انہوں نے فرمایا کہ اللہ ابو عبدالرحمٰن پر رحم کرے، آنحضور ﷺ نے تو کوئی عمرہ ایسا نہیں کیا جس میں وہ خود موجود نہ رہی ہوں، آپ ﷺ نے رجب میں تو کبھی عمرہ نہیں کیا تھا۔

فائدہ:۔ آنحضور ﷺ سے رجب کے مہینے میں کوئی عمرہ ثابت نہیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے غلطی سے اس مہینہ کا نام لے لیا اسی کے متعلق راوی نے کہا کہ اس کی تردید ہم نے مناسب نہیں سمجھی۔ حضرت عائشہؓ حضرت عروہؓ کی خالہ تھیں، اس لئے انہیں ماں کہہ کے پکارا اور ام المؤمنین تو تھیں ہی۔

(۸۰۹) عَنْ قَتَادَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ سَاَلْتُ اَنَسًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمِ اعْتَمَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَرْبَعٌ عُمْرَةُ الْحُدَيْبِيَّةِ فِی ذِی الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَدَّهُ الْمُشْرِكُوْنَ وَعُمْرَةٌ مِّنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فِی ذِی الْقَعْدَةِ حَيْثُ صَالَحَهُمْ وَ عُمْرَةُ الْجِعِرَّ انَةِ اذا قَسَمَ غَنِيْمَةً اُرَاهُ حُنَيْنٍ قُلْتُ كَمْ حَجَّ قَالَ وَاحِدَةً۔

(۸۰۹) حضرت قتادہؓ نے حضرت انسؓ سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ نے کتنے عمرے کئے تھے؟ تو آپ نے فرمایا کہ چار۔ عمرہ حدیبیہ، ذی قعدہ میں جب مشرکین نے آپ ﷺ کو روک دیا تھا پھر ذی قعدہ ہی میں ایک عمرہ، دوسرے سال جس کے متعلق آپ نے مشرکین سے صلح کی تھی اور عمرہ جعرانہ، جس موقعہ پر آپ نے غنیمت، غالباً حنین کی، تقسیم کی تھی، میں نے پوچھا، اور آنحضور ﷺ نے حج کتنے کئے؟ فرمایا کہ ایک۔

فائدہ:۔ یہ راوی کا سہو ہے کیونکہ دوسرے سال نبی کریم ﷺ کا عمرہ قضا کا تھا، حدیبیہ کے موقعہ پر مشرکین کی مزاحمت کی وجہ سے آپ ﷺ نے عمرہ نہیں کیا اور چونکہ نیت کر کے نکلے تھے، اس لئے اس کی قضا آئندہ سال کی، معلوم ہوتا ہے کہ عبارت کی ترتیب غلط ہونے کی وجہ سے مفہوم بدل گیا ہے ورنہ اسی کی دوسری روایتوں میں ترتیب واقعہ کے مطابق ہے۔

(۸۱۰) عَنْ قَتَادَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ سَأَلْتُ اَنَسًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ اعْتَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ رَدُّوْهُ وَمِنَ القَابِلِ عُمْرَةَ الْحُدَيْبِيَّةِ وَعُمْرَةً فِي ذِيْ قَعْدَةٍ وَ عُمْرَةً مَعَ حَجَّتِهٖ۔

(۸۱۰) حضرت قتادہؓ نے بیان کیا کہ میں نے انسؓ سے (آنحضور ﷺ کے عمرہ کے متعلق) پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ایک عمرہ کرنے نکلے تھے، جس میں آپ کو مشرکین نے واپس کر دیا تھا اور دوسرے سال (اسی) عمرہ حدیبیہ (کی قضا) کی تھی اور ایک عمرہ ذی قعدہ میں اور ایک اپنے حج کے ساتھ کیا۔

(۸۱۱) عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ اعْتَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذِي الْقَعْدَةِ قَبْلَ اَنْ يَّحُجَّ مَرَّتَيْنِ۔

(۸۱۱) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ذی قعد میں حج کرنے سے پہلے دو عمرے کئے تھے۔

فائدہ:۔ اصل یہ ہے کہ آنحضور ﷺ نے چار عمروں کی نیت کی تھی، لیکن راوی اس کے شمار کرنے میں مختلف ہو گئے بعض نے عمرہ حدیبیہ کو شمار کیا کہ اگرچہ آپ عمرہ کی نیت کر کے چلے تھے لیکن مشرکین کی مزاحمت کی وجہ سے پورا نہ ہو سکا پھر آئندہ سال اس کی قضا کی، بعض نے عمرہ جعرانہ کو شمار نہیں کیا، کیونکہ یہ عمرہ آپ ﷺ نے رات میں کیا تھا اور بعض نے حج کے عمرہ کو چھوڑ دیا کیونکہ وہ حج کے افعال سے اس عمرہ کو جو آپ ﷺ نے قارن کی حیثیت سے کیا تھا، جدا نہ کر سکے انہیں اعتباری اور اضافی وجوہ سے راویوں کی روایتیں مختلف ہو گئیں۔

باب ۶۳۲. عُمْرَةِ التَّنْعِيْمِ

باب ۶۳۲۔ تنعیم سے عمرہ

(۸۱۲) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهٗ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهٗ اَنْ يُّرْدِفَ عَآئِشَةَ وَيُعْمِرَهَا مِنَ التَّنْعِيْمِ۔

(۸۱۲) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنے ساتھ لے جائیں، اور تنعیم سے انہیں عمرہ کرا لائیں۔

() اَنَّ سُرَاقَةَ بْنَ مَالِكِ ابْنِ جُعْشُمٍ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْعَقَبَةِ وَهُوَ يَرْمِيْهَا فَقَالَ اَلَكُمْ هٰذِهٖ خَاصَّةً يَّارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَابَلْ لِلْاَبَدِ۔

() مالک بن جعشمؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا، یا رسول اللہ! کیا یہ (عمرہ، حج کے درمیان حلال ہونا) صرف آپ ہی کے لئے ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے۔

باب ۶۳۳. اَجْرِ الْعُمْرَةِ عَلٰى قَدْرِ النَّصَبِ

باب ۶۳۳۔ عمرہ کا ثواب، بقدر مشقت

(۸۱۳) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ يَصْدُرُ النَّاسُ بِنُسُكَيْنِ وَاَصْدُرُ بِنُسُكٍ فَقِيْلَ لَهَا انْتَظِرِيْ فَاِذَا طَهُرْتِ فَاخْرُجِيْ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهِلِّيْ ثُمَّ ائْتِنَا بِمَكَانِ كَذَا وَلٰكِنَّهَا عَلٰى قَدْرِ نَفَقَتِكِ اَوْ نَصَبِكِ

(۸۱۳) حضرت عائشہؓ نے کہا کہ یا رسول اللہ! لوگ تو دو نسک (حج اور عمرہ) کر کے واپس ہو رہے ہیں اور میں نے صرف ایک نسک (حج) کیا ہے اس پر ان سے کہا گیا کہ پھر انتظار کریں اور جب پاک ہو جائیں تو تنعیم جا کر وہاں سے (عمرہ کا) احرام باندھیں پھر ہم سے فلاں جگہ آ ملیں اور یہ کہ اس عمرہ کا ثواب تمہارے خرچ اور مشقت کے مطابق ملے گا۔

فائدہ:۔ یعنی حضرت عائشہؓ کا عمرہ اور تمام اصحاب کے عمرہ سے افضل تھا کیونکہ انہوں نے اس کے لئے انتظار کی تکلیف برداشت کی اور ایک قدرتی مجبوری کی وجہ سے مشقت بھی زیادہ اٹھائی۔

باب ۶۳۴ . مَتٰی یَحِلُّ الْمُعْتَمِرُ

(۸۱۴)عَنۡ اَسۡمَآءَ بِنۡتِ اَبِی بَکۡرٍ(رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنۡها) تَقُولُ کُلَّمَا مَرَّتۡ بِالۡحَجُونِ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ لَقَدۡ نَزَلۡنَا مَعَه' هٰهُنَا وَنَحۡنُ یَوۡمَئِذٍ خِفَافٌ قَلِیۡلٌ ظَهۡرُنَا قَلِیۡلَةٌ اَزۡوَادُنَا فَاعۡتَمَرۡتُ اَنَا وَاُخۡتِی عَآئِشَةُ وَالزُّبَیۡرُ وَفُلَانٌ وَفُلَانٌ فَلَمَّا مَسَحۡنَا الۡبَیۡتَ اَحۡلَلۡنَا ثُمَّ اَهۡلَلۡنَا مِنَ الۡعَشِیِّ بِالۡحَجِّ۔

باب ۶۳۴۔ عمرہ کرنے والا کب حلال ہوگا

(۸۱۴) حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ جب بھی حجون پہاڑ سے ہوکر گزرتیں تو یہ کہتیں ''رحمتیں'' نازل ہوں اللہ کی محمد ﷺ پر، ہم نے آپ کے ساتھ یہیں قیام کیا ان دنوں ہمارے پاس (سامان) بہت ہلکے پھلکے تھے سواریاں بھی کم تھیں اور زادراہ کی بھی کمی تھی میں نے، میری بہن عائشہ، زبیر اور فلاں رضی اللہ عنہم نے عمرہ کیا اور جب بیت اللہ کا طواف کر چکے تو (صفا اور مروہ کی سعی کے بعد) ہم حلال ہوگئے، حج کا احرام ہم نے شام کو باندھا تھا۔

باب ۶۳۵ . مَا یَقُولُ اِذَا رَجَعَ مِنَ الْحَجِّ اَوِ الْعُمْرَةِ اَوِالْغَزْوِ

(۸۱۵)عَنۡ عَبۡدِاللّٰهِ بۡنِ عُمَرَ(رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنۡهُمَا) اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا قَفَلَ مِنۡ غَزۡوٍ اَوۡ حَجٍّ اَوۡعُمۡرَةٍ یُکَبِّرُ عَلٰی کُلِّ شَرَفٍ مِّنَ الۡاَرۡضِ ثَلَاثَ تَکۡبِیۡرَاتٍ ثُمَّ یَقُوۡلُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَه' لَا شَرِیۡکَ لَه' لَهُ الۡمُلۡکُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ائِبُوۡنَ تَآئِبُوۡنَ عَابِدُوۡنَ سَاجِدُوۡنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوۡنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعۡدَه' وَ نَصَرَ عَبۡدَه' وَهَزَمَ الۡاَحۡزَابَ وَحۡدَه'۔

باب ۶۳۵۔ حج، عمرہ، یا غزوہ سے واپسی پر کیا دعاء پڑھی جائے

(۸۱۵) حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی غزوہ، حج یا عمرہ سے واپس ہوتے تو جب بھی کسی بلند جگہ کا چڑھاؤ ہوتا تو تین مرتبہ تکبیر کہتے اور یہ دعا پڑھتے ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ملک اسی کا ہے اور حمد اسی کے لئے ہے، وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ہم واپس ہو رہے ہیں توبہ کرتے ہوئے، عبادت کرتے ہوئے، اپنے رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے اور اسی کی حمد کرتے ہوئے، اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا، اپنے بندے کی مدد کی اور سارے لشکر کو تنہا شکست دے دی۔''

باب ۶۳۶ . اِسۡتِقۡبَالُ الۡحَاجِّ الۡقَادِمِیۡنَ وَالثَّلَاثَةِ عَلَی الدَّآبَّةِ

(۸۱۶) عَنِ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ مَکَّةَ اسۡتَقۡبَلَتۡهُ اُغَیۡلِمَةُ بَنِی عَبۡدِالۡمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَیۡنَ یَدَیۡهِ وَاٰخَرَ خَلۡفَه'۔

باب ۶۳۶۔ آنے والے حاجیوں کا استقبال اور تین آدمی ایک سواری پر

(۸۱۶) حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مکہ تشریف لائے تو عبدالمطلب کے چند بچوں نے آپ کا استقبال کیا، آپ نے ایک بچے کو (اپنی سواری کے) آگے بٹھالیا اور دوسرے کو پیچھے۔

باب ۶۳۷ . الدُّخُولُ بِالعَشِیِّ

(۸۱۷)عَنۡ اَنَسٍ(رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ)قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ لَایَطۡرُقُ اَهۡلَه' لَیۡلًا کَانَ لَایَدۡخُلُ اِلَّا غُدۡوَةً اَوۡعَشِیَّةً۔

وَعَنۡ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اَنۡ یَّطۡرُقَ اَهۡلَه' لَیۡلًا۔

باب ۶۳۷۔ دوپہر بعد گھر آنا

(۸۱۷) حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (سفر سے) رات میں گھر نہیں پہنچتے تھے۔ یا صبح کے وقت پہنچ جاتے تھے یا دوپہر کے بعد۔ نیز حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے گھر رات کے وقت اترنے سے منع کیا تھا (مطلب یہ ہے کہ سفر سے گھر رات میں آنے کا معمول نہ بنانا چاہئے۔ اتفاق اور ضرورت کی بات الگ ہے)

باب ۶۳۸ . مَنۡ اَسۡرَعَ نَاقَتَه' اِذَا بَلَغَ الۡمَدِیۡنَةَ

باب ۶۳۸۔ جس نے مدینہ کے قریب پہنچ کر اپنی سواری تیز کردی

(۸۱۸)عَن اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنه) يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَاَبْصَرَ دَرَجَاتِ الْمَدِيْنَةِ اَوْضَعَ نَاقَتَه، وَإِنْ كَانَتْ دَآبَّةٌ حَرَّكَهَا۔

(۸۱۸) حضرت انسؓ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر سے واپس ہوتے اور مدینہ کے بالائی علاقوں پر نظر پڑتی تو اپنا اونٹ تیز کر دیتے، کوئی دوسرا جانور بھی ہوتا تو اسے بھی تیز کر دیتے تھے۔

فائدہ:۔ ابو عبداللہ نے کہا کہ حارث بن عمیر نے حمید کے واسطہ سے اس حدیث میں یہ زیادتی بھی کی ہے کہ ''مدینہ سے محبت اور لگاؤ کی وجہ سے سواری تیز کر دیتے تھے۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے وطن سے مشروعیت، سفر میں وطن کا اشتیاق اور اس کی طرف لگن کا ثبوت ہوتا ہے وطن سے محبت ایک قدرتی بات ہے اور اسلام نے بھی اسے سراہا ہے۔

باب ۶۳۹ . السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ

(۸۱۹)عَن اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّفَرُ قِطْعَةٌ مِنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ طَعَامَه، وَشَرَابَه، وَنَوْمَه، فَإِذَا قَضٰى نَهْمَتَه، فَلْيُعَجِّل اِلٰى اَهْلِهِ۔

باب ۶۳۹۔ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے

(۸۱۹) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سفر تو ایک عذاب ہے، آدمی کو کھانے، پینے اور سونے (ہر ایک چیز) سے روک دیتا ہے اس لئے جب اپنی ضرورت پوری کر لو تو فوراً گھر واپس آ جایا کرو۔

باب ۶۴۰ . إِذَا أُحْصِرَ الْمُعْتَمِرُ

(۸۲۰)عَن ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَدْ اُحْصِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَلَقَ رَاسَه، وَجَامَعَ نِسَاءَه، وَنَحَرَ هَدْيَه، حَتّٰى اعْتَمَرَ عَامًا قَابِلًا۔

باب ۶۴۰۔ اگر عمرہ کرنے والے کو روک دیا گیا

(۸۲۰) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ جب روک دیئے گئے تو آپ نے اپنا سر منڈایا، ازواج مطہرات کے پاس گئے اور قربانی کی پھر آئندہ سال ایک عمرہ کیا۔

فائدہ:۔ محصر احصار سے اسم مفعول ہے، احصار لغت میں بھی مرض یا دشمن دونوں کی وجہ سے رکاوٹ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور حج کی شرعی اصطلاح میں احناف کے یہاں بھی اس سے یہی مراد ہے، بعض اسلاف نے بھی اس کے یہی معنی شرعی اصطلاح میں مراد لئے ہیں۔ امام شافعیؒ اس سے صرف دشمن کی رکاوٹ مراد لیتے ہیں اگر چہ آیت جس میں احصاء کا ذکر ہوا ہے وہ دشمنوں ہی سے متعلق نازل ہوئی تھی لیکن بہر حال لفظ عام ہے اور کوئی وجہ نہیں کہ اسے صرف دشمن کی رکاوٹ سے خاص کر دیا جائے اور پھر بیماری تو بعض اوقات جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔

باب ۶۴۱ . اَلْاِحْصَارُ فِي الْحَجِّ

(۸۲۱)عَن ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ اَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ حُبِسَ اَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا فَيُهْدِيْ اَوْ يَصُوْمُ اِنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا۔

باب ۶۴۱۔ حج سے روکنا

(۸۲۱) حضرت ابن عمرؓ فرماتے تھے کیا تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی سنت کافی نہیں ہے، اگر کسی کو حج سے روک دیا جائے تو (اگر ممکن ہو سکے) اسے بیت اللہ کا طواف کرنا چاہئے اور صفا اور مروہ کی سعی پھر ہر اس چیز سے حلال ہو جانا چاہئے (جو اس کے لئے) (حج کی وجہ سے) حرام تھیں اور (اس کے بدلہ میں) دوسرے سال حج کرنا چاہئے، پھر قربانی کرنی چاہئے یا اگر قربانی نہ ملے تو روزے رکھنے چاہئیں۔

باب ۶۴۲ . النَّحرِ قَبلَ الحَلقِ فِی الحَصر

(۸۲۲)عَنِ المِسوَرِ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ ،قَالَ)اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ نَحَرَ قَبلَ اَن یَّحلِقَ وَ اَمَرَ اَصحَابَه' بِذٰلِكَ۔

باب ۶۴۲۔حصر میں سر منڈانے سے پہلے قربانی۔

(۸۲۲)حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (صلح حدیبیہ کے موقعہ پر) قربانی، سر منڈانے سے پہلے کی تھی اور اپنے اصحاب کو بھی اسی کا حکم دیا تھا۔

باب ۶۴۳ . قَولِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَو صَدَقَةٍ وَّهِیَ اِطعَامُ سِتَّةِ مَسَاكِینَ

(۸۲۳)عَن كَعبِ ابنِ عُجرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) قَالَ وَقَفَ عَلَیَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ بِالحُدَیبِیَّةِ وَرَاسِی یَتَهَافَتُ قَملاً فَقَالَ یُؤذِیكَ هَوَامُّكَ قُلتُ نَعَم قَالَ فَاحلِق رَاسَكَ اَو قَالَ احلِق قَالَ فِیَّ نَزَلَت هٰذِهِ الاٰیَةُ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِیضًا اَو بِهٖ اَذًی مِّن رَّاسِهٖ اِلٰی اٰخِرِهَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ صُم ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اَو تَصَدَّق بِفَرَقٍ بَینَ سِتَّةٍ اَو انسُك بِمَا تَیَسَّرَ۔

باب ۶۴۳۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''یا صدقہ'' (دیا جائے) یہ صدقہ چھ مسکینوں کو کھانا کھلانے (کی صورت میں ہوگا)

(۸۲۳)حضرت کعب بن عجرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں میرے پاس آ کر کھڑے ہوئے تو جوئیں میرے سر سے برابر گری جا رہی تھیں آپ نے فرمایا یہ جوئیں تمہارے لئے تکلیف دہ ہیں میں نے کہا جی ہاں! آپ نے فرمایا، پھر سر منڈا لو یا آپ نے صرف یہ فرمایا کہ منڈا لو، انہوں نے بیان کیا کہ یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی کہ اگر تم میں کوئی مریض ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو آخر آیت تک۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تین دن کے روزے رکھ لو، یا ایک فرق میں چھ مسکینوں کو کھانا دے دو یا جو میسر ہو اس کی قربانی کر دو۔

باب ۶۴۴ . الاِطعَامِ فِی الفِدیَةِ نِصفُ صَاعٍ

(۸۲۴) عَن عَبدِاللّٰهِ بنِ مُغَفَّلٍ قَالَ جَلَستُ اِلٰی كَعبِ بنِ عُجرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ فَسَاَلتُه' عَنِ الفِدیَةِ فَقَالَ نَزَلَت فِیَّ خَاصَّةً وَّهِیَ لَكُم عَامَّةً ، مَا اُرٰی تَجِدُ شَاةً فَقُلتُ لَا فَقَالَ فَصُم ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ اَو اَطعِم سِتَّةَ مَسَاكِینَ لِكُلِّ مِسكِینٍ نِصفُ صَاعٍ۔

باب ۶۴۴۔فدیہ کے طور پر نصف صاع کھانا کھلانا

(۸۲۴)حضرت عبداللہ بن مغفلؓ نے بیان کیا کہ میں کعب بن ابی عجرہؓ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، میں نے ان سے فدیہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ (قرآن مجید کی آیت) اگرچہ خاص میرے بارے میں نازل ہوئی تھی لیکن حکم اس کا سب کے لئے ہے۔ (کیا تمہارے پاس کوئی بکری ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں! آپؐ نے فرمایا کہ پھر تین دن کے روزے رکھ لو، یا چھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو، ہر مسکین کو آدھا صاع۔)

باب ۶۴۵ . اِذَا صَادَ الحَلَالُ فَاَهدٰی لِلمُحرِمِ اَكَلَه

(۸۲۴)عَن عَبدِ اللّٰهِ بنِ اَبِی قَتَادَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) قَالَ انطَلَقَ اَبِی عَامَ الحُدَیبِیَّةِ فَاَحرَمَ اَصحَابُه' وَلَم یُحرِم وَحُدِّثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اَنَّ عَدُوًّا یَغزُوهُ بِغَیقَةٍ فَانطَلَقَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فَبَینَمَا اَبِی مَعَ اَصحَابِهٖ تَضحَّكُ بَعضُهُم اِلٰی بَعضٍ فَنَظَرتُ فَاِذَا اَنَا بِحِمَارٍ وَّحشٍ فَحَمَلتُ عَلَیهِ فَطَعَنتُه' فَاَثبَتُّه' وَاستَعَنتُ بِهِم فَاَبَوا اَن یُّعِینُونِی

باب ۶۴۵۔شکار اس نے کیا جو محرم نہیں تھا پھر اسے محرم کو ہدیہ کیا تو محرم اسے کھا سکتا ہے

(۸۲۴)حضرت عبد اللہ بن ابی قتادہؓ نے بیان کیا کہ میرے والد صلح حدیبیہ کے موقعہ پر (دشمنوں کا پتہ لگانے) نکلے پھر ان کے ساتھیوں نے تو احرام باندھ لیا لیکن (خود انہوں نے ابھی) نہیں باندھا تھا (اصل میں) نبی کریم ﷺ کو یہ اطلاع دی گئی تھی کہ مقام غیقہ میں دشمن ان کی تاک میں ہیں اس لئے نبی کریم ﷺ نے (ابو قتادہ اور چند صحابہ کو ان کی تلاش میں) روانہ کیا، میرے والد (ابو قتادہؓ) اپنے ساتھیوں کے ساتھ تھے کہ یہ لوگ ایک دوسرے کو دیکھ دیکھ کر ہنسنے لگے (میرے والد نے بیان کیا کہ) میں

ـا کَلْنَا مِنْ لَحْمِهٖ وَ خَشِيْنَا اَنْ نُّقْتَطَعَ فَطَلَبْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْفَعُ فَرَسِیْ شَاوًا وَّاَسِيْرُ شَاوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِّنْ بَنِیْ غِفَارٍ فِیْ جَوْفِ اللَّيْلِ قُلْتُ اَيْنَ تَرَكْتَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُهٗ بِتَعْهِنَ وَهُوَ قَائِلٌ السُّقْيَا فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَهْلَكَ يَقْرَءُوْنَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا اَنْ يُّقْتَطَعُوْا دُوْنَكَ فَانْتَظِرْهُمْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَّعِنْدِیْ مِنْهُ فَاضِلَةٌ فَقَالَ لِلْقَوْمِ كُلُوْا وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ ـ

نے جو نظر اٹھائی تو ایک گورخر سامنے تھا، میں اس پر جھپٹا اور نیزے سے اسے ٹھنڈا کر دیا، میں نے اپنے ساتھیوں کی مدد چاہی تھی لیکن انہوں نے انکار کر دیا پھر ہم نے اس کا گوشت کھایا، اب ہمیں یہ ڈر ہوا کہ کہیں (رسول اللہ ﷺ سے) دور نہ رہ جائیں چنانچہ میں نے آنحضور ﷺ کو تلاش کرنا شروع کر دیا، کبھی اپنے گھوڑے کو تیز کر دیتا اور کبھی آہستہ۔ آخر رات گئے بنو غفار کے ایک شخص سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے ان سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جب میں آپ سے جدا ہوا تو آپ ﷺ مقام تعہن میں تھے اور آپ کا ارادہ تھا مقام سقیا میں پہنچ کر آرام کریں گے (آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر) میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! آپ کے اصحاب سلام اور اللہ کی رحمت بھیجتے ہیں، انہیں ڈر ہے کہ کہیں وہ بہت پیچھے نہ رہ جائیں اس لئے آپ ان کا انتظار کریں، پھر میں نے کہا، یا رسول اللہ! میں نے ایک گورخر مارا تھا اور اس کا کچھ بچا ہوا گوشت اب بھی میرے پاس ہے آپ ﷺ نے لوگوں سے کھانے کیلئے فرمایا حالانکہ سب محرم تھے۔

فائدہ:۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ محرم شکار کا گوشت کھا سکتا ہے۔ بعض اسلاف کا یہ مسلک ہے کہ جس طرح محرم کے لئے شکار کرنا جائز نہیں اسی طرح اس کا گوشت بھی کھانا جائز نہیں ہے، خواہ اس نے خود شکار کیا ہو یا اس کے لئے شکار کسی نے کیا ہو اور اگر اس کے لئے شکار نہ بھی کیا ہو پھر بھی جائز نہیں، احناف کا اس سلسلے میں مسلک یہ ہے کہ اگر محرم نے خود نہ شکار کیا نہ کسی قسم کی اعانت کی تو وہ شکار کا گوشت کھا سکتا ہے حدیث میں بھی یہی صورت ہے ابوقتادہؓ کے ساتھ جو لوگ تھے انہوں نے ابوقتادہؓ کی کوئی مدد نہیں کی لیکن خود ابوقتادہؓ چونکہ محرم نہیں تھے اس لئے انہوں نے شکار کیا تو سب نے اس کا گوشت کھایا ان کے ساتھیوں نے بھی اور نبی کریم ﷺ کے ساتھ جانے والوں نے بھی۔

باب. لَايُعِيْنُ الْمُحْرِمُ الْحَلَالَ فِیْ قَتْلِ الصَّيْدِ

(۸۲۵) عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تعالی عَنْهُ) قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقَاحَةِ وَمِنَّا الْمُحْرِمُ وَمِنَّا غَيْرُ الْمُحْرِمِ فَرَاَيْتُ اَصْحَابِیْ يَتَرَاءَوْنَ شَيْئًا فَنَظَرْتُ فَاِذَا حِمَارُ وَحْشٍ يَعْنِیْ وَقَعَ سَوْطُهٗ فَقَالُوْا لَانُعِيْنُكَ عَلَيْهِ بِشَیْءٍ اِنَّا مُحْرِمُوْنَ فَتَنَاوَلْتُهٗ فَاَخَذْتُهٗ ثُمَّ اَتَيْتُ الْحِمَارَ مِنْ وَّرَآءِ اَكَمَةٍ فَعَقَرْتُهٗ فَاَتَيْتُ بِهٖ اَصْحَابِیْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ كُلُوْا وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَاتَاْكُلُوْا فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اَمَامَنَا فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ كُلُوْهُ حَلَالٌ ـ

باب۔ شکار کرنے میں محرم، غیر محرم کی اعانت نہ کرے

(۸۲۵) حضرت ابوقتادہؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مقام قاحہ میں تھے۔ بعض اصحاب تو محرم تھے اور بعض غیر محرم۔ میں نے دیکھا کہ میرے ساتھی ایک دوسرے کو کچھ دکھا رہے ہیں، میں نے جو نظر اٹھائی تو ایک گورخر سامنے تھا ان کی مراد یہ تھی کہ ان کا کوڑا گر گیا اور اپنے ساتھیوں سے اسے اٹھانے کے لئے انہوں نے کہا، لیکن ساتھیوں نے کہا ہم تمہاری مدد نہیں کر سکتے (کیونکہ محرم تھے) اس لئے میں نے خود اٹھالیا اس کے بعد اس گورخر کے پاس ایک ٹیلے کے پیچھے سے آیا اور اسے مار لیا پھر میں اسے اپنے ساتھیوں کے پاس لایا۔ بعضوں نے تو یہ کہا کہ (ہمیں بھی) کھا لینا چاہئے لیکن بعضوں نے کہا، کہ نہ کھانا چاہئے، پھر میں نبی

کریم ﷺ کی خدمت میں آیا، آپ ہم سے آگے تھے، میں نے آپ سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے بتایا کہ کھالو، یہ حلال ہے۔

باب ۶۴۶ . لَا يُشِيْرُ الْمُحْرِمُ اِلَى الصَّيْدِ لِكَيْ يَصْطَادَهُ الْحَلَالُ

(۸۲۶) عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ، قَال) فَلَمَّا اَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا اَحْرَمْنَا وَقَدْ كَانَ اَبُوْقَتَادَةَ لَمْ يُحْرِمْ فَرَاَيْنَا حُمُرَ وَحْشٍ فَحَمَلَ عَلَيْهَا اَبُوْقَتَادَةَ فَعَقَرَمِنْهَا اَتَانًا فَنَزَلْنَا فَاَكَلْنَا مِنْ لَّحْمِهَا ثُمَّ قُلْنَا اَنَاكُلُ لَحْمَ صَيْدٍ وَّنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَحَمَلْنَا مَابَقِيَ مِنْ لَّحْمِهَا قَالَ مِنْكُمْ اَحَدٌ اَمَرَه' اَنْ يَّحْمِلَ عَلَيْهَآ اَوْاَشَارَ اِلَيْهَا قَالُوْا لَاقَالَ فَكُلُوْا مَابَقِيَ مِنْ لَحْمِهَا۔

باب ۶۴۶ ۔ غیر محرم کے شکار کرنے کے لئے، محرم شکار کی طرف اشارہ نہ کرے۔

(۸۲۶) حضرت ابوقتادہؓ نے فرمایا کہ صحابہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے، تو عرض کی یا رسول اللہ! ہم سب لوگ تو محرم تھے، لیکن ابو قتادہؓ نے احرام نہیں باندھا تھا، پھر ہم نے کچھ گورخر دیکھے اور ابوقتادہ نے ان پر حملہ کر کے ایک مادہ کا شکار کرلیا، اس کے بعد ایک جگہ ہم نے قیام کیا اور اس کا گوشت کھایا، پھر خیال آیا کہ ہم محرم ہونے کے باوجود شکار کا گوشت کھا بھی سکتے ہیں؟ اس لئے جو کچھ باقی بچا وہ ہم ساتھ لائے ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے شکار کرنے کے لئے کہا تھا؟ یا کسی نے اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ سب نے کہا کہ نہیں، اس پر آپ نے فرمایا کہ پھر باقی ماندہ گوشت بھی کھالو۔

باب ۶۴۷ . اِذَا اَهْدٰى لِلْمُحْرِمِ حِمَارًا وَّحْشِيًا حَيًّا لَّمْ يَقْبَلْ

(۸۲۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اللَّيْثِيْ اَنَّه' اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّحْشِيًا وَّهُوَ بِالْاَبْوَآءِ اَوْبِوَدَّانَ فَرَدَّه' عَلَيْهَا فَلَمَّا رَاٰى مَافِيْ وَجْهِهٖ قَالَ اِنَّا لَمْ نَرُدَّه' عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ۔

باب۔ کسی نے محرم کے لئے زندہ گورخر بھیجا ہو تو قبول نہ کرنا چاہئے

(۸۲۷) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ صعب بن جثامہ لیثیؓ جب وہ ابواء یا ودان میں تھے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک گورخر کا ہدیہ دیا تو آنحضور ﷺ نے اسے واپس کر دیا تھا پھر جب آپ نے ان کے چہرے کا رنگ دیکھا (کہ واپس کرنے کی وجہ سے وہ ملول ہو گئے ہیں) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ واپسی کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہم محرم ہیں۔

باب ۶۴۸ . مَايَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَآبِ

(۸۲۸) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَآبِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُّقْتَلُهُنَّ فِي الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ۔

باب ۶۴۸ ۔ کون سے جانور محرم مار سکتا ہے

(۸۲۸) ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ طرح کے جانور ایسے ہیں جو سب کے سب موذی ہیں اور انہیں حرم میں بھی مارا جا سکتا ہے۔ کوا، چیل، بچھو، چوہا، اور کاٹنے والا کتا۔

(۸۲۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُ) قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَارٍ بِمِنًى اِذْ نَزَلَ عَلَيْهِ وَالْمُرْسَلَاتِ وَاِنَّه' لَيَتْلُوْهَا وَاِنِّيْ لَاَتَلَقَّاهَا مِنْ فِيْهِ وَاِنَّ فَاهُ لَرَطْبٌ بِهَا اِذْ وَثَبَتْ عَلَيْنَا حَيَّةٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْتُلُوْهَا

(۸۲۹) حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ منیٰ کے غار میں تھا کہ آپ پر سورۃ والمرسلات نازل ہونی شروع ہوئی، پھر آپ اس کی تلاوت کرنے لگے اور میں آپ کی زبان سے اسے سیکھنے لگا ابھی آپ نے تلاوت ختم بھی نہیں کی تھی کہ ہم پر ایک سانپ گرا، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسے مار ڈالو، چنانچہ ہم اس کی طرف بڑھے لیکن وہ

فَابْتَدَرْنَاهَا فَذَهَبَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وُقِيَتْ شَرَّكُمْ كَمَا وُقِيتُمْ شَرَّهَا۔

بھاگ گیا اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جس طرح تم اس کے شر سے محفوظ ہو گئے وہ بھی تمہارے شر سے محفوظ چلا گیا۔

(۸۳۰) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْوَزَغِ فُوَيْسِقٌ وَلَمْ اَسْمَعْهُ اَمَرَ بِقَتْلِهِ۔

(۸۳۰) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے چھپکلی کو موذی کہا تھا لیکن میں نے آپ ﷺ سے یہ نہیں سنا کہ آپ نے اسے مارنے کا بھی حکم دیا تھا۔

فائدہ:۔ پہلے آچکا ہے کہ محرم کے لئے شکار وغیرہ کرنا جائز نہیں ہے، لیکن بعض موذی جانوروں کے مارنے کی اجازت ہے، جیسا کہ ان احادیث سے ان کی تفصیل معلوم ہوتی ہے، اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے امام شافعیؒ کے نزدیک، تمام وہ حیوانات جن کا گوشت کھانا شریعت میں منع ہے، محرم انہیں مار سکتا ہے امام مالکؒ کے یہاں تمام موذی جانوروں کو مارنا جائز ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ نے کہا ہے کہ جن کے مارنے کی خود احادیث میں اجازت دی گئی ہے، صرف انہیں جانوروں کو محرم مار سکتا ہے اب مثلاً بچھو مارنے کی اجازت حدیث میں ہے تو بچھو جیسے تمام حشرات الارض، اسی ضمن میں آجائیں گے، بعض حالات میں درندوں کا مارنا بھی جائز ہے بہر حال احادیث میں چند مخصوص جانوروں کے مارنے کی اجازت ہے، کوئی حکم عام اس سلسلے میں نہیں۔ اب آئمہ کا یہ اجتہاد ہے کہ انہوں نے اس باب کی تمام احادیث کو سامنے رکھ کر اس کا اصل مقصد کیا سمجھا ہے۔

باب ۶۴۹ . لَايَحِلُّ الْقِتَالُ بِمَكَّةَ

باب ۶۴۹ ۔ مکہ میں جنگ جائز نہیں

(۸۳۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ افْتَتَحَ مَكَّةَ لَاهِجْرَةَ وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ وَّاِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا وَاِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَاِنَّهٗ لَمْ يَحِلَّ الْقِتَالُ فِيْهِ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَلَمْ يَحِلَّ لِيْ اِلَّاسَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَايُعْضَدُ شَوْكُهٗ وَلَايُنَفَّرُ صَيْدُهٗ وَلَا يُلْتَقَطُ لُقَطَتُهٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهٗ لِقَيْنِهِمْ وَلِبُيُوْتِهِمْ قَالَ قَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ۔

(۸۳۱) حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا، اب ہجرت نہیں رہی لیکن (اچھی) نیت کے ساتھ جہاد اب بھی باقی ہے اس لئے جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے تو تیار ہو جانا۔ اس شہر مکہ کو اللہ تعالیٰ نے اسی دن حرمت عطا فرمائی تھی جس دن اس نے آسمان اور زمین پیدا کئے تھے اس لئے یہ اللہ کی دی ہوئی حرمت کی وجہ سے حرام ہے یہاں کسی کے لئے بھی مجھ سے پہلے جنگ جائز نہیں تھی اور مجھے بھی ایک دن تھوڑی دیر کے لئے اجازت ملی تھی اس لئے یہ شہر اللہ کی قائم کی ہوئی حرمت کی وجہ سے قیامت تک کے لئے حرام ہے نہ اس کا کانٹا کاٹا جائے نہ اس کے شکار بھڑکائے جائیں اور اس شخص کے سوا جو اعلان کا ارادہ رکھتا ہو کوئی یہاں کی گری پڑی چیز نہ اٹھائے اور نہ یہاں کی گھاس اکھاڑی جائے، عباسؓ بولے، یا رسول اللہ اذخر، (ایک گھاس) کی اجازت دے دیجئے کیونکہ یہ کاریگروں کو گھروں کے لئے ضروری ہے تو آپ نے فرمایا اذخر کی اجازت ہے۔

فائدہ:۔ یعنی جب مکہ ''دارالاسلام'' ہو گیا تو ظاہر ہے کہ وہاں سے ہجرت کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہا، اس لئے آپ ﷺ نے اعلان فرمایا کہ ہجرت کا سلسلہ تو ختم ہو گیا لیکن...... جہاد کا ثواب اچھی اور نیک نیت کے ساتھ قیامت تک باقی رہے گا۔

باب ۶۵۰ . اَلحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

(۸۳۲) عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ فِي وَسْطِ رَأْسِهٖ۔

باب ۶۵۰۔ محرم کا پچھنا لگوانا

(۸۳۲) حضرت ابن بحینہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے، جب کہ آپ محرم تھے، اپنے سر کے بیچ میں مقام لحی جمل میں پچھنا لگوایا تھا۔

فائدہ:۔ پچھنا لگوانے کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس کے لئے بال کاٹنے پڑیں تب تو صدقہ دینا پڑتا ہے اور اگر بال کاٹنے کی ضرورت پیش نہ آئے تو صرف پچھنا لگانے میں کوئی حرج نہیں۔

باب ۶۵۱ . تَزْوِيجِ الْمُحْرِمِ

(۸۳۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ۔

باب ۶۵۱۔ محرم کا نکاح کرنا

(۸۳۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب میمونہؓ سے نکاح کیا تو آپ ﷺ محرم تھے۔

فائدہ:۔ اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے کہ احرام کی حالت میں نکاح کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مسلک ہے کہ احرام کی حالت میں نکاح میں کوئی حرج نہیں۔ ممنوع صرف عورت کے پاس جانا ہے، بخاری کی یہ حدیث صاف ہے کہ آنحضور ﷺ نے احرام کے باوجود میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تھا، لیکن بعض احادیث سے اس کے خلاف مفہوم ہوتا ہے اور وہ دوسرے ائمہ کی دلیل ہے۔

باب ۶۵۲ . الاِغْتِسَالِ لِلْمُحْرِمِ

(۸۳۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اخْتَلَفَا بِالْاَبْوَاءِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاسَه، وَقَالَ مِسْوَرٌ لَايَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاسَه، فَاَرْسَلَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اِلَى اَبِيْ اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ فَوَجَدْتُّه، يَغْتَسِلُ بَيْنَ الْقَرْنَيْنِ وَهُوَ يُسْتَرُ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ مَنْ هٰذَا فَقُلْتُ اَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ حُنَيْنٍ اَرْسَلَنِيْ اِلَيْكَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْعَبَّاسِ اَسْاَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَاسَه، وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ اَبُوْاَيُّوْبَ يَدَه، عَلَى الثَّوْبِ فَطَاْطَاَهُ حَتّٰى بَدَالِيْ رَاسَه، ثُمَّ قَالَ لِاِنْسَانٍ يَّصُبُّ عَلَيْهِ اُصْبُبْ فَصَبَّ عَلٰى رَاسِهٖ ثُمَّ حَرَّكَ رَاسَه، بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُه، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ۔

باب ۶۵۲۔ محرم کا غسل کرنا

(۸۳۴) حضرت عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہؓ کا مقام ابواء میں (ایک مسئلہ پر) اختلاف ہوا، عبداللہ بن عباس تو یہ کہتے تھے کہ محرم اپنا سر دھوسکتا ہے لیکن مسور کا کہنا ہے کہ محرم کو سر نہ دھونا چاہئے پھر عبداللہ بن عباسؓ نے (راوی حدیث عبداللہؓ) کو حضرت ابو ایوب انصاریؓ کے یہاں (مسئلہ پوچھنے کے لئے) بھیجا، میں جب ان کی خدمت میں پہنچا تو وہ کنویں کے کنارے غسل کررہے تھے ایک کپڑے سے انہوں نے پردہ کررکھا تھا میں نے پہنچ کر سلام کیا تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ کون ہو؟ میں نے عرض کی کہ میں عبداللہ بن حنین ہوں آپ کی خدمت میں مجھے عبداللہ بن عباسؓ نے بھیجا ہے، یہ دریافت کرنے کے لئے کہ احرام کی حالت میں رسول اللہ ﷺ سر مبارک کس طرح دھوتے تھے؟ انہوں نے کپڑے (پر جس پر پردہ تھا) ہاتھ رکھ کر اسے نیچا کیا، اب آپ کا سر دکھائی دے رہا تھا، جو شخص ان کے بدن پر پانی ڈال رہا تھا اس سے انہوں نے پانی ڈالنے کے لئے کہا اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا، پھر انہوں نے اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے ہلایا اور دونوں ہاتھ آگے لے گئے، اور پھر پیچھے لائے، فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے (احرام کی حالت میں)۔

باب ۶۵۳ . دُخُولِ الْحَرَمِ وَمَكَّةَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ

(۸۳۵) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَاسِهِ الْمِغْفَرُ فَلَمَّا نَزَعَه' جَآءَ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّ ابْنَ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ فَقَالَ اقْتُلُوْهُ۔

باب ۶۵۳۔ حرم اور مکہ میں احرام کے بغیر داخل ہونا

(۸۳۵) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھا جس وقت آپ نے اسے اتارا تو ایک شخص نے آکر اطلاع دی کہ ابن خطل کعبہ کے پردے سے آکر چمٹ گیا ہے آپ ﷺ نے فرمایا پھر بھی اسے قتل کردو۔

فائدہ:۔ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا جو لوگ حج یا عمرہ کے ارادہ سے نکلیں انہیں احرام باندھ کر مکہ میں داخل ہونا چاہئے مصنفؒ کے پیش نظر وہی حدیث ہے کہ اس میں صرف حج اور عمرہ کا نام لیا گیا ہے بہت سے لوگ اپنی ذاتی ضروریات کے لئے حرم میں جاسکتے ہیں ان کا احادیث میں کوئی ذکر بھی نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احرام، مکہ میں داخل ہونے کے لئے صرف انہیں لوگوں کے لئے ضروری ہے جو حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتے ہوں اور حدیث میں صرف انہیں لوگوں کو احرام کا حکم ہے امام شافعیؒ کا بھی یہی مسلک ہے لیکن امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک احرام ہر اس شخص کے لئے ضروری ہے جو حدود حرم میں داخل ہو، خواہ حج اور عمرہ کے ارادہ سے یا کسی بھی دوسری ضرورت سے گویا احرام، حرم کی حرمت کی وجہ سے واجب ہوا ہے اس میں حج یا عمرہ کی خصوصیت نہیں ہے، حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں حج اور عمرہ کا خاص طور سے اس لئے ذکر ہے کہ جب آپ نے وہ کلمات فرمائے تھے تو آپ حج ہی کے ارادہ سے جارہے تھے اس لئے خاص طور سے انہیں کا ذکر بھی کیا۔ حدیث میں ہے کہ ''حرم نہ مجھ سے پہلے کسی کے لئے حلال ہوا تھا اور نہ میرے بعد کسی کے لئے حلال ہے میرے لئے بھی ایک دن تھوڑی دیر کے لئے حلال ہوا تھا'' حنفیہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد قتال کی حلت نہیں، بلکہ احرام کے بغیر داخل ہونے کی اجازت سے آپ کی مراد ہے۔ یہی وہ وقت ہے جس کے متعلق آپ نے فرمایا تھا کہ میرے لئے حرم ایک دن تھوڑی دیر کے لئے حلال کردیا گیا تھا اسی وجہ سے آپ ﷺ سر پر خود پہنے ہوئے تھے، ورنہ محرم اسے نہیں پہن سکتا، ابن خطل اسلام کا ازلی دشمن تھا اور ان چند دشمنان اسلام میں سے جنہیں اس وقت بھی معاف نہیں کیا گیا جب اسلام کے خلاف ہر جنگ آزما کی معافی کا اعلان کردیا گیا تھا۔

باب ۶۵۴ . اَلْحَجِّ وَالنُّذُوْرِ عَنِ الْمَيِّتِ وَالرَّجُلُ يَحُجُّ عَنِ الْمَرْاَةِ

(۸۳۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ جُهَيْنَةَ جَاءَ تْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنَّ اُمِّي نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتّٰى مَاتَتْ اَفَاَحُجَّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا اَرَاَيْتِ لَوْ كَانَ عَلٰى اُمِّكِ دَيْنٌ اَكُنْتِ قَاضِيَةً اُقْضُوا اللّٰهَ فَاللّٰهُ اَحَقُّ بِالْوَفَآءِ۔

باب ۶۵۴۔ میت کی طرف سے حج اور نذر ادا کرنا اور مرد کسی عورت کے بدلہ میں حج کرسکتا ہے

(۸۳۶) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ قبیلہ جہینہ کی ایک خاتون، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور بتایا کہ میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی، لیکن حج نہ کرسکیں اور ان کا انتقال ہوگیا، تو کیا میں ان کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، ان کی طرف سے تم حج کرلو، کیا اگر تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا نہ کرتیں؟ اللہ کا قرض تو اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے تمہیں اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرنا چاہئے۔

فائدہ:۔ عبادات تین طرح کی ہوتی ہیں، یا ان کا تعلق انسان کے صرف جسم و جان سے ہوتا ہے، جیسے نماز، روزہ یا انسان کے بدن اور جسم سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا، بلکہ صرف روپیہ، مال و دولت خرچ کرنے سے ادا ہوجاتی ہے، اس کی مثال ہے زکوٰۃ۔ تیسری قسم عبادت کی وہ ہے جس میں جسم اور جان کے ساتھ مال و دولت بھی لگانی پڑتی ہے اور اس کی مثال ہے حج۔ پہلی قسم جس میں نماز اور روزہ آتے ہیں وہی شخص اسے ادا کرسکتا ہے جس پر یہ فرض یا واجب وغیرہ ہوئے تھے اس میں نیابت اور وکالت کا کوئی سوال ہی نہیں

اس لئے کہ ان کا مقصد اتعاب نفس ہے اور یہ مقصد اسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب خود وہ شخص ان کی ادائیگی کرے جس پر یہ فرض یا واجب تھے، دوسری قسم یعنی زکوٰۃ میں نیابت ووکالت بہر صورت چل سکتی ہے کیونکہ اس کا مقصد ایک حق کو مستحق تک پہنچانا ہوتا ہے اور وہ حق مستحق تک نیابت و وکالت کے ذریعہ بھی پہنچ سکتا ہے۔تیسری قسم یعنی حج میں نیابت عذر کے وقت چل سکتی ہے، کیونکہ یہ عبادت مالی ہونے کے ساتھ فی الجملہ بدنی بھی ہے اور اس لئے عذر کے وقت شریعت نے اس میں نیابت کی اجازت دی ہے مصنف نے اس حدیث کے عنوان میں لکھا ہے کہ مرد کسی عورت کے بدلہ میں حج کرسکتا ہے حدیث میں اگرچہ اس کا کوئی ذکر نہیں لیکن مسئلہ صاف ہے اگر چہ دونوں کے احرام میں معمولی سا فرق ہوتا ہے پھر اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

باب ٦٥٥ . حَجّ الصِّبْيَان

(٨٣٧)عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنه قَالَ حَجَّ اَبِى مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ۔

باب ٦٥٥ ۔ بچوں کا حج

(٨٣٧) حضرت سائب بن یزید نے فرمایا کہ مجھے ساتھ لے کر (میرے والد نے) رسول اللہ ﷺ کی معیت میں حج کیا تھا میں اس وقت سات سال کا تھا۔

فائدہ:۔ بچوں کی تمام عبادات کا شریعت نے اعتبار کیا ہے، البتہ چونکہ شریعت نے خود انہیں عبادت کا، بالغ ہونے سے پہلے، مکلف نہیں قرار دیا ہے اس لئے تمام فرائض، بچوں کی طرف سے نفل رہیں گے، حج میں بھی یہی صورت ہے بچپن میں اگر کوئی حج کرے تو شریعت کی نظر میں اس کا اعتبار ضرور ہے، لیکن بڑے اور بالغ ہونے کے بعد اگر حج کی شرائط پائی گئیں تو پھر دوبارہ حج فرض ہو جائے گا۔ کیونکہ پہلا حج نفلی ہوا تھا۔

باب ٦٥٦ . حَجّ النِّسَآء

(٨٣٨ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّتِهٖ قَالَ لِاُمّ سَنَانِ الْاَ نْصَارِيَّةِ مَامَنَعَكِ مِنَ الْحَجّ قَالَتْ اَبُوفُلَانٍ تَعْنِى زَوْجَهَا كَانَ لَه' نَاضِحَانِ حَجَّ عَلٰى اَحَدِهِمَا وَالْاٰخَرُ يَسْقِى اَرْضًا لَّنَا قَالَ فَاِنَّ عُمْرَةً فِى رَمَضَانَ تَقْضِىْ حَجَّةً اَوْحَجَّةً مَّعِى۔

باب ٦٥٦ ۔ عورتوں کا حج

(٨٣٨) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو آپ نے ام سنان انصاریہؓ سے دریافت فرمایا کہ تمہیں حج کرنے سے کیا چیز مانع رہی تھی؟ انہوں نے عرض کی کہ ابوفلاں! مراد ان کے اپنے شوہر سے تھی، ان کے پاس دو اونٹ تھے، ایک پر تو وہ خود حج کو چلے گئے اور دوسرا ہماری زمین سیراب کرتا ہے۔آپ نے اس پر ارشاد فرمایا رمضان میں عمرہ حج کی قضا بن جائے گا یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) میرے ساتھ حج (کی قضا بن جائے گا

فائدہ:۔ آنحضور ﷺ کے ساتھ حج کرنے کی بہت بڑی فضیلت تھی، جس سے ام سنانؓ محروم رہ گئی تھیں، حج ان پر فرض نہیں تھا، اس لئے آنحضور ﷺ نے ان کی دلداری کے لئے فرمایا کہ رمضان میں اگر وہ عمرہ کرلیں تو اسی محرومی کا کفارہ بن جائے گا اس سے رمضان میں عمرہ کی فضیلت بھی سمجھ میں آتی ہے۔

(٨٣٩)عَنْ اَبِى سَعِيْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) غَزَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَى عَشْرَةَ غَزْوَةً قَالَ اَرْبَعًا سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْقَالَ يُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْجَبْنَنِى وَاٰنَقْنَنِى اَنْ لَّاتُسَافِرَامْرَاَةٌ مَسِيْرَةَ يَوْمَيْنِ

(٨٣٩) حضرت ابوسعیدؓ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ بارہ غزوے کئے تھے آپ نے فرمایا کہ میں نے چار باتیں نبی کریم ﷺ سے سنی تھیں، یا یہ کہ چار باتیں وہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے (آپ نے فرمایا کہ) یہ باتیں مجھے انتہائی پسند بھی ہیں، یہ کہ کوئی عورت، دو دن کا سفر اس وقت تک نہ کرے جب تک اس کے ساتھ اس کا شوہر یا کوئی ذورحم محرم نہ ہو، نہ عید

لَيۡسَ مَعَهَا زَوۡجُهَا اَوۡ ذُوۡ مَحۡرَمٍ وَّلَا صَوۡمَ يَوۡمَيۡنِ الۡفِطۡرِ وَالۡاَ ضۡحٰى وَلَا صَلٰوةَ بَعۡدَ صَلٰوتَيۡنِ بَعۡدَ الۡعَصۡرِ حَتّٰى تَغۡرُبَ الشَّمۡسُ وَبَعۡدَ الصُّبۡحِ حَتّٰى تَطۡلُعَ الشَّمۡسُ وَلَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ مَسۡجِدِ الۡحَرَامِ وَمَسۡجِدِىۡ وَمَسۡجِدِ الۡاَ قۡصٰى۔

الفطر اور عید الضحیٰ کے روزے رکھے جائیں، نہ عصر کی نماز کے بعد غروب ہونے سے پہلے اور نہ صبح کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے سے پہلے کوئی نماز پڑھی جائے اور نہ تین مساجد کے سوا کسی کے لئے شد رحال (سفر) کیا جائے، مسجد حرام، میری مسجد اور مسجد اقصیٰ۔

باب ۶۵۷ . مَنۡ نَّذَرَ الۡمَشۡيَةَ اِلَى الۡكَعۡبَةِ

باب ۶۵۷۔ جس نے کعبہ تک پیدل چلنے کی نذر مانی

(۸۴۰) عَنۡ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ رَاٰى شَيۡخًا يُّهَادٰى بَيۡنَ ابۡنَيۡهِ قَالَ مَابَالُ هٰذَا قَالُوۡا نَذَرَ اَنۡ يَّمۡشِىَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَنۡ تَعۡذِيۡبِ هٰذَا نَفۡسَهٗ لَغَنِىٌّ اَمَرَهٗ اَنۡ يَّرۡكَبَ ۔

(۸۴۰) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کا سہارا لئے چل رہا تھا، آپ نے پوچھا، ان صاحب کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے پیدل چلنے کی نذر مانی تھی، اس پر آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ یہ اپنے کو اذیت میں ڈالیں، پھر آپ نے انہیں سوار ہونے کا حکم دیا۔

(۸۴۱) عَنۡ عُقۡبَةَ بۡنِ عَامِرٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنۡه) قَالَ نَذَرَتۡ اُخۡتِىۡ اَنۡ تَمۡشِىَ اِلٰى بَيۡتِ اللّٰهِ وَاَمَرَتۡنِىۡ اَنۡ اَسۡتَفۡتِىَ لَهَا النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَاسۡتَفۡتَيۡتُهٗ فَقَالَ عَلَيۡهِ السَّلَامُ لِتَمۡشِ وَلۡتَرۡكَبۡ۔

(۸۴۱) حضرت عقبہ بن عامرؓ نے بیان کیا میری بہن نے نذر مانی تھی کہ بیت اللہ وہ پیدل جائیں گی، پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے بھی پوچھ لوں چنانچہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ پیدل چلیں اور سوار بھی ہو جائیں۔

باب ۶۵۸ . حَرَمِ الۡمَدِيۡنَةِ

باب ۶۵۸۔ مدینہ کا حرم

(۸۴۲) عَنۡ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ الۡمَدِيۡنَةُ حَرَمٌ مِّنۡ كَذَا اِلٰى كَذَا لَا يُقۡطَعُ شَجَرُهَا وَلَا يُحۡدَثُ فِيۡهَا حَدَثٌ مَّنۡ اَحۡدَثَ فِيۡهَا حَدَثًا فَعَلَيۡهِ لَعۡنَةُ اللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ۔

(۸۴۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مدینہ حرم ہے، فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک، اس حد میں نہ کوئی درخت کاٹا جائے نہ کوئی جنابت کی جائے اور جس نے بھی کوئی جنابت کی، اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے۔

(۸۴۳) عَنۡ اَبِىۡ هُرَيۡرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنۡهُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُرِّمَ مَابَيۡنَ لَابَتَىِ الۡمَدِيۡنَةِ عَلٰى لِسَانِىۡ قَالَ وَاَتَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ بَنِىۡ حَارِثَةَ فَقَالَ اَرَاكُمۡ يَا بَنِىۡ حَارِثَةَ قَدۡ خَرَجۡتُمۡ مِّنَ الۡحَرَمِ ثُمَّ الۡتَفَتَ فَقَالَ بَلۡ اَنۡتُمۡ فِيۡهِ۔

(۸۴۳) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میری زبان سے مدینہ کے دونوں پتھریلے علاقہ کے درمیان کے حصے کی حرمت قائم کر دی گئی ہے۔ نبی کریم ﷺ بنو حارثہ کے یہاں آئے اور فرمایا، بنو حارثہ! میرا خیال ہے کہ تم لوگ حرم سے باہر ہو گئے ہو، پھر آپ ﷺ نے مڑ کر دیکھا اور فرمایا کہ نہیں بلکہ تم لوگ حرم کے اندر ہی ہو۔

(۸۴۴) عَنۡ عَلِىٍّ (رَضِىَ اللّٰهُ تعالى عَنۡهُ) قَالَ مَاعِنۡدَنَا شَىۡءٌ اِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ وَهٰذِهِ الصَّحِيۡفَةُ عَنِ النَّبِىِّ

(۸۴۴) حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ ہمارے پاس اللہ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کے اس صحیفہ کے سوا جو نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے ہے اور کوئی

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَّابَيْنَ عَآئِرِ اِلٰى كَذَا مَنْ اَحْدَثَ فِيْهَا اَوْاٰوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهَا صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّقَالَ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ فَمَنْ اَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ وَّمَنْ تَوَلّٰى قَوْمًا بِغَيْرِ اِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَّلَا عَدْلٌ۔

چیز (شرعی احکام کے متعلق لکھی ہوئی صورت میں) نہیں ہے مدینہ، عائر سے فلاں مقام تک حرم ہے جس نے اس حد میں جنابت کی یا کسی جنابت کرنے والے کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے، نہ اس کی کوئی فرض عبادت مقبول ہے نہ نفل، فرمایا کہ تمام مسلمان کی امان ایک ہے اس لئے اگر کسی مسلمان کی (دی ہوئی امان میں، دوسرے مسلمان نے) بدعہدی کی تو اس پر اللہ اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے نہ اس کی کوئی فرض عبادت مقبول ہے نہ نفل۔

فائدہ:۔ حضرت علیؓ نے نبی کریم ﷺ کی بہت سی احادیث قلم بند کر لی تھیں، صحیح بخاری کی کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة میں امام بخاریؒ کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی کا لکھا ہوا مجموعہ حدیث، جو صحیفہ علی سے مشہور ہے، کافی ضخیم تھا اس میں زکوٰۃ، حرمت مدینہ، خطبہ حجۃ الوداع اور اسلامی دستور کے نکات، جو انہوں نے آنحضور ﷺ سے سنے تھے لکھ لئے تھے اس حدیث میں کتاب اللہ کے ساتھ، جس صحیفہ کا ذکر ہے یہ وہی صحیفہ علی ہے حضرت علیؓ اس صحیفہ کا اکثر حوالہ دیا کرتے ہیں۔() کفار کے ساتھ حالت جنگ میں اگر کسی بھی مسلمان نے کسی دشمن کافر کو امان دے دی تو تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مسلمان کی دی ہوئی امان کا پاس ولحاظ رکھیں اور اس کافر کو کسی قسم کا نقصان یا اذیت نہ پہنچنے دیں اگر اس عہد و امان کا کسی مسلمان نے لحاظ نہ کیا اور بدعہدی کی تو اس پر لعنت ہے۔ نیز جس طرح مکہ حرم ہے اسی طرح مدینہ بھی حرم ہے کیونکہ ان احادیث میں بصراحت مدینہ کو حرم کہا گیا ہے حنفی فقہ کی بعض کتابوں میں یہ تصریح کر دی گئی ہے کہ مدینہ کے لئے کوئی حرم نہیں علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے لکھا ہے کہ جب احادیث سے بصراحت اس کا ثبوت ملتا ہے تو اس طرح کی تعبیر کی گنجائش نہیں رہ جاتی جیسے بعض حنفی فقہ کی کتابوں میں ہے انہوں نے لکھا ہے کہ ان فقہاء نے جس نقطہ نظر کی بنیاد پر لکھا ہے وہ بنیاد تو صحیح ہے البتہ قصور تعبیر کا ہے اگر اس تعبیر کی بجائے یہ لکھ دیا جائے کہ حرم اگر چہ مدینہ کا بھی ہے لیکن مکہ کے حرم کی طرح نہیں ہے کیونکہ مکہ کے حرم کے جو احکام ہیں وہ مدینہ کے حرم کے نہیں اس لئے حرمت مدینہ کی بھی ثابت ہے لیکن مکہ کی حرمت سے مختلف! تو بات صاف تھی کیونکہ تمام امت کا اسی کے مطابق عمل ہے مکہ کے حرم سے اگر درخت کاٹ لئے جائیں تو اس پر جزاء واجب ہو جاتی ہے لیکن مدینہ کے حرم سے درخت کاٹنے پر کسی نے جزاء واجب نہیں قرار دی، اسی عنوان کی ایک حدیث میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ ہجرت کر کے تشریف لائے اور مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ نے درخت کاٹنے کا حکم دیا تھا اور اس حکم کے مطابق کھجور کے جو درخت تھے وہ کاٹ دیئے گئے تھے اس طرح کے واقعات خود دور نبوت میں ملتے ہیں، درحقیقت مدینہ کو حرم قرار دے کر اس حرم کے درخت کاٹنے کی جو آپ ﷺ نے ممانعت فرمائی تھی اس سے مقصد صرف یہ تھا کہ مدینہ سے ایسے درخت نہ کاٹے جائیں جن سے حرم کی رونق اور اس کی ہریالی کو نقصان پہنچے۔

باب ٦٥٩ . فَضْلِ الْمَدِيْنَةِ وَاَنَّهَا تَنْفِي النَّاسَ

(٨٤٥) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَاْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خُبْثَ الْحَدِيْدِ۔

باب۔ مدینہ کی فضیلت، مدینہ (برے) آدمیوں کو نکال دیتا ہے

(۸۴۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے ایک ایسے شہر (میں ہجرت کا) حکم ہوا ہے جو دوسرے شہروں کو مغلوب کرے گا (کفار و منافقین) اسے یثرب کہتے ہیں و مدینہ ہے (برے) لوگوں کو اس طرح باہر کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو۔

باب ۶۶۰ : اَلْمَدِيْنَةُ طَابَةٌ

(٨٤٦) عَنْ اَبِىْ حُمَيْدٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَقْبَلْنَا مَعَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَبُوكٍ حَتّٰى اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ هٰذِهٖ طَابَةٌ۔

باب ۶۶۰۔ مدینہ کا نام طابہ

(۸۴۶) حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم غزوہ تبوک سے، نبی کریم ﷺ کے ساتھ واپس ہوتے ہوئے جب مدینہ کے قریب پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ہے طابہ۔

باب ۶۶۱ . مَنْ رَّغِبَ عَنِ الْمَدِيْنَةِ

(٨٤٧) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَتْرُكُوْنَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ لَا يَغْشَاهَا اِلَّا الْعَوَافِىْ يُرِيْدُ عَوَافِى السِّبَاعِ وَالطَّيْرِ وَاٰخِرُ مَنْ يُّحْشَرُ رَاعِيَانِ مِنْ مُّزَيْنَةَ يُرِيْدَانِ الْمَدِيْنَةَ يَنْعِقَانِ بِغَنَمِهِمَا فَيَجِدَانِهَا وُحُوْشًا حَتّٰى اِذَا بَلَغَا ثَنِيَّةَ الْوَدَاعِ خَرَّا عَلٰى وُجُوْهِهِمَا۔

باب ۶۶۱۔ جس نے مدینہ سے اعراض کیا

(۸۴۷) حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپؐ نے فرمایا تھا کہ لوگ مدینہ کو بہتر حالت میں چھوڑیں گے پھر وہاں ایسے حیوانات کی ریل پیل ہو جائے گی جو چارے کی تلاش میں شہروں کا رخ کرتے ہیں، آپ کی مراد درندوں اور پرندوں سے تھی، پھر آخر میں مزینہ کے دو چرواہے مدینہ آئیں گے تاکہ اپنی بکریوں کو ہانک کے لے جائیں، لیکن وہاں انہیں صرف وحشی جانور نظر آئیں گے، آخر ثنیۃ الوداع تک جب پہنچیں گے تو اپنے منہ کے بل گر پڑیں گے (یہ قرب قیامت کا واقعہ ہے۔)

(٨٤٨) عَنْ سُفْيٰنَ بْنِ اَبِىْ زُهَيْرٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُ) اَنَّهٗ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُفْتَحُ الْيَمَنُ فَيَاْتِىْ قَوْمٌ يُّبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَيُفْتَحُ الشَّامُ فَيَاْتِىْ قَوْمٌ يُّبِسُّوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ وَيُفْتَحُ الْعِرَاقُ فَيَاْتِىْ قَوْمٌ يُّبِسُّوْنَ فَيَتَحَمَّلُوْنَ بِاَهْلِيْهِمْ وَمَنْ اَطَاعَهُمْ وَالْمَدِيْنَةُ خَيْرٌ لَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ۔

(۸۴۸) حضرت سفیان بن ابی زہیرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یمن فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور ان کو جو ان کی بات مان جائیں گے، سوار ہو کر لے جائیں گے (یمن میں قیام کے لئے) کاش انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر تھا، اور شام فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں اور تمام ان لوگوں کو جو ان کی بات مان لیں گے اپنے ساتھ لے جائیں گے، کاش انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر ہے، اور عراق فتح ہوگا تو کچھ لوگ اپنی سواریوں کو تیز دوڑاتے ہوئے لائیں گے اور اپنے گھر والوں کو اور جو ان کی بات مان لیں گے اپنے ساتھ لے جائیں گے، کاش انہیں معلوم ہوتا کہ مدینہ ہی ان کے لئے بہتر تھا۔

فائدہ:۔ ان احادیث میں جو پیشن گوئی کی گئی ہے وہ حرف بحرف صحیح نکلی اور یہ آنحضور ﷺ کی نبوت پر شاہد عدل ہے علامہ کشمیریؒ نے لکھا ہے کہ اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات میں ملتا ہے کہ جب ممالک فتح ہوئے تو وہ لوگ دور دراز علاقوں میں پھیل گئے، لیکن اپنے آخری وقت مدینہ پہنچ گئے اور وفات اسی مقدس شہر میں ہوئی۔

باب ۶۶۲ . اَلْاِيْمَانُ يَارِزُ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

(٨٤٩) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْاِيْمَانَ لَيَارِزُ اِلَى

باب ۶۶۲۔ ایمان مدینہ کی طرف سمٹ آئے گا

(۸۴۹) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایمان مدینہ کی طرف اس طرح سمٹ آئے گا، جیسے سانپ اپنے بل میں

اَلْمَدِیْنَةِ كَمَا تَارِزُ الْحَیَّةُ اِلٰی جُحْرِهَا۔

آ جایا کرتا ہے۔

باب ۲۶۳ . اِثْمِ مَنْ كَادَاَهْلَ الْمَدِیْنَةِ

(۸۵۰)عَنْ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَكِیْدُ اَهْلَ الْمَدِیْنَةِ اَحَدٌ اِلَّا انْمَاعَ كَمَا یَنْمَاعُ الْمِلْحُ فِی الْمَآءِ۔

باب ۲۶۳ ۔ اہل مدینہ سے فریب کرنے کا گناہ

(۸۵۰) حضرت سعدؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا تھا، کہ اہل مدینہ کے ساتھ جو شخص بھی فریب کرے گا وہ اس طرح گھل جائے گا، جیسے نمک پانی میں گھل جایا کرتا ہے۔

باب ۲۶۴ . اٰطَامِ الْمَدِیْنَةِ

(۸۵۱)عَنْ اُسَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَشْرَفَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اُطُمٍ مِّنْ اٰطَامِ الْمَدِیْنَةِ فَقَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَااَرٰی اِنِّی لَاَرٰی مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُیُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ۔

باب ۲۶۴ ۔ مدینہ کے محلات

(۸۵۱) حضرت اسامہؓ نے فرمایا آپ ﷺ نے ایک بلند مقام سے مدینہ کے محلات میں سے ایک محل دیکھا اور فرمایا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں تمہیں بھی نظر آ رہا ہے؟ میں بوندوں کے گرنے کی طرح، تمہارے گھروں میں فتنوں کے نازل ہونے کی جگہوں کو دیکھ رہا ہوں۔

باب ۲۶۵ . لَا یَدْخُلُ الدَّجَّالُ الْمَدِیْنَةَ

(۸۵۲) عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَدْخُلُ الْمَدِیْنَةَ رُعْبُ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ لَهَا یَوْمَئِذٍ سَبْعَةُ اَبْوَابٍ عَلٰی كُلِّ بَابٍ مَّلَكَانِ

باب ۲۶۵ ۔ دجال مدینہ میں نہیں آ سکے گا

(۸۵۲) حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مدینہ پر دجال کا رعب بھی نہیں پڑے گا اس دور میں مدینہ کے سات دروازے ہوں گے اور ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔

(۸۵۳)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَنْقَابِ الْمَدِیْنَةِ مَلَائِكَةٌ لَّایَدْخُلُهَا الطَّاعُوْنُ وَلَاالدَّجَّالُ۔

(۸۶۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مدینہ کے راستوں پر فرشتے ہیں نہ اس میں سے طاعون آ سکتا ہے نہ دجال۔

(۸۵٤)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ(رَضِیَ اللّٰهُ تعالی عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ مِنْ بَلَدٍ اِلَّا سَیَطَؤُهُ الدَّجَّالُ اِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِیْنَةَ لَیْسَ مِنْ نِّقَابِهَا نَقْبٌ اِلَّا عَلَیْهِ الْمَلٰئِكَةُ صَآفِّیْنَ یَحْرُسُوْنَهَا ثُمَّ تَرْجُفُ الْمَدِیْنَةُ بِاَهْلِهَا ثَلٰثَ رَجَفَاتٍ فَیُخْرِجُ اللّٰهُ كُلَّ كَافِرٍ وَّمُنَافِقٍ۔

(۸۵۴) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کوئی ایسا شہر نہیں ملے گا جسے دجال نے پامال نہ کر دیا ہو، سوائے مکہ اور مدینہ کے کہ ان کے ہر راستے پر صف بستہ فرشتے کھڑے ہوں گے جو ان کی حفاظت کریں گے پھر مدینہ کی زمین تین مرتبہ کانپے گی جس سے ایک ایک کافر اور منافق کو اللہ تعالیٰ (حرمین شریفین سے) باہر کر دے گا۔

(۸۵۵)عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ(رَضِیَ اللّٰهُ تعالی عَنْهُ) قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدِیْثًا طَوِیْلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ فِیْمَا حَدَّثَنَا بِهٖ اَنْ قَالَ یَاْتِی الدَّجَّالُ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَیْهِ اَنْ یَّدْخُلَ نِقَابَ

(۸۵۵) حضرت ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے دجال کے متعلق طویل حدیث بیان کی آپ نے اپنی حدیث میں یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ دجال مدینہ کی ایک ویران زمین تک پہنچے گا، حالانکہ مدینہ میں داخلہ اس کے لئے ممکن نہیں ہوگا اس دن ایک شخص اس کی طرف

الْمَدِيْنَةِ يَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ بِالْمَدِيْنَةِ فَيَخْرُجُ اِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَّجُلٌ وَهُوَ خَيْرُ النَّاسِ اَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِيْ حَدَّثَنَا عَنْكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَه' فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَرَاَيْتَ اِنْ قَتَلْتُ هٰذَا ثُمَّ اَحْيَيْتُه' هَلْ تَشُكُّوْنَ فِي الْاَمْرِ فَيَقُوْلُوْنَ لَا فَيَقْتُلُه' ثُمَّ يُحْيِيْهِ فَيَقُوْلُ حِيْنَ يُحْيِيْهِ وَاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَشَدَّ بَصِيْرَةً مِّنِّى الْيَوْمَ فَيَقُوْلُ الدَّجَّالُ اَقْتُلُه' فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ ۔

نکل کر آگے بڑھے گا یہ لوگوں میں ایک بہترین فرد ہوگا یا (یہ فرمایا کہ) بہترین لوگوں میں ہوگا، وہ شخص کہے گا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم وہی دجال ہو جسکے متعلق ہمیں رسول اللہ ﷺ نے اطلاع دی تھی، دجال کہے گا کیا اگر میں اسے قتل کر کے پھر زندہ کر ڈالوں تو تم لوگوں کو میرے معاملہ میں کوئی شبہ رہ جائے گا اس کے حواری کہیں گے کہ نہیں چنانچہ دجال انہیں قتل کر کے پھر زندہ کر دے گا جب دجال انہیں زندہ کر دے گا تو وہ کہے گا، بخدا جس درجہ مجھے آج تمہارے متعلق بصیرت حاصل ہوئی اتنی کبھی نہ تھی دجال کہے گا، لاؤ تو اسے قتل کروں لیکن اس مرتبہ وہ قابو نہ پا سکے گا۔

باب ٦٦٦. اَلْمَدِيْنَةُ تَنْفِي الْخَبَثَ

باب ۶۶۶ ۔ مدینہ برائی کو دور کرتا ہے

(٨٥٦) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعَه' عَلَى الْاِسْلَامِ فَجَآءَ مِنَ الْغَدِ مَحْمُوْمًا فَقَالَ اَقِلْنِيْ فَاَبٰى ثَلٰثَ مِرَارٍ فَقَالَ الْمَدِيْنَةُ كَالْكِيْرِ تَنْفِيْ خَبَثَهَا وَ تَنْصَعُ طَيِّبَهَا ۔

(۸۵۶) حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام پر بیعت کی، دوسرے دن آیا تو اسے بخار چڑھا ہوا تھا کہنے لگا کہ میری بیعت فسخ کر دیجئے آپ ﷺ نے تین مرتبہ تو انکار کیا، پھر فرمایا مدینہ کی مثال بھٹی کی ہے کہ میل کچیل کو دور کر کے خالص جوہر کو نکھار دیتی ہے۔

(٨٥٧) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِيْنَةِ ضِعْفَيْ مَاجَعَلْتَ بِمَكَّةَ مِنَ الْبَرَكَةِ ۔

(۸۵۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ! جتنی آپ نے مکہ میں برکت عطا فرمائی ہے مدینہ میں اس سے دوگنی برکت نازل فرمائیے۔

(٨٥٨) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وُعِكَ اَبُوْبَكْرٍ وَّبِلَالٌ فَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اِذَا اَخَذَتْهُ الْحُمّٰى يَقُوْلُ

كُلُّ امْرِئٍ مُّصَبَّحٌ فِيْ اَهْلِهٖ
وَالْمَوْتُ اَدْنٰى مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ

وَكَانَ بِلَالٌ اِذَا اُقْلِعَ عَنْهُ الْحُمّٰى يَرْفَعُ عَقِيْرَتَه' يَقُوْلُ

اَلَا لَيْتَ شِعْرِيْ هَلْ اَبِيْتَنَّ لَيْلَةً
بِوَادٍ وَّحَوْلِيْ اِذْخَرٌ وَّجَلِيْلُ

وَهَلْ اَرِدَنْ يَّوْمًا مِيَاهَ مَجَنَّةٍ وَهَلْ يَبْدُوَنْ لِيْ شَامَّةٌ وَّطُفَيْلُ قَالَ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ شَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَعُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَاُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ كَمَا اَخْرَجُوْنَا مِنْ اَرْضِنَا اِلٰى اَرْضِ الْوَبَآءِ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ

(۸۵۸) حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو ابوبکر اور بلالؓ بخار میں مبتلا ہو گئے ابوبکرؓ جب بخار میں مبتلا ہوئے تو یہ شعر پڑھتے تھے ہر آدمی اپنے گھر والوں میں صبح کرتا ہے، حالانکہ موت اس کے چپل کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہے اور بلالؓ کا بخار اترا تو آپ بلند آواز سے یہ اشعار پڑھتے تھے کاش! ایک رات، میں مکہ کی وادی میں گزار سکتا اور میرے چاروں طرف اذخر اور جلیل (گھاس) ہوتیں۔ کاش! ایک دن میں مجنہ کے پانی پر پہنچتا اور کاش میں شامہ اور طفیل (پہاڑوں کو دیکھ سکتا۔ کہا کہ اے اللہ! شیبہ بن ربیعہ، عتبہ بن ربیعہ اور امیہ بن خلف کو اپنی رحمتوں سے اس طرح دور کر دے جس طرح انہوں نے ہمیں اپنے وطن سے اس بیماری کی زمین میں نکالا ہے، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ ہمارے دلوں میں مدینہ کی محبت اسی طرح پیدا کر دے جس طرح مکہ کی محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ! اے

حَبِّبُ اِلَيۡنَا الۡمَدِيۡنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوۡ اَشَدَّ اَللّٰهُمَّ بَارِكۡ لَنَا فِيۡ صَاعِنَا وَفِيۡ مُدِّنَا وَصَحِّحۡهَا لَهَا وَانۡقُلۡ حُمَّاهَا اِلَى الۡجُحۡفَةِ قَالَتۡ وَقَدِمۡنَا الۡمَدِيۡنَةَ وَهِيَ اَوۡ بَأُ اَرۡضِ اللّٰهِ قَالَتۡ فَكَانَ بُطۡحَانُ يَجۡرِيۡ نَجۡلًا تَعۡنِيۡ مَآءً اٰجِنًا

اللہ! ہمارے صاع اور ہمارے مد میں برکت عطا فرما اور اسے ہمارے لئے مناسب کردے، یہاں کے بخار کو جحفہ منتقل کردے، عائشہؓ نے بیان کیا کہ جب ہم مدینہ آئے تو یہ خدا کی سب سے زیادہ وبا والی سرزمین تھی، انہوں نے (اس کی وجہ) بتائی کہ وادی بطحان (مدینہ کی ایک وادی) سے متعفن اور بدبودار پانی بہا کرتا تھا۔

فائدہ:۔ رسول اللہ ﷺ کی دعاء کی برکت سے یہاں کی بیماریاں یکسر ختم ہوگئیں تھیں۔

كِتَابُ الصَّوۡمِ

کتاب مسائل روزہ کے بیان میں

باب ٦٦٧۔ فَضۡلِ الصَّوۡمِ

باب ٦٦٧۔ روزہ کی فضیلت

(٨٥٩) عَنۡ اَبِيۡ هُرَيۡرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنۡهُ) اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ فَلَا يَرۡفُثۡ وَلَا يَجۡهَلۡ وَاِنِ امۡرُؤٌ قَاتَلَهٗ اَوۡ شَاتَمَهٗ فَلۡيَقُلۡ اِنِّيۡ صَآئِمٌ مَّرَّتَيۡنِ وَالَّذِيۡ نَفۡسِيۡ بِيَدِهٖ لَخَلُوۡفُ فَمِ الصَّآئِمِ اَطۡيَبُ عِنۡدَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنۡ رِّيۡحِ الۡمِسۡكِ يَتۡرُكُ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ وَشَهۡوَتَهٗ مِنۡ اَجۡلِيَ الصِّيَامُ لِيۡ وَاَنَا اَجۡزِيۡ بِهٖ وَالۡحَسَنَةُ بِعَشۡرِ اَمۡثَالِهَا۔

(۸۵۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا روزہ ایک ڈھال ہے اس لئے (روزہ دار) نہ بےہودہ گوئی کرے اور نہ جاہلانہ افعال۔ اور اگر کوئی شخص اس سے لڑنے مرنے کے لئے کھڑا ہوجائے یا اسے گالی دے تو جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے) اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بندہ اپنا کھانا، پینا اور اپنی شہوات میرے لئے چھوڑتا ہے، روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور اس میں (دوسری) نیکیوں (کا ثواب بھی) اصل نیکی کے دس گنا ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ روزہ ڈھال ہے دنیا میں شہوات نفسانی وغیرہ سے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے غضب، عذاب اور دوزخ سے۔
دوسری تمام عبادات آدمی دکھاوے کے لئے کرسکتا ہے، صرف روزہ ہی ایک ایسی عبادت ہے جس کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہوتا ہے کوئی شخص اگر چاہے تو چھپ کر کھا پی سکتا ہے لیکن اگر وہ روزہ پورے آداب کے ساتھ رکھتا ہے تو گویا اس کا باعث صرف اللہ تعالیٰ کا خوف، اس کی رضا کے حصول کی خواہش اور قلب کا تقویٰ ہی ہوسکتا ہے۔ پس جب روزے کا باعث صرف اللہ تعالیٰ کا خوف وخشیت ٹھہرا تو اللہ تعالیٰ ہی براہ راست اس کا بدلہ دیں گے اب ایک آدمی غور کرے کہ جب انعام دینے والے اللہ تعالیٰ ہوں اور انعام بھی دیں خاص اس وجہ سے کہ ایک عمل صرف انہیں کے لئے کیا گیا ہے تو وہ انعام کس قدر بے پایاں ہوگا اگرچہ دوسرے اعمال کا بدلہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے دیا جائے گا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روزہ میں کوئی بہت بڑی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عمل کو بھی خاص اپنے لئے قرار دے رہے ہیں اور اس کا بدلہ بھی خود ہی دیں گے۔ غنیوں کے غنی انعام دینے پر آئیں، بےحساب اور لامحدود، رحمت، مغفرت اور جو سامنے ہو، پھر انعام اور اکرام کا اندازہ کون لگا سکتا ہے، تحدید وتعیین کس کی قدرت میں ہے ورنہ عام قاعدہ یہی ہے کہ نیکی کا بدلہ اصل سے دس گنا مل جائے۔

باب ٦٦٨ .الرَّيَّانُ لِلصَّائِمِيْنَ

(٨٦٠) عَنْ سَهْلٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالٰى عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهٗ الرَّيَّانُ يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّآئِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَايَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ يُقَالُ اَيْنَ الصَّآئِمُوْنُ فَيَقُوْمُوْنَ لَايَدْخُلُ مِنْهُ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ اَحَدٌ۔

باب ۶۶۸۔ روزہ داروں کے لئے ریان

(۸۶۰) حضرت سہلؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت کا ایک دروازہ ہے ''ریان'' قیامت کے دن اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی داخل ہو سکتے ہیں ان کے سوا کوئی اس سے داخل نہیں ہوسکتا۔ پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ اور روزہ دار کھڑے ہو جائیں گے (جنت میں اس دروازہ سے جانے کے لئے) انکے سوا اس سے اور کوئی نہیں اندر جائے گا اور جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی اندر نہ جاسکے گا۔

(٨٦١) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالٰى عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نُوْدِيَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ يَاعَبْدَاللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلٰوةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلٰوةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَاعَلَيَّ مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِّنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ نَعَمْ وَاَرْجُوْا اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ۔

(۸۶۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے راستے میں دو مرتبہ خرچ کیا اسے جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے، جو شخص نمازی ہوگا اسے نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا، جو مجاہد ہوگا اسے جہاد کے دروازہ سے بلایا جائے گا جو روزہ دار ہوگا، اسے ''باب الریان'' سے بلایا جائے گا اور جو صدقہ کرنے والا ہوگا، اسے صدقہ کے دروازہ سے بلایا جائے گا اس پر ابوبکرؓ نے پوچھا، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ! جو لوگ ان دروازوں (میں سے کسی ایک دروازہ) سے بلائے جائیں گے، مجھے ان سے بحث نہیں، آپ یہ فرمائیں کہ کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی انہیں میں ہوں گے۔

(٨٦٢) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا جَآءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ۔

(۸۶۲) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب رمضان آتا ہے، تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

(٨٦٣) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ۔

(۸۶۳) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔

(٨٦٤) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْالَهٗ (لهلال رمضان)۔

(۸۶۴) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمارہے تھے کہ جب چاند رمضان کے مہینہ کا دیکھو تو روزہ شروع کردو اور جب چاند (شوال کا) دیکھو تو افطار شروع کردو اور اگر بدلی ہو تو اندازہ سے کام کرو (یعنی رمضان کا چاند)۔

باب ۶۶۹ . مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فِی الصَّوْمِ

(۸۶۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَ شَرَابَهٗ۔

باب ۶۶۹۔ جس نے رمضان میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑا

(۸۶۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نیارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا (روزے رکھ کر) نہیں چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا، پینا چھوڑ دے۔

باب ۶۷۰ . هَلْ یَقُوْلُ اِنِّیْ صَائِمٌ اِذَا شُتِمَ

(۸۶۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّیَامَ فَاِنَّهٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَالصِّیَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّی امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِّیْحِ الْمِسْکِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَ اِذَا لَقِیَ رَبَّهٗ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ۔

باب ۶۷۰۔ کیا اگر کسی کو گالی دی جائے تو اسے یہ کہنا چاہئے کہ میں روزہ سے ہوں

(۸۶۶) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابن آدم (انسان) کا ہر عمل خود اس کا اپنا ہے، سوائے روزے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ ایک ڈھال ہے اگر کوئی روزے سے ہو تو اسے بے ہودہ گوئی نہیں کرنی چاہئے اور نہ ہی شور مچانا چاہئے، اگر کوئی شخص اس سے گالم گلوچ کرنا یا لڑنا چاہے تو اسکا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ سے ہوں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے، روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے، روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوں گی (ایک تو) جب وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے (اور دوسرے) جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزے کا (بدلہ پا کر) خوش ہوگا۔

باب ۶۷۱ . الصَّوْمِ لِمَنْ خَافَ عَنْ نَفْسِهِ الْعُزُوْبَةَ

(۸۶۷) عَنْ عَلْقَمَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ بَیْنَا اَنَا اَمْشِیْ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ الْبَاءَةَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ۔

باب ۶۷۱۔ روزہ، اس شخص کے لئے جو مجرد ہونے کی وجہ سے (زنا وغیرہ میں مبتلا ہو جانے کا) خوف رکھتا ہو

(۸۶۷) حضرت علقمہ نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ چل رہا تھا اسی دوران آپ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ نے فرمایا اگر کوئی صاحب استطاعت ہو تو اسے نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ نظر کو نیچی رکھنے اور شرم گاہ کو محفوظ رکھنے کا یہ باعث ہے اور اگر کسی میں اتنی استطاعت نہ ہو تو اسے روزے رکھنے چاہئیں کیونکہ اس سے شہوت ختم ہو جاتی ہے۔

باب ۶۷۲ . قَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ اِذَا رَاَیْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَ اِذَا رَاَیْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا

(۸۶۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ

باب ۶۷۲۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جب چاند (رمضان کا) دیکھو تو روزے رکھو اور جب (عید کا) چاند دیکھو تو روزے رکھنا چھوڑ دو

(۸۶۸) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک مہینہ کی (کم از کم انتیس راتیں) ہوتی ہیں اس لئے (انتیس

وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً فَلَا تَصُوْمُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوْا الْعِدَّةَ ثَلٰثِيْنَ۔

پوری ہو جانے پر) جب تک چاند نہ دیکھ لو، روزہ شروع نہ کرو اور اگر چاند چھپ جائے تو پورے تیس کرلو۔

(۸۶۹)عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهَا) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آلٰى مِنْ نِّسَآئِهٖ شَهْرًا فَلَمَّا مَضٰى تِسْعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا غَدَا اَوْرَاحَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّكَ حَلَفْتَ اَنْ لَّاتَدْخُلَ شَهْرًا فَقَالَ اِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ يَوْمًا۔

(۸۶۹) حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اپنی ازواج سے ایک مہینہ تک جدا رہے پھر جب انتیس دن پورے ہوگئے تو صبح کے وقت یا شام کے وقت آپ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ کسی نے کہا کہ آپ نے تو عہد کیا تھا کہ آپ ایک مہینہ تک انکے یہاں تشریف نہیں لے جائیں گے (حالانکہ ابھی انتیس دن ہوئے تھے کہ آپ ﷺ تشریف لے گئے) تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے

باب ۶۷۳ . شَهْرَا عِيْدٍ لَّا يَنْقُصَان

باب ۶۷۳۔ عید کے دونوں مہینے ناقص نہیں رہتے

(۸۷۰)عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِىْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ شَهْرَانِ لَا يَنْقُصَانِ شَهْرَا عِيْدٍ رَّمَضَانُ وَ ذُوْ الْحَجَّةِ۔

(۸۷۰) حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، دو مہینے ناقص نہیں رہتے، مراد عید، رمضان اور ذی الحجہ کے دونوں مہینے ہیں۔

فائدہ:۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسحٰق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حدیث میں یہ بشارت دی گئی ہے کہ دو مہینے پہلے اگر ناقص، یعنی انتیس کے ہوں پھر بھی ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوتی۔ یعنی اجر تیس دنوں ہی کا ملے گا۔

باب ۶۷۴ . قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَانَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ

باب ۶۷۴۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم لوگ حساب کتاب نہیں جانتے

(۸۷۱)عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّيَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسُبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَ هٰكَذَا يَعْنِىْ مَرَّةً تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ وَ مَرَّةً ثَلٰثِيْنَ ـ

(۸۷۱) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہم ایک بے پڑھی لکھی قوم ہیں، نہ لکھنا جانتے ہیں نہ حساب کرنا، مہینہ یوں ہے اور یوں ہے، آپ کی مراد ایک مرتبہ انتیس (دنوں سے) تھی اور ایک مرتبہ تیس سے۔

باب ۶۷۵ . لَا يَتَقَدَّ مَنَّ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ وَلَا يَوْمَيْنِ

باب ۶۷۵۔ رمضان سے پہلے ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے جائیں

(۸۷۲) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَقَدَّ مَنَّ اَحَدُكُمْ رَمَضَانَ بِصَوْمِ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صَوْمَهٗ فَلْيَصُمْ ذٰلِكَ الْيَوْمَ۔

(۸۷۲) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص رمضان سے پہلے (شعبان کی آخری تاریخوں میں) ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے، البتہ اگر کسی کو ان میں روزے رکھنے کی عادت ہو تو وہ اس دن بھی روزہ رکھ لے۔

فائدہ:۔ شک کے دن روزہ نہ رکھا جائے۔ یعنی انتیس تاریخ کو اگر چاند نہ دکھائی دیا، بادل یا غبار کی وجہ سے اور یہ متعین نہ ہو سکا کہ چاند ہوا یا نہیں تو اس دن روزہ نہ رکھنا چاہئے۔ اس حدیث میں ہے کہ رمضان سے پہلے ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے جائیں۔

مقصد آپ کا یہ تھا کہ اس طرح روزہ رکھنے سے رمضان کا غیر رمضان سے التباس پیدا ہو سکتا تھا اور شریعت اس طریقہ کو پسند نہیں کرتی ہے اس وجہ سے آپ ﷺ نے بار بار یہ فرمایا کہ چاند دیکھ کر ہی روزے شروع کئے جائیں اور چاند دیکھ کر ہی روزوں کا سلسلہ ختم کر دیا جائے لیکن اس سلسلے میں ایک اور حدیث بھی ہے جس کی تخریج ترمذی نے کی ہے کہ جب نصف شعبان باقی رہ جائے تو پھر روزے نہ رکھو۔

علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں روزے رکھنے سے ممانعت، امت پر شفقت کی وجہ سے ہے۔ یعنی جب رمضان مبارک سامنے آ رہا ہے تو اب اس کی تیاریوں میں لگ جانا چاہئے اور روزے نہیں رکھنے چاہئیں تا کہ رمضان سے پہلے ہی کہیں کمزور نہ ہو جائیں کہ یہ مہینہ عبادت اور محنت کا مہینہ ہے، لیکن جس حدیث میں ایک دن یا دو دن کے روزوں کی ممانعت ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ شریعت کی قائم کردہ حدود میں کسی قسم کی دخل اندازی نہ ہونے پائے اور امت کہیں احتیاط اور تقشف میں نفل اور فرض کی تمیز نہ کھو بیٹھے۔ اس لئے بعض فقہائے حنفیہ نے لکھا ہے کہ خاص خاص اہل علم کے لئے یوم شک کے روزے میں کوئی کراہت نہیں کیونکہ ان سے حدود شریعت کے قائم رکھنے کی توقع ہے۔ حدیث کے آخری حصے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بعض خاص دنوں میں روزہ رکھنے کا عادی تھا اور اتفاق سے وہ دن انتیس یا اٹھائیس شعبان کو پڑ گئے تو وہ اس دن روزہ رکھ لے

باب ٦٧٦. قَوْلِ اللّٰهِ عَزو جَلَّ ذِكْرُه'
أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى
نِسَآئِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ

باب ٦٧٦۔ اللہ عزوجل کا ارشاد حلال کر دیا ہے
تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں
سے بے حجاب ہونا، وہ تمہارا لباس ہیں تم ان کا لباس ہو

(٨٧٣) عَنِ الْبَرَآءِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ اَصْحٰبُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الرَّجُلُ صَآئِمًا فَحَضَرَ الْاِفْطَارُ فَنَامَ قَبْلَ اَنْ يُّفْطِرَ لَمْ يَاْكُلْ لَيْلَتَه' وَلَا يَوْمَه' حَتّٰى يُمْسِيَ وَ اِنَّ قَيْسَ بْنَ صِرْمَةَ الْاَنْصَارِيَّ كَانَ صَائِمًا فَلَمَّا حَضَرَ الْاِفْطَارُ اَتٰى امْرَاَتَه' فَقَالَ لَهَا اَعِنْدَكِ طَعَامٌ قَالَتْ لَا وَلٰكِنْ اَنْطَلِقُ فَاَطْلُبُ لَكَ وَكَانَ يَوْمَه' يَعْمَلُ فَغَلَبَتْه' عَيْنَاه' فَجَآءَتْه' امْرَاَتُه' قَالَتْ خَيْبَةً لَّكَ فَلَمَّا انْتَصَفَ النَّهَارُ غُشِيَ عَلَيْهِ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: "اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ فَفَرِحُوْا بِهَا فَرَحًا شَدِيْدًا وَّ نَزَلَتْ وَكُلُوْا وَ اشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ"

(٨٧٣) حضرت براء ابن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (ابتداء میں) محمد ﷺ کے صحابہ جب روزہ سے ہوتے (رمضان میں) اور افطار کا وقت آتا تو روزہ دار اگر افطار سے بھی پہلے سو جاتے تو پھر اس رات میں بھی اور آنے والے دن میں بھی انہیں کھانے پینے کی اجازت نہیں تھی تا آنکہ پھر شام ہو جاتی (تو روزہ افطار کر سکتے تھے) قیس بن صرمہ انصاریؓ روزے سے تھے، جب افطار کا وقت ہوا تو وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس کھانے کے لئے کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا کہ (کچھ) نہیں ہے، لیکن میں جاتی ہوں کہیں سے لاؤں گی، دن بھر انہوں نے کام کیا تھا، اس لئے آنکھ لگ گئی، جب بیوی واپس آئی اور انہیں (سوتے ہوئے) دیکھا تو فرمایا، افسوس تم محروم ہی رہے لیکن آدھے دن تک انہیں غشی آ گئی، جب اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی حلال کر دیا گیا، تمہارے لئے رمضان کی راتوں میں اپنی بیویوں سے بے حجاب ہونا، اس پر صحابہ بہت خوش ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی ''کھاؤ، پیو یہاں تک کہ ممتاز ہو جائے تمہارے لئے صبح کی سفید دھاری (صبح صادق) سیاہ دھاری (صبح کاذب) سے۔

فائدہ:۔ ان آیات کے شان نزول میں بعض دوسرے واقعات کا ذکر احادیث میں آتا ہے، بہر حال اس میں کوئی استبعاد نہیں، کسی آیت کے نازل ہونے کی متعدد وجوہ ہو سکتی ہیں۔

(۸۷۴)عَنْ عَدِیِّ ابْنِ حَاتِمٍ (رضی الله تعالی عنه) قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ عَمَدْتُ اِلٰی عِقَالٍ اَسْوَدَ وَاِلٰی عِقَالٍ اَبْیَضَ فَجَعَلْتُهُمَا تَحْتَ وِسَادَتِیْ فَجَعَلْتُ اَنْظُرُ فِی اللَّیْلِ فَلَا یَسْتَبِیْنُ لِیْ فَغَدَوْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَکَرْتُ لَهٗ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّمَا ذٰلِكَ سَوَادُ اللَّیْلِ وَبَیَاضُ النَّهَارِ۔

(۸۷۴)حضرت عدی بن حاتمؓ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ''تا آنکہ ممتاز ہوجائے تمہارے لئے سفید دھاری سیاہ دھاری سے۔'' تو میں نے ایک سیاہ رسی لی اور ایک سفید دونوں کو تکیہ کے نیچے رکھ لیا پھر انہیں میں رات دیکھتا رہا (کہ جب دونوں ایک دوسرے سے ممتاز ہوں تو کھانے پینے کا وقت ختم سمجھوں) لیکن (رات میں) ان کا رنگ ایک دوسرے سے ممتاز نہ ہوا، جب صبح ہوئی تو میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سے مراد تو رات کی تاریکی (صبح کاذب) اور دن کی سفیدی (صبح صادق) سے تھی۔

باب ۶۷۷. قَدْرِ کَمْ بَیْنَ السُّحُوْرِ وَصَلٰوةِ الْفَجْرِ

باب ۶۷۷۔ سحری اور فجر میں کتنا فاصلہ ہونا چاہئے

(۸۷۵)عَنْ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ اِلَی الصَّلٰوةِ قُلْتُ کَمْ کَانَ بَیْنَ الْاَذَانِ وَالسُّحُوْرِ قَالَ قَدْرِ خَمْسِیْنَ اٰیَةً۔

(۸۷۵)حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ سحری ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھاتے اور پھر آپ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ سحری اور اذان میں کتنا فاصلہ ہوتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ پچاس آیتیں (پڑھنے) کے برابر۔

باب ۶۷۸. بَرَکَةِ السُّحُوْرِ مِنْ غَیْرِ اِیْجَابٍ

باب ۶۷۸۔ سحری کی برکت جبکہ وہ واجب نہیں ہے

(۸۷۶)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السُّحُوْرِ بَرَکَةً۔

(۸۷۶)حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سحری کھاؤ کہ سحری میں برکت ہے۔

باب ۶۷۹. اِذَا نَوٰی بِالنَّهَارِ صَوْمًا

باب ۶۷۹۔ اگر روزے کی نیت دن میں کی

(۸۷۷)عَنْ سَلَمَةَ ابْنِ الْاَکْوَعِ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا یُنَادِیْ فِی النَّاسِ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ اَنْ مَّنْ اَکَلَ فَلْیُتِمَّ اَوْفَلْیَصُمْ وَمَنْ لَّمْ یَاْکُلْ فَلَا یَاْکُلْ۔

(۸۷۷)حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے عاشورہ کے دن ایک شخص کو یہ اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ جس نے کھانا کھالیا ہے، وہ اب (دن ڈوبنے تک روزہ کی حالت میں) پورا کرے یا (یہ فرمایا کہ) روزہ رکھے اور جس نے نہ کھایا ہو وہ (تو بہرحال روزہ رکھے) نہ کھائے۔

فائدہ:۔ یہ یادر ہے کہ عاشورہ کا روزہ رمضان کے روزوں کی فرضیت سے پہلے فرض تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب رمضان کے روزے عاشورہ کے بجائے متعین اور فرض ہوئے تو ان میں بھی یہ ضروری نہیں کہ رات ہی سے روزے کی نیت ہو، کیونکہ جب عاشورہ کا روزہ فرض تھا، تو خود آنحضور ﷺ نے جیسا کہ اس حدیث میں ہے دن میں ان لوگوں کے لئے باقی رکھنے کا اعلان فرمایا جنہوں نے کھانا نہ کھایا ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس روزہ کی مشروعیت بھی خاص اسی دن ہوئی تھی۔

باب ۶۸۰. الصَّآئِمِ یُصْبِحُ جُنُبًا

باب ۶۸۰۔ روزہ دار، صبح کو اٹھا تو جنبی تھا

(۸۷۸)عَنْ عَآئِشَةَ وَاُمِّ سَلَمَةَ اَخْبَرَاهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُدْرِکُهُ الْفَجْرُ وَهُوَ جُنُبٌ مِّنْ اَهْلِهٖ ثُمَّ یَغْتَسِلُ وَیَصُوْمُ۔

(۸۷۸)حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ نے خبر دی کہ (بعض مرتبہ) فجر ہوتی تو رسول اللہ ﷺ اپنے اہل کے ساتھ جنبی ہوتے تھے۔ پھر آپ غسل کرتے، حالانکہ آپ ﷺ روزے سے ہوتے تھے۔

باب ۶۸۱ . اَلْمُبَاشِرَةِ لِلصَّآئِمِ

(۸۷۹) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا) قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ وَيُبَاشِرُ وَهُوَ صَآئِمٌ وَكَانَ اَمْلَكَكُمْ لِاِرْبِه۔

باب ۶۸۱ ۔ روزہ دار کی اپنی بیوی سے مباشرت

(۸۷۹) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ روزہ سے ہوتے تھے لیکن (اپنی ازواج کے ساتھ تقبیل (بوسہ لینا) و مباشرت (اپنے جسم سے لگالینا) بھی کر لیتے تھے آنحضور ﷺ تم سب سے زیادہ اپنی خواہشات پر قابو رکھنے والے تھے۔

باب ۶۸۲ . الصَّآئِمِ اِذَا اَكَلَ اَوْشَرِبَ نَاسِيًا

(۸۸۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْه) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَسِيَ فَاَكَلَ وَشَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَه فَاِنَّمَا اَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ۔

باب ۶۸۲ ۔ روزہ دار اگر بھول کر کھا پی لے

(۸۸۰) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اگر کسی نے بھول کر کھا پی لیا ہو تو اپنا روزہ جاری رکھنا چاہئے کہ یہ اسے اللہ نے کھلایا اور سیراب کیا۔

باب ۶۸۳ . اِذَا جَامَعَ فِي رَمَضَانَ وَلَمْ يَكُنْ لَه شَيْءٌ فَتُصُدِّقَ عَلَيْهِ فَلْيُكَفِّرْ

(۸۸۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْه) قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْ جَآءَه رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلَكْتُ قَالَ مَالَكَ قَالَ وَاقَعْتُ عَلٰى امْرَاَتِيْ وَاَنَا صَآئِمٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ قَالَ لَا قَالَ فَهَلْ تَجِدُ اِطْعَامَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا قَالَ لَا قَالَ فَمَكَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَقٍ فِيْهَا تَمْرٌ وَّالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ قَالَ اَيْنَ السَّآئِلُ فَقَالَ اَنَا قَالَ خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِه فَقَالَ الرَّجُلُ اَعَلٰى اَفْقَرَ مِنِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَوَ اللّٰهِ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا يُرِيْدُ الْحَرَّتَيْنِ اَهْلُ بَيْتٍ اَفْقَرُ مِنْ اَهْلِ بَيْتِيْ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ اَنْيَابُه ثُمَّ قَالَ اَطْعِمْهُ اَهْلَكَ۔

باب ۶۸۳ ۔ کسی نے رمضان میں جماع کیا اور اسکے پاس کوئی چیز نہیں تھی، پھر اسے صدقہ دیا گیا تو اس سے کفارہ دے دینا چاہئے

(۸۸۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کی، یا رسول اللہ! میں تو ہلاک ہو گیا۔ آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کیا بات ہوئی؟ اس نے کہا کہ میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے جماع کر لیا ہے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تمہارے پاس کوئی غلام ہے جسے آزاد کر سکو، اس نے کہا کہ نہیں، پھر آپ نے دریافت فرمایا، کیا پے بہ پے دو مہینے کے روزے رکھ سکتے ہو؟ اس نے عرض کی کہ نہیں! آخر آپ ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے اندر ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانے کی استطاعت ہے؟ اس نے اس کا جواب نفی میں دیا، راوی حدیث نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ پھر تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر گئے، ہم بھی اپنی اسی حالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بڑا ٹوکرا (عرق نامی) پیش کیا گیا، جس میں کھجوریں تھیں، عرق ٹوکرے کو کہتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ سائل کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ میں حاضر ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے لو اور صدقہ کر دو، اس شخص نے کہا، یا رسول اللہ! کیا میں اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کر دوں؟ بخدا ان دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان کوئی بھی گھرانہ میرے گھر سے زیادہ محتاج نہیں ہے، اس پر نبی کریم ﷺ اس طرح ہنس پڑے کہ آپ کے دانت دکھائی دیئے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے گھر والوں ہی کو کھلا دو۔

فائدہ:۔ روزے کے کفارے کے اصول جمہور امت کے یہاں یہ ہے کہ اگر غلام اس کے پاس ہو تو اسے آزاد کر دے، اسلام نے غلامی کی رسم کو پسند نہیں کیا ہے، لیکن اس کی اتنی مختلف اور متنوع شکلیں دنیا میں موجود تھیں کہ یکدم ان کا مٹانا بھی ممکن نہیں تھا، اس لئے آنحضور ﷺ نے صرف اس سلسلے میں اصلاحات کر دیں اور غلام کے ساتھ جو ایک مظلومیت کا تصور قائم تھا۔ اس کی تمام صورتوں کو آپ نے ختم کرنے کا اعلان کر دیا پھر غلام آزاد کرنے پر آپ نے اتنا زور دیا اور بہت سی صورتوں میں اسے ضروری قرار دیا کہ آہستہ آہستہ دنیائے اسلام سے غلامی کا رواج بالآخر ختم ہی ہو گیا۔ تو کفارہ میں ترتیب کے اعتبار سے پہلے تو غلام آزاد کرنا ضروری ہے، لیکن اب غلامی کا رواج ختم ہو گیا ہے اس لئے اس کا سوال ہی نہیں رہتا۔ دوسرے درجہ میں اسلام نے یہ بتایا کہ اگر غلام نہ ملیں یا کسی کے پاس غلام نہ ہوں تو دو مہینے کے روزے رکھنا ضروری ہیں، اگر اتنے روزے رکھنے کی استطاعت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ضروری ہے۔ اب امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی کے پاس ان میں سے کچھ نہ ہو اور صدقہ میں کہیں سے کوئی چیز ملے تو اس کو کفارہ میں دے دینا چاہئے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا یہ (صدقہ) تمہارے لئے جائز ہے اس کے بعد پھر کسی کے لئے صدقہ کا یہ طریقہ جائز نہ ہوگا

باب ٦٨٤. الْحِجَامَةِ

(٨٨٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّاحْتَجَمَ وَهُوَ صَآئِمٌ۔

باب ٦٨٤۔ روزہ دار کا پچھنا لگوانا

(٨٨٢) حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے احرام کی حالت میں بھی پچھنا لگوایا اور روزہ کی حالت میں بھی پچھنا لگوایا۔

فائدہ:۔ قدیم زمانہ میں خراب خون نکالنے کی ایک صورت تھی جس کا نام پچھنا لگوانا تھا اس صورت میں نکالنے والے کو بھی اپنے منہ کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ پچھنا لگوانے والا اور لگانے والا، دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے، لیکن اس حدیث کو جمہور علماء امت حقیقت پر محمول نہیں کرتے بلکہ اس کی تاویل کرتے ہیں۔ اسی طرح قے کے سلسلہ میں بھی مصنف کا مسلک اپنے اسی اصول پر ہے کہ اندر سے باہر نکلنے والی چیز سے روزہ نہیں ٹوٹتا، لیکن جمہور امت کے یہاں روزہ ٹوٹنے کا یہ اصول نہیں ہے۔

باب ٦٨٥. الصَّوْمُ فِی السَّفَرِ وَالْاِفْطَارُ

(٨٨٣) عَنِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰی (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَقَالَ لِرَجُلٍ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِیْ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِیْ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لِیْ فَنَزَلَ فَجَدَحَ لَه' فَشَرِبَ ثُمَّ رَمٰی بِيَدِهٖ هٰهُنَا ثُمَّ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ اللَّيْلَ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ ۔

باب ٦٨٥۔ سفر میں روزہ اور افطار

(٨٨٣) حضرت ابن ابی اوفیٰؓ نے فرمایا ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں تھے (روزہ کی حالت میں) آنحضور ﷺ نے ایک صاحب سے فرمایا اتر کر میرے لئے ستو گھول لو، انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ ابھی تو سورج باقی ہے لیکن آپ کا حکم اب بھی یہی تھا کہ اتر کر میرے لئے ستو گھول لو۔ چنانچہ وہ اترے اور ستو گھول دیا پھر آپ ﷺ نے ایک طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ رات یہاں سے شروع ہو چکی ہے تو روزہ کو افطار کر لینا چاہئے۔ (یعنی اس وقت سورج ڈوب جاتا ہے)۔

(٨٨٤) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تعالی عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرِوِ الْاَسْلَمِیَّ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصُوْمُ فِی السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ۔

(٨٨٤) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حمزہ بن عمرو اسلمی نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ میں سفر میں بھی روزے رکھتا ہوں، وہ روزے بکثرت رکھا کرتے تھے (رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر جی چاہے تو روزہ رکھو، اور جی چاہے بے روزے رہو۔

باب ۶۸۶ . اِذَا صَامَ اَيَّامًا مِنْ رَمَضَانَ ثُمَّ سَافَرَ

(۸۸۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلَى مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ اَفْطَرَ فَاَفْطَرَ النَّاسُ۔

باب ۶۸۶۔ رمضان کے کچھ روزے رکھنے کے بعد کسی نے سفر کیا

(۸۸۵) حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ (فتح مکہ کے موقعہ پر) مکہ کی طرف رمضان میں چلے تو آپ روزہ سے تھے، لیکن جب کدید پہنچے تو روزہ رکھنا چھوڑ دیا اور صحابہ علیہم اجمعین نے بھی آپ کو دیکھ کر روزہ چھوڑ دیا۔

فائدہ:۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان میں جس دن سفر شروع ہوا اس دن کا روزہ رکھنا بہتر ہے لیکن پھر سفر کے باقی ایام میں روزہ نہ رکھنا چاہئے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا۔ (ابوعبداللہ نے کہا کہ عسفان اور قدید کے درمیان کدید ایک تالاب ہے۔)

(۸۸۶) عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ اَسْفَارِهٖ فِي يَوْمٍ حَارٍّ حَتّٰى يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَه عَلٰى رَاْسِهٖ مِنْ شِدَّةِ الْحَرِّ وَمَا فِيْنَا صَائِمٌ اِلَّا مَا كَانَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنِ رَوَاحَةَ۔

(۸۸۶) حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر کر رہے تھے، دن انتہائی گرم تھا، گرمی کا یہ عالم تھا کہ گرمی کی شدت کی وجہ سے لوگ اپنے سروں کو پکڑ لیتے تھے، نبی کریم ﷺ اور ابن رواحہ کے سوا اور کوئی شخص، شرکاء سفر میں روزہ سے نہیں تھا۔

باب ۶۸۷ . قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ

(۸۸۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَرَاٰى زِحَامًا وَّرَجُلًا فَقَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فَقَالَ مَاهٰذَا فَقَالُوْا صَائِمٌ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصَّوْمُ فِي السَّفَرِ۔

باب ۶۸۷۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے

(۸۸۷) حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، آپ نے ایک مجمع دیکھا جس میں ایک شخص پر لوگوں نے سایہ کر رکھا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا بات ہے؟ لوگوں نے کہا ایک روزہ دار ہے، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔

باب ۶۸۸ . لَمْ يَعِبْ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الصَّوْمِ وَالْاِفْطَارِ

(۸۸۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعِبِ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ۔

باب ۶۸۸۔ نبی کریم ﷺ کے اصحاب (سفر میں) روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی وجہ سے ایک دوسرے پر نکتہ چینی نہیں کیا کرتے تھے۔

(۸۸۸) حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ (رمضان میں) سفر کیا کرتے تھے (سفر میں بہت سے روزہ سے ہوتے اور بہت سے چھوڑ دیتے) لیکن روزہ دار بے روزہ دار پر اور بے روزہ دار روزہ دار پر کسی قسم کی نکتہ چینی نہیں کرتے تھے۔

باب ۶۸۹ . مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صَوْمٌ

(۸۸۹) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْها) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ مَّاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامٌ صَامَ عَنْهُ وَلِيُّه۔

باب ۶۸۹۔ کسی کے ذمے روزے رکھنے ضروری تھے، اسکا انتقال ہو گیا

(۸۸۹) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر کوئی شخص مرجائے اور اس کے ذمے روزے واجب ہوں تو اس کے ولی کو اس کی طرف سے روزے قضا کرنے چاہئیں۔

فائدہ:۔ اسی حدیث کی بناء پر امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ نذر کے روزے، نذر ماننے والے نے اگر انہیں نہ رکھا ہو اور انتقال ہو گیا ہو، اگر کوئی اس کا ولی وغیرہ نذر ماننے والے کی طرف سے رکھنا چاہے تو ادا ہو جاتے ہیں، البتہ رمضان کے روزوں میں اس طرح کی نیابت نہیں چلے گی

کیونکہ اسی حدیث کی بعض روایتوں میں ہے کہ آپ نے یہ حکم نذر کے روزوں سے متعلق دیا تھا، لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کسی بھی صورت میں روزے کی نیابت نہیں چل سکتی۔ حنفیہ کے مسلک کی تائید میں بھی ایک حدیث ہے۔ ''کوئی شخص کسی دوسرے کے بدلہ میں روزے نہ رکھے۔'' دوسری احادیث بھی احناف کی طرف سے پیش کی جاتی ہیں۔

باب ٦٩٠ . يُفْطِرُ بِمَا تَيَسَّرَ عَلَيْهِ بِالْمَآءِ وَغَيْرِهِ

(٨٩٠)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه)قَالَ سِرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَآئِمٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَاقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْ اَمْسَيْتَ قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ عَلَيْكَ نَهَارًا قَالَ انْزِلْ فَاجْدَحْ لَنَا فَنَزَلَ فَجَدَحَ ثُمَّ قَالَ لَوْ اَرَاَيْتُمُ اللَّيْلَ اَقْبَلَ مِنْ هٰهُنَا فَقَدْ اَفْطَرَ الصَّآئِمُ وَاَشَارَ بِاَصْبِعِهٖ قِبَلَ الْمَشْرِقِ۔

باب ٦٩٠۔ جو چیز بھی آسانی سے مل جائے پانی وغیرہ اس سے افطار کر لینا چاہئے۔

(٨٩٠) حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے، آنحضور ﷺ روزے سے تھے، جب سورج غروب ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اتر کر ہمارے لئے ستو گھول دو، انہوں نے عرض کی، یارسول اللہ! کاش تھوڑی دیر اور ٹھہرتے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اتر کر ہمارے لئے ستو گھول دو۔ چنانچہ انہوں نے پھر عرض کی یارسول اللہ! ابھی تو دن باقی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اتر کر ستو ہمارے لئے گھول دو۔ چنانچہ انہوں نے اتر کر ستو گھولا، آنحضور ﷺ نے پھر فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ رات ادھر سے آ گئی تو روزہ کو افطار کر لینا چاہئے۔ آپ ﷺ نے اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔

باب ٦٩١ . تَعْجِيْلُ الْاِفْطَارِ

(٨٩١)عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه)اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّا عَجَّلُوا الْفِطْرَ۔

باب ٦٩١۔ افطار میں جلدی کرنا

(٨٩١) حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمانوں میں اس وقت تک خیر باقی رہے گی جب تک افطار کی جلدی کا اہتمام (یعنی وقت ہوتے ہی) باقی رہے گا۔

باب ٦٩٢ . اِذَا اَفْطَرَ فِيْ رَمَضَانَ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ

(٨٩٢)عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ(رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا)قَالَتْ اَفْطَرْنَا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَيْمٍ ثُمَّ طَلَعَتِ الشَّمْسُ۔

باب ٦٩٢۔ رمضان میں اگر افطار کے بعد سورج نکل آیا

(٨٩٢) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مطلع ابر آلود تھا، ہم نے جب افطار کر لیا تو سورج نکل آیا۔

باب ٦٩٣ . صَوْمِ الصِّبْيَانِ

(٨٩٣) عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَتْ اَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ عَاشُوْرَآءَ اِلٰى قُرَى الْاَنْصَارِ مَنْ اَصْبَحَ مُفْطِرًا فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ اَصْبَحَ صَائِمًا فَلْيَصُمْ قَالَتْ فَكُنَّا نَصُوْمُهٗ بَعْدُ وَنُصَوِّمُ صِبْيَانَنَا وَنَجْعَلُ لَهُمُ اللُّعْبَةَ مِنَ الْعِهْنِ فَاِذَا بَكٰى اَحَدُهُمْ عَلَى الطَّعَامِ اَعْطَيْنَاهُ ذَاكَ حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَالْاِفْطَارِ۔

باب ٦٩٣۔ بچوں کا روزہ

(٨٩٣) حضرت ربیع بنت معوذؓ نے بیان کیا کہ عاشورا کی صبح کو آنحضور ﷺ نے انصار کے محلوں میں منادی فرمادی کہ صبح تک جس نے کھا پی لیا ہو وہ دن کے بقیہ حصے کو (روزہ دار کی طرح) پورے کرے اور جس نے کچھ کھایا پیا نہ ہو وہ روزے سے رہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر بعد میں بھی رمضان کے روزوں کی فرضیت کے بعد ہم اس دن روزہ رکھتے تھے اور اپنے بچوں سے بھی رکھواتے تھے انہیں ہم روئی کے بدلہ گڑیا دے کر بہلائے رکھتے تھے۔ جب کوئی کھانے کے لئے روتا تو وہی دیتے تھے

تا آنکہ افطار کا وقت آ جاتا۔

باب ۶۹۴ . صوم الْوِصَالِ

(۸۹۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْد (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّه سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَاتُوَاصِلُوْا فَاَیُّکُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّوَاصِلَ فَلْیُوَاصِلْ حَتَّی السَّحَرِ۔

باب ۶۹۴۔صوم وصال

(۸۹۴) حضرت ابوسعیدؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضور ﷺ فرماتے تھے کہ مسلسل (بلاسحر وافطار) روزے نہ رکھو، ہاں اگر کوئی وصال کرنا چاہے تو وہ سحری کے وقت تک ایسا کر سکتا ہے۔

فائدہ:۔روزے دن کے رکھے جاتے ہیں، رات کی ابتداء غروب آفتاب سے ہوتی ہے۔طلوع صبح صادق سے رات کا سلسلہ ختم ہوتا ہے اور دن کی ابتداء ہوتی ہے ''صوم وصال'' دن کے ساتھ رات میں بھی روزے کے تسلسل کو قائم رکھنے کا نام ہے۔شریعت کا روزے سے جو مقصد ہے وہ دن کے روزوں ہی سے پورا ہو جاتا ہے اور چونکہ مقصد تعب اور مشقت میں ڈالنا نہیں ہے اس لئے صوم وصال کی ممانعت کر دی گئی ہے۔البتہ حضور اکرم ﷺ صوم وصال یعنی سحر وافطار کے بغیر کئی دن رات کے روزے رکھتے تھے کیونکہ آپ ﷺ کو اس کی طاقت بخشی گئی تھی۔نیز وصال یعنی افطار نہ کرے اور رات بغیر کھائے گذار دے پھر جب سحری کا وقت ہو تو سحری کھالے، سحری ضروری کھالینی چاہئے، اس سے زیادہ کی اجازت نہیں ہے۔

باب ۶۹۵ . التَّنْکِیْلِ لِمَنْ اَکْثَرَ الْوِصَالَ

(۸۹۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ فِی الصَّوْمِ فَقَالَ لَه رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِنَّکَ تَوَاصِلُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَیُّکُمْ مِثْلِیْ اِنِّیْ اَبِیْتُ یُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَیَسْقِیْنِ فَلَمَّا اَبَوْا اَنْ یَّنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ یَوْمًا ثُمَّ یَوْمًا ثُمَّ رَاَوُا الْهِلَالَ فَقَالَ لَوْتَاَخَّرَ لَزِدْتُّکُمْ کَالتَّنْکِیْلِ لَهُمْ حِیْنَ اَبَوْا اَنْ یَّنْتَهُوْا۔(فَاکْلُفُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَاتُطِیْقُوْنَ)۔

باب ۶۹۵۔صوم وصال پر اصرار کرنے والے کو سزا دینا

(۸۹۵) حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلسل (کئی دن تک سحر وافطار کے بغیر) روزے سے منع کیا تھا، اس پر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ تو وصال کرتے ہیں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا میری طرح تم میں سے کون ہے؟ رات میں میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور سیراب کرتا ہے۔لوگ اس پر بھی جب صوم وصال رکھنے سے نہ رکے تو آپ ﷺ نے ان کے ساتھ دو دن تک وصال کیا، پھر چاند نکل آیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر چاند نہ دکھائی دیتا تو میں اور وصال کرتا۔گویا جب وہ صوم وصال سے نہ رکے تو آپ ﷺ نے ان کی سزا کے طور پر یہ کرنا چاہا تھا۔(پس تم اتنی ہی مشقت اٹھاؤ جتنی تمہارے اندر طاقت ہے۔)

فائدہ:۔شریعت کا سب سے اہم مقصد یہ ہے کہ انسان کسی تامل کے بغیر اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دے، حکم جیسا بھی ہو اس میں اپنی طرف سے کسی قسم کی بھی زیادتی یا کمی سخت مہلک ہے۔جب ہم نے آنحضور ﷺ کی رسالت کو مان لیا، وحی کے ذرائع پر کامل ایمان لائے اور اس کے متعلق یہ ہمارا یقین ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے تو اب اس میں کسی تامل کی گنجائش نہیں رہ جاتی۔کیونکہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں پر خود ہم سے بھی زیادہ واقف ہے۔اس نے ہماری فطرت بنائی ہے اس لئے اس کی طرف سے تمام احکام اس اصل فطرت کو سامنے رکھ کر نازل ہوئے ہیں۔ان احکام میں عزیمت کے ساتھ کچھ رخصتیں بھی دی گئی ہیں۔جب کسی معاملہ میں شریعت خود رخصت دے دے تو اب اس رخصت پر عمل کرنا ضروری ہے کیونکہ خدا کی مرضی یہی ہے۔آنحضور ﷺ نے صحابہؓ کو صوم وصال سے منع کیا، یہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا، انسانوں پر رحمت وشفقت پیش نظر تھی، بعض صحابہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی زیادہ رضا اسی میں ہے کہ وصال کیا جائے لیکن شریعت کی نظر میں مشقت کی اہمیت نہیں ہے۔اہمیت اطاعت، تسلیم ورضا کی ہے۔

باب ٦٩٦ . مَنْ اَقْسَمَ عَلٰی اَخِیْهِ لِیُفْطِرَ فِی التَّطَوُّعِ

(٨٩٦) عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ اٰخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَیْنَ سَلْمَانُ وَاَبِی الدَّرْدَآءَ فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَآءِ فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَآءَ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَاشَاْنُكِ قَالَتْ اَخُوْكَ اَبُوالدَّرْدَآءِ لَیْسَ لَه، حَاجَةٌ فِی الدُّنْیَا فَجآءَ اَبُوالدَّرْدَآءِ فَصَنَعَ لَه، طَعَامًا فَقَالَ كُلْ قَالَ فَاِنِّیْ صَآئِمٌ قَالَ مَا اَنَا بِاٰكِلٍ حَتّٰی تَاْكُلَ قَالَ فَاَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّیْلُ ذَهَبَ اَبُوالدَّرْدَآءِ یَقُوْمُ قَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ یَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ اٰخِرِاللَّیْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْاٰنَ فَصَلَّیْنَا فَقَالَ لَه، سَلْمَانُ اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَّلِنَفْسِكَ عَلَیْكَ حَقًّا وَّلِاَهْلِكَ عَلَیْكَ حَقًّا فَاَعْطِ كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّه، فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَه، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ۔

باب ٦٩٦۔ کسی نے اپنے بھائی کو نفلی روزہ توڑنے کے لئے قسم دی

(٨٩٦) حضرت ابی جحیفہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے سلمان اور ابوالدرداءؓ میں مواخاۃ کرائی تھی (ہجرت کے بعد) ایک مرتبہ سلمانؓ ابوالدرداءؓ سے ملاقات کے لئے گئے تو ام الدرداءؓ کو بہت پھٹے پرانے حال میں دیکھا تو پوچھا کہ یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟ ام الدرداءؓ نے جواب دیا کہ یہ تمہارے بھائی ابوالدرداءؓ دنیا کی طرف کوئی توجہ نہیں رکھتے پھر ابوالدرداء تشریف لائے اور ان کے سامنے کھانا حاضر کیا اور کہا کہ تناول کیجئے، یہ بھی کہا کہ میں روزے سے ہوں حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک نہیں کھاؤں گا جب تک آپ خود شریک نہ ہوں گے۔ پھر وہ کھانے میں شریک ہوگئے (اور روزہ توڑ دیا) رات ہوئی تو ابوالدرداء عبادت کے لئے اٹھے، سلمانؓ نے فرمایا کہ سوجایئے، چنانچہ وہ سوگئے پھر (تھوڑے وقفہ کے بعد) عبادت کے لئے اٹھے اور اس مرتبہ بھی سلمانؓ نے فرمایا کہ سوجایئے، پھر جب رات کا آخری حصہ ہوا تو سلمانؓ نے فرمایا کہ اچھا اب اٹھئے۔ چنانچہ دونوں نے نماز پڑھی۔ اس کے بعد سلمانؓ نے فرمایا کہ آپ کے رب کا بھی آپ پر حق ہے، آپ کی جان کا بھی آپ پر حق ہے اور آپ کی بیوی کا بھی آپ پر حق ہے۔ اس لئے ہر صاحب حق کی ادائیگی کرنی چاہئے۔ پھر آپ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ سلمان نے سچ کہا۔

فائدہ:۔ احناف کا مسلک یہ ہے کہ نفلی روزے یا نماز اگر کسی نے توڑ دی خواہ کسی عذر کی وجہ سے یا عذر کے بغیر ہر حال میں ان کی قضا واجب ہے کیونکہ نفلی عبادات کا مکلّف اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو نہیں بنایا ہے۔ اب اگر کوئی خود کرے تو اس پر ثواب ملتا ہے، لیکن جس طرح نذر مان لینے سے واجب ہوجاتی ہے، اسی طرح جب نفل شروع کردی تو گویا نذر کی طرح اپنے پر واجب کرلیا۔ اب اگر توڑے گا تو قضا واجب ہوگی۔ امام بخاریؒ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر کسی کی وجہ سے توڑا تو قضا نہیں ورنہ واجب ہے۔

نیز اسی حدیث کی دوسری روایتوں میں ہے کہ ام درداءؓ نے فرمایا کہ آپ کے بھائی دن میں روزہ رکھتے ہیں اور رات میں نماز پڑھتے رہتے ہیں۔ ایک اور روایت میں ہے کہ دنیا کی عورتوں کی طرف انہیں کوئی توجہ نہیں۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے جو اس وقت طرز عمل اختیار کیا ہے اس کا مقصد ابودرداءؓ کو ان کی رائے سے پھیرنا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے جن بندوں کے حقوق واجب کئے ہیں اللہ کے واجبی حقوق کے بعد ان کی رعایت بھی ضروری ہے۔ ان کی بیوی کو شکایت تھی وہ خود بھی بڑی درجہ کی صحابیہ تھیں اور صحابی کی صاحبزادی تھیں لیکن بہر حال غیر معمولی طور پر عبادت میں جبر و مشقت اختیار کرنے سے خود آنحضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ اس لئے حضرت سلمانؓ نے انہیں سمجھایا کہ اتنی زیادتی نہ ہونی چاہئے۔

باب ٦٩٧ . صَوْمِ شَعْبَان

(٨٩٧) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْها) قَالَتْ كَانَ

باب ٦٩٧۔ شعبان کے روزے

(٨٩٧) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ رکھنے لگتے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَ يُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَايَصُوْمُ فَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ اِلَّا رَمَضَانَ وَمَا رَاَيْتُه، اَكْثَرَ صِيَامًا مِّنْهُ فِيْ شَعْبَانَ۔

تو ہم (آپس میں) کہتے کہ اب آپ روزہ رکھنا چھوڑیں گے ہی نہیں اور جب روزہ چھوڑتے تو ہم کہتے کہ اب آپ روزہ رکھیں گے ہی نہیں! میں نے رمضان کو چھوڑ کر رسول اللہ ﷺ کو کبھی پورے مہینہ کا روزہ رکھتے نہیں دیکھا اور جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے تھے، میں نے کسی مہینہ میں اس سے زیادہ روزے رکھتے آپ کو نہیں دیکھا۔

عَنْ عَآئِشَةَ((رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا)قَالَتْ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَهْرًا اَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَاِنَّه، كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّه، وَكَانَ يَقُوْلُ خُذُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَايَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَاَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَادُوْوِمَ عَلَيْهِ وَ اِنْ قَلَّتْ وَكَانَ اِذَا صَلّٰى صَلٰوةً دَاوَمَ عَلَيْهَا۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ شعبان سے زیادہ کسی اور مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے، شعبان کے اکثر ایام میں آپ روزہ سے رہتے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ عمل وہی اختیار کرو جس کی تم میں طاقت ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ (ثواب دینے سے) نہیں تھکتے جب تک تم خود نہ اکتا جاؤ۔ نبی کریم ﷺ اس نماز کو سب سے زیادہ پسند فرماتے تھے جس پر مداومت اختیار کی جائے۔ خواہ کم ہی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ آنحضور ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اسے ہمیشہ پڑھتے تھے۔

باب ۶۹۸ . مَايُذْكَرُ مِنْ صَوْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَ اِفْطَارِهٖ

باب ۶۹۸۔ نبی کریم ﷺ کے روزے رکھنے اور نہ رکھنے کے متعلق روایات

(۸۹۸)عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسًا عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كُنْتُ اُحِبُّ اَنْ اَرَاهُ مِنَ الشَّهْرِ صَآئِمًا اِلَّا رَاَيْتُه، وَلَا مُفْطِرًا اِلَّا رَاَيْتُه، وَلَا مِنَ اللَّيْلِ قَائِمًا اِلَّا رَاَيْتُه، وَلَانَائِمًا اِلَّا رَاَيْتُه، وَلَا مَسِسْتُ خَزَّةً وَّلَا حَرِيْرَةً اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا شَمِمْتُ مِسْكَةً وَلَا عَبِيْرَةً اَطْيَبَ رَائِحَةً مِنْ رَّائِحَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(۸۹۸) حضرت حمید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے انسؓ سے نبی کریم ﷺ کے روزوں کے متعلق پوچھا تو آپؓ نے فرمایا کہ جب میرا دل چاہتا کہ آپ ﷺ کو روزے سے دیکھوں تو میں آپ ﷺ کو روزے سے ہی دیکھتا اور بغیر روزے کے چاہتا تو بغیر روزے سے ہی دیکھتا۔ رات میں کھڑے (نماز پڑھتے) چاہتا تو اسی طرح نماز پڑھتے دیکھتا اور سوتے ہوئے چاہتا تو اسی طرح دیکھتا۔ میں نے نبی کریم ﷺ کے دست مبارک سے زیادہ نرم و نازک خز و حریر (ریشم کے کپڑے) کو بھی نہیں دیکھا اور نہ مشک وعنبر کو آپ ﷺ کی خوشبو سے پاکیزہ پایا۔

باب ۶۹۹ . مَنْ زَارَ قَوْمًا فَلَمْ يُفْطِرْ عِنْدَ هُمْ

باب ۶۹۹۔ جس نے کچھ لوگوں سے ملاقات کی اور ان کے یہاں جا کر روزہ نہیں توڑا۔

(۸۹۹)عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى اُمِّ سُلَيْمٍ فَاَتَتْهُ بِتَمْرٍ وَّسَمْنٍ قَالَ اَعِيْدُوْا سَمْنَكُمْ فِيْ سِقَائِهٖ وَتَمْرَكُمْ فِيْ وِعَائِهٖ فَاِنِّيْ صَآئِمٌ ثُمَّ قَامَ اِلٰى نَاحِيَةٍ مِّنَ الْبَيْتِ فَصَلّٰى غَيْرَ الْمَكْتُوْبَةِ فَدَعَا لِاُمِّ سُلَيْمٍ وَّاَهْلِ بَيْتِهَا فَقَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ يَّارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ خُوَيْصَةً قَالَ مَاهِيَ قَالَتْ خَادِمُكَ

(۸۹۹) حضرت انسؓ نے فرمایا نبی کریم ﷺ ام سلیمؓ کے یہاں تشریف لے گئے، انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں کھجور اور گھی حاضر کیا، لیکن آپ نے فرمایا، یہ گھی اس کے برتن میں رکھ دو اور یہ کھجوریں بھی برتن میں رکھ دو کیونکہ میں روزے سے ہوں پھر آنحضور ﷺ نے گھر کے ایک گوشے میں کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھی اور ام سلیم اور ان کے گھر والوں کے لئے دعا کی۔ ام سلیمؓ نے عرض کیا کہ میرا ایک لاڈلا بھی تو ہے! فرمایا

اَنَسٌ فَمَا تَرَكَ خَيْرَ اٰخِرَةٍ وَّلَا دُنْيَا اِلَّا دَعَا بِهٖ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْهُ مَالًا وَّوَلَدًا وَّ بَارِكْ لَهٗ فَاِنِّیْ لَمِنْ اَكْثَرِ الْاَنْصَارِ مَالًا وَحَدَّثَتْنِیْ اُبْنَتِیْ اُمَيْنَةُ اَنَّهٗ دُفِنَ لِصُلْبِیْ مَقْدَمَ الْحَجَّاجِ الْبَصْرَةَ بِضْعٌ وَعِشْرُوْنَ وَمِائَةٌ۔

کون؟ انہوں نے کہا کہ آپ کے خادم انس (ام سلیمؓ کے بیٹے) پھر آنحضور ﷺ نے دنیا اور آخرت کی کوئی خیر و بھلائی نہ چھوڑی جس کی ان کے لئے دعا نہ کی ہو آپ نے دعا میں فرمایا اے اللہ! انہیں مال اور اولاد عطا فرما اور اس میں برکت دے۔ (انسؓ کا بیان تھا کہ) چنانچہ میں انصار میں سب سے زیادہ مالدار ہوں، اور مجھ سے میری بیٹی امینہ نے بیان کیا کہ حجاج کے بصرہ آنے تک صرف میری اولاد میں تقریباً ایک سو بیس کا انتقال ہو چکا تھا۔

باب ۷۰۰. صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ

باب ۷۰۰۔ جمعہ کے دن کا روزہ

(۹۰۰) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ سَاَلْتُ جَابِرًا اَنَهَى النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ قَالَ نَعَمْ!۔

(۹۰۰) محمد بن عباد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے حضرت جابرؓ سے پوچھا، کیا نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا تھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں!۔

(۹۰۱) عَنْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِیَ صَائِمَةٌ فَقَالَ اَصُمْتِ اَمْسِ قَالَتْ لَا قَالَ تُرِيْدِيْنَ اَنْ تَصُوْمِيْنَ غَدًا قَالَتْ لَا قَالَ فَاَفْطِرِیْ۔

(۹۰۱) حضرت جویریہ بنت حارثؓ نے فرمایا نبی کریم ﷺ ان کے یہاں جمعہ کے دن تشریف لے گئے (اتفاق سے) وہ روزہ سے تھیں آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا، کیا کل گزشتہ بھی روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا آئندہ کل روزہ رکھنے کا ارادہ ہے؟ جواب دیا کہ نہیں! آپ نے فرمایا کہ پھر روزہ توڑ دو۔

فائدہ:۔ فقہ حنفی کی مستند کتاب ''الدر المختار'' میں ہے کہ جمعہ کے دن کا روزہ مکروہ ہے، لیکن یہ بھی تشدد ہے، زیادہ سے زیادہ مفضول کہا جا سکتا ہے اور یہ بھی خارجی عوارض کی وجہ سے کہ کہیں اس سے لوگوں کے عقائد نہ بگڑ جائیں اور عوام اسے ضرورت سے زیادہ متبرک دن سمجھ کر خالص اسی دن کا التزام نہ کرنے لگیں ورنہ یہ دن عید وغیرہ کی طرح نہیں۔ اسی طرح سنیچر کو روزہ رکھنے کی ممانعت یہود کے ساتھ تشبہ پیدا ہو جانے کی وجہ سے ہے۔ (فیض الباری صفحہ ۱۷۶ ج ۲)

باب ۷۰۱. هَلْ يَخُصُّ شَيْئًا مِنَ الْاَيَّامِ

باب ۷۰۱۔ کیا کچھ دن خاص کئے جا سکتے ہیں

(۹۰۲) عَنْ عَلْقَمَةَ قُلْتُ لِعَائِشَةَؓ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْتَصُّ مِنَ الْاَيَّامِ شَيْئًا قَالَتْ لَا كَانَ عَمَلُهٗ دِيْمَةً وَّاَيُّكُمْ يُطِيْقُ مَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطِيْقُ۔

(۹۰۲) حضرت علقمہؓ نے عائشہؓ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ نے (روزہ وغیرہ عبادات کے لئے) کچھ دن مخصوص و متعین کر رکھے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ آپ کے ہر عمل میں مداومت ہوتی تھی اور دوسرا کون ہے جو رسول اللہ ﷺ جتنی طاقت رکھتا ہو؟

باب ۷۰۲. صِيَامِ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ

باب ۷۰۲۔ ایام تشریق کے روزے

(۹۰۳) عَنْ عَائِشَةَ وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا) قَالَا لَمْ يُرَخَّصْ فِیْ اَيَّامِ التَّشْرِيْقِ اَنْ يُّصَمْنَ اِلَّا لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ الْهَدْیَ۔

(۹۰۳) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور ابن عمرؓ دونوں نے بیان کیا کہ سوا اس شخص کے جس کے پاس (حج میں) قربانی کا جانور نہ ہو (تمتع کرنے والا حاجی کے) اور کسی کو ایام تشریق میں روزے کی اجازت نہیں ہے۔

فائدہ:۔ یوم نحر یعنی عیدالاضحیٰ کی دسویں تاریخ کے بعد ایام تشریق آتے ہیں۔ اس میں اختلاف ہے کہ یوم نحر کے بعد دو دن ایام تشریق کے ہیں یا تین دن بہر حال احناف کے یہاں ایام تشریق میں بھی روزے رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اس میں قارن اور متمتع وغیرہ کا کوئی فرق نہیں۔ لیکن بعض نے ان دنوں کے روزے کی مطلقاً اجازت دی ہے اور بعض نے صرف تمتع کرنے والے حاجی کو اجازت دی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی صرف حج تمتع کرنے والے کے لئے اجازت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ابن عمرؓ اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات لائے ہیں جو یہی مسلک رکھتے تھے، ورنہ دوسری روایات حضرت علی اور عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم سے احناف کے مسلک کے مطابق منقول ہیں۔

باب ۷۰۳. صِيَامِ يَوْمِ عَاشُوْرَآءَ

باب ۷۰۳۔ عاشورا کے دن کا روزہ

(۹۰۴) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) قَالَتْ كَانَ يَوْمُ عَاشُوْرَآءَ تَصُوْمُه' قُرَيْشٌ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُه' فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ صَامَه' وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ فَلَمَّا فُرِضَ رَمَضَانُ تَرَكَ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَمَنْ شَآءَ صَامَه' وَمَنْ شَآءَ تَرَكَه'۔

(۹۰۴) حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ عاشورا کے دن جاہلیت میں قریش روزہ رکھتے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی رکھتے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ نے یہاں بھی اس دن روزہ رکھا اور اس کا لوگوں کو حکم بھی دیا لیکن رمضان کی فرضیت کے بعد آپ ﷺ نے اس کا (التزام) چھوڑ دیا۔ اب جو چاہتا رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

فائدہ:۔ عاشورا محرم کی دسویں تاریخ کو کہتے ہیں۔ ابن عباسؓ سے جو یہ منقول ہے کہ یوم عاشورا نویں تاریخ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ دسویں کے ساتھ نویں تاریخ کا بھی روزہ رکھنا سنت ہے۔ ورنہ خود انہیں سے ایک روایت میں بصراحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشورا یعنی دسویں محرم کے روزے کا حکم دیا تھا۔

(۹۰۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَرَاَى الْيَهُوْدَ تَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ مَاهٰذَا قَالُوْا هٰذَا اَيَوْمٌ صَالِحٌ هٰذَا يَوْمٌ نَجَّى اللّٰهُ بَنِيْ اِسْرَآءِيْلَ مِنْ عَدُوِّهِمْ فَصَامَه' مُوْسٰى قَالَ فَاَنَا اَحَقُّ بِمُوْسٰى مِنْكُمْ فَصَامَه' وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ۔

(۹۰۵) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے، آپ نے یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورا کے دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے اس کا سبب دریافت فرمایا تو انہوں نے بتایا کہ یہ ایک اچھا دن ہے، اسی دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو ان کے دشمن (فرعون) سے نجات دلائی تھی اس لئے موسیٰ نے اس دن کا روزہ رکھا تھا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر ہم موسیٰ کے (شریک مسرت وغم ہونے میں) تم سے زیادہ مستحق ہیں، چنانچہ آپ ﷺ نے اس دن روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی اس کا حکم دیا۔

فائدہ:۔ مشرکین قریش زمانہ جاہلیت ہی سے اس دن روزہ رکھتے تھے۔ غالباً یہ کسی اللہ کے نبی کی باقیات میں سے ہوگا۔ اس روایت میں یہ بھی تھا کہ آنحضور ﷺ بھی اس دن مکہ میں ہی روزہ رکھتے تھے۔ اور جب مدینہ تشریف لائے تو آپ نے انصار کو بھی اس کا حکم دیا تھا۔ بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ عیسائی بھی اس دن روزہ رکھتے تھے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ گذشتہ شریعتوں میں اس دن کا روزہ مشروع تھا۔ بہر حال آنحضور ﷺ کا یہودیوں سے سوال اور پھر موسیٰ علیہ السلام سے اظہار تعلق واقعیت اور حقیقت کے ساتھ اس کا بھی اہتمام ہے کہ آپ نے ان کی تالیف قلب کے لئے یہ طرز عمل اختیار فرمایا تھا جیسا کہ بعض دوسرے مسائل میں بھی آپ نے ایسا کیا تھا۔

باب ۷۰۴. فَضْلِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ

باب ۷۰۴۔ رمضان میں (نماز کیلئے) کھڑے ہونے والے کی فضیلت

(۹۰۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

(۹۰۶) حضرت ابو ہریرہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ رمضان کے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُولُ لِرَمَضَانَ مَنْ قَامَہٗ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ۔

متعلق فرمارہے تھے جو شخص بھی اس میں ایمان، نیت اجر وثواب کے ساتھ نماز کے لئے کھڑا ہوگا اس کے پچھلے گناہ معاف ہوجائیں گے۔

باب۷۰۵. اَلتِمَاسِ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ

باب۷۰۵۔شب قدر کی تلاش آخری سات راتوں میں

(۹۰۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رِجَالًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُرُوْا لَیْلَۃَ الْقَدْرِ فِی الْمَنَامِ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرٰی رُؤْیَاکُمْ قَدْ تَوَاطَاَتْ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ فَمَنْ کَانَ مُتَحَرِّیْھَا فَلْیَتَحَرَّھَا فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ۔

(۹۰۷) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے چند اصحاب کو شب قدر خواب میں (رمضان کی) سات آخری تاریخوں میں دکھائی گئی تھی۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے خواب سات آخری تاریخوں پر متفق ہوگئے ہیں اس لئے جسے اس کی تلاش ہو وہ انہیں سات آخری تاریخوں میں تلاش کرے۔

(۹۰۸) عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) قَالَ سَاَلْتُ اَبَا سَعِیْدٍ وَّکَانَ لِیْ صَدِیْقًا فَقَالَ اعْتَکَفْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْعَشْرَ الْاَوْسَطَ مِنْ رَمَضَانَ فَخَرَجَ صَبِیْحَۃَ عِشْرِیْنَ فَخَطَبَنَا وَقَالَ اِنِّیْ اُرِیْتُ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ ثُمَّ اُنْسِیْتُھَا اَوْ نُسِّیْتُھَا فَالْتَمِسُوْھَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ فِی الْوِتْرِ وَاِنِّیْ رَاَیْتُ اَنِّیْ اَسْجُدُ فِیْ مَآءٍ وَّطِیْنٍ فَمَنْ کَانَ اعْتَکَفَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلْیَرْجِعْ فَرَجَعْنَا وَمَانَرٰی فِی السَّمَآءِ قَزَعَۃً فَجَآءَتْ سَحَابَۃٌ فَمَطَرَتْ حَتّٰی سَالَ سَقْفُ الْمَسْجِدِ وَکَانَ مِنْ جَرِیْدِ النَّخْلِ وَاُقِیْمَتِ الصَّلٰوۃُ فَرَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْجُدُ فِی الْمَآءِ وَالطِّیْنِ حَتّٰی رَاَیْتُ اَثَرَالطِّیْنِ فِیْ جَبْھَتِہٖ۔

(۹۰۸) حضرت ابوسلمہؓ نے بیان کیا کہ میں نے ابوسعید خدریؓ سے (شب قدر کے متعلق) پوچھا وہ میرے دوست تھے، جواب دیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ رمضان کے دوسرے عشرہ میں اعتکاف میں بیٹھے، بیس تاریخ کی صبح کو آنحضور ﷺ تشریف لائے اور ہمیں خطبہ دیا، آپ نے فرمایا کہ مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی لیکن بھلادی گئی یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) میں خود بھول گیا۔ اس لئے تم اسے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو، میں نے یہ بھی دیکھا ہے (خواب میں) کہ میں کیچڑ میں سجدہ کررہا ہوں۔ پس جولوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اعتکاف میں بیٹھے ہوں وہ واپس ہوجائیں۔ چنانچہ ہم واپس آگئے۔ اس وقت آسمان پر بادل کا ایک ٹکڑا بھی نہیں تھا، لیکن دیکھتے ہی دیکھتے بادل آگئے اور بارش اتنی ہوئی کہ مسجد کی چھت سے پانی ٹپکنے لگا۔ چھت کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھی۔ پھر نماز کی اقامت ہوئی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کیچڑ میں سجدہ کررہے تھے۔ میں نے مٹی کا اثر آپ ﷺ کی پیشانی پر نمایاں دیکھا۔

باب۷۰۶. تَحَرِّیْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ

باب۷۰۶۔شب قدر کی تلاش آخری عشرہ کی طاق راتوں میں

(۹۰۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْتَمِسُوْھَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَّمَضَانَ لَیْلَۃُ الْقَدْرِ فِیْ تَاسِعَۃٍ تَبْقٰی فِیْ سَابِعَۃٍ تَبْقٰی فِیْ خَامِسَۃٍ تَبْقٰی۔

(۹۰۹) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شب قدر کو رمضان کے آخری عشرہ میں تلاش کرو، جب نو دن باقی رہ جائیں، سات باقی رہ جائیں یا پانچ دن باقی رہ جائیں۔

فائدہ:۔ شب قدر سے متعلق احادیث مختلف ہیں، بعض میں کسی بھی تخصیص کے بغیر عشرہ اخیرہ میں عبادت کا حکم ہے اور بعض سے عشرہ اخیرہ کی خاص طاق راتوں میں عبادت کا حکم مفہوم ہوتا ہے۔ یہ بہر حال متعین ہے کہ غیر طاق راتوں میں خاص طور پر عبادت کا حکم کسی بھی حدیث میں نہیں ہے۔ نو، سات یا پانچ طاق عدد ہیں، لیکن اسی وقت جب مہینہ انتیس کا ہو، اگر کہیں مہینہ تیس کا ہوگیا تو یہی طاق ہوجائیں گے۔

اس لئے ان احادیث کی روشنی میں جن میں خاص طاق راتوں میں عبادات کا حکم ہے، یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ طاق راتوں کی تعیین کس طرح کی جائے؟ علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے اس کے شمار کا جو طریقہ لکھا ہے وہ اس سلسلے کی احادیث کی روشنی میں زیادہ قریب الی الفہم معلوم ہوتا ہے۔ انہوں نے اس کے شمار کے لئے ذیل کا نقشہ دیا ہے۔

۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
	۹	۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱

انہوں نے لکھا ہے کہ سارا اختلاف اس کے شمار کرنے کی صورت سے پیدا ہوتا ہے۔ اگر ایک سے شمار شروع کیا جائے تو یہی سات، پانچ اور نو طاق نہیں پڑتے لیکن اگر آخر سے یعنی تیس سے شمار کیا جائے تو یہی پھر طاق پڑ جاتے ہیں۔ آپ نقشے میں دیکھئے ۲۴ تاریخ بھی ایک طرح سے طاق ہے اور ایک طرح غیر طاق۔ عشرہ آخیر کے تمام ایام کا یہی حال ہے۔ شب قدر کی تعیین میں شریعت کی طرف سے ابہام کو باقی رہنے دیا گیا ہے، اس میں شریعت کی کوئی مصلحت تھی اس لئے یہ کیا بعید ہے۔ اگر اس کے شمار کرنے میں ابہام رہنے دیا گیا ہو اور اس طرح ابہام در ابہام خود شریعت نے مصلحتاً پیدا کیا ہو۔ ابن عباسؓ کی ایک حدیث ہے کہ شب قدر کو چوبیس تاریخ کی رات میں تلاش کرو۔ اس سے یہ اشکال پیدا ہوتا تھا کہ چوبیس تو طاق بھی نہیں، پھر اس میں شب قدر کی تلاش کس طرح حکم حدیث کے تحت کی جائے گی۔ لیکن شاہ صاحبؒ کے دیئے ہوئے نقشے کی روشنی میں ایک صورت میں یہ بھی طاق بن جاتا ہے۔ اس طرح اس باب کی تمام احادیث بڑی آسانی کے ساتھ حل ہو جاتی ہیں۔

(۹۱۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ فِي الْعَشْرِ هِيَ فِيْ تِسْعٍ يَّمْضِيْنَ اَوْفِيْ سَبْعٍ يَبْقِيْنَ يَعْنِيْ لَيْلَةَ الْقَدْرِ۔

(۹۱۰) حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، وہ (آخری) عشرہ میں پڑتی ہے، جب نو راتیں گذر جائیں یا سات راتیں باقی رہ جائیں، آپ کی مراد شب قدر سے تھی۔

باب۷۰۷. اَلْعَمَلِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَّمَضَانَ

باب ۷۰۷۔ رمضان کے آخری عشرہ میں عمل

(۹۱۱) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَهٗ وَ اَيْقَظَ اَهْلَهٗ۔

(۹۱۱) حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ جب (رمضان کا) آخری عشرہ آتا تو نبی کریم ﷺ پوری طرح مستعد ہو جاتے، ان راتوں میں آپ خود بھی جاگتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے تھے۔

باب ۷۰۸: اَلْاِعْتِكَافِ فِي الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ وَالْاِعْتِكَافِ فِي الْمَسَاجِدِ كُلِّهَا

باب ۷۰۸۔ آخری عشرہ میں اعتکاف، خواہ کسی مسجد میں ہو

(۹۱۲) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَّمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ۔

(۹۱۲) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ اپنی وفات تک برابر رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے رہے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی تھیں۔

باب ۷۰۹. اَلْمُعْتَكِفُ لَايَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةٍ

باب ۷۰۹۔ معتکف گھر میں بلاضرورت نہ آئے

(۹۱۳) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَاِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَاْسَهٗ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَاُرَجِّلُهٗ وَكَانَ لَايَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةٍ اِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا۔

(۹۱۳) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، آنحضور ﷺ مسجد میں (اعتکاف کی حالت میں) سر مبارک میری طرف کر دیتے اور میں اس میں کنگھا کر دیتی۔ آنحضور ﷺ جب معتکف ہوتے تو بلاضرورت گھر میں تشریف نہیں لاتے تھے۔

باب ۷۱۰۔ اَلْاِعْتِکَافُ لَیْلاً

(۹۱۴) عَنْ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) سَأَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نَذَرْتُ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ اَنْ اَعْتَکِفَ لَیْلَۃً فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ اَوْفِ بِنَذْرِکَ۔

باب ۷۱۰۔ رات میں اعتکاف

(۹۱۴) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا، میں نے جاہلیت میں یہ نذر مانی تھی کہ مسجد حرام میں ایک رات کے لئے اعتکاف کروں گا؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرلو۔

باب ۷۱۱۔ اَلْاَخْبِیَۃُ فِی الْمَسْجِدِ

(۹۱۵) عَنْ عَآئِشَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَادَ اَنْ یَعْتَکِفَ فَلَمَّا انْصَرَفَ اِلَی الْمَکَانِ الَّذِی اَرَادَ اَنْ یَعْتَکِفَ اِذَا اَخْبِیَۃٌ خِبَآءُ عَآئِشَۃَ وَخِبَآءُ حَفْصَۃَ وَخِبَآءُ زَیْنَبَ فَقَالَ اَلْبِرَّ تَقُوْلُوْنَ بِھِنَّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ یَعْتَکِفْ حَتّٰی اعْتَکَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ۔

باب ۷۱۱۔ مسجد میں خیمے

(۹۱۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ کیا تھا تو کئی خیموں پر نظر پڑی، حفصہؓ کا خیمہ بھی، عائشہؓ کا خیمہ بھی اور زینبؓ کا بھی، اس پر آپ نے فرمایا، اچھا اسے انہوں نے نیکی سمجھ لیا ہے! پھر آپ ﷺ واپس تشریف لے گئے اور اعتکاف نہیں کیا بلکہ شوال کے (آخری) عشرہ میں اعتکاف کیا۔

باب ۷۱۲۔ ھَلْ یَخْرُجُ الْمُعْتَکِفُ لِحَوَآئِجِہٖ اِلٰی بَابِ الْمَسْجِدِ

(۹۱۶) عَنْ صَفِیَّۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ اَخْبَرَتْہُ اَنَّھَا جَآءَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَزُوْرُہٗ فِی اعْتِکَافِہٖ فِی الْمَسْجِدِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَّمَضَانَ فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَہٗ سَاعَۃً ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَھَا یَقْلِبُھَا حَتّٰی اِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ عِنْدَ بَابِ اُمِّ سَلَمَۃَ مَرَّ رَجُلَانِ مِنَ الْاَنْصَارِ فَسَلَّمَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَھُمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی رِسْلِکُمَا اِنَّمَا ھِیَ صَفِیَّۃُ بِنْتُ حُیَیٍّ فَقَالَا سُبْحَانَ اللّٰہِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَبُرَ عَلَیْھِمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الشَّیْطَانَ یَبْلُغُ مِنَ الْاِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ وَاِنِّیْ خَشِیْتُ اَنْ یَّقْذِفَ فِیْ قُلُوْبِکُمَا شَیْئًا

باب ۷۱۲۔ کیا معتکف اپنی ضروریات کے لئے مسجد کے دروازے تک جاسکتا ہے۔

(۹۱۶) نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ صفیہؓ نے فرمایا کہ وہ رمضان کے آخری عشرہ میں، جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف کئے ہوئے تھے، آپ سے ملنے مسجد میں آئیں، تھوڑی دیر باتیں کیں پھر واپس ہونے کے لئے کھڑی ہوئیں۔ نبی کریم ﷺ بھی انہیں پہنچانے کے لئے کھڑے ہوئے۔ جب وہ ام سلمہؓ کے دروازے کے قریب والے مسجد کے دروازہ پر پہنچیں تو دو انصاری ادھر سے گذرے اور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کسی تامل کی ضرورت نہیں یہ (میری بیوی) صفیہ بنت حیی ہیں۔ ان دونوں صحابہؓ نے عرض کیا سبحان اللہ یا رسول اللہ! ان پر آنحضور ﷺ کا یہ جملہ بڑا شاق گذرا، لیکن آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ شیطان خون کی طرح انسان کے بدن میں دوڑتا رہتا ہے، مجھے خطرہ یہ ہوا کہ کہیں تمہارے دلوں میں کوئی بدگمانی نہ پیدا ہو۔

فائدہ: حضرت ام سلمہؓ کا یہ دروازہ راستہ میں تھا۔ آنحضور ﷺ حضرت صفیہؓ کو دروازہ تک چھوڑنے آئے تھے، رات کا وقت تھا، بعض روایتوں میں ہے کہ ان دونوں حضرات نے آنحضور ﷺ کو دیکھ کر قدرے آگے بڑھ جانا چاہا، اس لئے آنحضور ﷺ نے حقیقت حال واضح کردی۔ یہ حدیث ہمیں مواقع شک سے بچنے اور معاملات کو واضح اور صاف رکھنے کی تاکید کرتی ہے۔ آنحضور ﷺ نبی تھے اور صحابہؓ کے دلوں میں آپ ﷺ کے لئے جس درجہ پاک وصاف خیالات ہوں گے وہ کسی انسان کے دل میں بھی کسی دوسرے کے لئے کیونکر ہونے لگے، لیکن اس کے باوجود آنحضور ﷺ نے صورت حال صاف کردی۔

باب ۷۱۳۔ اَلْاِعْتِکَافُ فِی الْعَشْرِ الْاَوْسَطِ مِنْ رَمَضَانَ

(۹۱۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْتَکِفُ فِیْ کُلِّ رَمَضَانَ عَشْرَۃَ اَیَّامٍ فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْہِ اعْتَکَفَ عِشْرِیْنَ یَوْمًا۔

باب ۷۱۳۔ رمضان کے درمیانی عشرہ میں اعتکاف

(۹۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال رمضان میں دس دن کا اعتکاف کرتے تھے، لیکن جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس سال آپ ﷺ نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔

كِتَابُ الْبُيُوْعِ

وَقَوْلُ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ
وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰا

باب ۱۴۱۷. مَاجَآءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ

(۹۱۸) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ اٰخَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ اِنِّيْ اَكْثَرُ الْاَنْصَارِ مَالًا فَاَقْسِمُ لَكَ نِصْفَ مَالِيْ وَانْظُرْ اَيَّ زَوْجَتِيْ هَوِيْتَ نَزَلْتُ لَكَ عَنْهَا فَاِذَا حَلَّتْ تَزَوَّجْتَهَا قَالَ فَقَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ لَاحَاجَةَ لِيْ فِيْ ذَالِكَ هَلْ مِنْ سُوْقٍ فِيْهِ تِجَارَةٌ قَالَ سُوْقُ قَيْنُقَاعٍ قَالَ فَغَدَا اِلَيْهِ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَاَتٰى بِاَقِطٍ وَّسَمْنٍ قَالَ ثُمَّ تَابَعَ الْغُدُوَّ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَلَيْهِ اَثَرُ صُفْرَةٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجْتَ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ قَالَ امْرَاَةً مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ كَمْ سُقْتَ قَالَ زِنَةَ نَوَاةٍ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ نَوَاةً مِّنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ۔

خرید وفروخت کے مسائل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: تمہارے لئے خرید وفروخت
حلال رکھی ہے لیکن سود کو حرام قرار دیا ہے،

باب ۱۴۱۷۔ فرمان باری تعالیٰ ''پھر جب پوری ہو چکے نماز تو پھیل پڑو زمین میں اور تلاش کرو اللہ تعالیٰ کے فضل کو

(۹۱۸) حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ نے فرمایا، جب ہم مدینہ آئے (ہجرت کر کے) تو رسول اللہ ﷺ نے میرے اور سعد بن ربیع انصاری کے درمیان مواخاۃ (بھائی چارہ) کرائی۔ سعد بن ربیعؓ نے کہا کہ میں انصار کے سب سے زیادہ مالدار افراد میں سے ہوں۔ اس لئے اپنا آدھا مال میں آپ کو دیتا ہوں اور آپ خود دیکھ لیں کہ میری دو بیویوں میں سے آپ کو کون زیادہ پسند ہے۔ میں آپ کے لئے اپنے سے جدا کر دوں گا، جب ان کی عدت پوری ہو جائے گی تو آپ ان سے شادی کر لیں۔ راوی نے بیان کیا کہ اس پر عبدالرحمانؓ نے فرمایا، مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے۔ (یہ بتائیے کہ) کیا یہاں کوئی بازار بھی ہے جہاں کاروبار ہوتا ہے؟ سعدؓ نے ''سوق قینقاع'' کا نام لیا۔ بیان کیا کہ جب صبح ہوئی تو عبدالرحمانؓ پنیر اور گھی لائے (بیچنے کے لئے) بیان کیا کہ پھر وہ برابر (خرید وفروخت کے لئے بازار) جانے لگے۔ کچھ دنوں بعد آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو زرد رنگ کا نشان کپڑے یا جسم پر لگا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا شادی کر لی۔ فرمایا کہ ہاں! آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کس سے؟ عرض کی کہ ایک انصاری خاتون سے، دریافت فرمایا اور مہر کتنا دیا؟ عرض کیا کہ ایک گٹھلی برابر سونا دیا، یا (یہ کہا کہ) سونے کی ایک گٹھلی دی پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اچھا تو پھر ولیمہ کرو، خواہ ایک بکری ہی کا ہو۔

فائدہ:۔ قریش تجارت پیشہ تھے اور مدینہ کے لوگ کھیتی باڑی کیا کرتے تھے، جب اسلام آیا اور مسلمانوں نے مکہ سے ہجرت کی تو مہاجرین نے جو اکثر قریش تھے مدینہ میں تجارت اور کاروباری زندگی اختیار کی اور انصار تو کھیتی اور باغبانی کیا ہی کرتے تھے۔ امام بخاریؒ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ تجارت کھیتی اور دنیاوی کاروبار زندگی کی ضروریات میں سے ہیں۔ اسلام اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا سچا مذہب ہے، اللہ ہی نے ہمیں پیدا کیا ہے، پھر زندگی کی ضرورت کو پوری کرنے سے کس طرح روک سکتا ہے، البتہ اس کی تاکید ضرور کر دی گئی ہے کہ تمام کاروبار، تجارت اور زندگی کی دوڑ میں اپنے نفع کے لئے کوئی شخص دوسرے کو کسی قسم کا بھی نقصان پہنچانے کی کوشش نہ کرے۔ حضور اکرم ﷺ کا عہد سب سے مبارک عہد تھا، لیکن اس میں تجارت، کھیتی، باغبانی اور زندگی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے جدوجہد ہوتی تھی۔ ''نواۃ من الذھب'' سونے کی ایک گٹھلی، اہل عرب کی اصطلاح میں پانچ درہم کو کہتے ہیں اور خاص اسی کے لئے اس کا استعمال ہے۔ لیکن ''زنة نواة من ذھب'' ''ایک گٹھلی برابر سونا، یہ ایک عام ترکیب ہے اور پانچ درہم سے زیادہ بھی ایک گٹھلی سونے کا وزن ہو سکتا تھا اور اس زمانہ میں تو اتنے سونے کی قیمت بہر حال اس سے زیادہ ہی ہوگی۔

باب ۷۱۵. الحَلَالُ بَيِّنٌ وَّالْحَرامُ بَيِّنٌ وَّبَيْنَهُمَا مُشْتَبِهَاتٌ

(۹۱۹) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الحَلَالُ بَيِّنٌ وَّالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَّ بَيْنَهُمَا اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَةٌ فَمَنْ تَرَكَ مَا شُبِّهَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ كَانَ لِمَا اسْتَبَانَ لَه' اَتْرَكَ وَمَنِ اجْتَرَأَ عَلىٰ مَايَشُكُّ فِيْهِ مِنَ الْاِثْمِ اَوْشَكَ اَنْ يُّوَاقِعَ مَا اسْتَبَانَ وَالْمَعَاصِيْ حِمَى اللّٰهِ مَنْ يَّرْتَعْ حَوْلَ الْحِمٰى يُوْشِكُ اَنْ يُّوَاقِعَه'۔

باب ۷۱۵۔ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں۔

(۹۱۹) حضرت نعمان بن بشیرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے، لیکن ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں، پس جو شخص ان چیزوں کو چھوڑ دے گا، جن کے گناہ ہونے کا تعین نہیں ہے، وہ ان چیزوں کو تو ضرور ہی چھوڑ دے گا جن کا گناہ ہونا واضح ہے لیکن جو شخص ان چیزوں کے کرنے کی جرأت کرلے گا جن کے گناہ ہونے کا شبہ و امکان ہے تو یہ غیر متوقع نہیں کہ وہ ان گناہوں میں بھی مبتلا ہو جائے جو بالکل واضح اور یقینی ہیں۔ گناہ اللہ تعالیٰ کی چراگاہ ہے جو (جانور بھی) چراگاہ کے اردگرد پھرے گا اس کا چراگاہ کے اندر چلا جانا غیر متوقع نہیں۔

فائدہ:۔ عرب جاہلیت میں بادشاہ اور امراء اپنے جانوروں کے لئے مخصوص چراگاہ رکھتے تھے۔ کوئی بھی دوسرا شخص اس میں اپنے جانور نہیں چرا سکتا تھا۔ لیکن اگر غلطی سے کسی کا جانور ان چراگاہوں کے اندر چلا جاتا تو اسے بڑی سخت سزائیں دی جاتی تھیں، اس لئے اس خوف سے کہ کہیں جانور چراگاہ کے اندر نہ چلے جائیں، لوگ اپنے جانوروں کو ایسی مخصوص چراگاہوں سے بہت دور رکھتے تھے اور قریب بھی نہیں آنے دیتے تھے۔ یہاں پر اسے صرف بات سمجھانے کے لئے بیان کیا گیا ہے حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح بادشاہوں کی چراگاہ باحرمت سمجھی جاتی ہے اور ان میں کوئی شخص داخل ہونے کی جرأت نہیں کرتا، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بہت سی چیزیں حرام قرار دی ہیں اور یہ حرام چیزیں اس کی مخصوص چراگاہیں ہیں، کوئی شخص اگر ان میں داخل ہونے اور اس کی حرمت کو توڑنے کی کوشش کرے گا اسے سخت سزا اور عذاب کی وعید ہے اب اگر کوئی واقعی ان کی حرمت کو سمجھتا ہے تو ان کے قریب بھی نہیں آئے کیونکہ خدا کا عذاب سب سے زیادہ سخت ہے اور ان کے قریب وہ چیزیں ہیں جو شریعت نے کسی مصلحت کی وجہ سے واضح طور پر اگرچہ حرام یا مکروہ قرار نہیں دی ہیں، لیکن شریعت کی نظر میں وہ پسندیدہ بھی نہیں یا کسی خارجی قرینہ کی وجہ سے ان کا جواز مشتبہ ہو گیا ہو۔ انہیں خارجی قرینہ کی وجہ سے ان کا جواز مشتبہ ہو گیا انہیں کی تعبیر امور مشبہ سے کی گئی ہے

باب ۷۱۶. تَفْسِيْرُ الْمُشْتَبِهَاتِ

(۹۲۰) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْها) قَالَتْ كَانَ عُتْبَةُ ابْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَهِدَ اِلىٰ اَخِيْهِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ فَاقْبِضْهُ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ اَخَذَه' سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَّ قَالَ ابْنُ اَخِيْ عَهِدَ اِلَيَّ فِيْهِ فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ اَخِيْ وَ ابْنُ وَلِيْدَةِ اَبِيْ وُلِدَ عَلىٰ فِرَاشِهٖ فَتَسَاوَقَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ اَخِيْ كَانَ قَدْ عَهِدَ اِلَيَّ فِيْهِ فَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ اَخِيْ وَ ابْنُ

باب ۷۱۶۔ مشتبہات کی تفسیر

(۹۲۰) حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ عتبہ بن ابی وقاصؓ نے اپنے بھائی سعد بن ابی وقاصؓ کو (مرتے وقت) وصیت کی تھی کہ زمعہ کی باندی کا لڑکا میرا ہے، اس لئے تم اسے اپنی زیر پرورش لے لینا۔ انہوں نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے موقعہ پر سعد بن ابی وقاصؓ نے اسے لے لیا اور کہا کہ میرے بھائی کا لڑکا ہے اور وہ اس کے متعلق مجھے وصیت کر گئے تھے لیکن عبد بن زمعہ نے اٹھ کر کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی باندی کا لڑکا ہے، انہیں کے ''فراش'' میں اس کی ولادت ہوئی ہے۔ آخر دونوں حضرات یہ مقدمہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئے، سعدؓ نے عرض کیا

وَلِيدَةِ أَبِى وُلِدَ عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَاعَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبِى مِنْهُ لِمَارَ آى مِن شِبْهِهِ فَمَارَاهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ۔

یارسول اللہ! میرے بھائی کالڑکا ہے، مجھے اس کی انہوں نے وصیت کی تھی اور عبد بن زمعہ نے عرض کیا یہ میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی باندی کا لڑکا ہے انہیں کے فراش میں اس کی ولادت ہوئی ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عبد بن زمعہ! لڑکا تو تمہارے ہی ساتھ رہے گا۔ اس کے بعد فرمایا، لڑکا فراش کے تحت ہوتا ہے اور زانی کے حصہ میں پتھر ہے، پھر سودہ بنت زمعہؓ سے جو آنحضور ﷺ کی بیوی تھیں، فرمایا کہ اس لڑکے سے پردہ کیا کرو، کیونکہ آپ نے عتبہ کی شباہت اس لڑکے میں محسوس کر لی تھی۔ اس کے بعد اس لڑکے نے سودہؓ کو کبھی نہ دیکھا، تا آنکہ اللہ تعالیٰ سے جاملا۔

فائدہ:۔ زمانۂ جاہلیت میں یہ ہوتا تھا کہ کئی اشخاص کا کسی ایک عورت سے، جو عام حالات میں باندی ہوا کرتی تھی ناجائز تعلق رہتا، پھر جب اس کے بچہ پیدا ہوتا تو اس سے تعلق رکھنے والوں میں کوئی بھی شخص اس بچے کا دعویدار ہو جاتا اور بچے کا نسب اسی سے قائم کر دیا جاتا تھا اور اسی کی زیر پرورش آ جاتا تھا۔ حدیث میں جس کا ذکر ہے وہ اسی نوعیت کا ہے۔ عتبہ کی موت کفر پر ہوئی تھی اور اسلام کے شدید ترین دشمنوں میں تھا، لیکن اس کے بھائی حضرت سعدؓ اجل صحابہ میں ہیں۔ زمعہ کی ایک باندی تھی، جس کے ساتھ عتبہ نے زنا کیا تھا، جب مرنے لگا تو سعدؓ کو یہ وصیت کر گیا کہ اس باندی کے جب بچہ پیدا ہو تو تم اسے اپنے زیر پرورش لے لینا، کیونکہ وہ میرا بچہ ہے۔ پھر حالات بدلے، سعدؓ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے اور مکہ والوں سے ہر قسم کے تعلقات منقطع ہو گئے۔ اس باندی کے بچہ پیدا ہوا لیکن سعدؓ اسے اپنی زیر پرورش نہ لے سکے، بھائی اگر چہ کافر تھا اور آنحضور ﷺ کو اس سے شدید ترین تکلیفیں پہنچی تھیں لیکن بہر حال اسلام نسب اور خون کے تعلق کی پوری رعایت کرنے پر زور دیتا ہے۔ اس لئے جب مکہ فتح ہوا تو سعدؓ نے بھائی کی وصیت پوری کرنی چاہی اور چاہا کہ اس بچے کو اپنی زیر پرورش لے لیں۔ لیکن زمعہ کے صاحبزادے عبد بن زمعہ مانع آئے اور کہا کہ میرے والد کی باندی کا بچہ ہے اس لئے اس کا جائز مستحق میں ہوں، اس پس منظر کے بعد جو فیصلہ رسول اللہ ﷺ نے کیا وہی قابل غور ہے۔ حنفیہ اور شوافع کے ثبوت نسب کے مسئلہ میں اختلافات ہیں اور اس سلسلے میں طویل مباحث ہیں امام بخاریؒ نے جس بات کی وضاحت کے لئے اس باب کے تحت یہاں یہ حدیث بیان کی ہے وہ ہے مشتبہات کی تفسیر۔ ایک طرف آنحضور ﷺ نے ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کو اس بچے سے پردہ کا حکم دیا اور دوسری طرف بچے کو عبد بن زمعہ کو دے دیا۔ اگر بچہ واقعی زمعہ کا تھا تو حضرت سودہؓ کو پردہ کا حکم نہ ہونا چاہئے تھا، کیونکہ وہ بھی زمعہ کی بیٹی تھیں اور اس طرح وہ بچہ ان کا بھائی ہوتا تھا اور اگر بچے کا نسب زمعہ سے نہیں ثابت ہوتا تو عبد بن زمعہ کو بچہ نہ ملنا چاہئے تھا۔ امام بخاریؒ کے نزدیک حضرت سودہؓ کو پردہ کا حکم اسی اشتباہ کی وجہ سے احتیاطاً دیا گیا تھا کہ باندی کے ناجائز تعلقات عتبہ سے تھے اور بچے میں اس کی شباہت آتی تھی "الولد للفراش" (لڑکا فراش کا ہوتا ہے) کے مفہوم میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ یوں فراش کا مفہوم یہ ہے کہ عورت سے جو شخص جائز طور پر ہمبستری کا حق رکھتا ہو۔ حنفیہ اس کا مطلب یہ بیان کرتے ہیں کہ بچہ ملکیت میں تمہارے ہی رہے گا اگر چہ نسب ثابت نہ ہو اور شوافع اس جملہ سے نسب ثابت کرتے ہیں۔ بہر حال فراش کی مختلف صورتیں ہیں۔ بعض قوی ہیں اور بعض ضعیف۔ یہ تمام مباحث کتاب النکاح کے ہیں۔

باب ۷۱ ۔ مَنْ لَّمْ يَرَالوَ سَاوِسَ وَنَحْوَهَا مِنَ الْمُشَبَّهَاتِ

(۹۲۱) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ قَوْمًا قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَنَا بِاللَّحْمِ لَا نَدْرِى

باب ۷۱۔ جن کے نزدیک وسوسہ وغیرہ شبہات میں سے نہیں ہیں

(۹۲۱) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! بہت سے لوگ ہمارے یہاں گوشت لاتے ہیں، ہمیں یہ معلوم نہیں ہوتا

اَذْکُرُ وا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اَمْ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا اللّٰهَ عَلَيْهِ وَكُلُوْهُ۔

کہ اللہ کا نام انہوں نے لیا تھا یا نہیں؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم بسم اللہ پڑھ کے اسے کھالیا کرو۔

باب ۷۱۸. مَنْ لَّمْ يُبَالِ مِنْ حَيْثُ كَسَبَ الْمَالَ

باب ۷۱۸۔ جس نے کمائی کے ذرائع کو اہمیت نہ دی

(۹۲۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَّا يُبَالِي الْمَرْءُ مَآ اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِّنَ الْحَرَامِ۔

۹۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ انسان اپنے ذرائع آمدنی کی کوئی پرواہ نہیں کرے گا کہ حلال ہے یا حرام۔

باب ۷۱۹. التِّجَارَةِ فِي الْبَرِّ

باب ۷۱۹۔ خشکی کی تجارت

(۹۲۳) عَنْ اَبِي الْمِنْهَالِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) يَقُوْلُ سَاَلْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ وَّزَيْدَ ابْنَ اَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَا كُنَّا تَاجِرَيْنِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّرْفِ فَقَالَ اِنْ كَانَ يَدًا بِيَدٍ فَلَا بَاسَ وَاِنْ كَانَ نَسِيْأً فَلَا يَصْلُحُ۔

۹۲۳۔ حضرت ابو المنہال رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے براء بن عازب اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہما سے سونے چاندی کی خرید وفروخت کے متعلق پوچھا تو ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے عہد میں تاجر تھے، اس لئے ہم نے آپ سے سونے چاندی کی خرید وفروخت کے متعلق پوچھا تھا، آپ ﷺ نے جواب یہ دیا تھا کہ (لین دین) ہاتھوں ہاتھ ہو تو کوئی حرج نہیں، لیکن ادھار کی صورت میں غیر درست ہے۔

باب ۷۲۰. الْخُرُوْجِ فِي التِّجَارَةِ

باب ۷۲۰۔ تجارت کے لئے نکلنا

(۹۲۴) عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اسْتَاذَنَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (رضی اللّٰه عنه) فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَكَاَنَّهٗ كَانَ مَشْغُوْلًا فَرَجَعَ اَبُوْ مُوْسٰى فَفَرَغَ عُمَرُ (رضی اللّٰه عنه) فَقَالَ اَلَمْ اَسْمَعْ صَوْتَ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ قَيْسٍ اِئْذَنُوْا لَهٗ قِيْلَ قَدْ رَجَعَ فَدَعَاهُ فَقَالَ كُنَّا نُؤْمَرُ بِذَالِكَ فَقَالَ تَاْتِيْنِيْ عَلٰى ذٰلِكَ بِالْبَيِّنَةِ فَانْطَلَقَ اِلٰى مَجْلِسِ الْاَنْصَارِ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا لَا يَشْهَدُ لَكَ عَلٰى هٰذَا اِلَّا اَصْغَرُنَا اَبُوْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) فَذَهَبَ بِاَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ فَقَالَ عُمَرُ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) خَفِيَ عَلَيَّ مِنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْهَانِيْ الصَّفْقُ بِالْاَسْوَاقِ يَعْنِي الْخُرُوْجَ اِلٰى تِجَارَةٍ۔

۹۲۴۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے (ملنے کی) اجازت چاہی لیکن اجازت نہیں ملی، غالباً آپ اس وقت مشغول تھے اس لئے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ واپس آ گئے، پھر عمر رضی اللہ عنہ فارغ ہوئے تو فرمایا کہ عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ) نے آواز دی تھی انہیں اجازت دے دو۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ پھر آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں بلالیا۔ (واپس چلے جانے کی وجہ دریافت کرنے پر) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمیں اسی کا حکم (آنحضور ﷺ سے) تھا (کہ تین مرتبہ اجازت چاہنے پر اگر اندر جانے کی اجازت نہ ملے تو واپس چلے جانا چاہئے۔) اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کوئی گواہ لاؤ، ابو موسیٰ انصار کی مجلس میں گئے اور ان سے حدیث کے متعلق پوچھا (کہ کیا کسی نے اسے آنحضور ﷺ سے سنا ہے) ان لوگوں نے کہا کہ اس کی گواہی ہم میں سب سے چھوٹے ابو سعید رضی اللہ عنہ دینگے۔ چنانچہ وہ ابو سعید رضی اللہ عنہ کو ساتھ لائے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا کہ آنحضور ﷺ کا ایک حکم مجھے معلوم نہ ہو سکا۔ افسوس کہ مجھے بازاروں کی خرید وفروخت نے مشغول رکھا، آپ کی مراد تجارت سے تھی۔

باب ۷۲۱. مَنْ اَحَبَّ الْبَسْطَ فِي الرِّزْقِ

باب ۷۲۱۔ جو روزی میں کشادگی چاہتا ہو

(۹۲۵) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

۹۲۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے سنا، رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ رِزْقُهُ أَوْ يُنْسَأَلَهُ فِي أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ۔

فرمارہے تھے کہ جو شخص اپنی روزی میں کشادگی چاہتا ہو یا زندہ رہنے کی مہلت چاہتا ہو تو اسے صلہ رحمی کرنی چاہئے۔

باب ۷۲۲. شِرَاءِ النَّبِيِّ ﷺ بِالنَّسِيئَةِ

(۹۲۶) عَنْ أَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) أَنَّهُ مَشَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخُبْزِ شَعِيرٍ وَإِهَالَةٍ سَنِخَةٍ وَلَقَدْ رَهَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دِرْعًا بِالْمَدِينَةِ عِنْدَ يَهُودِيٍّ وَأَخَذَ مِنْهُ شَعِيرًا لِأَهْلِهِ وَلَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَا أَمْسٰى عِنْدَ آلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعُ بُرٍّ وَلَا صَاعُ حَبٍّ وَإِنَّ عِنْدَهُ لَتِسْعَ نِسْوَةٍ۔

باب ۷۲۲۔ نبی کریم ﷺ ادھار خریداری کرتے ہیں

۹۲۶۔ حضرت انسؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں جو کی روٹی اور بگڑا ہوا خراب روغن (سالن کے طور پر) لے گئے۔ آنحضور ﷺ نے اس وقت اپنی زرہ مدینہ میں ایک یہودی کے یہاں گروی رکھی تھی اور اس سے اپنے گھر والوں کے لئے جو قرض لیا تھا۔ میں نے خود آپ کو یہ فرماتے سنا کہ آل محمد کے یہاں کوئی شام ایسی نہیں آئی جس میں ان کے پاس ایک صاع گیہوں یا ایک صاع کوئی غلہ موجود رہا ہو، حالانکہ آپ کی ازواج مطہرات کی تعداد نو تھی۔

باب ۷۲۳. كَسْبِ الرَّجُلِ وَعَمَلِهِ بِيَدِهِ

(۹۲۷) عَنِ الْمِقْدَامِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدِهِ۔

باب ۷۲۳۔ انسان کا اپنے ہاتھ سے کمانا اور کام کرنا

۹۲۷۔ حضرت مقدامؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی انسان نے اس شخص سے بہتر روزی نہیں کھائی ہوگی، جو خود اپنے ہاتھوں سے کما کر کھاتا ہے۔ اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام بھی اپنے ہاتھ سے کام کر کے روزی حاصل کرتے تھے۔

باب ۷۲۴. السُّهُولَةِ وَالسَّمَاحَةِ فِي الشِّرَاءِ وَالْبَيْعِ

(۹۲۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا إِذَا بَاعَ وَإِذَا اشْتَرٰى وَإِذَا اقْتَضٰى۔

باب ۷۲۴۔ خرید و فروخت کے وقت نرمی، وسعت اور فیاضی

۹۲۸۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص پر رحم کیا جو بیچتے وقت، خریدتے وقت اور تقاضا کرتے وقت (قرض وغیرہ کا) فیاضی اور وسعت سے کام لیتا ہے۔

باب ۷۲۵. مَنْ أَنْظَرَ مُوسِرًا

(۹۲۹) عَنْ حُذَيْفَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَلَقَّتِ الْمَلٰئِكَةُ رُوحَ رَجُلٍ مِمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالُوا أَعَمِلْتَ مِنَ الْخَيْرِ شَيْئًا قَالَ كُنْتُ آمُرُ فِتْيَانِي أَنْ يُنْظِرُوا وَيَتَجَاوَزُوا عَنِ الْمُوسِرِ قَالَ قَالَ فَتَجَاوَزُوا عَنْهُ۔

باب ۷۲۵۔ جس نے کھاتے کماتے کو مہلت دی

۹۲۹۔ حضرت حذیفہؓ نے بیان کیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا، گزشتہ امتوں کے کسی شخص کی روح کے پاس فرشتے آئے اور پوچھا کہ تم نے کچھ اچھے کام بھی کئے ہیں؟ روح نے جواب دیا میں اپنے ملازموں سے کہا کرتا تھا کہ وہ کھاتے کماتے لوگوں کو (جو ان کے مقروض ہوں) مہلت دیا کریں اور ان پر سختی نہ کریں۔ بیان کیا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا، پھر فرشتوں نے بھی ان سے درگذر کیا اور سختی نہیں کی۔

باب ۷۲۶. إِذَا بَيَّنَ الْبَيِّعَانِ وَلَمْ يَكْتُمَا وَنَصَحَا

(۹۳۰) عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه)

باب ۷۲۶۔ خرید و فروخت کرنے والوں نے کوئی عیب نہیں چھپایا بلکہ ایک دوسرے کی خیر خواہی چاہتے رہے

۹۳۰۔ حضرت حکیم بن حزامؓ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خریدنے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّعَان بِالْخِيَارِ مَالَمْ يَتَفَرَّقَا اَوْ قَالَ حَتّٰى يَتَفَرَّقَا فَاِنْ صَدَقَا وَبَيَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِيْ بَيْعِهِمَا وَ اِنْ كَتَمَا وَكَذَبَا مُحِقَتْ بَرَكَةُ بَيْعِهِمَا۔

اور بیچنے والوں کو اس وقت تک اختیار (بیع کو ختم کردینے کا) ہوتا ہے جب تک دونوں جدا نہ ہوں یا آپ نے (مالم یتفرقا کے بجائے) حتیٰ یتفرقا فرمایا (آنحضور ﷺ نے مزید ارشاد فرمایا) پس اگر دونوں نے سچائی سے کام لیا اور ہر بات صاف صاف کھول دی تو ان کی خرید و فروخت میں برکت ہوتی ہے، لیکن اگر کوئی بات چھپائے رکھی یا جھوٹ کہی تو ان کی برکت ختم کردی جاتی ہے۔

باب ۷۲۷۔ بَيْعِ الْخِلْطِ مِنَ التَّمْرِ

باب ۷۲۷۔ مختلف قسم کی کھجور ملا کر بیچنا۔

(۹۳۱) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كُنَّا نُرْزَقُ تَمْرَ الْجَمْعِ وَهُوَ الْخِلْطُ مِنَ التَّمْرِ وَكُنَّا نَبِيْعُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاصَاعَيْنِ بِصَاعٍ وَّلَادِرْهَمَيْنِ بِدِرْهَمٍ۔

۹۳۱۔ حضرت ابوسعیدؓ نے بیان کیا کہ ہمیں (نبی کریم ﷺ کی طرف سے) مختلف قسم کی کھجوریں ایک ساتھ ملا کرتی تھیں اور ہم دو صاع کھجور ایک صاع کے بدلہ میں بیچ دیا کرتے تھے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دو صاع ایک صاع کے بدلہ میں نہ بیچی جائے اور نہ دو درہم ایک درہم کے بدلہ میں بیچی جائیں۔

فائدہ:۔ جب مختلف قسم کی کھجور ایک میں ملادی جائے گی تو ظاہر ہے کہ بعض اچھی ہوگی اور بعض اچھی نہیں ہوگی، تو کیا اس تفاوت کے باوجود اس کی بیع وفروخت جائز ہوگی یا نہیں؟ امام بخاریؒ اس حدیث سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس طرح کی کھجور کی بیع وفروخت میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کیونکہ اچھائی یا برائی جو کچھ بھی ہے، سب ظاہر ہے۔ البتہ یہی اگر کسی ٹوکرے وغیرہ میں اس طرح رکھ دی گئی کہ خراب قسم کی کھجور تو اندر کے حصہ میں کردی اور جو اچھی تھی وہ اوپر دکھانے کے لئے رکھ دی تو یہ صورت جائز نہیں ہوسکتی۔ حدیث میں یہ بھی ہے کہ ایک درہم، دو درہم کے بدلہ میں نہ بیچا جائے۔ اسی طرح ایک صاع کھجور دو صاع کھجور کے بدلہ میں نہ بیچی جائے۔

باب ۷۲۸۔ مُوْكِلِ الرِّبَا

باب ۷۲۸۔ سود دینے والا

(۹۳۲) عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِیْ جُحَيْفَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ رَاَيْتُ اَبِی اشْتَرٰى عَبْدًا حَجَّامًا فَسَاَلْتُه فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :مِنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَثَمَنِ الدَّمِ وَنَهَى عَنِ الْوَاشِمَةِ وَالْمَوْشُوْمَةِ وَاٰكِلِ الرِّبَا وَمُوْكِلِه وَلَعَنَ الْمُصَوِّرَ۔

۹۳۲۔ حضرت عون ابن ابی جحیفہؓ نے فرمایا میں نے اپنے والد کو ایک پچھنا لگانے والا غلام خریدتے دیکھا، یہ دیکھ کر ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ نے کتے کی قیمت اور خون کی قیمت سے منع فرمایا ہے، آپ نے گودنے والی اور گدوانے والی کو (گودنا لگوانے سے) سود لینے والے اور سود دینے والے کو (سود لینے یا دینے سے) منع فرمایا اور تصویر بنانے والے پر لعنت بھیجی۔

فائدہ:۔ بخاری شریف کی ایک روایت میں اس کی تفصیل ہے کہ غلام خریدنے کے بعد اس کے پاس جو سامان پچھنا لگانے کا تھا اسے انہوں نے تڑوادیا تھا اور اس پر ان کے صاحبزادے نے سوال کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ اس روایت میں کچھ اجمال ہے جس کی شرح دوسری روایت کرتی ہے اور اس سے وجہ سوال کی معقولیت بھی سمجھ میں آجاتی ہے۔

باب ۷۲۹۔ يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ وَاللّٰهُ لَايُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ اَثِيْمٍ

باب ۷۲۹۔ اللہ تعالیٰ سود کو مٹادیتا ہے اور صدقات کو دوچند کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا کسی ناشکرے گناہگار کو

(۹۳۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ

۹۳۳۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے خود نبی کریم ﷺ کو یہ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْحَلْفُ مُنَفِّقَةٌ لِّلسِّلْعَةِ مُمْحِقَةٌ لِّلْبَرَكَةِ۔

فرماتے سنا کہ (سامان بیچتے وقت دوکان دار کی) قسم سے سامان تو جلدی بک جاتا ہے لیکن اس میں برکت نہیں رہتی۔

باب ۷۳۰. ذِكْرِ الْقَيْنِ وَالْحَدَّادِ

(۹۳۴) عَنْ خَبَّابٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ ابْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُه، أَتَقَاضَاهُ قَالَ لَا أُعْطِيْكَ حَتّٰى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) فَقُلْتُ لَا أَكْفُرُ حَتّٰى يُمِيْتَكَ اللّٰهُ ثُمَّ تُبْعَثُ قَالَ دَعْنِي حَتّٰى أَمُوْتَ وَأُبْعَثَ فَسَأُوْتٰى مَالًا وَّوَلَدًا فَأَقْضِيْكَ فَنَزَلَتْ (هذه الاية) " أَفَرَأَيْتَ الَّذِيْ كَفَرَ بِاٰيٰتِنَا وَقَالَ لَأُوْتَيَنَّ مَالًا وَّوَلَدًا أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا "۔

باب ۷۳۰۔ کاری گر اور لوہار کا ذکر

۹۳۴۔ حضرت خبابؓ نے فرمایا کہ میں دور جاہلیت میں لوہار کا کام کیا کرتا تھا، عاص بن وائل پر میرا قرض تھا، میں ایک دن تقاضا کرنے گیا۔ اس نے کہا کہ جب تک تم محمد (ﷺ) کا انکار نہیں کرو گے میں تمہارا قرض نہیں دوں گا، میں نے جواب دیا کہ میں آنحضور ﷺ کا انکار اس وقت تک نہیں کروں گا جب تک اللہ تعالیٰ تمہاری جان نہ لے لے اور پھر تم دوبارہ اٹھائے جاؤ گے، اس نے کہا کہ پھر مجھے بھی مہلت دو کہ میں مرجاؤں، پھر دوبارہ اٹھایا جاؤں اور مجھے مال اور دولت ملے اس وقت میں بھی تمہارا قرض ادا کردوں گا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی، کیا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیات کا انکار کیا اور کہا کہ (آخرت میں) مجھے مال اور اولاد دی جائے گی۔

باب ۷۳۱. ذِكْرِ الْخَيَّاطِ

(۹۳۵) عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ يَقُوْلُ إِنَّ خَيَّاطًا دَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِطَعَامٍ صَنَعَه، قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَذَهَبْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى ذٰلِكَ الطَّعَامِ فَقَرَّبَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُبْزًا وَّمَرَقًا فِيْهِ دُبَّاءٌ وَّقَدِيْدٌ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَتَبَّعُ الدُّبَّاءَ مِنْ حَوَالَيِ الْقَصْعَةِ قَالَ فَلَمْ أَزَلْ أُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ يَوْمَئِذٍ۔

باب ۷۳۱۔ درزی کا ذکر

۹۳۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک درزی (صحابی) نے رسول اللہ ﷺ کو کھانے پر مدعو کیا، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی دعوت میں آنحضور ﷺ کے ساتھ گیا۔ داعی نے روٹی اور شوربا جس میں کدو اور گوشت پڑا ہوا تھا، رسول اللہ ﷺ کے قریب کردیا، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کدو کے قتلے پیالے میں تلاش کررہے تھے۔ اسی دن سے میں بھی کدو کو پسند کرنے لگا۔

باب ۷۳۲. شِرَاءِ الدَّوَابِّ وَالْحَمِيْرِ

(۹۳۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِيْ جَمَلِيْ وَأَعْيَا فَأَتٰى عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ جَابِرٌ فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ مَا شَأْنُكَ قُلْتُ أَبْطَأَ عَلَيَّ جَمَلِيْ وَأَعْيَا فَتَخَلَّفْتُ فَنَزَلَ يَحْجُنُه، بِمِحْجَنِهٖ ثُمَّ قَالَ ارْكَبْ فَرَكِبْتُ فَلَقَدْ رَأَيْتُه، أَكُفُّه، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

باب ۷۳۲۔ گھوڑوں اور گدھوں کی خریداری

۹۳۶۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں تھا، میرا اونٹ تھک کر سست پڑ گیا اس لئے پیچھے رہ گیا پھر آپ ﷺ اترے اور میرے اونٹ کو اپنی چھڑی سے کچو کے لگائے اور فرمایا کہ اب سوار ہو جاؤ چنانچہ میں سوار ہو گیا۔ اب یہ حال ہو گیا (اونٹ کے تیز چلنے کی وجہ سے) کہ مجھے اسے رسول اللہ ﷺ کے برابر پہنچنے سے روکنا پڑ جاتا تھا (راستے میں) آپ نے دریافت فرمایا۔ شادی بھی کرلی؟ عرض کیا جی ہاں! دریافت فرمایا کسی کنواری سے کی یا بیاہتا

تَزَوَّجتَ قُلتُ نَعَم قَالَ بِكرًا اَم ثَيِّبًا قُلتُ بَل ثَيِّبًا قَالَ اَفَلَا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَ تُلَاعِبُكَ قُلتُ اِنَّ لِي اَخَوَاتٍ فَاَحبَبتُ اَن اَتَزَوَّجَ امرَاَةً تَجمَعُهُنَّ وَتَمشُطُهُنَّ وَتَقُومُ عَلَيهِنَّ قَالَ اَمَآ اِنَّكَ قَادِمٌ فَاِذَا قَدِمتَ فَالكَيسَ الكَيسَ ثُمَّ قَالَ اَتَبِيعُ جَمَلَكَ قُلتُ نَعَم فَاشتَرَاهُ مِنِّي بِاُوقِيَةٍ ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَبلِي وَقَدِمتُ بِالغَدَاةِ فَجِئنَا اِلَى المَسجِدِ فَوَجَدتُّه، عَلٰى بَابِ المَسجِدِ قَالَ الآنَ قَدِمتَ قُلتُ نَعَم قَالَ فَدَع جَمَلَكَ فَادخُل فَصَلِّ رَكعَتَينِ فَدَخَلتُ فَصَلَّيتُ فَاَمَرَ بِلَالًا اَن يَّزِنَ لَه، اُوقِيَةً فَوَزَنَ لِي بِلَالٌ فَاَرجَحَ فِي المِيزَانِ فَانطَلَقتُ حَتّٰى وَلَّيتُ فَقَالَ ادعُ لِي جَابِرًا قُلتُ الآنَ يَرُدُّ عَلَيَّ الجَمَلَ وَلَم يَكُن شَيءٌ اَبغَضَ اِلَيَّ مِنهُ قَالَ خُذ جَمَلَكَ وَلَكَ ثَمَنُه،۔

سے؟ میں نے عرض کیا کہ میں نے تو ایک بیاہتا سے کرلی ہے۔ فرمایا، کسی کنواری سے کیوں نہ کی کہ تم بھی اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ بھی تمہارے ساتھ کھیلتی (حضرت جابرؓ بھی کنوارے تھے) میں نے عرض کیا کہ میری کئی بہنیں ہیں (اور والدہ کا انتقال ہو چکا ہے) اس لئے میں نے یہی پسند کیا کہ ایسی عورت سے شادی کروں جو انہیں جمع رکھے، ان کے کنگھا کرے، اور ان کی نگرانی کرے پھر آپ نے فرمایا کہ اچھا اب تم پہنچنے والے ہو، اس لئے جب پہنچ جاؤ تو خوب سمجھ سے کام لینا۔ اس کے بعد فرمایا کیا اپنا اونٹ بیچو گے؟ میں نے کہا جی ہاں! چنانچہ آپ نے ایک اوقیہ میں خرید لیا رسول اللہ ﷺ مجھ سے پہلے ہی (مدینہ) پہنچ گئے تھے اور میں دوسرے دن صبح کو پہنچا پھر ہم مسجد آئے تو میں نے آنحضور ﷺ کو مسجد کے دروازے پر پایا۔ آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کیا ابھی آئے ہو؟ میں نے عرض کیا جی (ابھی آرہا ہوں) فرمایا پھر اپنا اونٹ چھوڑ دو اور مسجد میں جاکے دو رکعت نماز پڑھ لو۔ میں اندر گیا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد آنحضور ﷺ نے بلالؓ کو حکم دیا کہ میرے لئے ایک اوقیہ چاندی تول دیں۔ انہوں نے ایک اوقیہ تول دی اور پڑلہ (جس میں چاندی تھی) بھاری رکھا۔ میں لے کے چلا تو آپ ﷺ نے فرمایا جابر کو ذرا بلانا۔ میں نے سوچا کہ اب میرا اونٹ پھر مجھے واپس کردیں گے، حالانکہ اس سے زیادہ ناگوار میرے لئے اور کوئی چیز نہیں تھی، چنانچہ آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ یہ اپنا اونٹ اور اس کی قیمت بھی تمہاری ہے۔

باب ۷۳۳. شِرَآءِ الاِبِلِ الهِيمِ

(۹۳۷) عَن عَمرٍو (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنهُ) كَانَ هٰهُنَا رَجُلٌ نَاسمُه، نَوَاسٌ وَّكَانَت عِندَه، اِبِلٌ هِيمٌ فَذَهَبَ ابنُ عُمَرَ فَاشتَرٰى تِلكَ الاِبِلَ مِن شَرِيكٍ لَّه، فَجَآءَ اِلَيهِ شَرِيكُه، فَقَالَ بِعنَا تِلكَ الاِبِلَ فَقَالَ مِمَّن بِعتَهَا قَالَ مِن شَيخٍ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ وَيحَكَ ذَاكَ وَاللّٰهِ ابنُ عُمَرَ فَجَآءَه، فَقَالَ اِنَّ شَرِيكِي بَاعَكَ اِبِلًا هِيمًا وَّلَم يُعَرِّفكَ قَالَ فَاستَقهَا قَالَ فَلَمَّا ذَهَبَ يَستَاقُهَا فَقَالَ دَعهَا رَضِينَا بِقَضَآءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ لَاعَدوٰى۔

باب ۷۳۳۔ استسقاء کا مریض یا خارش زدہ اونٹ خریدنا

۹۳۷۔ حضرت عمروؓ نے بیان کیا یہاں (مکہ میں) ایک شخص نواس نامی تھا، اس کے پاس ایک اونٹ تھا، استسقاء کا مریض۔ ابن عمرؓ گئے اور اس کے شریک سے وہی اونٹ خرید لائے۔ وہ شخص آیا تو اس کے شریک نے کہا کہ ہم نے وہ اونٹ بیچ دیا۔ اس نے پوچھا کہ کسے بیچا؟ شریک نے کہا کہ ایک شیخ کے ہاتھوں جو اس اس طرح کے تھے۔ اس نے کہا افسوس! وہ تو ابن عمرؓ تھے۔ چنانچہ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے شریک نے آپ کو ایک استسقاء کا مریض اونٹ بیچ دیا ہے اور آپ سے اس مرض کی وضاحت نہیں کی۔ ابن عمرؓ نے فرمایا کہ پھر اسے واپس لے جاؤ۔ بیان کیا کہ جب وہ اسے لے جانے لگا تو ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اچھا یہیں رہنے دو، ہم رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ پر راضی ہیں آپ

نے فرمایا تھا کہ)لاعدویٰ (یعنی امراض متعدی نہیں ہوتے یا کسی پر ظلم و زیادتی نہ ہونی چاہئے)

باب ۷۳۴. ذِكْرُ الْحَجَّامِ

باب ۷۳۴۔ پچھنا لگانے والے کا ذکر۔

(۹۳۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) قَالَ حَجَمَ اَبُوْ طَيْبَةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَ لَه، بِصَاعٍ مِّنْ تَمرٍ وَّاَمَرَ اَهْلَه، اَنْ يُّخَفِّفُوْا مِنْ خَرَاجِه۔

۹۳۸۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ ابوطیبہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے پچھنا لگایا تو آنحضور ﷺ نے ایک صاع کھجور (بطور اجرت) انہیں دینے کے لئے کہا اور ان کے مالک سے کہا کہ ان کے خراج میں کمی کردو۔

فائدہ:۔ خراج سے یہاں مراد زمین کا خراج نہیں ہے، بلکہ کسی غلام سے روزانہ جو مالک وصول کرتا ہے وہ یہاں مراد ہے۔ اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ غلام اپنا آزادانہ کاروبار کرتے تھے لیکن اپنے مالکوں کو روزانہ یا ماہانہ انہیں کچھ دینا پڑتا تھا۔ اسی میں کمی کے لئے ان کے مالک سے آپ ﷺ نے فرمایا تھا۔

(۹۳۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) قَالَ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَعْطَى الَّذِيْ حَجَمَه، وَلَوْ كَانَ حَرَامًا لَّمْ يُعْطِه۔

۹۳۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے پچھنا لگوایا اور جس نے پچھنا لگایا تھا اسے (اجرت بھی) دی۔ اگر اس کی اجرت حرام ہوتی تو آپ کبھی نہ دیتے۔

باب ۷۳۵. التِّجَارَةِ فِيْمَا يُكْرَهُ لُبْسُه، لِلرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ

باب ۷۳۵۔ ان چیزوں کی تجارت جن کا پہننا مردوں اور عورتوں کے لئے مکروہ ہے

(۹۴۰) عَنْ عَآئِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهَا) اَنَّهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْهُ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُعَذَّبُوْنَ فَيُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ۔

۹۴۰۔ ام المومنین عائشہؓ نے فرمایا کہ انہوں نے ایک گدا خریدا جس میں تصویریں تھیں، رسول اللہ ﷺ کی نظر جونہی اس پر پڑی، آپ دروازے پر ہی کھڑے ہو گئے اور اندر تشریف نہیں لائے۔ میں نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر جو ناپسندیدگی کے آثار دیکھے تو عرض کیا یا رسول اللہ! میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہوں اور اس کے رسول سے معافی مانگتی ہوں، میرا قصور کیا ہے؟ آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا کہ یہ گدا کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے آپ ہی کے لئے خریدا تھا تا کہ آپ اس پر بیٹھیں اور اس سے ٹیک لگائیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا لیکن اس طرح کی تصویر رکھنے والے لوگوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا کہ تم لوگوں نے جس کی ”تخلیق“ کی ذرا اسے زندہ بھی کر دکھاؤ! آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جن گھروں میں تصویریں ہوتی ہیں فرشتے ان میں داخل نہیں ہوتے۔

فائدہ:۔ احناف کے یہاں کسی چیز کو خرید لینے کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ وہ چیز خریدنے والے کی ملکیت میں آ گئی، اب اسکے بعد اس کا استعمال بھی جائز ہے یا نہیں، یہ خرید و فروخت کی حدو بحث سے خارج ہے۔ اس اصول کی روشنی میں اگر کسی نے کوئی ایسا کپڑا بیچا جس کا استعمال مردوں کے لئے جائز نہیں تھا تو یہ بیع جائز ہے۔ یہ بحث ہی سرے سے علیحدہ ہے کہ خود اس کا پہننا جائز ہے یا نہیں، یہ تو خریدنے والا دیکھے گا کہ خود اس کے لئے اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں، ممکن ہے وہ خود اپنے لئے نہیں بلکہ اپنے گھر کی بچیوں اور عورتوں کے لئے ریشم کا کپڑا خرید رہا ہو یا کوئی اور ضرورت ہو۔

باب ۷۳۶. اِذَا اشْتَرٰی شَیْئًا فَوَهَبَ مِنْ سَاعَتِهٖ قَبْلَ اَنْ یَتَفَرَّقَا

(۹۴۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْه) قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ فَکُنْتُ عَلٰی بَکْرٍ صَعْبٍ لِعُمَرَ فَکَانَ یَغْلِبُنِیْ فَیَتَقَدَّمُ اَمَامَ الْقَوْمِ فَیَزْجُرُهٗ عُمَرُ وَیَرُدُّهٗ ثُمَّ یَتَقَدَّمُ فَیَزْجُرُهٗ عُمَرُ وَیَرُدُّهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ بِعْنِیْهِ قَالَ هُوَ لَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِعْنِیْهِ قَالَ هُوَ لَکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِعْنِیْهِ فَبَاعَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَکَ یَاعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ تَصْنَعُ بِهٖ مَاشِئْتَ۔

باب ۷۳۶۔ ایک شخص نے کوئی چیز خریدی اور جدا ہونے سے پہلے ہی کسی کو ہبہ کردی

۹۴۱۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، میں عمرؓ کے ایک نئے اور سرکش اونٹ پر بیٹھا ہوا تھا، اکثر وہ مجھے مغلوب کر کے سب سے آگے نکل جاتا لیکن عمرؓ اسے ڈانٹ کر پیچھے واپس کردیتے۔ پھر نبی کریم ﷺ نے عمرؓ سے فرمایا کہ یہ اونٹ مجھے بیچ دو۔ عمرؓ نے فرمایا کہ یارسول اللہ! یہ تو آپ ہی کا ہے، لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! یہ اونٹ مجھے بیچ دو۔ عمرؓ نے فرمایا یارسول اللہ! یہ تو آپ ہی کا ہے لیکن آپ نے فرمایا نہیں! مجھے یہ اونٹ بیچ دو چنانچہ عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو وہ اونٹ بیچ دیا۔ اس کے بعد آنحضور ﷺ نے فرمایا، عبداللہ بن عمر! اب یہ اونٹ تمہارا ہوگیا۔ جس طرح چاہو اسے استعمال کرو۔

باب ۷۳۷. مَایُکْرَهُ مِنَ الْخِدَاعِ فِی الْبَیْعِ

(۹۴۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا ذَکَرَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ یُخْدَعُ فِی الْبُیُوْعِ فَقَالَ اِذَا بَایَعْتَ فَقُلْ لَاخِلَابَةَ۔

باب ۷۳۷۔ خرید وفروخت میں دھوکہ دینا غیر پسندیدہ ہے

۹۴۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ وہ اکثر خرید وفروخت میں دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی چیز کی خرید وفروخت کیا کرو تو یوں کہہ دیا کرو کہ ''دھوکا کوئی نہ ہو۔''

فائدہ:۔ سوال یہ ہے کہ ان الفاظ کے کہہ دینے سے وہ کس طرح محفوظ رہ سکتے تھے، علماء نے اس کی مختلف توجیہہ کی ہے۔ بعض اکابر نے لکھا ہے کہ یہاں خیار شرط مراد ہے۔ یعنی انہیں ان الفاظ سے تین دن کا اختیار ہوجاتا ہے کہ اگر اس عرصہ میں انہیں کوئی بات نظر آئے تو وہ سامان واپس کرسکتے تھے۔

باب ۷۳۸. مَاذُکِرَ فِی الْاَسْوَاقِ

(۹۴۳) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا) قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَغْزُوْا جَیْشٌ نِالْکَعْبَةَ فَاِذَا کَانُوْا بِبَیْدَآءَ مِنَ الْاَرْضِ یُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ قَالَتْ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ کَیْفَ یُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ وَفِیْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَیْسَ مِنْهُمْ قَالَ یُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ ثُمَّ یُبْعَثُوْنَ عَلٰی نِیَّاتِهِمْ۔

باب ۷۳۸۔ بازاروں کا ذکر

۹۴۳۔ حضرت عائشہؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک لشکر کعبہ پر فوج کشی کرے گا، جب وہ مقام بیداء پر پہنچے گا تو انہیں شروع سے آخر تک زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ عائشہؓ نے کہا، یارسول اللہ! شروع سے آخر تک کیونکر دھنسا دیا جائے گا جبکہ وہیں بازار بھی ہوں گے اور وہ لوگ بھی جو ان لشکریوں میں سے نہیں ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں شروع سے آخر تک دھنسا دیا جائے گا، پھر اپنی نیتوں کے مطابق ان کا حشر ہوگا۔

(۹۴۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْه) قَالَ

۹۴۴۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ بازار

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّوقِ فَقَالَ رَجُلٌ يَآ اَبَاالْقَاسِمِ فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّمَادَعَوْتُ هٰذَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمُّوْا بِاِسْمِي وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي

میں تھے کہ ایک شخص نے کہا، یا ابوالقاسم! نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوگئے (کیونکہ آپ کی کنیت بھی ابوالقاسم تھی) اس پر اس شخص نے کہا کہ میں نے تو اس کو بلایا تھا (ایک دوسرے شخص کو جو ابوالقاسم ہی کنیت رکھتا تھا) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ مجھے میرا نام لے کر پکارا کرو، کنیت سے نہ پکارا کرو (کیونکہ آپ اپنے اسم مبارک میں منفرد تھے، لیکن کنیت بہت سے لوگوں کی ابوالقاسم تھی)۔

فائدہ:۔ اہل عرب کی عادت یہ تھی کہ جس کی ان کے دلوں میں عظمت ہوتی اور وہ اسے اپنے میں بڑا سمجھتے، اس کا نام نہیں لیتے تھے بلکہ ہمیشہ کنیت سے یاد کرتے تھے۔ لیکن نبی کریم ﷺ کی کنیت بعض دوسرے اصحاب کی بھی تھی۔ البتہ نام میں آپ ﷺ منفرد تھے۔ اس لئے آپ ﷺ نے روک دیا اور فرمایا کہ میرا تو تم لوگ نام ہی لیا کرو، کنیت کی مجھے ضرورت نہیں۔ یہ یاد رہے کہ آنحضور ﷺ نے اس حدیث میں کنیت سے جو منع فرمایا ہے وہ صرف آپ کے عہد مبارک کے لئے خاص ہے، آپ کی وفات کے بعد آپ کی کنیت سے آپ کو یاد کرنا جائز ہے کیونکہ ممانعت کی اصل وجہ باقی نہیں رہی، خود صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بعد میں آپ کا ذکر کرتے وقت آپ کی کنیت کا استعمال کرتے تھے، اس باب میں حدیث کا اس لئے ذکر ہوا کہ اس میں آنحضور ﷺ کے بازار جانے کا ذکر ہے۔

(٩٤٥) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ الدَّوْسِي (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَآئِفَةِ النَّهَارِ لَايُكَلِّمُنِي وَلَا اُكَلِّمُه، حَتّٰى اَتٰى سُوقَ بَنِي قَيْنُقَاعَ فَجَلَسَ بِفِنَآءِ بَيْتِ فَاطِمَةَ فَقَالَ اَثَمَّ لُكَعُ فَحَبَسَتْهُ شَيْئًا فَظَنَنْتُ اَنَّهَا تُلْبِسُه، سِخَابًا اَوْتُغَسِّلُه، فَجَآءَ يَشْتَدُّ حَتّٰى عَانَقَه، وَقَبَّلَه، وَقَالَ اللّٰهُمَّ اَحْبِبْهُ وَاَحِبَّ مَنْ يُّحِبُّه، ۔

۹۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ دوسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دن کے ایک حصہ میں تشریف لے چلے، نہ آپ نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے آپ سے، اسی طرح آپ بنی قینقاع کے بازار میں آئے، پھر (واپس ہوئے اور) فاطمہؓ کے گھر کے سامنے بیٹھ گئے اور فرمایا وہ پاجی (حسنؓ کو از راہ محبت یہ کہا تھا) کہاں ہے؟ فاطمہؓ (کسی مشغولیت کی وجہ سے فوراً) آپ ﷺ کی خدمت میں نہ آسکیں۔ میں نے خیال کیا، ممکن ہے حسنؓ کو کرتا وغیرہ پہنا رہی ہوں یا نہلا رہی ہوں۔ تھوڑی ہی دیر بعد حسنؓ دوڑے ہوئے آئے، آنحضور ﷺ نے انہیں سینے سے لگالیا اور پیار کیا۔ پھر فرمایا، اے اللہ اسے محبوب رکھ اور اس شخص کو بھی محبوب رکھ جو اس سے محبت رکھتا ہے۔

(٩٤٦) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَشْتَرُوْنَ الطَّعَامَ مِنَ الرُّكْبَانِ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ عَلَيْهِمْ مَّنْ يَمْنَعُهُمْ اَنْ يَّبِيْعُوْهُ حَيْثُ اشْتَرَوْهُ حَتّٰى يَنْقُلُوْهُ حَيْثُ يُبَاعُ الطَّعَامُ قَالَ وَحَدَّثَنَا ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّبَاعَ الطَّعَامُ اِذَا اشْتَرَاهُ حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهُ۔

۹۴۶۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ صحابہ، نبی کریم ﷺ کے عہد میں غلہ قافلوں سے خریدتے تو آنحضور ﷺ ان کے پاس کوئی آدمی بھیج کر، وہیں پر جہاں انہوں نے غلہ خریدا ہوتا، اس غلہ کو بیچنے سے منع فرمادیتے اور اسے وہاں منتقل کر کے بیچنے کا حکم ہوتا جہاں عام طور سے غلہ بکتا تھا۔ اور ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بھی بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے غلہ پر قبضہ کرنے سے پہلے اسے بیچنے سے منع فرمایا تھا۔

فائدہ:۔ اس حدیث کے الفاظ مختلف ہیں، بعض میں ہے کہ جہاں غلہ خریدا جاتا وہاں سے منتقل کرنے کا حکم ہوتا تھا بعض حدیث کے الفاظ یہ ہیں

کہ اس پر پوری طرح قبضہ کرنے سے پہلے اس میں کسی قسم کے تصرف سے آپ ﷺ نے منع فرمایا تھا۔ جیسا کہ اس حدیث کی آخری روایت میں ہے۔ بعض روایتوں میں صرف قبضہ کرنے کا حکم ہے۔ ان تمام روایتوں کا قدر مشترک یہ سمجھ میں آتا ہے کہ خریدنے والا بیچنے والے سے سامان کا یا جو چیز بھی خریدی گئی ہے تخلیہ کر دے۔ اب اس کی صورتیں مختلف ہوں گی، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا بھی اس کی ایک صورت ہے۔ اس پر قبضہ کر لینا بھی اس کی ایک صورت ہے۔ زمین اگر کسی نے خریدی تو اسے اپنے قبضہ میں لانے کی ایک الگ شکل ہوگی، جس کا مدار عرف عام پر ہے۔ درحقیقت اس روایت میں غلہ کے منتقل کرنے کا حکم احتیاط کے خیال سے ہے کہ جہاں خریدا ہو وہیں بیچنا شروع کر دینا کچھ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ بیچنا وہیں چاہئے جہاں عام طور سے اس کی خرید و فروخت ہو رہی ہو۔

باب ۷۳۹. كَرَاهِيَةِ السَّخَبِ فِي السُّوقِ

(۹۴۷) عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) قَالَ لَقِيتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ اَخْبِرْنِيْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرٰةِ قَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ اِنَّه لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرٰةِ بِبَعْضِ صِفَتِه فِي الْقُرْاٰنِ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا وَّحِرْزًا لِّلْاُمِّيِّيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَّلَا غَلِيْظٍ وَّلَا سَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَّعْفُوْ وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَّقْبِضَهُ اللّٰهُ حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ يَّقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَيَفْتَحُ بِهَا اَعْيُنًا عُمْيًا وَّاٰذَانًا صُمًّا وَّقُلُوْبًا غُلْفًا۔

باب ۷۳۹۔ بازار میں شور و غل پر ناپسندیدگی

۹۴۷۔ حضرت عطا ابن یسارؓ نے فرمایا کہ میں عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ سے ملا اور عرض کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی جو صفت تورات میں آئی ہے اس کے متعلق کچھ بتائیے؟ آپ نے فرمایا ہاں! بخدا آپ ﷺ کی تورات میں بعینہ بعض وہی صفات آئی ہیں جن سے آپ کو قرآن میں مخاطب کیا گیا ہے (وہ صفات یہ ہیں) ''اے نبی! ہم نے تمہیں گواہ، خوشخبری دینے والا، ڈرانے والا اور ان پڑھ قوم کی حفاظت کرنے والا بنا کر بھیجا، تم میرے بندے اور میرے رسول ہو، میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے، تم نہ بدخو ہو، نہ سخت دل اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے ہو وہ (میرا بندہ اور رسول) برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دے گا، بلکہ معاف کرے گا اور درگذر کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک اسکی روح قبض نہیں کرے گا جب تک وہ اپنی کج رو قوم کو راہ راست پر نہ کر دے اور وہ اس طرح کہ وہ سب کلمہ لا الٰہ الا اللّٰہ پڑھ لیں گے اور اسکے ذریعہ وہ اندھی آنکھوں کو بینا، بہرے کانوں کو شنوا اور پردہ پڑے ہوئے دلوں کے پردوں کو کھول دے گا۔

فائدہ:۔ اس موقعہ پر یہ بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ ایک جلیل القدر صحابی ہونے کے ساتھ توراۃ کے بھی عالم تھے اور اس پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے۔

باب ۷۴۰. الْكَيْلِ عَلَى الْبَائِعِ الْمُعْطِىْ

(۹۴۸) عَنْ جَابِرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) قَالَ تُوُفِّيَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ حِزَامٍ وَّعَلَيْهِ دَيْنٌ فَاسْتَعَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى غُرَمَآئِه اَنْ يَّضَعُوْا مِنْ دَيْنِه فَطَلَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَلَمْ يَفْعَلُوْا فَقَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اذْهَبْ فَصَنِّفْ تَمْرَكَ اَصْنَافًا الْعَجْوَةَ عَلٰى حِدَةٍ وَّعَذْقَ زَيْدٍ عَلٰى

باب ۷۴۰۔ ناپنے کی اجرت بیچنے اور دینے والے پر

۹۴۸۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ جب عبداللہ بن عمرو بن حزامؓ کی وفات ہوئی تو ان کے ذمے کچھ لوگوں کا قرض تھا، اس لئے میں نے نبی کریم ﷺ کے ذریعہ کوشش کی کہ قرض خواہ کچھ اپنے قرضوں میں کمی کر دیں۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا (قرض میں کمی کرنے کے لئے) لیکن وہ نہیں مانے۔ اب آنحضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ جاؤ اور اپنی تمام کھجور کی قسموں کو الگ الگ کر لو۔ (عجوہ ایک خاص قسم کی کھجور) کو الگ اور عذق

جِدَةٍ ثُمَّ اَرْسِلِ اِلَيَّ فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَرْسَلْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَلَسَ عَلٰى اَعْلَاهُ اَوْ فِيْ وَسْطِهٖ ثُمَّ قَالَ كِلْ لِلْقَوْمِ فَكِلْتُهُمْ حَتّٰى اَوْ فَيْتُهُمُ الَّذِيْ لَهُمْ وَ بَقِيَ تَمْرِيْ كَاَنَّهٗ لَمْ يَنْقُصْ مِنْهُ شَيْءٌ۔

زید (کھجور کی ایک قسم) کو الگ کر کے میرے پاس بھیج دو۔ میں نے ایسا ہی کیا اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھیج دیا۔ آنحضور ﷺ اس کے سرے پر یا بیچ میں بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اب ان قرض خواہوں کو ناپ ناپ کر دو۔ میں نے ناپنا شروع کیا۔ جتنا قرض ان لوگوں کا تھا میں نے ادا کر دیا۔ پھر بھی میری تمام کھجور جوں کی توں تھی، جیسے اس میں سے ایک حبہ برابر کی بھی کمی نہیں ہوئی تھی۔

باب ۷۴۱. مَايُسْتَحَبُّ مِنَ الْكَيْلِ

۷۴۱۔ ناپ تول کا استحباب

(۹۴۹) عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيْ كَرِبَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كِيْلُوْا طَعَامَكُمْ يُبَارَكْ لَكُمْ۔

۹۴۹۔ حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، اپنے غلے کو ناپ لیا کرو، اس میں تمہیں برکت ہوگی۔

باب ۷۴۲. بَرَكَةِ صَاعِ النَّبِيِّ ﷺ وَمُدِّهٖ

۷۴۲۔ نبی کریم ﷺ کے صاع اور مد کی برکت

(۹۵۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَ دَعَا لَهَا وَحَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَرَّمَ اِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ وَدَعَوْتُ لَهَا فِيْ مُدِّهَا وَصَاعِهَا مِثْلَ مَادَعَا اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِمَكَّةَ۔

۹۵۰۔ حضرت عبداللہ بن زیدؓ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیمؑ نے مکہ کی حرمت قرار دی تھی اور اس کے لئے دعا فرمائی تھی۔ میں بھی مدینہ کو اسی طرح باحرمت قرار دیتا ہوں جس طرح ابراہیمؑ نے مکہ کو باحرمت قرار دیا تھا اور اس کے لئے اس کے مد و صاع (غلہ ناپنے کے دو پیمانے) کی برکت کی اسی طرح دعا کرتا ہوں جس طرح ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کے لئے دعا کی تھی۔

باب ۷۴۳. مَايُذْكَرُ فِيْ بَيْعِ الطَّعَامِ وَالْحُكْرَةِ

باب ۷۴۳۔ غلہ بیچنا اور اس کی ذخیرہ اندوزی

(۹۵۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ رَاَيْتُ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ الطَّعَامَ مُجَازَفَةً يُضْرَبُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَبِيْعُوْهُ حَتّٰى يُؤْوُوْهُ اِلٰى رِحَالِهِمْ۔

۹۵۱۔ حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے ان لوگوں کو دیکھا جو تخمینے سے غلہ خریدتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں انہیں اس بات پر سزا دی جاتی کہ اس غلہ کو اپنی قیام گاہ تک لانے سے پہلے (وہیں جہاں وہ اسے خریدتے) بیچ دیں۔

(۹۵۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى اَنْ يَبِيْعَ الرَّجُلُ طَعَامًا حَتّٰى يَسْتَوْفِيَهٗ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍؓ كَيْفَ ذَاكَ قَالَ دَرَاهِمُ بِدَرَاهِمَ وَالطَّعَامُ مُرْجَاءٌ۔

۹۵۲۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غلہ پر پوری طرح قبضہ سے پہلے اسے بیچنے سے منع فرمایا تھا۔ ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ یہ تو درہم کا درہم کے بدلہ بیچنا ہوا، جبکہ ابھی غلہ ادھار ہی پر چل رہا ہے۔

(۹۵۳) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ يُخْبِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الذَّهَبُ بِالذَّهَبِ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا اِلَّا هَاءَ وَهَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا اِلَّا

۹۵۳۔ حضرت عمر بن خطابؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، سونا سونے کے بدلے میں (خریدنا) سود میں داخل ہے، الا یہ کہ نقد ہو۔ گیہوں گیہوں کے بدلہ میں (خریدنا یا بیچنا) سود میں

هَآءَ وَهَآءَ وَالشَّعِيْرُ بِالشَّعِيْرِ رِبًا اِلَّا هَآءَ وَهَآءَ۔

داخل ہے، الا یہ کہ نقد ہو۔ گیہوں گیہوں کے بدلہ میں (خریدنا یا بیچنا) سود میں داخل ہے، الا یہ کہ نقد ہو۔ کھجور کھجور کے بدلہ میں سود ہے الا یہ کہ نقد ہو اور جو جو کے بدلہ میں سود ہے الا یہ کہ نقد ہو۔

باب ۷۴۴. لَايَبِيْعُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَسُوْمُ عَلٰى سَوْمِ اَخِيْهِ حَتّٰى يَاْذَنَ لَهٗ اَوْ يَتْرُكَ

باب ۷۴۴۔ اپنے بھائی کی بیع میں مداخلت نہ کرے اور کسی اپنے بھائی کے بھاؤ لگاتے وقت اس کے بھاؤ کو نہ بگاڑے۔

(۹۵۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّبِيْعَ حَاضِرٌ لِّبَادٍ وَّلَا تَنَاجَشُوْا وَلَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطَبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ وَلَا تَسْاَلُ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَكْفَأَ مَافِیْ اِنَآئِهَا۔

۹۵۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے ان سے منع کیا تھا کہ کوئی شہری کسی بدوی (دیہاتی کا مال واسباب) بیچے اور وہ یہ کہ کوئی (سامان خریدنے کی نیت کے بغیر (دوسرے اصل خریداروں سے) بڑھ کر بولی نہ دے، اسی طرح کوئی شخص اپنے بھائی کی بیع میں مداخلت نہ کرے، کوئی شخص (کسی عورت کو) دوسرے کے پیغام نکاح کے ہوتے ہوئے اپنا پیغام نہ بھیجے اور کوئی عورت، اپنی کسی دینی بہن کو اس نیت سے طلاق نہ دلوائے کہ اس کے حصہ کو خود حاصل کر لے۔

فائدہ:۔ اس عنوان میں دو جملے میں پہلے جملہ میں بیچنے والوں کی رہنمائی ہے اور دوسرے میں خریدنے والوں کی۔ مثلاً دو شخص خرید وفروخت کرر ہے تھے، وہی چیز ایک اور صاحب بھی بیچ رہے تھے، اس لئے انہوں نے چاہا کہ چیز میری بک جائے اور بیچ میں جا کے کہنے لگے کہ یہی چیز میرے پاس ہے تم مجھ سے خریدلو، قیمت کم ہو جائے گی، وغیرہ وغیرہ۔ اس طرز عمل سے چونکہ بیچنے والے کو نقصان پہنچتا ہے اس لئے شریعت نے اس کی ممانعت کی کہ جب دو آدمی خرید وفروخت میں مشغول ہوں تو تم اپنی کسی چیز کو بیچنے کے لئے اس میں مداخلت بے جانہ کرو۔ دوسرے جملہ کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص ایک چیز کہیں خرید رہا تھا، فریقین میں بھاؤ ہو رہا تھا کہ ایک شخص نے دیکھا کہ یہی چیز تو میں بھی خریدنا چاہتا ہوں، لاؤں یہیں کچھ قیمت بڑھا کے کیوں نہ خریدلوں۔ شریعت اس سے بھی منع کرتی ہے کہ جب تمہارا کوئی بھائی کسی چیز کی قیمت لگا رہا ہو اور بیچنے والے سے اس کی بات چیت چل رہی ہو تو کسی تیسرے کے لئے مناسب نہیں کہ جھٹ وہاں پہنچ کر خود خریدنے کے لئے اس چیز کا بھاؤ بڑھا دے اور اپنے کسی بھائی کے بھاؤ میں مداخلت کرے۔ البتہ اگر فریقین کی اجازت ہو اور اس میں انہیں کوئی ناگواری نہ ہو سکتی ہو یا وہ بیع کو چھوڑ دیں تو پھر جو چاہے آئے اور بھاؤ لگائے۔ نیز گاؤں کے لوگ شہر کے بازاروں اور اس کی قیمت کے اتار چڑھاؤ سے کم واقف ہوتے ہیں۔ مال واسباب دور دراز علاقوں سے شہر لائے اور بیچ کر چلے گئے۔ عرب میں یہ ہوا کرتا تھا اور کسی نہ کسی صورت میں ہر سرمایہ دارانہ نظام کے تحت ممالک میں یہ صورت موجود ہوتی ہے کہ دیہات کے لوگ شہر میں اپنی چیزیں بیچنے لائے، بازار بند ہوا تو کسی چالاک شہری کاروباری نے انہیں یہ پڑھایا کہ تم اپنا مال میرے پاس رکھ دو، میں مناسب قیمت پر بیچ کر تمہیں اس کی قیمت دے دوں گا۔ پھر جب قیمت چڑھتی ہے تو وہ مال بکتا، اس صورت میں چونکہ عام خریداروں کو نقصان ہوتا تھا اس لئے شریعت نے اس سے منع کر دیا تا کہ گاؤں کے لوگ جو سامان لائیں اس کا نفع کسی ایک ہی شخص کے ہاتھ نہ لگے بلکہ سب ہی لوگ یعنی عوام بھی اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ بازار میں ذخیرہ اندوزی کے رجحانات نہ پیدا ہوں اور بازار کے مندہ ہونے یا چڑھنے کا نفع یا نقصان کسی ایک طبقہ کو نہ اٹھانا پڑے۔

باب ۷۴۵. بَيْعِ الْمُزَايَدَةِ

باب ۷۴۵۔ نیلامی کی بیع

(۹۵۵) عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ رَجُلًا اَعْتَقَ غُلَامًا لَّهٗ عَنْ دُبُرٍ فَاحْتَاجَ فَاَخَذَهٗ

۹۵۵۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے اپنا ایک غلام اپنے مرنے کے بعد کی شرط کے ساتھ آزاد کیا۔ لیکن اتفاق سے وہ شخص

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ یَشْتَرِیْهِ مِنِّی فَاشْتَرَاهُ نُعَیْمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بِكَذَا وَ كَذَا فَدَفَعَهٗ اِلَیْهِ۔

مفلس ہوگیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے غلام کو لے کرفرمایا کہ اسے مجھ سے کون خریدے گا۔ اس پر نعیم بن عبداللہؓ نے اسے اتنی اتنی قیمت پر خرید لیا اور آنحضور ﷺ نے غلام ان کے حوالہ کردیا۔

فائدہ:۔ نیلام کو عربی میں ''بیع مزایدہ'' کہتے ہیں۔ شریعت میں اس کی صورت یہ ہے کہ کسی کی بولی پر بولی دینا، وہی جو آج بھی نیلام کا مفہوم سمجھا جاتا۔ چونکہ اس میں نیلام کرنے والے اور تمام بولی دینے والوں کی رضامندی ہوتی ہے اس لئے کوئی حرج نہیں ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے اس کی وضاحت کردی گئی ہے۔ البتہ آج کل نیلام میں بعض ایسی تفاصیل بھی داخل ہوگئی ہیں جو ناجائز اور حرام تک ہیں، اس لئے شریعت کے حدود میں تو نیلام کی اجازت ہوگی لیکن اس سے باہر اجازت نہیں ہوگی۔
اس حدیث میں جس شرط کے ساتھ غلام آزاد کرنے کے لئے اس سے کہا تھا شریعت میں ایسے غلام کو مدبر کہتے ہیں۔ شوافع اس حدیث سے مدبر کی بیع کے جواز کو ثابت کرتے ہیں۔ احناف کہتے ہیں کہ یہ مدبر مقید تھا اس لئے بیچا جا سکتا تھا۔

باب ۷۴۶. بَیْعُ الْغَرَرِ وَ حَبَلِ الْحَبَلَةِ

باب ۷۴۶۔ دھوکے کی بیع اور حمل کے حمل کی بیع

(۹۵۶) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ بَیْعِ حَبَلِ الْحَبَلَةِ وَ كَانَ بَیْعًا یَّتَبَایَعُهٗ اَهْلُ الْجَاهِلِیَّةِ كَانَ الرَّجُلُ یَبْتَاعُ الْجَزُوْرَ اِلٰی اَنْ تُنْتَجَ النَّاقَةُ ثُمَّ تُنْتَجُ الَّتِیْ فِیْ بَطْنِهَا۔

۹۵۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے حمل کے حمل کی بیع سے منع فرمایا تھا۔ اس بیع کا طریقہ جاہلیت میں رائج تھا، اس شرط کے ساتھ لوگ اونٹنی خریدتے تھے کہ وہ اونٹنی بچہ جنے، پھر (اس کا بچہ) جو اس وقت اس کے پیٹ میں ہے جنے۔

فائدہ:۔ جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ بعض اوقات کسی جانور کے حمل کے متعلق یہ کہا جاتا کہ اس حمل کے جو حمل ٹھہرے گا اسے اتنی قیمت پر خرید لو، بعض لوگوں نے کہا ہے کہ حمل کے حمل کی بیع نہیں ہوتی تھی بلکہ کسی قرض وغیرہ کی مدت اس سے متعین کی جاتی تھی۔ شریعت نے دونوں سے منع کیا ہے، کیونکہ ان طریقوں میں کھلے ہوئے مفاسد ہیں۔

باب ۷۴۷. النَّهْیِ لِلْبَآئِعِ اَنْ لَّا یُحَفِّلَ الْاِبِلَ وَالْبَقَرَ وَالْغَنَمَ

باب ۷۴۷۔ بیچنے والے کو تنبیہ کہ اسے اونٹ، گائے اور بکری کے دودھ کو (جانور بیچتے وقت) تھن میں جمع نہ رکھنا چاہئے،

(۹۵۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصِرُّوا الْاِبِلَ وَالْغَنَمَ فَمَنِ ابْتَاعَهَا بَعْدُ فَاِنَّهٗ بِخَیْرِ النَّظَرَیْنِ بَیْنَ اَنْ یَّحْتَلِبَهَا اِنْ شَآءَ اَمْسَكَ وَاِنْ شَآءَ رَدَّهَا وَصَاعَ تَمْرٍ۔

۹۵۷۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا، (بیچنے کے لئے) اونٹنی اور بکری کے تھنوں میں دودھ کو جمع نہ کرو لیکن اگر کسی نے (دھوکہ میں آکر) کوئی ایسا جانور خرید لیا تو اسے دودھ دوہنے کے بعد دونوں اختیارات ہیں، چاہے تو جانور کو روک لے (اسی قیمت پر جو طے ہوئی تھی) اگر چاہے تو واپس کردے، مزید ایک صاع کھجور کے ساتھ۔

فائدہ:۔ بعض لوگ خریداروں کو دھوکا دینے کے لئے یہ کرتے تھے کہ جب انہیں اپنا کوئی جانور بیچنا ہوتا اور وہ دودھ دیتا ہوتا تو کئی دن تک اس کے دودھ کو نہیں دوہتے، تاکہ جب خریدار آئے تو تھن کو چڑھا ہوا دیکھ کر سمجھے کہ بہت دودھ دینے والا جانور ہے۔ بہت سے خریدار دھوکے میں آجاتے ہیں، لیکن دوسرے ہی دن اصل حقیقت کا پتہ چل جاتا کہ واقعی دودھ کتنا ہے۔ پہلے اسلام اس سے منع کرتا ہے کہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس طرح غلط حربے اپنے کسی بھائی کو دھوکا دینے کے لئے اختیار کرے، لیکن اگر کوئی شخص باز نہیں آتا تو شریعت خریدنے والے کو قانونی اختیار دیتی ہے کہ وہ اپنے نقصان کی تلافی کرلے۔ جب کوئی شخص اس طرح کے کسی جانور کو خرید چکا تو اب دو ہی صورتیں باقی رہ جاتی ہیں۔

اول یہ کہ حقیقت حال کے علم کے باوجود وہ اپنے معاملہ پر مطمئن ہے اور اپنے کو نقصان میں نہیں سمجھتا۔ اگر صورت حال یہ ہو تو اسے اس کا حق ہے کہ جانور کو واپس نہ کرے بلکہ اپنے استعمال میں لائے، بیع اس صورت میں نافذ سمجھی جائے گی، لیکن اگر وہ اپنے معاملہ سے مطمئن نہیں ہے تو شریعت اختیار دیتی ہے کہ وہ معاملہ کو فسخ کر دے اور خریدا ہوا جانور واپس کر کے اپنی قیمت لے لے۔۔ ائمہ فقہ کے درمیان اس مسئلہ کا اختلاف بہت مشہور ہے۔ ایسے جانور کو ''مصراۃ'' کہتے ہیں۔ اسی باب کی احادیث میں یہ ہے کہ مصراۃ در اصل مالک کو واپس کرنے کی صورت میں ایک صاع کھجور بھی مزید دینی پڑے گی۔ بعض روایتوں میں ایک صاع غلہ کا ذکر آیا ہے۔ شوافع کا مسلک بھی یہی ہے۔ یہ مزید ایک صاع کھجور دینا اس لئے ضروری ہے کہ اس جانور کے دودھ کو خریدار استعمال کر چکا ہے۔ اس لئے جب بیع ہی سرے سے فسخ ہو گئی تو اس استعمال کے تاوان کے طور پر جو خریدار نے بیچنے والے کے مال سے کیا ہے، اسے ایک صاع کھجور یا ایک صاع غلہ دینا پڑے گا۔ لیکن احناف کا یہ مسلک نہیں، وہ کہتے ہیں کہ دھوکہ خود بیچنے والے نے دیا، خریدار نے صرف اتنا کیا کہ جب اسے اصل واقعہ کا علم ہو گیا تو جانور اس نے واپس کر دیا۔ اب اصل ذمہ داری تو بیچنے والے کی ہے، خریدار سے کوئی تاوان کیوں وصول کیا جائے؟ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ اگر تاوان ہی دینا ٹھہرا تو جتنا نقصان ہوا ہے اس کے مطابق تاوان دینا چاہئے، پہلے ہی سے ایک خاص مقدار کی تعیین کیونکر کی جا سکتی ہے۔ امام طحاویؒ نے حنفیہ کی طرف سے ایک الگ ہی جواب دیا ہے اپنے خاص طرز پر۔ لیکن ہر حال میں حدیث صاف ہے اور امام شافعیؒ کے مسلک کی حمایت میں بہت واضح۔ علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے لکھا ہے اور دل کو لگتی بات لکھ گئے ہیں کہ حدیث دیانت پر محمول ہوگی یعنی حنفیہ جو کہتے ہیں وہ اس صورت میں ہے جب معاملہ عدالت میں پہنچ جائے کیونکہ عدالت کے تمام فیصلے ظاہر اور واقعہ کی سطح پر طے ہوتے ہیں۔ اسلئے وہاں جب اصل واقعہ اور خریدار کی مجبوری کو دیکھا جائے گا پھر بیچنے والے کے دھوکے کو تو فیصلہ یہی ہوگا کہ تاوان نہ ہو۔ البتہ نجی حدود میں بہتر یہی ہے کہ خریدار تاوان میں ایک متعین مقدار کھجور یا غلہ کی دے دے، کیونکہ بہر حال اس نے بیچنے والے کی ایک چیز استعمال کر لی ہے۔ یہ تقویٰ اور دیانت کے حدود میں اور حدیث میں صرف اسی پہلو پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہ فیصلہ علامہ کشمیریؒ نے ایک اصول کے تحت کیا ہے۔ جو فقہاء احناف کا قائم کیا ہوا ہے۔

باب ۷۴۸. اِنْ شَآءَ رَدَّالْمُصَرَّاةَ وَ فِیْ حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ

باب ۷۴۸۔ خریدار اگر چاہے تو مصراۃ کو واپس کر سکتا ہے، لیکن اس کے دودھ کے بدلہ میں (جو خریدار نے استعمال کیا ہے) ایک صاع کھجور دینی پڑے گی

(۹۵۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه)) یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اشْتَرٰی غَنَمًا مُّصَرَّاةً فَاحْتَلَبَهَا فَاِنْ رَّضِیَهَا اَمْسَکَهَا وَاِنْ سَخِطَهَا فَفِیْ حَلْبَتِهَا صَاعٌ مِّنْ تَمْرٍ۔

۹۵۸۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے ''مصراۃ'' بکری خریدی اور اسے دوہا تو اگر وہ اس معاملہ پر راضی ہے تو اسے اپنے لئے روک لے اور اگر راضی نہیں ہے تو (واپس کر دے اور) اس کے دودھ کے بدلہ میں ایک صاع کھجور دینا چاہئے۔

باب ۷۴۹. بَیْعِ الْعَبْدِ الزَّانِیْ

باب ۷۴۹۔ زانی غلام کی بیع

(۹۵۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّهٗ سَمِعَهٗ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا زَنَتِ الْاَمَةُ فَتَبَیَّنَ زِنَاهَا فَلْیَجْلِدْهَا وَلَا یُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتْ فَلْیَجْلِدْهَا وَلَا یُثَرِّبْ ثُمَّ اِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْیَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِّنْ شَعْرٍ۔

۹۵۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی باندی زنا کرے اور اس کے زنا کا ثبوت (شرعی) مل جائے تو اسے کوڑے لگوانے چاہئیں، لیکن لعنت ملامت نہ کرنی چاہئے، اس کے بعد پھر اگر وہ زنا کرے تو کوڑے لگوانے چاہئیں لیکن لعنت ملامت اب بھی نہ کرنی چاہئے۔ پھر اگر تیسری مرتبہ بھی زنا کرے تو اسے بیچ دینا چاہئے، چاہے بال کی ایک رسی کے بدلہ میں ہی کیوں نہ ہو۔

باب ۷۵۰. هَلْ يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ بِغَيْرِ اَجْرٍ وَّهَلْ يُعِيْنُهُ اَوْيَنْصَحُه‘

(۹٦۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَلَقَّوُا الرُّكْبَانَ وَلَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قَالَ فَقِيْلَ لِابْنِ عَبَّاسٍؓ مَاقَوْلُه‘ لَا يَبِيْعُ حَاضِرٌ لِّبَادٍ قَالَ لَا يَكُوْنُ لَه‘ سِمْسَارًا۔

باب ۷۵۰۔ کیا شہری، بدوی کا سامان کسی اجرت کے بغیر بیچ سکتا ہے؟ اور کیا اس کی مدد یا اس کی خیر خواہی کر سکتا ہے

۹٦۰۔ حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (تجارتی) قافلوں کی پیشوائی نہ کیا کرو اور شہری، کسی دیہاتی کا سامان نہ بیچے۔ حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ حضور اکرم ﷺ کے اس ارشاد کہ ”کوئی شہری، کسی دیہاتی کا سامان نہ بیچے، کیا مطلب ہے تو فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ اس کا دلال نہ بنے۔

فائدہ:۔ مصنفؒ یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ حدیث میں جو آیا ہے کہ شہری کو بدوی کا سامان نہ بیچنا چاہئے تو یہ ممانعت خاص صورت میں ہے۔ یعنی جب شہری کی نیت معاملے میں بری ہو، لیکن اگر محض خیر خواہی کے ارادہ سے وہ ایسا کر رہا ہو اور کوئی اجرت بھی نہ لیتا ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ ہر مسلمان کو ایک دوسرے کی خیر خواہی کرنی چاہئے جہاں تک بھی ہو سکے۔

باب ۷۵۱. النَّهْيِ عَنْ تَلَقِّي الرُّكْبَانِ

(۹٦۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ وَّلَا تَلَقَّوُا السِّلَعَ حَتّٰى يُهْبَطَ بِهَا اِلَى السُّوْقِ۔

باب ۷۵۱۔ تجارتی قافلوں کی پیشوائی کی ممانعت

۹٦۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی بیع میں مداخلت نہ کرے اور کوئی (بیچنے والے قافلوں کے) سامان کی طرف نہ بڑھے تاکہ وہ بازار میں آ جائیں۔

فائدہ:۔ تجارتی قافلوں کی پیشوائی کے لئے مصنفؒ ”تلقی الرکبان“ کی ترکیب لائے ہیں۔ یہاں مراد یہ ہے کہ مثلاً شہر میں گرانی کسی وجہ سے بہت بڑھی ہوئی ہے، اب کسی تاجر نے سنا کہ کوئی تجارتی قافلہ آ رہا ہے اس لئے وہ آگے بڑھ گیا اور شہر میں پہنچنے سے پہلے ہی ان کا مال و اسباب خرید لیا۔ اس میں ایک نقصان تو خود اس شہر کے باشندوں کا ہے کہ اگر قافلے والے خود اپنا سامان بیچتے تو عام قیمت سے کچھ نہ کچھ سستا انہیں مل جاتا۔ دوسرا نقصان اس قافلہ کا ہوا کہ لاعلمی میں یقیناً کم قیمت پر اس نے اپنا سامان بیچ دیا ہوگا۔ اس لئے احناف نے کہا کہ ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن مصنفؒ کی عبارت سے ظاہر ہو رہا ہے کہ قطعاً باطل ہے اس طرح کی بیع میں بہر حال معاملہ کی اصل سنگینی سے احناف بھی انکار نہیں کرتے لیکن قانونی حدود میں اسے بالکل رد بھی نہیں کرتے۔ یہ ملحوظ رہے کہ اگر اس طرز عمل سے کسی کو نقصان پہنچنے کا خطرہ نہ ہو بلکہ حالات سب کو معلوم ہوں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

باب ۷۵۲. بَيْعِ الزَّبِيْبِ بِالزَّبِيْبِ وَالطَّعَامِ بِالطَّعَامِ

(۹٦۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْمُزَابَنَةِ وَالْمُزَابَنَةُ بَيْعُ التَّمْرِ بِالتَّمْرِ كَيْلًا وَّ بَيْعُ الزَّبِيْبِ بِالْكَرْمِ كَيْلًا۔

باب۔ زبیب کی بیع زبیب کے بدلہ میں، غلہ کی بیع غلہ کے بدلہ میں

۹٦۲۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مزابنہ سے منع فرمایا تھا، مزابنہ، کھجور کو کھجور کے بدلہ میں ناپ کر اور زبیب (خشک انگور یا انجیر) کو زبیب کے بدلہ میں ناپ کر بیچنے کو کہتے ہیں۔

باب ۷۵۳. بَيْعِ الشَّعِيْرِ بِالشَّعِيْرِ

(۹٦۳) عَنْ مَالِكِ بْنِ اَوْسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَخْبَرَه‘ اَنَّه‘ الْتَمَسَ صَرْفًا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَدَعَانِيْ طَلْحَةُ

باب ۷۵۳۔ جو کے بدلے جو کی بیع

۹٦۳۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہیں سو دینار بھنانے تھے پھر مجھے طلحہ بن عبید اللہؓ نے بلایا اور ہم نے (اپنے معاملہ کی)

بْنُ عُبَیْدِاللّٰہِ فَتَرَاوَضْنَا حَتّٰی اصْطَرَفَ مِنِّیْ فَاَخَذَالذَّھَبَ یُقَلِّبُھَا فِیْ یَدِہٖ ثُمَّ قَالَ حَتّٰی یَاْتِیَ خَازِنِیْ مِنَ الْغَابَةِ وَعُمَرُ یَسْمَعُ ذٰلِكَ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَا تُفَارِقُهٗ حَتّٰی تَاْخُذَ مِنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلذَّھَبُ بِالذَّھَبِ رِبًا اِلَّا ھَآءَ وَھَآءَ وَالْبُرُّ بِالْبُرِّ رِبًا اِلَّا ھَآءَ وَھَآءَ وَالشَّعِیْرُ بِالشَّعِیْرِ رِبًا اِلَّا ھَآءَ وَھَاءَ وَالتَّمْرُ بِالتَّمْرِ رِبًا اِلَّا ھَآءَ وَھَآءَ۔

بات چیت کی اور ان سے میرا معاملہ ہو گیا۔ وہ سونے (دینار) کو اپنے ہاتھ میں لے کر الٹنے پلٹنے لگے اور کہنے لگے کہ ذرا میرے خزانچی کو غابہ سے آ لینے دو (تو میں تمہارے یہ دینار بھنا دوں گا) عمرؓ بھی ہماری بات سن رہے تھے، آپ نے فرمایا، جب تک تم ان سے (اپنے دینار کے عوض درہم یا کوئی چیز جس کا معاملہ ہوا ہو گا، لے نہ لو، ان سے جدا نہ ہونا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سونا سونے کے بدلہ میں، اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے، گیہوں، گیہوں کے بدلے میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے، جو، جو کے بدلہ میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتا ہے، اور کھجور کھجور کے بدلہ میں اگر نقد نہ ہو تو سود ہو جاتی ہے۔

باب ۷۵۴. بَیْعِ الذَّھَبِ بِالذَّھَبِ

(۹۶۴) عَنْ اَبُوْبَکْرَةَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَبِیْعُوا الذَّھَبَ بِالذَّھَبِ اِلَّا سَوَآءً بِسَوَاءٍ وَالْفِضَّةَ بِالْفِضَّةِ اِلَّا سَوَآءً بِسَوَاءٍ وَّ بِیْعُوا الذَّھَبَ بِالْفِضَّةِ وَالْفِضَّةَ بِالذَّھَبِ کَیْفَ شِئْتُمْ۔

وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِیْعُوا الذَّھَبَ اِلَّا مِثْلًا بِمِثْلٍ وَّلَا تُشِفُّوْا بَعْضَھَا عَلٰی بَعْضٍ وَّلَا تَبِیْعُوْا مِنْھَا غَائِبًا بِنَاجِزٍ۔

باب ۷۵۴۔ سونے کو سونے کے بدلہ میں ادھار بیچنا

۹۶۴۔ حضرت ابوبکرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سونا، سونے کے بدلہ میں اس وقت تک نہ بیچو جب تک (دونوں طرف سے) برابر برابر نہ ہو، اسی طرح چاندی چاندی کے بدلہ میں اس وقت نہ بیچو جب تک دونوں طرف سے برابر نہ ہو، البتہ سونا چاندی کے بدلہ میں اور چاندی سونے کے بدلہ میں جس طرح چاہو بیچ سکتے ہو۔

حضرت ابوسعید خدریؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سونا سونے کے بدلے میں اس وقت تک نہ بیچو جب تک دونوں طرف سے برابر برابر نہ ہو، دونوں طرف سے کمی یا زیادتی کو روا نہ رکھو اور نہ ادھار کو نقد کے بدلے میں نہ بیچو۔

باب ۷۵۵. بَیْعِ الدِّیْنَارِ بِالدِّیْنَارِ نَسَآءً

(۹۶۵) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه یَقُوْلُ الدِّیْنَارُ بِالدِّیْنَارِ وَالدِّرْھَمُ بِالدِّرْھَمِ فَقُلْتُ لَهٗ فَاِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍؓ لَا یَقُوْلُهٗ فَقَالَ اَبُوْ سَعِیْدٍ فَسَاَلْتُهٗ فَقُلْتُ سَمِعْتَهٗ مِنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْ وَجَدْتَّهٗ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ قَالَ کُلُّ ذٰلِكَ لَا اَقُوْلُ وَاَنْتُمْ اَعْلَمُ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنِّیْ وَلٰکِنَّنِیْ اَخْبَرَنِیْ اُسَامَةُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَارِبًا اِلَّا فِی النَّسِیْئَةِ۔

باب ۷۵۵۔ دینار کو دینار کے بدلہ میں ادھار بیچنا

۹۶۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دینار دینار کے بدلہ میں اور درہم درہم کے بدلہ میں (بیچا جا سکتا ہے) اس پر ان سے کہا گیا کہ ابن عباسؓ تو اس کی اجازت نہیں دیتے۔ ابوسعیدؓ نے بیان کیا کہ پھر میں نے ابن عباسؓ سے اس کے متعلق پوچھا کہ آپ نے یہ نبی کریم ﷺ سے سنا تھا یا کتاب اللہ میں آپ نے اسے پایا ہے؟ فرمایا کہ ان میں سے کسی بات کا میں مدعی نہیں ہوں! رسول اللہ ﷺ (کی احادیث) کو آپ لوگ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، البتہ مجھے اسامہؓ نے خبر دی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (کہ مذکورہ صورتوں میں) سود صرف ادھار کی صورت میں ہوتا ہے۔

باب ۷۵۶. بَيْعِ الْوَرِقِ بِالذَّهَبِ نَسِيْئَةً

(۹۶۶) عَنْ أَبِي الْمِنْهَالِ قَالَ سَأَلْتُ الْبَرَآءَ بْنَ عَازِبٍ وَزَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ عَنِ الصَّرْفِ فَكُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا يَقُوْلُ هٰذَا خَيْرٌ مِّنِّي فَكِلَاهُمَا يَقُوْلُ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ دَيْنًا۔

باب ۷۵۶۔ چاندی کی بیع، سونے کے بدلہ میں

۹۶۶۔ حضرت ابوالمنہالؒ نے بیان کیا میں نے براء بن عازبؓ اور زید بن ارقمؓ سے بیع صرف کے متعلق پوچھا تو ان دونوں نے ایک دوسرے کے متعلق فرمایا کہ یہ بہتر ہیں، پھر دونوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سونے کو چاندی کے بدلے قرض کی صورت میں بیچنے سے منع فرمایا تھا۔

باب ۷۵۷. بَيْعِ الْمُزَابَنَةِ

(۹۶۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُما) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُهٗ وَلَا تَبِيْعُوا الثَّمَرَ بِالتَّمْرِ۔

وَعَنْ زَيْدِ ابْنِ ثَابِتٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ بَعْدَ ذٰلِكَ فِي بَيْعِ الْعَرِيَّةِ بِالرُّطَبِ أَوْ بِالتَّمْرِ وَلَمْ يُرَخِّصْ فِي غَيْرِهٖ۔

باب ۷۵۷۔ بیع مزابنہ

۹۶۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھل (درخت پر) جب تک قابل انتفاع نہ ہو جائیں، انہیں نہ بیچو۔ درخت پر لگی ہوئی کھجور کو، خشک کھجور کے بدلے میں نہ بیچو،

حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ بعد میں رسول اللہ ﷺ سے بیع عریہ کی، تر یا خشک کھجور کے بدلہ میں، اجازت دے دی تھی لیکن اس کے سوا کسی صورت کی اجازت نہیں دی تھی۔

باب ۷۵۸. بَيْعِ الثَّمَرِ عَلٰى رُءُوْسِ النَّخْلِ بِالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

(۹۶۸) عَنْ جَابِرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الثَّمَرِ حَتّٰى يَطِيْبَ وَلَا يُبَاعُ شَيْءٌ مِّنْهُ إِلَّا بِالدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ إِلَّا الْعَرَايَا۔

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ فِي بَيْعِ الْعَرَايَا فِي خَمْسَةِ أَوْسُقٍ أَوْ دُوْنَ خَمْسَةِ أَوْسُقٍ۔

باب ۷۵۸۔ درخت پر پھل، سونے اور چاندی کے بدلے بیچنا

۹۶۸۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کھجور، پکنے سے پہلے بیچنے سے منع کیا تھا اور یہ کہ اس میں سے ذرہ برابر بھی درہم و دینار کے سوا کسی اور چیز کے بدلے نہ بیچی جائے، البتہ عریہ کا اس سے استثناء کیا تھا۔

نیز حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے پانچ وسق یا اس سے کم میں بیع عریہ کی اجازت دی تھی۔

باب ۷۵۹. بَيْعِ الثِّمَارِ قَبْلَ أَنْ يَّبْدُوَ صَلَاحُهَا

(۹۶۹) عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ كَانَ النَّاسُ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَبَايَعُوْنَ الثِّمَارَ فَإِذَا جَدَّ النَّاسُ وَحَضَرَ تَقَاضِيْهِمْ قَالَ الْمُبْتَاعُ إِنَّهٗ أَصَابَ الثَّمَرَ الدَّمَانُ أَصَابَهٗ مُرَاضٌ أَصَابَهٗ قُشَامٌ عَاهَاتٌ يَّحْتَجُّوْنَ بِهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَثُرَتْ عِنْدَهُ الْخُصُوْمَةُ فِي ذٰلِكَ فَأَمَّا لَا فَلَا تَتَبَايَعُوْا حَتّٰى يَبْدُوَ صَلَاحُ الثَّمَرِ كَالْمَشُوْرَةِ يُشِيْرُ بِهَا لِكَثْرَةِ خُصُوْمَتِهِمْ۔

باب ۷۵۹۔ پھلوں کو قابل انتفاع ہونے سے پہلے بیچنا

۹۶۹۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں لوگ پھلوں کی خرید و فروخت کرتے تھے (درختوں پر پکنے سے پہلے) جب پھل توڑنے کا وقت آتا اور مالک قیمت کا) تقاضا کرنے آتے تو خریدار یہ عذر کرنے لگتے کہ پہلے ہی خوشوں میں بیماری لگ گئی تھی (دمان) اس لئے پھل بھی خراب ہو گئے (مراض) اور قشام بھی ہو گیا (ایسی بیماری کہ پھل بہت کم آئے) اسی طرح مختلف آفتوں کو بیان کر کے مالکوں کے ساتھ جھگڑتے (تا کہ قیمت میں کمی کرالیں) جب رسول اللہ ﷺ کے پاس اس طرح کے مقدمات بکثرت پہنچنے لگے تو فرمایا کہ جب اس طرح کے جھگڑے ختم نہیں ہو سکتے تو تم لوگ بھی قابل انتفاع ہونے سے پہلے پھلوں کو نہ بیچا کرو گے، گویا مقدمات کی کثرت کی وجہ سے یہ آپ نے مشورہ دیا تھا

عَنْ جَابِرِبْنَ عَبْدِاللّٰہِؓ قَالَ نَھَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تُبَاعَ الثَّمَرَۃُ حَتّٰی تُشَقَّحَ فَقِیْلَ مَاتُشَقَّحُ قَالَ تَحْمَارُّ وَتَصْفَارُّ وَیُؤْکَلُ مِنْھَا۔

نیز حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے پھلوں کو ''تشقح'' سے پہلے بیچنے سے منع کیا تھا۔ پوچھا گیا کہ تشقح کسے کہتے ہیں؟ تو فرمایا مائل بسرخی یا مائل بزردی ہونے کو کہتے ہیں کہ اسے کھایا جا سکے۔

باب ۷۶۰. اِذَابَاعَ الثِّمَارَ قَبْلَ اَنْ یَبْدُوَ صَلَاحُھَا ثُمَّ اَصَابَتْہُ عَاھَۃٌ فَھُوَ مِنَ الْبَائِعِ

باب ۷۶۰۔ کسی نے قابل انتفاع ہونے سے پہلے پھل بیچے اور ان پر کوئی آفت آئی تو نقصان بیچنے والے کو بھرنا پڑے گا

(۹۷۰) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْ بَیْعِ الثِّمَارِ حَتّٰی تُزْھِیَ فَقِیْلَ لَہٗ وَمَا تُزْھِیْ قَالَ حَتّٰی تَحْمَرَّ فَقَالَ اَرَاَیْتَ اِذَا مَنَعَ اللّٰہُ الثَّمَرَۃَ بِمَ یَاخُذُاَحَدُکُمْ مَالَ اَخِیْہِ۔

۹۷۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے پھلوں کو ''زہو'' سے پہلے بیچنے سے منع کیا تھا، ان سے پوچھا گیا کہ زہو کسے کہتے ہیں تو جواب دیا کہ سرخ ہونے کو۔ پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا تمہیں بتاؤں (پکنے سے پہلے ہی اگر باغ بیچ دیئے جایا کریں اور) اللہ تعالیٰ کے حکم سے پھلوں پر کوئی آفت آجائے تو تم اپنے بھائی کا مال آخر کس چیز کے بدلے لوگے؟

باب ۷۶۱. اِذَآ اَرَادَ بَیْعَ تَمْرٍ بِتَمْرٍ خَیْرٍ مِنْہُ

باب۔ کوئی شخص کھجور، اس سے اچھی کھجور کے بدلے میں بیچنا چاہے

(۹۷۱) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا عَلٰی خَیْبَرَ فَجَاءَہٗ بِتَمْرٍ جَنِیْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکُلُّ تَمْرِ خَیْبَرَ ھٰکَذَاقَالَ لَا وَاللّٰہِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّالَنَاْخُذُالصَّاعَ مِنْ ھٰذَا بِالصَّاعَیْنِ وَالصَّاعَیْنِ بِالثَّلَاثَۃِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلْ بِعِ الْجَمْعَ بِالدَّرَاھِمِ ثُمَّ ابْتَعْ بِالدَّرَاھِمِ جَنِیْبًا۔

۹۷۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر میں ایک شخص کو عامل بنایا (زکوٰۃ وصدقات وصول کرنے کے لئے) وہ صاحب (زکوٰۃ وغیرہ وصول کر کے) عمدہ قسم کی کھجوریں لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا خیبر کی تمام کھجور اسی طرح کی تھیں؟ جواب دیا کہ نہیں، بخدا رسول اللہ! ہم تو اسی طرح کی ایک صاع کھجور (اس سے گھٹیا درجہ کی) دو صاع دے کر لیتے ہیں اور دو صاع، تین صاع کے بدلہ میں لیتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کیا کرو، البتہ کھجور کو دراہم کے بدلہ میں بیچ کر، ان دراہم سے اچھی قسم کی کھجور خرید سکتے ہو۔

باب ۷۶۲. بَیْعِ الْمُحَاضَرَۃِ

باب۷۶۲۔ بیع محاضرہ

(۹۷۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ اَنَّہٗ قَالَ نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُحَاقَلَۃِ وَالْمُحَاضَرَۃِ وَالْمُلَامَسَۃِ وَالْمُنَابَذَۃِ وَالْمُزَابَنَۃِ۔

۹۷۲۔ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیع محاقلہ، محاضرہ، ملامسہ، منابذہ اور مزابنہ سے منع فرمایا تھا۔ (محاضرہ، پکنے سے پہلے فصل کو کھیت ہی میں بیچنے کا نام ہے)

باب۷۶۳. مَنْ اَجْرٰی اَمْرَالْاَمْصَارِ عَلٰی مَایَتَعَارَفُوْنَ بَیْنَھُمْ فِی الْبُیُوْعِ وَالْاِجَارَۃِ وَالْمِکْیَالِ وَالْوَزْنِ وَسُنَنِھِمْ عَلٰی نِیَّاتِھِمْ وَمَذَاھِبِھِمُ الْمَشْھُوْرَۃِ

۷۶۳۔ جن کے نزدیک ہر شہر کی خرید وفروخت، اجارہ اور ناپ تول میں اسی شہر کے متعارف طریقوں پر عمل کیا جائے گا اور ان کی نیتوں کا فیصلہ وہیں کے رسم ورواج اور تعامل کے مطابق ہوگا

(۹۷۳) عَنْ عَائِشَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا) قَالَتْ ھِنْدُاُمُّ مُعَاوِیَۃَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبَا

۹۷۳۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ معاویہؓ کی والدہ ہند نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ ابوسفیان بخیل آدمی ہیں، تو کیا اگر میں ان کے مال میں

سُفۡیَانَ رَجُلٌ شَحِیۡحٌ فَهَلۡ عَلَیَّ جُنَاحٌ اَنۡ اٰخُذَ مِنۡ مَّالِهٖ سِرًّا قَالَ خُذِیۡ اَنۡتِ وَبَنُوۡكِ مَا یَکۡفِیۡكِ بِالۡمَعۡرُوۡفِ۔

سے چھپا کر کچھ لے لیا کروں تو کوئی حرج ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے لئے اور اپنے بیٹوں کے لئے نیک نیتی کے ساتھ اتنا لے سکتی ہو جو تم لوگوں کے لئے کافی ہو جایا کرے۔

فائدہ:۔ جس جگہ ناپ، تول اور خرید و فروخت میں جو طریقے رائج ہیں وہ اگر شرعی اصول وضوابط کے خلاف نہیں ہیں تو تمام معاملات میں انہیں متعارف طریقوں پر عمل ہوگا اور کسی معاملہ میں اگر اختلاف وغیرہ ہو جائے تو فیصلہ کے وقت وہاں کے رسم ورواج وغیرہ کو سامنے رکھنا ہوگا۔ اس کی جزئیات وتفصیلات فقہ کی کتابوں میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ خود مصنفؒ نے بھی اس کی بعض جزئیات لکھی ہیں۔

باب ۷۶۴. بَیۡعِ الشَّرِیۡکِ مِنۡ شَرِیۡکِهٖ

باب۔ کاروبار کے شرکاء کی باہم ایک دوسرے کے ساتھ خرید وفروخت

(۹۷۴) عَنۡ جَابِرٍؓ جَعَلَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ الشُّفۡعَةَ فِیۡ کُلِّ مَالٍ لَّمۡ یُقۡسَمۡ فَاِذَا وَقَعَتِ الۡحُدُوۡدُ وَصُرِفَتِ الطُّرُقُ فَلَا شُفۡعَةَ۔

۹۷۴۔ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے شفعہ کا حق، ہر اس مال میں قرار دیا تھا جو تقسیم نہ ہوا ہو، لیکن جب اس کی حد بندی ہو جائے اور راستے بھی مختلف ہو جائیں تو شفعہ کا حق باقی نہیں رہتا۔

باب ۷۶۵. شِرَآءِ الۡمَمۡلُوۡکِ مِنَ الۡحَرۡبِیِّ وَ هِبَتِهٖ وَعِتۡقِهٖ

باب ۷۶۵۔ حربی سے غلام خریدنا، حربی کا غلام کو آزاد کرنا اور ہبہ کرنا

(۹۷۵) عَنۡ اَبِیۡ هُرَیۡرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ اِبۡرَاهِیۡمُ عَلَیۡهِ السَّلَامُ بِسَارَةَ فَدَخَلَ بِهَا قَرۡیَةً فِیۡهَا مَلِكٌ مِّنَ الۡمُلُوۡكِ اَوۡ جَبَّارٌ مِّنَ الۡجَبَابِرَةِ فَقِیۡلَ دَخَلَ اِبۡرَاهِیۡمُ بِامۡرَاَةٍ هِیَ مِنۡ اَحۡسَنِ النِّسَاءِ فَاَرۡسَلَ اِلَیۡهِ اَنۡ یَّااِبۡرَاهِیۡمُ مَنۡ هٰذِهِ الَّتِیۡ مَعَكَ قَالَ اُخۡتِیۡ ثُمَّ رَجَعَ اِلَیۡهَا فَقَالَ لَاتُکَذِّبِیۡ حَدِیۡثِیۡ اَخۡبَرۡتُهُمۡ اَنَّكِ اُخۡتِیۡ وَاللّٰهِ اِنۡ عَلَی الۡاَرۡضِ مُؤۡمِنٌ غَیۡرِیۡ وَغَیۡرُكِ فَاَرۡسَلَ بِهَا اِلَیۡهِ فَقَامَ اِلَیۡهَا فَقَامَتۡ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّیۡ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ اِنۡ کُنۡتُ اٰمَنۡتُ بِكَ وَبِرَسُوۡلِكَ وَاَحۡصَنۡتُ فَرۡجِیۡ اِلَّا عَلٰی زَوۡجِیۡ فَلَا تُسَلِّطۡ عَلَیَّ الۡکَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰی رَکَضَ بِرِجۡلِهٖ۔

۹۷۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے سارہؑ کے ساتھ ہجرت کی تو ایک ایسے شہر میں پہنچے جہاں ایک بادشاہ رہتا تھا یا (یہ فرمایا کہ) ایک ظالم بادشاہ رہتا تھا۔ اس سے ابراہیمؑ کے متعلق کہا گیا کہ وہ ایک نہایت ہی خوبصورت عورت لے کر یہاں آئے ہیں۔ بادشاہ نے آپؑ سے پچھوا بھیجا کہ ابراہیم! یہ خاتون جو تمہارے ساتھ ہیں، تمہاری کیا ہوتی ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میری بہن ہیں (یعنی دینی رشتہ کے اعتبار سے) پھر جب ابراہیمؑ (بادشاہ کے یہاں سے) سارہؑ کے یہاں آئے تو ان سے کہا کہ (بادشاہ کے سامنے) میری بات نہ جھٹلانا، میں تمہیں اپنی بہن کہہ آیا ہوں۔ بخدا اس روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی مومن نہیں ہے۔ چنانچہ آپؑ نے حضرت سارہؑ کو بادشاہ کے یہاں بھیجا، بادشاہ حضرت سارہؑ کے پاس گیا۔ اس وقت حضرت سارہؑ وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی تھیں۔ انہوں نے اللہ کے حضور میں یہ دعا کی ''اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول (ابراہیمؑ) پر ایمان رکھتی ہوں اور اگر میں نے اپنے شوہر کے سوا اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی ہے تو، تو مجھ پر ایک کافر کو نہ مسلط کر'' اتنے میں وہ بادشاہ بلبلایا اور اس کا پاؤں زمین میں دھنس گیا۔

وَ قَالَ اَبُوۡ هُرَیۡرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنۡه) قَالَتِ اللّٰهُمَّ اِنۡ یَّمُتۡ یُقَالُ هِیَ قَتَلَتۡهُ فَاُرۡسِلَ ثُمَّ قَامَ اِلَیۡهَا فَقَامَتۡ

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ حضرت سارہؑ نے اللہ کے حضور میں عرض کیا، اے اللہ! اگر یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اسی نے مارا ہے۔ چنانچہ وہ پھر

تَوَضَّاءُ وَتُصَلِّی وَتَقُوْلُ اللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتُ اٰمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ وَاَحْصَنْتُ فَرْجِیْ اِلَّا عَلٰی زَوْجِیْ فَلَا تُسَلِّطْ عَلَیَّ ھٰذَا الْکَافِرَ فَغُطَّ حَتّٰی رَکَضَ بِرِجْلِهٖ ـ

وَ قَالَ اَبُوْھُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه) فَقَالَتِ اللّٰھُمَّ اِنْ یَّمُتْ فَیُقَالَ ھِیَ قَتَلَتْهُ فَاُرْسِلَ فِی الثَّانِیَةِ اَوْفِی الثَّالِثَةِ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَآ اَرْسَلْتُمْ اِلَیَّ اِلَّا شَیْطَانًا اِرْجِعُوْھَا اِلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاَعْطُوْھَآ اٰجَرَ فَرَجَعَتْ اِلٰی اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَتْ اَشَعَرْتَ اَنَّ اللّٰهَ کَبَتَ الْکَافِرَ وَاَخْدَمَ وَلِیْدَةً ـ

چھوٹ گیا (یعنی اس کے پاؤں زمین سے باہر نکل آئے) حضرت سارہؓ کی طرف بڑھا۔ حضرت سارہؓ پھر وضو کر کے پھر نماز پڑھنے لگی تھیں اور یہ دعا کرتی جاتی تھیں "اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان رکھتی ہوں اور اپنے شوہر (حضرت ابراہیمؑ) کے سوا اور ہر موقعہ پر میں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے تو تو مجھ پر اس کافر کو مسلط نہ کر۔" چنانچہ وہ پھر بلبلایا اور اسکے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ فرمایا کہ حضرت سارہؓ نے پھر وہی دعا کی کہ "اے اللہ! اگر یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اسی نے مارا ہے" اب دوسری مرتبہ یا تیسری مرتبہ بھی وہ بادشاہ چھوڑ دیا گیا (اللہ کی پکڑ سے) آخر وہ کہنے لگا کہ تم لوگوں نے تو میرے یہاں ایک شیطان بھیج دیا، اسے ابراہیمؑ کے پاس لے جاؤ اور انہیں آجر (حضرت ہاجرہ) کو بھی دے دو پھر حضرت سارہؓ ابراہیمؑ کے پاس آئیں اور ان سے کہا کہ دیکھتے نہیں، اللہ تعالیٰ نے کافر کو کس طرح ذلیل کیا اور ایک چھوکری دے دی۔

باب ۷۶۶. قَتْلِ الْخِنْزِیْرِ

(۹۷۶) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه) یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَیُوْشِکَنَّ اَنْ یَنْزِلَ فِیْکُمْ بْنُ مَرْیَمَ حَکَمًا مُقْسِطًا فَیَکْسِرَ الصَّلِیْبَ وَیَقْتُلَ الْخِنْزِیْرَ وَیَضَعَ الْجِزْیَةَ وَ یَفِیْضَ الْمَالُ حَتّٰی لَایَقْبَلَه' اَحَدٌ

باب ۷۶۶۔ سور کا مار ڈالنا

۹۷۶۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے وہ زمانہ آنے والا ہے جب ابن مریم (عیسیٰ) تم میں ایک عادل اور منصف حاکم کی حیثیت سے اتریں گے، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، سوروں کو مار ڈالیں گے اور جزیہ کو ختم کر دیں گے۔ اس وقت مال و دولت کی اتنی فراوانی ہوگی کہ کوئی لینے والا نہ رہے گا۔

باب ۷۶۷. بَیْعِ التَّصَاوِیْرِ الَّتِیْ لَیْسَ فِیْهَا رُوْحٌ وَّمَا یُکْرَہُ مِنْ ذٰلِکَ

(۹۷۷) عَنْ سَعِیْدِ ابْنِ اَبِی الْحَسَنِؒ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه) اِذْاَتَاہُ رَجُلٌ فَقَالَ یَآ اَبَا عَبَّاسٍ اِنِّیْ اِنْسَانٌ اِنَّمَا مَعِیْشَتِیْ مِنْ صَنْعَةِ یَدِیْ وَاِنِّیْ اَصْنَعُ ھٰذِہِ التَّصَاوِیْرَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ لَآاُحَدِّثُكَ اِلَّا مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ سَمِعْتُه' یَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فَاِنَّ اللّٰہَ مُعَذِّبُه' حَتّٰی یَنْفُخَ فِیْھَا الرُّوْحَ وَلَیْسَ بِنَافِخٍ فِیْھَا اَبَدًا فَرَبَا الرَّجُلُ رَبْوَةً شَدِیْدَةً وَّاصْفَرَّوَجْھُه' فَقَالَ وَیْحَكَ اِنْ

باب ۷۶۷۔ غیر جاندار چیزوں کی تصویریں بیچنا اور اس میں کیا ناپسندیدگی ہے

۹۷۷۔ حضرت سعید بن ابی حسن نے کہا کہ میں ابن عباسؓ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا کہ اے ابو عباس! میں ان لوگوں میں سے ہوں جن کی معیشت اپنے ہاتھ کی صنعت پر موقوف ہے اور میں یہ تصویریں بناتا ہوں۔ ابن عباسؓ نے فرمایا میں تمہیں صرف وہی بات بتا دوں گا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے میں نے آنحضور ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا تھا جس نے بھی کوئی تصویر بنائی تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک عذاب دیتا رہے گا جب تک وہ شخص اپنی تصویر میں جان نہ ڈال دے اور (یہ ظاہر ہے کہ) وہ کبھی اس میں جان نہیں ڈال سکتا (یہ سن

اَبَیْتَ اِلَّا اَنْ تَصْنَعَ فَعَلَيْكَ بِهٰذَا الشَّجَرِ كُلِّ شَئٍ لَيْسَ فِيْهِ رُوْحٌ قَالَ اَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ سَمِعَ سَعِيْدُ ابْنُ اَبِىْ عُرُوْبَةَ مِنَ النَّضْرِبْنِ اَنَسٍ هٰذَا الْوَاحِدَ۔

کر) اس شخص کا سانس چڑھ گیا اور چہرہ زرد پڑ گیا۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ افسوس! اگر تم تصویریں بنانا ہی چاہتے ہو تو ان درختوں کی اور ہر اس چیز کی جس میں جان نہیں ہے تصویریں بنا سکتے ہو۔

باب ۷۶۸. اِثْمِ مَنْ بَاعَ حُرًّا

باب ۷۶۸۔ اس شخص کا گناہ جس نے کسی آزاد کو بیچا

(۹۷۸) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ ثَلٰثَةٌ اَنَا خَصْمُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رَجُلٌ اَعْطٰى بِىْ ثُمَّ غَدَرَ وَرَجُلٌ بَاعَ حُرًّا فَاَكَلَ ثَمَنَه، وَرَجُلٌ نِاسْتَاْجَرَا اَجِيْرًا فَاسْتَوْفٰى مِنْهُ وَلَمْ يُعْطِ اَجْرَه،۔

۹۷۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تین طرح کے لوگ ایسے ہوں گے جن کا قیامت کے دن میں فریق بنوں گا۔ ایک وہ شخص جس نے میرے نام پر عہد کیا اور پھر توڑ دیا۔ دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد انسان کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی (اور اس طرح ایک آزاد کو غلام بنانے کا سبب بنا) اور وہ شخص جس نے کوئی مزدور اجرت پر رکھا، اس سے پوری طرح کام لیا، لیکن اس کی مزدوری نہیں دی گئی۔

باب ۷۶۹. بَيْعِ الْمَيْتَةِ وَالْاَصْنَامِ

باب ۷۶۹۔ مردار اور بتوں کی بیع

(۹۷۹) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّه، سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ بِمَكَّةَ اِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه، حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيْرِ وَالْاَصْنَامِ فَقِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ شُحُوْمَ الْمَيْتَةِ فَاِنَّهَا يُطْلٰى بِهَا السُّفُنُ وَيُدْهَنُ بِهَا الْجُلُوْدُ وَيَسْتَصْبِحُ بِهَاالنَّاسُ فَقَالَ لَاهُوَ حَرَامٌ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ قَاتَلَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَا حَرَّمَ شُحُوْمَهَا جَمَلُوْهُ ثُمَّ بَاعُوْهُ فَاَكَلُوْا ثَمَنَه،۔

۹۷۹۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ نے فرمایا آپ کا قیام ابھی مکہ ہی میں تھا کہ اللہ اور اس کے رسول نے شراب، مردار، سور اور بتوں کا بیچنا حرام قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس پر پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! مردار کی چربی کے متعلق کیا حکم ہے؟ اسے کشتیوں پر ہم ملتے ہیں، کھالوں پر اس سے تیل کا کام لیتے ہیں اور لوگ اس سے اپنے چراغ بھی جلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں وہ حرام ہے۔ اسی موقعہ پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ یہودیوں کو برباد کرے، اللہ تعالیٰ نے جب چربی ان پر حرام کی تو ان لوگوں نے پگھلا کر اسے بیچا اور اس کی قیمت کھائی۔

باب ۷۷۰. ثَمَنِ الْكَلْبِ

باب ۷۷۰۔ کتے کی قیمت

(۹۸۰) عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدِ نِالْاَنْصَارِىِّ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِىِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ۔

۹۸۰۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتے کی قیمت، زانیہ کی اجرت اور کاہن کی اجرت سے منع فرمایا تھا۔

كِتَابُ السَّلَمِ

باب ۷۷۱. السَّلَمِ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ

(۲۹۸۱)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَىٰ عَنه) قَالَ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَالنَّاسُ يُسْلِفُوْنَ فِي الثَّمَرِ الْعَامَ وَالْعَامَيْنِ اَوْقَالَ عَامَيْنِ اَوْ ثَلٰثَةً فَقَالَ مَنْ سَلَّفَ فِي تَمْرٍ فَلْيُسْلِفْ فِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ وَّوَزْنٍ مَّعْلُومٍ۔

کتاب بیع سلم کے بیان میں

باب۷۷۱۔ بیع سلم متعین پیمانے کے ساتھ

۹۸۱۔حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو (مدینہ کے) لوگ پھلوں میں ایک سال اور دو سال کے لئے بیع سلم کرتے تھے یا انہوں نے یہ کہا کہ دو سال اور تین سال (کے لئے کرتے تھے) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بھی کھجور میں بیع سلم کرے تو اسے متعین پیمانے یا متعین وزن کے ساتھ کرنی چاہئے۔

فائدہ:۔بیع سلم، ایسی بیع ہے جس میں قیمت پہلے دے دی جاتی ہے اور وہ سامان جو فروخت کیا گیا بعد میں حوالہ کیا جاتا ہے۔یعنی اصل مال کی غیر موجودگی میں خرید وفروخت ہو جاتی ہے۔اسی لئے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ مقدار، جنس، اصل مال اور جس جگہ ومقام پر وہ مال خریدار کے حوالہ کیا جائے گا سب کی تعیین پوری طرح کردی جائے تاکہ اصل اس طرح متعین ہو جائے کہ گویا وہ سامنے ہے اور اس کی طرف اشارہ کرکے تعیین کردی گئی ہے۔اسی لئے تمام اموال میں یہ بیع نہیں چلتی، صرف انہیں چیزوں میں چلتی ہے جو ناپی اور تولی جاسکیں یا انہیں شمار کیا جاسکے اور باہم ان معدودات میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا ہو۔اصل مقصد یہ ہے کہ چونکہ اصل مال موجود نہیں ہے اس لئے انہیں صورتوں میں یہ بیع کی جائے جنہیں بعد میں اصل مال خریدار کو دیتے وقت کوئی نزاع نہ پیدا ہوسکے۔

باب ۷۷۲. السَّلَمِ اِلٰى مَنْ لَيْسَ عِنْدَهٗ اَصْلٌ

(۹۸۲)عَن مُحَمَّدُ بْنَ اَبِى الْمُجَالِدِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) قَالَ بَعَثَنِى عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ وَّاَبُوبُرْدَةَ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ اَبِىْ اَوْفٰى فَقَالَا سَلْهُ هَلْ كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُوْنَ فِى الْحِنْطَةِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ كُنَّا نُسْلِفُ بِنَبِيْطِ اَهْلِ الشَّامِ فِى الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيْرِ وَالزَّيْتِ فِىْ كَيْلٍ مَّعْلُوْمٍ اِلٰى اَجَلٍ مَعْلُوْمٍ قُلْتُ اِلٰى مَنْ كَانَ اَصْلٌ عِنْدَهٗ قَالَ مَاكُنَّا نَسْاَلُهُمْ عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ بَعَثَانِىْ اِلٰى عَبْدِالرَّحْمٰنِ ابْنِ اَبْزٰى فَسَاَلْتُه فَقَالَ كَانَ اَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْلِفُوْنَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ نَسْاَلُهُمْ اَلَهُمْ حَرْثٌ اَمْ لَا۔

باب۷۷۲۔اس شخص کی بیع سلم جس کے اصل مال موجود نہ ہو

۹۸۲۔حضرت محمد بن ابی مجالدؒ نے کہا کہ مجھے عبداللہ بن شداد اور ابو بردہ نے، عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ کے پاس بھیجا اور ہدایت کی کہ ان سے پوچھو کہ کیا نبی کریم ﷺ کے اصحاب، آنحضور ﷺ کے عہد میں گیہوں کی بیع سلم کرتے تھے۔عبداللہؓ نے جواب دیا کہ ہم شام کے انباط (ایک کاشتکار قوم) کے ساتھ گیہوں، جوار، زیتون متعین پیمانے اور متعین مدت کے لئے بیع کیا کرتے تھے۔میں نے پوچھا کہ صرف اسی شخص سے آپ لوگ یہ بیع کیا کرتے تھے جس کے پاس اصل مال موجود ہوتا تھا؟ فرمایا کہ ہم اس کے متعلق پوچھتے ہی نہیں تھے۔پھر ان دونوں حضرات نے مجھے عبدالرحمٰن بن ابزی کی خدمت میں بھیجا۔میں نے ان سے بھی پوچھا، انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ نبی کریم ﷺ کے اصحاب، آپ کے عہد مبارک میں بیع سلم کیا کرتے تھے اور ہم یہ بھی نہیں پوچھتے تھے کہ ان کی کھیتی ہے یا نہیں۔

فائدہ:۔بیع سلم میں یہ شرط نہیں ہے کہ جس مال کی بیع کی جارہی ہے وہ بیچنے والے کے گھر یا اس کی ملکیت میں موجود بھی ہو، بلکہ صرف اتنا کافی ہے کہ بیچنے والا اسے دینے کی قدرت رکھتا ہو۔خواہ بازار سے خرید کر یا کسی بھی جائز طریقے سے۔

كِتَابُ الشُّفْعَة

باب۷۷۳. عَرْضِ الشُّفْعَةِ عَلٰى صَاحِبِهَا قَبْلَ الْبَيْعِ

(۹۸۳) عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ وَقَفْتُ عَلٰى سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ فَجَآءَ الْمِسْوَرُ بْنُ مُخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَه، عَلٰى اِحْدٰى مَنْكِبَيَّ اِذْجَآءَ اَبُوْرَافِعٍ مَّوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا سَعْدُ ابْتَعْ مِنِّيْ بَيْتَيَّ فِيْ دَارِكَ فَقَالَ سَعْدٌ وَّاللّٰهِ مَآابْتَاعُهُمَا فَقَالَ الْمِسْوَرُ وَاللّٰهِ لَتَبْتَاعَنَّهُمَا فَقَالَ سَعْدٌ وَّاللّٰهِ لَآاَزِيْدُكَ عَلٰى اَرْبَعَةِ اٰلَافٍ مُنَجَّمَةٍ اَوْ مُقَطَّعَةٍ قَالَ اَبُوْ رَافِعٍ لَّقَدْ اُعْطِيْتُ بِهَا خَمْسَمِائَةِ دِيْنَارٍ وَّلَوْ لَا اَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْجَارُ اَحَقُّ بِسَقَبِهٖ مَا اَعْطَيْتُكَهُمَا بِاَرْبَعَةِ اٰلَافٍ وَّاَنَا اُعْطٰى بِهِمَا خَمْسَمِائَةِ دِيْنَارٍ فَاَعْطَاهُمَا اِيَّاهُ۔

کتاب مسائلِ شفعہ کے بیان میں

باب ۷۷۳۔ شفعہ کا حق رکھنے والے کے سامنے بیچنے سے پہلے شفعہ کی پیشکش

۹۸۳۔ حضرت عمرو بن شریدؓ نے، کہا کہ میں سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس کھڑا تھا کہ مسور بن مخرمہ تشریف لائے اور اپنا ہاتھ میرے ایک شانے پر رکھا، اتنے میں نبی کریم ﷺ کے مولیٰ ابورافعؓ بھی آ گئے اور فرمایا کہ اے سعد! تمہارے قبیلہ میں جو میرے دو گھر ہیں انہیں تم خرید لو۔ سعدؓ نے فرمایا کہ بخدا میں تو انہیں نہیں خریدوں گا۔ اس پر مسورؓ نے فرمایا کہ جی نہیں تمہیں خریدنا ہوگا۔ سعدؓ نے فرمایا پھر میں چار ہزار سے زیادہ نہیں دے سکتا اور وہ بھی قسط وار۔ ابورافع نے فرمایا کہ مجھے پانچ سو دینار ان کے مل رہے ہیں، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے یہ سنا نہ ہوتا کہ پڑوسی اپنے پڑوس کا زیادہ مستحق ہوتا ہے تو میں ان گھروں کو چار ہزار پر تمہیں ہرگز نہ دیتا، جبکہ مجھے پانچ سو دینار اس کے مل رہے ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں گھر ابورافعؓ نے سعدؓ کو دے دیے۔

باب۷۷۴. اَيُّ الْجِوَارِ اَقْرَبُ

(۹۸۴) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَتْ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَاِلٰى اَيِّهِمَا اُهْدِيْ قَالَ اِلٰى اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا۔

باب ۷۷۴۔ کون سا پڑوسی زیادہ قریب ہے

۹۸۴۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ میں نے پوچھا یارسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں، میں ان دونوں میں سے کس کے پاس ہدیہ بھیجوں؟ آپ نے فرمایا جس کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہے۔

باب۷۷۵. فِي الْاِجَارَةِ

(۹۸۵) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اَقْبَلْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِيْ رَجُلَانِ مِنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ فَقُلْتُ مَاعَلِمْتُ اَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ فَقَالَ لَنْ اَوْلَانَسْتَعْمِلُ عَلٰى عَمَلِنَا مَنْ اَرَادَه،۔

باب ۷۷۵۔ اجارہ

۹۸۵۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میرے ساتھ (میرے قبیلہ) کے دو صاحب اور تھے میں نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ دونوں صاحبان عامل بننے کے خواہشمند ہیں، اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص عامل بننے کا خواہش مند ہوگا ہم اسے ہرگز عامل نہیں بنائیں گے۔

فائدہ:۔ اجارہ، عام طور سے مزدوری کے معنی میں بولا جاتا ہے، فقہ کی اصطلاح میں کسی شخص کو کوئی انسان اپنی ذات کے منافع کا ایک متعین اجرت پر مالک بنادے تو اسے اجارہ کہتے ہیں۔ اجیر کی دو قسمیں فقہاء نے لکھی ہیں۔ ایک اجیر مشترک کہ جب تک وہ کام نہیں کر لیتا جس پر اس کے ساتھ اجارہ کا معاملہ ہوا تھا، اس وقت تک وہ اجرت اور مزدوری کا مستحق نہیں ہوتا، دوسرے اجیر خاص، کہ وہ محض اپنی ذات کو ایک متعین مدت تک کسی شخص کی سپردگی میں دینے سے اجرت کا مستحق ہوجاتا ہے، خواہ کام کرے یا نہ کرے۔

باب۷۷۶. رَعْيِ الْغَنَمِ عَلٰى قَرَارِيْطَ

(۹۸۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه) عَنِ النَّبِيِّ

باب ۷۷۶۔ چند قیراط کی اجرت پر بکریاں چرانا

۹۸۶۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِیًّا اِلَّا رَعَی الْغَنَمَ فَقَالَ اَصْحَابُه، وَاَنْتَ فَقَالَ نَعَمْ كُنْتُ اَرْعَاهَا عَلٰی قَرَارِیْطَ لِاَهْلِ مَكَّةَ۔

کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، اس پر آپ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پوچھا اور آپ نے بھی؟ فرمایا کہ ہاں! میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کی اجرت پر چرایا کرتا تھا۔

باب۷۷۷. اَلْاِجَارَةِ مِنَ الْعَصْرِ اِلَی اللَّیْلِ

باب ۷۷۷۔عصر سے رات تک کی مزدوری

(۹۸۷)عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه)عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْیَهُوْدِ وَالنَّصَارٰی كَمَثَلِ رَجُلٍ نِاسْتَاجَرَ قَوْمًا یَعْمَلُوْنَ لَه، عَمَلاً یَوْمًا اِلَی اللَّیْلِ عَلٰی اَجْرٍ مَّعْلُوْمٍ فَعَمِلُوْا لَه، اِلٰی نِصْفِ النَّهَارِ فَقَالُوْا لَا حَاجَةَ لَنَا اِلٰی اَجْرِكَ الَّذِیْ شَرَطْتَّ لَنَا وَمَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ فَقَالَ لَهُمْ لَا تَفْعَلُوْا اَكْمِلُوْا بَقِیَّةَ عَمَلِكُمْ وَخُذُوْا اَجْرَكُمْ كَامِلًا فَاَبَوْا وَتَرَكُوْا وَاسْتَاْجَرَ اَجِیْرَیْنِ بَعْدَهُمْ فَقَالَ لَهُمَا اَكْمِلَا بَقِیَّةَ یَوْمِكُمَا هٰذَا وَلَكُمَا الَّذِیْ شَرَطْتُّ لَهُمْ مِّنَ الْاَجْرِ فَعَمِلُوْا حَتّٰی اِذَا كَانَ حِیْنَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ قَالَا لَكَ مَا عَمِلْنَا بَاطِلٌ وَّلَكَ الْاَجْرُ الَّذِیْ جَعَلْتَ لَنَا فِیْهِ فَقَالَ لَهُمَا اَكْمِلَا بَقِیَّةَ عَمَلِكُمَا فَاِنَّ مَا بَقِیَ مِنَ النَّهَارِ شَیْءٌ یَّسِیْرٌ فَاَبَیَا وَاسْتَاجَرَ قَوْمًا اَنْ یَّعْمَلُوْا لَه بَقِیَّةَ یَوْمِهِمْ فَعَمِلُوْا بَقِیَّةَ یَوْمِهِمْ حَتّٰی غَابَتِ الشَّمْسُ وَاسْتَكْمَلُوْا اَجْرَ الْفَرِیْقَیْنِ كِلَیْهِمَا فَذٰلِكَ مَثَلُهُمْ وَمَثَلُ مَاقَبِلُوْا مِنْ هٰذَا النُّوْرِ۔

۹۸۷۔حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان یہود ونصاریٰ کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے چند آدمیوں کو مزدور کیا ہو کہ سب اس کا کام صبح سے رات تک متعین اجرت پر کریں۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے یہ کام آدھے دن تک کیا ہو، پھر کہا ہو کہ ہمیں تمہاری اس مزدوری کی ضرورت نہیں ہے جو تم نے ہم سے طے کی ہے۔ بلکہ جو کام ہم نے کردیا ہے وہ بھی غلط تھا۔ اس پر اس شخص نے کہا ہو کہ ایسا نہ کرو اپنا بقیہ کام پورا کرلو اور اپنی پوری مزدوری لے جاؤ۔ لیکن انہوں نے انکار کردیا ہو اور چھوڑ کر چلے آئے ہوں۔ اس کے دو مزدوروں نے بقیہ کام کیا ہو اور اس شخص نے ان سے کہا ہو کہ یہ دن پورا کرلو تو میں تمہیں وہی اجرت دوں گا جو پہلے مزدوروں سے طے کی تھی۔ چنانچہ انہوں نے کام شروع کیا، لیکن عصر کی نماز کا وقت ہوا تو انہوں نے بھی یہی کہا کہ ہم نے جو تمہارا کام کردیا ہے وہ بالکل بیکار تھا، وہ مزدوری بھی تم اپنے پاس ہی رکھو جو تم نے ہم سے طے کی تھی۔ اس شخص نے ان سے کہا ہو کہ اپنا بقیہ کام پورا کرلو، دن بھی اب بہت تھوڑا سا باقی رہ گیا ہے۔ لیکن وہ نہ مانے ہوں۔ پھر اس شخص نے ایک دوسری قوم کو مزدور رکھا ہو کہ یہ دن کا جو حصہ باقی رہ گیا ہے اس میں یہ کام کردیں چنانچہ ان لوگوں نے سورج غروب ہونے تک دن کے بقیہ حصہ میں کام کیا اور دونوں فریقوں کی پوری مزدوری حاصل کرلی۔ پس یہی ان اہل کتاب کی اور ان کی مثال ہے جنہوں نے اس نور کو قبول کرلیا ہے۔

فائدہ:۔اس تمثیل میں اللہ کے دین سے یہود ونصاریٰ کے انحراف اور پھر امت مسلمہ کے اس کام کو پورا کرنے کی پیشین گوئی موجود ہے کام اللہ تعالیٰ کا ہے، پہلے اس نے یہودیوں سے کام کے لئے کہا، لیکن وہ بیچ میں کام چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر نصرانیوں کو کام پر لگایا لیکن انہوں نے بھی انحراف کیا۔ آخر میں آنحضور ﷺ کی امت متعین کی گئی جو اس کام کو پورا کرنے کے لئے نکلی۔ یہ حدیث متعدد روایتوں سے آئی ہے اور ائمہ بعض مواقع پر ان سے مسائل فقہ میں استدلال بھی کرتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ کی ایک پیشین گوئی بھی اس حدیث میں موجود ہے کہ آپ ﷺ کی امت اپنا کام پورا کرے گی۔ چنانچہ مخالفین اور موافقین سب ہی یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ شریعت محمدیہ میں تغیر وتبدل نہ ہوسکا۔ قرآن جس حالت میں پہلے تھا اسی حالت میں اب بھی ہے اور مسلمان بہرحال اس پر کسی نہ کسی درجے میں عمل کر ہی رہے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی تسلیم ہے، خود یہود ونصاریٰ کو کہ ان کی کتابیں اس طرح محفوظ نہیں جس طرح ان کے انبیاء پر نازل ہوئی تھیں۔ یہ ملحوظ رہے کہ کام کا بنیادی نقطہ اس امانت کی حفاظت ہے جو اللہ تعالیٰ نے کسی امت کے لئے نازل فرمائی ہو۔

باب۸۷۷. مَنِ اسْتَأْجَرَ
اَجِيْرًا فَتَرَكَ اَجْرَهٗ' الخ

(۹۸۸)عَن عَبدِاللّٰهِ بنِ عُمَر (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنه) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ انْطَلَقَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَتّٰى اَوَوُا الْبُيُتَ اِلٰى غَارٍ فَدَ خَلُوْهُ فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَيْهِمُ الْغَارَ فَقَالُوْا اِنَّهٗ لَايُنْجِيْكُمْ مِّنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ اِلَّا اَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ بِصَالِحِ اَعْمَالِكُمْ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمُ اللّٰهُمَّ كَانَ لِيْ اَبَوَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَكُنْتُ لَا اَغْبِقُ قَبْلَهُمَا اَهْلًا وَّمَالًا فَنَاٰى بِيْ فِيْ طَلَبِ شَيْءٍ يَوْمًا فَلَمْ اُرِحْ عَلَيْهِمَا حَتّٰى نَامَا فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَوَجَدْتُّهُمَا نَائِمَيْنِ وَكَرِهْتُ اَنْ اُغْبِقَ قَبْلَهُمَا اَهْلًا اَوْمَالًا فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلٰى يَدَيَّ اَنْتَظِرُ اسْتِيْقَاظَهُمَا حَتّٰى بَرَقَ الْفَجْرُ فَاسْتَيْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ فَانْفَرَجَتْ شَيْئًا لَايَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْاٰخَرُ اللّٰهُمَّ كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ كَانَتْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَيَّ فَاَرَدْتُّهَا عَنْ نَّفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّيْ حَتّٰى اَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِّنَ السِّنِيْنَ فَجَآءَتْنِيْ فَاَعْطَيْتُهَا عِشْرِيْنَ وَمِائَةَ دِيْنَارٍ عَلٰى اَنْ يُّخَلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ حَتّٰى اِذَا قَدَرْتُ عَلَيْهَا قَالَتْ لَا اُحِلُّ لَكَ اَنْ تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ فَتَحَرَّجْتُ مِنَ الْوُقُوْعِ عَلَيْهَا فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِيَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ وَتَرَكْتُ الذَّهَبَ الَّذِيْ اَعْطَيْتُهَا اللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذَالِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ غَيْرَ اَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْهَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الثَّالِثُ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اسْتَاْجَرْتُ اُجَرَآءَ فَاَعْطَيْتُهُمْ اَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ تَرَكَ الَّذِيْ لَهٗ

باب ۸۷۷۔ کسی نے کوئی مزدور کیا اور وہ
مزدور اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا۔ الخ

۹۸۸۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ پچھلی امت کے تین آدمی کہیں جا رہے تھے، رات گذارنے کے لئے انہوں نے ایک غار کی پناہ لی اس کے اندر داخل ہوئے، اتنے میں پہاڑ سے ایک چٹان لڑھکی اور اس سے غار کا منہ بند ہوگیا۔ سب نے کہا کہ اب اس چٹان سے تمہیں کوئی چیز نجات دینے والی نہیں، سوا اس کے کہ سب اپنے سب سے زیادہ اچھے عمل کا واسطہ دے کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں، ان میں سے ایک شخص نے اپنی دعا شروع کی اے اللہ! میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میں ان سے پہلے کسی کو دودھ نہیں پلاتا تھا، نہ اپنے بال بچوں کو اور نہ اپنے مملوک (غلام وغیرہ) کو۔ ایک دن مجھے ایک چیز کی تلاش میں دیر ہوگئی اور جب میں گھر واپس ہوا تو وہ سو چکے تھے۔ پھر میں نے ان کے لئے شام کا دودھ نکالا، لیکن ان کے پاس لایا تو وہ سوئے ہوئے تھے۔ مجھے یہ بات ہرگز اچھی معلوم نہیں ہوئی کہ ان سے پہلے اپنے بال بچوں یا اپنے کسی مملوک کو دودھ پلاؤں، اس لئے میں وہیں کھڑا رہا، دودھ کا پیالہ میرے ہاتھ میں تھا اور میں ان کے بیدار ہونے کا انتظار کر رہا تھا۔ اور صبح بھی ہوگئی! اب میرے والدین بیدار ہوئے اور اپنا شام کا دودھ اس وقت پیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام تیری خوشنودی اور رضا کو حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو اس چٹان کی مصیبت کو ہم سے ہٹا دے۔ اس دعا کے نتیجہ میں صرف اتنا راستہ بن سکا کہ نکلنا اس سے اب بھی ممکن نہ تھا نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا پھر دوسرے نے دعا کی اے اللہ! میرے چچا کی ایک لڑکی تھی، سب سے زیادہ میری محبوب! میں نے اسے اپنے لئے تیار کرنا چاہا، لیکن اس کا رویہ میرے بارے میں غلط ہی رہا۔ اسی زمانہ میں ایک سال اسے کوئی سخت ضرورت ہوئی اور وہ میرے پاس آئی۔ میں نے اسے ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ خلوت میں وہ مجھ سے ملے، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا، اب میں اس پر قابو پا چکا تھا لیکن اس نے کہا تمہارے لئے یہ جائز نہیں کہ اس مہر کو تم حق کے بغیر توڑو۔ یہ سن کر میں اپنے برے ارادے سے باز آ گیا اور وہاں سے چلا آیا۔ حالانکہ وہ مجھے سب سے بڑھ کر محبوب تھی اور میں نے اپنا دیا ہوا سونا بھی واپس نہیں لیا۔ اے اللہ! اگر یہ کام میں نے

وَذَهَبَ فَثَمَّرْتُ اَجْرَه، حَتّٰى كَثُرَتْ مِنْهُ الْاَمْوَالُ فَجَآءَ نِىْ بَعْدَ حِيْنٍ فَقَالَ يَا عَبْدَاللّٰهِ اَدِّاِلَىَّ اَجْرِىْ فَقُلْتُ لَه، كُلُّ مَاتَرٰى مِنْ اَجْرِكَ مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيْقِ فَقَالَ يَاعَبْدَاللّٰهِ لَاتَسْتَهْزِئُ بِىْ فَقُلْتُ اِنِّىْ لَااَسْتَهْزِئُ بِكَ فَاَخَذَه، كُلَّه، فَاسْتَاقَه، فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَانَحْنُ فِيْهِ فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوْا يَمْشُوْنَ۔

صرف تیری رضا کو حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو تو ہماری اس مصیبت کو دور کردے۔ چنانچہ چٹان ذرا سی اور کھسکی، لیکن اب بھی اس سے باہر نہیں آیا جاسکتا تھا نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اور تیسرے نے دعا کی، اے اللہ! میں نے چند مزدور کئے تھے، پھر سب کو ان کی مزدوری دی لیکن ایک مزدور ایسا نکلا کہ اپنی مزدوری ہی چھوڑ گیا، میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگایا اور (کچھ دنوں کی کوشش کے نتیجہ میں) بہت کچھ منافع ہوگیا پھر کچھ دنوں کے بعد وہی مزدور میرے پاس آیا اور کہنے لگا، اے اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے دو۔ میں نے کہا، یہ جو کچھ تم دیکھ رہے ہو اونٹ، گائے، بکری اور غلام، سب تمہاری مزدوری ہی ہے تمہاری مزدوری کو کاروبار میں لگا کر حاصل کیا ہے) وہ کہنے لگا، اللہ کے بندے! میرا مذاق نہ بناؤ، میں نے کہا، میں مذاق نہیں کرتا، چنانچہ وہ سب کچھ اپنے ساتھ لے گیا۔ ایک چیز بھی اس میں سے باقی نہ چھوڑی، اے اللہ! اگر میں نے یہ سب کچھ تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو ہماری اس مصیبت کو دور کردے چنانچہ وہ چٹان ہٹ گئی اور وہ سب باہر آئے۔

باب ۷۷۹. مَا يُعْطٰى فِى الرُّقْيَةِ عَلٰى اَحْيَاءِ الْعَرَبِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

(۹۸۹) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ انْطَلَقَ نَفَرٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ سَفْرَةٍ سَافَرُوْهَا حَتّٰى نَزَلُوْا عَلٰى حَيٍّ مِنْ اَحْيَآءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُّضَيِّفُوْهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَه، بِكُلِّ شَىْءٍ لَّا يَنْفَعُه، شَىْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ اَتَيْتُمْ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ نَزَلُوْا لَعَلَّه، اَنْ يَكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَىْءٌ فَاَتَوْهُمْ فَقَالُوْا يَآيُّهَا الرَّهْطُ اِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ وَسَعَيْنَا لَه، بِكُلِّ شَىْءٍ لَّايَنْفَعُه، فَهَلْ عِنْدَ اَحَدٍ مِّنْكُمْ مِّنْ شَىْءٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللّٰهِ اِنِّىْ لَاَرْقِىْ وَلٰكِنْ وَّاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُوْنَا فَمَا اَنَا بِرَاقٍ لَّكُمْ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوْهُمْ عَلٰى قَطِيْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ يَتْفِلُ عَلَيْهِ وَيَقْرَأُ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فَكَاَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ

باب ۷۷۸۔ قبائل عرب میں سورۂ فاتحہ کے ذریعہ جھاڑ پھونک پر جو دیا جاتا تھا۔

۹۸۹۔ حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ کے چند صحابہ سفر میں تھے، دوران سفر عرب کے ایک قبیلہ میں ان کا قیام ہوا، صحابہؓ نے چاہا کہ انہیں قبیلہ والے اپنا مہمان بنالیں لیکن انہوں نے اس سے انکار کیا، اتفاق سے اسی قبیلہ کے سردار کو سانپ نے ڈس لیا، قبیلہ والوں نے اپنے والی کی ہر طرح کی کوشش کرڈالی، لیکن ان کا سردار اچھا نہ ہوسکا۔ ان کے کسی آدمی نے کہا کہ ان لوگوں کے یہاں بھی دیکھنا چاہئے جو ہمارے قبیلہ میں قیام کئے ہوئے ہیں ممکن ہے کہ کوئی چیز ان کے پاس نکل آئے۔ چنانچہ قبیلہ والے ان کے پاس آئے اور کہا کہ بھائیو! ہمارے سردار کو سانپ نے ڈس لیا ہے، اس کے لئے ہم نے ہر طرح کی کوشش کرڈالی لیکن فائدہ کچھ بھی نہ ہوا کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ ایک صحابی نے فرمایا، بخدا میں اسے جھاڑ دوں گا، لیکن ہم نے تم سے میزبانی کے لئے کہا تھا اور تم نے اس سے انکار کردیا تھا، اس لئے اب میں بھی اجرت کے بغیر نہیں جھاڑ سکتا۔ آخر بکریوں کے ایک ریوڑ پر ان کا معاملہ طے ہوا (صحابی

فَانْطَلَقَ يَمْشِيْ وَمَا بِهٖ قُلْبَةٌ قَالَ فَاَوْفُوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِيْ صَالَحُوْهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اَقْسِمُوْا فَقَالَ الَّذِيْ رَقٰى لَاتَفْعَلُوْا حَتّٰى نَاْتِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ لَهُ الَّذِيْ كَانَ فَنَنْظُرَمَا يَاْمُرُنَا فَقَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْالَهُ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ اَنَّهَا رُقْيَةٌ ثُمَّ قَالَ قَدْ اَصَبْتُمْ اَقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْالِيْ مَعَكُمْ سَهْمًا فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

وہاں تشریف لے گئے) اور الحمدلله رب العالمین پڑھ پڑھ کر چھو چھو کیا۔ ایسا محسوس ہوا جیسے کسی کی رسی کھول دی گئی ہو، وہ اٹھ کر چلنے لگا۔ تکلیف ودرد کا نام ونشان بھی نہیں باقی تھا، پھر انہوں نے طے شدہ اجرت صحابہ کو دے دی۔ کسی نے کہا کہ اسے تقسیم کرلو، لیکن جنہوں نے جھاڑا تھا وہ بولے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے پہلے کوئی تصرف نہ کرنا چاہئے۔ پہلے ہم آپ ﷺ سے اس کا ذکر کرلیں، اس کے بعد دیکھیں کہ آپ کیا حکم دیتے ہیں (تاکہ اس کے مطابق عمل کریں) چنانچہ سب حضرات رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے اس کا ذکر کیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا، یہ تم کیسے کہتے ہو کہ سورہ فاتحہ بھی ایک منتر ہے (بلکہ یہ تو خدا کا کلام اور حق ہے) اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کیا، اسے تقسیم کرلو اور ایک حصہ میرا بھی لگاؤ۔ اور رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے۔

فائدہ:۔ جھاڑ پھونک یا تعویذ وغیرہ کی اجرت لینا۔ یہ اگر حدود شریعت کے اندر ہوں تو اس کی اجرت جائز اور حلال ہے، کیونکہ اس میں کسی قسم کی عبادت کا کوئی تصور نہیں ہوتا۔ نیز زمانہ قدیم میں عرب میں ہوٹل وغیرہ کا کوئی سوال ہی نہیں ہوسکتا تھا۔ ٹھہرنے اور کھانے کے لئے کسی قسم کا انتظام اس کے سوا کوئی اور نہیں تھا کہ مسافر کسی کا مہمان بن جائے۔ اس لئے صحابہ نے اس کی درخواست کی۔ آنحضور ﷺ نے بھی اسی وجہ سے اجنبیت کی حالت میں مہمان بنانے کی خاص طور سے تاکید فرمائی ہے۔ ویسے عام حالات میں بھی میزبانی کے فضائل اسلام میں بہت زیادہ ہیں اور ضیافت کی تاکید بھی پوری طرح موجود ہے۔ اور بخاری شریف میں متعدد واقعات اس نوعیت کے ملیں گے کہ جب کبھی کسی قسم کے مسائل میں صحابہ کو تردد ہوا تو آنحضور ﷺ نے شبہات کو پوری طرح دور کرنے کے لئے اور تاکہ ان کی دلداری بھی ہوجائے فرمایا کہ میرا بھی اس میں حصہ لگاؤ۔

باب ۷۸۰. عَسْبِ الْفَحْلِ

(۹۹۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ عَسْبِ الْفَحْلِ۔

باب ۷۸۰۔ نرکی جفتی (پر اجرت)

۹۹۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نرکی جفتی (پر اجرت لینے) سے منع کیا تھا۔

كِتَابُ الْكَفَالَةِ

کتاب مسائل کفالت کے بیان میں

باب ۷۸۱. اِذَا حَالَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلَيْسَ لَهُ رَد

(۹۹۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ وَّمَنْ اُتْبِعَ عَلٰى مَلِيٍّ فَلْيَتَّبِعْ۔

باب، جب قرض کسی مالدار کی طرف منتقل کیا جائے تو اُسے رد نہ کرنا چاہئے

۹۹۱۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مالدار کی طرف سے (قرض ادا کرنے میں) ٹال مٹول ظلم ہے اور کسی کا قرض کسی مالدار کے حوالہ کیا جائے تو اسے قبول کرنا چاہئے۔

باب ۷۸۲. اِنْ اَحَالَ دَيْنَ الْمَيِّتِ عَلٰى رَجُلٍ جَازَ

باب ۷۸۲۔ اگر کسی میت کا قرض کسی (زندہ) شخص کی طرف منتقل کیا جائے تو جائز ہے

(۹۹۲)عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه)قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذْاُتِيَ بِجَنَازَةٍ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْالَا قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْالَا فَصَلّٰى عَلَيْهِ ثُمَّ اُتِيَ بِجَنَازَةٍ اُخْرٰى فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلِّ عَلَيْهَا فَقَالَ هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قِيْلَ نَعَمْ قَالَ فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا فَقَالُوْا ثَلٰثَةَ دَنَانِيْرَ فَصَلّٰى عَلَيْهَا ثُمَّ اُتِيَ بِالثَّالِثَةِ فَقَالُوْا صَلِّ عَلَيْهَا قَالَ هَلْ تَرَكَ شَيْئًا قَالُوْالَا قَالَ فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ قَالُوْا ثَلٰثَةُ دَنَانِيْرَقَالَ صَلُّوْا عَلٰى صَاحِبِكُمْ قَالَ اَبُوْقَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَيَّ دَيْنُه' فَصَلّٰى عَلَيْهِ۔

۹۹۲۔حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک جنازہ آیا۔لوگوں نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا کہ آپ اس کی نماز پڑھا دیجئے۔اس پر آنحضور ﷺ نے پوچھا کیا اس پر کوئی قرض تھا؟ صحابہ نے بتایا کہ نہیں! کوئی قرض نہیں تھا۔ آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا تو میت نے کچھ ترکہ بھی چھوڑا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ کوئی ترکہ بھی نہیں چھوڑا پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔اس کے بعد ایک دوسرا جنازہ لایا گیا۔صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ ان کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے، آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا۔کسی کا قرض بھی میت پر تھا؟ عرض کیا گیا کہ تھا، آنحضور ﷺ نے پھر دریافت فرمایا، کچھ ترکہ بھی چھوڑا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ تین دینار چھوڑے ہیں۔آپ نے ان کی بھی نماز جنازہ پڑھائی۔پھر تیسرا جنازہ لایا گیا۔صحابہ نے آنحضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیجئے۔آپ نے ان کے متعلق بھی وہی دریافت فرمایا، کیا کوئی ترکہ چھوڑا ہے؟ صحابہ نے کہا کہ نہیں، آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا، اور ان پر کسی کا قرض بھی تھا؟ صحابہ نے کہا کہ ہاں! تین دینار تھا۔آنحضور ﷺ نے اس پر ارشاد فرمایا کہ پھر اپنے ساتھی کی تم لوگ نماز پڑھ لو۔حضرت ابوقتادہؓ (ایک صحابی کو اس فضیلت سے محروم ہوتے دیکھ کر) بولے، یارسول اللہ! آپ ان کی نماز پڑھا دیجئے، قرض ان کا میں ادا کردوں گا۔تب آنحضور ﷺ نے نماز پڑھائی۔

باب ۷۸۳. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ

باب ۷۸۳۔اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ "جن لوگوں سے تم نے قسم کھا کر عہد کیا ہے، ان کا حصہ ادا کرو۔"

(۹۹۳)عَنْ عَاصِمٍ(رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ اَبَلَغَكَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاحِلْفَ فِي الْاِسْلَامِ فَقَالَ حَالَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ قُرَيْشٍ وَّالْاَنْصَارِ فِي دَارِيْ۔

۹۹۳۔حضرت عاصمؓ نے کہا کہ میں نے انسؓ سے پوچھا، کیا آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا، اسلام میں عہد و پیمان نہیں معتبر ہوں گے تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے خود انصاری اور قریش کے درمیان میرے گھر میں عہد و پیمان کرایا تھا۔

باب ۷۸۴. مَنْ تَكَفَّلَ عَنْ مَّيِّتٍ دَيْنًا فَلَيْسَ لَه' اَنْ يَّرْجِعَ وَبِه

باب ۷۸۴۔جو شخص کسی مردے کے قرض کا ضامن بنے تو اس کے بعد اس سے رجوع نہیں کرسکتا

(۹۹۴) عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِاللّٰهِ(رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْقَدْ جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ قَدْاَعْطَيْتُكَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَلَمْ يَجِيْءُ مَالُ

۹۹۴۔حضرت جابر بن عبداللہؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر بحرین سے (جزیہ کا) مال آیا تو میں تمہیں اس طرح دوں گا، لیکن بحرین سے مال نبی کریم ﷺ کی وفات تک نہیں آیا، پھر جب اس کے بعد وہاں

الْبَحْرَيْنِ حَتّٰى قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا جَآءَ مَالُ الْبَحْرَيْنِ اَمَرَ اَبُوْبَكْرٍ فَنَادٰى مَنْ كَانَ لَه' عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِدَةٌ اَوْ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنَا فَاَتَيْتُه' فَقُلْتُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيْ كَذَا وَكَذَا فَحَثّٰى لِيْ حَثْيَةً فَعَدَدْتُّهَا فَاِذَا هِيَ خَمْسُ مِائَةٍ وَقَالَ خُذْ مِثْلَيْهَا ۔

سے مال آیا تو ابوبکرؓ نے اعلان کرا دیا کہ جس سے بھی نبی کریم ﷺ کا کوئی وعدہ ہو یا آپ کے پاس کسی کا (قرض) ہو تو وہ ہمارے پاس آ جائے۔ چنانچہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھ سے یہ باتیں فرمائی تھیں۔ ابوبکرؓ نے مجھے ایک لپ بھر کر دیا، میں نے اسے شمار کیا تو پانچ سو کی رقم تھی۔ پھر فرمایا کہ اس کے دوگنا اور لے لو۔

باب ۷۸۵. وَكَالَةِ الشَّرِيْكِ

(۹۹۵) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُ غَنَمًا يَقْسِمُهَا عَلٰى صَحَابَتِه فَبَقِيَ عَتُوْدٌ فَذَكَرَه' لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِّ اَنْتَ ۔

باب ۷۸۵۔ وکالت کے مسائل

۹۹۵۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے کچھ بکریاں ان کے حوالہ کی تھیں تاکہ صحابہ میں ان کی تقسیم کر دی جائے۔ ایک بکری کا بچہ (تقسیم کے بعد) باقی بچ گیا جب اس کا ذکر انہوں نے آنحضور ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کی قربانی تم کر لو۔

باب ۷۸۶. اِذَا اَبْصَرَ الرَّاعِيْ اَوِ الْوَكِيْلُ شَاةً تَمُوْتُ اَوْ شَيْئًا يَفْسُدُ ذَبَحَ وَاَصْلَحَ مَا يَخَافُ عَلَيْهِ الْفَسَادَ

(۹۹۶) عَنْ كَعْبِ ابْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّه' كَانَتْ لَهُمْ غَنَمٌ تَرْعٰى بِسَلْعٍ فَاَبْصَرَتْ جَارِيَةٌ لَّنَا بِشَاةٍ مِّنْ غَنَمِنَا مَوْتًا فَكَسَرَتْ حَجَرًا فَذَبَحَتْهَا بِه فَقَالَ لَهُمْ لَاتَاْكُلُوْا حَتّٰى اَسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْاُرْسِلَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّسْاَلُه' وَاَنَّه' سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَاكَ اَوْ اَرْسَلَ فَاَمَرَه' بِاَكْلِهَا ۔

باب ۷۸۶۔ چرواہے نے یا وکیل نے بکری کو مرتے یا کسی چیز کو خراب ہوتے دیکھ کر (بکری کو) ذبح یا جس چیز کے خراب ہونے کا خطرہ تھا اسے ٹھیک کر دیا

۹۹۶۔ حضرت کعب بن مالکؓ نے فرمایا کہ ان کے پاس بکریوں کا ایک ریوڑ تھا جو سلع پہاڑی کے قریب چرنے جاتا تھا (انہوں نے بیان کیا کہ) ہماری ایک باندی نے ہمارے ہی ریوڑ کی ایک بکری کو (جب کہ وہ چر رہی تھی) دیکھا کہ مرنے کے قریب ہے، اس نے ایک پتھر توڑ کر اس بکری کو ذبح کر دیا پھر (جب وہ مذبوحہ بکری گھر آئی تو) انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ جب تک میں نبی کریم ﷺ سے اس کے متعلق نہ پوچھ لوں، اس کا گوشت نہ کھانا یا (یہ کہا کہ) جب تک میں کسی کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس کے متعلق پوچھنے کے لئے نہ بھیجوں (اور وہ مسئلہ معلوم کر کے نہ آ جائے اس کا گوشت نہ کھانا) چنانچہ انہوں نے نبی کریمؐ سے اس کے متعلق پوچھا یا (یہ بیان کیا کہ) کسی کو (پوچھنے کے لئے) بھیجا اور نبی کریم ﷺ نے اس کا گوشت کھانے کے لئے ہی فرمایا۔

باب ۷۸۷. الْوِكَالَةِ فِيْ قَضَاءِ الدُّيُوْنِ

(۹۹۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه قَالَ) اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَقَاضَاهُ فَاَغْلَظَ فَهَمَّ بِه اَصْحَابُه' فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الْحَقِّ مَقَالًا ثُمَّ قَالَ

باب ۷۸۷۔ قرض ادا کرنے کے لئے وکیل بنانا

۹۹۷۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا ایک شخص نبی کریم ﷺ سے (اپنے قرض کا) تقاضہ کرنے آیا اور سخت سست کہنے لگا، صحابہ (کو اس کے طرز عمل سے غصہ آیا اور وہ) اس کی طرف بڑھے، لیکن آنحضوؐ نے فرمایا اسے چھوڑ دو کیونکہ جس کا کسی پر حق ہو تو وہ کہنے سننے کا بھی حق رکھتا ہے پھر آپ نے فرمایا اس کے

اَعْطُوْهُ سِنًّا مِثْلَ سِنِّهٖ قَالُوْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَانَجِدُ اِلَّا اَمْثَلَ مِنْ سِنِّهٖ فَقَالَ اَعْطُوْهُ فَاِنَّ مِنْ خَيْرِكُمْ اَحْسَنَكُمْ قَضَآءً۔

باب ۷۸۸. اِذَا وَهَبَ شَيْئًا لِّوَكِيْلٍ اَوْشَفِيْعِ قَوْمٍ جَازَ

(۹۹۸) عَنِ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ حِيْنَ جَآءَهٗ وَفْدُ هَوَازِنَ مُسْلِمِيْنَ فَسَاَلُوْهُ اَنْ يَّرُدَّ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ وَسَبْيَهُمْ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الْحَدِيْثِ اِلَيَّ اَصْدَقُهٗ فَاخْتَارُوْٓا اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اِمَّا السَّبْيَ وَ اِمَّا الْمَالَ وَقَدْ كُنْتُ اسْتَاْنَيْتُ بِهِمْ وَقَدْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَانْتَظَرَهُمْ بِضْعَ عَشَرَةَ لَيْلَةً حِيْنَ قَفَلَ مِنَ الطَّآئِفِ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرُرَادٍّاِلَيْهِمْ اِلَّا اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ قَالُوْا فَاِنَّا نَخْتَارُ سَبْيَنَا فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى الْمُسْلِمِيْنَ فَاَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اِخْوَانَكُمْ هٰؤُلَآءِ قَدْجَاءُوْنَا تَائِبِيْنَ وَاِنِّىْ قَدْرَاَيْتُ اَنْ اَرُدَّاِلَيْهِمْ سَبْيَهُمْ فَمَنْ اَحَبَّ مِنْكُمْ اَنْ يُّطَيِّبَ بِذٰلِكَ فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ عَلٰى حَظِّهٖ حَتّٰى نُعْطِيَه اِيَّاهُ مِنْ اَوَّلِ مَايُفِيْءُ اللّٰهُ عَلَيْنَا فَلْيَفْعَلْ فَقَالَ النَّاسُ قَدْ طَيَّبْنَا ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نَدْرِىْ مَنْ اَذِنَ مِنْكُمْ فِىْ ذٰلِكَ مِمَّنْ لَّمْ يَاْذَنْ فَارْجِعُوْا حَتّٰى يَرْفَعُوْا اِلَيْنَا عُرَفَآؤُكُمْ اَمْرَكُمْ فَرَجَعَ النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَآؤُهُمْ ثُمَّ رَجَعُوْٓا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ اَنَّهُمْ قَدْ طَيَّبُوْا وَ اَذِنُوْا۔

جانور (جو قرض میں تھا) کی عمر کا جانور دے دو۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! اس سے زیادہ عمر کا جانور تو موجود ہے (لیکن اس عمر کا نہیں) آنحضورﷺ نے فرمایا کہ اسے وہی دے دو کیونکہ سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو (دوسروں کا حق) پوری طرح ادا کردیتا ہو۔

باب ۷۸۸۔ کوئی چیز کسی قوم کے وکیل یا نمائندے کو ہبہ کی جائے تو جائز ہے۔

۹۹۸۔ حضرت مسور بن مخرمہؓ نے فرمایا کہ نبی کریمﷺ کی خدمت میں (غزوۂ حنین میں فتح کے بعد) جب ہوازن کا وفد مسلمان ہوکر حاضر ہوا تو انہوں نے مطالبہ کیا کہ ان کے مال ودولت اور ان کے قیدی انہیں واپس کردیئے جائیں، نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ سب سے زیادہ سچی بات، مجھے سب سے زیادہ پسند ہے۔ تمہیں اپنے دو مطالبوں میں سے صرف کسی ایک ہی کو اختیار کرنا ہوگا، یا قیدی واپس لے لو یا مال! میں اس پر غور وفکر کرنے کی وفد کو مہلت بھی دیتا ہوں۔ چنانچہ رسول اللہﷺ نے طائف سے واپسی کے بعد ان کا (جعرانہ) میں تقریباً دس دن تک انتظار کیا پھر جب قبیلہ ہوازن کے نمائندوں پر یہ بات واضح ہوگئی کہ آنحضورﷺ ان کے مطالبہ کا صرف ایک ہی جز تسلیم کرسکتے ہیں تو انہوں نے (دوبارہ ملاقات کرکے) کہا کہ ہم صرف اپنے ان لوگوں کو واپس لینا چاہتے ہیں جو آپ کی قید میں ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہﷺ نے مسلمانوں کو خطاب کیا، پہلے اللہ تعالیٰ کی اس شان کے مطابق ثناء بیان کی پھر فرمایا اما بعد! یہ تمہارے بھائی توبہ کرکے تمہارے پاس آئے تھے، اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ان کے قیدیوں کو واپس کردوں، اب جوشخص اپنی خوشی سے ایسا کرنا چاہے (یعنی قبیلے والوں کے جو آدمی جس کے پاس ہوں وہ انہیں چھوڑ دے) تو اسے کر گذرنا چاہئے اور جوشخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا حصہ باقی رہے اور ہم اس کے حصہ کو اس وقت واپس کردیں جب اللہ تعالیٰ (آج کے بعد) سب سے پہلا مال غنیمت کہیں سے دے تو اسے بھی کر گزرنا چاہئے (اور اس کا حصہ آئندہ مال غنیمت حاصل ہونے تک محفوظ رہے گا) یہ سن کر سب لوگ بول پڑے کہ ہم بخوشی رسول اللہﷺ کی خاطر، ان کے قیدیوں کو چھوڑنے کے لئے تیار ہیں، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس طرح ہم اس کی تمیز نہیں کرسکتے کہ کس نے اجازت دی اور کس نے نہیں۔ اس لئے (اپنے اپنے خیموں میں) واپس جاؤ اور

وہاں سے تمہارے نمائندے تمہارا فیصلہ ہمارے پاس لائیں۔ چنانچہ سب لوگ واپس چلے گئے اور ان کے سرداروں نے (جو نمائندے تھے) ان سے صورتحال پر گفتگو کی، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو بتایا کہ سب نے بخوشی وطیب خاطر اجازت دی ہے۔

باب ۷۸۹. اِذَا وَكَّلَ رَجُلاً فَتَرَكَ الْوَكِيْلُ شَيْئًا فَاَجَازَهُ الْمُوَكِّلُ فَهُوَ جَائِزٌ

باب ۷۸۹۔ کسی نے ایک شخص کو وکیل بنایا، پھر وکیل نے (معاملہ میں) کوئی چیز چھوڑ دی اور (بعد میں) موکل نے اس کی اجازت بھی دے دی تو جائز ہے

(۹۹۹) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ وَكَّلَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحِفْظِ زَكٰوةِ رَمَضَانَ فَاَتَانِىْ اٰتٍ فَجَعَلَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُه، وَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّىْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَىَّ عِيَالٌ وَّلِىْ حَاجَةٌ شَدِيْدَةٌ قَالَ فَخَلَّيْتُ عَنْهُ فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَااَبَاهُرَيْرَةَ مَافَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قَالَ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَاحَاجَةً شَدِيْدَةً وَّعِيَالاً فَرَحِمْتُه، فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَه، قَالَ اَمَآ اِنَّه، قَدْ كَذَبَكَ وَ سَيَعُوْدُ فَعَرَفْتُ اَنَّه، سَيَعُوْدُ لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّه، سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُّه، فَجَآءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُه، فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعْنِىْ فَاِنِّىْ مُحْتَاجٌ وَّعَلَىَّ عِيَالٌ لَّا اَعُوْدُ فَرَحِمْتُه، فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَه، فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَآ اَبَا هُرَيْرَةَ مَا فَعَلَ اَسِيْرُكَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ شَكَاحَاجَةً شَدِيْدَةً وَّعِيَالاً فَرَحِمْتُه، فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَه، قَالَ اَمَآ اِنَّه، قَدْ كَذَبَكَ وَ سَيَعُوْدُ فَرَصَدْتُّه، الثَّالِثَةَ فَجَآءَ يَحْثُوْ مِنَ الطَّعَامِ فَاَخَذْتُه، فَقُلْتُ لَاَرْفَعَنَّكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهٰذَا اٰخِرُ ثَلٰثِ مَرَّاتٍ اِنَّكَ تَزْعُمُ لَا تَعُوْدُ ثُمَّ تَعُوْدُ قَالَ دَعْنِىْ اُعَلِّمْكَ كَلِمٰتٍ يَنْفَعُكَ اللّٰهُ بِهَا قُلْتُ مَاهُوَ قَالَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْ اٰيَةَ الْكُرْسِىِّ اللّٰهُ لَآ

۹۹۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے رمضان میں زکوٰۃ کی حفاظت کے لئے وکیل بنایا (میں حفاظت کر رہا تھا کہ) ایک شخص میرے پاس آیا اور غلہ میں سے (جس کی میں حفاظت کر رہا تھا) اٹھانے لگا، میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا بخدا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کروں گا۔ اس پر اس نے کہا کہ خدا کی قسم! میں بہت محتاج ہوں، بال بچے ہیں اور بڑی سخت ضرورت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ (اس کی اس گریہ وزاری پر) میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا، ابو ہریرہ! گذشتہ رات تمہارے قیدی نے کیا کیا تھا؟ میں نے کہا یارسول اللہ! اس نے سخت ضرورت اور بال بچوں کا رونا رویا تھا۔ اس لئے مجھے اس پر رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تم سے جھوٹ بول گیا، ابھی پھر آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کی وجہ سے یقین تھا کہ وہ پھر آئے گا، اس لئے میں اس کی تاک میں لگا رہا اور جب وہ آ کے غلہ اٹھانے لگا (دوسری رات) تو میں نے اسے (اس مرتبہ بھی) پکڑا اور کہا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر کرنا ضروری ہے، لیکن اب بھی اس کی وہی التجا تھی، مجھے چھوڑ دو، میں محتاج ہوں، بال بچوں کا بوجھ ہے، اب کبھی نہیں آؤں گا، مجھے رحم آ گیا اور میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، ابو ہریرہ! تمہارے قیدی نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اس نے پھر اسی سخت ضرورت اور بال بچوں کا رونا رویا تھا، مجھے رحم آ گیا، اس لئے چھوڑ دیا۔ آپ نے اس مرتبہ یہی فرمایا کہ تم سے جھوٹ بول گیا ہے اور پھر آئے گا۔ تیسری مرتبہ پھر میں اس کی تاک میں تھا اور اس نے آ کر غلہ اٹھانا شروع کیا تو میں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تمہیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچانا ضروری ہو گیا۔ یہ تیسرا

اِلٰـهَ اِلَّا هُـوَ الْـحَيُّ الْقَيُّوْمُ حَتّٰى تَخْتِمَ الْاٰيَةَ فَاِنَّكَ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرَبَنَّكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَه' فَاَصْبَحْتُ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَافَعَلَ اَسِيْرُكَ الْبَارِحَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَعَمَ اَنَّه' يُعَلِّمُنِيْ كَلِمَاتٍ يَّنْفَعُنِيَ اللّٰهُ بِهَا فَخَلَّيْتُ سَبِيْلَه' قَالَ مَاهِيَ قُلْتُ قَالَ لِيْ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَاقْرَاْاٰيَةَ الْكُرْسِيِّ مِنْ اَوَّلِهَا حَتّٰى تَخْتِمَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَقَالَ لِيْ لَنْ يَّزَالَ عَلَيْكَ مِنَ اللّٰهِ حَافِظٌ وَّلَا يَقْرُبُكَ شَيْطَانٌ حَتّٰى تُصْبِحَ وَكَانُوْآ اَحْرَصَ شَيْءٍ عَلَى الْخَيْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَآ اَنَّه' قَدْ صَدَقَكَ وَهُوَ كَذُوْبٌ تَعْلَمُ مَنْ تُخَاطِبُ مُنْذُ ثَلٰثِ لَيَالٍ يَّآاَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ لَا قَالَ ذَاكَ شَيْطَانٌ۔

موقعہ ہے، ہر مرتبہ تم یقین دلاتے ہو کہ پھر اس جرم کا اعادہ نہیں کرو گے لیکن باز نہیں آتے۔ اس نے کہا اس مرتبہ مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں چند ایسے کلمات سکھا دوں جس سے اللہ تعالیٰ تمہیں فائدہ پہنچائے گا۔ میں نے پوچھا وہ کلمات کیا ہیں؟ اس نے کہا، جب اپنے بستر پر لیٹنے لگو تو آیت الکرسی پڑھو "اللہ لاالہ الا ھو الحی القیوم" پوری آیت پڑھ ڈالو (اس آیت کی برکت سے) ایک نگران اللہ تعالیٰ کی طرف سے برابر تمہاری حفاظت کرتا رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب بھی نہیں آسکے گا۔ اس مرتبہ بھی میں نے اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا گذشتہ رات تمہارے قیدی نے تم سے کیا معاملہ کیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس نے مجھے چند کلمات سکھائے اور یقین دلایا کہ اللہ تعالیٰ مجھے نفع پہنچائے گا، اس لئے میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ کلمات کیا ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اس نے بتایا، جب بستر پر لیٹو تو آیت الکرسی پڑھ لو، شروع سے آخر تک "اللہ لاالہ الا ھو الحی القیوم"۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم پر (اس سورۃ کے پڑھنے کی برکت سے) برابر ایک نگران مقرر رہے گا اور صبح تک شیطان تمہارے قریب بھی نہیں آسکے گا۔ صحابہؓ خیر کو سب سے آگے بڑھ کر لینے کے مشتاق تھے۔ نبی کریم ﷺ نے (ان کی یہ بات سن کر) فرمایا کہ اگرچہ وہ جھوٹا تھا لیکن تم سے سچ بول گیا ہے۔ ابو ہریرہ! یہ بھی معلوم ہے کہ تین راتوں سے تمہارا سابقہ کس سے تھا؟ ابو ہریرہؓ نے کہا نہیں! آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا۔

باب ۷۹۰. اِذَا بَاعَ الْوَكِيْلُ شَيْئًا فَاسِدًا فَبَيْعُه' مَرْدُوْدٌ

باب ۷۹۰۔ جب وکیل نے کوئی خراب چیز بیچی تو اس کی بیع رد کردی جائے گی

(۱۰۰۰) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْـهُ) قَـالَ جَآءَ بِلَالٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَمْرٍبَرْنِيٍّ فَقَالَ لَه' النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَيْنَ هٰذَا قَالَ بِلَالٌ كَانَ عِنْدَنَا تَمْرٌرَدِيٌّ فَبِعْتُ مِنْهُ صَاعَيْنِ بِصَاعٍ لِيَطْعَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اَوَّهْ اَوَّهْ عَيْنُ الرِّبَا عَيْنُ الرِّبَا لَاتَفْعَلْ وَلٰكِنْ اِذَا اَرَدْتَّ اَنْ تَشْتَرِيَ فَبِعِ التَّمْرَ بِبَيْعٍ اٰخَرَثُمَّ اشْتَرِهٖ۔

(۱۰۰۰) حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ بلالؓ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں برنی کھجور (کھجور کی ایک خاص قسم) لے کر حاضر ہوئے نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا یہ کہاں سے لائے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس خراب کھجور تھی، اس کے دو صاع، اس کی ایک صاع کے بدلے میں دے کر ہم اسے لائے ہیں تاکہ نبی کریم ﷺ تناول فرمائیں۔ اس وقت آنحضور ﷺ نے فرمایا: توبہ توبہ، یہ تو سود ہے۔ بالکل سود! ایسا نہ کیا کرو، البتہ (اچھی کھجور) خریدنے کا ارادہ ہو تو (خراب کھجور بیچ کر اس قیمت سے) خریدا کرو۔

باب ۷۹۱. الوَکَالَةِ فِی الحُدُوْدِ

(۱۰۰۱) عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ الحَارِثِ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) قَالَ جِیئَ بِالنُّعَیْمَانِ اَوِابْنِ النُّعَیْمَانِ شَارِبًا فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ کَانَ فِی الْبَیْتِ اَنْ یَّضْرِبُوْا فَقَالَ فَکُنْتُ اَنَا فِیْمَنْ ضَرَبَہ' فَضَرَبْنَاہُ بِالنِّعَالِ وَالْجَرِیْدِ۔

باب ۷۹۱۔ حدود میں وکالت

۱۰۰۱۔ حضرت عقبہ بن حارث ؓ نے بیان کیا کہ نعیمان یا ابن نعیمان کو آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا گیا انہوں نے شراب پی لی تھی، جو لوگ اس وقت گھر میں موجود تھے رسول اللہ ﷺ نے انہیں سے انہیں مارنے کے لئے کہا۔ اور میں بھی مارنے والوں میں تھا۔ ہم نے جوتوں اور چھڑیوں سے انہیں مارا تھا۔

کِتَابُ الْمُزَارِعَةِ

کتاب مزارعت کے بیان میں

باب ۷۹۲. فَضْلِ الزَّرْعِ وَالْغَرْسِ

(۱۰۰۲) عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَامِنْ مُسْلِمٍ یَّغْرِسُ غَرْسًا اَوْ یَزْرَعُ زَرْعًا فَیَاکُلُ مِنْہُ طَیْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْبَھِیْمَةٌ اِلَّا کَانَ لَہ' بِہٖ صَدَقَةٌ۔

باب ۷۹۲۔ کھیت بونے اور درخت لگانے کی فضیلت

۱۰۰۲۔ حضرت انس بن مالک ؓ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگاتا ہے یا کھیت میں بیج بوتا ہے پھر اس سے پرند، انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

باب ۷۹۳. مَایُحْذَرُ مِنْ عَوَاقِبِ الْاِشْتِغَالِ بِاٰلَةِ الزَّرْعِ اَوْ مُجَاوَزَةِ الْحَدِّ الَّذِیْ اُمِرَ بِہٖ

(۱۰۰۳) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ الْبَاھِلِیِّ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) قَالَ وَرَاٰی سِکَّةً وَّشَیْئًا مِّنْ اٰلَةِ الْحَرْثِ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَایَدْخُلُ ھٰذَا بَیْتَ قَوْمٍ اِلَّا اَدْخَلَہُ الذُّلَّ۔

باب ۷۹۳۔ کھیتی باڑی میں (ضرورت سے زیادہ) اشتغال اور جس حد تک اسکا حکم ہوا ہے، اس سے تجاوز کرنے کا انجام وعواقب

۱۰۰۳۔ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی نظر پھالی اور کھیتی کے بعض دوسرے آلات پر پڑی تھی تو آپ ؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس قوم کے گھر میں یہ چیز داخل ہو جاتی ہے تو اپنے ساتھ ذلت بھی لاتی ہے۔

فائدہ:۔ معاشی زندگی میں زراعت کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا، لیکن یہ ایسا پیشہ ہے کہ آدمی اگر اس میں ضرورت سے زیادہ انہماک اختیار کرے تو طبیعت پر بھدے پن اور دہقانیت کا غلبہ ہو جاتا ہے، اچھے خاصے لوگوں کو دیکھا گیا جو اپنی زندگی میں کافی مہذب اور شائستہ تھے کہ جب کسی بھی وجہ سے انہوں نے زراعت اور کھیتی باڑی میں زیادہ اشتغال وانہماک اختیار کرلیا تو ان کی زندگی میں بہت بڑا انقلاب آ گیا، ان کا ہر انداز بدل گیا اور کسی بھی چیز میں گاؤں کے کسانوں اور کاشتکاروں سے وہ مختلف نہیں رہے۔ اسلام چاہتا ہے کہ انسان زندگی کے جس شعبہ میں بھی رہے متمدن اور مہذب رہے۔ اسلام نے معاشرہ کے متعلق ایک خاص تخیل پیش کیا ہے، جس میں بنیادی حیثیت تقویٰ، خوف خدا اور عام انسانوں کے ساتھ حسب مراتب حسن معاملات پر ہے۔ جب انسان کھیتی باڑی یا کسی بھی ایسے دنیاوی کام میں زیادہ انہماک اختیار کرے گا، جس سے اسلام کے بنیادی نظریات کو سمجھنے اور برتنے سے بے توجہی اور بعد پیدا ہو تو یہ اس کی دینی اور دنیاوی دونوں زندگی کے لئے مہلک ثابت ہوگا۔ اسی حدیث میں زراعت کی محدود مذمت، اسی نقطہ نظر کی بنیاد پر ہے، اسلام نے تجارت، زراعت اور صنعت، سب ہی کی دل کھول کر ہمت افزائی کی ہے، لیکن ہر موقعہ پر اس کا خیال رکھا ہے کہ یہ چیزیں انسان کو یاد خدا سے نہ غافل کرنے پائیں، اور کہیں پیٹ کے دھندے ایک دوسرے پر ظلم، ایک دوسرے کا حق ناجائز طور پر چھیننے پر نہ آمادہ کردیں۔ انسان جو پیشہ بھی اختیار کرے معزز طریقے پر کرے اور خدا کو کسی موقعہ پر نہ بھولے۔

باب ۷۹۴. اِقْتِنَآءِ الْكَلْبِ لِحَرْثٍ

(۱۰۰۴) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَمْسَكَ كَلْبًا فَاِنَّهٗ يَنْقُصُ كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ عَمَلِهٖ قِيْرَاطٌ اِلَّا كَلْبَ حَرْثٍ اَوْمَاشِيَةٍ۔

باب ۷۹۴۔ کھیتی کے لئے کتا پالنا

۱۰۰۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے کوئی کتا رکھا، اس نے روزانہ اپنے عمل میں سے ایک قیراط کی کمی کر لی، البتہ کھیتی یا مویشی (کی حفاظت کے لئے) کتے اس سے مستثنیٰ ہیں۔

باب ۷۹۵. اِسْتِعْمَالِ الْبَقَرِ لِلْحِرَاثَةِ

(۱۰۰۵) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ رَّاكِبٌ عَلٰى بَقَرَةٍ نِالْتَفَتَ اِلَيْهِ فَقَالَتْ لَمْ اُخْلَقْ لِهٰذَا خُلِقْتُ لِلْحِرَاثَةِ قَالَ اٰمَنْتُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُوَ اَخَذَ الذِّئْبُ شَاةً فَتَبِعَهَا الرَّاعِیُ فَقَالَ الذِّئْبُ مَنْ لَّهَا يَوْمَ السَّبُعِ يَوْمَ لَارَاعِیَ لَهَا غَيْرِیْ قَالَ اٰمَنْتُ بِهٖ اَنَا وَاَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ۔ قَالَ اَبُوْسَلَمَةَ وَهُمَا يَوْمَئِذٍ فِی الْقَوْمِ)

باب ۷۹۵۔ کھیتی کے لئے بیل کا استعمال

۱۰۰۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک شخص (بنی اسرائیل میں سے) ایک بیل پر سوار جارہا تھا کہ وہ بیل اس کی طرف متوجہ ہوا (اور خرق عادت کے طور پر گفتگو کی) اس نے کہا کہ میں اس کے لئے نہیں پیدا ہوا ہوں، میری تخلیق تو کھیت جوتنے کے لئے ہوئی ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ (بیل کے اس نطق پر) میں ایمان لایا اور ابوبکر و عمر بھی! اور ایک بھیڑیئے نے ایک بکری پکڑ لی تو چرواہے نے اس کا پیچھا کیا۔ بھیڑیا بولا، یوم سبع (قیامت کے قریب جب فتنہ و فساد کی وجہ سے ہر شخص پریشان حال ہوگا) میں اس کی نگرانی کون کرے گا، جب میرے سوا اس کا کوئی چرواہا نہ ہوگا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اس پر (بھیڑیئے کے نطق پر) ایمان لایا اور ابوبکر و عمر بھی)۔

(ابوسلمہؓ نے بیان کیا کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما اس مجلس میں موجود نہیں تھے۔

فائدہ:۔ آنحضور ﷺ کو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر اتنا اعتماد تھا کہ ایک خرق عادت بیان کر کے آپ نے اپنے ساتھ ان کے بھی اس پر ایمان کی شہادت دے دی۔

باب ۷۹۶. اِذَا قَالَ اكْفِنِیْ مُؤْنَةَ النَّخْلِ اَوْغَيْرِهٖ وَ تُشْرِكُنِیْ فِی الثَّمَرِ

(۱۰۰۶) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ قَالَتِ الْاَنْصَارُ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْسِمْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اِخْوَانِنَا النَّخِيْلَ قَالَ لَافَقَالُوْا تَكْفُوْنَا الْمُؤْنَةَ وَنَشْرُكُكُمْ فِی الثَّمَرَةِ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا۔

باب ۷۹۶۔ مالک نے کہا کھجور یا (کسی طرح کے بھی) باغ کا سارا کام تم کیا کرو پھل میں تم میرے شریک رہو گے

۱۰۰۶۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ انصار نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اس کی پیش کش کی کہ ہمارے باغ آپ ہم میں اور ہمارے (مہاجر) بھائیوں میں تقسیم کر دیں لیکن آپ ﷺ نے اس سے انکار کیا تو انصار نے (مہاجرین سے) کہا کہ آپ لوگ باغ میں کام کر دیا کیجئے اور اس طرح پھل میں ہم اور آپ شریک رہا کریں۔ اس پر مہاجرین نے کہا کہ ہم نے سنا اور یہ ہمیں تسلیم ہے۔

(۱۰۰۷) عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ كُنَّا اَكْثَرَ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مُزْدَرَعًا كُنَّا نُكْرِی الْاَرْضَ بِالنَّاحِيَةِ مِنْهَا مُسَمًّى لِّسَيِّدِ الْاَرْضِ قَالَ فَمِمَّا يُصَابُ

۱۰۰۷۔ حضرت رافع بن خدیج نے فرمایا مدینہ کے دوسرے باشندوں کے مقابلہ میں ہمارے پاس کھیت زیادہ تھے، ہم کھیتوں کو اس شرط کے ساتھ دوسروں کو جوتنے بونے کے لئے دیا کرتے تھے کہ کھیت کے ایک متعین

ذَالِكَ وَتَسلَمُ الْاَرضُ وَمِمَّا يُصَابُ الْاَرضُ وَيَسلَمُ ذٰلِكَ فَنُهِينَا وَ اَمَّاالذَّهَبُ وَالْوَرِقُ فَلَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ۔

حصے (کی پیداوار) مالک زمین کے لئے ہوتا لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا کہ خاص اس حصے کی پیداوار ماری جاتی اور سارا کھیت محفوظ رہتا اور بعض اوقات سارے کھیت کی پیداوار ماری جاتی اور یہ خاص حصہ محفوظ رہ جاتا۔ اس لئے ہمیں اس طرح معاملہ کرنے سے منع کر دیا گیا۔ سونا اور چاندی ان دنوں (اتنا) نہیں تھا (کہ اس سے مزدوری لی جاسکے، اس لئے عموماً یہ طریقہ اختیار کیا جاتا تھا)۔

باب ۷۹۷. الْمُزَارَعَةِ بِالشَّطْرِ

(۱۰۰۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَلَ خَيْبَرَ بِشَطْرِ مَايَخْرُجُ مِنْهَا مِنْ ثَمَرٍاَوْزَرْعٍ فَكَانَ يُعْطِي اَزْوَاجَهُ، مِائَةَ وَسْقٍ ثَمَانُوْنَ وَسْقَ تَمْرٍ وَّعِشْرُوْنَ وَسْقَ شَعِيرٍ۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَمْنَحَ اَحَدُكُمْ اَخَاهُ خَيْرٌلَّهُ، مِنْ اَنْ يَّاخُذَ عَلَيْهِ خَرْجًا مَعْلُوْمًا۔

باب ۷۹۷۔ آدھی یا اس کے قریب پیداوار پر مزارعت

۱۰۰۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے (خیبر کے یہودیوں سے) وہاں (کی زمین میں) پھل، کھیتی اور جو بھی پیداوار ہو اس کے آدھے پر معاملہ کیا تھا آنحضور ﷺ اس میں سے اپنی ازواج کو سو وسق دیتے تھے، جس میں اسی وسق کھجور ہوتی اور بیس وسق جو۔

(حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص اپنے بھائی کو (اپنی زمین) بخش دے، یہ اس سے بہتر ہے کہ ایک متعین محصول وصول کرے۔)

فائدہ:۔ جب کوئی شخص اپنا کھیت کسی دوسرے کو بونے کے لئے دے تو اسے مزارعت کہتے ہیں۔ اس معاملہ کی مختلف شکلیں ہوسکتی ہیں۔ ایک یہ کہ روپیہ متعین کرلیا جائے کہ اتنے بیگہ کی لگان اتنی وصول کی جائے گی۔ یہ صورت تو بہرحال جائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ایک بڑا سا قطعہ ہے، کھیت کا مالک معاملہ اس طرح کرے کہ فلاں حصہ زمین سے جو پیداوار حاصل ہوگی وہ میری ہے تو یہ صورت قطعاً جائز نہیں، اس طرح اگر پہلے ہی سے یہ متعین کرلے کہ بہرحال میں اتنا غلہ لوں گا، خواہ پیداوار کچھ بھی ہو، یہ بھی جائز نہیں۔ کیونکہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس میں جو کچھ بھی نتیجہ سامنے آئے گا وہ آئندہ آئے گا۔ معاملہ کرتے وقت دونوں فریق اندھیرے میں ہیں۔ ایسا معاملہ، مستقبل میں بعض اوقات بہت خطرناک نتائج پیدا کرتا ہے۔ اس لئے شریعت نے اس سے قطعاً روک دیا ہے۔ حدیث میں اس سے پہلے اس طرح کے معاملہ کی ممانعت کا بیان ہو چکا ہے۔ تیسری صورت معاملہ کی یہ ہے کہ تہائی چوتھائی یا نصف پر معاملہ کیا جائے۔ یہ صورت جائز ہے اور یہاں اسی صورت کو بیان کرنا مقصود ہے۔ حدیث کے دوسرے ٹکڑے کا مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس زمین اتنی حاصل ہو کہ وہ دوسروں کو بٹائی پر دے سکیں، ان کے لئے زیادہ بہتر یہی ہے کہ بخشش کے طور پر جوتنے بونے اور اس کی پیداوار سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے اسے دیں، گویا اسلام نے بٹائی پر دینے کی اگرچہ قانونی اور شرعی اجازت تو دی ہے، لیکن اس صورت کو کچھ اتنا زیادہ پسند نہیں کیا ہے۔ درحقیقت شریعت کی نظر میں ملکیت سے متعلق زمین کی وہ حیثیت نہیں ہے جو عام منقولات کی ہے، اس لئے اس باب میں بہتر یہ ہے کہ جو کچھ ہے آدمی خود ہی اس میں کام کرے اور اگر ضرورت سے زیادہ ہے تو بٹائی پر دینے سے بہتر یہ ہے کہ مفت ہی دے دے، ویسے قانونی حیثیت میں تو بہرحال وہ اس کا مالک ہے اور بٹائی پر بھی دے سکتا ہے۔ شریعت اس سے روکتی نہیں، البتہ اپنے پسندیدہ نقطہ نظر کو اس نے واضح ضرور کر دیا ہے۔

باب ۷۹۸. اَوْقَافِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَرْضِ الْخَرَاجِ وَمُزَارَعَتِهِمْ وَمُعَامَلَتِهِمْ

(۱۰۰۹) عَنْ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ)

باب ۷۹۸۔ نبی کریم ﷺ کے اصحاب کے اوقاف خراجی زمین، صحابہ کی اس میں مزارعت اور ان کا معاملہ

۱۰۰۹۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر بعد میں آنے والے مسلمانوں کا خیال

لَولَا اٰخِرُ الْمُسْلِمِيْنَ مَافُتِحَتْ قَرْيَةٌ اِلَّا قَسَمْتُهَا بَيْنَ اَهْلِهَا كَمَا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ۔

نہ ہوتا تو جتنے شہر بھی فتح ہوتے جاتے غازیوں میں تقسیم کرتا جاتا۔ بالکل اسی طرح جس طرح نبی کریم ﷺ نے خیبر کی تقسیم کردی تھی۔

باب ۷۹۹. مَنْ اَحْيَا اَرْضًا مَّوَاتًا

باب ۷۹۹۔ جس نے بنجر زمین کو آباد کیا

(۱۰۱۰) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْمَرَ اَرْضًا لَيْسَتْ لِاَحَدٍ فَهُوَ اَحَقُّ۔

۱۰۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے کوئی ایسی زمین آباد کی جس پر کسی کا حق نہیں تھا تو اس زمین کا وہی مستحق ہوجاتا ہے۔

باب ۸۰۰. اِذَا قَالَ رَبُّ الْاَرْضِ اُقِرُّكَ مَآ اَقَرَّكَ اللّٰهُ وَلَمْ يَذْكُرْ اَجَلًا مَعْلُوْمًا فَهُمَا عَلٰى تَرَاضِيْهِمَا

باب ۸۰۰۔ مالک زمین نے کہا میں تمہیں (زمین پر) اس وقت تک باقی رکھوں گا جب تک خدا چاہے گا، تو یہ معاملہ الخ

(۱۰۱۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه، قَالَ) اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِؓ اَجْلَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى مِنْ اَرْضِ الْحِجَازِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا ظَهَرَ عَلٰى خَيْبَرَ اَرَادَ اِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا وَكَانَتِ الْاَرْضُ حِيْنَ ظَهَرَ عَلَيْهَا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ وَاَرَادَ اِخْرَاجَ الْيَهُوْدِ مِنْهَا فَسَاَلَتِ الْيَهُوْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُقِرَّهُمْ بِهَآ اَنْ يَّكْفُوْا عَمَلَهَا وَلَهُمْ نِصْفُ الثَّمَرِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُقِرُّكُمْ بِهَا عَلٰى ذٰلِكَ مَاشِئْنَا فَقَرُّوْا بِهَا حَتّٰى اَجْلَاهُمْ عُمَرُ اِلٰى تَيْمَآءَ وَاَرِيْحَآءَ۔

۱۰۱۱۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ عمر بن خطابؓ نے یہودیوں اور عیسائیوں کو سرزمین حجاز سے منتقل کردیا تھا اور جب نبی کریم ﷺ نے خیبر پر فتح پائی تھی تو آپ نے بھی یہودیوں کو وہاں سے دوسری جگہ بھیجنا چاہا تھا۔ جب آپ کو وہاں فتح حاصل ہوئی تو اس کی زمین اللہ، اس کے رسول اللہ ﷺ اور مسلمانوں کی ہوگئی تھی۔ آنحضور ﷺ کا ارادہ یہودیوں کو وہاں سے منتقل کرنے کا تھا لیکن یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں یہیں رہنے دیں، ہم (خیبر کے نخلستان اور آراضی) کا سارا کام خود کریں گے اور اس کی پیداوار کا نصف حصہ لے لیں گے (اور بقیہ نصف خراج مقاسمہ کے طور پر ادا کریں گے) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا جب تک ہم چاہیں تمہیں اس شرط پر یہاں رہنے دیں گے۔ چنانچہ وہ لوگ وہیں مقیم رہے اور پھر عمرؓ نے انہیں تیماء اور اریحاء بھیج دیا۔

فائدہ:۔ یہاں مصنف رحمتہ اللہ علیہ نے خیبر کی آراضی کا حکومت اسلامیہ ہی کو مالک قرار دیا ہے اور پھر اس سے یہ مسئلہ اخذ کیا ہے کہ بٹائی کا معاملہ مدت کی تعین کے بغیر بھی، جب کہ فریقین اس پر رضامند ہوجائیں، جائز ہوسکتا ہے، حالانکہ اس بات پر تمام فقہاء کا اتفاق ہے کہ مدت کے ابہام کی صورت میں نہ مزارعت (کھیت کا بٹائی پر دینا) جائز ہے اور نہ اجارہ۔ اس سے احناف کے اس مسلک کی تائید ہوتی ہے کہ خیبر کی اراضی کے اصل مالک یہودی ہی تھے، اور آنحضور ﷺ کا ان سے معاملہ خراج مقاسمہ کے طور پر تھا کہ اس میں مدت کے تعین کی ضرورت نہیں ہوتی۔ حدیث کا مفہوم صاف، احناف کے مسلک کو ماننے ہی کی صورت میں ہوتا ہے۔ تیماء اور اریحاء اسلامی حدود مملکت ہی کے شہر ہیں۔ شام کے قریب۔

باب ۸۰۱. مَا كَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَاسِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فِي الزِّرَاعَةِ وَالثَّمَرَةِ

باب ۸۰۱۔ نبی کریم ﷺ کے اصحاب زراعت اور پھلوں سے ایک دوسرے کی کس طرح مدد کرتے تھے

(۱۰۱۲) عَنْ ظُهَيْرِ بْنِ رَافِعٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ ظُهَيْرٌ لَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۱۰۱۲۔ حضرت ظہیر بن رافعؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ایک ایسے کام سے منع کیا تھا جس میں ہمارا (بظاہر انفرادی) فائدہ تھا۔ اس پر کہا

وَسَلَّمَ عَنْ اَمْرٍ كَانَ بِنَارَافِقًا قُلْتُ مَاقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَصْنَعُوْنَ بِمُحَاقِلِكُمْ قُلْتُ نُوَاجِرُهَا عَلَى الرُّبُعِ وَعَلَى الْاَوْسُقِ مِنَ التَّمْرِ وَالشَّعِيْرِ قَالَ لَا تَفْعَلُوْا اِزْرَعُوْهَا اَوْرَعُوْهَا اَوْاَمْسِكُوْهَ۔

گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ بھی فرمایا ہوگا، وہ حق ہے۔ حضرت ظہیرؓ نے بیان کیا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا اور دریافت فرمایا کہ تم لوگ اپنے کھیتوں کا معاملہ کس طرح کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ ہم اپنے کھیتوں کو (بونے کے لئے) نہر کے قریب کی زمین کی شرط پر دیتے ہیں۔ یہ سن کر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کروایا کرو، یا خود اس میں کاشت کیا کرو یا دوسروں کو کرنے دو (اجرت لئے بغیر) ورنہ اسے یوں ہی چھوڑ دو۔

(قَالَ رَافِع (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) قُلْتُ سَمْعًا وَّطَاعَةً۔

حضرت رافعؓ نے بیان کیا کہ میں نے کہا (آپ ﷺ کا یہ فرمان) میں نے سنا اور (حکم کو) بجالاؤں گا۔

(۱۰۱۳) عَنِ ابْنَ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) كَانَ يُكْرِىْ مَزَارِعَه' عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِىْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ وَصَدْرًا مِّنْ مُّعٰوِيَةَ ثُمَّ حُدِّثَ عَنْ رَّافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَذَهَبَ ابْنُ عُمَرَ اِلٰى رَافِعٍ فَسَاَلَه' فَقَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كِرَاءِ الْمَزَارِعِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّا كُنَّا نُكْرِىْ مَزَارِعَنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا عَلَى الْاَرْبِعَاءِ وَبِشَيْءٍ مِّنَ التِّبْنِ۔

۱۰۱۳۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے کھیتوں کو نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد میں اور معاویہؓ کے ابتدائی عہد خلافت میں کرایہ پر دیتے تھے، پھر رافع بن خدیجؓ پر دینے سے منع کیا تھا (یہ سن کر) ابن عمرؓ، رافع بن خدیجؓ کے پاس تشریف لے گئے ابن عمرؓ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے کھیتوں کو کرایہ پر دینے سے منع کیا تھا۔ اس پر حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ آپ کو معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں ہم اپنے کھیتوں کو اس شرط کے ساتھ بٹائی پر دیتے تھے کہ نہر (کے قریب) کی پیداوار اور کچھ گھاس ہماری رہے گی۔

فائدہ:۔ حضرت رافع بن خدیجؓ نے قانون نہیں بلکہ احسان اور ایثار کے طریقہ کو بتایا۔ حضرت ابن عمرؓ کے ذہن میں جواز اور عدم جواز کی صورت تھی۔ آپ کے ارشاد کا مقصد یہ ہے کہ مدینہ میں جو یہ طریقہ رائج تھا کہ نہر کے قریب کی پیداوار مالک زمین لیتا تھا، آنحضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا تھا۔ مطلقاً بٹائی سے منع نہیں فرمایا تھا۔ جیسا کہ اس کے بعد والی حدیث میں صراحت ہے، کہ عبداللہ بن عمرؓ نے بھی پھر زمین کو بٹائی یا لگان پر دینا بند کردیا تھا۔ یہ مستحبات پر عمل، ایثار اور باہمی ہمدردی کی ایک مثال ہے۔

(۱۰۱۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) قَالَ كُنْتُ اَعْلَمُ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْاَرْضَ تُكْرٰى ثُمَّ خَشِيَ عَبْدُاللّٰهِ اَنْ يَّكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَحْدَثَ فِىْ ذٰلِكَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ يَّعْلَمُه' فَتَرَكَ كِرَآءَ الْاَرْضِ۔

۱۰۱۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں مجھے معلوم تھا کہ زمین کو کرائے پر (لگان یا بٹائی کی صورت میں) دیا جاسکتا ہے۔ پھر یہ خیال ہوا کہ ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سلسلے میں کوئی نئی ہدایت فرمائی ہو، جس کا علم انہیں نہ ہوا ہو، چنانچہ انہوں نے زمین کو کرائے پر دینا بند کردیا تھا۔

(۱۰۱۵) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْه) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَه'

۱۰۱۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ایک دن حدیث بیان فرمارہے تھے، ایک بدوی بھی مجلس میں حاضر تھے کہ اہل

رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِسْتَاذَنَ رَبَّه' فِي الزَّرْعِ فَقَالَ لَه' اَلَسْتَ فِيْمَا شِئْتَ قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَزْرَعَ قَالَ فَبَذَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ نَبَاتُه' وَاسْتِوَآءُه' وَاسْتِحْصَادُه' فَكَانَ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ دُوْنَكَ يَا ابْنَ اٰدَمَ فَاِنَّه' لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ وَاللّٰهِ لَا تَجِدُه' اِلَّا قُرَشِيًّا اَوْ اَنْصَارِيًّا فَاِنَّهُمْ اَصْحَابُ زَرْعٍ وَّاَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِاَصْحَابِ زَرْعٍ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جنت میں سے ایک شخص نے اپنے رب سے کھیتی کی اجازت چاہی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے ارشاد فرمایا، کیا اپنی موجودہ حالت پر تم راضی نہیں ہو؟ اس نے کہا کیوں نہیں! لیکن میرا جی کھیتی کو چاہتا ہے (چنانچہ اسے اجازت دی گئی) آنحضورﷺ نے فرمایا کہ پھر اس نے بیج (جنت کی زمین میں) ڈالا، پلک جھپکتے میں وہ اگ بھی آیا، پک بھی گیا اور کاٹ بھی لیا گیا اور اس کے دانے پہاڑوں کی طرح ہوئے۔ اب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ابن آدم! اسے رکھ لو، تمہارا جی کسی چیز سے نہیں بھر سکتا۔ اس پر بدوی نے کہا کہ بخدا وہ تو کوئی قریشی یا انصاری ہی ہوگا، کیونکہ یہی لوگ کاشتکار ہیں، جہاں تک ہمارا تعلق ہے، ہم کھیتی ہی نہیں کرتے۔ نبی کریمﷺ اس بات پر ہنس دیئے۔

كِتَابُ الْمُسَاقَاةِ

کتاب مساقات کے بیان میں

باب ۸۰۲. فِي الشُّرْبِ

باب ۸۰۲۔ پانی کی تقسیم

(۱۰۱۶) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ فَشَرِبَ مِنْهُ وَعَنْ يَّمِيْنِهِ غُلَامٌ اَصْغَرُ الْقَوْمِ وَالْاَشْيَاخُ عَنْ يَّسَارِهِ فَقَالَ يَا غُلَامُ اَتَاْذَنُ لِيْ اَنْ اُعْطِيَهُ الْاَشْيَاخَ قَالَ مَاكُنْتُ لِاُوْثِرَ بِفَضْلِيْ مِنْكَ اَحَدًا يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهُ۔

۱۰۱۶۔ حضرت سہل بن سعدؓ نے فرمایا کہ نبی کریمﷺ کی خدمت میں ایک پیالہ پیش کیا گیا آپ نے اس کے مشروب کو پیا۔ آپ کی دائیں طرف ایک نوعمر لڑکے تھے اور بڑے بوڑھے لوگ بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے، آنحضورﷺ نے دریافت فرمایا، لڑکے! کیا تم اس کی اجازت دو گے کہ میں (بچا ہوا مشروب) بڑوں کو دے دوں؟ انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ سے بچے ہوئے اپنے حصہ کا میں کسی پر بھی ایثار نہیں کرسکتا۔ چنانچہ آنحضورﷺ نے بچا ہوا مشروب انہیں کو دے دیا۔

فائدہ:۔ مساقات، سقی سے مشتق ہے، جس کے معنی ہیں سیراب کرنا۔ مساقات کا اصطلاحی مفہوم یہ ہے کہ باغ یا کھیت میں مالک کسی دوسرے شخص سے کام لے اور اس کی مزدوری نقدی کی صورت میں نہ دے بلکہ معاملہ اس پر طے ہوا کہ باغ یا کھیت کی جو پیداوار ہوگی وہ دونوں، مالک اور عامل کے درمیان مشترک ہوگی، مزارعت اور مساقات کے احکام میں کوئی فرق نہیں ہے۔
یہ نوعمر لڑکے حضرت ابن عباسؓ تھے۔ اسلام میں مجلس کا اصول یہ ہے کہ کوئی چیز اگر تقسیم کی جائے تو صف کی دائیں طرف سے شروع کی جائے۔ آنحضورﷺ سید الناس تھے اور مشروب بھی آپ ہی کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ اس لئے آپ نے اس میں سے پی کر جب تقسیم کرنا چاہا تو اسی اصول کی بناء پر آپ کو داہنی جانب سے شروع کرنا تھا۔ دوسری طرف مجلس اس طرح بیٹھی ہوئی تھی کہ تمام شیوخ اور بزرگ صحابہ بائیں طرف بیٹھے ہوئے تھے اور دائیں طرف آپ کے صرف حضرت ابن عباسؓ تھے۔ آپﷺ نے بزرگ صحابہ کا خیال کر کے ابن عباسؓ سے اس کی اجازت چاہی تھی کہ اپنا حصہ انہیں دے دیں، لیکن آپ اس ایثار پر تیار نہ ہوئے۔ حدیث میں اس کی تصریح نہیں کہ پیالے میں دودھ تھا یا پانی، غالباً مصنفؒ کا رجحان یہ ہے کہ خالص پانی تھا یا پانی ملا ہوا دودھ، اور ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ آنحضورﷺ نے پانی کا ہبہ کیا ابن عباسؓ کو۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّهَا حُلِبَتْ

حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہﷺ کے لئے ایک گھر

لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ دَاجِنٌ وَهِيَ فِيْ دَارِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَّشِيْبَ لَبَنُهَا بِمَآءٍ مِّنَ الْبِئْرِ الَّتِيْ فِيْ دَارِ اَنَسٍ فَاُعْطِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَدَحَ فَشَرِبَ مِنْهُ حَتّٰى اِذَا نَزَعَ الْقَدَحَ مِنْ فِيْهِ وَعَلٰى يَسَارِهٖ اَبُوْبَكْرٍ وَّعَنْ يَمِيْنِهٖ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ عُمَرُ وَخَافَ اَنْ يُّعْطِيَهُ الْاَعْرَابِيَّ اَعْطِ اَبَابَكْرٍ يَّارَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدَكَ فَاَعْطَاهُ الْاَعْرَابِيَّ الَّذِيْ عَلٰى يَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ الْاَيْمَنَ فَالْاَيْمَنَ۔

میں بندھی رہنے والی بکری کا دودھ دھویا گیا، بکری حضرت انس بن مالک ؓ ہی کے گھر میں تھی، پھر اس کے دودھ میں اس کنویں کا پانی ملا کر جو انس ؓ کے گھر میں تھا آنحضور ﷺ کی خدمت میں اس کا ایک پیالہ پیش کیا گیا آنحضور ﷺ نے اسے پیا، جب اپنے منہ سے پیالے کو آپ نے جدا کیا تو بائیں طرف ابوبکر ؓ تھے اور دائیں طرف ایک اعرابی! عمر ؓ کے ذہن میں یہ بات آئی کہ آپ پیالہ اعرابی کو دے دیں گے۔ اس لئے انہوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ابوبکر ؓ کو دے دیجئے، لیکن آنحضور ﷺ نے پیالہ انہی اعرابی کو دیا جو آپ کی دائیں طرف تھے اور فرمایا کہ دائیں طرف سے شروع کرنا چاہئے۔

باب ۸۰۳. مَنْ قَالَ اِنَّ صَاحِبَ الْمَآءِ اَحَقُّ بِالْمَآءِ حَتّٰى يَرْوِيْ

باب ۸۰۳۔ جس نے کہا کہ پانی کا مالک پانی کا زیادہ حقدار ہے تا آنکہ وہ (اپنا کھیت باغات وغیرہ) سیراب کرلے

(۱۰۱۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَآءِ لِيُمْنَعَ بِهِ الْكَلَاُ۔

۱۰۱۷۔ حضرت ابوہریرہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، فاضل پانی سے کسی کو نہ روکا جائے کہ اس طرح فاضل چری سے روکنے کا باعث بن جائے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَمْنَعُوْا فَضْلَ الْمَآءِ لِتَمْنَعُوْا بِهٖ فَضْلَ الْكَلَاِ۔

نیز حضرت ابوہریرہ ؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: فاضل پانی سے کسی کو نہ روکو کہ اس طرح فاضل چری سے بھی روکنے کا سبب بن جاؤ۔

فائدہ:۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسی غیر آباد زمین میں اپنی کسی ضرورت کے لئے کنواں کھودے، جس کے قریب پانی کا نام و نشان نہ ہو اور پھر اپنے مویشی چرانے کے لئے وہاں کچھ لوگ جائیں تو کنواں کھودنے والا اپنی ضروریات کے مطابق پانی لے لینے کے بعد اس کا مجاز نہیں ہوتا کہ وہاں پہنچنے والے لوگوں کو اس پانی کے استعمال سے روک دے۔ یہ ضرور ہے کہ پہلے اپنی ضرورت کے مطابق پانی کا وہی زیادہ مستحق ہے۔ نیز جب پانی کے استعمال سے منع کیا جائے اور قرب وجوار میں کہیں پانی نہیں تو ظاہر ہے کہ کوئی چرواہا وہاں اپنے مویشی نہیں لے جاسکتا۔ اس طرح اس علاقے میں جو چری بچے گی، پانی سے روکنے والا اسے بھی روکنے کا سبب بنے گا۔

باب. الْخُصُوْمَةِ فِي الْبِئْرِ وَالْقَضَآءِ فِيْهَا

باب۔ کنویں کا جھگڑا اور اس کا فیصلہ

(۱۰۱۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بن مَسْعُوْد (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ يَّقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ هُوَ عَلَيْهَا فَاجِرٌ لَّقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا الاٰيَةَ۔ فَجَآءَ الْاَشْعَثُ فَقَالَ مَاحَدَّثَكُمْ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيَّ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ كَانَتْ لِيْ بِئْرٌ فِيْ اَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِيْ

۱۰۱۸۔ حضرت عبداللہ ؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو شخص کوئی ایسی قسم کھائی جس کے ذریعہ وہ کسی مسلمان کے مال پر قبضہ کرنا چاہتا ہو اور وہ قسم بھی جھوٹی ہو تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اللہ اس پر بہت زیادہ غضبناک ہوگا اور اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی کہ ''جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ تھوڑی پونجی خریدتے ہیں'' الخ

پھر اشعث ؓ تشریف لائے اور پوچھا (عبداللہ بن مسعود ؓ) نے تم سے کیا حدیث بیان کی؟ راوی نے جب حدیث نقل کی تو فرمایا عبداللہ ؓ نے صحیح

فَقَالَ لِیْ شُهُوْدُكَ قُلْتُ مَالِیْ شُهُوْدٌ قَالَ فَیَمِیْنُهٗ، قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِذًا یَحْلِفُ فَذَكَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ تَصْدِیْقًا لَّهٗ۔

حدیث بیان کی یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میرا ایک کنواں میرے چچا زاد بھائی کی زمین میں تھا (پھر نزاع ہوا تو) آنحضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ اپنے گواہ لاؤ؟ میں نے عرض کیا کہ گواہ تو میرے پاس نہیں ہیں آنحضور ﷺ نے فرمایا پھر فریق مخالف کی قسم پر فیصلہ ہوگا۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ! پھر تو یہ قسم کھالے گا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث ذکر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی آپ کی تصدیق کرتے ہوئے آیت نازل فرمائی

باب ۸۰۴. اِثْمِ مَنْ مَّنَعَ ابْنَ السَّبِیْلِ مِنَ الْمَآءِ

(۱۰۱۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَایَنْظُرُ اللّٰهُ اِلَیْهِمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَكِّیْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ رَجُلٌ كَانَ لَهٗ فَضْلُ مَآءٍ بِالطَّرِیْقِ فَمَنَعَهٗ مِنِ ابْنِ السَّبِیْلِ وَرَجُلٌ بَایَعَ اِمَامًا لَّا یُبَایِعُهٗ اِلَّا لِدُنْیَا فَاِنْ اَعْطَاهُ مِنْهَا رَضِیَ وَاِنْ لَّمْ یُعْطِهٖ مِنْهَا سَخِطَ وَرَجُلٌ اَقَامَ سِلْعَتَهٗ بَعْدَ الْعَصْرِ فَقَالَ وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَااِلٰهَ غَیْرُهٗ لَقَدْ اُعْطِیْتُ بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهٗ رَجُلٌ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ۔
"اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِاللّٰهِ وَاَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا"

باب ۸۰۴۔ اس شخص کا گناہ جس نے کسی مسافر کو پانی نہ دیا

۱۰۱۹۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تین طرح کے لوگ وہ ہوں گے جن کی طرف قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نظر بھی نہیں اٹھائیں گے اور نہ انہیں پاک کریں گے بلکہ ان کیلئے دردناک عذاب ہوگا۔ ایک وہ شخص جس کے پاس راستے میں فاضل پانی ہو اور اس نے کسی مسافر کو اس کے استعمال سے روک دیا۔ اور وہ شخص جو امام سے بیعت صرف دینار کے لئے کرے، کہ اگر امام اسے کچھ دیا کرے تو وہ راضی رہے ورنہ ناراض ہو جائے۔ اور وہ شخص جو اپنا (بیچنے کا) سامان عصر بعد لے کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اس اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، مجھے اس مال کی قیمت اتنی اتنی دی جا رہی تھی (لیکن میں نے اسے نہیں بیچا) اس پر ایک شخص نے اسے سچ سمجھا (اور وہ سامان اس کی بتائی ہوئی قیمت پر خرید لیا) پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ''وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ تھوڑی پونجی خریدتے ہیں۔

باب ۸۰۵. فَضْلِ سَقْیِ الْمَآءِ.

(۱۰۲۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَا رَجُلٌ یَمْشِیْ فَاشْتَدَّ عَلَیْهِ الْعَطَشُ فَنَزَلَ بِئْرًا فَشَرِبَ مِنْهَا ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا هُوَ بِكَلْبٍ یَلْهَثُ یَاكُلُ الثَّرٰی مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا مِثْلُ الَّذِیْ بَلَغَ بِیْ فَمَلَاَ خُفَّهٗ ثُمَّ اَمْسَكَهٗ بِفِیْهِ ثُمَّ رَقِیَ فَسَقَی الْكَلْبَ فَشَكَرَاللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَلَهٗ، قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَاِنَّ لَنَا فِی الْبَهَآئِمِ اَجْرًا قَالَ فِیْ كُلِّ كَبِدٍ رَّطْبَةٍ اَجْرٌ۔

باب ۸۰۵۔ پانی پلانے کی فضیلت

۱۰۲۰۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ایک شخص جا رہا تھا کہ اسے سخت پیاس لگی۔ چنانچہ اس نے ایک کنویں میں اتر کر پانی پیا پھر جب باہر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کی شدت کی وجہ سے کیچڑ چاٹ رہا ہے اس نے (اپنے دل میں) کہا، یہ بھی اس وقت ایسی ہی پیاس میں مبتلا ہے جیسے ابھی مجھے لگی ہوئی تھی (چنانچہ وہ پھر کنویں میں اترا اور) اپنے چمڑے کے موزے کو (پانی سے) بھر کر اسے اپنے منہ سے پکڑے ہوئے اوپر آیا اور کتے کو پانی پلایا اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول کیا اور اس کی مغفرت کی۔ صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! کیا ہمیں چوپاؤں پر بھی اجر ملے گا، آپؐ نے ارشاد فرمایا، ہر

جاندار میں ثواب ہے

باب۸۰۶. مَنْ رَّایٰ اَنَّ صَاحِبَ الْحَوْضِ وَالْقِرْبَةِ اَحَقُّ بِمَآئِهٖ

باب ۸۰۶۔ جن کے نزدیک حوض اور مشک کا مالک ہی اس کے پانی کا حق دار ہے۔

(۱۰۲۱)عَنْ اَبِیْهُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِی نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَاَزُوْدَنَّ عَنْ حَوْضِیْ کَمَا تُذَادُ الْغَرِیْبَةُ مِنَ الْاِبِلِ عَنِ الْحَوْضِ۔

۱۰۲۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم، جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے۔ میں (قیامت کے دن) اپنے حوض سے کچھ لوگوں کو اس طرح دور کردوں گا جیسے اجنبی اونٹ حوض سے دور بھگائے جاتے ہیں۔

فائدہ:۔ مطلب یہ ہے کہ جب پانی کو کوئی اپنے برتن میں رکھ لے یا اپنی مملوکہ زمین کے کسی حصہ میں اسے روک لے تو اب پانی کا مالک وہی ہے اور اس کی اجازت کے بغیر اس میں سے پانی لینا درست نہیں ہے۔

(۱۰۲۲)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلٰثَةٌ لَّایُکَلِّمُهُمُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَایَنْظُرُ اِلَیْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی سِلْعَةٍ لَقَدْ اُعْطِیَ بِهَا اَکْثَرُ مِمَّا اُعْطِیَ وَهُوَ کَاذِبٌ وَّرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ کَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِیَقْطَعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ وَّرَجُلٌ مَّنَعَ فَضْلَ مَآءٍ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ الْیَوْمَ اَمْنَعُكَ فَضْلِیْ کَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَالَمْ تَعْمَلْ یَدَاكَ۔

۱۰۲۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین طرح کے آدمی ایسے ہیں جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بات بھی نہ کرے گا اور نہ ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا۔ وہ شخص جو کسی سامان کے متعلق قسم کھالے کہ اسے اس کی قیمت اس سے زیادہ دی جارہی تھی جتنی اب دی جارہی ہے، حالانکہ وہ اپنی اس قسم میں جھوٹا ہو۔ وہ شخص جس نے جھوٹی قسم عصر کے بعد اس لئے کھائی کہ اس کے ذریعہ ایک مسلمان کے مال کو ہضم کرجائے۔ وہ شخص جو فاضل پانی سے کسی کو روکے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ آج میں اپنا فضل اسی طرح تمہیں نہیں دوں گا جس طرح تم نے ایک ایسی چیز کے زائد حصے کو نہیں دیا تھا، جسے خود تمہارے ہاتھوں نے بنایا بھی نہ تھا۔

باب۸۰۷. لَاحِمٰی اِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ ﷺ

باب ۸۰۷۔ اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے سوا کسی کی چراگاہ متعین نہیں

(۱۰۲۳)عَنِ الصَّعْبَ ابْنَ جَثَّامَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْه) قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاحِمٰی اِلَّالِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ۔

۱۰۲۳۔ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے سوا کسی کی چراگاہ متعین نہیں۔

باب۸۰۸. شُرْبُ النَّاسِ وَالدَّوَابِ مِنَ الْاَنْهَارِ

باب ۸۰۸۔ انسانوں اور جانوروں کا نہر سے پانی پینا

(۱۰۲۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَیْلُ لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَّ لِرَجُلٍ سِتْرٌ وَّ عَلٰی رَجُلٍ وِزْرٌ فَاَمَّا الَّذِی لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَّبَطَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ بِهَا فِیْ مَرْجٍ اَوْرَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِیْ طِیَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ اَوِ

۱۰۲۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، گھوڑا ایک شخص کے لئے باعث ثواب ہے، دوسرے کے لئے پردہ ہے اور تیسرے کے لئے وبال ہے۔ جس کے لئے گھوڑا اجر وثواب کا باعث ہے وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ کے لئے اس کی پرورش کرے وہ اسے کسی ہریالے میدان میں باندھے یا (راوی نے کہا کہ) کسی باغ میں، تو جس قدر بھی وہ اس ہریالے میدان یا

الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَّلَوْ اَنَّهٗ انْقَطَعَ طِيَلُهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَيْنِ كَانَتْ اٰثَارُهَا وَ اَرْوَاثُهَا حَسَنَاتٍ لَّهٗ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهْرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ يُرِدْ اَنْ يَّسْقِيَ كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَّهٗ فَهِيَ لِذَالِكَ اَجْرٌ وَّ رَجُلٌ رَّبَطَهَا تَغَنِّيًا وَّ تَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِ هَافَهِيَ لِذَالِكَ سِتْرٌ وَّ رَجُلٌ رَّبَطَهَا فَخْرًا وَّرِيَآءً وَّنِوَاءً لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِيَ عَلٰى ذٰلِكَ وِزْرٌ وَّسُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحُمُرِ فَقَالَ مَا اُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا هٰذِهِ الْاٰيَةُ الْجَامِعَةُ الْفَاذَّةُ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ۔

باغ میں چرے گا، اس کی حسنات میں لکھا جائے گا۔ اگر اتفاق سے اس کی رسی ٹوٹ گئی اور گھوڑا ایک یا دو مرتبہ آگے کے پاؤں اٹھا کر کودا، تو اس کے آثار قدم اور اس کا گوبر لید بھی مالک کی حسنات میں لکھا جائے گا۔ اگر وہ گھوڑا کسی نہر سے گذرا اور اس نے اس کا پانی پیا تو خواہ مالک نے اسے پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو لیکن یہ بھی اس کی حسنات میں لکھا جائے گا۔ تو اس نیت سے پالا جانے والا گھوڑا انہیں وجوہ کی بنا پر باعث ثواب ہے۔ دوسرا شخص وہ ہے جو لوگوں سے بے نیاز رہنے اور ان کے سامنے دست سوال بڑھانے سے بچنے کے لئے گھوڑا پالتا ہے، پھر اس کی گردن اور اس کی پشت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے حق کو بھی فراموش نہیں کرتا تو یہ گھوڑا اپنے مالک کے لئے پردہ ہے، تیسرا شخص وہ ہے جو گھوڑے کو فخر، دکھاوے اور مسلمانوں کی دشمنی میں پالتا ہے تو یہ گھوڑا اس کے لئے وبال ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے گدھوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اس کے متعلق کوئی حکم وحی سے معلوم نہیں ہوا ہے، سوا اس جامع اور منفرد آیت کے ”جو شخص ذرہ برابر بھی نیکی کرے گا، اس کا بدلہ پائے گا اور جو ذرہ برابر بھی برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔“

باب ۸۰۹. بَيْعُ الْحَطَبِ وَالْكَلَاءِ

(۱۰۲۵) عَنْ عَلِيِّ ابْنِ اَبِيْ طَالِبٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّهٗ قَالَ اَصَبْتُ شَارِفًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَغْنَمٍ يَّوْمَ بَدْرٍ قَالَ وَاَعْطَانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَارِفًا اُخْرٰى فَاَنَخْتُهُمَا يَّوْمًا عِنْدَ بَابِ رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَاَنَا اُرِيْدُ اَنْ اَحْمِلَ عَلَيْهِمَا اِذْخِرًا لِاَبِيْعَهٗ وَمَعِيَ صَائِغٌ مِّنْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ فَاَسْتَعِيْنَ بِهٖ عَلٰى وَلِيْمَةِ فَاطِمَةَ (رضی الله تعالی عنها) وَحَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِؓ يَشْرَبُ فِيْ ذٰلِكَ الْبَيْتِ مَعَهٗ قَيْنَةٌ فَقَالَتْ اَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَآءِ فَثَارَ اِلَيْهِمَا حَمْزَةُ بِالسَّيْفِ فَجَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا ثُمَّ اَخَذَ مِنْ اَكْبَادِهِمَا قُلْتُ لِابْنِ شِهَابٍ وَّمِنَ السِّنَامِ قَالَ قَدْ جَبَّ اَسْنِمَتَهُمَا فَذَهَبَ بِهَا قَالَ ابْنُ شِهَابٍؒ قَالَ عَلِيٌّ فَنَظَرْتُ اِلٰى مَنْظَرٍ اَفْظَعَنِيْ فَاَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ

باب ۸۰۹۔ سوکھی لکڑی اور گھاس بیچنا

۱۰۲۵۔ حضرت علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی کے موقعہ پر مجھے ایک اونٹ غنیمت میں ملا تھا اور ایک دوسرا اونٹ مجھے آپؐ نے عنایت فرمایا تھا، ایک دن ایک انصاری صحابی کے دروازے پر میں ان دونوں کو باندھے ہوئے تھا، میرا ارادہ یہ تھا کہ ان کی پشت پر اذخر (ایک عرب کی خوشبودار گھاس جسے سنار وغیرہ استعمال کرتے تھے) رکھ کے بیچنے لے جاؤں، بنی قینقاع کے ایک سنار بھی میرے ساتھ تھے (خیال یہ تھا کہ) اس کی آمدنی سے فاطمہ (آپؐ کی بیوی) کا ولیمہ کروں حمزہ بن مطلبؓ اسی (انصاریؓ کے) گھر میں شراب پی رہے تھے، ان کے ساتھ ایک گانے والی بھی تھی، اس نے جب یہ مصرعہ پڑھا (ترجمہ) ہاں، اے حمزہ! فربہ اونٹوں کی طرف (بڑھو اور انہیں ذبح کردو) حمزہؓ جوش میں تلوار لے کر اٹھے اور دونوں اونٹنیوں کے کوہان چیر دیئے، ان کے کولہے کاٹ ڈالے اور ان کی کلیجی نکال لی پوچھا گیا کہ کیا کوہان کا گوشت بھی کاٹ لیا تھا تو جواب دیا کہ ان کے دونوں کوہان کاٹ لئے اور انہیں لے گئے احضرت علیؓ نے فرمایا، مجھے یہ منظر دیکھ کر بڑی تکلیف ہوئی

عِنْدَہ' زَیْدُ بْنُ حَارِثَۃَ (رضی اللہ عنہ) فَاَخْبَرْتُہ' الْخَبَرَ فَخَرَجَ وَمَعَہ' زَیْدٌ فَانْطَلَقْتُ مَعَہ' فَدَخَلَ عَلٰی حَمْزَۃَ فَتَغَیَّظَ عَلَیْہِ فَرَفَعَ حَمْزَۃُ بَصَرَہ' وَقَالَ ھَلْ اَنْتُمْ اِلَّا عَبِیْدٌ لِاٰبَآئِیْ فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَھْقِرُ حَتّٰی خَرَجَ عَنْھُمْ وَذٰلِکَ قَبْلَ تَحْرِیْمِ الْخَمْرِ۔

میں نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ کی خدمت میں اس وقت زید بن حارثہؓ بھی موجود تھے میں نے آپ کو واقعہ کی اطلاع دی تو آپ (حمزہؓ کے پاس) تشریف لائے زیدؓ اور میں بھی آپ کے ساتھ تھے حضور ﷺ جب حمزہؓ کے یہاں پہنچے اور (ان کے اس فعل پر) خفگی کا اظہار فرمایا تو حمزہؓ نے نظر اٹھا کر کہا ''تم سب'' میرے آباء کے غلام ہو، حضور اکرم ﷺ الٹے پاؤں واپس ہوئے اور ان کے پاس سے چلے آئے۔ یہ شراب کی حرمت سے پہلے کا واقعہ ہے۔

فائدہ:۔ جیسا کہ حدیث میں خود اس کی تصریح ہے کہ یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے اور اس وقت تک بہت سے مسلمان شراب پیتے تھے اور بہت سے دوسرے ایسے افعال کرتے تھے جن کی حرمت نہیں نازل ہوئی تھی اور جنہیں حرمت کے نازل ہونے کے بعد یک لخت چھوڑ دیا تھا۔ حمزہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے چچا تھے اور اس طرح رشتہ میں بڑے تھے۔ اس لئے شراب کی مستی میں بڑے فخر کے ساتھ انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے یہ کلمات کہے۔ حضور ﷺ فوراً اس لئے واپس تشریف لائے کہ ایسے مواقع پر جب انسان کے ہوش وحواس درست نہ ہوں اس طرح پیش آنے کے بعد ٹھہرنا مناسب نہیں ہوتا۔ یہ حدیث اس باب میں اس لئے لائے ہیں کہ اس میں گھاس فروخت کرنے کا ذکر ہے۔

باب ۸۱۰. اَلْقَطَآئِعُ

(۱۰۲۶) عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ) قَالَ اَرَادَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّقْطِعَ مِنَ الْبَحْرَیْنِ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ حَتّٰی تُقْطِعَ لِاِخْوَانِنَا مِنَ الْمُھَاجِرِیْنَ مِثْلَ الَّذِیْ تُقْطِعُ لَنَا قَالَ سَتَرَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَۃً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ۔

باب ۸۱۰۔ قطعات آراضی

۱۰۲۶۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے بحرین میں کچھ قطعات آراضی دینے کا (انصار کو) ارادہ کیا تو انصار نے عرض کیا کہ (ہم اس وقت تک نہیں لیں گے) جب تک آپ ہمارے مہاجر بھائیوں کو بھی اسی طرح کے قطعات نہ عنایت فرمائیں اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد (دوسرے لوگوں کو) تم پر ترجیح دی جایا کرے گی تو اس وقت تم صبر کرنا، تا آنکہ مجھ سے آملو۔

باب ۸۱۱. اَلرَّجُلِ یَکُوْنُ لَہ' مَمَرٌّ اَوْ شِرْبٌ فِیْ حَآئِطٍ اَوْ فِیْ نَخْلٍ

(۱۰۲۷) عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھما) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ابْتَاعَ نَخْلًا بَعْدَ اَنْ تُؤَبَّرَ فَثَمَرَتُھَا لِلْبَائِعِ اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَّلَہ' مَالٌ فَمَالُہ' لِلَّذِیْ بَاعَہ' اِلَّا اَنْ یَّشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ۔

باب ۸۱۱۔ اگر کسی شخص کو باغ کے احاطے سے گذرنے کا حق یا کسی نخلستان کے لئے پانی میں اس کا کچھ حصہ ہے

۱۰۲۷۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ تابیر کے بعد اگر کسی شخص نے اپنا درخت بیچا تو (اس سال کی فصل کا) پھل بیچنے والے ہی کا رہتا ہے، ہاں اگر خریدار شرط لگا دے (کہ پھل بھی خریدار ہی کا ہوگا) تو یہ صورت مستثنیٰ ہے اور اگر کسی شخص نے کوئی ایسا غلام بیچا جس کے پاس کچھ مال تھا تو وہ مال بیچنے والے کا ہوتا ہے، ہاں اگر خریدار شرط لگا دے تو یہ صورت مستثنیٰ ہے۔

باب ۸۱۲. مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ یُرِیْدُ اَدَآءَ ھَا اَوْ اِتْلَا فَھَا

باب ۸۱۲۔ جس نے لوگوں سے مال لیا، اسے ادا کرنے کی نیت سے لیا ہو یا ہضم کر جانے کے لئے

(۱۰۲۸) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ یُرِیْدُ اَدَاءَ هَا اَدَّی اللّٰهُ عَنْهُ وَمَنْ اَخَذَ یُرِیْدُ اِتْلَا فَهَا اَتْلَفَهُ اللّٰهُ۔

۱۰۲۸۔حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جوکوئی لوگوں کے مال قرض کے طور پر ادا کرنے کی نیت سے لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اسے ادا کرنے کے سامان پیدا فرما دیتا ہے، اور جوکوئی نہ دینے کے ارادہ سے لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس مال میں کوئی نفع نہیں رہنے دیتا۔

باب ۸۱۳. اَدَآءِ الدُّیُوْن

باب ۸۱۳۔قرض کی ادائیگی

(۱۰۲۹) عَنْ اَبِی ذَرٍّ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَبْصَرَ یَعْنِیْ اُحُدًا قَالَ مَا اُحِبُّ اَنَّهٗ یُحَوَّلُ لِیْ ذَهَبًا یَّمْکُثُ عِنْدِیْ مِنْهُ دِیْنَارٌ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا دِیْنَارٌ اُرْصِدُهٗ لِدَیْنٍ ثُمَّ قَالَ اِنَّ الْاَکْثَرِیْنَ هُمُ الْاَقَلُّوْنَ اِلَّا مَنْ قَالَ بِالْمَالِ هٰکَذَا وَهٰکَذَا وَاَشَارَ اَبُوْشِهَابٍؒ بَیْنَ یَدَیْهِ وَعَنْ یَّمِیْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَقَلِیْلٌ مَّاهُمْ وَقَالَ مَکَانَکَ وَتَقَدَّمَ غَیْرَ بَعِیْدٍ فَسَمِعْتُ صَوْتًا فَاَرَدْتُّ اَنْ اٰتِیَهٗ ثُمَّ ذَکَرْتُ قَوْلَهٗ مَکَانَکَ حَتّٰی اٰتِیَکَ فَلَمَّا جَآءَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ الَّذِیْ سَمِعْتُ اَوْ قَالَ الصَّوْتُ الَّذِیْ سَمِعْتُ قَالَ وَهَلْ سَمِعْتَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَتَانِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ مَنْ مَّاتَ مِنْ اُمَّتِکَ لَایُشْرِکُ بِاللّٰهِ شَیْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ فَعَلَ کَذَا وَکَذَا قَالَ نَعَمْ۔

۱۰۲۹۔حضرت ابوذرؓ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے جب دیکھا، آپ کی مراد پہاڑ (کو دیکھنے) سے تھی، تو فرمایا کہ میں یہ بھی پسند نہیں کروں گا کہ اگر احد سونے کا ہو جائے (اور تمام کا تمام میرے قبضہ میں ہو) تو اس میں سے میرے پاس ایک دینار کے برابر بھی تین دن سے زیادہ باقی رہے، سوا اس دینار کے جو میں کسی کو قرض ادا کرنے کے لئے رکھ لوں، پھر ارشاد فرمایا، دنیا میں زیادہ (مال) والے ہی (عموماً ثواب کا) کم حصہ پاتے ہیں، سوا ان افراد کے جو اپنے مال و دولت کو یوں اور یوں خرچ کریں (راوی حدیث) ابوشہاب نے اپنے سامنے دائیں طرف اور بائیں طرف اشارہ کر کے واضح کیا (مال کو اللہ کے راستے میں خوب خوب خرچ کرنے کو) لیکن ایسے لوگوں کی تعداد کم ہوتی ہے۔ پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہیں ٹھہرے رہو اور آپ تھوڑی دور آگے کی طرف بڑھے۔ میں نے کچھ آواز سنی (جیسے آپ کسی سے گفتگو فرما رہے ہوں)۔ میں نے چاہا کہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں، لیکن پھر آپ کا ارشاد یاد آیا کہ "یہیں اس وقت تک ٹھہرے رہنا جب تک میں نہ آجاؤں۔" اسکے بعد جب آنحضور ﷺ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے کچھ سنا تھا یا (راوی نے یہ کہا کہ) میں نے کوئی آواز سنی تھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم نے بھی سنا! میں نے عرض کیا ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور یہ کہہ گئے ہیں کہ تمہاری امت کا جو شخص بھی اس حالت میں مرے گا کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہوگا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں نے پوچھا کہ اگرچہ وہ اس طرح (کے گناہ) کرتا رہا ہو تو انہوں نے کہا کہ ہاں آخرکار، اگر اسلام پر اس کی موت ہوئی تو جنت میں ضرور جائے گا۔

باب ۸۱۴. حُسْنِ الْقَضَآءِ

باب ۸۱۴۔قرض پوری طرح ادا کرنا

(۱۰۳۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْه) قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِی

۱۰۳۰۔حضرت جابر بن عبداللہؓ نے فرمایا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ مسجد نبوی میں تشریف رکھتے تھے۔ آنحضور ﷺ نے

الْمَسْجِدِ فَقَالَ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ لِي عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي۔

فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑھ لو۔ میرا آنحضورؐ پر قرض تھا آپ ﷺ نے اسے ادا کیا اور زیادہ بھی دیا (اپنی طرف سے)۔

باب ۸۱۵. الصَّلٰوةِ عَلٰى مَنْ تَرَكَ دَيْنًا

(۱۰۳۱) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ مُّؤمِنٍ اِلَّا وَاَنَا اَوْلٰى بِهٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمُ النَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَّاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْه، عَصَبَتُه، مَنْ كَانُوْا وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْضَيَاعًا فَلْيَاتِنِي فَاَنَا مَوْلَاهُ۔

باب ۸۱۵۔ مقروض کا نماز جنازہ

۱۰۳۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہر مومن کا میں دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو "نبی مومنوں سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں" اس لئے جو مومن بھی انتقال کر جائے اور مال چھوڑے تو ورثاء اس کے مالک ہوتے ہیں، جو بھی ہوں اور جو شخص قرض چھوڑے یا عیال چھوڑے تو وہ میرے پاس آ جائیں کہ ان کا ولی میں ہوں۔

باب ۸۱۶. مَايُنْهٰى عَنْ اِضَاعَةِ الْمَالِ

(۱۰۳۲) عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّهَاتِ وَوَاْدَالْبَنَاتِ وَمَنْعًا وَّهَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَةَ الْمَالِ۔

باب ۸۱۶۔ مال ضائع کرنے کی ممانعت

۱۰۳۲۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے تم پر ماں (اور باپ) کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ دفن کرنا، (واجب حقوق کی) ادائیگی نہ کرنا اور (دوسروں کا مال ناجائز طریقہ پر) لینا حرام قرار دیا ہے اور فضول بکواس کرنے کثرت سے سوالات کرنے اور مال ضائع کرنے کو ناپسند قرار دیا ہے۔

كِتَابُ فِي الْخُصُوْمَاتِ

باب ۸۱۷. مَا يُذْكَرُ فِي الْاِشْخَاصِ وَالْخُصُوْمَةِ بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْيَهُوْدِ

(۱۰۳۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بن مَسعودٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَجُلًا قَرَأَ اٰيَةً سَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خِلَافَهَا فَاَخَذْتُ بِيَدِهٖ فَاَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كِلَاكُمَا مُحْسِنٌ (قَالَ شُعْبَةُ اَظُنُّه، قَالَ لَاتَخْتَلِفُوْا فَاِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ اخْتَلَفُوْا فَهَلَكُوْا)

کتاب خصومات کے بیان میں

باب ۸۱۷۔ مقروض کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے اور مسلمان اور یہودی میں جھگڑے سے متعلق احادیث

۱۰۳۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا میں نے ایک شخص کو قرآن کی ایک آیت اس طرح پڑھتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ سے میں نے اس کے خلاف سنا تھا۔ اس لئے میں ان کا ہاتھ تھامے آنحضور ﷺ کی خدمت میں لے گیا۔ آنحضور ﷺ نے (میرا اعتراض سن کر) فرمایا کہ تم دونوں درست پڑھتے ہو۔ راوی نے بیان کیا، میرا یقین ہے کہ آنحضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ اختلاف نہ کیا کرو کیونکہ تم سے پہلے لوگ اختلاف کر کے ہلاک ہو گئے تھے۔

(۱۰۳۴) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ اِسْتَبَّ رَجُلَانِ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ قَالَ الْمُسْلِمُ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعٰلَمِيْنَ

۱۰۳۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ دو شخصوں نے، جن میں ایک مسلمان اور دوسرا یہودی تھا، ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ مسلمان نے کہا، اس ذات کی قسم جس نے محمد ﷺ کو تمام دنیا والوں میں منتخب کیا اور یہودی نے کہا، اس ذات کی قسم جس نے موسیٰؑ کو تمام دنیا والوں میں منتخب کیا۔

فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَه، عِندَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجهَ الْيَهُوْدِيِّ فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَه، بِمَا كَانَ مِنْ اَمرِهٖ وَاَمرِالْمُسْلِمِ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ فَسَالَه، عَنْ ذٰلِكَ فَاَخْبَرَه، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى فَاِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَاَصْعَقُ مَعَهُمْ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يُّفِيْقُ فَاِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ اَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَاَفَاقَ قَبْلِيْ اَوْكَانَ مِمَّنْ اسْتَثْنَى اللّٰهُ۔

اس پر مسلمان نے ہاتھ کھینچ کر وہیں یہودی کے طمانچہ مارا۔ وہ یہودی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مسلمان کے اپنے ساتھ واقعہ کو بیان کیا۔ حضور ﷺ نے مسلمان کو بلایا اور ان سے واقعہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے آپ ﷺ کو اس کی تفصیل بتادی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کے بعد فرمایا، مجھے موسیٰ پر ترجیح نہ دو۔ لوگ قیامت کے دن بے ہوش کر دیئے جائیں گے، میں بھی بے ہوش ہو جاؤں گا، بے ہوشی سے افاقہ پانے والا سب سے پہلا شخص میں ہوں گا۔ لیکن موسیٰؑ کو عرش الٰہی کا کنارہ پکڑے ہوئے پاؤں گا۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ موسیٰؑ بھی بے ہوش ہونے والوں میں تھے اور مجھ سے پہلے انہیں افاقہ ہو گیا تھا یا اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بے ہوشی سے مستثنیٰ کر دیا تھا۔

فائدہ:۔ انبیاء میں ایک دوسرے پر فضیلت ثابت ہے، لیکن اس کی ممانعت بھی آنحضور ﷺ نے فرمائی ہے۔ فضیلت اور ترجیح میں عام طور سے لوگ اعتدال کو چھوڑ دیتے ہیں اور ایک کی فضیلت میں اس طرح لگ جاتے ہیں کہ دوسرے کی تنقیص ہو جاتی ہے اور ممانعت اسی لئے آئی ہے۔ جہاں تک آنحضور ﷺ کے اس ارشاد کا سوال ہے کہ ''مجھے موسیٰ (علیہ السلام) پر ترجیح نہ دو۔'' تو اسے علماء نے آپ ﷺ کی تواضع پر محمول کیا ہے۔ اس طرح کی متعدد احادیث متعدد انبیاء کے بارے میں مختلف مواقع پر آپ ﷺ نے فرمائی ہیں۔ ہم ان سب کو حضور اکرم ﷺ کی تواضع پر محمول کریں گے۔ جن روایتوں میں آپ ﷺ کی فضیلت کا ذکر آیا ہے وہی اصل میں عقیدہ ہیں۔ بہرحال افضلیت اور مفضولیت کے باب میں احتیاط کا راستہ یہی ہے کہ زیادہ جرأت سے کام نہ لیا جائے اور نہ اس میں کوئی انہماک اختیار کیا جائے، کیونکہ اس طرح عموماً حد سے لوگ تجاوز کرتے ہیں اور یہ انہماک گمراہی کا باعث بن جاتا ہے۔ ہمیں تمام انبیاء کا احترام اور ان کی عظمت پر ایمان رکھنا چاہئے۔ فضیلت میں انبیاء ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور ہمارا یہی عقیدہ ہے۔ لیکن کیا ضرورت ہے کہ اس طرح کے مباحث میں پڑا جائے۔ یہودی اور مسلمان کے واقعہ کو دیکھئے کہ نبی کریم ﷺ نے کس طرح انہیں سمجھایا اور ان سے کس بات کا مطالبہ کیا ہے۔

(۱۰۳۵) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَاْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ قِيْلَ مَنْ فَعَلَ هٰذَابِكَ اَفُلَانٌ اَفُلَانٌ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ فَاَوْمَتْ بِرَاْسِهَا فَاُخِذَ الْيَهُوْدِيُّ فَاعْتَرَفَ فَاَمَرَبِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُضَّ رَاْسُه، بَيْنَ حَجَرَيْنِ

۱۰۳۵۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ایک یہودی نے ایک باندی کا سر دو پتھروں کے درمیان میں کر کے کچل دیا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ یہ معاملہ کس نے کیا ہے؟ فلاں نے، فلاں نے جب یہودی کا نام آیا تو اس نے اپنے سر سے اشارہ کیا (کہ ہاں!) یہودی پکڑا گیا اور اس نے بھی اعتراف کر لیا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا اور اس کا سر بھی دو پتھروں کے درمیان کر کے کچل دیا گیا۔

فائدہ:۔ امام شافعیؒ قصاص میں مماثلت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ جس طرح اور جن اذیتوں کے ساتھ قاتل نے قتل کیا ہو گا اسی طرح اسے بھی قتل کر دیا جائے۔ لیکن امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قصاص میں مماثلت نہیں ہے بلکہ قصاص کا صرف ایک طریقہ ہے کہ اس کی گردن تلوار سے ماردی جائے۔ اس حدیث میں اگرچہ قصاص کا ذکر آیا ہے لیکن احناف کے نزدیک اس کی حیثیت تعزیری کی ہے۔ قاتل یہودی ڈاکو تھا، اور اس نے عورت کے زیورات اتار لئے تھے اور اسے نہایت بے دردی سے مارا تھا، اس لئے اسے سیاسۃً اور تعزیراً اسی طرح کی سزا دی گئی۔

باب ۸۱۸. كَلَامِ الْخُصُوْمِ بَعْضِهِمْ فِيْ بَعْضٍ

(۱۰۳۶)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَّقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ قَالَ فَقَالَ الْاَشْعَثُ فِيَّ وَاللّٰهِ كَانَ ذٰلِكَ كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ مِّنَ الْيَهُوْدِ اَرْضٌ۔

باب ۸۱۸۔ مدعی اور مدعی علیہ کی آپس میں گفتگو

۱۰۳۶۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے کوئی جھوٹی قسم جان بوجھ کر کھائی تاکہ مسلمان (یا غیر مسلم) کا مال ناجائز طریقہ پر حاصل کرے تو وہ اللہ کے سامنے اس حالت میں پیش ہوگا کہ خداوند قدوس اس پر نہایت غضبناک ہونگے۔ اس پر حضرت اشعثؓ نے کہا واللہ! مجھ سے ہی متعلق ایک مسئلے میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا تھا میرے اور یہودی کے درمیان ایک زمین کا معاملہ تھا۔

فائدہ:۔ اگر حاکم عدالت کے سامنے مدعی اور مدعی علیہ نے ایک دوسرے کے خلاف سخت کلامی کی یا نامناسب الفاظ استعمال کیے تو اس پر عدالت انہیں کوئی تعزیر دے سکتی ہے؟ حدیث میں اس مسئلہ کی وضاحت کی گئی ہے۔ اصل میں مصنفؒ کا مقصد زیادہ واضح نہیں ہوا کہ نامناسب الفاظ اور سخت کلامی کی حدود کیا ہے۔ ویسے اس میں شبہ کی گنجائش ہی کیا ہے کہ عدالت کے باہر بھی اگر بعض سخت الفاظ کسی کے متعلق استعمال کیے جائیں تو اس کی سزا خود اسلامی قانون میں موجود ہے۔ پھر عدالت کا احترام تو بہرحال ضروری اور وہاں کھڑے ہوکر کوئی نامناسب لفظ کسی کے متعلق استعمال کرنا یقیناً قابل سزا ہوگا۔

كِتَابٌ فِي اللُّقْطَةِ

کتاب مسائل لقطہ کے بیان میں

باب ۸۱۹. وَاِذَا اَخْبَرَهٗ رَبُّ اللُّقْطَةِ بِالْعَلَامَةِ دَفَعَ اِلَيْهِ

(۱۰۳۷)عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ) قَالَ لَقِيْتُ اُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ) فَقَالَ اَخَذْتُ صُرَّةً مِّائَةَ دِيْنَارٍ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا حَوْلًا فَلَمْ اَجِدْ مَنْ يَّعْرِفُهَا ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَقَالَ عَرِّفْهَا حَوْلًا فَعَرَّفْتُهَا فَلَمْ اَجِدْ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ ثَالِثًا فَقَالَ احْفَظْ وِعَاءَهَا وَعَدَدَهَا وَوِكَاءَهَا فَاِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَاِلَّا فَاسْتَمْتِعْ بِهَا فَاسْتَمْتَعْتُ۔

باب ۸۱۹۔ مالک لقطہ نشانی بتادے تو اسے دے دینا چاہئے

۱۰۳۷۔ حضرت سوید بن غفلہؓ نے فرمایا میں نے ابی بن کعبؓ سے ملاقات کی تو انہوں نے کہا کہ میں نے سو دینار کی ایک تھیلی (کہیں راستے میں پڑی ہوئی) پائی۔ میں اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا تو آپ نے فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہو۔ میں نے ایک سال تک اعلان کیا، لیکن مجھے کوئی ایسا شخص نہ ملا جو اسے پہچان سکتا اسلئے میں پھر آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے پھر فرمایا کہ ایک سال تک اس کا اعلان کرتے رہو۔ میں نے اعلان کیا، لیکن مالک مجھے نہیں ملا۔ تیسری مرتبہ حاضر ہوا۔ اس مرتبہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس تھیلی کی ساخت، دینار کی تعداد اور تھیلی کے بندھن کو ذہن میں محفوظ رکھو، اگر اس کا مالک آجائے (تو علامت پوچھ کر اسے واپس کردینا) ورنہ اپنے خرچ میں اسے استعمال کرلو۔ چنانچہ میں اسے اپنے اخراجات میں لایا۔

فائدہ:۔ لقطہ ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو راستے میں پڑی ہوئی ملے اور کوئی شخص اسے اٹھالے، ہر ایسی شے متروک پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے جس کا کوئی مالک معلوم نہ ہو۔ احناف کے یہاں یہ حکم صرف دیانتاً ہے ورنہ عدالت میں اس کا فیصلہ شہادت کے بغیر نہیں ہوسکتا۔ اس میں وجدان اور گمان غالب سے بھی فیصلہ ہوسکتا ہے۔ اعلان سے متعلق اس حدیث میں جو ایک یا کئی سالوں کی تحدید ہے اس میں اس کا سب سے پہلے لحاظ رکھنا چاہئے کہ مخاطب ایک صحابی ہیں، جلیل القدر صحابی! اور اسی لئے ہم یہ کہتے ہیں کہ اتنی طویل مدت تک اعلان کرتے رہنے کا حکم صرف انتہائی احتیاط اور تقویٰ کے پیش نظر ہے۔ احناف میں خود مدت اعلان کی تحدید سے متعلق اختلاف ہے۔ اور علامہ انور شاہ صاحبؒ نے مبسوط

کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ دیانت کے ساتھ، پانے والا خود اس کا فیصلہ کرلے کہ کتنے دنوں تک اسے اعلان کرنا چاہئے تا کہ اگر دور قریب میں کوئی مالک ہو تو اس تک بات پہنچ جائے اور پھر اسی قول کو خود بھی پسند کیا ہے۔ اسی طرح اگر گری ہوئی چیز جو پائی گئی ہے (لقطہ) اس کی قیمت دس درہم (تقریباً ڈھائی روپے) سے کم ہو تو اس میں بھی اختلاف ہے۔ اگر ایک مدت تک اعلان کرتے رہنے کے بعد بھی اصل مالک نہیں ملا تو لقطہ پانے والا اسے اپنی ضروریات میں خرچ کرسکتا ہے اور اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر پانے والا غریب اور محتاج ہے تو اعلان کے بعد اسے اپنی ضروریات میں خرچ کرسکتا ہے۔ لہٰذا اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جب مالک مل جائے تو بہر حال اسے وہ چیز لوٹانی پڑے گی، خواہ ایک مدت تک اعلان کرتے رہنے کے بعد اسے اپنی ضروریات میں خرچ ہی کیوں نہ کر چکا ہو۔

باب ۸۲۰. اِذَا وَجَدَ تَمْرَةً فِي الطَّرِيْقِ

(۱۰۳۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ لَاَنْقَلِبُ اِلٰى اَهْلِيْ فَاَجِدُ التَّمْرَةَ سَاقِطَةً عَلٰى فِرَاشِيْ فَاَرْفَعُهَا لِاٰكُلَهَا ثُمَّ اَخْشٰى اَنْ تَكُوْنَ صَدَقَةً فَاُلْقِيْهَا۔

باب ۸۲۰۔ کوئی شخص راستے میں کھجور پاتا ہے

۱۰۳۸۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں اپنے گھر جاتا ہوں اور وہاں مجھے میرے بستر پر کھجور پڑی ہوئی ملتی ہے۔ میں اسے کھانے کے لئے اٹھالیتا ہوں، لیکن پھر یہ خطرہ گذرتا ہے کہ کہیں صدقہ کی نہ ہو۔ اس لئے چھوڑ دیتا ہوں۔

فائدہ:۔ یہ ایسی چیز ہے جس کے متعلق متیقن طریقے پر معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مالک اسے تلاش کرتا نہیں پھرے گا بلکہ عام حالات میں ایسی معمولی چیزوں کا کوئی خیال بھی نہیں کرتے۔

كِتَابٌ فِي الْمَظَالِمِ وَالْغَصْبِ

ظلم اور غصب کے مسائل

باب ۸۲۱. قِصَاصِ الْمَظَالِمِ

(۱۰۳۹) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا خَلَصَ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ حُبِسُوْا بِقَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَتَقَاصُّوْنَ مَظَالِمَ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا حَتّٰى اِذَا نُقُّوْا وَهُذِّبُوْا اُذِنَ لَهُمْ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ لَاَحَدُهُمْ بِمَسْكَنِهٖ فِي الْجَنَّةِ اَدَلُّ بِمَنْزِلِهٖ كَانَ فِي الدُّنْيَا۔

باب ۸۲۱۔ مظالم کا بدلہ

۱۰۳۹۔ حضرت ابوسعید خدریؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب مومنوں کو دوزخ سے نجات مل جائے گی (حساب کے بعد) تو انہیں ایک پل پر جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگا، روک لیا جائے گا اور وہیں ان کے ان مظالم کا بدلہ دے دیا جائے گا جو باہم دنیا میں کرتے تھے، پھر جب ان کی تنقیہ وتہذیب (روحانی) ہو چکے گی تو انہیں جنت میں داخلہ کی اجازت دی جائے گی۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ وقدرت میں محمد کی جان ہے، ان میں سے ہر شخص اپنے جنت کے گھر کو اپنے دنیا کے گھر سے بھی زیادہ بہتر طریقہ پر پہچانے گا۔

فائدہ:۔ علامہ قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ یہ دوسرا پل صراط ہوگا، پہلا پل صراط وہ ہوگا جس سے تمام اہل محشر کو، ان مقدس ہستیوں کے استثناء کے بعد جو حساب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گی، گذرنا پڑے گا اور ایک طبقہ بھی ایسا ہے جو اس پل سے نہیں گذر پائے گا اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے انتہائی سنگین مظالم کی پاداش میں جہنم خود انہیں کھینچ لے گی۔ یہ پہلا پل صراط اکبر ہے۔ جو لوگ اس مرحلہ پر نجات پا جائیں گے اور وہ صرف مسلمان ہوں گے تو انہیں جنت کی طرف جاتے ہوئے ایک خاص پل پر روک لیا جائے گا۔ یہاں مسلمانوں کے صغیرہ گناہوں کی سزا دی جائے گی۔ یہاں روکے جانے والوں میں کوئی بھی ایسا نہیں ہوگا جسے دوبارہ دوزخ کی طرف بھیجا جاسکے بلکہ مظالم کی تنقیہ کے بعد انہیں جنت میں داخل کیا جائے گا۔

باب ۸۲۲. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی
اَلا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ

(۱۰۴۰) عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزِ الْمَازِنِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ بَيْنَمَا اَنَا اَمْشِيْ مَعَ ابْنِ عُمَرَ اٰخِذٌ بِيَدِهٖ اِذْ عَرَضَ رَجُلٌ فَقَالَ كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّجْوٰى فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يُدْنِي الْمُؤْمِنَ فَيَضَعُ عَلَيْهِ كَنَفَهٗ وَيَسْتُرُهٗ فَيَقُوْلُ اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا اَتَعْرِفُ ذَنْبَ كَذَا فَيَقُوْلُ نَعَمْ اَيْ رَبِّ حَتّٰى اِذَا قَرَّرَهٗ بِذُنُوْبِهٖ وَرَاٰى فِيْ نَفْسِهٖ اَنَّهٗ هَلَكَ قَالَ سَتَرْتُهَا عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَاَنَا اَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ فَيُعْطٰى كِتَابَ حَسَنَاتِهٖ وَاَمَّا الْكَافِرُوْنَ وَالْمُنَافِقُوْنَ فَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰى رَبِّهِمْ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الظّٰلِمِيْنَ۔

باب ۸۲۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ
''آگاہ ہو جاؤ، ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔''

۱۰۴۰۔ حضرت صفوان بن محرز مازنیؒ نے بیان کیا کہ میں ابن عمرؓ کے ہاتھ میں ہاتھ دیئے جا رہا تھا کہ ایک شخص سامنے آیا اور پوچھا رسول اللہ ﷺ سے آپ نے (قیامت میں اللہ اور بندے کے درمیان ہونے والی) سرگوشی کے متعلق کیا سنا ہے؟ ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو قریب بلائے گا اور اس پر اپنا پردہ ڈال دے گا اور اسے چھپا لے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا، کیا فلاں گناہ یاد ہے؟ (جو تم نے دنیا میں کیا تھا) کیا فلاں گناہ یاد ہے؟ بندہ مومن کہے گا، ہاں اے میرے رب! آخر جب وہ اپنے گناہوں کا اقرار کر لے گا اور اسے یقین آ جائے گا کہ اب وہ ہلاک ہوا تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا کہ میں نے دنیا میں تمہارے گناہوں سے پردہ پوشی کی اور آج بھی تمہاری مغفرت کرتا ہوں۔ چنانچہ اسے اس کی نیکیوں کی کتاب دے دی جائے گی، لیکن کافر اور منافق کے متعلق ان پر متعین گواہ (ملائکہ، انبیاء اور تمام جن وانس سے) کہیں گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کے متعلق جھوٹ کہا تھا، آگاہ ہو جائیں کہ ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے۔

باب ۸۲۳. لَا يَظْلِمُ الْمُسْلِمُ الْمُسْلِمَ وَلَا يُسْلِمُهٗ

(۱۰۴۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا) اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

باب۔ کوئی مسلمان کسی مسلمان پر ظلم نہ کرے نہ اس پر ظلم ہونے دے

۱۰۴۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے پس اس پر ظلم نہ کرے اور نہ ظلم ہونے دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرنے کی فکر میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے جو شخص کسی مسلمان کی ایک مصیبت کو دور کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مصیبتوں میں سے ایک مصیبت کو دور فرمائے گا اور جو شخص مسلمان (کے عیب کی) پردہ پوشی کرے گا، اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

باب ۸۲۴. اَعِنْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا

(۱۰۴۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْصُرْ اَخَاكَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا نَنْصُرُهٗ مَظْلُوْمًا فَكَيْفَ نَنْصُرُهٗ ظَالِمًا قَالَ تَاْخُذُ فَوْقَ يَدَيْهِ۔

باب ۸۲۴۔ اپنے بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم

۱۰۴۲۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اپنے بھائی کی مدد کرو، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہم مظلوم کی تو مدد کر سکتے ہیں، لیکن ظالم ہونے کی صورت میں اس کی مدد کس طرح ہوگی؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ (ظالم کی مدد کی صورت یہ ہے کہ)

اس کا ہاتھ پکڑ لو۔

فائدہ:۔ظالم کی مدد کا طریقہ یہ نہیں کہ اس کو ظلم کرنے دیا جائے یہ تو خود اس پر ظلم ہوگا بلکہ اس کی مدد کو طریقہ یہ کہ اسے ظلم کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی کی جائے۔حدیث میں کنایہ اس سے ہے کہ اسے عملاً روک دینا چاہئے اگر اتنی طاقت ہو اور اگر وہ سمجھانے سے باز نہ آتا ہو کیونکہ ظالم کے ساتھ اس سے بڑی اور کوئی خیر خواہی نہیں۔

باب ۸۲۵. اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَهِ

(۱۰۴۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

باب ۸۲۵۔ظلم، قیامت کے دن تاریکیوں کی شکل میں ہوگا

۱۰۴۳۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کی شکل میں ہوگا۔

باب ۸۲۶. مَنْ كَانَتْ لَهٗ مَظْلَمَةٌ عِنْدَ الرَّجُلِ فَحَلَّلَهَا لَهٗ هَلْ يُبَيِّنُ مَظْلِمَتَهٗ

(۱۰۴۴) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ مَظْلَمَةٌ لِّاَحَدٍ مِّنْ عِرْضِهٖ اَوْ شَيْءٌ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلَمَتِهٖ وَاِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ۔

باب ۸۲۶۔کسی کا دوسرے شخص پر کوئی مظلمہ تھا اور مظلوم نے اسے معاف کر دیا تو کیا اس مظلمہ کا نام لینا بھی ضروری ہے

۱۰۴۴۔حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،اگر کسی شخص کا ظلم (مظلمہ) دوسرے کی عزت پر ہو یا اور کسی طریقہ سے ظلم کیا ہو تو اسے آج ہی،اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرالے،جس دن نہ دینار ہوں،نہ درہم،بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہوگا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا اور اگر کوئی نیک عمل نہیں ہوا تو اس کے ساتھی (مظلوم) کی برائیاں لی جائیں گی اور اس پر ڈال دی جائیں گی۔

فائدہ:۔مظلمہ ہر اس ظلم کو کہتے ہیں جو کوئی برداشت کرے،جو چیزیں کسی سے ظلماً لی جائیں ان پر بھی مظلمہ کا اطلاق ہوتا ہے۔اس کا مفہوم بہت عام ہے۔محسوس اور غیر محسوس سب پر اس کا اطلاق ہوسکتا ہے،اگر کسی نے کسی کی عزت پر حملہ کیا تو اسے بھی مظلمہ کہیں گے۔اسے کوئی ناجائز تکلیف پہنچائی یا اس کی کوئی چیز زبردستی لے لی تو اسے بھی مظلمہ کہیں گے۔اس لئے ہم نے اس لفظ کا ترجمہ نہیں کیا،بلکہ عربی کے بعینہ لفظ کو باقی رہنے دیا۔

باب ۸۲۷. اِثْمِ مَنْ ظَلَمَ شَيْئًا مِّنَ الْاَرْضِ

(۱۰۴۵) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ ظَلَمَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا طُوِّقَهٗ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ۔

باب ۸۲۷۔اس شخص کا گناہ جس نے کسی کی زمین ظلماً لے لی

۱۰۴۵۔حضرت سعید بن زیدؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی کی زمین ظلماً لے لی اسے سات زمین کا طوق پہنایا جائے گا۔

(۱۰۴۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرَضِيْنَ۔

۱۰۴۶۔حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،جس شخص نے ناحق کسی زمین کا تھوڑا سا حصہ بھی لیا تو قیامت کے دن اسے سات زمینوں تک دھنسا دیا جائے گا۔

باب ۸۲۸. اِذَا اَذِنَ اِنْسَانٌ لِّاٰخَرَ شَيْئًا جَازَ

(۱۰۴۷) عَنْ جَبَلَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُ) قَالَ كُنَّا

باب۔کوئی شخص کسی دوسرے کو کسی چیز کی اجازت دے تو جائز ہے

۱۰۴۷۔حضرت جبلہؓ نے بیان کیا کہ ہم بعض اہل عراق کے ساتھ مدینہ

بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ بَعْضِ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاَصَابَنَا سَنَةٌ فَكَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) يَرْزُقُنَا التَّمْرَ فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) يَمُرُّبِنَا فَيَقُوْلُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْاَقْرَانِ اِلَّا اَنْ يَّسْتَاْذِنَ الرَّجُلُ مِنْكُمْ اَخَاهُ۔

میں مقیم تھے، وہاں ہمیں قحط سے دوچار ہونا پڑا، ابن زبیرؓ کھانے کیلئے ہمارے پاس کھجور بھجوایا کرتے تھے اور ابن عمرؓ ہماری طرف سے گذرتے تو فرماتے کہ رسول اللہ ﷺ نے (جب بہت سے لوگ مشترکہ طریقہ پر کھا رہے ہوں تو) دو کھجوروں کو ایک ساتھ ملا کر کھانے سے منع فرمایا تھا۔ البتہ اگر کوئی شخص اپنے دوسرے ساتھی سے (یا ساتھیوں سے) اجازت لے لے (اور اجازت دے دیں تو کوئی مضائقہ نہیں)۔

باب ۸۲۹. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ

باب ۸۲۹۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اور سخت جھگڑالو ہے''

(۱۰۴۸) عَنْ عَائِشَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اَبْغَضَ الرِّجَالِ اِلَى اللّٰهِ الْاَلَدُّ الْخَصِمُ۔

۱۰۴۸۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے یہاں سب سے زیادہ مبغوض وہ شخص ہے جو سخت جھگڑالو ہو۔

باب ۸۳۰. اِثْمِ مَنْ خَاصَمَ فِيْ بَاطِلٍ وَّهُوَ يَعْلَمُهٗ

باب ۸۳۰۔ اس شخص کا گناہ جو جان بوجھ کر ناحق کیلئے لڑے

(۱۰۴۹) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا) زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ سَمِعَ خُصُوْمَةً بِبَابِ حُجْرَتِهٖ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ وَّاِنَّهٗ يَاْتِيْنِى الْخَصْمُ فَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَاَحْسِبُ اَنَّهٗ صَدَقَ فَاَقْضِيَ لَهٗ بِذَالِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَاِنَّمَا قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَاْخُذْهَا اَوْ فَلْيَتْرُكْهَا۔

۱۰۴۹۔ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرے کے دروازے کے سامنے جھگڑے کی آواز سنی اور جھگڑا کرنے والوں کے پاس تشریف لائے۔ آپ نے ان سے فرمایا کہ میں بھی ایک انسان ہوں اس لئے جب میرے یہاں کوئی جھگڑا لے کر آتا ہے تو ہوسکتا ہے کہ (فریقین میں سے) ایک دوسرے کے مقابلے میں زیادہ فصیح و بلیغ ہو اور میں (اس کی زور تقریر اور مقدمے کو پیش کرنے کے سلسلے میں موزوں ترتیب کی وجہ سے) یہ سمجھ لوں کہ سچ وہی کہہ رہا ہے اور اس طرح اس کے حق میں فیصلہ کردوں۔ اس لئے میں جس شخص کے لئے بھی کسی مسلمان کے حق کا فیصلہ کردوں (غلطی سے) تو دوزخ کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے، چاہے تو وہ اسے لے لے ورنہ چھوڑ دے۔

باب ۸۳۱. قِصَاصِ الْمَظْلُوْمِ اِذَا وَجَدَ مَالَ ظَالِمِهٖ

باب ۸۳۱۔ مظلوم کا بدلہ، اگر اسے ظالم کا مال مل جائے

(۱۰۵۰) عَنْ عُقْبَةَ ابْنِ عَامِرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ قُلْنَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ لَّا يَقْرُوْنَا فَمَا تَرٰى فِيْهِ فَقَالَ لَنَا اِنْ نَّزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَاُمِرَ لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِيْ لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ۔

۱۰۵۰۔ حضرت عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا کہ ہم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا، آپ ہمیں (مختلف مہمات پر) بھیجتے ہیں اور (بعض اوقات) ہمیں ایسے قبیلے میں قیام کرنا پڑتا ہے کہ وہ ہماری ضیافت بھی نہیں کرتے، آپ کی ایسے مواقع کے لئے کیا ہدایت ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے ہم سے فرمایا اگر تمہارا قیام کسی قبیلے میں ہو اور تم سے ایسا برتاؤ کیا جائے جو کسی مہمان کے مناسب ہے تو تمہیں اسے قبول کرنا چاہئے، لیکن ان کی طرف سے اگر اس طرح کی کوئی پیش رفت نہ ہو تو مہمانی کا حق ان سے وصول کرلو۔

فائدہ:۔ احناف نے اس باب میں کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے دوسرے کسی شخص کا مال ظلماً لے لیا تو مال کے اصل مالک کو یہ حق ہے کہ اگر وہ بعینہ اپنا مال یا اس جنس سے کوئی دوسرا مال، ظالم سے واپس لے سکتا ہے تو واپس لے لے۔ اسے یہ حق نہیں ہے کہ ظالم کا جو مال بھی پائے

اسے حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ اسی طرح اپنا مال لینے میں بھی ظلم کا طریقہ نہ اختیار کرنا چاہئے۔ لیکن امام شافعیؒ نے اس میں تعمیم کی ہے کہ ظالم کا جو مال بھی مل جائے اگر مظلوم اس پر قبضہ کر سکتا ہے تو اسے مال کی مالیت کی مقدار میں اپنے قبضہ میں لے سکتا ہے۔ متاخرین احناف نے امام شافعیؒ کے مسلک کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ نیز مہمانی کا حق، میزبان کی مرضی کے خلاف وصول کرنے کے لئے جو اس حدیث میں ہدایت ہے، اس کے متعلق محدثینؒ نے مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ یہ حکم مخمصہ کی حالت کا ہے۔ بادیہ اور گاؤں کے دور دراز علاقوں میں اگر کوئی مسافر، خصوصاً عرب کے ماحول میں، پہنچتا تو اس کے لئے کھانے پینے کا ذریعہ اہل بادیہ کی میزبانی کے سوا اور کچھ نہیں تھا تو مطلب یہ ہوا کہ اگر ایسا موقعہ ہو اور قبیلے والے ضیافت سے انکار کر دیں، ادھر مجاہد مسافروں کے پاس کوئی سامان نہ ہو تو وہ اپنی جان بچانے کیلئے ان سے کھانا پینا، ان کی مرضی کیخلاف بھی وصول کر سکتے ہیں۔ اس طرح کی رخصتیں اسلام میں مخمصہ کے اوقات میں ہیں۔ دوسری توجیہ یہ کی گئی ہے کہ ضیافت اہل عرب میں ایک عام عرف وعادت کی حیثیت رکھتی تھی۔ اسلئے اس عرف کی روشنی میں مجاہدین کو آپ نے ہدایت دی تھی۔ ایک توجیہ یہ بھی کی گئی ہے نبی کریم ﷺ نے عرب کے بہت سے قبائل سے معاہدہ کیا تھا کہ اگر مسلمانوں کا لشکر ان کے قبیلہ سے گذرے اور ایک دو دن کے لئے ان کے یہاں قیام کرے تو وہ لشکر کی ضیافت کریں۔ یہ معاہدہ آپ ﷺ کے ان مکاتیب میں موجود ہے جو آپ نے قبائل عرب کے سرداروں کے نام بھیجے تھے اور جن کی تخریج زیلعی نے بھی کی ہے۔ بہر حال مختلف توجیہات اس کی، کی گئی ہیں اور علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے عرف وعادت والے جواب کو پسند کیا ہے۔ یعنی عرب کے یہاں خود یہ بات جانی پہچانی تھی کہ گذرنے والے مسافروں کی ضیافت اہل قبیلہ کو ضرور کرنی چاہئے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو عرب کے چٹیل وبے آب وگیاہ میدانوں میں سفر عرب جیسی غریب قوم کے لئے تقریباً ناممکن ہو جاتا اور اسی کے مطابق حضور اکرم ﷺ کا بھی حکم تھا۔ گویا یہ ایک انتظامی ضرورت بھی تھی اور جب دو ایک مسافر اس کے بغیر دور دراز کے سفر نہیں کر سکتے تھے، دستے کس طرح اس کے بغیر سفر کر سکتے۔

باب ۸۳۲. لَایَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ اَنْ یَّغْرِزَ خَشَبَهُ فِیْ جِدَارِهٖ

باب ۸۳۲۔ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے نہ روکے۔

(۱۰۵۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَمْنَعُ جَارٌ جَارَهُ اَنْ یَّغْرِزَ خَشَبَهُ فِیْ جِدَارِهٖ ثُمَّ یَقُوْلُ اَبُوْهُرَیْرَةَ مَالِیْ اَرَاکُمْ عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ وَاللّٰهِ لَاَرْمِیَنَّ بِهَا بَیْنَ اَکْتَافِکُمْ۔

۱۰۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار کو کھونٹی گاڑنے سے نہ روکے۔ نیز حضرت ابو ہریرہؓ فرمایا کرتے تھے، یہ کیا بات ہے کہ میں تمہیں اس سے اعراض کرنے والا پاتا ہوں، بخدا میں اس حدیث کا تمہارے سامنے برابر اعلان کرتا رہتا ہوں۔

باب ۸۳۳. اَفْنِیَةِ الدُّوْرِ وَالْجُلُوْسِ فِیْهِمَا وَالْجُلُوْسِ عَلَی الصُّعُدَاتِ

باب ۸۳۳۔ گھروں کے سامنے کا حصہ اور اس میں بیٹھنا اور راستے میں بیٹھنا۔

(۱۰۵۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِیَّاکُمْ وَالْجُلُوْسَ عَلَی الطُّرُقَاتِ فَقَالُوْا مَالَنَا بُدٌّ اِنَّمَا هِیَ مَجَالِسُنَا نَتَحَدَّثُ فِیْهَا قَالَ فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجَالِسَ فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّهَا قَالُوْا وَمَا حَقُّ الطَّرِیْقِ قَالَ غَضُّ الْبَصَرِ وَکَفُّ الْاَذٰی وَرَدُّ السَّلَامِ وَاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْکَرِ۔

۱۰۵۲۔ حضرت ابو سعید خدریؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم تو وہاں بیٹھنے پر مجبور ہیں۔ وہی ہمارے بیٹھنے کی جگہ ہوتی ہے کہ جہاں ہم باتیں کرتے ہیں اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہاں بیٹھنے کی مجبوری ہے تو راستے کو بھی اس کا حق دو۔ صحابہؓ نے پوچھا اور راستے کا حق کیا ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ (راستے کا حقوق یہ ہیں) نگاہ نیچی رکھنا، ایذا رسانی سے بچنا، سلام کا جواب دینا، اچھی باتوں کے لئے لوگوں سے کہنا اور بری باتوں

سے روکنا۔

باب ۸۳۴. اِذَا اخْتَلَفُوْا فِی الطَّرِیْقِ الْمِیْتَآءِ

(۱۰۵۳) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ قَضَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا تَشَاجَرُوْا فِی الطَّرِیْقِ بِسَبْعَةِ اَذْرُعٍ۔

باب ۸۳۴۔ جب شرکاء کا عام گذرگاہ کے متعلق اختلاف ہو

۱۰۵۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کیا تھا کہ جب راستے (کی زمین) کے بارے میں جھگڑا ہو جائے تو سات گز چھوڑ دینا چاہئے (کوئی عمارت وغیرہ اتنا حصہ چھوڑ کر بنانی چاہئے)

باب ۸۳۵. النُّهْبٰی بِغَیْرِ اِذْنِ صَاحِبِهٖ

(۱۰۵۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ یَزِیْدَالْاَنْصَارِیِّ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النُّهْبٰی وَالْمُثْلَةِ۔

باب ۸۳۵۔ مالک کی اجازت کے بغیر مال اٹھالینا

۱۰۵۴۔ حضرت عبداللہ بن یزید انصاریؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے غارت گری اور مثلہ سے منع کیا تھا۔

باب ۸۳۶. مَنْ قَاتَلَ دُوْنَ مَالِهٖ

(۱۰۵۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (رَضِیَ اللّٰهُ عَنهما) قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ فَهُوَ شَهِیْدٌ۔

باب ۸۳۶۔ جس نے اپنے مال کی حفاظت کیلئے قتال کیا

۱۰۵۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے۔

باب ۸۳۷. اِذَا کَسَرَ قَصْعَةً اَوْشَیْئًا لِغَیْرِهٖ

(۱۰۵۶) عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَآئِهٖ فَاَرْسَلَتْ اِحْدٰی اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ مَعَ خَادِمٍ بِقَصْعَةٍ فِیْهَا طَعَامٌ فَضَرَبَتْ بِیَدِهَا فَکَسَرَتِ الْقَصْعَةَ فَضَمَّهَا وَجَعَلَ فِیْهَا الطَّعَامَ وَقَالَ کُلُوْا وَحَبَسَ الرَّسُوْلَ وَالْقَصْعَةَ حَتّٰی فَرَغُوْا فَدَفَعَ الْقَصْعَةَ الصَّحِیْحَةَ وَحَبَسَ الْمَکْسُوْرَةَ۔

باب ۸۳۷۔ کسی شخص نے دوسرے کا پیالہ یا کوئی چیز توڑ دی ہو

۱۰۵۶۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ، ازواج مطہرات میں سے کسی ایک کے یہاں تشریف رکھتے تھے۔ امہات المومنین میں سے ایک نے وہیں آپ کے لئے خادم کے ہاتھ ایک پیالہ یعنی کچھ کھانے کی چیز بھجوائی۔ (جن ام المومنین کے گھر آپ ﷺ تشریف رکھتے تھے انہیں اپنی سوکن کی اس بات پر غصہ آ گیا اور) انہوں نے ایک ہاتھ اس پیالہ پر مارا اور پیالہ (گر کر) ٹوٹ گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے پیالے کو جوڑا اور جو کھانے کی چیز تھی اسے اس میں دوبارہ رکھ کر فرمایا کہ کھاؤ۔ آپ ﷺ نے پیالہ لانے والے (خادم) کو روک لیا اور وہ پیالہ بھی نہیں بھیجا بلکہ جب (کھانے سے) سب فارغ ہوئے تو دوسرا اچھا پیالہ بھجوا دیا اور جو ٹوٹ گیا تھا اسے نہیں بھجوایا۔

باب ۸۳۸. الشِّرْکَةِ فِی الطَّعَامِ وَالنَّهْدِ وَالْعُرُوْضِ

(۱۰۵۷) عَنْ سَلَمَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عنها) قَالَ خَفَّتْ اَزْوَادُ الْقَوْمِ وَاَمْلَقُوْا فَاَتَوُا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ اِبِلِهِمْ فَاَذِنَ لَهُمْ فَلَقِیَهُمْ عُمَرُ فَاَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَابَقَآؤُکُمْ بَعْدَ اِبِلِکُمْ فَدَخَلَ عَلٰی

باب ۸۳۸۔ کھانے، زادراہ اور سامان میں شرکت جو چیزیں ناپی یا تولی جاتی ہیں

۱۰۵۷۔ حضرت سلمہؓ نے فرمایا کہ لوگوں کے توشے ختم ہو گئے اور فقر و محتاجی آ گئی تو لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اپنے اونٹوں کو ذبح کرنے کی اجازت لینے (تا کہ انہیں کے گوشت سے پیٹ بھر سکیں) حضور اکرم ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ لیکن راستے میں عمرؓ کی

النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَابَقَاؤُهُمْ بَعْدَ اِبِلِهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَادِ فِي النَّاسِ فَيَاْتُوْنَ بِفَضْلِ اَزْوَادِهِمْ فَبُسِطَ لِذٰلِكَ نِطَعٌ وَّجَعَلُوْهُ عَلَى النِّطَعِ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ ثُمَّ دَعَاهُمْ بِاَوْعِيَتِهِمْ فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتّٰى فَرَغُوْا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔

ملاقات ان سے ہوگئی تو انہیں بھی ان لوگوں نے اطلاع دی۔ عمرؓ نے فرمایا کہ اونٹوں کے بعد پھر باقی کیا رہ جائے گا (اگر انہیں بھی ذبح کر دیا گیا تو دشواریاں اور بڑھ جائیں گی) چنانچہ آپ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا کہ یارسول اللہ! اگر انہوں نے اونٹ بھی ذبح کر لئے تو پھر باقی کیا رہ جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اچھا تم لوگوں میں اعلان کر دو کہ ان کے پاس جو کچھ توشے بچ رہے ہیں وہ لے کر یہاں آ جائیں۔ اس کے لئے ایک چمڑے کا دسترخوان بچھا دیا اور لوگوں نے توشے اسی دسترخوان پر لا کر رکھ دیئے۔ اس کے بعد آپ ﷺ اٹھے اور اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ اب آپ نے پھر لوگوں کو اپنے اپنے برتنوں کے ساتھ بلایا اور سب نے دونوں ہاتھوں سے توشے اپنے برتنوں میں بھر لئے۔ سب لوگ بھر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

(۱۰۵۸)عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اِذَآ اَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ اَوْقَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ جَمَعُوْا مَاكَانَ عِنْدَهُمْ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْهُ بَيْنَهُمْ فِيْ اِنَآءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِّنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ۔

۱۰۵۸۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قبیلہ اشعر کے لوگوں کا جب غزوات کے موقعہ پر توشہ کم ہو جاتا ہے یا مدینہ (کے قیام) میں ان کے بال بچوں کے لئے کھانے کی کمی ہو جاتی ہے تو جو کچھ بھی ان کے پاس ہوتا ہے وہ ایک کپڑے میں جمع کر لیتے ہیں، پھر آپس میں ایک برتن سے برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں، پس وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

باب ۸۳۹. قِسْمَةِ الْغَنَمِ

باب ۸۳۹۔ بکریوں کی تقسیم

(۱۰۵۹)عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَاَصَابَ النَّاسَ جُوْعٌ فَاَصَابُوْا اِبِلًا وَّغَنَمًا قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اُخْرَيَاتِ الْقَوْمِ فَعَجِلُوْا وَذَبَحُوْا وَنَصَبُوا الْقُدُوْرَ فَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقُدُوْرِ فَاُكْفِئَتْ ثُمَّ قَسَمَ فَعَدَلَ عَشَرَةً مِّنَ الْغَنَمِ بِبَعِيْرٍ فَنَدَّ مِنْهَا بَعِيْرٌ فَطَلَبُوْهُ فَاَعْيَاهُمْ وَكَانَ فِي الْقَوْمِ خَيْلٌ يَّسِيْرَة فَاَهْوٰى رَجُلٌ مِنْهُمْ بِسَهْمٍ فَحَبَسَهُ اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ لِهٰذِهِ الْبَهَآئِمِ اَوَابِدَكَا وَابِدِ الْوَحْشِ فَمَا غَلَبَكُمْ مِّنْهَا فَاصْنَعُوْا بِهٖ هٰكَذَا فَقَالَ (الرافع) اِنَّا نَرْجُوْا وَنَخَافُ الْعَدُ وَّغَدًا

۱۰۵۹۔ حضرت رافع بن خدیجؓ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مقام ذوالحلیفہ میں مقیم تھے۔ لوگوں کو بھوک لگی، ادھر (غنیمت میں) اونٹ اور بکریاں ملی تھیں، نبی کریم ﷺ لشکر کے پیچھے تھے، لوگوں نے جلدی کی اور ذبح کر کے، ہانڈیاں چڑھا دیں۔ لیکن بعد میں نبی کریم ﷺ نے حکم دیا اور ہانڈیاں الٹ دی گئیں یعنی تقسیم کرنے کیلئے ان سے گوشت نکال لیا گیا پھر آنحضور ﷺ نے تقسیم کیا اور دس بکریوں کو ایک اونٹ کے مقابلہ میں رکھا۔ ایک اونٹ اس میں سے بھاگ گیا تو لوگ اسے پکڑنے کی کوشش کرنے لگے۔ لیکن اس نے سب کو تھکا دیا۔ قوم کے پاس گھوڑے کم تھے، ایک صحابی تیر لے کر اونٹ کی طرف جھپٹے (اور اسے مار دیا) اس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے روک دیا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان جانوروں میں بھی جنگلی جانوروں کی طرح سرکشی ہوتی ہے۔

وَّلَیْسَتْ مُدًی اَفَنَذْبَحُ بِالْقَصَبِ قَالَ مَآاَنْهَرَ الدَّمَ وَذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَكُلُوْهُ لَيْسَ السِّنَّ وَالظُّفُرَ وَسَاُحَدِّثُكُمْ عَنْ ذٰلِكَ اَمَّا السِّنُّ فَعَظْمٌ وَّاَمَّا الظُّفُرُ فَمُدَى الْحَبَشَةِ۔

اس سے ان جانوروں میں سے بھی اگر کوئی تمہیں عاجز کر دے تو اس کے ساتھ تم ایسا ہی معاملہ کرو (جیسا صحابی نے اس وقت کیا) رافعؓ نے عرض کیا کہ کل دشمن کا خطرہ ہے، ہمارے پاس چھریاں نہیں ہیں (اگر تلوار سے جانور ذبح کریں تو وہ خراب ہو سکتی ہیں، حالانکہ دشمن کا خطرہ ابھی موجود ہے۔ کیا ہم بانس سے ذبح کر سکتے ہیں؟) آنحضور ﷺ نے اس کا جواب یہ دیا کہ جو چیز بھی (کاٹنے کے قابل ہو اور) خون بہادے اور ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کا نام بھی لیا گیا ہو تو اس کے کھانے میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ دانت اور ناخن سے نہ ذبح کرنا چاہئے۔ اس کی وجہ میں تمہیں بتاتا ہوں، دانت تو ہڈی ہے اور ناخن حبشیوں کی چھری ہے۔

باب ۸۴۰. تَقْوِيْمِ الْاَشْيَآءِ بَيْنَ الشُّرَكَآءِ بِقِيْمَةِ عَدْلٍ

باب ۸۴۰۔ شرکاء کے درمیان انصاف کے ساتھ چیزوں کی قیمت لگانا

(۱۰۶۰) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ اَعْتَقَ شِقْصًا مِّنْ مَّمْلُوْكِهٖ فَعَلَيْهِ خَلَاصُهٗ فِیْ مَالِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ مَالٌ قُوِّمَ الْمَمْلُوْكُ قِيْمَةَ عَدْلٍ ثُمَّ اسْتُسْعِیَ غَيْرَ مَشْقُوْقٍ عَلَيْهِ"

۱۰۶۰۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے غلام کا ایک حصہ آزاد کر دیا تو اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مال سے غلام کو پوری آزادی دلا دے، لیکن اگر اس کے پاس اتنا مال نہیں ہے تو انصاف کے ساتھ غلام کی قیمت لگائی جائے گی، پھر غلام سے کہا جائے گا (کہ اپنی آزادی کی) کوشش کرے (بقیہ حصہ کی قیمت کما کر ادا کرنے کے بعد) لیکن غلام پر اس سلسلہ میں کوئی دباؤ نہیں ڈالا جائے گا۔

باب ۸۴۱. هَلْ يُقْرَعُ فِی الْقِسْمَةِ وَالْاِسْتِهَامِ فِيْهِ

باب ۸۴۱۔ تقسیم میں قرعہ اندازی

(۱۰۶۱) عَنِ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْقَائِمِ عَلٰی حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰی سَفِيْنَةٍ فَاَصَابَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا فَكَانَ الَّذِيْنَ فِیْ اَسْفَلِهَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَآءِ مَرُّوْا عَلٰی مَنْ فَوْقَهُمْ فَقَالُوْا لَوْ اَنَّا خَرَقْنَا فِیْ نَصِيْبِنَا خَرْقًا وَّلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا فَاِنْ يَّتْرُكُوْهُمْ وَمَا اَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِيْعًا وَّاِنْ اَخَذُوْا عَلٰی اَيْدِيْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيْعًا۔

۱۰۶۱۔ حضرت نعمان بن بشیرؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ کی حدود پر قائم رہنے والے (اطاعت گذار) اور اس میں مبتلا ہو جانے والے (یعنی اللہ کے احکام سے منحرف ہو جانے والے) کی مثال ایک ایسی قوم کی سی ہے جس نے (باہم مشترک) ایک کشتی کے سلسلے میں قرعہ اندازی کی۔ قرعہ اندازی کے نتیجہ میں قوم کے بعض افراد کو کشتی کے اوپر کا حصہ ملا اور بعض کو نیچے کا۔ جو لوگ نیچے تھے، انہیں (دریا سے) پانی لینے کے لئے اوپر سے گزرنا پڑتا۔ انہوں نے سوچا کہ کیوں نہ ہم اپنے ہی حصہ میں ایک سوراخ کر لیں تا کہ اوپر والوں کو ہم سے کوئی اذیت نہ پہنچے۔ اب اگر اوپر والے بھی نیچے والوں کو من مانی کرنے دیں (کہ وہ اپنے نیچے والے حصے میں سوراخ کر لیں) تو تمام کشتی والے ہلاک ہو جائیں گے اور اگر اوپر والے نیچے والوں کا ہاتھ پکڑ لیں تو یہ خود بھی اور ساری کشتی بچ جائے گی۔

فائدہ:۔اس حدیث میں دنیا کی مثال ایک ایسی کشتی سے دی گئی ہے جس میں سوار جماعت ایک دوسرے کی غلطی سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ساری دنیا کے انسان ایک قوم کی حیثیت ہیں اور یہ دھرتی ایک کشتی کی مانند ہے۔اس کشتی میں مسلمان بھی سوار ہیں اور کافر بھی، گناہگار بھی اور فرمانبردار بھی!اگر ظلم وگناہ کا دوردورہ ہوا تو اس سے کوئی ایک یا صرف وہی جماعت متاثر نہیں ہوگی جو اس میں مبتلا ہے بلکہ پوری قوم، پوری دنیا متاثر ہوگی، ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں کسی ایک فرد کی نیکیوں اور گناہوں کے ہمہ گیر اثرات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ یہ کہتا ہے کہ صالح اور فرمانبردار بندے ظلم اور گناہ کے خلاف اپنی قوتوں کو جمع کریں، اگر انہیں خود کو بھی مظالم کے اثرات سے بچانا ہے تو ظلم اور گناہ کو دنیا سے ختم کریں۔کشتی میں بیٹھنے والی دو پارٹیوں میں ہر ایک دوسرے کا خمیازہ بھگتے گی۔اگر نیچے والوں نے اپنے حصے میں سوراخ کر دیا تو اس میں شبہ نہیں کہ انہوں نے اپنے حصے میں اپنی ملک میں تصرف کیا، لیکن اگر کشتی ڈوبی تو اوپر والے بھی ڈوبیں گے اور اگر اوپر والے نیچے والوں کو سوراخ کرنے سے باز رکھ سکے تو انہوں نے اس ظلم سے ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنی بھی حفاظت کر لی۔اچھائیوں کا حکم اور برائیوں سے روکتے رہنا، اسی لئے اسلام میں مشروع ہے۔یہ ایک فریضہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے صالح اور فرمانبردار بندوں پر عائد کیا ہے۔کیونکہ ہماری دنیا ''دار تمیز'' نہیں یہ ''دار تخلیط وتلبیس'' ہے اور بہر نوع حق اور باطل اس میں اسی طرح مخلوط ومشتبہ رہیں گے۔دار آخرت دار تمیز اور دار جزا ہے اور وہیں حق باطل سے جدا ہوگا۔اختلاط واشتباہ رفع رہے گا۔یہ مصلحت خداوندی ہے۔پس عام نافرمانی اور سرکشی کے نتیجے میں اگر صرف گناہگار ہی ہلاک ہوں یا انہیں پر عذاب ہو تو یہ خداوندی مصالح وحکم کے خلاف ہوگا۔ہر حق، باطل سے، ہر ثواب گناہ سے دار آخرت میں ہی ممیز ہوگا اور کم از کم دنیاوی زندگی میں ہم خدا کی اس مصلحت کا مشاہدہ تو کرتے ہی رہتے ہیں۔

باب ۸۴۲. الشِّرْكَةِ فِي الطَّعَامِ وَغَيْرِهِ

(۱۰۶۲)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ هِشَامٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه)وَكَانَ قَدْ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهٖ اُمُّه‘ زَيْنَبُ بِنْتُ حُمَيْدٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بَايِعْهُ فَقَالَ هُوَ صَغِيْرٌ فَمَسَحَ رَاْسَه‘ وَدَعَالَه‘ وَعَنْ زُهْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ اَنَّه‘ كَانَ يَخْرُجُ بِهٖ جَدُّه‘ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ اِلَى السُّوْقِ فَيَشْتَرِى الطَّعَامَ فَيَلْقَاهُ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) فَيَقُوْلَانِ لَه‘ اَشْرِكْنَا فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَعَالَكَ بِالْبَرَكَةِ فَيُشْرِكُهُمْ فَرُبَمَآ اَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِيَ فَيَبْعَثُ بِهَا اِلَى الْمَنْزِلِ۔

باب ۸۴۲۔غلّے وغیرہ میں شرکت

۱۰۶۲۔حضرت عبداللہ بن ہشام نے نبی کریم ﷺ کا عہد مبارک پایا تھا، ان کی والدہ زینب بنت حمیدؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آپ کو لے کر حاضر ہوئی تھیں اور عرض کیا تھا کہ یارسول اللہ! اس سے عہد لے لیجئے (اسلام کا) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ تو ابھی بچہ ہے۔پھر آپ ﷺ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لئے دعا کی۔اور زہرہ بن معبدؒ فرماتے ہیں کہ ان کے دادا عبداللہ بن ہشام، انہیں اپنے ساتھ بازار لے جاتے تھے، وہاں غلہ خریدتے، ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے (اگر) ملاقات ہو جاتی تو وہ فرماتے ہمیں بھی اس تجارت میں شریک کر لو کہ آپ کے لئے رسول اللہ ﷺ نے برکت کی دعا کی تھی۔چنانچہ وہ انہیں شریک کر لیتے اور اکثر پورے ایک اونٹ (کے اٹھانے کے لائق غلہ) کا نفع حاصل ہوتا اور اسے وہ گھر بھیج دیتے۔

كِتَابُ الرَّهْنِ

باب ۸۴۳. الرَّهْنُ مَرْكُوْبٌ وَّمَحْلُوْبٌ

(۱۰۶۳)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّهْنُ يُرْكَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا كَانَ مَرْهُوْنًا وَّلَبَنُ الدَّرِّ يُشْرَبُ بِنَفَقَتِهٖ اِذَا

رہن کا بیان

باب ۸۴۳۔رہن پر سوار ہونا اور اس کا دودھ دوہنا

۱۰۶۳۔حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رہن جب تک مرہون ہے اس پر ہونے والے اخراجات کے بدلہ میں سوار ہوا جا سکتا ہے۔اسی طرح دودھ دینے والے جانور کا دودھ بھی اس پر ہونے

كَانَ مَرْهُونًا وَّعَلَى الَّذِىْ يَرْكَبُ وَيَشْرَبُ النَّفَقَةُ۔

والے اخراجات کے بدلے میں پیا جاسکتا ہے۔ جو شخص سوار ہوگا، یا اس کا دودھ پئے گا، اخراجات اسی کے ذمے ہوں گے۔

باب ۸۴۴. اِذَا اخْتَلَفَ الرَّاهِنُ وَالْمُرْتَهِنُ

(۱۰۶۴) عَنِ ابْنِ اَبِىْ مُلَيْكَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنه) قَالَ كَتَبْتُ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَكَتَبَ اِلَىَّ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى اَنَّ الْيَمِيْنَ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ ۔

باب ۸۴۴۔ راہن اور مرتہن کا اگر اختلاف ہو جائے

۱۰۶۴۔ حضرت ابن ابی ملیکہؒ نے فرمایا کہ میں نے ابن عباسؓ کی خدمت میں (مسئلہ دریافت کرنے کے لئے) لکھا تو انہوں نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فیصلہ کیا تھا کہ مدعی علیہ سے صرف قسم لی جائے گی۔ (اگر مدعی گواہی نہ پیش کر سکا)۔

باب ۸۴۵. فِى الْعِتْقِ وَفَضْلِهٖ

(۱۰۶۵) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنه) قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّمَا رَجُلٍ اَعْتَقَ امْرَاً مُسْلِمًا اِسْتَنْقَذَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِّنْهُ عُضْوًا مِّنْهُ مِنَ النَّارِ۔

باب ۸۴۵۔ غلام آزاد کرنے کی فضیلت

۱۰۶۵۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے بھی کسی مسلمان (غلام) کو آزاد کیا تو اللہ تعالیٰ اس غلام کے ہر عضو کی آزادی کے بدلے، اس شخص کے بھی ایک ایک عضو کو دوزخ سے آزاد کردے گا۔

باب ۸۴۶. اَىُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ

(۱۰۶۶) عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنه) قَالَ سَاَلْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَىُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِىْ سَبِيْلِهٖ قُلْتُ فَاَىُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ قَالَ اَغْلاَهَا ثَمَنًا وَّاَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا قُلْتُ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تُعِيْنُ صَانِعًا اَوْتَصْنَعُ لِاَخْرَقَ قَالَ فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ قَالَ تَدَعُ النَّاسَ مِنَ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ تَصَدَّقُ بِهَا عَلٰى نَفْسِكَ۔

باب ۸۴۶ کس طرح کے غلام کی آزادی افضل ہے

۱۰۶۶۔ حضرت ابوذرؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔ میں نے پوچھا اور کس طرح کا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جو سب سے زیادہ قیمتی ہو اور مالک کی نظر میں جس کی سب سے زیادہ قدر ہو۔ میں نے عرض کیا کہ اگر مجھ سے یہ نہ ہو سکا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر کسی کاریگر کی مدد کرو یا کسی بے ہنر کو کوئی کام سکھا دو (اور اس طرح غلام کی آزادی اور خلق اللہ کے ساتھ حسن معاملت کرو) انہوں نے کہا کہ اگر میں یہ بھی نہ کر سکا؟ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ و مامون کردو، کہ یہ بھی ایک صدقہ ہے، جسے تم خود اپنے اوپر کرو گے (یعنی کسی کو تکلیف واذیت نہ پہنچانا بھی ایک درجہ میں نیکی ہے)۔

باب ۸۴۷. اِذَا اَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَ اثْنَيْنِ اَوْاَمَةً بَيْنَ الشُّرَكَآءِ

(۱۰۶۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنهما اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَعْتَقَ شِرْكًا لَّهٗ فِىْ عَبْدٍ فَكَانَ لَهٗ مَالٌ يَّبْلُغُ ثَمَنَ الْعَبْدِ قُوِّمَ الْعَبْدُ قِيْمَةَ عَدْلٍ فَاَعْطٰى شُرَكَآءَهٗ حِصَصَهُمْ وَعَتَقَ عَلَيْهِ

باب ۸۴۷۔ دو اشخاص کے مشترک غلام یا کئی شرکاء کی ایک باندی کو کوئی شریک آزاد کرتا ہے

۱۰۶۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے کسی مشترک غلام کے اپنے حصے کو آزاد کردیا اور اس کے پاس اتنا مال بھی تھا کہ غلام کی پوری قیمت اس سے ادا ہو سکے تو اس کی قیمت انصاف عدل کے ساتھ لگائی جائے گی اور بقیہ شرکاء کو ان کے حصے کی قیمت (اس

وَالَّا فَقَدْ عَتَقَ مِنْهُ مَاعَتَقَ۔

کے مال سے) دے کر غلام کو اسی کی طرف سے آزاد کر دیا جائے گا ورنہ (اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو) غلام کا جو حصہ آزاد ہو چکا وہ ہو چکا اور بقیہ کی آزادی کے لئے غلام کو خود کوشش کرنی چاہئے۔

باب ۸۴۸. اَلْخَطَاءِ وَالنِّسْيَانِ فِي الْعَتَاقَةِ وَالطَّلَاقِ

باب ۸۴۸۔ آزادی، طلاق وغیرہ میں بھول چوک

(۱۰۶۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَلِیْ عَنْ اُمَّتِیْ مَاوَسْوَسَتْ بِهٖ صُدُوْرُهَا مَالَمْ تَعْمَلْ اَوْتَكَلَّمْ۔

۱۰۶۸۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری امت کے افراد کے دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں کو جب تک انہیں عمل یا زبان پر نہ لائے، معاف فرمایا ہے۔

فائدہ:۔ جس کا ترجمہ ہم نے بھول چوک سے کیا ہے۔ مصنفؒ نے اس کیلئے دو لفظ ''خطا و نسیان'' استعمال کئے ہیں۔ خطا کا مفہوم فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ کہنا کچھ اور چاہتا تھا اور زبان پر کچھ آ گیا۔ مثلاً کوئی شخص سبحان اللہ کہنا چاہتا تھا اور زبان پر آ گیا انت حر (تم آزاد ہو) اور غلام سامنے تھا۔ نسیان کے معنی بھولنے کے ہیں۔ فقہاء نے اس کی بھی صورتیں لکھی ہیں۔ ناواقفیت، خطاء اور نسیان کا اسلامی قانون میں اعتبار کیا گیا ہے اور امام بخاریؒ اس سلسلے میں سب سے آگے ہیں۔ البتہ احناف کی فقہ میں اس کا بہت ہی کم اعتبار ہے۔ شاذ و نادر خاص خاص مسائل میں۔ امام بخاریؒ نے اس باب میں جس توسع سے کام کیا ہے اس کی ایک مثال مذکورہ مسئلہ بھی ہے۔ اگر یہ کہہ دیا جائے کہ نیت کے بغیر کوئی کام ہی نہیں ہوتا تو پھر ہر عمل اور ہر تصرف کے لئے نیت کا مطالبہ ہونے لگے گا، جس کا کوئی قائل نہیں۔ یہ حدیث کہ ''عمل پر اجر نیت کے مطابق ملتا ہے'' اس کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ اگر نیت اچھی ہے تو اجر و ثواب کا مستحق ہوگا اور اگر نیت بری ہے تو اجر نہیں ملے گا۔ رہی یہ بحث کہ عمل کی صحت موقوف ہے نیت پر، اس سے حدیث میں سرے سے کوئی بحث ہی نہیں کی گئی۔

باب ۸۴۹. اِذَا قَالَ رَجُلٌ لِعَبْدِهٖ هُوَ لِلّٰهِ وَنَوَى الْعِتْقَ وَالْاَشْهَادُ فِي الْعِتْقِ

باب ۸۴۹۔ ایک شخص نے آزاد کرنے کی نیت سے اپنے غلام کیلئے کہا وہ اللہ کیلئے ہے اور آزادی کے ثبوت کیلئے گواہ

(۱۰۶۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ لَمَّا اَقْبَلَ يُرِيْدُ الْاِسْلَامَ وَمَعَهٗ غُلَامُهٗ ضَلَّ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِنْ صَاحِبِهٖ فَاَقْبَلَ بَعْدَ ذٰلِكَ وَاَبُوْهُرَيْرَةَ جَالِسٌ مَّعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ هٰذَا غُلَامُكَ قَدْ اَتَاكَ فَقَالَ اَمَا اِنِّیْ اُشْهِدُكَ اَنَّهٗ حُرٌّ قَالَ فَهُوَ حِيْنَ يَقُوْلُ:

يَا لَيْلَةً مِّنْ طُوْلِهَا وَعَنَائِهَا
عَلٰى اَنَّهَا مِنْ دَارَةِ الْكُفْرِ نَجَّتِ

۱۰۶۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ جب وہ اسلام قبول کرنے کے ارادے سے نکلے (مدینہ کے لئے) تو ان کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا (اتفاق سے راستے میں) دونوں ایک دوسرے سے بچھڑ گئے جب ابو ہریرہؓ (مدینہ پہنچنے کے بعد) حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے تو ان کے غلام بھی اچانک آ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، ابو ہریرہ! یہ لو تمہارا غلام آ گیا۔ ابو ہریرہؓ نے فرمایا، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ یہ آزاد ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے مدینہ پہنچ کر یہ شعر کہے

''ہائے رے طول شب اور اس کی سختیاں
اگر چہ دارالکفر سے نجات بھی اسی نے دلائی ہے

باب ۸۵۰. عِتْقِ الْمُشْرِكِ

باب ۸۵۰۔ مشرک کو آزاد کرنا

(۱۰۷۰) حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَعْتَقَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِائَةَ رَقَبَةٍ وَّحَمَلَ عَلٰى مِائَةِ بَعِيْرٍ فَلَمَّا اَسْلَمَ حَمَلَ عَلٰى مِائَةِ بَعِيْرٍ وَاَعْتَقَ مِائَةَ رَقَبَةٍ قَالَ فَسَاَلْتُ

۱۰۷۰۔ حضرت حکیم بن حزامؓ نے اپنے کفر کے زمانے میں سو غلام آزاد کئے تھے اور سو اونٹوں کی قربانی دی تھی پھر جب اسلام لائے تو سو اونٹوں کی قربانی دی اور سو غلام آزاد کئے انہوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَءَيْتَ اَشْيَآءَ كُنْتُ اَصْنَعُهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ كُنْتُ قَالَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْلَمْتَ عَلٰى مَاسَلَفَ لَكَ مِنْ خَيْرٍ۔

اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! بعض ان اعمال کے متعلق آنحضور ﷺ کا کیا فتویٰ ہے جنہیں میں کفر کے زمانہ میں کرتا تھا۔ ثواب حاصل کرنے کیلئے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جونیکیاں تم پہلے کر چکے ہو، ان سب کے سمیت اسلام میں داخل ہوئے ہو۔''

باب ۸۵۱. مَنْ مَّلَكَ مِنَ الْعَرَبِ رَقِيْقًا

باب ۸۵۱۔ جس نے کسی عرب کو غلام بنایا، پھر اسے ہبہ کیا

(۱۰۷۱)عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه)اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَغَارَ عَلٰى بَنِي الْمُصْطَلِقِ وَهُمْ غَارُّوْنَ وَاَنْعَامُهُمْ تُسْقٰى عَلَى الْمَآءِ فَقَتَلَ مُقَاتِلَتَهُمْ وَسَبٰى ذَرَارِيَّهُمْ وَاَصَابَ يَوْمَئِذٍ جُوَيْرِيَةَ ۔

۱۰۷۱۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے بنو المصطلق پر جب حملہ کیا تو وہ بالکل غافل تھے اور ان کے مویشی پانی پی رہے تھے، ان کے لڑنے والوں کو قتل کر دیا گیا تھا اور عورتوں بچوں کو قید کر لیا گیا تھا۔ انہیں قیدیوں میں جویریہؓ (ام المومنین) بھی تھیں۔

(۱۰۷۲)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه)قَالَ مَازِلْتُ اُحِبُّ بَنِيْ تَمِيْمٍ مُنْذُ ثَلَاثٍ سَمِعْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْهِمْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ هُمْ اَشَدُّ اُمَّتِيْ عَلَى الدَّجَّالِ قَالَ وَجَآءَتْ صَدَقَاتُهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ صَدَقَاتُ قَوْمِنَا وَكَانَتْ سَبِيَّةٌ مِنْهُمْ عِنْدَ عَآئِشَةَ فَقَالَ اَعْتِقِيْهَا فَاِنَّهَا مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِيْلَ۔

۱۰۷۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا، تین باتوں کی وجہ سے جنہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سنا ہے میں بنو تمیم سے ہمیشہ محبت کرتا ہوں گا۔ آپ ﷺ انکے بارے فرمایا کرتے تھے یہ لوگ دجال کے مقابلے میں میری امت میں سب سے زیادہ سخت ثابت ہوں گے (ایک مرتبہ) بنو تمیم کے یہاں سے صدقات (وصول ہوکر) آئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ ہماری قوم کے صدقات ہیں۔ بنو تمیم کی ایک عورت قید ہوکر عائشہؓ کو ملی تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا اسے آزاد کر دو کہ یہ اسمٰعیلؑ کی اولاد میں سے ہے۔

باب ۸۵۲. كَرَاهِيَةِ التَّطَاوُلِ عَلَى الرَّقِيْقِ وَقَوْلِهٖ عَبْدِيْ اَوْ اَمَتِيْ

باب ۸۵۲۔ غلام پر بڑائی جتانے کی اور یہ کہنے کی کراہت کہ ''میرا غلام'' یا ''میری باندی۔''

(۱۰۷۳)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَايَقُلْ اَحَدُكُمْ اَطْعِمْ رَبَّكَ وَضِّئْ رَبَّكَ اِسْقِ رَبَّكَ وَلْيَقُلْ سَيِّدِيْ مَوْلَايَ وَلَايَقُلْ اَحَدُكُمْ عَبْدِيْ اَمَتِيْ وَلْيَقُلْ فَتَايَ وَفَتَاتِيْ وَغُلَامِيْ۔

۱۰۷۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، کوئی شخص (کسی غلام یا کسی بھی شخص سے) یہ نہ کہے کہ ''اپنے رب (پالنے والے) کو کھانا کھلاؤ'' اپنے رب کو وضو کراؤ۔ اپنے رب کو پانی پلاؤ۔ بلکہ صرف میرا سردار، میرے آقا (سیدی ومولای) کہنا چاہیے۔ اسی طرح کوئی شخص یہ نہ کہے ''میرا بندہ، میری بندی'' بلکہ یوں کہنا چاہئے:'' میرا آدمی۔ میری لونڈی۔

فائدہ:۔ مصنفؒ کا مقصد یہ ہے کہ غلاموں اور باندیوں پر ان کے مالکوں کو بڑائی نہ جتانی چاہئے۔ انسان ہونے کی حیثیت سے تمام انسان برابر ہیں اور شرف و امتیاز ایک انسان کو دوسرے پر صرف تقویٰ کی وجہ سے ہے۔ اسلام نے سطحی قسم کی مساوات کا ڈھنڈورا نہیں پیٹا ہے، انسانوں میں طبقات اور نوعیتوں کے فرق کو تسلیم کیا ہے، اس کے باوجود سب کا حاکم اور سب کا مالک اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی حاکمیت و مالکیت کا یقین و تصور سب پر مقدم ہے۔ آقا اگر غلام کو ''میرا غلام'' یا ''میری باندی'' جیسے الفاظ سے مخاطب کرتا ہے تو اس سے اس کے دل کے کبر و عجب کی نشاندہی ہوتی ہے اس لئے احادیث میں اس سے منع کر دیا گیا کہ ایسا نہ کہیں مصنفؒ بخاری شریف میں قرآن کی آیتیں بھی لائے ہیں

جن میں انہیں الفاظ سے خطاب ہوا ہے تو مقصد اس کا یہ ہے کہ احادیث میں ممانعت تہذیب وتادیب کے لئے ہے۔ انسانوں کو خاص فطرت کے پیش نظر خداوند تعالیٰ اگر اپنے کلام میں یہی فرماتا ہے تو بات دوسری ہے۔

باب ۸۵۳. اِذَا اَتَاهُ خَادِمُه' بِطَعَامِه

(۱۰۷۴) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْه) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی اَحَدَکُمْ خَادِمُه' بِطَعَامِه فَاِنْ لَّمْ یُجْلِسْهُ مَعَه' فَلْیُنَا وِلْهُ لُقْمَةً اَوْلُقْمَتَیْنِ اَوْاُکْلَةً اَوْاُکْلَتَیْنِ فَاِنَّه' وَلِیَ عِلَاجَه'۔

باب ۸۵۳۔ جب کسی کا خادم کھانا لائے

۱۰۷۴۔ حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کسی کا خادم کھانا لائے اور وہ اسے اپنے ساتھ (کھلانے کیلئے) نہ بٹھا سکے تو ایک یا دو لقمہ ضرور کھلانا چاہئے یا (آپ نے لقمة او لقمتین کی بجائے) اکلة او اکلتین فرمایا کیونکہ کام تو سارا اسی نے کیا ہے۔

باب ۸۵۴. اِذَا ضَرَبَ الْعَبْدَ فَلْیَجْتَنِبِ الْوَجْهَ

(۱۰۷۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تعالی عَنْه) عَنِ النَّبِیِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَاتَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَجْتَنِبِ الْوَجْهَ۔

باب ۸۵۴۔ کوئی غلام کو مارے تو چہرے سے بہرحال پرہیز کرنا چاہئے

۱۰۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی کسی سے جھگڑا کرے (اور اسے مارے) تو چہرے (پر مارنے) سے بہرحال پرہیز کرنا چاہئے۔

فائدہ:۔ مار پیٹ میں چہرے پر مارنے سے پرہیز صرف غلام کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ یہاں چونکہ غلاموں کا بیان ہے، اس لئے عنوان میں اسی کا خصوصیت سے ذکر کیا۔ بلکہ چہرے پر مارنے سے پرہیز کا حکم تمام انسانوں بلکہ جانوروں تک کے لئے ہے۔

باب ۸۵۵. مَایَجُوْزُ مِنْ شُرُوْطِ الْمُکَاتَبِ

(۱۰۷۶) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَخْبَرَتْهُ اَنَّ بَرِیْرَةَ جَآءَتْ تَسْتَعِیْنُهَا فِیْ کِتَابَتِهَا وَلَمْ تَکُنْ قَضَتْ مِنْ کِتَابَتِهَا شَیْئًا قَالَتْ لَهَا عَآئِشَةُ ارْجِعِیْ اِلٰی اَهْلِكِ فَاِنْ اَحَبُّوْا اَنْ اَقْضِیَ عَنْكِ کِتَابَتَكِ وَیَکُوْنَ وَلَآءُكِ لِیْ فَعَلْتُ فَذَکَرَتْ ذٰلِكَ بَرِیْرَةُ لِاَهْلِهَا فَاَبَوْا وَقَالُوْا اِنْ شَآءَتْ اَنْ تَحْتَسِبَ عَلَیْكِ فَلْتَفْعَلْ وَیَکُوْنُ وَلَآءُكِ لَنَا فَذَکَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ابْتَاعِیْ فَاَعْتِقِیْ فَاِنَّ الْوَلَآءَ لِمَنْ اَعْتَقَ قَالَ ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَابَالُ اُنَاسٍ یَّشْتَرِطُوْنَ شُرُوْطًا لَّیْسَتْ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ مَنِ اشْتَرَطَ شَرْطًا لَّیْسَ فِیْ کِتَابِ اللّٰهِ فَلَیْسَ لَه' وَاِنْ شَرَطَ مِائَةَ مَرَّةٍ شَرْطُ اللّٰهِ اَحَقُّ وَاَوْثَقُ۔

باب ۸۵۵۔ مکاتب سے کس قسم کی شرطیں جائز ہیں

۱۰۷۶۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ حضرت بریرہؓ ان کے پاس، اپنے معاملہ کتابت میں مدد لینے کے لئے آئیں ابھی انہوں نے کچھ بھی ادا نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا کہ تم اپنے مالکوں کے پاس جاؤ، اگر وہ یہ پسند کریں کہ تمہارے معاملہ کتابت کی پوری رقم میں ادا کردوں اور تمہاری ولاء میرے ساتھ قائم ہو تو میں ایسا کرسکتی ہوں۔ بریرہؓ نے یہ صورت اپنے مالکوں کے سامنے رکھی، لیکن انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ اگر وہ (عائشہؓ) تمہارے ساتھ نیک کام کرنا چاہتی ہیں تو انہیں اس کا اختیار ہے لیکن تمہاری ولاء ہمارے ہی ساتھ قائم رہے گی عائشہؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم خرید کر انہیں آزاد کردو، ولاء تو اسی کے ساتھ ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا کہ کچھ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ ایسی شرطیں لگاتے ہیں جن کی کوئی اصل کتاب اللہ میں نہیں ہے۔ پس جو بھی ایسی شرط لگائے گا جس کی اصل کتاب اللہ میں موجود نہ ہو تو وہ ناقابل عمل ٹھہرے گی، خواہ سو مرتبہ ایسی شرطیں کیوں نہ لگالے، اللہ تعالیٰ کی شرط ہی (عمل کے) لائق اور مضبوط ہے۔

فائدہ:۔ غلامی کے باب میں مکاتبت ایک ایسا معاملہ ہے جس کے ذریعہ غلام متعدد قسطوں میں ایک خاص رقم اپنے آقا کو دے کر خود کو آزاد کراسکتا ہے۔ احناف کہتے ہیں کہ مکاتب کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے آیتِ قرآنی میں اس کی طرف اشارہ موجود ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب اپنے کسی غلام سے کتابت کا معاملہ طے کرلیا تو اپنی طرف سے بھی اس کی مدد کرنی چاہیے تاکہ اسے کامیابی حاصل ہو۔

كِتَابُ الْهِبَةِ

ہبہ کے مسائل

باب ۸۵۶. الْهِبَةِ وَفَضْلِهَا وَالتَّحْرِيْضِ عَلَيْهَا

(۱۰۷۷) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَانِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَاتَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ۔

باب ۸۵۶۔ ہبہ کی فضیلتیں اور ترغیب

۱۰۷۷۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اے مسلمان خواتین! ہرگز کوئی پڑوسن اپنی دوسری پڑوسن کیلئے (معمولی ہدیہ کو بھی) حقیر نہ سمجھے، خواہ بکری کے کھر کا ہی کیوں نہ ہو۔

فائدہ:۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے پڑوسیوں کے پاس ہدایا وغیرہ بھیجتے رہنا چاہئے۔ اگر کسی کے پاس زیادہ نہیں تو جو کچھ بھی معمولی سے معمولی چیز اس کا بھی ہدیہ بھیجنے میں تامل نہ کرنا چاہئے۔ بکری کے کھر کا ذکر صرف ہدیہ کی کم قیمتی کے ظاہر کرنے کے لئے آیا ہے۔

(۱۰۷۸) عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تعالى عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ ابْنَ اُخْتِىْ اِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ اِلَى الْهِلَالِ ثُمَّ الْهِلَالِ ثَلٰثَةَ اَهِلَّةٍ فِىْ شَهْرَيْنِ وَمَآ اُوْقِدَتْ فِىْ اَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَارٌ فَقُلْتُ يَاخَالَةُ مَاكَانَ يُعِيْشُكُمْ قَالَتِ الْاَسْوَدَانِ التَّمْرُ وَالْمَآءُ اِلَّا اَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِيْرَانٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَانَتْ لَهُمْ مَّنَائِحُ وَكَانُوْا يَمْنَحُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَلْبَانِهِمْ فَيَسْقِيْنَاهُ۔

۱۰۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عروہؓ سے فرمایا: میرے بھانجے (رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں حال یہ تھا کہ) ہم ایک چاند دیکھتے، پھر دوسرا دیکھتے پھر تیسرا دیکھتے۔ اس طرح دو دو مہینے گذر جاتے اور رسول اللہ ﷺ کے گھروں میں آگ نہ جلتی تھی۔ پوچھا کہ خالہ! پھر آپ زندہ کس طرح رہتی تھیں؟ آپؓ نے فرمایا صرف دو چیزوں، کھجور اور پانی پر (گذر ہوتا تھا) البتہ رسول اللہ ﷺ کے چند انصاری پڑوسی تھے، جن کے پاس دودھ دینے والی بکریاں تھیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے یہاں بھی ان کا دودھ پہنچایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اسے ہمیں پلاتے تھے۔

باب ۸۵۷. اَلْقَلِيْلِ مِنَ الْهِبَةِ

(۱۰۷۹) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْدُعِيْتُ اِلٰى ذِرَاعٍ اَوْكُرَاعٍ لَّاَجَبْتُ وَلَوْ اُهْدِىَ اِلَىَّ ذِرَاعٌ اَوْكُرَاعٌ لَقَبِلْتُ۔

باب ۱۸۵۷۔ معمولی ہدیہ

۱۰۷۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر مجھے دست یا پائے (کے گوشت) پر بھی بلایا جائے تو میں قبول کرلوں گا اور مجھے دست یا پائے (کے گوشت) کا ہدیہ بھیجا جائے تو اسے قبول کرلوں گا۔

باب ۸۵۸. قَبُوْلِ هَدِيَّةِ الصَّيْدِ

(۱۰۸۰) عَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَنْفَجْنَا اَرْنَبًا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَسَعَى الْقَوْمُ فَلَغِبُوْا فَاَدْرَكْتُهَا فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُ بِهَآ اَبَا طَلْحَةَ فَذَبَحَهَا وَبَعَثَ بِهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَرِكِهَا اَوْفَخِذَيْهَا قَالَ

باب ۸۵۸۔ شکار کا ہدیہ قبول کرنا

۱۰۸۰۔ حضرت انسؓ نے فرمایا مرالظہر ان میں ہم نے ایک خرگوش کا پیچھا کیا (لوگ اس کے پیچھے) دوڑے اور اسے تھکا دیا اور میں نے قریب پہنچ کر اسے پکڑلیا۔ پھر ابوطلحہؓ کے یہاں لایا۔ آپ نے اسے ذبح کیا اور اس کے پیچھے کا یا دونوں رانوں کا گوشت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بھی

فَخِذَيْهَا لَاشَكَّ فِيهِ فَقَبِلَه، قُلْتُ وَاَكَلَ مِنْهُ قَالَ وَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ بَعْدُ قَبِلَه،

بھیجا۔ (یقین کے ساتھ راوی نے) کہا کہ دونوں رانیں ہی آپ نے بھیجی تھیں اس میں کوئی شبہ نہیں! آپ ﷺ نے اسے قبول فرمایا تھا۔ پوچھا گیا کہ اس میں سے آپ ﷺ نے تناول بھی فرمایا تھا؟ جواب دیا کہ تناول بھی فرمایا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آپ ﷺ نے وہ ہدیہ قبول کیا تھا۔

باب ۸۵۹. قَبُوْلِ الْهَدِيَّةِ

باب ۸۵۹۔ ہدیہ قبول کرنا

(۱۰۸۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَهْدَتْ اُمُّ حَفِيْدٍ خَالَةُ بْنِ عَبَّاسٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقِطًا وَّسَمْنًا وَّاَضُبًّا فَاَكَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَقِطِ وَالسَّمْنِ وَتَرَكَ الضَّبَّ تَقَذُّرًا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ كَانَ حَرَامًا مَّا اُكِلَ عَلَى مَائِدَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۰۸۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کی خالہ ام حفیدؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پنیر، گھی اور گوہ کا ہدیہ پیش کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے پنیر اور گھی میں سے تناول فرمایا، لیکن گوہ پسند نہ ہونے کی وجہ سے چھوڑ دی۔ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے (اسی) دسترخوان پر (گوہ کو بھی) کھایا گیا اور اگر وہ حرام ہوتی تو حضور اکرم ﷺ کے دسترخوان پر کبھی نہ کھائی جاتی۔

فائدہ:۔ گوہ کے مکروہ ہونے پر تو سب کا اتفاق ہے، لیکن محدثین کے یہاں اس کا گوشت مکروہ تنزیہی ہے اور فقہاء احناف مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔ دیگر احادیث سے اسکے گوشت پر سخت ناگواری مفہوم ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ گوہ نہایت بدترین جانور ہے اور اس کے گوشت میں سمیت بھی ہوتی ہے۔

(۱۰۸۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِطَعَامٍ سَاَلَ عَنْهُ اَهَدِيَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ فَاِنْ قِيْلَ صَدَقَةٌ قَالَ لِاَصْحَابِهٖ كُلُوْا وَلَمْ يَاْكُلْ وَاِنْ قِيْلَ هَدِيَّةٌ ضَرَبَ بِيَدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَكَلَ مَعَهُمْ۔

۱۰۸۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں جب کوئی کھانے کی چیز لائی جاتی تو آپ دریافت فرماتے، یہ ہدیہ ہے یا صدقہ؟ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ ﷺ اپنے اصحاب سے فرماتے کہ کھاؤ۔ لیکن خود نہ کھاتے اور اگر کہا جاتا کہ ہدیہ ہے تو آپ ﷺ خود بھی ہاتھ بڑھاتے اور صحابہؓ کے ساتھ تناول فرماتے۔

(۱۰۸۳) عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْه قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيْلَ تُصُدِّقَ عَلَى بَرِيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَّلَنَا هَدِيَّةٌ۔

۱۰۸۳۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ گوشت پیش کیا گیا۔ اور یہ بتایا گیا کہ بریرہؓ کو کسی نے صدقہ میں دیا ہے۔ لیکن حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ان کے لئے یہ صدقہ ہے اور ہمارے لئے (جب ان کے واسطہ سے پہنچا تو) ہدیہ ہے

باب ۸۶۰. مَنْ اَهْدٰى اِلٰى صَاحِبِهٖ وَتَحَرّٰى بَعْضَ نِسَآئِهٖ دُوْنَ بَعْضٍ

باب ۸۶۰۔ جس نے اپنے دوست کو ہدیہ بھیجا اور اس کے لئے اس کی کسی خاص بیوی کی باری کا انتظار کیا

(۱۰۸۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ نِسَآءَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ حِزْبَيْنِ فَحِزْبٌ فِيْهِ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ وَصَفِيَّةُ وَسَوْدَةُ وَالْحِزْبُ الْاٰخَرُ اُمُّ سَلَمَةَ وَسَائِرُ نِسَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ

۱۰۸۴۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج کی دو جماعتیں تھیں، ایک میں عائشہ، حفصہ اور سودہ رضوان اللہ علیہن اور دوسری جماعت میں ام سلمہ اور بقیہ ازواج مطہرات رضوان اللہ علیہن تھیں۔ مسلمانوں کو رسول اللہ ﷺ کی عائشہؓ کے ساتھ محبت و تعلق کا علم تھا۔ اس

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ الْمُسْلِمُوْنَ قَدْعَلِمُوْا
حُبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَآئِشَةَ فَاِذَا
كَانَتْ عِنْدَ اَحَدِهِمْ هَدِيَّةٌ يُرِيْدُ اَنْ يُّهْدِيَهَا اِلَى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَّرَهَا حَتّٰى اِذَا
كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَيْتِ
عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا بَعَثَ صَاحِبُ الْهَدِيَّةِ اِلَى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَيْتِ عَآئِشَةَ
رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا فَكَلَّمَ حِزْبُ اُمِّ سَلَمَةَ فَقُلْنَ لَهَا
كَلِّمِىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ
النَّاسَ فَيَقُوْلُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْدِىَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدِيَّةً فَلْيُهْدِهٖ اِلَيْهِ حَيْثُ كَانَ
مِنْ بُيُوْتِ نِسَآءِهٖ فَكَلَّمَتْهُ اُمُّ سَلَمَةَ بِمَا قُلْنَ فَلَمْ يَقُلْ
لَّهَا شَيْئًا فَسَاَلْنَهَا فَقَالَتْ مَاقَالَ لِىْ شَيْئًا فَقُلْنَ لَهَا
فَكَلِّمِيْهِ قَالَتْ فَكَلَّمَتْهُ حِيْنَ دَارَ اِلَيْهَا اَيْضًا فَلَمْ يَقُلْ
لَّهَا شَيْئًا فَسَاَلْنَهَا فَقَالَتْ مَاقَالَ لِىْ شَيْئًا فَقُلْنَ لَهَا
كَلِّمِيْهِ حَتّٰى يُكَلِّمَكِ فَدَارَ اِلَيْهَا فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ لَهَا
لَاتُؤْذِيْنِىْ فِىْ عَآئِشَةَ فَاِنَّ الْوَحْىَ لَمْ يَاْتِنِىْ وَاَنَا فِىْ
ثَوْبِ امْرَاَةٍ اِلَّا عَآئِشَةَ قَالَتْ فَقَالَتْ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ
مِنْ اِيْذَاءِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ اِنَّهُنَّ دَعَوْنَ فَاطِمَةَ بِنْتَ
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلْنَ اِلَى
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ اِنَّ نِسَآئَكَ
يَنْشُدْنَكَ اللّٰهَ الْعَدْلَ فِىْ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ فَكَلَّمَتْهُ فَقَالَ
يَابُنَيَّةُ اَلَا تُحِبِّيْنَ مَااُحِبُّ قَالَتْ بَلٰى فَرَجَعَتْ اِلَيْهِنَّ
فَاَخْبَرَتْهُنَّ فَقُلْنَ ارْجِعِىْ اِلَيْهِ فَاَبَتْ اَنْ تَرْجِعَ فَاَرْسَلْنَ
زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ فَاَتَتْهُ فَاَغْلَظَتْ وَقَالَتْ اِنَّ نِسَاءَ
كَ يَنْشُدْنَكَ اللّٰهَ الْعَدْلَ فِىْ بِنْتِ ابْنِ اَبِىْ قُحَافَةَ
فَرَفَعَتْ صَوْتَهَا حَتّٰى تَنَاوَلَتْ عَآئِشَةَ وَهِىَ قَاعِدَةٌ
فَسَبَّتْهَا حَتّٰى اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَيَنْظُرُ اِلٰى عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا هَلْ تَكَلَّمُ قَالَ
فَتَكَلَّمَتْ عَآئِشَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا تَرُدُّ عَلٰى زَيْنَبَ

لئے جب کسی کے پاس کوئی ہدیہ ہوتا اور وہ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا تو انتظار کرتا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ کی عائشہؓ کے گھر میں قیام کی باری ہوتی تو ہدیہ دینے والے صاحب اپنا ہدیہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجتے۔ اس پر ام سلمہؓ کی جماعت کی ازواج مطہرات نے آپس میں صلاح مشورہ کیا اور ام سلمہؓ سے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کریں تا کہ آپ ﷺ لوگوں سے فرمادیں کہ جسے میرے یہاں ہدیہ بھیجنا ہو وہ (کسی کی خاص باری کا انتظار کئے بغیر) جہاں بھی آنحضور ﷺ ہوں وہیں بھیجا کرے۔ چنانچہ ان ازواج رضوان اللہ علیہن کے مشورہ کے مطابق انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا، لیکن حضور اکرم ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہیں دیا۔ پھر ان ازواج نے پوچھا تو بتادیا کہ مجھے آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ازواج مطہرات نے کہا کہ پھر ایک مرتبہ کہو، پھر جب آپ کی باری آئی تو دوبارہ انہوں نے آپ ﷺ سے عرض کیا۔ اس مرتبہ بھی آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جب ازواج نے پوچھا تو پھر وہی بتایا کہ آپ ﷺ نے مجھے اس کا کوئی جواب ہی نہیں دیا۔ ازواج نے اس مرتبہ ان سے کہا کہ آنحضور کو اس مسئلہ پر بلواؤ تو سہی۔ جب ان کی باری آئی تو انہوں نے پھر کہا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس مرتبہ فرمایا عائشہؓ کے بارے میں مجھے اذیت نہ دو عائشہؓ کے سوا اپنی ازواج میں سے کسی کے کپڑے میں بھی مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی ہے ام سلمہؓ نے بیان کیا کہ (حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان پر) انہوں نے عرض کیا، آپ کو ایذاء پہنچانے کی وجہ سے اللہ کے حضور میں میں تو توبہ کرتی ہوں، یا رسول اللہ! پھر ان ازواج نے رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی فاطمہؓ کو بلایا اور ان کے ذریعہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں یہ کہلوایا کہ آپ ﷺ کی ازواج ابوبکرؓ کی بیٹی کے بارے میں خدا کے لئے آپ سے عدل چاہتی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بھی آپ ﷺ سے گفتگو کی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، میری بیٹی! کیا تم وہ پسند نہیں کرتی ہو جو میں پسند کروں؟ جواب دیا کہ کیوں نہیں! اس کے بعد وہ واپس آگئیں اور ازواج کو اطلاع دی۔ انہوں نے ان سے بھی دوبارہ خدمت نبوی میں جانے کے لئے کہا۔ لیکن آپ نے دوبارہ جانے سے انکار کیا تو انہوں نے (ام المومنین) زینب بنت جحشؓ کو بھیجا۔ وہ خدمت نبوی میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے سخت گفتگو کی اور کہا کہ آپ ﷺ کی ازواج ابوقحافہ کی بیٹی کے بارے میں آپ ﷺ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنھَا حَتّٰی اَسکَتَتْھَا قَالَتْ فَنَظَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی عَآئِشَۃَ وَقَالَ اِنَّھَا بِنْتُ اَبِیْ بَکْرٍ۔

سے خدا کے لئے انصاف مانگتی ہیں۔ان کی آواز بلند ہوگئی اور انہوں نے عائشہؓ کو بھی نہیں چھوڑا عائشہؓ وہیں بیٹھی ہوئی تھیں انہوں نے (ان کے منہ پر) انہیں برا بھلا کہا۔ رسول اللہ ﷺ عائشہؓ کی طرف دیکھنے لگے کہ دیکھیں کچھ بولتی ہیں یا نہیں۔ بیان کیا کہ عائشہؓ بھی بول پڑیں اور زینبؓ کی باتوں کا جواب دینے لگیں۔ اور آخر انہیں خاموش کر دیا پھر رسول اللہ ﷺ نے عائشہؓ کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ یہ ابوبکرؓ کی بیٹی ہے۔

فائدہ:۔ اگر کسی شخص کے نکاح میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو ان میں اہم، تمام معاملات میں عدل وانصاف اور برابری قائم رکھنا شوہر کے لئے ضروری ہے لیکن اگر کوئی دوسرا شخص ہدیہ بھیجے اور اس سلسلے میں اداشناسی سے کام لے کر ایسے موقعہ پر بھیجے جب شوہر اپنی سب سے محبوب بیوی کے یہاں قیام پذیر ہو۔ اپنی باری کے مطابق تو اس کی ذمہ داری شوہر پر نہیں آتی اور جو کچھ اس کے پاس ہدیہ میں آیا ہے اس کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ تمام بیویوں میں اسے برابر برابر تقسیم کرے۔ شوہر پر مساوات اور عدل کے سلسلے میں صرف وہی امور ضروری ہیں جن کا وہ خود ذمہ دار ہے مثلاً سونے کی باری مقرر کرنا کھانے کپڑے اور دوسری ضروریات میں انصاف اور مساوات سے کام لینا وغیرہ۔ امہات مومنین میں باہم آپ نے اپنے سے متعلق تمام امور میں عدل اور مساوات کو ملحوظ رکھا تھا۔ اس حدیث سے ازواج مطہرات کے باہم مناقشے کی بھی ایک ہلکی سی تصویر سامنے آتی ہے طبیعتیں مختلف ہوتی ہیں اور ہر شخص اپنے مزاج کے مطابق لوگوں سے تعلق رکھتا اور ان کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے ازواج مطہرات کے باہم تعلق اور ان کی گروہ بندی کی بھی صرف اتنی ہی حقیقت ہے۔ ان کے مناقشوں کے بارے میں اس بنیادی امر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے کہ اپنی تمام فضیلتوں کے باوجود وہ انسان ہی تھیں۔ حضور اکرم کی عدل گستر ذات سے بھی انہیں شکایتیں ہو جاتی تھیں اور آپ کے سامنے اپنے مطالبات بھی وہ رکھا کرتی تھیں بالکل اسی طرح جس طرح عورتیں اپنے شوہروں کے ساتھ معاملہ کرتی ہیں البتہ ازواج مطہرات اپنی بعض خصوصیات کی وجہ سے ممتاز ہیں اور وہ ہے تقویٰ، خواہشات نفسانی کی مخالفت، دنیا پر آخرت کو ترجیح اور حضور اکرم ﷺ کی صحبت جو خیر الوریٰ تھے۔ اور آپ اس امتیاز کی جھلک ان کے ہر معاملے میں دیکھ سکتے ہیں۔ اس موقعہ پر یہ بھی نہ بھولنا چاہئے کہ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ ان کے گھریلو معاملات میں بھی مبتلا کرتا ہے تاکہ زندگی کے اس خاص موڑ پر بھی ان معاملات میں ان کا عزم، ان کا تقویٰ اور ان کا عدل وانصاف امتیوں کے لئے اسوۂ حسنہ بنے اور تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ ان کی جلوت میں بھی خیر وبرکت ہے اور ان کی خلوت میں جلوت سے زیادہ خیر ہے۔

باب ۸۶۱. مَالَا یُرَدُّ مِنَ الْھَدِیَۃِ

(۱۰۸۶) عَنْ اَنَسٌ لَایَرُدُّ الطِّیْبَ قَالَ وَزَعَمَ اَنَسٌ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ لَایَرُدُّ الطِّیْبَ۔

باب ۸۶۱۔ جو ہدیہ واپس نہ کیا جانا چاہئے

۱۰۸۶۔ حضرت انس بن مالکؓ خوشبو رد نہیں کرتے تھے بلکہ کیونکہ فرمایا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ بھی خوشبو کو واپس نہیں کیا کرتے تھے۔

باب ۸۶۲. اَلْمُکَافَاۃِ فِی الْھِبَۃِ

(۱۰۸۷) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْھَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْبَلُ الْھَدِیَّۃَ وَیُثِیْبُ عَلَیْھَا۔

باب ۸۶۲۔ ہدیہ کا بدلہ

۱۰۸۷۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ہدیہ قبول فرما لیا کرتے تھے لیکن اس (ہدیہ) کا بدلہ بھی دے دیا کرتے تھے۔

باب ۸۶۴. اَلْاِشْھَادِ فِی الْھِبَۃِ

(۱۰۸۸) عَنِ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِیْرٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تعالیٰ عَنْہ)

باب ۸۶۴۔ ہدیہ کے گواہ

۱۰۸۸۔ حضرت نعمان بن بشیر منبر پر بیان فرما رہے تھے کہ میرے والد

وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُولُ اَعْطَانِي اَبِي عَطِيَّةً فَقَالَتْ عَمْرَةُ بِنْتُ رَوَاحَةَ لَا اَرْضٰى حَتّٰى تُشْهِدَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّي اَعْطَيْتُ ابْنِي مِنْ عَمْرَةَ بِنْتِ رَوَاحَةَ عَطِيَّةً فَاَمَرَتْنِي اَنْ اُشْهِدَكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَ اَعْطَيْتَ سَائِرَ وَلَدِكَ مِثْلَ هٰذَا قَالَ لَا قَالَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا بَيْنَ اَوْلَادِكُمْ فَرَجَعَ فَرَدَّ عَطِيَّتَه‘۔

نے مجھے ایک عطیہ دیا تو عمرہ بنت رواحہؓ (نعمانؓ کی والدہ) نے کہا کہ جب تک آپ رسول اللہ ﷺ کو اس پر گواہ نہ بنائیں میں تیار نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ (حاضر خدمت ہوکر) انہوں نے عرض کیا کہ عمرہ بنت رواحہ سے، اپنے بیٹے کو میں نے ایک عطیہ دیا تو انہوں نے کہا کہ پہلے میں آپ ﷺ کو اس پر گواہ بنالوں۔ حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا اسی جیسا عطیہ اپنی تمام اولاد کو آپ نے دیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے درمیان عدل وانصاف کو قائم رکھو، چنانچہ وہ واپس ہوئے اور ہدیہ واپس لے لیا۔

باب ۸۶۵. هِبَةُ الرَّجُلِ لِامْرَأَتِهِ وَالْمَرْأَةِ لِزَوْجِهَا

(۱۰۸۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَقِيءُ ثُمَّ يَعُودُ فِي قَيْئِهِ۔

باب ۸۶۵۔ مرد کا اپنی بیوی کو اور بیوی کا اپنے شوہر کو ہدیہ،

۱۰۸۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اپنا ہدیہ واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو قے کر کے پھر چاٹ جاتا ہے۔

باب ۸۶۶. هِبَةُ الْمَرْأَةِ لِغَيْرِ زَوْجِهَا وَعِتْقِهَا اِذَا كَانَ لَهَا زَوْجٌ فَهُوَ جَائِزٌ

(۱۰۹۰) عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) اَخْبَرَتْهَا اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِيدَةً وَلَمْ تَسْتَاْذِنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِي يَدُورُ عَلَيْهَا فِيهِ قَالَتْ اَشَعَرْتَ يَارَسُولَ اللّٰهِ اَنِّي اَعْتَقْتُ وَلِيدَتِي قَالَ اَوَفَعَلْتِ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اَمَا اِنَّكِ لَوْ اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ۔

باب ۸۶۶۔ عورت اپنے شوہر کے سوا کسی اور کو ہبہ کرتی ہے یا غلام آزاد کرتی ہے تو شوہر کے ہوتے ہوئے بھی جائز ہے

۱۰۹۰۔ ام المؤمنین میمونہ بنت حارثؓ نے ایک باندی نبی کریم ﷺ سے اجازت لئے بغیر آزاد کردی۔ پھر جس دن نبی کریم ﷺ کی باری آپ کے گھر قیام کی تھی، انہوں نے خدمت نبوی ﷺ میں عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو بھی معلوم ہوا، میں نے اپنی باندی آزاد کر دی ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا، اچھا تم نے آزاد کر دیا! انہوں نے عرض کیا کہ ہاں۔ فرمایا کہ اگر اس کے بجائے تم نے اپنے ماموں کو دے دی ہوتی تو تمہیں اس سے بھی زیادہ اجر ملتا۔

فائدہ:۔ اگر عورت اپنا مال کسی کو ہبہ کرتی ہے یا اپنا غلام آزاد کرتی ہے تو اس کے لئے شوہر کی اجازت ضروری نہیں ہے۔ شوہر کی اجازت کے بغیر اسے ان تصرفات کا اختیار اور حق ہے۔ البتہ اگر کوئی عورت بے عقل وشعور ہے کہ کسی معاملہ کی اسے تمیز نہیں تو ایسی صورت میں عام لوگوں کو بھی تصرفات سے روک دیا جاتا ہے۔ اور اسی لئے عورت کو بھی روکا جائے گا۔

(۱۰۹۱) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَيْنَ نِسَائِهِ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَه‘ وَكَانَ يَقْسِمُ لِكُلِّ امْرَاَةٍ مِنْهُنَّ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا غَيْرَ اَنَّ سَوْدَةَ بِنْتَ زَمْعَةَ وَهَبَتْ يَوْمَهَا وَلَيْلَتَهَا لِعَائِشَةَ زَوْجِ

۱۰۹۱۔ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب سفر کا ارادہ فرماتے تو اپنی ازواج کے لئے قرعہ اندازی کرتے اور جن کا حصہ نکل آتا انہیں کو اپنے ساتھ (سفر میں) لے جاتے۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ بھی معمول تھا کہ اپنی تمام ازواج کے لئے ایک ایک دن اور رات کی باری مقرر کردی تھی، البتہ (آخر میں) سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا نے (کبرسنی کی وجہ سے)

النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ رِضَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اپنی باری عائشہؓ کو دے دی تھی، اس سے ان کا مقصد حضور اکرم ﷺ کی رضا وخوشنودی حاصل کرنا تھی۔

باب ۸۶۷. كَيْفَ يُقْبَضُ الْعَبْدُ وَالْمَتَاعُ

(۱۰۹۲) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبِيَةً وَّلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ مِنْهَا شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَابُنَيَّ انْطَلِقْ بِنَآ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ فَقَالَ ادْخُلْ فَادْعُهُ لِيْ قَالَ فَدَعَوْتُهُ لَهُ فَخَرَجَ اِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَآءٌ مِّنْهَا فَقَالَ خَبَانَا هٰذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ اِلَيْهِ فَقَالَ رَضِيَ مَخْرَمَةُ۔

باب ۸۶۷۔ غلام یا سامان پر قبضہ کب متصور ہوگا

۱۰۹۲۔ حضرت مسور بن مخرمہؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے چند قبائیں تقسیم کیں اور مخرمہؓ کو اس میں سے ایک بھی نہیں دی، انہوں نے (مجھ سے) فرمایا بیٹے چلو۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلیں میں ان کے ساتھ چلا۔ انہوں نے فرمایا کہ اندر جاؤ اور حضور ﷺ سے عرض کرو کہ میں آپ کا منتظر کھڑا ہوں چنانچہ میں جا کر حضور اکرم ﷺ کو بلا لایا۔ آپ ﷺ اس وقت انہیں قباؤں میں سے ایک قبا پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا کہاں چھپے ہوئے تھے۔ لو یہ قبا تمہاری ہے۔ حضرت مسورؓ نے بیان کیا کہ مخرمہؓ نے قباء کی طرف دیکھا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: مخرمہ خوش ہو گئے۔

باب ۸۶۸. هَدِيَّةِ مَايُكْرَهُ لُبْسُهَا

(۱۰۹۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيْهَا وَجَآءَ عَلِيٌّ فَذَكَرَتْ لَهُ ذٰلِكَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّيْ رَاَيْتُ عَلٰى بَابِهَا سِتْرًا مَّوْشِيًّا فَقَالَ مَالِيْ وَلِلدُّنْيَا فَاَتَاهَا عَلِيٌّ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهَا فَقَالَتْ لِيَاْمُرْنِيْ فِيْهِ بِمَا شَآءَ قَالَ تُرْسِلُ بِهٖ اِلٰى فُلَانٍ اَهْلِ بَيْتٍ بِهِمْ حَاجَةٌ۔

باب ۸۶۸۔ ایسے کپڑے کا ہدیہ جس کا پہننا پسندیدہ نہ ہو

۱۰۹۳۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ آپ ﷺ فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے لیکن اندر نہیں گئے (بلکہ باہر ہی سے واپس چلے آئے) جب علیؓ گھر آئے تو فاطمہؓ نے ان سے اس کا ذکر کیا (کہ آپ ﷺ گھر میں تشریف نہیں لائے) علیؓ نے اس کا ذکر حضور اکرم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا میں نے اس کے دروازے پر دھاری دار پردہ لٹکا دیکھا تھا، مجھے دنیا کی آرائش وزیبائش سے کیا سروکار! (اس لئے واپس چلا آیا) علیؓ نے آ کر فاطمہؓ سے حضور اکرم ﷺ کی گفتگو کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ آنحضور ﷺ مجھے جس طرح کا چاہیں اس سلسلے میں حکم فرمائیں (آپ ﷺ کو جب یہ بات پہنچی تو) آپ ﷺ نے فرمایا کہ فلاں گھرانے میں اسے بھجوادیں۔ انہیں ضرورت ہے۔

فائدہ:۔ دروازہ پر کپڑا لٹکانا ناجائز نہیں تھا، لیکن فاطمہؓ آپ ﷺ کی صاحبزادی ہیں، اور آپ ﷺ کو ان سے غایت درجہ محبت ہے۔ اس لئے آپ ﷺ دنیا میں جس طرح ہر طرح کی آرائش وزیبائش سے الگ ہو کر رہنا چاہتے ہیں، وہی ان کے لئے بھی آپ ﷺ نے پسند فرمایا اور اسی لئے ناگواری کا اظہار فرمایا۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اَهْدٰى اِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَآءَ فَلَبِسْتُهَا فَرَاَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَآئِيْ۔

حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے ایک ریشمی حلہ ہدیہ میں دیا تو میں نے اسے پہن لیا لیکن جب غصے کے آثار روئے مبارک پر دیکھے تو اسے (اپنے گھر کی) عورتوں میں پھاڑ کر تقسیم کر دیا۔

باب ۸۶۹. قَبُوْلِ الْهَدِيَّةِ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ.

باب ۸۶۹۔ مشرکین کا ہدیہ قبول کرنا

(۱۰۹۴) عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ

۱۰۹۴۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے بیان کیا کہ ہم ایک سو تیس آدمی

عَنهما) قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثِينَ وَمِائَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ هَلْ مَعَ اَحَدٍ مِّنكُم طَعَامٌ فَاِذَا مَعَ رَجُلٍ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ اَوْ نَحْوُهٗ فَعُجِنَ ثُمَّ جَآءَ رَجُلٌ مُّشْرِكٌ مُّشْعَانٌ طَوِيلٌ بِغَنَمٍ يَسُوقُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بَيْعًا اَمْ عَطِيَّةً اَوْ قَالَ اَمْ هِبَةً قَالَ لَا بَلْ بَيْعٌ فَاشْتَرٰى مِنْهُ شَاةً فَصُنِعَتْ وَاَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِسَوَادِ الْبَطْنِ اَنْ يُّشْوٰى وَايْمُ اللّٰهِ مَا فِي الثَّلٰثِينَ وَالْمِائَةِ اِلَّا قَدْ حَزَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ لَهٗ حُزَّةً مِّنْ سَوَادِ بَطْنِهَا اِنْ كَانَ شَاهِدًا اَعْطَاهَا اِيَّاهُ وَاِنْ كَانَ غَائِبًا خَبَاَلَهٗ فَجَعَلَ مِنْهَا قَصْعَتَيْنِ فَاَكَلُوا اَجْمَعُونَ وَشَبِعْنَا فَفَضَلَتِ الْقَصْعَتَانِ فَحَمَلْنَاهُ عَلَى الْبَعِيرِ اَوْ كَمَا قَالَ۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے، حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا کسی کے ساتھ کھانے کی کوئی چیز بھی ہے۔ ایک صحابی کے ساتھ تقریبا ایک صاع کھانا (آٹا) تھا وہ آٹا گوندھا گیا۔ پھر ایک دراز قد مشرک بکریاں ہانکتا ہوا آیا حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا، یہ بیچنے کیلئے یا کسی کا عطیہ ہے۔ یا آپ نے (عطیہ کی بجائے) ہبہ فرمایا۔ اس نے کہا کہ نہیں، بیچنے کیلئے ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سے ایک بکری خریدی، پھر ذبح کی گئی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی کلیجی بھوننے کے لئے کہا، بخدا، ایک سوتیس اصحاب میں سے ہر ایک کو آپ ﷺ نے اس کلیجی میں سے کاٹ کر دیا جو اس وقت موجود تھے انہیں تو آپ ﷺ نے فوراً ہی دے دیا، اور جو اس وقت موجود نہیں تھے ان کا حصہ محفوظ رکھ لیا۔ پھر بکری کے گوشت کو دو بڑی قابوں میں رکھا، اور سب نے خوب سیر ہو کر کھایا۔ جو کچھ قابوں میں بچ گیا تھا اسے اونٹ پر رکھ کر ہم واپس لائے۔ او کما قال۔

فائدہ:۔ جس طرح مشرکوں یعنی غیر مسلموں کا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے، انہیں ہدیہ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ البتہ اگر کوئی غیر مسلم دار الحرب میں رہتا ہے اور جس ملک کا وہ باشندہ ہے، مسلمان ملک کا تعلق اس کے ساتھ غیر دوستانہ ہے یا جنگ کے سے حالات چل رہے ہیں تو کسی مسلمان کے لئے درست نہیں ہے کہ وہ کوئی ایسا ہدیہ دار الحرب کے غیر مسلم باشندوں کو دے جو لڑائی وغیرہ میں کارآمد ہو سکتا ہو۔
حضرت اسماءؓ، ابوبکرؓ کی صاحبزادی کی والدہ کا نام قتیلہ بنت عبد العزیٰ تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے انہیں جاہلیت کے زمانے میں طلاق دے دی تھی اور وہ مشرکہ تھیں۔ حضرت اسماءؓ کے پاس زبیب، گھی وغیرہ کا ہدیہ لے کر آئی تھیں۔ روایتوں میں ہے کہ اسماءؓ نے ان کا ہدیہ لینے سے انکار کر دیا تھا اور انہیں اپنے گھر آنے کی اجازت بھی نہیں دی تھی۔ پھر جب حضور اکرم ﷺ سے انہوں نے پوچھا تو آپ ﷺ نے انہیں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن معاملت کا حکم دیا۔ ان کا اسلام ثابت نہیں ہے۔

باب ۸۷۰. اَلْهَدِيَّةِ لِلْمُشْرِكِينَ

(۱۰۹۵) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَيَّ اُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَهِيَ رَاغِبَةٌ اَفَاَصِلُ اُمِّي قَالَ نَعَمْ صِلِي اُمَّكِ۔

باب ۸۷۰۔ مشرکوں کو ہدیہ دینا

۱۰۹۵۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں میری والدہ جو مشرکہ تھیں میرے یہاں آئیں۔ میں نے حضور اکرم ﷺ سے پوچھا، میں نے یہ بھی کہا کہ وہ (مجھ سے ملاقات کی) بہت خواہشمند ہیں تو کیا میں اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہوں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! اپنی والدہ کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

باب ۸۷۱. مَاقِيلَ فِي الْعُمْرٰى وَالرُّقْبٰى

(۱۰۹۶) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرٰى اَنَّهَا لِمَنْ وُّهِبَتْ لَهٗ۔

باب ۸۷۱۔ عمریٰ اور رقبیٰ کے سلسلے میں روایات

۱۰۹۶۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے عمریٰ کے متعلق فیصلہ کیا تھا کہ وہ اس کا ہو جاتا ہے جسے ہبہ کیا گیا ہو۔

فائدہ:۔ عمریٰ اور رقبیٰ یہ دونوں عقد جاہلیت میں رائج تھے، ایک شخص دوسرے سے یہ کہتا کہ جب تک تم زندہ ہو یہ مکان تمہارا ہے تو حنفیہ کی تفسیر کے مطابق یہ ایک طرح کا ہبہ سمجھا جائے گا اور کہنے کے مطابق عمر بھر دوسرا شخص اسے استعمال کر سکے گا۔ رقبیٰ کی صورت یہ تھی کہ کوئی شخص کہتا، یہ میرا گھر ہے۔ اگر میں پہلے مر گیا تو تم اسے لے لینا، لیکن اگر تم مجھ سے پہلے مر گئے تو میرا ہی رہے گا۔ فقہاء کے یہاں اس باب میں تفصیلات ہیں، حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں جس مفہوم کے لئے ان الفاظ کا استعمال ہوتا تھا ضروری نہیں کہ بعد میں بھی بعینہ وہی اس کا مفہوم رہا ہو۔ غالباً ائمہ کے اختلاف کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

باب ۸۷۲. الْاِسْتِعَارَةِ لِلْعَرُوْسِ عِنْدَالْبِنَاءِ

(۱۰۹۷) عَنْ عَبْدِالْوَاحِدِ ابْنِ اَيْمَنَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَآئِشَةَ وَعَلَيْهَا دِرْعُ قِطْرٍ ثَمَنُ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ فَقَالَتْ اِرْفَعْ بَصَرَكَ اِلٰى جَارِيَتِيْ اُنْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهَا تَزْهٰى اَنْ تَلْبَسَهُ فِي الْبَيْتِ وَقَدْ كَانَ لِيْ مِنْهُنَّ دِرْعٌ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا كَانَتْ اِمْرَاَةٌ تُقَيَّنُ بِالْمَدِيْنَةِ اِلَّا اَرْسَلَتْ اِلَيَّ تَسْتَعِيْرُهُ۔

باب ۸۷۲۔ دلہن کے زفاف کے لئے کوئی چیز مستعار لینا

۱۰۹۷۔ حضرت عبدالواحد بن ایمن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد نے کہا کہ میں عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ قطر ایمن کا ایک دبیز کھردرا کپڑے کی قمیص پہنے ہوئی تھیں۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا، ذرا نظر اٹھا کر میری اس باندی کو تو دیکھو، اسے گھر میں یہ کپڑا پہننے سے انکار ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں میرے پاس اسی کی قمیص تھی۔ جب کوئی دلہن بنائی جاتی تو میرے یہاں آدمی بھیج کر وہ قمیص منگا لیتی تھی۔

فائدہ:۔ آج بھی اس کا رواج ہے کہ غریب اور محتاج لوگ اپنی شادی بیاہ کے مواقع پر بہت سی چیزیں مستعار لیتے ہیں، کیونکہ ان کے پاس اتنے پیسے نہیں ہوتے کہ خرید سکیں۔ عرب میں بھی اس کا رواج تھا۔ عائشہؓ بتانا یہ چاہتی ہیں کہ اب اپنے گھر میں جس طرح کے کپڑے پہننے سے انکار ہے، رسول اللہ ﷺ کے عہد میں وہی کپڑا شادی کے موقع پر مستعار لیا جاتا تھا۔

باب ۸۷۳. فَضْلِ الْمَنِيْحَةِ

(۱۰۹۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُوْنَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ مَّكَّةَ وَلَيْسَ بِاَيْدِيْهِمْ يَعْنِيْ شَيْئًا وَّكَانَتِ الْاَنْصَارُ اَهْلَ الْاَرْضِ وَالْعَقَارِ فَقَاسَمَهُمُ الْاَنْصَارُ عَلٰى اَنْ يُّعْطُوْهُمْ ثِمَارَ اَمْوَالِهِمْ كُلَّ عَامٍ وَّيَكْفُوْهُمُ الْعَمَلَ وَالْمُؤْنَةَ وَكَانَتْ اُمُّهٗ اُمُّ اَنَسٍ اُمُّ سُلَيْمٍ كَانَتْ اُمَّ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ طَلْحَةَ فَكَانَتْ اَعْطَتْ اُمُّ اَنَسٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِذَاقًا فَاَعْطَاهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّ اَيْمَنَ مَوْلَاتَهٗ اُمَّ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِ اَهْلِ خَيْبَرَ فَانْصَرَفَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ رَدَّ الْمُهَاجِرُوْنَ اِلَى الْاَنْصَارِ مَنَائِحَهُمُ الَّتِيْ

باب ۸۷۳۔ منیحہ کی فضیلت

۱۰۹۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ آئے تو ان کے ساتھ کوئی بھی سامان نہ تھا، انصار زمین اور جائیداد والے تھے، انصار نے مہاجرین سے یہ معاملہ کر لیا کہ وہ اپنے اموال میں سے انہیں ہر سال پھل دیا کریں گے اور اس کے بدلے میں مہاجرین ان کے باغات میں کام کیا کریں گے۔ انسؓ کی والدہ ام سلیم جو عبداللہ بن ابی طلحہؓ کی بھی والدہ تھیں، نے رسول اللہ ﷺ کو کھجور کا ایک باغ ہدیۃً دیا تھا لیکن آنحضور ﷺ نے وہ باغ اپنی مولاۃ ام ایمنؓ کو جو اسامہ بن زیدؓ کی والدہ تھیں عنایت فرما دیا تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب خیبر کے یہودیوں کے استیصال سے فارغ ہوئے اور مدینہ واپس تشریف لائے تو مہاجرین نے انصار کو ان کے ہدایا واپس کر دیئے جو انہوں نے پھلوں کی صورت میں دے رکھے تھے (کیونکہ اب مہاجرین کے پاس بھی خیبر کی غنیمت میں سے مال

كَانُوا مَنَحُوهُمْ مِنْ ثِمَارِهِمْ فَرَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُمِّهِ عِذَاقَهَا وَأَعْطَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّ أَيْمَنَ مَكَانَهُنَّ مِنْ حَائِطِهِ۔

آ گیا تھا)۔ آنحضور نے انسؓ کی والدہ کا باغ بھی واپس کردیا اور ام ایمنؓ کو اس کے بجائے اپنے باغ میں سے (کچھ درخت) عنایت فرمائے۔

(۱۰۹۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْبَعُونَ خَصْلَةً أَعْلَاهُنَّ مَنِيحَةُ الْعَنْزِ مَامِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِّنْهَا رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيقَ مَوْعُودِهَا إِلَّا أَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ۔

۱۰۹۹۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، چالیس خصلتیں، جن میں سب سے اعلیٰ وارفع دودھ دینے والی بکری کا ہدیہ کرنا ہے ایسی ہیں کہ جو شخص ان میں سے ایک خصلت پر بھی عامل ہوگا، ثواب کی نیت سے اور اللہ کے وعدے کو سچا سمجھتے ہوئے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اسے جنت میں داخل کرے گا۔

كتاب الشهادات

کتاب: گواہوں کے مسائل

باب ۸۷۴. لَايَشْهَدُ عَلٰى شَهَادَةِ جَوْرٍ إِذَا أُشْهِدَ

باب ۸۷۴۔ حق کے خلاف کسی کو گواہ بنایا جائے تو گواہی نہ دے

(۱۱۰۰) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ يَجِيءُ أَقْوَامٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِينَهُ وَيَمِينُهُ شَهَادَتَهُ۔

۱۱۰۰۔ حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سب سے بہتر میرے قرن کے لوگ ہیں، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے، پھر وہ لوگ جو اس کے بعد ہوں گے اور اس کے بعد ایسے لوگوں کا زمانہ آئے گا، جن کی (زبان سے لفظ) شہادت قسم سے پہلے نکل جائے گا اور قسم شہادت سے پہلے۔

فائدہ:۔ مطلب یہ ہے کہ گواہی دینے کے معاملہ میں بالکل بے قابو ہوں گے۔ دلوں میں دین کی کوئی اہمیت باقی نہ رہے گی اور جھوٹی سچی ہر طرح کی گواہی کے لئے انہیں تیار کیا جائے۔ اس معاملہ میں ان کی خفیف الحرکتی کا یہ عالم ہوگا کہ کہنا چاہیں گے لفظ شہادت اور زبان سے نکل جائے گی لفظ قسم اسی طرح کھانی چاہیں گے قسم اور زبان سے نکلے گا لفظ شہادت۔

(۱۱۰۱) عَنْ أَبِي بَكْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ ثَلٰثاً قَالُوا بَلٰى يَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ وَجَلَسَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ أَلَا وَقَوْلَ الزُّورِ قَالَ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا لَيْتَهُ سَكَتَ۔

۱۱۰۱۔ حضرت ابوبکرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تم لوگوں کو سب سے بڑے گناہ نہ بتاؤں؟ تین مرتبہ آپ نے اسی طرح فرمایا۔ صحابہؓ نے عرض کیا، کیوں نہیں، یارسول اللہ! آپ نے فرمایا کہ اللہ کا کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، آپ اس وقت تک ٹیک لگائے ہوئے تھے، لیکن اب (آنے والی بات کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے) آپ سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا، ہاں اور جھوٹی شہادت بھی، حضور اکرم ﷺ نے اس جملے کو اتنی مرتبہ دہرایا کہ ہم کہنے لگے (اپنے دل میں) کاش! آپ ﷺ خاموش ہوجاتے۔

فائدہ:۔ یہ صحابہؓ کی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ محبت کا معاملہ تھا کہ آپ ایک بات کو بار بار فرمانے لگے تو انہیں یہ خیال گذرا کہ اس سے آپ ﷺ کو تکلیف ہوتی ہوگی، اور کاش اب آپ خاموش ہوجائیں اور اپنے کو زیادہ تکلیف میں نہ ڈالیں۔

باب ۸۷۵. شَهَادَةِ الْاَعْمٰى وَاَمْرِهٖ وَنِكَاحِهٖ وَاِنْكَاحِهٖ وَمُبَايَعَتِهٖ وَقَبُوْلِهٖ فِى التَّاذِيْنِ وَغَيْرِهٖ وَمَا يُعْرَفُ بِالْاَصْوَاتِ

(۱۱۰۲)عَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَمِعَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَّقْرَأُ فِى الْمَسْجِدِ فَقَالَ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَقَدْ اَذْكَرَنِىْ كَذَا اٰيَةً اَسْقَطْتُهُنَّ مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا ـ(وزاد عباد بن عبدالله) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا تَهَجَّدَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ بَيْتِىْ فَسَمِعَ صَوْتَ عَبَّادٍ يُصَلِّىْ فِى الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَاعَآئِشَةُ اَصَوْتُ عَبَّادٍ هٰذَا قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ عَبَّادًا ـ

باب ۸۷۵۔ نابینا کی گواہی، اسکا حکم، نکاح کرنا، دوسرے کا نکاح کرانا، خرید وفروخت، اذان وغیرہ اوراس کی طرف سے وہ تمام امور جو آواز سے سمجھے جاسکتے ہوں، کو قبول کرنا

۱۱۰۲۔ حضرت عائشہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو مسجد میں قرآن مجید پڑھتے سنا تو فرمایا، ان پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے، مجھے انہوں نے اس وقت فلاں اور فلاں آیتیں یاد دلا دیں جنہیں میں فلاں فلاں سورتوں میں لکھوانا بھول گیا تھا۔ عباد بن عبداللہؓ نے اپنی روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ زیادتی کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے میرے گھر میں تہجد کی نماز پڑھی، اس وقت آپ ﷺ نے عبادؓ کی آواز سنی کہ وہ مسجد میں نماز پڑھ رہے ہیں، آپ ﷺ نے پوچھا، عائشہ! کیا یہ عباد کی آواز ہے؟ میں نے کہا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ عباد پر رحم فرمائیے۔

فائدہ:۔ حنفی فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نابینا کی شہادت اکثر جزئیات میں قبول نہیں کی جائے گی، کیونکہ شہادت کے باب میں عموماً بینائی کی ضرورت ہوتی ہے، جن جزئیات کا مصنفؒ نے ذکر کیا ہے ان میں احناف کے یہاں بھی نابینا کی شہادت قبول کی جاسکتی ہے۔

باب ۸۷۶. تَعْدِيْلِ النِّسَآءِ بَعْضِهِنَّ بَعْضًا

(۱۱۰۳)عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَآ اَرَادَ اَنْ يَّخْرُجَ سَفَرًا اَقْرَعَ بَيْنَ اَزْوَاجِهٖ فَاَيَّتُهُنَّ خَرَجَ سَهْمُهَا خَرَجَ بِهَا مَعَهٗ فَاَقْرَعَ بَيْنَنَا فِىْ غَزَاةٍ غَزَاهَا فَخَرَجَ سَهْمِىْ فَخَرَجْتُ مَعَهٗ بَعْدَ مَآ اُنْزِلَ الْحِجَابُ فَاَنَا اُحْمَلُ فِىْ هَوْدَجٍ وَّاُنْزَلُ فِيْهِ فَسِرْنَا حَتّٰى اِذَا فَرَغَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَتِهٖ تِلْكَ وَقَفَلَ وَدَنَوْنَا مِنَ الْمَدِيْنَةِ اٰذَنَ لَيْلَةً بِالرَّحِيْلِ فَقُمْتُ حِيْنَ اٰذَنُوْا بِالرَّحِيْلِ فَمَشَيْتُ حَتّٰى جَاوَزْتُ الْجَيْشَ فَلَمَّا قَضَيْتُ شَاْنِىْ اَقْبَلْتُ اِلَى الرَّحْلِ فَلَمَسْتُ صَدْرِىْ فَاِذَا عِقْدٌ لِّىْ مِنْ جَذْعِ اَظْفَارٍ قَدِانْقَطَعَ فَرَجَعْتُ فَالْتَمَسْتُ عِقْدِىْ فَحَبَسَنِىْ اِبْتِغَآءُهٗ فَاَقْبَلَ الَّذِيْنَ يَرْحَلُوْنَ لِىْ فَاحْتَمَلُوْا هَوْدَجِىْ فَرَحَلُوْهُ عَلٰى بَعِيْرِىَ الَّذِىْ كُنْتُ اَرْكَبُ وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنِّىْ فِيْهِ

باب ۸۷۶۔ عورتوں کا باہم ایک دوسرے کی اچھی عادت واطوار کے متعلق گواہی دینا

۱۱۰۳۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ جب سفر میں جانے کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی کرتے، جن کا حصہ نکلتا، سفر میں وہی آپ کے ساتھ جاتی تھیں۔ چنانچہ ایک غزوہ کے موقعہ پر جس میں آپ ﷺ بھی شرکت کررہے تھے آپ نے قرعہ اندازی کی اور حصہ میرا نکلا۔ اب میں آپ ﷺ کے ساتھ تھی، یہ واقعہ پردے کی آیت کے نازل ہونے کے بعد کا ہے۔ اسلئے مجھے ہودج سمیت سوار کیا جاتا تھا اوراسی سمیت (سواری سے) اتارا جاتا تھا۔ اوراس طرح ہم روانہ ہوئے تھے۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ غزوہ سے فارغ ہوکر واپس ہوئے اور ہم مدینہ کے قریب پہنچ گئے تو ایک رات آپ نے کوچ کا اعلان کرادیا۔ جب کوچ کا اعلان ہورہا تھا تو میں (قضاء حاجت کے لئے تنہا) اٹھی اور قضاء حاجت کے بعد کجاوے کے قریب آگئی۔ وہاں پہنچ کر جو میں نے اپنا سینہ ٹٹولا تو میرا ظفار کے جزع کا ہار موجود نہیں تھا۔ اس لئے میں وہاں دوبارہ پہنچی (جہاں قضاء حاجت کے لئے گئی تھی) اور میں نے ہار کو تلاش کیا۔ اس تلاش میں دیر ہوگئی۔ اس عرصے میں وہ اصحاب جو مجھے سوار

وَكَانَ النِّسَآءُ اِذْ ذٰلِكَ خِفَافًا لَمْ يَثْقُلْنَ وَلَمْ يَغْشَهُنَّ
اللَّحْمُ وَاِنَّمَا يَاكُلْنَ الْعُلْقَةَ مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ
الْقَوْمُ حِيْنَ رَفَعُوْهُ ثِقَلَ الْهَوْدَجِ فَاحْتَمَلُوْهُ وَكُنْتُ
جَارِيَةً حَدِيْثَةَ السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوْا فَوَجَدْتُ
عِقْدِيْ بَعْدَ مَااسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ مَنْزِلَهُمْ وَلَيْسَ
فِيْهِ اَحَدٌ فَاَمَمْتُ مَنْزِلِي الَّذِيْ كُنْتُ بِهٖ فَظَنَنْتُ اَنَّهُمْ
سَيُفْقِدُوْنِيْ فَيَرْجِعُوْنَ اِلَيَّ فَبَيْنَا اَنَا جَالِسَةٌ غَلَبَتْنِيْ
عَيْنَايَ فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ ثُمَّ
الذَّكْوَانِيُّ مِنْ وَّرَآءِ الْجَيْشِ فَاَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِيْ فَرَاٰى
سَوَادَ اِنْسَانٍ نَّائِمٍ فَاَتَانِيْ وَكَانَ يَرَانِيْ قَبْلَ الْحِجَابِ
فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهٖ حِيْنَ اَنَاخَ رَاحِلَتَهٗ فَوَطِيءَ
يَدَهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُوْدُبِي الرَّاحِلَةَ حَتّٰى اَتَيْنَا
الْجَيْشَ بَعْدَ مَانَزَلُوْا مُعَرِّسِيْنَ فِيْ نَحْوِ الظَّهِيْرَةِ فَهَلَكَ
مَنْ هَلَكَ وَكَانَ الَّذِيْ تَوَلَّى الْاِفْكَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ بْنِ
سُلُوْلٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاشْتَكَيْتُ بِهَا شَهْرًا يُفِيْضُوْنَ
مِنْ قَوْلِ اَصْحَابِ الْاِفْكِ وَيُرِيْبُنِيْ فِيْ وَجَعِيْ اَنِّيْ
لَآاَرٰى مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ الَّذِيْ
كُنْتُ اَرٰى مِنْهُ حِيْنَ اَمْرَضُ اِنَّمَا يَدْخُلُ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ
يَقُوْلُ كَيْفَ تِيْكُمْ لَآاَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِّنْ ذٰلِكَ حَتّٰى
نَقِهْتُ فَخَرَجْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ مُتَبَرَّزُنَا
لَانَخْرُجُ اِلَّا لَيْلًا اِلٰى لَيْلٍ وَّذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ نَّتَّخِذَ الْكُنُفَ
قَرِيْبًا مِّنْ بُيُوْتِنَا وَاَمْرُنَا اَمْرُالْعَرَبِ الْاُوَلِ فِي الْبَرِّيَّةِ اَوْفِي
التَّنَزُّهِ فَاَقْبَلْتُ اَنَا وَاُمُّ مِسْطَحٍ بِنْتُ اَبِيْ رُهْمٍ نَمْشِيْ
فَعَثَرَتْ فِيْ مِرْطِهَا فَقَالَتْ تَعِسَ مِسْطَحٌ فَقُلْتُ لَهَا
بِئْسَ مَاقُلْتِ اَتَسُبِّيْنَ رَجُلًا شَهِدَ بَدْرًا فَقَالَتْ يَاهَنْتَاهُ
اَلَمْ تَسْمَعِيْ مَاقَالُوْا فَاَخْبَرَتْنِيْ بِقَوْلِ اَهْلِ الْاِفْكِ
فَازْدَدْتُ مَرَضًا اِلٰى مَرَضِيْ فَلَمَّا رَجَعْتُ اِلٰى بَيْتِيْ
دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ
فَقَالَ كَيْفَ تِيْكُمْ فَقُلْتُ ائْذَنْ لِيْ اِلٰى اَبَوَيَّ قَالَتْ وَاَنَا
حِيْنَئِذٍ اُرِيْدُ اَنْ اَسْتَيْقِنَ الْخَبَرَ مِنْ قِبَلِهِمَا فَاَذِنَ لِيْ

کرتے تھے آئے اور میرا ہودج اٹھا کر میرے اونٹ پر رکھ دیا۔ وہ یہی
سمجھے کہ میں اس میں بیٹھی ہوئی ہوں۔ ان دنوں عورتیں ہلکی پھلکی ہوا کرتی
تھیں، بھاری بھرکم نہیں۔ گوشت ان میں زیادہ نہیں رہتا تھا کیونکہ سب
معمولی غذا کھاتی تھیں۔ اس لئے ان لوگوں نے ہودج کو اٹھایا تو انہیں
اس کے بوجھ میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوا۔ میں یوں بھی نوعمر لڑکی تھی۔
چنانچہ ان اصحاب نے اونٹ کو ہانک دیا اور خود بھی اس کے ساتھ چلنے
لگے۔ جب لشکر روانہ ہو چکا تو مجھے اپنا ہار ملا اور میں پڑاؤ کی جگہ آئی، لیکن
وہاں کوئی متنفس موجود نہ تھا۔ اس لئے میں اس جگہ گئی جہاں پہلے میرا قیام
تھا، میرا خیال تھا کہ جب وہ لوگ مجھے نہیں پائیں گے تو یہیں لوٹ کر
آئیں گے (اپنی جگہ پہنچ کر) میں یوں ہی بیٹھی ہوئی تھی کہ میری آنکھ لگ
گئی اور میں سو گئی۔ صفوان بن معطل سلمی ثم زکوانیؓ لشکر کے پیچھے تھے
(تاکہ لشکریوں کی گری ہوئی چیزوں کو اٹھا کر انہیں ان کے مالک تک
پہنچائیں۔ آپ ﷺ کی طرف سے آپ اسی کام کے لئے مقرر تھے) وہ
میری طرف سے گزرے تو ایک سوئے انسان کا سایہ نظر پڑا۔ اس لئے وہ
قریب پہنچے، پردہ کے حکم سے پہلے وہ مجھے دیکھ چکے تھے۔ ان کے اناللہ
پڑھنے پر میں بیدار ہو گئی۔ آخر انہوں نے اپنا اونٹ بٹھایا اور اگلے پاؤں کو
موڑ دیا (تاکہ بلا کسی مدد کے میں خود سوار ہو سکوں) چنانچہ میں سوار ہو گئی۔
اب وہ اونٹ پر مجھے بٹھائے ہوئے وہ خود اس کے آگے آگے چلنے لگے،
اسی طرح جب ہم لشکر کے قریب پہنچے تو لوگ بھری دوپہر میں آرام کے
لئے پڑاؤ ڈال چکے تھے (اتنی ہی بات تھی جس کی بنیاد پر) جسے ہلاک ہونا
تھا وہ ہلاک ہوا۔ اور تہمت کے معاملے میں پیش پیش عبداللہ بن ابی بن
سلول (منافق) تھا پھر ہم مدینہ آ گئے اور میں ایک مہینہ تک بیمار رہی۔
تہمت لگانے والوں کی باتوں کا خوب چرچا ہو رہا تھا۔ اپنی اس بیماری کے
دوران مجھے اس سے بھی بڑا شبہ ہوتا تھا کہ ان دنوں رسول اللہ ﷺ کا وہ
لطف وکرم بھی میں نہیں دیکھتی تھی جس کا مشاہدہ اپنی پچھلی بیماریوں میں
کر چکی تھی۔ بس آپ ﷺ گھر میں جب آتے تو سلام کرتے اور صرف
اتنا دریافت فرما لیتے، مزاج کیسا ہے؟ جو باتیں تہمت لگانے والے
پھیلا رہے تھے، ان میں سے کوئی بات مجھے معلوم نہیں تھی۔ جب میری
صحت کچھ ٹھیک ہوئی تو (ایک رات) میں ام مسطح کے ساتھ مناصع کی
طرف گئی (یہ ہماری قضائے حاجت کی جگہ تھی) ہم صرف یہاں رات ہی

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُ اَبَوَيَّ فَقُلْتُ لِاُمِّيْ مَايَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ فَقَالَتْ يَابُنَيَّةُ هَوِّنِيْ عَلٰى نَفْسِكِ الشَّاْنَ فَوَاللّٰهِ لَقَلَّمَا كَانَتِ امْرَاَةٌ قَطُّ وَضِيْئَةً عِنْدَ رَجُلٍ يُحِبُّهَا وَلَهَا ضَرَآئِرُ اِلَّا اَكْثَرْنَ عَلَيْهَا فَقُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَقَدْ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ بِهٰذَا قَالَتْ فَبِتُّ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى اَصْبَحْتُ لَايَرْقَاُلِيْ دَمْعٌ وَّلَا اَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ اَصْبَحْتُ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ ابْنَ اَبِيْ طَالِبٍ وَّاُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِيْنَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْتَشِيْرُهُمَا فِيْ فِرَاقِ اَهْلِهٖ فَاَمَّا اُسَامَةَ فَاَشَارَ عَلَيْهِ بِالَّذِيْ يَعْلَمُ فِيْ نَفْسِهٖ مِنَ الْوُدِّ لَهُمْ فَقَالَ اُسَامَةُ اَهْلُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا نَعْلَمُ وَاللّٰهِ اِلَّا خَيْرًا وَّاَمَّا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَنْ يُضِيِّقَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيْرٌ وَّسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ فَقَالَ يَابَرِيْرَةُ هَلْ رَاَيْتِ فِيْهَا شَيْئًا يُرِيْبُكِ فَقَالَتْ بَرِيْرَةُ لَاوَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنْ رَاَيْتُ مِنْهَا اَمْرًا اَغْمِصُهٗ عَلَيْهَا اَكْثَرَ مِنْ اَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنِ الْعَجِيْنِ فَتَاْتِي الدَّاجِنُ فَتَاْكُلُهٗ فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ يَّوْمِهٖ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ سَلُوْلٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّعْذِرُنِيْ مِنْ رَّجُلٍ بَلَغَنِيْ اَذَاهُ فِيْ اَهْلِيْ فَوَاللّٰهِ مَاعَلِمْتُ عَلٰى اَهْلِيْ اِلَّا خَيْرًا وَقَدْ ذَكَرُوْا رَجُلًا مَّاعَلِمْتُ عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا وَّمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلٰى اَهْلِيْ اِلَّا مَعِيْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا وَاللّٰهِ اَعْذِرُكَ مِنْهُ اِنْ كَانَ مِنَ الْاَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهٗ وَاِنْ كَانَ مِنْ اِخْوَانِنَا مِنَ الْخَزْرَجِ اَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا فِيْهِ اَمْرَكَ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُالْخَزْرَجِ وَكَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ رَجُلًا صَالِحًا وَّلٰكِنِ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ كَذَبْتَ لَعَمْرُاللّٰهِ لَاتَقْتُلُهٗ وَلَاتَقْدِرُ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَامَ اُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ فَقَالَ كَذَبْتَ لَعَمْرُاللّٰهِ وَاللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهٗ

میں آتے تھے۔ یہ اس زمانہ کی بات ہے جب ابھی ہمارے گھروں کے قریب بیت الخلاء نہیں بنے تھے۔ میدان میں جانے کے سلسلے میں (قضائے حاجت کے لئے) ہمارا طرز عمل قدیم عرب کی طرح تھا۔ میں اور ام مسطح بنت ابی رہم چل رہے تھے کہ وہ اپنی چادر میں الجھ کر گر پڑیں اور ان کی زبان سے نکل گیا۔ مسطح برباد ہو۔ میں نے کہا بری بات آپ نے زبان سے نکالی۔ ایسے شخص کو برا کہہ رہی ہیں آپ جو بدر کی لڑائی میں شریک تھے۔ وہ کہنے لگیں ارے وہ جو کچھ ان سبھوں نے کہا ہے وہ آپ نے نہیں سنا پھر انہوں نے تہمت لگانے والوں کی ساری باتیں سنائی اور ان باتوں کو سن کر میری بیماری اور بڑھ گئی۔ میں جب اپنے گھر واپس ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے اور دریافت فرمایا، کیسا ہے مزاج؟ میں نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ مجھے والدین کے یہاں جانے کی اجازت دیجئے۔ اس وقت میرا ارادہ یہ تھا کہ ان سے خبر کی تحقیق کروں گی۔ آنحضور ﷺ نے مجھے جانے کی اجازت دے دی اور میں جب گھر آئی تو میں نے اپنی والدہ سے ان باتوں کے متعلق پوچھا جو لوگوں میں پھیلی ہوئی تھیں۔ انہوں نے فرمایا، بیٹی! اس طرح کی باتوں کی پرواہ نہ کرو، خدا کی قسم شاید ہی ایسا ہو کہ تم جیسی حسین وخوبصورت عورت کسی مرد کے گھر میں ہو اور اس کی سوکنیں بھی ہوں، پھر بھی اس طرح کی باتیں نہ پھیلائی جایا کریں۔ میں نے کہا، سبحان اللہ! (سوکنوں کا کیا ذکر) وہ تو دوسرے لوگ اس طرح کی باتیں کر رہے ہیں، انہوں نے بیان کیا کہ وہ رات میں نے وہیں گذاری۔ صبح تک یہ عالم تھا کہ آنسو نہیں تھمتے تھے اور نہ نیند آئی۔ صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیوی کو جدا کرنے کے سلسلے میں علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بلوایا، کیونکہ وحی (اس سلسلے میں) اب تک نہیں آئی تھی۔ اسامہ رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی اپنے اہل کے ساتھ محبت کا علم تھا، اس لئے اسی کے مطابق مشورہ دیا اور کہا، آپ ﷺ کی بیوی، یارسول اللہ بخدا ہم ان کے متعلق خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ لیکن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کوئی تنگی (اس سلسلے میں) نہیں کی ہے۔ عورتیں ان کے سوا بھی بہت ہیں۔ باندی سے بھی آپ ﷺ دریافت فرمالیجئے۔ وہ سچی بات بیان کریں گی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا کو بلایا (عائشہ رضی اللہ عنہا کی خاص خادمہ) اور دریافت فرمایا۔ بریرہؓ کیا تم نے

فَاِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِيْنَ فَثَارَ الْحَيَّانِ الْاَوْسُ
وَالْخَزْرَجُ حَتّٰى هَمُّوْا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَنَزَلَ فَخَفَّضَهُمْ حَتّٰى سَكَتُوْا
وَسَكَتَ وَبَكَيْتُ يَوْمِىْ لَا يَرْقَاُلِىْ دَمْعٌ وَّلَا اَكْتَحِلُ
بِنَوْمٍ فَاَصْبَحَ عِنْدِىْ اَبَوَاىَ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا
حَتّٰى اَظُنُّ اَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِىْ قَالَتْ فَبَيْنَاهُمَا
جَالِسَانِ عِنْدِىْ وَاَنَا اَبْكِىْ اِذَا اسْتَاْذَنَتِ امْرَاَةٌ مِّنَ
الْاَنْصَارِ فَاَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِىْ مَعِىْ فَبَيْنَا نَحْنُ
كَذٰلِكَ اِذْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَجَلَسَ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِىْ مِنْ يَّوْمِ قِيْلَ فِىَّ مَا قِيْلَ
قَبْلَهَا وَقَدْ مَكَثَ شَهْرًا لَا يُوْحٰى اِلَيْهِ فِىْ شَاْنِىْ شَىْءٌ
قَالَتْ فَتَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ فَاِنَّهٗ بَلَغَنِىْ عَنْكِ كَذَا
وَكَذَا فَاِنْ كُنْتِ بَرِيْئَةً فَسَيُبَرِّئُكِ اللّٰهُ وَاِنْ كُنْتِ
اَلْمَمْتِ فَاسْتَغْفِرِىْ اللّٰهَ وَتُوْبِىْ اِلَيْهِ فَاِنَّ الْعَبْدَ
اِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبِهٖ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَلَمَّا قَضٰى
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهٗ قَلَصَ دَمْعِىْ
حَتّٰى مَا اُحِسُّ مِنْهُ قَطْرَةً وَقُلْتُ لِاَبِىْ اَجِبْ عَنِّىْ
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِىْ
مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِاُمِّىْ
اَجِيْبِىْ عَنِّىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا
قَالَ فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا اَدْرِىْ مَا اَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ وَاَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ لَا اَقْرَاُ
كَثِيْرًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ فَقُلْتُ اِنِّىْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ اَنَّكُمْ
سَمِعْتُمْ مَّا يَتَحَدَّثُ بِهِ النَّاسُ وَوَقَرَ فِىْ اَنْفُسِكُمْ
وَصَدَّقْتُمْ بِهٖ وَلَئِنْ قُلْتُ لَكُمْ اِنِّىْ بَرِيْئَةٌ وَّاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّىْ
لَبَرِيْئَةٌ لَا تُصَدِّقُوْنِىْ بِذٰلِكَ وَلَئِنْ اِعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِاَمْرٍ
وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنِّىْ بَرِيْئَةٌ لَتُصَدِّقُنِّىْ وَاللّٰهِ مَا اَجِدُلِىْ وَلَكُمْ
مَثَلًا اِلَّا اَبَا يُوْسُفَ اِذْ قَالَ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ وَاللّٰهُ
الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ثُمَّ تَحَوَّلْتُ عَلٰى فِرَاشِىْ
وَاَنَا اَرْجُوْ اَنْ يُّبَرِّئَنِىَ اللّٰهُ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ مَا ظَنَنْتُ اَنْ

عائشہؓ میں کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جس سے تمہیں شبہ ہوا ہو۔ بریرہؓ نے عرض کیا، اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں نے ان میں ایسی کوئی چیز بھی نہیں دیکھی جس کا عیب میں ان پر لگا سکوں، اتنی بات ضرور ہے کہ وہ نوعمر لڑکی ہیں، آٹا گوندھ کر سو جاتی ہیں اور پھر (ان کی لاپرواہی اور غفلت کی وجہ سے) بکری آتی ہے اور کھا لیتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسی دن (منبر پر) کھڑے ہو کر عبداللہ بن ابی بن سلول کے بارے میں مدد چاہی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایسے شخص کے بارے میں میری کون مدد کر سکتا ہے جس کی مجھے اذیت اور تکلیف دہی کا سلسلہ اب میری بیوی کے معاملے تک پہنچ چکا ہے، بخدا، اپنی بیوی کے بارے میں خیر کے سوا اور کوئی چیز مجھے معلوم نہیں (ان کی جرأت تو دیکھئے کہ) تام بھی اس معاملے میں ایک ایسے آدمی کا لیا ہے جس کے متعلق بھی میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانتا۔ خود میرے گھر میں جب بھی وہ آئے ہیں تو میرے ساتھ ہی آئے ہیں۔ (یہ سن کر) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! واللہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ شخص (جس کے متعلق تہمت لگانے کا آپ ﷺ نے اشارہ فرمایا تھا) اوس سے ہوگا تو ہم اس کی گردن مار دیں گے (کیونکہ سعد بن معاذؓ قبیلہ اوس کے سردار تھے) اور اگر خزرج کا آدمی ہے تو آپ ﷺ ہمیں حکم دیں، جو بھی آپ کا حکم ہوگا، ہم تعمیل کریں گے۔ پھر سعد بن عبادہؓ کھڑے ہوئے اور آپ قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ حالانکہ اس سے پہلے آپ بہت صالح تھے، لیکن اس وقت (سعد بن معاذؓ کی بات پر) حمیت سے غصہ ہو گئے تھے اور کہنے لگے (سعد بن معاذؓ سے) خدا کے دوام و بقاء کی قسم، تم جھوٹ بولتے ہو، نہ تم اسے قتل کر سکتے ہو اور نہ تمہارے اندر اس کی طاقت ہے۔ پھر اسید بن حضیرؓ کھڑے ہوئے (سعد بن معاذؓ کے چچازاد بھائی) اور کہا خدا کی قسم! ہم اسے قتل کر دیں گے (اگر رسول اللہ ﷺ کا حکم ہوا) کوئی شبہ نہیں رہ جاتا کہ تم بھی منافق ہو، کیونکہ منافقوں کی طرف سے مدافعت کرتے ہو، اس پر اوس و خزرج دونوں قبیلوں کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھنے ہی والے تھے کہ رسول اللہ ﷺ جو ابھی تک منبر پر تشریف رکھتے تھے منبر سے اترے اور لوگوں کو نرم کیا، اب سب لوگ خاموش ہو گئے اور حضور اکرم ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔ میں اس دن بھی روتی رہی، نہ میرا آنسو تھمتا تھا اور نہ نیند

يُّنْزِلَ فِيْ شَأْنِيْ وَحْيًا وَّلَاَنَا اَحْقَرُفِيْ نَفْسِيْ مِنْ اَنْ يُّتَكَلَّمَ بِالْقُرْاٰنِ فِيْ اَمْرِيْ وَلٰكِنِّيْ كُنْتُ اَرْجُوْا اَنْ يَّرٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيًا يُّبَرِّئُنِيْ اللّٰهُ فَوَاللّٰهِ مَادَامَ مَجْلِسَهٗ وَلَا خَرَجَ اَحَدٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَيْتِ حَتّٰى اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَاَخَذَهٗ مَا كَانَ يَاْخُذُهٗ مِنَ الْبُرَحَاءِ حَتّٰى اَنَّهٗ لَيَتَحَدَّرُ مِنْهُ مِثْلُ الْجُمَانِ مِنَ الْعَرَقِ فِيْ يَوْمٍ شَاتٍ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَضْحَكُ فَكَانَ اَوَّلَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا اَنْ قَالَ لِيْ يَاعَآئِشَةُ اِحْمَدِي اللّٰهَ وَبَرَّاَكِ اللّٰهُ فَقَالَتْ لِيْ اُمِّيْ قُوْمِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَاوَاللّٰهِ لَآ اَقُوْمُ اِلَيْهِ وَلَآ اَحْمَدُ اِلَّااللّٰهَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ جَآءُوْا بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْكُمْ الْاٰيٰتِ فَلَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذَا فِيْ بَرَآءَتِيْ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحِ ابْنِ اُثَاثَةَ لِقَرَابَتِهٖ مِنْهُ وَاللّٰهِ لَآ اُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا اَبَدًا بَعْدَ مَاقَالَ لِعَآئِشَةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَا يَاْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ بَلٰى وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاُحِبُّ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لِيْ فَرَجَعَ اِلٰى مِسْطَحٍ الَّذِيْ كَانَ يُجْرِيْ عَلَيْهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ عَنْ اَمْرِيْ فَقَالَ يَازَيْنَبُ مَاعَلِمْتِ مَارَاَيْتِ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَحْمِيْ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَاللّٰهِ مَاعَلِمْتُ عَلَيْهَا اِلَّا خَيْرًا قَالَتْ وَهِيَ الَّتِيْ كَانَتْ تُسَامِيْنِيْ فَعَصَمَهَا اللّٰهُ بِالْوَرَعِ ۔

آتی تھی، پھر میرے پاس میرے والدین آئے، میں دوراتوں اور ایک دن سے برابر روتی رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روتے روتے میرے دل کے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ والدین ابھی میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک انصاری خاتون نے اجازت چاہی اور میں نے ان کو اندر آنے کی اجازت دے دی اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر رونے لگیں۔ ہم سب اسی طرح (بیٹھے رو رہے تھے) کہ رسول اللہ ﷺ اندر تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ جس دن سے میرے متعلق وہ باتیں کہی جارہی تھیں جو کبھی نہیں کہی گئی تھیں، اس دن سے میرے پاس آپ نہیں بیٹھے تھے۔ آپ ﷺ ایک مہینے تک انتظار کرتے رہے تھے، لیکن میرے معاملے میں کوئی وحی آپ پر نازل نہیں ہوئی تھی عائشہؓ نے بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ نے تشہد پڑھی اور فرمایا، عائشہؓ تمہارے متعلق مجھے یہ یہ باتیں معلوم ہوئی ہیں، اگر تم اس معاملے میں بری ہو تو اللہ تعالیٰ بھی تمہاری برأت ظاہر کر دے گا اور اگر تم نے گناہ کیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہو اور اس کے حضور توبہ کرو کہ بندہ جب اپنے گناہ کا اعتراف کر لیتا ہے اور پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرتا ہے۔ جوں ہی آپ ﷺ نے اپنی گفتگو ختم کی، میرے آنسو اس طرح خشک ہو گئے کہ اب ایک قطرہ بھی محسوس نہیں ہوتا تھا۔ میں نے اپنے والد (ابوبکرؓ) سے کہا کہ آپ رسول اللہ ﷺ سے میرے متعلق کچھ کہیے۔ لیکن انہوں نے فرمایا، بخدا مجھے نہیں معلوم کہ نبی ﷺ کو مجھے کیا کہنا چاہیے، پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ فرمایا، اس کے متعلق آنحضور ﷺ سے آپ کچھ کہیے۔ انہوں نے بھی یہی فرمادیا کہ بخدا مجھے نہیں معلوم کہ رسول اللہ ﷺ سے کیا کہنا چاہیے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نوعمر لڑکی تھی، اقرآن مجھے زیادہ یاد نہیں تھا، میں نے کہا، خدا گواہ ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ لوگوں نے بھی لوگوں کی افواہ سنی ہے اور آپ لوگوں کے دلوں میں وہ بات بیٹھ گئی ہے اور اس کی تصدیق بھی آپ لوگ کر چکے ہیں، اس لئے اب اگر میں کہوں کہ میں (اس بہتان سے) بری ہوں اور اللہ خوب جانتا ہے کہ میں واقعی اس سے بری ہوں، تو آپ لوگ میری اس معاملے میں تصدیق نہیں کریں گے، لیکن اگر میں (گناہ کو) اپنے ذمے لے لوں، حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو آپ لوگ میری بات کی تصدیق کر دیں

گے،، بخدا، میں اس وقت اپنی اور آپ لوگوں کی کوئی مثال یوسف علیہ السلام کے والد (یعقوب علیہ السلام) کے سوانہیں پاتی کہ انہوں نے بھی فرمایا تھا ''پس مجھے صبر جمیل عطا ہو اور جو کچھ تم کہتے ہو اس معاملے میں میرا مددگار اللہ تعالیٰ ہے۔'' اس کے بعد بستر پر میں نے اپنا رخ دوسری طرف کر لیا، اور مجھے امید تھی کہ خود اللہ تعالیٰ میری برأت کریں گے، لیکن میرا یہ خیال کبھی نہ تھا کہ میرے متعلق وحی نازل ہوگی، میری اپنی نظر میں حیثیت اس سے بہت معمولی تھی کہ قرآن مجید میں میرے متعلق کوئی آیت نازل ہو۔ ہاں مجھے اتنی امید ضرور تھی کہ آپ ﷺ کوئی خواب دیکھیں گے، جس میں اللہ تعالیٰ مجھے بری فرمادے گا۔ خدا گواہ ہے کہ ابھی آپ ﷺ اپنی جگہ سے اٹھے بھی نہ تھے، اور نہ اس وقت تک گھر میں موجود کوئی باہر نکلا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی اور (شدت وحی سے) آپ جس طرح پسینے پسینے ہو جاتے تھے وہی کیفیت اب بھی تھی، پسینے کے قطرات موتیوں کی طرح آپ ﷺ کے جسم مبارک پر گرنے لگے، حالانکہ سردی کا موسم تھا۔ جب وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ ﷺ ہنس رہے تھے اور سب سے پہلا کلمہ جو آپ کی زبان سے نکلا وہ یہ تھا یا: عائشہ اللہ کی حمد بیان کرو کہ اس نے تمہیں بری قرار دیا۔ میری والدہ نے کہا جاؤ رسول اللہ ﷺ کے سامنے جا کر کھڑی ہو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں، خدا کی قسم! میں حضور اکرم ﷺ کے سامنے جا کر کھڑی نہیں ہوں گی، سوائے اللہ کے اور کسی کی حمد بیان نہیں کروں گی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی (ترجمہ) ''جن لوگوں نے تہمت تراشی کی ہے، وہ تم میں سے کچھ لوگ ہیں۔'' جب اللہ تعالیٰ نے میری برأت میں یہ آیت نازل فرمائی تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو مسطح بن اثاثہؓ کے اخراجات قرابت کی وجہ سے خود ہی اٹھاتے تھے، کہا کہ بخدا، اب میں مسطح پر کوئی چیز خرچ نہیں کروں گا، کہ وہ بھی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگانے میں شریک تھے۔ (آپ غلط فہمی اور نادانستہ طور پر شریک ہو گئے تھے) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ''تم میں سے صاحب فضل و صاحب مال لوگ قسم نہ کھائیں'' اللہ تعالیٰ کے ارشاد غفور رحیم تک، ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ خدا کی قسم بس! اب میری یہی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ میری مغفرت کر دے۔ (مسطح کے معاملے میں اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف رویہ اختیار کرنے کی وجہ سے) چنانچہ مسطح کو جو آپ پہلے دیا کرتے تھے، وہ پھر دینے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے ام المؤمنین حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بھی میرے متعلق پوچھا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ زینبؓ! تم (عائشہؓ کے متعلق) کیا جانتی ہو؟ اور کیا دیکھا ہے؟ انہوں نے جواب دیا، میں اپنے کان اور اپنی آنکھ کی حفاظت کرتی ہوں (کہ جو چیز میں نے نہ دیکھی ہو یا نہ سنی ہو وہ آپ سے بیان کرنے لگوں) خدا گواہ ہے کہ میں نے ان میں خیر کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان کیا کہ یہی میری ہمسر تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں تقویٰ کی وجہ سے بچالیا (کسی خلاف واقعہ بات کہنے سے)

فائدہ: یہ طویل حدیث مذکورہ عنوان کے تحت اس لئے لائے ہیں کہ اس میں بریرہ رضی اللہ عنہا کی شہادت کا ذکر ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان سے حضرت عائشہؓ کے متعلق دریافت فرمایا اور انہوں نے آپ کے خصائل و اخلاق پر اطمینان کا اظہار کیا تھا۔ اسی طرح اس حدیث میں زینب رضی اللہ عنہا کی شہادت کا بھی ذکر ہے۔ نیز سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے مشہور قبیلہ خزرج کے سردار اور جلیل القدر صحابی ہیں۔ ساری ہی زندگی اسلام کی حمایت و نصرت میں گذری، لیکن سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں جو بات آپ ﷺ نے کہی اسے ہمیں دوسرے نقطہ نظر سے دیکھنا چاہئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر جو تہمت لگائی گئی تھی، وہ بھی بہت سنگین تھی اور رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ سے انتہائی صدمہ پہنچا تھا۔ حضور اکرم ﷺ کی زندگی میں ایسے واقعات شاید ہی ملیں کہ آپ ﷺ نے اپنے کسی ذاتی معاملہ میں صحابہ سے اس طرح مدد چاہی ہو۔ اگرچہ غور کیا جائے تو یہ واقعہ بھی آپ ﷺ کا ذاتی نہیں رہ جاتا بلکہ خدا کے رسول اور پیغمبر ہونے کی وجہ سے یہ بھی دین اور پوری امت کا مسئلہ تھا۔ بہرحال حضور اکرم ﷺ نے جب اس معاملہ کو صحابہؓ کے سامنے رکھا تو سعدؓ بن معاذؓ نے اٹھ کر اپنی مدد اور قربانی کا یقین دلایا۔ اس وقت کی گفتگو سے اور اس لئے بھی کہ بات پھیل چکی تھی اور معلوم تھا لوگوں کو تہمت لگانے میں پیش پیش کون ہیں۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے سمجھا کہ روئے سخن قبیلہ اوس کی طرف ہے کیونکہ عبداللہ بن ابی قبیلہ اوس سے تعلق رکھتا تھا۔ ابھی چند سال کی بات تھی کہ اوس وخزرج ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے اور سالہا سال کی باہم خونریز لڑائیوں نے ایک دوسرے کے خلاف دلوں میں بغض و کینے کی جڑیں مضبوط کر دی تھیں۔ اسلام آیا تو یہ سب اس طرح ایک ہو گئے تھے جیسے ماضی میں کوئی

واقعہ ہی پیش نہ آیا ہو۔ لیکن بہرحال پشتہا پشت کی دشمنی تھی۔ عربوں کی دشمنی! شکوک وشبہات کا پوری طرح ختم ہونا ممکن بھی نہ تھا۔ جب سعد بن معاذؓ نے کھڑے ہو کر حضور اکرم ﷺ کو اپنی مدد کا یقین دلایا تو سعد بن عبادہؓ نے سمجھا کہ یہ ہم سے بدلہ لینا چاہتے ہیں اور اسی لئے یہ کلمات آپ کی زبان پر آ گئے۔ طبرانی کی روایت میں ہے کہ سعد بن عبادہؓ نے وہیں پر اس کا اظہار بھی فرمادیا تھا کہ اے معاذ! اس وقت تم رسول اللہ ﷺ کی مدد نہیں، بلکہ ان دشمنیوں کا بدلہ لینا چاہتے ہیں جو جاہلیت کے زمانہ میں ہم لوگوں میں باہم تھیں۔ تمہارے دل اب بھی صاف نہیں ہوئے ہیں۔ اس پر سعد بن معاذؓ نے فرمایا کہ میرے دل کی بات اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ اس پس منظر کے بعد ابن عبادہؓ کے لب ولہجہ کی تلخی کی بنیاد مل جاتی ہے۔ حضرت عائشہؓ کا بھی یہی مقصد ہے کہ ابن عبادہ بڑے صالح تھے لیکن غلط فہمی نے ان کی حمیت کو جگا دیا تھا اور نہ ظاہر ہے، اسلام کے معاملہ میں صحابہ نے اپنے خاندان اور ماں باپ کی بھی پرواہ نہیں کی، یہ تو صرف قبیلہ کا معاملہ تھا لیکن جب مقابل کی طرف سے شکوک وشبہات ہوں اور ان کے لئے کسی نہ کسی درجہ میں بنیاد بھی ہو تو آدمی ایسی باتیں بھی کہہ جاتا ہے اور اس تمام بحث میں جاہل عربوں کی حمیت، ان کا نہ ختم ہونے والا کینہ اور معمولی سی بات پر اپنی جان لڑا دینے والا جذبہ جس کے نتیجہ میں ذرا سی بات صدیوں باقی رہنے والی خون ریز جنگوں کا پیش خیمہ ثابت ہوئی ہیں، ملحوظ رکھنا چاہئے۔

باب ۸۷۷. اِذَا زَكّٰى رَجُلٌ رَّجُلًا كَفَاهُ

(۱۱۰۴) عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) قَالَ اَثْنٰی رَجُلٌ عَلٰی رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا ثُمَّ قَالَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّادِحًا اَخَاهُ لَامُحَالَةَ فَلْيَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيْبُه، وَلَا اُزَكِّیْ عَلَی اللّٰهِ اَحَدًا اَحْسِبُه، كَذَا وَكَذَا اِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْهُ۔

باب ۸۷۷۔ ایک شخص اگر کسی کی تعدیل کر دے تو کافی ہے

۱۱۰۴۔ حضرت ابو بکرہؓ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے دوسرے شخص کی تعریف کی، تو آپؐ نے فرمایا، افسوس! تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی، تم نے تو اپنے ساتھی کی گردن کاٹ ڈالی، کئی مرتبہ (آپؐ نے اسی طرح فرمایا) پھر ارشاد فرمایا، اگر کسی کے لئے اپنے کسی بھائی کی تعریف کرنا ناگزیر ہی ہو جائے تو یوں کہنا چاہئے کہ میں فلاں شخص کو ایسا سمجھتا ہوں، ویسے اللہ اس کے لئے کافی ہے اور اسکے باطن سے بھی واقف ہے، میں قطعیت اور یقین کے ساتھ کسی کی تعدیل نہیں کر سکتا ہاں! اسکے متعلق مجھے فلاں فلاں باتیں معلوم ہیں، اگر واقعی وہ باتیں اسکے متعلق اسے معلوم ہیں

فائدہ:۔ تعدیل کا مفہوم ہے کسی کی عدالت پر گواہی دینا۔ عدالت کے وصف کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آدمی شریف اور عمدہ عادات واخلاق کا ہو اور اس میں سنجیدگی اور مروت ہو، یوں تو عربی میں عدالت کا مفہوم بہت وسیع ہے لیکن قضا وقانون کے باب میں زیادہ شدت سے کام لیا گیا تو پھر صحیح معنوں میں گواہ کا ملنا بھی ممکن نہیں رہے گا۔ اس لئے مفہوم کی تعیین میں صرف اس کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ واقعی اور سچی گواہیاں باآسانی مل سکیں اور اس میں زیادہ موشگافی کا موقعہ باقی نہ رہے۔

باب ۸۷۸. بُلُوْغِ الصِّبْيَانِ وَشَهَادَتِهِمْ

(۱۱۰۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَه، يَوْمَ اُحُدٍ وَّهُوَ ابْنُ اَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً فَلَمْ يُجِزْنِیْ ثُمَّ عَرَضَنِیْ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَاَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ فَاَجَازَنِیْ۔

باب ۸۷۸۔ بچوں کا بلوغ اور ان کی شہادت

۱۱۰۵۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ احد کی لڑائی کے موقعہ پر وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے (محاذ پر جانے کیلئے) پیش ہوئے تو انہیں اجازت نہیں ملی، اس وقت ان کی عمر چودہ سال تھی، پھر غزوہ خندق کے موقعہ پر پیش ہوئے تو اجازت مل گئی، اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی۔

باب ۸۷۹. اِذَا تَسَارَعَ قَوْمٌ فِي الْيَمِينِ

(۱۱۰۶) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَضَ عَلٰى قَوْمٍ الْيَمِيْنَ فَاَسْرَعُوْا فَاَمَرَ اَنْ يُّسْهَمَ بَيْنَهُمْ فِي الْيَمِيْنِ اَيُّهُمْ يَحْلِفُ۔

باب ۸۷۹۔ جب لوگوں نے قسم واجب ہوتے ہی ایک دوسرے سے پہلے کھانے کی کوشش کی۔

۱۱۰۶۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے چند اشخاص سے قسم کھانے کے لئے کہا (ایک ایسے مقدمے کے سلسلے میں جس کے یہ لوگ مدعیٰ علیہ تھے) قسم کے لئے سب ایک ساتھ آگے بڑھے تو آنحضور ﷺ نے حکم دیا کہ قسم کھانے کے لئے ان میں باہم قرعہ اندازی کی جائے کہ پہلے کون قسم کھائے۔

باب ۸۸۰. كَيْفَ يُسْتَحْلَفُ

(۱۱۰۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْ لِيَصْمُتْ۔

باب ۸۸۰۔ قسم کیسے لی جائے گی

۱۱۰۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اگر کسی کو قسم کھانی ہی ہے تو اللہ کی قسم کھائے ورنہ خاموش رہنا چاہئے۔

كِتَابُ الصُّلْحِ

کتاب: صلح کے مسائل

باب ۸۸۱. لَيْسَ الْكَاذِبُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ

(۱۱۰۸) عَنْ اُمِّ كُلْثُوْمٍ بِنْتِ عُقْبَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِيْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِيْ خَيْرًا اَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا۔

باب ۸۸۱۔ جو شخص لوگوں میں باہم صلح کرانے کی کوشش کرتا ہے وہ جھوٹا نہیں ہے

۱۱۰۸۔ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ جھوٹا وہ نہیں ہے جو لوگوں میں باہم صلح کرانے کی کوشش کرے اور اس کے لئے کوئی اچھی بات کی چغلی کھائے، (یا راوی نے) بقول خیراً کہا۔

فائدہ:۔ احناف کے یہاں صراحۃً جھوٹ بولنا کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔ البتہ مصالح کے پیش نظر تعریض و کنایہ جھوٹ سے کیا جاسکتا ہے۔ انہیں مصالح میں سے ایک مصلحت دو آدمیوں میں باہم صلح کرانا بھی ہے کہ اس میں فریقین کے سامنے اس کے خلاف کی باتیں اس طرح رکھی جائیں کہ دونوں کے دل صاف ہو جائیں اور صلح ہو جائے۔

باب ۸۸۲. قَوْلِ الْاِمَامِ لِاَصْحَابِهٖ اِذْهَبُوْا بِنَا نُصْلِحُ

(۱۱۰۹) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُ اَنَّ اَهْلَ قُبَاءَ اقْتَتَلُوْا حَتّٰى تَرَامَوْا بِالْحِجَارَةِ فَاُخْبِرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ فَقَالَ اذْهَبُوْا بِنَا نُصْلِحُ بَيْنَهُمْ۔

باب ۸۸۲۔ امام اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ چلو صلح کرانے چلیں

۱۱۰۹۔ حضرت سہل بن سعدؓ نے کہا قبا کے لوگوں نے آپس میں جھگڑا کیا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ایک دوسرے پر پتھر پھینکے، حضور اکرم ﷺ کو جب اس کی اطلاع دی گئی تو آپؐ نے فرمایا، چلو ہم ان میں باہم صلح کرائیں گے۔

باب ۸۸۳. كَيْفَ يُكْتَبُ هٰذَا مَا صَالَحَ فُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَفُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَّاِنْ لَّمْ يَنْسُبْهُ اِلٰى قَبِيْلَتِهٖ اَوْ نَسَبِهٖ

باب ۸۸۳۔ صلح کی دستاویز کس طرح لکھی جائے (کیا اس طرح کہ) یہ اس بات کی دستاویز ہے کہ فلاں بن فلاں اور فلاں بن فلاں نے صلح کر لی ہے۔ جبکہ اس کے قبیلے یا نسب کا ذکر نہ کیا ہو

(۱۱۱۰) عَنِ الْبَرَاءِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ اعْتَمَرَ

۱۱۱۰۔ حضرت براء ابن عازبؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ذیقعدہ کے

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ ذِي الْقَعْدَةِ فَاَبٰى اَهْلُ مَكَّةَ اَنْ يَّدَعُوْهُ يَدْخُلُ مَكَّةَ حَتّٰى قَاضَاهُمْ عَلٰى اَنْ يُّقِيْمَ بِهَا ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ فَلَمَّا كَتَبُوا الْكِتَابَ كَتَبُوْا هٰذَا مَاقَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا لَانُقِرُّ بِهَا فَلَوْ نَعْلَمُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَامَنَعكَ لٰكِنْ اَنْتَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ اَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ اُمْحُ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَاوَاللّٰهِ لَااَمْحُوْكَ اَبَدًا فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِتَابَ فَكَتَبَ هٰذَا مَاقَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ لَايَدْخُلُ مَكَّةَ سَلَاحٌ اِلَّا فِي الْقِرَابِ وَاَنْ لَّايَخْرُجَ مِنْ اَهْلِهَا بِاَحَدٍ اِنْ اَرَادَ اَنْ يَّتَّبِعَهٗ وَاَنْ لَّايَمْنَعَ اَحَدًا مِّنْ اَصْحَابِهٖ اَرَادَ اَنْ يُّقِيْمَ بِهَا فَلَمَّا دَخَلَهَا وَمَضَى الْاَجَلُ اَتَوْا عَلِيًّا فَقَالُوْا قُلْ لِّصَاحِبِكَ اُخْرُجْ عَنَّا فَقَدْ مَضَى الْاَجَلُ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبِعَتْهُمُ ابْنَةُ حَمْزَةَ يَاعَمِّ يَاعَمِّ فَتَنَاوَلَهَا عَلِيٌّ فَاَخَذَ بِيَدِهَا وَقَالَ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ دُوْنَكِ ابْنَةَ عَمِّكِ حَمَلَتْهَا فَاخْتَصَمَ فِيْهَا عَلِيٌّ وَّزَيْدٌ وَّجَعْفَرٌ فَقَالَ عَلِيٌّ اَنَا اَحَقُّ بِهَا وَهِيَ ابْنَةُ عَمِّيْ وَقَالَ جَعْفَرٌ ابْنَةُ عَمِّيْ وَخَالَتُهَا تَحْتِيْ وَقَالَ زَيْدٌ ابْنَةُ اَخِيْ فَقَضٰى بِهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَالَتِهَا وَقَالَ الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ وَقَالَ لِعَلِيٍّ اَنْتَ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْكَ وَقَالَ لِجَعْفَرٍ اَشْبَهْتَ خَلْقِيْ وَخُلُقِيْ وَقَالَ لِزَيْدٍ اَنْتَ اَخُوْنَا وَمَوْلَانَا۔

مہینے میں عمرہ کا احرام باندھا (اور مکہ روانہ ہوئے) لیکن مکہ کے لوگوں نے آپ کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ آخر صلح اس پر ہوئی کہ (آئندہ سال) آپ مکہ میں تین دن تک قیام کریں گے جب اس کی دستاویز لکھی جانے لگی تو اس میں لکھا گیا کہ یہ وہ صلحنامہ ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ نے کیا ہے۔ لیکن مشرکین نے کہا کہ ہم تو اسے نہیں مانتے، بس آپ صرف محمد بن عبداللہ ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ بھی ہوں، اور محمد بن عبداللہ بھی۔ اس کے بعد علیؓ سے فرمایا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹادو۔ انہوں نے عرض کیا، نہیں، خدا کی قسم! میں یہ لفظ تو کبھی نہیں مٹاؤں گا۔ آخر آنحضور ﷺ نے دستاویز لی اور لکھا کہ یہ اس کی دستاویز ہے کہ محمد بن عبداللہ نے اس شرط پر صلح کی ہے کہ مکہ میں وہ ہتھیار نیام میں رکھے بغیر داخل نہیں ہوں گے، اگر مکہ کا کوئی باشندہ ان کے ساتھ جانا چاہے گا تو وہ اسے ساتھ نہ لے جائیں گے، لیکن ان کے اصحاب میں سے کوئی شخص مکہ میں رہنا چاہے گا تو اسے وہ نہ روکیں گے۔ جب آئندہ سال آپ ﷺ تشریف لے گئے اور (مکہ میں قیام کی) مدت پوری ہوگئی تو قریش علیؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اپنے صاحب سے کہئے کہ مدت پوری ہوگئی ہے اور اب وہ یہاں سے چلے جائیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ مکہ سے روانہ ہونے لگے۔ اس وقت حضرت حمزہؓ کی ایک بچی چچا چچا کرتی آئیں۔ علیؓ نے انہیں اپنے ساتھ لے لیا۔ پھر فاطمہؓ کے پاس ہاتھ پکڑ کر لائے اور فرمایا اپنی چچازاد بہن کو بھی ساتھ لے لو۔ چنانچہ انہوں نے انہیں اپنے ساتھ سوار کرلیا۔ پھر علی، زید اور جعفر رضی اللہ عنہم کے باہم نزاع ہوا۔ علیؓ نے فرمایا اس کا مستحق زیادہ میں ہو یہ میرے چچا کی بچی ہے۔ جعفرؓ نے فرمایا یہ میرے بھی چچا کی بچی ہے اور اس کی خالہ میرے نکاح میں بھی ہے۔ زیدؓ نے فرمایا یہ میرے بھائی کی بچی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے بچی کی خالہ کے حق میں فیصلہ کیا اور فرمایا کہ خالہ ماں کی طرح ہوتی ہے پھر علیؓ سے فرمایا کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ جعفرؓ سے فرمایا کہ تم صورت اور عادات واخلاق سب میں مجھ سے مشابہ ہو، زیدؓ سے فرمایا کہ تم ہمارے بھائی بھی ہو اور ہمارے مولا بھی۔

باب ۸۸۴. قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ اِبْنِيْ هٰذَا سَيِّد

باب ۸۸۴۔ حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ میرا یہ بیٹا سید ہے

(۱۱۱۱) عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ ؓ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ اِلٰى

۱۱۱۱۔ حضرت ابوبکرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر یہ فرماتے سنا ہے کہ حسن بن علیؓ آنحضور ﷺ کے پہلو میں تھے اور آنحضور ﷺ کبھی

جَنْبِهٖ وَهُوَ يُقْبِلُ عَلَى النَّاسِ مَرَّةً وَّعَلَيْهِ اُخْرٰى وَيَقُوْلُ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ يُّصْلِحَ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔

لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی حسنؓ کی طرف اور فرماتے کہ میرا یہ بیٹا سردار ہے اور شاید اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔

باب ۸۸۵. هَلْ يُشِيْرُ الْاِمَامُ بِالصُّلْحِ

باب ۸۸۵۔ کیا امام صلح کے لئے اشارہ کرسکتا ہے

(۱۱۱۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِيَةٍ اَصْوَاتُهُمَا وَاِذَآ اَحَدُهُمَا يَسْتَوْضِعُ الْاٰخَرَ يَسْتَرْفِقُهٗ فِيْ شَيْءٍ وَّهُوَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ لَآ اَفْعَلُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَيْنَ الْمُتَاَلِّيْ عَلَى اللّٰهِ لَا يَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ فَقَالَ اَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَهٗ اَيُّ ذٰلِكَ اَحَبَّ۔

۱۱۱۲۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دروازے پر جھگڑا سننے والوں کی آواز سنی، اور آواز بلند ہوگئی تھی۔ قصہ یہ تھا کہ ایک شخص دوسرے سے قرض میں کچھ کمی کرنے اور مطالبے میں نرمی برتنے کیلئے کہہ رہا تھا اور دوسرا کہتا تھا خدا کی قسم میں یہ نہیں کرسکتا آخر رسول اللہ ﷺ انکی طرف گئے اور فرمایا اس بات پر خدا کی قسم کھانے والے صاحب کہاں ہیں کہ وہ ایک اچھا کام نہیں کریں گے۔ ان صحابیؓ نے عرض کیا، میں ہی ہوں یارسول اللہ! میرا فریق جو چاہتا ہے وہی کردوں گا۔

كِتَابُ الشُّرُوْطِ

شرطوں کے مسائل

باب ۸۸۶. الشُّرُوْطِ فِي الْمَهْرِ عِنْدَ عُقْدَةِ النِّكَاحِ

باب ۸۸۵۔ نکاح کے وقت مہر کی شرطیں

(۱۱۱۳) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ الشُّرُوْطِ اَنْ تُوْفُوْا بِهٖ مَا اسْتَحْلَلْتُمْ بِهِ الْفُرُوْجَ۔

۱۱۱۳۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، وہ شرطیں جن کے ذریعہ تم نے عورتوں کی شرمگاہوں کو حلال کیا ہے، پوری کی جانے کی سب سے زیادہ مستحق ہیں۔

باب ۸۸۷. الشُّرُوْطِ الَّتِيْ لَا تَحِلُّ فِي الْحُدُوْدِ

باب ۸۸۷۔ جو شرطیں حدود میں جائز نہیں ہیں

(۱۱۱۴) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَزَيْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُهَنِيِّ اَنَّهُمَا قَالَا اِنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَعْرَابِ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْشُدُكَ اللّٰهَ اِلَّا قَضَيْتَ لِيْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَقَالَ الْخَصْمُ الْاٰخَرُ وَهُوَ اَفْقَهُ مِنْهُ نَعَمْ فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَائْذَنْ لِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ قَالَ اِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا فَزَنٰى بِامْرَاَتِهٖ وَاِنِّيْ اُخْبِرْتُ اَنَّ عَلَى ابْنِي الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَّوَلِيْدَةٍ فَسَاَلْتُ اَهْلَ الْعِلْمِ فَاَخْبَرُوْنِيْ اَنَّمَا عَلَى ابْنِيْ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ وَّاَنَّ عَلَى امْرَاَةِ هٰذَا الرَّجْمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ رَدٌّ

۱۱۱۴۔ حضرت ابوہریرہ اور زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ دیہات کے رہنے والے ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یارسول اللہ! میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ آپ میرا فیصلہ کتاب اللہ کی روشنی میں کردیں، دوسرے فریق نے جو اس سے زیادہ سمجھدار تھے، کہا کہ جی ہاں، کتاب اللہ سے ہی ہمارا فیصلہ فرمائیے اور مجھے (اپنا مقدمہ پیش کرنے کی) اجازت دیجئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پیش کرو۔ انہوں نے بیان کرنا شروع کیا کہ میرا بیٹا ان صاحب کے یہاں مزدور تھا۔ پھر اس نے ان کی بیوی سے زنا کرلیا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ (زنا کی سزا میں) میرا لڑکا رجم کردیا جائے گا تو میں نے اس کے بدلے میں سو بکریاں اور ایک باندی دی۔ پھر اہل علم سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ میرے لڑکے کو (زنا کی سزا میں، کیونکہ وہ غیر شادی شدہ تھا) سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال

عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَّتَغْرِيْبُ عَامٍ اُغْدُ يَا اُنَيْسُ اِلَى امْرَاَةِ هٰذَا فَاِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا قَالَ فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَاَمَرَبِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَتْ۔

کے لئے شہر بدر کر دیا جائے گا۔ البتہ اس کی بیوی رجم کر دی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، میں تمہارا فیصلہ کتاب اللہ سے کروں گا، باندی اور بکریاں تمہیں واپس ملیں گی، البتہ تمہارے لڑکے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے اور ایک سال کے لئے شہر بدر کیا جائے گا۔ اچھا، انیس تم اس عورت کے یہاں جاؤ، اگر وہ بھی اعتراف کرے (زنا کا) تو اسے رجم کر دو (کیونکہ وہ شادی شدہ تھی) بیان کیا کہ انیسؓ اس عورت کے یہاں گئے اور اس نے اعتراف کر لیا۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ کے حکم پر رجم کی گئی۔

باب ۸۸۸. اِذَا اشْتَرَطَ فِي الْمُزَارَعَةِ اِذَا شِئْتُ اَخْرَجْتُكَ

باب ۸۸۸۔ مزارعت میں کسی نے یہ شرط لگائی کہ جب میں چاہوں گا تمہیں بے دخل کر سکوں گا

(۱۱۱۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) قَالَ لَمَّا فَدَعَ اَهْلُ خَيْبَرَ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ عُمَرَ قَامَ عُمَرُ خَطِيْبًا فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَامَلَ يَهُوْدَ خَيْبَرَ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَقَالَ نُقِرُّكُمْ مَااَقَرَّكُمُ اللّٰهُ وَاَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ خَرَجَ اِلٰى مَالِهٖ هُنَاكَ فَعُدِيَ عَلَيْهِ مِنَ اللَّيْلِ فَفُدِعَتْ يَدَاهُ وَرِجْلَاهُ وَلَيْسَ لَنَا هُنَاكَ عَدُوٌّ غَيْرُهُمْ هُمْ عَدُوُّنَا وَتُهَمَتُنَا وَقَدْ رَاَيْتُ اِجْلَآئَهُمْ فَلَمَّا اَجْمَعَ عُمَرُ عَلٰى ذٰلِكَ اَتَاهُ اَحَدُ بَنِيْ اَبِي الْحَقِيْقِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُخْرِجُنَا وَقَدْ اَقَرَّنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَامَلَنَا عَلَى الْاَمْوَالِ وَشَرَطَ ذٰلِكَ لَنَا فَقَالَ عُمَرُ اَظَنَنْتَ اَنِّيْ نَسِيْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ بِكَ اِذَا اُخْرِجْتَ مِنْ خَيْبَرَ تَعْدُوْبِكَ قَلُوْصُكَ لَيْلَةً بَعْدَ لَيْلَةٍ فَقَالَ كَانَتْ هٰذِهٖ هُزَيْلَةً مِنْ اَبِي الْقَاسِمِ قَالَ كَذَبْتَ يَاعَدُوَّ اللّٰهِ فَاَجْلَاهُمْ عُمَرُ وَاَعْطَاهُمْ قِيْمَةَ مَا كَانَ لَهُمْ مِنَ الثَّمَرِ مَالًا وَّاِبِلًا وَّعُرُوْضًا مِنْ اَقْتَابٍ وَّحِبَالٍ وَّغَيْرِ ذٰلِكَ۔

۱۱۱۵۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے فرمایا جب ان کے (ہاتھ پاؤں) خیبر والوں نے توڑ ڈالے تو عمرؓ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب خیبر کے یہودیوں سے ان کی جائیداد کے سلسلے میں معاملہ کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ تمہیں قائم رکھے، ہم قائم رہیں گے۔ اسکے بعد عبداللہ بن عمرؓ وہاں اپنے اموال کے سلسلے میں گئے تو رات کو ان کے ساتھ ظلم و تعدی کا معاملہ کیا گیا، جس سے ان کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے، خیبر میں ان (یہودیوں) کے سوا اور کوئی ہمارا دشمن نہیں، وہی ہمارے دشمن ہیں اور انہیں پر ہمیں شبہ ہے۔ اس لئے میں انہیں شہر بدر کر دینا ہی مناسب سمجھتا ہوں۔ جب عمرؓ نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا تو ابی حقیق (ایک یہودی خاندان) کا ایک شخص آیا اور کہا کہ یا امیر المومنین کیا آپ ہمیں شہر بدر کر دیں گے، حالانکہ محمدؐ نے ہمیں یہاں باقی رکھا تھا اور ہم سے جائیداد کا ایک معاملہ بھی کیا تھا اور اس کی (ہمیں خیبر میں رہنے دینے کی) شرط بھی آپ نے لگائی تھی۔ عمرؓ نے اس پر فرمایا کیا تم یہ سمجھتے ہو میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھول گیا ہوں جب حضور اکرمؐ نے تم سے کہا تھا کہ تمہارا کیا حال ہوگا جب تم خیبر سے نکالے جاؤ گے اور تمہارے اونٹ تمہیں راتوں رات لئے پھریں گے۔ اس نے کہا، یہ تو ابوالقاسم (آنحضور ﷺ) کا ایک مذاق تھا، عمرؓ فرمایا، خدا کے دشمن! تم نے جھوٹی بات کہی۔ چنانچہ عمرؓ نے انہیں شہر بدر کر دیا اور انکے پھلوں کی (باغ کی) اونٹ اور دوسرے سامان، یعنی کجاوے اور رسیاں وغیرہ سب کی قیمت ادا کر دی۔

فائدہ:۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ خیبر میں اپنے کاروبار کے سلسلے میں گئے تھے۔ یہودیوں نے موقعہ پا کر آپ کو ایک بالا خانہ سے نیچے گرا دیا تھا جس سے آپ کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے تھے۔ نیز خیبر کی فتح کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ان کی جائیداد (جو اب اسلامی حکومت کے قبضہ میں آ چکی تھی) میں ان سے مزارعت کا معاملہ کر لیا تھا اور یہ بھی فرما دیا تھا کہ یہ معاملہ ہمیشہ کے لئے نہیں بلکہ جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا یہ معاملہ رہے گا، اس لئے عمرؓ نے ان سے یہ معاملہ فسخ کر دیا اور چونکہ مسلمانوں کے خلاف ان کی دشمنی اور معاندانہ سرگرمیاں بڑھتی جا رہی تھیں اس لئے اسلامی دارالسلطنت سے دور انہیں دوسری جگہ منتقل کروا دیا گیا۔ اور جب خیبر فتح ہوا تو آپ نے اسی یہودی سے مخاطب ہو کر یہ سخت جملہ فرمایا تھا، اس میں یہودیوں کے شہر بدر کئے جانے کی پیشین گوئی ہے۔ یعنی تم خیبر سے نکال دیئے جاؤ گے اور پھر تمہیں کہیں دور دراز مقام پر جانا پڑے گا، جہاں کئی دن میں اونٹ کے ذریعہ تم پہنچو گے۔

باب ۸۸۹. الشُّرُوْطِ فِي الْجِهَادِ وَ الْمُصَالَحَةِ مَعَ اَهْلِ الْحَرْبِ وَ كِتَابَةِ الشُّرُوْطِ

(۱۱۱۶) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُما) قَالَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَّةِ حَتّٰى كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ بِالْغَمِيْمِ فِيْ خَيْلٍ لِقُرَيْشٍ طَلِيْعَةً فَخُذُوْا ذَاتَ الْيَمِيْنِ فَوَاللّٰهِ مَاشَعَرَبِهِمْ خَالِدٌ حَتّٰى اِذَا هُمْ بِقَتَرَةِ الْجَيْشِ فَانْطَلَقَ يَرْكُضُ نَذِيْرًا لِقُرَيْشٍ وَّسَارَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالثَّنِيَّةِ الَّتِيْ يَهْبِطُ عَلَيْهِمْ مِنْهَا بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُه‘ فَقَالَ النَّاسُ حَلْ حَلْ فَاَلَحَّتْ فَقَالُوْا خَلَاتِ الْقَصْوَآءُ خَلَاتِ الْقَصْوَآءُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَلَاتُ الْقَصْوَاءُ وَمَا ذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ وَّ لٰكِنْ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَسْئَلُوْنِيْ خُطَّةً يُعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ اِلَّا اَعْطَيْتُهُمْ اِيَّاهَا ثُمَّ زَجَرَهَا فَوَثَبَتْ قَالَ فَعَدَلَ عَنْهُمْ حَتّٰى نَزَلَ بِاَقْصَى الْحُدَيْبِيَّةِ عَلٰى ثَمَدٍ قَلِيْلِ الْمَآءِ يَتَبَرَّضُهُ النَّاسُ تَبَرُّضًا فَلَمْ يَلْبَثْهُ النَّاسُ حَتّٰى نَزَحُوْهُ وَشُكِيَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَطَشُ فَانْتَزَعَ سَهْمًا مِّنْ كِنَانَتِهٖ ثُمَّ اَمَرَهُمْ اَنْ يَّجْعَلُوْهُ فِيْهِ فَوَاللّٰهِ مَازَالَ يَجِيْشُ لَهُمْ بِالرِّيِّ فَبَيْنَمَا

باب ۸۸۹۔ جہاد، اہل حرب کے ساتھ مصالحت کی شرائط اور ان کی دستاویز۔

۱۱۱۶۔ حضرت مسور بن مخرمہؓ اور مروانؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر نکلے تھے۔ ابھی آپ راستے ہی میں تھے کہ فرمایا، خالد بن ولیدؓ جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے قریش کے چند سواروں کے ساتھ ہماری نقل و حرکت کا اندازہ لگانے کے لئے مقام غمیم ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اس لئے تم لوگ ذات الیمین کی طرف سے جاؤ تا کہ خالدؓ کو کوئی اندازہ نہ ہو سکے۔ پس خدا گواہ ہے کہ خالد کو ان کے متعلق کچھ بھی علم نہ ہو سکا اور جب انہوں نے اس لشکر کا غبار اٹھتا ہوا دیکھا تو قریش جلدی جلدی خبر دیئے گئے۔ ادھر نبی کریم ﷺ چلتے رہے اور جب ثنیۃ المراء پر پہنچے، جس سے مکہ میں لوگ اترتے ہیں تو آنحضور ﷺ کی سواری بیٹھ گئی صحابہ کہنے لگے حل حل (اونٹنی کو اٹھانے کے لئے) لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھی۔ صحابہؓ نے کہا قصواء اڑ گئی قصواء اڑ گئی (قصواء حضور اکرم ﷺ کی اونٹنی کا نام تھا) لیکن آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ قصواء اڑی نہیں ہے اور نہ یہ اس کی عادت ہے۔ اسے تو اس ذات نے روک لیا ہے جس نے ہاتھیوں (کے لشکر) کو (مکہ میں داخل ہونے سے) روکا تھا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ نے) پھر آپ ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے قریش جو بھی ایسا مطالبہ رکھیں گے جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم ہو گی تو میں ان کا مطالبہ منظور کر لوں گا ☆ آخر آپ ﷺ نے اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ اٹھ گئی۔ بیان کیا کہ پھر نبی کریم ﷺ صحابہؓ سے آگے نکل گئے اور حدیبیہ کے آخری کنارے ثمد (ایک چشمہ یا گڑھا) پر جہاں پانی کم تھا آپ ﷺ نے قیام

فائدہ:۔ یعنی کوئی بھی ایسا مطالبہ جس کی وجہ سے حرم میں قتل و خون سے رکا جا سکے۔ حرم کی عظمت کا پاس ضروری ہے، اس لئے میں ان کے ہر ایسے مطالبے کو مان لوں گا۔

هُمْ كَذٰلِكَ اِذْ جَآءَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَاءَ الْخُزَاعِيُّ فِيْ نَفَرٍ مِّنْ قَوْمِهٖ مِنْ خُزَاعَةَ وَكَانَ عَيْبَةَ نُصْحِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ تِهَامَةَ فَقَالَ اِنِّيْ تَرَكْتُ كَعْبَ بْنَ لُؤَيٍّ وَّ عَامِرَ بْنَ لُؤَيٍّ نَزَلُوْا اَعْدَادَ مِيَاهِ الْحُدَيْبِيَةِ وَمَعَهُمُ الْعُوْذُ الْمَطَافِيْلُ وَهُمْ مُقَاتِلُوْكَ وَ صَادُّوْكَ عَنِ الْبَيْتِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَمْ نَجِيءْ لِقِتَالِ اَحَدٍ وَّلٰكِنَّا جِئْنَا مُعْتَمِرِيْنَ وَاِنَّ قُرَيْشًا قَدْ نَهِكَتْهُمُ الْحَرْبُ وَاَضَرَّتْ بِهِمْ وَاِنْ شَآءُوْا مَادَدْتُهُمْ مُدَّةً وَّ يُخَلُّوْا بَيْنِيْ وَبَيْنَ النَّاسِ فَاِنْ اَظْهَرْ فَاِنْ شَاءُوْا اَنْ يَّدْخُلُوْا فِيْمَا دَخَلَ فِيْهِ النَّاسُ فَعَلُوْا وَاِلَّا فَقَدْ جَمُّوْا وَاِنْ هُمْ اَبَوْا فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَاُقَاتِلَنَّهُمْ عَلٰى اَمْرِيْ هٰذَا حَتّٰى تَنْفَرِدَ سَالِفَتِيْ وَلَيُنْفِذَنَّ اللّٰهُ اَمْرَهٗ فَقَالَ بُدَيْلٌ سَاُبَلِّغُهُمْ مَّاتَقُوْلُ فَانْطَلَقَ حَتّٰى اَتٰى قُرَيْشًا قَالَ اِنَّا قَدْ جِئْنَاكُمْ مِنْ هٰذَا الرَّجُلِ وَسَمِعْنَاهُ يَقُوْلُ قَوْلًا فَاِنْ شِئْتُمْ اَنْ نَّعْرِضَهٗ عَلَيْكُمْ فَعَلْنَا فَقَالَ سُفَهَآؤُهُمْ لَاحَاجَةَ لَنَا اَنْ تُخْبِرَنَا عَنْهُ بِشَيْءٍ وَّقَالَ ذَوُوا الرَّأْيِ مِنْهُمْ هَاتِ مَاسَمِعْتَهٗ يَقُوْلُ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا فَحَدَّثَهُمْ بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ اَيْ قَوْمِ اَلَسْتُمْ بِالْوَالِدِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اَلَسْتُمْ بِالْوَلَدِ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَهَلْ تَتَّهِمُوْنِيْ قَالُوْا لَاقَالَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّيْ اِسْتَنْفَرْتُ اَهْلَ عُكَاظٍ فَلَمَّا بَلَّحُوْا عَلَيَّ جِئْتُكُمْ بِاَهْلِيْ وَوَلَدِيْ وَمَنْ اَطَاعَنِيْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ اِنَّ هٰذَا قَدْ عَرَضَ لَكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ اَقْبَلُوْهَا وَدَعُوْنِيْ اٰتِيْهِ قَالُوْا اْئْتِهٖ فَاَتَاهُ فَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِّنْ قَوْلِهٖ لِبُدَيْلٍ فَقَالَ عُرْوَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ اَيْ مُحَمَّدُ اَرَاَيْتَ اِنِ اسْتَاصَلْتَ اَمْرَ قَوْمِكَ هَلْ سَمِعْتَ بِاَحَدٍ مِّنَ الْعَرَبِ اجْتَاحَ اَهْلَهٗ قَبْلَكَ وَاِنْ تَكُنِ الْاُخْرٰى فَاِنِّيْ وَاللّٰهِ لَاَرٰى وُجُوْهًا وَّاِنِّيْ لَاَرٰى اَشْوَابًا مِّنَ النَّاسِ خَلِيْقًا اَنْ

کیا۔ لوگ تھوڑا تھوڑا پانی استعمال کرنے لگے اور پھر پانی ختم ہو گیا۔ اب رسول اللہ ﷺ سے پیاس کی شکایت کی گئی تو آپ ﷺ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکال کر دیا کہ اسے پانی میں ڈال دیں۔ بخدا پانی انہیں سیراب کرنے کے لئے ابلنے لگا اور وہ لوگ پوری طرح سیراب ہوئے۔ لوگ اسی حال میں تھے کہ بدیل بن ورقاء خزاعیؓ اپنی قوم خزاعہ کے چند افراد کو لے کر حاضر ہوئے۔ یہ لوگ تہامہ کے رہنے والے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے خیر خواہ تھے، انہوں نے اطلاع دی کہ میں کعب بن لوی اور عامر بن لوی کو پیچھے چھوڑے آ رہا ہوں جنہوں نے حدیبیہ کے پانی کے ذخیروں پر اپنا پڑاؤ ڈال دیا ہے۔ ان کے ساتھ بکثرت دودھ دینے والی اونٹیاں ہیں اور ہر طرح کا سامان ان کے ساتھ ہے۔ وہ لوگ آپ سے لڑیں گے اور آپ کے بیت اللہ پہنچنے میں مزاحم ہوں گے لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم کسی سے لڑنے کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ صرف عمرہ کے لئے آئے ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ مسلسل لڑائیوں نے قریش کو پہلے ہی کمزور کر دیا ہے اور انہیں بڑا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ اب اگر وہ چاہیں تو میں ایک مدت تک (لڑائی کا سلسلہ بند رکھنے کا ان سے معاہدہ کر لوں گا) اس عرصہ میں وہ میرے اور عوام کفار و مشرکین عرب کے درمیان نہ پڑیں اور مجھے ان کے سامنے اپنا دین پیش کرنے دیں پھر اگر میں کامیاب ہو جاؤں اور اس کے بعد وہ چاہیں تو اس دین میں وہ بھی داخل ہو سکتے ہیں جس میں اور تمام لوگ داخل ہو چکے ہوں گے۔ لیکن اگر مجھے کامیابی نہ ہوئی تو انہیں بھی آرام ہو جائے گا لڑائی اور جنگ سے۔ اور اگر انہیں میری اس پیش کش سے انکار ہے تو اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، جب تک میرا تن سر سے جدا نہیں ہو جاتا میں دین کے لئے برابر لڑتا رہوں گا یا پھر خداوند تعالیٰ اسے نافذ فرما دے گا۔ بدیل (رضی اللہ عنہ) نے کہا کہ قریش تک آپ کی گفتگو میں پہنچاؤں گا چنانچہ وہ روانہ ہوئے اور قریش کے یہاں پہنچے اور کہا کہ ہم تمہارے پاس اس شخص (نبی کریم ﷺ) کے یہاں سے آئے ہیں اور ہم نے اسے کچھ کہتے سنا ہے اگر تم چاہو تو تمہارے سامنے ہم اسے بیان کر سکتے ہیں۔ قریش کے بے وقوفوں نے کہا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں کہ تم اس شخص کی کوئی بات ہمیں سناؤ۔ لیکن جو لوگ صاحب رائے تھے انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے جو کچھ کہ تم نے سنا ہے ہم سے بیان کر دو۔ انہوں نے کہا کہ میں نے اسے

يَفِرُّوْ اَوْيَدَعُوْكَ فَقَالَ لَه' اَبُوْبَكرٍ اَمْصِصْ بِبَظْرِ اللَّاتِ اَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَ نَدَعُه' فَقَالَ مَنْ ذَا قَالُوْا اَبُوْبَكْرٍ قَالَ اَمَا وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَوْلَايَدٌ كَانَتْ لَكَ عِنْدِىْ لَمْ اَجْزِكَ بِهَا لَاَجَبْتُكَ قَالَ وَجَعَلَ يُكَلِّمُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُلَّمَا تَكَلَّمَ اَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ وَالْمُغِيْرَةُ ابْنُ شُعْبَةَ قَآئِمٌ عَلٰى رَاْسِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ السَّيْفُ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ فَكُلَّمَا اَهْوٰى عُرْوَةُ بِيَدِهٖ اِلٰى لِحْيَةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَرَبَ يَدَه' بِنَعْلِ السَّيْفِ وَقَالَ لَه' اَخِّرْ يَدَكَ عَنْ لِحْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ عُرْوَةُ رَاْسَه' فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالُوا الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ فَقَالَ اَىْ غُدَرُ اَلَسْتُ اَسْعٰى فِىْ غَدْرَتِكَ وَكَانَ الْمُغِيْرَةُ صَحِبَ قَوْمًا فِى الْجَاهِلِيَّةِ فَقَتَلَهُمْ وَاَخَذَ اَمْوَالَهُمْ ثُمَّ جَآءَ فَاَسْلَمَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا الْاِسْلَامَ فَاَقْبَلُ وَاَمَّا الْمَالَ فَلَسْتُ مِنْهُ فِىْ شَىْءٍ ثُمَّ اِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ اَصْحَابَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ قَالَ فَوَاللّٰهِ مَاتَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِىْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَه' وَجِلْدَه' وَاِذَا اَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَ اِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْآ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَه' وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّهٗ فَرَجَعَ عُرْوَةُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَىْ قَوْمِ وَاللّٰهِ لَقَدْ وَفَدْتُّ عَلَى الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُّ عَلٰى قَيْصَرَوَ كِسْرٰى وَالنَّجَاشِىِّ وَاللّٰهِ اِنْ رَّاَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُه' اَصْحَابُه' مَايُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا وَّاللّٰهِ اِنْ تَنَخَّمَ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِىْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَه' وَجِلْدَه' وَاِذَا اَمَرَهُمُ ابْتَدَرُوْا اَمْرَه' وَاِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْ يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ وَاِذَا تَكَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَه' وَمَا يُحِدُّوْنَ اِلَيْهِ النَّظَرَ تَعْظِيْمًا لَّه' وَاِنَّه' قَدْ عَرَضَ عَلَيْكُمْ خُطَّةَ رُشْدٍ

(آنحضور ﷺ) کو یہ یہ کہتے سنا ہے اور پھر جو کچھ انہوں نے آنحضور (ﷺ) سے سنا تھا وہ سب بیان کر دیا تو عروہ بن مسعود (جو اس وقت تک کفار کے ساتھ تھے) کھڑے ہوئے اور کہا کہ اے قوم کے لوگو! کیا تم میری اولاد کے درجے میں نہیں ہو۔ تو سب نے کہا کیوں نہیں اب انہوں نے پھر کہا کیا میں تمہارے باپ کے درجے میں نہیں ہوں؟ اور ہمدردی کے اعتبار سے انہوں نے پھر کہا کیا تم لوگ مجھ پر کسی قسم کی تہمت لگا سکتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں نے عکاظ والوں کو تمہاری طرف سے محمد (ﷺ) کے ساتھ لڑنے کے لئے بلایا تھا اور جب انہوں نے انکار کیا تو میں نے اپنے گھر کے اور ان تمام لوگوں کو تمہارے سامنے لا کر کھڑا کر دیا تھا جنہوں نے میرا کہنا مانا تھا۔ قریش نے کہا کہ کیوں نہیں، یہ سب باتیں درست ہیں، اس کے بعد انہوں نے کہا، دیکھو، اب اس شخص یعنی نبی کریم ﷺ نے تمہارے سامنے اچھی اچھی اور مناسب تجویز رکھی ہے، اسے تم قبول کر لو اور مجھے اس کے پاس گفتگو کے لئے جانے دو، سب نے کہا آپ ضرور جائیے۔ چنانچہ عروہ بن مسعود آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے گفتگو شروع کی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان سے بھی وہی باتیں کہیں جو آپ ﷺ بدیل سے کہہ چکے تھے۔ عروہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہا، اے محمد! تمہیں بتاؤ کہ اگر تم نے اپنی قوم کو نیست و نابود کر دیا تو کیا اپنے سے پہلے کسی بھی عرب کے متعلق تم نے سنا ہے کہ اس نے اپنے گھرانے کا نام و نشان مٹا دیا لیکن اگر دوسری بات وقوع پذیر ہوئی (یعنی آپ ﷺ کی دعوت کو تمام عرب نے قبول کر لیا تو اس میں بھی آپ ﷺ کو کوئی فائدہ نہیں کیونکہ) بخدا میں (آپ ﷺ کے ساتھ) کچھ تو اشراف کو دیکھتا ہوں اور کچھ ادھر ادھر کے لوگ ہیں اور واقعہ یہ ہے کہ (اس وقت) یہ سب بھاگ جائیں گے اور آپ ﷺ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ (اور آپ کی قوم کی مدد بھی آپ کے ساتھ نہ ہوگی) اس پر ابوبکرؓ بولے امصص ببظر اللات (عرب کی ایک گالی) کیوں کر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس سے بھاگ جائیں گے اور آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے۔ عروہ نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ ابوبکرؓ ہیں عروہ نے کہا ہاں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر تمہارا مجھ پر ایک احسان نہ ہوتا جس کی اب تک میں مکافات نہیں کر سکا ہوں، تو تمہیں جواب ضرور دیتا۔

فَاقْبَلُوهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ کِنَانَةَ دَعُوْنِیْ اٰتِیْهِ فَقَالُوا ائْتِهِ فَلَمَّا اَشْرَفَ عَلَى النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ اَصْحَابِهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا فُلَانٌ وَهُوَ مِنْ قَوْمٍ یُّعَظِّمُوْنَ الْبُدْنَ فَابْعَثُوْهَا لَهٗ فَبُعِثَتْ لَهٗ وَاسْتَقْبَلَهُ النَّاسُ یُلَبُّوْنَ فَلَمَّا رَاٰی ذٰلِكَ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا یَنْبَغِیْ لِهٰؤُلَآءِ اَنْ یُّصَدُّوْا عَنِ الْبَیْتِ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ یُقَالُ لَهٗ مِکْرَزُبْنُ حَفْصٍ فَقَالَ دَعُوْنِیْ اٰتِیْهِ فَقَالُوا ائْتِهِ فَلَمَّا اَشْرَفَ عَلَیْهِمْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا مِکْرَزٌ وَهُوَ رَجُلٌ فَاجِرٌ فَجَعَلَ یُکَلِّمُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَبَیْنَمَا هُوَ یُکَلِّمُهٗ اِذَا جَآءَ سُهَیْلُ بْنُ عَمْرٍو وَّقَالَ مَعْمَرٌ فَاَخْبَرَنِیْ اَیُّوْبُ عَنْ عِکْرَمَةَ اَنَّهٗ لَمَّا جَآءَ سُهَیْلُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى

بیان کیا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے پھر گفتگو کرنے لگے اور گفتگو کرتے ہوئے آپ ﷺ کی داڑھی مبارک پکڑ لیا کرتے تھے، مغیرہ بن شعبہؓ نبی کریم ﷺ کے پاس کھڑے تھے، تلوار لٹکائے ہوئے اور سر پر خود پہنے ہوئے۔ عروہ جب بھی نبی کریم ﷺ کی داڑھی کی طرف ہاتھ لے جاتے ☆ تو مغیرہؓ اپنا ہاتھ تلوار کے دستے پر مارتے اور ان سے کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے اپنا ہاتھ ہٹاؤ! عروہ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ مغیرہ بن شعبہؓ۔ عروہؓ نے انہیں مخاطب کر کے کہا، اے عدو کیا اب تک تیرے کرتوت میں بھگت نہیں رہا؟ اصل میں مغیرہؓ اسلام لانے سے پہلے جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھ رہے تھے، پھر ان سب کو قتل کر کے ان کا مال لے لیا تھا۔ اس کے بعد مدینہ آئے اور اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ان کا مال رکھ دیا کہ جو چاہیں اس کے متعلق حکم فرمائیں لیکن آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ

فائدہ:۔ ہر شخص اپنے فکر اور ماحول کے مطابق سوچتا ہے، عرب میں کوئی شخص سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ اپنی قوم سے الگ رہ کر بھی کوئی بڑائی اور عظمت حاصل کر سکتا ہے لیکن اسلام نے کایا پلٹ دی، جو چیز سوچی بھی نہ جاسکتی تھی وہ ایک واقعہ اور حقیقت کی صورت میں سب کے سامنے تھی حضرت عروہ بن مسعودؓ جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور قریش کے ساتھ اپنے وقت کے اعلیٰ درجہ کے مدبر اور ذی رائے اصحاب میں تھے۔ عمر بھی بہت تھی اور اسی کے مطابق تجربات تھے۔ سارے عرب خصوصاً قریش میں آپ کا بڑا اعتماد قائم تھا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر یہی قریش کے نمائندہ بن کر آنحضور ﷺ سے گفتگو کرنے آئے تھے اس وقت ان کا یہ خیال تھا، جیسا کہ ایک عرب سوچ سکتا تھا کہ دوسروں پر اس درجہ اعتماد آنحضور ﷺ کی بہت بڑی غلطی ہے۔ اب تک بہت سی لڑائیاں قریش مسلمانوں سے لڑ چکے تھے اور پیہم شکست و ہزیمت نے انہیں کہیں کا نہ چھوڑا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے جب ان کے سامنے صلح کی پیش کش کی تو قریش کے ذی رائے افراد نے اس پر لبیک کہا، جانتے تھے کہ اسے قبول نہ کرنا موت کے مرادف ہے۔ حضور اکرم ﷺ بھی قریش ہی کے ایک فرد ہیں اور عروہؓ حضور اکرم ﷺ سے یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ کی قوم جس درجہ تباہ ہو چکی ہے وہ خود آپ کے لئے بھی تشویش کا باعث ہونا چاہئے۔ کیونکہ کوئی شخص اپنی قوم کو مخالف بنا کر کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اصل میں دونوں باتیں غلط فہمی پر مبنی تھیں۔ عروہؓ حضور اکرم ﷺ سے اب تک دور ہی رہے تھے اس لئے وہ اسی طرز پر سوچ سکتے تھے۔ جاننے والے جانتے تھے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیشہ قریش کی خیر خواہی چاہی۔ آپ ﷺ دنیا والوں کے لئے رحمت تھے اور قریش پر ہی کیا انحصار سارے عرب اور ساری دنیا کی خیر خواہی آپ کے پیش نظر تھی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ایسے موقعہ پر جب قریش بری طرح پسپا ہو چکے تھے آپ ﷺ ان کے سامنے صلح کی پیش کش نہ کرتے اور صلح میں آپ نے جو رویہ اختیار کیا اور جس طرح دب کر صلح کی وہ اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ آپ کے پیش نظر صرف قوم کی بھلائی اور اسلام کی تبلیغ تھی۔ دوسری بات انہوں نے یہ کہی تھی کہ آپ نے اپنی قوم کو اپنا مخالف بنا رکھا ہے اور یہ آپ کے لئے نقصان دہ ہے۔ غالباً اس سے زیادہ غلط بات کبھی نہ کہی گئی ہوگی۔ سوچنے والا اپنے ماحول کے مطابق سوچتا ہے اور یہ نہیں دیکھتا کہ جس کے متعلق وہ سوچ رہا ہے۔ اس کا ماحول کیا ہے؟ کیا صحابہؓ سے بھی زیادہ کوئی جاں نثار قوم دنیا میں پیدا ہوئی ہے؟ کیا مخالف و موافق کوئی بھی آج سوچ سکتا ہے کہ صحابہؓ آنحضور ﷺ کا ساتھ کسی وقت بھی چھوڑ سکتے تھے؟

☆ عرب کا یہ طریقہ تھا کہ بڑوں سے گفتگو کرتے وقت ان کی داڑھی پر ہاتھ لے جاتے تھے اور پکڑ لیا کرتے تھے۔ آج ہمارے یہاں یہی چیز معیوب ہے لیکن عرب میں اس کا عام رواج تھا۔

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ سَهُلَ لَكُمْ أَمْرُكُمْ مِنْ أَمْرِكُمْ قَالَ مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ فِي حَدِيْثِهِ فَجَآءَ سُهَيْلُ بْنُ عَمْرٍو فَقَالَ اُكْتُبْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ كِتَابًا فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَاتِبَ فَقَالَ اُكْتُبْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ قَالَ سُهَيْلٌ أَمَّا الرَّحْمٰنُ فَوَاللّٰهِ مَا أَدْرِيْ مَا هُوَ وَلٰكِنِ اُكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ كَمَا كُنْتَ تَكْتُبُ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ وَاللّٰهِ لَا نَكْتُبُهَا إِلَّا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْتُبْ بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ ثُمَّ قَالَ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللّٰهِ لَوْ كُنَّا نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا صَدَدْنَاكَ عَنِ الْبَيْتِ وَلَا قَاتَلْنَاكَ وَلٰكِنِ اكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَإِنْ كَذَّبْتُمُوْنِيْ اُكْتُبْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَذٰلِكَ لِقَوْلِهِ لَا يَسْأَلُوْنِيْ خُطَّةً يُعَظِّمُوْنَ فِيْهَا حُرُمَاتِ اللّٰهِ إِلَّا أَعْطَيْتُهُمْ إِيَّاهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَنْ تُخَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَنَطُوْفُ بِهٖ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَاللّٰهِ لَا تَتَحَدَّثُ الْعَرَبُ أَنَّا أُخِذْنَا ضُغْطَةً وَلٰكِنْ ذٰلِكَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَكَتَبَ فَقَالَ سُهَيْلٌ وَعَلٰى أَنَّهٗ لَا يَأْتِيْكَ مِنَّا رَجُلٌ وَإِنْ كَانَ عَلٰى دِيْنِكَ إِلَّا رَدَدْتَّهٗ إِلَيْنَا قَالَ الْمُسْلِمُوْنَ سُبْحَانَ اللّٰهِ كَيْفَ يُرَدُّ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ وَقَدْ جَاءَ مُسْلِمًا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ دَخَلَ أَبُوْ جُنْدَلِ بْنُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو يَرْسُفُ فِيْ قُيُوْدِهٖ وَقَدْ خَرَجَ مِنْ أَسْفَلِ مَكَّةَ حَتّٰى رَمٰى بِنَفْسِهٖ بَيْنَ أَظْهُرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ سُهَيْلٌ هٰذَا يَا مُحَمَّدُ أَوَّلُ مَا أُقَاضِيْكَ عَلَيْهِ أَنْ تَرُدَّهٗ إِلَيَّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّا لَمْ نَقْضِ الْكِتَابَ بَعْدُ قَالَ فَوَاللّٰهِ إِذًا لَمْ أُصَالِحْكَ عَلٰى شَيْءٍ أَبَدًا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَجِزْهُ لِيْ قَالَ مَا أَنَا بِمُجِيْزِهٖ لَكَ قَالَ بَلٰى فَافْعَلْ قَالَ مَا أَنَا بِفَاعِلٍ قَالَ مِكْرَزٌ بَلْ قَدْ أَجَزْنَاهُ لَكَ قَالَ أَبُوْ جُنْدَلٍ أَيْ مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ أُرَدُّ إِلَى

اسلام تو میں قبول کرتا ہوں، رہا یہ مال، تو میرا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ عروہؓ کن انکھیوں سے رسول اللہ ﷺ کے اصحاب (کی نقل وحرکت) دیکھتے رہے پھر انہوں نے بیان کیا کہ بخدا اگر کبھی رسول اللہ ﷺ نے بلغم بھی تھوکا تو ان کے اصحاب نے اپنے ہاتھوں پر اسے لے لیا اور اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیا۔ کسی کام کا اگر آپ نے حکم دیا تو اس کی بجا آوری میں ایک دوسرے پر لوگ سبقت لے جانے کی کوشش کرتے۔ آپ ﷺ وضو کرنے لگے تو ایسا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے وضو کے پانی پر لڑائی ہو جائے گی، یعنی ہر شخص اس پانی کو لینے کی کوشش کرتا تھا۔ جب آپ گفتگو کرنے لگتے تو سب پر خاموشی چھا جاتی، آپ ﷺ کی تعظیم کا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ کے ساتھی نظر بھر کر آپ ﷺ کو دیکھ بھی نہ سکتے تھے۔ عروہ جب اپنے ساتھیوں سے ملے تو ان سے کہا، اے لوگو! بخدا میں بادشاہوں کے دربار میں بھی وفد لے کر گیا ہوں۔ قیصر وکسریٰ اور نجاشی سب کے دربار میں، لیکن خدا کی قسم! میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی بادشاہ کے مصاحب اس کی اس درجہ تعظیم کرتے ہوں جتنی محمد ﷺ کے اصحاب آپ کی کرتے تھے۔ بخدا اگر محمد ﷺ نے بلغم بھی تھوک دیا تو ان کے اصحاب نے اسے اپنے ہاتھوں پر لے لیا اور اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیا۔ آپ ﷺ نے انہیں اگر کوئی حکم دیا تو ہر شخص نے اسے بجالانے میں ایک دوسرے پر سبقت کی کوشش کی۔ آپ ﷺ نے اگر وضو کی تو ایسا معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کے وضو پر لڑائی ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے جب گفتگو شروع کی تو ہر طرف خاموشی چھا گئی، ان کے دلوں میں آپ کی تعظیم کا یہ عالم کہ آپ کو نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتے۔ انہوں نے آپ کے سامنے ایک بھلی صورت رکھی ہے۔ تمہیں چاہئے کہ اسے قبول کر لو۔ اس پر بنو کنانہ کا ایک شخص کہنے لگا کہ اچھا مجھے بھی ان کے یہاں جانے دو۔ لوگوں نے کہا، تم بھی جا سکتے ہو۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کے قریب پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ فلاں شخص ہے، ایک ایسی قوم کا فرد جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتے ہیں۔ اس لئے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دو (تا کہ معلوم ہو جائے کہ ہمارا مقصد عمرہ کے سوا اور کچھ نہیں ہے) صحابہؓ نے قربانی کے جانور اس کے سامنے کر دیے اور تلبیہ کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ جب اس نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا کہ سبحان اللہ! قطعاً مناسب نہیں ہے کہ ایسے لوگوں کو

الْمُشْرِكِينَ وَ قَدْ جِئْتُ مُسْلِمًا اَلَا تَرَوْنَ مَاقَدْ لَقِيْتُ وَكَانَ قَدْ عُذِّبَ عَذَاباً شَدِيْداً فِي اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَاَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَلَسْتَ نَبِيَّ اللّٰهِ حَقًّا قَالَ بَلٰى قُلْتُ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلٰى قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِي دِيْنِنَا اِذَنْ قَالَ اِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ لَسْتُ اَعْصِيْهِ وَهُوَ نَاصِرِيْ قُلْتُ اَوَ لَيْسَ كُنْتَ تُحَدِّثُنَا اَنَّا سَنَاْتِي الْبَيْتَ فَنَطُوْفُ بِهٖ قَالَ بَلٰى فَاَخْبَرْتُكَ اَنَّا نَاْتِيْهِ الْعَامَ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّكَ اٰتِيْهِ وَمُطَوِّفٌ بِهٖ قَالَ فَاَتَيْتُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ يَااَبَابَكْرٍ اَلَيْسَ هٰذَا نَبِيَّ اللّٰهِ حَقًّا قَالَ بَلٰى قُلْتُ اَلَسْنَا عَلَى الْحَقِّ وَ عَدُوُّنَا عَلَى الْبَاطِلِ قَالَ بَلٰى قُلْتُ فَلِمَ نُعْطِي الدَّنِيَّةَ فِيْ دِيْنِنَا اِذَنْ قَالَ اَيُّهَا الرَّجُلُ اِنَّهٗ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ يَعْصِيْ رَبَّهٗ وَهُوَ نَاصِرُهٗ فَاسْتَمْسِكْ بِغَرْزِهٖ فَوَاللّٰهِ اِنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ قُلْتُ اَلَيْسَ كَانَ يُحَدِّثُنَا اَنَّا سَنَاْتِي الْبَيْتَ وَنَطُوْفُ بِهٖ قَالَ بَلٰى اَفَاَخْبَرَكَ اَنَّكَ تَاْتِيْهِ الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّكَ تَاْتِيْهِ وَ مُطَوِّفٌ بِهٖ قَالَ الزُّهْرِيُّ قَالَ عُمَرُ فَعَمِلْتُ لِذٰلِكَ اَعْمَالًا قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَضِيَّةِ الْكِتَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ قُوْمُوْا فَانْحَرُوْا ثُمَّ احْلِقُوْا قَالَ فَوَاللّٰهِ مَا قَامَ مِنْهُمْ رَجُلٌ حَتّٰى قَالَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَمَّا لَمْ يَقُمْ مِنْهُمْ اَحَدٌ دَخَلَ عَلٰى اُمِّ سَلَمَةَ فَذَكَرَ لَهَامَالَقِيَ مِنَ النَّاسِ فَقَالَتْ اُمُّ سَلَمَةَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَتُحِبُّ ذٰلِكَ اُخْرُجْ ثُمَّ لَاتُكَلِّمْ اَحَدًا مِّنْهُمْ كَلِمَةً حَتّٰى تَنْحَرَ بُدْنَكَ وَتَدْعُوَا حَالِقَكَ فَيَحْلِقَكَ فَخَرَجَ فَلَمْ يُكَلِّمْ اَحَدًا مِّنْهُمْ حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ نَحَرَبُدْنَهٗ وَدَعَا حَالِقَهٗ فَحَلَقَهٗ فَلَمَّا رَاَوْا ذٰلِكَ قَامُوْا فَنَحَرُوْا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يَحْلِقُ بَعْضًا حَتّٰى كَادَ بَعْضُهُمْ يَقْتُلُ بَعْضًا غَمًّا ثُمَّ جَآءَهٗ

بیت اللہ سے روکا جائے اس کے بعد قریش میں سے ایک دوسرا شخص مکرز بن حفص نامی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ مجھے بھی ان کے یہاں جانے دو۔ سب نے کہا کہ تم بھی جا سکتے ہو۔ جب وہ آنحضور ﷺ اور صحابہؓ سے قریب ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ مکرز ہے ایک بدترین شخص! پر وہ نبی کریم ﷺ سے گفتگو کرنے لگا۔ ابھی وہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ سہیل بن عمرو آ گیا۔ معمر نے (سابقہ سند کے ساتھ) بیان کیا کہ مجھے ایوب نے خبر دی اور انہیں عکرمہ نے کہ جب سہیل بن عمرو آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا معاملہ آسان (سہل) ہو گیا۔ معمر نے بیان کیا کہ زہری نے اپنی حدیث میں اس طرح بیان کیا تھا کہ جب سہیل بن عمرو آیا تو کہنے لگا (آنحضور ﷺ سے) کہ ہمارے اور اپنے درمیان (صلح کی) ایک تحریر لکھ لو، چنانچہ نبی کریم ﷺ نے کاتب کو بلوایا اور فرمایا کہ لکھو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل کہنے لگا، رحمٰن کو بخدا میں نہیں جانتا کہ وہ کیا چیز ہے؟ البتہ تم یوں لکھ سکتے ہو "باسمک اللھم" جیسے پہلے لکھا کرتے تھے ☆۔ مسلمانوں نے کہا کہ بخدا ہمیں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" کے سوا اور کوئی دوسرا جملہ نہ لکھنا چاہئے۔ لیکن آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ باسمك اللھم ہی لکھ دو پھر آپ ﷺ نے لکھوایا۔ یہ محمد رسول اللہ ﷺ سے صلح نامہ کی دستاویز ہے (ﷺ) سہیل نے کہا۔ اگر ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ آپ ﷺ رسول اللہ ہیں تو نہ ہم آپ کو بیت اللہ سے روکتے اور نہ آپ سے جنگ کرتے۔ پس آپ صرف اتنا لکھئے کہ "محمد بن عبداللہ" اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ گواہ ہے کہ میں اس کا رسول ہوں، خواہ تم میری تکذیب ہی کرتے رہو۔ لکھو جی۔ "محمد بن عبداللہ" زہری نے بیان کیا کہ یہ سب کچھ (رعایت اور ان کے ہر مطالبہ کو مان لینا) صرف آپ کے اس ارشاد کا نتیجہ تھا (جو پہلے ہی آپ ﷺ بدیل رضی اللہ عنہ سے کہہ چکے تھے) کہ قریش مجھ سے جو بھی ایسا مطالبہ کریں گے جس سے اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم مقصود ہو گی تو میں ان کے مطالبے کو ضرور تسلیم کر لوں گا۔ اس لئے نبی کریم ﷺ نے سہیل سے فرمایا۔ لیکن (صلح کے لئے) شرط یہ ہو گی کہ تم لوگ بیت اللہ ہمیں طواف کرنے کے لئے جانے دو گے۔ سہیل نے کہا، بخدا ہم (اس سال) ایسا نہیں ہونے دیں گے، عرب کہیں گے کہ ہم مغلوب ہو گئے تھے (اس لئے ہم نے اجازت دے دی) البتہ

فائدہ:۔ جاہلیت کے زمانے میں اہل عرب کسی تحریر کی ابتداء میں یہی کلمہ لکھا کرتے تھے۔ اس طرح بھی اللہ کے نام سے ابتداء کی جاتی تھی۔ اور آنحضور ﷺ ابتداء اسلام میں اس طرح لکھتے تھے۔ پھر جب آیۃ النمل نازل ہوئی تو آپ پوری طرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے لگے۔

نِسْوَةٌ مُؤْمِنَاتٌ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا
جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَاجِرَاتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ حَتّٰى بَلَغَ
بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ فَطَلَّقَ عُمَرُ يَوْمَئِذٍ امْرَاَتَيْنِ كَانَتَا لَهٗ
فِي الشِّرْكِ فَتَزَوَّجَ اِحْدٰهُمَا مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ
وَالْاُخْرٰى صَفْوَانُ بْنُ اُمَيَّةَ ثُمَّ رَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَجَآءَهٗ اَبُوْبَصِيْرٍ رَّجُلٌ مِّنْ
قُرَيْشٍ وَهُوَ مُسْلِمٌ فَاَرْسَلُوْا فِيْ طَلَبِهٖ رَجُلَيْنِ فَقَالُوْا
اَلْعَهْدَ الَّذِيْ جَعَلْتَ لَنَا فَدَفَعَهٗ اِلَى الرَّجُلَيْنِ فَخَرَجَا
بِهٖ حَتّٰى بَلَغَ ذَا الْحُلَيْفَةِ فَنَزَلُوْا يَاْكُلُوْنَ مِنْ تَمْرٍ لَّهُمْ
فَقَالَ اَبُوْبَصِيْرٍ لِاَحَدِ الرَّجُلَيْنِ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَرٰى سَيْفَكَ
هٰذَا يَا فُلَانُ جَيِّدًا فَاسْتَلَّهُ الْاٰخَرُ فَقَالَ اَجَلْ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ
لَجَيِّدٌ لَقَدْ جَرَّبْتُ بِهٖ ثُمَّ جَرَّبْتُ فَقَالَ اَبُوْ بَصِيْرٍ اَرِنِيْ
اَنْظُرْ اِلَيْهِ فَاَمْكَنَهٗ مِنْهُ فَضَرَبَهٗ حَتّٰى بَرَدَ وَفَرَّ الْاٰخَرُ
حَتّٰى اَتَى الْمَدِيْنَةَ فَدَخَلَ الْمَسْجِدَ يَعْدُوْ فَقَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَاٰهُ لَقَدْ رَاٰى هٰذَا ذُعْرًا
فَلَمَّا انْتَهٰى اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قُتِلَ
وَاللّٰهِ صَاحِبِيْ وَاِنِّيْ لَمَقْتُوْلٌ فَجَآءَ اَبُوْ بَصِيْرٍ فَقَالَ يَا
نَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ وَاللّٰهِ اَوْفَى اللّٰهُ ذِمَّتَكَ قَدْ رَدَدْتَنِيْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ
اَنْجَانِيَ اللّٰهُ مِنْهُمْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَيْلُ اُمِّهٖ مِسْعَرُ حَرْبٍ لَوْ كَانَ لَهٗ اَحَدٌ فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ
عَرَفَ اَنَّهٗ سَيَرُدُّهٗ اِلَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى اَتٰى سِيْفَ الْبَحْرِ
قَالَ وَيَنْفَلِتُ مِنْهُمْ اَبُوْ جَنْدَلَ ابْنُ سُهَيْلٍ فَلَحِقَ بِاَبِيْ
بَصِيْرٍ فَجَعَلَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُرَيْشٍ رَجُلٌ قَدْ اَسْلَمَ اِلَّا
لَحِقَ بِاَبِيْ بَصِيْرٍ حَتّٰى اجْتَمَعَتْ مِنْهُمْ عِصَابَةٌ فَوَاللّٰهِ
مَا يَسْمَعُوْنَ بِعِيْرٍ خَرَجَتْ لِقُرَيْشٍ اِلَى الشَّامِ اِلَّا
اعْتَرَضُوْا لَهَا فَقَتَلُوْهُمْ وَاَخَذُوْا اَمْوَالَهُمْ فَاَرْسَلَتْ
قُرَيْشٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُنَاشِدُهٗ بِاللّٰهِ
وَالرَّحِمِ لَمَّا اَرْسَلَ فَمَنْ اَتَاهُ فَهُوَ اٰمِنٌ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى
وَهُوَ الَّذِيْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ

آئندہ سال کے لئے اجازت ہے۔ چنانچہ یہ بھی لکھ لیا۔ پھر سہیل نے کہا
کہ یہ شرط بھی (لکھ لیجئے) کہ ہماری طرف کا جو شخص بھی آپ کے یہاں
جائے گا، خواہ وہ آپ کے دین ہی پر کیوں نہ ہو آپ اسے ہمیں واپس کر
دیں گے۔ مسلمانوں نے (یہ شرط سن کر کہا، سبحان اللہ! ایک ایسے شخص کو)
مشرکوں کے حوالے کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ جو مسلمان ہو کر آیا ہو۔ ابھی
یہی باتیں ہورہی تھیں کہ ابوجندل بن سہیل بن عمرو (رضی اللہ عنہ) اپنی
بیڑیوں کو گھسیٹتے ہوئے پہنچے۔ وہ مکہ کے نشیبی علاقے کی طرف سے بھاگے
تھے اور اب خود کو مسلمانوں کے سامنے ڈال دیا تھا۔ سہیل نے کہا! اے محمد!
یہ پہلا شخص ہے جس کے لئے (صلح نامہ کے مطابق) میں مطالبہ کرتا
ہوں کہ آپ اسے ہمیں واپس کر دیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تو
ہم نے (صلح نامہ کی اس دفعہ کا فیصلہ نہیں کیا تو سہیل نے کہا کہ پھر اللہ کی
قسم اس وقت میں آپ سے کسی چیز پر بھی صلح نہیں کروں گا۔ نبی کریم ﷺ
نے فرمایا، مجھ پر اس ایک کو (دے کر) احسان کر دو۔ اس نے کہا کہ میں
ایسا کبھی احسان کبھی نہیں کر سکتا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں تمہیں
احسان کر دینا چاہئے لیکن اس نے یہی جواب دیا کہ میں ایسا کبھی نہیں کر
سکتا۔ البتہ مکرز نے کہا کہ چلئے ہم اس کا احسان آپ پر کرتے ہیں۔
ابوجندلؓ نے فرمایا۔ مسلمانو! میں مسلمان ہو کر آیا ہوں، کیا مجھے پھر
مشرکوں کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا؟ کیا میرے ساتھ جو کچھ معاملہ ہوا
ہے تم نہیں دیکھتے؟ ابوجندل رضی اللہ عنہ کو اللہ کے راستے میں بڑی سخت
اذیتیں پہنچائی گئی تھیں۔ راوی نے بیان کیا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
نے فرمایا، آخر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، کیا یہ
واقعہ اور حقیقت نہیں کہ آپ ﷺ اللہ کے نبی ہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں
نہیں۔ میں نے عرض کیا، کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ اور کیا ہمارے دشمن باطل
پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں! میں نے کہا، پھر ہم اپنے دین
کے معاملے میں کیوں دبیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول
ہوں، میں اس کی حکم عدولی نہیں کر سکتا اور وہی میرا مددگار ہے۔ میں نے
کہا کیا آپ ہم سے یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس
کا طواف کریں گے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے لیکن کیا میں
نے تم سے یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم بیت اللہ پہنچ جائیں گے عمرؓ نے کہا نہیں
آپ نے اس قید کے ساتھ نہیں فرمایا تھا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر

مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ حَتّٰى بَلَغَ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَكَانَتْ حَمِيَّتُهُمْ اَنَّهُمْ لَمْ يُقِرُّوْا اَنَّهٗ نَبِيُّ اللّٰهِ وَلَمْ يُقِرُّوْا بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَحَالُوْا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تم بیت اللہ تک پہنچو گے اور اس کا طواف کرو گے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں ابوبکرؓ کے یہاں پہنچا اور ان سے بھی یہی پوچھا۔ ابوبکرؓ کیا یہ حقیقت نہیں کہ آنحضور ﷺ اللہ کے نبی ہیں؟ انہوں نے بھی فرمایا کہ کیوں نہیں۔ میں نے پوچھا کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟

اور کیا ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں! میں نے کہا پھر ہم اپنے دین کے معاملے میں کیوں دبیں؟ ابوبکرؓ نے فرمایا، جناب بلاشک وشبہ حضور ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ اپنے رب کی حکم عدولی نہیں کر سکتے۔ اور ان کا رب ہی ان کا مددگار ہے پس ان کی رسی مضبوطی سے پکڑلو۔ خدا گواہ ہے کہ وہ حق پر ہیں۔ میں نے کہا کیا آپ ہم سے یہ نہیں کہتے تھے کہ عنقریب ہم بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ فرمایا کہ یہ بھی صحیح ہے، لیکن کیا آنحضور ﷺ نے آپ سے یہ فرمایا تھا کہ اسی سال آپ بیت اللہ پہنچ جائیں گے۔ میں نے کہا کہ نہیں۔ ابوبکرؓ نے فرمایا، پھر اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ آپ بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ زہریؒ نے بیان کیا کہ عمرؓ نے فرمایا بعد میں میں نے اپنی اس عجلت پسندی کی مکافات کے لئے نیک اعمال کئے ☆۔ پھر جب صلح نامہ سے آپ ﷺ فارغ ہو چکے تو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا، اب اٹھو اور (جن جانوروں کو ساتھ لائے ہو ان کی) قربانی کرلو اور سر بھی منڈالو۔ انہوں نے بیان کیا کہ خدا گواہ ہے۔ صحابہ میں سے ایک شخص بھی نہ اٹھا اور تین مرتبہ آپ نے یہی جملہ فرمایا۔ جب کوئی نہ اٹھا تو حضور ﷺ ام سلمہ (ام المؤمنینؓ) کے خیمہ میں گئے اور ان سے لوگوں کے طرز عمل کا ذکر کیا۔ ام سلمہؓ نے فرمایا اے اللہ کے نبی! کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ باہر تشریف لے جائیں اور کسی سے کچھ نہ کہیں۔ بلکہ اپنا قربانی کا جانور ذبح کرلیں اور اپنے حجام کو بلالیں جو آپ کے بال مونڈ دے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لائے۔ کسی سے کچھ نہیں کہا اور یہی سب کچھ کیا اپنے جانور کی قربانی کرلی اور اپنے حجام کو بلوایا جس نے آپ ﷺ کے بال مونڈے جب صحابہ نے دیکھا تو وہ بھی ایک دوسرے کے بال مونڈ نے لگے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رنج وغم میں ایک دوسرے سے لڑ پڑیں گے، پھر آنحضور ﷺ کے پاس (مکہ سے) چند مومن (خواتین آئیں) تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔ اے لوگو! جو ایمان لا چکے ہو، جب تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے آئیں تو ان کا امتحان لے لو، ''بعصم الکوافر تک۔'' اسی دن حضرت عمرؓ نے اپنی دو بیویوں کو طلاق دی، جو اب تک شرک کی حالت میں تھیں (کیونکہ ابتدائے اسلام میں مشرکہ عورتوں سے شادی کی ممانعت نہیں تھی اور اب ہوگئی تھی)، ان میں سے ایک سے تو معاویہ بن ابی سفیانؓ نے نکاح کرلیا تھا اور دوسری سے صفوان بن امیہ نے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس تشریف لائے تو قریش کے ایک فرد ابوبصیرؓ حاضر ہوئے (مکہ سے فرار ہو کر) وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ قریش نے انہیں واپس لینے کے لئے دو آدمیوں کو بھیجا اور انہوں نے آ کر کہا کہ ہمارے ساتھ آپ کا معاہدہ ہو چکا ہے، چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے ابوبصیرؓ کو واپس کردیا۔ قریش کے دونوں افراد جب انہیں لے کر واپس ہوئے اور ذوالحلیفہ پہنچے تو کھجور کھانے کے لئے اترے جو ان کے ساتھ تھی۔ ابوبصیرؓ نے ان میں سے ایک سے فرمایا بخدا تمہاری تلوار بہت اچھی معلوم ہوتی ہے۔ دوسرے ساتھی نے تلوار نیام سے نکال دی، اس شخص نے کہا، ہاں خدا کی قسم، نہایت عمدہ تلوار ہے، میں اس کا بارہا تجربہ کر چکا ہوں۔ ابوبصیرؓ اس پر بولے کہ ذرا مجھے بھی تو دکھاؤ اور اس طرح اسے اپنے قبضہ میں کرلیا۔ پھر اس شخص (تلوار کے مالک) کو ایسی ضرب لگائی کہ وہ وہیں ٹھنڈا ہو گیا۔ اس کا دوسرا ساتھی بھاگ کر مدینہ آیا اور مسجد میں دوڑتا ہوا داخل ہوا نبی کریم ﷺ نے جب اسے دیکھا تو فرمایا یہ شخص کچھ خوف زدہ معلوم ہوتا ہے جب وہ آنحضور ﷺ کے قریب پہنچا تو کہنے لگا خدا کی قسم میرا ساتھی تو مارا گیا اور میں بھی مارا جاؤں گا (اگر آپ لوگوں نے ابوبصیر کو نہ روکا) اتنے میں ابوبصیر بھی آ گئے اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذمہ داری پوری کردی آپ مجھے ان کے حوالے کر چکے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے نجات دلائی۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ نامعقول اگر اس کا کوئی مددگار ہوتا تو پھر لڑائی کے شعلے بھڑک اٹھتے۔ جب انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے یہ الفاظ سنے تو سمجھ گئے کہ آپ پھر کفار کے حوالے کردیں گے، اس لئے وہاں سے نکل گئے اور دریا کے ساحل پر آ گئے۔ راوی نے بیان کیا کہ اپنے گھر والوں سے (مکہ سے) چھوٹ کر ابوجندلؓ بھی جو سہیل کے بیٹے

تھے ابوبصیرؓ سے جاملے اور اب یہ حال تھا کہ قریش کا جو شخص بھی اسلام لاتا (بجائے مدینہ آنے کے) ابوبصیرؓ کے پاس ساحل سمندر پر چلا جاتا۔ اس طرح ایک جماعت بن گئی اور خدا گواہ ہے یہ لوگ قریش کے جس قافلے کے متعلق بھی سن لیتے کہ وہ شام جارہا ہے (تجارت کے لئے) تو اسے راستے ہی میں روک کرلوٹ لیتے اور قافلہ والوں کو قتل کردیتے۔ اب قریش نے نبی کریم ﷺ کے یہاں اللہ اور رحم کا واسطہ دے کر درخواست بھیجی کہ آپ کسی کو بھیجیں، (ابوبصیرؓ اور اس کے دوسرے ساتھیوں کے یہاں کہ وہ قریش کی ایذاء سے رک جائیں) اور اس کے بعد جو شخص بھی آپ کے یہاں جائے گا (مکہ سے) اسے امن ہے چنانچہ آنحضور ﷺ نے ان کے یہاں اپنا آدمی بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ ''اور وہ ذات گرامی جس نے روک دیئے تھے تمہارے ہاتھ ان سے اور ان کے ہاتھ تم سے (یعنی جنگ نہیں ہوسکی تھی) وادی مکہ میں (حدیبیہ میں) اس کے بعد کہ تم کو غالب کردیا تھا ان پر، یہاں تک کہ بات جاہلیت کے دور کی بے جا حمایت تک پہنچ گئی تھی'') ان کی حمیت (جاہلیت) یہ تھی کہ انہوں نے (معاہدے میں بھی) آپ کے لئے اللہ کے نبی ہونے کا اقرار نہیں کیا (اور یہ الفاظ کٹوا دیئے) اسی طرح انہوں نے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** نہیں لکھنے دیا اور آپ کے بیت اللہ جانے سے مانع بنے۔

فائدہ:۔ معاہدہ میں جو یہ شرط قریش نے رکھی تھی کہ ہمارا جو بھی آدمی مدینہ فرار ہوکر جائے اسے ہمارے حوالے کرنا ہوگا، انہوں نے خود ہی یہ شرط واپس لے لی۔ ☆ نیز جس سال صلح حدیبیہ ہوئی، اس وقت تک مسلمان پہلے سے بہت زیادہ قوی اور طاقت ور تھے۔ اس لئے حدیبیہ تک پہنچنے کے باوجود عمرہ نہ کرنے کا بہت سے صحابہؓ کو بڑا رنج تھا۔ آنحضور ﷺ نے جب کفار سے صلح کی تو کفار کی شرائط بھی مان لیں تھیں جن میں کفار زیادتی پر تھے۔ لیکن بہر حال یہی اللہ تعالیٰ کا حکم تھا خاص طور سے حضرت عمرؓ نے آنحضور ﷺ سے گفتگو کرنے میں بڑی جرأت سے کام لیا تھا جس کا انہیں زندگی بھر افسوس رہا اور اسی کے متعلق وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس بیجا جرأت کی مکافات کے لئے بہت سے نیک اعمال کئے تا کہ اللہ تعالیٰ میری اس غلطی کو معاف کردے۔ دوسری روایتوں میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اس دن سے اپنی جرأت کی مکافات کے لئے میں برابر روزے رکھتا رہا۔ صدقات دیتا رہا، نماز (نوافل) پڑھتا رہا اور غلام آزاد کرتا رہا۔ اس موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ثبوت خاص طور پر قابل ذکر ہے اور نبی کریم ﷺ کے جوابات کے ساتھ آپ کا توارد بھی حدیث میں یہ جو جملہ آیا ہے کہ عمرؓ نے پوچھا، کیا آپ ﷺ ہم سے کہتے نہیں تھے کہ ہم ''بیت اللہ جاکر اس کا طواف کریں گے۔'' اس سے صرف اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے صرف طواف کا ذکر کیا تھا کہ ہم سب بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ رہی یہ بات کہ آپ نے سال اور وقت کی تعیین کے ساتھ کوئی بات کہی ہو تو ایسا نہیں ہوا تھا قدرتی طور پر جب آپ نے عمرہ کے ارادہ سے سفر شروع کیا تو صحابہؓ کے ذہن میں یہ بات آئی ہوگی کہ اس مرتبہ ہم بیت اللہ ضرور پہنچ جائیں گے اور طواف بھی ہوگا، کیونکہ آنحضور ﷺ اس کا ذکر پہلے ہی کرچکے تھے اور جوش وجذبے کی حالت میں عمر رضی اللہ عنہ بھی یہ یاد نہ رکھ سکے کہ آنحضور کا وعدہ وقت کی تعیین کے ساتھ نہیں تھا۔ جب یاد دلایا گیا تو انہیں بھی یاد آیا اور اپنی غلطی کا احساس ہوا اس سلسلے میں ایک اور روایت بھی ہے کہ آنحضور ﷺ نے عمرہ کا خواب دیکھا تھا واقدی جس کی حدیث کے باب میں روایات پر زیادہ اعتماد نہیں کیا جاسکتا، کی ایک روایت میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے مدینہ میں یہ خواب دیکھا تھا اگر واقدی کی اس روایت کو بھی تسلیم کرلیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ خواب میں کسی وقت کی تعیین نہیں تھی اور بہر حال حدیبیہ کے واقعے کے بعد آپ نے عمرہ تو کیا ہی تھا لیکن صحیح روایات سے یہ ثابت ہے کہ یہ خواب آپ ﷺ نے حدیبیہ میں دیکھا۔ جب صحابہؓ بہت مضطرب ہوئے اس وقت آپؐ کو خواب میں دکھایا گیا تا کہ صحابہ کا اضطراب ختم ہو بہر حال اس واقعہ سے یہ قطعاً ثابت نہیں ہوتا کہ انبیاء کی خبریں بھی واقعہ کے خلاف ہوسکتی ہیں اگر ایسا خدانخواستہ ہوسکتا تو پھر دین پر اعتماد کیسے باقی رہ سکتا تھا۔ قرآن نے خود اس طرح کے تخیلات کی بڑی شدت سے تردید کی ہے۔

باب ۸۹۰۔ مَایَجُوزُ مِنَ الْاِشْتِرَاطِ وَالثُّنیَا فِی الْاِقْرَار

باب ۸۹۰۔ جو شرطیں جائز ہیں، اقرار کرتے ہوئے استثناء

(۱۱۱۸) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ

۱۱۱۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِداً مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں یعنی ایک کم سو، جو شخص ان سب کو محفوظ رکھے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

كِتَابُ الْوَصَايَا

کتاب: وصیتوں کے مسائل

باب ۸۹۱. اَلْوَصَايَا

باب ۸۹۱۔ وصیتیں

(۱۱۱۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاحَقُّ امْرِیءٍ مُّسْلِمٍ لَّه' شَیْءٌ يُّوْصِیْ فِيْهِ يَبِيْتُ لَيْلَتَيْنِ اِلَّا وَصِيَّتُه' مَكْتُوْبَةٌ عِنْدَه۔

۱۱۱۹۔ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی مسلمان کے لئے جس کے پاس وصیت کے قابل کوئی بھی چیز ہو، درست نہیں کہ دورات بھی وصیت کو لکھ کر اپنے پاس محفوظ کئے بغیر گذار دے۔

(۱۱۲۰) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ خَتَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخِیْ جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحٰرِثِ قَالَ مَاتَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَمَوْتِهٖ دِرْهَمًا وَّلَادِيْنَارًا وَّلَاعَبْدًا وَّلَااَمَةً وَّلَا شَيْئًا اِلَّابَغْلَتَهُ الْبَيْضَاءَ وَسَلَاحَه' وَاَرْضًا جَعَلَهَا صَدَقَةً۔

۱۱۲۰۔ رسول اللہ ﷺ کے نسبتی بھائی عمرو بن حارثؓ نے جو جویریہ بنت حارثؓ (ام المؤمنین) کے بھائی تھے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت سوائے اپنے سفید خچر، اپنے ہتھیار اور اپنی زمین کے جسے آپ نے صدقہ کر دیا تھا، نہ کوئی درہم چھوڑا تھا نہ دینار، نہ غلام نہ باندی اور نہ کوئی اور چیز۔

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ سَاَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اَبِیْ اَوْفٰیؓ هَلْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصٰى فَقَالَ لَا فَقُلْتُ كَيْفَ كُتِبَ عَلَى النَّاسِ الْوَصِيَّةُ اَوْ اُمِرُوْا بِالْوَصِيَّةِ قَالَ اَوْصٰى بِكِتَابِ اللّٰهِ۔

حضرت طلحہ بن مصرفؒ نے عبداللہ بن ابی اوفیؓ سے سوال کیا، کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی وصیت کی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں! اس پر میں نے پوچھا پھر وصیت کس طرح لوگوں پر فرض ہوئی؟ یا (راوی نے اس طرح بیان کیا کہ) لوگوں کو وصیت کا حکم کیونکر دیا گیا، فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو کتاب اللہ پر عمل کرنے کی وصیت کی تھی (اور کتاب اللہ میں وصیت کا حکم موجود ہے۔)

باب ۸۹۲. اَلصَّدَقَةُ عِنْدَ الْمَوْتِ

باب ۸۹۲۔ موت کے وقت صدقہ کی فضیلت

(۱۱۲۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِّلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ حَرِيْصٌ تَاْمُلُ الْغِنٰى وَتَخْشَى الْفَقْرَ وَلَا تُمْهِلْ حَتّٰى اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلَانٍ كَذَا وَلِفُلَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ لِفُلَانٍ۔

۱۱۲۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان فرمایا کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ! کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ فرمایا یہ کہ تم صدقہ تندرستی کی حالت میں کرو کہ (تم اس مال کو باقی رکھنے کے) خواہش مند بھی ہو، جس سے کچھ سرمایہ جمع ہو جانے کی تمہیں امید ہو اور (اسے خرچ کرنے کی صورت میں) محتاجی کا ڈر ہو اس کار خیر میں تاخیر نہ کرو کہ جب روح حلق تک پہنچ جائے تو کہنے بیٹھ جاؤ کہ اتنا مال فلاں کے لئے۔ حالانکہ اس وقت وہ فلاں کا (وارثوں کا) ہو چکا ہوگا۔

باب ۸۹۳. هَلْ يَدْخُلُ النِّسَآءُ وَالْوَلَدُ فِی الْاَقَارِبِ

باب ۸۹۳۔ کیا عورتیں اور بچے بھی عزیزوں میں داخل ہوں گے

(۱۱۲۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) قَالَ

۱۱۲۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان فرمایا کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی

قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ قَالَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ لَااُغْنِىْ عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَّا بَنِىْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا اُغْنِىْ عَنْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا يَّاعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ لَااُغْنِىْ عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّيَا صَفِيَّةُ عَمَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ لَا اُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا وَّيَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ سَلِيْنِىْ مَاشِئْتِ مِنْ مَّالِىْ لَااُغْنِىْ عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ۔

کہ ''آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرایئے۔'' تو رسول اللہ ﷺ اٹھے اور ارشاد فرمایا، اے معشر قریش یا اسی طرح کا کوئی دوسرا کلمہ فرمایا، اپنی جانوں کو خرید لو (اللہ سے، اسلام اور نیک عمل کے ذریعہ اپنے نجات دلوا لو) میں تمہیں اللہ کی پکڑ سے قطعاً نہیں بچا سکتا (اگر تم ایمان نہ لائے) اے بنی عبد مناف؟ میں تمہیں اللہ کی پکڑ سے نہیں بچا سکتا، اے عباس بن مطلب! میں تمہیں اللہ کی پکڑ سے قطعاً نہیں بچا سکتا، اے صفیہ (رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی) میں تمہیں اللہ کی پکڑ سے قطعاً نہیں بچا سکتا، اے فاطمہ بنت محمد! میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے مانگ لو لیکن اللہ کی پکڑ سے میں تمہیں بھی نہیں بچا سکتا۔

باب ۸۹۴. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْٓا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ

باب ۸۹۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ''اور یتیموں کی دیکھ بھال کرتے رہو، یہاں تک کہ وہ عمرِ نکاح کو پہنچ جائیں۔ تو اگر تم ان میں ہوشیاری دیکھ لو تو ان کے حوالے ان کا مال کر دو

(۱۱۲۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ عُمَرَ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ) تَصَدَّقَ بِمَالٍ لَّه' عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ يُقَالُ لَه' ثَمْغٌ وَّكَانَ نَخْلًا فَقَالَ عُمَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اسْتَفَدْتُ مَالًا وَّهُوَعِنْدِىْ نَفِيْسٌ فَاَرَدْتُ اَنْ اَتَصَدَّقَ بِهٖ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَصْلِهٖ لَايُبَاعُ وَلَا يُوْهَبُ وَلَا يُوْرَثُ وَلٰكِنْ يُّنْفَقُ ثَمَرُه' فَتَصَدَّقَ بِهٖ عُمَرُ فَصَدَقَتُه' ذٰلِكَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَفِى الرِّقَابِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالضَّعِيْفِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَلَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ وَّلِيَه' اَنْ يَّاْكُلَ مِنْهُ بِالْمَعْرُوْفِ اَوْ يُوْكِلَ صَدِيْقَه' غَيْرَ مُتَمَوِّلٍ بِهٖ ۔

۱۱۲۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ عمرؓ نے اپنی ایک جائداد صدقہ کر کے رسول اللہ ﷺ کے حوالے کر دی (کہ جس طرح چاہیں اس کا حکم بیان کریں) اس جائداد کا نام ثمغ تھا اور یہ ایک باغ تھا۔ عمرؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ! مجھے ایک جائداد ملی ہے اور میرے خیال میں نہایت عمدہ ہے۔ اسلئے میں نے چاہا کہ اسے صدقہ کر دوں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے اصل کے ساتھ صدقہ کر دو کہ نہ بیچا جا سکے، نہ ہبہ کیا جا سکے اور نہ اس کا کوئی وارث بن سکے، صرف اسکا پھل کام میں لایا جاتا رہے چنانچہ عمرؓ نے اسے صدقہ کر دیا، آپکا یہ صدقہ غازیوں کیلئے، غلام آزاد کرنے کیلئے، محتاجوں اور کمزوروں کیلئے، مسافروں کیلئے اور رشتہ داروں کیلئے تھا۔ اور یہ کہ اس کے متولی کیلئے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہوگا اگر وہ مناسب مقدار میں کھائے یا اپنے کسی دوست کو کھلائے بشرطیکہ اس میں سے جمع کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

باب ۸۹۵. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِىْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا

باب ۸۹۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ظلم کے ساتھ کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں اور عنقریب آگ ہی میں جھونک دیئے جائیں گے۔''

(۱۱۲۴) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاهُنَّ قَالَ الشِّرْكُ

۱۱۲۴۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سات چیزوں سے جو تباہ کر دینے والی ہیں بچتے رہو، صحابہؓ نے پوچھا یارسول اللہ! وہ کون سی چیزیں ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک

بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَکْلُ الرِّبٰوا وَاَکْلُ مَالِ الْیَتِیْمِ وَالتَّوَلِّیْ یَوْمَ الزَّحْفِ وَقَذْفُ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغٰفِلَاتِ ۔

ٹھہرانا، جادو کرنا، کسی کی جان لینا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے یعنی حق کے بغیر، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، لڑائی میں سے بھاگ آنا، پاک دامن بھولی بھالی عورتوں پر تہمت لگانا۔

باب ۸۹۶. نَفَقَةِ الْقَیِّمِ لِلْوَقْفِ

باب ۸۹۶۔ وقف کے نگراں کا نفقہ

(۱۱۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَقْتَسِمُ وَرَثَتِیْ دِیْنَارًا مَا تَرَکْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِیْ وَمُؤْنَةِ عَامِلِیْ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔

۱۱۲۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے ورثہ دینار (ودرہم) تقسیم نہ کریں، میری ازواج کے نفقہ اور میرے عامل کی اجرت کے بعد جو کچھ بچے وہ صدقہ ہے۔

باب ۸۹۷. اِذَا وَقَفَ اَرْضًا اَوْبِئْرًا وَّ اشْتَرَطَ لِنَفْسِهٖ مِثْلَ دِلَاۗءِ الْمُسْلِمِیْنَ

باب ۸۹۷۔ کسی نے کوئی زمین یا کنواں وقف کیا اور اپنے لئے بھی عام مسلمانوں کی طرح پانی لینے کی شرط لگائی

(۱۱۲۶) عَنْ عُثْمَانَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنه) حَیْثُ حُوْصِرَ اَشْرَفَ عَلَیْهِمْ وَقَالَ اَنْشُدُکُمْ وَلَا اَنْشُدُ اِلَّا اَصْحٰبَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَفَرَ بِئْرَ رُوْمَةَ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَحَفَرْتُهَا اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّهٗ قَالَ مَنْ جَهَّزَ جَیْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ فَجَهَّزْتُهُمْ قَالَ فَصَدَّقُوْهُ بِمَا قَالَ ۔

۱۱۲۶۔ حضرت عثمانؓ جب محاصرے میں لئے گئے تھے تو (اپنے گھر کے) اوپر چڑھ کر آپ نے باغیوں سے فرمایا تھا میں تم سے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں اور صرف نبی کریم ﷺ کے اصحاب سے پوچھتا ہوں کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے جب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص بئر رومہ کو کھودے گا اور اسے مسلمانوں کیلئے وقف کر دے گا، تو اسے جنت کی بشارت ہے تو میں نے ہی اس کنویں کو کھودا تھا۔ کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ حضور اکرمؐ نے جب فرمایا تھا جیش عسرت (غزوۂ تبوک پر جانے والا لشکر) کو جو شخص ساز و سامان سے لیس کرے گا اسے جنت کی بشارت ہے تو میں نے ہی اسے مسلح کیا تھا (پھر تم میری مخالفت میں اس درجہ کیوں سرگرم ہو؟ آپ کی ان باتوں کی سب نے تصدیق کی تھی۔

فائدہ:۔ اگر کسی نے اپنے وقف کی منفعت سے خود بھی فائدہ اٹھانے کی شرط لگائی تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ابن بطال نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں کسی کا بھی اختلاف نہیں کہ اگر کسی نے کوئی چیز وقف کرتے ہوئے اس کے منافع سے خود یا اپنے رشتہ داروں کو نفع اندوز ہونے کی بھی شرط لگائی تو جائز ہے مثلاً: کسی نے کوئی کنواں وقف کیا اور شرط لگائی کہ عام مسلمانوں کی طرح میں بھی اس میں سے پانی لیا کروں گا تو وہ بھی پانی نکال سکتا ہے اور اس کی یہ شرط جائز ہوگی۔ نیز بئر رومہ، مدینہ کا ایک مشہور کنواں ہے، جب مسلمان مدینہ ہجرت کر کے آئے تو یہی ایک ایسا کنواں تھا جس کا پانی شیریں تھا حضور اکرم ﷺ کے ارشاد پر اسے حضرت عثمانؓ نے خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ خریداری کی تعبیر کھودنے سے اس حدیث میں کی گئی ہے۔

باب ۸۹۸. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَیْنِکُمْ اِذَاحَضَرَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ حِیْنَ الْوَصِیَّةِ اثْنٰنِ ذَوَاعَدْلٍ مِّنْکُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَیْرِکُمْ

باب ۸۹۸۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اے ایمان والو! جب تم میں سے کسی کی موت آ جائے وصیت کے وقت تمہارے آپس میں گواہ دو شخص تم میں سے معتبر ہوں یا وہ گواہ تمہارے علاوہ ہوں

(۱۱۲۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُما) قَالَ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَهْمٍ مَعَ تَمِیْمِ نِالدَّارِیِّ وَعَدِیِّ

۱۱۲۷۔ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ بنو سہم کے ایک صاحب (بذیل نامی جو مسلمان بھی تھے) تمیم داریؓ اور عدی بن بداء کے ساتھ (شام

بِنِ بَدَّآءٍ فَمَاتَ السَّهمِيُّ بِاَرضٍ لَيسَ بِهَا مُسلِمٌ فَلَمَّا قَدِمَا بِتَرِكَتِهٖ فَقَدُوا جَامًا مِّن فِضَّةٍ مُخَوَّصًا مِّن ذَهَبٍ فَاَحلَفَهُمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وُجِدَ الجَامُ بِمَكَّةَ فَقَالُوا ابتَعنَاهُ مِن تَمِيمٍ وَّعَدِيٍّ فَقَامَ رَجُلَانِ مِن اَولِيَآءِهٖ فَحَلَفَا لَشَهَادَتُنَا اَحَقُّ مِن شَهَادَتِهِمَا وَاِنَّ الجَامَ لِصَاحِبِهِم قَالَ وَفِيهِم نَزَلَت هٰذِهِ الاٰيَةُ يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا شَهَادَةُ بَينِكُم ......الخ

تجارت کے لئے) گئے تھے۔ بنوسہم کے آدمی کا اتفاق سے ایک ایسے مقام پر انتقال ہوگیا جہاں کوئی مسلمان نہیں رہتا تھا اورانہوں نے موت کے وقت اپنے انہیں دونوں ساتھیوں کو اپنا مال واسباب حوالے کردیا تھا کہ ان کے گھر پہنچادیں، پھر جب یہ لوگ مدینہ واپس ہوئے تو (سامان میں) ایک چاندی کا جام موجود نہیں پایا جس میں سنہرے نقوش بنے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں ہی ساتھیوں سے قسم لی (اور اس طرح معاملہ ختم ہوگیا) پھر وہی جام مکہ میں پایا گیا اوران لوگوں نے (جن کے یہاں وہ ملا تھا) بتایا ہم نے اسے تمیم اورعدی سے خریدا ہے اس کے بعد (مسافرت میں مرنے والے) سہمی کے عزیزوں میں سے دو شخص اٹھے اور قسم کھا کر کہا کہ ہماری گواہی ان کی گواہی کے مقابلہ میں قبول کئے جانے کے زیادہ لائق ہے، یہ جام ہمارے رشتہ دار ہی کا ہے۔ بیان کیا کہ یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی: یا یها الذین امنوا شهادة بينكم الخ۔

كِتَابُ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ

کتاب: جہاداور سیرت کی تفصیلات

باب ۸۹۹. فَضلِ الجِهَادِ وَالسِّيَرِ

باب۸۹۹۔ جہاداور رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی فضیلت

(۱۱۲۸) عَن اَبِي هُرَيرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنهُ) قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دُلَّنِي عَلٰى عَمَلٍ يَعدِلُ الجِهَادَ قَالَ (رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّم) لَا اَجِدُهٗ قَالَ هَل تَستَطِيعُ اِذَا خَرَجَ المُجَاهِدُ اَن تَدخُلَ مَسجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفتُرَ وَتَصُومَ وَلَا تُفطِرَ قَالَ وَمَن يَستَطِيعُ ذٰلِكَ ؟۔

۱۱۲۸۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اورعرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتادیجئے جو جہاد کے برابر ہو؟ آپ نے فرمایا ایسا کوئی عمل میں نہیں جانتا (جو جہاد کے برابر ہو) پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم اتنا کرسکتے ہو کہ جب مجاہد (جہاد کے لئے محاذ پر) جائے تو تم اپنی مسجد میں آکر نماز پڑھنی شروع کردو اور (نماز پڑھتے رہو اور درمیان میں) کوئی سستی اور کاہلی تم میں محسوس نہ ہو، اسی طرح روزے رکھنے لگو اور (کوئی دن) بغیر روزے کے نہ گزرے؟ ان صاحب نے عرض کیا، بھلا اتنی استطاعت کسے ہوگی۔

باب ۹۰۰. اَفضَلُ النَّاسِ مُؤمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفسِهٖ وَمَالِهٖ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

باب۹۰۰۔ سب سے افضل وہ مومن ہے جو اپنی جان و مال کو اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے لگادے

(۱۱۲۹) عَن اَبِي سَعِيدِ الخُدرِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنهُ) قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَيُّ النَّاسِ اَفضَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مُؤمِنٌ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِنَفسِهٖ وَمَالِهٖ قَالُوا ثُمَّ مَن قَالَ مُؤمِنٌ فِي شِعبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِن شَرِّهٖ۔

۱۱۲۹۔ ابوسعید خدریؓ نے بیان کیا کہ عرض کیا گیا، یارسول اللہ! کون لوگ سب سے افضل ہیں؟ آپ نے فرمایا، وہ مومن جو اللہ کے راستے میں اپنی جان اور مال سے جہاد کرے، صحابہؓ نے پوچھا اس کے بعد کون ہوگا؟ فرمایا وہ مومن جس نے پہاڑ کی کسی گھاٹی میں قیام اختیار کرلیا ہے، اپنے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتا ہے اور لوگوں کے شر سے محفوظ رہنے کیلئے اس

نے سب سے قطع تعلق کر لیا ہے۔

(۱۱۳۰)عَن اَبِی هُرَیرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنهُ) قَالَ سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی عَلَیهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ مَثَلُ المُجَاهِدِ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعلَمُ بِمَن یُّجَاهِدُ فِی سَبِیلِهِ کَمَثَلِ الصَّائِمِ القَائِمِ وَ تَوَکَّلَ اللّٰهُ لِلمُجَاهِدِ فِی سَبِیلِهِ بِاَن یَّتَوَفَّاهُ اَن یُّدخِلَهُ الجَنَّةَ اَو یَرجِعَه' سَالِمًا مَّعَ اَجرٍ اَو غَنِیمَةٍ۔

۱۱۳۰۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثال اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو خوب جانتا ہے جو (خلوص کے ساتھ صرف اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے) اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔اس شخص کی مثال ہے جو برابر نماز پڑھتا رہے اور روزہ رکھتا رہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں جہاد کرنے والے کیلئے اس کی ذمہ داری لے لی ہے کہ اگر اسے وفات دے گا (یعنی جہاد کرتے ہوئے اگر اسکی شہادت ہوئی) تو جنت میں داخل کرے گا یا پھر زندہ وسلامت (گھر) ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ واپس کرے گا۔

باب ۹۰۱ . دَرَجَاتِ المُجَاهِدِینَ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ

باب۹۰۱۔اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والوں کے درجے

(۱۱۳۱)عَن اَبِی هُرَیرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنهُ) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ مَن اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَبِرَسُولِهٖ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَامَ رَمَضَانَ کَانَ حَقًّا عَلَی اللّٰهِ اَن یُّدخِلَهُ الجَنَّةَ جَاهَدَ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ اَو جَلَسَ فِی اَرضِهِ الَّتِی وُلِدَ فِیهَا فَقَالُوا یَارَسُولَ اللّٰهِ اَفَلَا تُبَشِّرُ النَّاسَ قَالَ اِنَّ فِی الجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَة اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلمُجَاهِدِینَ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ مَابَینَ الدَّرَجَتَینِ کَمَا بَینَ السَّمَآءِ وَالاَرضِ فَاِذَا سَاَلتُمُ اللّٰهَ فَاسئَلُوهُ الفِردَوسَ فَاِنَّه' اَوسَطُ الجَنَّةِ وَاَعلَی الجَنَّةِ اُرَاهُ۔ فَوقَه' عَرشُ الرَّحمٰنِ وَمِنهُ تَفَجَّرُ اَنهَارُ الجَنَّةِ۔

۱۱۳۱۔حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے اور رمضان کے روزے رکھے تو اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے گا، خواہ اللہ کے راستے میں جہاد کرے یا اسی جگہ پڑا رہے، جہاں پیدا ہوا تھا۔صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم لوگوں کو اس کی بشارت نہ دے دیں؟ آپ نے فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رستے میں جہاد کرنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں، ان کے دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین میں ہے، اس لئے جب اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہو تو فردوس مانگو وہ جنت کا سب سے درمیانی درجہ ہے اور جنت کے سب سے بلند درجے پر (میرا خیال ہے کہ حضور ﷺ نے اعلیٰ الجنۃ کی بجائے فوقہ فرمایا تھا) رحمان کا عرش ہے اور وہیں سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔

باب۹۰۲ . الغَدوَةِ وَالرَّوحَةِ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ وَ قَابَ قَوسِ اَحَدِکُم مِّنَ الجَنَّةِ

باب۹۰۲۔اللہ کے راستے کی صبح و شام اور جنت میں کسی کی ایک ہاتھ جگہ

(۱۱۳۲)عَن اَنَسِ بنِ مَالِكٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَغَدوَةٌ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ اَو رَوحَةٌ خَیرٌ مِّنَ الدُّنیَا وَمَا فِیهَا۔

۱۱۳۲۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ کے راستے میں گذرنے والی ایک صبح یا ایک شام دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے۔

(۱۱۳۳)عَن اَبِی هُرَیرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تعالی عَنهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقَابُ قَوسٍ فِی الجَنَّةِ خَیرٌ مِّمَّا تَطلُعُ عَلَیهِ الشَّمسُ وَ تَغرُبُ وَقَالَ لَغَدوَةٌ

۱۱۳۳۔حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک ہاتھ جگہ اس کی تمام پہنائیوں سے بڑھ کر ہے جہاں سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے اور آپ نے فرمایا اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام

اَوْرَوْحَةٌ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِمَّا تَطْلُعُ عَلَیْہِ الشَّمْسُ وَ تَغْرُبُ۔

اس سے بڑھ کر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

باب ۹۰۳ . اَلْحُوْرِ الْعِیْنِ وَصِفَتِهِنَّ

(۱۱۳۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْاَنَّ امْرَاَۃً مِّنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اطَّلَعَتْ اِلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ لَاَضَآءَتْ مَابَیْنَھُمَا وَلَمَلَاَتْہُ رِیْحًا وَّلَنَصِیْفُھَا عَلٰی رَاْسِھَا خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا۔

باب ۹۰۳۔ بڑی آنکھوں والی حوریں اوران کے اوصاف

۱۱۳۴۔ حضرت انس بن مالکؓ نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے فرماتے تھے کہ اگر جنت کی کوئی عورت زمین کی طرف جھانک بھی لے تو زمین وآسمان اپنی تمام وسعتوں کے ساتھ منور ہوجائیں اور خوشبو سے معطر ہوجائیں، اسکے سر کا دوپٹہ بھی دنیا ومافیہا سے بڑھ کر ہے۔

باب ۹۰۴ . مَنْ یُنْکَبُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ

(۱۱۳۵) عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْوَامًا مِّنْ بَنِیْ سُلَیْمٍ اِلٰی بَنِیْ عَامِرٍ فِیْ سَبْعِیْنَ فَلَمَّا قَدِمُوْا قَالَ لَھُمْ خَالِیْ اَتَقَدَّمُکُمْ فَاِنْ اَمَّنُوْنِیْ حَتّٰی اُبَلِّغَھُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اِلَّا کُنْتُمْ مِنِّیْ قَرِیْبًا فَتَقَدَّمَ فَاَمَّنُوْہُ فَبَیْنَمَا یُحَدِّثُھُمْ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْاَوْمَؤُوْا اِلٰی رَجُلٍ مِّنْھُمْ فَطَعَنَہٗ فَاَنْفَذَہٗ فَقَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ ثُمَّ مَالُوْا عَلٰی بَقِیَّۃِ اَصْحَابِہٖ فَقَتَلُوْھُمْ اِلَّا رَجُلًا اَعْرَجُ صَعِدَ الْجَبَلَ قَالَ ھَمَّامٌ فَاُرَاہُ اٰخَرَ مَعَہٗ فَاَخْبَرَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّھُمْ قَدْلَقُوْا رَبَّھُمْ فَرَضِیَ عَنْھُمْ وَاَرْضَاھُمْ فَکُنَّا نَقْرَاُ اَنْ بَلِّغُوْا قَوْمَنَا اَنْ قَدْ لَقِیْنَا رَبَّنَا فَرَضِیَ عَنَّا وَاَرْضَانَا ثُمَّ نُسِخَ بَعْدُ فَدَعَا عَلَیْھِمْ اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا عَلٰی رِعْلٍ وَّذَکْوَانَ وَبَنِیْ لِحْیَانَ وَبَنِیْ عُصَیَّۃَ الَّذِیْنَ عَصَوُا اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

باب ۹۰۴۔ جس شخص کو اللہ کے راستے میں کوئی صدمہ پہنچا ہو

۱۱۳۵۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بنوسلیم کے ستر افراد بنو عامر کے یہاں بھیجے تھے۔ جب یہ سب حضرات (بیر معونہ پر) پہنچے تو میرے ماموں (حرام بن ملحانؓ) نے کہا کہ میں (بنوسلیم کے یہاں) پہلے جاتا ہوں، اگر مجھے انہوں نے اس بات کا امن دے دیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی باتیں ان تک پہنچاؤں (تو فبہا) ورنہ تم لوگ میرے قریب تو ہو ہی۔ چنانچہ وہ ان کے یہاں گئے اور انہوں نے امن بھی دے دیا۔ ابھی وہ قبیلہ کے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی باتیں سنا ہی رہے تھے کہ قبیلہ والوں نے اپنے ایک آدمی عامر بن طفیل کو اشارہ کیا اور اس نے نیزہ آپ کے پیوست کردیا نیزہ آر پار ہوگیا۔ اس وقت ان کی زبان سے نکلا اللہ اکبر، کامیاب ہوگیا میں، کعبہ کے رب کی قسم! اس کے بعد قبیلہ والے حرامؓ کے بقیہ ساتھیوں کی طرف (جو مہم میں ان کے ساتھ تھے اور ستر کی تعداد میں تھے) بڑھے اور سب کو قتل کردیا۔ البتہ ایک صاحب جو لنگڑے تھے پہاڑ پر چڑھ گئے، ہمام (راوی حدیث) نے بیان کیا میں سمجھتا ہوں کہ ایک صاحب اور ان کے ساتھ (پہاڑ پر چڑھے) تھے (عمرو بن امیہ ضمیری) اس کے بعد جبرائیلؑ نے نبی کریم ﷺ کو خبر دی کہ آپ کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے جا ملے ہیں، پس اللہ خود بھی ان سے خوش ہے اور انہیں بھی خوش کردیا ہے۔ اس کے بعد ہم (قرآن کی دوسری آیتوں کے ساتھ یہ آیت بھی) پڑھتے تھے (ترجمہ) ہماری قوم کے لوگوں کو یہ پیغام پہنچادو کہ ہم اپنے رب سے آملے ہیں پس ہمارا رب ہم سے خود بھی خوش ہے اور ہم کو بھی خوش کردیا ہے۔'' اس کے بعد یہ آیت منسوخ ہوگئی۔ نبی کریم ﷺ نے چالیس دن تک صبح کی نماز میں قبیلہ رعل، ذکوان، بنی لحیان اور بنی عصیہ کے لئے بددعاء کی تھی جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تھی۔

فائدہ:۔ یہاں راوی کو وہم ہوگیا ہے، حضور اکرم ﷺ نے قبیلہ بنوسلیم کے لوگوں کو نہیں بھیجا تھا، بلکہ جن لوگوں کو آپ ﷺ نے بھیجا تھا وہ انصار میں سے تھے اور تمام حضرات قاری قرآن تھے۔ آپ ﷺ نے بنو عامر کے پاس ان حضرات کو خود انہیں کی درخواست پر قبیلہ میں اسلام کی تبلیغ کے لئے بھیجا تھا۔ اس مہم کے ساتھ غداری کرنے والے قبیلہ بنوسلیم کے لوگ تھے اور انہیں نے دھوکا دے کر سب کو شہید کیا تھا چونکہ ان لوگوں کا مقصد صرف تبلیغ تھا، اس لئے یہ غیر مسلح تھے۔ روایت میں وہم خود امام بخاریؒ کے شیخ حفص بن عمر کو ہوا ہے۔

(١١٣٦) عَنْ جُنْدُبِ بْنِ سُفْيَانَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ بَعْضِ الْمُشَاهِدِ وَقَدْ دَمِيَتْ اِصْبَعُه' فَقَالَ هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَالَقِيْتِ۔

۱۱۳۶۔ حضرت جندب بن سفیانؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کسی لڑائی کے محاذ پر موجود تھے اور آپ ﷺ کی ایک انگلی زخمی ہوگئی تھی، آپ نے فرمایا (انگلی سے مخاطب ہو کر) تمہاری حقیقت ایک زخمی انگلی کے سوا اور کیا ہے، البتہ (اہمیت اس کی یہ ہے کہ) جو کچھ تمہیں ملا ہے، اللہ کے راستے میں ملا ہے۔

باب ٩٠٥ . مَنْ يُجْرَحُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ

باب ۹۰۵۔ جو اللہ کے راستے میں زخمی ہوا

(١١٣٧) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَايُكْلَمُ اَحَدٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَنْ يُكْلَمُ فِيْ سَبِيْلِهٖ اِلَّا جَآءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَجُرْحُه' يَثْعَبُ اللَّوْنُ لَوْنُ الدَّمِ وَالرِّيْحُ رِيْحُ الْمِسْكِ۔

۱۱۳۷۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے جو شخص بھی اللہ کے راستے میں زخمی ہوا، اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اس کے راستے میں کون زخمی ہوا ہے۔ وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہوگا، رنگ تو خون ہی جیسا ہوگا لیکن خوشبو مشک جیسی ہوگی۔

بَابٌ ٩٠٦ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَه' وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا

باب ۹۰۶۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "مومنوں میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سچ کر دکھایا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا، پس ان میں سے کچھ تو ایسے ہیں جو اپنی نذر پوری کر چکے ہیں (اللہ کے راستے میں شہید ہو کر) اور کچھ ایسے ہیں جو انتظار کر رہے ہیں اور اپنے عہد سے وہ پھرے نہیں۔"

(١١٣٨) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ غَابَ عَمِّيْ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ قِتَالِ بَدْرٍ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ غِبْتُ عَنْ اَوَّلِ قِتَالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِكِيْنَ لَئِنِ اللّٰهُ اَشْهَدَنِيْ قِتَالَ الْمُشْرِكِيْنَ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ مَا اَصْنَعُ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ وَّانْكَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ قَالَ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعْتَذِرُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ يَعْنِيْ اَصْحَابَه' وَاَبْرَاُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ يَعْنِي الْمُشْرِكِيْنَ ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَه' سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ فَقَالَ يَاسَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ نِالْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ اِنِّيْ اَجِدُ رِيْحَهَا مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ قَالَ سَعْدٌ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) فَمَا اسْتَطَعْتُ

۱۱۳۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے چچا انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں حاضر نہ ہو سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں پہلی ہی لڑائی سے غیر حاضر تھا جو آپ ﷺ نے مشرکین کے خلاف لڑی تھی لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اگر مجھے مشرکین کے خلاف کسی لڑائی میں شرکت کا موقعہ دیا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں (اور کتنی جوانمردی کے ساتھ کفار سے لڑتا ہوں) پھر جب احد کی لڑائی کا موقعہ آیا اور مسلمانوں کو اس میں پسپائی ہوئی تو انہوں نے کہا اے اللہ! جو کچھ مسلمانوں سے ہوگیا ہے میں آپ کے حضور میں اس کی معذرت پیش کرتا ہوں (کہ وہ جم کر نہیں لڑے اور منتشر ہو گئے) اور جو کچھ ان مشرکین نے کیا ہے میں اس سے برأت ظاہر کرتا ہوں (کہ

یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا صَنَعَ قَالَ اَنَسٌ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ)فَوَجَدْنَا بِهٖ بِضْعًا وَّ ثَمَانِیْنَ ضَرْبَةً بِالسَّیْفِ اَوْطَعْنَةً بِرُمْحٍ اَوْرَمْیَةً بِسَهْمٍ وَّوَجَدْنَاهُ قَدْ قُتِلَ وَ قَدْ مَثَّلَ بِهِ الْمُشْرِكُوْنَ فَمَا عَرَفَه' اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُه' بِبَنَانِهٖ قَالَ اَنَسٌ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ) كُنَّانَرٰى اَوْ نَظُنُّ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِيْهِ وَفِيْ اَشْبَاهِهٖ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَقَالَ اِنَّ اُخْتَه' وَهِيَ تُسَمَّى الرُّبَيِّعُ وَكَسَرَتْ ثَنِيَّةَ امْرَأَةٍ فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقِصَاصِ فَقَالَ اَنَسٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَاتُكْسَرُ ثَنِيَّتُهَا فَرَضُوْا بِالْاَرْشِ وَتَرَكُوا الْقِصَاصَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مَنْ لَّوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّه'۔

انہوں نے تیرے اور تیرے رسول ﷺ کے خلاف محاذ قائم کیا) پھر وہ آگے بڑھے (مشرکین کی طرف) تو سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے سامنا ہوا، ان سے انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے کہا اے سعد بن معاذ! میرا مطلوب تو جنت ہے اور نضر (ان کے والد) کے رب کی قسم میں جنت کی خوشبو احد پہاڑ کے قریب پاتا ہوں سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، یارسول اللہ! جوانہوں نے کر دکھایا اس کی مجھ میں بھی سکت نہ تھی، انسؓ نے بیان کیا کہ اس کے بعد جب انس بن نضرؓ کو ہم نے پایا تو تلوار نیزے اور تیر کے تقریباً اسی ۸۰ زخم آپ کے جسم پر تھے، آپ شہید ہو چکے تھے مشرکوں نے ان کا مثلہ بنا دیا تھا اور کوئی شخص انہیں پہچان نہ سکا تھا، صرف ان کی بہن انگلیوں سے انہیں پہچان سکی تھی۔ انسؓ نے بیان کیا ہم سمجھتے ہیں یا (آپ نے بجائے نری کے) نظر (کہا مفہوم ایک ہے) کہ یہ آیت ان کے اور ان جیسے مومنین کے بارے میں نازل ہوئی تھی کہ ''مومنوں میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا۔'' آخر آیت تک، انہوں نے بیان کیا کہ انس بن نضرؓ کی ایک بہن ربیعؓ نامی نے کسی خاتون کے آگے کے دانت توڑ دیئے تھے۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ نے اس سے قصاص لینے کا حکم دیا۔ انس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے (قصاص میں) ان کے دانت آپ نہ تڑوائیں (انہیں خدا کے فضل سے یہ امید تھی کہ مدعی قصاص کو معاف کر کے تاوان لینا منظور کرلیں گے) چنانچہ مدعی تاوان پر راضی ہو گئے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اگر وہ اللہ کا نام لے کر قسم کھالیں تو اللہ خود اسے پوری کرتا ہے۔

(۱۱۳۹)عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ(رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ نَسَخْتُ الصُّحُفَ فِي الْمَصَاحِفِ فَفَقَدْتُّ اٰيَةً مِّنْ سُوْرَةِ الْاَحْزَابِ كُنْتُ اَسْمَعُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ بِهَا فَلَمْ اَجِدْهَا اِلَّا مَعَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ الْاَنْصَارِيِّ الَّذِيْ جَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَتَه' شَهَادَةَ رَجُلَيْنِ وَهُوَ قَوْلُه' مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ۔

۱۱۳۹۔ حضرت زید بن ثابتؓ نے بیان کیا جب قرآن مجید کے منتشر اوراق کو ایک مصحف کی (کتابی) صورت میں جمع کیا جانے لگا تو میں نے ان متفرق اوراق میں سورۂ احزاب کی ایک آیت نہیں پائی جس کی رسول اللہ ﷺ سے برابر آپ کو تلاوت کرتے ہوئے سنتا رہا تھا (جب میں نے اسے تلاش کیا تو صرف خزیمہ بن ثابت انصاریؓ کے یہاں وہ آیت مجھے ملی۔ یہ خزیمہؓ وہی ہیں جن کی تنہا شہادت کو رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں کی شہادت کے برابر قرار دیا تھا۔ آیت یہ تھی ''مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ''

فائدہ:۔ حضرت ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں جب آپ کی رائے سے قرآن کے متفرق اور منتشر اجزاء کو ایک مصحف کی صورت میں جمع کیا جانے لگا تو جمع کرنے والے اجلہ صحابہ کی جماعت میں ایک مشہور و معروف شخصیت زید بن ثابتؓ کی تھی۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جب وہ مصحف جمع کرر ہے تھے تو ایک آیت کہیں لکھی ہوئی نہیں مل رہی تھی اور تلاش کے بعد صرف خزیمہ بن ثابتؓ کے یہاں ملی، یوں تو قرآن از اول تا آخر ایک ایک حرف کی احتیاط اور رعایت کے ساتھ سینکڑوں ہزاروں صحابہ کو یاد تھا اور اس میں یہ آیت بھی شامل تھی جو زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو نہیں مل رہی تھی لیکن آپ یہ چاہتے تھے کہ جس طرح حضور اکرم ﷺ کی اپنے سامنے لکھوائی ہوئی دوسری تمام آیات مل گئی ہیں یہ آیت بھی کہیں سے مل جائے اور بالآخر وہ مل گئی۔ یہ مطلب ہرگز نہ سمجھ لیا جائے کہ کسی کو اس آیت کے قرآن مجید میں ہونے کا پتہ ہی نہ تھا اور زید بن ثابت نے صرف ایک صحابی کی شہادت پر اعتماد کر کے اسے قرآن میں شامل کر دیا۔ خود ان کا بیان ہے کہ میں اس آیت کو رسول اللہ ﷺ سے آپ کی حیات میں سنتا رہا تھا۔ اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ جہاں تک یاد ہونے کا تعلق ہے اور یہ کہ یہ آیت بھی اور دوسری آیات کی طرح قرآن مجید کا جزء ہے اس پر خود انہیں بھی اعتماد تھا، البتہ لکھی ہوئی انہیں نہیں مل رہی تھی اور اسی کی انہیں تلاش تھی۔ ظاہر ہے کہ جب زید بن ثابتؓ حضور اکرم ﷺ سے بار ہا سن چکے تھے اور انہیں آیت یاد تھی تو ان تمام صحابہ کو بھی یاد رہی ہوگی جو قرآن کے پورے حافظ رہے ہوں گے۔ جہاں تک اس کی صداقت کا تعلق ہے خود حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے یہ آیت رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ ابی بن کعب اور ہلال بن امیہ سے بھی اسی طرح روایت ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ تمام صحابہ اور حفاظ قرآن کی فرداً فرداً شہادت ضروری ہو، پس قرآن کی دوسری آیات کی طرح یہ آیت بھی انہیں یاد تھی اور جس طرح ان حضرات نے جو قرآن کے حافظ تھے کبھی قرآن کی ایک ایک آیات کا نام لے لے کر اس کی شہادت نہیں دی کہ فلاں آیت مجھے یاد ہے اور میں نے اسے رسول اللہ ﷺ کو تلاوت کرتے سنا ہے اسی طرح اس کے متعلق بھی کسی نے نہیں کہا البتہ جنہیں صورت حال کا علم ہوا اور زید بن ثابتؓ کی تلاش و تفحص پر مطلع ہوئے انہوں نے مزید احتیاط کے خیال سے اپنی تائید بھی پیش کر دی۔ خزیمہؓ جن کے پاس یہ آیت لکھی ہوئی ملی تھی، ایک جلیل القدر صحابی ہیں غزوہ بدر اور اس کے بعد کے مغازی میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ برابر شریک رہے ہیں اور ایک موقعہ پر حضور اکرم نے ان کی تنہا شہادت کو دو آدمیوں کی شہادت کے برابر قرار دیا تھا۔

باب ۹۰۷. عَمَلٌ صَالِحٌ قَبْلَ الْقِتَالِ

(۱۱۴۰) عَنِ الْبَرَاءِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) يَقُوْلُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مُّقَنَّعٌ بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُقَاتِلُ اَوْاُسْلِمُ قَالَ اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ فَاَسْلَمَ ثُمَّ قَاتَلَ فَقُتِلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمِلَ قَلِيْلًا وَّاُجِرَ كَثِيْرًا۔

باب ۹۰۷۔ جنگ سے پہلے کوئی نیک عمل

۱۱۴۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب زرہ بند حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں پہلے جنگ میں شریک ہو جاؤں یا پہلے اسلام لاؤں؟ (یہ ابھی تک اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: پہلے اسلام لاؤ پھر جنگ میں شریک ہونا چنانچہ وہ اسلام لائے اور اس کے بعد جنگ میں شریک ہوئے اور شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عمل کم کیا لیکن اجر بہت پایا۔

باب ۹۰۸. مَنْ اَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ فَقَتَلَه'

(۱۱۴۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ اُمَّ الرُّبَيِّعِ بِنْتَ الْبَرَاءِ وَهِيَ اُمُّ حَارِثَةَ بْنِ سُرَاقَةَ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اَلَا تُحَدِّثُنِيْ عَنْ حَارِثَةَ وَكَانَ قُتِلَ يَوْمَ بَدْرٍ اَصَابَه' سَهْمٌ

باب ۹۰۸۔ کسی نامعلوم سمت سے تیر آ کر لگا اور جان لیوا ثابت ہوا

۱۱۴۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ ام الربیع بنت براء رضی اللہ عنہا جو حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا اے اللہ کے نبی! حارثہ کے بارے میں بھی آپ مجھے کچھ بتائیں گے (کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے

غَرْبٌ فَاِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ صَبَرْتُ وَاِنْ كَانَ غَيْرَ ذٰلِكَ اِجْتَهَدْتُ عَلَيْهِ فِي الْبُكَاءِ قَالَ يَاأُمَّ حَارِثَةَ اِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَاِنَّ ابْنَكِ اَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْاَعْلٰى ۔

ساتھ کیا معاملہ کیا) حارثہؓ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے تھے۔انہیں نامعلوم سمت سے ایک تیر آ کر لگا تھا۔اگر وہ جنت میں ہے تو صبر کر لوں گی اور اگر کہیں اور ہے تو اس کے لئے روؤں دھوؤں گی۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔اے ام حارثہ! جنت کے بہت درجے ہیں اور تمہارے بیٹے کو فردوس اعلیٰ میں جگہ ملی ہے۔

باب ۹۰۹. مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا

باب ۹۰۹۔جس نے اس ارادہ سے جنگ میں شرکت کی تا کہ اللہ تعالیٰ ہی کا کلمہ بلند رہے

(۱۱۴۲)عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهٗ فَمَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

۱۱۴۲۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے غنیمت حاصل کرنے کے لئے اور ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے شہرت کے لئے اور ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے تا کہ اس کی دھاک (دوسروں پر) بیٹھ جائے،تو ان میں سے اللہ کے راستہ میں کس کی شرکت ہوئی؟ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس ارادہ سے جنگ میں شریک ہوتا کہ اللہ ہی کا کلمہ بلند رہے تو یہ شرکت اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہوگی۔

باب ۹۱۰. الْغُسْلِ بَعْدَ الْحَرْبِ وَالْغُبَارِ

باب ۹۱۰۔جنگ اور غبار کے بعد غسل

(۱۱۴۳) عَنْ عَآئِشَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ وَضَعَ السِّلَاحَ وَاغْتَسَلَ فَاَتَاهُ جِبْرِيْلُ وَقَدْ عَصَبَ رَاْسَهُ الْغُبَارُ فَقَالَ وَضَعْتَ السِّلَاحَ فَوَاللّٰهِ مَاوَضَعْتُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَيْنَ قَالَ هٰهُنَا وَاَوْمَأَ اِلٰى بَنِيْ قُرَيْظَةَ قَالَتْ فَخَرَجَ اِلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔

۱۱۴۳۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ ﷺ جب خندق کی جنگ سے (فارغ ہو کر) واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کرنا چاہا تو جبرائیل علیہ السلام آئے،آپ کا سر غبار سے اٹا ہوا تھا۔جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا۔آپ نے ہتھیار اتار دیئے۔خدا کی قسم،میں نے تو ابھی تک ہتھیار نہیں اتارے ہیں۔حضور اکرم نے دریافت فرمایا تو پھر اب کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے فرمایا ادھر،اور بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے بنو قریظہ کے خلاف لشکر کشی کی۔

فائدہ:۔کیونکہ انہوں نے معاہدے کے خلاف خندق کی جنگ میں حضور اکرم ﷺ کے خلاف حصہ لیا تھا۔

باب ۹۱۱. الْكَافِرِ يَقْتُلُ الْمُسْلِمَ ثُمَّ يُسْلِمُ فَيُسَدِّدُ بَعْدُ وَيُقْتَلُ

باب ۹۱۱۔کافر مسلمان کو شہید کرنے کے بعد اسلام لاتا ہے،اسلام پر ثابت قدم رہتا ہے اور پھر خود (فی سبیل اللہ) شہید ہوتا ہے

(۱۱۴۴) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَضْحَكُ اللّٰهُ اِلٰى رَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ يَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُ

۱۱۴۴۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایسے دو اشخاص پر مسکرا پڑتا ہے کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا تھا اور پھر دونوں جنت میں داخل ہوتے ہیں پہلا اللہ کے راستے

هـٰذَا فِـيْ سَبِيْـلِ اللّٰهِ فَيُقْتَلُ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْقَاتِلِ فَيُسْتَشْهَدُ۔

میں جنگ میں شریک ہوتا ہے اور شہید کر دیا جاتا ہے (اس لئے جنت میں جاتا ہے) اسکے بعد اللہ تعالیٰ قاتل کی توبہ قبول کر لیتا ہے (یعنی قاتل مسلمان ہو جاتا ہے) اور وہ بھی شہید ہوتا ہے۔

فائدہ:۔ یعنی ضابطہ تو یہ ہے کہ قاتل اور مقتول ایک ساتھ جنت یا جہنم میں جمع نہ ہوں گے، اگر مقتول اور شہید (اللہ کے راستے میں ہوا ہے) تو یقیناً ایسے انسان کا قاتل جہنم میں جائے گا لیکن خداوند قادر و توانا خود اپنی قدرت کے عجائبات ملاحظہ فرماتا ہے اور اسے ہنسی آ جاتی ہے، ایک شخص نے کافروں کی طرف سے لڑتے ہوئے ایک مسلمان مجاہد کو شہید کر دیا پھر خدا کی قدرت کہ اسے بھی ایمان کی دولت نصیب ہوئی اور اس کے بعد وہ مسلمانوں کی طرف سے لڑتے ہوئے شہید ہوتا ہے اور اس طرح قاتل اور مقتول دونوں جنت میں داخل کئے جاتے ہوں اور خداوند قدوس جب اپنی قدرت کا یہ عجوبہ دیکھتا ہے تو اسے خود ہی ہنسی آ جاتی ہے۔

(۱۱۴۵) عَـنْ اَبِـيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنه) قَالَ اَتَيْـتُ رَسُوْلَ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِخَيْبَرَ بَـعْـدَ مَـاافْتَتَحُوْهَا فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ اَسْهِـمْ لِـيْ فَقَالَ بَعْضُ بَنِيْ سَعِيْدِ ابْنِ الْعَاصِ لَاتُسْهِـمْ لَه' يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ هٰذَا قَاتِلُ بْنِ قَـوْقَـلٍ فَقَالَ ابْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَاعَجَبًا لِّوَبْرٍ تَدَلّٰى عَـلَيْـنَـا مِـنْ قَـدُوْمِ ضَـأْنٍ يَنْعٰى عَلَيَّ قَتْلَ رَجُلٍ مُّسْلِمٍ اَكْرَمَهُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيَّ وَلَمْ يُهِنِّيْ عَلٰى يَدَيْهِ۔

۱۱۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ خیبر میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے۔ خیبر فتح ہو چکا تھا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! میرا بھی مال غنیمت میں حصہ لگائیے۔ سعید بن العاص کے صاحبزادے (ابان بن سعید رضی اللہ عنہ) نے کہا، یارسول اللہ! ان کا حصہ نہ لگائیے اس پر ابو ہریرہؓ بولے کہ یہ شخص تو ابن قوقل (نعمان بن مالکؓ) کا قاتل ہے (احد کی لڑائی میں) ابان بن سعیدؓ نے کہا، کتنی عجیب بات ہے ایک وبر (بلی سے چھوٹا ایک عرب کا جانور جس کی دم اور کان چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں) جو ضان پہاڑی سے آنے والوں کے ساتھ اتر آیا ہے۔ مجھ پر ایک مسلمان کے قتل کا عیب لگاتا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں عزت دی اور مجھے اس کے ہاتھوں ذلیل ہونے سے بچالیا۔

باب ۹۱۲ . مَنْ اِخْتَارَ الْغَزْوَعَلَى الصَّوْمِ

باب ۹۱۲ جس نے روزے پر غزوے کو ترجیح دی

(۱۱۴۶) عَـنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنه) قَالَ كَانَ اَبُوْطَلْحَةَ لَايَصُوْمُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهِ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَجَلِ الْغَزْوِ فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ اَرَاهُ مُفْطِرًا اِلَّا يَوْمَ فِطْرٍ اَوْ اَضْحٰى۔

۱۱۴۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوطلحہؓ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں غزوات میں شرکت کے خیال سے روزے (نفلی) نہیں رکھتے تھے، لیکن آپ کی وفات کے بعد میں نے انہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے سوا روزے کے بغیر نہیں دیکھا۔

باب ۹۱۳ . الشَّهَادَةُ سَبْعٌ سِوَى الْقَتْلِ

باب ۹۱۳ قتل کے علاوہ بھی شہادت کی سات صورتیں ہیں

(۱۱۴۷) عَـنْ اَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنه) عَـنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِّكُلِّ مُسْلِمٍ۔

۱۱۴۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طاعون (کی موت) ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔

باب ۹۱۴ . قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالیٰ لَایَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَ الْمُجَاھِدُوْنَ . الخ

(۱۱۴۸)عَنْ زَیْدَ بْنَ ثَابِت(رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہ)قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَمْلٰی عَلَیْہِ لَایَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ فَجَآءَہٗ ابْنُ اُمِّ مَکْتُوْمٍ وَّھُوَ یُمِلُّھَا عَلَیَّ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَو اَسْتَطِیْعُ الْجِھَادَ لَجَاھَدْتُّ وَکَانَ رَجُلًا اَعْمٰی فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالٰی عَلٰی رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ فَخِذُہٗ عَلٰی فَخِذِیْ فَثَقُلَتْ عَلَیَّ حَتّٰی خِفْتُ اَنْ تُرَضَّ فَخِذِیْ ثُمَّ سُرِیَ عَنْہُ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ۔

باب ۹۱۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''مسلمانوں کے وہ افراد جو کسی عذر واقعی کے بغیر غزوہ کے موقعہ پر اپنے گھروں میں آ بیٹھے رہے الخ

۱۱۴۸۔ حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں یہ آیت لکھوائی **لا یستوی القاعدون من المؤمنین والمجاھدون فی سبیل اللہ**، پھر ابن ام مکتومؓ آئے اور حضور اکرم ﷺ اس وقت مجھ سے آیت لکھوا رہے تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر مجھ میں جہاد کی استطاعت ہوتی تو میں بھی جہاد میں شریک ہوتا، وہ نابینا تھے۔ اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل کی، اس وقت حضور اکرم ﷺ کی ران میری ران پر تھی (وحی کی شدت کی وجہ سے) آپ ﷺ کی ران کا اتنا بوجھ محسوس ہوا کہ مجھے ڈر ہو گیا تھا کہ کہیں میری ران پھٹ نہ جائے۔ اس کے بعد وہ کیفیت آپ سے ختم ہوئی تو اللہ عزوجل نے آیت ''**غیر اولی الضرر**'' نازل فرمائی۔

باب ۹۱۵ . التَّحْرِیْضِ عَلَی الْقِتَالِ وَقَوْلِہٖ تَعَالیٰ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ

(۱۱۴۹)عَنْ اَنَس(رَضِیَ اللّٰہُ عَنہ)خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَی الْخَنْدَقِ فَاِذَا الْمُھَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ یَحْفِرُوْنَ فِی غَدَاۃٍ بَارِدَۃٍ فَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ عَبِیْدٌ یَّعْمَلُوْنَ ذٰلِکَ لَھُمْ فَلَمَّا رَایٰ مَابِھِمْ مِّنَ النَّصَبِ وَالْجُوْعِ قَالَ اللّٰھُمَّ اِنَّ الْعَیْشَ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُھَاجِرَۃِ فَقَالُوْا مُجِیْبِیْنَ لَہٗ۔

نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَی الْجِھَادِ مَابَقِیْنَا اَبَدًا

باب ۹۱۵۔ جہاد کی ترغیب اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''مسلمانوں کو جہاد کے لئے تیار کیجئے۔''

۱۱۴۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ (غزوہ خندق شروع ہونے سے کچھ پہلے جب خندق کی کھدائی ہو رہی تھی) خندق کی طرف تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ مہاجرین اور انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین سردی کے باوجود صبح ہی صبح خندق کھودنے میں مشغول ہیں۔ ان کے پاس غلام بھی نہیں تھے جو ان کی اس کھدائی میں مدد کرتے۔ جب حضور اکرم ﷺ نے ان کی تھکن اور بھوک کو دیکھا تو آپ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے پس انصار اور مہاجرین کی آپ مغفرت فرمایئے۔ صحابہؓ نے اس کے جواب میں کہا ''ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد (ﷺ) کے ساتھ اس وقت تک جہاد کرنے کا عہد کیا ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے''۔

باب ۹۱۶ . حَفْرِ الْخَنْدَقِ

(۱۱۵۰)عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہ) قَالَ جَعَلَ الْمُھَاجِرُوْنَ وَالْاَنْصَارُ یَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ حَوْلَ الْمَدِیْنَۃِ وَیَنْقُلُوْنَ التُّرَابَ عَلٰی مُتُوْنِھِمْ وَیَقُوْلُوْنَ نَحْنُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا مُحَمَّدًا عَلَی الْاِسْلَامِ مَابَقِیْنَا اَبَدًا وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُجِیْبُھُمْ وَ یَقُوْلُ اَللّٰھُمَّ

باب ۹۱۶۔ خندق کی کھدائی

۱۱۵۰۔ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ (جب تمام عرب کے مدینہ منورہ پر حملہ کا خطرہ ہوا تو) مدینہ کے ارد گرد مہاجرین انصار خندق کھودنے میں مشغول ہو گئے۔ مٹی اپنی پشت پر لاد لاد کر منتقل کرتے تھے اور (یہ رجز) پڑھتے تھے۔ ''ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد ﷺ کے ہاتھ پر اس وقت تک اسلام کے لئے بیعت کی جب تک ہماری جان میں جان ہے'' نبی

اِنَّہٗ لَا خَیۡرَ اِلَّا خَیۡرُ الۡاٰخِرَۃ فَبَارِكۡ فِی الۡاَنۡصَارِ وَالۡمُهَاجِرَۃِ۔

کریم ﷺ ان کے اس رجز کے جواب میں یہ دعا فرماتے۔ ''اے اللہ آخرت کی بھلائی کے سوا اور کوئی بھلائی نہیں۔ پس آپ انصار اور مہاجرین کو برکت عطا فرمائیے۔

(۱۱۵۱) عَنِ الۡبَرَآءِ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ) قَالَ رَاَیۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَوۡمَ الۡاَحۡزَابِ یَنۡقُلُ التُّرَابَ وَقَدۡ وَارَی التُّرَابُ بَیَاضَ بَطۡنِہٖ وَھُوَ یَقُوۡلُ :

لَوۡلَا اَنۡتَ مَا اهۡتَدَیۡنَا ☆ وَلَا تَصَدَّقۡنَا وَلَا صَلَّیۡنَا
فَاَنۡزِلِ السَّکِیۡنَۃَ عَلَیۡنَا ☆ وَثَبِّتِ الۡاَقۡدَامَ اِنۡ لَّاقَیۡنَا
اِنَّ الۡاُولٰی قَدۡ بَغَوۡا عَلَیۡنَا ☆ اِذَا اَرَادُوۡا فِتۡنَۃً اَبَیۡنَا

۱۱۵۱۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو غزوہ احزاب (خندق) کے موقعہ پر دیکھا کہ آپ مٹی (جو کھودنے کی وجہ سے نکلتی تھی) منتقل کر رہے تھے۔ مٹی سے آپ ﷺ کے پیٹ کی سفیدی چھپ گئی تھی اور آپ فرما رہے تھے۔'' (اے اللہ!) اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں ہدایت نصیب نہ ہوتی۔ اور نہ ہم صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے آپ ہم پر سکون واطمینان نازل فرما دیجئے۔ اور اگر دشمنوں سے مڈ بھیڑ ہو تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرمائیے، جن لوگوں نے ہم پر ظلم کیا ہے جب وہ کوئی فتنہ بپا کرنا چاہتے ہیں تو ہم ان کی نہیں مانتے۔

باب ۹۱۷. مَنۡ حَبَسَہُ الۡعُذۡرُ عَنِ الۡغَزۡوِ

باب ۹۱۷۔ جو شخص کسی عذر کی وجہ سے غزوے میں شریک نہ ہو سکا

(۱۱۵۲) عَنۡ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کَانَ فِیۡ غَزَاۃٍ فَقَالَ اِنَّ اَقۡوَامًا بِالۡمَدِیۡنَۃِ خَلۡفَنَا مَا سَلَکۡنَا شِعۡبًا وَّلَا وَادِیًا اِلَّا وَھُمۡ مَّعَنَا فِیۡہِ حَبَسَھُمُ الۡعُذۡرُ۔

۱۱۵۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ایک غزوے پر تھے تو آپ نے فرمایا کہ کچھ لوگ مدینہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں، لیکن ہم کسی بھی گھاٹی یا وادی میں (جہاد کے لئے) چلیں وہ (معنوی طور پر) ہمارے ساتھ ہیں کہ وہ صرف عذر کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہیں آسکے ہیں۔

باب ۹۱۸. فَضۡلِ الصَّوۡمِ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ

باب ۹۱۸۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں روزہ رکھنے کی فضیلت

(۱۱۵۳) عَنۡ اَبِیۡ سَعِیۡدٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ) قَالَ سَمِعۡتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ مَنۡ صَامَ یَوۡمًا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بَعَّدَ اللّٰہُ وَجۡهَہٗ عَنِ النَّارِ سَبۡعِیۡنَ خَرِیۡفًا۔

۱۱۵۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے نبی کریم سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتے ہوئے ایک دن بھی روزہ رکھا، اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر سال تک محفوظ رکھے گا۔ ف

باب ۹۱۹. فَضۡلِ مَنۡ جَهَّزَ غَازِیًا اَوۡ خَلَفَہٗ بِخَیۡرٍ

باب ۹۱۹۔ جس نے کسی غازی کو ساز وسامان سے لیس یا خیر خواہی کے ساتھ اس کے گھر بار کی نگرانی کی۔

(۱۱۵۴) عَنۡ زَیۡدِ بۡنِ خَالِدٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ) اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنۡ جَهَّزَ غَازِیًا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ فَقَدۡ غَزَا وَمَنۡ خَلَفَ غَازِیًا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِخَیۡرٍ فَقَدۡ غَزَا۔

۱۱۵۴۔ حضرت زید بن خالدؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کی راہ میں غزوہ کرنے والے کو ساز وسامان مہیا کیا، گویا وہ غزوہ میں شریک ہوا اور جس نے خیر خواہانہ طریقہ پر غازی کے گھر بار کی نگرانی کی تو گویا وہ بھی خود غزوہ میں شریک ہوا۔

فائدہ:۔ فی سبیل اللہ، جس کا ترجمہ ہم نے ''اللہ کے راستے میں'' کیا ہے۔ اس سے مراد امام بخاریؒ کے نزدیک قرآن وحدیث میں جہاد ہے اور ان احادیث میں بھی وہی مراد ہے۔

(۱۱۵۵) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَکُنْ یَدْخُلُ بَیْتًا بِالْمَدِیْنَةِ غَیْرَ بَیْتِ اُمِّ سُلَیْمٍ اِلَّا عَلٰی اَزْوَاجِهٖ فَقِیْلَ لَهٗ فَقَالَ اِنِّیْ اَرْحَمُهَا قُتِلَ اَخُوْهَا مَعِیَ۔

۱۱۵۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں ام سلیمؓ (والدہ انسؓ) کے گھر کے سوا (اور کسی کے یہاں بکثرت) نہیں جایا کرتے تھے۔ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کا اس سے استثناء ہے۔ حضور اکرم ﷺ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس پر رحم آتا ہے، اس کا بھائی (حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ) میرے ساتھ تھا اور وہ شہید کر دیا گیا تھا۔

باب ۹۲۰. التَّحَنُّطِ عِنْدَ الْقِتَالِ

باب ۹۲۰۔ جنگ کے موقعہ پر حنوط ملنا

(۱۱۵۶) عَنْ مُوْسَی بْنِ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ وَذَکَرَ یَوْمَ الْیَمَامَةِ قَالَ اَتٰی اَنَسٌ ثَابِتَ بْنَ قَیْسٍ وَقَدْ حَسَرَ عَنْ فَخِذَیْهِ وَهُوَ یَتَحَنَّطُ فَقَالَ یَاعَمِّ مَایَحْبِسُكَ اَنْ لَّاتَجِیْءَ قَالَ اَلْاٰنَ یَاابْنَ اَخِیْ وَجَعَلَ یَتَحَنَّطُ یَعْنِیْ مِنَ الْحُنُوْطِ ثُمَّ جَآءَ فَجَلَسَ فَذَکَرَ فِی الْحَدِیْثِ اِنْکِشَافًا مِّنَ النَّاسِ فَقَالَ هٰکَذَا عَنْ وُّجُوْهِنَا حَتّٰی نُضَارِبَ الْقَوْمَ مَاهٰکَذَا کُنَّا نَفْعَلُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَاعَوَّدْتُّمْ اَقْرَانَکُمْ۔

۱۱۵۶۔ حضرت موسیٰ بن انسؓ نے بیان کیا، جنگ یمامہ (مسلیمہ کذاب اور مسلمانوں کی لڑائی ابوبکرؓ کے عہد خلافت میں) کا وہ ذکر کر تے تھے۔ بیان کیا کہ انس بن مالکؓ ثابت بن قیسؓ کے یہاں گئے، انہوں نے اپنی ران کھول رکھی تھی (اور حنوط مل رہے تھے) انسؓ نے کہا چچا، اب تک آپ کیوں نہیں تشریف لائے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بیٹے! ابھی آتا ہوں اور وہ حنوط لگانے لگے، پھر تشریف لائے اور بیٹھ گئے (مراد صف میں شرکت سے ہے۔) انسؓ نے گفتگو کرتے ہوئے مسلمانوں کی طرف کچھ شکست خوردگی کے آثار کا ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہمارے سامنے سے ہٹ جاؤ تاکہ ہم کافروں سے دست بدست لڑیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم ایسا کبھی نہیں کرتے تھے (یعنی پہلی صف کے لوگ ڈٹ کر لڑتے تھے اور شکست خوردگی کا ہرگز مظاہرہ نہیں ہونے دیتے تھے) تم نے اپنے دشمنوں کو بہت بری چیز کا عادی بنا دیا ہے۔

باب ۹۲۱. فَضْلِ الطَّلِیْعَةِ

باب ۹۲۱۔ جاسوس دستہ کی فضیلت

(۱۱۵۷) عَنْ جَابِرٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَّاتِیْنِیْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ یَوْمَ الْاَحْزَابِ قَالَ الزُّبَیْرُ اَنَا ثُمَّ قَالَ مَنْ یَّاتِیْنِیْ بِخَبَرِ الْقَوْمِ قَالَ الزُّبَیْرُ اَنَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ نَبِیٍّ حَوَارِیًّا وَّحَوَارِیَّ الزُّبَیْرُ۔

۱۱۵۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ احزاب کے موقعہ پر فرمایا، دشمن کے لشکر کی خبر میرے پاس کون لا سکتا ہے؟ زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں، آپ ﷺ نے دوبارہ پوچھا دشمن کے لشکر کی خبر کون لا سکے گا؟ اس مرتبہ بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں! اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کے حواری (مخصوص اور قریبی اصحاب) ہوتے ہیں اور میرے حواری زبیر ہیں۔

باب ۹۲۲. اَلْجِهَادُ مَاضٍ مَّعَ الْبَرِّ وَالْفَاجِ

باب۔ جہاد کا حکم ہمیشہ باقی رہیگا خواہ مسلمانوں کا امیر عادل ہو یا ظالم

(۱۱۵۸) عُرْوَةُ الْبَارِقِیِّ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْهَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ اَلْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ۔

۱۱۵۸۔ حضرت عروہ بارقی رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، خیر و برکت قیامت تک گھوڑے کی پیشانی کے ساتھ رہے گی۔ اسی طرح ثواب اور مال غنیمت بھی۔

باب ۹۲۳ . مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ

(۱۱۵۹)عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَ تَصْدِيْقًا لِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبْعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِي مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

باب ۹۲۳۔ جس نے گھوڑا پالا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ'' کی روشنی میں

۱۱۵۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ اور ان کے وعدہ کو سچا جانتے ہوئے اللہ کے راستے میں (جہاد کے لئے) گھوڑا پالا تو اس گھوڑے کا کھانا، پینا اور اس کا بول و براز سب قیامت کے دن اس کی میزان میں ہوگا۔ (یعنی سب پر ثواب ملے گا۔)

فائدہ:۔ مصنف رحمۃ اللہ علیہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ گھوڑے میں جو خیر و برکت کے متعلق حدیث آئی ہے وہ اس کے آلہ جہاد ہونے کی وجہ سے ہے اور جب قیامت تک اس میں خیر و برکت قائم رہے گی تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جہاد کا حکم بھی قیامت تک باقی رہے گا اور چونکہ قیامت تک آنے والا ہر دور خیر نہیں ہوسکتا بلکہ اچھا اور برا دونوں طرح ہوگا اس لئے مسلمانوں کے امراء بھی کبھی صالح اور اسلامی شریعت کے پوری طرح پابند ہوں گے اور کبھی ایسے نہیں ہوں گے، لیکن جہاد کا سلسلہ کبھی نہ بند ہونا چاہئے، کیونکہ یہ اعلاء کلمۃ اللہ اور دنیا و آخرت میں سرمایہ کا ذریعہ ہے، اس لئے حق کے مفاد کے پیش نظر ظالم حکمرانوں کی قیادت میں بھی جہاد کیا جائے گا اور ایک شخص کے ذاتی نقصان کو جماعت کے لئے نظر انداز کر دیا جائے گا۔

باب ۹۲۴ . اِسْمِ الْفَرَسِ وَالْحِمَارِ

(۱۱۶۰)عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطِنَا فَرَسٌ يُقَالُ لَهُ اللُّحَيْفُ۔

باب ۹۲۴۔ گھوڑوں اور گدھوں کے نام

۱۱۶۰۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ہمارے باغ میں نبی کریم ﷺ کا ایک گھوڑا رہتا تھا جس (گھوڑے) کا نام لحیف تھا۔

(۱۱۶۱)عَنْ مُعَاذٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حِمَارٍ يُقَالُ لَهٗ عُفَيْرٌ فَقَالَ يَامُعَاذُ هَلْ تَدْرِيْ حَقَّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ اَنْ يَّعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ مَنْ لَّا يُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا اُبَشِّرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ لَا تُبَشِّرْهُمْ فَيَتَّكِلُوْا۔

۱۱۶۱۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جس گدھے پر سوار تھے میں اس پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ اس گدھے کا نام عفیر تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، اے معاذ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اپنے بندوں پر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ کا حق اپنے بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو بندہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو اللہ اسے عذاب نہ دے۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ! کیا میں اس کی لوگوں کو بشارت نہ دے دوں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا، لوگوں کو اس کی بشارت نہ دو ورنہ (غلط طریقہ پر) اعتماد کر بیٹھیں گے اور اعمال سے نفرت برتیں گے۔

(۱۱۶۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ فَزَعٌ بِالْمَدِيْنَةِ فَاسْتَعَارَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا لَّنَا يُقَالُ لَهٗ مَنْدُوْبٌ فَقَالَ مَارَاَيْنَا مِنْ فَزَعٍ

۱۱۶۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رات کے وقت مدینہ میں کچھ خطرہ سا محسوس ہوا تو نبی کریم ﷺ نے ہمارا (ابوطلحہؓ کا جو آپ کے عزیز تھے) گھوڑا عاریۃً منگوایا۔ گھوڑے کا نام مندوب تھا۔ پھر آپ

وَّ اِنْ وَّجَدْنَهُ لَبَحْراً۔

نے فرمایا کہ خطرہ تو ہم نے کوئی نہیں دیکھا، البتہ گھوڑا تو سمندر ہے۔

باب ۹۲۵ . مَایُذْکَرُ مِنْ شُئُومِ الْفَرَسِ

باب ۹۲۵۔ گھوڑے کی نحوست سے متعلق احادیث

(۱۱۶۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْه) قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّمَا الشُّؤْمُ فِی ثَلٰثَةٍ فِی الْفَرَسِ وَالْمَرْاَةِ وَالدَّارِ۔

۱۱۶۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ نحوست صرف تین چیزوں میں ہے۔ گھوڑے میں، عورت میں اور گھر میں۔

فائدہ:۔ عام طور سے احادیث میں انہی تین چیزوں کو منحوس بتایا گیا ہے۔ البتہ ام سلمہؓ کی ایک روایت میں تلوار میں بھی نحوست کا ذکر ہے۔ ان احادیث کے بعض طرق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے صرف خبر کے طور پر یہ فرمایا تھا، انشاء یا کوئی حکم نہیں ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ کے سامنے جب مذکورہ حدیث کا ذکر ہوا تو آپ نے اس پر ناگواری کا اظہار فرمایا کہ آنحضور ﷺ نے تو صرف اتنا فرمایا تھا کہ جاہلیت کے زمانہ میں عام طور سے ان تین چیزوں میں نحوست سمجھی جاتی تھی۔ آپ ﷺ نے یہ ہرگز نہیں فرمایا تھا کہ اس میں کوئی واقعیت بھی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اسلام نے اصلاً ہر طرح کی بدشگونی اور نحوست کی نفی کر دی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نحوست اور بدشگونی قطعاً لایعنی چیزیں ہیں۔ نحوست وغیرہ کا تصور خالص جاہلیت کی پیداوار تھا اور جب آپ نے خود نفی کر دی تھی تو پھر اس کی ہمت افزائی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض محدثین نے لکھا ہے کہ اگر اسے خبر کی بجائے ایک حکم مان لیا جائے، پھر بھی اس سے مقصود جاہلیت کی نحوست نہیں ہے، بلکہ ان تینوں چیزوں میں نحوست کی تخصیص سے مقصود یہ ہے کہ یہ تینوں چیزیں یا بروایت ام سلمہؓ چوتھی تلوار، ہر شخص کی زندگی کے اہم عناصر ہیں اور پوری زندگی میں انسان کا ان سے سابقہ رہتا ہے، گھوڑا اور تلوار خاص طور سے عرب کی زندگی کے اہم عناصر تھے۔ اس لئے بعض اوقات کسی خاص شخص کو کوئی خاص چیز ناموافق بھی آ جاتی ہے اور جب کوئی چیز موافق نہ آئے تو اسے ترک کر دینا ہی بہتر ہوتا ہے۔ پس حدیث نحوست (شؤم) سے مراد صرف عدم موافقت و مطابقت ہی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں اور ان تین چیزوں کا ذکر، ان کی اہمیت اور ضروریات زندگی میں سے ہونے کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس میں کبھی کبھی آدمی مبتلا ہو جاتا ہے۔

باب ۹۲۶ . سِهَامِ الْفَرَسِ

باب ۹۲۶۔ گھوڑے کا حصہ

(۱۱۶۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْه) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ لِلْفَرَسِ سَهْمَیْنِ وَلِصَاحِبِهٖ سَهْمًا۔

۱۱۶۵۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے (مال غنیمت سے) گھوڑے کے دو حصے لگائے تھے اور اس کے مالک کا ایک حصہ۔

فائدہ:۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امام اگر مصلحت دیکھے تو ایسا کر سکتا ہے، ویسے یہ کوئی قاعدہ نہیں ہے، کیونکہ بہرحال گھوڑے کو انسان پر فضیلت دینے کی کوئی وجہ نہیں۔ بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مال غنیمت تقسیم کرتے وقت حضور اکرم ﷺ نے غازیوں کو دو طبقوں میں تقسیم کر دیا تھا، ایک وہ جن کے پاس گھوڑا تھا، انہیں تو آپ ﷺ نے دو حصے دیئے اور جو پیدل تھے، انہیں آپ نے صرف ایک حصہ دیا

(۱۱۶۶) عَنْ اَبِی اِسْحٰقَ قَالَ رَجُلٌ لِلْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَفَرَرْتُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ حُنَیْنٍ قَالَ لٰكِنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَفِرَّ اِنَّ هَوَازِنَ کَانُوْا قَوْمًا رُمَاةً وَّاِنَّا لَمَّا لَقِیْنَا هُمْ

۱۱۶۶۔ حضرت ابواسحاقؒ نے فرمایا کہ ایک شخص نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا حنین کی لڑائی کے موقعہ پر آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر فرار ہو گئے تھے؟ براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا، لیکن رسول اللہ ﷺ فرار نہیں ہوئے تھے۔ ہوازن کے لوگ (جن سے اس لڑائی میں سابقہ

حَمَلْنَا عَلَيْهِمْ فَانْهَزَمُوا فَاَقْبَلَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَى الْغَنَائِمِ وَاسْتَقْبَلُوْنَا بِالسِّهَامِ فَاَمَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَفِرَّ فَلَقَدْ رَاَيْتُه' وَاَنَّه' لَعَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَآءِ وَاِنَّ اَبَاسُفْيَانَ اٰخِذٌ بِلِجَامِهَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ:

اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبَ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ۔

تھا) بڑے تیرانداز تھے، جب ہمارا ان سے سامنا ہوا تو ہم نے حملہ کر کے انہیں شکست دے دی۔ پھر مسلمان غنیمت پر ٹوٹ پڑے اور دشمنوں نے تیروں کی ہم پر بارش شروع کر دی۔ پھر بھی رسول اللہ ﷺ اپنی جگہ سے نہیں ہٹے تھے۔ میرا خود مشاہدہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے، ابوسفیان رضی اللہ عنہ اس کی لگام تھامے ہوئے تھے اور آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ ''میں نبی ہوں، اس میں جھوٹ کا کوئی شائبہ نہیں، میں عبدالمطلب کی اولاد ہوں۔''

باب ۹۲۷ . نَاقَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(۱۱۶۷) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاقَةٌ تُسَمَّى الْعَضْبَآءَ لَاتُسْبَقُ قَالَ حُمَيْدٌ اَوْلَاتَكَادُ تُسْبَقُ فَجَآءَ اَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ فَسَبَقَهَا فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى عَرَفَه' فَقَالَ حَقٌّ عَلَى اللّٰهِ اَنْ لَّا يَرْتَفِعَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا اِلَّا وَضَعَه'۔

باب ۹۲۷۔ نبی کریم ﷺ کی اونٹنی

۱۱۶۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام عضباء تھا، کوئی اونٹنی اس سے آگے نہیں بڑھتی تھی (یعنی چلنے میں بہت تیز تھی) (راوی حدیث) حمید نے کہا یا (شک کے ساتھ) کوئی اونٹنی اس سے آگے نہیں بڑھ سکتی تھی۔ پھر ایک اعرابی ایک نوجوان اور قوی اونٹنی پر سوار ہو کر آئے اور حضور اکرم ﷺ کی اونٹنی سے ان کا اونٹ آگے نکل گیا۔ مسلمانوں پر یہ بڑا شاق گذرا، لیکن جب حضور اکرم ﷺ کو اس کا علم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ دنیا میں جو چیز بھی بلند ہوتی ہے وہ گراتا ہے۔

فائدہ:۔ علماء سیرت اس بارے میں متفق نہیں ہیں کہ قصواء، جدعاء اور عضباء یہ حضور اکرم ﷺ کی تین اونٹنیوں کے نام تھے یا اونٹنی صرف ایک تھی اور نام اس کے تین تھے۔ دونوں قول موجود ہیں۔

باب ۹۲۸ . حَمْلِ النِّسَآءِ الْقِرَبَ اِلَى النَّاسِ فِي الْغَزْوِ

(۱۱۶۸) عَنْ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَسَمَ مُرُوْطًا بَيْنَ نِسَآءٍ مِّنْ نِّسَآءِ الْمَدِيْنَةِ فَبَقِيَ مِرْطٌ جَيِّدٌ فَقَالَ لَه' بَعْضُ مَنْ عِنْدَه' يَااَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَعْطِ هٰذَا ابْنَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ عِنْدَكَ يُرِيْدُوْنَ اُمَّ كُلْثُوْمٍ بِنْتَ عَلِيٍّ فَقَالَ عُمَرُ اُمُّ سُلَيْطٍ اَحَقُّ وَاُمُّ سُلَيْطٍ مِّنْ نِّسَآءِ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ بَايَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ فَاِنَّهَا كَانَتْ تَزْفِرُ لَنَا الْقِرَبَ يَوْمَ اُحُدٍ۔

باب ۹۲۸۔ غزوہ میں عورتوں کا مردوں کے پاس مشکیزہ اٹھا کے لے جانا

۱۱۶۸۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مدینہ کی خواتین میں کچھ چادریں تقسیم کیں، ایک نئی چادر بچ گئی تو بعض حضرات نے جو آپ کے پاس ہی تھے کہا، یاامیر المومنین! یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی نواسی کو دے دیجئے جو آپ کے گھر میں ہیں، ان کی مراد (آپ کی بیوی) ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا سے تھی، لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ام سلیط رضی اللہ عنہا اس کی زیادہ مستحق ہیں۔ یہ ام سلیط رضی اللہ عنہا ان انصار خواتین میں سے تھیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ احد کی لڑائی کے موقعہ پر ہمارے لئے مشکیزے (پانی کے) اٹھا کر لاتی تھیں۔

باب ۹۲۹ . مُدَاوَاةِ النِّسَآءِ الْجَرْحٰی فِی الْغَزْوِ

(۱۱۶۹) عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا) قَالَتْ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْقِيْ وَنُدَاوِي الْجَرْحٰی وَنَرُدُّ الْقَتْلٰی اِلَی الْمَدِيْنَةِ۔

باب ۹۲۹۔ عورتوں کا غزوے میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرنا

۱۱۶۹۔ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ (غزوہ میں) شریک ہوئے تھے (مسلمان) زخمیوں کو پانی پلاتے تھے اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتے تھے اور جو لوگ شہید ہو جاتے ان کو مدینہ اٹھا کر لاتے تھے۔

باب ۹۳۰ . اَلْحِرَاسَةِ فِی الْغَزْوِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(۱۱۷۰) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا) قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَهِرَ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ قَالَ لَيْتَ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِيْ صَالِحًا يَّحْرُسُنِيَ اللَّيْلَةَ اِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ سِلَاحٍ فَقَالَ مَنْ هٰذَا ؟فَقَالَ اَنَا سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ جِئْتُ لِاَحْرُسَكَ وَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ۹۳۰۔ اللہ کے راستے میں غزوہ میں پہرہ دینا

۱۱۷۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے (ایک رات) بیداری میں گذاری، مدینہ پہنچنے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا، کاش میرے اصحاب میں سے کوئی صالح ایسا آ تا جو رات میں ہمارا پہرہ دیتا (ابھی یہی باتیں ہو رہی تھیں) کہ ہم نے ہتھیار کی جھنکار سنی، حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا، یہ کون صاحب ہیں؟ (آنے والے نے کہا، میں ہوں، سعد بن ابی وقاص) آپ کا پہرہ دینے کے لئے تیار ہوں، پھر نبی کریم ﷺ سوئے۔

(۱۱۷۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَعَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الْقَطِيْفَةِ وَعَبْدُ الْخَمِيْصَةِ اِنْ اُعْطِيَ رَضِيَ وَاِنْ لَّمْ يُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتَكَسَ وَاِذَا شِيْكَ فَلَا انْتَقَشَ طُوْبٰی لِعَبْدٍ اٰخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهٖ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَشْعَثَ رَاْسُهٗ مُغْبَرَّةً قَدَمَاهُ اِنْ كَانَ فِی الْحِرَاسَةِ كَانَ فِی الْحِرَاسَةِ وَاِنْ كَانَ فِی السَّاقَةِ كَانَ فِی السَّاقَةِ اِنِ اسْتَاْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ وَاِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ۔

۱۱۷۱۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، دینار کا غلام، درہم کا غلام، قطیفہ (جھوردار چادر) کا غلام، خمیصہ (سیاہ زمین کا نقشین کپڑا) کا غلام ہلاک ہوا کہ اگر اسے کچھ دے دیا جاتا ہے تو خوش ہو جاتا ہے اور اگر نہیں دیا جاتا تو ناراض ہو جاتا ہے، ایسا شخص ہلاک اور برباد ہوا اور اسے جو کانٹا چبھ گیا وہ نہیں نکلا، ایسے بندے کے لئے بشارت ہو جو اللہ کے راستے میں (غزوہ کے موقعہ پر) اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے (لڑائی اور سخت جدوجہد کی وجہ سے) اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں اور اس کے قدم گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہیں۔ اگر اسے (مقدمۃ الجیش کے طور پر) پاسبانی اور پہرے پر لگا دیا جائے تو وہ اپنے اس کام میں بھی پوری تندہی سے لگا رہے اور اگر لشکر کے پیچھے (دیکھ بھال کے لئے) لگا دیا جائے تو اس میں بھی پوری تندہی اور فرض شناسی سے لگا رہے (ویسے خواہ عام دنیاوی زندگی میں اس کی کوئی اہمیت بھی نہ ہو کہ) اگر وہ کسی سے (ملاقات وغیرہ کی اجازت چاہے تو اسے اجازت بھی نہ ملے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش بھی قبول نہ کی جائے۔

باب ۹۳۱ . فَضْلُ الْخِدْمَةِ فِی الْغَزْوِ

(۱۱۷۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی خَيْبَرَ اَخْدِمُهٗ فَلَمَّا قَدِمَ

باب ۹۳۱۔ غزوہ میں خدمت کی فضیلت

۱۱۷۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر (غزوہ کے موقعہ پر) گیا، میں آپ کی خدمت کیا

النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ رَاجِعًا وَبَدَا لَه' اُحُدٌ قَالَ هٰذَا جَبَلٌ یُحِبُّنَا وَنُحِبُّه' ۔

کرتا تھا۔ پھر جب حضور اکرم ﷺ واپس ہوئے اور احد پہاڑ دکھائی دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ پہاڑ ہے جس سے ہم محبت کرتے ہیں اور وہ ہم سے محبت کرتا ہے۔

(۱۱۷۳) عَنۡ اَنَسٍ (بن مالك رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنه) قَالَ کُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ اَکۡثَرُنَا ظِلًّا الَّذِیۡ یَسۡتَظِلُّ بِکِسَائِهٖ وَاَمَّا الَّذِیۡنَ صَامُوۡا فَلَمۡ یَعۡمَلُوۡا شَیۡئًا وَّاَمَّا الَّذِیۡنَ اَفۡطَرُوۡا فَبَعَثُوا الرِّکَابَ وَامۡتَهَنُوۡا وَعَالَجُوۡا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الۡمُفۡطِرُوۡنَ الۡیَوۡمَ بِالۡاَجۡرِ۔

۱۱۷۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ (ایک سفر میں) تھے (بعض صحابہؓ روزے سے تھے اور بعض نے روزہ نہیں رکھا تھا) ہم میں زیادہ بہتر سایہ میں وہ شخص تھا جس نے اپنے کپڑے سے سایہ کر رکھا تھا۔ (کیونکہ بعض حضرات سورج کی تپش سے بچنے کے لئے صرف اپنے ہاتھ سے اپنے اوپر سایہ کئے ہوئے تھے) لیکن جو حضرات روزے سے تھے وہ کوئی کام نہ کر سکے تھے (تھکن اور کمزوری کی وجہ سے) اور جن حضرات نے روزہ نہیں رکھا تھا تو وہ اپنے اونٹ (پانی میں لے گئے اور روزہ داروں کی) خوب خوب خدمت بھی کی اور (دوسرے تمام کام کئے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آج اجر و ثواب کو روزہ نہ رکھنے والے لے گئے۔

فائدہ:۔ مصنفؒ اس غزوہ میں غازیوں کی خدمت میں فضیلت بتانا چاہتے ہیں، کیونکہ حدیث میں اسی طبقہ کو سراہا گیا ہے اور اجر و ثواب کا زیادہ مستحق قرار دیا گیا ہے جنہوں نے غازیوں کی خدمت کی تھی، حالانکہ انہوں نے روزہ نہیں رکھا تھا۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ روزہ اگرچہ خیر محض ہے اور مخصوص و مقبول عبادت ہے، پھر بھی سفر وغیرہ میں ایسے مواقع پر جب کہ اس کی وجہ سے دوسرے اہم کام رک جانے کا خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے، جو واقعہ خدمت میں ہے اس میں بھی یہی صورت پیش آئی تھی کہ جو لوگ روزے سے تھے وہ کوئی کام تھکن کی وجہ سے نہ کر سکے، لیکن بے روزہ داروں نے پوری تندہی سے تمام خدمات انجام دیں، اس لئے ان کا ثواب بڑھ گیا۔ اسلام میں عبادت کا نظام انسان کی فطرت کے مطابق اور نہایت معقول طریقہ پر قائم ہے۔ دین نے فرائض و واجبات میں مدارج قائم کئے ہیں اور ان مدارج کا پوری طرح جو لحاظ رکھے گا، اللہ کے نزدیک اس کی عبادت اسی درجہ مقبول ہوگی۔ حدیث میں اسی لئے کہا گیا ہے کہ روزہ نہ رکھنے والے آج اجر و ثواب لے گئے، حالانکہ انہوں نے ایک اہم عبادت چھوڑ دی تھی، لیکن اس سے زیادہ اہم عبادت کی خاطر، اس لئے ثواب کے بھی زیادہ مستحق ہوئے۔

باب ۹۳۲ . فَضۡلِ رِبَاطِ یَوۡمٍ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ

باب ۹۳۲۔ اللہ کے راستے میں سرحد پر ایک دن پہرے کی فضیلت

(۱۱۷۴) عَنۡ سَهۡلِ بۡنِ سَعۡدِ السَّاعِدِیِّ رضی الله عنه اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ قَالَ رِبَاطُ یَوۡمٍ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ خَیۡرٌ مِّنَ الدُّنۡیَا وَمَا عَلَیۡهَا وَمَوۡضِعُ سَوۡطِ اَحَدِکُمۡ مِنَ الۡجَنَّةِ خَیۡرٌ مِّنَ الدُّنۡیَا وَمَا عَلَیۡهَا وَالرَّوۡحَةُ یَرُوۡحُهَا الۡعَبۡدُ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ اَوِ الۡغَدۡوَةُ خَیۡرٌ مِّنَ الدُّنۡیَا وَمَا عَلَیۡهَا۔

۱۱۷۴۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے راستے میں دشمن سے ملی ہوئی سرحد پر ایک دن کا پہرہ دینا دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے۔ جنت میں کسی کے لئے ایک کوڑے جتنی جگہ دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے اور اللہ کے راستے میں ایک صبح یا ایک شام گذار دینا دنیا و مافیہا سے بڑھ کر ہے۔

باب ۹۳۳ . مَنِ اسۡتَعَانَ بِالضُّعَفَاءِ وَالصَّالِحِیۡنَ فِی الۡحَرۡبِ

باب ۹۳۳۔ جس نے کمزور اور صالح لوگوں سے لڑائی میں مدد لی

(۱۱۷۵) عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) قَالَ رَاٰى سَعْدٌ اَنَّ لَه، فَضْلًا عَلٰى مَنْ دُوْنَه، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَآئِكُمْ۔

۱۱۷۵۔ حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سعد بن ابی وقاصؓ کا خیال تھا کہ انہیں دوسرے بہت سے صحابہ پر (اپنی مالداری اور بہادری کی وجہ سے) فضیلت حاصل ہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری مدد اور تمہاری روزی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) انہیں کمزوروں کی وجہ سے تمہیں دی جاتی ہے۔

(۱۱۷۶) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِالْخُدْرِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْه) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَاْتِيْ زَمَانٌ يَّغْزُوْ فِئَامٌ مِّنَ النَّاسِ فَيُقَالُ فِيْكُمْ مَّنْ صَحِبَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ عَلَيْهِ ثُمَّ يَاْتِيْ زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيْكُمْ مَّنْ صَحِبَ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ ثُمَّ يَاْتِيْ زَمَانٌ فَيُقَالُ فِيْكُمْ مَّنْ صَحِبَ صَاحِبَ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَالُ نَعَمْ فَيُفْتَحُ۔

۱۱۷۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک زمانہ آئے گا کہ مسلمانوں کی جماعت غزوے پر ہوگی، پوچھا جائے گا کہ کیا جماعت میں کوئی ایسے بزرگ ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو۔ کہا جائے گا کہ ہاں، تو (دعا کے لئے انہیں آگے بڑھا کے) ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا، اس وقت اس کی تلاش ہوگی کہ کوئی ایسے بزرگ مل جائیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کی صحبت اٹھائی ہو (یعنی تابعی) ایسے بھی بزرگ مل جائیں گے اور ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔ اس کے بعد ایک دور آئے گا اور (سپاہیوں سے) پوچھا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسے بزرگ ہیں جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے شاگردوں کی صحبت اٹھائی ہو (یعنی تبع تابعی) کہا جائے گا کہ ہاں اور ان کے ذریعہ فتح کی دعا مانگی جائے گی۔

باب ۹۳۴۔ التَّحْرِيْضِ عَلَى الرَّمْيِ

باب ۹۳۴۔ تیراندازی کی ترغیب

(۱۱۷۷) عَنْ اَبِيْ اُسَيْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ حِيْنَ صَفَفْنَا لِقُرَيْشٍ وَصَفُّوْا لَنَا اِذَا اَكْثَبُوْكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالنَّبْلِ۔

۱۱۷۷۔ حضرت ابواُسیدؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کی لڑائی کے موقعہ پر جب ہم قریش کے مقابلہ میں صف بستہ کھڑے ہو گئے تھے اور وہ ہمارے مقابلہ میں تیار ہو گئے تھے، فرمایا کہ اگر (حملہ کرتے ہوئے) قریش تمہارے قریب آجائیں تو تم لوگ تیراندازی شروع کر دینا (تاکہ وہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوں۔)

باب ۹۳۵۔ الْمِجَنِّ وَمَنْ يَّتَتَرَّسُ بِتُرْسِ صَاحِبِهٖ

باب ۹۳۵۔ ڈھال اور جو اپنے ساتھی کے ڈھال کو استعمال کرے

(۱۱۷۸) عَنْ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ كَانَتْ اَمْوَالُ بَنِي النَّضِيْرِ مِمَّآ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا لَمْ يُوْجِفِ الْمُسْلِمُوْنَ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ فَكَانَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاصَّةً وَّكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى اَهْلِهٖ نَفَقَةَ سَنَتِهٖ ثُمَّ يَجْعَلُ مَابَقِيَ فِي السِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ عُدَّةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔

۱۱۷۸۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنو نضیر کے اموال و جائداد کی دولت ایسی تھی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کی ولایت و نگرانی میں دے دی تھی، مسلمانوں کی طرف سے کسی حملہ اور جنگ کے بغیر، تو یہ اموال خاص رسول اللہ ﷺ کی نگرانی میں تھے جن میں سے آپ ﷺ اپنی ازواج کو سالانہ نفقہ بھی دے دیتے تھے اور باقی ہتھیار اور گھوڑوں پر خرچ کرتے تھے تاکہ اللہ کے راستے میں (جہاد کے لئے) ہر وقت تیاری رہے

(۱۱۷۹)عَنْ عَلِيٍّ قَالَ مَارَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُفَدِّيْ رَجُلًا بَعْدَ سَعْدٍ سَمِعْتُه' يَقُوْلُ اِرْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ۔

۱۱۷۹۔حضرت علیؓ بیان کرتے تھے کہ سعد بن ابی وقاصؓ کے سوا میں نے کسی کے متعلق نبی کریم ﷺ سے نہیں سنا کہ آپ نے خود کو ان پر فدا کیا ہو، میں نے سنا کہ آپ فرما رہے تھے تیر برساؤ (سعد) تم پر میرے ماں باپ قربان ہوں۔

باب ۹۳۶ . حِلْيَةِ السُّيُوْفِ

باب ۹۳۶۔تلوار کی آرائش

(۱۱۸۰)عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه) يَقُوْلُ لَقَدْ فَتَحَ الْفُتُوْحَ قَوْمٌ مَاكَانَتْ حِلْيَةُ سُيُوْفِهِمُ الذَّهَبَ وَلَاالْفِضَّةَ اِنَّمَا كَانَتْ حِلْيَتُهُمُ الْعَلَابِيَّ وَالْاٰنُكَ وَالْحَدِيْدَ۔

۱۱۸۰۔حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے تھے کہ ایک قوم (صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے بہت سی فتوحات کیں اور ان کی تلواروں کی آرائش سونے چاندی سے نہیں ہوتی تھی بلکہ اونٹ کی پشت کا چمڑہ، رانگا اور لوہا ان کی تلواروں کے زیور تھے۔

باب ۹۳۷ . مَاقِيْلَ فِيْ دِرْعِ النَّبِيِّ ﷺ وَالْقَمِيْصِ فِي الْحَرْبِ

باب ۹۳۷۔لڑائی میں نبی کریم ﷺ کی زرہ اور قمیص سے متعلق روایات

(۱۱۸۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنهما) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَالْيَوْمِ فَاَخَذَ اَبُوْبَكْرٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ حَسْبُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ اَلْحَحْتَ عَلٰى رَبِّكَ وَهُوَ فِي الدِّرْعِ فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُوْلُ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ۔ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَوْمَ بَدْرٍ۔

۱۱۸۱۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دعا فرما رہے تھے (غزوۂ بدر کے موقعہ پر) اس وقت آپ ایک قبہ میں تشریف فرما تھے کہ اے اللہ میں آپ سے آپ کے عہد اور آپ کے وعدے کا وسیلہ دے کر فریاد کرتا ہوں (آپ کی اپنے رسولوں کی مدد اور ان کے مخالفوں کو شکست سے متعلق) اے اللہ! اگر آپ چاہیں تو آج کے بعد آپ کی عبادت نہ کی جائے گی (مسلمانوں کے استیصال کی صورت میں) اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا، بس کیجئے! یارسول اللہ! آپ ﷺ اپنے رب کے حضور بہت گریہ وزاری کر چکے، حضور اکرم ﷺ اس وقت زرہ پہنے ہوئے تھے آپ باہر تشریف لائے تو زبان مبارک پر یہ آیت تھی (ترجمہ) ''جماعت (مشرکین) جلد ہی شکست کھا جائے گی اور راہ فرار اختیار کرے گی، اور قیامت کے دن کا ان سے وعدہ ہے اور قیامت کا دن بڑا ہی بھیانک اور تلخ ہوگا (مشرکین یعنی خدا کے منکروں کیلئے) خالد نے حدیث بیان کی بدر کے دن (کا یہ واقعہ ہے)

باب ۹۳۸ . اَلْحَرِيْرُ فِي الْحَرْبِ

باب ۹۳۸۔لڑائی میں ریشمی کپڑا

(۱۱۸۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ فِيْ قَمِيْصٍ مِّنْ حَرِيْرٍ مِّنْ حِكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا۔

۱۱۸۲۔حضرت انس بن مالکؓ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر رضی اللہ عنہما کو ریشمی قمیص پہننے کی اجازت دے دی اور سبب خارش تھی جس میں یہ دونوں حضرات مبتلا ہو گئے تھے۔

(۱۱۸۳) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ

۱۱۸۳۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف

وَالزُّبَيْرَ شَكَوْا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي الْقَمْلَ فَارْخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيْرِ فَرَاَيْتُه' عَلَيْهِمَا فِيْ غَزَاةٍ۔

اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے جوؤں کی شکایت کی کہ ان کے بدن میں ہوگئی ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ریشمی کپڑے کے استعمال کی اجازت دی تھی، پھر میں نے غزوے کے موقعہ پر انہیں ریشمی کپڑا پہنے ہوئے دیکھا۔

فائدہ:۔ اگر تانا بانا دونوں ریشم کے ہوں تو ایسا کپڑا پہننا بہرصورت حرام ہے اور اگر صرف تانا ریشم کا ہو نہ بانا تو ایسا کپڑا استعمال کرنا قطعاً حلال ہے لیکن اگر صرف بانا ریشم کا ہو تو صرف لڑائی کے موقع پر اس کے استعمال کو جائز کہا گیا ہے اگرچہ لڑائی میں بعض علماء نے ہر طرح کے ریشمی کپڑے کی اجازت بھی دی ہے حدیث شریف میں خارش کی وجہ سے اجازت کا ذکر ہے۔ طب کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے کہ ریشمی کپڑا خارش کے لئے مفید ہے۔

باب ۹۳۹ . مَاقِيْلَ فِيْ قِتَالِ الرُّوْمِ

(۱۱۸۴) عَنْ اُمِّ حَرَامٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنها) اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا قَالَتْ اُمُّ حَرَامٍ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَا فِيْهِمْ قَالَ اَنْتِ فِيْهِمْ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ جَيْشٍ مِّنْ اُمَّتِيْ يَغْزُوْنَ مَدِيْنَةَ قَيْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ فَقُلْتُ اَنَا فِيْهِمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَا۔

باب ۹۳۹۔ رومیوں سے جنگ کے متعلق روایت

۱۱۸۴۔ حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ میری امت کا سب سے پہلا لشکر جو دریائی سفر کر کے غزوے کے لئے جائے گا اس نے (اپنے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت) واجب کر لی۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں تم بھی ان کے ساتھ ہوگی۔ پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سب سے پہلا لشکر، میری امت کا، جو قیصر (رومیوں کا بادشاہ) کے شہر پر چڑھائی کرے گا ان کی مغفرت ہوگی، میں نے عرض کیا، میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ یارسول اللہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔

باب ۹۴۰ . قِتَالِ الْيَهُوْدِ

(۱۱۸۵) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عنهما) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُقَاتِلُوْنَ الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَخْتَبِئَ اَحَدُهُمْ وَرَآءَ الْحَجَرِ فَيَقُوْلُ يَاعَبْدَاللّٰهِ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَّرَآئِيْ فَاقْتُلْهُ۔

باب ۹۴۰۔ یہودیوں سے جنگ

۱۱۸۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (ایک دور آئے گا جب) تم یہودیوں سے جنگ کرو گے (اور وہ شکست کھا کر بھاگتے پھریں گے) کوئی یہودی اگر پتھر کے پیچھے چھپ جائے گا تو وہ پتھر بھی بول اٹھے گا کہ "اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میری پیچھے چھپا بیٹھا ہے، اسے قتل کر ڈالو"

(۱۱۸۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوا الْيَهُوْدَ حَتّٰى يَقُوْلَ الْحَجَرُ وَرَآءَهُ الْيَهُوْدِيُّ يَامُسْلِمُ هٰذَا يَهُوْدِيٌّ وَّرَآئِيْ فَاقْتُلْهُ۔

۱۱۸۶۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک یہودیوں سے تمہاری جنگ نہ ہولے گی اور وہ پتھر بھی اس وقت (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) بول اٹھے گا جس کے پیچھے یہودی چھپا ہوا ہوگا کہ اے مسلمان! یہ یہودی میری آڑ لے کر چھپا ہوا ہے، اسے قتل کر ڈالو (یہ قرب قیامت میں عیسیٰؑ کے نزول کے بعد ہوگا۔)

باب ۹۴۱. قِتَالِ التُّرْکِ.

(۱۱۸۷)عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عنه)قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا لِتُّرْکَ صِغَارَ الْاَعْیُنِ حُمْرَالْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ کَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَلَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِّعَالُهُمُ الشَّعْرُ۔

باب ۹۴۱۔ ترکوں سے جنگ

۱۱۸۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی، جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کرلو گے، جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی، چہرے سرخ ہوں گے، ناک چھوٹی اور چپٹی ہوگی، ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے دہری ڈھال ہوتی ہے اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم سے جنگ نہ کرلو گے جن کے جوتے بال کے بنے ہوئے ہوں گے۔

فائدہ:۔ ترکوں کے بارے میں احادیث میں جو کچھ بھی مذمت وغیرہ آئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس وقت یہ قوم کافر تھی اور ان سے جنگ یا ان کی کسی بھی حیثیت سے مذمت صرف اس وجہ سے تھی کہ وہ کافر تھے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان کے کفر کے زمانے میں ان سے مسلمانوں کو انتہائی نقصانات پہنچے ہیں۔ لیکن اب یہ قوم مسلمان ہے اس لئے احادیث میں جن امور کا ذکر ہوا ہے وہ اس دور کے ترکوں پر یا جب وہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے نافذ نہیں کئے جاسکتے۔ حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ نے لکھا ہے کہ دنیا میں تین اقوام ایسی ہیں جو پوری کی پوری اسلام لائی ہیں۔ عرب، ترک اور افغان اگر کسی نے بعد میں ان میں سے تکفیر کیا تو اسلام لانے کے بعد کیا ہے۔

باب ۹۴۲. الدُّعَاءِ عَلَى الْمُشْرِکِیْنَ بِالْهَزِیْمَةِ وَالزَّلْزَلَةِ

(۱۱۸۸)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ اَبِیْ اَوْفٰى (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ)یَقُوْلُ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاَحْزَابِ عَلَى الْمُشْرِکِیْنَ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتٰبِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اَللّٰهُمَّ اهْزِمِ الْاَحْزَابَ اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ۔

باب ۹۴۲۔ مشرکین کے لئے شکست اور زلزلے کی بددعا

۱۱۸۸۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ غزوہ احزاب کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا کی تھی (ترجمہ)

اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے (قیامت کے دن) حساب بڑی سرعت سے لے لینے والے، اے اللہ! (مشرکوں اور کفار کی) جماعتوں کو (جو مسلمانوں کا استیصال کرنے آئی ہیں) شکست دیجئے اے اللہ! انہیں شکست دیجئے اور انہیں جھنجھوڑ کر رکھ دیجئے۔''

(۱۱۸۹) عَنْ عَآئِشَةَ(رَضِیَ اللّٰهُ عَنها) اَنَّ الْیَهُوْدَ دَخَلُوْا عَلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَلسَّامُ عَلَیْكَ فَلَعَنْتُهُمْ فَقَالَ مَالَكِ قُلْتُ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَاقَالُوْا قَالَ فَلَمْ تَسْمَعِیْ مَاقُلْتُ وَعَلَیْکُمْ۔

۱۱۸۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ بعض یہودی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا، السام علیکم (تم پر موت آئے) میں نے ان پر لعنت بھیجی (ان کی اس بیہودگی کی وجہ سے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا بات ہوئی؟ میں نے عرض کیا، انہوں نے ابھی جو کہا تھا آپ نے نہیں سنا۔ حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا، اور تم نے نہیں سنا کہ میں نے اس کا کیا جواب دیا۔ ''اور تم پر بھی۔''

فائدہ:۔ یعنی میں نے کوئی برالفظ زبان سے نہیں نکالا، صرف ان کی بات لوٹادی۔ اس لئے نامعقول اور بیہودہ حرکتوں کا جواب یوں ہی ہونا چاہئے۔

باب ۹۴۳. اَلدُّعَاءِ لِلْمُشْرِکِیْنَ بِالْهُدٰى لِیَتَأَلَّفَهُمْ

باب ۹۴۳۔ مشرکین کے لئے ہدایت کی دعا کہ ان کا دل اسلام کی طرف مائل کردے۔

(۱۱۹۰)عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه)قَدِمَ طُفَيْلُ بْنُ عَمْرِوالدَّوْسِیُّ وَاَصْحَابُه عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ دَوْسًا عَصَتْ وَاَبَتْ فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا فَقِيْلَ هَلَكَتْ دَوْسٌ قَالَ اَللّٰهُمَّ اهْدِدَوْسًا وَّائْتِ بِهِمْ۔

۱۱۹۰۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ طفیل بن عمر الدوسیؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! قبیلہ دوس کے لوگ سرکشی پر اتر آئے ہیں اور (اللہ کا کلام سننے سے) انکار کرتے ہیں، آپ ان پر بددعا کیجئے۔ بعض صحابہؓ نے کہا کہ اب (اگر حضور اکرم ﷺ نے ان پر) بددعا کی تو دوس کے لوگ برباد ہوجائیں گے لیکن حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ! دوس کے لوگوں کو ہدایت دیجئے اور انہیں (دائرہ اسلام میں) کھینچ لائیے۔

باب ۹۴۴ . دُعَاءِ النَّبِیِّ ﷺ اِلَی الْاِسْلَامِ وَالنُّبُوَّةِ وَاَنْ لَّايَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

باب ۹۴۴۔ نبی کریم ﷺ کی (غیر مسلموں کو) اسلام کی طرف دعوت اور نبوت (کا اعتراف) اور یہ کہ خدا کو چھوڑ کر انسان باہم ایک دوسرے کو اپنا پالنہار نہ بنائیں

(۱۱۹۱) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه)سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَاُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰی يَدَيْهِ فَقَامُوْا يَرْجُوْنَ لِذٰلِكَ اَيُّهُمْ يُعْطٰی فَغَدَوْا وَكُلُّهُمْ يَرْجُوْا اَنْ يُّعْطٰی فَقَالَ اَيْنَ عَلِیٌّ فَقِيْلَ يَشْتَكِیْ عَيْنَيْهِ فَاَمَرَ فَدُعِیَ لَه فَبَصَقَ فِیْ عَيْنَيْهِ فَبَرَأَ مَكَانَه حَتّٰی كَاَنَّه لَمْ يَكُنْ بِه شَیْءٌ فَقَالَ نُقَاتِلُهُمْ حَتّٰی يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا فَقَالَ عَلٰی رِسْلِكَ حَتّٰی تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يُّهْدٰی بِكَ رَجُلٌ وَّاحِدٌ خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِالنَّعَمِ۔

۱۱۹۱۔حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ نے خیبر کی لڑائی کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ اسلامی جھنڈا میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ میں دوں گا جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ فتح عنایت فرمائے گا، اب سب لوگ اس توقع میں تھے کہ دیکھئے جھنڈا کسے ملتا ہے، جو صبح ہوئی تو سب (جو سرکردہ تھے) اسی امید میں رہے کہ کاش انہیں کو مل جائے لیکن آپ ﷺ نے دریافت فرمایا علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آخر آپ کے حکم سے انہیں بلایا گیا، آپ ﷺ نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں میں لگادیا اور فوراً ہی وہ اچھے ہوگئے، جیسے پہلے کوئی تکلیف ہی نہ رہی ہو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ ہم ان (یہودیوں سے) اس وقت تک جنگ کریں گے۔ جب تک یہ ہمارے جیسے (مسلمان) نہ ہوجائیں لیکن حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ابھی توقف کرو، پہلے ان کے میدان میں اتر کر انہیں اسلام کی دعوت دے لو، اور ان کے لئے جو چیز ضروری ہے اس کی خبر کردو (پھر اگر وہ نہ مانیں تو لڑنا) خدا گواہ ہے کہ اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے حق میں سرخ اونٹوں سے بڑھ کر ہے۔

باب ۹۴۵ . مَنْ اَرَادَ غَزْوَةً فَوَرّٰی بِغَيْرِهَا وَمَنْ اَحَبَّ الْخُرُوْجَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ

باب ۹۴۵۔ جس نے غزوہ کا ارادہ کیا لیکن اسے راز میں رکھنے کے لئے کسی اظہار کے موقعہ پر ذومعنین لفظ بول دیا اور جس نے جمعرات کے دن کوچ کو پسند کیا۔

(۱۱۹۲)عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه)يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّمَا يُرِيْدُ

۱۱۹۲۔حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ عموماً جب کسی غزوے کا ارادہ کرتے تو اس کے اظہار میں ذومعنین

غَزْوَةً يَغْزُوهَا إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَتْ غَزْوَةُ تَبُوكَ فَغَزَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَّمَفَازًا وَّاسْتَقْبَلَ غَزْوَ عَدُوٍّ كَثِيرٍ فَجَلَّى لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ عَدُوِّهِمْ وَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّتِي يُرِيدُ كَانَ يَقُولُ لَقَلَّمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ إِذَا خَرَجَ فِي سَفَرٍ إِلَّا يَوْمَ الْخَمِيسِ۔

الفاظ استعمال کرتے، جب غزوۂ تبوک کا موقعہ آیا تو چونکہ یہ غزوہ بڑی سخت گرمی میں ہوا تھا، طویل سفر اور ٹاپو طے کرنا تھا اور مقابلہ بھی بہت بڑی فوج سے تھا، اس لئے آپ نے مسلمانوں سے اس کے متعلق واضح طور پر فرما دیا تھا تاکہ دشمن کے مقابلہ کے لئے پوری تیاری کر لیں چنانچہ (غزوہ کے لئے) جہاں آپ کو جانا تھا (یعنی تبوک) اس کا آپ نے وضاحت کے ساتھ اعلان کر دیا تھا۔ حضرت کعب بن مالکؓ فرمایا کرتے تھے کہ عموماً رسول اللہ ﷺ جمعرات کے دن سفر کے لئے نکلتے تھے۔

باب ۹۴۶ . التَّوْدِيعِ

باب ۹۴۶۔ رخصت کرنا

(۱۱۹۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْثٍ وَقَالَ لَنَا إِنْ لَقِيتُمْ فُلَانًا وَفُلَانًا لِرَجُلَيْنِ مِنْ قُرَيْشٍ سَمَّاهُمَا فَحَرِّقُوهُمَا بِالنَّارِ قَالَ ثُمَّ أَتَيْنَاهُ نُوَدِّعُهُ حِينَ أَرَدْنَا الْخُرُوجَ فَقَالَ إِنِّي كُنْتُ أَمَرْتُكُمْ أَنْ تُحَرِّقُوا فُلَانًا وَّ فُلَانًا بِالنَّارِ وَإِنَّ النَّارَ لَا يُعَذِّبُ بِهَا إِلَّا اللّٰهُ فَإِنْ أَخَذْتُمُوهُمَا فَاقْتُلُوهُمَا۔

۱۱۹۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک مہم پر بھیجا اور ہمیں ہدایت کی کہ اگر فلاں فلاں۔ دو قریشیوں کا آپ نے نام لیا۔ مل جائیں تو انہیں آگ میں جلا دینا، انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم نے کوچ کا ارادہ کیا تو آپ کی خدمت میں رخصت ہونے کے لئے حاضر ہوئے اس وقت آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہیں ہدایت کی تھی، کہ فلاں فلاں اشخاص اگر تمہیں مل جائیں تو انہیں آگ میں جلا دینا لیکن حقیقت یہ ہے کہ آگ کی سزا دینا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لئے مناسب نہیں ہے اس لئے اب اگر وہ تمہیں مل جائیں تو انہیں قتل کر دینا۔

فائدہ:۔ انسان، خواہ کتنا ہی بڑا مجرم کیوں نہ ہو، بلکہ کسی بھی جاندار کو بعد میں خود حضور اکرم ﷺ نے آگ سے جلانے کی سزا کی ممانعت کر دی تھی، یہ آپ کا حکم اس سے پہلے کا ہے اور خداوند تعالیٰ کی طرف سے پھر شریعت اسلامی کا قانون یہی قرار پایا ہے کہ خواہ جرم کتنا ہی سنگین کیوں نہ ہو جلانے کی سزا کسی کو بھی نہ دی جائے، جیسا کہ خود اس حدیث کے آخر میں اس کی تصریح ہے۔

باب ۹۴۷ . السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ

باب ۹۴۷۔ امام کے احکام سننا اور ان کو بجا لانا

(۱۱۹۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ حَقٌّ مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِالْمَعْصِيَةِ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ۔

۱۱۹۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (حکومت اسلامی کے احکام) سننا اور بجا لانا (ہر فرد کے لئے) ضروری ہے، جب تک گناہ کا حکم نہ دیا جائے، کیونکہ اگر گناہ کا حکم دیا جائے تو پھر نہ اسے سننا چاہیے اور نہ اس پر عمل کرنا چاہیے۔

باب ۹۴۸ . يُقَاتَلُ مِنْ وَرَاءِ الْإِمَامِ وَيُتَّقٰى بِهٖ

باب ۹۴۸۔ امام کی حمایت میں لڑا جائے اور ان کے زیر سایہ زندگی گزاری جائے۔

(۱۱۹۵) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَحْنُ الْآخِرُونَ السَّابِقُونَ وَبِهٰذَا الْإِسْنَادِ مَنْ أَطَاعَنِي فَقَدْ

۱۱۹۵۔ حضرت ابوہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ ہم آخری امت ہونے کے باوجود (آخرت میں) سب سے پہلے اٹھائے جائیں گے، اور اسی سند کے ساتھ روایت ہے کہ جس نے میری اطاعت

اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ يُطِعِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِيْ وَمَنْ يَعْصِ الْاَمِيْرَ فَقَدْ عَصَانِيْ وَاِنَّمَا الْاِمَامُ جُنَّةٌ يُقَاتَلُ مِنْ وَرَائِهٖ وَيُتَّقٰى بِهٖ فَاِنْ اَمَرَ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَعَدَلَ فَاِنَّ لَهٗ بِذٰلِكَ اَجْرًا وَاِنْ قَالَ بِغَيْرِهٖ فَاِنَّ عَلَيْهِ مِنْهُ۔

کی اس نے اللہ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی، اس نے میری اطاعت کی، اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی، امام کی مثال ڈھال جیسی ہے کہ اس کے پیچھے رہ کر جنگ کی جاتی ہے اور اسی کے ذریعہ (دشمن کے حملہ سے) بچا جاتا ہے۔ پس اگر امام تمہیں اللہ سے ڈرتے رہنے کا حکم دے اور انصاف کو شعار بنائے تو اسے اس کا اجر ملے گا، لیکن اگر اس کے خلاف کہے گا تو اس کا گناہ اس پر ہوگا۔

باب ۹۴۹. اَلْبَيْعَةِ فِي الْحَرْبِ اَنْ لَا يَفِرُّوْا

(۱۱۹۶) قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَجَعْنَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ فَمَا اجْتَمَعَ مِنَّا اثْنَانِ عَلَى الشَّجَرَةِ الَّتِيْ بَايَعْنَا تَحْتَهَا كَانَتْ رَحْمَةً مِّنَ اللّٰهِ (قَالَ الراوی، فَسَاَلْتُ نَافِعًا) عَلٰى اَيِّ شَيْءٍ بَايَعَهُمْ عَلَى الْمَوْتِ قَالَ لَا بَايَعَهُمْ عَلَى الصَّبْرِ۔

باب ۹۴۹۔ لڑائی کے موقعہ پر یہ عہد لینا کہ کوئی فرار نہ اختیار کرے

۱۱۹۶۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (صلح حدیبیہ کے بعد) جب ہم دوسرے سال پھر آئے تو ہم میں سے (جنہوں نے صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حضور اکرم ﷺ سے عہد کیا تھا) دو شخص بھی اس درخت کی نشان دہی پر متفق نہیں تھے جس کے نیچے ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عہد کیا تھا اور صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی ☆ (راوی حدیث نے کہا کہ میں نے حضرت نافعؒ سے پوچھا کہ) حضور اکرم ﷺ نے صحابہ سے کس بات پر بیعت لی تھی، کیا موت پر لی تھی؟ فرمایا کہ نہیں بلکہ صبر و استقامت پر بیعت لی تھی۔

فائدہ:۔ جنگ کے موقعہ پر امام موت پر عہد لے یا صبر و استقامت اور کسی بھی صورت میں فرار اختیار کرنے پر، دونوں کا مقصد ایک ہی ہے، بعض حضرات نے یہ فرمایا کہ موت پر عہد نہ لیا جائے، کیونکہ مقصود موت نہیں ہے، بلکہ جنگ کے موقعہ پر استقامت اور ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہے، نہ کہ موت جن حضرات نے یہ فرمایا کہ موت پر عہد لینا چاہئے تو ان کا بھی مقصد سخت سے سخت موقعہ پر صبر و استقامت اور فرار اختیار کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ویسے اگر کمانڈر کی ہدایت پر پوری فوج پسپائی کرے تو یہ قطعاً الگ چیز ہے، مقصود یہی ہے کہ لڑائی کے وقت فوج کے ایک ایک فرد کو کمانڈر کی ہدایت سے ایک انچ نہ ہٹنا چاہئے۔ کوئی ایسا نہ کرے کہ اپنی تنہا کی جان بچانے کیلئے کسی موقعہ پر بھاگ پڑے یا کمانڈر کی ہدایت کے بغیر اپنی جگہ سے ہٹے۔

☆ نیز صلح سے پہلے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کی خبر آئی تو حضور ﷺ نے اس ناحق خون کا (جس کے متعلق بعد میں معلوم ہوا کہ خبر غلط تھی) بدلہ لینے کے لئے تمام صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لی تھی کہ اس ناحق خون کے بدلے کے لئے آخری دم تک کفار سے لڑیں گے، اس بیعت پر اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا اظہار قرآن میں فرمایا تھا، اور یہ اس بیعت میں شریک ہونے والے تمام صحابہؓ کے لئے فخر اور دین و دنیا کا سب سے بڑا اعزاز ہوسکتا ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر بعد میں جب ہم صلح کے سال کے عمرہ کی قضا کرنے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ گئے تو ہم اس جگہ کی نشاندہی نہ کر سکے جہاں میں کر آنحضور ﷺ نے ہم سے عہد لیا تھا، پھر ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ اسلام کی تاریخ کا ایک عظیم الشان واقعہ تھا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس جگہ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول بہت زیادہ ہوگا، جہاں بیٹھ کر حضور اکرم ﷺ نے اپنے تمام صحابہؓ سے اللہ کے دین کے لئے اتنی اہم بیعت لی تھی، اس لئے ممکن تھا کہ اگر وہ جگہ ہمیں معلوم ہوتی تو امت کے بعض افراد اس کی وجہ سے فتنہ میں پڑ جاتے اور ممکن تھا کہ جاہل اور خوش عقیدہ قسم کے لوگ مسلمان اس کی تعظیم و تکریم شروع کر دیتے، اس لئے یہ بھی خدا کی بڑی رحمت تھی کہ اس جگہ کے آثار و نشانات ہمارے ذہنوں سے بھلا دیئے اور امت کے ایک طبقہ کو غلط عقیدہ میں مبتلا ہونے سے بچالیا۔

(۱۱۹۷)عَنۡ عَبۡدِاللّٰهِ بۡنِ زَيۡدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ لَمَّا كَانَ زَمَنُ الۡحَرَّةِ اَتَاهُ اٰتٍ فَقَالَ لَه' اَنَّ ابۡنَ حَنۡظَلَةَ يُبَايِعُ النَّاسَ عَلَى الۡمَوۡتِ فَقَالَ لَااُبَايِعُ عَلٰى هٰذَا اَحَدًا بَعۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ۔

۱۱۹۷۔حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حرہ کی لڑائی کے زمانہ میں ایک صاحب ان کے پاس آئے اور کہا کہ عبداللہ بن حنظلہ لوگوں سے (یزید کے خلاف) موت پر بیعت لے رہے ہیں، تو انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد میں اب اس پر کسی سے بیعت (عہد) نہیں کروں گا۔

فائدہ:۔یعنی مقام حدیبیہ میں صلح سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے سامنے تمام صحابہؓ کے ساتھ میں نے اس کا عہد کیا تھا۔ وہ ایک عہد کافی ہے، آپ کے بعد کسی کے سامنے اس عہد کی اب ضرورت نہیں۔

(۱۱۹۸)عَنۡ سَلَمَةَ (بن الاکوع) رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ بَايَعۡتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عَدَلۡتُ اِلٰى ظِلِّ الشَّجَرَةِ فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ يَاابۡنَ الۡاَكۡوَعِ اَلَاتُبَايِعُ قَالَ قُلۡتُ قَدۡ بَايَعۡتُ يَارَسُوۡلَ اللّٰهِ قَالَ وَاَيۡضًا فَبَايَعۡتُهُ الثَّانِيَةَ فَقُلۡتُ لَه' يَااَبَا مُسۡلِمٍ عَلٰى اَيِّ شَيۡءٍ كُنۡتُمۡ تُبَايِعُوۡنَ يَوۡمَئِذٍ قَالَ عَلَى الۡمَوۡتِ۔

۱۱۹۸۔حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (حدیبیہ کے موقعہ پر) میں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت (عہد) کی پھر ایک درخت کے سائے میں آ کر کھڑا ہو گیا، جب لوگوں کا ہجوم کم ہوا تو آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا، ابن الاکوع! کیا بیعت نہیں کرو گے؟ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! میں تو بیعت کر چکا ہوں، آنحضور ﷺ نے فرمایا، لیکن ایک مرتبہ اور! چنانچہ میں نے دوبارہ بیعت کی (یزید بن ابی عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا، ابومسلم! اس دن آپ حضرات نے کس بات کا عہد کیا تھا؟ فرمایا کہ موت کا۔

(۱۱۹۹) عَنۡ مُجَاشِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ اَتَيۡتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَخِيۡ فَقُلۡتُ بَايِعۡنَا عَلَى الۡهِجۡرَةِ فَقَالَ مَضَتِ الۡهِجۡرَةُ لِاَهۡلِهَا فَقُلۡتُ عَلَامَ تُبَايِعُنَا قَالَ عَلَى الۡاِسۡلَامِ وَالۡجِهَادِ۔

۱۱۹۹۔حضرت مجاشع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اپنے بھائی کے ساتھ (فتح مکہ کے بعد) حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ہم سے ہجرت پر بیعت لے لیجئے، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت تو (مکہ کے فتح ہونے کے بعد وہاں سے) ہجرت کر کے آنے والوں پر ختم ہوگئی میں نے عرض کیا، پھر آپ ہم سے کس بات پر بیعت لیں گے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اسلام اور جہاد پر۔

باب ۹۵۰. عَزۡمِ الۡاِمَامِ عَلَى النَّاسِ فِيۡمَا يُطِيۡقُوۡنَ

باب ۹۵۰۔لوگوں کے لئے امام کی اطاعت انہیں امور میں واجب ہوتی ہے جن کی مقدرت ہو۔

(۱۲۰۰) قَالَ عَبۡدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ لَقَدۡ اَتَانِي الۡيَوۡمَ رَجُلٌ فَسَاَلَنِيۡ عَنۡ اَمۡرٍ مَادَرَيۡتُ مَااَرُدُّ عَلَيۡهِ فَقَالَ اَرَاَيۡتَ رَجُلًا مُؤۡدِيًا نَشِيۡطًا يَخۡرُجُ مَعَ اُمَرَائِنَا فِي الۡمَغَازِيۡ فَيَعۡزِمُ عَلَيۡنَا فِيۡ اَشۡيَاءٍ لَانُحۡصِيۡهَا فَقُلۡتُ لَه' وَاللّٰهِ مَا اَدۡرِيۡ مَااَقُوۡلُ لَكَ اِلَّا اَنَّا كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَعَسٰى اَنۡ لَايَعۡزِمَ عَلَيۡنَا فِيۡ اَمۡرٍ اِلَّا مَرَّةً

۱۲۰۰۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے پاس ایک شخص آیا اور ایسی بات پوچھی کہ میری کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ اس کا جواب کیا دوں، اس نے پوچھا، مجھے یہ مسئلہ بتائیے کہ ایک شخص مسرور اور خوش ہتھیار بند ہو کر ہمارے حکام کے ساتھ جہاد کے لئے جاتا ہے، پھر حکام، ہمیں (اور اسے بھی ایسی چیزوں کا مکلّف قرار دیتے ہیں جو ہماری طاقت سے باہر ہیں؟ تو ہمیں ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے) میں نے اس

حَتّٰی نَفْعَلَه، وَاِنَّ اَحَدَکُمْ لَنْ یَّزَالَ بِخَیْرٍ مَااتَّقَی اللّٰهَ وَاِذَاشَكَّ فِیْ نَفْسِهٖ شَیْءٌ سَاَلَ رَجُلًا فَشَفَاهُ مِنْهُ وَ اَوْشَكَ اَنْ لَاتَجِدُوْهُ وَالَّذِیْ لَااِلٰهَ اِلَّاهُوَ مَا اَذْکُرُ مَا غَبَرَ مِنَ الدُّنْیَا اِلَّا کَالثَّغْبِ شُرِبَ صَفْوُهٗ وَ بَقِیَ کَدَرُهٗ۔

سے کہا بخدا، مجھے کچھ سمجھ نہیں آتا کہ تمہاری بات کا کیا جواب دوں، البتہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (آپ کی حیات مبارکہ میں) تھے تو آپ کو کسی بھی معاملہ میں صرف ایک مرتبہ حکم کی ضرورت پیش آتی تھی اور ہم فوراً ہی اسے بجالاتے تھے۔ یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ تم لوگوں میں اس وقت تک خیر رہے گی جب تک تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہے، اور اگر تمہارے دل میں کسی معاملہ میں شبہ پیدا ہوجائے (کہ کرنا چاہئے یا نہیں) تو کسی عالم سے اس کے متعلق پوچھ لو تاکہ تشفی ہوجائے، وہ دور بھی آنے والا ہے کہ کوئی ایسا آدمی بھی (جو صحیح صحیح مسئلے بتادے) تمہیں نہیں ملے گا اس ذات کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، جتنی دنیا باقی رہ گئی ہے وہ وادی کے اس پانی کی طرح ہے جس کا اچھا اور صاف حصہ تو پیا جا چکا ہے اور گدلا باقی رہ گیا ہے (تھوڑی مقدار میں)۔

باب ۹۵۱. کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَالَمْ یُقَاتِلْ اَوَّلَ النَّهَارِ اَخَّرَ الْقِتَالَ حَتّٰی تَزُوْلَ الشَّمْسُ

(۱۲۰۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَعْضِ اَیَّامِ الَّتِیْ لَقِیَ فِیْهَا اِنْتَظَرَ حَتّٰی مَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَامَ فِی النَّاسِ قَالَ اَیُّهَا النَّاسُ لَا تَتَمَنَّوْا لِقَآءَ الْعَدُوِّ وَسَلُوا اللّٰهَ الْعَافِیَةَ فَاِذَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ وَ مُجْرِیَ السَّحَابِ وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ اِهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْهِمْ۔

باب ۹۵۱۔ نبی کریم ﷺ اگر دن ہوتے ہی جنگ نہ شروع کردیتے تو پھر سورج کے زوال تک ملتوی رکھتے

۱۲۰۱۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوہ کے موقعہ پر، جس میں لڑائی ہوئی تھی، سورج کے زوال تک جنگ شروع نہیں کی، اس کے بعد آپ ﷺ صحابہؓ سے مخاطب ہوئے، اور فرمایا لوگو، دشمن کے ساتھ جنگ کی خواہش اور تمنا دل میں نہ رکھا کرو، بلکہ اللہ تعالیٰ سے امن وعافیت کی دعاء کیا کرو۔ البتہ جب دشمن سے مڈبھیڑ ہو ہی جائے تو پھر صبر واستقامت کا ثبوت دو، یاد رکھو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا، اے اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے، بادل بھیجنے والے، احزاب (دشمن کے دستوں) کو شکست دینے والے انہیں شکست دیجئے اور ان کے مقابلے میں ہماری مدد کیجئے۔

باب ۹۵۲. مَاقِیْلَ فِیْ لِوَآءِ النَّبِیِّ ﷺ

(۱۲۰۲) اَلْعَبَّاسُؓ یَقُوْلُ لِلزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ هٰهُنَا اَمَرَكَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَرْکُزَ الرَّایَةَ۔

باب ۹۵۲۔ جہاد کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ کا پرچم

۱۲۰۲۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ زبیر رضی اللہ عنہ سے کہہ رہے تھے کہ کیا یہاں نبی کریم ﷺ نے آپ کو پرچم نصب کرنے کا حکم دیا تھا۔

باب ۹۵۳. اَلْاَجِیْرُ

(۱۲۰۳) عَنْ یَعْلَی بْنِ اُمَیَّةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ غَزَوْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوْكَ

باب ۹۵۳۔ مزدور

۱۲۰۳۔ حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شریک تھا اور ایک نوخیز اونٹ پر سوار تھا

فَحَمَلْتُ عَلٰى بَكْرٍ فَهُوَ اَوْثَقُ اَعْمَالِيْ فِيْ نَفْسِيْ فَاسْتَأْجَرْتُ اَجِيرًا فَقَاتَلَ رَجُلًا فَعَضَّ اَحَدُ هُمَا الاٰخَرَ فَانْتَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيْهِ وَنَزَعَ ثَنِيَّتَهُ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهْدَرَهَا فَقَالَ اَيَدْفَعُ يَدَهُ اِلَيْكَ فَتَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ۔

میرے اپنے خیال میں میرا یہ عمل، تمام دوسرے اعمال کے مقابلے میں سب سے زیادہ قابل اعتماد تھا (کہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہوگا) میں نے ایک مزدور بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا، پھر وہ مزدور ایک شخص (خود یعلی ابن امیہ رضی اللہ عنہ) سے لڑ پڑا اور ان میں سے ایک نے دوسرے کے ہاتھ میں دانت سے کاٹ لیا، دوسرے نے جھٹ جو اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا تو اس کے آگے کا دانت ٹوٹ گیا، وہ شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (کہ میرے دانت کا بدلہ دلوایئے) لیکن آنحضور ﷺ نے ہاتھ کھینچنے والے پر کوئی تاوان نہیں عائد کیا بلکہ فرمایا تمہارے منہ میں وہ اپنا ہاتھ یوں ہی رہنے دیتا تا کہ تم اسے چبا جاؤ جیسے اونٹ چباتا ہے۔

فائدہ:۔ یعنی مجاہدین نے جہاد کے لئے جاتے وقت اگر کچھ مزدور متعین کر کے اپنے ساتھ لے لئے اپنی ضروریات اور کام وغیرہ کے لئے تو کیا یہ مزدور اپنی مزدوری پالینے کے بعد، غنیمت کے مال کے بھی مستحق ہوں گے یا نہیں؟ اسی مسئلہ کا جواب اس باب میں دیا گیا ہے۔

باب ۹۵۳ . قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيْرَةَ شَهْرٍ

باب ۹۵۳۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد، کہ ایک مہینہ کی مسافت تک میرے رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے

(۱۲۰۴) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ فَبَيْنَا اَنَا نَائِمٌ اُتِيْتُ بِمَفَاتِيْحِ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِيْ يَدِيْ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَقَدْ ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ تَنْتَثِلُوْنَهَا

۱۲۰۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے جامع کلام (جس کی عبارت مختصر، فصیح و بلیغ اور معنی بھرپور ہوں) دے کر مبعوث کیا گیا ہے، اور رعب کے ذریعہ میری مدد کی گئی ہے۔ میں سویا ہوا تھا کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے پاس لائی گئیں اور میرے ہاتھ پر رکھ دی گئیں، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تو جا چکے (اپنے رب کے پاس) اور (جن خزانوں کی وہ کنجیاں تھیں) انہیں تم اب نکال رہے ہو۔

فائدہ:۔ اس خواب میں حضور اکرم ﷺ کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ آپ کی امت اور آپ کے متبعین کے ہاتھوں دنیا کی دو سب سے بڑی سلطنتیں فتح ہوں گی اور ان کے خزانوں کے وہ مالک ہوں گی، چنانچہ بعد میں اس خواب کی واضح اور مکمل تعبیر مسلمانوں نے دیکھی کہ دنیا کی دو سب سے بڑی سلطنتیں، ایران و روم مسلمانوں نے فتح کیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بھی اسی طرف اشارہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہاری ہدایت کی اور اپنے کام کی تکمیل کر کے خداوند تعالیٰ سے جا ملے لیکن وہ خزانے اب تمہارے ہاتھ میں ہیں۔

باب ۹۵۴ . حَمْلِ الزَّادِ فِي الْغَزْوِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

باب ۹۵۴۔ غزوہ میں زاد راہ ساتھ لے جانا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اپنے ساتھ زاد راہ لے جایا کرو، پس بے شک عمدہ ترین زاد راہ تقویٰ ہے

(۱۲۰۵) عَنْ اَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ صَنَعْتُ سُفْرَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِ

۱۲۰۵۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مدینہ ہجرت کا ارادہ کیا تو میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ

اَبِی بَکرٍ حِینَ اَرَادَ اَنْ یُّهَاجِرَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ قَالَتْ فَلَمْ نَجِدْ لِسُفْرَتِهٖ وَلَا لِسِقَائِهٖ مَانَرْبِطُهُمَا بِهٖ فَقُلْتُ لِاَبِی بَکْرٍ وَاللّٰهِ مَااَجِدُ شَیْئًا اَرْبِطُ بِهٖ اِلَّا نِطَاقِی قَالَ فَشُقِّیْهِ بِاثْنَیْنِ فَارْبِطِیْهِ بِوَاحِدٍ السِّقَآءَ وَبِالْاٰخَرِ السُّفْرَةَ فَفَعَلْتُ فَلِذٰلِكَ سُمِّیْتُ ذَاتَ النِّطَاقَیْنِ۔

کے گھر آپ کے لئے سفر کا ناشتہ تیار کیا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ جب آپ کے ناشتے اور پانی کو باندھنے کے لئے کوئی چیز نہیں ملی تو میں نے ابوبکرؓ سے کہا کہ بجز میرے کمر بند کے اور کوئی چیز اسے باندھنے کے لئے نہیں ہے تو انہوں نے فرمایا کہ پھر اسی کے دو ٹکڑے کر لو، ایک سے ناشتہ باندھ دینا اور دوسرے سے پانی چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اور اسی وجہ سے میرا نام ''ذات النطاقین'' (دو کمر بندوں والی) پڑ گیا ہے۔

باب ۹۵۵. اَلرِّدْفِ عَلَی الْحِمَارِ

باب ۹۵۵۔ گدھے پر کسی کے پیچھے بیٹھنا

(۱۲۰۶) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَکِبَ عَلٰی حِمَارٍ علی اکَافٍ عَلَیْهِ قَطِیْفَةٌ وَاَرْدَفَ اُسَامَةَ وَرَاءَهٗ۔

۱۲۰۶۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ایک گدھے پر سوار تھے، اس کی زین پر ایک چادر بچھی ہوئی تھی اور (مجھ کو) اسامہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے پیچھے بٹھا رکھا تھا۔

(۱۲۰۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ یَوْمَ الْفَتْحِ مِنْ اَعْلٰی مَکَّةَ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ مُرْدِفًا اُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ وَمَعَهٗ بِلَالٌ وَمَعَهٗ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ مِنَ الْحَجَبَةِ حَتّٰی اَنَاخَ فِی الْمَسْجِدِ فَاَمَرَهٗ اَنْ یَّاْتِیَ بِمِفْتَاحِ الْبَیْتِ فَفَتَحَ وَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ اُسَامَةُ وَبِلَالٌ وَعُثْمَانُ۔

۱۲۰۷۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فتح مکہ کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ مکہ کے بالائی علاقہ سے اپنی سواری پر تشریف لائے اسامہ رضی اللہ عنہ کو آپ نے اپنی سواری پر پیچھے بٹھایا تھا اور آپ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ (آپ ﷺ کے مؤذن) بھی تھے اور آپ کے ساتھ عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے عثمان بن طلحہؓ ہی کعبہ کے حاجب تھے، حضور اکرم ﷺ نے مسجد الحرام کے قریب اپنی سواری بٹھا دی، اور ان سے کہا کہ بیت اللہ الحرام کی کنجی لائیں۔ انہوں نے دروازہ کھول دیا اور رسول اللہ ﷺ اندر داخل ہو گئے، آپ کے ساتھ اسامہ بلال اور عثمان رضی اللہ عنہم بھی اندر آ گئے،

باب ۹۵۶. اَلسَّفَرِ بِالْمَصَاحِفِ اِلٰی اَرْضِ الْعَدُوِّ

باب ۹۵۶۔ جس نے رکاب یا اسی جیسی کوئی چیز پکڑی۔

(۱۲۰۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ یُّسَافَرَ بِالْقُرْاٰنِ اِلٰی اَرْضِ الْعَدُوِّ۔

۱۲۰۸۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے دشمن کے علاقے (یعنی دارالکفر) میں قرآن مجید لے کر جانے سے منع کیا تھا۔

فائدہ:۔ دشمن کے علاقوں میں قرآن مجید لے کر جانے سے اس لئے ممانعت آئی ہے، تاکہ اس کی بے حرمتی نہ ہو، کیونکہ جنگ وغیرہ کے مواقع پر ممکن ہے قرآن مجید ان کے ہاتھ لگ جائے اور اس کی وہ توہین کریں۔ ظاہر ہے کہ اس کے سوا اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔

باب ۹۵۷. مَایُکْرَهُ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ فِی التَّکْبِیْرِ

باب ۹۵۷۔ اللہ اکبر کہنے کے لئے آواز کو بلند کرنے کی کراہت

(۱۲۰۹) عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَکُنَّا اِذَا اَشْرَفْنَا

۱۲۰۹۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور جب بھی کسی وادی میں اترتے تو لا الٰہ الا اللہ اور اللہ

عَلٰی وَادٍ هَلَّلْنَا وَ كَبَّرْنَا ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُنَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یٰاَیُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ فَاِنَّكُمْ لَاتَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّهٗ مَعَكُمْ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ تَبَارَكَ اسْمُهٗ وَتَعَالٰی جَدُّهٗ۔

اکبر کہتے اور ہماری آواز بلند ہو جاتی۔ اس لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، اے لوگو! اپنی جانوں پر رحم کھاؤ، کیونکہ تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے ہو، وہ تو تمہارے ساتھ ہی ہے، بے شک وہ سننے والا اور تم سے بہت قریب ہے، مبارک ہے اس کا نام اور بڑی ہے اس کی عظمت۔

فائدہ:۔ خصوصاً جب جہاد، جنگ کا موقعہ بھی نہ ہو، اس عنوان کے تحت جو حدیث ہے اس میں بصراحت اس کی مخالفت بھی نہیں ہے، البتہ ایک مناسب طریقہ کی نشان دہی کی گئی ہے، یعنی جب خدا حاضر اور ناظر ہے تو اسے پکارنے میں چیخنے اور چلانے کے کیا معنی! وقار اور آہستگی کے ساتھ اسے پکاریئے۔ اور اس سے دعا کیجئے۔

باب ۹۵۸ . التَّسْبِیْحِ اِذَا هَبَطَ وَادِیًا

باب ۹۵۸۔ کسی وادی میں اترتے وقت سبحان اللہ کہنا

(۱۲۱۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا اِذَا صَعِدْنَا كَبَّرْنَا وَاِذَا نَزَلْنَا سَبَّحْنَا۔

۱۲۱۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم (کسی بلندی پر) چڑھتے تھے تو اللہ اکبر کہتے تھے اور جب (کسی نشیب میں) اترتے تھے تو سبحان اللہ کہتے تھے۔

باب ۹۵۹ . یُكْتَبُ لِلْمُسَافِرِ مِثْلُ مَاكَانَ یَعْمَلُ فِی الْاِقَامَةِ

باب ۹۵۹۔ (سفر کی حالت میں) مسافر کی وہ سب عبادتیں لکھی جاتی ہیں، جو اقامت کے وقت کیا کرتا تھا

(۱۲۱۱) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْسَافَرَ كُتِبَ لَهٗ مِثْلُ مَاكَانَ یَعْمَلُ مُقِیْمًا صَحِیْحًا۔

۱۲۱۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ بیمار ہوتا ہے یا سفر کرتا ہے تو وہ تمام عبادات لکھی جاتی ہیں جنہیں اقامت وصحت کے وقت وہ کیا کرتا تھا۔

فائدہ:۔ یعنی سفر بھی ایک عذر ہے اور بیماری بھی۔ دونوں صورتوں میں آدمی بڑی حد تک مجبور ہو جاتا ہے۔ اس لئے شریعت نے اس کا لحاظ کیا ہے اور ان دونوں مجبوریوں پر رعایات دی ہیں۔ بہت سی دوسری رعایتوں کے ساتھ ایک سب سے بڑی خوش خبری یہ ہے کہ جن عبادات کا مسافر یا مریض عادی تھا اور سفر یا مرض کی وجہ سے انہیں چھوڑنے پر مجبور ہوا تو اللہ تعالیٰ چھوڑنے کے باوجود اس کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھتا رہتا ہے۔

باب ۹۶۰ . السَّیْرِ وَحْدَهٗ

باب ۹۶۰۔ تنہا سفر

(۱۲۱۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْیَعْلَمُ النَّاسُ مَافِی الْوَحْدَةِ مَا اَعْلَمُ مَا سَارَرَاكِبٌ بِلَیْلٍ وَحْدَهٗ۔

۱۲۱۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جتنا میں جانتا ہوں اگر دوسروں کو بھی (تنہا سفر کرنے کی مضرتوں کا) اتنا علم ہوتا تو کوئی سوار بھی رات میں تنہا سفر نہ کرتا۔

باب ۹۶۱ . اَلْجِهَادِ بِاِذْنِ الْاَبَوَیْنِ

باب ۹۶۱۔ جہاد میں شرکت، والدین کی اجازت کے بعد

(۱۲۱۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْذَنَهٗ فِی الْجِهَادِ فَقَالَ اَحَیٌّ وَالِدَاكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ

۱۲۱۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے جہاد میں شرکت کی اجازت چاہی، آپ نے ان سے دریافت فرمایا، کیا تمہارے والدین

فَفِيهِمَا فَجَاهِدُ

زندہ ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر انہیں کوخوش رکھنے کی کوشش کرو۔

باب ۹۶۲. مَاقِيلَ فِي الْجَرَسِ وَنَحْوِهٖ فِي اَعْنَاقِ الْاِبِلِ

(۱۲۱۴) عَنْ اَبِي بَشِيرِ دِ الْاَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ اَسْفَارِهٖ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ وَالنَّاسُ فِي مَبِيتِهِمْ فَاَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا اَنْ لَا يَبْقَيَنَّ فِي رَقَبَةِ بَعِيرٍ قِلَادَةٌ مِنْ وَتَرٍ اَوْ قِلَادَةٌ اِلَّا قُطِعَتْ۔

باب ۹۶۲۔ اونٹوں کی گردن میں گھنٹی وغیرہ سے متعلق روایت

۱۲۱۴۔ حضرت ابوبشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور لوگ اپنی خواب گاہوں میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک قاصد بھیجا، یہ اعلان کرنے کے لئے کہ جس شخص کے اونٹ کی گردن میں تانت کا قلادہ ہو یا کسی قسم کا بھی قلادہ ہو، وہ اسے کاٹ دے۔

باب ۹۶۳. مَنِ اكْتُتِبَ فِي جَيْشٍ فَخَرَجَتْ اِمْرَاَتُهٗ حَاجَّةً اَوْكَانَ لَهٗ عُذْرٌ هَلْ يُؤْذَنُ لَهٗ

(۱۲۱۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَايَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ وَلَاتُسَافِرَنَّ امْرَاَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ اكْتُتِبْتُ فِي غَزْوَةِ كَذَا وَكَذَا وَخَرَجَتِ امْرَاَتِي حَاجَّةً قَالَ اذْهَبْ فَحُجَّ مَعَ امْرَاَتِكَ۔

باب ۹۶۳۔ کسی نے فوج میں اپنا نام لکھوالیا، پھر اس کی بیوی حج کے لئے جانے لگی یا کوئی اور عذر پیش آ گیا تو اسے (اپنی بیوی کے ساتھ حج کے لئے جانے کی) اجازت دے دی جائے گی

۱۲۱۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی (غیر محرم) عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ بیٹھے، کوئی عورت اس وقت تک سفر نہ کرے جب تک اس کے ساتھ کوئی محرم نہ ہو اتنے میں ایک صحابی کھڑے ہوئے اور عرض کیا: یارسول اللہ! میں نے فلاں غزوے میں اپنا نام لکھوا دیا تھا، اور ادھر میری بیوی حج کے لئے جارہی ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم بھی جاؤ اور اپنی بیوی کو حج کرالاؤ۔

باب ۹۶۴. الْاُسَارٰى فِي السَّلَاسِلِ

(۱۲۱۶) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَجِبَ اللّٰهُ مِنْ قَوْمٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فِي السَّلَاسِلِ۔

باب ۹۶۴۔ قیدی زنجیروں میں

۱۲۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایسے لوگوں پر اللہ کو تعجب ہوگا، جو جنت میں داخل ہوں گے (حالانکہ دنیا میں اپنے کفر کی وجہ سے) وہ بیڑیوں میں تھے (لیکن بعد میں اسلام لائے اور اسی لئے جنت میں داخل ہوئے۔)

باب ۹۶۵. اَهْلُ الدَّارِ يُبَيَّتُونَ فَيُصَابُ الْوِلْدَانُ وَالذَّرَارِيُّ

(۱۲۱۷) عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَرَّبِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْبِوَدَّانَ وَسُئِلَ عَنْ اَهْلِ الدَّارِ يُبَيَّتُونَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ فَيُصَابُ مِنْ نِسَائِهِمْ وَذَرَارِيهِمْ قَالَ هُمْ مِنْهُمْ وَسَمِعْتُهٗ يَقُولُ

باب ۹۶۵۔ دار الحرب پر رات کے وقت حملہ ہوا بچے اور عورتیں بھی (غیر ارادی طور پر) زخمی ہوگئیں

۱۲۱۷۔ حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ مقام ابواء یا ودان میں میرے پاس گزرے تو آپ سے پوچھا گیا کہ مشرکین کے جس قبیلے پر شب خون مارا جائے گا کیا ان کی عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کرنا درست ہوگا؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ بھی انہیں

لَا حِمًى اِلَّا لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

میں سے ہیں اور میں نے آنحضور ﷺ سے سنا کہ آپ فرمار ہے تھے، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سوا اور کسی کی حمیٰ نہیں ہے (جس کی حمایت وحفاظت ضروری ہو)۔

فائدہ:۔ اسلام کا حکم یہ ہے کہ لڑائی میں عورتوں بچوں یا بوڑھوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اگر رات کے وقت مسلمان ان پر حملہ آور ہوئے تو ظاہر ہے کہ اندھیرے میں، خصوصاً جب کہ دشمن اپنے گھروں میں غافل سو رہا ہوگا، عورتوں بچوں کی تمیز مشکل ہو جائے گی اب اگر یہ قتل ہو جاتے ہیں تو یہ کوئی گناہ نہیں ہوگا، شریعت کا مقصد صرف یہ ہے کہ قصداً اور ارادہ کر کے عورتوں بچوں یا لڑائی وغیرہ سے عاجز بوڑھوں کو لڑائی میں کوئی تکلیف نہ پہنچائی چاہئے اور نہ انہیں قتل کرنا چاہئے، لیکن اگر حالات کی مجبوری ہو تو ظاہر ہے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔ نیت اور دلی ارادہ اس کا ضرور ہونا چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے (حالات کے پیش نظر) عورتوں اور بچوں کو قتل نہ کیا جائے۔ یعنی ممنوع صرف قصداً اور ارادۃً انہیں قتل کرنا ہے۔ اس کی بہت ہی واضح نظیر یہ ہے کہ مسلمانوں کے مقابلہ میں اگر دار الحرب کے کفار نے اپنے یہاں کے مسلمانوں کو آگے کر دیا، تو ظاہر ہے کہ ایسے موقعہ پر اسلامی فوج پسپائی نہیں اختیار کر سکتی، بلکہ اس کا سب سے پہلا نشانہ کفار کی طرف سے آتے ہوئے وہی مسلمان ہوں گے، خواہ انہیں مجبور کر کے ہی کیوں نہ لایا گیا ہو کیونکہ عین مورچے سے پسپا ہو جانا خود اسلامی سلطنت کے لئے مضر ہے، اب اہون البلیتین کو اختیار کرنا پڑے گا، یہی حال کفار کی عورتوں اور بچوں کے قتل کا بھی ہے۔

باب ۹۶۶. قَتْلِ الصِّبْيَانِ فِي الْحَرْبِ

(۱۲۱۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَخْبَرَهٗ اَنَّ امْرَاَةً وُجِدَتْ فِي بَعْضِ مَغَازِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْتُوْلَةً فَاَنْكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَتْلَ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ۔

باب ۹۶۶۔ جنگ میں بچوں کا قتل

۱۲۱۸۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کے ایک غزوہ (غزوہ فتح) میں ایک مقتول عورت پائی گئی، تو آنحضور ﷺ نے عورتوں اور بچوں کے قتل پر ناگواری کا اظہار فرمایا۔

باب ۹۶۷. لَا يُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللّٰهِ

(۱۲۱۹) عَنْ عِكْرَمَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَرَّقَ قَوْمًا فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ لَوْ كُنْتُ اَنَا لَمْ اُحَرِّقْهُمْ لِاَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ وَلَقَتَلْتُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ۔

باب ۹۶۷۔ اللہ تعالیٰ کے مخصوص عذاب کی سزا کسی کو نہ دی جائے

۱۲۱۹۔ حضرت عکرمہؒ نے فرمایا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ایک قوم کو (جو عبداللہ بن سبا کی متبع تھی اور خود علی رضی اللہ عنہ کو اپنا رب کہتی تھی) جلا دیا تھا۔ جب یہ اطلاع ابن عباس رضی اللہ عنہ کو ملی تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو کبھی انہیں نہ جلاتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اللہ کے عذاب کی سزا کسی کو نہ دو، البتہ انہیں قتل ضرور کرتا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے، جو شخص اپنا دین تبدیل کرے (اور اسلام لانے کے بعد کافر ہو جائے) اسے قتل کر دو۔

(۱۲۲۰) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَرَصَتْ نَمْلَةٌ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَآءِ فَاَمَرَ بِقَرْيَةِ النَّمْلِ فَاُحْرِقَتْ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ اَنْ قَرَصَتْكَ نَمْلَةٌ اَحْرَقْتَ اُمَّةً مِنَ الْاُمَمِ تُسَبِّحُ اللّٰهَ۔

۱۲۲۰۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ ایک چیونٹی نے ایک نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو کاٹ لیا تھا تو ان کے حکم سے چیونٹیوں کے سارے گھروندے جلا دیئے گئے اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اگر تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تو کیا تم ایک ایسی امت کو جلا کر خاک کر دو گے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتی ہے۔

باب ۹۶۷ . حَرْقِ الدُّوْرِ وَالنَّخِيْلِ

(۱۲۲۱) عَنْ جَرِيْرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمَّى كَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ قَالَ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِيْنَ وَمِائَةَ فَارِسٍ مِنْ اَحْمَسَ وَكَانُوْا اَصْحَابَ خَيْلٍ قَالَ وَكُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِيْ حَتّٰى رَاَيْتُ اَثَرَ اَصَابِعِهٖ فِي صَدْرِيْ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا فَانْطَلَقَ اِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخْبِرُهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِيْرٍ وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَاَنَّهَا جَمَلٌ اَجْوَفُ اَوْ اَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِي خَيْلِ اَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ ۔

باب ۹۶۷ ۔ گھروں اور باغوں کو جلانا

۱۲۲۱۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ذوالخلصہ کو (برباد کر کے) مجھے خوش کیوں نہیں کر دیتے ۔ یہ ذوالخلصہ قبیلہ خثعم کا ایک بتکدہ تھا، اسے کعبۃ الیمانیۃ کہتے تھے انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس سواروں کو لے کر چلا، یہ سب حضرات بڑے اچھے گھوڑ سوار تھے لیکن میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا، آنحضور ﷺ نے میرے سینے پر (اپنے ہاتھ سے) مارا میں نے انگشتہائے مبارک کا نشان اپنے سینے پر دیکھا، پھر فرمایا اے اللہ! گھوڑے کی پشت پر اسے ثبات عطا فرمائیے اور دوسرے کو ہدایت کی راہ دکھانے والا اور خود ہدایت پایا ہوا بنائیے، اس کے بعد جریر رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور ذوالخلصہ کی عمارت کو گرا کر اس میں آگ لگا دی، پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کی اطلاع بھجوائی جریر رضی اللہ عنہ کے قاصد نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، میں اس وقت تک آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوا، جب تک ہم نے ذوالخلصہ کو ایک خالی پیٹ والے اونٹ کی طرح نہیں بنا دیا یا (انہوں نے کہا) خارش زدہ اونٹ کی طرح (مراد ویرانی سے ہے، بیان کیا کہ یہ سن کر آپ ﷺ نے قبیلہ احمس کے سواروں اور قبیلہ کے تمام لوگوں کے لئے پانچ مرتبہ برکت کی دعا کی ۔

باب ۹۶۸ . اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ

(۱۲۲۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلَكَ كِسْرٰى ثُمَّ لَا يَكُوْنُ كِسْرٰى بَعْدَهٗ وَقَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُوْنُ قَيْصَرُ بَعْدَهٗ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَسَمَّى الْحَرْبَ خَدْعَةً ۔

باب ۹۶۸ ۔ جنگ ایک چال ہے

۱۲۲۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کسریٰ (ایران کا بادشاہ) برباد و ہلاک ہو جائے گا اور اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں آئے گا اور قیصر (روم کا بادشاہ) بھی ہلاک و برباد ہوگا (شام کے علاقہ میں) اور اس کے بعد (شام میں) کوئی قیصر باقی نہیں رہے گا۔ اور تم لوگ ان کے خزانے اللہ کے راستے میں تقسیم کرلو گے اور رسول اللہ ﷺ نے لڑائی کو چال فرمایا تھا۔

فائدہ:۔ عنوان حدیث سے لیا گیا ہے، مطلب یہ ہے کہ طاقتور سے طاقتور فریق کے حق میں بھی جنگ میں فتح کی پیشین گوئی نہیں کی جاسکتی اور نہ جنگ میں صرف اس باب پر اعتماد کیا جاسکتا ہے بلکہ ایسا ہوتا ہے کہ فتح یابی کے تمام امکانات، کسی بھی مرحلہ پر ایک فریق کے حق میں روشن ہوتے ہیں اور کسی بھی غلطی اور شکست خوردہ فریق کی کوئی بھی چال جنگ کا نقشہ پلٹ دیتی ہے اور فاتحانہ پیش قدمی کرنے والا منٹ بھر میں مفتوح ہو کر ہتھیار ڈال دیتا ہے۔ یہ چیز قدیم میں بھی تھی اور موجودہ دور کی لڑائیوں کا بھی یہی حال رہا ہے۔ اسلئے لڑائی ایک چال سے زیادہ اور کچھ نہیں اس کا مفہوم یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دشمن کو شکست دینے کے لئے خفیہ تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں، اسی طرح عملاً چال بازی سے کام لیا جاسکتا ہے، ذومعنی الفاظ یا طرز عمل اختیار کر کے بھی دشمن کو دھوکے میں رکھا جاسکتا ہے لیکن جہاں تک غدر، بدعہدی اور جھوٹ کا تعلق ہے تو یہ کسی صورت میں جائز نہیں، نہ لڑائی کے دوران اور نہ اسکے بعد!

باب ۹۶۹. مَایُکْرَهُ مِنَ التَّنَازُعِ وَالْاِخْتِلَافِ فِی الْحَرْبِ وَعُقُوبَةُ مَنْ عَصٰی اِمَامَهٗ

(۱۲۲۳) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یُحَدِّثُ قَالَ جَعَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الرَّجَّالَةَ یَوْمَ اُحُدٍ وَکَانُوا خَمْسِیْنَ رَجُلًا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ جُبَیْرٍ فَقَالَ اِنْ رَاَیْتُمُونَا تَخْطَفُنَا الطَّیْرُ فَلَا تَبْرَحُوْا مَکَانَکُمْ هٰذَا حَتّٰی اُرْسِلَ اِلَیْکُمْ وَاِنْ رَاَیْتُمُونَا هَزَمْنَا الْقَوْمَ وَاَوْطَاْنَاهُمْ فَلَا تَبْرَحُوْا حَتّٰی اُرْسِلَ اِلَیْکُمْ فَهَزَمُوْهُمْ قَالَ فَاَنَا وَاللّٰهِ رَاَیْتُ النِّسَاءَ یَشْتَدِدْنَ قَدْ بَدَتْ خَلَاخِلُهُنَّ وَاَسْوُقُهُنَّ رَافِعَاتٍ ثِیَابَهُنَّ فَقَالَ اَصْحَابُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جُبَیْرٍ الْغَنِیْمَةَ اَیْ قَوْمِ الْغَنِیْمَةُ ظَهَرَ اَصْحَابُکُمْ فَمَا تَنْتَظِرُوْنَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ جُبَیْرٍ اَنَسِیْتُمْ مَاقَالَ لَکُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا وَاللّٰهِ لَنَاْتِیَنَّ النَّاسَ فَلَنُصِیْبَنَّ مِنَ الْغَنِیْمَةِ فَلَمَّا اَتَوْهُمْ صُرِفَتْ وُجُوْهُهُمْ فَاَقْبَلُوْا مُنْهَزِمِیْنَ فَذَاكَ اِذْ یَدْعُوْهُمُ الرَّسُوْلُ فِیْ اُخْرَاهُمْ فَلَمْ یَبْقَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَیْرُ اثْنَیْ عَشَرَ رَجُلًا فَاَصَابُوْا مِنَّا سَبْعِیْنَ وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ اَصَابَ مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ یَوْمَ بَدْرٍ اَرْبَعِیْنَ وَمِائَةً، سَبْعِیْنَ اَسِیْرًا وَسَبْعِیْنَ قَتِیْلًا فَقَالَ اَبُوسُفْیَانَ اَفِی الْقَوْمِ مُحَمَّدٌ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَنَهَاهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّجِیْبُوْهُ ثُمَّ قَالَ اَفِی الْقَوْمِ ابْنُ اَبِیْ قُحَافَةَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قَالَ اَفِی الْقَوْمِ ابْنُ الْخَطَّابِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ رَجَعَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ فَقَالَ اَمَّا هٰؤُلَاءِ فَقَدْ قُتِلُوْا فَمَا مَلَكَ عُمَرُ نَفْسَهٗ فَقَالَ کَذَبْتَ وَاللّٰهِ یَاعَدُوَّاللّٰهِ اِنَّ الَّذِیْنَ عَدَدْتَ لَاَحْیَاءٌ کُلُّهُمْ وَقَدْ بَقِیَ لَكَ مَایَسُوْءُ كَ قَالَ یَوْمٌ بِیَوْمِ بَدْرٍ وَالْحَرْبُ سِجَالٌ اِنَّکُمْ سَتَجِدُوْنَ فِی الْقَوْمِ مُثْلَةً لَمْ اٰمُرْبِهَا وَلَمْ تَسُؤْنِیْ ثُمَّ اَخَذَ یَرْتَجِزُ اُعْلُ هُبَلُ اُعْلُ هُبَلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُجِیْبُوْهُ لَهٗ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَانَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوْا اللّٰهُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ

باب ۹۶۹۔ جنگ میں نزاع اور اختلاف کی کراہت اور جو شخص کمانڈر کے حکام کی خلاف ورزی کرے؟

۱۲۲۳۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے احد کی جنگ کے موقعہ پر (تیر اندازوں کے) ایک پیدل دستے کا امیر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا اس میں پچاس افراد تھے حضور اکرم ﷺ نے انہیں تاکید کر دی تھی کہ اگر تم یہ بھی دیکھ لو کہ، (ہم قتل ہو گئے اور) پرندے ہم پر ٹوٹ پڑے ہیں، پھر بھی اپنی اس جگہ سے نہ ہٹنا، جب تک میں تم لوگوں کو بلا نہ بھیجوں، اسی طرح اگر تم یہ دیکھو کہ کفار کو ہم نے شکست دے دی ہے اور انہیں پامال کر دیا ہے پھر بھی یہاں سے نہ ٹلنا جب تک میں تمہیں نہ بلا بھیجوں، پھر اسلامی لشکر نے کفار کو شکست دے دی براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بخدا میں نے مشرک عورتوں کو دیکھا (جو کفار کے ساتھ جنگ میں ان کی ہمت بڑھانے کے لئے آئی تھیں کہ) تیزی کے ساتھ بھاگ رہی تھیں، ان کے پازیب اور پنڈلیاں دکھائی دے رہی تھیں اور اپنے کپڑوں کو اٹھائے ہوئے تھیں (تا کہ بھاگنے میں کوئی دشواری نہ ہو) عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں نے کہا کہ غنیمت، اے قوم، غنیمت تمہارے سامنے ہے تمہارے ساتھی (مسلمان) غالب آ گئے ہیں، اب کس بات کا انتظار ہے اس پر عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا، کیا تمہیں جو ہدایت رسول اللہ ﷺ نے کی تھی، تم اسے بھول گئے؟ لیکن وہ لوگ اسی پر مصر رہے کہ دوسرے اصحاب کے ساتھ ہم بھی غنیمت جمع کرنے میں شریک رہیں گے (کیونکہ کفار اب پوری طرح شکست کھا کر بھاگ چکے ہیں اور ان کی طرف سے خوف کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی تھی) جب یہ لوگ (اکثریت) اپنی جگہ چھوڑ کر چلے آئے تو ان کے چہرے پھیر دیئے گئے اور (مسلمانوں کو) شکست کا سامنا ہوا۔ یہی وہ گھڑی تھی جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے ساتھ میدان میں ڈٹے رہنے والے صحابہ کی مختصر جماعت کے ساتھ (میدان چھوڑ کر فرار ہوتے ہوئے) مسلمانوں کو (پھر اپنے مورچے سنبھال لینے کے لئے) آواز دی تھی (کہ عبداللہ! میرے پاس آ جاؤ میں اللہ کا رسول ہوں، جو کوئی دوبارہ میدان میں آ جائے گا اس کے لئے جنت ہے) اس وقت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بارہ اصحاب کے سوا اور کوئی بھی باقی نہیں رہ گیا تھا۔ آخر (اس افراتفری کے نتیجہ میں)

قَالَ اِنَّ لَنَا الْعُزّٰی وَلَاعُزّٰی لَكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَجِيْبُوْهُ لَهٗ قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَانَقُوْلُ قَالَ قُوْلُوا اللّٰهُ مَوْلَانَا وَلَامَوْلٰی لَكُمْ۔

ہمارے ستر آدمی شہید ہوئے، بدر کی جنگ میں آنحضور ﷺ نے اپنے صحابہ کے ساتھ مشرکین کے ایک سو چالیس افراد کو ان سے جدا کیا تھا۔ ستر ان میں قیدی تھے اور ستر مقتول۔ (جب جنگ ختم ہوگئی تو ایک پہاڑ پر کھڑے ہوکر) ابوسفیان نے کہا، کیا محمد (ﷺ) اپنی قوم کے ساتھ موجود ہیں؟ تین مرتبہ انہوں نے یہی پوچھا، لیکن نبی کریم ﷺ نے جواب دینے سے منع فرما دیا تھا، پھر انہوں نے پوچھا ابن ابی قحافہ (ابوبکر رضی اللہ عنہ) اپنی قوم (مسلمانوں) کے ساتھ موجود ہیں، یہ سوال بھی تین مرتبہ کیا، پھر پوچھا، کیا ابن خطاب (عمر رضی اللہ عنہ) اپنی قوم میں موجود ہیں؟ تین مرتبہ انہوں نے یہی پوچھا، پھر اپنے ساتھیوں کی طرف مڑکر کہنے لگے کہ یہ تینوں قتل ہوچکے ہیں، اس پر عمر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا اور آپ بول پڑے کہ، دشمن خدا! خدا گواہ ہے کہ تم جھوٹ بول رہے ہو، جن کے تم نے ابھی نام لئے ہیں وہ سب زندہ ہیں، جن کے نام سے تمہیں بخار چڑھتا ہے وہ سب تمہارے لئے ابھی موجود ہیں، سفیان نے کہا آج کا دن بدر کا بدلہ ہے اور لڑائی ہے بھی ایک ڈول کی طرح (کبھی ایک فریق کے لئے اور کبھی دوسرے کے لئے، تم لوگوں کو اپنی قوم کے بعض افراد مثلہ کئے ہوئے ملیں گے، میں نے اس طرح کا کوئی حکم (اپنے آدمیوں کو نہیں دیا تھا لیکن مجھے ان کا یہ عمل برا معلوم نہیں ہوا، اس کے بعد وہ رجز پڑھنے لگے، ہبل...... (بت کا نام) بلند رہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کا جواب کیوں نہیں دیتے، صحابہ نے عرض کیا ہم اس کے جواب میں کیا کہیں، یارسول اللہ، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہو کہ اللہ سب سے بلند اور بزرگ تر ہے، ابوسفیان نے کہا ہمارا حامی و مددگار عزیٰ (بت) ہے اور تمہارا کوئی بھی نہیں! آنحضور ﷺ نے فرمایا، جواب کیوں نہیں دیتے، صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ! اس کا جواب کیا دیا جائے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا، کہو کہ اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں (کیونکہ تم اللہ کی وحدانیت کا انکار کرتے ہو۔)

باب ٩٧٠. مَنْ رَاَی الْعَدُوَّ فَنَادٰی بِاَعْلٰی صَوْتِهٖ يَاصَبَاحَاهُ حَتّٰی يُسْمِعَ النَّاسُ

(١٢٢٤) عَنْ سَلَمَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) اَنَّهٗ قَالَ خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِيْنَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ حَتّٰی اِذَا كُنْتُ بِثَنِيَّةِ الْغَابَةِ لَقِيَنِيْ غُلَامٌ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قُلْتُ وَيْحَكَ مَابِكَ قَالَ اُخِذَتْ لِقَاحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ اَخَذَهَا قَالَ غَطْفَانُ وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلٰثَ صَرَخَاتٍ اَسْمَعْتُ مَابَيْنَ لَابَتَيْهَا يَاصَبَاحَاهُ يَاصَبَاحَاهُ ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتّٰی اَلْقَاهُمْ وَقَدْ اَخَذُوْهَا فَجَعَلْتُ اَرْمِيْهِمْ وَاَقُوْلُ اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ قَبْلَ اَنْ يَشْرَبُوْا فَاَقْبَلْتُ بِهَا اَسُوْقُهَا فَلَقِيَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْقَوْمَ عِطَاشٌ وَاِنِّيْ اَعْجَلْتُهُمْ اَنْ يَشْرَبُوْا سِقْيَهُمْ فَابْعَثْ فِيْ اِثْرِهِمْ فَقَالَ يَاابْنَ الْاَكْوَعِ مَلَكْتَ فَاَسْجِحْ اِنَّ الْقَوْمَ يُقْرَوْنَ فِيْ قَوْمِهِمْ۔

باب ٩٧٠۔ جس نے دشمن کو دیکھ کر بلند آواز سے کہا ''یاصباح'' تاکہ لوگ سن لیں

١٢٢٤۔ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مدینہ منورہ سے غابہ (شام کے راستہ میں ایک مقام) جارہا تھا، غابہ کی گھاٹی پر ابھی میں پہنچا تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ایک غلام مجھے ملے، میں نے کہا، کیا بات پیش آئی؟ کہنے لگے رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں چھین لی گئیں، میں نے پوچھا کس نے چھینا؟ بتایا کہ قبیلہ غطفان اور فزارہ کے لوگوں نے پھر میں نے تین مرتبہ بہت زور سے چیخ کر ''یاصباح یاصباح'' کہا اتنی زور سے کہ مدینہ کے چاروں طرف میری آواز پہنچ گئی، اس کے بعد بہت تیزی سے آگے بڑھا اور انہیں جالیا (جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کی اونٹنیاں چھینی تھیں اونٹنیاں ان کے ساتھ تھیں، میں نے ان پر تیر برسانے شروع کردیئے (آپ بہت اچھے تیرانداز تھے) اور یہ کہنے لگا، میں ابن اکوع ہوں اور آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے، آخر تمام اونٹنیاں میں نے ان سے چھڑالیں، ابھی وہ پانی نہ پینے پائے تھے اور انہیں ہانک کر واپس لانے لگا کہ اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی مل گئے

میں نے عرض کیا یارسول اللہ! وہ لوگ (جنہوں نے اونٹ چھینے تھے پیاسے ہیں اور میں نے انہیں پانی پینے سے پہلے ہی ان اونٹنیوں کو چھڑا لیا تھا اس لئے ان لوگوں کے پیچھے کچھ لوگوں کو بھیج دیجئے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس موقعہ پر فرمایا، اے ابن الاکوع! جب کسی پر قابو پا جاؤ تو پھر اس کے ساتھ اچھا معاملہ کرو اور یہ تو تمہیں معلوم ہی ہوگا کہ لوگوں کی ان کی قوم والے مدد کرتے ہیں۔)

باب ۹۷۱. فِكَاكِ الْاَسِيْرِ

(۱۲۲۵) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُكُّوا الْعَانِیَ يَعْنِی الْاَسِيْرَ وَاَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ۔

باب ۹۷۱۔ مسلمان قیدیوں کو رہا کرانے کا مسئلہ

۱۲۲۵۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''عانی'' یعنی قیدی کو چھڑایا کرو بھوکے کو کھلایا کرو اور بیمار کی عیادت کیا کرو۔

(۱۲۲۶) عَنْ اَبِیْ جُحَيْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قُلْتُ لِعَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ هَلْ عِنْدَكُمْ شَیْئٌ مِنَ الْوَحْیِ اِلَّا مَافِیْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَ وَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَاَ النَّسَمَةَ مَااَعْلَمُهُ اِلَّا فَهْمًا يُعْطِيْهِ اللّٰهُ رَجُلًا فِی الْقُرْاٰنِ وَمَا فِی هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قُلْتُ وَمَا فِی هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ قَالَ الْعَقْلُ وَفِكَاكُ الْاَسِيْرِ وَاَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ

۱۲۲۶۔ حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، آپ حضرات (اہل بیت) کے پاس کتاب اللہ کے سوا اور بھی کوئی وحی ہے (جو آپ حضرات کے ساتھ خاص ہو، جیسا کہ شیعان علی خیال کرتے تھے) آپ نے اس کا جواب دیا، اس ذات کی قسم، جس نے دانے کو (زمین) چیر کر نکالا، اور جس نے روح پیدا کی، میں اس کے سوا اور کچھ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ کسی مرد مسلم کو قرآن کا فہم عطا فرمادے یا وہ چیز جو اس صحیفہ میں (لکھی ہوئی) ہے۔ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا اور اس صحیفے میں کیا ہے؟ فرمایا کہ دیت کے احکام، قیدی (مسلمان) کو رہا کرانا اور یہ کہ کسی مسلمان کو کسی کافر کے بدلے میں نہ قتل کیا جائے۔

فائدہ:۔ حضور اکرم ﷺ کی کچھ احادیث حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس لکھی ہوئی تھیں، جنہیں آپ اپنی تلوار کے نیام میں رکھتے تھے یہاں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

باب ۹۷۲. فِدَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ

(۱۲۲۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْاَنْصَارِ اسْتَاْذَنُوا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ فَلْنَتْرُكْ لِابْنِ اُخْتِنَا عَبَّاسٍ فِدَاءَهٗ فَقَالَ لَاتَدَعُوْنَ مِنْهَا دِرْهَمًا ۔

باب ۹۷۲۔ مشرکین کا فدیہ

۱۲۲۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ انصار کے بعض افراد نے رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی اور عرض کیا، یارسول اللہ! آپ ہمیں اس کی اجازت دے دیں کہ ہم اپنے بھانجے عباس (رضی اللہ عنہ) کا فدیہ معاف کردیں، لیکن حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ان کے فدیہ میں سے ایک درہم بھی معاف نہ کرنا۔

باب ۹۷۳. اَلْحَرْبِیُّ اِذَا دَخَلَ دَارَالْاِسْلَامِ بِغَيْرِ اَمَانٍ

باب ۹۷۳۔ دارالحرب کا باشندہ جو بغیر امان کے بغیر دارالاسلام میں داخل ہوگیا ہو

(۱۲۲۸) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَيْنٌ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَهُوَ فِيْ سَفَرٍ فَجَلَسَ عِنْدَ اَصْحَابِهٖ يَتَحَدَّثُ ثُمَّ انْفَتَلَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُطْلُبُوْهُ وَاقْتُلُوْهُ فَقَتَلَهٗ فَنَفَّلَهٗ سَلَبَهٗ۔

۱۲۲۸۔ حضرت سلمہ بن اکوعؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے یہاں مشرکوں کا ایک جاسوس آیا، حضور اکرم اس وقت سفر میں تھے (غزوہ ھوازن کے لئے تشریف لے جارہے تھے) وہ جاسوس صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں بیٹھا اور باتیں کیں، پھر واپس چلا گیا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے تلاش کر کے قتل کردو، چنانچہ اسے (سلمہ بن اکوعؓ نے) قتل کر دیا اور آپ ﷺ نے اس کے ہتھیار اور اوزار قتل کرنے والے کو دلوا دیئے۔

باب ۹۷۴ . جَوَائِزُ الْوُفُوْدِ وَهَلْ يُسْتَشْفَعُ اِلٰى اَهْلِ الذِّمَّةِ وَمُعَامَلَتِهِمْ

باب ۹۷۴۔ وفد کو ہدایا دینا، کیا ذمیوں کی سفارش کی جاسکتی ہے! اور ان سے معاملات کرنا

(۱۲۲۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ يَوْمُ الْخَمِيْسِ وَمَا يَوْمُ الْخَمِيْسِ ثُمَّ بَكٰى حَتّٰى خَضَبَ دَمْعُهُ الْحَصْبَاءَ فَقَالَ اشْتَدَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَعُهٗ يَوْمَ الْخَمِيْسِ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ بِكِتَابٍ اَكْتُبُ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدَهٗ اَبَدًا فَتَنَازَعُوْا وَلَا يَنْبَغِيْ عِنْدَ نَبِيٍّ تَنَازُعٌ فَقَالُوْا هَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَعُوْنِيْ فَالَّذِيْ اَنَا فِيْهِ خَيْرٌ مِمَّا تَدْعُوْنِيْ اِلَيْهِ وَاَوْصٰى عِنْدَ مَوْتِهٖ بِثَلٰثٍ اَخْرِجُوا الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَاَجِيْزُوا الْوَفْدَ بِنَحْوِ مَا كُنْتُ اُجِيْزُهُمْ وَنَسِيْتُ الثَّالِثَةَ ۔

۱۲۲۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جمعرات کا دن۔ اور معلوم ہے جمعرات کا دن کیا ہے، پھر آپ اتنا روئے کہ کنکریاں تک بھیگ گئیں آخر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے مرض الوفات میں شدت اسی دن ہوئی تھی، تو آپ نے فرمایا کہ قلم دوات لاؤ تا کہ میں تمہارے لئے ایک ایسا دستور لکھ جاؤں کہ تم اس کے بعد کبھی بے راہ نہ ہوسکو (لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے تکلیف کی شدت دیکھ کر فرمایا کہ اس وقت آنحضور ﷺ سخت تکلیف میں مبتلا ہیں اور ہمارے پاس کتاب اللہ عمل و ہدایت کے لئے موجود ہے اس وقت آپ کو تکلیف دینی مناسب نہیں) اس پر لوگوں میں اختلاف پیدا ہوگیا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ نبی کی موجودگی میں تنازع واختلاف مناسب نہیں ہے، صحابہ نے کہا کہ نبی کریم ﷺ تم لوگوں سے اعراض کررہے ہیں، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا، اب مجھے اپنی حالت پر چھوڑ دو، میں جن کیفیات (مراقبہ اور لقاء خداوندی کے لئے آمادگی و تیاری میں ہوں، وہ اس سے بہتر ہے جس کی تم مجھے دعوت دے رہے ہو (یعنی ہدایات لکھنا وغیرہ) اور آنحضور ﷺ نے اپنی وفات کے وقت تین وصیتیں کی تھیں۔ یہ کہ مشرکین کو جزیرۂ عرب سے باہر کردینا، وفود کو اسی طرح ہدایا دیا کرنا جس طرح میں دیتا تھا، اور تیسری ہدایت میں بھول گیا۔

باب ۹۷۵ . كِتَابَةُ الْاِمَامِ النَّاسَ

باب ۹۷۵۔ امام کی طرف سے مردم شماری

(۱۲۳۰) عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْتُبُوْا لِيْ مَنْ تَلَفَّظَ بِالْاِسْلَامِ مِنَ النَّاسِ فَكَتَبْنَا لَهٗ اَلْفًا وَخَمْسَ مِائَةِ رَجُلٍ فَقُلْنَا نَخَافُ وَنَحْنُ اَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ فَلَقَدْ رَاَيْتُنَا اُبْتُلِيْنَا

۱۲۳۰۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگ اسلام لا چکے ہیں (اور جنگ کے قابل ہیں) ان کے اعداد وشمار جمع کر کے میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ ہم نے ڈیڑھ ہزار مردوں کے نام لکھ کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کئے۔ ہم نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا،

حَتّٰی اَنَّ الرَّجُلَ لَیُصَلِّی وَحْدَہٗ وَھُوَ خَائِفٌ۔

ہماری تعداد ڈیڑھ ہزار ہوگئی ہے کیا اب بھی ہم ڈریں گے؟ لیکن تم دیکھ رہے ہو کہ (آنحضور ﷺ کے بعد) ہم فتنوں میں اس طرح گھر گئے کہ مسلمان تنہا نماز پڑھتے ہوئے بھی ڈرنے لگا ہے۔

باب ۹۷۶ . مَنْ غَلَبَ الْعَدُوَّ فَاَقَامَ عَلٰی عَرْصَتِھِمْ ثَلاثًا

باب ۹۷۶۔ جس نے دشمن پر فتح پائی اور پھر تین دن تک ان کے میدان میں قیام کیا

(۱۲۳۱) عَنْ اَبِیْ طَلْحَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا ظَھَرَ عَلٰی قَوْمٍ اَقَامَ بِالْعَرْصَۃِ ثَلٰثَ لَیَالٍ۔

۱۲۳۱۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو جب کسی قوم پر فتح حاصل ہوتی تو میدان جنگ میں آپ تین دن تک قیام فرماتے تھے۔

باب ۹۷۷ . اِذَا غَنِمَ الْمُشْرِکُوْنَ مَالَ الْمُسْلِمِ ثُمَّ وَجَدَہُ الْمُسْلِمُ

باب ۹۷۷۔ کسی مسلمان کا مال مشرکین لوٹ کر لے گئے، پھر وہ مال اس مسلمان کو مل گیا؟ (مسلمانوں کے غلبہ کے بعد)

(۱۲۳۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ ذَھَبَ فَرَسٌ لَہٗ فَاَخَذَہُ الْعَدُوُّ فَظَھَرَ عَلَیْہِ الْمُسْلِمُوْنَ فَرُدَّ عَلَیْہِ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَقَ عَبْدٌ لَہٗ فَلَحِقَ بِالرُّوْمِ فَظَھَرَ عَلَیْھِمُ الْمُسْلِمُوْنَ فَرَدَّہٗ عَلَیْہِ خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

۱۲۳۲۔ حضرت ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ ان کا ایک گھوڑا چھوٹ گیا تھا اور دشمنوں نے ان پر قبضہ کرلیا تھا، پھر مسلمانوں کو غلبہ حاصل ہوا تو ان کا گھوڑا انہیں واپس کردیا گیا تھا یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک کا ہے اسی طرح ان کے ایک غلام نے بھاگ کر روم میں پناہ حاصل کرلی تھی، پھر جب مسلمانوں کو اس ملک پر غلبہ حاصل ہوا تو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان کا غلام انہیں واپس کردیا تھا، یہ واقعہ نبی کریم ﷺ کے بعد کا ہے۔

باب ۹۷۸ . مَنْ تَکَلَّمَ بِالْفَارِسِیَّۃِ وَالرَّطَانَۃِ وَقَوْلُہٗ تَعَالٰی وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِکُمْ وَاَلْوَانِکُمْ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِہٖ

باب ۹۷۸۔ جس نے فارسی یا کسی بھی عجمی زبان میں گفتگو کی اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ (اللہ کی نشانیوں میں) تمہاری زبان اور رنگ کا اختلاف بھی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا لیکن یہ کہ وہ اسی قوم کا ہم زبان تھا (جس میں ان کی بعثت ہوئی)

(۱۲۳۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ذَبَحْنَا بُھَیْمَۃً لَنَا وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِیْرٍ فَتَعَالَ اَنْتَ وَنَفَرٌ فَصَاحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَااَھْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا قَدْ صَنَعَ سُوْرًا فَحَیَّ ھَلًّا بِکُمْ۔

۱۲۳۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم نے ایک چھوٹا سا بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور کچھ گیہوں پیس لئے ہیں اس لئے آپ دو چار آدمیوں کو ساتھ لے کر تشریف لائیں اور کھانا ہمارے گھر پر تناول فرمائیں) لیکن آنحضور ﷺ نے بآواز بلند فرمایا، اے خندق کھودنے والو! جابر نے دعوت کا کھانا تیار کرلیا ہے، اب تاخیر نہ کرو، بمسرت تمام چلے چلو۔

(۱۲۳۴) عَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِیْدٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَتْ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَعَ اَبِیْ وَعَلَیَّ قَمِیْصٌ اَصْفَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ

۱۲۳۴۔ حضرت ام خالد بنت خالد بن سعید رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے والد کے ساتھ حاضر ہوئی، میں اس وقت ایک زرد رنگ کی قمیص پہنے ہوئے تھی، حضور اکرم ﷺ نے اس پر

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَهْ سَنَهْ (قَالَ عَبْدُاللّٰهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ) قَالَتْ فَذَهَبْتُ اَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِي اَبِي قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْلِيْ وَاَخْلِفِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِقِيْ ثُمَّ اَبْلِيْ وَاَخْلِفِيْ ۔

فرمایا ''سنہ سنہ'' (عبداللہ نے کہا کہ یہ لفظ حبشی زبان میں اچھے کے معنی میں آتا ہے) انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں مہر نبوت کے ساتھ (جو پشت مبارک پر تھی) کھیلنے لگی تو میرے والد نے مجھے ڈانٹا، لیکن آنحضور ﷺ نے فرمایا اسے ڈانو مت، پھر آپ نے (درازی عمر کی) دعا دی کہ اس قمیص کو خوب پہنو، اور پرانی کرو، پھر پہنو اور پرانی کرو۔

باب ۹۷۹. اَلْغُلُوْلِ وَ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَاغَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

(۱۲۳۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ الْغُلُوْلَ فَعَظَّمَهُ وَعَظَّمَ اَمْرَهُ قَالَ لَا اُلْفِيَنَّ اَحَدَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى رَقَبَتِهِ شَاةٌ لَهَا ثُغَاءٌ عَلٰى رَقَبَتِهِ فَرَسٌ لَهُ حَمْحَمَةٌ يَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ وَعَلٰى رَقَبَتِهِ بَعِيْرٌ لَهُ رُغَاءٌ يَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ اَوْعَلٰى رَقَبَتِهِ صَامِتٌ فَيَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ اَوْعَلٰى رَقَبَتِهِ رِقَاعٌ تَخْفِقُ فَيَقُوْلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَغِثْنِيْ فَاَقُوْلُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ اَبْلَغْتُكَ ۔

باب ۹۷۹۔ خیانت، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ''اور جو کوئی خیانت کرے گا، وہ قیامت میں اسے لے کر آئے گا''

۱۲۳۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور خیانت (غلول) کا ذکر فرمایا اور اس جرم کی ہولناکی کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو بھی قیامت کے دن اس حالت میں نہ پاؤں گا کہ اس کی گردن میں بکری ہو اور چلا رہی ہو۔ یا اس کی گردن پر گھوڑا ہو اور وہ چلا رہا ہو اور وہ شخص یہ فریاد کرے کہ یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے لیکن میں یہ جواب دے دوں گا کہ میں تمہاری مدد نہیں کرسکتا۔ میں تو (خدا کا پیغام) تم تک پہنچا چکا ہوں، اور اس کی گردن پر اونٹ ہو اور چلا رہا ہو اور وہ شخص فریاد کر رہا ہو کہ یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے، لیکن میں یہ جواب دے دوں گا کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا میں تو خدا کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا، یا (وہ اس حال میں آئے) کہ اس کی گردن پر سونا چاندی ہو اور مجھ سے کہے، یا رسول اللہ! میری مدد فرمائیے لیکن میں اس سے یہ کہہ دوں گا کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا، میں اللہ تعالیٰ کا پیغام تمہیں پہنچا چکا تھا۔ یا اس کی گردن پر کپڑے کے ٹکڑے حرکت کر رہے ہوں اور وہ فریاد کرے کہ یا رسول اللہ! میری مدد کیجئے اور میں کہہ دوں کہ میں تمہاری کوئی مدد نہیں کرسکتا، میں تو پہلے ہی پہنچا چکا تھا۔

باب ۹۸۰. اَلْقَلِيْلِ مِنَ الْغُلُوْلِ

(۱۲۳۶) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنهما) قَالَ كَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ كَرْكِرَةَ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ فِي النَّارِ فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ فَوَجَدُوْا عَبَاءَةً قَدْ غَلَّهَا ۔

باب ۹۸۰۔ معمولی خیانت

۱۲۳۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے سامان و اسباب پر ایک صاحب متعین تھے جن کا نام کرکرہ تھا ان کا انتقال ہوگیا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تو جہنم میں گیا، صحابہ انہیں دیکھنے گئے تو ایک عباء ان کے یہاں سے ملی، جسے خیانت کر کے انہوں نے رکھ لی تھی۔

فائدہ:۔ عباء کی خیانت اگرچہ معمولی خیانت تھی، لیکن اس کی بھی سزا انہیں بھگتنی پڑے گی، اسی گناہ کی وجہ سے آنحضور ﷺ نے ان کے جہنم میں دخول کے متعلق فرمایا

باب ۹۸۱. اِسْتِقْبَالِ الْغُزَاةِ

(۱۲۳۷) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ الزُّبَيْرِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) لِابْنِ جَعْفَرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَتَذْكُرُ اِذْ تَلَقَّيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَا وَاَنْتَ وَابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ نَعَمْ فَحَمَلَنَا وَ تَرَكَكَ۔

(۱۲۳۸) قَالَ السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ذَهَبْنَا نَتَلَقَّى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الصبيان الى ثَنِيَّةِ الْوَدَاعِ۔

باب ۹۸۱۔ غازیوں کا استقبال

۱۲۳۷۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے جعفر رضی اللہ عنہ سے کہا تمہیں یاد ہے، جب میں اور تم اور ابن عباس رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے استقبال کے لئے آ گئے تھے (غزوے سے واپسی پر) انہوں نے کہا کہ ہاں اور حضور اکرم ﷺ نے ہمیں سوار کر لیا تھا اور ہمیں چھوڑ دیا تھا۔

۱۲۳۸۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے فرمایا (جب رسول اللہ ﷺ، غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لا رہے تھے تو) ہم بچوں کو ساتھ لے کر آپ کا استقبال کرنے ثنیۃ الوداع تک گئے تھے۔

باب ۹۸۲. مَايَقُوْلُ اِذَا رَجَعَ مِنَ الْغَزْوِ

(۱۲۳۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقْفَلَهٗ مِنْ عُسْفَانَ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ وَقَدْ اَرْدَفَ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ فَعَثَرَتْ نَاقَتُهٗ فَصُرِعَا جَمِيْعًا فَاقْتَحَمَ اَبُوْطَلْحَةَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَائَكَ قَالَ عَلَيْكَ الْمَرْاَةَ فَقَلَبَ ثَوْبًا عَلٰى وَجْهِهٖ وَاَتَاهَا فَاَلْقَاهُ عَلَيْهَا وَاَصْلَحَ لَهُمَا مَرْكَبَهُمَا فَرَكِبَا وَاكْتَنَفْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَشْرَفْنَا عَلَى الْمَدِيْنَةِ قَالَ ايبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُ ذٰلِكَ حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ۔

باب ۹۸۲۔ غزوے سے واپس ہوتے ہوئے کیا دعاء پڑھنی چاہئے

۱۲۳۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عسفان سے واپس ہوتے ہوئے ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور اکرم ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور آپ کی سواری پر پیچھے (ام المؤمنین) صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ اتفاق سے آپ کی اونٹنی پھسل گئی اور آپ دونوں گر گئے اتنے میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بھی فوراً اپنی سواری سے کود پڑے اور بولے، یا رسول اللہ! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پہلے عورت کا خیال کرو۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ایک کپڑا اپنے چہرے پر ڈال لیا، پھر صفیہ رضی اللہ عنہا کے قریب آئے اور وہی کپڑا (جو آپ تک اپنے اوپر ڈالے ہوئے تھے، تا کہ ام المومنینؓ پر نظر نہ پڑے) ان کے اوپر ڈال دیا، اس کے بعد دونوں حضرات کی سواری درست کی، جب آپ سوار ہو گئے تو ہم رسول اکرم ﷺ کے چاروں طرف آ گئے، پھر جب ہم مدینہ کے قریب پہنچے تو آنحضور ﷺ نے یہ دعاء پڑھی ''ہم اللہ کے پاس واپس جانے والے ہیں، توبہ کرنے والے، اپنے رب کی عبادت کرنے والے اور اس کی حمد پڑھنے والے ہیں۔'' آنحضور ﷺ یہ دعا برابر پڑھتے رہے، یہاں تک کہ مدینہ میں داخل ہو گئے۔

باب ۹۸۳. الصَّلٰوةِ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ

(۱۲۴۰) عَنْ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ ضُحًى دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ اَنْ يَجْلِسَ۔

باب ۹۸۳۔ سفر سے واپسی پر نماز

۱۲۴۰۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب سفر سے واپس ہوتے تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

باب ۹۸۴ . مَا ذُكِرَ من دِرْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وسَلَّم وعَصَاه وسَيفِه وَقَدَحِه وَخاتِمِه وَمَا استَعْمَلَ الْخُلَفَاءُ بَعْدَه' من ذلك

(١٢٤١)عَنْ عِيْسَى بنُ طَهْمَانَ(رَضِيَ اللّٰهُ تَعالٰى عَنْهُ) قَالَ اخرجَ اِلَيْنَا انس (رَضِيَ اللّٰهُ تَعالٰى عنه) نَعْلَيْنِ جَرْدا وَيْنِ لَهُمَا قِبالَان فَحَدَّثَنِي ثابت البُنَانِيُّ بَعْدُ عن انس اَنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(١٢٤٢)عن ابی بردةؓ قال اخرجتُ الينا عَائشةُ رضى اللّٰهُ عنها كِسَاءً مُلَبَّدًا وقَالَتْ فی هذا نُزِعَ رُوحُ النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عن ابی بردة قَالَ اَخرَجَتْ اِلَيْنَا عَآئشَةُ اِزَارًا غَلِيْظًا مِمَّا يُصْنَعُ بالْيَمَنِ و كساءً من هٰذِهِ الَّتِي يَدْعُونَهَا المُلَبَّدَة۔

(١٢٤٣)عن انسِ بنِ مالكٍ(رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ قَدَحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنكَسَرَ فَاتَّخذَ مَكَانَ الشَّعْبِ سِلْسلةً مِنْ فِضَّة۔

باب ۹۸۴ ۔ نبی کریم ﷺ کی زرہ، عصاء مبارک آپ کی تلوار، پیالہ اور انگوٹھی سے متعلق روایات ۔ اور آپ کی وہ چیزیں جنہیں خلفاء نے آپ کی وفات کے بعد استعمال کیا

۱۲۴۱۔ حضرت عیسیٰ بن طہمانؒ نے حدیث بیان کی، کہا کہ انس رضی اللہ عنہ بن مالکؓ نے ہمیں دو بوسیدہ چپل نکال کر دکھائے۔ جن میں دو تسمے لگے ہوئے تھے اس کے بعد پھر ثابت بنانی نے مجھ سے انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حدیث بیان کی کہ وہ دونوں چپل نبی کریم ﷺ کے تھے۔

۱۲۴۲۔ حضرت ابو بردہؓ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں ایک پیوند لگی ہوئی چادر نکال کر دکھائی اور فرمایا کہ اسی کپڑے میں نبی کریم ﷺ کی روح قبض ہوئی تھی اور ابو بردہؓ نے فرمایا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یمن کی بنی ہوئی ایک موٹی ازار (تہبند) اور اسی طرح کی کساء (کرتے کی جگہ پہننے کا کپڑا) جسے لوگ ملبدہ کہتے تھے، ہمیں نکال کر دکھائی۔

۱۲۴۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا پیالہ ٹوٹ گیا تو انہوں نے ٹوٹی ہوئی جگہوں کو چاندی سے جوڑ دیا۔

باب ۹۸۵ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعالٰى فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُوْل

(١٢٤٤) عَنْ جَابرِ بنِ عَبْدِاللّٰه الاَنْصَارِى(رَضِيَ اللّٰهُ تَعالٰى عَنْهُ) قَالَ ولد لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ فَسَمَّاهُ القاسمَ فقالت الانصارُ لانَكْنِيْكَ اَبَاالقَاسِمِ وَلَانُنْعِمُكَ عَيْنًا فاتی النبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فقال يَارَسُوْلَ اللّٰه وُلِدَ لِی غُلَامٌ فَسَمَّيْتُه' القَاسِمَ فقالتِ الانصارُ لانكنِيْكَ اباالقاسم ولَا نُنْعِمُكَ عَيْنًا فقال النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَتِ الاَنصارُ سَمُّوْا بِاِسْمِيْ وَلَا تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِي فَاِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ۔

(١٢٤٥)عَنْ ابی هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَااُعْطِيْكُمْ وَلَاامنَعُكُمْ اَنَا قَاسِمٌ اَضَعُ حَيْثُ اُمِرْتُ۔

(١٢٤٦) عَنْ خَوْلَةَ الاَنْصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ

باب ۹۸۵ ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ''پس بے شک اللہ کے لئے ہے اس کا خمس اور رسول کے لئے

۱۲۴۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے قبیلہ میں ایک شخص کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا (اب قاعدہ کے لحاظ سے ان کی کنیت ابو القاسم ہوتی تھی۔) لیکن انصار نے کہا کہ ہم تمہیں ابو القاسم کہہ کر کبھی نہیں پکاریں گے ہم اس طرح تمہارا دل کبھی خوش نہ ہونے دیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کہ انصار نے نہایت مناسب طرز عمل اختیار کیا میرے نام پر نام رکھا کرو لیکن میری کنیت پر اپنی کنیت نہ رکھو کیونکہ میں قاسم (تقسیم کرنے والا) ہوں۔

۱۲۴۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہیں نہ میں کوئی چیز دیتا نہ تم سے کسی چیز کو روکتا میں تو صرف تقسیم کرنے والا ہوں، جہاں جہاں کا مجھے حکم ہے بس میں رکھ دیتا ہوں۔

۱۲۴۶۔ حضرت خولہ انصاریہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُول اِنَّ رِجالًا يَتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

میں نے سنا آپ فرمارہے تھے کہ کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال میں غلط طریقہ پر تصرف کرتے ہیں اور انہیں قیامت کے دن آگ ملے گی۔

باب ۹۸۶ . قَوْلِ النَّبِیﷺ اُحِلَّتْ لَکُمُ الغنائِمُ

باب۔ نبی کریمﷺ کا ارشاد غنیمت تمہارے لئے حلال کی گئی ہے

(۱۲۴۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عنه) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غزا نَبِيٌّ مِنَ الانْبِيَاْ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ لَا يَتْبَعْنِيْ رَجُلٌ مَلَكَ بُضْعَ امْرَاَةٍ وَهُوَ يُرِيْدُ اَن يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا وَلَا اَحَدٌ بَنٰى بُيُوتًا وَلَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا وَلَا اَحَدٌ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَهُوَ يَنْتَظِرُ وِلَادها فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِنْ ذٰلِكَ فَقَالَ لِلشَّمْسِ اِنَّكِ مَامُوْرَةٌ وَاَنَا مَامُوْرٌ اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ يَعْنِي النَّارَ لِتَاْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا فَقَالَ اِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَجُلٌ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْيُبَايِعْنِيْ قَبِيْلَتُكَ فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ اَوْ ثَلٰثَةٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَجَاءُوْا بِرَاْسٍ مِثْلِ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِنَ الذَّهَبِ فَوَضَعُوْهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهَا ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ وَرَاٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَاَحَلَّهَا لَنَا۔

۱۲۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا: انبیاء میں سے ایک نبی (علیہ السلام) نے غزوہ کا ارادہ کیا تو اپنی قوم (بنی اسرائیل) سے کہا کہ میرے ساتھ کوئی ایسا شخص جس نے ابھی نئی شادی کی ہو کہ دلہن کے ساتھ کوئی رات بھی نہ گزاری ہو، اور وہ رات گزارنا چاہتا ہو، وہ شخص جس نے گھر بنایا ہو اور ابھی اس کی چھت نہ بنا سکا ہو، اور وہ شخص جس نے (حاملہ) بکری یا حاملہ اونٹنیاں خریدی ہوں اور اسے ان کے بچے جننے کا انتظار ہو تو (ایسے لوگوں میں سے کوئی بھی) ہمارے ساتھ غزوہ میں نہ چلے، پھر انہوں نے غزوہ کیا اور جب اس آبادی سے قریب ہوئے تو عصر کا وقت ہو گیا یا اس کے قریب وقت ہوا، انہوں نے سورج سے فرمایا کہ تم بھی مامور ہو اور ہم بھی مامور ہیں، اے اللہ! اسے ہمارے لئے اپنی جگہ پر روکے رکھئے (تا کہ غروب نہ ہو اور لڑائی سے فارغ ہو کر ہم عصر کی نماز پڑھ سکیں) چنانچہ سورج رک گیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عنایت فرمائی۔ پھر انہوں نے غنیمت جمع کی اور آگ اسے جلانے کے لئے آئی لیکن نہ جلا سکی، نبی علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے کسی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے (اسی وجہ سے آگ نے اسے نہیں جلایا) اس لئے ہر قبیلہ کا ایک فرد آ کر میرے ہاتھ پر بیعت کرے (جب بیعت کرنے لگے تو) ایک قبیلہ کے شخص کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا انہوں نے فرمایا کہ خیانت تمہارے ہی قبیلے میں ہوئی ہے اب تمہارے قبیلے کے تمام افراد آئیں اور بیعت کریں۔ چنانچہ اس قبیلے کے دو یا تین آدمیوں کا ہاتھ اسی طرح ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا تو آپ نے فرمایا خیانت تمہیں لوگوں نے کی ہے (آخر خیانت تسلیم کر لی گئی اور) وہ لوگ گائے کے سر کی طرح سونے کا ایک سر لائے (جو غنیمت میں سے اٹھا لیا گیا تھا) اور اسے رکھ دیا (غنیمت میں) تب آگ آئی (اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیونکہ پچھلی امتوں میں غنیمت کا استعمال کرنا جائز نہیں تھا) اور اسے جلا گئی۔ پھر غنیمت اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے جائز قرار دے دی، ہماری کمزوری اور عجز کو دیکھا اس لئے ہمارے لئے جائز قرار دی۔

باب ۹۸۷. اَنَّ الخُمُسَ لِنَوائِبِ المُسلِمِینَ

(۱۲۴۸) عَنِ عَبدِاللهِ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا اَنَّ رَسولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّم بَعَثَ سَرِیَّةً فِیهَا عَبدُاللّٰهِ قِبَلَ نَجدٍ فَغَنِمُوا اِبِلًا کَثِیرًا فَکَانَت سِهَامُهُم اثنَی عَشَرَ بَعِیرًا وَاَحَدَ عَشَرَ بَعِیرًا وَنُفِلُوا بَعِیرًا بَعِیرًا۔

باب ۹۸۷۔ خمس، مسلمانوں کی ضرورتوں اور مصالح میں خرچ ہوگا

۱۲۴۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف سے ایک مہم روانہ کی، (اور میں) عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ مہم کے ساتھ تھے، غنیمت کے طور پر اونٹنیوں کی ایک بڑی تعداد اس مہم کو ملی تھی، اس لئے اس کے شرکاء کو حصے میں بھی بارہ یا گیارہ گیارہ اونٹ ملے تھے اور ایک ایک اونٹ واجبی حصوں کے علاوہ بھی انہیں دیا گیا تھا۔

(۱۲۴۹) عَن جَابِرِ بنِ عَبدِاللهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ بَینَمَا رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّم یَقسِمُ غَنِیمَةَ بِالجِعرَانَةِ اِذ قَالَ لَه، رَجُلٌ اعدل فَقَالَ لَه، شَقِیتُ اِن لَم اعدِلُ۔

۱۲۴۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ مقام جعرانہ میں غنیمت تقسیم کر رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا، انصاف سے کام لیجئے! آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں بھی انصاف سے کام نہ لوں تو تم گمراہ ہو جاؤ۔

باب ۹۸۸. مَن لَم یُخَمِّس الاسلابَ وَمَن قَتَلَ قَتِیلًا فَلَه، سَلَبُهُ مِن غَیرِ اَن یُخَمِّسَ وَحُکمِ الاِمَامِ فیه

(۱۲۵۰) عَن عبدِالرَّحمٰنِ بنِ عوف (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنهُ) قَالَ بَینَا انا واقفٌ فی الصف یَومَ بَدرٍ فَنَظَرتُ عَن یَمِینِی وَشِمَالِی فاذا اَنَا بِغُلَامَینِ مِنَ الانصَارِ حدِیثَةٍ اَسنَانُهُمَا تَمَنَّیتُ اَن اکونَ بین اَضلَعَ مِنهُمَا فَغَمَزَنِی احدُهما فقال یاعَمِّ هَل تعرف اَبَاجَهلٍ قُلتُ نَعَم مَاحَاجَتُكَ اِلَیهِ یَاابنَ اَخِی قَالَ اُخبِرتُ اَنَّه یَسُبُّ رَسُولَ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّم وَالَّذِی نَفسِی بِیَدِهٖ لَئِن رَاَیتُه، لَایُفَارِقُ سَوَادِیٔ سَوَادَه، حَتّٰی یَمُوتَ الاَعجَلُ مِنَّا فَتَعَجَّبتُ لِذَالِكَ فَغَمَزَنِی الاٰخرُ فَقَالَ لِی مِثلَهَا فَلَم اَنشَبُ ان نَظَرتُ اِلٰی اَبِی جَهلٍ یَجُولُ فِی النَّاسِ قُلتُ الا اَنَّ هٰذَا صَاحِبُکُمَا الَّذِیٔ سَالتُمَانِی عَنه فَابتَدَرَاه بِسَیفَیهِمَا فَضَرَبَاهُ حَتّٰی قَتَلَاهُ ثُمَّ انصَرَفَا اِلٰی رَسُولِ اللهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فَاخبراهُ، فقال اَیُّکُمَا قَتَلَه، قَالَ کُلُّ وَاحِدٍ مِنهُمَا اَنَا قَتَلتُه، فَقَالَ هَل مَسَحتُمَا سَیفَیکُمَا قَالَا لا فَنَظَرَ فِی السَّیفَینِ فَقَالَ کِلَاکُمَا قَتَلَه، وَسَلَبُه، لِمُعَاذِ بنِ عمرِو بنِ الجَمُوحِ وَکَانَا مَعَاذ بنَ عَفرَاءَ

باب ۹۸۸۔ جس نے کافر مقتول کے ساز و سامان میں سے خمس نہیں لیا اور جس نے کسی کو (لڑائی میں) قتل کیا تو مقتول کا سامان اسی کو ملے گا بغیر اس میں سے خمس نکالے ہوئے اور اس کے متعلق امام کا حکم

۱۲۵۰۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی میں، میں صف کے ساتھ کھڑا تھا، میں نے جو دائیں بائیں نظر کی، تو میرے دونوں طرف قبیلہ انصار کے دو نو عمر لڑکے کھڑے تھے، میں نے سوچا، کاش میں ان کی وجہ سے مضبوط ہوتا، ایک نے میری طرف اشارہ کیا اور پوچھا، چچا، آپ ابوجہل کو بھی پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں، لیکن بیٹے تم لوگوں کو اس سے کیا کام ہے؟ لڑکے نے جواب دیا مجھے معلوم ہوا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر مجھے وہ مل گیا تو اس وقت تک میں اس سے جدا نہ ہوں گا، جب تک ہم سے کوئی، جس کے مقدر میں پہلے مرنا ہوگا، مر نہ جائے گا، مجھے اس پر بڑی حیرت ہوئی (کہ اس نو عمری میں اتنے جرات مندانہ حوصلہ رکھتا ہے) پھر دوسرے نے اشارہ کیا اور وہی باتیں اس نے بھی کہیں۔ ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے کہ مجھے ابوجہل دکھائی دیا، جو لوگوں میں (کفار کے لشکر میں) برابر پھر رہا تھا، میں نے ان لڑکوں سے کہا کہ جس کے متعلق تم پوچھ رہے تھے وہ سامنے (پھرتا ہوا نظر آرہا ہے) دونوں نے اپنی تلواریں سنبھالیں اور اس پر جھپٹ پڑے اور حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اطلاع دی، آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم دونوں میں

وَمعاذَ بنَ عمرِو بنِ الجموحِ۔

سے اسے قتل کس نے کیا ہے؟ دونوں جوانوں نے کہا کہ میں نے کیا ہے۔ اس لئے آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ کیا اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں پھر آنحضور ﷺ نے دونوں تلواروں کو دیکھا اور فرمایا کہ تم دونوں ہی نے اسے قتل کیا ہے اور اس کا ساز وسامان معاذ بن عمرو بن جموح کو ملے گا۔ یہ دونوں نوجوان معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جموح تھے (رضی اللہ عنہما)۔

باب ۹۸۹. مَاكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي المؤلفةَ قلُوبُهُمْ وَغَيْرَهُمْ مِنَ الْخُمُسِ و نحوه

باب ۹۸۹۔ نبی کریم ﷺ جو کچھ مؤلفہ القلوب اور دوسرے لوگوں کو خمس وغیرہ دیا کرتے تھے

(۱۲۵۱) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰه عنه قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّي اُعْطِي قُرَيْشًا اَتَأَلَّفُهُمْ لِاَنَّهُمْ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ۔

۱۲۵۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قریش کو میں تالیف قلب کے لئے دیتا ہوں، کیونکہ جاہلیت سے ابھی نکلے ہیں۔

وَ قَالَ انسُ بنُ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ نَاسًا مِنَ الانصار قَالُوا لِرَسُوْلِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَمْوَالِ هَوَازِنَ مَا افاء اللّٰهُ فَطَفِقَ يُعْطِي رِجَالًا مِنْ قُرَيْشٍ الْمِأَةَ مِنَ الْاِبِلِ فقالوا يغفر اللّٰهُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي قُرَيْشًا وَيَدَعُنَا وَسُيُوْفُنَا تَقْطُرُ مِنْ دِمَائِهِمْ قَالَ اَنَسٌ فَحُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَقَالَتِهِمْ فَاَرْسَلَ اِلَى الْاَنْصَارِ فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ وَلَمْ يَدَعْ مَعَهُمْ احدًا غَيْرَهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا جَاءَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا كَانَ حَدِيْثٌ بَلَغَنِي عَنْكُمْ قَالَ لَهٗ فُقَهَاؤُهُمْ اَمَّا ذَوُوْا ارائنا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يَقُوْلُوْا شَيْئًا۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو قبیلہ ہوازن کے اموال میں سے غنیمت دی اور آنحضور ﷺ قریش کے چند اصحاب کو (تالیف قلب کی غرض سے) سو سو اونٹ دینے لگے تو بعض انصاری صحابہ نے کہا، اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کی مغفرت کرے آنحضور ﷺ قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں نظر انداز کر دیا ہے حالانکہ ان کا خون ہماری تلواروں سے ٹپک رہا ہے انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضور ﷺ کے سامنے جب اس گفتگو کا ذکر ہوا تو آپ نے انصار کو بلایا اور انہیں چمڑے کے ایک خیمے میں جمع کیا ان کے سوا کسی دوسرے صحابی کو آپ نے نہیں بلایا تھا جب سب حضرات جمع ہو گئے تو آنحضور ﷺ بھی تشریف لائے اور دریافت فرمایا کہ آپ لوگوں کے بارے میں جو بات مجھے معلوم ہوئی وہ کہاں تک صحیح ہے؟ انصار کے سمجھ دار صحابہؓ نے عرض کیا، یارسول اللہ! ہمارے صاحب فہم و رائے افراد کوئی ایسی بات زبان پر نہیں لائے ہیں۔

(۱۲۵۲) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّهٗ بينا هُوَ مَعَ رسولِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ النَّاسُ مُقْبِلًا مِنْ حُنَيْنٍ عَلِقَتْ رسول اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الاعْرَابُ يسألونهٗ حتى اضطَرُّوهُ اِلٰى سَمُرَةٍ فَخَطِفَتْ رداءه فوَقَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۱۲۵۲۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے آپ کے ساتھ صحابہ کی فوج تھی، حنین کے غزوے سے واپسی ہو رہی تھی، راستے میں کچھ بدو آپ ﷺ سے مانگنے لگے اور اتنا اصرار شروع کر دیا کہ آپ کو ایک ببول کے سایہ میں آنا پڑا، آنحضور ﷺ وہیں رک گئے، چادر مبارک ببول کے کانٹوں سے الجھ کر اوپر چلی گئی (اور

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْطُوْنِی رِدَائِی فَلَو كَانَ عَدَدُ هٰذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا لَقَسَمْتُه' بَيْنَكُمْ ثُمَّ لَاتَجِدُوْنِی بَخِيْلًا وَلَا كَذُوْبًا وَلَا جَبَانًا۔

بدوؤں نے اسے اپنے قبضہ میں کرلیا) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میری چادر واپس کردو، اگر میرے پاس اس کانٹے دار بڑے درخت کی تعداد میں مویشی ہوتے تو وہ بھی میں تم میں تقسیم کردیتا۔ مجھے تم بخیل، جھوٹا اور بزدل نہیں پاؤ گے۔

(۱۲۵۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعليه بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِيظُ الحاشِيَةِ فَاَدْرَكَه' اَعْرَابِیٌّ فَجَذَبَه' جَذْبَةً شَدِيْدَةً حَتّٰى نَظَرْتُ الى صَفْحَةِ عَاتِقِ النبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قد اَثَّرَتْ بِه حَاشِيَةَ الرداء من شدةِ جَذْبَتِهٖ ثُمَّ قَالَ مُرْلِی مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِیْ عِنْدَكَ فالتفتَ اِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ اَمَرَلَه' بِعَطَاءٍ۔

۱۲۵۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا آپ نجران کی بنی ہوئی چوڑے حاشیہ کی ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک اعرابی آپ کے قریب پہنچے اور انہوں نے بڑی شدت کے ساتھ چادر پکڑ کر کھینچی، میری نظر شانہ مبارک پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ کھینچنے والے کی شدت کی وجہ سے چادر کے حاشیہ پر اثر پڑ گیا ہے! پھر ان اعرابی نے کہا کہ اللہ کا جو مال آپ کے ساتھ ہے اس میں سے مجھے بھی دینے کا حکم فرمائیے، آنحضور ان کی طرف متوجہ ہوئے اور مسکرائے، پھر آپ نے انہیں دینے کا حکم فرمایا۔

(۱۲۵٤) عَنْ عَبْدِاللّٰه رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اٰثَرَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنَاسًا فِی الْقِسْمَةِ فاعطَى الْاَقْرَعَ بن حابس مائة من الابل واعطى عيينةَ مثل ذٰلك واعطى اُنَاسًا مِنْ اشراف العَرَبِ فَاٰثَرَهُمْ يومئذٍ فِی الْقِسْمَةِ قَالَ رَجُلٌ واللّٰهِ اِنَّ هٰذِهِ الْقِسْمَةُ مَاعُدِلَ فِيْهَا وَمَا اُرِيْدَبِهَا وَجْهُ اللّٰه فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَاُخْبِرَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ فَاَخْبَرْتُه' فَقَالَ فَمَنْ يَعْدِلُ اِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُه' رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ اُوْذِیَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ۔

۱۲۵٤۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، حنین کی لڑائی کے بعد نبی کریم ﷺ نے (غنیمت کی) تقسیم میں بعض حضرات کے ساتھ (تالیف قلب کے لئے) ترجیحی معاملہ کیا، اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دیئے، اتنے ہی اونٹ عیینہ رضی اللہ عنہ کو دیئے، اسی طرح اس زور بعض دوسرے اشراف عرب کے ساتھ بھی تقسیم میں آپ نے ترجیحی سلوک کیا، اس پر ایک شخص (معتب بن قیشر منافق) نے کہا کہ خدا کی قسم اس میں نہ تو عدل کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اس سے مقصود رہی ہے میں نے کہا کہ واللہ! اس کی اطلاع میں رسول اللہ ﷺ کو ضرور دوں گا، چنانچہ میں آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی آنحضور ﷺ نے سن کر فرمایا، اگر اللہ اور اس کا رسول بھی عدل نہ کرے تو پھر کون کرے گا، اللہ تعالیٰ موسیٰ پر رحم فرمائے کہ انہیں اس سے بھی زیادہ اذیتیں پہنچائی گئیں تھیں اور انہوں نے صبر کیا تھا۔

باب ۹۹۰. مَايُصِيبُ مِنَ الطَّعَامِ فِیْ اَرْضِ الْحَرْبِ

باب ۹۹۰۔ دارالحرب میں کھانے کے لئے جو چیزیں ملیں

(۱۲۵۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تعالى عَنْهُمَا قَالَ كُنَّا نُصِيْبُ فِی مغازينا الْعَسَلَ وَالعِنَبَ فَنَاْكُلُه' وَلا نَرْفَعُه۔

۱۲۵۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ (نبی کریم ﷺ کے عہد میں) غزووں میں ہمیں شہد اور انگور ملتا تھا ہم اسے کھاتے تھے (جتنا کھا سکتے تھے) لیکن اسے جمع نہیں کرتے تھے۔

باب ۱۹۹۔ الجزیۃ والموادعۃ مع اھل الحرب

(۱۲۵۶) عُمرَ بن الخطابؓ قَبلَ مَوتِہِ بِسَنَۃٍ فَرِّقُوا بَینَ کُلِّ ذِی مَحرَمٍ مِنَ المَجُوسِ وَلَم یَکُن عمرُ اَخذَ الجزیۃَ من المجوسِ حتّٰی شَہِدَ عبدُالرحمٰن بنُ عوفٍ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَخذَھا مِن مَجُوسِ ھَجَرَ۔

باب۔ ذمیوں سے جزیہ لینے، دارالحرب سے معاہدہ کرنے سے متعلق

۱۲۵۶۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایک مکتوب ان کی وفات سے پہلے اہل بصرہ کے پاس آیا کہ مجوسیوں کے ہر ذی رحم میں (اگر انہوں نے اس کے باوجود آپس میں شادی کر لی ہو تو) جدائی کرا دو۔ عمر رضی اللہ عنہ مجوسیوں سے جزیہ نہیں لیتے تھے، لیکن جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجر کے مجوسیوں سے جزیہ لیا تھا (تو آپ بھی لینے لگے تھے۔)

(۱۲۵۷) عَن عَمرِو بنِ عوفٍ الانصاریؓ وھو حلیفُ بنی عامر بن لُؤَیّ وکانَ شَہِدَ بدرًا اخبرہٗ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ علیہِ وَسَلَّمَ بعث اباعبیدۃَ بنَ الجراحِ اِلَی البحرین یأتی بجزیتِھا وکانَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ھُوَ صَالَحَ اَھلَ البحرین وَاَمَّرَ عَلَیھِمُ العلاءَ بنَ الحَضرَمِیِّ فَقَدِمَ ابو عُبَیدَۃَ بِمالٍ من البحرین فَسَمِعَتِ الانصارُ بِقُدُومِ اَبی عُبَیدَۃَ فوَافَت صَلَاۃَ الصبحِ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صلی بِھِمُ الفجرَ انصَرَفَ فتَعَرَّضُوا لہٗ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ حین رآھم وقالَ اَظُنُّکُم قَد سَمِعتُم اَنَّ اَبا عُبَیدَۃَ قَدجآءَ بشیءٍ قَالُوا اَجَل یَارَسُولَ اللّٰہِ قَالَ فَابشِرُوا وَاَمِّلُوا مَایَسُرُّکُم فَوَاللّٰہِ لَا الفَقرَ اَخشٰی علیکم وَلٰکِن اَخشٰی عَلَیکُم اَن تُبسَطَ عَلَیکُمُ الدُّنیَا کَمَا بُسِطَت عَلٰی مَن کَانَ قَبلَکُم فتَنَافَسُوھَا کَمَاتَنَافَسُوھَا وَتُھلِکَکُم کَمَا اَھلَکَتھُم۔

۱۲۵۷۔ حضرت عمرو بن عوف انصاری رضی اللہ عنہ نے خبر دی آپ بنی عامر بن لوی کے حلیف تھے اور جنگ بدر میں شریک تھے، آپ نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کو بحرین جزیہ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا، آنحضور ﷺ نے بحرین کے لوگوں سے صلح کی تھی اور ان پر علاء بن حضرمی رضی اللہ عنہ کو حاکم بنایا تھا، جب ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین کا مال لے کر آئے تو انصار کو بھی معلوم ہوا کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ آ گئے ہیں، چنانچہ فجر کی نماز سب حضرات نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ پڑھی، جب نماز آنحضور ﷺ پڑھا چکے تو لوگ آنحضور ﷺ کے سامنے آئے، آنحضور ﷺ انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ میرا خیال ہے، تم نے سن لیا ہے کہ ابوعبیدہؓ کچھ لے کر آئے ہیں؟ انصار رضی اللہ عنہم نے عرض کیا جی ہاں، یارسول اللہ! آنحضور ﷺ نے فرمایا، تمہیں خوش خبری ہو، اور اس چیز کے لئے تم پرامید رہو جس سے تمہیں خوشی ہوگی لیکن خدا کی قسم، میں تمہارے بارے میں محتاجی اور فقر سے نہیں ڈرتا) مجھے خوف ہے تو اس بات کا کہ دنیا کے دروازے تم پر اس طرح کھول دیئے جائیں گے جیسے تم سے پہلے لوگوں پر کھول دیئے گئے تھے اور پھر جس طرح انہوں نے اس کے لئے منافست کی تھی تم بھی منافست میں پڑ جاؤ گے اور یہی چیز تمہیں بھی اسی طرح ہلاک کر دے گی جیسے تم سے پہلی امتوں کو اس نے ہلاک کیا تھا۔

(۱۲۵۸) بَعَثَ عُمَرُ النَّاسَ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ) فِی اَفنَاءِ الاَمصَارِ یُقَاتِلُونَ المُشرِکِینَ فَاَسلَمَ الھُرمُزَانُ فَقَالَ اِنِّی مُستَشِیرُکَ فِی مَغَازِیَّ ھٰذِہٖ قَالَ نَعَم مَثَلُھَا وَمَثَلُ مَن فِیھَا مِنَ الناسِ مِن عَدُوِّ المُسلِمِینَ مَثَلُ طَائِرٍ لَہٗ رَاسٌ وَلَہٗ جناحَانِ وَلَہٗ رِجلَانِ فَاِن کُسِرَ

۱۲۵۸۔ کفار سے جنگ کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فوجوں کو (فارس کے) شہروں کی طرف بھیجا تھا (جب لشکر قادسیہ پہنچا اور لڑائی کا نتیجہ مسلمانوں کے حق میں نکلا) تو ہرمزان (شوستر کا حاکم) نے اسلام قبول کر لیا (عمر رضی اللہ عنہ اس کے بعد اہم معاملات میں اس سے مشورہ لیتے تھے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا کہ تم سے ان (ممالک

اَحَدُ الجَنَاحَيْنِ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ بِجَنَاحٍ وَّالرَّاسِ فَاِنْ نُسِرَ الْجَنَاحُ الاٰخَرُ نَهَضَتِ الرِّجْلَانِ وَالرَّاسُ وَاِنْ شُدِخَ الرَّاسُ ذَهَبَتِ الرِّجْلَانِ وَالجَنَاحَانِ وَالرَّاسُ فَالرَّاسُ كِسْرىٰ وَالْجَنَاحُ قَيْصَرُ وَالْجَنَاحُ الاٰخَرُ فَارِسُ فَمُرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلْيَنْفِرُوْا اِلٰى كِسْرىٰ وَقَالَ بكرو زِيَادٌ جَمِيْعًا عن جُبَيْرِ بْنِ حَيَّةَ قَالَ فَنَدَبَنَا عمرُو اسْتَعْمَلَ علينا النعمانَ بن مُقَرِّنٍ حَتّٰى اِذَا كُنَّا بِاَرْضِ الْعَدُوِّ وَ خَرَجَ عَلَيْنَا عَامِلُ كِسْرىٰ فِي اَرْبَعِيْنَ اَلْفًا فَقَامَ تَرْجُمَانٌ فَقَالَ لِيُكَلِّمْنِي رَجُلٌ مِنكُمْ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ سَلْ عَمَّا شِئْتَ قَالَ مَا اَنْتُمْ قَالَ نَحْنُ اُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ كُنَّا فِي شَقَاءٍ شَدِيْدٍ وَبَلَاءٍ شَدِيْدٍ نَمَصُّ الْجِلْدَ وَالنَّوٰى من الْجُوْعِ وَنَلْبَسُ الْوَبَرَ وَالشَّعَرَ وَنَعْبُدُ الشَّجَرَ وَالْحَجَرَ فَبَيْنَا نَحْنُ كَذٰلِكَ اِذْبَعَثَ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْاَرْضِيْنَ تَعَالٰى ذِكْرُهٗ وَجَلَّتْ عَظَمَتُهٗ اِلَيْنَا نَبِيًّا مِنْ اَنْفُسِنَا نَعْرِفُ اَبَاهُ وَاُمَّهٗ فَاَمَرَنَا نَبِيُّنَا رَسُوْلُ رَبِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُقَاتِلَكُمْ حَتّٰى تَعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ اَوْتُؤَدُّوا الْجِزْيَةَ وَ اَخبَرَنَا نبينَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رِسَالَةِ رَبِّنَا اَنَّهٗ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ اِلَى الْجَنَّةِ فِي نَعِيْمٍ لَمْ يُرَمِثْلَهَا قَطُّ وَمَنْ بَقِيَ مِنَّا مَلَكَ رِقَابَكُمْ فَقَالَ النُّعْمَانُ رُبَّمَا اَشْهَدَكَ اللّٰهُ مِثْلَهَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْدِمْكَ وَلَمْ يُخْزِكَ وَلٰكِنِّي شَهِدْتُ الْقِتَالَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا لَمْ يُقَاتِلْ فِي اَوَّلِ النَّهَارِ انْتَظَرَ حَتّٰى تَهُبَّ الْاَرْوَاحُ وَتَحضُرَ الصَّلٰوَاتُ۔

فارس وغیرہ) پر مہم بھیجنے کے سلسلے میں مشورہ چاہتا ہوں اس نے کہا کہ جی ہاں! اس ملک کی مثال اور اس میں رہنے والے اسلام دشمن باشندوں کی مثال ایک ایسے پرندے جیسی ہے جس کے سر ہے دو بازو ہیں اور دو پاؤں ہیں اگر اس کا ایک بازو توڑ دیا جائے تو وہ اپنے دونوں پاؤں پر ایک بازو اور ایک پر کے ساتھ کھڑا رہ سکتا ہے اگر دوسرا بازو بھی توڑ دیا جائے تو وہ اپنے دونوں پاؤں اور سر کے ساتھ کھڑا رہ سکتا ہے، لیکن اگر سر توڑ دیا جائے تو دونوں پاؤں، دونوں بازو اور سر سب بےکار رہ جاتا ہے پس سر تو کسریٰ ہے ایک بازو قیصر ہے اور دوسرا فارس! اس لئے آپ مسلمانوں کو حکم دیجئے کہ پہلے وہ کسریٰ پر حملہ کریں بکر بن عبداللہ اور زیاد بن جبیر دونوں حضرات نے بیان کیا کہ ان سے جبیر بن حیہ نے بیان کیا (اسی مشورہ کے مطابق) ہمیں عمر رضی اللہ عنہ نے طلب فرمایا (غزوہ کے لئے) اور نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ کو ہمارا امیر مقرر کیا، جب ہم دشمن کی سر زمین (نہاوند) کے قریب پہنچے تو کسریٰ کا عامل چالیس ہزار کا لشکر لے کر ہماری طرف بڑھا، پھر ایک ترجمان نے سامنے آ کر کہا کہ تم میں سے کوئی ایک شخص (معاملات پر) گفتگو کرے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے (مسلمانوں کی نمائندگی کی اور) فرمایا کہ جو تمہارے مطالبات ہوں انہیں بیان کرو، اس نے پوچھا، آخر تم لوگ ہو کون؟ مغیرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم عرب کے رہنے والے ہیں ہم انتہائی بدبختیوں اور مصیبتوں میں مبتلا تھے، بھوک کی شدت میں ہم چمڑے اور گٹھلیاں چوسا کرتے تھے اون اور بال ہماری پوشاک تھی اور پتھروں اور درختوں کی ہم پرستش کیا کرتے تھے، ہماری مصیبتیں اسی طرح قائم تھیں کہ آسمان اور زمین کے رب نے، جس کا ذکر اپنی تمام عظمت وجلال کے ساتھ سر بلند ہے، ہماری طرف ہماری ہی طرح (کے انسانی عادات وخصائص رکھنے والا) نبی بھیجا، ہم اس کے باپ اور ماں، (یعنی خاندان کی عالی نسبی) کو جانتے ہیں، انہی ہمارے نبی یعنی اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تم سے جنگ اس وقت تک کرتے رہیں جب تک تم اللہ وحدہ کی عبادت نہ کرنے لگو، یا پھر (عدم اسلام کی صورت میں) جزیہ دینا نہ قبول کرلو، اور ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں اپنے رب کا یہ پیغام بھی پہنچایا ہے کہ (اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے لڑتے ہوئے) ہمارا جو فرد بھی قتل کیا جائے گا وہ جنت میں جائے گا، جہاں اسے آرام وراحت ملے گی اور جو افراد ان میں سے زندہ باقی رہ جائیں

گے وہ (فتح حاصل کر کے) تم پر حاکم بن سکیں گے پھر (اس مسئلہ پر گفتگو کرتے ہوئے کہ جنگ کب شروع کیا جائے) نعمان بن مقرن رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسی جیسی جنگوں کے مواقع پر بارہا نبی کریم ﷺ کے ساتھ رکھا اور ان تمام مواقع پر تمہیں کوئی ندامت نہ اٹھانی پڑی اور نہ کوئی رسوائی! اسی طرح میں بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک رہا ہوں۔ اور آنحضور ﷺ کا معمول تھا کہ اگر آپ دن کے ابتدائی حصے میں جنگ شروع نہ کرتے تو انتظار کرتے یہاں تک کہ ہوائیں چلنے لگتیں اور نماز کا وقت ہو جاتا (تب جنگ شروع کرتے، نماز ظہر سے فارغ ہو کر)۔

باب ۹۹۲. اِذَا وَادَعَ الْاِمَامُ مَلِکَ الْقَرْیَۃِ ھَلْ یَکُونُ ذٰلِکَ لَبَقِیَّتِھِمْ

باب ۹۹۲۔ اگر امام کسی شہر کے حاکم سے کوئی معاہدہ کرے تو کیا شہر کے تمام دوسرے افراد پر بھی معاہدہ کے احکام نافذ ہوں گے

(۱۲۵۹) عَنْ اَبِی حُمَیْدِ السَّاعِدِیِ قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَبُوکَ واھدٰی مَلِکُ اَیْلَۃَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَغْلَۃً بَیْضَاءَ وَکَسَاہُ بردًا وکتب لہ' بِبَحْرِھِمْ۔

۱۲۵۹۔ حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہم غزوۂ تبوک میں شریک تھے اور ایلہ کے حاکم نے آنحضور ﷺ کو ایک سفید خچر اور ایک چادر ہدیہ میں بھیجی تھی اور آنحضور ﷺ نے ایک دستاویز کے ذریعہ اس کے ملک پر اسے حاکم باقی رکھا۔

باب ۹۹۳. اِثْمِ مَنْ قَتَلَ مُعَاھَداً بِغَیْرِ جُرْمٍ

باب ۹۹۳۔ جس کسی نے کسی جرم کے بغیر کسی معاہد کو قتل کیا

(۱۲۶۰) عَنْ عَبْدِاللّٰہ بن عمرٍو رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَتَلَ مُعَاھدًا لَمْ یُرِحْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَاِنَّ رِیْحَھَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِیْرَۃِ اَرْبَعِیْنَ عَامًا

۱۲۶۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے کسی معاہد کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پا سکے گا، حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے۔

باب ۹۹۴. اِذَا غَدَرَ الْمُشْرِکُوْنَ بِالْمُسْلِمِیْنَ ھَلْ یُعْفٰی عَنْھُمْ

باب ۹۹۴۔ کیا مسلمانوں کے ساتھ کئے ہوئے عہد کے توڑنے والے غیر مسلموں کو معاف کیا جا سکتا ہے

(۱۲۶۱) عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ اُھْدِیتہ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَاۃٌ فِیْھَا سَمٌّ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اجْمِعُوا اِلَیَّ مَنْ کَانَ ھٰھُنَا مِنْ یَھُوْدَ فَجُمِعُوْا لہ' فَقَالَ اِنِّی سَائِلُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَھَلْ اَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْہُ فَقَالُوا نَعَمْ قَالَ لَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبُوْکُمْ قَالُوْا فُلَانٌ فَقَالَ کَذَبْتُمْ بَلْ اَبُوْکُمْ فَلَانٌ قَالُوْا صَدَقْتَ قَالَ فَھَلْ اَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْ شَیْءٍ اِنْ سَاَلْتُ عَنْہُ فَقَالُوْا

۱۲۶۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب خیبر فتح ہوا تو (یہودیوں کی طرف سے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بکری کے ایسے گوشت کا ہدیہ پیش کیا گیا جس میں زہر تھا، اس پر آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ جتنے یہودی یہاں موجود ہیں انہیں میرے پاس جمع کرو چنانچہ سب آ گئے اس کے بعد آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ دیکھو، میں تم سے ایک بات پوچھوں گا، کیا تم لوگ صحیح صحیح واقعہ بیان کر دو گے؟ سب نے کہا کہ جی ہاں! آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے والد کون تھے؟ انہوں نے کہا کہ فلاں! آنحضور ﷺ نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو،

نَعَمْ يَااَبَاالْقَاسِمِ وَاِنْ كَذَبْنَا عرفت كِذْبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِي اَبِينَا فَقَالَ لَهُمْ مَنْ اَهْلُ النَّارِ قَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُونَا فِيْهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِخْسَأُوْا فِيْهَا وَاللّٰهِ لَانَخْلُفُكُمْ فِيْهَا اَبَدًا ثُمَّ قَالَ هَلْ اَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ اِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَااَبَاالْقَاسِمِ قَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هٰذِهِ الشَّاةِ سُمًّا قَالُوْا نَعَمْ قَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ قَالُوْا اَرَدْنَا اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا نَسْتَرِيحُ وَ اِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ۔

تمہارے والد تو فلاں تھے سب نے کہا کہ آپ سچ فرماتے ہیں پھر آنحضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ اگر میں تم سے ایک اور بات پوچھوں تو تم صحیح واقعہ بیان کردو گے؟ سب نے کہا، جی ہاں، یا ابا القاسم! اور اگر ہم جھوٹ بھی بولیں تو آپ ہمارے جھوٹ کو اسی طرح پکڑ لیں گے جس طرح آپ نے ابھی ہمارے والد کے بارے میں ہمارے جھوٹ کو پکڑ لیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کے بعد دریافت فرمایا کہ دوزخ میں جانے والے لوگ کون ہیں انہوں نے کہا کہ کچھ دنوں کے لئے تو ہم اس میں جائیں گے لیکن پھر آپ لوگ ہماری جگہ داخل کر دیئے جائیں گے (اور ہم جنت میں چلے جائیں گے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس میں برباد رہو، خدا گواہ ہے کہ ہم تمہاری جگہ اس میں کبھی داخل نہیں کئے جائیں گے، پھر آپ نے دریافت فرمایا کہ اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو کیا تم مجھ سے صحیح واقعہ بتادو گے؟ اس مرتبہ بھی انہوں نے کہا کہ ہاں اے ابوالقاسم! آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں، آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ایسا تم نے کیوں کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں (نبوت میں) تو ہمیں آرام مل جائے گا (آپ کے زہر کھالینے کے بعد) اور اگر آپ واقعی نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

باب ۹۹۵. الْمُوَادَعَةِ وَالْمُصَالَحَةِ مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ بِالْمَالِ وَغَيْرِهِ وَاِثْمِ مَنْ لَمْ يَفِ بِالْعَهْدِ

(۱۲۶۲) عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِي حَثْمَةَ قَالَ انطلق عبدُاللّٰه بْنُ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةُ ابْنِ مَسْعُوْدِ بنِ زَيْدِ اِلٰى خَيْبَرَ وهى يومئذ صُلْحٌ فتفرقا فاتى محيصة الى عبداللّٰه بن سهل وَهُوَ يَتَشَحَّطُ فِي دَمِهٖ قتيلًا فَدَفَنَهُ ثُمَّ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ فَانْطَلَقَ عبدُالرحمٰن ابن سهل وَمُحَيصه وَحُوَيِّصَته ابنا مَسْعُوْد اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ كَبِّرْ كَبِّرْ وَهُوَ اَحْدَثُ الْقَوْمِ فَسَكَتَ فَتَكَلَّمَا فَقَالَ اَتَحْلِفُوْنَ وَتَسْتَحِقُّوْنَ قَاتِلَكُمْ اَوْ صَاحِبَكُمْ قَالُوْا وَكَيْفَ نَحْلِفُ

باب ۹۹۵۔ مشرکین کے ساتھ مال وغیرہ کے ذریعہ صلح اور معاہدہ اور عہد شکنی کرنے والے پر گناہ کا بیان

۱۲۶۲۔ حضرت سہل بن ابی حثمہؓ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن سہل اور محیصہ بن مسعود بن زید رضی اللہ عنہ خیبر گئے، ان دنوں خیبر (کے یہودیوں سے مسلمانوں کی) صلح تھی، پھر دونوں حضرات (خیبر پہنچ کر اپنے اپنے کاموں کے لئے) جدا ہو گئے۔ اس کے بعد محیصہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن سہلؓ کے پاس آئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ انہیں کسی نے شہید کر دیا ہے اور وہ خون میں تڑپ رہے ہیں (جب روح قبض ہو گئی تو) انہوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دفن کر دیا۔ پھر مدینہ آئے۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن بن سعد (عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بھائی) اور مسعود کے دونوں صاحبزادے محیصہ اور حویصہ رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ گفتگو

وَ لَمْ نَشْهَدْ لَمْ نَرَ قَالَ فَتُبْرِئُكُمْ يَهُودُ بِخَمْسِينَ فَقَالُوا كَيْفَ نَأْخُذُ أَيْمَانَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَعَقَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے شروع کی تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو صاحب عمر میں بڑے ہوں انہیں گفتگو کرنی چاہئے۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سب سے کم عمر تھے۔ چنانچہ وہ خاموش ہو گئے اور محیصہ اور حویصہ رضی اللہ عنہما نے گفتگو شروع کی آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا تم لوگ اس پر حلف اٹھا سکتے ہو، تاکہ جس شخص کی نشاندہی قاتل کی حیثیت سے تم کر رہے ہو اس پر تمہارا حق ثابت ہو سکے، ان حضرات نے عرض کیا کہ ہم ایک ایسے معاملے میں قسم کس طرح کھا سکتے ہیں جس کا ہم نے خود مشاہدہ نہ کیا ہو، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر کیا یہود تمہارے دعوے سے اپنی برأت اپنی طرف سے پچاس قسمیں پیش کر کے کر دیں؟ ان حضرات نے عرض کیا کہ کفار کی قسموں کا ہم کس طرح اعتبار کر سکتے ہیں! چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے خود اپنے پاس سے ان کی دیت ادا کر دی۔

باب ۹۹۶. هَلْ يُعْفَى عَنِ الذِّمِّي إِذَا سَحَرَ

(۱۲۶۳) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنها) أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحِرَ حَتَّى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ صَنَعَ شَيْئًا وَلَمْ يَصْنَعْهُ۔

باب ۹۹۶۔ ذمی نے کسی پر سحر کر دیا تو کیا اسے معاف کیا جا سکتا ہے

۱۲۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ پر سحر کر دیا گیا تھا تو (اس سحر کے اثر کی وجہ سے بعض اوقات ایسا ہوتا کہ آپ سمجھتے کہ آپ نے فلاں کام کر لیا ہے، حالانکہ آپ نے وہ کام نہ کیا ہوتا۔

فائدہ:۔ علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ آنحضور ﷺ پر عورتوں کے معاملہ میں سحر کر دیا گیا تھا، یعنی آپ ﷺ محسوس کرتے کہ آپ جماع پر قادر ہیں، حالانکہ ایسا نہ ہوتا، آپ نے لکھا ہے کہ سحر کی یہ قسم عوام میں معروف و مشہور ہے اور اردو میں اس کے لئے کہتے ہیں کہ "فلاں مرد کو باندھ دیا۔" آنحضور ﷺ پر جو سحر ہوا تھا وہ اسی حد تک تھا۔ ظاہر ہے کہ اس سے وحی اور شریعت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نبی اپنی زندگی میں بہر حال انسان ہی ہوتا ہے اور انسان کی طرح نفع نقصان بھی اٹھاتا ہے، البتہ وحی اور شریعت کے تمام طریقے محفوظ رہتے ہیں، کیونکہ اس کا تعلق براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہے، وہ قادر و توانا ہے اس لئے وہ خود اپنے پیغام اور وحی کی حفاظت کر سکتا ہے۔ اس بحث سے قطع نظر کہ سحر کی کیا حقیقت ہے، ہمارے یہاں اتنی بات تسلیم شدہ ہے کہ آنحضور ﷺ پر جس طرح کا بھی سحر کیا گیا ہو اور آپ ﷺ جس درجہ بھی اس سے متاثر رہے ہوں۔ بہر حال آپ کی دعوت، خدا کا پیغام اور وحی اس سے قطعاً بے غبار رہی، آپ کو ذہول و نسیان یوں بھی کسی وجہ سے ہو جایا کرتا تھا تو وہ نبوت و رسالت کے منافی نہیں ہے، کیونکہ نبوت سے متعلق کسی بھی معاملہ میں اور وحی کی حفاظت کے کسی بھی طریقہ میں آپ کو کبھی کوئی ذہول یا نسیان نہیں ہوا۔ یہ ملحوظ رہے کہ سحر کا اثر جس درجہ بھی آپ ﷺ پر ہوا تھا وہ ایک معمولی مدت تک تھا، پھر وہ اثر جاتا رہا تھا، جیسا کہ روایت سے ثابت ہے۔

باب ۹۹۷. مَا يُحْذَرُ مِنَ الْغَدْرِ

(۱۲۶۴) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَهُوَ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ فَقَالَ أُعْدُدْ سِتًّا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ

باب ۹۹۷۔ عہد شکنی سے بچا جائے

۱۲۶۴۔ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں غزوہ تبوک کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ اس وقت چمڑے کے ایک خیمے میں تشریف رکھتے تھے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

مَوْتِی ثُمَّ فَتْحُ بَیْتِ الْمَقْدَسِ ثُمَّ مَوْتَانٌ یَاخُذُ فِیْکُمْ کَقُعَاصِ الْغَنَمِ ثُمَّ اسْتِفَاضَةُ الْمَالِ حَتّٰی یُعْطَی الرَّجُلُ مِائَةَ دِیْنَارٍ فَیَظَلُّ سَاخِطًا ثُمَّ فِتْنَةٌ لَایَبْقٰی بَیْتٌ مِنَ الْعَرَبِ اِلَّا دَخَلَتْهُ ثُمَّ هُدْنَةٌ تَکُوْنُ بَیْنَکُمْ وَ بَیْنَ بَنِی الْاَصْفَرِ فَیَغْدِرُوْنَ فَیَاتُوْنَکُمْ تَحْتَ ثَمَانِیْنَ غَایَةٍ تَحْتَ کُلِّ غَایَةٍ اثْنَا عَشَرَ اَلْفًا۔

قیامت کی چھ شرطیں شمار کرلو، میری موت، پھر بیت المقدس کی فتح، پھر ایک وبا جو تم میں اتنی شدت سے پھیلے گی جیسے بکریوں میں طاعون پھیل جاتا ہے۔ پھر مال کی کثرت اس درجہ میں کہ ایک شخص سو دینار بھی اگر کسی کو دے گا تو اسے اس پر ناگواری ہوگی۔ پھر فتنہ، اتنا ہلاکت خیز کہ عرب کا کوئی گھر باقی نہ رہے گا جو اس کی لپیٹ میں نہ آ گیا ہوگا، پھر صلح، جو تمہارے اور بنی الاصفر (روم) کے درمیان ہوگی، لیکن وہ عہد شکنی کریں گے اور ایک عظیم لشکر کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے اس میں اسی علم ہوں گے اور ہر علم کے تحت بارہ ہزار فوج ہوگی۔

باب ۹۹۸. اِثْمُ من عَاهَدَ ثُمَّ غَدَر

۲۷۹۔ معاہدہ کرنے کے بعد عہد شکنی کرنے والے پر گناہ

(۱۲۶۵) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنه قَالَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا لَمْ تَجْتَبُوْا دِیْنَارًا وَّلَادِرْهَمًا فَقِیْلَ لَه' فَکَیْفَ تَرٰی ذٰلِكَ کَائِنًا یَااَبَاهُرَیْرَةَ قَالَ اِیْ وَالَّذِیْ نَفْسُ اَبِی هُرَیْرَةَ بِیَدِهٖ عَنْ قَوْلِ الصَّادِقِ الْمَصْدُوْقِ قَالُوْا عَمَّ ذَاكَ قَالَ تُنْتَهَكُ ذِمَّةُ اللّٰهِ وَذِمَّةُ رَسُوْلِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَشُدُّ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قُلُوْبَ اَهْلِ الذمه فَیَمْنَعُوْنَ مَافِیْ اَیْدِیْهِمْ۔

۱۲۶۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا، جب نہ تمہیں درہم ملے گا اور نہ دینار (جزیہ اور خراج کے طور پر) اس پر کسی نے کہا کہ جناب ابو ہریرہ! آپ کس بنیاد پر فرماتے ہیں کہ ایسا ہو سکے گا؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ وقدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے، یہ صادق المصدوق ﷺ کا ارشاد ہے لوگوں نے پوچھا تھا کہ یہ کیسے ہو جائے گا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کا عہد (جو اسلامی حکومت غیر مسلموں سے ان کی جان و مال کی حفاظت کے لئے کرے گی) توڑا جانے لگے گا تو اللہ تعالیٰ بھی ذمیوں کے دلوں کو سخت کر دے گا اور وہ اپنا مال دینا بند کر دیں گے۔

باب ۹۹۹. اِثْمُ الْغَادِرِ لِلْبَرِّ وَالْفَاجِرِ

باب ۹۹۹۔ عہد شکنی کرنے والے پر گناہ، عہد نیک یا بے عمل کیساتھ

(۱۲۶۶) عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِکُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ اَحَدُهُمَا یُنْصَبُ وَقَالَ الْاٰخَرُ یُرٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ یُعْرَفُ بِهٖ۔

۱۲۶۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن ہر عہد شکن کے لئے ایک جھنڈا ہوگا ان میں سے ایک صاحب نے یہ بیان کیا کہ وہ جھنڈا گاڑ دیا جائے گا۔ (اس کے غدر کی علامت کے طور پر) اور دوسرے صاحب نے بیان کیا کہ اسے قیامت کے دن سب دیکھیں گے اس کے ذریعہ اسے پہچانا جائے گا۔

كِتَابُ بَدْءِ الْخَلْقِ

مخلوق کی ابتداء

باب ١٠٠٠ . مَاجَاءَ فِي قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ

باب ۱۰۰۰۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے متعلق روایات کہ اللہ ہی ہے جس نے مخلوق کو پہلی مرتبہ پیدا کیا اور وہی پھر دوبارہ (موت کے بعد) زندہ کرے گا اور یہ (دوبارہ زندہ کرنا) تو اور بھی آسان ہے (تمہارے مشاہدے کی حیثیت سے)

(١٢٦٧) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ جَاءَ نَفَرٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَابَنِي تَمِيمٍ اَبْشِرُوا قَالُوا بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا فَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ فَجَاءَهُ اَهْلُ الْيَمَنِ فَقَالَ يَااَهْلَ الْيَمَنِ اِقْبَلُوا الْبُشْرٰى اِذْلَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَبِلْنَا فَاَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ بَدْءَ الْخَلْقِ وَالْعَرْشِ فَجَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَاعِمْرَانُ رَاحِلَتُكَ تَفَلَّتَتْ لَيْتَنِي لَمْ اَقُمْ۔

۱۲۶۷۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ بنی تمیم کے کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ اے بنی تمیم کے لوگو! تمہیں خوشخبری ہو، وہ کہنے لگے کہ بشارت جب آپ نے دی تو اب کچھ ہمیں دیجئے بھی! اس پر حضور اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا، پھر آپ کی خدمت میں یمن کے لوگ آئے تو آپ نے ان سے فرمایا کہ اے یمن کے لوگو! جب بنو تمیم کے لوگوں نے خوشخبری کو قبول نہیں کیا تو اب تم اسے قبول کرلو، انہوں نے عرض کیا کہ ہم نے قبول کیا، پھر آنحضور ﷺ مخلوق اور عرش الٰہی کی ابتداء کے متعلق گفتگو فرمانے لگے۔ اتنے میں ایک صاحب آئے اور کہا کہ عمران! تمہاری سواری بھاگ گئی (عمران رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) کاش! (اس اطلاع پر) میں حضور اکرم ﷺ کی مجلس سے نہ اٹھتا۔

(١٢٦٨) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَقَلْتُ نَاقَتِي بِالْبَابِ فَاَتَاهُ نَاسٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ فقال اَقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَابَنِي تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ بَشَّرْتَنَا فَاَعْطِنَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ اقْبَلُوا الْبُشْرٰى يَا اَهْلَ الْيَمَنِ اِذْلَمْ يَقْبَلْهَا بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ قَبِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالُوا جِئْنَاكَ نَسْاَلُكَ عن هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ كَانَ اللّٰهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ غَيْرُهُ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَكَتَبَ فِي الذِّكْرِ كُلَّ شَيْءٍ وَخَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَنَادَى مُنَادٍ ذَهَبَتْ نَاقَتُكَ يَاابْنَ الْحُصَيْنِ فَانْطَلَقْتُ فَاِذَا هِيَ يَقْطَعُ دُوْنَهَا السَّرَابُ فَوَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ اَنِّي كُنْتُ تَرَكْتُهَا۔

۱۲۶۸۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے اونٹ کو دروازے پر باندھ دیا اس کے بعد بنی تمیم کے کچھ لوگ خدمت نبوی ﷺ میں حاضر ہوئے آنحضور ﷺ نے ان سے فرمایا، اے بنو تمیم! بشارت قبول کرو وہ کہنے لگے کہ جب آپ نے ہمیں بشارت دی ہے تو اب دو مرتبہ مال دیجئے۔ پھر یمن کے چند اصحاب خدمت نبوی میں حاضر ہوئے، آنحضور ﷺ نے ان سے بھی یہی فرمایا کہ بشارت قبول کرلو اے یمن کے لوگو! بنو تمیم والوں نے تو نہیں قبول کی انہوں نے عرض کی ہم نے قبول کی یا رسول اللہ! پھر انہوں نے عرض کی، ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں تا کہ آنحضور سے اس (عالم کی پیدائش وغیرہ کے) معاملے کے متعلق سوال کریں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ موجود تھا (ازل سے) اور اس کے سوا کوئی چیز موجود نہ تھی، اس کا عرش پانی پر تھا، لوح محفوظ میں ہر چیز کے متعلق لکھ دیا گیا تھا اور پھر اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین پیدا کی (ابھی یہ کلمات ارشاد فرمارہے تھے کہ) ایک صاحب نے ان سے (راوی حضرات عمران رضی

اللہ عنہ) سے کہا کہ ابن الحصین تمہاری سواری بھاگ گئی، میں اس کے پیچھے دوڑا، لیکن وہ اتنا طویل فاصلہ طے کر چکی تھی کہ سراب بھی وہاں سے نظر نہیں آتا تھا، خدا گواہ ہے، میرا دل بہت پچھتایا کہ کاش میں نے اسے چھوڑ دیا ہوتا (اور آنحضور ﷺ کی حدیث سنی ہوتی)

(۱۲۶۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُرَاهُ یَقُولُ اللّٰهُ شَتَمَنِی ابْنُ اٰدَمَ وَمَا یَنْبَغِی لَه' اَنْ یَّشْتُمَنِیْ وَیُکَذِّبُنِی وَمَا یَنْبَغِی لَه' اَمَّا شَتْمُه' فَقَوْلُه' اِنَّ لِی وَلَدًا وَاَمَّا تَکْذِیْبُه' فَقَوْلُه' لَیْسَ یُعِیْدُنِیْ کَمَا بَدَأَنِیْ۔

۱۲۶۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے، کہ ابن آدم نے مجھے گالی دی اور اس کے لئے یہ مناسب نہ تھا کہ وہ مجھے گالی دیتا، اس نے مجھے جھٹلایا اور اس کے لئے یہ بھی مناسب نہ تھا اس کی گالی یہ ہے کہ وہ کہتا ہے، میرے لڑکا ہے اور اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ جس طرح اللہ نے مجھے پیدا کیا دوبارہ (موت کے بعد) زندہ نہیں کر سکتا۔

(۱۲۷۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَضَی اللّٰهُ الْخَلْقَ کَتَبَ فِیْ کِتَابِهٖ فَهُوَ عِنْدَه' فَوْقَ الْعَرْشِ اِنَّ رَحْمَتِیْ غَلَبَتْ غَضَبِیْ۔

۱۲۷۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ مخلوق کو پیدا کر چکا تو اپنی کتاب (لوح محفوظ) میں جو اس کے پاس عرش پر موجود ہے اس نے لکھا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

فائدہ:۔ آپ جانتے ہیں کہ اس طرح کے تمام الفاظ اور جملے اللہ تعالیٰ کی شان میں، ہماری فہم اور ذہن کی مناسبت سے استعمال کئے جاتے ہیں ورنہ اللہ تعالیٰ جہاں بھی ہے اور جس طرح بھی، اپنی شان حقیقی کے ساتھ ہے، اور اس کی حقیقت سمجھنے سے ہم فانی اور ضعیف انسانوں کے ذہن عاجز ہیں۔

باب ۱۰۰۱. مَاجَآءَ فِیْ سَبْعِ اَرَضِیْنَ

باب ۱۰۰۱۔ سات زمینوں کے متعلق روایات

(۱۲۷۱) عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِاسْتَدَارَ کَهَیْئَتِهٖ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَةُ اِثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثَةٌ مُتَوَالِیَاتٌ ذُوالْقَعْدَةِ وَذُوالْحَجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبُ مُضَرَالَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَشَعْبَانَ۔

۱۲۷۱۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زمانہ اپنی اصلی حالت پر آ گیا، اس دن کے مطابق جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین پیدا کی تھی، سال بارہ مہینوں کا ہوتا ہے، چار مہینے اس میں سے حرمت کے ہیں، تین تو متواتر، ذی قعدہ ذی الحجہ اور محرم اور (چوتھا) رجب مضر، جو جمادی الاخری اور شعبان کے درمیان پڑتا ہے۔

باب ۱۰۰۲. صِفَةِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ، بِحُسْبَان

باب۔ چاند اور سورج کے اوصاف (قرآن مجید میں) حسبان کے متعلق

(۱۲۷۲) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ ذَرٍّ حِیْنَ غَرَبَتِ الشَّمْسُ تَدْرِیْ اَیْنَ تَذْهَبُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُه' اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّهَا تَذْهَبُ حَتّٰی تَسْجُدَ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَسْتَاْذِنَ فَاُذِنَ لَهَا

۱۲۷۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے، جب سورج غروب ہوا تو ان سے فرمایا کہ معلوم ہے یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول ہی کو علم ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ جاتا ہے اور عرش کے نیچے پہنچ کر پہلے سجدہ کرتا ہے اور پھر

وَ يُوشِكُ اَنْ تَسْجُدَ فَلَا يُقْبَلَ مِنْهَا وَ تَسْتَأْذِنَ فَلَايُؤْذَنُ لَهَا يُقَالُ لَهَا اِرْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُه' تَعَالٰى وَالشَّمْسُ تَجْرِىْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔

اجازت چاہتا ہے (دوبارہ آنے کی) اور اسے اجازت دی جاتی ہے، اور وہ دن بھی قریب ہے، جب یہ سجدہ کرے گا تو اس کا سجدہ قبول نہ ہوگا اور اجازت چاہے گا لیکن اجازت نہ ملے گی (قیامت کے دن) بلکہ اس سے کہا جائے گا کہ جہاں سے آئے تھے وہیں واپس چلے جاؤ، چنانچہ اس دن وہ مغرب ہی سے طلوع ہوگا، اللہ تعالیٰ کے ارشاد "والشمس تجری لمستقر لھا ذلک تقدیر العزیز العلیم" میں اسی طرف اشارہ موجود ہے۔

(۱۲۷۳) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ مُكَوَّرَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۱۲۷۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (آخرت) قیامت کے دن سورج اور چاند کو لپیٹ دیا جائے گا۔

باب ۱۰۰۳. مَاجَاءَ فِىْ قَوْلِهٖ وَهُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَىْ رَحْمَتِهٖ

باب ۱۰۰۳۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے متعلق روایت کہ "وہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنی رحمت سے پہلے مختلف قسم کی ہواؤں کو بھیجتا ہے

(۱۲۷۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَى مَخِيْلَةً فِى السَّمَآءِ اَقْبَلَ وَاَدْبَرَ وَدَخَلَ وَخَرَجَ وَتَغَيَّرَ وَجْهُه' فَاِذَا اَمْطَرَتِ السَّمَآءُ سُرِّىَ عَنْهُ فَعَرَّفَتْهُ عَائِشَةُ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَااَدْرِىْ لَعَلَّه' كَمَا قَالَ قَوْمٌ فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ الْاٰيَةَ۔

۱۲۷۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ بادل کا کوئی ایسا ٹکڑا دیکھتے جس سے بارش کی توقع ہوتی تو آپ کبھی آگے آتے کبھی پیچھے جاتے، کبھی اندر تشریف لاتے، کبھی باہر جاتے اور چہرہ مبارک کا رنگ بدل جاتا، لیکن جب بارش ہونے لگتی تو پھر یہ کیفیت باقی نہ رہتی، ایک مرتبہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کے متعلق آنحضور ﷺ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (اس بادل کے متعلق) میں کچھ نہیں جانتا، ممکن ہے یہ بادل بھی ویسا ہی ہو جس کے متعلق قوم عاد نے کہا تھا، جب انہوں نے بادل کو اپنی وادیوں کی طرف جاتے دیکھا تھا، آخر آیت تک، (کہ ان کے لئے رحمت کا بادل ہے، حالانکہ وہی عذاب تھا۔)

باب ۱۰۰۴. ذِكْرِ الْمَلَائِكَةِ

باب ۱۰۰۴۔ ملائکہ کا ذکر

(۱۲۷۵) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ قَالَ اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُه' فِىْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ وَيُقَالُ لَه' اُكْتُبْ عَمَلَه' وَرِزْقَه' وَاَجَلَه' وَ شَقِىٌّ اَوْسَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَاِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَه' وَبَيْنَ الْجَنَّةِ اِلَّا ذِرَاعٌ

۱۲۷۵۔ حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا کہ ہم سے صادق المصدوق رسول اللہ ﷺ نے حدیث بیان کی فرمایا کہ تمہاری تخلیق کی تیاری تمہاری ماں کے پیٹ میں چالیس دن تک کی جاتی ہے۔ (نطفہ کی صورت میں) اتنے ہی دنوں تک وہ پھر ایک بستہ خون کی صورت اختیار کئے رہتا ہے اور پھر وہ اتنے ہی دنوں تک ایک مضغہ گوشت رہتا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ بھیجتے ہیں اور اسے چار باتوں (کے لکھنے) کا حکم دیتے ہیں اس سے کہا جاتا ہے کہ اس کے عمل، اس کا رزق، اس کی مدت حیات اور یہ کہ شقی ہے یا سعید، لکھ لے۔ اب اس نطفہ میں روح ڈالی جاتی ہے (خدا کی

فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُه، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَيَعْمَلُ حَتّٰى مَايَكُونُ بَينَه، وَبَينَ النَّارِ اِلَّاذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الجَنَّةِ۔

متعین کی ہوئی تقدیر اس قدر نا قابل تغیر ہے کہ) ایک شخص (زندگی بھر نیک) عمل کرتا رہتا ہے اور جب جنت اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آ جاتی ہے اور دوزخ والوں کے عمل شروع کر دیتا ہے اسی طرح ایک شخص (زندگی بھر برے) اعمال کرتا رہتا ہے اور جب دوزخ اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے (موت کے قریب) تو اس کی تقدیر آڑے آتی ہے اور جنت والوں کے عمل شروع کر دیتا ہے۔ (توبہ کرکے)

(۱۲۷۶) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ العَبْدَ نَادٰى جِبْرِيلَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَاناً فَاَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّه، جِبْرِيلُ فَيُنَادِيْ جِبْرِيلُ فِي اَهْلِ السَّمَآءِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَحِبُّوهُ فَيُحِبُّه، اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ يُوضَعُ لَه، القَبُولُ فِي الْاَرْضِ۔

۱۲۷۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتے ہیں تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتے ہیں کہ اللہ فلاں شخص سے محبت کرتے ہیں تم بھی اس سے محبت رکھو! چنانچہ جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں پھر جبرائیل علیہ السلام تمام اہل آسمان کو ندا دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت رکھتے ہیں اس لئے سب لوگ اس سے محبت رکھیں، چنانچہ تمام اہل آسمان اس سے محبت رکھنے لگتے ہیں اس کے بعد روئے زمین پر بھی اسے مقبولیت حاصل ہو جاتی ہے!

(۱۲۷۷) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اِنَّ المَلَائِكَةَ تَنْزِلُ فِي العَنَانِ وَهُوَ السَّحَابُ فَتَذْكُرُ الْاَمْرَ قُضِيَ فِي السَّمَاءِ فَتَسْتَرِقُ الشَّيَاطِينُ السَّمْعَ فَتَسْمَعُه، فَتُوحِيهِ اِلَى الْكُهَّانِ فَيَكْذِبُونَ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ۔

۱۲۷۷۔ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا تھا کہ ملائکہ عنان میں اترتے ہیں اور عنان سے مراد بادل (یا آسمان) ہے (راوی حدیث کی رائے میں) یہاں ملائکہ ان امور کا تذکرہ کرتے ہیں جن کا فیصلہ آسمان میں (جناب باری کی بارگاہ سے) ہو چکا ہوتا ہے اور یہیں سے شیاطین کچھ چوری چھپے سن لیتے ہیں، پھر کاہنوں کو اس کی اطلاع دیتے ہیں اور یہ کاہن سو جھوٹ اپنی طرف سے لگا کر اسے بیان کرتے ہیں۔

(۱۲۷۸) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ كَانَ عَلٰى كُلِّ بَابٍ مِنْ اَبْوَابِ الْمَسْجِدِ الْمَلَائِكَةُ يَكْتُبُونَ الْاَوَّلَ فَالْاَوَّلَ فَاِذَا جَلَسَ الْاِمَامُ طَوَوُا الصُّحُفَ وَجَاؤُوا يَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ۔

۱۲۷۸۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب جمعہ کا دن آتا ہے تو مسجد کے ہر دروازے پر فرشتے متعین ہو جاتے ہیں اور سب سے پہلے آنے والے اور پھر اس کے بعد آنے والوں کو ترتیب کے ساتھ لکھتے جاتے ہیں، پھر جب امام بیٹھ جاتا ہے (منبر پر خطبے کے لئے)، تو یہ فرشتے اپنے رجسٹر بند کر لیتے ہیں اور ذکر (خطبہ) سننے لگ جاتے ہیں۔

(۱۲۷۹) عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانٍ اُهْجُهُمْ اَوْهَاجِهِمْ وَجِبْرِيلُ مَعَكَ۔

۱۲۷۹۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: مشرکین مکہ کی تم بھی ہجو کر دو یا (یہ فرمایا کہ) ان کی ہجو کا جواب دو، جبرائیل علیہ السلام تمہارے ساتھ ہیں۔

(۱۲۸۰)عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا یَاعَائِشَةُ هٰذَا جِبْرِیْلُ یَقْرَأُ عَلَیْكِ السَّلَامَ فَقَالَتْ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه، تَرٰی مَالَا اَرٰی تُرِیْدُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۲۸۰۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا، اے عائشہ! یہ جبرائیل آئے ہیں تمہیں سلام کہہ رہے ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' آپ ﷺ وہ چیزیں دیکھتے ہیں جنہیں میں نہیں دیکھ سکتی، عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد نبی کریم ﷺ سے تھی۔

(۱۲۸۱)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عنهما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لجبریلَ الا تَزُوْرُنَا اَكْثَرَ مِمَّا تَزُوْرُنَا قَالَ فنزلَتْ وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ لَه، مَا بَیْنَ اَیدِیْنَا وَمَا خَلْفَنَا (الایة)۔

۱۲۸۱۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے ایک مرتبہ فرمایا ہم سے ملاقات کے لئے جتنی مرتبہ آپ آتے ہیں اس سے زیادہ کیوں نہیں آتے؟ بیان کیا کہ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''اور ہم نہیں اترتے لیکن آپ کے رب کے حکم سے' اسی کا ہے جو کچھ کہ ہمارے سامنے ہے اور جو کچھ ہمارے پیچھے ہے'' آخر آیت تک''!

(۱۲۸۲)عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقْرَاَنِی جبریلُ عَلٰی حَرْفٍ فَلَمْ اَزَلْ اَسْتَزِیْدُه، حَتّٰی انْتَهٰی اِلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ۔

۱۲۸۲۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جبرائیل علیہ السلام نے قرآن مجید مجھے (عرب کے) ایک ہی لغت کے مطابق پڑھ کر سکھایا تھا لیکن میں اس میں برابر اضافہ کی خواہش کا اظہار کرتا رہا، تا آنکہ سات لغات عرب پر اس کا نزول ہوا۔

فائدہ:۔قرآن مجید کی سات قرأتوں کی طرف اشارہ ہے جن کا تفصیلی ثبوت صحیح روایات واحادیث سے ہے، جیسا کہ ہر زبان میں مختلف مقامات کی زبان کا اختلاف ہوتا ہے اردو، اپنے محدود دائرے کے باوجود، اپنے محاوروں اور زبان کا بڑا اختلاف رکھتی ہے، لکھنو اور دلی کی ٹکسالی بولیوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہے، عرب میں تو یہ حال تھا کہ ہر قبیلہ ایک الگ دنیا میں رہتا تھا اور محاورے، بلکہ، زیر تک کے فرق کو انتہائی درجے میں ملحوظ رکھا جاتا ہے، مقصد یہ ہے کہ قرآن مجید اپنے معنی اور مقصد کے اعتبار سے اگرچہ ایک ہے لیکن قرأت میں نزول کے اعتبار سے خود خداوند کریم نے اس کی سات قرأتیں عرب کے فصیح وبلیغ قبیلوں کی زبان کے اعتبار سے۔قرار دی ہیں۔

(۱۲۸۳)عَنْ یَعْلَی بْنِ اُمَیَّه رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یقرأُ عَلَی الْمِنْبَرِ وَنَادَوْا یَامَالِكُ۔

۱۲۸۳۔حضرت یعلی بن امیہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ منبر پر اس آیت کی تلاوت فرما رہے تھے'' **ونادو ایا مالک** ''(اور وہ پکاریں گے اے مالک) (داروغہ جہنم کا نام)۔

(۱۲۸۴)عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قالتْ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هَلْ اَتٰی عَلَیْكَ یَوْمٌ كَانَ اشدَّ من یومِ اُحُد قَالَ لَقَد لَقِیْتُ من قومِكَ مَالَقِیْتُ وَكَانَ اَشَدُّ مَالَقِیتُ مِنْهُمْ یومَ العَقَبَةِ اذ عَرَضْتُ نفسی عَلَی ابْنِ عَبْدِ یَالِیْلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ فَلَمْ یَجِبْنِی اِلٰی مَااَرَدْتُ فَانْطَلَقْتُ وَاَنَا

۱۲۸۴۔نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا، کیا آپ پر کوئی دن احد کے دن سے بھی زیادہ سخت گزرا ہے؟ آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا (تمہیں معلوم ہی ہے کہ) تمہاری قوم (قریش) کی طرف سے میں نے کتنی مصیبتیں اٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں یوم عقبہ کا واقعہ مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا، یہ وہ موقعہ ہے جب میں نے (طائف کے سردار) ابن عبد یالیل بن عبد کلال

مَهۡمُومٌ عَلٰى وَجۡهِي فَلَمۡ اَسۡتَفِقۡ اِلَّا وَاَنَا بِقَرۡنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعۡتُ رَاۡسِيۡ فَاِذَا اَنَا بِسَحَابَةٍ قَدۡ اَظَلَّتۡنِي فَنَظَرۡتُ فَاِذَا فِيۡهَا جِبۡرِيۡلُ فَنَادَانِي فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدۡ سَمِعَ قَوۡلَ قَوۡمِكَ لَكَ وَمَا رَدُّوۡا عَلَيۡكَ وَقَدۡ بَعَثَ اِلَيۡكَ مَلَكَ الۡجِبَالِ لِتَاۡمُرَهٗ بِمَا شِئۡتَ فِيۡهِمۡ فَنَادَانِي مَلَكُ الۡجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ ثُمَّ قَالَ يَامُحَمَّدُ فَقَالَ ذٰلِكَ فِيۡمَا شِئۡتَ اِنۡ شِئۡتَ اَنۡ اُطۡبِقَ عَلَيۡهِمُ الۡاَخۡشَبَيۡنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ بَلۡ اَرۡجُوۡ اَنۡ يُخۡرِجَ اللّٰهُ مِنۡ اَصۡلَابِهِمۡ مَنۡ يَعۡبُدُ اللّٰهَ وَحۡدَهٗ لَايُشۡرِكُ بِهٖ شَيۡئًا۔

کی پناہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا تھا لیکن اس نے میرے مطالبے کو رد کر دیا تھا۔ میں وہاں سے انتہائی ملول اور رنجیدہ واپس ہوا، پھر جب میں قرن الثعالب پہنچا تب میرا غم کچھ ہلکا ہوا۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدلی کا ایک ٹکڑا اوپر ہے اور اس نے مجھ پر سایہ کر رکھا ہے، میں نے دیکھا کہ جبرائیل علیہ السلام اس میں موجود ہیں انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا ہے اور جو انہوں نے رد کر دیا ہے وہ بھی! آپ کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے آپ ان کے بارے میں جو چاہیں اس کا اسے حکم دیجئے۔ اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی، انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے محمد! پھر انہوں نے وہی بات کہی (جو جبرائیل علیہ السلام کہہ چکے تھے) آپ جو چاہیں (اس کا حکم مجھے فرمائیے) اگر آپ چاہیں تو میں اخشبین ان پر لا کر گرا دوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مجھے تو اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی صلب سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو تنہا اسی اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔

فائدہ:۔ یہ طائف کا وہ واقعہ ہے جب وہاں کے سرداروں کے اشارے پر پتھر برسائے گئے تھے، جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو آنحضور ﷺ اس امید پر طائف گئے تھے کہ ممکن ہے وہاں کے لوگ اسلام کی طرف متوجہ ہو جائیں اور آپ ﷺ کے ساتھ ہمدردی کریں، آپ ﷺ نے وہاں پہنچ کر وہاں کے تین سرداروں کو اسلام کی دعوت دی، اپنی قوم کی کج روی، اسلام بیزاری اور آپ کے ساتھ غلط طرز عمل کی داستان انہیں سنائی لیکن ان سب نے آپ کی دعوت کو نہایت بدتمیزی کے ساتھ رد کیا اور جب آپ واپس تشریف لانے لگے تو آپ کو مزید ستانے کے لئے ظالموں نے آپ پر پتھر برسائے اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

☆ مکہ کے دو مشہور پہاڑ مراد ہیں، جبل ابوقبیس اور قعیقعان۔ محدثین نے اس کے علاوہ دوسرے پہاڑوں کے نام بھی لئے ہیں!

(١٢٨٥) اَبُوۡاِسۡحَاقَ الشَّيۡبَانِيُّ قَالَ سَاَلۡتُ زِرَّ بۡنَ حُبَيۡشٍ عَنۡ قَوۡلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَكَانَ قَابَ قَوۡسَيۡنِ اَوۡ اَدۡنٰى فَاَوۡحٰى اِلٰى عَبۡدِهٖ مَآ اَوۡحٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابۡنُ مَسۡعُوۡدٍ اَنَّهٗ رَاٰى جِبۡرِيۡلَ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ۔

۱۲۸۵۔ حضرت ابو اسحاق شیبانیؒ نے حدیث بیان کی کہ میں نے زر بن حبیشؓ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فکان قاب قوسین او ادنی فاوحی الی عبدہ ما اوحی" کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابن مسعودؓ نے بیان کیا تھا کہ آنحضور ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام کو (اپنی اصلی صورت میں) دیکھا تو ان کے چھ سو بازو تھے!

(١٢٨٦) عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ لَقَدۡ رَاٰى مِنۡ اٰيَاتِ رَبِّهِ الۡكُبۡرٰى قَالَ رَاٰى رَفۡرَفًا اَخۡضَرَ سَدَّ اُفُقَ السَّمَاءِ۔

۱۲۸۶۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے (اللہ تعالیٰ کے ارشاد) "لقد رای من آیات ربه الکبریٰ" کے متعلق فرمایا کہ آنحضور ﷺ نے ایک سبز رنگ کا بچھونا دیکھا تھا جو آسمان میں افق پر محیط تھا۔

(۱۲۸۷)عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَادَعَا الرَّجُلُ امْرَاتَه' اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَیْهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ۔

۱۲۸۷۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر کسی مرد نے اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلایا، لیکن اس نے آنے سے انکار کر دیا اور مرد اس پر غصہ ہو کر سو گیا تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں (اگر یہ واقعہ رات میں پیش آیا ہو)

(۱۲۸۸)عَنِ ابْنِ عباسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عن النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَیْتُ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِی مُوْسٰی رَجُلًا اٰدَمَ طُوَالًا جَعْدًا کَاَنَّه' مِنْ رِجَالِ شَنُوْئَة وَرَاَیْتُ عِیْسٰی رَجُلًا مَرْبُوْعًا مَرْبُوْعَ الخَلقِ اِلَی الْحُمْرَةِ وَالبیاض سَبْطَ الرَّاْسِ وَرَاَیْتُ مَلَکًا خَازِنَ النَّارِ وَالدَّجَّالَ فِی اٰیَاتٍ اَرَاهُنَّ اللّٰهُ اِیَّاهُ فَلَاتَکُنْ فِی مِرْیَةٍ مِنْ لِقَائِهٖ ۔

۱۲۸۸۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، شب معراج میں نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تھا، گندمی رنگ، قد نکلتا ہوا اور بال گھنگھریالے تھے، ایسے لگتے تھے جیسے قبیلہ شنوءہ کا کوئی شخص اور میں نے عیسیٰؑ کو بھی دیکھا تھا، درمیانہ قد، سڈول جسم رنگ سرخی اور سفیدی لئے ہوئے اور سر کے بال سیدھے تھے (یعنی گھنگھریالے نہیں تھے) اور میں نے جہنم کے داروغہ کو بھی دیکھا تھا اور دجال کو بھی، منجملہ ان آیات کے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھائی تھیں، پس (اے نبی) ان سے ملاقات کے بارے میں آپ کسی شک وشبہ میں نہ رہیے۔

باب۱۰۰۵ . مَاجَاءَ فِی صِفَةِ الْجَنَّةِ وَاَنَّهَا مَخْلُوقَةٌ

باب۱۰۰۵۔ جنت کی صفت کے متعلق روایات

(۱۲۸۹)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بنِ عمرَ رَضِیَ اللّٰهُ عنهما قَالَ قَالَ رسولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ فَاِنَّه' یُعْرَضُ عَلَیْهِ مَقْعَدُه' بِالغَدَاةِ وَالعَشِیِّ فَاِنْ کَانَ مَنْ اَهْلِ الْجَنَّهِ فَمِنْ اَهْلِ الجَنَّةِ وَاِنْ کَانَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَمِنْ اَهْلِ النَّارِ۔

۱۲۸۹۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص مرتا ہے تو (روزانہ) صبح وشام اس کی قیام گاہ اس کے سامنے لائی جاتی ہے اگر وہ جنتی ہے تو جنت کی قیام گاہ اس کے سامنے لائی جاتی ہے اگر وہ دوزخی ہے تو دوزخ کی۔

(۱۲۹۰)عَنْ عَمْرَانَ بن حصین (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اطَّلَعْتُ فِی الْجَنَّةِ فَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَهْلِهَا الفقراءَ وَاطَّلعتُ فِی النَّارِ فَرَاَیْتُ اَکْثَرَ اَهْلِهَا النِّسَاءَ۔

۱۲۹۰۔حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں نے جنت میں جھانک کر دیکھا تو جنتیوں میں زیادتی فقراء کی نظر آئی اور میں نے دوزخ میں جھانک کر دیکھا تو دوزخیوں میں زیادتی عورتوں کی نظر آئی۔

فائدہ:۔ یہ ملحوظ رہے کہ یہ اس وقت کا نبی کریم ﷺ کا صرف مشاہدہ ہے۔ ممکن ہے اس وقت عورتوں کی تعداد جہنم میں زیادہ رہی ہو، بہر حال حدیث میں جنس عورت کا کوئی حکم نہیں بیان ہوا ہے اور نہ ہر زمانے کی کیفیت کا مشاہدہ تھا، عورتوں میں کچھ عیب ایسے ہوتے ہیں جو عام طور پر مردوں میں نہیں ہوتے، بعض احادیث میں عورتوں کی جہنم میں کثرت کی وجہ انہیں عیوب کا پایا جانا بتایا گیا ہے۔ بہر حال حدیث میں عورتوں کی تنقیص نہیں کی گئی ہے بلکہ جیسا کہ بعض دوسری احادیث میں اشارہ ہے عورتوں کو اپنے مخصوص عیوب سے دامن بچانے کی ترغیب دی گئی ہے

(۱۲۹۱)عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَیْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذْ قَالَ بَیْنَا اَنَا نَائِمٌ رَاَیْتُنِی فِی الْجَنَّةِ فِاِذَا اِمْرَأَةٌ تَتَوَضَّاءُ اِلٰی جَانِبِ

۱۲۹۱۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں جنت دیکھی، میں نے اس میں ایک عورت کو دیکھا جو ایک محل کے کنارے وضو

قَصرٍ فَقُلتُ لِمَنْ هٰذَا القَصرُ فَقَالُوا لِعُمَرَ بن الخَطَّاب فَذَكَرتُ غَيرَتَه، فَوَلَّيتُ مُدبِرًا فَبَكٰى عُمَرُ وَقَالَ اَعَلَيكَ اَغَارُ يَارَسُولَ اللّٰهِ۔

کررہی تھی میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ تو فرشتوں نے مجھے بتایا کہ عمر بن خطابؓ کا۔ مجھے اس وقت ان کی غیرت یاد آئی اور میں وہاں سے لوٹ آیا (اندر داخل نہیں ہوا) یہ سن کر عمر رضی اللہ عنہ رو دیئے اور کہنے لگے، کیا آپ کے ساتھ بھی غیرت کروں گا یا رسول اللہ؟

(١٢٩٢)عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلَ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوْرَتُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيلَةَ البَدْرِ لَايَبْصُقُونَ فِيهَا وَلَايَمْتَخِطُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ اٰنِيَتُهُمْ فِيهَا الذَّهَبُ اَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمُ الْاَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ المِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرٰى مُخُّ سُوْقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَااخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَاتَبَاغُضَ قُلُوبُهُمْ قَلْبٌ وَاحِدٌ يُسَبِّحُونَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا۔

١٢٩٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں داخل ہونے والی سب سے پہلی جماعت والوں کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند اور نہ اس میں تھوکیں گے، نہ ان کی ناک سے کوئی آلائش آئے گی اور نہ وہ بول و براز کریں گے ان کے برتن سونے کے ہوں گے، کنگھے سونے چاندی کے ہوں گے انگیٹھیوں کا ایندھن عود کا ہوگا، پسینہ مشک جیسا ہوگا اور ہر شخص کی، دو بیویاں ہوں گی جن کی حسن وخوبصورتی کا یہ عالم ہوگا کہ پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا، نہ جنتیوں میں کوئی اختلاف ہوگا اور نہ بغض وعناد۔ ان کے دل ایک ہوں گے اور وہ صبح شام تسبیح پڑھتے رہیں گے۔

(١٢٩٣)عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ان رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِيْنَ عَلٰى اِثْرِهِمْ كَاَشَدِّ كَوْكَبٍ اِضَاءَةً قُلُوبُهُمْ عَلٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ لَااخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا يُرٰى مُخُّ سَاقِهَا من وَرَاءِ لَحْمِهَا مِنَ الْحُسْنِ يُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا لَايَسْقَمُوْنَ وَلَا يَمْتَخِطُوْنَ وَلَا يَبْصُقُوْنَ اٰنِيَتُهُمُ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَاَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَوُقُوْدُ مَجَامِرِهِمُ الْاَلُوَّة۔

١٢٩٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں داخل ہونے والی سب سے پہلی جماعت والوں کے چہرے ایسے منور ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند! جو جماعت اس کے بعد داخل ہوگی ان کے چہرے سب سے زیادہ چمکدار ستارے جیسے ہوں گے۔ ان کے دل ایک ہوں گے کہ کوئی بھی اختلاف ان میں نہ ہوگا اور نہ ایک دوسرے سے بغض وحسد کا کوئی سوال ہوگا، ہر شخص کی دو بیویاں ہوں گی ان کے حسن و خوبصورتی کا یہ عالم ہوگا کہ ان کے پنڈلیوں کا گودا گوشت کے اوپر سے دکھائی دے گا وہ اس میں صبح شام اللہ کی تسبیح کرتے رہیں گے نہ ان کے پاس سے کسی بیماری کا گذر ہوگا، نہ ان کی ناک میں کوئی آلائش آئے گی اور نہ تھوک آئے گی، ان کے برتن سونے اور چاندی کے ہوں گے اور کنگھے سونے کے ہوں گے اور ان کی انگیٹھیوں کا ایندھن الوہ کا ہوگا۔

(١٢٩٤)عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَدْخُلَنَّ من اُمَّتِي سَبعُونَ اَلْفًا اَوْسَبْعُ مِائَةِ اَلْفٍ لَايَدْخُلُ اَوَّلُهُمْ حَتّٰى يَدْخُلَ اٰخِرُهُمْ وُجُوهُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ۔

١٢٩٤۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میری امت میں سے ستر ہزار یا (آپ نے یہ فرمایا کہ) سات لاکھ کی ایک جماعت جنت میں بیک وقت داخل ہوگی اور ان سب کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے۔

(١٢٩٥)عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنه قَالَ اُهْدِيَ لِلنَّبِي

١٢٩٥۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُبَّةُ سندُسٍ وَكَانَ يَنهٰى عَنِ الحَرِيرِ فعَجبَ النَّاسُ مِنها فَقَالَ وَالَّذِى نَفسُ مُحَمَّد بِيَدِهٖ لَمَنَادِيلُ سَعْدِ بنِ معاذٍ فِى الْجَنَّةِ اَحسَنُ مِنْ هٰذَا۔

ﷺ کی خدمت میں سندس (ایک خاص قسم کا ریشم) کا ایک جبہ ہدیہ پیش کیا گیا۔ آنحضور ﷺ (مردوں کے لئے) ریشم کے استعمال سے پہلے ہی منع کر چکے تھے، صحابہ نے اس جبے کو بہت ہی پسند کیا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں سعد بن معاذ کے رومال اس سے بہتر ہیں۔

(۱۲۹۶) عَنْ اَنس بْن مالكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِى الجنّه لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِى ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَايَقْطَعُهَا۔

۱۲۹۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک چل سکتا ہے اور پھر بھی اس کو طے نہ کر سکے گا۔

(۱۲۹۷) عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰه عَنهُ عَنِ النَّبِى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِى الجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِى ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ واقرأُ وا اِن شِئتُم وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ وَلَقَابُ قوسِ اَحدِكُم فِى الجَنَّةِ خَيرٌ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيهِ الشَّمسُ اَوْ تَغرُبُ۔

۱۲۹۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک چل سکے گا۔ اور اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو "وَظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ" اور کسی شخص کے لئے ایک کمان کے برابر جنت میں جگہ اس پوری کائنات سے بہتر ہے جس پر سورج طلوع اور غروب ہوتا ہے۔

(۱۲۹۸) عَنْ اَبِى سَعِيدِ نِالخُدرِىِّ رَضِىَ اللّٰهُ عَنهُ عن النَّبِى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اهلَ الجنة يَتَرَاءَوْنَ اَهلَ الغُرَفِ مِنْ فَوقِهِمْ كَمَا يَتَرَاءَوْنَ الكَوكَبَ الدُّرِّىَّ الغَابِرَ فِى الاُفُقِ مِنَ المَشرِقِ اَوِ المَغرِبِ لِتَفَاضُلِ مَابَيْنَهُم قَالُوا يَارَسُولَ اللّٰهِ تِلْكَ مَنَازِلُ الاَنبِيَاءِ لَايَبْلُغُها غَيرُهُم قَالَ بَلىٰ وَالَّذِى نَفسِى بِيَدِهٖ رِجَالٌ اٰمَنُوا بِاللّٰهِ وَصَدَّقُوا المُرسَلِينَ۔

۱۲۹۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جنت پانے والوں کو ان سے اوپر کے بالا خانوں میں رہنے والے (یعنی دوسرے) ان سے بلند مرتبہ جنتی ایسے نظر آئیں گے جیسے مشرق و مغرب کی جانب، بہت دور، افق پر چمکنے والا کوئی ستارہ تمہیں نظر آتا ہے ان میں ایک طبقہ کو دوسرے پر جو فضیلت حاصل ہوگی اس کی وجہ سے مراتب میں یہ فرق ہوگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ تو انبیاء کے محل ہوں گے جنہیں انبیاء کے سوا اور کوئی نہ پا سکے گا؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ ان لوگوں کے محلات ہوں گے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہوں گے اور انبیاء کی تصدیق کی ہوگی (اور ایمان اور تصدیق کا پورا پورا حق ادا کیا ہوگا۔

باب ۱۰۰۶۔ صفةِ النَّار وَاَنَّهَا مخلوقةٌ

باب ۱۰۰۶۔ دوزخ کے اوصاف، اور یہ کہ وہ مخلوق ہے

(۱۲۹۹) عَنْ عَائشةَ رَضِىَ اللّٰهُ عنها عن النبى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال الحُمّٰى مِن فَيحِ جَهَنَّمَ فَابْرُدُوهَا بالمَاءِ۔

۱۲۹۹۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بخار جہنم کے سانس کے اثر سے ہوتا ہے اسے پانی سے ٹھنڈا کر لیا کرو۔

(۱۳۰۰) عَنْ اَبِى هُرَيرَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنهُ) ان رسولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُم جُزْءٌ مِنْ

۱۳۰۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری (دنیا کی) آگ جہنم کی آگ کے مقابلے میں سترواں

سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَارسول الله ان كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا۔

حصہ ہے (اپنی گرمی اور ہلاکت خیزی میں) کسی نے پوچھا یا رسول اللہ! (کفار اور گنہگاروں کے عذاب کے لئے تو) یہ ہماری دنیا کی آگ بھی بہت تھی! آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ دنیا کی آگ کے مقابلے میں، جہنم کی آگ انہتر گنا بڑھ کر ہے۔

فائدہ:۔ اس حدیث کی بعض روایتوں میں عدد کی کمی بیشی بھی ہے۔ مقصد صرف انتہائی شدت کو بیان کرنا ہے عام طور سے یہ اعداد عرب کے محاورے میں مبالغہ اور کسی چیز کی انتہائی (زیادتی کو بیان کرنے کے لئے بولے جاتے تھے، مراد ان اعداد میں منحصر نہیں ہوتی تھی۔

(۱۳۰۱) عَنْ أُسَامَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُول يُجَاءُ بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِى النَّارِ فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُه فِى النَّارِ فَيَدُوْرُ كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ بِرَحَاهُ فَيَجْتَمِعُ اَهْلُ النَّارِ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُوْنَ اَىْ فُلَانُ مَاشَانُكَ اَلَيْسَ كُنْتَ تَاْمُرُنَا بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَانَا عَنِ الْمُنْكَرِ قَالَ كُنْتُ اٰمُرُكُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا اٰتِيْهِ وَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ۔

۱۳۰۱۔ حضرت اسامہؓ نے فرمایا آنحضور ﷺ کو میں نے یہ فرماتے سنا تھا کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا آگ میں اس کی آنکھیں باہر نکل آئیں گی اور وہ شخص اس طرح چکر لگانے لگے گا۔ جیسے گدھا اپنی چکی پر گردش کیا کرتا ہے (تیزی کے ساتھ) جہنم میں ڈالے جانے والے اس کے قریب آ کر جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے، اے فلاں! یہ تمہاری کیا درگت بنی! کیا تم ہمیں اچھے کام کرنے کے لئے نہیں کہتے تھے اور کیا تم برے کاموں سے ہمیں منع نہیں کیا کرتے تھے؟ وہ شخص کہے گا کہ جی ہاں! میں تمہیں تو اچھے کاموں کا حکم دیتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا، برے کاموں سے تمہیں منع بھی کرتا تھا لیکن میں اسے خود کیا کرتا تھا۔

باب ۱۰۰۷۔ صِفَةِ اِبْلِيْسَ وَجُنُودِه

باب ۱۰۰۷۔ ابلیس اور اس کی فوج کے اوصاف

(۱۳۰۲) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ اَنَّه يفعلُ الشَّيْئَ وَمَا يَفْعَلُه حَتّٰى كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ دَعَا وَ دَعَا ثُمَّ قَالَ اَشَعَرْتِ اَنَّ اللّٰهَ اَفْتَانِى فيما فِيْهِ شِفَائِى اَتَانِى رَجُلَانِ فَقَعَدَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاسِىْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلِى فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْاٰخَرِ مَاوَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّه قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْاَعْصَمِ قَالَ فِيْمَاذَا قَالَ فِى مُشْطٍ وَّمُشَاقَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَاَيْنَ هُوَ قَالَ فِى بِئْرِذَرْوَانَ فَخَرَجَ اِلَيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَجَعَ فقال لِعَائشة حِيْنَ رَجَعَ نَخْلُهَا كَاَنَّهَا رُؤُسُ الشَّيَاطِيْنِ فَقُلْتُ اسْتَخْرَجْتَه

۱۳۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ پر سحر ہو گیا تھا، آپ کے ذہن میں یہ بات ہوتی تھی کہ فلاں کام میں کر سکتا ہوں لیکن آپ اسے کر نہیں پاتے تھے، ایک دن آپ نے بلایا (عائشہ رضی اللہ عنہا کو) اور پھر دوبارہ بلایا، اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم بھی ہوا، اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ چیز بتادی ہے جس میں میری شفاء مقدر ہے، میرے پاس دو حضرات آئے ایک صاحب تو میرے سر کی طرف بیٹھ گئے اور دوسرے پاؤں کی طرف پھر ایک صاحب نے دوسرے سے کہا انہیں (آنحضور کو) بیماری کیا ہے؟ دوسرے صاحب نے جواب دیا کہ ان پر سحر ہوا ہے انہوں نے پوچھا، سحر ان پر کس نے کیا ہے؟ جواب دیا کہ لبید بن اعصم نے، پوچھا کہ وہ سحر (ٹونا) رکھا کس چیز میں ہے؟ کہا کہ کنگھے میں، کتان میں اور کھجور کے خشک خوشے کے غلاف میں۔ پوچھا اور وہ چیزیں

فَقَالَ لَا اَمَّا اَنَا فقد شفانِیَ اللّٰه وَ خَشِیتُ اَنْ یُثِیر ذٰلِكَ عَلَی النَّاسِ شَرًّا ثُمَّ دُفِنَتِ البئرُ۔

ہیں کہاں؟ کہا کہ بیر ذروان میں! پھر نبی کریم ﷺ بیر ذروان تشریف لے گئے، اور واپس آئے تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا وہاں کے کھجور کے درخت ایسے ہیں جیسے شیطان کی کھوپڑی! میں نے آنحضور ﷺ سے پوچھا، وہ ٹونا آپ نے نکلوایا بھی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں مجھے تو اللہ تعالیٰ نے خود شفا دے دی ہے اور میں نے اسے اس خیال سے نہیں نکلوایا کہ کہیں اس کی وجہ سے لوگوں میں کوئی مفسدہ نہ پھیل جائے اس کے بعد وہ کنواں پاٹ دیا گیا۔

(۱۳۰۳) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَاتِی الشَّیْطَانُ اَحَدَكُمْ فَیَقُوْلُ مَنْ خَلَقَ كَذَا مَنْ خَلَقَ كَذَا حَتّٰی یَقُوْلَ مَنْ خَلَقَ رَبَّكَ فَاِذَا بَلَغَه فَلْیَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ وَلْیَنْتَه۔

۱۳۰۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس شیطان آتا ہے اور تمہارے دل میں پہلے تو یہ سوال پیدا کرتا ہے کہ فلاں چیز کس نے پیدا کی فلاں چیز کس نے پیدا کی اور آخر میں بات یہاں تک پہنچاتا ہے کہ خود تمہارے رب کو کس نے پیدا کیا، جب اس حد تک پہنچ جائے تو اللہ سے پناہ مانگنی چاہئے اور تصورات کا سلسلہ ختم کر دینا چاہئے۔

(۱۳۰۴) عَنْ عَبْدِاللّٰه بن عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عنهما قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُشِیْرُ اِلَی الْمَشرق فَقَالَ هَا اِنَّ الفِتْنَةَ هٰهُنَا اِنَّ الفِتنة هٰهُنَا مِنْ حَیْثُ یَطْلُعُ قَرْنُ الشَّیْطَانِ۔

۱۳۰۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ مشرق کی طرف اشارہ کر کے فرما رہے تھے کہ ہاں! فتنہ اسی طرف ہے جہاں سے شیطان کا سینگ نکلتا ہے۔

(۱۳۰۵) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قال اِذَا اِسْتَجْنَحَ اللَّیْلُ اَوْ كَانَ جُنْحُ اللَّیْلِ فَكُفُّوْا صِبْیَانَكُمْ فَاِنَّ الشَّیٰطِیْنَ تَنْتَشِرُ حِیْنَئِذٍ فَاِذَا ذَهَبَ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَخَلُّوْهُمْ وَاَغْلِقْ بَابَكَ وَاذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ وَاَطْفِیْ مِصْبَاحَكَ وَاذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ وَاَوْكِ سِقَائَكَ وَاذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ وَخَمِّرْ اِنَاءَكَ وَاذْكُرِاسْمَ اللّٰهِ وَلَوْ تَعْرُضُ عَلَیْهِ شَیْئًا۔

۱۳۰۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ رات شروع ہوتے ہی اپنے بچوں کو اپنے پاس (گھر میں جمع کر لیا کرو کیونکہ شیاطین اسی وقت ہجوم کرنا شروع کرتے ہیں پھر جب رات کی کچھ تاریکی پھیل جائے تو انہیں چھوڑ دو (سونے کے لئے) پھر اللہ کا نام لے کر اپنا دروازہ بند کرو، اللہ کا نام لے کر چراغ بجھا دو، پانی کے برتن اللہ کا نام لے کر ڈھک دو اور دوسرے برتن بھی اللہ کا نام لے کر ڈھک دو اور اگر ڈھکن نہ ہو) تو عرض میں ہی کوئی چیز رکھ دو۔

(۱۳۰۶) عَنْ سُلَیْمَانَ بنِ صردٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ كُنْتُ جالسًا مع النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَجُلَانِ یستبَّان فاحدُهما اِحْمَرَّ وَجْهُه وَانْتَفَخَتْ اَوْدَاجُه فقال النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنِّی لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا ذَهَبَ عَنْهُ مَایَجدُلو قال اَعُوذُ بِاللّٰه من

۱۳۰۶۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اور (قریب ہی) دو آدمی گالم گلوچ کر رہے تھے اتنے میں ایک شخص کا چہرہ (غصے سے سرخ ہو گیا اور گردن کی رگیں پھول گئیں آنحضور ﷺ نے فرمایا مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ شخص اسے پڑھ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے اگر یہ شخص پڑھ لے (ترجمہ)

الشَّيطَانِ ذَهَبَ عَنهُ مَايَجِدُ فَقَالُوا له اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَوَّذ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطَانِ فَقَالَ وَهَل بِي جُنُونٌ۔

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطان سے، تو اس کا غصہ جاتا رہے گا لوگوں نے اس پر اس سے کہا کہ نبی کریم ﷺ فرما رہے ہیں کہ تمہیں شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہئے، اس نے کہا کیا میں کوئی دیوانہ ہوں!

(۱۳۰۷) عَن اَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيطَانِ فَاِذَا تَثَاءَبَ اَحَدُكُم فَليَرُدَّهُ مَااستَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَكُم اِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ الشَّيطَانُ۔

۱۳۰۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جمائی شیطان کی طرف سے ہے پس جب کسی کو جمائی آئے تو اسے حتی الامکان روکنے کی کوشش کرنی چاہئے، کیونکہ جب (جمائی لیتے ہوئے) آدمی ''ہا'' کرتا ہے شیطان اس پر ہنستا ہے۔

فائدہ:۔ جس طرح جمائی کو شیطان کی طرف سے کہا گیا ہے، چھینک کی اسناد دوسری احادیث میں رحمان کی طرف سے کی گئی ہے، وجہ یہ ہے کہ جمائی سستی اور کسل کی علامت ہے جس سے شیطان خوش ہوتا ہے اس لئے اس کی نسبت شیطان کی طرف کی گئی ہے کیونکہ خبائث اور برائیوں کی نسبت شیطان کی طرف ہوتی ہے دوسری طرف اگر کسی بیماری کا نتیجہ نہ ہو تو عام حالات میں چھینک سے طبیعت میں نشاط اور جودت پیدا ہوتی ہے اس لئے اس کی نسبت رحمان کی طرف کی گئی، کیونکہ طیبات اور تمام اچھائیاں اللہ کی طرف منسوب ہیں۔

(۱۳۰۸) عَن اَبِي قَتَادَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنهُ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ الرُّؤيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالحُلُمُ مِنَ الشَّيطَانِ فَاِذَا حَلَمَ اَحَدُكُم حُلُمًا يَخَافُهُ فَليَبصُق عَن يَسَارِهِ وَليَتَعَوَّذ بِاللّٰهِ مِن شَرِّهَا فَاِنَّهَا لَاتَضُرُّهُ۔

۱۳۰۸۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے اس لئے اگر کوئی برا اور ڈراؤنا خواب دیکھے تو بائیں طرف تھوتھو کرکے اللہ کی شیطان کے شر سے پناہ مانگے اس وقت شیطان اسے کوئی نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

(۱۳۰۹) عَن اَبِي هُرَيرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا استَيقَظَ اَرَاهُ اَحَدُكُم مِن مَنَامِهِ فَتَوَضَّأَ فَليَستَنثِر ثَلٰثًا فَاِنَّ الشَّيطَانَ يَبِيتُ عَلٰى خَيشُومِهِ۔

۱۳۰۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی شخص سو کر اٹھے اور پھر وضو کرے تو تین مرتبہ ناک میں پانی ڈالنا چاہئے، کیونکہ شیطان رات بھر اس کی ناک کے سرے پر رہتا ہے۔

باب ۱۰۰۸۔ قَولِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَابَّةٍ

باب ۱۰۰۸۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور پھیلا دیئے ہم نے زمین پر ہر طرح کے جانور

(۱۳۱۰) عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَخطُبُ عَلَى المِنبَرِ يَقُولُ اُقتُلُوا الحَيَّاتِ وَاقتُلُوا ذَاالطُّفيَتَينِ وَالاَبتَرَ فَاِنَّهُمَا يَطمِسَانِ البَصَرَ وَيَستَسقِطَانِ الحَبَلَ قَالَ عَبدُاللّٰهِ فَبَينَا اَنَا اُطَارِدُ حَيَّةً لِاَقتُلَهَا فَنَادَانِي اَبُولُبَابَةَ لَاتَقتُلهَا فَقُلتُ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَد اَمَرَ

۱۳۱۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرما رہے تھے کہ سانپوں کو مار ڈالا کرو (خصوصاً) ان کو جن کے سروں پر دو نقطے ہوتے ہیں۔ اور دم بریدہ سانپ کو بھی، کیونکہ یہ دونوں آنکھ کی روشنی تک کو زائل کر دیتے ہیں (اگر آدمی کی نظر ان پر پڑ جائے) اور حمل تک گرا دیتے ہیں (اگر کوئی عورت انہیں دیکھ لے) عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں ایک سانپ کو مارنے کی کوشش

بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ قَالَ إِنَّهُ نَهَى بَعْدَ ذَٰلِكَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ وَهِيَ الْعَوَامِرُ۔

کررہا تھا کہ مجھ سے ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا کہ اسے نہ ماریئے میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تو سانپوں کو مارنے کا حکم دیا تھا لیکن انہوں نے بتایا کہ بعد میں پھر آنحضور ﷺ نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مارنے سے منع کر دیا تھا، ایسے سانپ عوامر کہلاتے ہیں۔

فائدہ:۔ حدیث کے ظاہری الفاظ سے تعمیم مفہوم ہوتی ہے، لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ممانعت خاص مدینہ منورہ کے گھروں کے سانپوں کو مارنے سے آئی ہے۔ بعض حضرات نے شہروں کے مکانات میں رہنے والے سانپ کو مارنے کی حد تک ممانعت کی تعلیم کی ہے۔ بہرحال ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ عموماً گھروں کے سانپ جنات ہوتے ہیں جو کبھی کبھی سانپ کی صورت میں متشکل ہو جاتے ہیں۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں منقول ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ ان گھروں میں رہنے والے سانپ عوامر ہوتے ہیں۔ اس لئے جب تم انہیں دیکھو تو تین (مرتبہ یا دن) انہیں متنبہ کرو، اگر اس کے بعد بھی وہ باز نہ آئیں تو انہیں مار ڈالو۔

باب ۱۰۰۹۔ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ غَنَمٌ يَتْبَعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ

باب ۱۰۰۹۔ مسلمان کا سب سے عمدہ سرمایہ وہ بکریاں ہوں گی جنہیں وہ پہاڑ کی چوٹی پر لے کر چلا جائے گا۔

(۱۳۱۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَأْسُ الْكُفْرِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَالْفَخْرُ وَالْخُيَلَاءُ فِي اَهْلِ الْخَيْلِ وَالْإِبِلِ وَالْفَدَّادِيْنَ اَهْلِ الْوَبَرِ وَالسَّكِيْنَةُ فِي اَهْلِ الْغَنَمِ۔

۱۳۱۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کفر کی بنیاد مشرق میں ہے اور فخر اور تکبر گھوڑے والوں، اونٹ والوں اور کسانوں میں ہوتا ہے جو (عموماً) گاؤں کے رہنے والے ہوتے ہیں لیکن بکری والوں میں سکینت ہوتی ہے۔

(۱۳۱۲) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو اَبِيْ مَسْعُوْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ اَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ نَحْوَ الْيَمَنِ فَقَالَ الْإِيْمَانُ يَمَانٍ هٰهُنَا اَلَا اِنَّ الْقَسْوَةَ وَغِلَظَ الْقُلُوْبِ فِي الْفَدَّادِيْنَ عِنْدَ اُصُوْلِ اَذْنَابِ الْإِبِلِ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنَا الشَّيْطَانِ فِيْ رَبِيْعَةَ وَمُضَرَ۔

۱۳۱۲۔ حضرت عقبہ بن عمرو ابومسعود رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان تو ادھر ہے، یمن میں وہاں، اور قساوت اور سخت دلی اس طرف ہے جدھر سے شیطان کے دونوں سینگ طلوع ہوتے ہیں (سورج کے طلوع کے وقت، مشرق کی طرف سے) قبیلہ ربیعہ، اور مضر کے کسانوں میں، ان کے اونٹوں کی دم کے پیچھے۔

(۱۳۱۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَسْأَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا وَاِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِنَّهٗ رَاٰى شَيْطَانًا۔

۱۳۱۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب مرغ کو بانگ دیتے سنا کرو (سحر کے وقت) تو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کے لئے دعاء کیا کرو، کیونکہ وہ فرشتے کو دیکھ کر (بانگ دیتا ہے) اور جب گدھے کی آواز سنو تو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو، کہ وہ شیطان کو دیکھ کر (آواز دیتا ہے۔)

(۱۳۱۴) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُقِدَتْ اُمَّةٌ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ

۱۳۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بنی اسرائیل کا ایک طبقہ (مسخ ہونے کے بعد) ناپید ہو گیا کچھ معلوم

لَايُدْرٰى مَافَعَلَتْ وَاِنِّى لَااُرَاهَا اِلَّا الْفَارَ اِذَا وُضِعَ لَهَا الْبَانُ الْاِبِلِ لَمْ تَشْرَبْ وَاِذَا وُضِعَ لَهَا اَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْ فَحَدَّثْتُ كَعْبًا فَقَالَ اَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُهٗ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ لِي مِرَارًا فَقُلْتُ اَفَاَقْرَأُ التَّوْرَاةَ۔

نہیں ان کا کیا ہوا، میرا تو خیال ہے کہ انہیں چوہے کی صورت میں مسخ کر دیا گیا تھا چوہوں کے سامنے جب اونٹ کا دودھ رکھا جاتا ہے تو وہ اسے نہیں پیتے، لیکن اگر بکری کا دودھ رکھا جائے تو پی جاتے ہیں، پھر میں نے یہ حدیث حضرت کعب احبارؓ سے بیان کی تو انہوں نے (حیرت سے) پوچھا کیا واقعی آپ نے آنحضور ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے؟ کئی مرتبہ انہوں نے یہ سوال کیا میں اس پر بولا، کیا میں نے تورات پڑھی ہے (کہ اس میں سے دیکھ کر بیان کردوں گا۔)

باب ۱۰۰۹ . اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِىْ شَرَابِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ فَاِنَّ فِىْ اِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَفِى الْاُخْرٰى شِفَاءً

باب ۱۰۰۹۔ جب مکھی کسی کے مشروب میں پڑ جائے تو اسے ڈبو لینا چاہئے کیونکہ اس کے ایک پر میں بیماری (کے جراثیم) ہوتے ہیں اور دوسرے میں اس کی شفاء ہوتی ہے۔

(۱۳۱۵) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِىْ شَرَابِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ ثُمَّ لِيَنْزِعْهُ فَاِنَّ فِىْ اِحْدٰى جَنَاحَيْهِ دَاءً وَالْاُخْرٰى شِفَاءً۔

۱۳۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب مکھی کسی کے مشروب میں پڑ جائے تو اسے ڈبو لینا چاہئے اور پھر نکال کر پھینک دینا چاہئے، کیونکہ اس کے ایک پر میں (بیماری کے جراثیم) ہوتے ہیں اور دوسرے میں اس کی شفا ہوتی ہے۔

(۱۳۱۶) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ غُفِرَ لِاِمْرَاَةٍ مُوْمِسَةٍ مَرَّتْ بِكَلْبٍ عَلٰى رَاْسِ رَكِيٍّ يَلْهَثُ قَالَ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ فَنَزَعَتْ خُفَّهَا فَاَوْثَقَتْهُ بِخِمَارِهَا فَنَزَعَتْ لَهٗ مِنَ الْمَاءِ فَغُفِرَ لَهَا بِذٰلِكَ۔

۱۳۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایک فاحشہ عورت کی اس وجہ سے مغفرت ہوگئی تھی کہ وہ ایک کتے کے قریب سے گزر رہی تھی جو ایک کنویں کے قریب کھڑا ہانپ رہا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پیاس کی شدت کی وجہ سے ابھی مرجائے گا اس عورت نے اپنا جوتا نکالا اور اس میں اپنا دوپٹہ باندھ کر اس کے لئے پانی نکالا اور کتے کو پانی پلا کر اس کی جان بچائی) تو اس کی مغفرت اسی (عمل) کی وجہ سے ہوگئی تھی!

باب ۱۰۱۰ خَلْقِ اٰدَمَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَذُرِّيَّتِهٖ

باب ۱۰۱۰۔ حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت کی پیدائش

(۱۳۱۷) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ اٰدَمَ وَطُوْلُهٗ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا ثُمَّ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰى اُولٰئِكَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَاسْتَمِعْ مَا يُحَيُّوْنَكَ فَاِنَّهٗ تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوْا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَزَادُوْهُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ اٰدَمَ فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ

۱۳۱۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی لمبائی ساٹھ ہاتھ بنائی پھر ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور ان ملائکہ کو سلام کرو دیکھو کن الفاظ سے وہ تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں کیونکہ وہی تمہارا اور تمہاری ذریت کا سلام و جواب ہوگا، آدم علیہ السلام (گئے اور) کہا السلام علیکم ملائکہ نے جواب دیا، السلام علیک ورحمۃ اللہ، گویا انہوں نے ''ورحمۃ اللہ'' کا اضافہ کیا۔ پس جو کوئی بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدمؑ کی شکل وصورت میں

حتی الْاٰنَ۔

داخل ہوگا۔ آدم علیہ السلام کے بعد انسانوں میں (حسن و جمال اور طول و عرض کی) کمی ہوتی رہی تا آنکہ نوبت اس دور تک پہنچی۔

(۱۳۱۸) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَلَغَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ سَلَامٍ مَقْدَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَاَتَاهُ فَقَالَ اِنِّیْ سَائِلُكَ عَنْ ثَلَاثٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ اِلَّا نَبِیٌّ مَااَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ وَمَا اَوَّلُ طَعَامٍ يَاكُلُه' اَهْلُ الْجَنَّةِ وَمِنْ اَیِّ شَیْءٍ يَنْزِعُ الْوَلَدُ اِلٰی اَبِيْهِ وَمِنْ اَیِّ شَیْءٍ يَنْزِعُ اِلٰی اَخْوَالِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَّرَنِیْ بِهِنَّ اٰنِفًا جِبْرِيْلُ قَالَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُوْدِ مِنَ الْمَلَائِكَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ وَاَمَّا اَوَّلُ طَعَامٍ يَاكُلُه' اَهْلُ الْجَنَّةِ فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ وَاَمَّا الشَّبَهُ فِی الْوَلَدِ فَاِنَّ الرَّجُلَ اِذَا غَشِیَ الْمَرْاَةَ فَسَبَقَهَا مَاؤُه' كَانَ الشَّبَهُ لَه' وَاِذَا سَبَقَ مَاؤُهَا كَانَ الشَّبَه' لَهَا قَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْيَهُوْدَ قَوْمٌ بُهُتٌ اِنْ عَلِمُوْا بِاِسْلَامِیْ قَبْلَ اَنْ تَسْاَلَهُمْ بَهَتُوْنِیْ عِنْدَكَ فَجَاءَتِ الْيَهُوْدُ وَدَخَلَ عَبْدُاللّٰهِ الْبَيْتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ رَجُلٍ فِيْكُمْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ قَالُوا اَعْلَمُنَا وَابْنُ اَعْلَمِنَا وَاَخْبَرُنَا وَابْنُ اَخْبَرِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَرَاَيْتُمْ اَنْ اَسْلَمَ عَبْدُاللّٰهِ قَالُوْا اَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ فَخَرَجَ عَبْدُاللّٰهِ اِلَيْهِمْ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَقَالُوْا شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا وَوَقَعُوْا فِيْهِ۔

۱۳۱۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن سلامؓ کو (جو تورات اور شریعت موسوی کے نہایت اونچے درجے کے عالم تھے) جب رسول اللہ ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کی اطلاع ملی تو وہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ میں آپ سے تین چیزوں کے متعلق پوچھوں گا، جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا قیامت کی سب سے پہلی علامت؟ وہ کونسا کھانا ہے جو سب سے پہلے اہل جنت کو کھانے کے لئے دیا جائے گا؟ اور کس چیز کی وجہ سے بچہ اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام نے ابھی ابھی مجھے آکر اس کی اطلاع دی ہے اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ بولے کہ ملائکہ میں یہی تو یہودیوں کے دشمن ہیں آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کی سب سے پہلی علامت ایک آگ کی صورت میں ظہور پذیر ہوگی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب کی طرف لے جائیگی۔ سب سے پہلا کھانا جو اہل جنت کی ضیافت کے لئے پیش کیا جائے گا۔ وہ مچھلی کی کلیجی کا ایک منفرد ٹکڑا ہوگا (جو سب سے زیادہ لذیذ اور پاکیزہ ہوتا ہے) اور بچے کی شباہت کا جہاں تک تعلق ہے، تو جب مرد، عورت کے قریب جاتا ہے اس وقت اگر مرد کی منی سبقت کر جاتی ہے تو بچہ اس کی شکل وصورت پر ہوتا ہے لیکن اگر عورت کی منی سبقت کر جاتی ہے تو پھر بچہ عورت کی شکل وصورت پر ہوتا ہے (یہ سن کر) عبداللہ بن سلامؓ بول اٹھے" میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں پھر عرض کیا یا رسول اللہ! یہود حیرت انگیز حد تک جھوٹی قوم ہے اگر آپ کے دریافت کرنے سے پہلے میرے اسلام کے متعلق انہیں علم ہوگیا تو آپ کے سامنے مجھ پر ہر طرح کی تہمتیں دھرنی شروع کر دیں گے (اس لئے ابھی انہیں میرے اسلام کے متعلق کچھ نہ بتائیے) چنانچہ کچھ یہودی آئے اور عبداللہؓ کے گھر کے اندر بیٹھ گئے آنحضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا تم لوگوں میں عبداللہ بن سلام کون صاحب ہیں؟ سارے یہودی کہنے لگے، ہم میں سب سے بڑے عالم اور ہمارے سب سے بڑے عالم کے صاحبزادے! ہم میں سب سے زیادہ بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے صاحبزادے! آنحضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا، اگر عبداللہ مسلمان ہوجائیں پھر تمہارا کیا طرز عمل ہوگا؟ انہوں نے کہا کہ اللہ

تعالیٰ انہیں اس سے محفوظ رکھے اتنے میں عبداللہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے اور کہا ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اب وہ سب ان کے متعلق کہنے لگے کہ ہم میں سب سے بدترین شخص اور سب سے بدترین شخص کا بیٹا! وہیں ساری حقیقت کھل گئی۔

(۱۳۱۹)عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَه' یَعْنِیْ لَوْلَا بَنُواِسْرَائِیلَ لَمْ یَخْنَزِ اللَّحْمُ وَلَوْلَا حَوَّاءُ لَمْ تَخُنْ اُنْثٰی زَوْجَهَا۔

۱۳۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالے سے (عبدالرزاق کی) روایت کی طرح یعنی اگر قوم بنی اسرائیل نہ ہوتی تو گوشت نہ سڑا کرتا اور اگر حوا علیہا السلام نہ ہوتیں تو عورت اپنے شوہر کے ساتھ خیانت نہ کیا کرتی۔

فائدہ:۔ بنی اسرائیل کو من سلویٰ انعام الٰہی کے طور پر ملا تھا اور انہیں اس کے جمع کر کے رکھنے کی ممانعت کر دی گئی تھی لیکن وہ نہ مانے اور انہوں نے جمع کرنا شروع کر دیا، سزا کے طور پر سلویٰ کا گوشت سڑا دیا گیا اسی طرف حدیث میں اشارہ ہے لیکن اسی طرح سب سے پہلے حضرت حوا علیہا السلام نے شیطان کی سازش کے نتیجہ میں حضرت آدم علیہ السلام کو جنت کے درخت کے کھانے کی ترغیب دی تھی، یہی عادت ان کی اولاد میں بھی منتقل ہوگئی۔ خیانت سے اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۳۲۰)عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) یَرْفَعُه' اَنَّ اللّٰهَ یَقُولُ لِاَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْاَنَّ لَكَ مَافِی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ کُنْتَ تَفْتَدِیْ بِهٖ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَقَدْ سَاَلْتُكَ مَاهُوَ اَهْوَنُ مِنْ هٰذَا وَاَنْتَ فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ اَنْ لَاتُشْرِكَ بِیْ فَاَبَیْتَ اِلَّا الشِّرْكَ

۱۳۲۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص سے پوچھے گا جسے جہنم کا سب سے ہلکا عذاب دیا گیا ہوگا کہ اگر دنیا میں تمہاری کوئی چیز ہوتی تو کیا تم اس عذاب سے نجات پانے کے لئے اسے بدلے میں دے سکتے تھے؟ وہ شخص کہے گا کہ جی ہاں، اس پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ جب تم آدم کی پیٹھ میں تھے تو میں نے تم سے اس سے بھی معمولی چیز کا مطالبہ کیا تھا (یوم میثاق میں) کہ میرا کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرانا لیکن (جب تم دنیا میں آئے تو) اسی شرک کا راستہ اختیار کیا۔

(۱۳۲۱)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتُقْتَلُ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا کَانَ عَلَی ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ کِفْلٌ مِنْ دَمِهَا لِاَنَّه' اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ۔

۱۳۲۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بھی کوئی انسان ظلماً قتل کیا جاتا ہے تو آدم علیہ السلام کے سب سے پہلے بیٹے (قابیل) کے نامۂ اعمال میں بھی اس قتل کا گناہ لکھا جاتا ہے، کیونکہ قتل کا طریقہ سب سے پہلے اسی نے ایجاد کیا تھا۔

باب ۱۰۱۱. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: وَیَسْئَلُوْنَکَ عَنْ ذِی الْقَرْنَیْنِ قُلْ سَاَتْلُوْا عَلَیْکُمْ مِنْهُ ذِکْرًا اِنَّا مَکَّنَّا لَه' فِی الْاَرْضِ وَاٰتَیْنَاهُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ سَبَبًا فَاَتْبَعَ سَبَبًا

باب ۱۰۱۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''آپ سے ذوالقرنین کے متعلق یہ لوگ پوچھتے ہیں آپ کہئے کہ ان کا ذکر میں ابھی تمہارے سامنے بیان کرتا ہوں ہم نے انہیں زمین پر حکومت دی تھی اور ہم نے ان کو ہر طرح کا سامان دیا تھا پھر وہ ایک راہ پر ہولئے''

(۱۳۲۲)عَنْ زَينبَ ابنة جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النبيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّم دَخَلَ عليها فزعًا يَقُولُ لَااِلٰـهَ اِلَّااللّٰـهُ وَيْلٌ لِلعَرَبِ مِنْ شَرٍّقَدِ اقتَرَبَ فُتِحَ اليَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ مِثْلُ هٰذِهٖ وَحَلَّقَ بِاَصْبَعِهٖ الاِبهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا قَالَتْ زَينَبُ ابنةُ جَحْشٍ فقلتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ اَنَهلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ اِذَا كَثُرَالْخَبثُ۔

۱۳۲۲۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ان کے یہاں تشریف لائے آپ گھبرائے ہوئے تھے پھر آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ عرب میں اس شر کی وجہ سے تباہی مچ جائے گی جس کے دن اب قریب آنے کو ہیں، آج یاجوج و ماجوج نے دیوار میں اتنا سوراخ کرلیا ہے، پھر آنحضور ﷺ نے انگوٹھے اور اس کے قریب کی انگلی سے حلقہ بنا کر بتایا ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے سوال کیا یارسول اللہ! کیا ہم اس کے باوجود ہلاک کردیئے جائیں گے کہ ہم میں صالح اصحاب بھی موجود ہوں گے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، جب فسق و فجور بڑھ جائے گا۔

(۱۳۲۳)عَنْ اَبِيْ سَعِيدِنِ الخدرِي رَضِيَ اللّٰهُ عَنه عَنِ النَّبيِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّم قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ تَعالٰى يَاادَمُ فيقُولُ لَبَّيكَ وَسَعْدَيكَ وَالخَيرُ فِي يَدَيكَ فَيَقُولُ اَخرِجْ بَعْثَ النَّارِ قَالَ وَمَا بَعْثُ النَّارِ قَالَ مِن كُلِّ اَلفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسعَةً وَتِسعِيْنَ فَعِندَه' يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارٰى وَمَا هُمْ بِسُكَارٰى وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ قَالُوا يَارَسُولَ اللّٰهِ وَاَيُّنَا ذٰلِكَ الوَاحِدَ قَالَ ابْشِرُوا فَاِنَّ مِنكُمْ رَجُلًا وَمِن يَاجُوجَ وَمَاجُوجَ اَلفًا ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نفسِيْ بِيَدِهٖ اَرجُو اَنْ تَكُونُوا رُبُعَ اَهلِ الجَنَّةِ فَكَبَّرنَا فَقَالَ اَرجُواَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ اَهلِ الجَنَّةِ فَكَبَّرنَا فَقَالَ اَرجُو اَنْ تَكُونُوا نِصفَ اَهلِ الجَنَّةِ فَكَبَّرنَا فَقَالَ مَااَنتُمْ فِي النَّاسِ اِلَّا كَالشَّعْرَةِ السَّودَاءِ فِي جِلدِ ثَورٍ اَبيَضَ اَوْ كَشَعْرَةٍ بَيضَاءَ فِي جِلدِ ثَورٍ اَسوَدَ۔

۱۳۲۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) فرمائے گا، اے آدم! آدم علیہ السلام عرض کریں گے ہر وقت میں آپ کی اطاعت و بندگی کے لئے حاضر ہوں، ساری بھلائیاں صرف آپ ہی کے قبضے میں ہیں اللہ تعالیٰ فرمائینگے جہنم میں جانے والوں کو باہر نکالو آدم علیہ السلام عرض کریں گے، اے اللہ! جہنمیوں کی تعداد کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نوسو ننانوے! اس وقت (کی ہولناکی کا اور وحشت کا یہ عالم ہوگا کہ) بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حاملہ عورت اپنا حمل ساقط کردے گی اس وقت تم (خوف و وحشت کی وجہ سے) لوگوں کو مدہوشی کے عالم میں دیکھو گے، حالانکہ وہ مدہوش نہ ہوں گے لیکن اللہ کا عذاب بڑا ہی سخت ہے" صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! (ایک ہزار میں سے) وہ ایک شخص (جنت کا مستحق) ہم میں سے کون ہوگا؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو وہ ایک آدمی تم میں سے ہوگا اور ایک ہزار (جہنم میں جانے والے) یاجوج و ماجوج کی قوم سے ہوں گے، پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مجھے توقع ہے کہ تم (امت مسلمہ) تمام اہل جنت کے چوتھائی ہو گے اس پر ہم نے (خوشی میں) اللہ اکبر کہا، پھر آپ نے فرمایا کہ مجھے توقع ہے کہ تم تمام اہل جنت کا ایک تہائی ہو گے پھر ہم نے اللہ اکبر کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا مجھے توقع ہے کہ تم لوگ تمام اہل جنت کے نصف ہو گے پھر ہم نے اللہ اکبر کہا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ (محشر میں) تم لوگ تمام انسانوں کے مقابلے میں اتنے ہو گے جتنے کسی سفید بیل کے جسم پر سیاہ بال ہوتے ہیں یا جتنے

کسی سیاہ بیل کے جسم پر سفید بال ہوتے ہیں۔

باب ۱۰۱۲. قولِ اللّٰہِ تعالٰی
وَاتَّخَذَاللّٰہُ اِبرَاھِیمَ خَلِیْلًا
وَقَولِہٖ اِنَّ اِبرَاھِیمَ کَانَ اُمَّۃً قَانِتًا
وَقَولِہٖ اِنَّ اِبرَاھِیمَ لَاَوَّاہٌ حَلِیمٌ

۳۱۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اللہ نے ابراہیمؑ کو خلیل بنایا'' اور ''بیشک ابراہیمؑ (تمام عمدہ خصائل کے جامع ہونے کی حیثیت سے) ایک امت تھے اللہ تعالیٰ کے مطیع وفرماں بردار۔'' اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ''بے شک ابراہیمؑ نہایت نرم طبیعت اور بڑے ہی برد بار تھے۔''

(۱۳۲۴) عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھُمَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّکُم مَحشُورُونَ حُفَاۃً عُرَاۃً غُرلًا ثُمَّ قَرَأَ کَمَا بَدَانَا اَوَّلَ خَلقٍ نُعِیدُہ، وَعدًا عَلَینَا اِنَّا کُنَّا فَاعِلِینَ وَاَوَّلُ مَن یُکسٰی یَومَ القِیَامَۃِ اِبرَاھِیمُ وَاِنَّ اُنَاسًا مِن اَصحَابِی یُؤخَذُ بِھِم ذَاتَ الشِّمَالِ فَاَقُولُ اَصحَابِی اَصحَابِی فَیَقُولُ اِنَّھُم لَم یَزَالُوا مُرتَدِّینَ عَلٰی اَعقَابِھِم مُنذُ فَارَقتَھُم فَاَقُولُ کَمَا قَالَ العَبدُ الصَّالِحُ وَکُنتُ عَلَیھِم شَھِیدًا مَادُمتُ فِیھِم اِلٰی قَولِہٖ الحَکِیمُ۔

۱۳۲۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم لوگ حشر میں ننگے پاؤں، ننگے جسم اور غیر مختون اٹھائے جاؤ گے پھر آپ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ ''جیسا کہ ہم نے پیدا کیا تھا پہلی مرتبہ ایسے ہی لوٹائیں گے یہ ہماری طرف سے ایک وعدہ ہے جس کو ہم پورا کر کے رہیں گے۔'' اور انبیاء میں سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو کپڑا پہنایا جائے گا اور میرے اصحاب میں سے بعض کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا تو میں پکار اٹھوں گا کہ یہ تو میرے اصحاب ہیں میرے اصحاب، لیکن مجھے بتایا جائے گا کہ آپ کی وفات کے بعد ان لوگوں نے پھر کفر اختیار کر لیا تھا۔ اس وقت میں بھی وہی جملہ کہوں گا جو عبد صالح (عیسیٰ علیہ السلام) کہیں گے کہ ''جب تک میں ان کے ساتھ تھا ان پر نگران تھا اللہ تعالیٰ کے ارشاد الحکیم تک۔

فائدہ:۔ یہ دیہات کے وہ سخت دل اور اکھڑ بدوی ہوں گے جو برائے نام اسلام میں داخل ہو گئے تھے اور آنحضور ﷺ کی وفات کے ساتھ ہی پھر مرتد ہو گئے تھے اور اسلام کے خلاف صف آراء ہوئے تھے۔ چنانچہ ایسے بہت سے بدوی عربوں کا ذکر تاریخ میں موجود ہے جو یا تو منافق تھے اور اسلام کے غلبہ سے خوف زدہ ہو کر اسلام میں داخل ہو گئے تھے، یا پھر برائے نام اسلام میں داخل ہو کر مسلمان ہو گئے تھے اور انہوں نے اسلام سے کبھی کوئی دلچسپی سرے سے لی ہی نہیں تھی ایسے کمزور ایمان مسلمانوں کا ہی ایک طبقہ وہ تھا جو آنحضور ﷺ کی وفات کے ساتھ ہی مرتد ہوا اور خلافت اسلامیہ کے خلاف جنگ کی۔ پھر شکست کھائی یا قتل کیے گئے۔ معتمد اور مشہور صحابہ میں سے کوئی بھی اس حدیث کا مصداق نہیں اور بحمداللہ ان میں سے ہر ایک کی زندگی کے اوراق آئینے کی طرح صاف اور واضح ہیں۔

(۱۳۲۵) عَن اَبِی ھُرَیرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَلقٰی اِبرَاھِیمُ اَبَاہُ اٰذَرَ یَومَ القِیَامَۃِ وَعَلٰی وَجہِ اٰذَرَ قَترَۃٌ وَغَبَرَۃٌ فَیَقُولُ لَہ، اِبرَاھِیمُ اَلَم اَقُل لَکَ لَاتَعصِنِی فَیَقُولُ فَالیَومَ لَا اَعصِیکَ فَیَقُولُ اِبرَاھِیمُ یَارَبِّ اِنَّکَ وَعَدتَّنِی اَن لَا تُخزِیَنِی یَومَ یُبعَثُونَ فَاَیُّ خِزیٍ اَخزٰی مِن اَبِی الاَبعَدِ فَیَقُولُ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنِّی حَرَّمتُ الجَنَّۃَ عَلَی الکَافِرِینَ ثُمَّ یُقَالُ

۱۳۲۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابراہیم علیہ السلام اپنے والد آذر سے قیامت کے دن جب ملیں گے تو ان کے چہرے پر سیاہی اور غبار ہو گا۔ ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ میری رسالت کی مخالفت نہ کیجیے۔ وہ کہیں گے کہ آج میں آپ کی مخالفت نہیں کرتا ابراہیم علیہ السلام کہیں گے کہ اے رب! آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ آپ مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کریں گے آج اس رسوائی سے بڑھ کر اور کون سی رسوائی ہو گی کہ میرے

يَاابِرَاهِيمَ مَاتَحْتَ رِجلَيْكَ فَيَنظُرُ فَاِذَا هُوَ بِذِبحٍ مُلتَطِخٍ فَيُوخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلقَى فِي النَّارِ۔

والد (آپ کی رحمت سے) سب سے زیادہ دور ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے جنت کا فروں پر حرام قرار دی ہے پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم تمہارے قدموں کے نیچے کیا چیز ہے؟ دیکھیں گے تو ایک ذبح کیا ہوا جانور خون میں لتھڑا ہوا وہاں پڑا ہوگا اور پھر اس کے پاؤں پکڑ کر سے اسے جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

(۱۳۲۶)عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قِيلَ يَارَسُولَ اللّٰـهِ مَنْ اَكرَمُ النَّاسِ قَالَ اَتقَاهُمْ فَقَالُوا لَيسَ عن هٰذَا نَسأَلُكَ قَالَ فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابنِ نَبِيِّ اللّٰـهِ ابنِ خَلِيلِ اللّٰهِ قَالُوا لَيسَ عَنْ هٰذَا نسأ لك قال فَعَنْ مَعَادِنِ العَرَبِ تَسأَلُونَ خِيَارُهُمْ فِي الجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الاِسلَامِ اِذَا فَقُهوا ۔

۱۳۲۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! سب سے زیادہ شریف کون ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو۔ صحابہ نے عرض کیا کہ ہم آنحضور ﷺ سے اس کے متعلق نہیں پوچھتے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر اللہ کے نبی یوسف بن نبی اللہ بن نبی اللہ، بن خلیل اللہ (سب سے زیادہ شریف ہیں) صحابہ نے کہا کہ ہم اس کے متعلق بھی نہیں پوچھتے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا، عرب کے خاندانوں کے متعلق تم پوچھنا چاہتے ہو جو جاہلیت میں شریف تھے، اسلام میں بھی وہ شریف ہیں (بلکہ اس سے بڑھ کر) جب کہ دین کی سمجھ انہیں آ جائے۔

(۱۳۲۷)عَنْ سَمُرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنه)قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اَتَانِي اللَّيلَةَ اٰتِيَان فَاَتَيْنَا عَلىٰ رَجُلٍ طَوِيلٍ لَااَكَادُاَرَى رَاسَه' طُولًا وَاِنَّه' اِبرَاهِيمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۳۲۷۔ حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا رات میرے پاس (خواب میں) دو فرشتے (جبرائیل و میکائل) آئے پھر یہ دونوں حضرات مجھے ساتھ لے کر ایک لمبے بزرگ کے پاس گئے وہ اتنے لمبے تھے کہ ان کا سر میں نہیں دیکھ پاتا تھا اور یہ ابراہیم علیہ اسلام تھے

(۱۳۲۸)عَن ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عنهما وَذَكَرُوا لَهُ الدَّجَّالَ بَيْنَ عَيْنَيهِ مَكتُوبٌ كَافِرٌ اَوْكَ ف ر قَالَ لَم اَسمَعْهُ وَلٰكِنَّه' قَالَ اَمَّا اِبرٰهِيمُ فَانظُرُوا اِلىٰ صَاحِبِكُمْ وَاَمَّا مُوسىٰ فَجَعْدٌ اٰدَمُ عَلىٰ جَمَلٍ اَحمَرَ مَخطُومٍ بِخُلبَةٍ كَاَنِّي انظُرُ اِلَيهِ اِنحَدَرَ فِي الوَادِيْ۔

۱۳۲۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے دجال کا لوگ تذکرہ کر رہے تھے کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا ''کافر'' یا (یوں لکھا ہوگا) ''ک، ف، ر'' ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ سے میں نے یہ حدیث نہیں سنی تھی البتہ آپ نے ایک مرتبہ یہ حدیث بیان فرمائی کہ ابراہیم علیہ السلام (کی شکل و وضع معلوم کرنے) کے لئے تم اپنے صاحب کو دیکھ سکتے ہو، اور موسیٰ علیہ السلام میانہ قد، گندم گوں، ایک سرخ اونٹ پر سوار تھے جس کی لگام کھجور کی چھال کی تھی جیسے میں انہیں اس وقت بھی وادی میں اترتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔

فائدہ:۔ صاحبکم کے لفظ سے اشارہ آنحضور ﷺ نے اپنی ذات مبارک کی طرف کیا تھا، کیونکہ آنحضور ﷺ، ابراہیم علیہ السلام سے بہت زیادہ مشابہ تھے۔

(۱۳۲۹)عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ) قَالَ قَالَ

۱۳۲۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمِ اِخْتَتَنَ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السلام وَهُوَ ثَمَانِيْنَ سَنَةً بِالْقَدُوْمِ ـ

ارشاد فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی ۸۰ سال کی عمر میں ختنہ کرایا تھا، مقام قدوم میں۔

(۱۳۳۰) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكْذِبْ اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَّا ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ ثِنْتَيْنِ مِنْهُنَّ فِی ذَاتِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ قَوْلُهٗ اِنِّیْ سَقِيْمٌ وَقَوْلُهٗ بَلْ فَعَلَهٗ كَبِيْرُهُمْ هٰذَا وَقَالَ بَيْنَا هُوَ ذَاتَ يَوْمٍ وَسَارَةُ اِذَا اَتٰى عَلٰى جَبَّارٍ مِنَ الْجَبَابِرَةِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّ هٰهُنَا رَجُلًا مَعَهٗ امْرَاَةٌ مِنْ اَحْسَنِ النَّاسِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ فَسَاَلَهٗ عَنْهَا فَقَالَ مَنْ هٰذَا قَالَ اُخْتِیْ فَاَتٰى بِسَارَةَ قَالَ يَاسَارَةُ لَيْسَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِیْ وَغَيْرُكِ وَاِنَّ هٰذَا سَاَلَنِیْ فَاَخْبَرْتُهٗ اَنَّكِ اُخْتِیْ فَلَا تُكَذِّبِيْنِیْ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَلَمَّا دَخَلَتْ عَلَيْهِ ذَهَبَ يَتَنَاوَلُهَا بِيَدِهٖ فَاُخِذَ فَقَالَ اُدْعِی اللّٰهَ لِیْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتِ اللّٰهَ فَاُطْلِقَ ثُمَّ تَنَاوَلَهَا الثَّانِيَةَ فَاُخِذَ مِثْلَهَا اَوْ اَشَدَّ فَقَالَ اُدْعِی اللّٰهَ لِیْ وَلَا اَضُرُّكِ فَدَعَتْ فَاُطْلِقَ فَدَعَا بَعْضَ حَجَبَتِهٖ فَقَالَ اِنَّكُمْ لَمْ تَاْتُوْنِیْ بِاِنْسَانٍ اِنَّمَا اَتَيْتُمُوْنِیْ بِشَيْطَانٍ فَاَخْدَمَهَا هَاجَرَ فَاَتَتْهُ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّیْ فَاَوْمَاَ بِيَدِهٖ مَهْيَا قَالَتْ رَدَّاللّٰهُ كَيْدَ الْكَافِرِ اَوِ الْفَاجِرِ فِیْ نَحْرِهٖ وَاَخْدَمَ هَاجَرَ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ تِلْكَ اُمُّكُمْ يَابَنِیْ مَاءِ السَّمَاءِ۔

۱۳۳۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے تین مرتبہ جھوٹ بولا تھا، دوان میں سے خالص اللہ عزوجل کی رضا کے لئے تھے ایک تو ان کا فرمانا (بطور توریہ کے) کہ "میں بیمار ہوں اور دوسرا ان کا یہ فرمانا کہ" بلکہ یہ کام تو ان کے بڑے (بت) نے کیا ہے" اور بیان کیا کہ ایک مرتبہ ابراہیم علیہ السلام اور سارہ رضی اللہ عنہا ایک ظالم بادشاہ کی حدود سلطنت سے گزر رہے تھے بادشاہ کو اطلاع ملی کہ یہاں ایک شخص آیا ہوا ہے اور اس کے ساتھ دنیا کی ایک خوبصورت ترین عورت ہے بادشاہ نے ابراہیم علیہ السلام کے پاس اپنا آدمی بھیج کر انہیں بلوایا اور سارہ رضی اللہ عنہا کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میری بہن (دینی رشتے کے اعتبار سے) پھر آپ سارہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور فرمایا کہ اے سارہ! یہاں میرے اور تمہارے سوا اور کوئی بھی مؤمن نہیں ہے، اور اس بادشاہ نے مجھ سے پوچھا تو میں نے اس سے کہہ دیا ہے کہ تم میری بہن ہو (دینی اعتبار سے) اس لئے اب تم کوئی ایسی بات نہ کہنا جس سے میں جھوٹا بنوں، پھر اس ظالم نے سارہ رضی اللہ عنہا کو بلوایا اور جب آپ اس کے پاس گئیں تو اس نے آپ کی طرف ہاتھ بڑھانا چاہا، لیکن فوراً ہی پکڑ لیا گیا (خدا کی طرف سے) پھر وہ کہنے لگا کہ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو (کہ اس مصیبت سے مجھے نجات دے) میں اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا، چنانچہ آپ نے اللہ سے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا لیکن پھر دوسری مرتبہ اس نے ہاتھ بڑھایا اور اس مرتبہ بھی اسی طرح پکڑ لیا گیا بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت! اور کہنے لگا کہ اللہ سے میرے لئے دعا کرو، میں اب تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچاؤں گا حضرت سارہ نے دعا کی اور وہ چھوڑ دیا گیا اس کے بعد اس نے اپنے کسی حاجب (ایک معزز درباری عہدہ) کو بلا کر کہا کہ تم لوگ میرے پاس کسی انسان کو نہیں لائے ہو، یہ تو کوئی سرکش جن ہے (جاتے ہوئے) حضرت سارہ کو اس نے حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کے لئے دیا جب حضرت سارہ آئیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے ان کا حال پوچھا انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کافر یا (یہ کہا کہ) فاجر کے فریب کو اسی کے منہ

پر دے مارا، اور ہاجرہ کو خدمت کے لئے دیا۔ ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اے
بنی ماء السماء (اہل عرب) تمہاری والدہ یہی (حضرت ہاجرہؑ ہیں۔)

فائدہ:۔ توریہ کا مفہوم یہ ہے کہ واقعہ کچھ اور ہو لیکن کوئی شخص کسی خاص مصلحت کی وجہ سے اسے ذو معنین الفاظ کیساتھ اس انداز میں بیان کرے کہ مخاطب اصل واقعہ کو نہ سمجھ سکے بلکہ اس کا ذہن خلاف واقعہ چیز کی طرف منتقل ہو جائے۔ شریعت نے بعض حالات میں اس کی اجازت دی ہے، چونکہ حقیقت کے اعتبار سے یہ ایک طرح کی مغالطہ دہی ہے، اسلئے حدیث میں اسکے لئے کذب (جھوٹ) کا لفظ استعمال کیا گیا۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے کے لوگ انہیں اپنے قومی میلے میں لے جانا چاہتے تھے اس کے علاوہ کہ وہاں مشرکانہ رسوم خود باعث کوفت تھیں، حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کے بت خانے کے بتوں کو توڑنا بھی چاہتے تھے، ایک خاص مقصد کے پیش نظر! اس لئے آپ نے ان کے ساتھ جانے سے گریز کیا اور فرمایا کہ میں بیمار ہوں واقعۃً آپ بیمار نہیں تھے، لیکن دل برداشتہ فروز تھے انتہائی درجہ میں اور اس دل برداشتگی کے لئے آپ نے بیمار کا لفظ استعمال کیا جو ایک حیثیت سے صحیح بھی ہے اگر چہ مخاطب کا ذہن یقینی طور پر عام قسم کی بیماری کی طرف ہی منتقل ہوسکتا ہے پھر جب وہ لوگ آپ کو چھوڑ کر چلے گئے تو آپ نے بت خانے کے تمام بتوں کو توڑ ڈالا اور جس کلہاڑے سے توڑا تھا اسے سب سے بڑے بت کے کندھے پر رکھ دیا جسے آپ نے مصلحتاً نہیں توڑا تھا پھر جب قوم کے لوگ واپس آئے اور آپ سے پوچھا، تو آپ نے طنزاً کہا کہ "یہ سارا کام اس بڑے بت نے کیا ہے" واقعی کلہاڑا ابھی اس کے کندھے پر تھا مقصد ان کی بت پرستی کی نامعقولیت کی طرف توجہ دلائی تھی کہ جنکے تم پجاری ہو ان کی حیثیت صرف اتنی ہے آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ واقعی اور حقیقی جھوٹ کا ان دونوں باتوں سے کوئی تعلق بھی ہے

(۱۳۳۱) عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رسولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ وَقَالَ وَكَانَ يَنْفَخُ عَلَى اِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

۱۳۳۱۔ حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے گرگٹ کو مارنے کا حکم دیا تھا اور فرمایا اس نے ابراہیمؑ کی آگ پر پھونکا تھا (تا کہ اور بھڑکے جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا۔)

(۱۳۳۲) عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا) اَوَّلُ مَا اتَّخَذَ النِّسَاءُ الْمِنْطَقَ مِنْ قِبَلِ أُم اسماعيلَ اتخذت مِنطَقاً لَتُعَفِّيَ اثرها على سارةَ ثُمَّ جاءَ بها ابراهيمُ وبابنِها اسماعيلَ وهي ترضِعُه، حتى وَضَعَهُمَا عند البيتِ عِندَ دَوْحَةٍ فَوْقَ زَمْزَمَ في اَعْلَى المسجدِ و ليس بمكةَ يومَئِذٍ احدٌ و ليس بِهَا ماءٌ فو ضعهما هنالك و وضع عندهما جرَابًا فِيهِ تمرٌ و سقاءً فِيهِ ماءٌ ثُمَّ قَفَّى ابرَاهِيمُ مُنْطَلِقًا فَتَبِعَتْهُ اُمُّ اسماعيلَ فقالَتْ يَاابرَاهِيمُ اَيْنَ تَذْهَبُ وَتَتْرُكُنَا بِهٰذَا الوادِي الَّذِي ليس فيه اِنْسٌ وَلَاشَيْءٌ فقالتُ له، ذلك مِرَارًا و جعل لَايلتفتُ اِلَيْهَا فقالَتْ لَهُ، اَللّٰهُ الَّذِي اَمَرَكَ بِهٰذَا قال نعم قالت اِذَنْ لَايُضَيِّعُنَا ثُمَّ رجعتْ فانطلقَ ابراهيمُ حتى اِذَا كان

۱۳۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عورتوں میں (کام اور مصروفیت کے وقت کمر پر) پٹکا باندھنے کا طریقہ (اسماعیلؑ کی والدہ (ہاجرہ علیہا السلام) سے چلا ہے، سب سے پہلے انہوں نے پٹکا اس لئے باندھا تھا تا کہ سارہ علیہا السلام کی ناراضگی کو دور کر دیں (پٹکا باندھ کر خود کو خادمہ کی صورت میں پیش کر کے) پھر انہیں اور ان کے بیٹے اسماعیل کو ابراہیم (علیہم السلام) ساتھ لے کر نکلے، اس وقت ابھی آپ اسماعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتی تھیں اور بیت اللہ کے قریب ایک بڑے درخت کے پاس جو زمزم کے اوپر مسجد الحرام کے بالائی حصے میں تھا، انہیں لا کر بٹھا دیا، ان دنوں مکہ کسی بھی انسان کے وجود سے خالی تھا اور ہاجرہ کے ساتھ پانی بھی نہیں تھا ابراہیم علیہ السلام نے ان دونوں حضرات کو وہیں چھوڑ دیا، اور ان کے لئے ایک چمڑے کے تھیلے میں کھجور اور ایک مشکیزہ میں پانی رکھ دیا (کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم یہی تھا) پھر ابراہیم علیہ السلام (گھر شام آنے تک کے لئے) روانہ ہوئے اس وقت اسماعیل علیہ

عِندَ الثنيةِ حيث لَايَرَوُنَه استقبلَ بوجهه البيتَ ثُمَّ
دَعَا بِهٰؤُلَاءِ الكلماتِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ فقال رَبِّ اِنِّى
اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِى بِوَادٍ غَيرِ ذِى زَرْعٍ حَتّٰى بَلَغَ
يَشْكُرُوْنَ وَجَعَلَتْ اُمُّ اسماعيلَ تُرْضِعُ اسماعيلَ
وَتَشْرَبُ من ذلك الماءِ حَتّٰى اِذَا نَفِدَ مَافِى السِّقَاءِ
عَطِشَتْ وَعَطِشَ ابنُها وجعلتْ تَنْظُرُ اِلَيْهِ يَتَلَمَّظُ
اوقال يَتَلَبَّطُ فانطَلَقَتْ كَرَاهِيَةَ ان تَنْظُرَ اليه
فَوَجَدتِ الصفا اَقْرَبَ جبلٍ فى الارضِ يلِيها
فقامتْ عليه ثم اِسْتَقْبَلَتْ الوادىَ تَنْظُرُ هَلْ تَرىٰ
احدًا فلم تَرَا احداً فَهَبَطَتْ من الصفا حَتّٰى اِذَا
بلغتِ الوادى رفعتْ طَرَفَ دِرْعِهَا ثم سَعَتْ سَعْىَ
الانسانِ المَجْهُودِ حتى جاوزتِ الوادىَ ثم اَتَتِ
المروةَ فقامتْ عليها ونظرتْ هل تَرىٰ اَحَدًا فلم
تَرَ احداً ففعلتْ ذلك سَبْعَ مَرَّاتٍ قال ابنُ عباسٍ
قال النبىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذٰلِكَ سَعْىُ النَّاسِ
بَيْنَهُمَا فَلَمَّا اشرفتْ عَلَى المَرْوَةِ سَمِعَتْ صوتًا
فقالتْ صَهٍ تُرِيدُ نفسَها ثم تَسَمَّعَتْ فَسَمِعَتْ
ايضًا فقالتْ قد اَسْمَعْتَ ان كان عندكَ غُوَاثٌ
فَاِذَا هى بالمَلَكِ عند مَوْضِعِ زَمْزَمَ فَبَحَثَ بِعَقِبِهٖ
اوقال بِجَناحِهٖ حتى ظهرالماء فجعلتْ تَحَوِّضُهُ
وَتَقُولُ بِيَدِهَا هٰكَذَا وجعلتْ تَغْرِفُ قال ابنُ
عباسٍ قال النبىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْحَمُ اللّٰهُ
اُمَّ اسماعيلَ لَوْتَرَكَتْ زَمْزَمَ اوقال لَوْلَمْ تَغْرِفُ مِنَ
المَاءِ لَكَانَتْ زَمْزَمُ عينًا مَعِينًا قال فشربتْ
وَاَرْضَعَتْ ولدَها فقال لَهَا المَلَكُ لَاتخافُوا الضَّيْعَةَ
فَاِنَّ هٰهُنَا بَيْتَ اللّٰهِ يَبْنِى هٰذَا الغُلَامُ وَاَبُوْهُ وَاِنَّ اللّٰهَ
لَايُضِيعُ اَهْلَهُ وَكَانَ البَيْتُ مُرْتَفِعًا مِنَ الارضِ
كَالرَّابِيَةِ تَاتِيهِ السُّيُولُ فتاخُذُ عن يمينِهٖ وَشِمالِهٖ
فَكانتْ كَذٰلِكَ حتى مَرَّتْ بِهِمْ رُفْقَةٌ مِنْ جُرْهُمَ
اواهلُ بيتٍ مِنْ جُرْهُمَ مُقْبِلِيْنَ من طريق كَدَاءٍ

السلام کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں اور کہا کہ اے ابراہیم! اس آب و گیاہ وادی میں جہاں کوئی بھی متنفس موجود نہیں آپ ہمیں چھوڑ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے بار بار اس جملے کو دہرایا لیکن ابراہیم علیہ السلام ان کی طرف دیکھتے نہیں تھے آخر ہاجرہ علیہا السلام نے پوچھا کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں، اس پر ہاجرہ علیہا السلام بول اٹھیں کہ پھر اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کرے گا، چنانچہ وہ واپس آ گئیں اور ابراہیم علیہ السلام روانہ ہو گئے جب وہ مقام ثنیۃ پر جہاں سے یہ لوگ آپ کو دیکھ نہیں سکتے تھے تو آپ نے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے ان الفاظ میں دعا کی آپ نے ہاتھ اٹھا کر عرض کی ''میرے رب! میں نے اپنے خاندان کو اس وادی غیر ذی...... زرع میں ٹھہرایا ہے۔'' (قرآن مجید کی آیت) یشکرون تک آپ کے دعائیہ کلمات نقل ہوئے ہیں اسماعیل علیہ السلام کی والدہ انہیں دودھ پلانے لگیں اور خود پانی پینے لگیں، آخر جب مشکیزہ کا سارا پانی ختم ہو گیا تو وہ پیاسی رہنے لگیں، اور ان کے صاحبزدے بھی پیاسے رہنے لگے، وہ اب دیکھ رہی تھیں کہ سامنے ان کا لخت جگر (پیاس کی شدت سے پیچ و تاب کھا رہا ہے یا کہا کہ زمین پر لوٹ رہا ہے، وہ وہاں سے ہٹ گئیں، کیونکہ اس حالت میں انہیں دیکھنے سے دل بے چین ہوتا تھا صفا پہاڑی، وہاں سے سب سے زیادہ قریب تھی وہ اسی پر چڑھ گئیں (پانی کی تلاش میں) اور وادی کی طرف رُخ کر کے دیکھنے لگیں کہ کہیں کوئی متنفس نظر آتا ہے، لیکن کوئی انسان نظر نہ آیا وہ صفا سے اتر گئیں اور جب وادی میں پہنچیں تو اپنا دامن اٹھالیا (تاکہ دوڑتے وقت نہ الجھیں) اور کسی پریشان حال کی طرح دوڑنے لگیں پھر وادی سے نکل کر مروہ پہاڑی پر آئیں اس پر کھڑی ہو کر دیکھنے لگیں کہ کہیں کوئی متنفس نظر آتا ہے، لیکن کوئی نظر نہ آیا اس طرح انہوں نے سات مرتبہ کیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، (صفا اور مروہ کے درمیان) لوگوں کے لئے سعی اسی وجہ سے مشروع ہوئی (ساتویں مرتبہ) جب وہ مروہ پر چڑھیں تو انہیں ایک آواز سنائی دی انہوں نے کہا، خاموش! یہ خود اپنے ہی سے وہ کہہ رہیں تھیں اور آواز کی طرف انہوں نے کان لگا دیئے آواز اب بھی سنائی دے رہی تھی پھر انہوں نے کہا کہ تمہاری آواز میں نے سنی اگر تم میری مدد کر سکتے ہو تو کرو کہا، کیا دیکھتی ہوں کہ جہاں اب زمزم (کا کنواں

فَنَزَلُوا فِي اسفلِ مَكَّةَ فرَأَوا طَائِرًا عَائِفًا فَقَالُوا اِنَّ هٰذَا الطَّائِرَ لَيَدُوْرُ عَلٰى مَاءٍ لَعَهْدُنا بهذا الوادي وما فيه ماءٌ فَارسَلُوا جَرِيًا اَوْ جَرِيَّيْنِ فَاِذَاهُمْ بِالْمَاءِ فَرَجَعُوا فَاَخْبَرُوْهُمْ بالماءِ فَاَقْبَلُوا قال وامُّ اسماعيل عند الماء فقالوا اَتَاذَنِينَ لَنَا اَنْ نَنزل عندكِ فقالتْ نعم ولكن لاحقَّ لكم في الماءِ قَالُوا نَعَمْ قال ابنُ عباس قال النبيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَلْفَى ذٰلِكَ اُمَّ اِسماعِيلَ وَهِيَ تُحِبُّ الْاُنسَ فَنَزَلُوا وَاَرْسَلُوا الى اَهْلِيهِمْ فَنَزَلُوا معهم حَتّٰى اِذا كَانَ بِهَا اهلُ اَبْيَاتٍ مِنْهُمْ وشبَّ الْغُلَامُ وتَعَلَّمَ العربيةَ مِنْهُمْ وَاَنفَسَهُمْ وَاَعْجَبَهُمْ حِيْنَ شَبَّ فَلَمَّا اَدْرَكَ زَوَّجُوه امرأةً منهم وماتتْ اُمُّ اسماعيل فجاء ابراهيمُ بعد ماتزوَّجَ اسماعيلُ يُطَالِعُ تَرِكَتَه' فَلَمْ يَجِدْ اسماعيلَ فَسَاَلَ امرأتَه عَنْهُ فقالت خَرَجَ يبتغِي لَنَا ثُمَّ سَاَلَهَا عن عَيْشِهِمْ وَهيئتِهِم فقالت نَحْنُ بشرٍّ نحن في ضَيْقٍ وَشِدَّةٍ فسكت اليه قَالَ فَاِذَا جَاءَ زَوْجُكِ فَاقْرَئِي عَلَيْهِ السَّلام وَقُولِي له يُغَيِّرُ عتبةَ بَابِهٖ فلما جاء اسماعيلُ كَانَّه' اٰنسَ شيئًا فَقَالَ هَل جَاءَكُمْ مِنْ اَحَدٍ قالتْ نعم جائنا شيخٌ كذا وكذا فَسَاَلَنَا عنك فاخبرتُه وسَالني كَيفَ عَيْشُنَا فَاَخبرتُه انا في جَهْدٍ وشدةٍ قال فهل اَوْصَاكِ بشيءٍ قَالَتْ نعم اَمَرَنِي اَن اَقْرَاَ عليكَ السلامَ ويقول غَيِّرْ عَتَبَةَ بَابِكَ قال ذَاكَ اَبِي وقد اَمَرَنِي اَنْ اُفَارِقَكِ اِلْحَقِي بِاَهْلِكِ فَطَلَّقَهَا وَتَزَوَّجَ مِنْهُمْ اُخْرٰى فَلَبِثَ عَنْهُمْ ابراهيمُ مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَتَاهُمْ بَعْدُ فَلَمْ يَجِدْهُ فَدَخَلَ عَلٰى امرأتِه فَسَاَلَهَا عنه فَقَالَتْ خَرَجَ يبتغي لنا قال كَيْفَ اَنْتُم وَسَاَلَهَا عن عيشِهم وهيئتِهم فقالتْ نَحْنُ بخيرٍ وَسَعَةٍ واثنتْ عَلَى اللّٰهِ فَقَالَ مَاطعامُكم قالتْ اللحمُ قال فما شرابُكم قالت الماءَ قال اللّٰهمَّ بَارِكْ لَهُمْ في

ہے) وہیں ایک فرشتہ موجود ہے فرشتے نے اپنی ایڑی سے زمین میں گڑھا کر دیا یا یہ کہا کہا اپنے بازو سے، جس سے وہاں پانی ظاہر ہوگیا، حضرت ہاجرہ نے اسے حوض کی شکل میں بنا دیا اور اپنے ہاتھ سے اس طرح کر دیا (تاکہ پانی بہنے نہ پائے) اور چلو سے پانی اپنے مشکیزہ میں ڈالنے لگیں، جب وہ بھر چکیں تو وہاں سے چشمہ ابل پڑا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ! ام اسماعیل پر رحم کرے اگر زمزم کو انہوں نے یوں ہی چھوڑ دیا ہوتا، یا آپ نے فرمایا کہ چلو سے مشکیزا نہ بھرا ہوتا تو زمزم (تمام روئے زمین پر) ایک بہتے ہوئے چشمے کی صورت اختیار کر لیتا بیان کیا کہ حضرت ہاجرہ نے خود بھی وہ پانی پیا اور اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو بھی پلایا اس کے بعد ان سے فرشتے نے کہا کہ اپنے ضیاع کا خوف ہرگز نہ کرنا، کیونکہ یہیں خدا کا گھر ہوگا، جسے یہ بچہ اور اسکے والد تعمیر کریں گے اور اللہ اپنے بندوں کو ضائع نہیں کرتا اب جہاں بیت اللہ ہے، اس وقت وہاں ٹیلے کی طرح زمین اٹھی ہوئی تھی۔ سیلاب کا دھارا آتا اور اس کے دائیں بائیں سے زمین کاٹ کر لے جاتا اس طرح وہاں کے شب و روز گزرتے رہے اور آخر ایک دن قبیلہ جرہم کے کچھ لوگ وہاں سے گزرے یا (آپ ﷺ نے یہ فرمایا) کہ قبیلہ جرہم کے چند گھرانے، مقام کداء (مکہ کا بالائی حصہ) کے راستے سے گزر کر مکہ کے نشیبی علاقے میں انہوں نے پڑاؤ کیا، (قریب ہی) انہوں نے منڈلاتے ہوئے کچھ پرندے دیکھے ان لوگوں نے کہا کہ یہ پرندہ پانی پر منڈلا رہا ہے، حالانکہ اس سے پہلے جب بھی ہم اس وادی سے گزرے، یہاں پانی کا نام و نشان بھی نہ پایا آخر انہوں نے اپنا ایک آدمی یا دو آدمی بھیجے، وہاں انہوں نے واقعی پانی پایا چنانچہ انہوں نے واپس آ کر پانی کی موجودگی کی اطلاع دی، اب یہ سب لوگ یہاں آئے بیان کیا کہ اسماعیل علیہ السلام کی والدہ اس وقت پانی پر ہی بیٹھی ہوئی تھیں ان لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ہمیں اپنے پڑوس میں قیام کی اجازت دیں گی؟ ہاجرہ علیہا السلام نے فرمایا کہ ہاں، لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پانی پر تمہارا کوئی حق (ملکیت) کا نہیں قائم ہوگا انہوں نے اسے تسلیم کر لیا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اب ام اسماعیل کو پڑوسی مل گئے تھے بنی آدم کی موجودگی ان کے باعث انس و دل بستگی تو تھی ہی چنانچہ ان لوگوں نے خود بھی یہاں قیام کیا اور اپنے قبیلے کے دوسرے

اللحمِ و الماءِ قَال النبيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ وَلَم يَكُنْ لهم يَومَئِذٍ حَبٌّ وَلَو كَانَ لَهُم دَعَا لَهُم فِيهِ قَالَ فَهُمَا لايَخلُو عليهما احدٌ بغير مكة اِلّا لم يُوَافِقَاهُ قال فاذا جاءَ زوجُكِ فَاقرئِي عليه السلام وَمُرِيهِ يُثَبِّتُ عَتَبَةَ بَابِهِ فلما جاء اسماعيلُ قال هَلْ اَتَاكُم مِن احدٍ قالت نَعَم اَتانا شيخٌ حسنُ الهيئةِ وَاَثنَتْ عليهِ فَسَالَنِي عَنكَ فاخبرتُه فَسَالَنِي كيفَ عيشُنا فاخبرتُه انا بِخَيرٍ قال فَاَوصَاكِ بشَيءٍ قالتْ نعم هو يقرأُ عليكَ السلامَ و يَاْمُرُكَ ان تُثَبِّتَ عَتَبَةَ بَابِكَ قَالَ ذاكِ اَبِي وَاَنتِ العَتَبَةُ اَمَرَنِي ان اُمسِكَ ثُمَّ لَبِثَ عنهم مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ واسماعيلُ يَبرِي نبلًا لَه، تَحتَ دَوحَةٍ قريبًا من زَمزَمَ فَلَمَّا رآه قام اليه فصنعا كما يصنع الوالد بالولد والولد بالوالد ثم قال يااسماعيلُ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِي بِاَمرٍ قال فاصنَعْ مَااَمَرَكَ رَبُّكَ قَالَ وتُعِينُنِي قَال وَاُعِينُكَ قال فَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِي اَنْ اَبنِيَ هٰهُنَا بَيتًا وَاَشَارَ الى اَكَمَةٍ مُرتَفِعَةٍ على ماحَولَهَا قال فَعِندَ ذلك رَفَعَا القَوَاعِدَ من البيت فجعلَ اسماعيلُ يَاتِي بالحجارة وابراهيمُ يَبنِي حتى اذا ارْتفعَ البناءُ جَاءَ بهذا الحَجَرِ فَوَضَعَه، لَه، فقام عَلَيهِ وَهُوَ يَبنِي واسماعيلُ يناوِلهُ الحجارةَ وهُمَا يقولان رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ قال فَجَعَلَا يَبنِيَان حَتّٰى يَدُورا حَولَ البيتِ وَهُمَا يقولان رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنتَ السَّمِيعُ العَلِيمُ۔

لوگوں کو بھی بلوایا اور سب لوگ بھی یہیں آ کر قیام پذیر ہو گئے اس طرح یہاں ان کے کئی گھرانے آ کر آباد ہو گئے اور بچہ (اسماعیل علیہ السلام جرہم کے بچوں میں) جوان ہوا اور ان سے عربی سیکھ لی، جوانی میں اسماعیل علیہ السلام ایسے تھے کہ آپ پر سب کی نظریں اٹھتی تھیں اور سب سے زیادہ آپ بھلے لگتے چنانچہ جرہم والوں نے آپ کی اپنے قبیلے کی ایک لڑکی سے شادی کر لی پھر اسماعیل علیہ السلام کی والدہ (ہاجرہ علیہا السلام) کا بھی انتقال ہو گیا حضرت اسماعیل کی شادی کے بعد ابراہیم علیہ السلام یہاں، اپنے چھوڑے ہوئے سرمایہ کو دیکھنے تشریف لائے اسماعیل علیہ السلام گھر پر موجود نہیں تھے اس لئے آپ نے ان کی بیوی سے ان کے متعلق دریافت فرمایا۔ انہوں نے بتایا، کہ روزی کی تلاش میں کہیں گئے ہیں۔ پھر آپ نے ان سے ان کی معاش وغیرہ کے متعلق دریافت فرمایا تو انہوں نے کہا کہ حالت اچھی نہیں ہے بڑی تنگی ترشی میں گزراوقات ہوتی ہے اس طرح انہوں نے شکایت کی ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو ان سے میرا سلام کہنا اور یہ بھی کہ وہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو بدل ڈالیں پھر جب اسماعیل علیہ السلام واپس تشریف لائے تو جیسے انہوں نے کچھ انسیت سی محسوس کی اور فرمایا کیا کوئی صاحب یہاں آئے تھے؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ ہاں ایک بزرگ اس اس صورت کے یہاں آئے تھے اور آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے میں نے انہیں بتایا (کہ آپ باہر گئے ہوئے ہیں) پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہاری معیشت کا کیا حال ہے؟ میں نے ان سے کہا کہ ہماری گزراوقات بڑی تنگی ترشی سے ہوتی ہے اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ انہوں نے تمہیں کچھ نصیحت بھی کی تھی؟ ان کی بیوی نے بتایا کہ ہاں، مجھ سے انہوں نے کہا تھا کہ آپ کو سلام کہہ دوں اور کہہ گئے ہیں کہ آپ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دیں اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ بزرگ میرے والد تھے اور مجھے یہ حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں جدا کر دوں اب تم اپنے گھر جا سکتی ہو، چنانچہ اسماعیل علیہ السلام نے انہیں طلاق دے دی اور بنو جرہم ہی میں ایک دوسری عورت سے شادی کر لی جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور رہا، ابراہیم علیہ السلام ان کے یہاں نہیں آئے پھر جب کچھ دنوں کے بعد تشریف لائے تو اس مرتبہ بھی وہ اپنے گھر موجود نہیں تھے آپ انکی بیوی کے یہاں گئے اور ان سے اسماعیل کے متعلق دریافت فرمایا

انہوں نے بتایا ہمارے لئے روزی تلاش کرنے گئے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تم لوگوں کا کیسا حال ہے؟ آپ نے ان کی گزر بسر اور دوسرے حالات کے متعلق دریافت فرمایا انہوں نے بتایا کہ ہمارا حال بہت اچھا ہے، بڑی فراخی ہے انہوں نے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی تعریف وثنا کی۔ ابراہیم علیہ السلام نے دریافت فرمایا کہ تم لوگ کھاتے کیا ہو؟ انہوں نے بتایا کہ گوشت! آپ نے دریافت فرمایا اور پیتے کیا ہو؟ بتایا کہ پانی! ابراہیم علیہ السلام نے ان کے لئے دعا کی، اے اللہ! ان کے گوشت اور پانی میں برکت نازل فرمائیے ان دنوں انہیں اناج میسر نہیں تھا اگر اناج بھی ان کے کھانے میں شامل ہوتا تو ضرور آپ اس میں بھی برکت کی دعا کرتے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ صرف گوشت اور پانی پر خوراک میں انحصار، مداومت کے ساتھ مکہ کے سوا اور کسی خطۂ زمین پر بھی موافق نہیں (مکہ میں اس پر انحصار مداومت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں موافق آجاتا ہے ابراہیم نے جاتے ہوئے) ان سے فرمایا کہ جب تمہارے شوہر واپس آجائیں تو ان سے میرا سلام کہنا اور ان سے کہہ دینا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو باقی رکھیں جب اسماعیل علیہ السلام تشریف لائے تو پوچھا کہ یہاں کوئی آیا تھا، انہوں نے بتایا کہ جی ہاں، ایک بزرگ! بڑی اچھی وضع و شکل کے آئے تھے، بیوی نے آنے والے بزرگ کی تعریف کی، پھر انہوں نے مجھ سے آپ کے متعلق پوچھا اور میں نے بتادیا پھر انہوں نے پوچھا کہ تمہارے گزر بسر کا کیا حال ہے تو میں نے بتایا کہ ہم اچھی حالت میں ہیں اسماعیل علیہ السلام نے دریافت فرمایا کیا انہوں نے تمہیں کوئی وصیت بھی کی تھی؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں آپ کو انہوں نے سلام کہا تھا اور حکم دیا تھا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو باقی رکھیں اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ بزرگ میرے والد تھے چوکھٹ تم ہو اور آپ مجھے حکم دے گئے ہیں کہ تمہیں اپنے ساتھ رکھوں پھر جتنے دنوں اللہ تعالیٰ کو منظور رہا ابراہیم علیہ السلام ان کے یہاں نہیں تشریف لے گئے جب تشریف لائے تو دیکھا کہ اسماعیل علیہ السلام زمزم کے قریب ایک بڑے درخت کے سائے میں (جہاں ابراہیم علیہ السلام انہیں چھوڑ گئے تھے) اپنے تیر بنا رہے تھے جب اسماعیل علیہ السلام نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو سروقد کھڑے ہو گئے۔ اور جس طرح ایک باپ اپنے بیٹے کے ساتھ معاملہ کرتا ہے وہی طرز عمل ان دونوں حضرات نے ایک دوسرے کے ساتھ اختیار کیا پھر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا، اسماعیل! اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک حکم دیا ہے اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ کے رب نے جو حکم آپ کو دیا ہے آپ اسے ضرور انجام دیجئے۔ انہوں نے فرمایا اور تم بھی میری مدد کرسکو گے؟ عرض کیا کہ میں آپ کی مدد کروں گا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسی مقام پر ایک گھر بناؤں (اللہ کا) اور آپ نے ایک اونچے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا کہ اس کے چاروں طرف! آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت ان دونوں حضرات نے بیت اللہ کی بنیاد پر عمارت کی تعمیر شروع کی اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا اٹھا کر لاتے تھے اور ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے جاتے تھے جب دیواریں بلند ہوگئیں تو اسماعیل علیہ السلام یہ پتھر لائے اور ابراہیم علیہ السلام کے لئے اسے رکھ دیا اب ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کرنے لگے اسماعیل علیہ السلام پتھر دیئے جاتے تھے اور یہ دونوں حضرات یہ دعا پڑھتے جاتے تھے "ہمارے رب" ہماری طرف سے قبول کیجئے، بے شک آپ بڑے سننے والے، بہت جاننے والے ہیں" فرمایا کہ دونوں حضرات تعمیر کرتے رہے اور بیت اللہ کے چاروں طرف گھوم گھوم کر یہ دعا پڑھتے رہے "ہمارے رب! ہماری طرف سے یہ قبول کیجئے، بے شک آپ بڑے سننے والے بہت جاننے والے ہیں۔

(۱۳۳۳) عَنْ اَبِی ذرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قُلْتُ یَارَسُولَ اللّٰہِ اَیُّ مسجدٍ وُضِعَ فِی الْاَرضِ اَوَّلُ قَالَ المسجدُ الحَرَامُ قال قلتُ ثم اَیُّ قَالَ المَسجدُ الاقصٰی قلت کم کانَ بینھما قال اربعُونَ سنۃً ثُمَّ اَینَما اَدرَکَتْکَ الصَّلَاۃُ بَعْدُ فَصَلِّہ فَاِنَّ الفَضْلَ فِیہِ۔

۱۳۳۳۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! سب سے پہلے روئے زمین پر کون سی مسجد تعمیر ہوئی تھی، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مسجد حرام! انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے عرض کیا اور اس کے بعد؟ فرمایا کہ مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں نے عرض کیا ان دونوں مساجد کی تعمیر کے درمیان کتنا وقفہ رہا ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ چالیس سال۔ لیکن اب جہاں بھی نماز کا وقت ہو جائے فوراً اسے ادا کرلو کہ فضیلت اسی میں ہے (کہ وقت پر نماز پڑھی جائے۔)

(۱۳۳۴)عَنۡ اَبِی حُمَیۡدِ السَّاعِدِیُّ رضی اللّٰه عَنهُ اَنَّهُمۡ قَالُوۡا یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ کَیۡفَ نُصَلِّیۡ علیكَ فقال رسولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَزۡوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰی اٰلِ اِبۡرَاهِیۡمَ وَبَارِكۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَزۡوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰی اٰلِ اِبۡرَاهِیۡمَ اِنَّكَ حَمِیۡدٌ مَجِیۡدٌ۔

۱۳۳۴۔حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو۔ ''اے اللہ'' رحمت نازل فرما محمد پر، ان کی ازواج اوران کی ذریت پر، جیسا کہ تو نے اپنی رحمت نازل فرمائی ابراہیم پر، اور اپنی برکت نازل فرما محمد پر، ان کی ازواج اور ذریت پر جیسا کہ تو نے برکت نازل فرمائی ابراہیم علیہ السلام پر، بے شک تو انتہائی ستودہ صفات ہے اور عظمت والا ہے۔

(۱۳۳۵)عَنۡ ابۡنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمَا قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ یُعَوِّذُ الحسن والحسینَ ویقول اِنَّ اَبَاکُمَا کَانَ یُعَوِّذُبها اسمَاعِیۡلَ وَاِسۡحَاقَ اَعُوۡذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنۡ کُلِّ شَیۡطَانٍ وَهَامَّةٍ ومن کُلِّ عَیۡنٍ لَّامَّةٍ۔

۱۳۳۵۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضور حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کے لئے پناہ طلب کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے تمہارے جدامجد ابراہیمؑ بھی ان کلمات کے ذریعہ اللہ کی پناہ اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کے لئے طلب کیا کرتے تھے، میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کامل و مکمل کلمات کے ذریعہ، ہر جنس کے شیطان سے، ہر زہریلے جانور سے، اور ہر ضرر رساں نظر سے۔

باب ۱۰۳۱. قَوۡلِهٖ عَزَّوَجَلَّ وَنَبِّئۡهُمۡ عَنۡ ضَیۡفِ اِبۡرَاهِیۡمَ وَرَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَقَوۡلِهٖ وَلٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قَلۡبِیۡ

باب ۱۰۳۱ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اور انہیں ابراہیم کے مہمانوں کے واقعہ کی خبر کردیجئے'' اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اے میرے رب مجھے دکھا دیجئے کہ آپ مردوں کو کس طرح زندہ کرتے ہیں'' ارشاد ''اور لیکن اس لئے کہ میرا دل مطمئن ہو جائے'' تک۔

(۱۳۳۶)عَنۡ اَبِی هُرَیۡرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنه اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَحۡنُ اَحَقُّ بِالشَّكِّ مِنۡ اِبۡرَاهِیۡمَ اِذۡ قَالَ رَبِّ اَرِنِیۡ کَیۡفَ تُحۡیِی الۡمَوۡتٰی قَالَ اَوَلَمۡ تُؤۡمِنۡ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنۡ لِّیَطۡمَئِنَّ قلبی وَیَرۡحَمُ اللّٰهُ لُوۡطًا لقد کَانَ یَأۡوِیۡ اِلٰی رُکۡنٍ شَدِیۡدٍ وَلَوۡ لَبِثۡتُ فِی السِّجۡنِ طُوۡلَ مَالَبِثَ یُوۡسُفُ لَاَ جَبۡتُ۔

۱۳۳۶۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے میں شک کے زیادہ مستحق ہیں جب انہوں نے کہا تھا کہ میرے رب! مجھے دکھا دیجئے کہ آپ مردوں کو کس طرح زندہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، کیا تم ایمان نہیں لائے؟ انہوں نے عرض کیا کہ کیوں نہیں یہ صرف اس لئے تا کہ میرا دل مطمئن ہو جائے (پوری طرح) اور اللہ لوط علیہ السلام پر رحم کرے کہ انہوں نے رکن شدید کی پناہ چاہی تھی اور اگر میں اتنی مدت تک قید خانے میں رہتا جتنی مدت تک یوسف علیہ السلام رہے تھے تو بلانے والے کی بات ضرور مان لیتا (جب وہ بادشاہ کی طرف سے انہیں بلانے آیا تھا)

باب ۱۰۱۳. قَوۡلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَاذۡکُرۡ فِی الۡکِتَابِ اِسۡمَاعِیۡلَ اِنَّهٗ کَانَ صَادِقَ الۡوَعۡدِ

باب ۱۰۱۳۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ اور یاد کرو اسماعیل کو کتاب قرآن مجید میں، بے شک وہ وعدے کے سچے تھے

(۱۳۳۷)عَنۡ سَلَمَةَ بنِ الاکوع (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی

۱۳۳۷۔حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ

عَنْهُ) قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی نَفَرٍ مِنْ اَسْلَمَ یَنْتَضِلُوْنَ فقال رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِرْمُوا بَنِیْ اِسْمَاعِیْلَ فَاِنَّ اَبَاکُمْ کَانَ رَامِیًا وَاَنَا مَعَ بَنِیْ فُلَانٍ قَالَ فَاَمْسَكَ اَحَدُ الفَرِیْقَیْنِ بِاَیْدِیْهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَالَکُمْ لَاتَرْمُوْنَ فَقَالُوا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ نَرْمِیْ وَاَنْتَ مَعَهُمْ قَالَ اِرْمُوا وَاَنَا مَعَکُمْ کُلِّکُمْ۔

قبیلہ اسلم کی ایک جماعت سے گزرے جو تیر اندازی میں مقابلہ کر رہی تھی آنحضور ﷺ نے فرمایا، بنو اسماعیل! تیر اندازی کئے جاؤ کہ تمہارے جد امجد بھی تیر انداز تھے۔ اور میں بنو فلاں کے ساتھ ہوں بیان کیا کہ یہ سنتے ہی دوسرے فریق نے تیر اندازی بند کر دی آنحضور ﷺ نے فرمایا، کیا بات ہوئی تم لوگ تیر کیوں نہیں چلاتے، انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! جب آپ فریق مقابل کے ساتھ ہو گئے تو اب ہم کس طرح تیر چلا سکتے ہیں اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھا، مقابلہ جاری رکھو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔

باب ۱۰۱۴ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ اِلٰی ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا

باب ۱۰۱۴۔ ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد'' اور قوم ثمود کے پاس ہم نے ان کے (قومی) بھائی صالح کو بھیجا

(۱۳۳۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لما نزل الْحِجْرَ فِی غَزْوَةِ تبوكَ اَمَرَهُمْ ان لایَشْرَبُوا من بئرِهَا وَلَا یَسْتَقُوا منها فَقَالُوا قد عَجَنَّا مِنْهَا وَاسْتَقَیْنَا فَاَمَرَهُمْ اَنْ یَطْرَحُوا ذٰلِكَ الْعَجِیْنَ وَیُهْرِقُوا ذٰلِكَ الْمَاءَ۔

۱۳۳۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حجر (ثمود کی بستی) میں پڑاؤ کیا، غزوۂ تبوک کے لئے جاتے ہوئے تو آپ ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ یہاں کے کنوؤں کا پانی نہ پئیں اور نہ اپنے برتنوں میں ساتھ لیں، صحابہؓ نے عرض کی کہ ہم نے تو اس سے اپنا آٹا بھی گوندھ لیا اور پانی اپنے برتنوں میں بھی رکھ لیا آنحضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ گندھا ہوا آٹا پھینک دیں اور پانی بہا دیں۔

باب ۱۰۱۵ . اَمْ کُنْتُمْ شُهَدَاءَ اِذْ حَضَرَ یَعْقُوبَ الْمَوْتُ

باب ۱۰۱۵۔ کیا تم اس وقت موجود تھے جب یعقوب کی موت کا وقت آیا

(۱۳۳۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عن النبیِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قال الکَرِیْمُ ابْنُ الْکَرِیْمِ ابن الکَرِیْمِ ابن الکریم یُوْسُفُ بْنُ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحَاقَ ابنِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ۔

۱۳۳۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، شریف بن شریف بن شریف بن شریف، یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام تھے۔

باب ۱۰۱۶ . حدیثُ الخَضِرِ مَعَ مُوْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ

باب ۱۰۱۶۔ خضر علیہ السلام کا واقعہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ

(۱۳۴۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عنه عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا سُمِّیَ الخَضِرَ اَنَّهُ جَلَسَ عَلٰی فَرْوَةٍ بَیْضَاءَ فَاِذَا هِیَ تَهْتَزُّ مِنْ خَلْفِهِ خَضْرَاءَ۔

۱۳۴۰۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، خضر علیہ السلام کا یہ نام اس وجہ سے پڑا کہ وہ ایک صاف اور بے آب و گیاہ زمین پر بیٹھے تھے، لیکن جوں ہی اٹھے تو وہ جگہ سرسبز و شاداب تھی۔

(۱۳۴۱) عن جابر بنِ عبدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عنهما قال کُنَّا مع رسولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَجْنِی الْکَبَاثَ وَاَنَّ رسولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قال عَلَیْکُمْ بِالْاَسْوَدِ مِنْهُ فَاِنَّهُ اَطْیَبُهُ قَالُوْا اَکُنْتَ تَرْعَی

۱۳۴۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سفر میں تھے) پیلو کے پھل توڑنے لگے، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو سیاہ ہو گئے ہوں انہیں توڑو، کیونکہ وہ زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کیا آنحضور ﷺ نے کبھی بکریاں چرائی

الْغَنَمَ قَالَ وَهَلْ مِنْ نَبِيٍّ اِلَّا وَقَدْ رَعَاهَا۔

ہیں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔

باب ۱۰۱۷ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَةَ فِرْعَوْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقَانِتِيْنَ

(۱۳۴۲)عَنْ اَبِيْ مُوسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قال قَالَ رسولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ كَثِيْرٌ وَلَمْ يَكْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا اٰسِيَةُ امْرَاَةُ فِرْعَوْنَ وَمَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاِنَّ فَضْلَ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضْلِ الثَّرِيْدِ عَلٰى سَائِرِ الطَّعَامِ۔

باب ۱۰۱۷۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اور ایمان والوں کے لئے اللہ تعالیٰ فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے'وکانت من القانتین'' تک۔

۱۳۴۲۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں میں سے تو بہت کامل اٹھے، لیکن عورتوں میں فرعون کی بیوی آسیہ رضی اللہ عنہا اور مریم بنت عمران علیہا السلام کے سوا اور کوئی کامل نہیں پیدا ہوئی اور عورتوں پر عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کھانوں پر ثرید کی۔

باب ۱۰۱۸ . قولِ اللّٰه تعالٰى وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ

(۱۳۴۳)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال مَايَنْبَغِي لِعَبْدٍ اَنْ يَقُوْلَ اِنِّيْ خَيْرٌ مِنْ يُوْنُسَ بنِ مَتّٰى ونَسَبَهٗ اِلٰى ابيه۔

باب ۱۰۱۸۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''بے شک یونس رسولوں میں سے تھے

۱۳۴۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی شخص کیلئے مناسب نہیں کہ مجھے یونس بن متی سے بہتر قرار دے، آپ ﷺ نے ان کے والد کی طرف منسوب کر کے ان کا نام لیا تھا۔

باب ۱۰۱۹ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا

(۱۳۴۴)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خُفِّفَ عَلٰى دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْقُرْآنُ فَكَانَ يَامُرُ بِدَوَابِّهٖ فَتُسْرَجُ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ قَبْلَ اَنْ تُسْرَجَ دَوَابُّهٗ وَلَا يَاكُلُ اِلَّا مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ۔

باب ۱۰۱۹۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اور دی ہم نے داؤد کو زبور

۱۳۴۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: داؤد علیہ السلام کے لئے قرآن (یعنی زبور) کی قرأت بہت آسان کر دی گئی تھی، چنانچہ وہ اپنی سواری پر زین کسنے کا حکم دیتے تھے اور زین، کسی جانے سے پہلے ہی پوری زبور کی تلاوت کر لیتے تھے اور آپ صرف اپنے ہاتھوں کی کمائی کھاتے تھے۔

باب ۱۰۲۰ . قولِ اللّٰه تعالٰى وَوَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَيْمَانَ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّاب

(۱۳۴۵)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عنه اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يَقُوْلُ مَثَلِيْ وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ تَقَعُ فِي النَّارِ وَقَالَ كَانَتِ امراتان مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا جَاءَ الذِّئْبُ فَذَهَبَ بِابْنِ اِحْدٰهُمَا فقالت صَاحِبَتُهُمَا اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ وَقَالَتِ الْاُخْرٰى اِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ فَتَحَاكَمَتَا اِلٰى دَاوٗدَ فَقَضٰى بِهٖ لِلْكُبْرٰى فَخَرَجَتَا عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ فَاَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ ائْتُوْنِيْ

باب ۱۰۲۰۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور ہم نے داؤد کو سلیمان عطا کیا وہ بہت اچھے بندے تھے وہ بہت رجوع ہونے والے تھے

۱۳۴۵۔ حضرت ابوہریرہؓ نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ میری اور تمام انسانوں کی مثال ایک ایسے شخص کی سی ہے جس نے آگ روشن کی ہو، پھر پروانے اور کیڑے مکوڑے اس آگ میں گرنے لگے ہوں اور آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ دو عورتیں تھیں اور دونوں کے بچے تھے اتنے میں ایک بھیڑیا آیا اور ایک عورت کے بیٹے کو اٹھا لے گیا، ان دونوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ بھیڑیا تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے اور دوسری نے کہا تمہارے بیٹے کو لے گیا ہے دونوں داؤد علیہ السلام کے یہاں اپنا مقدمہ لے گئیں آپ نے بڑی عورت کے حق میں فیصلہ کر دیا اس کے بعد وہ

بِالسِّكِّيْنِ اَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا فَقَالَتِ الصُّغْرٰى لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ هُوَ ابْنُهَا فَقَضٰى بِهٖ لِلصُّغْرٰى۔

دونوں سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے یہاں آئیں اور انہیں صورت حال کی اطلاع دی انہوں نے فرمایا کہ اچھا، چھری لاؤ اس بچے کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کے حصے دے دوں، چھوٹی عورت نے یہ سن کر کہا، اللہ آپ پر رحم فرمائے ایسا نہ کیجئے میں نے مان لیا کہ یہ اسی بڑی کا لڑکا ہے اس پر سلیمان علیہ السلام نے اس چھوٹی کے حق میں فیصلہ کیا۔

باب ۱۰۲۱. وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَاكِ وَطَهَّرَكِ وَاصْطَفَاكِ عَلٰى نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ

باب ۱۰۲۱۔ اور (وہ وقت یاد کرو) جب فرشتوں نے کہا کہ اے مریم! بے شک اللہ نے آپ کو برگزیدہ بنایا ہے، اور پاک کر دیا ہے اور آپ کو دنیا جہاں کی بیویوں کے مقابلے میں برگزیدہ کر لیا ہے

(۱۳۴۶) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول خَيْرُ نِسَائِهَا مَرْيَمُ بِنْتُ عِمرانَ وَخَيْرُ نِسَائِهَا خَدِيجَةُ۔

۱۳۴۶۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آنحضور ﷺ فرما رہے تھے کہ مریم بنت عمران علیہا السلام (اپنے زمانہ میں) سب سے بہترین خاتون تھیں اور اس امت کی سب سے بہترین خاتون خدیجہ ہیں (رضی اللہ عنہا)۔

(۱۳۴۷) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقولُ نِسَاءُ قُرَيْشٍ خَيْرُ نِسَاءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ اَحْنَاهُ عَلٰى طِفْلٍ وَاَرْعَاهُ عَلٰى زَوْجٍ فِي ذَاتِ يَدِه۔

۱۳۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ اونٹ پر سوار ہونے والیوں (عربی خواتین) میں سب سے بہترین قریشی خواتین ہیں، اپنے بچے پر سب سے زیادہ شفقت و محبت کرنے والی اور اپنے شوہر کے مال و اسباب کی سب سے بہتر نگران و محافظ!۔

باب ۱۰۲۲. قَوْلِهٖ يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِي دِيْنِكُمْ

باب ۱۰۲۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو

(۱۳۴۸) عَنْ عُبَادَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عن النبيِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَهِدَ ان لااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاَنَّ عِيسٰى عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ وَكَلِمَتُهٗ اَلْقَاهَا اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ ادخلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ عَلٰى مَاكَانَ مِنَ الْعَمَلِ۔

۱۳۴۸۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، وہ وحدہ لا شریک ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور یہ کہ عیسیٰ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے پہنچا دیا تھا مریم تک اور ایک جان ہیں اس کی طرف سے اور یہ کہ جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے تو اس نے جو بھی عمل کیا ہوگا، (آخر الامر) اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کریں گے۔

باب ۱۰۲۳. وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَهْلِهَا

باب ۱۰۲۳۔ اور (اس) کتاب میں مریم کا ذکر کیجئے جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر ایک شرقی مکان میں گئیں

(۱۳۴۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عَنِ النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ

۱۳۴۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، گہوارہ میں تین بچوں کے سوا اور کسی نے گفتگو نہیں کی اول عیسیٰ علیہ

اِلَّا ثَلٰثَةٌ عِيْسٰى وَكَانَ فِي بَنِي اِسْرَائِيلَ رَجُلٌ يُقَالُ لَه' جُرَيْجٌ كَانَ يُصَلِّي جَاءَ تْهُ اُمُّه' فَدَعَتْهُ فَقَالَ اُجِيْبُهَا اَوْاُصَلِّي فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ لَاتُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهُ وُجُوهَ الْمُوْمِسَاتِ وَكَانَ جُرَيْجٌ فِي صَوْمَعَتِهٖ فَتَعَرَّضَتْ لَهٗ امْرَاَةٌ وَكَلَّمَتْهُ فَاَبٰى فَاَتَتْ رَاعِيًا فَامْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقَالَتْ مِنْ جُرَيْجٍ فَاَتَوْهُ فَكَسَرُوا صَوْمَعَتَه' وَاَنْزَلُوهُ وَسَبُّوْهُ فَتَوَضَّاَ وَصَلّٰى ثُمَّ اَتَى الْغُلَامَ فَقَالَ مَنْ اَبُوكَ يَاغُلَامُ قَالَ الرَّاعِي قَالُوْا نَبْنِيْ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا اِلَّا مِنْ طِيْنٍ وَكَانَتْ امْرَاَةٌ تُرْضِعُ اِبْنًا لَهَا مِنْ بَنِي اِسْرَائِيلَ فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ رَاكِبٌ ذُوْشَارَةٍ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَه' فَتَرَكَ ثَدْيَهَا وَاَقْبَلَ عَلَى الرَّاكِبِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ لَاتَجْعَلْنِي مِثْلَه' ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى ثَدْيِهَا يَمَصُّه' قَالَ اَبُوهُرَيْرَةَ كَاَنِّي اَنْظُرُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَصُّ اِصْبَعَه' ثُمَّ مُرَّ بِاَمَةٍ فَقَالَتْ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَ هٰذِهٖ فَتَرَكَ ثَدْيَهَا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا فَقَالَتْ لِمَ ذَاكَ فَقَالَ الرَّاكِبُ جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ وَهٰذِهِ الْاَمَةُ يَقُوْلُوْنَ سَرَقْتِ زَنَيْتِ وَلَمْ تَفْعَلْ۔

السلام (دوسرے کا واقعہ یہ ہے کہ) بنی اسرائیل میں ایک بزرگ تھے، نام جریج تھا، وہ نماز پڑھ رہے تھے کہ انکی والدہ نے انہیں پکارا، انہوں نے (اپنے دل میں) کہا کہ میں اپنی والدہ کا جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں؟ آخر انہوں نے نماز نہیں توڑی) اس پر انکی والدہ نے (غصہ ہوکر) بددعا کی، اے اللہ! اس وقت تک اسے موت نہ آئے جبتک یہ زانیہ عورتوں کا چہرہ نہ دیکھ لے جریج اپنے عبادت خانے میں رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے سامنے ایک عورت آئی اور ان سے گفتگو کی، لیکن انہوں نے (اس کی خواہش پوری کرنے سے) انکار کیا۔ پھر ایک چرواہے کے پاس آئی اور اسے اپنے اوپر قابو دے دیا اس سے ایک بچہ پیدا ہوا اور اس نے ان پر یہ تہمت دھری کہ یہ جریج کا بچہ ہے۔ ان کی قوم کے لوگ آئے اور ان کا عبادت خانہ توڑ دیا، انہیں نیچے اتار کر لائے اور انہیں گالی دی۔ پھر انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی، اس کے بعد بچے کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تمہارا باپ کون ہے؟ بچہ (اللہ تعالیٰ کے حکم سے) بول پڑا کہ چرواہا! اس پر (ان کی قوم شرمندہ ہوئی اور کہا، کہ ہم آپکا عبادت خانہ سونے کا بنائیں گے لیکن انہوں نے کہا کہ نہیں، مٹی ہی کا بنے گا۔ تیسرا واقعہ) ایک بنی اسرائیل کی عورت تھی، اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ قریب سے ایک سوار نہایت وجیہ اور خوش پوش گزرا۔ اس عورت نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے بچے کو بھی اسی جیسا بنا دے لیکن بچہ (اللہ کے حکم سے) بول پڑا کہ اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا، پھر اس کے سینے سے لگ کر دودھ پینے لگا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جیسے میں اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں کہ نبی کریم ﷺ اپنی انگلی چوس رہے ہیں (بچے کے دودھ پینے لگنے کی کیفیت بیان کرتے وقت!) پھر ایک باندی اسکے پاس قریب سے لے جائی گئی (جسے اسکے مالک مار رہے تھے) تو اس عورت نے دعا کی کہ اے اللہ! میرے بچے کو اس جیسا نہ بنانا، بچے نے پھر اس کا پستان چھوڑ دیا اور کہا اے اللہ! مجھے اسی جیسا بنا دے اس عورت نے پوچھا ایسا تم کیوں کہہ رہے ہو؟ بچے نے کہا کہ وہ سوار ظالموں میں سے ایک ظالم شخص تھا اور اس باندی سے لوگ کہہ رہے تھے کہ تم نے چوری اور زنا کیا حالانکہ اس نے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

(۱۳۵۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاَيْتُ عِيسٰى وَمُوْسٰى

۱۳۵۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا کہ میں نے عیسیٰ، موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام کو دیکھا، عیسیٰ علیہ السلام

وَابْرَاهِيمَ فَامَّا عِيسٰى فَاَحْمَرُ جَعْدٌ عَرِيضُ الصَّدْرِ وَاَمَّا مُوسٰى فَآدَمُ جَسِيمٌ سَبْطٌ كَانَّهُ مِنْ رِجَالِ الزُّطِّ۔

نہایت سرخ، گنگھریالے بال والے اور چوڑے سینے والے تھے۔ اور موسیٰ (علیہ السلام گندم گوں، دراز قامت اور سیدھے بالوں والے تھے) جیسے کوئی قبیلہ زط کا فرد ہو۔

(۱۳۵۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ ظَهْرَيِ النَّاسِ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ فقالَ اِنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِاَعْوَرَ اَلَا اِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ اَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ وَاَرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فِي الْمَنَامِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ كَاَحْسَنِ مَا تَرٰى مِنْ اُدْمِ الرِّجَالِ تَضْرِبُ لِمَّتُهُ بَيْنَ مَنْكِبَيْهِ رَجِلُ الشَّعْرِ يَقْطُرُ رَاْسُهُ مَاءً وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلٰى مَنْكِبَيْ رَجُلَيْنِ وَهُوَ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا فَقَالُوا هٰذَا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ رَاَيْتُ رَجُلًا وَرَاءَهُ جَعْدًا قَطَطًا اَعْوَرَ الْعَيْنِ اليمنى كَاَشْبَهِ مَنْ رَاَيْتُ بِابْنِ قَطَنٍ وَاضِعًا يَدَيْهِ على مَنْكِبَيْ رَجُلٍ يَطُوفُ بِالْبَيْتِ فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا الْمَسِيحُ الدَّجَّالُ۔

۱۳۵۱۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک دن لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے، لیکن دجال داہنی آنکھ سے کانا ہوگا (اسلئے اس کا خدائی کا دعویٰ بداہۃً غلط ہوگا) اسکی آنکھ اٹھے ہوئے انگور کی طرح ہوگی اور میں نے رات کعبہ کے پاس خواب میں ایک گندمی رنگ کے آدمی کو دیکھا، گندمی رنگ کے آدمیوں میں شکل وصورت کے اعتبار سے سب سے زیادہ حسین وجمیل! ان کے سر کے بال شانوں تک لٹک رہے تھے، سر سے پانی ٹپک رہا تھا اور دونوں ہاتھ دو آدمیوں کے شانوں پر رکھے ہوئے وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، میں نے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ آپ مسیح بن مریم ہیں اس کے بعد میں نے ایک شخص کو دیکھا سخت اور مڑے ہوئے بالوں والا اور داہنی آنکھ سے کانا تھا، اسے میں نے ابن قطن سے سب سے زیادہ شکل وصورت میں ملتا ہوا پایا، وہ بھی ایک شخص کے شانوں پر اپنے دونوں ہاتھ رکھے ہوئے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے بتایا کہ دجال ہے۔

(۱۳۵۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ لَا وَاللّٰهِ مَاقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِيسٰى اَحْمَرَ ولكن قَالَ بَيْنَمَا اَنَا نَائِمٌ اَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ فَاِذَا رَجُلٌ اٰدَمُ سَبْطُ الشَّعْرِ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ يَنْطُفُ رَاْسُهُ مَاءً اَوْ يُهَرَاقُ رَاْسُهُ مَاءً فَقُلْتُ من هٰذَا قَالُوا ابْنُ مَرْيَمَ فَذَهَبْتُ اَلْتَفِتُ فَاِذَا رَجُلٌ اَحْمَرُ جَسِيمٌ جَعْدُ الرَّاْسِ اَعْوَرُ عَيْنِهِ الْيُمْنٰى كَاَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ قُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوا هٰذَا الدَّجَّالُ وَاَقْرَبُ النَّاسِ بِهِ شَبَهًا ابْنُ قَطَنٍ۔

۱۳۵۲۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ بیان کیا کہ ہرگز نہیں، خدا کی قسم! نبی کریم ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ سرخ تھے، بلکہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ میں نے خواب میں ایک مرتبہ بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے اپنے کو دیکھا تھا، اس وقت مجھے ایک صاحب نظر آئے جو گندمی رنگ لٹکے ہوئے بال والے تھے، دو آدمیوں کے درمیان ان کا سہارا لئے ہوئے اور سر سے پانی صاف کر رہے تھے، میں نے پوچھا کہ آپ کون صاحب ہیں؟ تو فرشتوں نے جواب دیا کہ آپ ابن مریم علیہ السلام ہیں۔ اس پر میں نے انہیں غور سے جو دیکھا تو مجھے ایک اور شخص بھی دکھائی دیا جو سرخ موٹا سر کے بال مڑے ہوئے، اور داہنی آنکھ سے کانا تھا۔ اس کی آنکھ ایسے دکھائی دیتی تھی جیسے اٹھا ہوا انگور ہو، میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ دجال ہے اس سے شکل وصورت میں ابن قطن بہت زیادہ مشابہ تھا۔

(۱۳۵۳) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یقول اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِابْنِ مَرْیَمَ وَالْاَنْبِیَاءُ اَوْلَادُ عَلَّاتٍ لَیْسَ بَیْنِی وَبَیْنَه، نَبِیٌّ ۔

۱۳۵۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ میں ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) سے دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ قریب ہوں انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہیں اور میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں مبعوث ہوا۔

(۱۳۵۴) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَالْاَنْبِیَاءُ اِخْوَةٌ لِعَلَّاتٍ اُمَّهَاتُهُمْ شَتّٰی وَدِیْنُهُمْ وَاحِدٌ ۔

۱۳۵۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں عیسیٰ بن مریم سے اور لوگوں کی بہ نسبت سب سے زیادہ قریب ہوں، دنیا میں بھی، اور آخرت میں بھی! اور انبیاء علاتی بھائیوں کی طرح ہیں۔ مسائل فروع میں اگرچہ اختلاف ہے، لیکن دین وعقیدہ سب کا ایک ہی ہے

(۱۳۵۵) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاٰی عِیسَی بْنُ مَرْیَمَ رَجُلًا یَسْرِقُ فَقَالَ لَه اَسَرَقْتَ قَالَ کَلَّا وَاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَقَالَ عِیسٰی اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَکَذَّبْتُ عَیْنِی ۔

۱۳۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا پھر اس سے دریافت فرمایا تم نے چوری کی؟ اس نے کہا کہ ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اللہ پر ایمان لایا اور میری آنکھوں کو دھوکا ہوا۔

(۱۳۵۶) عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یقول عَلَی الْمِنْبَرِ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یقول لَا تُطْرُوْنِی کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی عِیسَی بْنَ مَرْیَمَ فَاِنَّمَا اَنَا عَبْدُه، فَقُوْلُوا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُه، ۔

۱۳۵۶۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ مجھے میرے مرتبے سے زیادہ نہ بڑھاؤ جیسے عیسیٰ بن مریم کو نصاریٰ نے ان کے مرتبے سے زیادہ بڑھا دیا ہے میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں اس لئے یہی کہا کرو (میرے متعلق) کہ اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

باب ۱۰۲۴ . نزولِ عیسَی بنِ مریمَ عَلَیهِ السَّلامُ

باب ۱۰۲۴۔ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا نزول

(۱۳۵۷) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْیَمَ فِیْکُمْ وَاِمَامُکُمْ مِنْکُمْ ۔

۱۳۵۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارا اس وقت کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں اتریں گے (تم نماز پڑھ رہے ہوگے) اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔

باب ۱۰۲۵ . ماذکرَ عَنْ بَنِی اِسْرَائِیلَ

باب ۱۰۲۵۔ بنی اسرائیل کے واقعات کا تذکرہ

(۱۳۵۸) قَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَمْرٍو (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) لِحُذَیْفَةَ اَلَا تُحَدِّثُنَا مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنِّی سَمِعْتُه، یَقُوْلُ اِنَّ مَعَ الدَّجَّالِ اِذَا خَرَجَ مَاءً وَنَارًا فَاَمَّا الَّذِیْ یَرَی النَّاسُ اَنَّهَا النَّارُ فَمَاءٌ بَارِدٌ وَاَمَّا الَّذِیْ یَرَی النَّاسُ اَنَّه، مَاءٌ بَارِدٌ فَنَارٌ

۱۳۵۸۔ حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ وہ حدیث ہم سے نہیں بیان کریں گے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے آنحضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ جب دجال نکلے گا تو اس کے ساتھ آگ اور پانی دونوں ہوں گے لیکن جو لوگوں کو آگ دکھائی دے گی وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور حذیفہ رضی اللہ

تُحرِقُ فَمَنْ اَدرَكَ مِنكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَى اَنَّهَا نَارٌ فَاِنَّه' عَذبٌ بَارِد فَقَالَ وَسَمِعْتُه يقُولُ اَنَّ رَجُلاً حَضرَهُ المَوتُ فَلَمَّا يَئِسَ مِنَ الحَيَاةِ اَوصَى اَهلَه' اِذَا اَنَامِتُّ فَاجمَعُوا لي حَطَبًا كَثِيْرًا وَاَوقِدُوا فِيهِ نَارًا حَتّٰى اِذَا اَكَلَتُ لَحمِيْ وَخَلَصَتُ اِلَى عَظمِي فَامتُحِشَتْ فَخُذُوهَا فَاطحَنُوا هَاثُمَّ اَنظُرُوا يَومًا رَاحًا فَاذرُوهُ فِي اليَمِّ فَفَعَلُوا فَجَمَعَه' فَقَالَ لَه' لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَالَ من خَشيَتِكَ فَغَفَرَ اللّٰهُ لَه'۔

عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ ایک شخص کی موت کا جب وقت آ گیا اور وہ اپنی زندگی سے بالکل مایوس ہوگیا تو اس نے اپنے گھر والوں کو وصیت کی کہ جب میری موت واقع ہو جائے تو میرے لئے بہت ساری لکڑیاں جمع کرنا اس میں آگ لگانا (پھر میری نعش اس میں ڈال دینا) جب آگ میرے گوشت کو جلا چکے اور آخر ہڈی کو بھی جلا دے تو ان جلی ہوئی ہڈیوں کو پیس لینا اور کسی تند ہوا والے دن کا انتظار کرنا اور (ایسے کسی دن) میری راکھ کو دریا میں بہا دینا۔ اس کے گھر والوں نے ایسا ہی کیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی راکھ کو جمع کیا اور اس سے دریافت کیا، ایسا تم نے کیوں کروایا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ تیرے ہی خوف سے اے اللہ! اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے اس کی مغفرت فرما دی۔

(۱۳۵۹) عَن اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) خَمسَ سِنِيْنَ فَسَمِعْتُه' يُحَدِّثُ عن النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قال كَانَتْ بَنُواسرائِيلَ تَسُوسُهُمُ الانبِياءُ كُلَّمَا هَلَكَ نبيٌّ خَلَفَه' نَبِيٌّ وَاِنَّه' لَا نبيَّ بَعْدِيْ وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكثُرُونَ قَالُوا فَمَا تَامُرُنَا قَالَ فُوابِبَيعَةِ الاولِ فَالاَوَّلِ اَعطُوهُم حَقَّهُم فَاِنَّ اللّٰهَ سَائِلُهُم عَمَّا استَرعَاهُم۔

۱۳۵۹۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کے انبیاء ان کی سیاسی راہنمائی بھی کیا کرتے تھے جب بھی ان کے کوئی نبی وصال فرماتے تو دوسرے ان کی قائم مقامی کے لئے موجود ہوتے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ ان کے متعلق آپ کا ہمیں کیا حکم ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے جس سے بیعت کرلو، بس اسی کی وفاداری کو لازم جانو اور ان کا جو حق ہے اس کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان سے قیامت کے دن ان کی رعایا کے بارے میں سوال کرے گا (کہ انہیں جو فرض سونپا گیا تھا اس سے کس طرح وہ عہدہ برآ ہوئے۔)

(۱۳۶۰) عَنْ اَبِي سَعِيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعُنَّ سنَنَ مَنْ كَانَ قَبلَكُم شِبرًا بِشِبرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوسَلَكُوا جُحرَضَبٍّ لَسَلَكتُمُوهُ قُلنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ اليَهُودَ وَالنَّصَارٰى قَالَ فَمَنْ۔

۱۳۶۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم لوگ پہلی امتوں کی قدم بہ قدم پیروی کروگے، یہاں تک کہ اگر وہ لوگ کسی گوہ کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی داخل ہوگے، ہم نے پوچھا، یارسول اللہ! کیا آپ کی مراد پہلی امتوں سے یہود و نصاریٰ ہیں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر اور کون ہوسکتا ہے۔

(۱۳۶۱) عَنْ عبدِاللّٰه بنِ عمرٍو اَنَّ النبيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوايَةً وَحَدِّثُوا عَنْ بَنِي اِسرَائِيلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَه' مِنَ النَّارِ۔

۱۳۶۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میرا پیغام لوگوں کو پہنچاؤ، اگرچہ ایک آیت ہی ہوسکے اور بنی اسرائیل کے واقعات تم بیان کرسکتے ہو اس میں کوئی مضائقہ نہیں، اور جس نے مجھ پر قصداً جھوٹ باندھا تو اسے اپنے جہنم کے ٹھکانے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

(۱۳۶۲)عَن اَبی هرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰه عنه قال اَنّ رسولَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قال اِنَّ الیَهُودَ وَالنَّصارٰی لَایَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ

۱۳۶۲۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہود ونصاریٰ (داڑھی وغیرہ میں) خضاب نہیں دیتے تم لوگ اس کے خلاف طریقہ اختیار کرو (یعنی خضاب دیا کرو۔)

(۱۳۶۳)عَن جُندُب بن عَبدِاللّٰه (رَضِیَ اللّٰهُ تَعالٰی عَنهُ) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِیمَنْ كَانَ قَبلَكُم رَجُلٌ بِهٖ جُرحٌ فَجَزِعَ فَاَخَذَ سِكِّینًا فَحَزَّ بِهَا یَدَهُ فَمَا رَقَأَ الدَّمُ حَتّٰی مَاتَ قَالَ اللّٰهُ تَعالٰی بَادَرَنِیْ عَبدِیْ بِنَفسِهٖ حَرَّمْتُ عَلَیهِ الجَنَّةَ۔

۱۳۶۳۔حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، پچھلے زمانہ میں ایک شخص (کے ہاتھ میں) زخم ہوگیا تھا اور اسے اس سے بڑی تکلیف تھی آخر اس نے چھری سے اپنا ہاتھ کاٹ لیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خون مسلسل بہنے لگا، اور اسی سے وہ مرگیا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے بندے نے خود میرے پاس آنے والی عجلت کی اس لئے میں نے بھی جنت اس پر حرام کردی۔

باب۱۰۲۶. حدیث ابرصَ واعمٰی واقرعَ فِی بنی اِسْرَائیل

باب ۱۰۲۶۔ بنی اسرائیل کے ابرص، نابینا اور گنجے کا واقعہ

(۱۳۶۴)عَن اَبی هُرَیرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعالٰی عَنهُ) انه سَمِعَ رسولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ یقول اِنَّ ثَلٰثَةً فِی بَنِی اِسرَائِیلَ اَبرَصَ وَاَقرَعَ واَعمٰی بَدَا لِلّٰهِ اَنْ یَبتَلِیَهُمْ فَبَعَثَ اِلَیهِم مَلَكًا فَاَتَی الابرَصَ فَقَالَ اَیُّ شَیءٍ اَحَبُّ اِلَیكَ قَالَ لَونٌ حَسَنٌ وَجِلدٌ حَسَنٌ قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ قَال فَمَسَحَه' فَذَهَبَ عَنهُ فَاُعطِیَ لَونًا حَسَنًا وَجِلدًا حَسَنًا فَقَالَ اَیُّ المَالِ اَحَبُّ اِلَیكَ قَالَ الاِبِلُ اَوقَالَ البَقَرُ هُوَشَكَّ فِی ذٰلِكَ اَنَّ الابرَصَ وَالاَقرَعَ قَالَ اَحَدُهُمَا الاِبِلُ وَقَالَ الاٰخَرُ البَقَرُ فَاُعطِیَ نَاقَةً عُشَرَاءَ فَقَالَ یُبَارِكُ لَكَ فِیهَا وَاَتَی الاَقرَعَ فَقَالَ اَیُّ شَیءٍ اَحَبُّ اِلَیكَ قَالَ شَعرٌ حَسَنٌ وَیَذهَبُ عَنِّی هٰذَا قَدْ قَذِرَنِی النَّاسُ قَالَ فَمَسَحَه' فَذَهَبَ وَاُعطِیَ شَعرًا حَسَنًا قَالَ فَاَیُّ المَالِ اَحَبُّ اِلَیكَ قَالَ البَقَرُ قَالَ فَاَعطَاهُ بَقَرَةً حَامِلًا وَقَالَ یُبَارَكُ لَكَ فِیهَا وَاَتَی الاَعمٰی فَقَالَ اَیُّ شَیءٍ اَحَبُّ اِلَیكَ قَالَ یَرُدُّاللّٰهُ اِلَیَّ بَصَرِیْ فَاُبصِرُ بِهِ النَّاسَ قَالَ فَمَسَحَه' فَرَدَّاللّٰهُ اِلَیهِ بَصَرَه' قَالَ فَاَیُّ المَالِ اَحَبُّ اِلَیكَ قَالَ الغَنَمُ فَاَعطَاهُ شَاةً وَالِدًا فَاُنتِجَ هٰذَان وَوَلَّدَ هٰذَا فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِنْ اِبِلٍ وَلِهٰذَا وَادٍ مِنْ بَقَرٍ وَلِهٰذَا

۱۳۶۴۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین شخص تھے، ایک ابرص، دوسرا اندھا اور تیسرا گنجا، اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کا امتحان لے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، فرشتہ پہلے ابرص کے پاس آیا، اور اس سے پہلے پوچھا، تمہیں سب سے زیادہ کیا چیز پسند ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اچھا رنگ اور اچھی جلد، کیونکہ (ابرص ہونے کی وجہ سے) مجھ سے لوگ پرہیز کرتے ہیں۔ بیان کیا کہ فرشتے نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو اس کی بیماری جاتی رہی اور اس کا رنگ بھی خوبصورت ہوگیا اور جلد بھی اچھی ہوگئی فرشتے نے پوچھا کس طرح کا مال تم زیادہ پسند کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اونٹ یا اس نے گائے کو کہا۔ اسحاق بن عبداللہ کو اس سلسلے میں شک تھا کہ ابرص اور گنجے، دونوں میں ایک نے اونٹ کی خواہش کی تھی اور دوسرے نے گائے کی۔ (اس کی تعیین کے سلسلے میں شک تھا) چنانچہ اسے حاملہ اونٹنی دی گئی اور کہا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا، پھر فرشتہ گنجے کے پاس آیا، اور اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا کہ عمدہ بال، اور موجودہ عیب میرا ختم ہوجائے، کیونکہ لوگ اس کی وجہ سے مجھ سے پرہیز کرتے ہیں، بیان کیا کہ فرشتہ نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور اس کا عیب جاتا رہا، اور اس کے بجائے عمدہ بال آگئے۔ فرشتے نے پوچھا، کس طرح کا مال پسند کروگے؟ اس نے کہا کہ گائے! بیان کیا کہ فرشتہ نے اسے گائے حاملہ

وَادٍ مِنَ الْغَنَمِ ثُمَّ اِنَّهٗ اَتَى الْاَبْرَصَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ تَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْئَالُكَ بِالَّذِيْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَالْمَالَ بَعِيْرًا اَتَبَلَّغُ عَلَيْهِ فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ لَهٗ اِنَّ الْحُقُوْقَ كَثِيْرَةٌ فَقَالَ لَهٗ كَاَنِّيْ اَعْرِفُكَ اَلَمْ تَكُنْ اَبْرَصَ يَقْذَرُكَ النَّاسُ فَقِيْرًا فَاَعْطَاكَ اللّٰهُ فَقَالَ لَقَدْ وَرِثْتُ لِكَابِرٍ عَنْ كَابِرٍ فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ وَاَتَى الْاَقْرَعَ فِيْ صُوْرَتِهٖ وَهَيْئَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ مِثْلَ مَاقَالَ لِهٰذَا فَرَدَّ عَلَيْهِ مِثْلَ مَارَدَّ عَلَيْهِ هٰذَا فَقَالَ اِنْ كُنْتَ كَاذِبًا فَصَيَّرَكَ اللّٰهُ اِلٰى مَا كُنْتَ وَاَتَى الْاَعْمٰى فِيْ صُوْرَتِهٖ فَقَالَ رَجُلٌ مِسْكِيْنٌ وَابْنُ سَبِيْلٍ وَتَقَطَّعَتْ بِيَ الْحِبَالُ فِيْ سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ الْيَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ اَسْاَلُكَ بِالَّذِيْ رَدَّ عَلَيْكَ بَصَرَكَ شَاةً اَتَبَلَّغُ بِهَا فِيْ سَفَرِيْ فَقَالَ قَدْ كُنْتُ اَعْمٰى فَرَدَّ اللّٰهُ بَصَرِيْ وَفَقِيْرًا فَقَدْ اَغْنَانِيْ فَخُذْ مَاشِئْتَ فَوَاللّٰهِ لَا اَجْهَدُكَ الْيَوْمَ بِشَيْءٍ اَخَذْتَهٗ لِلّٰهِ فَقَالَ اَمْسِكْ مَالَكَ فَاِنَّمَا ابْتُلِيْتُمْ فَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ وَسَخِطَ عَلٰى صَاحِبَيْكَ۔

دے دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں برکت دے گا، پھر اندھے کے پاس فرشتہ آیا، اور کہا کہ تمہیں کیا چیز پسند ہے؟ اس نے کہا...... کہ اللہ تعالیٰ مجھے بصارت دے دے تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ بیان کیا کہ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی بصارت اسے واپس کر دی پھر پوچھا کہ کس طرح کا مال تم پسند کرو گے؟ اس نے کہا کہ بکریاں! فرشتے نے اسے حاملہ بکری دے دی پھر تینوں جانوروں کے بچے پیدا ہوئے (اور کچھ دنوں بعد ان میں اتنی برکت ہوئی) ابرص کے اونٹوں سے اس کی وادی بھر گئی، گنجے کے گائے بیل سے اس کی وادی بھر گئی اور اندھے کی بکریوں سے اس کی وادی بھر گئی، پھر دوبارہ فرشتہ اپنی اسی پہلی ہیئت وصورت میں ابرص کے یہاں آیا اور کہا کہ میں ایک نہایت مسکین آدمی ہوں، سفر کا تمام سامان واسباب ختم ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی سے مقصد برآری کی توقع نہیں، لیکن میں تم سے اسی ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں اچھا رنگ اور اچھی جلد اور مال عطا کیا، ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جس سے سفر کی ضروریات پوری کر سکوں اس نے فرشتے سے کہا کہ حقوق اور بہت سے ہیں (تمہارے لئے گنجائش نہیں) فرشتے نے کہا، غالباً میں تمہیں پہچانتا ہوں، کیا تمہیں برص کی بیماری نہیں تھی جس کی وجہ سے لوگ تم سے گھن کیا کرتے تھے، ایک فقیر اور قلاش! پھر تمہیں اللہ تعالیٰ نے یہ چیزیں عطا کیں؟ اس نے کہا کہ یہ ساری دولت تو پشتہا پشت سے چلی آ رہی ہے، فرشتے نے کہا کہ اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے پھر فرشتہ گنجے کے پاس اپنی پہلی اس ہیئت و صورت میں آیا اور اس سے وہی درخواست کی اس نے بھی وہی ابرص والا جواب دیا، فرشتہ نے کہا اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی پہلی حالت پر لوٹا دے اس کے بعد فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اپنی اسی پہلی صورت میں! اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں، سفر کے تمام اسباب ووسائل ختم ہو چکے ہیں اور سوا اللہ تعالیٰ کے کسی سے مقصد برآری کی توقع نہیں، میں تم سے، اس ذات کا واسطہ دے کر جس نے تمہیں تمہاری بصارت دی ایک بکری مانگتا ہوں جس سے اپنے سفر کی ضروریات پوری کر سکوں۔ اندھے نے جواب دیا کہ واقعی میں اندھا تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بصارت عطا فرمائی اور واقعی میں فقیر و مفلس تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مالدار بنایا، تم جتنی بکریاں چاہو لے سکتے ہو۔ بخدا جب تم نے خدا کا واسطہ دیا ہے تو جتنا بھی تمہارا جی چاہے لے لو، میں تمہیں ہرگز نہیں روک سکتا، فرشتہ نے کہا تم اپنا مال اپنے پاس رکھو، یہ تو صرف امتحان تھا، اور اللہ تعالیٰ تم سے راضی اور خوش ہے اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے ناراض۔

(١٣٦٥) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) عن النبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَتِسْعِیْنَ اِنْسَانًا ثُمَّ خَرَجَ یسالُ فَأَتَی رَاهِبًا فَسَالَه، فَقَالَ لَه، هَلْ مِنْ تَوْبَةٍ فَقَالَ لَا فَقَتَلَه، فَجَعَلَ یَسْاَلُ فَقَالَ لَه، رَجُلٌ اِئتِ قَرْیَةَ کَذَا وَکَذَا فَادْرَکَهُ الْمَوْتُ فَنَاءَ بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا فَاخْتَصَمَتْ فِیْهِ مَلَائِکَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِکَةُ الْعَذَابِ فَاَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِیْ وَاَوْحَی اللّٰهُ اِلٰی هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِیْ وَقَالَ قِیْسُوْا مَا بَیْنَهُمَا فَوُجِدَ اِلٰی هٰذِهٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَه، ۔

۱۳۶۵۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے اور پھر مسئلہ پوچھنے نکلا تھا وہ ایک راہب کے پاس آیا اور اس سے پوچھا کیا اس گناہ سے توبہ کی کوئی صورت ممکن ہے؟ راہب نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا پھر وہ (دوسروں سے) پوچھنے لگا آخر اسے ایک راہب نے بتایا کہ فلاں بستی میں جاؤ (وہ اس بستی کی طرف روانہ ہوا، لیکن آدھے راستے بھی نہیں پہنچا تھا کہ) اس کی موت واقع ہوگئی، موت کے وقت اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف کرلیا۔ آخر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں باہم نزاع ہوا (کہ کون اسے لے جائے) لیکن اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو (جہاں توبہ کے لئے وہ جارہا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے قریب ہوجائے اور دوسری بستی کو (جہاں سے نکلا تھا) حکم دیا کہ اس کی نعش سے دور ہوجائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ اب دونوں کا فاصلہ دیکھو اور (جب ناپا تو) اس بستی کو (جہاں وہ توبہ کرنے جارہا تھا۔ ایک بالشت نعش سے زیادہ قریب پایا اور اس کی مغفرت ہوگئی۔

(١٣٦٦) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰه عَنه قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اشْتَرٰی رَجُلٌ مِنْ رَجُلٍ عِقَارًا لَه، فوجد الرجلُ الَّذِی اشتری العَقَارَ فِیْ عَقَارِهٖ جَرَّةً فِیْهَا ذَهَبٌ فَقَالَ لَه الَّذی اشْتَرَی الْعَقَارَ خُذْ ذَهَبَكَ مِنِّیْ اِنَّمَا اشْتَرَیْتُ مِنْكَ الْاَرْضَ وَلَمْ اَبْتَعْ مِنْكَ الذَّهَبَ وقال الَّذی لَهُ الْاَرْضُ اِنَّمَا بِعْتُكَ الْاَرْضَ وَمَا فِیْهَا فَتَحَاکَمَا اِلٰی رَجُلٍ فَقَالَ الَّذِیْ تَحَاکَمَا اِلَیْهِ اَلَکُمَا وَلَدٌ قَالَ احدهما لِیْ غُلَامٌ وَقَالَ الْاٰخَرُ لِیْ جَارِیَةٌ قَالَ انْکِحُوا الْغُلَامَ الْجَارِیَةَ وَاَنْفِقُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمَا مِنْهُ وَتَصَدَّقَا۔

۱۳۶۶۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے شخص سے اس کی جائیداد خریدی، جائیداد کے خریدار کو اس جائیداد میں ایک گھڑا ملا جس میں سونا تھا جس سے وہ جائیداد اس نے خریدی تھی اس سے اس نے کہا کہ مجھ سے اپنا سونا لے لو۔ کیونکہ میں نے تم سے زمین خریدی تھی، سونا نہیں خریدا تھا لیکن سابق مالک نے کہا کہ میں نے تو زمین کو ان تمام چیزوں سمیت تمہیں فروخت کردیا تھا جو اس کے اندر موجود ہو۔ یہ دونوں ایک تیسرے شخص (حضرت داؤد علیہ السلام) کے پاس اپنا مقدمہ لے گئے۔ فیصلہ کرنے والے نے ان دونوں سے پوچھا کیا تمہارے کوئی اولاد بھی ہے؟ اس پر ایک شخص نے کہا کہ میرا ایک لڑکا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میری ایک لڑکی ہے فیصلہ کرنے والے نے ان سے کہا کہ لڑکے کا لڑکی سے نکاح کردو اور سونا انہیں پر خرچ کردو اور یوں کار خیر میں لگادو۔

(١٣٦٧) عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ سَمِعَه، یسأل أُسامةَ بْنَ زَیْدٍ مَاذَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

۱۳۶۷۔حضرت عامر بن سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے انہوں نے اپنے والد کو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھتے سنا تھا کہ طاعون کے بارے میں آپ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا تھا؟ انہوں نے بیان کیا کہ

وَسَلَّمَ فِی الطَّاعُوْنِ فقال اسامةُ قال رسولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعونُ رِجْسٌ اُرْسِلَ عَلٰی طَائِفَةٍ مِنْ بَنِیْ اِسرَائِیلَ اَوْعَلٰی مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلاَ تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلاَ تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ قَالَ اَبُوالنضرِ لَايُخرِجُكُمْ اِلَّا فِرَارًا منه۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا، طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا یا (آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ) ایک گذشتہ امت پر (بجائے اسرائیل کے) اس لئے جب کسی جگہ کے متعلق تمہیں معلوم ہوجائے (کہ وہاں طاعون کی وبا پھیلی ہوئی ہے) تو وہاں نہ جاؤ۔ لیکن اگر کسی ایسی جگہ یہ وبا پھیل جائے جہاں تم پہلے سے موجود ہو تو وہاں سے راہ فرار بھی نہ اختیار کرو۔ ابوالنضر نے بیان کیا کہ ایسا ہونا چاہئے کہ صرف بھاگنے کی غرض سے نہ نکلو' (یعنی اگر کوئی دوسری ضرورت طبعی کی وجہ سے وہاں سے کہیں جانا ہوجائے تو اس میں کوئی مضائقہ بھی نہیں۔)

(۱۳۶۷) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰه عَنْهَا زَوجِ النبیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قالتْ سألتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الطاعون فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّه' عَذَابٌ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰی مَنْ شَاءَ وَاَنَّ اللّٰهَ جَعَلَه' رحمةً لِلْمؤمنين لَيْس من اَحَدٍ يَقَعُ الطَّاعُوْنَ فَيَمْكُثُ فِی بَلَدِهٖ صَابِرًا مُحْتَسِبًا يعلمُ اَنَّه' لَايُصِيبه' اِلَّا مَاكَتَبَ اللّٰهُ لَه' اِلَّا كَانَ لَه' مِثْلُ اَجرِ شَهِيْدٍ۔

۱۳۶۷۔ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے آنحضور ﷺ سے طاعون کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک عذاب ہے اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے بھیجتا ہے لیکن اسی کو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے رحمت بنادیا ہے اگر کسی شخص کی بستی میں طاعون کی وبا پھیل جائے اور وہ صبر کے ساتھ خدا کی رحمت سے امید لگائے ہوئے وہیں ٹھہرا رہے کہ ہوگا وہی جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کردیا ہے تو اسے ایک شہید کے برابر ثواب ملے گا۔

(۱۳۶۸) قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بنِ مَسْعُوْدٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) كَاَنِّیْ اَنْظُرُ الی النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِیْ نَبِيًّا مِنَ الْاَنْبِيَاءِ ضَرَبَه' قَوْمُه' فَاَدْمَوْهُ وَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ ويقول اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَايَعْلَمُوْنَ۔

۱۳۶۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، گویا نبی کریم ﷺ کا روئے انور میری نظروں کے سامنے ہے۔ جب آپ انبیائے سابقین میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان کررہے تھے کہ ان کی قوم نے انہیں مارا اور خون آلود کردیا۔ لیکن وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام خون صاف کرتے جاتے تھے اور یہ دعا کرتے جاتے تھے "اے اللہ! میری قوم کی مغفرت فرمایئے کہ یہ لوگ جانتے نہیں۔"

(۱۳۶۹) عَنِ ابنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُما) حَدَّثَه اَنَّ النبیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ اِزَارَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ خُسِفَ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِی الْاَرْضِ اِلٰی يومِ القيامةِ۔

۱۳۶۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک شخص تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند زمین سے گھسیٹتا ہوا جارہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور اب وہ قیامت تک یوں ہی زمین میں دھنستا اور پیچ وتاب کھاتا چلا جائے گا۔

كتاب المناقب

کتاب المناقب (مفاخر ومکارم)

باب ۱۰۲۷۔ قولِ اللّٰهِ تَعَالٰی يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰی وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوْا.

باب ۱۰۲۷۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ "اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تم کو مختلف قومیں اور خاندان بنادیا ہے تاکہ ایک دوسرے کو پہچان سکو

(۱۳۷۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه عَنْ رَسُولِ اللّٰـهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَجِدُوْنَ النَّاسَ مَعَادِنَ خِیَارُهُمْ فِی الْجَاهِلِیَّةِ خِیَارُهُمْ فِی الاسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا وَتَجِدُوْنَ خَیْرَ النَّاسِ فِی هٰذَا الشَّانِ اَشَدَّهُمْ لَهٗ کَرَاهِیَةً وَتَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ ذَاالْوَجْهَیْنِ الَّذِیْ یأتی هٰؤلَاءِ بِوَجْهٍ وَیَأتِی هٰؤلَاءِ بِوَجْهٍ۔

۱۳۷۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم انسانوں کو کان کی طرح پاؤ گے (بھلائی اور برائی میں) جو لوگ جاہلیت کے زمانہ میں بہتر اور اچھی صفات کے تھے وہ اسلام کے بعد بھی بہتر اور اچھی صفات والے ہیں جب کہ انہوں نے دین کی سمجھ بھی حاصل کر لی ہو اور تم دیکھو گے کہ اس (خلافت و امارت کے) معاملے میں سب سے بہترین وہ لوگ ثابت ہوں گے جو سب سے زیادہ اسے ناپسند کرتے ہوں اور تم دیکھو گے کہ سب سے بدترین دوزخی لوگ ہیں جو اس کے منہ پر اس کے جیسی باتیں بناتے ہیں اور اس کے منہ پر اس کے جیسی!

(۱۳۷۱) عَنْ اَبِیْ هُرِیرَةَ رَضِیَ اللّٰه عَنْهُ اَنَّ النَّبیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ تَبَعٌ لِقُرَیْشٍ فی هذا الشَّأْنِ مُسْلِمُهُمْ تَبَعٌ لِمُسْلِمِهِمْ وَکَافِرُهُمْ تَبَعٌ لِکَافِرِهِمْ والنَّاسُ مَعَادِنُ خِیَارُهُمْ فی الجاهِلِیَّةِ خیارُهُمْ فِی الْاِسْلَامِ اِذَا فَقِهُوْا تَجِدُوْنَ مِنْ خَیْرِ النَّاسِ اَشَدَّ النَّاسِ کَرَاهِیَةً لِهٰذَا الشَّأنِ حَتّٰی یَقَعَ فِیْهِ۔

۱۳۷۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اس (خلافت کے) معاملے میں لوگ قریش کے تابع رہیں گے، عام مسلمان قریشی مسلمانوں کے تابع رہیں گے، جس طرح عام کفار، قریشی کفار کے تابع رہتے چلے آئے ہیں۔ اور انسانوں کی مثال کان سی ہے۔ جو لوگ جاہلیت کے دور میں بہتر تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر ہیں، جب کہ انہوں نے دین کی سمجھ بھی حاصل کر لی ہو۔ تم دیکھو گے کہ بہترین اور لائق وہی ثابت ہوں گے جو خلافت و امارت کے عہدے کو بہت زیادہ ناپسند کرتے رہے ہوں، یہاں تک کہ جب انہیں اس کی ذمہ داری قبول کرنی ہی پڑی (تو نہایت کامیاب اور بہتر ثابت ہوئے۔)

باب ۱۰۲۷. مَنَاقِبُ قُرَیْشٍ

باب ۱۰۲۷۔ قریش کے مناقب

(۱۳۷۲) مُحَمَّدُ بْنُ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) یُحَدِّثُ اَنَّهٗ بَلَغَ مُعاویة وهو عِنْدَه فِیْ وَفْدٍ مِنْ قُرَیْش اَنَّ عبدَاللّٰهِ بنَ عمرو بنِ العاصِ یُحَدِّثُ اَنَّهٗ سیکون مَلِكٌ من قَحْطَانَ فَغَضِبَ معاویةُ فقام فاثنٰی علَی اللّٰه بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ ثم قال امّا بعد فانه بَلَغَنِیْ اَنَّ رِجَالًا مِنْکُمْ یَتَحَدَّثُوْنَ احادیث لَیْسَتْ فِی کِتَابِ اللّٰهِ وَلَا تُؤْثَرُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فاولٰئِكَ جُهَّالُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَالْاَمَانِیَّ الَّتِیْ تُضِلُّ اَهْلَهَا فَاِنِّیْ سمعتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یقول اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِیْ قُرَیْشٍ لَایُعَادِیْهِمْ اَحَدٌ اِلَّا کَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰی وَجْهِهٖ ما اَقَامُوْاالدِّیْنَ۔

۱۳۷۲۔ حضرت محمد بن جبیر بن مطعمؓ بیان کرتے تھے کہ میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچائی۔ محمد بن جبیر آپ کی خدمت میں قریش کے ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئے تھے کہ عبداللہ بن عمر بن عاص رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عنقریب (قرب قیامت میں) بنی قحطان سے ایک حکمران اٹھے گا۔ اس پر معاویہ رضی اللہ عنہ غصے ہو گئے، پھر آپ اٹھے اور اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد و ثنا کے بعد فرمایا، امابعد! مجھے معلوم ہوا کہ بعض حضرات ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جو نہ قرآن مجید میں موجود ہیں اور نہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے ان کی روایت کی ہے تم میں سب سے جاہل یہی لوگ ہیں۔ پس گمراہ کن خیالات سے بچتے رہو میں نے تو نبی کریم ﷺ سے یہ سنا ہے کہ یہ خلافت قریش میں رہے گی اور ان سے جو بھی چھیننے کی کوشش کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کر دے گا (لیکن یہ صورت حال اسی وقت تک رہے گی) جب تک وہ

دین کو قائم رکھیں گے (انفرادی اور اجتماعی طور پر۔)

فائدہ:۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے تورات کا مطالعہ کیا تھا، یہ بات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے علم میں بھی رہی ہوگی ادھر ان کی بیان کردہ حدیث کا جسے محمد بن جبیرؒ نے نقل کیا تھا، انہیں علم نہیں تھا۔ اس لئے انہیں شبہ ہوا کہ یقیناً یہ حدیث انہوں نے تورات سے نقل کر کے یوں ہی بے سند بیان کر دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ سنتے ہی غصے ہو گئے اور لوگوں کو جوان کے علم میں حقیقت حال تھی اس سے آگاہ کرنا ضروری سمجھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ کا حوالہ بھی نہیں دیا تھا۔ اس لئے معاویہ رضی اللہ عنہ کا شبہ یقین میں بدل گیا۔ ورنہ واقعہ یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث بھی صحیح تھی اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت تھی۔ خود صحیح بخاری میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے بھی یہ حدیث منقول ہے۔ بنی قحطان کے جس حکمران کا ذکر حدیث میں ہے، ان کے متعلق روایات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہوں گے اور غالباً اسلام کے آخری حکمران ہوں گے۔

(۱۳۷۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللّٰہ عَنْھُمَا عن النبیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَایَزَالُ ھٰذَا الْاَمْرُ فِیْ قُرَیْشٍ مَابَقِیَ مِنْھُم اثْنَانِ۔

۱۳۷۳۔ حضرت بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ یہ خلافت اس وقت تک قریش کے ہاتھوں میں باقی رہے گی۔ جب تک ان میں دو افراد بھی ایسے ہوں گے (جو علیٰ منہاج النبوۃ حکومت کرنے کی پوری صلاحیتیں رکھتے ہوں۔)

(۱۳۷۴) عَنْ جُبَیْرِ بنِ مطعم (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) قَالَ مَشَیْتُ اَنَا وعثمانُ بنُ عفانَ فقال یارسولَ اللّٰہ اعطیْتَ بنی المُطلبِ وترکتَنا وَاِنَّمَا نَحْنُ وَھُمْ مِنْكَ بِمَنْزِلَةٍ واحِدَةٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا بَنُوْھَاشِمٍ وَبَنوالْمُطَّلِبِ شَیْءٌ وَاحِدٌ۔

۱۳۷۴۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ چل رہے تھے کہ انہوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! بنو مطلب کو تو آپ نے عطا فرمایا اور ہمیں نظر انداز کر دیا۔ حالانکہ آپ کے لئے ہم اور وہ ایک درجے کے تھے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ (صحیح کہا) بنو ہاشم اور بنو مطلب ایک ہی ہیں۔

(۱۳۷۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلَّم قُرَیْشٌ وَالْاَنْصَارُ وَجُھَیْنَةُ ومُزَیْنَةُ وَاَسْلَمُ وَاَشْجَعُ وَغِفَارُ مَوَالِیَّ لَیْسَ لَھُمْ مَوْلًی دُوْنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔

۱۳۷۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، قریش، انصار جہینہ مزینہ، اسلم، اشجع اور غفار میرے مولا (مددگار اور سب سے زیادہ قریب) ہیں اور ان کا بھی مولا اللہ اور اس کے رسول کے سوا اور کوئی نہیں۔

(۱۳۷۶) عَنْ اَبِیْ ذَرٍ رَضِیَ اللّٰہ عَنہ اَنَّہٗ سَمِعَ النبیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیْسَ مِنْ رَجُلٍ اُدِّعٰی لِغَیْرِ اَبِیْہِ وَھُوَ یَعْلَمُہٗ اِلَّا کَفَرَ وَمَنِ ادَّعٰی قَوْمًا لَیْسَ لَہٗ فِیْھِمْ فَلْیَتَبَوَّاْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

۱۳۷۶۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ جس شخص نے بھی جان بوجھ کر اپنے باپ کے سوا اور سے اپنا نسب ملایا جس سے اس کا کوئی (نسبی) تعلق نہیں تھا، تو اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں سمجھنا چاہئے۔

(۱۳۷۷) واثِلَةَ بنِ الْاَسْقَعِ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اعظمِ الفِرٰی ان یَدَّعِیَ الرَّجُلُ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْہِ اَوْ یُرِیَ عَیْنَہٗ مَا لَمْ تَرَاَوْ یَقُوْلُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَالَمْ یَقُلْ۔

۱۳۷۸۔ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے سوا اپنا نسب کسی اور سے ملائے یا جو چیز اس نے نہیں دیکھی ہے (خواب میں) اس کے دیکھنے کا دعویٰ کرے یا رسول اللہ کی طرف ایسی حدیث منسوب

کرے جو آپ نے نہ فرمائی ہو۔

باب۱۰۲۸ . ذِکْر اَسْلَمَ وَغِفَار وَمُزَيْنَةَ وَجُهَيْنَةَ

باب ۱۰۲۸۔قبیلہ اسلم، مزینہ اور جہینہ کا تذکرہ

(۱۳۷۸)عَنْ عَبدِاللّٰه بْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنهُما)اَخبَرَه اَنَّ رسولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَى الْمِنبَرِ غِفَارُ غَفَرَاللّٰه لَهَا وَاَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَه'۔

۱۳۷۸۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے منبر پر ارشاد فرمایا کہ قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔ اور قبیلہ عصیہ نے اللہ تعالیٰ کی عصیان و نافرمانی کی۔

(۱۳۷۹)عَنْ اَبِى بَكرة(رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ اَنَّ الاقرعَ بن حابسٍ قال للنبيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انما بَايَعَكَ سُرَّاقُ الْحَجِيج من اسلمُ وغِفَارٍ ومزينة (وَاَحْسِبُه وَ جُهَيْنَةَ ابن ابى يعقوب شكٌّ) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ اَسْلَمُ وَغِفَّارُ وَمُزَيْنَةُ وَاَحْسِبُه' وَجُهَيْنَةُ خَيْرًا مِنْ بَنِىْ تميمٍ وبَنِىْ عَامِرٍ وَاَسَدٍ وَغَطَفَانَ خَابُوْا وَخَسِرُوْا قَالَ نَعَمْ قَالَ وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ اِنَّهُمْ لخيرٌ مِنْهُمْ۔

۱۳۷۹۔حضرت ابوبکرہؓ نے فرمایا کہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ آنحضور ﷺ سے اسلم، غفار اور مزینہ میرا خیال ہے کہ انہوں نے جہینہ کا بھی نام لیا۔ کے قبائل نے بیعت کی ہے (اسلام پر۔ اس موقعہ پر شک راوی حدیث محمد بن ابی یعقوب کو تھا) آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارا کیا خیال ہے، کیا اسلم، غفار، مزینہ۔ میرا خیال ہے کہ آنحضور ﷺ نے جہینہ کا بھی نام لیا کے قبائل بنوتمیم، و بنو عامر، اسد اور غطفان کے قبائل سے بہتر ہیں یا ناکام و نامراد ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ یہ لوگ ناکام و نامراد ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اول الذکر قبائل آخر الذکر کے مقابلے میں بہتر ہیں۔

فائدہ:۔ جاہلیت کے دور میں جہینہ، مزینہ، اسلم اور غفار کے قبیلے بنی تمیم، بنی اسد وغیرہ سے کم درجہ کے سمجھے جاتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو انہوں نے اسے قبول کرنے میں سبقت کی اور اسلام میں نمایاں کام انجام دیئے، اس لئے شرف وفضیلت میں بنوتمیم وغیرہ قبائل سے بڑھ گئے حدیث میں یہی ارشاد ہوا ہے۔

باب ۱۰۲۹ . ذكر قَحْطَانَ

باب ۱۰۲۹۔قحطان کا تذکرہ

(۱۳۸۰)عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنه عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوْقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ۔

۱۳۸۰۔حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہیکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت اس وقت تک برپا نہیں ہوگی جب تک قبیلہ قحطان میں سے ایک شخص نہیں پیدا ہو لیں گے جو مسلمانوں کی قیادت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیں گے۔

باب ۱۰۳۰ . مَا يُنْهٰى مِنْ دعوَى الجاهلية

باب ۱۰۳۰۔جاہلیت کے دعووں کی ممانعت

(۱۳۸۱)عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنه يَقُول غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ ثَاب مَعَه نَاس مِنَ الْمُهَاجِرِيْن حَتّٰى كَثُرُوْا وَكَانَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْن رَجُلٌ لَعَّابٌ فَكَسَعَ اَنْصَارِيًّا فَغَضِبَ الانصارىُّ غَضَبًا شَدِيْدًا حتى تَدَاعَوْا وَقَالَ الانصارىُّ يَا

۱۳۸۱۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوں میں شریک تھے کہ مہاجرین بڑی تعداد میں ایک جگہ جمع ہو گئے، وجہ یہ ہوئی کہ مہاجرین میں ایک صحابی تھے، بڑے زندہ دل! انہوں نے ایک انصاری صحابی کو (مزاحاً) مار دیا۔ اس پر انصاری بہت غصے ہو گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ (جاہلیت کے طریقے پر اپنے اپنے اعوان و

لِلْاَنْصَارِ وقَالَ الْمهَاجِرِیُّ یَالَلْمُهَاجِرِیْنَ فَخَرَجَ النبیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَابَالُ دَعْوَی اَهْلِ الْجَاهِلِیَّةِ ثُمَّ قَالَ مَاشَأْنُهُمْ فَاُخْبِرَ بِکَسْعَةِ الْمهاجِرِیِّ الانْصَارِیَّ قَالَ فَقَالَ النبیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْهَا فَاِنَّهَا خَبِیْثَةٌ وقَالَ عبدُاللّٰه بنُ اَبِی سلولٍ قَدْ تَدَاعَوْا علینا لئن رَجَعْنَا الی المدینَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الاَذَلَّ فَقَالَ عمرُ اَلانقتلُ یارسول اللّٰه هذا الخبیثَ لعبداللّٰه فقال النبیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَایَتَحَدَّثُ النَّاسُ اِنَّه' کَانَ یَقْتُلُ اَصْحَابَه'۔

انصاری کی) ان حضرات نے دھائی دی، انصاری نے کہا، اے قبائل انصار! مدد کو پہنچو اور مہاجر نے کہا! مدد کو پہنچو۔ اتنے میں نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے اور دریافت فرمایا، کیا بات ہے، یہ جاہلیت کے دعوے کیسے؟ آپ کے صورت حال دریافت کرنے پر مہاجر صحابی کے انصاری صحابی کو مار دینے کا واقعہ بیان کیا گیا تو آپ نے فرمایا، جاہلیت کے دعوے ختم ہونے چاہئیں کیونکہ یہ نہایت بدترین چیز ہے۔ عبداللہ بن ابی سلول (منافق) نے کہا کہ یہ مہاجرین اب ہمارے خلاف اپنے اعوان و انصار کی دہائی دینے لگے ہیں، مدینہ واپس ہوکر باعزت، ذلیل کو یقیناً نکال دے گا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے اجازت چاہی یا رسول اللہ! ہم اس خبیث عبداللہ بن ابی کو قتل کیوں نہ کر دیں؟ لیکن آنحضور ﷺ نے فرمایا، ایسا نہ ہونا چاہئے کہ (بعد میں آنے والی نسلیں) کہیں کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کر دیا کرتے تھے۔

باب ۱۰۳۱. قِصَّةُ خُزَاعَةَ

باب ۱۰۳۱۔ قبیلہ خزاعہ کا واقعہ

(۱۳۸۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه اَنَ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قال عمرُو بن لُحَیِّ بن قَمَعَةَ بْن خِنْدِفَ اَبُو خُزَاعَةَ۔ وَقَالَ اَبُوهُرَیْرَةَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرِ بْنِ لُحَیِّ الْخُزَاعِیَّ یَجُرُّ قُصْبَه' فِی النَّارِ وَکَانَ اَوَّلُ مَنْ سَیَّبَ السَّوَآئِبَ۔

۱۳۸۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عمرو بن لحی بن قمعہ ابن خندف قبیلہ خزاعہ کا جدامجد ہے۔ نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے عمرو بن عامر بن لحی خزاعی کو دیکھا کہ جہنم میں اپنی انتڑیاں گھسیٹ رہا تھا۔ اور یہی عمرو وہ پہلا شخص تھا جس نے سائبہ کی بدعت نکالی تھی۔

باب ۱۰۳۲. من انتسب اِلٰی آبائه فی الاسلامِ وَالجاهلیةِ

باب ۱۰۳۲۔ جس نے اسلام اور جاہلیت کے زمانے میں اپنی نسبت اپنے آباء و اجداد کی طرف کی

(۱۳۸۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ جَعَلَ النبیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُنَادِی یابَنِیْ فِهْرٍ یابَنِیْ عَدِیٍّ لِبُطُوْنِ قُرَیْشٍ

۱۳۸۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب یہ آیت اتری ''آپ اپنے قریبی عزیزوں کو ڈرائیے۔'' تو نبی کریم ﷺ نے قریش کی مختلف شاخوں کو بلایا ''اے بنی فہر! اے بنی عدی!''

باب ۱۰۳۳. من احب ان لَایُسَبَّ نَسَبُه'

باب ۱۰۳۳۔ جس نے اپنے نسب کو سب و شتم سے بچانا چاہا

(۱۳۸٤) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اِسْتَأْذَنَ حسانُ النبیَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فی هجاءِ المشرکین قال کَیْفَ بَنَسبِیْ فقال حسانُ لَاَسُلَّنَّكَ مِنهم کما تُسَلُّ الشعرةُ من العجین۔

۱۳۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حسان رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے مشرکین (قریش) کی ہجو کرنے کی اجازت چاہی تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر میرے نسب کا کیا ہوگا؟ (کیونکہ آپ بھی قریشی تھے) اس پر حسان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں آپ کو اس طرح نکال لے جاؤں گا جیسے آٹے میں سے بال نکال لیا جاتا ہے۔

باب ۱۰۳۴. بَاب ماجاء فی اسماءِ رسولِ اللّٰہ ﷺ

(۱۳۸۵)عَنْ جُبیرِ بنِ مُطعِمٍ رَضِیَ اللّٰہ عَنہ قال قال رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لِیْ خَمسَۃُ اَسمَاءٍ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَحمَدُ واَنَا الماحِی الَّذی یمحُواللّٰہُ بی الْکُفرَ وَاَنَا الحاشرُالَّذی یُحشَرُ النَّاسُ عَلی قَدَمِی وَاَنَا العَاقِبُ۔

باب ۱۰۳۴۔ رسول اللہ ﷺ کے اسماء گرامی کے متعلق روایات

۱۳۸۵۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پانچ نام ہیں، میں محمد، احمد اور ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا اور میں ''حاشر'' ہوں کہ تمام انسانوں کا (قیامت کے دن) میرے بعد حشر ہوگا اور میں ''عاقب'' ہوں (بعد میں آنے والا۔)

(۱۳۸۶)عَنْ اَبِی ھُرَیرَۃَ رَضِیَ اللّٰہ عَنہ قالَ قالَ رَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَلَا تَعجَبُونَ کَیفَ یَصرِفُ اللّٰہُ عَنِّی شَتمَ قُرَیشٍ وَلَعنَھُم یَشتِمُونَ مُذَمَّمًاویَلعَنُونَ مُذَمَّمًا وَاَنَا مُحَمَّدٌ

۱۳۸۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہیں تعجب نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ قریش کے سب وشتم اور لعنت و ملامت کو مجھ سے کس طرح دور کرتا ہے، مجھے وہ مذمم کہہ کر سب وشتم کرتے ہیں مذمم کہہ کر مجھے لعنت ملامت کرتے ہیں حالانکہ میرا نام (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) محمد ہے۔

باب ۱۰۳۵. خاتِمِ النَّبِیِّیْنَ ﷺ

(۱۳۸۷)عَنْ جَابِرِ بنِ عَبدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہ عَنھُمَا قَالَ قَالَ النبیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَثَلِی وَمَثَلُ الانبیاءِ کَرَجُلٍ بَنٰی دَارًا فَاَکمَلَھَا وَاَحسَنَھَا اِلَّا مَوضِعَ لَبِنَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَدخُلُونَھَا وَیَتَعَجَّبُونَ وَیَقُولُونَ لَوْلَا مَوضِعُ اللَّبِنَۃِ۔

باب ۱۰۳۵۔ خاتم النبیین ﷺ

۱۳۸۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میری اور دوسرے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی مکان بنایا دلآویزی اور ہر حیثیت سے اسے کامل و مکمل کر دیا، صرف ایک اینٹ کی جگہ باقی رہ گئی تھی۔ لوگ اس گھر میں داخل ہوتے اور (اس کے حسن و دلآویزی سے) حیرت زدہ رہ جاتے اور کہتے کاش! یہ ایک اینٹ کی جگہ بھی خالی نہ رہتی (اور اس اینٹ کی جگہ پر کرنے والے اور مکان کی دلآویزی کو ہر حیثیت سے تکمیل تک پہنچانے والے آنحضور ﷺ ہیں۔)

(۱۳۸۸)عَنْ اَبِی ھُرَیرَۃَ رَضِیَ اللّٰہ عَنہ اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قال اِنَّ مَثَلِی وَمَثَلَ الانبیاءِ مِنْ قَبلِی کَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰی بَیتًا فَاَحسَنَہ وَاَجمَلَہ اِلَّا مَوضِعَ لَبِنَۃٍ مِنْ زاوِیَۃٍ فَجَعَلَ النَّاسُ یَطُوفُونَ بِہٖ وَیَعجَبُونَ وَیَقُولُونَ ھَلَّا وُضِعَتْ ھٰذِہِ اللَّبِنَۃُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَۃُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّینَ۔

۱۳۸۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے کے تمام انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا ہوا اور اس میں ہر طرح حسن و دلآویزی پیدا کی ہو، لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوٹ گئی ہو۔ اب تمام لوگ آتے ہیں اور مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے اور حیرت زدہ رہ جاتے ہیں لیکن یہ بھی کہتے جاتے ہیں کہ یہاں پر ایک اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

باب ۱۰۳۶. وفات النبی ﷺ

(۱۳۸۹)عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہ عَنھَا اَن النبیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ تُوُفِّیَ وَھُوَ ابنُ ثلاثٍ وَّستِّینَ۔

باب ۱۰۳۶۔ وفات النبی ﷺ

۱۳۸۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی تھی۔

(۱۳۹۰)عَن الجَعيُد بُنِ عَبدِالرحمٰن رَاَيُتُ السَّائِبَ بُـن يَـزِيُـدَ ابُـنَ اَرُبـعٍ وَّتِسـعِيُنَ جلدًا مُعُتدلًا فَقَالَ قَدُ عَـلِمُتُ مَامُتِّعُتُ بِهٖ سَمُعِىُ وَبَصَرِىُ اِلَّا بِدُعَاءِ رَسُوُلِ اللّٰـه صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ اِنَّ خَالَتِىُ ذَهَبَتُ بِىُ اِلَيُهِ فَـقَـالَـتُ يَارَسُوُلَ اللّٰهِ اِنَّ ابن اختى شاكٍ فَادُعُ اللّٰهَ لَه‘ قَالَ فَدَعَالِىُ۔

۱۳۹۰۔حضرت جعید بن عبدالرحمٰن نے کہا میں نے سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کو چورانوے سال کی عمر میں دیکھا کہ نہایت قوی وتوانا تھے کمر ذرا بھی نہیں جھکی تھی، انہوں نے فرمایا کہ مجھے یقین ہے کہ میرے اعضاء وحواس میں جواتنی توانائی ہے وہ صرف رسول اللہ ﷺ کے دعا کے نتیجے میں ہے۔ میری خالہ مجھے ایک مرتبہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں لے گئیں اور عرض کی یارسول اللہ! یہ میرا بھانجہ بیمار ہورہا ہے! آپ اس کیلئے دعاء فرما دیجئے انہوں نے بیان کیا کہ پھر آنحضور ﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی۔

باب۱۰۳۷ . صِفةِ النَّبيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ

باب ۱۰۳۷۔ نبی کریم ﷺ کے اوصاف

(۱۳۹۱)عَـنُ عُـقُبَةَ بُـنِ الُـحَـارِثِ(رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَـنُهُ)قَالَ صَلَّى اَبُوبَكُرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنُهُ الُعَصُرَ ثُمَّ خَرَجَ يَمُشِىُ فَرَاَى الُحَسَنَ يَلُعَبُ مَعَ الصِّبُيَان فَحَمَلَه‘ عَلٰى عَـاتِـقِهٖ وَقَـالَ بِـاَبِىُ شَبِيُهٌ بِالنَّبِىِّ لَاشَبِيُهٌ بِعَلِىٍّ وَ عَلِىٌّ يَضُحَكُ ۔

۱۳۹۱۔حضرت عقبہ بن حارثؓ نے بیان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز سے فارغ ہوکر باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ حسن رضی اللہ عنہ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ آپ نے انہیں اپنے کندھے پر بٹھا لیا اور فرمایا، میرے باپ تم پر فدا ہوں، تم میں نبی کریم ﷺ کی شباہت ہے علی کی نہیں۔ اس پر علی رضی اللہ عنہ ہنس دیئے۔

(۱۳۹۲)عَـنُ اَبِىُ جُحَيُفَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنُهُ قَالَ رَاَيُتُ الـنَّـبِـىَّ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ وَ كَانَ الُحَسَنُ بُنُ عَلِىٍّ عَـلَيُـهِـمَـا السَّـلَامُ يَشُبَهُـه‘ فَقِيلَ اَبِىُ جُحَيُفَةَ صِفُهُ لِىُ قَـالَ كَـانَ اَبُـيَـضَ قَـدُ شَـمِطَ وَاَمَرَ لَنَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيُـهِ وَسَـلَّـمَ بِثَلَاثِ عَشُرَةَ قُلُوُصًا قَالَ فَقُبِضَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ قَبُلَ اَنُ نَقُبِضَهَا۔

۱۳۹۲۔حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہے، حسن بن علی رضی اللہ عنہما میں آپ ﷺ کی شباہت پوری طرح موجود تھی۔ ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ آنحضور ﷺ کے اوصاف بیان فرمادیجئے۔ انہوں نے فرمایا آنحضور ﷺ سرخ وسفید تھے، کچھ بال سفید ہوگئے تھے (آخر عمر میں) آنحضور ﷺ نے ہمیں تیرہ اونٹنیوں کے دیئے جانے کا حکم دیا تھا لیکن ابھی ان اونٹنیوں کو ہم نے اپنے قبضہ میں بھی نہیں لیا تھا کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

(۱۳۹۳)عَـن عَبدَاللّٰهِ بن بُسرٍ(رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنُهُ) صـاحبَ النبىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قال ارايتَ النَّبِىَّ صَلَّـى الـلّٰـهُ عَـلَيُـهِ وَسَـلَّـمَ كَانَ شَيُخًا قَالَ كَانَ فِى عَنُفَقَتِهٖ شعراتٌ بِيُضٌ۔

۱۳۹۳۔نبی کریم ﷺ کے صحابی عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ (آخر عمر میں) بوڑھے دکھائی دیتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی ٹھوڑی کے چند بال سفید ہوگئے تھے۔

(۱۳۹٤)عَـنُ انـسِ بـنِ مـالكٍ رضـى الـلّٰه عَنُهُ اَنَّه‘ سَـمِـعَه‘ يَقُوُلُ كَانَ رَسُوُلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ لَيُـسَ بِـالـطَّـوِيُـلِ البـائِـن وَلَا بِالُقَصِيُرِ وَلَا بالاَبُيَضِ الاَمُهَـقِ وَلَيُـسَ بـالاَدَم وَلَيُـسَ بِـالُـجَـعُدِ القَطَطِ وَلَا بِـالسَّبُـطِ بَـعَثَـهُ الـلّٰـهُ عَلٰى رَاسِ اَرُبَعِيُنَ سَنَةً فَاَقَامَ

۱۳۹۴۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نہ بہت لمبے تھے اور نہ چھوٹے قد کے، نہ بالکل سفید تھے اور نہ گندمی رنگ کے، نہ آپ ﷺ کے بال بہت زیادہ گھنگھریالے سخت تھے اور نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو چالیس سال کی عمر میں مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ نے مکہ میں دس سال تک قیام کیا اور مدینہ میں

بِمَكَّةَ عَشْرَ سنين و بالمدينه عشرَ سنين فَتَوَفَّاه اللّٰهُ وليس فى راسِه ولِحْيَتِهٖ عشرونَ شعرةً بيضاءَ۔

دس سال تک قیام کیا، جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی تو آپ ﷺ کے سر اور داڑھی کے بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

(۱۳۹۵) عَنِ البَرَاءَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا وَاَحْسَنَه' خَلْقًا لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ۔

۱۳۹۵۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ حسن و جمال میں بھی سب سے بڑھ کر تھے اور عادات و اخلاق میں بھی سب سے بہتر تھے آپ ﷺ کا قد نہ بہت لانبا تھا اور نہ چھوٹا۔

(۱۳۹۶) عَنْ قَتَادَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ سألتُ اَنَسًا هَلْ خَضَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا اِنَّمَا كَانَ شَيْءٌ فِي صُدْغَيْهِ۔

۱۳۹۶۔ حضرت قتادہؒ نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے کبھی خضاب بھی استعمال فرمایا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے کبھی خضاب نہیں لگایا، صرف آپ ﷺ کی دونوں کنپٹیوں پر (سر میں) چند بال سفید تھے۔

(۱۳۹۷) عَنِ الْبَرَاءِ بنِ عازبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا بُعَيْدَ مابَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ لَه' شعرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ اُذُنَيْهِ رَاَيْتُه' فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ لَمْ اَرَ شَيْئًا قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهُ۔
عَنْ اَبِي اِسْحَاقَؒ قَالَ سُئِلَ البراءُ اَكَانَ وَجْهُ النَّبِي صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مثلَ السيف قَالَ لَا بَلْ مثلَ القمر۔

۱۳۹۷۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ درمیانہ قد تھے۔ آپ ﷺ کا سینہ بہت کشادہ اور کھلا ہوا تھا آپ ﷺ کے (سر کے) بال کانوں کی لو تک لٹکتے رہتے تھے۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو ایک مرتبہ ایک سرخ حلہ میں دیکھا۔ میں نے اتنا حسین اور دلآ ویز منظر کبھی بھی نہیں دیکھا تھا۔ حضرت ابو اسحاقؒ نے بیان کیا کہ کسی نے براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ تلوار کی طرح تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں، چہرۂ مبارک چاند کی طرح تھا۔

(۱۳۹۸) عَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ خَرَجَ رسولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالهَا جرة اِلَى البطحاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ صلى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ وَعَنْ اَبِي جُحَيْفَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ كَانَ يَمُرُّ مِن وَرَائِهَا المارةُ وقامَ الناس فجعلوا يأخُذُونَ يديه فيمسحون بهما وُجُوهَهُمْ فاخذتُ بِيَدِهٖ فَوَضَعْتُهَا عَلٰى وَجْهِيْ فَاِذا هِيَ اَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَاَطْيَبُ رَائِحَةً مِنَ الْمِسْكِ

۱۳۹۸۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ دوپہر کے وقت (سفر کے ارادہ سے) نکلے، بطحاء پر پہنچ کر آپ نے وضوء کیا، اور ظہر کی نماز دو رکعت پڑھی اور عصر کی بھی دو رکعت پڑھی۔ (جب آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے تو) آپ کے سامنے ایک چھوٹا سا نیزہ (بطور سترہ کے) گڑا ہوا تھا۔ اس نیزے کے آگے سے آنے جانے والے آ جا رہے تھے پھر صحابہؓ آپ ﷺ کے پاس آ گئے اور آپ ﷺ کے ہاتھ کو لے کر اپنے چہروں پر اسے پھیرنے لگے ابو جحیفہؓ نے بیان کیا کہ میں نے بھی دست مبارک کو اپنے چہرے پر رکھا۔ اس وقت وہ برف سے بھی زیادہ ٹھنڈے محسوس ہوتے تھے اور ان کی خوشبو مشک سے بھی زیادہ خوشگوار تھی۔

(۱۳۹۹) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِيْ اٰدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ فِيْهِ۔

۱۳۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انقلاب زمانہ کے ساتھ ساتھ مجھے بنی آدم کے بہترین خانوادوں میں منتقل کیا جاتا رہا۔ اور آخر دور میں میرا وجود ہوا جس میں کہ مقدر تھا۔

فائدہ:۔ مطلب یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کے بعد آنحضور ﷺ کے نسب کے جتنے بھی سلسلے ہیں وہ سب آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے بہترین خانوادے تھے۔ آپ کے اجداد میں ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ پھر اسماعیل علیہ السلام ہیں جو ابو العرب ہیں۔ اس کے بعد عربوں کے جتنے سلسلے ہیں ان سب میں آنحضور ﷺ کا خانوادہ سب سے زیادہ بلند تر اور رفیع المنزلت تھا۔ آپ کا تعلق اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کی شاخ کنانہ سے، پھر قریش سے پھر بنی ہاشم سے ہے۔

(۱۴۰۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كان يَسْدُلُ شَعْرَه، و كان المشركون يَفْرُكُوْنَ رُؤُسَهُمْ فَكَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ رُؤُسهم وَكَانَ رسولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ موافقَتَ اَهلِ الكتاب فيما لم يُؤْمَر فِيهِ بِشَيْءٍ ثُمَّ فَرَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رأسَه،

۱۴۰۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ (سر کے آگے کے بال کو پیشانی پر) پڑا رہنے دیتے تھے۔ اور مشرکین کی یہ عادت تھی کہ وہ سر کے آگے کے بال کو دو حصوں میں تقسیم کر لیتے تھے (پیشانی پر پڑا نہیں رہنے دیتے تھے) اور اہل کتاب (سر کے آگے کے بال پیشانی پر) پڑا رہنے دیتے تھے حضور اکرم ﷺ ان معاملات میں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ کا حکم آپ کو نہ ملا ہوتا اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرماتے تھے (اور حکم نازل ہونے کے بعد وحی پر عمل کرتے تھے) پھر حضور اکرم ابھی آگے کے بال کے دو حصے کرنے لگے (اور پیشانی پر پڑا نہیں رہنے دیتے تھے)

(۱۴۰۱) عَنْ عَبدِاللّٰه بْنِ عَمرٍو رَضى اللّٰه عَنْهُمَا قَالَ لم يكنِ النبيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا وَكَانَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ اَحسَنُكُمْ اَخلاقاً۔

۱۴۰۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ بدزبان اور لڑنے جھگڑنے والے نہیں تھے، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

(۱۴۰۲) عَنْ عَائِشَةَ رضيَ اللّٰه عَنها اَنَّهَا قالتْ ماخُيِّرَ رسولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَمْرَيْنِ اِلَّا اَخذَ اَيسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ اِثْمًا فَاِنْ كَانَ اِثْمًا كَانَ اَبْعَدَالنَّاسِ مِنْهُ وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهٖ اِلَّا اَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا۔

۱۴۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے جب بھی دو چیزوں میں کسی ایک کے اختیار کرنے کے لئے کہا گیا تو آپ ﷺ نے ہمیشہ اسی کو اختیار فرمایا جس میں زیادہ سہولت ہوئی۔ بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ کا پہلو نہ نکلتا ہو، کیونکہ اگر اس میں گناہ کا کوئی شائبہ بھی ہوتا۔ تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور آنحضور ﷺ نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا، لیکن اگر اللہ کی حرمت کو کوئی توڑتا تو آپ ﷺ اس سے ضرور انتقام لیتے تھے۔

(۱۴۰۳) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰه عَنه قَالَ مَامَسِسْتُ حَرِيْرًا وَلَادِيْبَاجًا اَلْيَنَ مِنْ كَفِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَاشَمِمْتُ رِيْحًا قَطُّ اَوْ عَرْفًا قَطُّ اطيَبَ مِنْ رِيحِ اَوعَرْفِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۴۰۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی ہتھیلی سے زیادہ نرم و نازک کوئی حریر و دیباج میرے ہاتھوں نے کبھی نہیں چھوڑا اور نہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی خوشبو یا آپ کے پسینے سے زیادہ بہتر اور پاکیزہ کوئی خوشبو یا عطر سونگھا۔

(۱۴۰۴) عَنْ اَبِى سَعِيدٍ الْخُدرِى (رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ) قَالَ كَانَ النبيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ حَيَاءً من العذراءِ فِى خِدْرِهَا۔ عَن شُعْبَةُ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ) مثله

۱۴۰۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔ اور حضرت شعبہ نے اسی طرح حدیث بیان کی (اس اضافہ کے ساتھ کہ) جب کوئی خاص

وَاِذَا كَرِهَ شَيْئًا عُرِفَ فِي وَجْهِهٖ

بات پیش آتی تو آنحضور ﷺ کے چہرے پر اس کا اثر ظاہر ہو جاتا۔

(۱۴۰۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰه عَنْه قَالَ مَاعَابَ النبيُّ صَلَّى اللّٰهُ عليهِ وَسَلَّمَ طعامًا قَطُّ ان اشتهاه اكله والاتركه۔

۱۴۰۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر آپ ﷺ کو مرغوب ہوتا تو تناول فرماتے ورنہ چھوڑ دیتے۔

(۱۴۰۶) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْعَدَّهُ الْعَادُّ لَاَحْصَاهُ قَالَتْ اَنَّ رسولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لم يكن يَسْرُدُ الحديثَ كَسَرْدِكُمْ۔

۱۴۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ نبی کریم ﷺ (اتنی متانت اور ترتیل کے ساتھ) باتیں کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص (آپ ﷺ کے الفاظ) شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا اور رسول اللہ ﷺ تو تمہاری طرح یوں جلدی جلدی باتیں نہیں کیا کرتے تھے۔

باب ۱۰۳۸۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَنَامُ عَيْنُهُ وَلَايَنَامُ قَلْبُهُ

باب ۱۰۳۸۔ نبی کریم ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں لیکن قلب اس وقت بھی بیدار رہتا تھا

(۱۴۰۷) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ عَنْ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ جَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قَبْلَ اَنْ يُوْحَى اِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ فَقَالَ اَوَّلُهُمْ اَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ اَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ وَقَالَ آخِرُهُمْ خُذُوْا خَيْرَهُمْ فَكَانَتْ تِلْكَ فَلَمْ يَرَهُمْ حَتّٰى جَاءُوْا لَيْلَةً اُخْرٰى فِيْمَا يُرٰى قَلْبُهُ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَائِمَةٌ عَيْنَاهُ وَلَايَنَامُ قَلْبُهُ وَكَذٰلِكَ الْاَنْبِيَاءُ تَنَامُ اَعْيُنُهُمْ وَلَاتَنَامُ قُلُوْبُهُمْ فَتَوَلَّاهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ عَرَجَ بِهٖ اِلَى السَّمَاءِ۔

۱۴۰۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ مسجد حرام میں نبی کریم ﷺ کی معراج سے متعلق ان سے حدیث بیان کر رہے تھے کہ (معراج سے پہلے) تین فرشتے آئے، یہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہونے سے بھی پہلے کا واقعہ ہے۔ اس وقت آپ مسجد حرام میں (دو آدمیوں کے درمیان میں) سو رہے تھے۔ ایک فرشتے نے پوچھا، وہ کون ہیں؟ دوسرے نے کہا کہ وہ درمیان والے ہیں، وہی سب سے بہتر ہیں۔ تیسرے نے کہا کہ پھر جو سب سے بہتر ہیں انہیں ساتھ لے چلو۔ اس رات صرف اتنا ہی واقعہ پیش آیا۔ پھر آنحضور ﷺ نے انہیں نہیں دیکھا۔ لیکن یہی حضرات ایک رات اور آئے۔ اس حالت میں جب صرف آپ کا قلب بیدار تھا۔ حضور اکرمؐ کی آنکھیں جب سوتی تھیں، قلب آپ ﷺ کا اس وقت بھی بیدار رہتا تھا۔ تمام انبیاء کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ جب آنکھیں سوتی ہیں، قلب اس وقت بھی بیدار رہتا ہے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے انتظام واہتمام کیا اور آپ کو آسمان پر لے گئے۔

باب ۱۰۳۹۔ عَلَامَاتُ النُّبُوَّةِ فِي الْاِسْلَامِ

باب ۱۰۳۹۔ بعثت کے بعد نبوت کی علامات

(۱۴۰۸) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاِنَاءٍ وَهُوَ بِالزَّوْرَاءِ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي الْاِنَاءِ فَجَعَلَ الْمَاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ اَصَابِعِهٖ فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ قَالَ قَتَادَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ لِاَنَسٍ كَمْ كُنْتُمْ قَالَ ثَلْثَمِائَةٍ اَوْزُهَاءَ ثَلَاثِمِائَةٍ۔

۱۴۰۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک برتن حاضر کیا گیا (پانی کا) حضور اکرم ﷺ اس وقت مقام زوراء میں تشریف رکھتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس برتن پر اپنا ہاتھ رکھا تو اس میں سے پانی، آپ کی انگلیوں کے درمیان سے ابلنے لگا اور اسی پانی سے پوری جماعت نے وضوء کیا۔ قتادہؓ نے بیان کیا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، آپ حضرات کتنی تعداد میں تھے؟

انہوں نے فرمایا کہ تین سو یا تقریباً تین سو۔

(۱۴۰۹)عَنْ عَبْدِاللّٰه (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ كُنَّا نَعُدُّ الْاٰيَاتِ بَرَكَةً وَاَنْتُمْ تَعُدُّوْنَهَا تَخْوِيْفًا كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَلَّ الْمَاءُ فَقَالَ اُطْلُبُوْا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ فَجَاءُوْا بِاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ قَلِيْلٌ فَاَدْخَلَ يَدَهٗ فِي الْاِنَاءِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الطَّهُوْرِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةُ مِنَ اللّٰهِ فَلَقَدْ رَاَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنَ اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيْحَ الطَّعَامِ وَهُوَ يُؤْكَلُ۔

۱۴۰۹۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آیات و معجزات کو ہم باعث برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ اسے باعث خوف جانتے ہو۔ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور پانی تقریباً ختم ہو گیا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ بھی پانی بچ گیا ہو اسے تلاش کرو چنانچہ صحابہؓ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے۔آنحضور ﷺ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور فرمایا کہ بابرکت، پانی کی طرف آؤ اور برکت تو اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے۔میں نے دیکھا کہ آنحضور ﷺ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی ابل رہا تھا اور ہم بعض تو اس کھانے کو تسبیح کرتا ہوا بھی سنتے تھے جو (نبی کریم ﷺ کے ساتھ) کھایا جاتا تھا۔

(۱۴۱۰)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ وَحَتّٰى تُقَاتِلُوا التُّرْكَ صِغَارَ الْاَعْيُنِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ ذُلْفَ الْاُنُوْفِ كَاَنَّ وُجُوْهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَتَجِدُوْنَ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ اَشَدَّهُمْ كَرَاهِيَةً لِهٰذَا الْاَمْرِ حَتّٰى يَقَعَ فِيْهِ وَالنَّاسُ مَعَادِنُ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ وَلَيَاْتِيَنَّ عَلٰى اَحَدِكُمْ زَمَانٌ لَاَنْ يَرَانِيْ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ مِثْلُ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ۔

۱۴۱۰۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک نہیں برپا ہوگی جب تک تم ایک ایسی قوم کے ساتھ جنگ نہ کرلو گے جن کے جوتے بال کے ہوں گے اور جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کرلو گے جن کے جوتے بال کے ہوں گے اور جب تک تم ترکوں سے جنگ نہ کرلو گے، جن کی آنکھیں چھوٹی ہوں گی چہرے سرخ ہوں گے، ناک چھوٹی اور چپٹی ہوگی۔ چہرے ایسے ہوں گے جیسے پٹی ہوئی ڈھال۔اور تم سب سے زیادہ مناسب شخص اسے پاؤ گے جو اس معاملہ (خلافت کی ذمہ داری اٹھانے سے سب سے زیادہ دور بھاگتا ہو الا یہ کہ اسے اٹھانا ہی پڑ جائے (تو اخلاص کے ساتھ اس سے عہدہ برآ ہونے کی ہر طرح کوشش کرتا ہے) لوگوں کی مثال کان کی سی ہے۔جو افراد جاہلیت میں بہتر تھے وہ اسلام لانے کے بعد بھی بہتر ہیں، اور تم پر ایک ایسا دور بھی آنے والا ہے (حضور اکرم ﷺ کی وفات کے بعد) کہ مجھے دیکھنے کی تمنا اسے اپنے اہل و مال سے بھی بڑھ کر ہوگی۔

(۱۴۱۱)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تُقَاتِلُوْا خُوْزًا وَكَرْمَانَ مِنَ الْاَعَاجِمِ حُمْرَ الْوُجُوْهِ فُطْسَ الْاُنُوْفِ صِغَارَ الْاَعْيُنِ وُجُوْهُهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ نِعَالُهُمُ الشَّعْرُ۔

۱۴۱۱۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی۔ جب تک تم عجم کے ممالک خوز و کرمان سے جنگ نہ کرلو گے چہرے ان کے سرخ ہوں گے، ناک چپٹی ہوگی، آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔ چہرے ایسے ہوں گے جیسے پٹی ہوئی ڈھال ہوتی ہے اور ان کے جوتے بالوں کے ہوں گے۔

(۱۴۱۲)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهْلِكُ النَّاسَ هٰذَا

۱۴۱۲۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس قبیلہ قریش کے بعض افراد (طلب دنیا و سلطنت کے پیچھے) لوگوں کو

الْحَیُّ مِنْ قُرَیْشٍ قالوا فَمَاتأْ مُرُنَا قال لَوْ اَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوْ هم وعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) یقولُ سمعتُ الصادقَ المصدوقَ یقولُ هَلَاكُ اُمَّتِیْ عَلٰی یَدَیْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَیْشٍ فقال مروان غِلْمَةٌ قال ابوهریرة اِن شِئْتَ اَنْ اُسَمِّیَهُمْ بَنِیْ فُلَانٍ وَبَنِیْ فُلَانٍ۔

ہلاک و برباد کردیں گے۔صحابہؓ نے عرض کیا ایسے وقت کے لئے آنحضور ﷺ کا ہمیں کیا حکم ہے آنحضور ﷺ نے فرمایا، کاش لوگ اس سے بس علیحدہ ہی رہتے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے الصادق والمصدوق ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ میری امت کی بربادی قریش کے چند نوجوانوں کے ہاتھوں ہوگی مروان (راوی حدیث) نے پوچھا نوجوانوں (غلمۃ) کے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا جی چاہے تو میں ان کے نام لے دوں! بنی فلاں، بنی فلاں!

(۱۴۱۳) عَنْ حُذَیْفَةَ بنَ الیَمَان (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) یَقُوْلُ کَانَ النَّاسُ یسْالُون رَسُولَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عن الخیرِ و کنتُ اَسْاَلُه' عن الشرِ مخافةَ ان یُدْرِکَنِیْ فقلتُ یارسولَ اللّٰهِ اِنَّا کنّا فِی جاهلیةٍ و شرٍ فَجَائنااللّٰهُ بِهٰذَا الخیرِ فهل بعد هذا الخیرِ من شرٍ قال نعم قلت وهَلْ بعد ذلك الشرِ من خیرٍ قال نعم وفیه دَخَنٌ قلت و مادَخَنُه' قال قَوْمٌ یَهْدُوْنَ بِغَیْرِ هَدْیِیْ تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْکِرُ قُلْتُ فَهَلْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْخَیْرِ مِنْ شَرٍّ قَالَ نَعَمْ دُعَاةٌ اِلٰی اَبْوَابِ جَهَنَّمَ مِنْ اَجَابَهُمْ اِلَیْهَا قَذَ فُوْهُ فِیْهَا قُلْتُ یارَسولَ اللّٰه صِفْهُمْ لَنَا فَقَالَ هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَیَتَکَلَّمُوْنَ بِاَلْسِنَتِنَا قُلْتُ فَمَا تَاْمُرُ نِیْ اِنْ اَدْرَکَنِیْ ذٰلِكَ قَالَ تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاِمَامَهُمْ قُلْتُ فَاِنْ لَمْ یَکُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا اِمَامٌ قَالَ فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الفِرقَ کُلَّهَا وَلَوْ اَنْ تَعَضَّ بِاَصْلِ شَجَرَةٍ حَتّٰی یُدْرِکَكَ الْمَوْتُ وَاَنْتَ عَلٰی ذٰلِكَ۔

۱۴۱۳۔حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ دوسرے صحابہ تو رسول اللہ ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کیا کرتے تھے، لیکن میں شر کے متعلق پوچھتا تھا، اس خوف سے کہ کہیں میری زندگی میں ہی نہ پیدا ہو جائے۔ (اس لئے اس دور کے متعلق آنحضور ﷺ کے احکام مجھے معلوم ہونے چاہئیں) تو میں نے ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ سے سوال کیا، یا رسول اللہ! ہم جاہلیت اور شر کے زمانے میں تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خیر (اسلام) عطا فرمائی۔اب کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا کوئی زمانہ آئے گا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ میں نے سوال کیا، اور اس شر کے بعد پھر خیر کا زمانہ آئے گا؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، لیکن اس خیر پر کچھ دھبے ہوں گے۔ میں نے عرض کی۔ وہ دھبے کیسے ہوں گے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو میری سنت اور طریقے کے علاوہ طریقے اختیار کریں گے، تم ان میں (خیر کو) پہچان لو گے۔ اس کے باوجود (ان کی بدعات کی وجہ سے) انہیں ناپسند کرو گے۔ میں نے سوال کیا، کیا اس خیر کے بعد پھر شر کا زمانہ آئے گا؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، جہنم کے دروازوں کی طرف بلانے والے پیدا ہو جائیں گے اور جو ان کی پذیرائی کرے گا اسے وہ جہنم میں جھونک دیں گے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کے اوصاف بھی بیان فرما دیجئے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہماری ہی قوم و مذہب کے ہوں گے، ہماری ہی زبان بولیں گے۔ میں نے عرض کی پھر اگر میں ان کا زمانہ پاؤں تو آپ کا میرے لئے کیا حکم ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کا ساتھ نہ چھوڑنا۔ میں نے عرض کی۔ اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہوئی اور ان کا کوئی امام نہ ہوا؟ حضور اکرم ﷺ نے پھر فرمایا، پھر ان تمام فرقوں سے اپنے کو الگ رکھنا، اگرچہ تمہیں اس کے لئے کسی

درخت کی جڑ دانت سے پکڑنی پڑے (خواہ کسی قسم کے بھی مشکل حالات کا سامنا ہو) یہاں تک کہ تمہاری موت آ جائے اور تم اسی حالت میں ہو۔

(۱٤۱٤)عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اذا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَانْ اَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اَكْذِبَ عَلَيْهِ وَ اِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيمَا بَيْنِي وَ بَيْنَكُمْ فَاِنَّ الْحَرْبَ خَدْعَةٌ سَمِعْتُ رسولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَاْتِيْ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ حُدَثَاءُ الْاَسْنَانِ سُفَهَاءُ الْاَحْلَامِ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَا يُجَاوِزُ اِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ فَاَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ فَاِنَّ قَتْلَهُمْ اَجْرٌ لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۱۴۱۴۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب تم سے میں کوئی حدیث رسول اللہ ﷺ کے واسطہ سے بیان کروں، تو میرے لئے آسمان پر سے گر جانا اس سے بہتر ہے کہ آنحضور ﷺ کی طرف کسی جھوٹ کی نسبت کروں۔ البتہ جب ہماری باہمی معاملات کی بات چیت ہو تو جنگ ایک چال ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ آخر زمانہ میں ایک جماعت پیدا ہوگی، نوعمروں اور بے وقوفوں کی، زبان سے ایسی باتیں کہیں گے جو دنیا کی بہترین بات ہوگی۔ لیکن اسلام سے اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے، ان کا ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، تم انہیں جہاں بھی پاؤ قتل کردو، کیونکہ ان کا قتل، قاتل کے لئے قیامت کے دن باعث اجر ہوگا۔

(۱٤۱۵)عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْاَرَتِّ قَالَ شَكَوْنَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وهو متوسّدٌ بردةً لَّه، فى ظِلِّ الكعبةِ قلنا له الا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَلاتَدْعو اللّٰهَ لَنَا قَالَ كَانَ الرَّجُلُ فِيْمَنْ قَبْلَكُمْ يُحْفَرُ لَه، فى الْاَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهِ فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَاسِهٖ فَيُشَقُّ بِاثْنَتَيْنِ وَمَا يَصُدُّه، ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَيُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَادُوْنَ لَحْمِهٖ مِنْ عَظْمٍ اَوْعَصَبٍ وَمَا يَصُدُّه، ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاللّٰهِ لَيُتِمَّنَّ هٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰى حَضْرَمَوْتَ لَايُخَافُ اِلَّا اللّٰهَ اَوِ الذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهٖ وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ۔

۱۴۱۵۔حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی، آپ اس وقت اپنی ایک چادر اوڑھے کعبہ کے سائے میں ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے، ہم نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ آنحضور ﷺ ہمارے لئے مدد کیوں نہیں طلب کرتے، ہمارے لئے اللہ سے دعا کیوں نہیں کرتے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ (ایمان لانے کی سزا میں) گذشتہ امتوں کے افراد کے لئے گڑھا کھودا جاتا تھا اور انہیں اس میں ڈال دیا جاتا تھا، پھر آرام ان کے سر پر رکھ کر ان کے دو ٹکڑے کردیئے جاتے تھے اور یہ سزا بھی انہیں ان کے دین سے روک نہیں سکتی تھی، لوہے کے کنگھے ان کے گوشت میں دھنسا کر ان کی ہڈیوں اور پٹھوں پر پھیرے جاتے تھے اور یہ سزا بھی انہیں ان کے دین سے نہیں روک سکتی تھی۔ خدا گواہ ہے کہ یہ امر (اسلام) بھی کمال کو پہنچے گا اور ایک زمانہ آئے گا کہ ایک سوار مقام صنعاء سے حضرموت تک سفر کرے گا۔ لیکن (راستوں کے قطعا مامون ہونے کی وجہ سے) اسے اللہ کے سوا اور کسی کا خوف نہیں ہوگا یا پھر اسے بھیڑیوں کا خوف ہوگا کہ کہیں اس کی بکریوں کو نہ کھا جائے، لیکن تم عجلت سے کام لیتے ہو۔

(۱٤۱٦)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰه عَنه اَنَّ النبيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ افْتَقَدَ ثَابِتَ بْنَ قَيْسٍ فَقَالَ رَجُلٌ يارسولَ اللّٰه انا اَعلمُ لكَ عِلْمَه فاتاه فوَجَدَه، جالسًا

۱۴۱۶۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کو ایک دن ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ نہیں ملے تو ایک صحابی نے کہا، یارسول اللہ! میں آپ کے لئے ان کی خبر لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ ان کے یہاں آئے تو

فی بیتہ مُنَکِّساً راسہ فقال ماشأنُکَ فقال شرٌ کان یَرفع صوتَہ فوقَ صوتِ النبیّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فقد حبط عملہ وھو من اھلِ النارِ فاتَی الرجلُ فَاَخبرَہ انہ قال کذا و کذا فقال موسی بن انس فر جع المرۃَ الاٰخِرَۃَ بِبَشَارۃٍ عظیمۃٍ فقال اذْھَبْ الیہ فَقُلْ لَہٗ اِنَّکَ لَسْتَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ وَلٰکِنْ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔

دیکھا کہ اپنے گھر میں سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ برا حال ہے یہ بد بخت۔ نبی کریم ﷺ کی آواز کے سامنے آنحضور ﷺ سے بھی اونچی آواز سے بولا کرتا تھا اور اسی لئے اس کا عمل غارت گیا اور یہ دوزخیوں میں ہوگیا ہے۔ وہ صحابی آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اطلاع دی کہ ثابت رضی اللہ عنہ یوں کہہ رہے ہیں۔ موسیٰ بن انس نے بیان کیا لیکن دوسری مرتبہ وہی صحابی ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عظیم بشارت لے کر واپس ہوئے۔ آنحضور ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کہ ثابت کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اہل جہنم میں سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔

(۱۴۱۷)عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہ عَنھُمَا قَرَأَ رجلٌ الکَھفَ وفی الدارِ الدَّابَّۃُ فجعلتْ تَنفِرُ فَسَلَّمَ فَاِذا ضَبَابَۃٌ او سحابۃٌ غَشِیَتْہُ فَذَکَرَہٗ للنبیِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فقال اِقرَأْ فَلَانُ فَاِنَّھا السَّکِینۃُ نزلتْ للقرآنِ او تَنَزَّلَتْ للقرآنِ۔

۱۴۱۷۔ حضرت براء بن عازبؓ نے بیان فرمایا کہ ایک صحابی نے (نماز میں) سورۂ کہف کی تلاوت کی، اسی گھر میں گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ گھوڑے نے اچھلنا کودنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد جب انہوں نے سلام پھیرا تو دیکھا کہ بادل کے ایک ٹکڑے نے ان پر سایہ کر رکھا ہے۔ اس واقعہ کا ذکر انہوں نے نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ نے فرمایا کہ تلاوت کو مزید طول دینا چاہئے تھا، کیونکہ یہ سکینت تھی جو قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی تھی یا (اس کے بجائے راوی نے تنزلت للقرآن (کے الفاظ کہے۔)

(۱۴۱۸)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہ عَنھُمَا اَنَّ النبیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم دخل علی اعرابیٍ یعودُہ قال وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اذا دخَلَ عَلٰی مَرِیضٍ یعودُہ قال لابَأسَ طَھُورٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ فقال لَہ لابَاسَ طَھُورٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہ قال قُلْتَ طھورٌ کَلا بَلْ ھِیَ حُمّٰی تَفُورُ او تَثُورُ عَلٰی شَیْخٍ کَبِیرٍ تُزِیْرُہُ القبورَ فقال النبیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَنَعَمْ اِذًا۔

۱۴۱۸۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ ایک اعرابی کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے، آنحضور ﷺ جب بھی کسی مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے جاتے تو فرماتے کوئی مضائقہ نہیں، انشاء اللہ (مرض گناہوں کو) دھل دے گا، آپ نے اس اعرابی سے بھی یہی فرمایا کہ ''کوئی مضائقہ نہیں، انشاء اللہ! گناہوں کو دھل دے گا۔ اس نے اس پر کہا، آپ کہتے ہیں گناہوں کو دھلنے والا ہے، قطعاً غلط ہے۔ یہ تو نہایت شدید قسم کا بخار ہے یا (راوی نے) تثور کہا (دونوں کا مفہوم ایک ہے) کہ اگر کسی بوڑھے کو آ جاتا ہے تو قبر کی زیارت کرائے بغیر نہیں رہتا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر یوں ہی ہوگا۔

(۱۴۱۹)عَنْ اَنسٍ رَضِیَ اللّٰہ تعالی عَنہ قَالَ کَانَ رَجلٌ نصرانیًا فَاَسْلَمَ وقرأ البقرۃَ وَاٰلَ عمران فکان یکتبُ للنبیِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَعادَ نصرانیًا فکان یَقُولُ مایَدری مُحَمَّدٌ اِلَّا ما کتبتُ لہ فاماتہ

۱۴۱۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص پہلے عیسائی تھا، پھر اسلام میں داخل ہوگیا تھا، سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور نبی کریم ﷺ کی (وحی کی) کتابت بھی کرنے لگا تھا لیکن پھر وہ شخص عیسائی ہوگیا اور کہنے لگا کہ محمد کے لئے جو کچھ میں نے لکھ دیا ہے اس کے

اللّٰہُ فدفنوہ فَاَصبَحَ وقد نَفَظَتهُ الاَرضُ فقالوا هذا فِعلُ محمدٍ واصحابه لَمَّا هَرَبَ منهم نَبَشُوا عن صاحِبنا فَاَلقُوهُ فحفَرُوا لَه' فَاَعمَقُوا فاصبَحَ وقد لَفَظَتهُ الارضُ فَقَالُوا هٰذَا فعل محمدٍ واصحابه نَبَشُوا عن صاحِبنا لما هَرَبَ مِنهُم فَاَلقُوهُ فَحفَرُوا له وَاَعمَقُوا لَه' فِي الاَرضِ مااستطاعوا فاصبح قد لَفَظَته الارضُ فَعَلِمُوا اَنَّه' لَيسَ مِنَ الناسِ فَاَلقُوهُ۔

سوا اسے اور کچھ بھی معلوم نہیں (نعوذ باللہ) پھر اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق اس کی موت واقعہ ہوگئی اور اس کے آدمیوں نے اسے دفن کر دیا۔ لیکن صبح ہوئی تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی لاش زمین سے باہر پڑی ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں (رضی اللہ عنہم) کا فعل ہے چونکہ ان کا دین اس نے چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے انہوں نے اس کی قبر کھودی اور لاش کو باہر نکال کر پھینک دیا ہے چنانچہ دوسری قبر انہوں نے کھودی، بہت زیادہ گہری! لیکن صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ یہ محمد ﷺ اور اس کے ساتھیوں کا فعل ہے۔ چونکہ ان کا دین اس نے ترک کر دیا تھا۔ اس لئے اس کی قبر کھود کر انہوں نے لاش باہر پھینک دی ہے۔ پھر انہوں نے قبر کھودی اور جتنی گہری ان کے بس میں تھی، کر کے اسے اس کے اندر ڈال دیا۔ لیکن صبح ہوئی تو پھر لاش باہر تھی۔ اب انہیں یقین آیا کہ یہ کسی انسان کا کام نہیں ہے چنانچہ انہوں نے اسے یونہی (زمین پر) چھوڑ دیا۔

(۱۴۲۰) عَن جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰہ عَنه قَالَ قَالَ النبيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ هَل لَكُم من اَنماطٍ قُلتُ وَاَنّي يَكُونُ لَنا الاَنمَاطُ قَالَ اَمَا اِنَّه' سَيَكُونُ لَكُمُ الاَنمَاطُ فَاَنَا اَقُولُ لَهَا يعني امراته اَخِري عني اَنماطَكِ فتقُول الم يقلِ النَّبيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اِنَّها ستكون لكم الانماطُ فَاَدَعُهَا۔

۱۴۲۰۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (ان کی شادی کے موقعہ پر) نبی کریم ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا تمہارے پاس نمط (ایک خاص قسم کے بستر ے) ہیں؟ میں نے عرض کیا، ہمارے پاس نمط کس طرح ہو سکتے ہیں؟ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا، یاد رکھو، ایک وقت آئے گا کہ تمہارے پاس نمط ہوں گے۔ اب جب میں اس سے یعنی مراد اپنی بیوی سے تھی، کہتا ہوں کہ اپنے نمط ہٹا لو تو وہ کہتی ہے کہ کیا نبی کریم ﷺ نے تم سے نہیں کہا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب تمہارے پاس غمط ہوں گے، چنانچہ میں انہیں وہیں رہنے دیتا ہوں۔

(۱۴۲۱) عَن عَبدِاللّٰہ رَضِيَ اللّٰہ عَنه اَن رَسُولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قال رَاَيتُ النَّاسَ مُجتَمِعِينَ فِي صَعِيدٍ فَقَامَ اَبُوبَكرٍ فَنَزَعَ ذَنُوبًا اَوذَنُوبَينِ وَفِي بَعضِ نَزعِهِ ضَعفٌ وَاللّٰهُ يَغفِرُ لَه' ثُمَّ اَخَذَهَا عُمَرُ فَاستَحَالَت بِيَدِهِ غَربًا فَلَم اَرَعَبقَرِيًّا فِي النَّاسِ يَفرِي فَرِيَّهُ حَتّٰى ضَرَبَ النَّاسُ بِعَطَنٍ۔

۱۴۲۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے (خواب میں) دیکھا کہ لوگ ایک میدان میں جمع ہیں۔ پھر ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اٹھے اور ایک یاد و ڈول پانی بھر کر انہوں نے نکالا، پانی نکالنے میں بعض اوقات ان میں کمزوری محسوس ہوتی تھی اور اللہ ان کی مغفرت کرے پھر ڈول عمر (رضی اللہ عنہ) نے سنبھالی۔ جس نے ان کے ہاتھ میں ایک بڑے ڈول کی صورت اختیار کر لی، میں نے ان جیسا مدبر اور بہادر انسان نہیں دیکھا جو اس درجہ جرأت اور حسن تدبیر سے کام کا عادی ہو (اور انہوں نے اتنے ڈول کھینچے) کہ لوگوں نے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ کو پانی سے بھر لیا۔

(۱۴۲۲)عَنْ أُسَامَةَ بنِ زَيدٍ(رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ)قَالَ ان جبريلَ عليه السلام اَتی النبیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ و عندَهُ أُمُّ سلمةَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُ ثم قَامَ قَالَ النبیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ لِاُمِّ سلمةَ مَنْ هذا او كَمَا قَالَ قَالَ قالتْ هذا دِحيَةُ فَقَالت امُ سلمةَ ايْمُ اللّٰهِ ماحسبته اِلَّا اِيَّاه حَتّٰی سَمِعْتُ خطبة نبیِّ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بخَبَرِ جبريلَ او كَمَا قَالَ ۔

۱۴۲۲۔حضرت اسامہ بن زیدؓ نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے گفتگو کرتے رہے۔اس وقت حضور اکرم ﷺ کے پاس ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب حضرت جبرائیل علیہ السلام چلے گئے تو حضور اکرم ﷺ نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت فرمایا، یہ کون صاحب تھے؟ اوکما قال، ابوعثمان نے بیان کیا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھے۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، خدا گواہ ہے، میں سمجھے بیٹھی تھی کہ وہ دحیہ کلبی ہیں آخر جب میں نے حضور اکرم ﷺ کا خطبہ سنا جس میں آپ جبرائیل علیہ السلام (کی آمد کی) اطلاع دے رہے تھے تو میں سمجھی کہ وہ جبرائیل علیہ السلام ہی تھے اوکما قال۔

باب ۱۰۴۱ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی يَعْرِفُوْنَه، كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَ هُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

باب ۱۰۴۱۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ" اہل کتاب نبی کو اس طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں اور بے شک ان میں سے ایک فریق حق کو جانتے ہوئے چھپاتا ہے

(۱۴۲۳)عَنْ عَبْدِاللّٰه ابنِ عُمَر رَضِیَ اللّٰه عَنهُمَا اَنَّ اليهودَ جَاءُوا الی رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوا لَه، اَنَّ رَجُلًا منهم وامراةً زَنَيَا فقال لهم رسولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ ماتَجِدُوْنَ فِی التَّوْرَاةِ فِی شأن الرَّجم فَقَالُوا نَفْضَحُهُمْ وَيُجْلَدُوْنَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰه بن سَلَامٍ كَذَبْتُمْ اِنَّ فِيْهَا الرَّجْمَ فَاَتَوا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا فَوَضَعَ اَحَدُ هُمْ يَدَه، عَلٰی اٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا فَقَالَ له عبدُاللّٰه ابنُ سَلَامٍ ارْفَعْ يَدَكَ فَرَفَعَ يَدَه، فَاِذَا فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَقَالُوا صَدَقَ يَامُحَمَّدُ فِيْهَا اٰيَةُ الرَّجْمِ فَاَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَرُجِمَا ۔

۱۴۲۳۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہود رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپ کو بتایا کہ ان کے ایک مرد اور ایک عورت نے زنا کیا ہے۔آنحضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا، رجم کے بارے میں تورات میں کیا حکم ہے؟ انہوں نے بتایا یہ کہ ہم انہیں بے عزت اور شرمندہ کریں اور انہیں کوڑے لگائے جائیں۔اس پر عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے فرمایا (جو اسلام لانے سے پہلے تورات کے بہت بڑے عالم سمجھے جاتے تھے) کہ تم لوگ غلط بیانی سے کام لے رہے ہو، تورات میں رجم کا حکم موجود ہے۔ پھر یہودی تورات لائے اور اسے کھولا۔لیکن رجم سے متعلق جو آیت تھی اسے ایک یہودی نے اپنے ہاتھ سے چھپا لیا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کی آیتیں پڑھ ڈالیں۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اچھا اب اپنا ہاتھ اٹھاؤ، جب اس نے ہاتھ اٹھایا تو وہاں آیت رجم موجود تھی۔اب وہ سب کہنے لگے کہ عبداللہ بن سلامؓ نے سچ کہا تھا، اے محمد! تورات میں رجم کی آیت موجود ہے۔چنانچہ آنحضور ﷺ کے حکم سے ان دونوں کو رجم کیا گیا۔

باب ۱۰۴۲ . سؤالِ المشركينَ اَنْ يُرِيَهم النَّبیُّ صلی اللّٰه عليه وسلم اٰية فاراهم انْشِقَاق القَمَرِ

۱۰۴۲۔مشرکین کے اس مطالبہ پر کہ انہیں نبی کریم ﷺ کوئی معجزہ دکھائیں۔حضور اکرم ﷺ نے شق قمر کا معجزہ دکھایا تھا

(۱۴۲۴)عَنْ عَبْدِاللّٰه بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰه عَنه

۱۴۲۴۔حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد

قَالَ انشقَّ الْقَمَرُ عَلٰی عَهْدِ رسولِ الله صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِقَّتَيْنِ فقال النبیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوْا۔

میں چاند کے دوٹکڑے ہوگئے (حضور اکرم ﷺ کے معجزہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے) اور آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس پر گواہ رہنا۔

(۱۴۲۵) عَنْ عُرْوَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) ان النبیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْطَاهُ ديناراً يَشْتَرِیْ له بِهٖ شاةً فاشتریٰ لَه بِهٖ شَاتَيْنِ فباع احدهما بِدِينار وجاءه بِدِينارٍ وشاةٍ فَدَعَالَه بالبَرَكةِ فی بَيْعِهٖ وكان لَوِاشْتَرَی الترابَ لَرَبِحَ فيه۔

۱۴۲۵۔ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک دینار دیا کہ اس کی بکری خرید لائیں۔ انہوں نے اس دینار سے دو بکریاں خریدی پھر ایک بکری کو ایک دینار میں بیچ کر دینار بھی واپس کر دیا اور ایک بکری بھی پیش کر دی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس پر ان کی خرید و فروخت میں برکت کی دعاء کی۔ پھر تو ان کا یہ حال تھا کہ اگر مٹی بھی خریدتے تو اس میں بھی انہیں نفع ہو جاتا۔

باب ۱۰۴۳ . فَضَائِلِ اَصْحَابِ النَّبِیِّ ﷺ وَمَنْ صَحِبَ النَّبِیَّ ﷺ اور آہ مِنَ الْمسلمين فهو من اَصْحَابِهٖ

باب ۱۰۴۳۔ نبی کریم ﷺ کے اصحاب کی فضیلت و مسلمانوں کے جس فرد نے بھی آنحضور ﷺ کی صحبت اٹھائی ہو یا آپ ﷺ کا دیدار اسے نصیب ہوا ہو وہ آپ ﷺ کا صحابی ہے۔

(۱۴۲۶) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ اَتَتِ امْرَاَةٌ النبیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهَا ان تَرْجِعَ اليه قالتْ ارايتَ ان جِئْتُ ولم اَجِدْكَ كَاَنَّهَا تَقُوْلُ الموت قال عليه السّلام اِنْ لَمْ تجديني فَاْتِی اَبَابَكْرٍ۔

۱۴۲۶۔ حضرت جبیر بن مطعمؓ نے بیان کیا کہ ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ نے ان سے دوبارہ آنے کے لئے فرمایا۔ انہوں نے کہا، لیکن اگر میں نے آپ کو نہ پایا پھر آپ کا کیا خیال ہے؟ غالباً وہ وفات کی طرف اشارہ کر رہی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اگر تم مجھے نہ پا سکیں تو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے پاس چلی جانا۔

(۱۴۲۷) عَنْ عَمَّارٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) يَقُوْلُ رأيتُ رسُولَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَعَه الاخمسةُ اَعْبُدٍ وامْرَأَتَانِ وَاَبُوبَكْرٍ۔

۱۴۲۷۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس وقت دیکھا تھا جب آپ کے ساتھ (اسلام لانے والوں میں پانچ غلام، دو عورتوں اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

(۱۴۲۸) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰه عَنه قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عندالنبیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اِذْاَقْبَلَ ابوبكرٍ آخِذًا بِطَرَفِ ثوبه حتی اَبْدَی عن ركبتهٖ فقال النبیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَّا صَاحِبُكُمْ فقد غَامَرَ فَسَلَّم وقال انی كَانَ بينی وبين ابن الخطاب شَیْءٌ فَاَسْرَعْتُ اليه ثم قدمتُ فسالته اَنْ يَغْفِرَ لِی فَاَبٰی عَلَیَّ فاقبلتُ اليك فقال يَغْفِرُاللّٰه لَكَ يَااَبَابَكْرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ ان عمرَ نَدِمَ فَاَتٰی منزلَ ابی بكرٍ فسأل اَثَمَّ ابو بكرٍ فقالوا لافَاَتٰی الی النبیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فسلَّم فجعل وجهُ النبیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم

۱۴۲۸۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں بھی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے آئے، (کپڑا انہوں نے اس طرح پکڑ رکھا تھا کہ) اس سے گھٹنا کھل گیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا، معلوم ہوتا ہے تمہارے دوست کسی سے لڑ آئے ہیں۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حاضر ہو کر سلام کیا اور عرض کی یا رسول اللہ! میرے اور ابن خطاب کے درمیان کچھ بات ہوگئی تھی اور اس سلسلے میں، میں نے جلد بازی سے کام لیا لیکن بعد میں مجھے ندامت ہوئی تو میں نے ان سے معافی چاہی، اب وہ مجھے معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اسی لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ اے ابوبکر! تمہیں اللہ

يَتَمَعَّرُ حتى اَشْفَقَ ابو بكرٍ فحثا على رُكْبَتَيْهِ فقال يارسولَ اللّٰه واللّٰهِ اَنَا كُنتُ اَظْلَمَ مرتين فقال النبيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰه بَعَثَنِيْ اِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذَبْتَ وَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ صَدَقَ وَوَاسَانِيْ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ فَهَلْ اَنْتُمْ تَارِكُوْلِيْ صَاحِبِيْ مرتين فما اُوْذِيَ بعدها۔

معاف کرے، تین مرتبہ یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ آخر عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ندامت ہوئی اور وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور پوچھا، یہاں ابوبکر موجود ہیں؟ معلوم ہوا کہ موجود نہیں ہیں تو آپ بھی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا۔ حضور اکرم ﷺ کا چہرہ مبارک متغیر ہوگیا (ناگواری کی وجہ سے) اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کرنے لگے، یارسول اللہ! خدا گواہ ہے زیادتی میری طرف سے تھی، دو مرتبہ یہ جملہ کہا آنحضور ﷺ نے فرمایا، اللہ نے مجھے تمہاری طرف مبعوث کیا تھا اور تم لوگوں نے کہا تھا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، لیکن ابوبکرؓ نے کہا تھا کہ میں سچا ہوں اور اپنی جان اور مال کے ذریعہ انہوں نے میری مدد کی تھی تو کیا تم لوگ میرے ساتھی کو مجھ سے الگ کردو گے۔ دو مرتبہ آنحضور ﷺ نے یہ جملہ فرمایا اور اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھی کسی نے تکلیف نہیں پہنچائی۔

(١٤٢٩) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ عَلٰى جَيْشِ ذَاتِ السَّلَاسِلِ فَقُلْتُ اَيُّ النَّاسِ احبُّ اِلَيْكَ قال عَائِشَةُ فقلتُ مِنَ الرجالِ فقال اَبُوها قلتُ ثم مَنْ قال عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَعَدَّ رجالًا۔

۱۴۲۹۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں غزوہ ذات السلاسل کے لئے بھیجا، عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ سب سے زیادہ محبت آپ کو کس شخص سے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ عائشہ سے۔ میں نے پوچھا، اور مردوں میں؟ فرمایا اس کے والد سے۔ میں نے پوچھا اس کے بعد فرمایا کہ عمر بن خطاب سے۔ اس طرح آپ ﷺ نے کئی اشخاص کے نام لئے۔

(١٤٣٠) عَنْ عَبْدِاللّٰه بْنِ عمرَ رضيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من جَرَّ ثَوْبَهٗ خُيَلَاءَ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ ابو بكر اِنَّ اَحَدَ شِقَّيْ ثَوْبِيْ يَسْتَرْخِيْ اِلا ان اَتَعَاهَدَ ذلك منه فقال رسولُ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ لَسْتَ تَصْنَعُ ذٰلِكَ خُيَلَاءَ۔

۱۴۳۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا کپڑا (پاجامہ یا تہبند وغیرہ) کبروغرور کی وجہ سے زمین پر گھسیٹتا چلے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف دیکھیں گے بھی نہیں۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میرے کپڑے کا ایک حصہ لٹک جایا کرتا ہے البتہ اگر میں پوری طرح نگہداشت رکھوں (تو اس سے بچنا ممکن ہوگا) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آپ ایسا تکبر کے طور پر نہیں کرتے (اس لئے آپ اس حکم کے تحت داخل نہیں ہیں)۔

(١٤٣١) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النبيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَسُبُّوْا اَصْحَابِيْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَكُم اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّاَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيْفَهٗ۔

۱۴۳۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میرے اصحاب کو برا بھلا نہ کہو اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کے راستے میں خرچ کرڈالے تو ان کے ایک مدغلہ کی برابری بھی نہیں کرسکتا اور نہ ان کے آدھے مد کی۔

(۱۴۳۲)عَنۡ اَبِی مُوسٰی الاَشۡعَرِی(رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡهُ) اَنَّه' تَوَضَّأَفِي بَيۡتِهٖ ثُمَّ خَرَجَ فقلتُ لَاَلۡزَمَنَّ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وَلَاَكُونَنَّ مَعَه' يَوۡمِیۡ هٰذَا قال فجاء المسجد فَسَاَلَ عن النبیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فقالوا خَرَجَ وَوَجَّهَ هٰهُنَا فخرجتُ علی اِثۡرِه اَسۡاَلُ عَنۡهُ حتی دخل بئراريسٍ فجلستُ عندالباب وَبَابُها مِنۡ جَرِيۡدٍ حتی قَضٰی رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ حَاجَتَه' فتوضأ وقمتُ اليه فَاذَا هو جالسٌ علی بئراريسٍ وتَوَسَّطَ قُفَّهَا وكَشَفَ عن سَاقَيۡهِ وَدَلَّاهُمَا فی البئرِ فسلمت عليه ثم انصرفتُ فَجَلَسۡتُ عندالباب فقلتُ لَاَكُونَنَّ بَوَّابَ رَسُولِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اليومَ فجاء ابوبكرٍ فَدَفَعَ البابَ فَقُلۡتُ مَنۡ هٰذَا فقال ابوبكر فقلتُ علی رِسۡلِكَ ثم ذهبتُ فقلتُ يارسولَ اللّٰہ هذا ابوبكرٍ يَسۡتَأۡذِنُ فقال ائۡذَنۡ له وبَشِّرۡه بالجنةِ فَاَقبلتُ حتی قلتُ لابی بكرٍ اُدۡخُلۡ ورَسُولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يُبَشِّرُكَ بالجنةِ فدخل ابوبكرٍ فجلس عن يمينِ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مَعَه' فی الۡقُفِّ وَدَلّٰی رجليه فی البئرِ كما صَنَعَ النبیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ وكَشَفَ عن ساقيه ثم رجعتُ فجلستُ وقد تركتُ اَخِیۡ يَتَوَضَّأُ وَيَلۡحَقُنِیۡ فقلتُ اِنۡ يُرِدِاللّٰه بفلان خيرًا يريدُ اَخاه يَأت بِهٖ فاذا انسانٌ يُحَرِّكُ البابَ فقلتُ مَنۡ هذا فقال عمرُ بن الخطاب فقلتُ علی رِسۡلِكَ ثم جِئۡتُ الی رسولِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فسلّمتُ عليه فقلتُ هذا عمرُ بن الخطاب يَستاذِنُ فقال ائۡذَنۡ له' وبَشِّرۡه بالجنةِ فجئتُ فقلتُ اُدۡخُلۡ وبَشَّرَكَ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ بالجنةِ فدخل فَجَلَسَ مع رسولِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فی الۡقُفِّ عن يسارِه ودَلّٰی رِجۡلَيۡهِ فی البئرِ ثم

۱۴۳۲۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ آپ نے ایک دن اپنے گھر میں وضو کیا اور اس ارادہ سے نکلے کہ آج دن بھر رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں گذاروں گا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آپ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور حضور اکرم ﷺ کے متعلق پوچھا تو وہاں موجود لوگوں نے بتایا کہ آنحضور ﷺ تو تشریف لے جا چکے ہیں اور آپ اس طرف تشریف لے گئے۔ چنانچہ میں آنحضور ﷺ کے متعلق پوچھتا ہوا آپ کے پیچھے پیچھے نکلا اور آخر میں نے دیکھا کہ آپ (قباء کے قریب ایک باغ) بئر اریس میں داخل ہو رہے ہیں۔ میں دروازے پر بیٹھ گیا اور اس کا دروازہ کھجور کی شاخوں سے بنا ہوا تھا۔ جب حضور اکرم ﷺ قضاء حاجت کر چکے اور وضو بھی کر لیا تو میں آپ ﷺ کے پاس گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ بئر اریس (اس باغ کے کنویں) کے منہ پر بیٹھے ہوئے تھے، اپنی پنڈلیاں آپ نے کھول رکھی تھیں اور کنوئیں میں پاؤں لٹکائے ہوئے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا اور پھر واپس آ کر باغ کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے سوچا کہ آج میں رسول اللہ ﷺ کا دربان رہوں گا پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور دروازہ کھولنا چاہا تو میں نے پوچھا کہ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ ابوبکر! میں نے کہا تھوڑی دیر ٹھہر جائیے۔ پھر میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ ابوبکرؓ دروازے پر موجود ہیں اور آپ سے اجازت چاہتے ہیں (اندر آنے کی) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی! میں دروازہ پر آیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اندر تشریف لے جائیے اور رسول اللہ ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر داخل ہوئے اور اسی کنویں کے منہ پر حضور اکرم ﷺ کی داہنی طرف بیٹھ گئے اور اپنے دونوں پاؤں کنوئیں میں لٹکا لئے جس طرح حضور اکرم ﷺ لٹکائے ہوئے تھے اور اپنی پنڈلیوں کو بھی کھول لیا تھا پھر میں واپس آ کر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ میں آتے وقت اپنے بھائی کو وضو کرتا ہوا چھوڑ آیا تھا۔ وہ میرے ساتھ آنے والے تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ کاش اللہ تعالیٰ فلاں کو خبر دے دیتا ان کی مراد اپنے بھائی سے تھی اور انہیں یہاں کسی طرح پہنچا دیتا۔ اتنے میں کسی صاحب نے دروازہ پر دستک دی۔ میں نے پوچھا کون صاحب ہیں؟ کہا کہ عمر بن خطاب۔ میں نے کہا کہ تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر جائیے۔ چنانچہ میں حضور اکرم ﷺ کی

رجعتُ فجلستُ فَقُلْتُ اِنْ یُرِدِاللّٰہُ بفلان خیرًا یاتِ به فجاء انسانٌ یُحَرِّكُ البابَ فقلتُ مَنْ ھذا فقال عثمانُ بن عفان فقلتُ علی رِسْلِكَ فجئتُ الی رسولِ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فاخبرتُه فقال ائْذَنْ له وبَشِّرْہُ بالجنةِ عَلٰی بَلْوَی تُصِیْبُه، فَجئتُه، فقلتُ له اُدْخُلْ وَبَشَّرَكَ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بالجنةِ علی بلْوٰی تَصیبُكَ فدخل فوجد القُفَّ قَدْ مُلِیئَ فَجَلَسَ وُجَاھَه، مِنَ الشِّقِّ الْاٰخر۔

خدمت میں حاضر ہوا اور سلام کے بعد عرض کیا کہ عمرؓ بن خطاب دروازے پر کھڑے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور جنت کی بشارت بھی پہنچا دو۔ میں واپس آیا اور کہا کہ اندر تشریف لے جائیے اور آپ کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے آپ بھی داخل ہوئے اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ اسی من پر بائیں طرف بیٹھ گئے اور اپنے پاؤں کنوئیں میں لٹکا لئے۔ میں پھر دروازہ پر آ کر بیٹھ گیا۔ اور سوچتا رہا کہ کاش اللہ تعالیٰ فلاں (آپ کے بھائی) کے ساتھ خیر چاہتے اور انہیں یہاں پہنچا دیتے۔ اتنے میں ایک صاحب آئے اور دروازے پر دستک دی۔ میں نے پوچھا، کون صاحب ہیں؟ بولے کہ عثمان بن عفان میں نے کہا تھوڑی دیر کے لئے توقف کیجئے۔ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو ان کی آمد کی اطلاع دی۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں اجازت دے دو اور ایک مصیبت پر جو انہیں پہنچے گی جنت کی بشارت پہنچا دو۔ میں دروازے پر آیا اور ان سے کہا کہ اندر تشریف لے جائیے حضور اکرم ﷺ نے آپ کو جنت کی بشارت دی ہے، ایک مصیبت پر جو آپ کو پہنچے گی۔ آپ جب داخل ہوئے تو دیکھا کہ چبوترہ پر جگہ نہیں ہے۔ اس لئے آپ دوسری طرف حضور اکرم ﷺ کے سامنے بیٹھ گئے۔

(۱۴۳۳) عَنْ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰہ عَنه حَدَّثَھُم اَنَ النبیَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَعِدَ اُحُدًا وَاَبُوبَکر وَعمرُ وعثمانُ فَرَجَفَ بِھِم فَقَال اُثْبُتْ اُحُدُ فَاِنَّمَا عَلَیْكَ نَبِیٌّ وَصِدِّیْقٌ وَشَھِیْدَانِ۔

۱۴۳۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ جب نبی کریم ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر اُحد پہاڑ پر چڑھے تو احد پہاڑ کانپ اٹھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، احد! قرار پکڑ کہ تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید ہیں۔

(۱۴۳۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہ عَنْھُمَا قَالَ اِنِّیْ لَوَاقِفٌ فِی قَوْمٍ فَدَعَوُا اللّٰہَ لعمرَ بنِ عُمَر الخَطَّاب وقد وُضِعَ علی سریرہ اذا رجلٌ مِنْ خَلْفِیْ قد وضع مِرْفَقَهٗ علی مَنْکِبِیْ یقول رحمكَ ان کنتُ لَاَرْجُوْ اَنْ یجعلكَ اللّٰہُ مع صاحِبَیْكَ لِاَنِّیْ کثیرًا مما کنتُ اَسْمَعُ رسُوْلَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یقول کنتُ وابوبکر وعمرُ وفَعلتُ ابوبکر وعمر فان کنت لَاَرْجُوْ اَنْ یجعلكَ اللّٰہُ معھما فالتفتُّ فاذا ھو علیُّ بن ابی طالب۔

۱۴۳۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں کچھ لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا جو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لئے دعائیں کر رہے تھے، اس وقت آپ کا جنازہ تابوت پر رکھا ہوا تھا اتنے میں ایک صاحب نے میرے پیچھے سے آ کر میرے شانوں پر اپنی کہنیاں رکھ دیں اور (عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے) کہنے لگے اللہ آپ پر رحم کرے۔ مجھے تو یہی توقع تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (حضور اکرم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ (دفن) کرے گا۔ میں اکثر رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے سنا کرتا تھا۔ کہ ''میں، ابوبکر اور عمر تھے۔'' ''میں نے اور ابوبکر اور عمر نے یہ کام کیا۔'' ''میں اور ابوبکر اور عمر گئے۔'' اس لئے مجھے تو

یہی توقع تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو انہیں دونوں حضرات کے ساتھ رکھے گا۔ میں نے مڑ کر جو دیکھا تو آپ علی رضی اللہ عنہ تھے۔

باب ۱۰۴۴. مناقب عمرَ بن الخطاب ابی حفصٍ القرشی الْعَدَوِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

باب ۱۰۴۴۔ ابوحفص حضرت عمر بن خطاب قرشی عدوی رضی اللہ عنہ کے مناقب۔

(۱۴۳۵)عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ قَالَ النبیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَاَیْتُنِی دَخَلْتُ الْجَنَّۃَ فَاِذَا اَنَا بِالرُّمَیْصَاءِ اِمْرَأَۃِ اَبِی طَلْحَۃَ وَسَمِعْتُ خَشَفَۃً فَقُلْتُ مَنْ ھٰذَا فَقَالَ ھٰذا بِلَالٌ وَرَاَیْتُ قَصْرًا بِفِنَائِہٖ جَارِیَۃٌ فَقُلْتُ لِمَنْ ھٰذَا فَقَالَ لِعُمَرَ فَأَرَدْتُ اَنْ اَدْخُلَہٗ فَاَنْظُرُ اِلَیْہِ فَذَکَرْتُ غَیْرَتَکَ فَقَالَ عُمَرُ بِاُمِّیْ وَاَبِیْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَعَلَیْکَ اَغَارُ۔

۱۴۳۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میں (خواب میں) (جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیصاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کے چاپ کی آواز سنی تو میں نے پوچھا، یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا بلال رضی اللہ عنہ۔ اور میں نے ایک محل دیکھا، اس کے سامنے ایک عورت تھی۔ میں نے پوچھا، یہ کس کا محل ہے؟ تو بتایا گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا، میرے دل میں آیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں، لیکن مجھے عمرؓ کی غیرت یاد آئی (اوراس لئے اندر داخل نہیں ہوا، اس پر عمرؓ نے عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ کیا میں آپ سے بھی غیرت کروں گا۔ یارسول اللہ!

(۱۴۳۶)عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہ عَنہ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النبیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عن السَّاعَۃِ فقال متی الساعۃُ قال وماذَا اَعْدَدْتَ لَھَا قَالَ لَاشیْءَ الا اَنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُولَہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فقال اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قالَ انسٌ فما فَرِحْنَا بِشيءٍ فَرَحْنَا بقولِ النبیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ انسٌ فَاَنَا اُحِبُّ النبیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبابکرو عمرُ وَ اَرْجُو ان اَکُوْنَ معھم بِحُبِّیْ اِیَّاھُم واِنْ لَمْ اَعْمَلْ بمثلِ اَعمالِھم۔

۱۴۳۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک صاحب نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے متعلق پوچھا کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ اس پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اور تم نے قیامت کے لئے تیاری کیا کی ہے؟ انہوں نے عرض کی کچھ بھی نہیں سوا اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تمہارا حشر بھی انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے تمہیں محبت ہے۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہمیں کبھی اتنی خوشی کسی بات سے بھی نہیں ہوئی ہوگی جتنی آپ کے اس ارشاد سے ہوئی کہ ''تمہارا حشر انہیں کے ساتھ ہوگا جن سے تمہیں محبت ہے۔'' انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کے اور ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور ان سے اپنی اس محبت کی وجہ سے امیدوار ہوں کہ میرا حشر انہیں حضرات کے ساتھ ہوگا۔ اگرچہ میرے عمل ان کے جیسے نہیں ہیں۔

(۱۴۳۷)عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) قَالَ قَالَ النبیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ کَانَ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ مِنْ بَنِی اسْرَائِیْلَ رِجَالٌ یُکَلَّمُوْنَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَکُوْنُوا اَنْبِیَاءَ فَاِنْ یَکُنْ مِنْ اُمَّتِیْ منھم اَحَدٌ فَعُمَرُ۔

۱۴۳۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم سے پہلی بنی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اس کے باوجود، (فرشتوں کے ذریعہ) ان سے کلام ہوا کرتا تھا۔ اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے تو وہ

عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

باب ۱۰۴۵ . مناقب عثمانَ بن عفان ابی عَمْرٍو القرشی ﷺ

(۱۴۳۸) عَنِ بْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) اَنَّه جَاءَه رَجُلٌ مَنْ اَهْلِ مِصر فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ اَنَّ عثمانَ فَرَّ يَوْمَ اُحُدٍ قال نعم فقال تَعْلَمُ اَنَّه' تَغَيَّبَ عن بدرٍ ولم يَشْهَدْ قال نعم قال تَعْلَمُ اَنَّه' تَغَيَّبَ عن بيعةِ الرضوان فلم يَشْهَدْهَا قال نعم قال اللّٰهُ اَكْبَرُ قال ابنُ عُمَرَ تَعَالَ اُبَيِّنْ لَكَ اَمَّا فِرَارُه' يَوْمَ اُحُدٍ فَاَشْهَدُ اَنَّ اللّٰهَ عَفَا عَنْهُ وَغَفَرَلَه' واما تَغَيُّبُه' عن بدرٍ فانه كانتْ تَحْتَه' بنتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وكانتْ مريضةً فقال له رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لَكَ اَجْرَ رَجُلٍ مِمَّنْ شَهِدَ بدرًا وسَهْمَه واَمَّا تَغَيُّبُه' عن بيعةِ الرضوان فَلَوْ كَانَ اَحَدٌ اَعَزَّ ببطنِ مكةَ من عثمانَ لَبَعَثَه' مكانَه' فَبَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عثمانَ وكانتْ بيعةُ الرضوان بعدَ ماذَهَبَ عُثْمَانُ الى مكةَ فقال رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذِهٖ يَدُ عثمانَ فَضَرَبَ بِهَا على يَدِهٖ فقال هٰذِهٖ لِعُثْمَانَ فقال له ابن عمرَ اِذْهَبْ بها الآنَ مَعَكَ۔

باب ۲۰۴۵۔ ابوعمرو عثمان بن عفان القرشی رضی اللہ عنہ کے مناقب

۱۴۳۸۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ان کے پاس اہل مصر میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ اے ابن عمر! میں آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں، امید ہے کہ آپ مجھے بتائیں گے، کیا آپ کو معلوم ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے احد کی لڑائی سے راہ فرار اختیار کی تھی؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہاں ایسا ہوا تھا، پھر انہوں نے پوچھا کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بدر کی لڑائی میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ جواب دیا کہ ہاں، ایسا ہوا تھا، انہوں نے پوچھا، کیا آپ کو معلوم ہے کہ وہ بیعت رضوان میں بھی شریک نہیں ہوئے تھے جواب دیا کہ ہاں یہ بھی صحیح ہے۔ یہ سن کر ان کی زبان سے نکلا، اللہ اکبر! تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قریب آجاؤ، میں تمہیں ان واقعات کی تفصیل سمجھاؤں گا۔ احد کی لڑائی سے فرار کے متعلق میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ بدر کی لڑائی میں عدم شرکت کا واقعہ یہ ہے کہ ان کے نکاح میں نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی تھیں اور اس وقت بیمار تھیں اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا (لڑائی میں عدم شرکت کی اجازت دیتے ہوئے) کہ تمہیں اتنا ہی اجر و ثواب ملے گا جتنا اس شخص کو جو بدر کی لڑائی میں شریک ہوگا اور اسی کے مطابق مال غنیمت سے حصہ بھی! اور بیعت رضوان میں عدم شرکت کا واقعہ یہ ہے کہ اس موقعہ پر وادی مکہ میں کوئی بھی شخص (مسلمانوں کی طرف کا) عثمان رضی اللہ عنہ سے زیادہ ہردلعزیز اور بااثر ہوتا تو حضور اکرم ﷺ اسی کو آپ کی جگہ وہاں بھیجتے، یہی وجہ ہوئی تھی کہ آنحضور ﷺ نے انہیں مکہ بھیج دیا تھا (تاکہ قریش کو یہ باور کرایا جاسکے کہ آنحضور ﷺ صرف عمرہ کی غرض سے آئے ہیں، لڑائی ہرگز مقصود نہیں) اور جب بیعت رضوان ہو رہی تھی تو عثمان رضی اللہ عنہ مکہ جا چکے تھے۔ اس موقعہ پر حضور اکرم ﷺ نے اپنے داہنے ہاتھ کو اٹھا کر فرمایا تھا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور پھر اسے اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا تھا کہ یہ بیعت عثمان کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کرنے والے شخص سے فرمایا کہ جاؤ ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھنا (تاکہ عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف کوئی جذبہ نہ پیدا ہو۔)

باب ۱۰۴۶ . مناقب علي بن ابی طَالِب القرشي الهَاشِمِي ابی الحسن رَضِيَ اللّٰه عَنهُ

(۱۴۳۹)عَنْ عَلِيٍّ(رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا شَكَتْ مَاتَلْقٰى من اثرالرحى فَاُتِيَ النبيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سبيٌ فانْطَلَقَتْ فَلَمْ تَجِدْهُ فَوَجَدَتْ عَائِشَةَ فاخبرتُها فلمّا جَاء النبيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخبرته عائشةُ بمجيء فاطمةَ فجاء النبيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْنَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَهَبْتُ لِاَقُوْمَ فَقَالَ عَلٰى مَكَانِكُمَا فَقَعَدَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بردَ قَدَمَيْهِ على صَدْرِيْ وَقَالَ اَلَا اُعَلِّمُكُمَا خَيْرًا مِمَّا سَاَلْتُمَانِيْ اِذَا اَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا تُكَبِّرَا اَرْبَعًا وَثَلٰثِيْنَ وَسَبِّحَا ثَلٰثًا وَثَلٰثِيْنَ وَتَحْمَدَا ثَلٰثَةً وَثَلٰثِيْنَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ۔

باب ۱۰۴۶۔ ابوالحسن حضرت علی بن ابی طالب القرشی الہاشمی رضی اللہ عنہ کے مناقب

۱۴۳۹۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فاطمہؓ نے (نبی کریم ﷺ سے) چکی پینے کی تکلیف کی شکایت کی۔ اس کے بعد آنحضور ﷺ کے یہاں کچھ قیدی آئے تو فاطمہؓ آپ ﷺ کے یہاں آئیں لیکن آپ ﷺ موجود نہیں تھے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کی ملاقات ہوئی تو ان سے اس کے متعلق انہوں نے بات کی پھر جب آنحضور ﷺ تشریف لائے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے فاطمہؓ کے آنے کی اطلاع دی۔ اس پر آنحضور ﷺ خود ہمارے یہاں تشریف لائے، اس وقت ہم اپنے بستروں پر لیٹ چکے تھے۔ میں نے چاہا کہ کھڑا ہو جاؤں، لیکن آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں ہی لیٹے رہو۔ اس کے بعد آپ ﷺ ہم دونوں کے درمیان میں بیٹھ گئے اور میں نے آپ کے قدموں کی ٹھنڈا اپنے سینے پر محسوس کی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، تم لوگوں نے جو مطالبہ مجھ سے کیا ہے، کیا میں تمہیں اس سے بہتر بات نہ بتاؤں، جب سونے کے لئے بستر پر لیٹو تو چونتیس مرتبہ اللہ اکبر، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس مرتبہ الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے کسی خادم سے بہتر ہے۔

باب ۱۰۴۷ . مناقب قرابة رسولِ اللّٰه ﷺ ومَنْقَبَة

(۱۴۴۰)عَنِ المِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ)اَن رسول اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال فاطمةُ بَضْعَةٌ مِنِّيْ فَمَنْ اَغْضَبَهَا اَغْضَبَنِيْ۔

باب ۱۰۴۷۔ رسول اللہ ﷺ کے رشتہ داروں کے مناقب

۱۴۴۰۔ حضرت مسور بن مخرمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، فاطمہؓ میرے جسم کا ایک ٹکڑا ہے۔ اس لئے جس نے اسے ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا۔

(۱۴۴۱)عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قالَتْ دعا النبيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فاطمةَ ابنته فی شَكْوَاه الذی قُبِضَ فِيْهَا فسارّها بشيءٍ فَبَكَتْ ثم دَعَاهَا فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ قالتْ فسالتُها عن ذٰلِكَ فقالتْ سارَّنِي النبيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فاخبرني انه يُقْبَضُ فی وَجَعِهِ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فيه فبكيتُ ثم سَارَّنِيْ فَاَخْبَرَنِيْ اَنِّيْ اولُ اهلِ بيته اَتْبَعُه‘ فَضَحِكْتُ۔

۱۴۴۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے مرض کے موقعہ پر بلایا جس میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی تھی۔ پھر آہستہ سے کوئی بات کہی تو آپ رونے لگیں۔ پھر آنحضور ﷺ نے انہیں بلایا اور آہستہ سے کوئی بات کہی تو آپ ہنسنے لگیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر میں نے آپ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے بتایا کہ پہلے جب مجھ سے آنحضور ﷺ نے آہستہ سے یہ کہا تھا کہ آنحضور ﷺ اپنی اس بیماری میں وفات پا جائیں گے جس میں آپ کی وفات ہوئی۔ میں اس پر رونے لگی۔ پھر مجھ سے آنحضور ﷺ نے آہستہ سے فرمایا کہ آپ کے اہل بیت میں سب سے پہلے میں آپ ﷺ سے جاملوں گی۔ اس پر میں ہنسی تھی۔

باب۱۰۴۸. مناقب الزبیر بن العوامؓ

(۱٤٤۲)عَنْ عَبْدِاللّٰہ بُنِ الزُّبَیر(رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) قَالَ كُنْتُ یومَ الاَحزابِ جُعِلْتُ اَنَا وعُمَرُ بنُ ابی سلمۃَ فی النِّسَاءِ فنظرتُ فاذا اَنَا بالزبیرِ علی فَرَسِہٖ یَخْتَلِفُ اِلَی بَنِی قریظۃَ مَرَّتَینِ او ثَلَاثًا فلما رَجَعْتُ قلتُ یاابتِ رَاَیْتُكَ تَخْتَلِفُ قال اوهل رَاَیْتَنِیْ یَابُنَیَّ قلتُ نعم قال كان رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قال مَنْ یَاْتِ بَنِیْ قُرَیْظَۃَ فَیَاْتِیْنِیْ بِخَبَرِهِمْ فانطلقتُ فلما رجعتُ جَمَعَ لِیْ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم اَبَوَیْہِ فقال فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ ۔

باب ۱۰۴۸۔ زبیر بن عوامؓ کے مناقب

۱۴۴۲۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جنگ احزاب کے موقعہ پر مجھے اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کو عورتوں میں چھوڑ دیا گیا تھا (کیونکہ دونوں حضرات بچے تھے) میں نے اچانک دیکھا کہ زبیر رضی اللہ عنہ (آپ کے والد) اپنے گھوڑے پر سوار بنی قریظہ (یہودیوں کا ایک قبیلہ) کی طرف آ جا رہے ہیں، دو یا تین مرتبہ ایسا ہوا۔ پھر جب وہاں سے واپس آیا تو میں نے عرض کی، والد صاحب! میں نے آپ کو کئی مرتبہ آتے جاتے دیکھا، آپ نے فرمایا، بیٹے! کیا واقعی تم نے بھی دیکھا تھا؟ میں نے عرض کی جی ہاں! آپ نے فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ کون ہے جو بنو قریظہ کی طرف جا کر ان کی (نقل و حرکت کے متعلق) اطلاع میرے پاس لا سکتا ہے؟ اس پر میں گیا اور جب میں واپس آیا تو آنحضور ﷺ نے (فرط مسرت میں) اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

باب۱۰۴۹. ذکرِ طلحۃَ بن عُبَیْدِاللّٰہؓ

(۱٤٤۳)عَنْ اَبِیْ عُثْمَانَ(رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) قَالَ لم یَبْقَ مع النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فی بعضِ تلك الایامِ الَّتِیْ قَاتَلَ فِیهِنَّ رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غیرُ طلحۃَ وسعدٍ عن حدیثهما ۔

عن قیسِ بن ابی حازم قال رایتُ یَدَ طلحۃَ الَّتِیْ وَقٰی بِهَا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قد شَلَّتْ۔

باب ۱۰۴۹۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ کا تذکرہ

۱۴۴۳۔ حضرت ابو عثمان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعض ان جنگوں میں جن میں رسول اللہ ﷺ خود شریک ہوئے تھے (احد کی جنگ) طلحہ اور سعد رضی اللہ عنہما کے سوا اور کوئی باقی نہیں رہا تھا۔

حضرت قیس بن ابی حازمؒ نے بیان کیا کہ میں نے طلحہ رضی اللہ عنہ کا وہ ہاتھ دیکھا ہے جس سے آپ نے رسول اللہ ﷺ کی (جنگ احد میں) حفاظت کی تھی کہ بالکل بیکار ہو چکا تھا۔

باب۱۰۵۰. مناقبِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاص الزهریؓ

(۱٤٤٤)عَنْ سَعْد(رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) یَقُولُ جَمَعَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبَوَیْہِ یَوْمَ اُحُدٍ۔

باب ۱۰۵۰ سعد بن ابی وقاص الزہریؓ کے مناقب

۱۴۴۴۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ جنگ احد کے موقعہ پر میرے لئے نبی کریم ﷺ نے اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کیا (اور فرمایا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔)

باب۱۰۵۱. ذکرِ اَصْهارِ النبیِّ ﷺ
منهم ابو العاص بن الرّبیعؓ

(۱٤٤٥)عَنِ الْمِسْوَرَ بنَ مخرمَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) قَالَ اِنَّ عَلِیًّا خَطَبَ بِنْتَ ابی جهلٍ فسمعتْ بذلك فاطمۃُ فَاَتَتْ رسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فقالتْ یَزْعُمُ قَوْمُكَ اَنَّكَ لَاتَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهٰذَا عَلِیٌّ نَاكِحٌ

باب ۱۰۵۱۔ نبی کریم ﷺ کے داماد
ابو العاصؓ بن ربیع بھی آپ ﷺ کے داماد تھے

۱۴۴۵۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی لڑکی کو (جو مسلمان تھیں) پیغام نکاح دیا، اس کی اطلاع جب فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ہوئی تو آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کی کہ آپ کی قوم کا خیال ہے کہ آپ کو اپنی بیٹیوں کی خاطر (جب

بِنتَ اَبِیْ جَهلٍ فقام رسولُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فسمعته حین تَشَهَّدَ یقول اَمَّا بَعْدُ انکحتُ اَبَاالْعَاصِ بْنَ الرَّبِیعِ فَحَدَّثَنِیْ وَصَدَقَنِیْ وَاِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِّنِّی وَاِنِّیْ اَکْرَهُ اَنْ یَسُوْءَ هَا وَاللّٰهِ لَاتَجْتَمِعُ بنت رسول اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وبِنْتُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَتَرَكَ علیّ الخِطْبَةَ۔

انہیں کوئی تکلیف دی) کسی پر غصہ نہیں آتا، اب دیکھئے یہ علی (رضی اللہ عنہ) ابوجہل کی بیٹیوں سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے صحابہؓ کو خطاب فرمایا، میں نے آپ کو کلمۂ شہادت پڑھتے سنا، پھر آپ نے فرمایا، امابعد! میں نے ابوالعاص بن ربیع سے (زینب رضی اللہ عنہا کی حضور اکرم ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی) شادی کی تو انہوں نے جو بات بھی کہی اس میں وہ سچے اترے، اور بلاشبہ فاطمہؓ بھی میرے (جسم کا) ایک ٹکڑا ہے اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی بھی اسے تکلیف دے، خدا کی قسم! رسول اللہ کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک شخص کے پاس جمع نہیں ہوسکتیں چنانچہ علی رضی اللہ عنہ نے شادی کا ارادہ ترک کردیا۔

عَنْ مِسْوَرٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) سمعتُ النبیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وذکر صِهْرًا له من بنی عَبد شَمْس فَاَثْنٰی عَلَیْهِ فِی مُصَاهَرَتِهٖ ایاه فَاَحْسَنَ قَالَ حَدَّثَنِیْ فَصَدَقَنِیْ وَوَعَدَنِیْ فَوَفٰی لِیْ۔

حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے بنی عبد شمس کے اپنے ایک داماد کا ذکر کیا اور حقوق دامادی کی ادائیگی میں ان کی وقیع الفاظ میں تعریف فرمائی اور پھر فرمایا کہ انہوں نے مجھ سے جو بات بھی کہی سچی کہی اور جو وعدہ بھی کیا پورا کر دکھایا۔

باب ۱۰۵۲. مناقب زید بن حارثة مولی النبیّ ﷺ

باب ۱۰۵۲۔ نبی کریم ﷺ کے مولیٰ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے مناقب

(۱۴۴۶) عَنْ عَبْدِاللّٰه بْنِ عُمَر رَضِیَ اللّٰه عَنْهُمَا قَالَ بَعَثَ النبیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا وَاَمَّرَ عَلَیْهِمْ اُسَامَةَ بنَ زید فَطَعَنَ بعضُ الناسِ فی اِمَارَتِهٖ فقال النبیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ ان تَطْعَنُوْا فِیْ اِمَارَتِهٖ فَقَدْ کُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِیْ اِمَارَةِ اَبِیْهِ مِنْ قَبْلُ وَاَیْمُ اللّٰهِ اِنْ کَانَ لَخَلِیْقًا لِلْاِمَارَةِ وَاِنْ کَانَ لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ وَاِنَّ هٰذَا لَمِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَیَّ بَعْدَهٗ۔

۱۴۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہم بھیجی اور اس کا امیر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بنایا۔ ان کے امیر بنائے جانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا اگر آج تم اس کے امیر بنائے جانے پر اعتراض کر رہے ہو تو اس سے پہلے اس کے باپ کے امیر بنائے جانے پر بھی تم نے اعتراض کیا تھا اور خدا گواہ ہے کہ وہ (زید رضی اللہ عنہ امارت کے مستحق تھے اور مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے۔ اور یہ (اسامہ رضی اللہ عنہ) اب ان کے بعد مجھے سب سے زیادہ عزیز ہے۔

باب ۱۰۵۳. ذکر اسامة بن زید رضی اللہ عنہ

باب ۱۰۵۳۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا ذکر

(۱۴۴۷) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰه عَنْهَا اَنَّ امرأةً من بنی مَخْزُوْم سَرَقَتْ فقالوا من یُکَلِّمُ فیها النبیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فلم یجترئ اَحدٌ ان یُکَلِّمه فَکَلَّمَه اسامةُ بْنُ زیدٍ فقال اِنَّ بَنِیْ اِسْرائِیْلَ کَانَ اِذَا سَرَقَ فِیْهِمُ الشَّرِیْفُ تَرَکُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ الضَّعِیْفُ قَطَعُوْهُ لَوْ کَانَتْ فَاطِمَةُ لَقَطَعْتُ یَدَهَا۔

۱۴۴۷۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ بنی مخزوم کی ایک عورت نے چوری کرلی تھی قریش نے یہ سوال اٹھایا (اپنی مجلس میں) کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس عورت کی سفارش کون لے جاسکتا ہے؟ کوئی اس کی جرأت نہیں کرسکتا تھا۔ آخر اسامہ بن زیدؓ نے سفارش کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں یہ دستور بن گیا تھا کہ جب کوئی شریف چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے، لیکن اگر کوئی معمولی درجے کا آدمی چوری کرتا تو اس کا ہاتھ کاٹتے اگر آج فاطمہ نے چوری کی ہوتی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹتا۔

(١٤٤٨)عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْد رَضِىَ اللّٰه عَنهُمَا حَدَّثَ عَنِ النبىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انه كان ياخُذُه' وَالْحَسَنَ فيقول اَللّٰهُمَّ اَحِبَّهُمَا فَاِنِّىْ اُحِبُّهُمَا۔

۱۴۴۸۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ انہیں اور حسن کو (رضی اللہ عنہما) پکڑ لیتے تھے اور فرماتے تھے، اے اللہ! آپ انہیں اپنا محبوب بنالیجئے کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں۔

باب ۱۰۵۴ . مناقبِ عبدِاللّٰه بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

باب ۱۰۵۴۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے مناقب

(١٤٤٩)عَنْ حَفْصَةَ(رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا) اَنَّ النبىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ لَهَا اِنَّ عَبْدَاللّٰهِ رَجُلٌ صَالِحٌ۔

۱۴۴۹۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا تھا، کہ عبداللہ مرد صالح ہے۔

باب ۱۰۵۵ .مَنَاقب عمار وحذيفةَ رضى اللّٰهُ عَنهُما

باب ۱۰۵۵۔عمار اور حذیفہ رضی اللہ عنہما کے مناقب

(١٤٥٠)عَنْ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ ذَهَبَ علقمةُ الى الشامِ فلما دَخَلَ المَسْجِدَ قالَ اللهم يَسِّرلِىْ جليساً صالحًا فَجَلَسَ الى ابى الدرداءِ فقال ابوالدرداءِ ممن اَنْتَ قَالَ مِنْ اهلِ الكوفةِ قَالَ اَلَيْسَ فيكم اومنكم صاحبُ السِّرِّالَّذِىْ لايَعْلَمُه' غَيْرُه' يعنى حذيفةَ قال قُلْتُ بلٰى قال اَلَيْسَ فيكم اومنكم الذى اَجَارَه اللّٰهُ على لسانِ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم يعنى من الشيطانِ يعنى عمارًا قلت بلى قَالَ اَلَيْسَ فِيْكُم اومنكم صاحبُ السواكِ اوالسِّرَارِ قال بلٰى قال كيف كان عبدُاللّٰه يقراءُ وَاللَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى والنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰى قلتُ والذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى قَالَ مَازالَ بِىْ هٰؤُلَاءِ حتّٰى كَادَوا يَسْتَنْزِلُوْنِىْ عَنْ شَئٍ سمعتُهٗ من رَسُوْلِ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۴۵۰۔حضرت ابراہیمؒ نے بیان کیا کہ حضرت علقمہؒ شام تشریف لے گئے اور مسجد میں جاکر یہ دعا کی اے اللہ! مجھے ایک صالح ہم نشین عطا فرمائیے چنانچہ آپ کو ابو درداء رضی اللہ عنہ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا آپ کا تعلق کہاں سے ہے؟ عرض کی کہ کوفہ سے، اس پر آپ نے فرمایا کیا تمہارے یہاں نبی کریم ﷺ کے راز دار نہیں ہیں کہ جنہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ آپ کی مراد ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ سے تھی۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی، جی ہاں موجود ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا، کیا تم میں وہ شخص نہیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبانی شیطان سے اپنی پناہ دی تھی، آپ کی مراد عمار رضی اللہ عنہ سے تھی۔ میں نے عرض کی کہ جی ہاں وہ بھی موجود ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں مسواک والے اور تکیہ والے نہیں ہیں۔ میں نے عرض کیا، جی ہاں وہ بھی موجود ہیں۔ اس کے بعد آپ نے دریافت فرمایا کہ عبداللہ بن مسعودؓ آیت "واللیل اذا یغشیٰ والنھار اذا تجلی" کی قرأت کس طرح کرتے تھے؟ میں نے کہا کہ آپ (ماخلق کے حذف کے ساتھ) "الذکر والانثیٰ" پڑھا کرتے تھے اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ شام والے ہمیشہ اس کوشش میں رہے کہ جس طرح میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا (اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے، جیسا کہ ابن مسعودؓ کی روایت سے بھی اس کی توثیق ہوئی) اس سے مجھے ہٹادیں۔

باب ۱۰۵۶ . مَنَاقِبُ ابى عبيدةَ بنِ الجراح رضی اللہ عنہ

باب ۱۰۵۶۔ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کے مناقب

(١٤٥١)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِك (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قال اِنَّ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنًا وَاِنَّ اَمِيْنَنَا اَيَّتُهَا الْاُمَّةُ اَبُوعبيدَةَ بْنُ الجَرَّاحِ۔

۱۴۵۱۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر امت میں امین ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن جراح ہیں (رضی اللہ عنہ)

باب۱۰۵۷. مَنَاقِبُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

(۱۴۵۲)عَنِ البراءَ رضى اللّٰه عَنْهُ قال رَأَيْتُ النبيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ والحَسَنُ عَلى عاتِقِهِ يقول اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُحِبُّهُ، فَاَحِبَّهُ۔

باب ۱۰۵۷۔ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کے مناقب

۱۴۵۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، حسنؓ آپ کے شانہ مبارک پر تھے اور آپ یہ فرما رہے تھے کہ اے اللہ! مجھے اس سے محبت ہے آپ بھی اس سے محبت رکھئے۔

(۱۴۵۳)عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ)قال لم يكن اَحَدٌ اَشْبَهَ بالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ۔

۱۴۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے زیادہ اور کوئی شخص نبی کریم ﷺ سے مشابہ نہیں تھا۔

(۱۴۵۴)عَنْ عَبْدِاللّٰه بْنَ عَمرٍو (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُمَا) سَاَلَه، عن المُحْرِمِ يَقْتُلُ الذُّبَابَ فقال اَهْلُ العِراق يَسْأَلُونَ عن قَتْلِ الذُّبَابِ وقد قتلوا ابنَ ابنةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وقال النبيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمَا رِيحَا نَتَایَ مِنَ الدُّنْيَا۔

۱۴۵۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے کسی نے محرم کے بارے میں پوچھا تھا شعبہ نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ اگر کوئی شخص (احرام کی حالت میں) مکھی مار دے (تو اسے کیا کفارہ دینا پڑے گا؟) اس پر عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا عراق کے لوگ مکھی کے بارے میں سوال کرتے ہیں، جب کہ یہی لوگ رسول اللہ ﷺ کے نواسے کو قتل کر چکے ہیں، جن کے بارے میں آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ دونوں حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما) دنیا میں میرے لئے دو پھول ہیں۔

باب۱۰۵۸. ذِكر ابنِ عَبَّاسٍ رضِيَ اللّٰه عَنْهُمَا

(۱۴۵۵)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالىٰ عَنْهُما) قَالَ ضَمَّنِي النبيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الى صَدْرِهِ وقال اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الحِكْمَةَ۔

باب ۱۰۵۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تذکرہ

۱۴۵۵۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا، اے اللہ! اسے حکمت کا علم عطا فرمایئے۔

باب۱۰۵۹. مَنَاقِبُ خالدِ بنِ الْوَلِيْدِ رَضِيَ اللّٰه عَنْهُ

(۱۴۵۶)عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰه عَنه اَنَّ النبيَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَى زَيْدًا و جَعْفَراً وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلناسِ قبل ان ياتِيَهُمْ خَبَرُهم فَقَالَ اَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَاُصِيبَ ثُمَّ اَخَذَ جَعْفَرٌ فَاُصِيبَ ثُمَّ اَخذَا ابْنُ رَوَاحَةَ فَاُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَان حَتّٰى اَخذَهَا سَيْفٌ مِنْ سُيُوْفِ اللّٰهِ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔

باب ۱۰۵۹۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مناقب

۱۴۵۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے کسی اطلاع کے پہنچنے سے پہلے زید، جعفر اور ابن رواحہ رضوان اللہ علیہم کی شہادت کی خبر صحابہ کو سنا دی تھی، آپ نے فرمایا کہ اب اسلامی علم کو زید رضی اللہ عنہ لئے ہوئے ہیں اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ اب جعفر رضی اللہ عنہ نے علم اٹھالیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے اب ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے علم اٹھالیا ہے اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔ حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید رضی اللہ عنہ) نے اٹھالیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی قیادت میں مسلمانوں کو فتح عنایت فرمائی۔

باب۱۰۶۰. مناقب سالمٍ مولى ابى حذيفة رضی اللہ عنہ

(۱۴۵۷)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما)

باب ۱۰۶۰۔ ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے مولا سالم رضی اللہ عنہ کے مناقب

۱۴۵۷۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے رسول

فقال سَمِعْتُ رسولَ اللّٰه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يقول اِسْتَقْرِءُوا الْقُرْآنَ مِنْ اَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِاللّٰهِ بن مسعود فَبَدَأَ بِهٖ وَسَالِمٍ مولى ابى حُذَيفة وَاُبَيِّ بن كَعْبٍ وَمُعَاذِ بنِ جَبَلٍ۔

اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے، چار اشخاص سے قرآن سیکھو، عبداللہ بن مسعود آنحضور ﷺ نے ابتداء عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی کی، اور ابوحذیفہ کے مولا سالم، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم،

باب ۱۰۶۱. فضل عَائشةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا

(۱۴۵۸) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰه عَنْهَا انها اسْتَعَارَتْ مِنْ اَسْمَاءَ قِلادَةً فَهَلَكَتْ فَارْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِنْ اَصْحَابِهٖ فِيْ طَلَبِهَا فَاَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ فَصَلُّوْا بِغَيْرِ وُضُوْءٍ فَلَمَّا اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَكَوْا ذٰلِكَ اِلَيْهِ فَنَزَلَتْ اٰيَةُ التَّيَمُّمِ۔

باب ۱۰۶۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت

۱۴۵۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ (نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ میں جانے کے لئے) آپ نے (اپنی بہن) اسماءؓ سے ایک ہار عاریۃً لے لیا تھا، اتفاق سے وہ راستے میں کہیں گم ہو گیا آنحضور ﷺ نے اسے تلاش کرنے کے لئے چند صحابہ کو بھیجا اس دوران میں نماز کا وقت ہو گیا تو ان حضرات نے بغیر وضو کے نماز پڑھ لی پھر جب آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ سے صورت حال کے متعلق عرض کی۔ اس کے بعد تیمم کی آیت نازل ہوئی۔

باب ۱۰۶۲. مَنَاقِبُ الْاَنْصَار

(۱۴۵۹) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ يَوْمُ بُعَاثَ يَوْمًا قَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدِ افْتَرَقَ مَلَؤُهُمْ وَقُتِلَتْ سَرَوَاتُهُمْ وَجُرِّحُوْا فَقَدَّمَهُ اللّٰهُ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ دُخُوْلِهِمْ فِي الْاِسْلَامِ۔

باب ۱۰۶۲۔ انصار رضوان اللہ علیہم کے مناقب

۱۴۵۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ بعاث کی جنگ کو (جو اسلام سے پہلے اوس و خزرج میں ہوئی تھی) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ سے پہلے ہی مقدر کر رکھا تھا، چنانچہ جب آنحضور تشریف لائے تو مدینہ میں انصار کی جماعت افتراق و تشتت کا شکار تھی اور ان کے سردار قتل کئے جا چکے تھے یا زخمی کئے جا چکے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس جنگ کو آنحضور ﷺ سے پہلے اس لئے مقدر کیا تھا کہ انصار کا اسلام میں داخل ہونا مشکل نہ رہے

باب ۱۰۶۳. قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ مِنَ الْاَنْصَار

(۱۴۶۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ امْرَاً مِنَ الْاَنْصَارِ۔

۴۱۶۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ ''اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار کی طرف اپنے کو منسوب کرتا

۱۴۶۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار کا ایک فرد کہلوانا پسند کرتا۔

باب ۱۰۶۴. حُبُّ الْاَنْصَار

(۱۴۶۱) عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْاَنْصَارُ لَا يُحِبُّهُمْ اِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُهُمْ اِلَّا مُنَافِقٌ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ اَحَبَّهُ اللّٰهُ وَمَنْ

باب ۱۰۶۴۔ انصار کی محبت

۱۴۶۱۔ حضرت براءؓ نے بیان فرمایا کہ نبی کریمؐ نے فرمایا انصار سے صرف مومن ہی محبت رکھ سکتا ہے اور ان سے صرف منافق ہی بغض و دشمنی رکھ سکتا ہے پس جو شخص ان سے محبت رکھے گا اس سے اللہ محبت رکھے گا اور جو ان

اَبغَضَهُم اَبغَضَهُ اللّٰهُ۔

بغض رکھے گا اللہ تعالیٰ اس سے بغض رکھے گا۔

باب ١٠٦٥ . قَولِ النَّبِيِّ ﷺ لِلاَنصَارِ اَنتُم اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ

(١٤٦٢) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ رَاَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ النِّسَاءَ وَالصِّبيَانَ مُقبِلِينَ قَالَ حَسِبتُ اَنَّه قَالَ مِن عُرسٍ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مُمثَلًا فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنتُم مِن اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ قَالَهَا ثَلَاثَ مِرَارٍ۔

عَنْ اَنَسِ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَ جَاءَتِ امرَاَةٌ مِنَ الاَنصَارِ اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَكَلَّمَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِهِ اِنَّكُم اَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ مَرَّتَينِ۔

باب ۱۰۶۵۔ انصار سے نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو

۱۴۶۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے (انصار کی) عورتوں اور بچوں کو غالباً کسی شادی سے واپس آتے ہوئے دیکھا تو آپ کھڑے ہوگئے اور تین مرتبہ فرمایا، اللہ! تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انصار کی ایک خاتون نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ساتھ ان کا ایک بچہ بھی تھا آنحضور ﷺ نے ان سے گفتگو فرمائی، پھر فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے تم لوگ مجھے سب سے زیادہ عزیز ہو دو مرتبہ آپ نے یہ جملہ ارشاد فرمایا۔

باب ١٠٦٦ . اَتبَاعِ الاَنصَارِ

(١٤٦٣) عَنْ زَيدِ بنِ اَرقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ قَالَتِ الاَنصَارُ لِكُلِّ نَبِيٍّ اَتبَاعٌ وَاِنَّا قَدِ اتَّبَعنَاكَ فَادعُ اللّٰهَ اَن يَجعَلَ اَتبَاعَنَا مِنَّا فَدَعَا بِه۔

باب ۱۰۶۶۔ انصار کے حلیف

۱۴۶۳۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انصار نے عرض کی یارسول اللہ! ہر نبی کے حلیف ہوتے ہیں اور ہم نے آپ کی اتباع کی ہے اسلئے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں ہمارے حلیفوں کو بھی ہماری ہی طرح قرار دے (کہ انہیں بھی انصار کہا جائے اور ان کے ساتھ بھی وہ مراعات کی جائیں جو ہمارے ساتھ ہوں) تو آنحضور ﷺ نے اس کی دعا فرمائی۔

باب ١٠٦٧ . فَضلِ دُورِ الاَنصَارِ

(١٤٦٤) عَنْ اَبِي حُمَيدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ خَيرَ دُورِ الاَنصَارِ دَارُ بَنِي النَّجَّارِ ثُمَّ عَبدِ الاَشهَلِ ثُمَّ دَارُ بَنِي الحَارِثِ ثُمَّ بَنِي سَاعِدَةَ وَفِي كُلِّ دُورِ الاَنصَارِ خَيرٌ فَلَحِقنَا سَعدَ بنَ عُبَادَةَ فَقَالَ اَبُو اُسَيدٍ اَلَم تَرَ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ خَيَّرَ الاَنصَارَ فَجَعَلَنَا اَخِيرًا فَاَدرَكَ سَعدُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فقال يارسول الله! خُيِّرَ دُورَ الانصار فجعلنا اخرًا فَقَالَ اَوَلَيسَ بِحَسبِكُم اَن تَكُونُوا مِنَ الخِيَارِ۔

باب ۱۰۶۷۔ انصار کے گھرانوں کی فضیلت

۱۴۶۴۔ حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انصار کا سب سے بہترین گھرانہ بنونجار کا گھرانہ ہے پھر عبدالاشہل کا، پھر بنی حارث کا، پھر بنی ساعدہ کا اور خیر انصار کے تمام گھرانوں میں ہے۔ پھر ہماری ملاقات سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو ابواسید رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا، آپ کو معلوم نہیں، حضور اکرم ﷺ نے انصار کے بہترین گھرانوں کی نشاندہی کی اور ہمیں سب سے اخیر میں رکھا چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! انصار کے سب سے بہترین خانوادوں کا بیان ہوا اور ہم سب سے اخیر میں کردیئے گئے، آنحضور ﷺ نے فرمایا، کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ تمہارا خانوادہ بھی بہترین خانوادہ ہے۔

باب۱۰۶۷ . قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ

(۱٤٦٥)عَنْ اُسَيْدِ بْنِ حُضَيْرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَنْصَارِ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَسْتَعْمِلُنِيْ كَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا قَالَ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ اَثَرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ۔

باب ۱۰۶۷۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد انصار سے کہ ”صبر سے کام لینا یہاں تک کہ تم مجھ سے حوض پر ملاقات کرو (قیامت کے دن)

۱۴۶۵۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی نے عرض کی یا رسول اللہ! فلاں شخص کی طرح مجھے بھی آپ عامل بنا دیجئے، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد (دنیاوی معاملات میں) تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی، اس لئے صبر سے کام لینا یہاں تک کہ مجھ سے حوض پر آملو۔

(۱٤٦٦)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ اِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِيْ اُثْرَةً فَاصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ وَمَوْعِدُكُمُ الْحَوْضُ۔

۱۴۶۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار سے فرمایا میرے بعد تم دیکھو گے کہ تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی اس وقت تم صبر سے کام لینا، یہاں تک کہ مجھ سے آملو، اور میری تم سے ملاقات حوض پر ہوگی۔

باب۱۰۶۸ . وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

(۱٤٦٧)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ اِلٰى نِسَائِهِ فَقُلْنَ مَا مَعَنَا اِلَّا الْمَاءُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَضُمُّ اَوْ يُضِيْفُ هٰذَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَا فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلَى امْرَأَتِهٖ فَقَالَ اَكْرِمِيْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا عِنْدَنَا اِلَّا قُوْتُ صِبْيَانِيْ فَقَالَ هَيِّئِيْ طَعَامَكِ وَاَصْبِحِيْ سِرَاجَكِ وَنَوِّمِيْ صِبْيَانَكِ اِذَا اَرَادُوْا عَشَاءً فَهَيَّأَتْ طَعَامَهَا وَاَصْبَحَتْ سِرَاجَهَا وَنَوَّمَتْ صِبْيَانَهَا ثُمَّ قَامَتْ كَاَنَّهَا تُصْلِحُ سِرَاجَهَا فَاَطْفَأَتْهُ فَجَعَلَا يُرِيَانِهٖ اَنَّهُمَا يَاْكُلَانِ فَبَاتَا طَاوِيَيْنِ فَلَمَّا اَصْبَحَ غَدَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ضَحِكَ اللّٰهُ اللَّيْلَةَ اَوْ عَجِبَ مِنْ فَعَالِكُمَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

باب ۱۰۶۸۔ اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں، اگرچہ خود فاقہ میں ہی ہوں

۱۴۶۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک صاحب (خود ابو ہریرہؓ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے انہیں ازواج مطہرات کے یہاں بھیجا (تا کہ ان کی ضیافت کریں) ازواج نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کچھ نہیں ہے اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا ان کی کون ضیافت کرے گا ایک انصاری صحابی نے عرض کی کہ میں کروں گا چنانچہ وہ اپنے گھر لے گئے اور اپنی بیوی سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے مہمان کی خاطر تواضع کرو۔ بیوی نے کہا کہ گھر میں بچوں کے کھانے کے سوا اور کوئی چیز بھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو کچھ بھی ہے اسے نکال دو اور چراغ جلا لو اور بچے اگر کھانا مانگتے ہیں تو انہیں سلا دو۔ بیوی نے کھانا نکال دیا اور چراغ جلا دیا اور اپنے بچوں کو (بھوکا) سلا دیا پھر وہ دکھا تو یہ رہی تھیں جیسے چراغ درست کر رہی ہوں لیکن انہوں نے اسے بجھا دیا۔ اسکے بعد دونوں میاں بیوی مہمان پر یہ ظاہر کرنے لگے کہ گویا وہ بھی ان کے ساتھ کھا رہے ہیں (اندھیرے میں) لیکن ان دونوں حضرات نے رات (اپنے بچوں سمیت) فاقہ سے گذار دی، صبح کے وقت جب وہ صحابی آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا تم دونوں میاں بیوی کے طرز عمل پر رات اللہ تعالیٰ مسکرا دیا (یا یہ فرمایا کہ) پسند کیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ”اور (انصارؓ) اپنے سے مقدم رکھتے ہیں۔ (دوسرے صحابہؓ کو) اگرچہ خود فاقہ

ہی میں ہوں اور جو اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے تو ایسے ہی لوگ تو فلاح پانے والے ہیں۔''

باب ۱۰۶۹. قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَ تَجَاوَزُوْا عَنْ مُسِيْئِهِمْ

باب ۱۰۶۹۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ انصار کے نیکوکاروں کی پذیرائی کرو اور ان کے خطا کاروں سے درگذر کرو

(۱۴۶۸)عَنْ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ(رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) يَقُوْلُ مَرَّ اَبُوْبَكْرٍ وَالْعَبَّاسُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِمَجْلِسٍ مِّنْ مَّجَالِسِ الْاَ نْصَارِ وَهُمْ يَبْكُوْنَ فَقَالَ مَايُبْكِيْكُمْ قَالُوْا ذَكَرْنَا مَجْلِسَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَّا فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِذٰلِكَ قَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ عَصَّبَ عَلٰى رَأْسِهٖ حَاشِيَةَ بُرْدٍ قَالَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ وَلَمْ يَصْعَدْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اُوْصِيْكُمْ بِالْاَنْصَارِ فَاِنَّهُمْ كَرِشِيْ وَعَيْبَتِيْ وَقَدْ قَضَوُا الَّذِيْ عَلَيْهِمْ وَبَقِيَ الَّذِيْ لَهُمْ فَاقْبَلُوْا مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَ تَجَاوَزُوْا عَنْ مَسِيْئِهِمْ۔

۱۴۶۸۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوبکر اور عباس رضی اللہ عنہما انصار کی ایک مجلس سے گذرے، دیکھا کہ تمام اہل مجلس رو رہے ہیں، پوچھا، آپ حضرات کیوں رو رہے ہیں؟ اہل مجلس نے کہا کہ ابھی ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس کا ذکر کر رہے تھے جس میں ہم بیٹھا کرتے تھے (یہ آنحضور ﷺ کے مرض الوفات کا واقعہ ہے) اس کے بعد یہ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ بیان کیا کہ اس پر آنحضور ﷺ باہر تشریف لائے، سر مبارک پر کپڑے کی ایک پٹی بندھی ہوئی تھی، بیان کیا کہ پھر آنحضور ﷺ منبر پر تشریف لائے اور اس کے بعد پھر کبھی منبر پر آپ نہ تشریف لا سکے، آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا، میں تمہیں انصار کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ میرے جسم و جان ہیں، انہوں نے اپنی تمام ذمہ داریاں پوری کیں، لیکن اس کا بدلہ جو انہیں ملنا چاہئے تھا (جنت) وہ ملنا ابھی باقی ہے اس لئے تم لوگ بھی ان کے نیکوکاروں کی پذیرائی کرنا اور ان کے خطا کاروں سے درگذر کرتے رہنا۔

(۱۴۶۹)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعليه مِلْحَفَةٌ مُتَعَطِّفًا بِهَا عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَاءُ حَتّٰى جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَحَمِدَاللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ اَمَّا بَعْدُ اَيُّهَا النَّاسُ فَاِنَّ النَّاسَ يَكْثُرُوْنَ وَيَقِلُّ الْاَنْصَارُ حَتّٰى يَكُوْنُوْا كَالْمِلْحِ فِي الطَّعَامِ فَمَنْ وَلِيَ مِنْكُمْ اَمْرًا يَضُرُّ فِيْهِ اَحَدًا اَوْيَنْفَعُهٗ فَلْيَقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَ يَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِيْئِهِمْ

۱۴۶۹۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے آپ اپنے دونوں شانوں سے چادر اوڑھے ہوئے تھے اور (سر مبارک پر) ایک سیاہ پٹی (بندھی ہوئی) تھی۔ آخر آپ منبر پر بیٹھ گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا، اما بعد اے لوگو! دوسروں کی تو بہت کثرت ہو جائے گی لیکن انصار کی تعداد بہت کم ہو جائے گی اور وہ ایسے ہو جائیں گے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے پس تم میں سے جو شخص بھی کسی ایسے معاملہ میں با اختیار ہو جس کے ذریعہ کسی کو نقصان و نفع پہنچا سکتا ہو تو اسے انصار کے نیکوکاروں کی پذیرائی کرنی چاہئے اور ان کے خطا کاروں سے درگذر کرنا چاہئے۔

باب ۱۰۷۰. مناقب سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ

باب ۱۰۷۰۔ سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کے مناقب

(۱۴۷۰)عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اهْتَزَّ الْعَرْشُ لِمَوْتِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذ

۱۴۷۰۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا کہ سعد بن معاذ کی موت پر عرش ہل گیا۔

باب ۱۰۷۱ . مَنَاقِبِ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۴۷۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُبَيٍّ اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَنِيْ اَنْ اَقْرَءَ عَلَيْكَ لَمْ يَكُنِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا قَالَ وَسَمَّانِيْ قَالَ نَعَمْ فَبَكٰى۔

باب ۱۰۷۱۔ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کے مناقب

۱۴۷۱۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو سورہ ''لم یکن الذین کفروا'' سناؤں، ابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی، کیا اللہ تعالیٰ نے میری تعیین بھی فرمائی ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، اس پر ابی رضی اللہ عنہ رونے لگے۔

باب ۱۰۷۲ .مَنَاقِبِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۴۷۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ جَمَعَ الْقُرْآنَ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَةٌ كُلُّهُمْ مِنَ الْاَنْصَارِ اُبَيٌّ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاَبُوْزَيْدٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قُلْتُ لِاَنَسٍ مَنْ اَبُوْزَيْدٍ قَالَ اَحَدُ عُمُوْمَتِيْ۔

باب ۱۰۷۲۔زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مناقب

۱۴۷۲۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں چار افراد اور ان سب کا تعلق قبیلہ انصار سے تھا، قرآن مجید پر سند سمجھے جاتے تھے۔ ابی بن کعب، معاذ بن جبل، ابوزید اور زید بن ثابتؓ میں نے پوچھا، ابوزید کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میرے ایک چچا۔

باب ۱۰۷۳ . مَنَاقِبِ اَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۴۷۳) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ اِنْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبُوْطَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ بِهٖ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ لَهٗ وَكَانَ اَبُوْطَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيْدَا الْقِدِّ يَكْسِرُ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ اَوْثَلَاثًا وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهٗ الْجُعْبَةُ مِنَ النَّبْلِ فَيَقُوْلُ انْشُرْهَا لِاَبِيْ طَلْحَةَ فَاَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ اِلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ اَبُوْطَلْحَةَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ لَاتُشْرِفْ يُصِيْبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ نَحْرِيْ دُوْنَ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَاَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ وَاُمَّ سُلَيْمٍ وَاِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ اَرٰى خَدَمَ سُوْقِهِمَا تُنْقِزَانِ الْقِرَبَ عَلٰى مُتُوْنِهِمَا تُفْرِغَانِهٖ فِيْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ ثُمَّ تَرْجِعَانِ فَتَمْلَاٰنِهَا ثُمَّ تَجِيْئَانِ فَتُفْرِغَانِهٖ فِيْ اَفْوَاهِ الْقَوْمِ وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ يَدَيْ اَبِيْ طَلْحَةَ اِمَّا مَرَّتَيْنِ وَاِمَّا ثَلَاثًا۔

باب ۱۰۷۳۔ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے مناقب

۱۴۷۳۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ احد کی لڑائی کے موقعہ پر جب صحابہؓ نبی کریم ﷺ کے قریب سے ادھر ادھر منتشر ہونے لگے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت اپنی ایک ڈھال سے آنحضور ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بڑے تیر انداز تھے اور خوب کھینچ کر تیر چلایا کرتے تھے۔ چنانچہ اس دن دو یا تین کمانیں آپ نے توڑ دی تھیں اس وقت اگر کوئی مسلمان ترکش لئے ہوئے گذرتا تو آنحضور ﷺ فرماتے کہ اس کے تیر ابوطلحہ کو دے دو آنحضور ﷺ صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے اچک کر دیکھنے لگتے تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے۔ یا نبی اللہ! آپ پر میرے باپ اور ماں فدا ہوں، اچک کر ملاحظہ نہ فرمائیں۔ کہیں کوئی تیر آنحضور ﷺ کو نہ لگ جائے۔ میرا سینہ آنحضور ﷺ کے سینے کی ڈھال بنا رہے اور میں نے عائشہ بنت ابی بکر اور ام سلیم (ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی) کو دیکھا کہ اپنا ازار اٹھائے ہوئے (غازیوں کی مدد میں بڑی مستعدی کے ساتھ مشغول) تھیں (پردہ کا حکم نازل ہونے سے پہلے) (کپڑا انہوں نے اتنا اٹھا رکھا تھا کہ) میں ان کی پنڈلیوں کے زیور دیکھ سکتا تھا۔ انتہائی سرعت کے ساتھ مشکیزے اپنی پیٹھوں پر لئے ہوئے جاتی تھیں اور مسلمانوں کو پلا کر واپس آتی تھیں اور پھر انہیں بھر کر لے جاتیں اور ان کا پانی مسلمانوں کو پلاتیں اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے اس دن دو یا تین مرتبہ تلوار چھوٹ کر گر پڑی تھی۔

باب ۱۰۷۴ ۔مَنَاقِبِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱٤۷٤)عَنْ سَعْدِ ابْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه قَالَ مَاسَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لِاَحَدٍ یَمْشِیْ عَلَی الْاَرْضِ اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اِلَّا لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ وَفِیْهِ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ الْاٰیَةَ ۔

باب ۱۰۷۴۔عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے مناقب

۱۴۷۴۔حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے سوا اور کسی کے متعلق یہ نہیں سنا کہ وہ اہل جنت میں سے ہیں۔ بیان کیا کہ آیت "وشهد شاهد من بنی اسرائیل" الآیۃ۔انہیں کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

(۱٤۷۵)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ)قَالَ رَاَیْتُ رُؤْیَا عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَیْهِ وَرَاَیْتُ كَاَنِّیْ فِیْ رَوْضَةٍ ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا وَوَسْطُهَا عُمُوْدٌ مِنْ حَدِیْدٍ اَسْفَلُهٗ فِی الْاَرْضِ وَاَعْلَاهُ فِی السَّمَاءِ فِیْ اَعْلَاهُ عُرْوَةٌ فَقِیْلَ لِیْ اِرْقَهْ قُلْتُ لَا اَسْتَطِیْعُ فَاَتَانِیْ مُنْصِفٌ فَرَفَعَ ثِیَابِیْ مِنْ خَلْفِیْ فَرَقِیْتُ حَتّٰی كُنْتُ فِیْ اَعْلَاهَا فَاَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ فَقِیْلَ لِیْ اسْتَمْسِكْ فَاسْتَیْقَظْتُ وَاِنَّهَا لَفِیْ یَدِیْ فَقَصَصْتُهَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تِلْكَ الرَّوْضَةُ الْاِسْلَامُ وَذٰلِكَ الْعُمُوْدُ عُمُوْدُ الْاِسْلَامِ وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ عُرْوَةُ الْوُثْقٰی فَاَنْتَ عَلَی الْاِسْلَامِ حَتّٰی تَمُوْتَ ۔

۱۴۷۵۔حضرت عبداللہ ابن سلامؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں میں نے ایک خواب دیکھا اور آنحضور ﷺ سے اسے بیان کیا۔ میں نے خواب یہ دیکھا تھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں، پھر آپ نے اس کی وسعت اور اس کے سبزہ زاروں کا ذکر کیا، اس باغ کے درمیان میں لوہے کا ایک کھمبا ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں اور اوپر کا آسمان پر، اور اس کی چوٹی پر ایک گھنا درخت (العروة) ہے مجھ سے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ میں نے کہا کہ مجھ میں تو اتنی طاقت نہیں ہے اتنے میں ایک خادم آیا اور پیچھے سے میرے کپڑے اس نے اٹھائے تو میں چڑھ گیا۔ اور جب اس کی چوٹی پر پہنچ گیا تو میں نے اس گھنے درخت کو پکڑ لیا مجھ سے کہا گیا کہ اس درخت کو پوری مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو۔ ابھی میں اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے ہی ہوئے تھا کہ میری نیند کھل گئی۔ یہ خواب جب میں نے آنحضور ﷺ سے بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو باغ تم نے دیکھا وہ اسلام ہے اس میں ستون اسلام کا ستون ہے اور عروہ (گھنا درخت) عروۃ الوثقی ہے۔ اس لئے تم اسلام پر موت تک قائم رہو گے۔

باب ۱۰۷۵ ۔ تَزْوِیْجَ النَّبِیِّ ﷺ خُدَیْجَةَ وَفَضْلِهَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا

(۱٤۷٦)عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ نِسَاءِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰی خَدِیْجَةَ وَمَا رَاَیْتُهَا وَلٰكِنْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُكْثِرُ ذِكْرَهَا وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ ثُمَّ یُقَطِّعُهَا اَعْضَاءً ثُمَّ یَبْعَثُهَا فِیْ صَدَائِقِ خَدِیْجَةَ فَرُبَمَا قُلْتُ لَهٗ كَاَنَّهٗ لَمْ یَكُنْ فِی الدُّنْیَا امْرَاَةٌ اِلَّا خَدِیْجَةَ فَیَقُوْلُ اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِیْ مِنْهَا وَلَدٌ ۔

باب ۱۰۷۵۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کا نکاح اور آپ کی فضیلت

۱۴۷۶۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی تمام ازواج میں جتنی غیرت مجھے خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آتی تھی اتنی کسی اور سے نہیں آتی تھی۔ حالانکہ میں نے انہیں دیکھا بھی نہیں تھا۔ لیکن آنحضور ﷺ ان کا ذکر بکثرت کیا کرتے تھے، اور اگر کبھی کوئی بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے کر کے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے والیوں کو بھیجتے تھے۔ میں نے اکثر آنحضور ﷺ سے کہا، جیسے دنیا میں خدیجہؓ کے سوا اور کوئی عورت ہے ہی نہیں! اس پر آنحضور ﷺ فرماتے کہ وہ ایسی تھیں اور ایسی تھیں، اور ان سے میری اولاد ہے۔

(۱۴۷۷)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَتٰی جِبْرَئِیْلُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ خَدِیْجَةُ قَدْ اَتَتْ مَعَهَا اِنَاءٌ فِیْهِ اِدَامٌ اَوْ طَعَامٌ اَوْ شَرَابٌ فَاِذَا هِیَ اَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَیْهَا السَّلَامَ مِنْ رَبِّهَا وَمِنِّیْ وَبَشِّرْهَا بِبَیْتٍ فِی الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ لَاصَخَبَ فِیْهِ وَلَانَصَبَ۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتِ اسْتَأْذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ اُخْتُ خَدِیْجَةَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم فَعَرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِیْجَةَ فَارْتَاعَ لِذٰلِكَ فَقَالَ اللّٰهُمَّ هَالَةُ قَالَتْ فَغِرْتُ فَقُلْتُ مَاتَذْكُرُمِنْ عَجُوْزٍ مِنْ عَجَائِزِ قُرَیْشٍ حَمْرَاءِ الشِّدْقَیْنِ هَلَكَتْ فِی الدَّهْرِقَدْ اَبْدَلَكَ اللّٰهُ خَیْرًا مِنْهَا

۱۴۷۷۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جبرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا، یارسول اللہ! خدیجہؓ آپ کے پاس ایک برتن لئے آ رہی ہیں جس میں سالن (یافرمایا) کھانا (یافرمایا) پینے کی چیز ہے جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان کے رب کی جانب سے انہیں سلام پہنچا دیجئے اور میری طرف سے بھی! اور انہیں جنت میں موتیوں کے ایک محل کی بشارت دے دیجئے۔ جہاں نہ شور و ہنگامہ ہوگا اور نہ تکلیف و تھکن۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ آنحضور ﷺ سے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آنحضور ﷺ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا کی اجازت لینے کی ادا یاد آ گئی، آپ چونک اٹھے اور فرمایا، خداوندا یہ تو ہالہ ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مجھے اس پر بڑی غیرت آئی، میں نے کہا آپ قریش کی کس بوڑھی کا ذکر کیا کرتے ہیں جس کے مسوڑوں پر بھی صرف سرخی باقی رہ گئی تھی (دانتوں کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے) اور جسے مرے ہوئے بھی ایک زمانہ گذر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو آپ کو اس سے بہتر دے دیا ہے۔

فائدہ:۔ مسنداحمد کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس بات پر اتنا غصے ہوئے کہ چہرہ مبارک سرخ ہوگیا اور فرمایا اس سے بہتر کیا چیز مجھے ملی ہے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوگئیں اور اللہ کے حضور میں توبہ کی اور پھر کبھی اس طرح کی گفتگو آنحضور ﷺ کے سامنے نہیں کی۔

باب۱۰۷۶. ذِكْرِ هِنْدِ بِنْتِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا

(۱۴۷۸)عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَاءَ تْ هِنْدُ بِنْتُ عُتْبَةَ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كَانَ عَلٰی ظَهْرِ الْاَرْضِ مِنْ اَهْلِ خِبَاءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ اَنْ یَذِلُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ ثُمَّ مَا اَصْبَحَ الْیَوْمَ عَلٰی ظَهْرِ الْاَرْضِ اَهْلُ خِبَاءٍ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ یَعِزُّوْا مِنْ اَهْلِ خِبَائِكَ قَالَ وَاَیْضًا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ۔

باب۱۰۷۶۔ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا کا ذکر

۱۴۷۸۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں (اسلام لانے کے بعد) حاضر ہوئیں اور عرض کی، یارسول اللہ! روئے زمین پر کسی گھرانے کی ذلت آپ کے گھرانے کی ذلت سے زیادہ میرے لئے باعث مسرت نہیں تھی لیکن آج کسی گھرانے کی عزت روئے زمین پر آپ کے گھرانے کی عزت سے زیادہ میرے لئے باعث مسرت نہیں ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا اور ابھی اس میں اضافہ ہوگا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے۔

باب۱۰۷۷. حَدِیْثُ زَیْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ

(۱۴۷۹)عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم لَقِیَ زَیْدَ ابْنَ عَمْرِو بْنِ

باب۱۰۷۷۔ زید بن عمرو بن نفیل کا واقعہ

۱۴۷۹۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی زید بن عمرو بن نفیل سے (وادی) بلدح کے نشیبی علاقہ میں ملاقات

نُفَيْلٍ بِأَسْفَلِ بَلْدَحٍ قَبْلَ أَنْ يَنْزِلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْيُ فَقُدِّمَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُفْرَةٌ فَأَبَى أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا ثُمَّ قَالَ زَيْدٌ إِنِّي لَسْتُ آكُلُ مِمَّا تَذْبَحُونَ عَلَى أَنْصَابِكُمْ وَلَا آكُلُ إِلَّا مَا ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَأَنَّ زَيْدَ بْنَ عَمْرٍو كَانَ يَعِيبُ عَلَى قُرَيْشٍ ذَبَائِحَهُمْ وَيَقُولُ الشَّاةُ خَلَقَهَا اللّٰهُ وَأَنْزَلَ لَهَا مِنَ السَّمَاءِ الْمَاءَ وَأَنْبَتَ لَهَا مِنَ الْأَرْضِ ثُمَّ تَذْبَحُونَهَا عَلَى غَيْرِ اسْمِ اللّٰهِ إِنْكَارًا لِذٰلِكَ وَإِعْظَامًا لَهُ۔

ہوئی، یہ واقعہ نزول وحی سے پہلے کا ہے۔ پھر آنحضور ﷺ کے سامنے ایک دسترخوان بچھایا گیا تو زید بن عمرو بن نفیل نے کھانے سے انکار کیا اور (جن لوگوں نے دسترخوان بچھایا تھا) ان سے کہا کہ اپنے بتوں کے نام پر جو تم ذبیحہ کرتے ہو، میں اسے نہیں کھاتا، میں تو وہی ذبیحہ کھا سکتا ہوں جس پر صرف اللہ کا نام لیا گیا ہو، زید بن عمرو، قریش پر ان کے ذبیحے کے بارے میں نکتہ چینی کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ بکری کو پیدا تو کیا ہی اللہ تعالیٰ نے، اس نے اس کے لئے آسمان سے پانی نازل فرمایا ہے، اسی نے اس کے لئے زمین پر گھاس اگائی ہے اور پھر تم لوگ اللہ کے نام کے سوا دوسرے (بتوں کے) ناموں پر اسے ذبح کرتے ہو۔ زید نے یہ کلمات ان کے ان افعال پر اعتراض اور ان کے اس عمل کو بہت بڑی جرأت قرار دیتے ہوئے کہے تھے۔

باب ١٠٧٧. أَيَّامُ الْجَاهِلِيَّةِ

باب ۱۰۷۷۔ دور جاہلیت

(١٤٨٠) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلَا يَحْلِفُ إِلَّا بِاللّٰهِ فَكَانَتْ قُرَيْشٌ تَحْلِفُ بِآبَائِهَا فَقَالَ لَا تَحْلِفُوا بِآبَائِكُمْ۔

۱۴۸۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہاں! اگر کسی کو قسم کھانی ہو تو اللہ کے سوا اور کسی کی قسم نہ کھائے۔ قریش اپنے آباواجداد کی قسم کھایا کرتے تھے تو آنحضور ﷺ نے انہیں فرمایا کہ اپنے آباء واجداد کے نام کی قسم نہ کھایا کرو۔

(١٤٨١) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ

۱۴۸۱۔ حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سب سے سچی بات جو کوئی شاعر کہہ سکتا تھا وہ لبید (رضی اللہ عنہ) نے کہی ہے "ہاں، اللہ کے سوا ہر چیز بے حقیقت ہے۔" اور قریب تھا کہ امیہ بن صلت مسلمان ہو جاتا۔

باب ١٠٧٨. مُبْعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب ۱۰۷۸۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت

(١٤٨٢) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ أُنْزِلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ أَرْبَعِينَ وَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ فَهَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَكَثَ بِهَا عَشْرَ سِنِينَ ثُمَّ تُوُفِّيَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۴۸۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ چالیس سال کی عمر میں پہنچے تو آپ ﷺ پر نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوا، اس کے بعد آنحضور نے تیرہ سال تک مکہ معظمہ میں قیام فرمایا پھر آپ کو ہجرت کا حکم ہوا اور آپؐ مدینہ منورہ ہجرت کر کے چلے گئے وہاں دس سال آپ نے قیام فرمایا اور پھر آپؐ نے وفات فرمائی۔

باب ١٠٧٩. مَا لَقِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ بِمَكَّةَ

باب ۱۰۷۹۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مکہ میں مشرکین کے ہاتھوں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑا

(١٤٨٣) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ

۱۴۸۳۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ نے بیان کیا کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن

سَاَلْتُ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَخْبِرْنِیْ بِاَشَدِّ شَیْءٍ صَنَعَهُ الْمُشْرِكُوْنَ بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَیْنَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ حِجْرِ الْكَعْبَةِ اِذْ اَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ اَبِیْ مُعَیْطٍ فَوَضَعَ ثَوْبَهٗ فِیْ عُنُقِهٖ فَخَنَقَهٗ خَنْقًا شَدِیْدًا فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰی اَخَذَ بِمَنْكِبِهٖ وَدَفَعَهٗ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ الْاٰیَةَ۔

عاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا مجھے مشرکین کے سب سے سخت معاملے کے متعلق بتایئے جو مشرکین نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیا تھا، آپ نے فرمایا، نبی کریم ﷺ کعبہ کے قریب نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اپنا کپڑا حضور اکرم ﷺ کی گردن مبارک میں پھنسا کر زور سے آپ ﷺ کا گلا گھونٹنے لگا۔ اتنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ آگئے اور انہوں نے بدبخت کا کندھا پکڑ کر آنحضور ﷺ کے پاس سے اسے ہٹا دیا اور کہا، کیا تم لوگ ایک شخص کو صرف اس لئے مارڈالنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ الآیہ۔

باب ۱۰۸۰۔ ذِكْرِ الْجِنِّ

باب ۱۰۸۰۔ جنوں کا ذکر

(۱۴۸۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّهٗ سُئِلَ مَنْ اٰذَنَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْجِنِّ لَیْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْاٰنَ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْكَ یَعْنِیْ عَبْدَاللّٰهِ اَنَّهٗ اٰذَنَتْ بِهِمْ شَجَرَةٌ۔

۱۴۸۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے پوچھا گیا کہ جس رات جنوں نے قرآن مجید سنا تھا، اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو کس نے دی تھی۔ مسروق نے فرمایا کہ مجھ سے تمہارے والد یعنی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ آنحضور ﷺ کو جنوں کی اطلاع ایک درخت نے دی تھی

(۱۴۸۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ اَتَانِیْ وَفْدُ جِنِّ نَصِیْبِیْنَ وَنِعْمَ الْجِنُّ فَسَاَلُوْنِی الزَّادَ فَدَعَوْتُ اللّٰهَ لَهُمْ اَنْ لَایَمُرُّوْا بِعَظْمٍ وَّلَا بِرَوْثَةٍ اِلَّا وَجَدُوْا عَلَیْهَا طَعَامًا۔

۱۴۸۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس نصیبین کے جنوں کا ایک وفد آیا تھا، اور کیا ہی وہ اچھے جن تھے! تو انہوں نے مجھ سے اپنی خوراک کے متعلق کہا۔ میں نے ان کے لئے اللہ سے دعا کی کہ جب بھی ہڈی یا لید پر ان کی نظر پڑے تو وہ ان کے لئے ان کے کھانے کی چیز بن جائے۔

باب ۱۰۸۱۔ هِجْرَةِ الْحَبْشَةِ

باب ۱۰۸۱۔ حبشہ کی ہجرت

(۱۴۸۶) عَنْ اُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَدِمْتُ مِنْ اَرْضِ الْحَبْشَةِ وَاَنَا جُوَیْرِیَةٌ فَكَسَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَمِیْصَةً لَهَا اَعْلَامٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَمْسَحُ الْاَعْلَامَ بِیَدِهٖ وَیَقُوْلُ سَنَاهُ سَنَاه۔

۱۴۸۶۔ حضرت ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں جب حبشہ سے آئی تو بہت کم عمر تھی۔ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک دھاری دار کپڑا عنایت فرمایا، اور پھر آپ نے اس کی دھاریوں پر اپنا ہاتھ پھیر کر فرمایا: سناہ سناہ۔

باب ۱۰۸۲۔ قِصَّةِ اَبِیْ طَالِبٍ

باب ۱۰۸۲۔ جناب ابوطالب کا واقعہ

(۱۴۸۷) عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا اَغْنَیْتَ عَنْ عَمِّكَ فَاِنَّهٗ كَانَ یَحُوْطُكَ وَیَغْضَبُ لَكَ قَالَ هُوَ فِیْ ضَحْضَاحٍ مِّنْ نَّارٍ وَّلَوْلَا اَنَا لَكَانَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ

۱۴۸۷۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا آپ اپنے چچا (ابوطالب) کے کیا کام آئے کہ وہ آپ کی حفاظت وحمایت کرتے تھے اور آپ کے لئے لڑتے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا (یہی وجہ ہے کہ) وہ صرف ٹخنوں تک جہنم

مِنَ النَّارِ۔

میں ہیں۔ اگر میں نہ ہوتا تو جہنم کے درک اسفل میں ہوتے۔

(١٤٨٨)عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّه' سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَه' عَمُّه' فَقَالَ لَعَلَّه' تَنْفَعُه' شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَیُجْعَلُ فِیْ ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ یَبْلُغُ كَعْبَیْهِ یَغْلِیْ مِنْهُ دِمَاغُه'۔

۱۴۸۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آنحضور ﷺ کی مجلس میں آپ کے چچا کا تذکرہ ہو رہا تھا تو آپ نے فرمایا: ممکن ہے قیامت کے دن انہیں میری شفاعت کام آ جائے اور انہیں صرف ٹخنوں تک جہنم میں رکھا جائے جس سے ان کا دماغ کھولے گا

باب ۱۰۸۳. حَدِیْثُ الْاِسْرَاءِ

باب ۱۰۸۳۔ حدیث المعراج

(١٤٨٩)عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّه' سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَمَّا كَذَّبَنِیْ قُرَیْشٌ قُمْتُ فِی الْحِجْرِ فَجَلَا اللّٰهُ لِیْ بَیْتَ الْمُقَدَّسِ فَطَفِقْتُ اُخْبِرُهُمْ عَنْ آیَاتِهٖ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهِ۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب قریش نے مجھے جھٹلایا (معراج کے واقعہ کے سلسلہ میں) تو میں حجر میں کھڑا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دی اور میں اس کی تمام جزئیات قریش سے بیان کرنے لگا دیکھ دیکھ کر۔

باب ۱۰۸۴. اَلْمِعْرَاجُ

باب ۱۰۸۴۔ معراج

(١٤٩٠)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْیَا الَّتِیْ اَرَیْنَاكَ اِلَّافِتْنَةً لِّلنَّاسِ قَالَ هِیَ رُؤْیَا عَیْنٍ اُرِیَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْلَةَ اُسْرِیَ بِهٖ اِلٰی بَیْتِ الْمُقَدَّسِ قَالَ وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُوْنَةُ فِی الْقُرْاٰنِ قَالَ هِیَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ۔

۱۴۹۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد ''**وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنة للناس**'' (اور جو مشاہدہ ہم نے آپ کو کرایا اس سے مقصد صرف لوگوں کا امتحان تھا) فرمایا کہ یہ عینی مشاہدہ تھا جو رسول اللہ ﷺ کو اس رات دکھایا گیا تھا۔ جس میں آپ کو بیت المقدس تک لے جایا گیا تھا۔ اور قرآن مجید میں جس ''**الشجرة الملعونة**'' کا ذکر آیا ہے وہ سینڈ کا درخت ہے۔

باب ۱۰۸۵. تَزْوِیْجُ النَّبِیِّ ﷺ عَائِشَةَ وَقُدُوْمِهَا الْمَدِیْنَةَ وَبِنَائِهٖ بِهَا

باب ۱۰۸۵۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم ﷺ کا نکاح آپ کی مدینہ تشریف آوری اور رخصتی

(١٤٩١)عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ تَزَوَّجَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِیْنَ فَقَدِمْنَا الْمَدِیْنَةَ فَنَزَلْنَا فِیْ بَنِی الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ فَوُعِكْتُ فَتَمَرَّقَ شَعْرِیْ فَوَفٰی جُمَیْمَةً فَاَتَتْنِیْ اُمِّیْ اُمُّ رُوْمَانَ وَاِنِّیْ لَفِیْ اُرْجُوْحَةٍ وَمَعِیَ صَوَاحِبُ لِیْ فَصَرَخَتْ بِیْ فَاَتَیْتُهَا لَا اَدْرِیْ مَا تُرِیْدُ بِیْ فَاَخَذَتْ بِیَدِیْ حَتّٰی اَوْقَفَتْنِیْ عَلٰی بَابِ الدَّارِ وَاِنِّیْ لَاُنْهِجُ حَتّٰی سَكَنَ بَعْضُ نَفْسِیْ ثُمَّ اَخَذَتْ شَیْئًا مِنْ مَّاءٍ فَمَسَحَتْ بِهٖ وَجْهِیْ وَرَاْسِیْ ثُمَّ اَدْخَلَتْنِی الدَّارَ فَاِذَا نِسْوَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ فِی الْبَیْتِ فَقُلْنَ عَلَی الْخَیْرِ وَالْبَرَكَةِ

۱۴۹۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے میرا نکاح جب ہوا تو میری عمر چھ سال کی تھی۔ پھر ہم مدینہ (ہجرت کر کے) آئے اور بنی حارث بن خزرج کے یہاں قیام کیا۔ یہاں آ کر مجھے بخار چڑھا اور اس کی وجہ سے میرے بال گرنے لگے اور بہت تھوڑے سے رہ گئے۔ پھر میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا آئیں۔ اس وقت میں چند سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی۔ انہوں نے مجھے پکارا تو میں حاضر ہو گئی۔ مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میرے ساتھ ان کا کیا ارادہ ہے۔ آخر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے دروازے کے پاس کھڑی کر دیا اور میرا سانس پھولا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں جب مجھے کچھ سکون ہوا تو انہوں نے تھوڑا سا پانی لے کر میرے منہ پر اور سر پر پھیرا اور گھر کے اندر مجھے لے

وَعَلٰى خَيْرِ طَائِرٍ فَاَسْلَمَتْنِیْ اِلَیْهِنَّ فَاَصْلَحْنَ مِنْ شَانِیْ فَلَمْ يَرُعْنِیْ اِلَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُحًى فَاَسْلَمَتْنِیْ اِلَيْهِ وَاَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِيْنَ ۔

گئیں۔ وہاں انصار کی چند خواتین موجود تھیں جنہوں نے مجھے دیکھ کر کہا، خیر و برکت اور اچھا نصیب لے کر آئی ہو، میری والدہ نے مجھے انہیں کے سپرد کر دیا اور انہوں نے میرا سنگار اور آرائش کی، اس کے بعد دن چڑھے اچانک رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور آنحضور ﷺ نے مجھے سلام کیا میری عمر اس وقت نو سال تھی۔

فائدہ:۔ حجاز چونکہ گرم ملک ہے اس لئے وہاں قدرتی طور پر لڑکے اور لڑکیاں بہت کم عمر میں بالغ ہو جاتی ہیں، اس لئے عائشہ رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے وقت صرف نو سال کی عمر پر تعجب نہ ہونا چاہئے۔ جو ممالک سرد ہیں ان میں بلوغ کی عمر ہندوستان سے زیادہ ہے۔

(۱۴۹۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا اُرِيْتُكِ فِی الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ اَرٰى اَنَّكِ فِیْ سَرَقَةٍ مِنْ حَرِيْرٍ وَيُقَالُ هٰذِهٖ امْرَاَتُكَ فَاَكْشِفُ عَنْهَا فَاِذَا هِیَ اَنْتِ فَاَقُوْلُ اِنْ يَكُ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهٖ۔

۱۴۹۲۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم مجھے دو مرتبہ خواب میں دکھائی گئی میں نے دیکھا کہ تم ایک ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی ہو اور کہا جا رہا ہے کہ یہ آپ کی بیوی ہیں ان کا چہرہ کھول کر دیکھئے میں نے چہرہ کھول کر دیکھا تو تم تھیں، میں نے سوچا کہ اگر یہ خواب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو وہ خود اس کی صورت پیدا فرمائے گا۔

باب ۱۰۸۶۔ هِجْرَةِ النَّبِیِّ ﷺ وَاَصْحَابِهٖ اِلَى الْمَدِيْنَةِ

باب ۱۰۸۶۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب کی مدینہ کی طرف ہجرت

(۱۴۹۳) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ لَمْ اَعْقِلْ اَبَوَیَّ قَطُّ اِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ اِلَّا يَاْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَفَیِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِیَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ اَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتّٰى بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدَّاغِنَةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ اَيْنَ تُرِيْدُ يَا اَبَابَكْرٍ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَخْرَجَنِیْ قَوْمِیْ فَاُرِيْدُ اَنْ اَسِيْحَ فِی الْاَرْضِ وَاَعْبُدَ رَبِّیْ قَالَ ابْنُ الدَّاغِنَةِ فَاِنَّ مِثْلَكَ يَا اَبَابَكْرٍ لَا يَخْرُجُ وَلَا يُخْرَجُ اِنَّكَ تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِی الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَاَنَا لَكَ جَارٌ ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدَّغِنَةِ فَطَافَ ابْنُ الدَّغِنَةِ عَشِيَّةً فِیْ اَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ اِنَّ اَبَابَكْرٍ لَا يَخْرُجُ مِثْلُهٗ وَلَا يُخْرَجُ اَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِی

۱۴۹۳۔ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب میں نے ہوش سنبھالا تو میں نے اپنے والدین کو دین اسلام کا متبع پایا۔ اور کوئی دن ایسا نہیں گذرتا تھا جس میں رسول اللہ ﷺ ہمارے یہاں صبح و شام دونوں وقت تشریف نہ لاتے ہوں۔ پھر جب (مکہ میں) مسلمانوں کو ستایا جانے لگا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کر کے نکلے۔ جب مقام برک الغماد پر پہنچے تو آپ کی ملاقات ابن الداغنہ سے ہوئی۔ وہ قبیلہ قارہ کا سردار تھا اس نے پوچھا، ابوبکر! کہاں کا ارادہ ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے۔ اب میں نے ارادہ کر لیا ہے کہ ملک ملک کی سیاحت کروں گا۔ اور (آزادی کے ساتھ) اپنے رب کی عبادت کروں گا ابن الداغنہ نے کہا، لیکن ابوبکر! تم جیسے انسان کو اپنے وطن سے نہ خود نکلنا چاہئے اور نہ اسے نکالا جانا چاہئے تم محتاجوں کی مدد کرتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو، بے کسوں کا بوجھ اٹھاتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو اور حق پر قائم رہنے کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد کرتے ہو میں تمہیں پناہ دیتا ہوں، واپس چلو اور اپنے شہر ہی میں اپنے رب کی عبادت کرو۔ چنانچہ آپ واپس آ گئے اور ابن الداغنہ بھی آپ کے ساتھ واپس آیا، اس کے بعد ابن الداغنہ قریش

الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ بِجَوَارِ ابْنِ الدَّغِنَةِ وَقَالُوْا لِابْنِ الدَّغِنَةِ مُرْ اَبَابَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَلْيُصَلِّ فِيْهَا وَلْيَقْرَأْ مَاشَاءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِهٖ فَاِنَّا نَخْشٰى اَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَ نَا وَ اَبْنَاءَ نَا فَقَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدَّغِنَةِ لِاَبِيْ بَكْرٍ فَلَبِثَ اَبُوْبَكْرٍ بِذٰلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ ثُمَّ بَدَا لِاَبِيْ بَكْرٍ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ وَكَانَ يُصَلِّيْ فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَنْقَذِفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَاَبْنَاءُ هُمْ وَهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ اِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ وَاَفْزَعَ ذٰلِكَ اَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَاَرْسَلُوْا اِلَى ابْنِ الدَّغِنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا اِنَّا كُنَّا اَجَرْنَا اَبَابَكْرٍ بِجَوَارِكَ عَلٰى اَنْ يَعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَقَدْ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنٰى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ فَاَعْلَنَ بِالصَّلَاةِ وَالْقِرَاءَةِ فِيْهِ وَاِنَّا قَدْ خَشِيْنَا اَنْ يَفْتِنَ نِسَاءَ نَا وَ اَبْنَاءَ نَا فَانْهَهٗ فَاِنْ اَحَبَّ اَنْ يَقْتَصِرَ عَلٰى اَنْ يَعْبُدَ رَبَّهٗ فِيْ دَارِهٖ فَعَلَ وَاِنْ اَبٰى اِلَّا اَنْ يُعْلِنَ بِذٰلِكَ فَاسْئَلْهُ اَنْ يَرُدَّ اِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَاِنَّا قَدْ كَرِهْنَا اَنْ نُخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِاَبِيْ بَكْرٍ الْاِسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَتَى ابْنُ الدَّغِنَةِ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِيْ عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَاِمَّا اَنْ تَقْتَصِرَ عَلٰى ذٰلِكَ وَاِمَّا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيَّ ذِمَّتِيْ فَاِنِّيْ لَا اُحِبُّ اَنْ تَسْمَعَ الْعَرَبُ اَنِّيْ اُخْفِرْتُ فِيْ رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهٗ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ فَاِنِّيْ اَرُدُّ اِلَيْكَ جِوَارَكَ وَاَرْضٰى بِجِوَارِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِيْنَ اِنِّيْ اُرِيْتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَا الْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِاَرْضِ الْحَبَشَةِ اِلَى الْمَدِيْنَةِ وَتَجَهَّزَ اَبُوْ بَكْرٍ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَاِنِّيْ

کے تمام سرداروں کے یہاں شام کے وقت گیا اور سب سے اس نے کہا کہ ابوبکر جیسے شخص کو نہ خود نکلنا چاہئے اور نہ اسے نکالا جانا چاہئے، کیا تم ایک ایسے شخص کو نکال دو گے جو محتاجوں کی امداد کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، بے کسوں کا بوجھ اٹھاتا ہے۔ مہمان نوازی کرتا ہے اور حق کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس کی مدد کرتا ہے۔ قریش نے ابن الداغنہ کی پناہ سے انکار نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ابوبکر سے کہہ دو کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں، وہیں نماز پڑھیں اور جو جی چاہے وہیں پڑھیں، اپنی ان عبادات سے ہمیں تکلیف نہ پہنچائیں اس کا اظہار واعلان نہ کریں کیونکہ ہمیں اس کا خطرہ ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنہ میں نہ مبتلا ہو جائیں، یہ باتیں ابن الداغنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بھی آ کر کہہ دیں، کچھ دنوں تک تو آپ اس پر قائم رہے اور اپنے گھر کے اندر ہی اپنے رب کی عبادت کرتے رہے نہ نماز برسر عام پڑھتے تھے اور نہ اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ تلاوت قرآن کرتے تھے لیکن پھر انہوں نے کچھ سوچا اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ بنائی جہاں آپ نے نماز پڑھنی شروع کی اور تلاوت قرآن بھی وہیں کرنے لگے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہاں مشرکین کی عورتوں اور بچوں کا مجمع ہونے لگا۔ وہ سب حیرت اور پسندیدگی کے ساتھ انہیں دیکھتے رہا کرتے تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے نرم دل تھے۔ جب قرآن مجید کی تلاوت کرتے تو آنسوؤں کو روک نہ سکتے تھے۔ اس صورت حال سے مشرکین قریش کے سردار گھبرا گئے اور انہوں نے ابن الداغنہ کو بلا بھیجا جب ابن الداغنہ گیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے ابوبکر کے لئے تمہاری پناہ اس شرط کے ساتھ تسلیم کی تھی کہ اپنے رب کی عبادت وہ اپنے گھر کے اندر کیا کریں گے لیکن انہوں نے شرط کی خلاف ورزی کی ہے اور اپنے گھر کے سامنے نماز پڑھنے کے لئے ایک جگہ بنا کر برسر عام نماز پڑھنے اور تلاوت قران کرنے لگے ہیں۔ ہمیں اس کا ڈر ہے کہ کہیں ہماری عورتیں اور بچے اس فتنے میں نہ مبتلا ہو جائیں۔ اس لئے تم انہیں روک دو اگر انہیں یہ شرط منظور ہو کہ اپنے رب کی عبادت صرف اپنے گھر کے اندر ہی کیا کریں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ اعلان واظہار پر مصر ہیں تو ان سے کہو کہ تمہاری پناہ واپس دے دیں۔ کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری دی ہوئی پناہ میں ہم دخل اندازی کریں۔ لیکن ہم ابوبکر کے اس اعلان واظہار کو بھی

ارجو أن يؤذن لي فقال أبوبكر وهل ترجوا ذلك بأبي أنت قال نعم فحبس أبو بكر نفسه على رسول الله صلى الله عليه وسلم ليصحبه وعلف راحلتين كانتا عنده ورق السمر وهو الخبط أربعة أشهر قالت عائشة فبينما نحن يوما جلوس في بيت أبي بكر في نحر الظهيرة قال قائل لأبي بكر هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم متقنعا في ساعة لم يكن ياتينا فيها فقال أبوبكر فداء له أبي وأمي والله ماجاء به في هذه الساعة إلا أمر قالت فجاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فاستأذن فأذن له فدخل فقال النبي صلى الله عليه وسلم لأبي بكر أخرج من عندك فقال أبوبكر إنما هم أهلك بأبي أنت يارسول الله قال فإني أذن لي في الخروج فقال أبوبكر الصحابة بأبي أنت يارسول الله قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم قال أبو بكر فخذ بأبي أنت يارسول الله إحدى راحلتي هاتين قال رسول الله صلى الله عليه وسلم بالثمن قالت عائشة فجهزناهما أحث الجهاز وصنعنا لهما سفرة في جراب فقطعت أسماء بنت أبي بكر قطعة من نطاقها فربطت به على فم الجراب فبذلك سميت ذات النطاق قالت ثم لحق رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبوبكر بغار في جبل ثور فكمنا فيه ثلاث ليال يبيت عندهما عبدالله بن أبي بكر وهو غلام شاب ثقف لقن فيدلج من عندهما بسحر فيصبح مع قريش بمكة كبائت فلا يسمع أمرا يكتادان به إلا دعاه حتى ياتيهما بخبر ذلك حين يختلط الظلام ويرعى عليهما عامر بن فهيرة مولى أبي بكر منحة من غنم فيريحها عليهما حين يذهب ساعة من العشاء فيبيتان في رسل وهو لبن منحتهما ورضيفهما حتى ينعق بها

برداشت نہیں کر سکتے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر ابن الداغنہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں آیا اور کہا کہ جس شرط کے ساتھ میں نے آپ سے عہد کیا تھا وہ آپ کو معلوم ہے اب یا آپ اس شرط پر قائم رہئے یا پھر میرے عہد کو واپس کیجئے کیونکہ مجھے یہ گوارا نہیں کہ عرب کے کانوں تک یہ بات پہنچے کہ میں نے ایک شخص کو پناہ دی تھی لیکن اس میں (قریش کی طرف سے) دخل اندازی کی گئی اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میں تمہاری پناہ واپس کرتا ہوں اور اپنے رب عزوجل کی پناہ پر راضی اور خوش ہوں، حضور اکرم ﷺ ان دنوں مکہ میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تمہاری ہجرت کی جگہ مجھے (خواب میں) دکھائی گئی ہے وہاں کھجور کے باغات ہیں اور دو پتھریلے میدانوں کے درمیان میں واقع ہے چنانچہ جنہیں ہجرت کرنا تھی انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور جو حضرات سرزمین حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے وہ بھی مدینہ واپس چلے آئے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی مدینہ ہجرت کی تیاری شروع کر دی، لیکن آنحضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کچھ دنوں کے لئے توقف کرو، مجھے توقع ہے کہ ہجرت کی اجازت مجھے بھی مل جائے گی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، کیا واقعی آپ کو بھی اس کی توقع ہے، میرے باپ آپ پر فدا ہوں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ کی رفاقت سفر کے شرف کے خیال سے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور دو اونٹنیوں کو جو ان کے پاس تھیں کیکر کے پتے کھلا کر تیار کرنے لگے، چار مہینے تک۔ ابن شہاب نے بیان کیا ان سے عروہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ایک دن ہم ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے، بھری دوپہر تھی کہ کسی نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ رسول اللہ ﷺ سر پر رومال ڈالے تشریف لا رہے ہیں۔ آنحضور ﷺ کا معمول ہمارے یہاں اس وقت آنے کا نہیں تھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے، آنحضور ﷺ پر میرے ماں باپ فدا ہوں ایسے وقت میں تو آپ کسی خاص وجہ سے ہی تشریف لائے ہوں گے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آنحضور ﷺ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ ابوبکرؓ نے آپ ﷺ کو اجازت دی تو آپ اندر داخل ہوئے۔ پھر آنحضور ﷺ نے ان سے فرمایا اس وقت یہاں سے تھوڑی دیر کے لئے سب کو اٹھا دو۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یہاں اس وقت تو سب گھر کے ہی افراد ہیں، میرے باپ آپ پر

عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيْلِ وَهُوَ مِنْ عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيْتًا وَالْخِرِّيْتُ الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي اٰلِ الْعَاصِ ابْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ وَهُوَ عَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا وَوَاعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ ابْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيْلُ فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيْقَ السَّوَاحِلِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَالِكٍ الْمُدْلِجِيُّ وَهُوَ ابْنُ أَخِي سُرَاقَةَ ابْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ بْنَ جُعْشُمٍ يَقُولُ جَاءَنَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلِجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِنْهُمْ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ فَقَالَ يَا سُرَاقَةُ إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ اٰنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِهِمْ وَلٰكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا انْطَلَقُوْا بِأَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِي وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ وَأَخَذْتُ رُمْحِي فَخَرَجْتُ بِهِ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَخَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْأَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ حَتّٰى أَتَيْتُ فَرَسِي فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي حَتّٰى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ يَدِي إِلٰى كِنَانَتِي فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضُرُّهُمْ أَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِي وَعَصَيْتُ الْأَزْلَامَ تُقَرِّبُ بِي حَتّٰى إِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

فدا ہوں یارسول اللہ! آنحضور ﷺ نے اس کے بعد فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی۔ میرے باپ آنحضور ﷺ پر فدا ہوں، یارسول اللہ! کیا مجھے رفاقت سفر کا شرف حاصل ہوسکے گا؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! میرے باپ آپ پر فدا ہوں، ان دونوں میں سے ایک اونٹنی آپ لے لیجئے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا، لیکن قیمت سے! عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نے جلدی جلدی ان کے لئے تیاریاں شروع کردیں اور کچھ زادسفر ایک تھیلے میں رکھ دیا اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنے پٹکے کے ٹکڑے کر کے تھیلے کا منہ اس سے باندھ دیا اور اسی وجہ سے ان کا نام ذات النطاق (پٹکے والی) پڑ گیا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جبل ثور کے غار میں پڑاؤ کیا اور تین راتیں وہیں گذاریں، عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ رات وہیں جا کر گذارا کرتے تھے، یہ تو جوان لیکن بہت سمجھدار تھے اور ذہن پایا تھا۔ سحر کے وقت وہاں سے نکل آتے تھے اور صبح اتنی سویرے مکہ پہنچ جاتے جیسے وہیں رات گذاری ہو۔ پھر جو کچھ بھی یہاں سنتے اور جس کے ذریعہ ان حضرات کے خلاف کارروائی کے لئے کوئی تدبیر کی جاتی تو اسے محفوظ رکھتے اور جب اندھیرا چھا جاتا تو تمام اطلاعات یہاں آکر پہنچاتے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مولا عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ حضرات کے لئے قریب ہی دودھ دینے والی بکری چرایا کرتے تھے اور جب کچھ رات گذر جاتی تو اسے غار میں لاتے تھے آپ حضرات اسی پر رات گذارتے۔ اس دودھ کو گرم لوہے کے ذریعہ گرم کرلیا جاتا تھا۔ صبح منہ اندھیرے ہی عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ غار سے نکل آتے تھے ان تین راتوں میں روزانہ کا ان کا یہی دستور تھا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنی دیل جو بنی عبد بن عدی کی شاخ تھی، کے ایک شخص کو راستہ بتانے کے لئے اجرت پر اپنے ساتھ رکھا تھا۔ یہ شخص راستوں کا بڑا ماہر تھا۔ آل عاص بن وائل سہمی کا یہ حلف بھی تھا اور کفار قریش کے دین پر قائم تھا، ان حضرات نے اس پر اعتماد کیا۔ اور اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالہ کردیئے۔ قرار یہ پایا تھا کہ تین راتیں گذار کر یہ شخص غار ثور میں ان حضرات سے ملاقات کرے۔ چنانچہ تیسری رات کی صبح کو وہ دونوں اونٹ لے کر (آ گیا) اب عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور یہ راستہ بتانے والا، ان حضرات کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے، ساحل کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَاَبُوْبَكْرٍ يُكْثِرُ الْاِلْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِيْ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى بَلَغَنَا الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ يَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً اِذَا لِاَثَرِ يَدَيْهَا عُثَانٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلُ الدُّخَانِ فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْاَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِيْ اَكْرَهُ فَنَادَيْتُهُمْ بِالْاَمَانِ فَوَقَفُوْا فَرَكِبْتُ فَرَسِيْ حَتّٰى جِئْتُهُمْ وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ حِيْنَ لَقِيْتُ مَالَقِيْتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ اَنْ سَيَظْهَرُ اَمْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَه، اِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوْا فِيْكَ الدِّيَةَ وَاَخْبَرْتُهُمْ اَخْبَارَ مَايُرِيْدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ فَلَمْ يَرْزَانِيْ وَلَمْ يَسْأَلَانِيْ اِلَّا اَنْ قَالَ اَخْفِ عَنَّا فَسَأَلْتُه، اَنْ يَكْتُبَ لِيْ كِتَابَ اَمْنٍ فَاَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ فِيْ رُقْعَةٍ مِنْ اَدِيْمٍ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَاَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِيْ رَكْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا تُجَّارًا قَافِلِيْنَ مِنَ الشَّامِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ وَسَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِيْنَةِ مَخْرَجَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ فَكَانُوْا يَغْدُوْنَ كُلَّ غَدَاةٍ اِلَى الْحَرَّةِ فَيَنْتَظِرُوْنَه، حَتّٰى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيْرَةِ فَانْقَلَبُوْا يَوْمًا بَعْدَ مَااَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا اَوَوْا اِلٰى بُيُوْتِهِمْ اَوْفٰى رَجُلٌ مِنْ يَهُوْدَ عَلٰى اُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ لِاَمْرٍ يَنْظُرُ اِلَيْهِ فَبَصُرَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ مُبَيَّضِيْنَ يَزُوْلُ بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُوْدِيُّ اَنْ قَالَ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ

راستے سے ہوتے ہوئے۔ ابن شہاب نے بیان کیا اور مجھے عبدالرحمٰن بن مالک مدلجی نے خبر دی، آپ سراقہ بن مالک بن جعشم کے بھتیجے ہیں۔ کہ ان کے والد نے انہیں خبر دی اور انہوں نے سراقہ بن مالک بن جعشم کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے اور یہ پیش کش کی کہ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اگر کوئی شخص قتل کر دے یا قید کر لائے تو ہر ایک کے بدلے میں اسے سو اونٹ دیئے جائیں گے میں اپنی قوم بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کا ایک آدمی سامنے آیا اور ہمارے قریب کھڑا ہو گیا۔ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے کہا، سراقہ! ساحل پر میں ابھی چند سائے دیکھ کر آ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ وہ محمد اور ان کے ساتھی ہی ہیں۔ سراقہ نے کہا، میں سمجھ گیا کہ اس کا خیال صحیح ہے۔ لیکن میں نے اس سے کہا کہ یہ وہ لوگ نہیں ہیں، میں نے فلاں فلاں کو دیکھا ہے۔ ہمارے سامنے سے اسی طرف گئے ہیں اس کے بعد میں مجلس میں تھوڑی دیر اور بیٹھا رہا اور پھر اٹھتے ہی گھر گیا اور اپنی باندی سے کہا کہ میرے گھوڑے کو لے کر ٹیلے کے پیچھے چلی جائے اور وہیں میرا انتظار کرے، اس کے بعد میں نے اپنا نیزہ اٹھایا اور گھر کی پشت کی طرف سے باہر نکل آیا، میں نیزے کی نوک سے زمین پر لکیر کھینچتا چلا گیا اور اوپر کے حصے کو چھپائے ہوئے تھا☆۔ میں گھوڑے کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا اور صبا رفتاری کے ساتھ اسے لے چلا، جتنی سرعت کے ساتھ بھی میرے لئے ممکن تھا آخر الامر میں نے ان حضرات کو پا ہی لیا، اسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مجھے زمین پر گرا دیا۔ لیکن میں کھڑا ہو گیا اور اپنا دایاں ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا اس میں سے تیر نکال کر میں نے فال نکالی کہ آیا میں انہیں نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں، فال (اب بھی) وہ نکلی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا (یعنی میں انہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکوں گا) لیکن میں دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیروں کے فال کی پرواہ نہیں کی، پھر میرا گھوڑا مجھے انتہائی تیزی کے ساتھ دوڑائے لئے جا رہا تھا۔ آخر جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی قرأت سنی، آنحضور ﷺ میری طرف کوئی

فائدہ:۔ ☆ یہ سب کارروائی اس لئے کی جا رہی تھی تا کہ کسی کو شبہ نہ ہو جائے کہ حضور اکرم ﷺ فداہ ابی وامی کا پیچھا کیا جا رہا ہے اور یہ کہ آنحضور ﷺ واقعی ساحل کے راستے سے مدینہ کی طرف تشریف لے جا رہے ہیں، کیونکہ اگر کوئی اور جان جاتا اور ساتھ ہو لیتا تو انعام کی تقسیم ہو جاتی اور پورا حصہ ان صاحب کو نہیں مل سکتا تھا دوسری روایتوں میں ہے کہ اس نے روانگی سے پہلے بھی جاہلیت کے دستور کے مطابق فال نکالی تھی، اور ہر مرتبہ کی فال کا نتیجہ یہی نکلتا تھا کہ اس ارادہ کو ترک کر دینا چاہیے۔

يَا مَعَاشِرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِيْ تَنْتَظِرُوْنَ فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ اِلَى السِّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَ ذٰلِكَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ فَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا وَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْاَنْصَارِ مِمَّنْ لَمْ يَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَيِّيْ اَبَابَكْرٍ حَتّٰى اَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهٖ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةٍ وَاُسِّسَ الْمَسْجِدُ الَّذِيْ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى وَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَسَارَ يَمْشِيْ مَعَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِيْ حِجْرِ اَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ هٰذَا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامَيْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِيَتَّخِذَهٗ مَسْجِدًا فَقَالَا بَلْ نَهَبُهٗ لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَاَبٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَقْبَلَهٗ مِنْهُمَا هِبَةً حَتَّى ابْتَاعَهٗ مِنْهُمَا ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا وَطَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِيْ بُنْيَانِهٖ وَيَقُوْلُ وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالُ خَيْبَرَ هٰذَا اَبَرُّ رَبَّنَا وَاَطْهَرُ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنَّ الْاَجْرَ اَجْرُ الْاٰخِرَةِ فَارْحَمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَةَ۔

توجہ نہیں کررہے تھے لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار مڑ کر دیکھتے تھے تو میرے گھوڑے کے آگے کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے، جب وہ ٹخنوں تک دھنس گیا تو میں اس کے اوپر گر پڑا اور اسے اٹھانے کے لئے ڈانٹا، میں نے اسے اٹھانے کی کوشش کی، لیکن وہ اپنے پاؤں زمین سے نہیں نکال سکا بڑی مشکل سے جب اس نے پوری طرح کھڑے ہونے کی کوشش کی تو اس کے آگے کے پاؤں سے منتشر سا غبار اٹھ کر دھوئیں کی طرح آسمان کی طرف چڑھنے لگا، پھر میں نے تیروں سے فال نکالی، لیکن اس مرتبہ بھی وہی فال آئی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ اس وقت میں نے ان حضرات کو امان دینے کے لئے پکارا۔ میری آواز پر وہ لوگ کھڑے ہوگئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پاس آیا۔ ان تک بڑے ارادے کے ساتھ پہنچنے سے جس طرح مجھے روک دیا گیا تھا اسی سے مجھے یقین ہو گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت غالب آ کر رہے گی، اس لئے میں نے آنحضور ﷺ سے کہا کہ آپ کی قوم نے آپ کے لئے سو اونٹوں کے انعام کا اعلان کیا ہے پھر میں نے آپ کو قریش کے ارادوں کی اطلاع دی۔ میں نے ان حضرات کی خدمت میں کچھ توشہ اور سامان پیش کیا لیکن آنحضور ﷺ نے اسے قبول نہیں کیا۔ مجھ سے کسی اور چیز کا مطالبہ بھی نہیں کیا صرف اتنا کہا کہ ہمارے متعلق راز داری سے کام لینا لیکن میں نے عرض کی کہ آپ میرے لئے ایک امن کی تحریر لکھ دیجئے۔ آنحضور ﷺ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے چمڑے کے ایک رقعہ پر تحریر امن لکھ دی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے، ابن شہاب نے بیان کیا اور انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آرہے تھے۔ زبیر رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سفید پوشاک پیش کی۔ ادھر مدینہ میں مسلمانوں کو آنحضور ﷺ کی مکہ سے ہجرت کی اطلاع ہو گئی تھی اور یہ حضرات روزانہ صبح کو مقام حرہ تک آتے تھے اور آنحضور ﷺ کا انتظار کرتے رہتے، لیکن دوپہر کی گرمی کی وجہ سے (دوپہر کو) انہیں واپس ہو جانا پڑتا تھا۔ ایک دن جب بہت طویل انتظار کے بعد سب حضرات واپس آگئے اور اپنے گھر پہنچ گئے تو ایک یہودی نے اپنے ایک قلعہ سے غور سے جو دیکھا تو رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نظر آئے، اس

وقت آپ سفید کپڑا زیب تن کئے ہوئے تھے اور بہت دور تھے۔ یہودی بے اختیار چلا اٹھا کہ اے معشر عرب! تمہارے بزرگ آ گئے جن کا تمہیں انتظار تھا۔ مسلمان ہتھیار لے کر دوڑ پڑے اور حضور اکرم کا مقام حرہ پر پہنچنے سے پہلے استقبال کیا۔ آپ نے ان کیساتھ داہنی طرف کا راستہ اختیار کیا اور بنی عمرو بن عوف میں قیام کیا۔ یہ ربیع الاول کا مہینہ تھا اور پیر کا دن۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے رہے۔ انصار کے جن افراد نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو سلام کر رہے تھے لیکن جب حضور اکرم ﷺ پر دھوپ پڑنے لگی تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے آنحضور ﷺ پر سایہ کیا، اس وقت لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے بنی عمرو بن عوف میں تقریباً دس دن تک قیام کیا اور وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر قائم ہے (قرآن کے بیان کے مطابق) وہ اسی زمین میں تعمیر ہوئی اور حضور اکرم ﷺ نے اس میں نماز پڑھی۔ پھر آنحضور ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور صحابہ بھی آپ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آخر آنحضور ﷺ کی سواری مدینہ منورہ میں اس مقام پر آ کر بیٹھ گئی، جہاں اب مسجد نبوی ہے اس مقام پر چند مسلمان ان دنوں نماز ادا کیا کرتے تھے یہ جگہ سہیل اور سہل (رضی اللہ عنہما) دو یتیم بچوں کی ملکیت تھی اور کھجور کا یہاں کھلیان لگتا تھا۔ یہ دونوں بچے سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے جب اونٹنی وہاں بیٹھ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، انشاء اللہ یہی قیام کی جگہ ہے۔ اس کے بعد آپ نے دونوں یتیم بچوں کو بلایا اور ان سے اس جگہ کا معاملہ کرنا چاہا، تاکہ وہاں مسجد تعمیر کی جا سکے، دونوں بچوں نے کہا کہ نہیں یا رسول اللہ! ہم یہ جگہ آپ کو ہبہ کریں گے لیکن آنحضور ﷺ نے ہبہ کے طور پر قبول کرنے سے انکار کیا۔ بلکہ زمین قیمت ادا کر کے لی اور وہیں مسجد تعمیر کی۔ اس کی تعمیر کے وقت خود حضور اکرم ﷺ بھی صحابہ کے ساتھ اینٹوں کے ڈھونے میں شریک تھے، اینٹ ڈھوتے وقت آنحضور ﷺ یہ فرماتے جاتے تھے کہ "یہ بوجھ خیبر کے بوجھ نہیں ہیں" بلکہ اس کا اجر و ثواب اللہ کے یہاں باقی رہنے والا ہے اور اس میں بہت زیادہ طہارت اور پاکی ہے۔" اور آنحضور ﷺ فرماتے تھے، اے اللہ! اجر تو بس آخرت ہی کا اجر ہے۔ پس آپ انصار اور مہاجرین پر اپنی رحمت نازل فرمائیے۔"

فائدہ:۔ خیبر مدینہ میں اپنی کھجور وغیرہ کی پیداوار کے لئے مشہور تھا۔ اسی طرف اشارہ ہے کہ وہاں کے باغات کے مالک جو پھل اور اناج وہاں سے اٹھا اٹھا کر لاتے ہیں اور اپنے تئیں خوش ہوتے ہیں یہ بوجھ اس سے کہیں زیادہ بہتر اور پاک ہے کہ اس کی قیمت اور اس کا بدلہ اللہ دے گا جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔

(۱۴۹۴) عَنْ اَسْمَاءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمٌّ فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ بِقُبَاءَ فَوَلَدْتُهٗ بِقُبَاءٍ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهٗ فِيْ حِجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ فَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَهٗ رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَهٗ بِتَمْرَةٍ ثُمَّ دَعَالَهٗ وَبَرَّكَ عَلَيْهِ وَكَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِي الْاِسْلَامِ۔

۱۴۹۴۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ان کے پیٹ میں تھے، انہیں دنوں جب حمل کی مدت بھی پوری ہو چکی تھی، میں مدینہ کے لئے روانہ ہوئی، یہاں پہنچ کر میں نے قبا میں قیام کیا اور یہیں عبداللہ (رضی اللہ عنہ) پیدا ہوئے پھر میں انہیں لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔ آنحضور ﷺ نے ایک کھجور طلب فرمائی اور اسے چبا کر آپ نے عبداللہ کے منہ میں اسے رکھ دیا۔ چنانچہ سب سے پہلی چیز جو عبداللہ کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ حضور اکرم ﷺ کا مبارک تھوک تھا اس کے بعد آنحضور ﷺ نے ان کے لئے دعا کی اور اللہ سے ان کے لئے برکت طلب کی۔ عبداللہ سب سے پہلے مولود ہیں جن کی ولادت ہجرت کے بعد ہوئی۔

(۱۴۹۵) عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْغَارِ فَرَفَعْتُ رَاسِيْ

۱۴۹۵۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ غار میں تھا۔ میں نے جو سر اٹھایا تو قوم کے چند افراد کے قدم (باہر)

فَاِذَا اَنَا بِاَقْدَامِ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَانَبِيَّ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ بَعْضَهُمْ طَأْطَأَ بَصَرَهُ رَاٰنَا قَالَ اُسْكُتْ يَااَبَابَكْرٍ اِثْنَانِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا۔

نظر آئے میں نے کہا اے اللہ کے نبی! اگر ان میں سے کسی نے بھی نیچے جھک کر دیکھ لیا۔ تو وہ ہمیں ضرور دیکھ لے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ابوبکر! خاموش رہو۔ ہم ایسے دو ہیں کہ جن کا تیسرا خدا ہے۔

باب۱۰۸۷ . مَقْدَمِ النَّبِيِّ ﷺ وَاَصْحَابِهِ الْمَدِيْنَةَ

باب۱۰۸۷۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کی مدینہ میں آمد

(۱۴۹۶) عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَابْنُ اُمِّ مَكْتُومٍ وَكَانَا يُقْرِئَانِ النَّاسَ فَقَدِمَ بِلَالٌ وَسَعْدٌ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ ثُمَّ قَدِمَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِيْ عِشْرِيْنَ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رَاَيْتُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَعَلَ الْاِمَاءُ يَقُلْنَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا قَدِمَ حَتّٰى قَرَاْتُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى فِيْ سُوَرٍ مِنَ الْمُفَصَّلِ۔

۱۴۹۶۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ سب سے پہلے ہمارے یہاں مصعب بن عمیر اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہما آئے۔ یہ دونوں حضرات (مدینہ کے) مسلمانوں کو قرآن پڑھنا سکھاتے تھے۔ اس کے بعد بلال، سعد اور عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم آئے۔ پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے بیس ۲۰ صحابہ کو ساتھ لے کر آئے۔ اور پھر نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ مدینہ کے لوگوں کو جتنی خوشی اور مسرت حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری سے ہوئی۔ میں نے کبھی انہیں کسی بات پر اس قدر مسرور اور خوش نہیں دیکھا۔ لڑکیاں بھی (خوشی میں) کہنے لگیں کہ رسول اللہ ﷺ آ گئے۔ حضور اکرم ﷺ جب تشریف لائے تو اس سے پہلے میں مفصل کی دوسری چند سورتوں کے ساتھ سبح اسم ربک الاعلیٰ بھی سیکھ چلا تھا۔ (ان مہاجرین سے جو پہلے ہی قرآن سکھانے کے لئے مدینہ آ گئے تھے۔)

باب۱۰۸۸ . اِقَامَةِ الْمُهَاجِرِ بِمَكَّةَ بَعْدَ قَضَاءِ نُسُكِهِ

باب۱۰۸۸۔ حج کے افعال کی ادائیگی کے بعد مہاجر کا مکہ میں قیام

(۱۴۹۷) عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْحَضْرَمِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ لِلْمُهَاجِرِ بَعْدَ الصَّدَرِ۔

۱۴۹۷۔ حضرت علا بن حضرمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مہاجر کو (حج میں) طواف صدر کے بعد تین دن کی اجازت ہے۔

باب۱۰۸۹ . اِتْيَانِ الْيَهُوْدِ النَّبِيَّ ﷺ حِيْنَ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ

باب۱۰۸۹۔ جب نبی کریم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ کے پاس یہودیوں کے آنے کی تفصیلات

(۱۴۹۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْ اٰمَنَ بِيْ عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُوْدِ لَاٰمَنَ بِيَ الْيَهُوْدُ۔

۱۴۹۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اگر دس یہود (کے احبار و علماء) مجھ پر ایمان لائیں تو تمام یہود مسلمان ہو جائیں۔

كَتَابُ المغازِىْ

باب ۱۰۹۰ . غَزْوَةِ الْعُشَيْرَةِ

(۱۴۹۹)عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ كُنْتُ اِلٰى جَنْبِ زَيْدِ ابْنِ اَرْقَمَ فَقِيْلَ لَهٗ كَمْ غَزَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ قَالَ تِسْعَ عَشَرَةَ قُلْتُ كَمْ غَزَوْتَ اَنْتَ مَعَهٗ قَالَ سَبْعَ عَشَرَةَ ـ قُلْتُ فَاَيُّهُمْ كَانَتْ اَوَّلَ قَالَ الْعُسَيْرَةُ اَوِ الْعُشَيْرَةُ ـ

غزوات

باب ۱۰۹۰۔غزوۂ عشیرہ

۱۴۹۹۔حضرت ابواسحاقؒ نے فرمایا کہ میں اس وقت زید بن ارقم کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔آپ سے پوچھا گیا تھا کہ نبی کریمﷺ نے کتنے غزوے کئے؟ آپ نے فرمایا کہ انیس! میں نے پوچھا، آپ آنحضورﷺ کے ساتھ کتنے غزوات میں شریک رہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ سترہ میں۔ میں نے پوچھا، آپ کا سب سے پہلا غزوہ کون سا ہے؟ فرمایا کہ عسیرہ یا عشیرہ (پھر میں نے اس کا ذکر قتادہ سے کیا تو آپ نے کہا کہ (صحیح لفظ) عشیرہ ہے)۔

بــاب ۱۰۹۱ . قَــوْلِ الـلّٰــهِ تَـعَـالٰـى "اِذْ تَسْتَــغِيْثُــوْنَ رَبَّــكُــمْ"

(۱۵۰۰)عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ) يَقُوْلُ شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ مَشْهَدًا لَاَنْ اَكُوْنَ صَاحِبَهٗ اَحَبَّ اِلَىَّ مِمَّا عُدِلَ بِهٖ اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُو عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ لَانَقُوْلُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوْسٰى اذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا وَلٰكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَّمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ وَبَيْنَ يَدَيْكَ وَخَلْفَكَ فَرَاَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْرَقَ وَجْهُهٗ وَسَرَّهٗ يَعْنِىْ قَوْلَهٗ۔

باب۱۰۹۱۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اور اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے پروردگار سے فریاد کر رہے تھے۔

۱۵۰۰۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی بات سنی کہ اگر وہ بات میری زبان سے ادا ہو جاتی تو میرے لئے کسی بھی چیز کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہوتی، وہ نبی کریمﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آنحضورﷺ اس وقت مسلمانوں کو مشرکین کے خلاف آمادہ کر رہے تھے، انہوں نے عرض کی، ہم وہ نہیں کہیں گے جو موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا کہ جاؤ، تم اور تمہارا رب ان سے جنگ کرو۔ بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے جمع ہو کر لڑیں گے۔ میں نے دیکھا کہ نبی کریمﷺ کا چہرۂ مبارک کھل گیا اور ان کی گفتگو سے آپ مسرور ہوئے۔

(۱۵۰۱)عَنِ الْبَرَآءِ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ) يَقُوْلُ حَدَّثَنِىْ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا اَنَّهُمْ كَانُوْا عِدَّةَ اَصْحَابِ طَالُوْتَ الَّذِيْنَ جَاوَزُوْا مَعَهُ النَّهَرَ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلٰثَ مِائَةٍ قَالَ الْبَرَآءُ لَاوَاللّٰهِ مَا جَاوَزَ مَعَهُ النَّهَرَ اِلَّا مُؤْمِنٌ۔

۱۵۰۱۔حضرت براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ محمدﷺ کے ایک صحابی رضی اللہ عنہ، جنہوں نے بدر کی لڑائی میں شرکت کی تھی، مجھ سے حدیث بیان کی کہ بدر کی لڑائی میں ان کی تعداد اتنی ہی تھی جتنی طالوت رضی اللہ عنہ کے ان اصحاب کی تھی جنہوں نے ان کے ساتھ نہر فلسطین کو پار کیا تھا، تقریباً تین سو دس۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نہیں، خدا گواہ ہے کہ طالوت رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہر فلسطین کو صرف وہی لوگ پار کر سکے تھے جو مؤمن تھے۔

باب ۱۰۹۲ . قَتْلِ اَبِىْ جَهْلٍ

(۱۵۰۲)عَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ

باب۱۰۹۲۔ابوجہل کا قتل

۱۵۰۲۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریمﷺ

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ یَنْظُرُمَا صَنَعَ اَبُوْجَهْلٍ فَانْطَلَقَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ فَوَجَدَهٗ قَدْ ضَرَبَهٗ اِبْنَا عَفْرَآءَ حَتّٰی بَرَدَ قَالَ اَنْتَ اَبُوْجَهْلٍ قَالَ فَاَخَذَ بِلِحْیَتِهٖ قَالَ وَهَلْ فَوْقَ رَجُلٍ قَتَلْتُمُوْهُ اَوْرَجُلٌ قَتَلَهٗ قَوْمُهٗ۔

نے فرمایا، کون معلوم کر کے آئے گا کہ ابوجہل کا کیا ہوا؟ ابن مسعودؓ حقیقت حال معلوم کرنے آئے تو دیکھا کہ عفراء کے صاحبزادوں (معاذ اور معوذؓ) نے اسے قتل کر دیا اور اس کا جسم ٹھنڈا پڑا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا، کیا تم ہی ابوجہل ہو؟ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی ڈاڑھی پکڑ لی، ابوجہل سے کہا، کیا اس سے بڑا کوئی انسان ہے جسے تم نے آج قتل کر ڈالا ہے؟ یا (اس نے یہ کہا کہ کیا اس سے بھی بڑا کوئی) انسان ہے جسے اس کی قوم نے قتل کر ڈالا ہے؟

(۱۵۰۳) عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ یَوْمَ بَدْرٍ بِاَرْبَعَةٍ وَّعِشْرِیْنَ رَجُلًا مِّنْ صَنَادِیْدِ قُرَیْشٍ فَقُذِفُوْا فِیْ طَوِیٍّ مِّنْ اَطْوَآءِ بَدْرٍ خَبِیْثٍ مُخْبِثٍ وَکَانَ اِذَا ظَهَرَ عَلٰی قَوْمٍ اَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلٰثَ لَیَالٍ فَلَمَّا کَانَ بِبَدْرٍ اَلْیَوْمَ الثَّالِثَ اَمَرَ بِرَاحِلَتِهٖ فَشُدَّ عَلَیْهَا رَحْلُهَا ثُمَّ مَشٰی وَاتَّبَعَهٗ اَصْحَابُهٗ وَقَالُوْا مَانُرٰی یَنْطَلِقُ اِلَّا لِبَعْضِ حَاجَتِهٖ حَتّٰی قَامَ عَلٰی شَفَةِ الرَّکِیِّ فَجَعَلَ یُنَادِیْهِمْ بِاَسْمَائِهِمْ وَاَسْمَاءِ اٰبَائِهِمْ یَافُلَانُ بْنُ فُلَانٍ وَّیَافُلَانُ بْنُ فُلَانٍ اَیَسُرُّکُمْ اَنَّکُمْ اَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَاوَعَدَرَبُّکُمْ حَقًّا قَالَ فَقَالَ عُمَرُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تُکَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَّا اَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ مَآاَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَآ اَقُوْلُ مِنْهُمْ۔

۱۵۰۳۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے قریش کے چوبیس سردار (جو قتل کر دیئے گئے تھے) بدر کے ایک بہت ہی گندے اور اندھیرے کنوئیں میں پھینک دیئے گئے تھے۔ عادت مبارکہ تھی کہ آنحضور ﷺ جب دشمن پر غالب آتے تو میدان جنگ میں تین دن تک قیام فرماتے۔ جنگ بدر کے خاتمہ کے تیسرے دن آپ ﷺ کے حکم سے آپ ﷺ کی سواری پر کجاوہ باندھا گیا اور آپ ﷺ روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے اصحابؓ بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ صحابہؓ نے کہا، غالباً آپ ﷺ کسی ضرورت کے لئے تشریف لے جا رہے ہیں، آخر آپ ﷺ اس کنوئیں کے کنارے آ کر کھڑے ہو گئے اور کفار قریش کے سرداروں کے (جو قتل کر دیئے گئے تھے اور اسی کنوئیں میں ان کی لاشیں پھینک دی گئی تھیں) نام ان کے باپ کے نام کے ساتھ لے کر آپ ﷺ انہیں آواز دینے لگے اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں! کیا آج تمہارے لئے یہ بات بہتر نہیں تھی کہ تم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی، بے شک ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ ہمیں پوری طرح حاصل ہو گیا (یعنی ثواب اور فتح و کامیابی کا) تو کیا تمہارے رب کا تمہارے متعلق جو وعدہ تھا (عذاب کا) وہ بھی تمہیں پوری طرح مل گیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر عمر رضی اللہ عنہ بول پڑے، یا رسول اللہ! آپ ﷺ ان لاشوں سے کیوں خطاب فرما رہے ہیں جن میں کوئی جان نہیں ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں، تم لوگ ان سے زیادہ اسے نہیں سن رہے ہو۔

باب ۱۰۹۳ . شُهُوْدِ الْمَلٰئِکَةِ بَدْرًا

باب ۱۰۹۳۔ جنگ بدر میں فرشتوں کی شرکت

(۱۵۰۴) عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعِ الزُّرَقِیِّ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ)

۱۵۰۴۔ حضرت رفاعہ بن رافع زرقی رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شریک

كَانَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ جَاءَ جِبْرِيْلُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَاتَعُدُّوْنَ اَهْلَ بَدْرٍ فِيْكُمْ قَالَ مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ اَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا قَالَ وَكَذٰلِكَ مَنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْمَلٰئِكَةِ۔

ہونے والوں میں تھے۔ آپ نے بیان کیا کہ جبرائیل علیہ السلام، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ سے پوچھا کہ بدر کی لڑائی میں شریک ہونے والوں کا آپ کے یہاں مرتبہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں سب سے افضل، یا آنحضور ﷺ نے اسی طرح کا کوئی کلمہ ارشاد فرمایا، جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ جو ملائکہ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے ان کا بھی مرتبہ یہی ہے۔

(۱۵۰۵)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ هٰذَا جِبْرِيْلُ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ عَلَيْهِ اَدَاةُ الْحَرْبِ۔

۱۵۰۵۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے بدر کی لڑائی کے موقعہ پر فرمایا تھا، یہ ہیں جبرائیل علیہ السلام اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے اور ہتھیار بند۔

(۱۵۰۶)قَالَ الزُّبَيْرُ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) لَقِيْتُ يَوْمَ بَدْرٍ عُبَيْدَةَ بْنَ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ وَهُوَ مُدَجَّجٌ لَا يُرٰى مِنْهُ اِلَّا عَيْنَاهُ وَهُوَ يُكْنٰى اَبُوْ ذَاتِ الْكَرِشِ فَقَالَ اَنَا اَبُوْ ذَاتِ الْكَرِشِ فَحَمَلْتُ عَلَيْهِ بِالْعَنَزَةِ فَطَعَنْتُهٗ فِيْ عَيْنِهٖ فَمَاتَ قَالَ هِشَامٌ فَاُخْبِرْتُ اَنَّ الزُّبَيْرَ قَالَ لَقَدْ وَضَعْتُ رِجْلِيْ عَلَيْهِ ثُمَّ تَمَطَّاْتُ فَكَانَ الْجُهْدُ اَنْ نَزَعْتُهَا وَقَدِ انْثَنٰى طَرَفَاهَا قَالَ عُرْوَةُ فَسَاَلَهٗ اِيَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا اَبُوْبَكْرٍ فَاَعْطَاهُ فَلَمَّا قُبِضَ اَبُوْ بَكْرٍ سَاَلَهَا اِيَّاهُ عُمَرُ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهَا فَلَمَّا قُبِضَ عُمَرُ اَخَذَهَا ثُمَّ طَلَبَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهَا فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ وَقَعَتْ عِنْدَ اٰلِ عَلِيٍّ فَطَلَبَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَتْ عِنْدَهٗ حَتّٰى قُتِلَ۔

۱۵۰۶۔حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی کے موقعہ پر میری مڈبھیڑ عبیدہ بن سعید بن عاص سے ہوگئی۔ اس کا سارا جسم لوہے سے ڈھکا ہوا تھا اور صرف آنکھ دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی کنیت ابوذات الکرش تھی، کہنے لگا کہ میں ابوذات الکرش ہوں۔ میں نے چھوٹے نیزے سے اس پر حملہ کیا اور اس کی آنکھ ہی کو نشانہ بنایا۔ چنانچہ اس زخم سے وہ مر گیا۔ (راوی حدیث) ہشام نے بیان کیا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، پھر میں نے اپنا پاؤں اس کے اوپر رکھ کر پورا زور لگایا اور بڑی دشواری سے وہ نیزہ اس کی آنکھ سے نکال سکا۔ اس کے دونوں کنارے مڑ گئے تھے۔ عروہ نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے زبیر رضی اللہ عنہ کا وہ نیزہ عاریتاً طلب فرمایا تو آپ نے پیش کر دیا۔ جب حضور اکرم ﷺ کی وفات ہوگئی تو آپ نے اسے واپس لے لیا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے طلب فرمایا تو آپ نے انہیں بھی دے دیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ نے طلب فرمایا، آپ نے انہیں بھی دے دیا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ نے اسے لے لیا۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے طلب فرمایا تو آپ نے انہیں بھی دے دیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد وہ نیزہ علی رضی اللہ عنہ کے پاس چلا گیا اور آپ کے بعد آپ کی اولاد کے پاس۔ اس کے بعد عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے لے لیا اور آپ کے پاس ہی وہ رہا، یہاں تک کہ آپ شہید کر دیئے گئے۔

(۱۵۰۷)عَنِ الرُّبَيِّعِ بِنْتِ مُعَوِّذٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا) قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ

۱۵۰۷۔حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جس رات میری شادی ہوئی تھی نبی کریم ﷺ اسی کی صبح کو میرے یہاں تشریف لائے

بُنِیَ عَلَیَّ فَجَلَسَ عَلٰی فِرَاشِیْ کَمَجْلِسِكَ مِنِّیْ وَ جُوَیْرِیَاتٌ یَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ یَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ اٰبَآئِهِنَّ یَوْمَ بَدْرٍ حَتّٰی قَالَتْ جَارِیَةٌ وَّفِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَافِیْ غَدٍ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاتَقُوْلِیْ هٰکَذَا وَ قُوْلِیْ مَاکُنْتِ تَقُوْلِیْنَ۔

اور میرے بستر پر بیٹھے جیسے اب تم میرے پاس بیٹھے ہوئے ہو۔ چند بچیاں دف بجا رہی تھیں اور وہ اشعار پڑھ رہی تھیں جن میں ان کے خاندان والوں کا ذکر تھا جو بدر کی لڑائی میں شہید ہوگئے تھے، انہیں اشعار میں ایک لڑکی نے یہ مصرعہ بھی پڑھا کہ ''ہم میں نبی ﷺ ہیں جوکل ہونے والی بات جانتے ہیں۔'' آنحضور ﷺ نے فرمایا، یہ نہ پڑھو، جو پہلے تم پڑھ رہی تھیں وہی پڑھو۔

(۱۵۰۸) عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ کَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ قَالَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِکَةُ بَیْتًا فِیْهِ کَلْبٌ وَّلَا صُوْرَةٌ یُرِیْدُ التَّمَاثِیْلَ الَّتِیْ فِیْهَا الْاَرْوَاحُ۔

۱۵۰۸۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ آنحضور ﷺ کے ساتھ بدر کی لڑائی میں شریک ہوئے تھے۔ اور آپ نے فرمایا کہ ملائکہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا ہو، آپ کی مراد جاندار کی تصویر سے تھی۔

(۱۵۰۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) یُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ حِیْنَ تَاَیَّمَتْ حَفْصَةُ بِنْتُ عُمَرَ مِنْ خُنَیْسِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِیِّ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ شَهِدَ بَدْرًا تُوُفِّیَ بِالْمَدِیْنَةِ قَالَ عُمَرُ فَلَقِیْتُ عُثْمَانَ ابْنَ عَفَّانَ فَعَرَضْتُ عَلَیْهِ حَفْصَةَ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْکَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ قَالَ سَانْظُرُ فِیْ اَمْرِیْ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ فَقَالَ قَدْ بَدَالِیَ اَنْ لَّااَتَزَوَّجَ یَوْمِیْ هٰذَا قَالَ عُمَرُ فَلَقِیْتُ اَبَابَکْرٍ فَقُلْتُ اِنْ شِئْتَ اَنْکَحْتُكَ حَفْصَةَ بِنْتَ عُمَرَ فَصَمَتَ اَبُوْبَکْرٍ فَلَمْ یَرْجِعْ اِلَیَّ شَیْئًا فَکُنْتُ عَلَیْهِ اَوْجَدَ مِنِّیْ عَلٰی عُثْمَانَ فَلَبِثْتُ لَیَالِیَ ثُمَّ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْکَحْتُهَا اِیَّاهُ فَلَقِیَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ فَقَالَ لَعَلَّكَ وَجَدْتَّ عَلَیَّ حِیْنَ عَرَضْتَ عَلَیَّ حَفْصَةَ فَلَمْ اَرْجِعْ اِلَیْكَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَاِنَّهٗ لَمْ یَمْنَعْنِیْ اَنْ اَرْجِعَ اِلَیْكَ فِیْمَا عَرَضْتَ اِلَّااَنِّیْ قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْذَکَرَهَا فَلَمْ اَکُنْ لِاُفْشِیَ سِرَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْتَرَکَهَا لَقَبِلْتُهَا۔

۱۵۰۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے واسطے سے حدیث بیان کی کہ جب حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے شوہر خنیس بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی، آپ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب میں تھے اور بدر کی لڑائی میں آپ نے شرکت کی تھی اور مدینہ میں آپ کی وفات ہوگئی تھی۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میری ملاقات عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے ان سے حفصہ کا ذکر کیا اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو اس کا نکاح میں آپ سے کردوں۔ انہوں نے کہا کہ میں سوچوں گا۔ اس لئے میں چند دنوں کے لئے ٹھہر گیا، پھر انہوں نے کہا کہ میری رائے یہ ہوئی ہے کہ ابھی میں نکاح نہ کروں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر میری ملاقات ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان سے بھی میں نے یہی کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کا نکاح حفصہ بنت عمر سے کردوں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش ہوگئے اور کوئی جواب نہیں دیا۔ ان کا یہ طرز عمل، عثمان رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ میرے لئے باعث تکلیف ہوا۔ کچھ دنوں میں نے اور توقف کیا تو نبی کریم ﷺ نے خود حفصہ رضی اللہ عنہا کا پیغام بھیجا اور میں نے ان کا نکاح آنحضور سے کردیا۔ اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ملاقات مجھ سے ہوئی تو انہوں نے کہا، غالباً آپ کو میرے اس طرز عمل سے تکلیف ہوئی ہوگی کہ جب آپ کی مجھ سے ملاقات ہوئی اور آپ نے حفصہؓ کے متعلق مجھ سے بات کی تو میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا کہ ہاں ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ

آپ کی بات کا میں نے صرف اس لئے کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ میرے علم میں یہ بات آ چکی تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا تذکرہ فرمایا ہے میں آنحضور ﷺ کے راز کو کھولنا نہیں چاہتا تھا اور اگر آپ ﷺ اپنا ارادہ بدل دیتے تو میں ضرور ان سے نکاح کرتا۔

(۱۵۱۰) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ نِ الْبَدْرِیِّ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاٰیَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ مَنْ قَرَاَھُمَا فِیْ لَیْلَۃٍ کَفَتَاہُ۔

۱۵۱۰۔ حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سورہ بقرہ کی دو آیتیں (امن الرسول سے آخر تک) ایسی ہیں کہ جو شخص انہیں رات میں پڑھ لے وہ اس کے لئے کافی ہو جائیں گی۔

(۱۵۱۱) عَنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَمْرٍو الْکِنْدِیِّ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) وَکَانَ حَلِیْفًا لِبَنِیْ زُھْرَۃَ وَکَانَ مِمَّنْ شَھِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَہٗ اَنَّہٗ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ اِنْ لَقِیْتُ رَجُلًا مِنَ الْکُفَّارِ فَاقْتَتَلْنَا فَضَرَبَ اِحْدٰی یَدَیَّ بِالسَّیْفِ فَقَطَعَھَا ثُمَّ لَاذَمِنِّیْ بِشَجَرَۃٍ فَقَالَ اَسْلَمْتُ لِلّٰہِ اَقْتُلُہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بَعْدَ اَنْ قَالَھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقْتُلْہُ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّہٗ قَطَعَ اِحْدٰی یَدَیَّ ثُمَّ قَالَ ذٰلِکَ بَعْدَ مَاقَطَعَھَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَاتَقْتُلْہُ فَاِنْ قَتَلْتَہٗ فَاِنَّہٗ بِمَنْزِلَتِکَ قَبْلَ اَنْ تَقْتُلَہٗ وَاِنَّکَ بِمَنْزِلَتِہٖ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْلَ کَلِمَۃَ الَّتِیْ قَالَ۔

۱۵۱۱۔ حضرت مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ بنی زہرہ کے حلیف تھے اور بدر کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شرکت کرنے والوں میں تھے، انہوں نے خبر دی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی، اگر کسی موقعہ پر میری مڈبھیڑ کسی کافر سے ہو جائے اور ہم ایک دوسرے کو قتل کرنے کے درپے ہو جائیں اور وہ میرے ایک ہاتھ پر تلوار مار کر اسے کاٹ ڈالے، پھر (جب میں اس پر غالب ہونے لگوں تو) وہ مجھ سے بھاگ کر ایک درخت کی پناہ لے اور کہنے لگے کہ "میں اللہ پر ایمان لایا، تو کیا، یارسول اللہ! اس کے اس اقرار کے بعد پھر بھی مجھے اسے قتل کر دینا چاہئے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم اسے قتل نہ کرنا۔ انہوں نے عرض کی، یارسول اللہ! وہ پہلے میرا ایک ہاتھ بھی کاٹ چکا ہے؟ اور یہ اقرار، میرے ہاتھ کاٹنے کے بعد کیا ہے؟ آنحضور ﷺ نے اس مرتبہ بھی یہی فرمایا کہ اسے قتل نہ کرنا، کیونکہ اگر تم نے اسے قتل کر ڈالا تو اسے قتل کرنے سے پہلے جو تمہارا مقام تھا، وہ اس مقام پر فائز ہوگا اور تمہارا مقام وہ ہوگا جو اس کا مقام اس وقت تھا جب اس نے اس کلمہ کا اقرار نہیں کیا تھا۔

باب ۱۰۹۴۔ حَدِیْثِ بَنِی النَّضِیْرِ

باب ۱۰۹۴۔ بنو نضیر کے یہودیوں کا واقعہ

(۱۵۱۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ حَارَبَتِ النَّضِیْرُ وَقُرَیْظَۃُ فَاَجْلٰی بَنِی النَّضِیْرِ وَاَقَرَّ قُرَیْظَۃَ وَمَنَّ عَلَیْھِمْ حَتّٰی حَارَبَتْ قُرَیْظَۃُ فَقَتَلَ رِجَالَھُمْ وَقَسَمَ نِسَآءَھُمْ وَاَوْلَادَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بَیْنَ الْمُسْلِمِیْنَ اِلَّا بَعْضَھُمْ لَحِقُوْا بِالنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنَھُمْ اَسْلَمُوْا وَاَجْلٰی یَھُوْدَ الْمَدِیْنَۃِ کُلَّھُمْ بَنِیْ قَیْنُقَاعَ وَھُمْ رَھْطُ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ وَّیَھُوْدَ بَنِیْ

۱۵۱۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنو نضیر اور بنو قریظہ نے نبی کریم ﷺ سے (معاہدہ کے خلاف کر کے) لڑائی مول لی۔ اس لئے آپ نے قبیلہ بنو نضیر کو جلاوطن کر دیا۔ لیکن قبیلہ بنو قریظہ کو جلاوطن نہیں کیا۔ پھر بنو قریظہ نے بھی جنگ مول لی۔ اس لئے آپ نے ان کے مردوں کو قتل کروا دیا اور ان کی عورتوں، بچوں اور مال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا، صرف بعض بنی قریظہ اس سے مستثنیٰ قرار دیئے گئے تھے، کیونکہ وہ آنحضور ﷺ کی پناہ میں آ گئے تھے، اس لئے آپ ؐ نے انہیں پناہ دی اور

حَارِثَةَ وَكُلَّ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ۔

انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ کے تمام یہودیوں کو جلا وطن کر دیا تھا۔ بنو قینقاع کو بھی جو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قبیلہ تھا۔ یہود بنی حارثہ کو بھی اور مدینہ کے تمام یہودیوں کو۔

فائدہ:۔ بنو نضیر اور بنو قریظہ، یہودیوں کے مدینہ میں دو بڑے قبیلے تھے اور مدینہ کی اقتصادیات پر بڑی حد تک حاوی تھے۔ جب حضور اکرم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو آپ نے ان کے ساتھ امن اور صلح کا معاہدہ کیا تھا۔ لیکن غدر اور بدعہدی کے یہ عادی تھے۔ اس معاہدہ میں بھی ان کا یہی طرز عمل رہا۔ اس لئے آنحضور ﷺ نے ان کی بدعہدیوں سے تنگ آ کر انہیں ریحا، تیماء اور وادی القریٰ کی طرف جلا وطن کر دیا تھا۔

باب ۱۰۹۵ . قَتْلِ كَعْبِ بْنِ الْاَشْرَفِ

(۱۵۱۳) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لِّكَعْبِ ابْنِ الْاَشْرَفِ فَاِنَّهٗ قَدْ اٰذَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَامَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُحِبُّ اَنْ اَقْتُلَهٗ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ فَاْذَنْ لِّيْ اَنْ اَقُوْلَ شَيْئًا قَالَ قُلْ فَاَتَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَقَالَ اِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ سَاَلَنَا صَدَقَةً وَّاِنَّهٗ قَدْ عَنَّانَا وَاِنِّيْ قَدْ اَتَيْتُكَ اَسْتَسْلِفُكَ قَالَ وَاَيْضًا وَّاللّٰهِ لَتُمَلُّنَّهٗ قَالَ اِنَّا قَدِ اتَّبَعْنَاهُ فَلَا نُحِبُّ اَنْ نَّدَعَهٗ حَتّٰى نَنْظُرَ اِلٰى اَيِّ شَيْءٍ يَّصِيْرُ شَاْنُهٗ وَقَدْ اَرَدْنَا اَنْ تُسْلِفَنَا وَسْقًا اَوْ وَسْقَيْنِ حَدَّثَنَا عَمْرٌو غَيْرَ مَرَّةٍ فَلَمْ يَذْكُرْ وَسْقًا اَوْ وَسْقَيْنِ فَقُلْتُ لَهٗ فِيْهِ وَسْقًا اَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ اَرٰى فِيْهِ وَسْقًا اَوْ وَسْقَيْنِ فَقَالَ نَعَمْ ارْهَنُوْنِيْ قَالُوْا اَيَّ شَيْءٍ تُرِيْدُ قَالَ ارْهَنُوْنِيْ نِسَاءَكُمْ قَالُوْا كَيْفَ نَرْهَنُكَ نِسَآءَنَا وَاَنْتَ اَجْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ فَارْهَنُوْنِيْ اَبْنَاءَكُمْ قَالُوْا كَيْفَ نَرْهَنُكَ اَبْنَآءَنَا فَيُسَبُّ اَحَدُهُمْ فَيُقَالُ رُهِنَ بِوَسْقٍ اَوْ وَسْقَيْنِ هٰذَا عَارٌ عَلَيْنَا وَلٰكِنَّا نَرْهَنُكَ اللَّاْمَةَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي السِّلَاحَ فَوَاعَدَهٗ اَنْ يَّاْتِيَهٗ فَجَاءَهٗ لَيْلًا وَّمَعَهٗ اَبُوْ نَائِلَةَ وَهُوَ اَخُوْ كَعْبٍ مِّنَ الرَّضَاعَةِ فَدَعَاهُمْ اِلَى الْحِصْنِ فَنَزَلَ اِلَيْهِمْ فَقَالَتْ لَهٗ امْرَاَتُهٗ اَيْنَ تَخْرُجُ هٰذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ اِنَّمَا هُوَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَاَخِيْ اَبُوْ نَائِلَةَ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو قَالَتْ اَسْمَعُ

باب ۱۰۹۵۔ کعب بن اشرف کا قتل

۱۵۱۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کعب بن اشرف کا کام کون تمام کر آئے گا۔ وہ اللہ اور اس کے رسول کو بہت اذیتیں دے چکا۔ اس پر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ! کیا آپ پسند فرمائیں گے کہ میں اسے قتل کر آؤں؟ آنحضور ﷺ نے اثبات میں جواب دیا، انہوں نے عرض کی پھر آنحضور ﷺ مجھے اجازت عنایت فرمائیں کہ میں اس سے کچھ باتیں کہوں (جس سے پہلے اسے مطمئن اور خوش کرلوں، اگرچہ وہ باتیں خلاف واقعہ ہی کیوں نہ ہوں) آنحضور ﷺ نے انہیں اجازت دے دی۔ اب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ، کعب بن اشرف کے پاس آئے اور اس سے کہا، یہ شخص (اشارہ حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارک کی طرف تھا) ہم سے صدقہ مانگتا رہتا ہے اور اس نے ہمیں تھکا مارا ہے۔ (اب ہمارے پاس کچھ باقی نہیں رہا ہے) اس لئے میں تم سے قرض لینے آیا ہوں۔ اس پر کعب نے کہا: ابھی آگے دیکھنا خدا کی قسم، بالکل اکتا جاؤ گے! محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا، چونکہ ہم نے بھی اب ان کی اتباع کر لی ہے اس لئے جب تک یہ نہ کھل جائے کہ ان کا اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے، انہیں چھوڑنا بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ میں تم سے ایک وسق یا (راوی نے بیان کیا کہ) دو وسق قرض لینے آیا ہوں۔ (اور ہم سے عمرو بن دینار نے یہ حدیث کئی مرتبہ بیان کی، لیکن ایک وسق یا دو وسق کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔) میں نے ان سے کہا کہ حدیث میں ایک وسق یا دو وسق کا تذکرہ آیا ہے۔ کعب بن اشرف نے کہا ہاں! (میں قرض دینے کے لئے تیار ہوں، لیکن) میرے پاس کچھ رہن رکھ دو، انہوں نے پوچھا، رہن میں تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا: اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو، انہوں نے کہا کہ تم

صَوْتًا كَانَّه' يَقْطُرُ مِنْهُ الدَّمُ قَالَ اِنَّمَا هُوَ اَخِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَرَضِيْعِيْ اَبُوْنَائِلَةَ اِنَّ الْكَرِيْمَ لَوْدُعِيَ اِلَى طَعْنَةٍ بِلَيْلٍ لَاَجَابَ قَالَ وَ يُدْخِلُ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ مَعَه' رَجُلَيْنِ قِيْلَ لِسُفْيٰنَ سَمَّاهُمْ عَمْرٌو قَالَ سَمّٰى بَعْضَهُمْ قَالَ عَمْرٌو جَآءَ مَعَه' بِرَجُلَيْنِ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو وَاَبُوْ عَبْسِ بْنُ جَبْرٍ وَالْحٰرِثُ بْنُ اَوْسٍ وَّعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ عَمْرٌو جَآءَ مَعَه' بِرَجُلَيْنِ فَقَالَ اِذَا مَاجَآءَ فَاِنِّيْ قَائِلٌ بِشَعْرِهٖ فَاَشَمُّه' فَاِذَا رَاَيْتُمُوْنِيْ اسْتَمْكَنْتُ مِنْ رَّاْسِهٖ فَدُوْنَكُمْ فَاضْرِبُوْهُ وَقَالَ مَرَّةً ثُمَّ اُشِمُّكُمْ فَنَزَلَ اِلَيْهِمْ مُتَوَ شِّحًا وَهُوَ يَنْفَحُ مِنْهُ رِيْحُ الطِّيْبِ فَقَالَ مَا رَاَيْتُ كَالْيَوْمِ رِيْحًا اَيْ اَطْيَبَ وَقَالَ غَيْرُ عَمْرٍو قَالَ عِنْدِيْ اَعْطَرُ نِسَاءِ الْعَرَبِ وَاَكْمَلُ الْعَرَبِ قَالَ عَمْرٌو فَقَالَ اَتَاذَنُ لِيْ اِنْ اَشَمَّ رَاْسَكَ قَالَ فَشَمَّه' ثُمَّ اَشَمَّ اَصْحَابَه' ثُمَّ قَالَ اَتَاذَنُ لِيْ قَالَ نَعَمْ فَلَمَّا اسْتَمْكَنَ مِنْهُ قَالَ دُوْنَكُمْ فَقَتَلُوْهُ ثُمَّ اَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرُوْهُ۔

عرب کے خوبصورت ترین فرد ہو ہم تمہارے پاس اپنی عورتیں کس طرح گروی رکھ سکتے ہیں، اس نے کہا پھر اپنے بچوں کو گروی رکھ دو، انہوں نے کہا، ہم بچوں کو کس طرح گروی رکھ دیں۔ کل انہیں اسی پر گالیاں دی جائیں گی کہ ایک یا دو وسق پر اسے رہن رکھ دیا گیا تھا یہ تو بڑی بے غیرتی ہے۔ البتہ ہم تمہارے پاس ''لامۃ'' رہن رکھ سکتے ہیں۔ سفیان نے بیان کیا کہ مراد اس سے ہتھیار تھے۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اس سے دوبارہ ملنے کا وعدہ کیا اور رات کے وقت اس کے یہاں آئے، آپ کے ساتھ ابونائلہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ کعب بن اشرف کے رضاعی بھائی تھے۔ پھر اس کے قلعہ کے پاس جا کر انہوں نے اسے آواز دی۔ وہ باہر آنے لگا تو اس کی بیوی نے کہا۔ کہ اس وقت (اتنی رات گئے) کہاں باہر جا رہے ہو؟ اس نے کہا، وہ تو محمد بن مسلمہ اور میرا بھائی ابونائلہ ہیں۔ عمرو کے سوا (دوسرے راوی) نے بیان کیا کہ اس کی بیوی نے اس سے کہا تھا کہ مجھے تو یہ آواز ایسی لگتی ہے۔ جیسے اس سے خون ٹپک رہا ہو کعب نے جواب دیا کہ میرے بھائی محمد بن مسلمہ اور میرے رضاعی بھائی ابونائلہ ہیں۔ شریف کو اگر رات میں بھی نیزہ بازی کے لئے بلایا جاتا ہے، تو وہ نکل پڑتا ہے۔ بیان کیا کہ جب محمد بن مسلمہؓ اندر گئے تو

آپ کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ سفیان سے پوچھا گیا کہ کیا عمرو بن دینار نے ان کے نام بھی لئے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ بعض کا نام لیا تھا۔ عمرو نے بیان کیا کہ وہ آئے تو ان کے ساتھ دو آدمی اور تھے۔ اور عمرو بن دینار کے سوا (راوی نے) ابوعبس بن جبر، حارث بن اوس اور عباد بن بشر نام بتائے تھے، عمرو نے بیان کیا کہ وہ اپنے ساتھ دو آدمیوں کو لائے تھے اور انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ جب کعب آئے گا تو میں اس کے بال (سر کے) اپنے ہاتھ میں لے لوں گا اور اسے سونگھنے لگوں گا۔ جب تمہیں اندازہ ہو جائے کہ میں نے اس کا سر پوری طرح اپنے قبضہ میں لے لیا ہے تو پھر تیار ہو جانا اور اسے قتل کر ڈالنا۔ آخر کعب چادر لپیٹے ہوئے باہر آیا۔ اس کے جسم سے خوشبو پھوٹی پڑتی تھی۔ محمد بن مسلمہؓ نے فرمایا، آج سے زیادہ عمدہ خوشبو میں نے کبھی نہیں سونگھی تھی، (دوسرے راوی) نے بیان کیا کہ کعب اس پر بولا، میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے جو ہر وقت عطر میں بسی رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی اس کی کوئی نظیر نہیں۔ بیان کیا کہ محمد بن مسلمہؓ نے اس سے کہا، کیا تمہارے سر سونگھنے کی مجھے اجازت ہے؟ اس نے کہا، سونگھ سکتے ہو۔ بیان کیا کہ محمد بن مسلمہؓ نے اس کا سر سونگھا اور آپ کے بعد آپ کے ساتھیوں نے بھی سونگھا پھر آپ نے کہا، کیا دوبارہ سونگھنے کی اجازت ہے؟ اس نے اس مرتبہ بھی اجازت دے دی، پھر جب محمد بن مسلمہؓ نے اسے پوری طرح اپنے قابو میں لے لیا تو اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تیار ہو جاؤ، چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا اور آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کی اطلاع دی۔

باب ۱۰۹۵. قَتْلِ اَبِيْ رَافِعٍ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِي الْحُقَيْقِ وَيُقَالُ سَلَامُ ابْنُ اَبِي الْحُقَيْقِ

(۱۵۱۴) عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ

باب ۱۰۹۵۔ ابورافع عبداللہ بن ابی حقیق کا قتل

اس کا نام سلام بن ابی حقیق بتایا گیا ہے

۱۵۱۴۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَبِيْ رَافِعِ الْيَهُوْدِيِّ رِجَالًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَتِيْكٍ وَّكَانَ اَبُوْرَافِعٍ يُّؤْذِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِيْنُ عَلَيْهِ وَكَانَ فِيْ حِصْنٍ لَّهٗ بِاَرْضِ الْحِجَازِ فَلَمَّا دَنَوْا مِنْهُ وَقَدْ غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَرَاحَ النَّاسُ بِسَرْحِهِمْ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ لِاَصْحَابِهٖ اجْلِسُوْا مَكَانَكُمْ فَاِنِّيْ مُنْطَلِقٌ وَّمُتَلَطِّفٌ لِّلْبَوَّابِ لَعَلِّيْ اَنْ اَدْخُلَ فَاَقْبَلَ حَتّٰى دَنَا مِنَ الْبَابِ ثُمَّ تَقَنَّعَ بِثَوْبِهٖ كَاَنَّهٗ يَقْضِيْ حَاجَةً وَّقَدْ دَخَلَ النَّاسُ فَهَتَفَ بِهِ الْبَوَّابُ يَاعَبْدَاللّٰهِ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ اَنْ تَدْخُلَ فَادْخُلْ فَاِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ اُغْلِقَ الْبَابَ فَدَخَلْتُ فَكَمَنْتُ فَلَمَّا دَخَلَ النَّاسُ اَغْلَقَ الْبَابَ ثُمَّ عَلَّقَ الْاَغَالِيْقَ عَلٰى وَتَدٍ قَالَ فَقُمْتُ اِلَى الْاَقَالِيْدِ فَاَخَذْتُهَا فَفَتَحْتُ الْبَابَ وَكَانَ اَبُوْرَافِعٍ يُّسْمَرُ عِنْدَهٗ وَكَانَ فِيْ عَلَالِيَّ لَهٗ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْهُ اَهْلُ سَمَرِهٖ صَعِدْتُّ اِلَيْهِ فَجَعَلْتُ كُلَّمَا فَتَحْتُ بَابًا اَغْلَقْتُ عَلَيَّ مِنْ دَاخِلٍ قُلْتُ اِنَّ الْقَوْمَ لَوْ نَذِرُوْابِيْ لَمْ يَخْلُصُوْآ اِلَيَّ حَتّٰى اَقْتُلَهٗ فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِ فَاِذَاهُوَ فِيْ بَيْتٍ مُّظْلِمٍ وَّسْطَ عِيَالِهٖ لَااَدْرِيْ اَيْنَ هُوَ مِنَ الْبَيْتِ فَقُلْتُ يَااَبَارَافِعٍ قَالَ مَنْ هٰذَا فَاَهْوَيْتُ نَحْوَالصَّوْتِ فَاَضْرِبُهٗ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ وَاَنَادَهِشٌ فَمَآ اَغْنَيْتُ شَيْئًا فَصَاحَ فَخَرَجْتُ مِنَ الْبَيْتِ فَاَمْكُثُ غَيْرَ بَعِيْدٍ ثُمَّ دَخَلْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ مَا هٰذَا الصَّوْتُ يَآاَبَارَافِعٍ فَقَالَ لِاُمِّكَ الْوَيْلُ اِنَّ رَجُلًا فِي الْبَيْتِ ضَرَبَنِيْ قَبْلُ بِالسَّيْفِ قَالَ فَاَضْرِبُهٗ ضَرْبَةً اَثْخَنَتْهُ وَلَمْ اَقْتُلْهُ ثُمَّ وَضَعْتُ ظُبَةَ السَّيْفِ فِيْ بَطْنِهٖ حَتّٰى اَخَذَ فِيْ ظَهْرِهٖ فَعَرَفْتُ اَنِّيْ قَتَلْتُهٗ فَجَعَلْتُ اَفْتَحُ الْاَبْوَابَ بَابًا بَابًا حَتّٰى انْتَهَيْتُ اِلٰى دَرَجَةٍ لَّهٗ فَوَضَعْتُ رِجْلِيْ وَاَنَا اُرٰى اَنِّيْ قَدِ انْتَهَيْتُ اِلَى الْاَرْضِ فَوَقَعْتُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّقْمِرَةٍ فَانْكَسَرَتْ سَاقِيْ فَعَصَبْتُهَا بِعِمَامَةٍ ثُمَّ انْطَلَقْتُ حَتّٰى جَلَسْتُ عَلَى

نے ابورافع یہودی (کے قتل) کے لئے چند انصاری صحابہؓ کو بھیجا اور عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا، ابورافع، حضور اکرم ﷺ کی ایذاء کے درپے رہا کرتا تھا۔ اور آپ کے خلاف (آپ کے دشمنوں کی) مدد کیا کرتا تھا۔ سرزمین حجاز میں اسکا ایک قلعہ تھا اور وہیں وہ رہا کرتا تھا۔ جب اس کے قلعہ کے قریب یہ حضرات پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ اپنے مویشی لے کر واپس آ چکے تھے (اپنے گھروں کو) عبداللہ بن عتیکؓ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ آپ لوگ یہیں رہیں، میں (اس کے قلعہ پر) جا رہا ہوں۔ ممکن ہے دربان پر کوئی تدبیر کارگر ہو جائے اور میں اندر جانے میں کامیاب ہو جاؤں چنانچہ آپ (قلعہ کے پاس) آئے اور دروازے سے قریب پہنچ کر آپ نے خود کو اپنے کپڑوں میں اس طرح چھپالیا۔ جیسے کوئی قضاء حاجت کر رہا ہو۔ قلعہ کے تمام افراد اندر داخل ہو چکے تھے۔ دربان نے انہیں بھی قلعہ کا آدمی سمجھ کر) آواز دی، خدا کے بندے! اگر اندر آنا ہے تو جلدی آ جاؤ، میں اب دروازہ بند کر دوں گا۔ (عبداللہ بن عتیکؓ نے بیان کیا) چنانچہ میں بھی اندر چلا گیا اور چھپ کر اس کی نقل و حرکت کو دیکھنے لگا۔ جب سب لوگ اندر آ گئے تو اس نے دروازہ بند کیا اور کنجیوں کا گچھا ایک کھونٹی پر ٹانگ دیا۔ انہوں نے بیان کیا کہ اب میں ان کنجیوں کی طرف بڑھا اور انہیں اپنے قبضہ میں کر لیا۔ پھر میں نے دروازہ کھول لیا۔ ابورافع کے پاس اس وقت کہانیاں اور داستانیں بیان کی جا رہی تھیں۔ وہ اپنے خاص بالاخانے میں تھا۔ جب داستان گو اس کے یہاں سے اٹھ کر چلے گئے تو میں اس کے کمرے کی طرف چڑھنے لگا، اس عرصہ میں، میں جتنے دروازے (اس تک پہنچنے کے لئے) کھولتا تھا۔ انہیں اندر سے بند کر دیا کرتا تھا۔ اس سے میرا مقصد یہ تھا کہ اگر قلعہ والوں کو میرے متعلق معلوم بھی ہو جائے تو اس وقت تک یہ لوگ میرے پاس نہ پہنچ سکیں جب تک میں اسے قتل نہ کر لوں۔ آخر میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت وہ ایک تاریک کمرے میں اپنے اہل و عیال کے ساتھ (سو رہا) تھا، مجھے کچھ اندازہ نہیں ہو سکا کہ وہ کہاں ہے اس لئے میں نے آواز دی، یا ابا رافع! وہ بولا، کون ہے؟ اب میں نے آواز کی طرف بڑھ کر تلوار کی ایک ضرب لگائی، اس وقت میں بہت گھبرایا ہوا تھا اور یہی وجہ ہوئی کہ میں اس کا کام تمام نہیں کر سکا۔ وہ چیخا تو میں کمرے سے باہر نکل آیا اور تھوڑی دیر تک باہر ہی ٹھہرا رہا۔ پھر دوبارہ اندر

الْبَابِ فَقُلْتُ لَا اَخْرُجُ اللَّيْلَةَ حَتّٰى اَعْلَمَ اَقَتَلْتُه' فَلَمَّا صَاحَ الدِّيْكُ قَامَ النَّاعِيُ عَلَى السُّوْرِ فَقَالَ اَنْعٰى اَبَا رَا فِعٍ تَاجِرَاَهْلِ الْحِجَازِ فَانْطَلَقْتُ اِلٰى اَصْحَابِيْ فَقُلْتُ النَّجَآءَ فَقَدْ قَتَلَ اللّٰهُ اَبَا رَافِعٍ فَانْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُه' فَقَالَ اُبْسُطْ رِجْلَكَ فَبَسَطْتُ رِجْلِيْ فَمَسَحَهَا فَكَاَنَّمَا لَمْ اَشْتَكِهَا قَطُّ ۔

گیا اور میں نے پوچھا۔ ابورافع! یہ آواز کیسی تھی؟ وہ بولا، تیری ماں پر تباہی آئے۔ ابھی ابھی مجھ پر کسی نے تلوار سے حملہ کیا تھا۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر (آواز کی طرف بڑھ کر) میں نے تلوار کی ایک ضرب لگائی، انہوں نے بیان کیا کہ اگرچہ میں اسے زخمی تو بہت کر چکا تھا لیکن وہ ابھی مرا نہیں تھا۔ اس لئے میں نے تلوار کی نوک اس کے پیٹ پر رکھ کر دبائی جو اس کی پیٹھ تک پہنچ گئی۔ مجھے اب یقین ہو گیا تھا کہ میں اسے قتل کر چکا ہوں۔ چنانچہ میں نے دروازے ایک ایک کر کے کھولنے شروع کئے، آخر میں ایک زینے پر پہنچا۔ میں یہ سمجھا کہ زمین کی سطح تک میں پہنچ چکا ہوں (لیکن ابھی میں اوپر ہی تھا) اس لئے میں نے اس پر پاؤں رکھ دیا اور نیچے گر پڑا، چاندنی رات تھی، اس طرح گر پڑنے سے میری پنڈلی ٹوٹ گئی، میں نے اسے اپنے عمامہ سے باندھ لیا۔ اور آکر دروازے پر بیٹھ گیا۔ میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ یہاں سے اس وقت تک نہیں جاؤں گا جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے کہ آیا میں اسے قتل کر چکا ہوں یا نہیں۔ جب (سحر کے وقت) مرغ نے بانگ دی تو اسی وقت قلعہ کی فصیل پر ایک پکارنے والے نے کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ اہل حجاز کے تاجر ابورافع کی موت ہو گئی ہے۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ اب جلدی کرو، اللہ تعالیٰ نے ابورافع کو قتل کروا دیا ہے چنانچہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع دی۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنا پاؤں پھیلاؤ، میں نے پاؤں پھیلایا تو آنحضور ﷺ نے اس پر دست مبارک پھیرا۔ اور اس کی برکت سے پاؤں اتنا اچھا ہو گیا جیسے کبھی اس میں چوٹ آئی ہی نہیں تھی۔

باب ۱۰۹۶ . غَزْوَةِ اُحُد

(۱۵۱۵) عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فَاَيْنَ اَنَا قَالَ فِي الْجَنَّةِ فَاَلْقٰى تَمَرَاتٍ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ ۔

باب ۱۰۹۶۔ غزوۂ احد

۱۵۱۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے نبی کریم ﷺ سے غزوۂ احد کے موقعہ پر پوچھا، یارسول اللہ! اگر میں قتل کر دیا گیا تو میں کہاں جاؤں گا؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں! انہوں نے کھجور پھینک دی جو ان کے ہاتھ میں تھی اور لڑنے لگے، یہاں تک کہ شہید ہوئے۔

بـــاب ۱۰۹۷ . اِذْ هَمَّتْ طَّائِفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ

(۱۵۱۶) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍؓ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ وَّمَعَه' رَجُلَانِ يُقَاتِلَانِ عَنْهُ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ كَاَشَدِّ الْقِتَالِ مَارَاَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ۔

وَسَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) يَقُوْلُ نَثَلَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِنَانَتَهٗ يَوْمَ اُحُدٍ فَقَالَ ارْمِ فِدَاكَ اَبِيْ وَ اُمِّيْ

باب ۱۰۹۷۔ (قرآن مجید کی آیت) ''جب تم میں سے دو جماعتیں اس کا خیال کر بیٹھی تھیں کہ ہمت ہار دیں، درآنحالیکہ اللہ دونوں کا مددگار تھا اور مسلمانوں کو تو اللہ ہی پر اعتماد رکھنا چاہئے

۱۵۱۶۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا، غزوۂ احد کے موقعہ پر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ کے ساتھ دو اور صاحب (یعنی جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام انسانی صورت میں) تھے، وہ آپ کو اپنی حفاظت میں لے کر کفار سے بڑی بے جگری سے لڑ رہے تھے، ان کے جسم پر سفید کپڑے تھے، میں نے انہیں نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔ نیز حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ غزوۂ احد کے موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے

ترکش کے تیر مجھے نکال کر دیئے اور فرمایا خوب تیر برساؤ، میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

باب ۱۰۹۸ . لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَئٌ اَوْيَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْيُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ ظَالِمُوْن

(۱۵۱۷)عَنِ بْنِ عُمَرَ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنهما) اَنَّه' سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ رَاسَه' مِنَ الرُّكُوعِ مِنَ الرَّكْعَةِ الْاٰخِرَةِ مِنَ الْفَجْرِ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَّفُلَانًا وَّفُلَا نًا بَعْدَمَا يَقُوْلُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه' رَبَّنَالَكَ الْحَمْدُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِشَىْءٌ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّهُمْ ظٰلِمُوْن۔

باب ۱۰۹۸۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد آپ کو اس امر میں کوئی دخل نہیں، اللہ خواہ ان کی توبہ قبول کرے، خواہ انہیں عذاب دے اسلیئے کہ وہ ظالم ہیں

۱۵۱۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، جب آنحضور ﷺ فجر کی آخری رکعت کے رکوع سے سر مبارک اٹھاتے تو یہ دعا کرتے ''اے اللہ! فلاں! فلاں اور فلاں (یعنی صفوان بن امیہ، سہیل بن عمرو اور حارث بن ہشام،) کو اپنی رحمت سے دور کر دیجئے۔'' یہ دعا آپ سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد کے بعد کرتے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت لیس لک من الا مر شی سے فانھم ظلمون'' تک نازل کی، (ترجمہ عنوان کے تحت گذر چکا ہے)۔

باب ۱۰۹۹ . قَتْلِ حَمْزَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ

(۱۵۱۸)عَنْ عُبَيْدِالله بْنِ عَدِى(رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ)اَنَّهٗ قَالَ اَلَا تُخْبِرُنَا بِقَتْلِ حَمْزَةَ قَالَ نَعَمْ اِنَّ حَمْزَةَ قَتَلَ طُعَيْمَةَ بْنَ عَدِىِّ بْنِ الْخِيَارِ بِبَدْرٍ فَقَالَ لِىْ مَوْلَاى جُبَيْرُ بْنُ مُطْعِمٍ اِنْ قَتَلْتَ حَمْزَةَ بِعَمِّىْ فَاَنْتَ حُرٌّقَالَ فَلَمَّا اَنْ خَرَجَ النَّاسُ عَامَ عَيْنَيْنِ وَعَيْنَيْنِ جَبَلٌ بِحِبَالِ اُحُدٍ بَيْنَه' وَبَيْنَه' وَاِدٍ خَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ اِلَى الْقِتَالِ فَلَمَّا اصْطَفُّوْا لِلْقِتَالِ خَرَجَ سِبَاعٌ فَقَالَ هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ قَالَ فَخَرَجَ اِلَيْهِ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ يَاسِبَاعُ يَاابْنَ اُمِّ اَنْمَارٍ مُقَطِّعَةِ الْبُظُوْرِ اَتُحَادُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه' صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثُمَّ شَدَّ عَلَيْهِ فَكَانَ كَاَمْسِ الذَّاهِبِ قَالَ وَكَمَنْتُ لِحَمْزَةَ تَحْتَ صَخْرَةٍ لَمَّا دَنَامِنِّىْ رَمَيْتُه' بِحَرْبَتِىْ فَاَضَعُهَا فِىْ ثُنَّتِهٖ حَتّٰى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ وَرِكَيْهِ قَالَ فَكَانَ ذٰلِكَ الْعَهْدَ بِهٖ فَلَمَّا رَجَعَ

باب ۱۰۹۹۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

۱۵۱۸۔ حضرت عبیداللہ بن عدیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت وحشیؓ سے کہا کہ آپ حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات بتا سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، بدر کی لڑائی میں حمزہؓ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو قتل کیا تھا، میرے مولا جبیر بن مطعم نے مجھ سے کہا کہ اگر تم نے حمزہ کو میرے چچا (طعیمہ) کے بدلے میں قتل کر دیا تو تم آزاد ہو۔ انہوں نے بتایا کہ پھر جب قریش عینین کی جنگ کے لئے نکلے۔ عینین احد کی ایک پہاڑی ہے اور اس کے اور احد کے درمیان وادی حائل ہے۔ تو میں بھی ان کے ساتھ جنگ کے ارادہ سے ہولیا۔ جب (دونوں فوجیں آمنے سامنے) لڑنے کے لئے صف بستہ ہوگئیں تو (قریش کی صف میں سے) سباع بن عبدالعزی نکلا اور اس نے آواز دی، ہے کوئی لڑنے والا؟ بیان کیا کہ (اس کی اس دعوت مبارزت پر) حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نکل کر آئے اور فرمایا، اے سباع، اے ام انمار کے بیٹے جو عورتوں کے ختنے کیا کرتی تھی تو اللہ اور اس کے رسول سے

فائدہ:۔ عورتوں کا ختنہ۔ ہم ہندوستانیوں کے لئے عجیب سی بات ہے، لیکن عرب میں، مردوں کی طرح عورتوں کا بھی ختنہ ہوتا تھا اور جس طرح مردوں کے ختنے مرد کیا کرتے تھے، عورتوں کے ختنے عورتیں کیا کرتی تھیں۔ یہ طریقہ جاہلیت میں بھی رائج تھا اور اسلام نے اسے باقی رکھا کیونکہ ابراہیم علیہ السلام کی جو بعض سنتیں عربوں میں باقی رہ گئی تھیں ان میں سے ایک یہ بھی تھی۔ عرب ممالک میں عورتوں کے ختنے کا اب بھی رواج ہے۔ لیکن ہم ہندوستانی مسلمان ہیں اور اس سے کوئی واقفیت بھی نہیں رکھتے۔ جس طرح مردوں کا ختنہ سنت ہے، عورتوں کا ختنہ بھی سنت ہے۔ چونکہ سباع بن عبدالعزی کی ماں عورتوں کے ختنے کیا کرتی تھی، اس لئے حمزہؓ نے اسے اس کی ماں کے پیشے پر عار دلائی۔

النَّاسُ رَجَعْتُ مَعَهُمْ فَاَقَمْتُ بِمَكَّةَ حَتّٰى فَشَافِيهَا الْاِسْلَامُ ثُمَّ خَرَجْتُ اِلَى الطَّآئِفِ فَاَرْسَلُوْآ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُوْلًا فَقِيْلَ لِيْ اِنَّه' لَايَهِيْجُ الرُّسُلَ فَخَرَجْتُ مَعَهُمْ حَتّٰى قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰنِيْ قَالَ اَنْتَ وَحْشِيٌّ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اَنْتَ قَتَلْتَ حَمْزَةَ قُلْتُ قَدْ كَانَ مِنَ الْاَمْرِ مَابَلَغَكَ قَالَ فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ اَنْ تُغَيِّبَ وَجْهَكَ عَنِّيْ قَالَ فَخَرَجْتُ فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ مُسَيْلَمَةُ الْكَذَّابُ قُلْتُ لَاَخْرُجَنَّ اِلٰى مُسَيْلَمَةَ لَعَلِّيْ اَقْتُلُه' فَاُكَافِئُ بِهٖ حَمْزَةَ قَالَ فَخَرَجْتُ مَعَ النَّاسِ فَكَانَ مِنْ اَمْرِهٖ مَاكَانَ قَالَ فَاِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِيْ ثُلْمَةِ جِدَارٍ كَاَنَّه' جَمَلٌ اَوْرَقُ ثَائِرُ الرَّاْسِ قَالَ فَرَمَيْتُه' بِحَرْبَتِيْ فَاَضَعُهَا بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتّٰى خَرَجَتْ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ قَالَ وَوَثَبَ اِلَيْهِ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَضَرَبَه' بِالسَّيْفِ عَلٰى هَامَّتِهٖ ۔

لڑنے آیا ہے، بیان کیا کہ پھر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کیا اور قتل کر دیا۔ اب وہ گذرے ہوئے رن کی طرح ہو چکا تھا۔ وحشی نے بیان کیا کہ ادھر میں ایک چٹان کے نیچے۔ حمزہ کی تاک میں تھا اور جوں ہی وہ مجھ سے قریب ہوئے میں نے ان پر اپنا چھوٹا نیزہ پھینک کر مارا۔ نیزہ ان کی ناف کے نیچے جا کر لگا اور سرین کے پار ہو گیا۔ بیان کیا کہ یہی ان کی شہادت کا سبب بنا۔ پھر جب قریش واپس ہوئے تو میں بھی ان کے ساتھ واپس آ گیا اور مکہ میں مقیم رہا۔ لیکن جب مکہ بھی اسلامی سلطنت کے تحت آ گیا تو میں طائف چلا گیا۔ طائف والوں نے بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک قاصد بھیجا (اپنی اطاعت اور اسلام کے لئے) تو مجھ سے وہاں کے لوگوں نے کہا کہ انبیاء کسی پر زیادتی نہیں کرتے اس لئے تم مطمئن رہو، اسلام قبول کرنے کے بعد تمہاری پچھلی تمام غلطیاں معاف ہو جائیں گی) چنانچہ میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا۔ جب میں آنحضور ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو دریافت فرمایا۔ کیا تمہارا ہی نام وحشی ہے۔ میں نے عرض کی کہ جی ہاں! آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تمہیں نے حمزہ کو قتل کیا تھا؟ میں نے عرض کی، جو آنحضور ﷺ کو معاملے میں معلوم ہے وہی صحیح ہے۔ آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا، کیا تم ایسا کر سکتے ہو کہ اپنی صورت مجھے کبھی نہ دکھاؤ۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں وہاں سے نکل گیا۔ پھر آنحضور ﷺ کی جب وفات ہوئی تو مسیلمہ کذاب نے خروج کیا۔ اب میں نے سوچا کہ مجھے مسیلمہ کے خلاف جنگ میں ضرور شرکت کرنی چاہئے، ممکن ہے میں اسے قتل کر دوں اور اس طرح حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کی مکافات ہو سکے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں بھی اس کے خلاف جنگ کے لئے مسلمانوں کے ساتھ نکلا، اس سے جنگ کے واقعات سب کو معلوم ہیں۔ بیان کیا کہ (میدان جنگ میں) میں نے دیکھا کہ ایک شخص (مسیلمہ) ایک دیوار کی دراز سے لگا کھڑا ہے، جیسے گندمی رنگ کا کوئی اونٹ ہو، سر کے بال پریشان تھے۔ بیان کیا کہ میں نے اس پر بھی اپنا چھوٹا نیزہ پھینک کر مارا۔ نیزہ اس کے سینے پر لگا، اور شانوں کو پار کر گیا۔ بیان کیا کہ اتنے میں ایک انصاری صحابی جھپٹے اور تلوار سے اس کی کھوپڑی پر مارا۔

فائدہ:۔ اسلام لانے کے بعد ان کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے، لیکن انہوں نے آنحضور ﷺ کے چچا، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا تھا اور اس میں بھی اتنی بے دردی کا مظاہرہ کیا تھا کہ جب وہ شہید ہو گئے تو ان کا سینہ چاک کر کے اندر سے دل نکالا تھا اور لاش کو بگاڑ دیا تھا۔ اس لئے یہ ایک قدرتی بات تھی کہ انہیں دیکھ کر حمزہ رضی اللہ عنہ کی غم انگیز شہادت آنحضور ﷺ کے سامنے آ جاتی، اور پھر یہ بھی سوچئے کہ آنحضور ﷺ، روحی وابی وامی فداہ اپنے چچا کو اتنی بے دردی سے قتل کرنے والے کی صحبت کیسے برداشت کر سکتے تھے۔

باب ۱۱۰۰۔ مَآاَصَابَ النَّبِيَّ ﷺ مِنَ الْجِرَاحِ يَوْمَ اُحُدٍ

باب ۱۱۰۰۔ غزوۂ احد کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ کو جو زخم پہنچے تھے

(۱۵۱۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْتَدَّ غَضَبُ

۱۵۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا غضب اس قوم پر انتہائی سخت ہے جنہوں نے اس کے نبی

اللّٰہِ عَلٰی قَوْمٍ فَعَلُوْابِنَبِیِّہٖ یُشِیْرُ اِلٰی رَبَاعِیَتِہٖ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰہِ عَلٰی رَجُلٍ یَقْتُلُہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ۔

کے ساتھ یہ کیا، آپ کا اشارہ آگے کے دندان مبارک (کے ٹوٹ جانے) کی طرف تھا، اللہ تعالیٰ کا غضب اس شخص (ابن ابی بن خلف) پر انتہائی سخت ہے۔ جسے اس کے نبی نے اللہ کے راستے میں قتل کیا ہے۔

باب ۱۱۰۱. اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ

باب ۱۱۰۱۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور اسکے رسول کی دعوت پر لبیک کہا

(۱۵۲۰) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا لَمَّا اَصَابَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَااَصَابَ یَوْمَ اُحُدٍ وَانْصَرَفَ عَنْہُ الْمُشْرِکُوْنَ خَافَ اَنْ یَّرْجِعُوْا قَالَ مَنْ یَّذْھَبُ فِیْ اَثْرِھِمْ فَانْتَدَبَ مِنْھُمْ سَبْعُوْنَ رَجُلًا قَالَ کَانَ فِیْھِمْ اَبُوْ بَکْرٍ وَّالزُّبَیْرُ۔

۱۵۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ احد کی لڑائی میں رسول اللہ ﷺ کو جو کچھ تکلیف پہنچی تھی جب وہ پہنچی، اور مشرکین واپس جانے لگے تو آنحضور ﷺ کو اس کا خطرہ ہوا کہ کہیں وہ پھر لوٹ کر حملہ نہ کریں، اس لئے آپ نے فرمایا کہ ان کا تعاقب کرنے کون جائے؟ اسی وقت ستر صحابہؓ نے اپنی خدمات پیش کیں۔ بیان کیا کہ ابوبکر اور زبیر رضی اللہ عنہما بھی انہیں میں تھے۔

باب ۱۱۰۲. غَزْوَۃُ الْخَنْدَقِ وَھِیَ الْاَحْزَابُ

باب ۱۱۰۲۔ غزوۂ خندق، اس کا دوسرا نام غزوۂ احزاب ہے

(۱۵۲۱) عَنْ جَابِرٍ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) فَقَالَ اِنَّا یَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفِرُ فَعَرَضَتْ کُدْیَۃٌ شَدِیْدَۃٌ فَجَآءُ وا النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا ھٰذِہٖ کُدْیَۃٌ عَرَضَتْ فِی الْخَنْدَقِ فَقَالَ اَنَا نَازِلٌ ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُہٗ مَعْصُوْبٌ بِحَجَرٍ وَّلَبِثْنَا ثَلٰثَۃَ اَیَّامٍ لَا نَذُوْقُ ذَوَاقًا فَاَخَذَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمِعْوَلَ فَضَرَبَ فَعَادَ کَثِیْبًا اَھْیَلَ اَوْاَھْیَمَ۔

۱۵۲۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ہم غزوۂ خندق کے موقعہ پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک بہت سخت قسم کی چٹان سی نکلی، (جس پر کدال اور پھاوڑے کا کوئی اثر نہیں ہوتا تھا، اس لئے خندق کی کھدائی میں رکاوٹ پیدا ہوگئی) صحابہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے عرض کی کہ خندق میں ایک چٹان ظاہر ہوگئی ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اندر اترتا ہوں۔ چنانچہ آپ کھڑے ہوئے، اس وقت (بھوک کی شدت کی وجہ سے) آپ کا پیٹ پتھر سے بندھا ہوا تھا۔ تین دن سے ہمیں ایک دانہ بھی کھانے کے لئے نہیں ملا تھا۔ آنحضور ﷺ نے کدال اپنے ہاتھ میں لی اور چٹان پر اس سے مارا۔ چٹان (ایک ہی ضرب میں) بالو کے ڈھیر کی طرح بہہ گئی۔

(۱۵۲۲) عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ صُرَدٍ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْاَحْزَابِ نَغْزُوْھُمْ وَلَایَغْزُوْنَنَا۔

۱۵۲۲۔ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ احزاب کے موقعہ پر (جب کفار کا لشکر ناکام واپس ہوگیا) فرمایا کہ اب ہم ان سے لڑیں گے آئندہ وہ ہم پر چڑھ کر کبھی نہ آسکیں گے۔

(۱۵۲۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ اَعَزَّ جُنْدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَہٗ۔

۱۵۲۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے، تنہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جس نے اپنے لشکر (اسلامی لشکر) کو فتح دی، اپنے بندے کی مدد کی (یعنی حضور اکرم ﷺ کی) اور احزاب (قبائل عرب) کو تنہا مغلوب کیا (غزوۂ خندق کے موقعہ پر) پس اس کے مقابلے میں کسی کی کوئی حیثیت نہیں۔

باب۱۱۰۳. مَرْجِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْاَحْزَابِ وَمَخْرَجِهٖ اِلٰى بَنِي قُرَيْظَةَ وَمُحَاصَرَتِهٖ اِيَّاهُمْ

(۱۵۲٤)عَنْ اَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ نَزَلَ اَهْلُ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَاَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى سَعْدٍ فَاَتٰى عَلٰى حِمَارٍ فَلَمَّا دَنٰى مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ اَوْ خَيْرِكُمْ فَقَالَ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ فَقَالَ تَقْتُلُ مُقَاتِلَهُمْ وَتَسْبِيْ ذَرَارِيَّهُمْ قَالَ قَضَيْتَ بِحُكْمِ اللّٰهِ وَرُبَمَا قَالَ بِحُكْمِ الْمَلِكِ۔

باب۱۱۰۳۔غزوۂ احزاب سے نبی کریم ﷺ کی واپسی، پھر بنوقریظہ پر فوج کشی اوران کا محاصرہ

۱۵۲۴۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنوقریظہ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ اس مسجد کے قریب ہوئے جسے آنحضور ﷺ نے نماز پڑھنے کے لئے منتخب کر رکھا تھا تو آنحضور ﷺ نے انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کی تکریم کے لئے کھڑے ہو جاؤ، یا (آنحضور ﷺ نے فرمایا) اپنے سے بہتر (کی تکریم کے لئے کھڑے ہو جاؤ) اس کے بعد آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ بنو قریظہ نے آپ کو ثالث مان کر ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ چنانچہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ کیا کہ جتنے ان میں جنگ کے قابل ہیں، انہیں قتل کر دیا جائے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا جائے۔ آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا کہ آپ نے اللہ کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا یا آنحضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ فرشتہ (جبرائیل علیہ السلام) کے فیصلہ کے مطابق۔

باب۱۱۰۴. غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ

(۱۵۲۵)عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ فِي الْخَوْفِ فِيْ غَزْوَةِ السَّابِعَةِ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ۔

باب۱۱۰۴۔غزوۂ ذات الرقاع

۱۵۲۵۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز خوف ساتویں (سال یا ساتویں غزوۂ) میں پڑھی تھی، یعنی غزوۂ ذات الرقاع میں۔

(۱۵۲٦)عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ وَّنَحْنُ سِتَّةُ نَفَرٍ بَيْنَنَا بَعِيْرٌ نَعْتَقِبُهٗ فَنَقِبَتْ اَقْدَامُنَا وَنَقِبَتْ قَدَمَايَ وَسَقَطَتْ اَظْفَارِيْ وَكُنَّا نَلُفُّ عَلٰى اَرْجُلِنَا الْخِرَقَ فَسُمِّيَتْ غَزْوَةَ ذَاتِ الرِّقَاعِ لِمَا كُنَّا نَعْصِبُ مِنَ الْخِرَقِ عَلٰى اَرْجُلِنَا۔

۱۵۲۶۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک غزوۂ کے لئے نکلے، ہم چھ ساتھی تھے اور ہم سب کے لئے صرف ایک اونٹ تھا۔ جس پر یکے بعد دیگرے ہم سوار ہوتے تھے (پیدل طویل اور پُر مشقت سفر کی وجہ سے) ہمارے پاؤں پھٹ گئے تھے میرے بھی پاؤں پھٹ گئے تھے، ناخن بھی جھڑ گئے تھے چنانچہ ہم قدموں پر کپڑے کی پٹی باندھ کر چل رہے تھے اسی لئے اس کا نام ذات الرقاع پڑا، کیونکہ ہم نے قدموں کو پٹیوں سے باندھا تھا۔

(۱۵۲۷)عَنْ صَالِحِ بْنِ خَوَّاتٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَمَّنْ شَهِدَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ ذَاتِ الرِّقَاعِ صَلّٰى صَلٰوةَ الْخَوْفِ اَنَّ طَائِفَةً صَفَّتْ مَعَهٗ وَطَائِفَةٌ وُّجَاهَ الْعَدُوِّ فَصَلّٰى بِالَّتِيْ مَعَهٗ رَكْعَةً ثُمَّ ثَبَتَ

۱۵۲۷۔حضرت صالح بن خوات ؓ نے، ایک ایسے صحابی کے حوالہ سے بیان کیا جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں شرکت کی تھی کہ حضور اکرمؐ نے نماز خوف پڑھی تھی۔ اس کی صورت یہ ہوئی تھی کہ پہلے ایک جماعت نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی، اس وقت

قَآئِمًا وَّاَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ انْصَرَفُوْا فَصَفُّوْا وُجَاهَ الْعَدُوِّ وَجَآءَتِ الطَّآئِفَةُ الْاُخْرٰی فَصَلّٰی بِهِمُ الرَّكْعَةَ الَّتِیْ بَقِيَتْ مِنْ صَلٰوتِهٖ ثُمَّ ثَبَتَ جَالِسًا وَّ اَتَمُّوْا لِاَنْفُسِهِمْ ثُمَّ سَلَّمَ بِهِمْ۔

دوسری جماعت (مسلمانوں کی) دشمن کے مقابلے پر کھڑی تھی۔ آنحضور ﷺ نے اس جماعت کو جو آپ کے پیچھے صف میں کھڑی تھی، ایک رکعت نماز پڑھائی اور اس کے بعد آپ کھڑے رہے، اس جماعت نے اس عرصہ میں اپنی نماز پوری کر لی اور واپس آ کر دشمن کے مقابلے میں کھڑے ہو گئے اس کے بعد دوسری جماعت آئی تو آنحضور ﷺ نے انہیں نماز کی دوسری رکعت پڑھائی جو باقی رہ گئی تھی اور (رکوع وسجدہ کے بعد) آپ قعدہ میں بیٹھے رہے۔ پھر ان لوگوں نے جب اپنی نماز (جو باقی رہ گئی تھی) پوری کر لی تو آپ نے ان کے ساتھ سلام پھیرا۔

(۱۵۲۸) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَفَلَ مَعَهٗ فَاَدْرَكَتْهُمُ الْقَائِلَةُ فِیْ وَادٍ كَثِيْرِ الْعِضَاهِ فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَرَّقَ النَّاسُ فِی الْعِضَاهِ يَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ وَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ سَمُرَةٍ فَعَلَّقَ بِهَا سَيْفَهٗ قَالَ جَابِرٌ فَنِمْنَا نَوْمَةً ثُمَّ اِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْنَا فَجِئْنَا فَاِذَا عِنْدَهٗ اَعْرَابِیٌّ جَالِسٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذَا اخْتَرَطَ سَيْفِیْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَيْقَظْتُ وَهُوَ فِیْ يَدِهٖ صَلْتًا فَقَالَ لِیْ مَنْ يَمْنَعُكَ مِنِّیْ قُلْتُ اللّٰهُ فَهَاهُوَ جَالِسٌ ثُمَّ لَمْ يُعَاقِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۵۲۸۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اطراف نجد میں غزوہ کے لئے گئے تھے پھر جب آنحضور ﷺ واپس ہوئے تو آپ بھی واپس ہوئے۔ قیلولہ کا وقت ایک وادی میں آیا، جہاں ببول کے درخت بہت تھے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ وہیں اتر گئے، اور صحابہ درختوں کے سائے کے لئے پوری وادی میں پھیل گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے بھی ایک ببول کے درخت کے نیچے قیام فرمایا اور اپنی تلوار اس درخت پر لٹکا دی۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابھی تھوڑی ہی دیر ہمیں سوئے ہوئے ہوئی تھی کہ آنحضور ﷺ نے ہمیں پکارا۔ ہم جب خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کے پاس ایک اعرابی بیٹھا ہوا تھا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے میری تلوار (مجھی پر) کھینچ لی تھی۔ میں اس وقت سویا ہوا تھا، میری آنکھ کھلی تو ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ اس نے مجھ سے کہا، تمہیں میرے ہاتھ سے آج کون بچائے گا؟ میں نے کہا کہ اللہ! اب دیکھو یہ بیٹھا ہوا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسے پھر کوئی سزا نہیں دی۔

باب ۱۱۰۵۔ غَزْوَةِ بَنِی الْمُصْطَلِقِ مِنْ خُزَاعَةَ وَهِیَ غَزْوَةُ الْمُرَيْسِيْعِ

باب ۱۱۰۵۔ غزوۂ بنی المصطلق۔ یہ غزوہ قبیلہ بنو خزاعہ سے ہوا تھا اس کا دوسرا نام غزوہ مریسیع ہے

(۱۵۲۹) قَالَ اَبُوْسَعِيْد (الْخُدْرِیْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةِ بَنِی الْمُصْطَلِقِ فَاَصَبْنَا سَبْيًا مِّنْ سَبْیِ الْعَرَبِ فَاشْتَهَيْنَا النِّسَآءَ وَاشْتَدَّتْ عَلَيْنَا الْعُزْبَةُ وَاَحْبَبْنَا الْعَزْلَ فَاَرَدْنَا اَنْ نَّعْزِلَ وَقُلْنَا نَعْزِلُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا قَبْلَ اَنْ نَسْاَلَهٗ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَفْعَلُوْا مَامِنْ نَسَمَةٍ كَائِنَةٍ اِلٰی يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

۱۵۲۹۔ حضرت ابوسعید خدری ؓ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ بنی المصطلق کے لئے نکلے، اس غزوہ میں ہمیں کچھ عرب کے قیدی ملے (جن میں عورتیں تھیں) پھر اس سفر میں ہمیں عورتوں کی خواہش ہوئی اور تنہائی جیسے کاٹنے لگی، دوسری طرف ہم عزل کرنا چاہتے تھے (تاکہ ان عورتوں سے بچہ نہ پیدا ہو) ہمارا ارادہ یہی تھا کہ عزل کر لیں گے لیکن پھر ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ موجود ہیں، آپ ﷺ سے پوچھے بغیر عزل کرنا مناسب نہ ہوگا۔ چنانچہ ہم نے آنحضور ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا

اِلَّا وَهِیَ كَائِنَةٌ۔

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم عزل نہ کرو پھر بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ قیامت تک جو جان وجود میں آنے والی ہے وہ ضرور آ کر رہے گی۔

باب ۱۱۰۶ . غَزْوَةِ اَنْمَارٍ

(۱۵۳۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْاَنْصَارِیِّ ﷺ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزْوَةِ اَنْمَارٍ یُصَلِّیْ عَلٰی رَاحِلَتِهٖ مُتَوَجِّهًا قِبَلَ الْمَشْرِقِ مُتَطَوِّعًا۔

باب ۱۱۰۶۔ غزوۂ انمار

۱۵۳۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو غزوۂ انمار میں دیکھا کہ نفل نماز آپ ﷺ اپنی سواری پر مشرق کی طرف رخ کئے ہوئے پڑھ رہے تھے۔

باب ۱۱۰۷ . غَزْوَةِ الْحُدَیْبِیَّةِ

(۱۵۳۱) عَنِ الْبَرَاءِ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ تَعُدُّوْنَ اَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ وَ قَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا وَّنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَیْعَةَ الرِّضْوَانِ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّةِ كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَیْبِیَّةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا فَلَمْ نَتْرُكْ فِیْهَا قَطْرَةً فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهَا فَجَلَسَ عَلٰی شَفِیْرِهَا ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ مِّنْ مَّاءٍ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا ثُمَّ صَبَّهٗ فَتَرَكْنَاهَا غَیْرَ بَعِیْدٍ ثُمَّ اِنَّهَا اَصْدَرَتْنَا مَاشِئْنَا نَحْنُ وَرِكَابُنَا

باب ۱۱۰۷۔ غزوۂ حدیبیہ

۱۵۳۱۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم لوگ فتح مکہ کو (حقیقی اور آخری) فتح سمجھتے ہو، فتح مکہ تو بہرحال فتح تھی ہی لیکن ہم غزوۂ حدیبیہ کی بیعت رضوان کو حقیقی فتح سمجھتے ہیں۔ اس دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چودہ سو افراد تھے۔ حدیبیہ نامی ایک کنواں وہاں پر تھا۔ ہم نے اس میں سے اتنا پانی کھینچا کہ اس کے اندر ایک قطرہ بھی پانی کے نام پر باقی نہ رہا۔ حضور اکرم ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی (کہ پانی ختم ہو گیا ہے) تو آپ کنویں پر تشریف لائے اور اس کے کنارے بیٹھ کر کسی ایک برتن میں پانی طلب فرمایا۔ اس سے آپ ﷺ نے وضو کیا اور مضمضہ (کلی) کیا اور دعا کی۔ پھر سارا پانی اس کنویں میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے لئے ہم نے کنویں کو یوں ہی رہنے دیا اور اس کے بعد جتنا ہم نے چاہا اس میں سے پانی پیا اور اپنی سواریوں کو پلایا۔

(۱۵۳۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ الْحُدَیْبِیَّةِ اَنْتُمْ خَیْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ وَكُنَّا اَلْفًا وَّاَرْبَعَ مِائَةٍ وَّلَوْ كُنْتُ اُبْصِرُ الْیَوْمَ لَاَرَیْتُكُمْ مَكَانَ الشَّجَرَةِ۔

۱۵۳۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حدیبیہ کے موقعہ پر فرمایا تھا کہ تم لوگ اہل ارض میں سب سے بہتر ہو۔ ہماری تعداد اس موقعہ پر چودہ سو تھی۔ اگر آج میری آنکھوں میں بینائی ہوتی۔ تو میں اس درخت کا محل وقوع بتا تا (جہاں بیعت رضوان ہوئی تھی) (حضرت جابرؓ آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے)

(۱۵۳۳) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَسِیْرُ مَعَهٗ لَیْلًا فَسَاَلَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ شَیْءٍ فَلَمْ یُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَلَمْ یُجِبْهُ ثُمَّ سَاَلَهٗ فَلَمْ یُجِبْهُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثَكِلَتْكَ اُمُّكَ یَا عُمَرُ نَزَرْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

۱۵۳۳۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کسی سفر میں تھے (سفر حدیبیہ میں) رات کا وقت تھا اور (میں) عمر بن خطابؓ آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے کچھ پوچھا، لیکن آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے (اپنے دل میں) کہا، عمر! تیری ماں تجھے روئے، رسول اللہ ﷺ سے تم نے تین مرتبہ سوال کیا، جو آپ ﷺ کو پسند نہیں تھا، چنانچہ آنحضور ﷺ نے تمہیں ایک مرتبہ

ثَلٰثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَالِكَ لَا يُجِيبُكَ قَالَ عُمَرُ فَحَرَّكْتُ بَعِيرِى ثُمَّ تَقَدَّمْتُ اَمَامَ الْمُسْلِمِينَ وَخَشِيتُ اَنْ يَّنْزِلَ فِيَّ قُرْآنٌ فَمَا نَشِبْتُ اَنْ سَمِعْتُ صَارِخًا يَصْرُخُ بِى قَالَ فَقُلْتُ لَقَدْ خَشِيتُ اَنْ يَكُونَ نَزَلَ فِيَّ قُرْاٰنٌ وَجِئْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ لَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيَّ اللَّيْلَةَ سُورَةٌ لَهِيَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ ثُمَّ قَرَاَ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا

بھی جواب نہیں دیا۔عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو ایڑ لگائی اور مسلمانوں سے آگے نکل گیا، مجھے ڈر تھا کہ کہیں میرے بارے میں کوئی وحی نازل نہ ہو جائے۔ابھی تھوڑی دیر ہوئی تھی کہ میں نے سنا، ایک شخص مجھے آواز دے رہا تھا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سوچا کہ میں تو پہلے ہی ڈر رہا تھا کہ میرے بارے میں کہیں کوئی وحی نازل نہ ہو جائے۔ بہر حال میں آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ رات مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے اور وہ مجھے اس تمام کائنات سے عزیز ہے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے پھر آپ نے ''انا فتحنالک فتحاً مبیناً (بے شک ہم نے آپ کو کھلی ہوئی فتح دی ہے) کی تلاوت فرمائی۔

(۱۵۳۴) عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهما) يَزِيدُ اَحَدُهُمَا عَلٰى صَاحِبِهٖ قَالَا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَّةِ فِي بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةٍ مِنْ اَصْحَابِهٖ فَلَمَّا اَتٰى ذَاالْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْىَ وَاَشْعَرَهٗ وَاَحْرَمَ مِنْهَا بِعُمْرَةٍ وَّبَعَثَ عَيْنًا لَهٗ مِنْ خُزَاعَةَ وَسَارَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى كَانَ بِغَدِيرِ الْاَشْطَاطِ اَتَاهُ عَيْنُهٗ قَالَ اِنَّ قُرَيْشًا جَمَعُوا لَكَ جُمُوعًا وَّقَدْ جَمَعُوا لَكَ الْاَحَابِيشَ وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ وَصَادُّوكَ عَنِ الْبَيْتِ وَمَانِعُوكَ فَقَالَ اَشِيرُوا اَيُّهَا النَّاسُ عَلَيَّ اَتَرَوْنَ اَنْ اَمِيلَ اِلٰى عِيَالِهِمْ وَذَرَارِيِّ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ يُرِيدُونَ اَنْ يَصُدُّونَا عَنِ الْبَيْتِ فَاِنْ يَّاْتُونَا كَانَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ قَطَعَ عَيْنًا مِّنَ الْمُشْرِكِينَ وَاِلَّا تَرَكْنَاهُمْ مَّحْرُوبِينَ قَالَ اَبُوبَكْرٍ يَّارَسُولَ اللّٰهِ خَرَجْتَ عَامِدًا لِهٰذَا الْبَيْتِ لَاتُرِيدُ قَتْلَ اَحَدٍ وَّلَاحَرْبَ اَحَدٍ فَتَوَجَّهْ لَهٗ فَمَنْ صَدَّنَا عَنْهُ قَاتَلْنَاهُ قَالَ امْضُوا عَلَى اسْمِ اللّٰهِ۔

۱۵۳۴۔حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ اور مروان بن حکم (دونوں راوی) اپنی روایتوں میں کچھ اضافے کے ساتھ حدیث بیان کرتے تھے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ صلح حدیبیہ کے موقع پر تقریباً ایک ہزار صحابہؓ کو ساتھ لے کر روانہ ہوئے۔ پھر جب آپ ﷺ ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ ﷺ نے قربانی کے جانور کو قلادہ پہنایا اور اس پر نشان لگایا اور وہیں سے عمرہ کا احرام باندھا۔ پھر آپ ﷺ نے قبیلہ خزاعہ کے ایک صحابی کو جاسوسی کے لئے بھیجا اور خود بھی سفر جاری رکھا۔ جب آپ عذیر الاشطاط پر پہنچے تو آپ ﷺ کے جاسوس بھی خبریں لے کر آ گئے، انہوں نے بتایا کہ قریش نے آپ کے مقابلے کے لئے بہت بڑا مجمع تیار کر رکھا ہے اور بہت سے قبائل کو بلایا ہے، وہ آپ سے جنگ کرنے پر تلے ہوئے ہیں اور آپ کو بیت اللہ الحرام (کے عمرہ) سے روکیں گے۔ اس پر آنحضور ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا، لوگو! مجھے مشورہ دو، کیا تمہارے خیال میں یہ مناسب ہوگا کہ میں ان کفار کے عورتوں اور بچوں پر حملہ کروں، جو ہمارے بیت اللہ تک پہنچنے میں رکاوٹ بننا چاہتے ہیں، اگر انہوں نے ہمارا مقابلہ کیا تو اللہ عزوجل نے مشرکین سے ہمارے جاسوس کو بھی محفوظ رکھا ہے، اور اگر وہ ہمارے مقابلے پر نہیں آئے تو ہم انہیں ایک شکست خوردہ قوم کی طرح چھوڑ دیں گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ! آپ تو محض بیت اللہ کے ارادہ سے نکلے ہیں، نہ آپ کا ارادہ کسی کو قتل کرنے کا تھا اور نہ کسی سے لڑائی کا، اس لئے آپ بیت اللہ تشریف لے چلئے۔ اگر ہمیں پھر بھی کوئی بیت اللہ تک جانے سے روکے گا تو ہم اس

سے جنگ کریں گے آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا نام لے کر سفر جاری رکھو۔

(۱۵۳۵) عَنْ نَّافِعٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ اِنَّ النَّاسَ يَتَحَدَّثُوْنَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ وَلٰكِنَّ عُمَرُ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ اَرْسَلَ عَبْدَاللّٰهِ اِلٰی فَرَسٍ لَه' عِنْدَ رَجُلٍ مِنَ الْاَنْصَارِ يَاتِيْ بِهٖ لِيُقَاتِلَ عَلَيْهِ ورسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ وَعُمَرُ لَايَدْرِیْ بِذٰلِكَ فَبَايَعَهٗ عَبْدُاللّٰهِ ثُمَّ ذَهَبَ اِلَى الْفَرَسِ فَجَاءَ بِهٖ اِلٰى عُمَرَ وَعُمَرُ يَسْتَلْئِمُ لِلْقِتَالِ فَاَخْبَرَه' اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبَايِعُ تَحْتَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَانْطَلَقَ فَذَهَبَ مَعَه' حَتّٰى بَايَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ الَّتِيْ يَتَحَدَّثُ النَّاسُ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَسْلَمَ قَبْلَ عُمَرَ۔

۱۵۳۵۔ حضرت نافعؒ نے بیان کیا کہ لوگ کہتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے اسلام میں داخل ہوئے تھے، حالانکہ یہ غلط ہے، البتہ عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو اپنا ایک گھوڑا لانے کے لئے بھیجا تھا، جو ایک انصاری صحابیؓ کے پاس تھا۔ تاکہ اسی پر سوار ہوکر جنگ میں شریک ہوں۔ اسی دوران میں رسول اللہ ﷺ درخت کے نیچے بیٹھ کر بیعت لے رہے تھے۔ عمر رضی اللہ عنہ کو ابھی اس کی اطلاع نہیں ہوئی تھی۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے پہلے بیعت کی، پھر گھوڑا لیتے گئے، جس وقت وہ اسے لے کر عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آپ جنگ کے لئے اپنی زرہ پہن رہے تھے، انہوں نے اس وقت عمر رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ حضور اکرم ﷺ درخت کے نیچے بیعت لے رہے ہیں۔ بیان کیا کہ پھر آپ اپنے صاحبزادے کو ساتھ لے کر گئے اور بیعت کی۔ اتنی سی بات تھی، جس پر لوگ اب کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ سے پہلے ابن عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تھے۔

(۱۵۳۶) عَن عَبْدِ اللّٰهِ بن اَبِیْ اَوْفٰی (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ اعْتَمَرَ فَطَافَ فَطُفْنَا مَعَه' وَصَلّٰى وَصَلَّيْنَا مَعَه' وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَكُنَّا نَسْتُرُه' مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ لَايُصِيْبُه' اَحَدٌ بِشَيْءٍ۔

۱۵۳۶۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے عمرہ (قضا) کیا تھا تو ہم بھی آپ کے ساتھ تھے، آنحضور ﷺ نے طواف کیا تو ہم نے بھی طواف کیا، آنحضور ﷺ نے نماز پڑھی تو ہم نے بھی نماز پڑھی اور آنحضور ﷺ نے صفا اور مروہ کی سعی بھی کی، ہم آنحضور ﷺ کی اہل مکہ سے حفاظت کرتے رہتے تھے، تاکہ کوئی تکلیف دہ بات نہ پیش آجائے۔

باب ۱۱۰۸۔ غَزْوَةُ ذَاتِ الْقَرَدِ

باب ۱۱۰۸۔ غزوہ ذات القرد

(۱۵۳۷) عَن سَلَمَةَ ابْنَ الْاَكْوَعِ ﷺ يَقُوْلُ خَرَجْتُ قَبْلَ اَنْ يُؤَذَّنَ بِالْاُوْلٰى وَكَانَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرْعٰى بِذِيْ قَرَدٍ قَالَ فَلَقِيَنِيْ غُلَامٌ لِّعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ فَقَالَ اُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ مَنْ اَخَذَهَا قَالَ غَطَفَانُ قَالَ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ يَاصَبَاحَاه قَالَ فَاَسْمَعْتُ مَابَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلٰى . . .

۱۵۳۷۔ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ فجر کی اذان سے پہلے میں (مدینہ سے باہر، غابہ کی طرف) نکلا، رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں ذات قرد میں چرا کرتی تھیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر مجھے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے غلام ملے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں لوٹ لی گئیں۔ میں نے پوچھا کہ کس نے لوٹا ہے انہیں؟ انہوں نے بتایا کہ قبیلہ غطفان والوں نے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں تین مرتبہ بڑی زور زور سے چیخا، یاصباحاہ! انہوں نے بیان کیا کہ اپنی آواز میں

وَجُهِيَ حَتّٰى اَدْرَكْتُهُمْ وَقَدْ اَخَذُوْا يَسْتَقُوْنَ مِنَ الْمَآءِ فَجَعَلْتُ اَرْمِيْهِمْ بِنَبْلِيْ وَكُنْتُ رَامِيًا وَّاَقُوْلُ اَنَا ابْنُ الْاَكْوَعِ اَلْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ وَاَرْتَجِزُ حَتّٰى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ ثَلَاثِيْنَ بُرْدَةً قَالَ وَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فَقُلْتُ يَانَبِيَّ اللّٰهِ قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَآءَ وَهُمْ عِطَاشٌ فَابْعَثْ اِلَيْهِمُ السَّاعَةَ فَقَالَ يَاابْنَ الْاَكْوَعِ مَلَكْتَ فَاَسْجِحْ قَالَ ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى نَاقَتِهٖ حَتّٰى دَخَلْنَا الْمَدِيْنَةَ۔

نے مدینہ کے دونوں کناروں تک پہنچا دی اور اس کے بعد ممکنہ سرعت کے ساتھ دوڑتا ہوا آگے بڑھا، اور آخر انہیں جا لیا۔ اس وقت وہ پانی پینے کے لئے اترے تھے، میں نے ان پر تیر برسانے شروع کر دیئے، میں تیر اندازی میں ماہر تھا، اور یہ کہتا جاتا تھا، میں ابن الاکوع ہوں، آج ذلیلوں کی حکومت کا دن ہے، میں یہی رجز پڑھتا رہا اور آخر اونٹنیاں ان سے چھڑا لیں، بلکہ ان کی تیس چادریں بھی میرے قبضے میں آ گئیں۔ بیان کیا کہ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ بھی صحابہؓ کو ساتھ لے کر آ گئے۔ میں نے عرض کی، یا رسول اللہ! میں نے ان لوگوں کو پانی نہیں پینے دیا ہے اور ابھی وہ پیاسے ہیں، آپ ﷺ فوراً ان کے تعاقب کے لئے لوگوں کو بھیج دیجئے، آنحضور ﷺ نے فرمایا، اے ابن الاکوع! جب کسی پر قابو پالیا تو پھر نرمی اختیار کیا کرو۔ بیان کیا کہ پھر ہم واپس آ گئے اور حضور اکرم ﷺ مجھے اپنی اونٹنی پر پیچھے بٹھا کر لائے تھے، یہاں تک کہ ہم مدینہ میں داخل ہو گئے۔

باب ١١٠٩. غَزْوَةِ خَيْبَرَ

(١٥٣٨) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى خَيْبَرَ فَسِرْنَا لَيْلًا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرٍ يَاعَامِرُ اَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ:

لَوْلَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا

وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَّكَ مَا اَبْقَيْنَا

وَثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَيْنَا

وَاَلْقِيَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا

اِنَّا اِذَا صِيْحَ بِنَا اَبَيْنَا

وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هٰذَا السَّائِقُ قَالُوْا عَامِرُ بْنُ الْاَكْوَعِ قَالَ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ وَجَبَتْ يَانَبِيَّ اللّٰهِ لَوْلَا اَمْتَعْتَنَا بِهٖ فَاَتَيْنَا خَيْبَرَ فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰى اَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ ثُمَّ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ فَلَمَّا اَمْسَى النَّاسُ مَسَاءَ

باب ١١٠٩۔ غزوۂ خیبر

١٥٣٨۔ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے، رات کے وقت ہمارا سفر جاری تھا کہ ایک صاحب نے عامر رضی اللہ عنہ سے کہا، عامر! اپنے کچھ رجز سناؤ، عامر رضی اللہ عنہ شاعر تھے، اس فرمائش پر وہ حدی خوانی کرنے لگے، کہا ''اے اللہ! اگر آپ نہ ہوتے تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا، نہ ہم صدقہ کرتے اور نہ ہم نماز پڑھتے پس ہماری مغفرت کیجئے، جب تک ہم زندہ رہیں ہماری جانیں آپ کے راستے میں فداء رہیں، اور اگر ہماری مڈبھیڑ ہو جائے) تو ہمیں ثابت قدم رکھئے! ہم پر سکینت اور طمانیت نازل فرمایئے۔ ہمیں جب (باطل کی طرف) بلایا جاتا ہے تو ہم انکار کر دیتے ہیں، آج چلا چلا کر وہ ہمارے خلاف میدان میں آئے ہیں (حسب عادت حدی کو سن کر اونٹ تیزی سے چلنے لگے) آنحضور ﷺ نے فرمایا، کون حدی خوانی کر رہا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ عامر بن الاکوع، آنحضور ﷺ نے فرمایا، اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ نے تو انہیں شہادت کا مستحق قرار دے دیا کاش ابھی اور ہمیں ان سے فائدہ اٹھانے دیتے۔ پھر ہم خیبر آئے اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ (محاصرہ بہت سخت اور طویل تھا) اس لئے اس کے دوران ہمیں سخت بھوک اور فاقوں سے گذرنا پڑا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عنایت

الْيَوْمِ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ اَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاهٰذِهِ النِّيرَانُ عَلَى اَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ قَالُوا عَلَى لَحْمٍ قَالَ عَلَى اَيِّ لَحْمٍ قَالُوا لَحْمِ حُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْرِيقُوهَا وَاكْسِرُوهَا فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُولَ اللّٰهِ اَوْنُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا قَالَ اَوْذَاكَ فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ قَصِيرًا فَتَنَاوَلَ بِهٖ سَاقَ يَهُودِيِّ لِيَضْرِبَهٗ وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهٖ فَاَصَابَ عَيْنُ رُكْبَةِ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ قَالَ فَلَمَّا قَفَلُوا قَالَ سَلَمَةُ رَاٰنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِي قَالَ مَالَكَ قُلْتُ لَهٗ فِدَاكَ اَبِي وَاُمِّي زَعَمُوا اَنَّ عَامِرًا حَبَطَ عَمَلُهٗ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَبَ مَنْ قَالَهٗ اِنَّ لَهٗ لَاَجْرَيْنِ وَجَمَعَ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ اِنَّهٗ لَجَاهِدٌ مُّجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ مَّشٰى بِهَامِثْلَهٗ۔

فرمائی جس دن قلعہ فتح ہونا تھا اس کی رات جب ہوئی تو لشکر میں جگہ جگہ آگ جل رہی تھی، حضور اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا، یہ آگ کیسی ہے؟ کس چیز کے لئے اسے جگہ جگہ جلا رکھا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی کہ گوشت پکانے کے لئے، آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کس جانور کا گوشت ہے؟ صحابہؓ نے بتایا کہ پالتو گدھوں کا۔ آنحضور نے فرمایا کہ تمام گوشت پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو۔ ایک صحابیؓ نے عرض کی، یارسول اللہ! ایسا کیوں نہ کرلیں کہ گوشت تو پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھولیں ۔آنحضور نے فرمایا کہ یوں ہی کرلو۔ پھر (دن میں) جب صحابہؓ نے (جنگ کے لئے) صف بندی کی تو چونکہ عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار چھوٹی تھی، اس لئے انہوں نے جب ایک یہودی کی پنڈلی پر (جھک کر) وار کرنا چاہا تو خود انہیں کی تلوار کی دھار سے ان کے گھٹنے کے اوپر کا حصہ زخمی ہوگیا اور آپ کی شہادت اسی میں ہوئی۔ بیان کیا کہ پھر جب لشکر واپس ہو رہا تھا تو، سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ، مجھے آنحضور ﷺ نے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، کیا بات ہے؟ میں نے عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ کا سارا عمل اکارت گیا (کیونکہ خود اپنی ہی تلوار سے وفات ہوئی) آنحضور نے فرمایا، جھوٹا ہے وہ شخص جو اس طرح کی باتیں کرتا ہے، انہیں تو دوہرا اجر ملے گا، پھر آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ایک ساتھ ملایا، انہوں نے تکلیف اور مشقت بھی اٹھائی اور اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا، شاید ہی کوئی عربی ہو جس نے ان جیسی مثال قائم کی ہو۔

(۱۵۳۹) عَنْ اَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى خَيْبَرَ لَيْلًا وَّكَانَ اِذَا اَتٰى قَوْمًا بِلَيْلٍ لَّمْ يُغْزِبِهِمْ حَتّٰى يُصْبِحَ فَلَمَّا اَصْبَحَ خَرَجَتِ الْيَهُودُ بِمَسَاحِيهِمْ وَمَكَاتِلِهِمْ فَلَمَّا رَاَوْهُ قَالُوا مُحَمَّدٌ وَّاللّٰهِ مُحَمَّدٌ وَّالْخَمِيسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرِبَتْ خَيْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ

۱۵۳۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ خیبر رات کے وقت پہنچے، آپ ﷺ کا معمول تھا کہ جب کسی قوم پر حملہ کرنے کے لئے رات کے وقت موقعہ پر پہنچتے تو فوراً ہی حملہ نہیں کرتے تھے، بلکہ صبح ہوجاتی جب کرتے۔ چنانچہ صبح کے وقت یہودی اپنے کلہاڑے اور ٹوکرے لے کر باہر نکلے۔ لیکن جب انہوں نے آنحضور ﷺ کو دیکھا تو شور کرنے لگے کہ محمد، خدا کی قسم! محمد لشکر لے کر آگئے، آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ خیبر برباد ہوا۔ ہم جب کسی قوم کے میدان میں اتر جاتے ہیں تو ڈرائے ہوئے لوگوں کی صبح بری ہوجاتی ہے۔

(۱۵۴۰) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْتَقٰى هُوَ

۱۵۴۰۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (اپنے لشکر کے ساتھ) مشرکین (یعنی یہود خیبر) کے خلاف صف

وَالْمُشْرِكُوْنَ فَاقْتَتَلُوْا فَلَمَّا مَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَسْكَرِهٖ وَمَالَ الْاٰخَرُوْنَ اِلٰى عَسْكَرِهِمْ وَفِيْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ لَّا يَدَعُ لَهُمْ شَاذَّةً وَّلَا فَاذَّةً اِلَّا اتَّبَعَهَا يَضْرِبُهَا بِسَيْفِهٖ فَقِيْلَ مَا اَجْزَاَ مِنَّا الْيَوْمَ اَحَدٌ كَمَا اَجْزَاَ فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَنَا صَاحِبُهٗ قَالَ فَخَرَجَ مَعَهٗ كُلَّمَا وَقَفَ وَقَفَ مَعَهٗ وَاِذَا اَسْرَعَ اَسْرَعَ مَعَهٗ قَالَ فَجُرِحَ الرَّجُلُ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ سَيْفَهٗ بِالْاَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلٰى سَيْفِهٖ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَخَرَجَ الرَّجُلُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالَ الرَّجُلُ الَّذِيْ ذَكَرْتَ اٰنِفًا اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ فَاَعْظَمَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ اَنَا لَكُمْ بِهٖ فَخَرَجْتُ فِيْ طَلَبِهٖ ثُمَّ جُرِحَ جُرْحًا شَدِيْدًا فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَوَضَعَ نَصْلَ سَيْفِهٖ فِي الْاَرْضِ وَذُبَابَهٗ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ ثُمَّ تَحَامَلَ عَلَيْهِ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ اَهْلِ النَّارِ فِيْمَا يَبْدُوْ لِلنَّاسِ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

آرا ہوئے اور جنگ کی، پھر جب آپ اپنے خیمے کی طرف واپس ہوئے اور یہودی بھی اپنے خیموں میں واپس چلے گئے، تو رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کے متعلق کسی نے ذکر کیا کہ یہودیوں کا کوئی بھی فرد اگر انہیں مل جاتا ہے تو وہ اس کا پیچھا کر کے اسے قتل کئے بغیر نہیں رہتے، کہا گیا کہ آج فلاں شخص ہماری طرف سے جتنی بہادری اور ہمت سے لڑا ہے، شاید اتنی بہادری سے کوئی بھی نہیں لڑا ہوگا۔ لیکن آنحضور ﷺ نے ان کے متعلق فرمایا کہ وہ ہے بہر حال اہل دوزخ میں سے! ایک صحابیؓ نے اس پر کہا کہ پھر میں ان کے ساتھ ساتھ رہوں گا۔ بیان کیا کہ پھر وہ ان کے پیچھے ہو لئے، جہاں وہ ٹھہر جاتے یہ بھی ٹھہر جاتے اور جہاں وہ دوڑ کر چلتے یہ بھی دوڑنے لگتے۔ بیان کیا کہ پھر وہ صاحب (جن کے متعلق آنحضور ﷺ نے اہل دوزخ میں سے ہونے کا اعلان کیا تھا) زخمی ہو گئے، انتہائی شدید طور پر، اور چاہا کہ جلدی موت آجائے، اس لئے انہوں نے اپنی تلوار زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک سینے کے مقابل میں کر کے اس پر گر پڑے اور اس طرح خودکشی کے مرتکب ہوئے، اب دوسرے صحابی (جوان کے پیچھے پیچھے لگے ہوئے تھے) حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کی، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا، کیا بات ہے؟ ان صحابیؓ نے عرض کی کہ جن کے متعلق ابھی آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہیں تو لوگوں پر آپ ﷺ کا یہ ارشاد بڑا شاق گذرا تھا، میں نے ان سے کہا کہ میں تمہارے لئے ان کے پیچھے پیچھے جاتا ہوں۔ چنانچہ میں ان کے ساتھ ساتھ رہا۔ ایک موقعہ پر جب وہ بہت شدید طور پر زخمی ہو گئے تو اس خواہش میں کہ موت جلدی آجائے، اپنی تلوار انہوں نے زمین میں گاڑ دی اور اس کی نوک کو اپنے سینے کے سامنے کر کے اس پر گر پڑے اور اس طرح انہوں نے خود اپنی جان ضائع کر دی۔ اسی موقعہ پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ انسان زندگی بھر بظاہر جنت والوں کے سے عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ اہل دوزخ میں سے ہوتا ہے (آخر میں اسلامی احکام کے خلاف عمل کرنے کی وجہ سے)، اسی طرح دوسرا شخص بظاہر زندگی بھر اہل دوزخ کے عمل کرتا ہے، حالانکہ وہ جنتی ہوتا ہے (آخر میں توبہ کی وجہ سے)

(۱۵۴۱) عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ

۱۵۴۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر پر فوج کشی کی تو (راستے میں) لوگ ایک وادی میں پہنچے

اَشْرَفَ النَّاسُ عَلٰی وَادٍ فَرَفَعُوا اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّكْبِيرِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْبَعُوا عَلٰی اَنْفُسِكُمْ اِنَّكُمْ لَاتَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا قَرِيْبًا وَّهُوَ مَعَكُمْ وَاَنَا خَلْفَ دَابَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعَنِیْ وَاَنَا اَقُوْلُ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ فَقَالَ لِیْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰی كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزٍ مِّنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰی يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ قَالَ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔

اور بلند آواز کے ساتھ تکبیر کہنے لگے، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ (اللہ کی ذات سب سے بلند و برتر ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) آنحضور ﷺ نے اس پر ارشاد فرمایا، اپنی جانوں پر رحم کرو، تم کسی بہرے کو یا ایسے شخص کو نہیں پکار رہے ہو جو تم سے دور ہو، جسے تم پکار رہے ہو وہ سب سے زیادہ سننے والا اور بہت ہی قریب ہے، وہ تمہارے ساتھ ہے۔ میں حضور اکرم ﷺ کی سواری کے پیچھے تھا، میں نے جب **'لاحول ولاقوۃ الاباللّٰہ** (طاقت وقوت اللہ کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں) کہا تو آنحضور ﷺ نے سن لیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا، عبداللہ بن قیس! میں نے کہا لبیک یارسول اللہ! آپ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک ایسا کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے؟ میں نے عرض کی۔ ضرور بتائیے، یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ یہی کلمہ ہے، **لاحول ولا قوۃ الاباللّٰہ۔**

(۱۰۴۲)عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِیْ عُبَيْدٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ رَاَيْتُ اَثَرَ ضَرْبَةٍ فِیْ سَاقِ سَلَمَةَ فَقُلْتُ يَااَبَا مُسْلِمٍ مَا هٰذِهِ الضَّرْبَةُ فَقَالَ هٰذِهٖ ضَرْبَةٌ اَصَابَتْنِیْ يَوْمَ خَيْبَرَ فَقَالَ النَّاسُ اُصِيْبَ سَلَمَةُ فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَفَثَ فِيْهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتّٰی السَّاعَةِ۔

۱۵۴۲۔ حضرت یزید بن ابی عبیدؓ نے کہا کہ میں نے سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں ایک زخم کا نشان دیکھ کر ان سے پوچھا، اے ابومسلم! یہ زخم کب آپ کو لگا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ غزوۂ خیبر میں مجھے یہ زخم لگا تھا۔ لوگ کہنے لگے کہ سلمہ زخمی ہوگیا۔ چنانچہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے تین مرتبہ اس پر دم فرمایا۔ اس کی برکت سے آج تک مجھے پھر کبھی اس زخم سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

(۱۰۴۳)عَنْ اَنَسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ خَيْبَرَ وَالْمَدِيْنَةِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يُبْنٰی عَلَيْهِ بِصَفِيَّةَ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰی وَلِيْمَتِهٖ وَمَا كَانَ فِيْهَا مِنْ خُبْزٍ وَّ لَا لَحْمٍ وَمَا كَانَ فِيْهَا اِلَّا اَنْ اَمَرَ بِلَالًا بِالْاَنْطَاعِ فَبُسِطَتْ فَاَلْقٰی عَلَيْهَا التَّمْرَ وَالْاَقِطَ وَالسَّمْنَ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ اِحْدٰی اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَوْمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ قَالُوْا اِنْ حَجَبَهَا فَهِیَ اِحْدٰی اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِنْ لَّمْ يَحْجُبْهَا فَهِیَ مِمَّا مَلَكَتْ يَمِيْنُهٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّاَلَهَا خَلْفَهٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ۔

۱۵۴۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ اور خیبر کے درمیان (مقام سد الصہباء میں) تین دن تک قیام فرمایا اور وہیں صفیہ رضی اللہ عنہا سے خلوت کی تھی۔ پھر میں نے آنحضور ﷺ کی طرف سے مسلمانوں کو ولیمہ کی دعوت دی آپ ﷺ کے ولیمہ میں نہ روٹی تھی، نہ گوشت تھا۔ صرف اتنا ہوا کہ آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو دستر خوان بچھانے کا حکم دیا اور وہ بچھا دیا گیا، پھر اس پر کھجور، پنیر اور گھی (کا مالیدہ) رکھ دیا۔ مسلمانوں نے کہا کہ صفیہ رضی اللہ عنہا، امہات المؤمنین میں سے ہیں یا باندی ہیں؟ کچھ لوگوں نے کہا کہ اگر آنحضور ﷺ نے انہیں پردے میں رکھا تو ام المؤمنین ہیں اور اگر نہیں رکھا تو پھر یہ اس کی علامت ہوگی کہ وہ باندی ہیں۔ آخر جب کوچ کا وقت ہوا تو آنحضور ﷺ نے ان کے لئے اپنی سواری پر پیچھے بیٹھنے کی جگہ بنائی، اور ان کے لئے پردہ کیا۔

(۱۵۴۴) عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ مُتْعَةِ النِّسَآءِ يَوْمَ خَيْبَرَ وَعَنْ اَكْلِ الْحُمُرِ الْاِنْسِيَّةِ۔

۱۵۴۴۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقعہ پر عورتوں سے متعہ کی ممانعت کی تھی اور پالتو گدھوں کے کھانے کی بھی۔

(۱۵۴۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَسَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ خَيْبَرَ لِلْفَرَسِ سَهْمَيْنِ وَلِلرَّاجِلِ سَهْمًا۔

۱۵۴۵۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ خیبر میں (مال غنیمت سے) سواروں کو دو حصے دیئے تھے اور پیدل فوجیوں کو ایک حصہ۔

(۱۵۴۶) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَلَغَنَا مَخْرَجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ بِالْيَمَنِ فَخَرَجْنَا مُهَاجِرِيْنَ اِلَيْهِ اَنَا وَاَخَوَانِ لِيْ اَنَا اَصْغَرُهُمْ اَحَدُهُمَا اَبُوْبُرْدَةَ وَالْاٰخَرُ اَبُوْرُهْمٍ اِمَّا قَالَ بِضْعٌ وَّاِمَّا قَالَ فِيْ ثَلَاثَةٍ وَخَمْسِيْنَ اَوِاثْنَيْنِ وَخَمْسِيْنَ رَجُلًا مِّنْ قَوْمِيْ فَرَكِبْنَا سَفِيْنَةً فَاَلْقَتْنَا سَفِيْنَتُنَا اِلَى النَّجَاشِيِّ بِالْحَبَشَةِ فَوَافَقْنَا جَعْفَرَ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَاَقَمْنَا مَعَهٗ حَتّٰى قَدِمْنَا جَمِيْعًا فَوَافَقْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ افْتَتَحَ خَيْبَرَ وَكَانَ اُنَاسٌ مِّنَ النَّاسِ يَقُوْلُوْنَ لَنَا يَعْنِيْ لِاَهْلِ السَّفِيْنَةِ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ وَدَخَلَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ وَّهِيَ مِمَّنْ قَدِمَ مَعَنَا عَلٰى حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرَةً وَّقَدْ كَانَتْ هَاجَرَتْ اِلَى النَّجَاشِيِّ فِيْمَنْ هَاجَرَ فَدَخَلَ عُمَرُ عَلٰى حَفْصَةَ وَاَسْمَآءُ عِنْدَهَا فَقَالَ عُمَرُ حِيْنَ رَاٰى اَسْمَآءَ مَنْ هٰذِهٖ قَالَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ قَالَ عُمَرُ الْحَبَشِيَّةُ هٰذِهٖ الْبَحْرِيَّةُ هٰذِهٖ قَالَتْ اَسْمَآءُ نَعَمْ قَالَ سَبَقْنَاكُمْ بِالْهِجْرَةِ فَنَحْنُ اَحَقُّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْكُمْ فَغَضِبَتْ وَقَالَتْ كَلَّا وَاللّٰهِ كُنْتُمْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُطْعِمُ جَآئِعَكُمْ وَيَعِظُ جَاهِلَكُمْ وَكُنَّا فِيْ دَارٍ اَوْفِيْ اَرْضِ الْبُعَدَآءِ الْبُغَضَآءِ بِالْحَبَشَةِ وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ وَفِيْ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَيْمُ اللّٰهِ لَا اَطْعَمُ طَعَامًا وَّلَا اَشْرَبُ شَرَابًا حَتّٰى اَذْكُرَ مَا قُلْتَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

۱۵۴۶۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہمیں نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے متعلق اطلاع ملی تو ہم یمن میں تھے۔اس لئے ہم بھی آنحضور ﷺ کی خدمت میں، ہجرت کی نیت سے نکل پڑے، میں اور میرے دو بھائی میں دونوں سے چھوٹا تھا، میرے ایک بھائی کا نام ابو بردہ (رضی اللہ عنہ) تھا اور دوسرے کا ابورہم (رضی اللہ عنہ)۔انہوں نے کہا کہ کچھ اوپر پچاس یا انہوں نے یوں بیان کیا کہ ترپن یا باون میری قوم کے افراد ساتھ تھے۔ہم کشتی پر سوار ہوئے (مدینہ آنے کے لئے) لیکن ہماری کشتی نے ہمیں نجاشی کے ملک حبشہ میں لا ڈالا۔وہاں ہماری ملاقات جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ہوگئی (جو پہلے ہی مکہ ہجرت کر کے وہاں موجود تھے) ہم نے وہاں انہیں کے ساتھ قیام کیا۔پھر ہم سب مدینہ ساتھ روانہ ہوئے۔یہاں ہم حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں اس وقت پہنچے جب آپ خیبر فتح کر چکے تھے۔کچھ لوگ ہم سے یعنی کشتی والوں سے کہنے لگے کہ ہم نے تم سے پہلے ہجرت کی ہے۔اور اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ہمارے ساتھ ہی مدینہ آئی تھیں، ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں، ان سے ملاقات کے لئے۔وہ بھی نجاشی کے ملک میں ہجرت کرنیوالوں کے ساتھ ہجرت کر کے چلی گئی تھیں۔عمر رضی اللہ عنہ بھی حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر پہنچے، اس وقت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا وہیں تھیں۔جب عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ ام المؤمنین نے بتایا کہ اسماء بنت عمیس! عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر فرمایا، اچھا، وہی جو حبشہ سے بحری سفر کر کے آئی ہیں۔اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جی ہاں۔عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ ہم تم لوگوں سے ہجرت میں آگے ہیں، اس لئے رسول اللہ ﷺ سے ہم، تمہارے مقابلہ میں زیادہ قریب ہیں۔اسماء رضی اللہ عنہا اس پر بہت غصہ ہوگئیں اور کہا ہرگز نہیں خدا کی قسم! تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ كُنَّا نُؤْذٰى وَنُخَافُ وَسَاَذْكُرُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَسْاَلُهٗ وَاللّٰهِ لَآ اَكْذِبُ وَلَآ اَزِيْغُ وَلَآ اَزِيْدُ عَلَيْهِ فَلَمَّا جَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّ عُمَرَ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَمَا قُلْتِ لَهٗ قَالَتْ قُلْتُ لَهٗ كَذَا وَكَذَا قَالَ لَيْسَ بِاَحَقَّ بِيْ مِنْكُمْ وَلَهٗ وَلِاَصْحَابِهٖ هِجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ وَّلَكُمْ اَنْتُمْ اَهْلَ السَّفِيْنَةِ هِجْرَتَانِ ۔

ساتھ رہے ہو، تم میں جو بھوکے ہوتے تھے اسے آنحضور ﷺ کھانا کھلاتے تھے، اور جو ناواقف ہوتے، اسے آنحضور ﷺ نصیحت وموعظت کیا کرتے تھے، لیکن ہم بہت دور حبشہ میں غیروں اور دشمنوں کے ملک میں رہتے تھے، یہ سب کچھ ہم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے راستے ہی میں تو کیا۔ اور خدا کی قسم، میں اس وقت تک نہ کھانا کھاؤں گی، نہ پانی پیوں گی جب تک تمہاری بات رسول اللہ ﷺ سے نہ کہہ لوں۔ ہمیں اذیت دی جاتی تھی، دھمکایا ڈرایا جاتا تھا، میں آنحضور ﷺ سے اس کا ذکر کروں گی اور آپ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھوں گی، خدا گواہ ہے کہ نہ میں جھوٹ بولوں گی، نہ کج روی اختیار کروں گی اور نہ کسی (خلاف واقعہ بات کا) اضافہ کروں گی چنانچہ جب حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو انہوں نے عرض کی، یا نبی اللہ! عمر اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ پھر تم نے انہیں کیا جواب دیا؟ انہوں نے عرض کی کہ میں نے انہیں یہ جواب دیا تھا۔ آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا کہ وہ تم سے زیادہ مجھ سے قریب نہیں ہیں، انہیں اور ان کے ساتھیوں کو صرف ایک ہجرت حاصل ہوئی اور تم کشتی والوں نے دو ہجرتوں کا شرف حاصل کیا۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ اَصْوَاتَ رُفْقَةِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ بِالْقُرْاٰنِ حِيْنَ يَدْخُلُوْنَ بِاللَّيْلِ وَاَعْرِفُ مَنَازِلَهُمْ مِّنْ اَصْوَاتِهِمْ بِالْقُرْاٰنِ بِاللَّيْلِ وَاِنْ كُنْتُ لَمْ اَرَ مَنَازِلَهُمْ حِيْنَ نَزَلُوْا بِالنَّهَارِ وَمِنْهُمْ حَكِيْمٌ اِذَا لَقِیَ الْخَيْلَ اَوْقَالَ الْعَدُوَّ قَالَ لَهُمْ اِنَّ اَصْحَابِیْ يَاْمُرُوْنَكُمْ اَنْ تَنْظُرُوْهُمْ ۔

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا، جب میرے اشعری احباب رات میں آتے ہیں تو میں ان کی قرآن کی تلاوت کی آواز پہچان جاتا ہوں۔ اگرچہ دن میں، میں نے ان کی اقامت گاہوں کو نہ دیکھا ہو۔ لیکن جب رات میں وہ قرآن پڑھتے ہیں تو ان کی آواز سے میں ان کی اقامت گاہوں کو پہچان لیتا ہوں، میرے انہیں اشعری احباب میں ایک مرد دانا بھی ہے کہ جب کہیں اس کی سواروں سے مڈبھیڑ ہو جاتی ہے، یا آپ نے فرمایا کہ دشمن سے، تو ان سے کہتا ہے کہ میرے دوستوں نے کہا ہے کہ تم تھوڑی دیر کے لئے ان کا انتظار کرلو۔

باب ١١١٠ . عُمْرَةِ الْقَضَآءِ

باب ١١١٠۔ عمرہ قضاء

(١٥٤٧) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّبَنٰى بِهَا وَهُوَ حَلَالٌ وَّمَاتَتْ بِسَرِفَ۔

١٥٤٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو آپ ﷺ محرم تھے، اور جب آپ ؐ سے خلوت کی تو احرام کھول چکے تھے۔ میمونہ رضی اللہ عنہا کا انتقال بھی اسی مقام سرف میں ہوا (جہاں آنحضور ﷺ نے سب سے پہلے ان کے ساتھ خلوت کی تھی۔)

باب ۱۱۱۱. غَزْوَةِ مُوْتَةَ مِنْ اَرْضِ الشَّامِ

(۱۵۴۸)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَمَّرَرَسُوْلُ اللّٰهُ صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ مُوْتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ قُتِلَ زَيْدٌ فَجَعْفَرٌ وَاِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ كُنْتُ فِيْهِمْ فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلٰى وَوَجَدْنَا مَافِيْ جَسَدِهٖ بِضْعًا وَّتِسْعِيْنَ مِنْ طَعْنَةٍ وَّرَمْيَةٍ۔

باب۱۱۱۱۔ غزوۂ موتہ، سرزمین شام میں

۱۵۴۸۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ موتہ کے لشکر کا امیر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا، آنحضور ﷺ نے یہ بھی فرمادیا تھا کہ اگر زیدؓ شہید ہوجائیں تو جعفرؓ امیر ہوں گے اور اگر جعفرؓ بھی شہید ہوجائیں تو عبداللہ بن رواحہؓ امیر ہوں گے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس غزوہ میں، میں بھی شریک تھا۔ بعد میں جب ہم نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا تو ان کی لاش ہمیں مقتولین میں ملی اور ان کے جسم پر تقریباً نوے زخم نیزوں اور تیروں کے تھے۔

باب ۱۱۱۲. بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ اِلَى الْحُرُقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ

(۱۵۴۹)عَنْ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْحُرَقَةِ فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ وَلَحِقْتُ اَنَا وَرَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ رَجُلًا مِنْهُمْ فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَكَفَّ الْاَنْصَارُ فَطَعَنْتُهٗ بِرُمْحِيْ حَتّٰى قَتَلْتُهٗ فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَآاُسَامَةُ اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَاقَالَ لَآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ قُلْتُ كَانَ مُتَعَوِّذًا فَمَازَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى تَمَنَّيْتُ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ اَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ۔

باب۱۱۱۲۔ نبی کریم ﷺ کا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو قبیلہ جہینہ کی شاخ حرقات کے خلاف مہم پر بھیجنا

۱۵۴۹۔حضرت اسامہ بن زیدؓ نے بیان کیا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ حرقہ کی طرف بھیجا۔ ہم نے صبح کے وقت ان پر حملہ کیا اور انہیں شکست دے دی۔ پھر میں نے اور ایک اور انصاری صحابی نے اس قبیلہ کے ایک شخص کو دیکھا، جب ہم نے اس پر قابو پالیا تو اس نے کہا، لاالٰہ الااللّٰہ۔ انصاری تو فوراً ہی رک گئے، لیکن میں نے اسے اپنے نیزے سے قتل کر دیا۔ جب ہم واپس ہوئے تو حضور اکرم ﷺ کو اس کی بھی اطلاع ہوئی، آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا، اسامہ! کیا اس کے لاالٰہ الااللّٰہ کہنے کے باوجود تم نے اسے قتل کر دیا تھا؟ میں نے عرض کی کہ وہ قتل سے بچنا چاہتا تھا (ورنہ دل کے ایمان سے اس وقت بھی خالی تھا) آنحضور ﷺ نے میرے سامنے یہ سوال اتنی مرتبہ دہرایا (کہ کیا تم نے اس کے لاالٰہ الااللّٰہ کہنے کے باوجود اسے قتل کردیا تھا) کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے اسلام نہ لاتا۔

فائدہ:۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ واقعی اس سے پہلے کی زندگی میں کفر کو پسند کرتے تھے، بلکہ صرف واقعہ پر انتہائی حسرت وافسوس کا اظہار مقصود تھا۔ یعنی غلطی اتنی عظیم تھی کہ ان کے دل میں تمنا پیدا ہوئی کہ کاش میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوتا اور مجھ سے یہ غلطی سرزد نہ ہوتی۔ اور آج جب اسلام لاتا تو میرے سارے پچھلے گناہ دھل چکے ہوتے کیونکہ اسلام کفر کی زندگی کے تمام گناہوں کو دھلا دیتا ہے۔ بہر حال اس جملہ سے صرف اظہار حسرت وافسوس مقصود تھا، اور اس طرح کے جملے ایسے مواقع پر استعمال کرنے کا عام دستور ہے۔

(۱۵۵۰)عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) يَقُوْلُ غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَخَرَجْتُ فِيْمَا يَبْعَثُ مِنَ الْبُعُوْثِ تِسْعَ

۱۵۵۰۔حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سات غزووں میں شریک رہا ہوں اور نو ایسی مہموں میں شریک ہوا ہوں جو آپ نے روانہ کی تھیں۔ کبھی ہم پر ابوبکر رضی اللہ عنہ

غَزْوَاتٍ مَرَّةً عَلَيْنَا اَبُوْبَكْرٍ وَّمَرَّةً عَلَيْنَا اُسَامَةُ ۔

امیر ہوئے اور کسی مہم کے امیر اسامہ رضی اللہ عنہ ہوئے۔

باب ۱۱۱۳ . غَزْوَةِ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ

باب ۱۱۱۳۔ غزوۂ فتح مکہ رمضان میں ہوا تھا

(۱۵۵۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ وَمَعَهٗ عَشَرَةُ الْاٰفٍ وَّذٰلِكَ عَلٰى رَأْسِ ثَمَانِ سِنِيْنَ وَنِصْفٍ مِّنْ مَّقْدَمِهِ الْمَدِيْنَةَ فَسَارَ هُوَ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اِلٰى مَكَّةَ يَصُوْمُ وَيَصُوْمُوْنَ حَتّٰى بَلَغَ الْكَدِيْدَ وَهُوَ مَآءٌ بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ اَفْطَرَ وَاَفْطَرُوْا ۔

۱۵۵۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ (فتح مکہ کے لئے (مدینہ سے روانہ ہوئے، آپ ﷺ کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا۔ یہ واقعہ ۸ ہجری کے نصف سال گذر جانے کے بعد کا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ اور آپ کے ساتھ جو مسلمان تھے، مکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ آنحضور ﷺ بھی روزے سے تھے اور تمام مسلمان بھی! لیکن جب آپ مقام کدید پر پہنچے، جو قدید اور عسفان کے درمیان ایک چشمہ ہے تو آپ نے روزہ توڑ دیا اور آپ ﷺ کے ساتھ مسلمانوں نے بھی روزہ توڑ دیا۔

(۱۵۵۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ اِلٰى حُنَيْنٍ وَّالنَّاسُ مُخْتَلِفُوْنَ فَصَآئِمٌ وَّمُفْطِرٌ فَلَمَّا اسْتَوٰى عَلٰى رَاحِلَتِهٖ دَعَا بِاِنَآءٍ مِّنْ لَّبَنٍ اَوْمَآءٍ فَوَضَعَهٗ عَلٰى رَاحَتِهٖ اَوْعَلٰى رَاحِلَتِهٖ ثُمَّ نَظَرَ اِلَى النَّاسِ فَقَالَ الْمُفْطِرُوْنَ لِلصُّوَّامِ اَفْطِرُوْا ۔

۱۵۵۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ رمضان میں حنین کی طرف تشریف لے گئے۔ مسلمانوں میں اختلاف تھا (کہ آنحضور ﷺ روزے سے ہیں یا نہیں) اس لئے بعض حضرات تو روزے سے تھے اور بعض نے روزہ نہیں رکھا تھا۔ لیکن جب آنحضور ﷺ اپنی سواری پر پوری طرح بیٹھ گئے تو آپ ﷺ نے برتن میں دودھ یا پانی طلب فرمایا (راوی کو شک تھا) چنانچہ برتن آپ ﷺ کے ہاتھ میں دے دیا گیا یا (راوی نے یہ بیان کیا کہ) آپ ﷺ کے کجاوے پر رکھ دیا گیا پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو دیکھا اور جن لوگوں نے پہلے سے روزہ نہیں رکھا تھا، انہوں نے روزہ داروں سے کہا کہ اب روزہ توڑ لو۔

باب ۱۱۱۴ . اَيْنَ رَكَزَ النَّبِيُّ ﷺ الرَّايَةَ يَوْمَ الْفَتْحِ

باب ۱۱۱۴۔ فتح مکہ کے موقعہ پر نبی کریم ﷺ نے علم کہاں نصب کیا تھا

(۱۵۵۳) عَنْ عُرْوَةَ بْنِ زُبَيْرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تعالٰى عنهما) قَالَ لَمَّا سَارَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ قُرَيْشًا خَرَجَ اَبُوْسُفْيَانَ بْنُ حَرْبٍ وَّحَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ وَّبُدَيْلُ بْنُ وَرْقَآءَ يَلْتَمِسُوْنَ الْخَبَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَقْبَلُوْا يَسِيْرُوْنَ حَتّٰى اَتَوْا مَرَّ الظَّهْرَانِ فَاِذَا هُمْ بِنِيْرَانٍ كَاَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ اَبُوْسُفْيَانَ مَاهٰذِهٖ لَكَاَنَّهَا نِيْرَانُ عَرَفَةَ فَقَالَ بُدَيْلُ بْنُ وَرْقَآءَ نِيْرَانُ بَنِيْ عَمْرٍو فَقَالَ اَبُوْسُفْيَانَ عَمْرٌو اَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ فَرَاٰهُمْ نَاسٌ مِّنْ حَرَسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عروہ بن زبیرؓ نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے لئے روانہ ہوئے تو قریش کو اس کی اطلاع مل گئی تھی۔ چنانچہ سفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء نبی کریم ﷺ کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے مکہ سے نکلے۔ یہ لوگ چلتے چلتے مقام مرالظہر ان پر جب پہنچے تو انہیں جگہ جگہ آگ جلتی ہوئی دکھائی دی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مقام عرفہ کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا، یہ آگ کیسی ہے؟ یہ تو عرفہ کی آگ کی طرح دکھائی دیتی ہے۔ اس پر بدیل بن ورقاء نے کہا کہ یہ بنی عمرو (یعنی قباء کا قبیلہ) کی آگ ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ بنی عمرو کی تعداد اس سے بہت کم ہے۔ اتنے میں آنحضور ﷺ کے محافظ دستے نے انہیں دیکھ لیا، اور پکڑ کر آنحضور ﷺ کی خدمت میں لائے۔ پھر ابوسفیان

فَادْرَكُوهُمْ فَاَخَذُوهُمْ فَاَتَوْا بِهِمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَسْلَمَ اَبُوْ سُفْيَانَ فَلَمَّا سَارَ قَالَ لِلْعَبَّاسِ اِحْبِسْ اَبَا سُفْيَانَ عِنْدَ حَطْمِ الْخَيْلِ حَتّٰى يَنْظُرَ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَحَبَسَهُ الْعَبَّاسُ فَجَعَلَتِ الْقَبَائِلُ تَمُرُّ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمُرُّ كَتِيْبَةً كَتِيْبَةً عَلٰى اَبِيْ سُفْيَانَ فَمَرَّتْ كَتِيْبَةٌ قَالَ يَاعَبَّاسُ مَنْ هٰذِهٖ قَالَ هٰذِهٖ غِفَارٌ قَالَ مَالِيْ وَلِغِفَارٍ ثُمَّ مَرَّتْ جُهَيْنَةُ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ مَرَّتْ سَعْدُ بْنُ هُذَيْمٍ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَمَرَّتْ سُلَيْمٌ فَقَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اَقْبَلَتْ كَتِيْبَةٌ لَمْ يُرَمِثْلُهَا قَالَ مَنْ هٰذِهٖ قَالَ هٰؤُلَاءِ الْاَنْصَارُ عَلَيْهِمْ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ مَعَهُ الرَّايَةُ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَااَبَاسُفْيَانَ الْيَوْمُ يَوْمُ الْمَلْحَمَةِ الْيَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْكَعْبَةُ فَقَالَ اَبُوْ سُفْيَانَ يَاعَبَّاسُ حَبَّذَا يَوْمُ الذِّمَارِ ثُمَّ جَآءَتْ كَتِيْبَةٌ وَّهِيَ اَقَلُّ الْكَتَائِبِ فِيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ وَرَايَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ فَلَمَّا مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ اَلَمْ تَعْلَمْ مَاقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ مَاقَالَ قَالَ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ كَذَبَ سَعْدٌ وَّلٰكِنْ هٰذَايَوْمٌ يُّعَظِّمُ اللّٰهُ فِيْهِ الْكَعْبَةَ وَيَوْمٌ تُكْسٰى فِيْهِ الْكَعْبَةُ قَالَ وَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُرْكَزَرَايَتُهٗ بِالْحَجُوْنِ قَالَ عُرْوَةُ وَاَخْبَرَنِيْ نَافِعُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْعَبَّاسَ يَقُوْلُ لِلزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ يَا اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ هٰهُنَا اَمَرَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَرْكُزَ الرَّايَةَ قَالَ وَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِاَنْ يَّدْخُلَ مِنْ اَعْلٰى مَكَّةَ مِنْ كَدَاءٍ وَّدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُدٰى فَقُتِلَ مِنْ خَيْلِ خَالِدٍ يَوْمَئِذٍ رَّجُلَانِ حُبَيْشُ بْنُ الْاَشْعَرِ وَكُرْزُ بْنُ جَابِرٍ الْفِهْرِيُّ۔

نے اسلام قبول کرلیا۔اس کے بعد جب آنحضور ﷺ آگے (کی طرف) بڑھے تو عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابوسفیان کو ایسی گذرگاہ پر روکے رکھو جہاں گھوڑوں کا جاتے وقت سے ازدحام ہوتا کہ وہ مسلمانوں (کی طاقت وقوت) کو دیکھ لیں۔ چنانچہ عباس رضی اللہ عنہ، انہیں ایسے ہی مقام پر روک کر کھڑے ہوگئے اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ قبائل کے دستے ایک ایک کر کے ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے سامنے سے گذرنے لگے، ایک دستہ گذرا تو انہوں نے پوچھا عباس! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ قبیلہ غفار ہے۔ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے غفار سے کیا سروکار۔ پھر قبیلہ جہینہ گذرا تو ان کے متعلق بھی انہوں نے یہی کہا، پھر قبیلہ سعد بن ہدیم پر گذر ہوا تو بھی یہی کہا، قبیلہ سلیم گذرا تو ان کے متعلق بھی یہی کہا۔آخر ایک دستہ سامنے آیا اس جیسا فوجی دستہ نہیں دیکھا گیا ہوگا۔ابوسفیانؓ نے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ انصار کا دستہ ہے۔سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اس کے امیر ہیں اور انہیں کے ہاتھ میں (انصار کا) علم ہے۔سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ابوسفیان! آج کا دن گھمسان کی جنگ کا دن ہے۔آج کعبہ (یعنی حرم) حلال کر دیا گیا ہے۔ ابوسفیانؓ اس پر بولے، اے عباس! (قریش کی اس) ہلاکت و بربادی کے دن تمہاری مدد کی ضرورت ہے! پھر ایک اور دستہ آیا، یہ سب سے چھوٹا دستہ تھا، اس میں رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ تھے۔آنحضور ﷺ کا علم زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ اٹھائے ہوئے تھے۔ جب آنحضور ﷺ ابوسفیان کے قریب سے گذرے تو انہوں نے کہا، آپ کو معلوم نہیں، سعد بن عبادہ کیا کہہ گئے ہیں، آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ انہوں نے کیا کہا ہے؟ تو ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ یہ کہہ گئے ہیں۔آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ سعد نے غلط کہا۔ بلکہ آج کا دن وہ دن ہے جس میں اللہ کعبہ کی عظمت اور زیادہ کرے گا، آج کعبہ کو غلاف پہنایا جائے گا۔عروہ نے بیان کیا کہ پھر آنحضور ﷺ نے حکم دیا کہ آپ کا علم مقام حجون میں گاڑ دیا جائے۔عروہ نے بیان کیا اور مجھے نافع بن جبیر بن مطعم نے خبر دی۔کہا کہ میں نے عباس رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ نے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے کہا (فتح مکہ کے بعد) کہ آنحضور ﷺ نے آپ کو یہیں علم نصب کرنے کا حکم دیا تھا۔ بیان کیا کہ اس دن آنحضور ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ مکہ کے بالائی

علاقہ کداء کی طرف سے داخل ہوں اور خود حضور اکرم ﷺ (نشیبی علاقہ) کداء کی طرف سے داخل ہوئے۔اس دن خالد رضی اللہ عنہ کے دستہ کے دوصحابی، حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر فہریؓ شہید ہوئے تھے۔

(١٥٥٤)عَنۡ عَبۡدِاللّٰهِ بۡنِ مُغَفَّلٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنۡهُ) يَقُوۡلُ رَاَيۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَوۡمَ فَتۡحِ مَكَّةَ عَلٰى نَاقَتِهٖ وَهُوَ يَقۡرَأُ سُوۡرَةَ الۡفَتۡحِ يُرَجِّعُ وَقَالَ لَوۡلَا اَنۡ يَّجۡتَمِعَ النَّاسُ حَوۡلِيۡ لَرَجَّعۡتُ كَمَا رَجَّعَ۔

۱۵۵۴۔حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے موقعہ پر اپنے اونٹ پر سوار ہیں اور خوش الحانی کے ساتھ سورۂ فتح کی تلاوت فرمارہے ہیں۔انہوں نے بیان کیا کہ اگر اس کا خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ مجھے گھیر لیں گے تو میں حضور اکرم ﷺ کی طرح تلاوت کر کے دکھاتا۔

(١٥٥٥)عَنۡ عَبۡدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوۡمَ الۡفَتۡحِ وَحَوۡلَ الۡبَيۡتِ سِتُّوۡنَ وَثَلٰثُمِائَةِ نُصُبٍ فَجَعَلَ يَطۡعُنُهَا بِعُوۡدٍ فِيۡ يَدِهٖ وَيَقُوۡلُ جَآءَ الۡحَقُّ وَزَهَقَ الۡبَاطِلُ جَآءَ الۡحَقُّ وَمَا يُبۡدِئُ الۡبَاطِلُ وَمَا يُعِيۡدُ۔

۱۵۵۵۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فتح مکہ کے دن جب نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے، آنحضور ﷺ ایک چھڑی سے، جو دست مبارک میں تھی، مارتے جاتے اور اس آیت کی تلاوت کرتے جاتے کہ ''حق قائم ہوگیا اور باطل نہ اب ظاہر ہوگا اور نہ لوٹے گا۔

(١٥٥٦)عَنۡ عَمۡرِو بۡنِ سَلِمَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنۡهُ) قَالَ كُنَّا بِمَآءٍ مَّمَرَّ النَّاسِ وَكَانَ يَمُرُّ بِنَا الرُّكۡبَانُ فَنَسۡاَلُهُمۡ مَا لِلنَّاسِ مَا لِلنَّاسِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوۡلُوۡنَ يَزۡعُمُ اَنَّ اللّٰهَ اَرۡسَلَهٗ اَوۡحٰى اِلَيۡهِ اَوۡ اَوۡحَى اللّٰهُ بِكَذَا فَكُنۡتُ اَحۡفَظُ ذٰلِكَ الۡكَلَامَ وَكَاَنَّمَا يُغۡرٰى فِيۡ صَدۡرِيۡ وَكَانَتِ الۡعَرَبُ تَلَوَّمُ بِاِسۡلَامِهِمُ الۡفَتۡحَ فَيَقُوۡلُوۡنَ اُتۡرُكُوۡهُ وَقَوۡمَهٗ فَاِنَّهٗ اِنۡ ظَهَرَ عَلَيۡهِمۡ فَهُوَ نَبِيٌّ صَادِقٌ فَلَمَّا كَانَ وَقۡعَةُ اَهۡلِ الۡفَتۡحِ بَادَرَ كُلُّ قَوۡمٍ بِاِسۡلَامِهِمۡ وَبَدَرَ اَبِيۡ قَوۡمِيۡ بِاِسۡلَامِهِمۡ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ جِئۡتُكُمۡ وَاللّٰهِ مِنۡ عِنۡدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ حَقًّا فَقَالَ صَلُّوۡا صَلَاةَ كَذَا فِيۡ حِيۡنِ كَذَا وَصَلُّوۡا كَذَا فِيۡ حِيۡنِ كَذَا فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلۡيُؤَذِّنۡ اَحَدُكُمۡ وَلۡيَؤُمَّكُمۡ اَكۡثَرُكُمۡ قُرۡاٰنًا فَنَظَرُوۡا فَلَمۡ يَكُنۡ اَحَدٌ اَكۡثَرَ قُرۡاٰنًا مِّنِّيۡ لِمَا كُنۡتُ اَتَلَقّٰى مِنَ الرُّكۡبَانِ فَقَدَّمُوۡنِيۡ بَيۡنَ اَيۡدِيۡهِمۡ وَاَنَا ابۡنُ سِتٍّ اَوۡ سَبۡعِ سِنِيۡنَ وَكَانَتۡ عَلَيَّ بُرۡدَةٌ كُنۡتُ اِذَا سَجَدۡتُ تَقَلَّصَتۡ عَنِّيۡ

۱۵۵۶۔حضرت عمرو بن سلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے سوال کیا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ (جاہلیت میں ہمارا قیام ایک چشمے پر تھا) جو عام گذرگاہ تھی۔سوار ہمارے قریب سے گذرتے تو ہم ان سے پوچھتے، لوگوں کا کیا رجحان ہے اس شخص کا معاملہ کیا ہے (اشارہ نبی کریم ﷺ کی طرف تھا) یہ لوگ بتاتے کہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے انہیں اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور اللہ ان پر وحی نازل کرتا ہے یا اللہ نے ان پر وحی نازل کی ہے (قرآن کی کوئی آیت سناتے۔) میں وہ کلام یاد کر لیتا تھا اس کی باتیں میرے دل کو لگتی تھیں۔ادھر سارا عرب فتح مکہ پر اپنے اسلام کو موقوف کئے ہوئے تھا، کہ اس نبی کو اور اس کی قوم (قریش) کو نمٹنے دو، اگر وہ ان پر غالب آ گئے تو پھر واقعی وہ سچے نبی ہیں۔چنانچہ فتح مکہ جب حاصل ہوگئی تو ہر قوم نے اسلام لانے میں پہل کی اور میرے والد نے بھی میری قوم کے اسلام میں جلدی کی۔پھر جب وہ (مدینہ سے) واپس آئے تو کہا کہ میں، خدا گواہ ہے، ایک سچے نبی کے پاس سے آ رہا ہوں، انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ فلاں نماز اس طرح فلاں وقت پڑھا کرو اور فلاں نماز اس طرح فلاں وقت پڑھا کرو اور جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک شخص اذان دے اور

فَقَالَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْحَيِّ اَلا تَغُطُّوا عَنَّا اِسْتَ قَارِئِكُمْ فَاشْتَرَوْا فَقَطَعُوا لِيْ قَمِيْصًا فَمَا فَرِحْتُ بِشَيْءٍ فَرَحِيْ بِذٰلِكَ الْقَمِيْصِ۔

امامت وہ کرے جسے قرآن سب سے زیادہ محفوظ ہو۔لوگوں نے جائزہ لیا (کہ کسے قرآن سب سے زیادہ محفوظ ہے؟) تو کوئی شخص (ان کے قبیلے میں) مجھ سے زیادہ قرآن کا حافظ نہیں ملا۔ کیونکہ میں آنے جانے والے سواروں سے سن کر قرآن مجید یاد کرلیا کرتا تھا، چنانچہ مجھے لوگوں نے امام بنایا، حالانکہ اس وقت میری عمر چھ یا سات سال کی تھی اور میرے پاس ایک ہی چادر تھی، جب میں (اسے لپیٹ کر) سجدہ کرتا تو اوپر ہو جاتی اور ستر (چھپانے کی جگہ) کھل جاتی اس پر قبیلہ کی ایک عورت نے کہا: تم اپنے قاری (امام) کا سرین تو پہلے چھپالو۔ آخر انہوں نے کپڑا خریدا اور میرے لئے ایک قمیص بنائی، میں جتنا خوش اس قمیص سے ہوا، اتنا کسی اور چیز سے نہیں ہوا تھا۔

باب ۱۱۱۵ . غَزَاةِ اَوْطَاسٍ

(۱۵۵۷) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا فَرَغَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُنَيْنٍ بَعَثَ اَبَاعَامِرٍ عَلٰى جَيْشٍ اِلٰى اَوْطَاسٍ فَلَقِيَ دُرَيْدَ بْنَ الصِّمَّةِ فَقُتِلَ دُرَيْدٌ وَهَزَمَ اللّٰهُ اَصْحَابَهٗ قَالَ اَبُوْمُوْسٰى وَبَعَثَنِيْ مَعَ اَبِيْ عَامِرٍ فَرُمِيَ اَبُوْعَامِرٍ فِيْ رُكْبَتِهٖ رَمَاهُ جُشَمِيٌّ بِسَهْمٍ فَاَثْبَتَهٗ فِيْ رُكْبَتِهٖ فَانْتَهَيْتُ اِلَيْهِ فَقُلْتُ يَاعَمِّ مَنْ رَمَاكَ فَاَشَارَ اِلٰى اَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ ذَاكَ قَاتِلِي الَّذِيْ رَمَانِيْ فَقَصَدْتُ لَهٗ فَلَحِقْتُهٗ فَلَمَّا رَاٰنِيْ وَلّٰى فَاتَّبَعْتُهٗ وَجَعَلْتُ اَقُوْلُ لَهٗ اَلا تَسْتَحِيْ اَلا تَثْبُتُ فَكَفَّ فَاخْتَلَفْنَا ضَرْبَتَيْنِ بِالسَّيْفِ فَقَتَلْتُهٗ ثُمَّ قُلْتُ لِاَبِيْ عَامِرٍ قَتَلَ اللّٰهُ صَاحِبَكَ قَالَ فَانْزِعْ هٰذَا السَّهْمَ فَنَزَعْتُهٗ فَنَزَا مِنْهُ الْمَآءُ قَالَ يَاابْنَ اَخِيْ اَقْرِئِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامَ وَقُلْ لَّهٗ اسْتَغْفِرْ لِيْ وَاسْتَخْلَفَنِيْ اَبُوْعَامِرٍ عَلَى النَّاسِ فَمَكُثَ يَسِيْرًا ثُمَّ مَاتَ فَرَجَعْتُ فَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ بَيْتِهٖ عَلٰى سَرِيْرٍ مُّرَمَّلٍ وَّعَلَيْهِ فِرَاشٌ قَدْ اَثَّرَ رِمَالُ السَّرِيْرِ بِظَهْرِهٖ وَجَنْبَيْهِ فَاَخْبَرْتُهٗ بِخَبَرِنَا وَخَبَرِ اَبِيْ عَامِرٍ وَقَالَ قُلْ لَّهٗ اسْتَغْفِرْ لِيْ فَدَعَا بِمَآءٍ فَتَوَضَّاَ ثُمَّ رَفَعَ

باب ۱۱۱۵۔ غزوۂ اوطاس

۱۵۵۷۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ حنین سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے ایک دستے کے ساتھ ابو عامر رضی اللہ عنہ کو وادی اوطاس کی طرف بھیجا۔ اس معرکے میں درید بن الصمۃ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ درید قتل کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے لشکر کو شکست دی، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آنحضور ﷺ نے مجھے بھی بھیجا تھا۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ کے گھٹنے میں تیر آ کر لگا۔ بنی جشم کے ایک شخص نے ان پر تیر مارا تھا اور ان کے گھٹنے میں اتار دیا تھا۔ میں ان کے پاس پہنچا اور عرض کی، چچا! یہ تیر آپ پر کس نے پھینکا ہے؟ انہوں نے مجھے اشارے سے بتایا کہ وہ میرا قاتل، جس نے مجھے نشانہ بنایا تھا، میں اس کی طرف لپکا اور اس کے قریب پہنچ گیا لیکن جب اس نے مجھے دیکھا تو بھاگ پڑا، میں نے اس کا پیچھا کیا اور یہ کہتا جاتا تھا، تجھے شرم نہیں آتی، تجھ سے مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ آخر وہ رک گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا۔ میں نے اسے قتل کر دیا اور ابو عامر سے جا کر کہا کہ اللہ نے آپ کے قاتل کو قتل کروا دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ (گھٹنے میں سے) تیر نکال لو۔ میں نے نکال لیا تو اس سے خون جاری ہو گیا۔ پھر انہوں نے فرمایا، بھتیجے! حضور اکرم ﷺ کو میرا سلام پہنچانا اور عرض کرنا کہ میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔ ابو عامر رضی اللہ عنہ نے لوگوں پر مجھے اپنا نائب بنا دیا۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر اور زندہ رہے اور شہادت پائی۔ میں واپس ہوا اور حضور اکرم ﷺ کی

يَدَيْهِ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرُ لِعُبَيْدٍ اَبِى عَامِرٍ وَرَاَيْتُ بَيَاضَ اِبْطَيْهِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ فَقُلْتُ وَلِى فَاسْتَغْفِرُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرُ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَه' وَادْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيْمًا۔

خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ اپنے گھر میں بانوں کی ایک چار پائی پر تشریف رکھتے تھے، اس پر کوئی بستر بچھا ہوانہیں تھا اور بانوں کے نشانات آپ ﷺ کی پیٹھ اور پہلو پر پڑ گئے تھے۔ میں نے آپ ﷺ سے اپنے اور ابو عامر رضی اللہ عنہ کے واقعات بیان کئے اور یہ کہ انہوں نے استغفار کے لئے عرض کیا ہے آنحضور ﷺ نے پانی طلب فرمایا اور وضو کیا پھر ہاتھ اٹھا کر دعا کی، اے اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرما، میں نے آپ ﷺ کی بغل کی سفیدی (جب آپ ﷺ دعا کر رہے تھے) دیکھی۔ پھر آنحضور ﷺ نے دعا کی، اے اللہ قیامت کے دن ابو عامر کو اپنی بہت سی مخلوق سے بلند تر درجہ عنایت فرما، میں نے عرض کی: اور میرے لئے بھی اللہ سے مغفرت طلب فرما دیجئے۔ آنحضور ﷺ نے دعا کی اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہوں کو معاف فرما اور قیامت کے دن اسے اچھا مقام عنایت فرما۔

باب ۱۱۱۶ . غَزْوَةِ الطَّآئِفِ فِىْ شَوَّالٍ سَنَةَ ثَمَان

(۱۵۵۸) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا دَخَلَ عَلَىَّ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدِىْ مُخَنَّثٌ فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُمَيَّةَ يَاعَبْدَاللّٰهِ اَرَاَيْتَ اِنْ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الطَّآئِفَ غَدًا فَعَلَيْكَ بِابْنَةِ غَيْلَانَ فَاِنَّهَا تُقْبِلُ بِاَرْبَعٍ وَّتُدْبِرُ بِثَمَانٍ وَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَدْخُلَنَّ هٰٓؤُلَآءِ عَلَيْكُنَّ۔

باب ۱۱۱۶۔ غزوۂ طائف شوال ۰۸ ہجری میں

۱۵۵۸۔ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میرے پاس ایک مخنث بیٹھا ہوا تھا پھر آنحضور ﷺ نے سنا کہ وہ عبداللہ بن امیہ سے کہہ رہا تھا کہ اے عبداللہ! دیکھو، اگر کل اللہ تعالیٰ نے طائف کی فتح تمہیں عنایت فرمائی تو غیلان کی بیٹی کو نہ چھوڑنا، وہ جب سامنے آتی ہے تو چار بل دکھائی دیتے ہیں اور جب مڑتی ہے تو آٹھ دکھائی دیتے ہیں۔ اس لئے حضور ﷺ نے فرمایا، یہ شخص اب تمہارے گھروں میں نہ آیا کرے۔

(۱۵۵۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ لَمَّا حَاصَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّآئِفَ فَلَمْ يَنَلْ مِنْهُمْ شَيْئًا قَالَ اِنَّا قَافِلُوْنَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَثَقُلَ عَلَيْهِمْ وَقَالُوْا نَذْهَبُ وَلَا نَفْتَحُه' فَقَالَ اغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ فَغَدَوْا فَاَصَابَهُمْ جِرَاحٌ فَقَالَ اِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فَاَعْجَبَهُمْ فَضَحِكَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۵۵۹۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے طائف کا محاصرہ کیا اور کوئی خاص پیش رفت نہیں ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اب انشاء اللہ ہم واپس ہو جائیں گے۔ صحابہ کے لئے یہ مرحلہ بڑا شاق تھا۔ انہوں نے کہا کہ بغیر فتح کے ہم واپس چلے جائیں اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر صبح سویرے میدان میں جنگ کے لئے آجاؤ۔ صحابہ ؓ صبح سویرے ہی آگئے، لیکن ان کی بہت بڑی تعداد زخمی ہوئی۔ اب پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ انشاء اللہ ہم کل واپس چلے جائیں گے۔ صحابہ ؓ نے اسے بہت پسند کیا۔ آنحضور ﷺ اس پر ہنس پڑے۔

(۱۵۶۰) عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ

۱۵۶۰۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم

عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعْرَانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَمَعَه' بِلَالٌ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ اَلَا تُنْجِزُلِيْ مَاوَعَدْتَنِيْ فَقَالَ لَه' اَبْشِرْ فَقَالَ قَدْ اَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ اَبْشِرْ فَاَقْبَلَ عَلٰى اَبِيْ مُوْسٰى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ رَدَّ الْبُشْرٰى فَاقْبَلَا اَنْتُمَا قَالَا قَبِلْنَا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَآءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَه' فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اشْرَبَا مِنْهُ وَاَفْرِغَا عَلٰى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا وَاَبْشِرَا فَاَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا فَنَادَتْ اُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَّرَآءِ السِّتْرِاَنْ اَفْضِلَا لِاُمِّكُمَا فَاَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَآئِفَةً۔

کے قریب ہی تھا، جب آپ جعرانہ سے، جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ایک مقام ہے، اتر رہے تھے، آپ ﷺ کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ اسی عرصہ میں آنحضور ﷺ کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ آپ نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا کیوں نہیں کرتے، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو۔ اس پر وہ اعرابی بولا، بشارت تو آپ مجھے بہت دے چکے! پھر آنحضور ﷺ نے چہرہ مبارک ابوموسیٰ اور بلال رضی اللہ عنہما کی طرف پھیرا۔ آپ ﷺ بہت غصے میں معلوم ہو رہے تھے! آپ ﷺ نے فرمایا، اس نے بشارت واپس کر دی، اب تم دونوں اسے قبول کرلو، ان دونوں حضرات نے عرض کی، ہم نے قبول کی۔ پھر آپ ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ طلب فرمایا اور اپنے دونوں ہاتھوں اور چہرے کو اس میں دھویا اور اسی میں کلی کی اور (ابوموسیٰ اشعری اور بلال رضی اللہ عنہما سے) فرمایا کہ اس کا پانی پی لو اور اپنے چہروں اور سینوں پر اسے ڈال دو اور بشارت حاصل کرو۔ ان دونوں حضرات نے پیالہ لے لیا اور ہدایت کے مطابق عمل کیا۔ پردہ کے پیچھے سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بھی فرمایا کہ اپنی ماں کے لئے بھی کچھ چھوڑ دینا۔ چنانچہ ان حضرات نے ان کے لئے بھی ایک حصہ چھوڑ دیا۔

(۱۵۶۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَمَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَقَالَ اِنَّ قُرَيْشًا حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَّ مُصِيْبَةٍ وَّ اِنِّيْ اَرَدْتُّ اَنْ اَجْبُرَهُمْ وَاَتَاَلَّفَهُمْ اَمَا تَرْضَوْنَ اَنْ يَّرْجِعَ النَّاسُ بِالدُّنْيَا وَتَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى بُيُوْتِكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ لَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا وَّسَلَكَتِ الْاَنْصَارُ شِعْبًا لَّسَلَكْتُ وَادِيَ الْاَنْصَارِ اَوْ شِعْبَ الْاَنْصَارِ۔

۱۵۶۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انصار کے کچھ افراد کو جمع کیا اور فرمایا کہ قریش کے کفر اور مصائب کا دور ابھی ختم ہوا ہے، میرا مقصد صرف ان کی دلجوئی اور تالیف قلب تھا۔ کیا تم اس پر راضی اور خوش نہیں ہو کہ لوگ دنیا لے کر اپنے ساتھ جائیں اور تم اللہ کے رسول ﷺ کو اپنے گھر لے جاؤ۔ سب حضرات بولے، کیوں نہیں (ہم اس پر راضی ہیں)۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا، اگر دوسرے لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔

(۱۵۶۲) عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ لَمَّا قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِسْمَةَ حُنَيْنٍ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ مَااَرَادَبِهَا وَجْهَ اللّٰهِ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُه' فَتَغَيَّرَوَجْهُه' ثُمَّ قَالَ رَحِمَ اللّٰهُ عَلٰى مُوْسٰى لَقَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ۔

۱۵۶۲۔ حضرت ابووائل سے روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ حنین کے مال غنیمت کی تقسیم کر رہے تھے تو انصار کے ایک شخص نے (جو منافق تھا) کہا کہ اس تقسیم میں اللہ کی رضا اور خوشنودی کا کوئی لحاظ نہیں رکھا گیا ہے۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو اس کی اطلاع دی تو چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا، پھر آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ، موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے، انہیں اس سے بھی زیادہ ایذاء پہنچائی گئی تھی اور انہوں نے صبر کیا تھا۔

باب۱۱۱۷. بَعْثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اِلٰى بَنِىْ جَذِيْمَةَ

(۱۵۶۳)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ اِلٰى بَنِىْ جَذِيْمَةَ فَدَعَاهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ فَلَمْ يُحْسِنُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا اَسْلَمْنَا فَجَعَلُوْا يَقُوْلُوْنَ صَبَأْنَا صَبَأْنَا فَجَعَلَ خَالِدٌ يَّقْتُلُ مِنْهُمْ وَيَاْسِرُ وَدَفَعَ اِلٰى كُلِّ رَجُلٍ مِّنَّا اَسِيْرَه، حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمٌ اَمَرَ خَالِدٌ اَنْ يَّقْتُلَ كُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا اَسِيْرَه، فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَااَقْتُلُ اَسِيْرِىْ وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِىْ اَسِيْرَه، حَتّٰى قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْنَاهُ فَرَفَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَه، فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَبْرَأُ اِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ مَرَّتَيْنِ۔

باب ۱۱۱۷۔ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا

۱۵۶۳۔حضرت عبداللہ ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنی جذیمہ کی طرف بھیجا۔خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔لیکن انہیں ''اسلمنا'' (ہم اسلام لائے) کہنا نہیں آتا تھا،اس کے بجائے وہ ''صبانا، صبانا'' (ہم بے دین ہو گئے، یعنی اپنے آبائی دین سے) کہنے لگے۔خالد رضی اللہ عنہ نے انہیں قتل کرنا اور قید کرنا شروع کر دیا،اور پھر ہم میں (جو اس مہم میں شریک تھے) سے ہر شخص کو اس کا قیدی دے دیا۔پھر جب دن کا وقت ہوا تو انہوں نے ہم سب کو حکم دیا کہ ہم اپنے قیدیوں کو قتل کر دیں، میں نے کہا، خدا کی قسم، میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور نہ میرے ساتھیوں میں کوئی اپنے قیدی کو قتل کرے۔آخر جب ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے صورت حال کا تذکرہ کیا تو آپ نے ہاتھ اٹھا کر دعا کی،اے اللہ! میں اس فعل سے برأت کرتا ہوں جو خالد نے کیا۔دو مرتبہ آپ ﷺ نے یہ جملہ دہرایا۔

باب۱۱۱۸. سَرِيَّةِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ وَ عَلْقَمَةَ بْنِ مُجَزِّزٍ الْمُدْلِجِيِّ وَيُقَالُ اِنَّهَا سَرِيَّةُ الْاَنْصَارِ

(۱۵۶۴)عَنْ عَلِيٍّ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً فَاسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ وَاَمَرَهُمْ اَنْ يُّطِيْعُوْهُ فَغَضِبَ فَقَالَ اَلَيْسَ اَمَرَكُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُطِيْعُوْنِىْ قَالُوْا بَلٰى فَاجْمَعُوْا لِىْ حَطَبًا فَجَمَعُوْا فَقَالَ اَوْقِدُوْا نَارًا فَاَوْقَدُوْهَا فَقَالَ ادْخُلُوْهَا فَهَمُّوْا وَجَعَلَ بَعْضُهُمْ يُمْسِكُ بَعْضًا وَّيَقُوْلُوْنَ فَرَرْنَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ النَّارِ فَمَا زَالُوْا حَتّٰى خَمِدَتِ النَّارُ فَسَكَنَ غَضَبُه، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْدَخَلُوْهَا مَاخَرَجُوْا مِنْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ الطَّاعَةُ فِى الْمَعْرُوْفِ۔

باب ۱۱۱۸۔عبداللہ بن حذافہ سہمی اور علقمہ بن مجزز مدلجی رضی اللہ عنہما کی مہم پر روانگی سے سریۃ الانصار (انصار کی مہم) کہا جاتا تھا

۱۵۶۴۔حضرت علیؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مہم روانہ کی اور اس کا امیر ایک انصاری صحابیؓ کو بنایا اور مہم کے شرکاء کو حکم دیا کہ سب لوگ اپنے امیر کی اطاعت کریں پھر امیر (کسی بات پر) غصہ ہوئے اور اپنے فوجیوں سے پوچھا کہ کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے؟ سب نے کہا کہدیا ہے انہوں نے کہا تم سب لکڑیاں جمع کرو انہوں نے لکڑیاں جمع کیں تو امیر نے حکم دیا کہ اس میں آگ لگاؤ انہوں نے آگ لگا دی اب انہوں نے حکم دیا کہ سب اس میں کود جاؤ،مہم میں شریک صحابہ کود جانا ہی چاہتے تھے کہ انہیں میں سے بعض نے بعض کو (جو کودنا چاہتے تھے) روکا اور کہا کہ ہم تو اس آگ ہی کے خوف سے رسول اللہ ﷺ کی پناہ میں آئے ہیں! ان باتوں میں وقت گذر گیا اور آگ بجھ گئی، اس کے بعد امیر کا غصہ بھی ٹھنڈا ہو گیا۔جب اس کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود جاتے تو پھر قیامت تک اس میں سے نہ نکلتے،اطاعت وفرمانبرداری کا حکم نیک کاموں کیلئے ہے۔

باب۱۱۱۹ . بَعۡثُ اَبِیۡ مُوۡسٰی وَمُعَاذٍ رضی اللہ عنہما اِلَی الۡیَمَنِ قَبۡلَ حَجَّةِ الۡوَدَاعِ

(١٥٦٥)عَنۡ اَبِیۡ بُرۡدَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تعالیٰ عَنۡهُ) قَالَ بَعَثَ رَسُوۡلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ اَبَامُوۡسٰی وَمُعَاذَ بۡنَ جَبَلٍ اِلَی الۡیَمَنِ قَالَ وَبَعَثَ کُلَّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا عَلٰی مِخۡلَافٍ قَالَ وَ لِلۡیَمَنِ مِخۡلَافَانِ ثُمَّ قَالَ یَسِّرَا وَّلَا تُعَسِّرَا وَبَشِّرَا وَلَا تُنَفِّرَا فَانۡطَلَقَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا اِذَا سَارَفِیۡ اَرۡضِهٖ کَانَ قَرِیۡبًا مِّنۡ صَاحِبِهٖ اَحۡدَثَ بِهٖ عَهۡدًافَسَلَّمَ عَلَیۡهِ فَسَارَ مُعَاذٌ فِیۡ اَرۡضِهٖ قَرِیۡبًا مِّنۡ صَاحِبِهٖ اَبِیۡ مُوۡسٰی فَجَآءَ یَسِیۡرُ عَلٰی بَغۡلَتِهٖ حَتّٰی انۡتَهٰی اِلَیۡهِ وَاِذَا هُوَ جَالِسٌ وَقَدِ اجۡتَمَعَ اِلَیۡهِ النَّاسُ وَاِذَا رَجُلٌ عِنۡدَه، قَدۡ جُمِعَتۡ یَدَاهُ اِلٰی عُنُقِهٖ فَقَالَ لَه، مُعَاذٌ یَاعَبۡدَاللّٰهِ بۡنَ قَیۡسٍ اَیَّمَ هٰذَا قَالَ هٰذَا رَجُلٌ کَفَرَ بَعۡدَ اِسۡلَامِه قَالَ لَااَنۡزِلُ حَتّٰی یُقۡتَلَ قَالَ اِنَّمَا جِیۡءَ بِهٖ لِذٰلِكَ فَانۡزِلۡ قَالَ مَااَنۡزِلُ حَتّٰی یُقۡتَلَ فَاَمَرَبِهٖ فَقُتِلَ ثُمَّ نَزَلَ فَقَالَ یَاعَبۡدَاللّٰهِ کَیۡفَ تَقۡرَاُ الۡقُرۡاٰنَ قَالَ اَتَفَوَّقُه، تَفَوُّقًا قَالَ فَکَیۡفَ تَقۡرَاُ اَنۡتَ یَا مُعَاذُ قَالَ اَنَامُ اَوَّلَ اللَّیۡلِ فَاَقُوۡمُ وَقَدۡ قَضَیۡتُ جُزۡئِیۡ مِنَ النَّوۡمِ فَاَقۡرَاُ مَا کَتَبَ اللّٰهُ لِیۡ فَاَحۡتَسِبُ نَوۡمَتِیۡ کَمَا اَحۡتَسِبُ قَوۡمَتِیۡ۔

باب ۱۱۱۹۔ حجۃ الوداع سے پہلے آنحضور ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اور معاذ رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجا

۱۵۶۵۔حضرت ابو بردہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوموسیٰ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما کو یمن (عامل بنا کر) بھیجا۔ بیان کیا کہ دونوں حضرات کو اس کے ایک ایک صوبے میں بھیجا۔ بیان کیا کہ یمن کے دو صوبے تھے پھر آنحضور ﷺ نے ان سے فرمایا، ان کے لئے آسانیاں پیدا کرنا، دشواریاں نہ پیدا کرنا، انہیں خوش رکھنے کی کوشش کرنا، رنجیدہ اور ملول کرنے کی نہیں۔ دونوں حضرات اپنے حدود عمل کی طرف روانہ ہوگئے۔ دونوں حضرات میں سے جب کوئی اپنے حدود کی آراضی کی دیکھ بھال کے لئے نکلتے اور اپنے دوسرے ساتھی کے حدود عمل سے قریب پہنچ جاتے تو ان سے تجدید عہد (ملاقات) کے لئے آتے اور سلام کرتے۔ ایک مرتبہ معاذ رضی اللہ عنہ اپنی آراضی میں اپنے صاحب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ گئے اور (حسب معمول) اپنے خچر پر ان سے ملاقات کے لئے چلے، جب ان کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ وہ بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے پاس کچھ لوگ جمع ہیں اور ایک شخص ان کے سامنے ہے جس کی مشکیں کسی ہوئی ہیں۔ معاذؓ نے ان سے پوچھا، اے عبداللہ بن قیس! یہ کیا ماجرا ہے؟ ابوموسیٰؓ نے فرمایا کہ اس شخص نے اسلام لانے کے بعد پھر کفر اختیار کرلیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ پھر جب تک اسے قتل نہ کر دیا جائے میں اپنی سواری سے نہیں اتروں گا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قتل کرنے کے لئے ہی اسے یہاں لایا گیا ہے، آپ اتر جائیے لیکن انہوں نے اب بھی یہی فرمایا کہ جب تک اسے قتل نہ کردیا جائے میں نہ اتروں گا۔ آخر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا، تب آپ اپنی سواری سے اترے، اور پوچھا، عبداللہ! آپ قرآن کس طرح پڑھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں وقفے کے ساتھ ایک حصہ قرآن پڑھتا ہوں۔ پھر انہوں نے معاذؓ نے پوچھا کہ معاذ! آپ قرآن مجید کس طرح پڑھتے ہیں؟ معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رات کے ابتدائی حصے میں سوتا ہوں، پھر اپنی نیند کا ایک حصہ پورا کر کے میں اٹھ بیٹھتا ہوں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے مقدر میں رکھا ہے، اس میں قرآن مجید پڑھتا ہوں، اس طرح بیداری میں جس ثواب کی امید اللہ تعالیٰ سے رکھتا ہوں، سونے کی حالت کے ثواب کا بھی اس کی بارگاہ سے متوقع ہوں۔

(١٥٦٦)عَنْ اَبِی مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهٗ اِلَی الْیَمَنِ فَسَاَلَهٗ عَنْ اَشْرِبَةٍ تُصْنَعُ بِهَا فَقَالَ وَمَا هِیَ قَالَ الْبِتْعُ وَالْمِزْرُ فَقُلْتُ لِاَبِیْ بُرْدَةَ مَاالْبِتْعُ قَالَ نَبِیْذُ الْعَسَلِ وَالْمِزْرُ نَبِیْذُ الشَّعِیْرِ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ۔

۱۵۶۶۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ سے ان مشروبات کا حکم پوچھا جویمن میں بنائے جاتے تھے، آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ وہ کیا ہیں؟ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ''البتع'' اور ''المزر'' (سعید بن ابی بردہ نے بیان کیا کہ) میں نے ابو بردہ (اپنے والد) سے پوچھا، البتع کیا چیز ہے؟ انہوں نے بتایا کہ شہد سے تیار کی ہوئی شراب۔ اور المزر جو سے تیار کی ہوئی شراب! آنحضور ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ ہر نشہ آور مشروب حرام ہے۔

باب ١١٢٠ . بَعْثُ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَّخَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اِلَی الْیَمَنِ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

باب ۱۱۲۰۔ حجۃ الوداع سے پہلے علی بن ابی طالب اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجنا

(١٥٦٧)عَنِ الْبَرَآءِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِیْدِ اِلَی الْیَمَنِ قَالَ ثُمَّ بَعَثَ عَلِیًّا بَعْدَ ذٰلِكَ مَكَانَهٗ فَقَالَ مُرْ اَصْحٰبَ خَالِدٍ مَنْ شَآءَ مِنْهُمْ اَنْ یُّعَقِّبَ مَعَكَ فَلْیُعَقِّبْ وَمَنْ شَآءَ فَلْیُقْبِلْ فَكُنْتُ فِیْمَنْ عَقَّبَ مَعَهٗ قَالَ فَغَنِمْتُ اَوَاقٍ ذَوَاتِ عَدَدٍ۔

۱۵۶۷۔حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ یمن بھیجا، بیان کیا کہ پھر اس کے بعد ان کی جگہ علی رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور آنحضور ﷺ نے انہیں ہدایت کی کہ خالد کے ساتھیوں سے کہو کہ جو ان میں سے تمہارے ساتھ یمن رہنا چاہے وہ رہ سکتا ہے اور جو وہاں سے واپس آنا چاہے اسے بھی اختیار ہے، میں ان لوگوں میں سے تھا جو ان کے ساتھ یمن رہ گئے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ مجھے غنیمت میں بہت سے اوقیے ملے تھے۔

(١٥٦٨)عَنْ بُرَیْدَةَ رَضِیَ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِیًّا اِلَی خَالِدٍ لِیَقْبِضَ الْخُمُسَ وَكُنْتُ اُبْغِضُ عَلِیًّا وَّ قَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْتُ لِخَالِدٍ اَلَاتَرٰی اِلٰی هٰذَا فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ یَابُرَیْدَةُ اَتُبْغِضُ عَلِیًّا فَقُلْتُ نَعَمْ قَالَ لَا تُبْغِضْهُ فَاِنَّ لَهٗ فِی الْخُمُسِ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ۔

۱۵۶۸۔حضرت بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی جگہ علی رضی اللہ عنہ کو (یمن) بھیجا تا کہ غنیمت کے خمس (پانچواں حصہ) کو اپنی تحویل میں لے لیں۔ مجھے علی رضی اللہ عنہ سے بہت بغض تھا اور میں نے انہیں غسل کرتے دیکھا تھا۔ میں نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا، آپ ان صاحب کو نہیں دیکھتے (اشارہ علیؓ کی طرف تھا) پھر جب ہم حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے آپ ﷺ سے بھی اس کا ذکر کیا۔ آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا، بریدہ! کیا تمہیں علیؓ کی طرف سے کبیدگی ہے؟ میں نے عرض کی کہ جی ہاں۔ فرمایا، اس کی طرف سے کبیدگی نہ رکھو، کیونکہ خمس (غنیمت کے پانچویں حصے) میں اس کا اس سے بھی زیادہ حق ہے۔

فائدہ:۔ انہیں یہ شبہ ہو گیا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ نے ناجائز طریقہ پر خمس میں سے ایک باندی لی ہے اور اس سے ہم بستر ہوئے ہیں اور اسی وجہ سے غسل کیا ہے۔

(١٥٦٩)عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ)

۱۵۶۹۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یمن سے علی

يَقُولُ بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ اَبِي طَالِبٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِيْ اَدِيْمٍ مَّقْرُوْظٍ لَّمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا قَالَ فَقَسَمَهَا بَيْنَ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ وَّاَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَّزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ اِمَّا عَلْقَمَةُ وَاِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ كُنَّا نَحْنُ اَحَقُّ بِهٰذَا مِنْ هٰؤُلَاءِ قَالَ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلَا تَاْمَنُوْنِيْ وَاَنَا اَمِيْنُ مَنْ فِي السَّمَاءِ يَاْتِيْنِيْ خَبَرُ السَّمَآءِ صَبَاحًا وَّمَسَاءً قَالَ فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ نَاشِزُ الْجَبْهَةِ كَثُّ اللِّحْيَةِ مَحْلُوْقُ الرَّاسِ مُشَمَّرُ الْاِزَارِ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ قَالَ وَيْلَكَ اَوَلَسْتُ اَحَقَّ اَهْلِ الْاَرْضِ اَنْ يَّتَّقِيَ اللّٰهَ قَالَ ثُمَّ وَلَّى الرَّجُلُ قَالَ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَضْرِبُ عُنُقَهٗ قَالَ لَا لَعَلَّهٗ اَنْ يَكُوْنَ يُصَلِّيْ فَقَالَ خَالِدٌ وَكَمْ مِّنْ مُصَلٍّ يَقُوْلُ بِلِسَانِهٖ مَا لَيْسَ فِيْ قَلْبِهٖ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَمْ اُوْمَرْ اَنْ اَنْقُبَ قُلُوْبَ النَّاسِ وَلَا اَشُقَّ بُطُوْنَهُمْ قَالَ ثُمَّ نَظَرَ اِلَيْهِ وَهُوَ مُقَفٍّ فَقَالَ اِنَّهٗ يَخْرُجُ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمٌ يَّتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ رَطْبًا لَّايُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ وَاَظُنُّهٗ قَالَ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ ثَمُوْدَ۔

بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بیری کے پتوں سے دباغت دیئے، ہوئے چمڑے کے ایک تھیلے میں سونے کے چند ڈ لے بھیجے، ان سے (کان کی) مٹی ابھی صاف نہیں کی گئی تھی۔ بیان کیا کہ پھر آنحضور ﷺ نے وہ سونا چار افراد میں تقسیم کر دیا۔ عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید خیل اور چوتھے علقمہ تھے یا عامر بن طفیل۔ آپ کے اصحاب میں سے ایک صاحب نے اس پر کہا کہ ان لوگوں سے زیادہ ہم اس مال کے مستحق تھے۔ بیان کیا کہ جب آنحضور ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھ پر اطمینان نہیں کرتے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا امین بنایا ہے اور اس کی وحی میرے پاس صبح و شام آتی ہے۔ بیان کیا کہ پھر ایک شخص، جس کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں، رخسار اٹھے ہوئے تھے، پیشانی بھی ابھری ہوئی تھی، گھنی ڈاڑھی اور سر منڈا ہوا، تہبند اٹھائے ہوئے تھا، کھڑا ہوا، اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ! اللہ سے ڈریئے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا! افسوس، کیا میں اس روئے زمین پر اللہ سے ڈرنے کا سب سے زیادہ مستحق نہیں ہوں۔ بیان کیا کہ پھر وہ شخص چلا گیا، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یا رسول اللہ! میں کیوں نہ اس شخص کی گردن ماردوں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا، نہیں، ممکن ہے، نماز پڑھتا ہو۔ اس پر خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ بہت سے نماز پڑھنے والے ایسے ہیں جو زبان سے (اسلام و ایمان کا کلمہ) کہتے ہیں اور ان کے دل میں نہیں ہوتا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے اس کا حکم نہیں ہوا ہے کہ لوگوں کے دلوں کی کھوج لگاؤں اور نہ اس کا حکم ہوا ہے ان کے پیٹ چاک کروں۔ پھر آنحضور ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو وہ چہرہ دوسری طرف کئے ہوئے تھا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کی نسل سے ایک ایسی قوم نکلے گی جو کتاب اللہ کی تلاوت بڑی خوش الحانی کے ساتھ کرے گی، لیکن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے وہ لوگ اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے اور میرا خیال ہے کہ آنحضور ﷺ نے یہ بھی فرمایا، اگر میں ان کے دور میں ہوا تو ان کا اس طرح استیصال کروں گا جیسا قوم ثمود کا استیصال ہو گیا تھا۔

باب ۱۱۲۱. غَزْوَةِ ذِي الْخَلَصَةِ

باب ۱۱۲۱۔ غزوۂ ذوالخلصہ

(۱۵۷۰) عَنْ جَرِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تُرِيْحُنِيْ مِنْ ذِي الْخَلَصَةِ وَكَانَ

۱۵۷۰۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم مجھے ذوالخلصہ سے کیوں نہیں نجات دلاتے! یہ

بَيْتًا فِي خَثْعَمَ يُسَمَّى الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ فَانْطَلَقْتُ فِي خَمْسِينَ وَمِائَةِ فَارِسٍ مِّنْ اَحْمَسَ وَكَانُوا اَصْحَابَ خَيْلٍ وَّكُنْتُ لَا اَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ فَضَرَبَ فِي صَدْرِي حَتَّى رَأَيْتُ اَثَرَ اَصَابِعِهِ فِي صَدْرِي وَقَالَ اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا فَانْطَلَقَ اِلَيْهَا فَكَسَرَهَا وَحَرَّقَهَا ثُمَّ بَعَثَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ جَرِيْرٍ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا جِئْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا كَاَنَّهَا جَمَلٌ اَجْرَبُ قَالَ فَبَارَكَ فِي خَيْلِ اَحْمَسَ وَرِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ۔

(بت) قبیلہ خثعم کے ایک بت کدہ کا تھا اسے کعبہ یمانیہ بھی کہتے تھے۔ چنانچہ میں ڈیڑھ سو قبیلہ احمس کے سواروں کو ساتھ لے کر روانہ ہوا۔ یہ سب شہسوار تھے۔ میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا چنانچہ آنحضور ﷺ نے میرے سینے پر مارا، میں نے آپ ﷺ کی انگلیوں کا نشان اپنے سینے پر دیکھا۔ پھر آپ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! اسے گھوڑے کا اچھا سوار بنا دیجئے اور اسے ہدایت کرنے والا اور خود ہدایت یافتہ بنا دیجئے۔ پھر وہ اس بتکدہ کی طرف روانہ ہوئے اور اسے منہدم کر کے آگ لگا دی۔ پھر آنحضور ﷺ کی خدمت میں اطلاع بھیجی۔ جریر رضی اللہ عنہ کے قاصد نے آ کر عرض کی، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا، میں اس وقت تک آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے نہیں چلا جب تک وہ خارش زدہ اونٹ کی طرح (سیاہ اور ویران) نہیں ہو گیا۔ بیان کیا کہ پھر آنحضور ﷺ نے قبیلہ احمس کے سواروں اور پیادوں کے لئے پانچ مرتبہ برکت کی دعا کی۔

باب ۱۱۲۲. ذَهَابُ جَرِيْرٍ رضی اللہ عنہ اِلَى الْيَمَنِ

(۱۵۷۱) عَنْ جَرِيْرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ كُنْتُ بِالْبَحْرِ فَلَقِيْتُ رَجُلَيْنِ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ ذَا كَلَاعٍ وَّذَا عَمْرٍو فَجَعَلْتُ اُحَدِّثُهُمْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ ذُوْ عَمْرٍو لَئِنْ كَانَ الَّذِي تَذْكُرُ مِنْ اَمْرِ صَاحِبِكَ لَقَدْ مَرَّ عَلَى اَجَلِهِ مُنْذُ ثَلَاثٍ وَّاَقْبَلَا مَعِيَ حَتّٰى اِذَا كُنَّا فِي بَعْضِ الطَّرِيْقِ رُفِعَ لَنَا رَكْبٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَدِيْنَةِ فَسَاَلْنَاهُمْ فَقَالُوْا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْبَكْرٍ وَّالنَّاسُ صَالِحُوْنَ فَقَالَا اَخْبِرْ صَاحِبَكَ اَنَّا قَدْ جِئْنَا وَلَعَلَّنَا سَنَعُوْدُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ وَرَجَعَا اِلَى الْيَمَنِ۔

باب ۱۱۲۲۔ جریر رضی اللہ عنہ کی یمن کو روانگی۔

۱۵۷۱۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ (یمن سے واپسی میں مدینہ آنے کے لئے) میں بحری راستے سے سفر کر رہا تھا۔ اس وقت یمن کے دو افراد، ذوکلاع اور ذوعمرو سے میری ملاقات ہوئی۔ میں ان سے رسول اللہ ﷺ کی باتیں بیان کرنے لگا۔ اس پر ذوعمرو نے کہا کہ اگر تمہارے صاحب (یعنی حضور اکرم ﷺ) وہی ہیں جن کا تم ذکر کر رہے ہو تو ان کی وفات کو بھی تین سال گذر چکے۔ یہ دونوں میرے ساتھ ہی (مدینہ) چل رہے تھے۔ راستے میں ہمیں مدینہ کی طرف سے آتے ہوئے کچھ سوار دکھائی دیئے۔ ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے اس کی تصدیق کی کہ حضور اکرم ﷺ وفات پا گئے ہیں۔ آپ کے خلیفہ ابوبکر رضی اللہ عنہ منتخب ہوئے ہیں اور لوگ اب بھی خدا ترس اور صالح ہیں۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ اپنے صاحب (ابوبکر رضی اللہ عنہ) سے کہنا کہ ہم آئے تھے (لیکن آنحضور ﷺ کی وفات کی خبر سن کر واپس جا رہے ہیں) اور انشاء اللہ پھر مدینہ آئیں گے۔ دونوں یمن واپس چلے گئے۔

باب ۱۱۲۳. غَزْوَةُ سَيْفِ الْبَحْرِ

(۱۵۷۲) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ

باب ۱۱۲۳۔ غزوۂ سیف البحر

۱۵۷۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ساحل سمندر کی طرف ایک مہم بھیجی اور امیر ابوعبیدہ بن الجراح رضی

السَّاحِلِ وَاَمَّرَعَلَيْهِمْ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُمِائَةٍ فَخَرَجْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ فَنِيَ الزَّادُ فَاَمَرَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بِاَزْوَادِ الْجَيْشِ فَجُمِعَ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ فَكَانَ يَقُوْتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيْلٌ قَلِيْلٌ حَتّٰى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيْبُنَا اِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ فَقُلْتُ مَا تُغْنِيْ عَنْكُمْ تَمْرَةٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْنَا فَقْدَهَا حِيْنَ فَنِيَتْ ثُمَّ انْتَهَيْنَا اِلَى الْبَحْرِ فَاِذَا حُوْتٌ مِثْلُ الظَّرِبِ فَاَكَلَ مِنْهَا الْقَوْمُ ثَمَانَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ اَمَرَ اَبُوْعُبَيْدَةَ بِضِلَعَيْنِ مِنْ اَضْلَاعِهٖ فَنُصِبَا ثُمَّ اَمَرَ بِرَاحِلَةٍ فَرُحِلَتْ ثُمَّ مَرَّتْ تَحْتَهُمَا فَلَمْ تُصِبْهُمَا۔

اللہ عنہ کو بنایا۔ اس میں تین سو افراد شریک تھے۔ ہم روانہ ہوئے اور ابھی راستے ہی میں تھے کہ زادِ راہ ختم ہو گیا۔ جو کچھ بچ رہا تھا وہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے جمع کیا گیا تو دو تھیلے کھجوروں کے جمع ہو گئے۔ اب ہمیں روزانہ تھوڑا تھوڑا اسی میں سے کھانے کو ملتا تھا۔ آخر جب یہ بھی ختم (کے قریب) پہنچ گیا تو ہمارے حصے میں صرف ایک ایک کھجور آتی تھی۔ میں نے عرض کی کہ ایک کھجور سے کیا ہوتا رہا ہوگا؟ جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں اس کی قدر صحیح معنوں میں اس وقت ہوئی جب کھجور بالکل ہی ختم ہو گئی تھی۔ آخر ہم سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ اتفاق سے سمندر سے ہمیں ایک مچھلی ملی جو پہاڑی جیسی تھی۔ اس مچھلی کو سارا لشکر اٹھارہ دن تک کھاتا رہا بعد میں ابوعبیدہؓ کے حکم سے اس کی پسلی کی دو ہڈیاں کھڑی کی گئیں اور ایک سواری کجاوہ سمیت اس کے نیچے سے گذاری گئی وہ سواری نیچے سے گذر گئی اور ہڈیوں کو چھوا تک نہیں۔

(۱۵۷۳) عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ غَزَوْنَا جَيْشَ الْخَبَطِ وَاُمِّرَ اَبُوْعُبَيْدَةَ فَجُعْنَا جُوْعًا شَدِيْدًا فَاَلْقَى الْبَحْرُ حُوْتًا مَيِّتًا لَّمْ نَرَمِثْلَهٗ يُقَالُ لَهُ الْعَنْبَرُ فَاَكَلْنَا مِنْهُ نِصْفَ شَهْرٍ فَاَخَذَ اَبُوْعُبَيْدَةَ عَظْمًا مِّنْ عِظَامِهٖ فَمَرَّالرَّاكِبُ تَحْتَهٗ۔ قَالَ اَبُوْعُبَيْدَةَ كُلُوْا فَلَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كُلُوْا رِزْقًا اَخْرَجَهُ اللّٰهُ اَطْعِمُوْنَا اِنْ كَانَ مَعَكُمْ فَاَتَاهُ بَعْضُهُمْ فَاَكَلَهٗ

۱۵۷۳۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم ''جیش الخبط'' میں شریک تھے، ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ، ہمارے امیر تھے۔ پھر ہمیں شدید فاقہ اور بھوک سے گذرنا پڑا۔ آخر سمندر نے ایک ایسی مردہ مچھلی باہر پھینکی کہ ہم نے ویسی مچھلی نہیں دیکھی تھی۔ اسے عنبر کہتے تھے۔ وہ مچھلی ہم نے پندرہ دن تک کھائی۔ پھر ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے اس کی ایک ہڈی کھڑی کروا دی اور سوار اس کے نیچے سے گذر گیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس مچھلی کو کھاؤ۔ پھر جب ہم مدینہ واپس آئے تو ہم نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ روزی کھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بھیجی ہے، اگر تمہارے پاس اس میں سے کچھ بچی ہو تو مجھے بھی کھلاؤ، چنانچہ ایک صاحب نے لا کر آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا اور آپ ﷺ نے تناول فرمایا۔

باب ۱۱۲۴. غَزْوَةُ عُيَيْنَةَ بْنِ حِصْنٍ

باب ۱۱۲۴۔ غزوۂ عیینہ بن حصن

(۱۵۷۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ اَنَّهٗ قَدِمَ رَكْبٌ مِّنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَمِّرِالْقَعْقَاعَ بْنَ مَعْبَدِ بْنِ زُرَارَةَ قَالَ عُمَرُ بَلْ اَمِّرِالْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ مَّا اَرَدْتَّ اِلَّا خِلَافِيْ قَالَ عُمَرُ مَا اَرَدْتُّ خِلَافَكَ فَتَمَارَيَا حَتّٰى ارْتَفَعَتْ اَصْوَاتُهُمَا فَنَزَلَ فِيْ

۱۵۷۴۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ بنوتمیم کے چند سوار نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے (اور عرض کی کہ آپ ہمارا کوئی امیر منتخب کر دیجئے) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ قعقاع بن معبد بن زرارہ کو ان کا امیر منتخب کر دیجئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! بلکہ آپ اقرع بن حابس کو امیر منتخب فرما دیجئے۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا (عمر رضی اللہ عنہ سے) کہ تمہارا مقصد صرف مجھ سے

ذٰلِكَ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا حَتّٰى انْقَضَتْ۔

اختلاف کرنا ہے، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھیک ہے، میرا مقصد صرف تمہاری رائے سے اختلاف کرنا ہی ہے۔ دونوں حضرات میں بات بڑھ گئی اور آواز بلند ہوگئی۔ اسی واقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''یاایھا الذین امنوا لاتقدموا'' آخر آیت تک۔

باب ۱۱۲۵ . وَفْدِبَنِىْ حَنِيْفَةَ وَحَدِيْثِ ثُمَامَةَ بْنِ اُثَالٍ

باب ۱۱۲۵۔ وفد بنوحنیفہ اور ثمامہ بن اثال کا واقعہ

(۱۵۷۵) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَعَثَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْلًا قِبَلَ نَجْدٍ فَجَآءَتْ بِرَجُلٍ مِّنْ بَنِىْ حَنِيْفَةَ يُقَالُ لَهٗ ثُمَامَةُ بْنُ اُثَالٍ فَرَبَطُوْهُ بِسَارِيَةٍ مِّنْ سَوَارِى الْمَسْجِدِ فَخَرَجَ اِلَيْهِ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَاعِنْدَكَ يَاثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِىْ خَيْرٌ يَامُحَمَّدُ اِنْ تَقْتُلْنِىْ تَقْتُلْ ذَادَمٍ وَاِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ وَاِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ الْمَالَ فَسَلْ مِنْهُ مَاشِئْتَ حَتّٰى كَانَ الْغَدُ ثُمَّ قَالَ لَهٗ مَا عِنْدَكَ يَا ثُمَامَةُ قَالَ مَاقُلْتُ لَكَ اِنْ تُنْعِمْ تُنْعِمْ عَلٰى شَاكِرٍ فَتَرَكَهٗ حَتّٰى كَانَ بَعْدَالْغَدِ فَقَالَ مَاعِنْدَكَ يَاثُمَامَةُ فَقَالَ عِنْدِىْ مَاقُلْتُ لَكَ فَقَالَ اَطْلِقُوْا ثُمَامَةَ فَانْطَلَقَ اِلٰى نَخْلٍ قَرِيْبٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَقَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ يَامُحَمَّدُ وَاللّٰهِ مَاكَانَ عَلَى الْاَرْضِ وَجْهٌ اَبْغَضَ اِلَىَّ مِنْ وَجْهِكَ فَقَدْ اَصْبَحَ وَجْهُكَ اَحَبَّ الْوُجُوْهِ اِلَىَّ وَاللّٰهِ مَاكَانَ مِنْ دِيْنٍ اَبْغَضَ اِلَىَّ مِنْ دِيْنِكَ فَاَصْبَحَ دِيْنُكَ اَحَبَّ الدِّيْنِ اِلَىَّ وَاللّٰهِ مَاكَانَ مِنْ بَلَدٍ اَبْغَضَ اِلَىَّ مِنْ بَلَدِكَ فَاَصْبَحَ بَلَدُكَ اَحَبَّ الْبِلَادِ اِلَىَّ وَاِنَّ خَيْلَكَ اَخَذَتْنِىْ وَاَنَا اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَمَاذَاتَرٰى فَبَشَّرَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَمَرَهٗ اَنْ يَّعْتَمِرَ فَلَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ قَالَ لَهٗ قَآئِلٌ صَبَوْتَ قَالَ لَاوَلٰكِنْ اَسْلَمْتُ مَعَ مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا وَاللّٰهِ لَايَاْتِيْكُمْ مِّنَ الْيَمَامَةِ حَبَّةُ حِنْطَةٍ حَتّٰى يَاْذَنَ بِهَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۵۷۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے نجد کی طرف کچھ سوار بھیجے۔ وہ قبیلہ بنوحنیفہ کے (سرداروں میں سے) ایک شخص، ثمامہ بن اثال نامی کو پکڑ لائے اور مسجد نبوی کے ایک ستون سے باندھ دیا۔ حضور اکرم ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا، ثمامہ! اب کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا، محمد! میرے پاس خیر ہے، (اس کے باوجود) اگر آپ مجھے قتل کر دیں تو ایک ایسے شخص کو قتل کریں گے جو قتل کا مستحق ہے اور اگر آپ مجھ پر احسان کریں گے تو ایک ایسے شخص پر احسان کرو گے جو (احسان کرنے والے کا) شکرادا کیا کرتا ہے، لیکن اگر آپ کو مال مطلوب ہے، تو جتنا چاہیں مجھ سے طلب کر سکتے ہیں۔ آنحضور ﷺ وہاں سے چلے آئے دوسرے دن آپ ﷺ نے پھر فرمایا: اب کیا خیال ہے ثمامہ! انہوں نے کہا، وہی جو میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اگر آپ نے احسان کیا تو ایک ایسے شخص پر احسان کریں گے جو شکرادا کیا کرتا ہے۔ آنحضور ﷺ پھر چلے آئے، تیسرے دن پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا، اب کیا خیال ہے، ثمامہ! انہوں نے کہا کہ وہی جو میں آپ سے پہلے کہہ چکا ہوں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو۔ (رسی کھول دی گئی تو) وہ مسجد نبوی سے قریب ایک باغ میں گئے اور غسل کر کے مسجد نبوی میں حاضر ہوئے اور پڑھا۔ ''اشھدان لاالٰـه الاالـلّٰـه واشهد ان محمداً رسـول الـلّٰـه'' (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔) اے محمد، خدا گواہ ہے، روئے زمین پر کوئی چہرہ آپ کے چہرے سے مبغوض نہیں تھا، لیکن آج آپ کے چہرہ سے زیادہ مجھے کوئی محبوب نہیں ہے۔ خدا گواہ ہے، کوئی دین آپ کے دین سے زیادہ مجھے مبغوض نہیں تھا لیکن آج آپ کا دین مجھے سب سے زیادہ پسندیدہ اور عزیز ہے، خدا گواہ ہے، کوئی شہر آپ کے شہر سے مجھے زیادہ مبغوض نہیں تھا لیکن آج آپ کا شہر میرا سب سے زیادہ محبوب شہر ہے آپ کے سواروں نے جب مجھے پکڑا تو میں عمرہ کا ارادہ کر

چکا تھا۔ اب آپ کا کیا حکم ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے انہیں بشارت دی اور عمرہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ جب وہ مکہ پہنچے تو کسی نے کہا، بے دین ہو گئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، بلکہ میں محمد ﷺ کے ساتھ ایمان لایا ہوں اور خدا کی قسم اب تمہارے یہاں یمامہ سے گیہوں کا ایک دانہ بھی اس وقت تک نہیں آ سکتا جب تک نبی کریم ﷺ اجازت نہ دے دیں۔

(۱۵۷٦) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَدِمَ مُسَيْلَمَةُ الْكَذَّابُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ اِنْ جَعَلَ لِيْ مُحَمَّدٌ مِّنْ بَعْدِهٖ تَبِعْتُهٗ، وَقَدِمَهَا فِيْ بَشَرٍ كَثِيْرٍ مِّنْ قَوْمِهٖ فَاَقْبَلَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ وَّفِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِطْعَةُ جَرِيْدٍ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى مُسَيْلَمَةَ فِيْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ لَوْسَاَلْتَنِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ مَا اَعْطَيْتُكَهَا وَلَنْ تَعْدُوَاَمْرَ اللّٰهِ فِيْكَ وَلَئِنْ اَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللّٰهُ وَاِنِّيْ لَاَرَاكَ الَّذِيْ اُرِيْتُ فِيْهِ مَارَاَيْتُ وَهٰذَا ثَابِتٌ يُجِيْبُكَ عَنِّيْ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ فَسَاَلْتُ عَنْ قَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ اُرَى الَّذِيْ اُرِيْتُ فِيْهِ مَا رَاَيْتُ فَاَخْبَرَنِيْ اَبُوْهُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا اَنَانَآئِمٌ رَاَيْتُ فِيْ يَدَيَّ سِوَارَيْنِ مِنْ ذَهَبٍ فَاَهَمَّنِيْ شَاْنُهُمَا فَاُوْحِيَ اِلَيَّ فِي الْمَنَامِ اَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا فَاَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ بَعْدِيْ اَحَدُهُمَا الْعَنْسِيُّ وَالْاٰخَرُ مُسَيْلِمَةُ۔

۱۵۷٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں مسیلمہ کذاب آیا، اس دعوے کے ساتھ کہ اگر محمد مجھے اپنے بعد (اپنا نائب وخلیفہ) بنا دیں تو میں ان کی اتباع کرلوں، اس کے ساتھ اس کی قوم (بنوحنیفہ) کا بہت بڑا لشکر تھا۔ آنحضور ﷺ اس کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ بھی تھے، آپ کے ہاتھ میں کھجور کی ایک ٹہنی تھی، جہاں مسیلمہ اپنی فوج کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوئے تھا، آپ وہیں جا کر ٹھہر گئے، اور آپ نے اس سے فرمایا، اگر تم مجھ سے یہ ٹہنی مانگو گے تو میں تمہیں یہ بھی نہیں دوں گا، اور تم اللہ کے اس فیصلے سے آگے نہیں بڑھ سکتے جو تمہارے بارے میں پہلے ہی ہو چکا ہے، تم نے اگر میری اطاعت سے روگردانی کی تو اللہ تعالیٰ تمہیں ہلاک کر دے گا، میرا تو خیال ہے کہ تم وہی ہو جو مجھے خواب میں دکھائے گئے تھے، اب تمہاری باتوں کا جواب ثابت دیں گے۔ پھر آپ واپس تشریف لائے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے متعلق پوچھا کہ "میرا تو خیال ہے کہ تم وہی ہو جو مجھے خواب میں دکھائے گئے تھے، تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن دیکھے، مجھے انہیں دیکھ کر بڑا رنج ہوا، پھر خواب ہی میں مجھ پر وحی کی گئی کہ میں انہیں پھونک دوں، چنانچہ میں نے انہیں پھونکا تو وہ اڑ گئے، میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جو میرے بعد نکلیں گے ایک اسود عنسی تھا اور دوسرا مسیلمہ کذاب۔

(۱۵۷۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا اَنَا نَآئِمٌ اُتِيْتُ بِخَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَ فِيْ كَفِّيْ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَكَبُرَا عَلَيَّ فَاُوْحِيَ اِلَيَّ اَنِ انْفُخْهُمَا فَنَفَخْتُهُمَا فَذَهَبَا فَاَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ الَّذَيْنِ اَنَا بَيْنَهُمَا صَاحِبَ صَنْعَآءَ

۱۵۷۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خواب میں میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھ دیئے گئے۔ یہ مجھ پر بڑا شاق گذرا۔ اس کے بعد مجھے وحی کی گئی کہ میں انہیں پھونک دوں۔ میں نے پھونکا تو وہ اڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جن کے درمیان میں میں

وَصَاحِبَ الْيَمَامَةِ۔

ہوں یعنی صاحب صنعاء (اسود عنسی) اور صاحب یمامہ (مسیلمہ کذاب)

باب ۱۱۲۶ . قِصَّةِ اَهْلِ نَجْرَانَ

(۱۵۷۸) عَنْ حُذَيْفَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ جَآءَ الْعَاقِبُ وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدَانِ اَنْ يُلَاعِنَاهُ قَالَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ لَاتَفْعَلْ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَا عَنَّا لَانُفْلِحُ نَحْنُ وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا قَالَا اِنَّا نُعْطِيْكَ مَاسَاَلْتَنَا وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا اَمِيْنًا وَّلَا تَبْعَثْ مَعَنَا اِلَّا اَمِيْنًا فَقَالَ لَاَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا اَمِيْنًا حَقَّ اَمِيْنٍ فَاسْتَشْرَفَ لَهٗ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُمْ يَااَبَاعُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ فَلَمَّا قَامَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا اَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ۔

باب ۱۱۲۶۔ اہل نجران کا واقعہ

۱۵۷۸۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نجران کے دو سردار عاقب اور سید، رسول اللہ ﷺ سے مباہلہ کرنے کے لئے آئے تھے۔ لیکن ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ خدا کی قسم! اگر یہ نبی ہوئے اور پھر بھی ہم نے ان سے مباہلہ کیا تو نہ ہم پنپ سکتے ہیں اور نہ ہمارے بعد ہماری نسلیں۔ پھر ان دونوں نے آنحضور ﷺ سے کہا کہ جو کچھ آپ کا مطالبہ ہے ہم اسے پورا کرنے کے لئے تیار ہیں آپ ہمارے ساتھ کوئی امانتدار شخص بھیج دیجئے جو بھی آدمی آپ ہمارے ساتھ بھیجیں اسے امانتدار ضرور ہونا چاہئے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو امانت دار ہوگا اور پورا پورا امانتدار ہوگا۔ صحابہ حضور اکرم ﷺ کے فیصلے کے منتظر تھے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: ابوعبیدہ بن الجراح! اٹھو۔ جب وہ کھڑے ہوئے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ اس امت کے امین ہیں۔

(۱۵۷۹) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ اُمَّةٍ اَمِيْنٌ وَاَمِيْنُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْعُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ۔

۱۵۷۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہر امت میں امین (امانت دار) ہوتے ہیں اور اس امت کے امین ابوعبیدہ بن الجراح ہیں۔

باب ۱۱۲۷ . قُدُوْمِ الْاَشْعَرِيِّيْنَ وَاَهْلِ الْيَمَنِ

(۱۵۸۰) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفَرٌ مِّنَ الْاَشْعَرِيِّيْنَ فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَاَبٰى اَنْ يَّحْمِلَنَا فَاسْتَحْمَلْنَاهُ فَحَلَفَ اَنْ لَّايَحْمِلَنَا ثُمَّ لَمْ يَلْبَثِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ اُتِيَ بِنَهْبِ اِبِلٍ فَاَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ فَلَمَّا قَبَضْنَا هَا قُلْنَا تَغَفَّلْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِيْنَهٗ لَانُفْلِحُ بَعْدَهَا اَبَدًا فَاَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ حَلَفْتَ اَنْ لَّاتَحْمِلَنَا وَقَدْ حَمَلْتَنَا قَالَ اَجَلْ وَلٰكِنْ لَّااَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَاَرٰى غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا اِلَّااَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْهَا وَتَحَلَّلْتُهَا۔

باب ۱۱۲۷۔ قبیلہ اشعر اور اہل یمن کی آمد

۱۵۸۰۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم قبیلہ اشعر کے لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے سواری کے لئے جانور مانگے (غزوۂ تبوک کے لئے۔) آنحضور ﷺ نے ہمیں جانور مہیا کرنے سے معذوری ظاہر کی، ہم نے پھر آپ ﷺ سے مانگا تو آپ ﷺ نے اس مرتبہ قسم کھالی کہ میں تم لوگوں کو کوئی سواری نہیں دوں گا۔ لیکن ابھی کچھ زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ غنیمت میں کچھ اونٹ آئے اور آنحضور ﷺ نے ہمیں اس میں سے پانچ اونٹوں کے دیئے جانے کا حکم عنایت فرمایا۔ جب ہم نے انہیں لے لیا تو پھر ہم نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے، آنحضور ﷺ اپنی قسم بھول گئے ہیں، ایسی صورت میں تو ہمیں کبھی کامیابی وفلاح حاصل نہیں ہوسکتی، چنانچہ میں حاضر ہوا اور عرض کی، یا رسول اللہ! پہلے آپ نے قسم کھائی تھی کہ ہمیں آپ سواری کے جانور نہیں

دینگے اور پھر آپ نے عنایت فرمائے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے لیکن جب بھی میں کوئی قسم کھاتا ہوں اور پھر اسکے سوا دوسری صورت مجھے اس سے بہتر نظر آتی ہے تو میں وہی کرتا ہوں جو بہتر ہوتا ہے۔

(۱۵۸۱)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَاکُمْ اَهْلُ الْیَمَنِ هُمْ اَرَقُّ اَفْئِدَةً وَّاَلْیَنُ قُلُوْبًا اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ وَالْحِکْمَةُ یَمَانِیَةٌ وَالْفَخْرُ وَالْخُیَلَاءُ فِیْ اَصْحَابِ الْاِبِلِ وَالسَّکِیْنَةُ وَالْوَقَارُ فِیْ اَهْلِ الْغَنَمِ۔

۱۵۸۱۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا، تمہارے یہاں اہل یمن آ گئے ہیں، یہ لوگ رقیق القلب، نرم دل ہوتے ہیں، ایمان یمن کا ہے اور حکمت بھی یمن کی ہے اور فخر وتکبر اونٹ والوں میں ہوتا ہے اور سکینت ووقار بکری والوں میں ہوتا ہے۔

باب ۱۱۲۸. حَجَّةُ الْوَدَاعِ

باب ۱۱۲۸۔ حجۃ الوداع

(۱۵۸۲)عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً وَّاَنَّهُ حَجَّ بَعْدَ مَا هَاجَرَ حَجَّةً وَّاحِدَةً لَّمْ یَحُجَّ بَعْدَهَا حَجَّةَ الْوَدَاعِ قَالَ اَبُوْ اِسْحٰقَ وَبِمَکَّةَ اُخْرٰی۔

۱۵۸۲۔حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے انیس غزوے کئے اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج کیا، اس حج کے بعد پھر آپ نے کوئی حج نہیں کیا تھا یہ حج حجۃ الوداع تھا۔ ابواسحاق نے بیان کیا کہ دوسرا حج آپ نے (ہجرت سے پہلے) مکہ میں کیا تھا۔

(۱۵۸۳)عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ کَهَیْئَتِهٖ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِّنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلٰثَةٌ مُّتَوَالِیَاتٌ ذُو الْقَعْدَةِ وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَّرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَیْنَ جُمَادٰی وَشَعْبَانَ اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَیْسَ ذُوا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاَیُّ بَلَدٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَیْسَ الْبَلْدَةَ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاَیُّ یَوْمٍ هٰذَا قُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَیُسَمِّیْهِ بِغَیْرِ اسْمِهٖ قَالَ اَلَیْسَ یَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا بَلٰی قَالَ فَاِنَّ دِمَآءَکُمْ وَاَمْوَالَکُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَّاَحْسِبُهٗ قَالَ وَاَعْرَاضَکُمْ عَلَیْکُمْ حَرَامٌ کَحُرْمَةِ یَوْمِکُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِکُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِکُمْ هٰذَا وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّکُمْ فَسَیَسْاَلُکُمْ عَنْ اَعْمَالِکُمْ اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ ضُلَّالًا یَّضْرِبُ بَعْضُکُمْ رِقَابَ بَعْضٍ اَلَا لِیُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ یُّبَلِّغُهٗ اَنْ

۱۵۸۳۔حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا زمانہ اپنی اصل ہیئت پر آ گیا ہے، اس دن کی طرح جب اللہ نے زمین وآسمان کی تخلیق کی تھی۔ سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں، چار ان میں سے حرمت والے مہینے ہیں۔ تین مسلسل، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم (اور چوتھا) رجب مضر جو جمادی الاول اور شعبان کے درمیان میں پڑتا ہے (پھر آپ نے دریافت فرمایا) یہ کون سا مہینہ ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔ اس پر آپ خاموش ہو گئے، ہم نے سمجھا، شاید آپ اس کا کوئی اور نام رکھیں گے مشہور نام کے علاوہ۔ لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی کہ کیوں نہیں۔ پھر دریافت فرمایا یہ شہر کونسا ہے؟ ہم نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول کو بہتر علم ہے۔ آپ پھر خاموش ہو گئے۔ ہم نے سمجھا شاید اس کا کوئی اور نام آپ رکھیں گے۔ مشہور نام کے علاوہ۔ لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ مکہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی کہ کیوں نہیں (یہ مکہ ہی ہے) پھر آپ نے دریافت فرمایا اور یہ دن کونسا ہے؟ ہم نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ بہتر علم ہے۔ پھر آپ خاموش ہو گئے اور ہم نے سمجھا شاید آپ اس کا نام اس کے مشہور نام کے سوا کوئی اور نام رکھیں گے لیکن آپ نے فرمایا کیا یہ یوم النحر (قربانی کا دن) نہیں ہے ہم نے عرض کی کہ کیوں نہیں۔ اس کے بعد

يَكُوْنَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ فَكَانَ مُحَمَّدٌ اِذَا ذَكَرَهٗ يَقُوْلُ صَدَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ

آپ نے فرمایا پس تمہارا خون اور تمہارا اموال۔ محمد نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا اور تمہاری عزت تم پر اسی طرح حرام ہے جس طرح یہ دن، تمہارے اس شہر اور تمہارے اس مہینے میں اور تم بہت جلد اپنے رب سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا۔ ہاں، پس میرے بعد تم گمراہی میں مبتلا نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگے۔ ہاں اور جو یہاں موجود ہیں وہ ان لوگوں کو پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ جسے وہ پہنچائیں ان میں سے کوئی ایسا بھی ہو جو یہاں بعض سننے والوں سے زیادہ اس حدیث کو محفوظ رکھ سکتا ہو۔ محمد بن سیرین جب اس حدیث کا ذکر کرتے تو فرماتے کہ محمد ﷺ نے سچ فرمایا پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا تو کیا میں نے پہنچا دیا۔ آپ ﷺ نے دو مرتبہ یہ جملہ فرمایا۔

(۱۵۸۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَقَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَاُنَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ وَقَصَّرَ بَعْضُهُمْ۔

۱۵۸۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے ساتھ آپ کے بعض اصحاب نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر سر منڈایا تھا اور بعض دوسرے صحابہؓ نے ترشوا لینے پر اکتفا کیا تھا۔

باب ۱۱۲۹۔ غَزْوَةُ تَبُوْكَ وَهِيَ غَزْوَةُ الْعُسْرَةِ

باب ۱۱۲۹۔ غزوۂ تبوک اس کا نام غزوۂ عسرت (تنگی کا غزوہ) بھی ہے

(۱۵۸۵) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ اَرْسَلَنِيْ اَصْحَابِيْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُهُ الْحُمْلَانَ لَهُمْ اِذْهُمْ مَّعَهٗ فِيْ جَيْشِ الْعُسْرَةِ وَهِيَ غَزْوَةُ تَبُوْكَ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّ اَصْحَابِيْ اَرْسَلُوْنِيْ اِلَيْكَ لِتَحْمِلَهُمْ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَا اَحْمِلُكُمْ عَلٰى شَيْءٍ وَّوَافَقْتُهٗ وَهُوَ غَضْبَانُ وَلَا اَشْعُرُ وَرَجَعْتُ حَزِيْنًا مِّنْ مَّنْعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِنْ مَّخَافَةِ اَنْ يَّكُوْنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَدَ فِيْ نَفْسِهٖ عَلَيَّ فَرَجَعْتُ اِلٰى اَصْحَابِيْ فَاَخْبَرْتُهُمُ الَّذِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ اَلْبَثْ اِلَّا سُوَيْعَةً اِذْ سَمِعْتُ بِلَالًا يُّنَادِيْ اَيْ عَبْدَاللّٰهِ ابْنَ قَيْسٍ فَاَجَبْتُهٗ فَقَالَ اَجِبْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْكَ فَلَمَّآ اَتَيْتُهٗ قَالَ خُذْ هٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ وَهٰذَيْنِ الْقَرِيْنَيْنِ لِسِتَّةِ اَبْعِرَةٍ اِبْتَاعَهُنَّ حِيْنَئِذٍ مِّنْ سَعْدٍ فَانْطَلِقْ بِهِنَّ اِلٰى اَصْحَابِكَ فَقُلْ اِنَّ اللّٰهَ اَوْقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

۱۵۸۵۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھے میرے ساتھیوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کہ میں آپ سے ان کے لئے سواری کے جانور کی درخواست کروں۔ وہ لوگ آپ کے ساتھ جیش عسرت میں شریک ہونا چاہتے تھے، یہی غزوۂ تبوک ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے تاکہ آپ ان کے لئے سواری کے جانوروں کا انتظام کردیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا خدا گواہ ہے میں انہیں کسی قیمت پر سواری کے جانور نہیں دے سکتا۔ میں جب آپ کی خدمت مین حاضر ہوا تھا تو آپ غصہ میں تھے۔ اور میں اسے محسوس نہ کرسکا تھا حضور اکرم ﷺ کے انکار سے میں بہت غمگین واپس ہوا۔ یہ خوف بھی دامن گیر تھا کہ کہیں آپ کی وجہ سے مکدر نہ ہو گئے ہوں۔ میں اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور انہیں حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کی خبر دی۔ لیکن ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ میں نے بلال رضی اللہ عنہ کی آواز سنی۔ وہ پکار رہے تھے اے عبداللہ بن قیس! میں نے جواب دیا تو انہوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ تمہیں بلا رہے ہیں۔ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ یہ دو جوڑے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ فَارْكَبُوْهُنَّ فَانْطَلَقْتُ اِلَيْهِمْ بِهِنَّ فَقُلْتُ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُكُمْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ وَلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَااَدَعُكُمْ حَتّٰى يَنْطَلِقَ مَعِيْ بَعْضُكُمْ اِلٰى مَنْ سَمِعَ مَقَالَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَظُنُّوْا اَنِّيْ حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا لَّمْ يَقُلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا لِيْ اِنَّكَ عِنْدَنَا لَمُصَدَّقٌ وَلَنَفْعَلَنَّ مَا اَحْبَبْتَ فَانْطَلَقَ اَبُوْمُوْسٰى بِنَفَرٍ مِّنْهُمْ حَتّٰى اَتَوُا الَّذِيْنَ سَمِعُوْا قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْعَه' اِيَّاهُمْ ثُمَّ اِعْطَآءَ هُمْ بَعْدُ فَحَدَّثُوْهُمْ بِمِثْلِ مَا حَدَّثَهُمْ بِه اَبُوْمُوْسٰى۔

اور یہ دو جوڑے لے لو، اس طرح آپ نے چھ اونٹ عنایت فرمائے ان اونٹوں کو آپ نے اسی وقت سعد رضی اللہ عنہ سے خریدا تھا اور فرمایا کہ انہیں اپنے ساتھیوں کو دے دو۔ اور انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے، یا آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ (ﷺ) نے تمہاری سواری کے لئے انہیں دیا ہے، ان پر سوار ہو جاؤ۔ میں ان اونٹوں کو لے کر اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ آنحضور ﷺ نے تمہاری سواری کے لئے عنایت فرمائے ہیں لیکن خدا گواہ ہے کہ اب تمہیں ان صحابہ کے پاس چلنا پڑے گا جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد (جب میں نے اونٹ آپ سے مانگے تھے) سنا تھا۔ کہیں تم یہ خیال نہ کر بیٹھو کہ میں نے تم سے حضور اکرم ﷺ کے ارشاد کے متعلق غلط بات کہہ دی تھی انہوں نے کہا، کہ آپ کی سچائی میں ہمیں قطعی کوئی شبہ نہیں لیکن اگر آپ کا اصرار ہے تو ہم ایسا بھی کرلیں گے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ان میں سے چند حضرات کو لے کر ان صحابہؓ کے پاس آئے جنہوں نے حضور ﷺ کا وہ ارشاد سنا تھا کہ آنحضور ﷺ نے پہلے تو دینے سے انکار کیا تھا لیکن پھر عنایت فرمایا۔ ان صحابہؓ نے بھی اسی طرح حدیث بیان کی جس طرح ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان سے بیان کی تھی۔

(۱۵۸۶) عَنْ سَعْدِبْنِ وَقَّاصٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ اِلٰى تَبُوْكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ اَتُخَلِّفُنِيْ فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَآءِ قَالَ اَلَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هٰرُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا اَنَّه' لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِيْ ۔

۱۵۸۶۔ حضرت سعد بن وقاصؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کے لئے تشریف لے گئے تو علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب بنایا۔ علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے چلے جا رہے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ میرے لئے تم ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام تھے لیکن فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

باب ۱۱۳۰ . حَدِيْثِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَّ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَزَّوَجَلَّ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا

باب ۱۱۳۰۔ کعب بن مالک ﷺ کا واقعہ اور اللہ عزوجل کا ارشاد ''وعلى الثلثة الذين خلفوا''

(۱۵۸۷) عَنْ كَعْبٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ غَيْرَ اَنِّيْ كُنْتُ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ وَّلَمْ يُعَاتِبْ اَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهَا اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ وَّلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

۱۵۸۷۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوۂ تبوک کے سوا اور کسی غزوہ میں ایسا نہیں ہوا تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک نہ ہوا ہوں۔ البتہ غزوۂ بدر میں بھی میں شریک نہیں ہوا تھا لیکن جو لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے، ان کے متعلق حضور اکرم نے کسی قسم کی ناگواری کا اظہار نہیں کیا تھا۔ کیونکہ آپ اس موقعہ پر قریش کے قافلے کی تلاش میں نکلے تھے (جنگ کا ارادہ نہیں تھا) لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے، کسی سابقہ تیاری کے بغیر آپ کی دشمنوں سے مڈبھیڑ ہوگئی اور میں لیلۃ

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَآ اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَّاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا كَانَ مِنْ خَبَرِيْ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ قَطُّ اَقْوٰى وَلَآ اَيْسَرَ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَاللّٰهِ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِيْ قَبْلَه' رَاحِلَتَانِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَلَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً اِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ وَّاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَّمَفَازًا وَّعَدُوًّا كَثِيْرًا فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرٌ وَّلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ يُرِيْدُ الدِّيْوَانَ قَالَ كَعْبٌ فَمَا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّتَغَيَّبَ اِلَّا ظَنَّ اَنْ سَيَخْفٰى لَه' مَالَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْيُ اللّٰهِ وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ وَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَه' فَطَفِقْتُ اَغْدُوْ لِكَيْ اَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ فَاَرْجِعُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ اَنَا قَادِرٌ عَلَيْهِ فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَه' وَلَمْ اَقْضِ مِنْ جَهَازِيْ شَيْئًا فَقُلْتُ اَتَجَهَّزُ بَعْدَه' بِيَوْمٍ اَوْيَوْمَيْنِ ثُمَّ اَلْحَقُهُمْ فَغَدَوْتُ بَعْدَ اَنْ فَصَلُوْا لِاَتَجَهَّزَ فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا ثُمَّ غَدَوْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا فَلَمْ يَزَلْ بِيْ حَتّٰى اَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ وَهَمَمْتُ اَنْ اَرْتَحِلَ فَاُدْرِكَهُمْ وَلَيْتَنِيْ فَعَلْتُ فَلَمْ يُقَدَّرْلِيْ ذٰلِكَ فَكُنْتُ اِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطُفْتُ فِيْهِمْ اَحْزَنَنِيْ اَنِّيْ لَآاَرٰى اِلَّارَجُلًا مَّغْمُوْصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ اَوْرَجُلًا مِّمَّنْ عَذَرَ

عقبہ میں (انصار کے ساتھ) حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ یہ وہی رات ہے جس میں ہم نے (مکہ میں) اسلام کے لئے عہد کیا تھا اور مجھے تو یہ غزوۂ بدر سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ اگرچہ بدر کا لوگوں کی زبانوں پر چرچا بہت ہے۔ میرا واقعہ یہ ہے کہ میں اپنی زندگی میں کبھی اتنا قوی اور اتنا صاحب مال نہیں ہوا تھا جتنا اس موقعہ پر۔ جب کہ میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ تبوک کے غزوے میں شریک نہیں ہو سکا تھا۔ خدا گواہ ہے کہ اس سے پہلے کبھی میرے پاس دو اونٹ جمع نہیں ہوئے تھے لیکن اس موقعہ پر میرے پاس دو اونٹ تھے۔ حضور اکرم ﷺ جب کبھی کسی غزوے کے لئے تشریف لے جاتے تو آپ اس کے لئے ذو معنی الفاظ استعمال کیا کرتے تھے (تاکہ معاملہ راز میں رہے) لیکن اس غزوہ کا جب موقع آیا تو گرمی بڑی شدید تھی۔ سفر بھی بہت طویل تھا۔ بیابانی راستہ اور دشمن کی فوج کی کثرت تعداد۔ تمام مشکلات سامنے تھیں۔ اس لئے حضور اکرمؐ نے مسلمانوں سے اس غزوہ کے متعلق بہت صراحت کے ساتھ بتا دیا تھا تاکہ اس کے مطابق پوری طرح تیاری کرلیں۔ چنانچہ آپ نے اس سمت کی بھی نشان دہی کر دی جدھر سے آپ کا جانے کا ارادہ تھا۔ مسلمان بھی آپ کے ساتھ بہت تھے۔ اتنے کہ کسی رجسٹر میں سب کے ناموں کا اندراج بھی مشکل تھا۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کوئی بھی شخص اگر اس غزوے میں شریک نہ ہونا چاہتا تو وہ یہ خیال کرسکتا تھا کہ اس کی غیر حاضری کا کسی کو پتہ نہیں چلے گا (لشکر کی کثرت کی وجہ سے) الا یہ کہ اس کے متعلق وحی نازل ہو حضور اکرم ﷺ جب اس غزوے کے لئے تشریف لے جا رہے تھے تو پھل پکنے کا زمانہ تھا اور سایہ میں بیٹھ کر لوگ لطف اندوز ہوتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ بھی تیاریوں میں مصروف تھے اور آپ کے ساتھ مسلمان بھی۔ لیکن میں روزانہ یہ سوچا کرتا تھا کہ کل سے میں بھی تیاری کروں گا۔ اور اس طرح ہر روز اسے ٹالتا رہا۔ مجھے اس کا یقین تھا کہ میں تیاری کرلوں گا، مجھے ذرائع میسر ہیں۔ یونہی وقت گزرتا رہا۔ اور آخر لوگوں نے اپنی تیاریاں مکمل بھی کرلیں اور حضور اکرم ﷺ مسلمانوں کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے، اس وقت تک میں نے کوئی تیاری نہیں کی تھی۔ اس موقعہ پر بھی میں نے اپنے دل کو یہی کہہ کر سمجھا لیا کہ کل یا پرسوں تک تیاری کرلوں گا اور پھر لشکر سے جا ملوں گا کوچ کے بعد دوسرے دن میں نے تیاری کے لئے سوچا لیکن اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی۔ پھر تیسرے

اللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَآءِ وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكَ فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ مَا فَعَلَ كَعْبٌ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ حَبَسَه' بُرْدَاهُ وَنَظَرُهُ فِيْ عِطْفَيْهِ فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِئْسَ مَا قُلْتَ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ فَلَمَّا بَلَغَنِيْ اَنَّه' تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِيْ هَمِّيْ وَطَفِقْتُ اَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَاَقُوْلُ بِمَا ذَا اَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ غَدًا وَّاسْتَعَنْتُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِيْ رَاْيٍ مِّنْ اَهْلِيْ فَلَمَّا قِيْلَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ وَعَرَفْتُ اَنِّيْ لَنْ اَخْرُجَ مِنْهُ اَبَدًا بِشَيْءٍ فِيْهِ كَذِبٌ فَاَجْمَعْتُ صِدْقَه' وَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا وَكَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَيَرْكَعُ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَآءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ فَطَفِقُوْا يَعْذِرُوْنَ اِلَيْهِ وَيَحْلِفُوْنَ لَه' وَكَانُوْا بِضْعَةً وَّثَمَانِيْنَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَآئِرَهُمْ اِلَى اللّٰهِ فَجِئْتُه' فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ اَمْشِيْ حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِيْ مَا خَلَّفَكَ اَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ فَقُلْتُ بَلٰى اِنِّيْ وَاللّٰهِ لَوْجَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا لَرَاَيْتُ اَنْ سَاَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ بِعُذْرٍ وَّلَقَدْ اُعْطِيْتُ جَدَلًا وَّلٰكِنِّيْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كَذِبٍ تَرْضٰى بِهٖ عَنِّيْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يُّسْخِطَكَ عَلَيَّ وَلَئِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِيْهِ اِنِّيْ لَاَرْجُوْ فِيْهِ عَفْوَ اللّٰهِ لَا وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِيْ مِنْ عُذْرٍ وَّاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

دن کے لئے سوچا اور اس دن بھی کوئی تیاری نہیں کی۔ یوں وقت گزرتا گیا اور اسلامی لشکر بہت آگے بڑھ گیا۔ غزوہ میں شرکت میرے لئے بہت دور کی بات ہوگئی اور میں یہی ارادہ کرتا رہا کہ یہاں سے چل کر انہیں پالوں گا۔ کاش میں نے ایسا کرلیا ہوتا لیکن یہ میرے مقدر میں نہیں تھا۔ حضور اکرم ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد جب میں باہر نکلتا تو مجھے بڑا رنج ہوتا کیونکہ یا تو وہ لوگ نظر آتے جن کے چہروں سے نفاق ٹپکتا تھا۔ یا پھر وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور اور ضعیف قرار دے دیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے میرے متعلق کسی سے کچھ نہیں پوچھا تھا لیکن جب آپ تبوک پہنچ گئے تو وہیں ایک مجلس میں آپ نے دریافت فرمایا کہ کعب نے کیا کیا۔ بنوسلمہ کے ایک صاحب نے کہا کہ یارسول اللہ! اس کے کبرو غرور نے اسے آنے نہیں دیا اس پر معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بولے۔ تم نے بڑی بات کہی۔ یارسول اللہ (ﷺ)! خدا گواہ ہے ہمیں ان کے متعلق خیر کے سوا اور کچھ معلوم نہیں، آنحضور ﷺ نے کچھ نہیں فرمایا۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ واپس تشریف لا رہے ہیں، تو اب مجھ پر فکر و تردد سوار ہوا اور میرا ذہن کوئی ایسا جھوٹا بہانہ تلاش کرنے لگا جس سے میں کل آنحضور ﷺ کی ناراضگی سے بچ سکوں، اپنے گھر کے ہر ذی رائے سے اس کے متعلق میں نے مشورہ لیا۔ لیکن جب مجھے معلوم ہوا کہ آنحضور ﷺ مدینہ سے بالکل قریب آچکے ہیں تو باطل خیالات میرے ذہن سے چھٹ گئے اور مجھے یقین ہوگیا کہ اس معاملہ میں جھوٹ بول کر میں اپنے آپ کو کسی طرح محفوظ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ میں نے سچی بات کہنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ صبح کے وقت حضور اکرم ﷺ تشریف لائے۔ جب آپ کسی سفر سے واپس تشریف لاتے تو یہ آپ کی عادت تھی کہ پہلے مسجد میں تشریف لے جاتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ پھر لوگوں کے ساتھ مجلس میں بیٹھتے۔ دستور کے مطابق جب آپ فارغ ہو چکے تو آپ کی خدمت میں وہ لوگ آئے جو غزوہ میں شریک نہیں ہوسکے تھے اور قسم کھا کھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے، ایسے لوگوں کی تعداد تقریباً اسی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے ظاہر کو قبول فرمالیا، ان سے عہد لیا، ان کے لئے مغفرت کی دعا کی اور ان کے باطن کو اللہ کے سپرد کیا اس کے بعد میں حاضر ہوا۔ میں نے سلام کیا تو آپ مسکرائے۔ آپ کی مسکراہٹ میں تلخی تھی۔ پھر فرمایا آؤ۔ میں چند

وَسَلَّمَ اَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِىَ اللّٰهُ فِيْكَ فَقُمْتُ وَثَارَ رِجَالٌ مِّنْ بَنِىْ سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِىْ فَقَالُوْا لِىْ وَاللّٰهِ مَاعَلِمْنَاكَ كُنْتَ اَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا وَلَقَدْ عَجَزْتَ اَنْ لَّاتَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اعْتَذَرَ اِلَيْهِ الْمُتَخَلِّفُوْنَ قَدْ كَانَ كَافِيَكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ فَوَاللّٰهِ مَازَالُوْا يُؤَنِّبُوْنِىْ حَتّٰى اَرَدْتُ اَنْ اَرْجِعَ فَاُكَذِّبَ نَفْسِىْ ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ هَلْ لَقِىَ هٰذَا مَعِىْ اَحَدٌ قَالُوْا نَعَمْ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَاقُلْتَ فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلَ مَا قِيْلَ لَكَ فَقُلْتُ مَنْ هُمَا قَالُوْا مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِىُّ وَهِلَالُ بْنُ اُمَيَّةَ الْوَاقِفِىُّ فَذَكَرُوْا لِىْ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيْهِمَا اُسْوَةٌ فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِىْ وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا اَيُّهَا الثَّلٰثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوْا لَنَا حَتّٰى تَنَكَّرَتْ فِىْ نَفْسِىَ الْاَرْضُ فَمَا هِىَ الَّتِىْ اَعْرِفُ فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً فَاَمَّا صَاحِبَاىَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِىْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ وَاَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَطُوْفُ فِى الْاَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِىْ اَحَدٌ وَّاٰتِىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِىْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَاَقُوْلُ فِىْ نَفْسِىْ هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَىَّ اَمْ لَا ثُمَّ اُصَلِّىْ قَرِيْبًا مِّنْهُ فَاُسَارِقُهُ النَّظَرَ فَاِذَآ اَقْبَلْتُ عَلٰى صَلٰوتِىْ اَقْبَلَ اِلَىَّ وَاِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ اَعْرَضَ عَنِّىْ حَتّٰى اِذَا طَالَ عَلَىَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَآئِطِ اَبِىْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّىْ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَىَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَارَدَّ عَلَىَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ يَا اَبَا قَتَادَةَ اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِىْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَسَكَتَ فَعُدْتُ لَهٗ فَنَشَدْتُهٗ فَسَكَتَ

قدم چل کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم غزوہ میں کیوں شریک نہیں ہوئے کیا تم نے کوئی سواری نہیں خریدی تھی؟ میں نے عرض کی میرے پاس سواری موجود تھی، خدا گواہ ہے، اگر میں آپ کے سوا کسی دنیادار شخص کے سامنے آج بیٹھا ہوا ہوتا تو کوئی عذر گھڑ کر اس کی ناراضگی سے بچ سکتا تھا۔ مجھے خوبصورتی اور صفائی کے ساتھ گفتگو کا سلیقہ حاصل ہے لیکن خدا گواہ ہے مجھے یقین ہے کہ اگر آج میں آپ کے سامنے کوئی جھوٹا عذر بیان کر کے آپ کو راضی کر لوں تو بہت جلد اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے ناراض کر دے گا اس کی بجائے اگر میں آپ سے سچی بات بیان کر دوں تو یقیناً آنحضور ﷺ کو میری طرف سے کبیدگی ہوگی لیکن اللہ سے مجھے عفو و درگذر کی پوری امید ہے۔ نہیں، خدا گواہ ہے مجھے کوئی عذر نہیں تھا، خدا گواہ ہے، اس وقت سے پہلے کبھی میں اتنا قوی اور فارغ البال نہیں تھا اور پھر بھی میں آپ کے ساتھ شریک نہیں ہوسکا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ انہوں نے سچی بات بتا دی ہے۔ اچھا اب جاؤ، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں خود کوئی فیصلہ کر دے۔ میں اٹھ گیا اور میرے پیچھے بنوسلمہ کے کچھ افراد بھی دوڑے ہوئے آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ بخدا! ہمیں تمہارے متعلق یہ معلوم نہیں تھا کہ اس سے پہلے تم نے کوئی گناہ کیا ہے اور تم نے بڑی کوتاہی کی کہ حضور اکرم ﷺ کے سامنے ویسا ہی کوئی عذر نہیں بیان کیا جیسا دوسرے نہ شریک ہونے والوں نے بیان کر دیا تھا، تمہارے گناہ کے لئے تمہارے لئے حضور اکرم کا استغفار ہی کافی ہو جاتا، بخدا! ان لوگوں نے مجھے اس پر اتنی ملامت کی کہ مجھے خیال آیا کہ واپس جا کر حضور اکرم ﷺ سے کوئی جھوٹا عذر کر آؤں۔ پھر میں نے ان سے پوچھا کیا میرے علاوہ کسی اور نے بھی مجھ جیسا عذر بیان کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں دو حضرات نے اسی طرح معذرت کی جس طرح تم نے کی اور انہیں جواب بھی وہی ملا جو تمہیں ملا۔ میں نے پوچھا کہ ان کے نام کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ مرارہ بن ربیع عمروی اور ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہما۔ ان دو ایسے صحابہؓ کا نام انہوں نے لے دیا تھا جو صالح تھے اور بدر کی جنگ میں شریک ہوئے تھے، ان کا طرز عمل میرے لئے نمونہ بن گیا۔ چنانچہ انہوں نے جب ان حضرات کا نام لیا تو میں اپنے گھر چلا آیا اور حضور اکرم ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی۔ بہت سے جو غزوے میں شریک نہیں

فَعُدْتُّ لَهٗ، فَنَشَدْتُّهٗ، فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ، اَعْلَمُ
فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ قَالَ
فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ اِذَا نَبَطِيٌّ مِّنْ اَنْبَاطِ
اَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهٗ، بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ
مَنْ يَّدُلُّ عَلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ
لَهٗ، حَتّٰى اِذَا جَآءَنِيْ دَفَعَ اِلَيَّ كِتَابًا مِّنْ مَّلِكِ غَسَّانَ
فَاِذَا فِيْهِ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهٗ، قَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ
جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَّلَا مَضْيَعَةٍ
فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ فَقُلْتُ لَمَّا قَرَأْتُهَا وَهٰذَا اَيْضًا مِنَ
الْبَلَآءِ فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهٗ، بِهَا حَتّٰى اِذَا
مَضَتْ اَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً مِّنَ الْخَمْسِيْنَ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْنِيْ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ
فَقُلْتُ اُطَلِّقُهَآ اَمْ مَّاذَآ اَفْعَلُ قَالَ لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا وَلَا
تَقْرَبْهَا وَاَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ
لِامْرَاَتِيْ اِلْحَقِيْ بِاَهْلِكِ فَتَكُوْنِيْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى
يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ قَالَ كَعْبٌ فَجَآءَتِ امْرَاَةُ
هِلَالِ بْنِ اُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ هِلَالَ بْنَ اُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَآئِعٌ
لَّيْسَ لَهٗ، خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ اَنْ اَخْدُمَهٗ، قَالَ وَلٰكِنْ لَّا
يَقْرَبُكِ قَالَتْ اِنَّهٗ، وَاللّٰهِ مَابِهٖ حَرَكَةٌ اِلٰى شَيْءٍ وَّاللّٰهِ
مَازَالَ يَبْكِيْ مُنْذُ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ مَاكَانَ اِلٰى يَوْمِهٖ هٰذَا
فَقَالَ لِيْ بَعْضُ اَهْلِيْ لَوِاسْتَاْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَاَتِكَ كَمَآ اَذِنَ لِامْرَاَةِ هِلَالِ
بْنِ اُمَيَّةَ اَنْ تَخْدُمَهٗ، فَقُلْتُ وَاللّٰهِ لَآاَسْتَاْذِنُ فِيْهَا
رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِيْنِيْ مَا
يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنْتُهٗ،
فِيْهَا وَاَنَا رَجُلٌ شَآبٌّ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ
حَتّٰى كَمَلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِّنْ حِيْنَ نَهٰى رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَمَّا صَلَّيْتُ

ہوئے تھے ان میں سے صرف ہم تین سے۔ لوگ ہم سے الگ تھلگ رہنے لگے اور سب لوگ بدل گئے، ایسا محسوس ہوتا تھا کہ ساری کائنات بدل گئی ہے۔ ہمارا اس سے کوئی واسطہ ہی نہیں ہے۔ پچاس دن تک ہم اسی طرح رہے میرے دو ساتھیوں (یعنی مرارہ اور ہلال رضی اللہ عنہما) نے تو اپنے گھروں سے نکلنا ہی چھوڑ دیا بس روتے رہتے تھے لیکن میرے اندر ہمت و جرات تھی۔ میں باہر نکلتا تھا۔ لیکن مجھ سے بولتا کوئی نہ تھا۔ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں بھی حاضر ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کو سلام کرتا۔ جب آپ ﷺ نماز کے بعد مجلس میں بیٹھتے تھے۔ میں اس کی جستجو میں لگا رہتا تھا کہ دیکھوں سلام کے جواب میں حضور اکرم ﷺ کے مبارک ہونٹ ہلے یا نہیں۔ پھر آپ کے قریب ہی نماز پڑھنے لگ جاتا اور آپ کو کنکھیوں سے دیکھتا رہتا۔ جب میں اپنی نماز میں مشغول ہو جاتا، تو آنحضور ﷺ میری طرف دیکھتے لیکن جونہی میں آپ کی طرف دیکھتا آپ چہرہ پھیر لیتے۔ آخر جب اس طرح لوگوں کی بے رخی بڑھتی ہی گئی تو میں (ایک دن) ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھ گیا۔ وہ میرے چچازاد بھائی تھے اور مجھے ان سے بہت تعلق خاطر تھا۔ میں نے انہیں سلام کیا لیکن خدا گواہ ہے انہوں نے بھی میرے سلام کا جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا ابوقتادہ! تمہیں اللہ کا واسطہ، کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ اور اور اس کے رسول سے مجھے کتنی محبت ہے؟ انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ میں نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا خدا کا واسطہ دے کر۔ لیکن اب بھی وہ خاموش تھے۔ پھر میں نے اللہ کا واسطہ دے کر ان سے یہی سوال کیا۔ اس مرتبہ انہوں نے صرف اتنا کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ اس پر میرے آنسو پھوٹ پڑے۔ میں واپس چلا آیا اور دیوار پر چڑھ کر (نیچے باہر) اتر آیا۔ آپ نے بیان کیا کہ ایک دن میں مدینہ کے بازار میں جا رہا تھا کہ شام کا ایک کاشتکار جو غلہ فروخت کرنے مدینہ آیا تھا پوچھ رہا تھا کہ کعب بن مالک کہاں رہتے ہیں۔ لوگوں نے میری طرف اشارہ کیا تو وہ میرے پاس آیا اور ملک غسان کا ایک خط مجھے دیا اس خط میں یہ تحریر تھا۔ ''امابعد! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے صاحب (یعنی حضور اکرم ﷺ) تمہارے ساتھ زیادتی کرنے لگے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تمہیں کوئی ذلیل نہیں پیدا کیا ہے کہ تمہارا حق ضائع کیا جائے۔ تم ہمارے یہاں آجاؤ ہم تمہارے ساتھ بہتر سے بہتر معاملہ کریں گے۔'' جب میں

صَلٰوةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً وَّاَنَا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ
مِّنْ بُيُوْتِنَا فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِىْ ذَكَرَ اللّٰهُ
قَدْ ضَاقَتْ عَلَىَّ نَفْسِىْ وَضَاقَتْ عَلَىَّ الْاَرْضُ بِمَا
رَحُبَتْ سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ اَوْفٰى عَلٰى جَبَلِ سَلْعٍ
بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ يَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ اَبْشِرْ قَالَ فَخَرَرْتُ
سَاجِدًا وَّ عَرَفْتُ اَنْ قَدْجَآءَ فَرَجٌ وَّاٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى
صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا وَذَهَبَ قِبَلَ
صَاحِبَىَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ اِلَىَّ رَجُلٌ فَرَسًا وَّسَعٰى
سَاعٍ مِّنْ اَسْلَمَ فَاَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ وَكَانَ الصَّوْتُ
اَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ فَلَمَّا جَآءَنِى الَّذِىْ سَمِعْتُ
صَوْتَهٗ يُبَشِّرُنِىْ نَزَعْتُ لَهٗ ثَوْبَىَّ فَكَسَوْتُهٗ اِيَّاهُمَا
بِبُشْرَاهُ وَاللّٰهِ مَآ اَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ وَاسْتَعَرْتُ
ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا وَانْطَلَقْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَتَلَقَّانِى النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنُّوْنِىْ
بِالتَّوْبَةِ يَقُوْلُوْنَ لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ قَالَ كَعْبٌ
حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ فَقَامَ اِلَىَّ طَلْحَةُ بْنُ
عُبَيْدِاللّٰهِ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِىْ وَهَنَّانِىْ وَاللّٰهِ مَا قَامَ
اِلَىَّ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرَهٗ وَلَآ اَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ
قَالَ كَعْبٌ فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ اَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَّرَّ
عَلَيْكَ مُنْذُ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ قَالَ قُلْتُ اَمِنْ عِنْدِكَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ مِّنْ عِنْدِاللّٰهِ قَالَ لَا بَلْ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ
وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا
سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَكُنَّا نَعْرِفُ
ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
اِنَّ مِنْ تَوْبَتِىْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِىْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ
وَاِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

نے یہ خط پڑھا تو میں نے کہا کہ یہ ایک اور مصیبت آ گئی۔ میں نے اس خط کو تنور میں جلا دیا، ان پچاس دنوں میں سے جب چالیس دن گزر چکے تھے تو رسول اللہ ﷺ کے قاصد میرے پاس آئے اور کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے کہ اپنی بیوی کے بھی قریب نہ جاؤ۔ میں نے پوچھا، میں اسے طلاق دے دوں یا پھر مجھے کیا کرنا چاہئے؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں صرف ان سے جدا رہو، ان کے قریب نہ جاؤ۔ میرے دونوں ساتھیوں کو (جنہوں نے میری طرح معذرت کی تھی) بھی یہی حکم آپ نے بھیجا تھا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ اب اپنے میکے چلی جاؤ۔ اور اس وقت تک وہیں رہو جب تک اللہ تعالیٰ اس معاملے میں کوئی فیصلہ کر دے۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ (جن کا مقاطعہ ہوا تھا) کی بیوی حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ! ہلال بن امیہ بہت ہی بوڑھے اور ناتواں ہیں، ان کے پاس کوئی خادم بھی نہیں ہے کیا اگر میں ان کی خدمت کر دیا کروں تو آپ ناپسند فرمائیں گے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ صرف ان سے صحبت نہ کرو، انہوں نے عرض کی خدا گواہ ہے وہ تو کسی چیز کے لئے حرکت بھی نہیں کر سکتے جب سے یہ عتاب ان پر ہوا ہے وہ دن ہے اور آج کا دن، ان کے آنسو تھمنے کو نہیں آتے۔ میرے گھر کے بعض افراد نے کہا کہ جس طرح ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی بیوی کو ان کی خدمت میں رہنے کی اجازت آنحضور ﷺ نے دے دی ہے آپ بھی اسی طرح کی اجازت آنحضور ﷺ سے لے لیجئے۔ میں نے کہا نہیں خدا کی قسم! میں اس کے لئے آنحضور سے اجازت نہیں لوں گا۔ میں جوان ہوں۔ معلوم نہیں جب اجازت لینے جاؤں تو آنحضور ﷺ کیا فرمائیں۔ اس طرح دس دن اور گزر گئے اور جب سے آنحضور ﷺ نے ہم سے بات چیت کرنے کی مما نعت فرمائی تھی اس کے پچاس دن پورے ہو گئے۔ پچاسویں رات کی صبح کو جب میں فجر کی نماز پڑھ چکا اور اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا تھا اس طرح جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے۔ میرا دم گھٹا جا رہا تھا اور زمین اپنی تمام وسعتوں کے باوجود میرے لئے تنگ ہوتی رجا رہی تھی۔ کہ میں نے ایک پکارنے والی کی آواز سنی جبل سلع پر چڑھ کر کوئی بلند آواز سے کہہ رہا تھا اے کعب بن مالک! تمہیں بشارت ہو۔ انہوں نے بیان کیا کہ یہ سنتے ہی میں سجدے میں گر پڑا اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب کشائش ہو جائے گی۔

وَسَلَّمَ اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ فَاِنِّيْ اَمْسِكُ سَهْمِي الَّذِيْ بِخَيْبَرَ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ اِنَّمَا نَجَّانِيْ بِالصِّدْقِ وَاِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ لَّا اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا مَّا بَقِيْتُ فَوَاللّٰهِ مَآ اَعْلَمُ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَبْلَاهُ اللّٰهُ فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ مِمَّآ اَبْلَانِيْ مَا تَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا كَذِبًا وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْاَنْ يَّحْفَظَنِي اللّٰهُ فِيْمَا بَقِيْتُ وَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ تَّابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ فَوَاللّٰهِ مَآ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِّعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَاَنْ هَدَانِيْ لِلْاِسْلَامِ اَعْظَمَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ صِدْقِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّآ اَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ فَاَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ اَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّ مَا قَالَ لِاَحَدٍ فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلٰى قَوْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ لَايَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ قَالَ كَعْبٌ وَّكُنَّا تَخَلَّفْنَا اَيُّهَا الثَّلٰثَةُ عَنْ اَمْرِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَلَفُوْا لَهٗ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَاَرْجَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرَنَا حَتّٰى قَضَى اللّٰهُ فِيْهِ فَبِذٰلِكَ قَالَ اللّٰهُ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا وَلَيْسَ الَّذِيْ ذَكَرَاللّٰهُ مِمَّا خُلِّفْنَا عَنِ الْغَزْوِ اِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهٗ اِيَّانَا وَاِرْجَآءُهٗ اَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهٗ وَاعْتَذَرَ اِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ ۔

فجر کی نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں ہماری توبہ کی قبولیت کا اعلان کر دیا تھا۔ لوگ میرے یہاں بشارت دینے کے لئے آنے لگے۔ اور میرے دو ساتھیوں کو بھی جا کر بشارت دی۔ ایک صاحب (زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ) اپنا گھوڑا دوڑائے آرہے تھے، ادھر قبیلہ اسلم کے ایک صحابی نے پہاڑی پر چڑھ کر (آواز دی) اور آواز گھوڑے سے زیادہ تیز تھی۔ جن صحابیؓ نے (سلع پہاڑی پر سے) آواز دی تھی جب وہ میرے پاس بشارت دینے آئے تو اپنے دونوں کپڑے اتار کر اس بشارت کی خوشی میں میں نے انہیں دے دیئے خدا گواہ کہ اس وقت ان دو کپڑوں کے سوا (دینے کے لائق) اور میری ملکیت میں کوئی چیز نہیں تھی۔ پھر میں نے (ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے) دو کپڑے مانگ کر پہنے اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جوق در جوق لوگ مجھ سے ملاقات کرتے جاتے تھے اور مجھے توبہ کی قبولیت پر بشارت دیتے جاتے تھے۔ کہتے تھے اللہ کی بارگاہ میں توبہ کی قبولیت مبارک ہو۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، آخر میں مسجد میں داخل ہوا۔ حضور اکرم ﷺ تشریف رکھتے تھے۔ چاروں طرف صحابہؓ کا مجمع تھا۔ طلحہ بن عبید اللہ دوڑ کر میری طرف بڑھے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔ خدا گواہ ہے (وہاں موجود) مہاجرین میں سے کوئی بھی ان کے سوا میرے آنے پر کھڑا نہیں ہوا۔ طلحہ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا۔ کعبؓ نے بیان کیا کہ جب میں نے حضور اکرم ﷺ کو سلام کیا تو آپ نے فرمایا آپ کا چہرہ مبارک خوشی اور مسرت سے دمک اٹھا تھا۔ اس مبارک دن کے لئے تمہیں بشارت ہو۔ جو تمہاری عمر کا سب سے مبارک دن ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ بشارت آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ فرمایا نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے۔ حضور اکرم ﷺ جب کسی بات پر خوش ہوتے تو چہرہ مبارک منور ہو جاتا تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو۔ آپ کی مسرت ہم چہرہ مبارک سے سمجھ جاتے تھے۔ پھر جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو عرض کی یارسول اللہ! اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں میں اپنا مال اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں صدقہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا لیکن کچھ مال اپنے پاس بھی رکھ لو، یہ زیادہ بہتر ہے۔ میں نے عرض کی پھر میں خیبر کا حصہ اپنے پاس رکھ لوں گا۔

میں نے پھر عرض کی یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی۔ اب میں اپنی توبہ کی قبولیت کی خوشی میں یہ عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا، سچ کے سوا اور کوئی بات زبان پر نہ لاؤں گا۔ پس خدا گواہ ہے جب سے میں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے یہ عہد کیا۔ میں کسی ایسے مسلمان کو نہیں جانتا جسے اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی وجہ سے اتنا نوازا ہو جتنی نوازشات وانعامات اس کے مجھ پر سچ بولنے کی وجہ سے ہیں۔ جب سے میں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے یہ عہد کیا پھر آج تک کبھی جھوٹ کا ارادہ بھی نہیں کیا اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ باقی زندگی میں بھی مجھے اس سے محفوظ رکھے گا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ آیت (ہمارے بارے میں) نازل کی تھی ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے نبی، مہاجرین اور انصار کی توبہ قبول کی۔'' اس کے ارشاد ''وکونوا مع الصادقین'' تک۔ خدا گواہ ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسلام کے لئے ہدایت کے بعد، میری نظر میں حضور اکرم ﷺ کے سامنے اس سچ بولنے سے بڑھ کر اللہ کا مجھ پر اور کوئی انعام نہیں ہوا ہے کہ میں نے جھوٹ نہیں بولا۔ اور اس طرح اپنے کو ہلاک نہیں کیا جیسا کہ جھوٹ بولنے والے ہلاک ہو گئے تھے۔ نزول وحی کے زمانہ میں جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ نے اتنی شدید وعید فرمائی ہے جتنی شدید کسی دوسرے کے لئے نہیں فرمائی ہوگی۔ فرمایا ہے۔ ''سیحلفون باللہ لکم اذا انقلبتم'' ارشاد ''فان اللہ لایرضی عن القوم الفاسقین'' تک۔ کعب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ ہم تین ان لوگوں کے معاملے سے جدا رہے جنہوں نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے قسم کھالی تھی اور آپ نے ان کی بات مان بھی لی تھی۔ ان سے بیعت بھی لی تھی اور ان کے لئے طلب مغفرت بھی فرمائی تھی۔ ہمارا معاملہ حضور اکرم ﷺ نے چھوڑ دیا تھا اور اللہ تعالیٰ نے خود اس کا فیصلہ فرمایا تھا، اللہ تعالیٰ نے آیت ''وعلی الثلثۃ الذین خلفوا'' میں اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے غزوہ میں شریک نہ ہو سکنے کا تذکرہ نہیں کیا ہے بلکہ اس کا تذکرہ کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمارے معاملے کو پیچھے ڈال دیا تھا (اور فیصلہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا تھا) بخلاف ان لوگوں کے جنہوں نے قسم کھالی تھی اور اپنے عذر بیان کئے تھے کہ آنحضور ﷺ نے ان کے عذر قبول کر لئے تھے۔

باب ۱۱۳۱۔ کِتَابُ النَّبِیِّ ﷺ اِلٰی کِسْرٰی وَقَیْصَرَ

(۱۵۸۸) عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) قَالَ لَقَدْ نَفَعَنِی اللّٰہُ بِکَلِمَۃٍ سَمِعْتُھَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیَّامَ الْجَمَلِ بَعْدَ مَاکِدْتُّ اَنْ اَلْحَقَ بِاَصْحَابِ الْجَمَلِ فَاُقَاتِلَ مَعَھُمْ قَالَ لَمَّا بَلَغَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَھْلَ فَارِسَ قَدْ مَلَّکُوْا عَلَیْھِمْ بِنْتَ کِسْرٰی قَالَ لَنْ یُّفْلِحَ قَوْمٌ وَّلَّوْا اَمْرَھُمْ اِمْرَاَۃً۔

باب ۱۱۳۱۔ کسریٰ اور قیصر کو رسول اللہ ﷺ کے خطوط

۱۵۸۸۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جنگ جمل کے موقعہ پر وہ جملہ میرے کام آ گیا جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا میں ارادہ کر چکا تھا کہ اصحاب جمل (عائشہ رضی اللہ عنہا اور آپ کا لشکر) کے ساتھ شریک ہو کر (علی رضی اللہ عنہ کی فوج سے) لڑوں۔ آپ نے بیان کیا کہ جب حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوا کہ اہل فارس نے کسریٰ کی لڑکی کو وارث تخت وتاج بنا دیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنا حکمران کسی عورت کو بنایا ہو۔

باب ۱۱۳۲۔ مَرَضِ النَّبِیِّ ﷺ وَوَفَاتِہٖ

(۱۵۸۹) عَنْ عَائِشَۃَ قَالَتْ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاطِمَۃَ رضی اللہ عنہا فِیْ شَکْوَاہُ الَّذِیْ قُبِضَ فِیْہِ فَسَآرَّھَا بِشَیْءٍ فَبَکَتْ ثُمَّ دَعَاھَا فَسَآرَّھَا بِشَیْءٍ فَضَحِکَتْ فَسَاَلْنَا عَنْ ذٰلِکَ فَقَالَتْ سَآرَّنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ یُقْبَضُ فِیْ وَجَعِہِ الَّذِیْ

باب ۱۱۳۲۔ نبی کریم ﷺ کی علالت اور آپ کی وفات

۱۵۸۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مرض الوفات میں رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور آہستہ سے کوئی بات ان سے کہی جس پر وہ رونے لگیں۔ پھر دوبارہ آہستہ سے کوئی بات کہی جس پر وہ ہنسنے لگیں پھر ہم نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ آپ کی وفات اسی مرض میں ہو جائے گی۔ میں یہ سن کر رونے لگی۔ دوسری مرتبہ آپ نے مجھ سے

تُوُفِّیَ فِیهِ فَبَكَیْتُ ثُمَّ سَارَّنِیْ فَاَخْبَرَنِیْ اَنِّیْ اَوَّلُ اَهْلِهٖ یَتْبَعُهٗ فَضَحِكْتُ۔

جب سرگوشی کی تو یہ فرمایا کہ آپ کے گھر کے افراد میں سب سے پہلے میں آپ سے جاملوں گی تو میں ہنستی تھی۔

(۱۵۹۰)عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْها) قَالَتْ كُنْتُ اَسْمَعُ اَنَّهٗ لَایَمُوْتُ نَبِیٌّ حَتّٰی یُخَیَّرَ بَیْنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ فَسَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ مَرَضِهِ الَّذِیْ مَاتَ فِیْهِ وَاَخَذَتْهُ بُحَّةٌ یَّقُوْلُ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ اَلْاٰیَةَ فَظَنَنْتُ اَنَّهٗ خُیِّرَ۔

۱۵۹۰۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں سنتی آئی تھی کہ ہر نبی کو وفات سے پہلے دنیا اور آخرت کے بارے میں اختیار دیا جاتا ہے پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی سنا آپ اپنے مرض الوفات میں فرما رہے تھے۔آپ کی آواز بھاری ہو چکی تھی۔آپ آیت ”**مع الذین انعم اللّٰہ علیھم الخ**“ کی تلاوت کر رہے تھے (یعنی ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے) مجھے یقین ہو گیا کہ آپ کو بھی اختیار دے دیا گیا ہے (اور آپ ﷺ نے آخرت کی زندگی پسند فرمالی ہے۔)

(۱۵۹۱)عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْها) قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ صَحِیْحٌ یَقُوْلُ اِنَّهٗ لَمْ یُقْبَضْ نَبِیٌّ قَطُّ حَتّٰی یَرٰی مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ یُحَیَّا اَوْیُخَیَّرَ فَلَمَّا اشْتَكٰی وَحَضَرَهُ الْقَبْضُ وَرَاْسُهٗ عَلٰی فَخِذِ عَآئِشَةَ غُشِیَ عَلَیْهِ فَلَمَّآ اَفَاقَ شَخَصَ بَصَرُهٗ نَحْوَ سَقْفِ الْبَیْتِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ فِی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی فَقُلْتُ اِذًا لَّایُجَاوِرُنَا فَعَرَفْتُ اَنَّهٗ حَدِیْثُهُ الَّذِیْ كَانَ یُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِیْحٌ۔

۱۵۹۱۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ تندرستی اور صحت کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ جب بھی کسی نبی کی روح قبض کی جاتی ہے تو پہلے جنت میں اس کی قیام گاہ اسے ضرور دکھا دی جاتی ہے۔پھر اسے (دنیا یا آخرت کی زندگی کے منتخب کرنے کا) اختیار دیا جاتا ہے (راوی کو شک تھا کہ لفظ یحیا ہے یا یخیر، دونوں کا مفہوم ایک ہے) پھر جب حضور اکرم ﷺ بیمار پڑے اور وقت قریب آ لگا تو سر مبارک عائشہ رضی اللہ عنہا کی ران پر تھا اور آپ پر غشی طاری ہو گئی تھی۔جب افاقہ ہوا تو آپ کی آنکھیں گھر کی چھت کی طرف اٹھ گئیں اور آپ نے فرمایا **اللّٰھم فی الرفیق الاعلیٰ**۔ میں سمجھ گئی کہ اب حضور اکرمؐ ہمیں (یعنی دنیاوی زندگی کو) پسند نہیں فرمائیں گے، مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو آپ نے صحت کے زمانے میں بیان فرمائی تھی۔

(۱۵۹۲)عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْها) اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اشْتَكٰی نَفَثَ عَلٰی نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْهُ بِیَدِهٖ فَلَمَّا اشْتَكٰی وَجَعَهُ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ طَفِقْتُ اَنْفُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِیْ كَانَ یَنْفِثُ وَاَمْسَحُ بِیَدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ۔

۱۵۹۲۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ جب بیمار پڑتے تو اپنے اوپر معوذتین (سورۂ فلق اور سورۃ الناس) پڑھ کر دم کر لیتے تھے۔اور اپنے جسم پر اپنے ہاتھ پھیر لیا کرتے تھے۔پھر جب وہ مرض آپ کو لاحق ہوا جس میں آپ کی وفات ہوئی تو میں معوذتین پڑھ کر آپ پر دم کیا کرتی تھی۔اور ہاتھ پر دم کر کے حضور اکرم ﷺ کے جسم پر پھیرا کرتی تھی۔

عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْها) اَخْبَرَتْهُ اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْغَتْ اِلَیْهِ قَبْلَ اَنْ یَّمُوْتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ اِلَیَّ ظَهْرَهٗ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ سے سنا وفات سے کچھ پہلے آنحضور ﷺ پشت سے آپ کا سہارا لئے ہوئے تھے۔آپ نے کان لگا کر سنا کہ حضور اکرم ﷺ کہہ رہے ہیں ”اے اللہ! میری مغفرت فرمائیے۔

وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ۔

مجھ پر رحم کیجئے اور رفیقوں سے مجھے ملا دیجئے۔

(١٥٩٣)عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا) قَالَتْ مَاتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّهٗ لَبَیْنَ حَاقِنَتِیْ وَذَاقِنَتِیْ فَلَآ اَکْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِاَحَدٍ اَبَدًا بَعْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

١٥٩٣۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ میری، ہنسلی اور ٹھوڑی کے درمیان میں (سر رکھے ہوئے) تھے۔حضور اکرم کی شدت (سکرات) دیکھنے کے بعد اب میں کسی کے لئے بھی نزع کی شدت کو برا نہیں خیال کرتی۔

(١٥٩٤)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهما) اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَلِیَّ بْنَ اَبِیْ طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ وَجَعِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْهِ فَقَالَ النَّاسُ یَااَبَا حَسَنٍ کَیْفَ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَصْبَحَ بِحَمْدِاللّٰهِ بَارِئًا فَاَخَذَ بِیَدِهٖ عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِالْمُطَّلِبِ فَقَالَ لَهٗ اَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلٰثٍ عَبْدُالْعَصَا وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَاُرٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَوْفَ یُتَوَفّٰی مِنْ وَّجَعِهٖ هٰذَا اِنِّیْ لَاَعْرِفُ وُجُوْهَ بَنِیْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ عِنْدَ الْمَوْتِ اِذْهَبْ بِنَآ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلْنَسْاَلْهُ فِیْمَنْ هٰذَا الْاَمْرُ اِنْ کَانَ فِیْنَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ وَاِنْ کَانَ فِیْ غَیْرِنَا عَلِمْنَاهُ فَاَوْصٰی بِنَا فَقَالَ عَلِیٌّ اِنَّا وَاللّٰهِ لَئِنْ سَاَلْنَاهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَنَعَنَاهَا لَایُعْطِیْنَاهَا النَّاسُ بَعْدَهٗ وَاِنِّیْ وَاللّٰهِ لَا اَسْاَلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

١٥٩٤۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے باہر آئے۔یہ اس مرض کا واقعہ ہے جس میں آپ نے وفات پائی تھی۔صحابہؓ نے آپ سے پوچھا ابوالحسن! حضور اکرم نے صبح کیسے گزاری؟ انہوں نے بتایا کہ بحمد اللہ اب آپ کو افاقہ ہے پھر عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کے کہا کہ تم خدا کی قسم! تین دن کے بعد محکومانہ زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاؤ گے۔خدا گواہ ہے مجھے تو ایسے آثار نظر آ رہے ہیں کہ حضور اکرم اس مرض سے افاقہ نہیں پا سکیں گے۔موت کے وقت بنو عبدالمطلب کے چہروں کی مجھے خوب شناخت ہے۔اب ہمیں حضور اکرم ﷺ کے پاس چلنا چاہئے۔اور آپ سے پوچھنا چاہئے کہ خلافت ہمارے بعد کسے ملے گی، اگر ہم اس کے مستحق ہیں تو ہمیں معلوم ہو جائے گا اور اگر کوئی دوسرا مستحق ہوگا تو وہ بھی معلوم ہو جائے گا اور آنحضور ﷺ ہمارے متعلق اپنے خلیفہ کو ممکن ہے کچھ وصیتیں کر دیں۔لیکن علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! اگر ہم نے اس وقت آپ سے اس کے متعلق کچھ پوچھا اور آپ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ ہمیں ہمیشہ کے لئے اس سے محروم کر دیں گے۔میں تو ہرگز آنحضور ﷺ سے اس کے متعلق کچھ نہیں پوچھوں گا۔

(١٥٩٥)عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا) کَانَتْ تَقُوْلُ اِنَّ مِنْ نِّعَمِ اللّٰهِ عَلَیَّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُوُفِّیَ فِیْ بَیْتِیْ وَفِیْ یَوْمِیْ وَبَیْنَ سَحْرِیْ وَنَحْرِیْ وَاَنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَیْنَ رِیْقِیْ وَرِیْقِهٖ عِنْدَ مَوْتِهٖ دَخَلَ عَلَیَّ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَبِیَدِهِ السِّوَاكُ وَاَنَا مُسْنِدَةٌ رَّسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَیْتُهٗ یَنْظُرُ اِلَیْهِ وَعَرَفْتُ اَنَّهٗ یُحِبُّ السِّوَاكَ فَقُلْتُ اٰخُذُهٗ لَكَ فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَعَمْ فَتَنَاوَلْتُهٗ فَاشْتَدَّ عَلَیْهِ وَقُلْتُ اُلَیِّنُهٗ لَكَ

١٥٩٥۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ اللہ کی بہت سی نعمتوں میں ایک نعمت مجھ پر یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات میرے گھر میں اور میری باری کے دن ہوئی۔آپ اس وقت میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضور کی وفات کے وقت میرے اور آنحضور ﷺ کے تھوک کو ایک ساتھ جمع کیا تھا، کہ عبدالرحمن رضی اللہ عنہ گھر میں آئے تو ان کے ہاتھ میں ایک مسواک تھی۔آنحضور ﷺ مجھ پر ٹیک لگائے ہوئے تھے۔میں نے دیکھا کہ آپ اس مسواک کو دیکھ رہے ہیں۔میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہیں۔اسلئے میں نے

فَاَشَارَ بِرَاْسِهٖ اَنْ نَّعَمْ فَلَيَّنْتُه، وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ اَوْ عُلْبَةٌ يَشُكُّ عُمَرُ فِيْهَا مَآءٌ فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَآءِ فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَه، يَقُوْلُ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ ثُمَّ نَصَبَ يَدَه، فَجَعَلَ يَقُوْلُ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُه،

آپ سے پوچھا یہ مسواک آپ کے لئے لے لوں؟ آپ نے سر کے اشارہ سے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے وہ مسواک ان سے لے لی۔ آپ ﷺ اسے چبا نہ سکے۔ میں نے پوچھا آپ کے لئے میں اسے نرم کر دوں؟ آپ نے سر کے اشارہ سے اثبات میں جواب دیا۔ میں نے مسواک نرم کر دی، آپ کے سامنے ایک بڑا پیالہ تھا، چمڑے کا یا لکڑی کا (راوی حدیث عمر کو اس سلسلے میں شک تھا)۔ اسکے اندر پانی تھا آنحضور ﷺ بار بار اپنے ہاتھ اس کے اندر داخل کرتے اور پھر انہیں اپنے چہرے پر پھیرتے۔ اور فرماتے لا الٰہ الا اللّٰہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) موت کے وقت شدت ہوتی ہے۔ پھر آپ اپنا ہاتھ اٹھا کر کہنے لگے "فی الرفیق الاعلیٰ" یہاں تک کہ آپ رحلت فرما گئے اور ہاتھ نیچے آ گیا۔

(۱۵۹۶) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) لَدَدْنَاهُ فِيْ مَرَضِهٖ فَجَعَلَ يُشِيْرُ اِلَيْنَا اَنْ لَّاتَلُدُّوْنِيْ فَقُلْنَا كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَآءِ فَلَمَّا اَفَاقَ قَالَ اَلَمْ اَنْهَكُمْ اَنْ تَلُدُّوْنِيْ قُلْنَا كَرَاهِيَةَ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَآءِ فَقَالَ لَايَبْقٰى اَحَدٌ فِي الْبَيْتِ اِلَّا لُدَّ وَاَنَا اَنْظُرُ اِلَّا الْعَبَّاسَ فَاِنَّه، لَمْ يَشْهَدْكُمْ۔

۱۵۹۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا آنحضور ﷺ کے مرض میں ہم آپ کے منہ میں دوا دینے لگے تو آپ ﷺ نے اشارہ سے دوا دینے سے منع کیا۔ ہم نے سمجھا کہ مریض کو دوا پینے سے (بعض اوقات) جو ناگواری ہوتی ہے یہ بھی اسی کا نتیجہ ہے (اس لئے ہم نے اصرار کیا) تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ گھر میں جتنے افراد ہیں سب کے منہ میں میرے سامنے دوا ڈالی جائے صرف عباس اس سے مستثنیٰ ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ اس فعل میں شریک نہیں تھے۔

(۱۵۹۷) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ فَقَالَتْ فَاطِمَةُ رَضِى اللّٰه عنها وَاكَرْبَ اَبَاهُ فَقَالَ لَهَا لَيْسَ عَلٰى اَبِيْكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ۔

۱۵۹۷۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ شدت مرض کے زمانے میں نبی کریم ﷺ کی کرب و بے چینی بہت بڑھ گئی تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا آہ! والد کو کتنی بے چینی ہے۔ آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا آج کے بعد تمہارے والد کی یہ کرب و بے چینی نہیں رہے گی۔

كِتَابُ التَّفسِيرِ

باب ۱۱۳۳ . مَاجَآءَ فِی فَاتِحَةِ الْكِتَابِ

(۱۵۹۸) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُعَلّٰی (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ كُنْتُ اُصَلِّیْ فِی الْمَسْجِدِ فَدَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنِّیْ كُنْتُ اُصَلِّیْ فَقَالَ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ ثُمَّ قَالَ لِیْ لَاُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِیَ اَعْظَمُ السُّوَرِ فِی الْقُرْاٰنِ قَبْلَ اَنْ يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ اَخَذَ بِيَدِیْ فَلَمَّا اَرَادَ اَنْ يَخْرُجَ قُلْتُ لَهٗ اَلَمْ تَقُلْ لَاُعَلِّمَنَّكَ سُوْرَةً هِیَ اَعْظَمُ سُوْرَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ هِیَ السَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ الَّذِیْ اُوْتِيْتُهٗ۔

کتاب التفسیر

باب ۱۱۳۳۔ (سورہ) فاتحۃ الکتاب سے متعلق روایت

۱۵۹۸۔ حضرت ابوسعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی حالت میں بلایا۔ میں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ (پھر بعد میں حاضر ہوکر) عرض کی کہ یارسول اللہ! میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا، کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے نہیں فرمایا ہے۔ "استجیبو اللّٰہ وللرسول اذادعاکم" (اللہ اور اس کے رسول جب تمہیں بلائیں تو جواب دو) پھر آنحضور ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ آج میں تمہیں مسجد سے نکلنے سے پہلے ایک ایسی سورت کی تعلیم دوں گا جو قرآن کی سب سے عظیم سورت ہے۔ پھر آپ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا اور جب آپ باہر نکلنے لگے تو میں نے یاد دلایا کہ آنحضور ﷺ نے مجھے قرآن کی سب سے عظیم سورت بتانے کا وعدہ کیا تھا آپ ﷺ نے فرمایا الحمدللّٰہ رب العالمین، یہی وہ سبع مثانی اور قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا کیا گیا ہے۔

باب ۱۱۳۴ . قَوْلِهٖ تَعَالٰی فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

(۱۵۹۹) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الذَّنْبِ اَعْظَمُ عِنْدَاللّٰهِ قَالَ اَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ اِنَّ ذٰلِكَ لَعَظِيْمٌ قُلْتُ ثُمَّ اَیُّ قَالَ وَاَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ اَنْ يَّطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ ثُمَّ اَیُّ قَالَ اَنْ تَزْنِیَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ۔

باب ۱۱۳۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فلا تجعلوا للّٰہ اندادا وانتم تعلمون

۱۵۹۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا، اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے فرمایا یہ کہ تم اللہ کا کسی کو شریک ٹھہراؤ۔ حالانکہ اسی نے تم کو پیدا کیا ہے۔ میں نے عرض کی یہ تو واقعی سب سے بڑا گناہ ہے۔ اس کے بعد کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تم اپنی اولاد کو اس خوف سے مار ڈالو کہ اپنے ساتھ اسے بھی کھلانا پڑے گا۔ میں نے پوچھا اور اس کے بعد۔ فرمایا یہ کہ تم اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرو۔

باب ۱۱۳۵ . قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰی

(۱۶۰۰) عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ زَيْدٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَمْاَةُ مِنَ الْمَنِّ وَمَآءُهَا شِفَآءٌ لِّلْعَيْنِ۔

باب ۱۱۳۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور تم پر ہم نے بادل کا سایہ کیا اور تم پر ہم نے من وسلویٰ نازل کیا

۱۶۰۰۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "کماۃ" (یعنی کھمبی) بھی من میں سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کی بیماریوں میں مفید ہے۔

باب ۱۱۳۶ . قَوْلِهٖ وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ

(۱۶۰۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِی

باب ۱۱۳۶۔ اللہ کا ارشاد جب ہم نے کہا کہ اس قریہ میں داخل ہو جاؤ

۱۶۰۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ قِيلَ لِبَنِيْ اِسْرَآئِيلَ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ فَدَخَلُوْا يَزْحَفُوْنَ عَلٰى اَسْتَاهِهِمْ فَبَدَّلُوْا وَقَالُوْا حِطَّةٌ حَبَّةٌ فِيْ شَعَرَةٍ۔

فرمایا بنی اسرائل کو یہ حکم ہوا تھا کہ دروازے سے جھکتے ہوئے داخل ہوں اور حطۃ کہتے ہوئے (یعنی اے اللہ! ہمارے گناہ معاف کردے) لیکن (انہوں نے عدول کیا اور) سرین کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور کلمہ (حطة) کو بھی بدل دیا اور کہا کہ حطة، حبة فی شعرة (مذاق اور دل لگی کے طور پر)۔

باب۱۱۳۷ . قَوْلِهٖ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْنُنْسِهَا

(۱۶۰۲)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهما) قَالَ قَالَ عُمَرُ اَقْرَؤُنَا اُبَيٌّ وَّاَقْضَانَا عَلِيٌّ وَّاِنَّا لَنَدَعُ مِنْ قَوْلِ اُبَيٍّ وَّ ذَاكَ اَنَّ اُبَيًّا يَّقُوْلُ لَا اَدَعُ شَيْئًا سَمِعْتُه' مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَانَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْنُنْسِهَا۔

باب۱۱۳۷۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "ما ننسخ من اٰية او ننسها

۱۶۰۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ہم میں سب سے بہتر قاری قرآن ابی بن کعب رضی اللہ عنہ ہیں اور ہم میں سب سے زیادہ علی رضی اللہ عنہ میں قضا (مقدمات کے فیصلے) کی صلاحیت ہے۔ اس کے باوجود ہم ابی رضی اللہ عنہ کی اس بات کو تسلیم نہیں کرسکتے۔ ابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے جن آیات کی بھی تلاوت سنی ہے میں انہیں نہیں چھوڑ سکتا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ "ماننسخ من اية او ننسها" (ہم نے جو آیت بھی منسوخ کی یا اسے بھلایا تو اس سے اچھی آیت لائے۔)

باب۱۱۳۸ . قَوْلِهٖ وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَه'

(۱۶۰۳)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهما) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ قَالَ اللّٰهُ كَذَّ بَنِيْ ابْنُ اٰدَمَ وَلَمْ يَكُنْ لَه' ذٰلِكَ وَشَتَمَنِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَه' ذٰلِكَ فَاَمَّا تَكْذِيْبُه' اِيَّايَ فَزَعَمَ اَنِّيْ لَا اَقْدِرُ اَنْ اُعِيْدَه' كَمَا كَانَ وَاَمَّا شَتْمُه' اِيَّايَ فَقَوْلُه' لِيْ وَلَدٌ فَسُبْحَانِيْ اَنْ اَتَّخِذَ صَاحِبَةً اَوْ وَلَدًا۔

باب۱۱۳۸۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اتخذ اللّٰه ولداً سبحنه"

۱۶۰۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ابن آدم نے مجھے جھٹلایا حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہ تھا۔ اس نے مجھے برا بھلا کہا حالانکہ اس کے لئے یہ مناسب نہ تھا۔ اس کا مجھے جھٹلانا تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ میں اسے دوبارہ زندہ کرنے پر قادر نہیں ہوں۔ اور اس کا مجھے برا بھلا کہنا یہ ہے کہ میرے اولاد بتاتا ہے۔ میری ذات اس سے پاک ہے کہ میں بیوی یا اولاد بناؤں۔

باب۱۱۳۹ . قَوْلِهٖ وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى

(۱۶۰۴)عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ عُمَرُ وَافَقْتُ اللّٰهَ فِيْ ثَلٰثٍ اَوْوَّافَقَنِيْ رَبِّيْ فِيْ ثَلٰثٍ قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِاتَّخَذْتَ مَقَامَ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى وَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَدْخُلُ عَلَيْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْا اَمَرْتَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْحِجَابِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اٰيَةَ الْحِجَابِ قَالَ وَبَلَغَنِيْ مُعَاتَبَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم بَعْضَ

باب۱۱۳۹۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى

۱۶۰۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ تین مواقع پر اللہ تعالیٰ کے (نازل ہونے والے حکم سے میری رائے) پہلے ہی مطابقت ہوگئی تھی۔ یا میرے رب نے تین مواقع پر میری رائے کے مطابق حکم نازل فرمایا۔ میں نے عرض کی تھی یا رسول اللہ! کاش آپ مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بناتے (طواف کے بعد، تو یہی آیت نازل ہوئی) اور میں نے عرض کی تھی کہ یا رسول اللہ!

نِسَآئِهٖ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِنَّ قُلْتُ اِنِ انْتَهَيْتُنَّ اَوْلَيُبَدِّ لَنَّ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرًا مِنْكُنَّ حَتّٰى اَتَيْتُ اِحْدٰى نِسَآئِهٖ قَالَتْ يَاعُمَرُ اَمَا فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَايَعِظُ نِسَآءَهٗ حَتّٰى تَعِظَهُنَّ اَنْتَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَسٰى رَبُّهٗ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبَدِّلَهٗ اَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنْكُنَّ مُسْلِمٰتٍ الْاٰيَةَ ۔

آپ کے گھر میں نیک اور برے ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ کاش آپ امہات المؤمنین کو پردہ کا حکم دے دیتے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت حجاب (پردہ کی آیت) نازل فرمائی اور مجھے بعض ازواج مطہرات سے نبی کریم ﷺ کی ناراضگی کا علم ہوا۔ میں ان کے یہاں گیا اور ان سے کہا کہ تم لوگ باز آ جاؤ۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے بہتر ازواج آنحضور ﷺ کے لئے بدل دے گا۔ بعد میں میں ازواج مطہرات میں سے ایک کے یہاں گیا تو وہ مجھ سے کہنے لگیں کہ عمر! رسول اللہ ﷺ تو اپنی ازواج کو اتنی نصیحتیں نہیں کرتے جتنی تم انہیں کرتے رہتے ہو۔ آخر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ ''کوئی حیرت نہ ہونی چاہئے اگر آپ کا رب تمہیں طلاق دے دے اور دوسری مسلمان بیویاں تم سے بہتر بدل دے۔ آخر آیت تک۔

باب ۱۱۴۰۔ وَقَوْلِهٖ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا

(۱۶۰۵) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ التَّوْرٰةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتُصَدِّقُوْٓا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَاتُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا الْاٰيَةَ۔

باب ۱۱۴۰۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''قولوا اٰمنا باللّٰہ وما انزل الینا

۱۶۰۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ اہل کتاب (یعنی یہودی) توراۃ کو خود عبرانی زبان میں پڑھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے لئے اس کی تفسیر عربی میں کرتے ہیں۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب بلکہ یہ کہا کرو ''اٰمنا باللّٰہ وما انزل الینا (یعنی ہم اللہ پر اور جو احکام اللہ کی طرف سے ہم پر نازل ہوئے، ان پر ایمان لائے۔

باب ۱۱۴۱۔ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا

(۱۶۰۶) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِىِّ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُدْعٰى نُوْحٌ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَيَقُوْلُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَارَبِّ فَيَقُوْلُ هَلْ بَلَّغْتَ فَيَقُوْلُ نَعَمْ فَيُقَالُ لِاُمَّتِهٖ هَلْ بَلَّغَكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ مَآ اَتَانَا مِنْ نَّذِيْرٍ فَيَقُوْلُ مَنْ يَّشْهَدُلَكَ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ وَّاُمَّتُهٗ فَيَشْهَدُوْنَ اَنَّهٗ قَدْ بَلَّغَ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ جَلَّ ذِكْرُهٗ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ۔

باب ۱۱۴۱۔ اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط (امت عادل) بنایا۔ تاکہ تم گواہ رہو۔ لوگوں پر، اور رسول گواہ رہیں تم پر۔''

۱۶۰۶۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن نوح علیہ السلام کو بلایا جائے گا۔ وہ عرض کریں گے **لبیک وسعدیک یارب!** اللہ رب العزت فرمائیں گے کیا تم نے میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ نوح علیہ السلام عرض کریں گے کہ میں نے پہنچا دیا تھا۔ پھر ان کی امت سے پوچھا جائے گا کیا انہوں نے تمہیں میرا پیغام پہنچایا تھا؟ وہ لوگ کہیں گے کہ ہمارے یہاں کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ تعالیٰ (نوح علیہ السلام سے) ارشاد فرمائیں گے، آپ کے حق میں کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ وہ فرمائیں گے کہ محمد اور ان کی امت۔ چنانچہ آنحضور ﷺ کی امت ان کے حق میں گواہی دے گی کہ انہوں نے پیغام پہنچا دیا تھا اور رسول (یعنی آنحضور ﷺ اپنی امت کے حق میں گواہی

دیں گے (کہ انہوں نے سچی گواہی دی) یہی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے کہ ''اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا تا کہ تم لوگوں کے لئے گواہی دو اور رسول تمہارے لئے گواہی دیں۔

باب ۱۱۴۲. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى
"ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ"

(۱۶۰۷)عَنْ عَائِشَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنها) كَانَتْ قُرَيْشٌ وَّمَنْ دَانَ دِيْنَهَا يَقِفُوْنَ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَكَانُوْا يُسَمُّوْنَ الْحُمْسَ وَكَانَ سَآئِرُ الْعَرَبِ يَقِفُوْنَ بِعَرَفَاتٍ فَلَمَّا جَآءَ الْاِسْلَامُ اَمَرَ اللّٰهُ نَبِيَّه، صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْتِىَ عَرَفَاتٍ ثُمَّ يَقِفَ بِهَا ثُمَّ يُفِيْضُ مِنْهَا ـ

باب ۱۱۴۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''ہاں تو تم وہاں جا کر واپس آ ؤجہاں سے لوگ واپس آتے ہیں۔''

۱۶۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ قریش اور ان کے طریقے کی پیروی کرنے والے عرب (حج کے لئے) مزدلفہ میں ہی وقوف کرتے تھے۔ اس کا نام انہوں نے ''الحمس'' رکھا تھا۔ اور باقی عرب عرفات کے میدان میں وقوف کرتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ آپ عرفات میں آئیں اور وہیں وقوف کریں اور پھر وہاں سے مزدلفہ آئیں۔

باب ۱۱۴۳. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى:
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

(۱۶۰۸)عَنْ اَنَسٍ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ كَانَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِى الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِى الْاٰ خِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ـ

باب ۱۱۴۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''کوئی ان میں ایسے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں کہ اے پروردگار ہمارے! ہم کو دنیا میں بھی بہتری دے اور آخرت میں بھی بہتری اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچائے رکھنا

۱۶۰۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دعا کرتے تھے ''اے پروردگار ہمارے! ہم کو دنیا میں بھی بہتری دے اور آخرت میں بھی بہتری اور ہم کو آگ کے عذاب سے بچائے رکھنا۔''

باب ۱۱۴۴. قَوْلِهٖ لَايَسْاَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا

(۱۶۰۹)عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ) يَقُوْلُ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِىْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَلَا اللُّقْمَةُ وَلَا اللُّقْمَتَانِ اِنَّمَا الْمِسْكِيْنُ الَّذِىْ يَتَعَفَّفُ وَاقْرَءُوْآ اِنْ شِئْتُمْ يَعْنِىْ قَوْلَه، لَايَسْاَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ـ

باب ۱۱۴۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''وہ لوگوں سے لگ لپٹ کر نہیں مانگتے

۱۶۰۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''مسکین وہ نہیں ہے جسے ایک دو کھجور، ایک دو لقمے در بدر لئے پھریں۔ مسکین وہ ہے جو مانگنے سے بچتا ہے اور اگر تمہارا جی چاہے تو اس آیت کی تلاوت کر لو کہ ''وہ لوگوں سے لگ لپٹ کر نہیں مانگتے۔''

سُوْرَةُ اٰلِ عِمْرَانَ

سورۂ آل عمران

باب ۱۱۴۵. مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمٰتٌ

(۱۶۱۰)عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ هُوَالَّذِىْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ وَ اُخَرُ

باب ۱۱۴۵۔ ''اس میں محکم آیتیں ہیں''

۱۶۱۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی ''وہ وہی خدا ہے جس نے آپ پر کتاب اتاری ہے، اس میں محکم آیتیں ہیں اور وہی کتاب کا اصل مدار ہیں اور دوسری آیتیں

مُتَشَابِهَاتٌ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَاتَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهِ اِلٰى قَوْلِهِ اُولُوا الْاَلْبَابِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ مَاتَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ۔

متشابہ ہیں، سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ اس کے اسی حصے کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو متشابہ ہیں۔ شورش کی تلاش میں اور اس کے غلط مطلب کی تلاش میں" اللہ تعالیٰ کے ارشاد" اولوا لا لباب" تک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہوں تو متنبہ ہو جاؤ کہ یہی وہی لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے (آیت میں) نشاندہی کی ہے، اس لئے ان سے بچتے رہو۔

باب ۱۱۴۶۔ قَوْلِهِ اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا

(۱۶۱۱) عَنِ ابْنِ اَبِيْ مُلَيْكَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ امْرَاَتَيْنِ كَانَتَا تَخْرِزَانِ فِيْ بَيْتٍ اَوْفِي الْحُجْرَةِ فَخَرَجَتْ اِحْدَاهُمَا وَقَدْ اُنْفِذَ بِاِشْفًا فِيْ كَفِّهَا فَادَّعَتْ عَلَى الْاُخْرٰى فَرُفِعَ اِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْيُعْطَى النَّاسُ بِدَعْوَاهُمْ لَذَهَبَ دِمَآءُ قَوْمٍ وَّاَمْوَالُهُمْ ذَكِّرُوْهَا بِاللّٰهِ وَقْرَءُوْا عَلَيْهَا اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ فَذَكَّرُوْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْيَمِيْنُ عَلَى الْمُدَّعٰى عَلَيْهِ۔

باب ۱۱۴۶۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد" بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کو قلیل قیمت پر بیچ ڈالتے ہیں

۱۶۱۱۔ حضرت ابن ابی ملیکہؒ نے فرمایا کہ دو عورتیں کسی گھر یا حجرہ میں بیٹھ کر موزے سیا کرتی تھیں، ان میں سے ایک عورت باہر نکلی، اس کے ہاتھ میں موزے سینے کا سوا چبھ گیا تھا، اور اس کا الزام اسی دوسری پر تھا، مقدمہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر صرف دعویٰ کی وجہ سے لوگوں کا مطالبہ پورا کیا جانے لگے تو بہت سوں کا خون اور مال برباد ہو جائے (جب کہ اس کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے تو دوسری عورت جس پر اس کا الزام ہے) اللہ کی یاد دلاؤ اور اس کے سامنے یہ آیت پڑھو، "ان الذین یشترون بعهد اللّٰه وایمانهم" چنانچہ جب لوگوں نے اسے اللہ سے ڈرایا تو اس نے اعتراف کر لیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تھا قسم مدعیٰ علیہ کو کھانی پڑے گی۔

باب ۱۱۴۷۔ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ

(۱۶۱۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ قَالَهَا اِبْرَاهِيْمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ اُلْقِيَ فِي النَّارِ وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَالُوْا اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

باب ۱۱۴۷۔ لوگوں نے تمہارے خلاف بڑا سامان اکٹھا کیا ہے"

۱۶۱۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا "حسبنا اللّٰه ونعم الوکیل" ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے) ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا، اس وقت جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا، اور یہی محمد ﷺ نے اس وقت کہا تھا جب (ابوسفیان کے آدمیوں نے مسلمانوں کو مرعوب کرنے کے لئے) کہا تھا کہ لوگ (یعنی قریش) نے تمہارے خلاف بڑا سامان اکٹھا کر رکھا ہے، ان سے ڈرو، لیکن اس نے ان کا (جوش) ایمان اور بڑھا دیا اور یہ لوگ بولے کہ ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔

باب۱۱۴۸ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى:

" وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْآ اَذًى كَثِيْرًا"

(۱۶۱۳)عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَخْبَرَه، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى قَطِيْفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَّ اَرْدَفَ اُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ وَّ رَاءَه، يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَ قْعَةِ بَدْرٍ قَالَ حَتّٰى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ بْنُ سَلُوْلَ وَ ذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ يُّسْلِمَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيٍّ فَاِذَا فِي الْمَجْلِسِ اَخْلَاطٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْاَوْثَانِ وَ الْيَهُوْدِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسُ عَجَاجَةُ الدَّآبَّةِ خَمَّرَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ اَنْفَه، بِرِدَآئِهٖ ثُمَّ قَالَ لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ اِلَى اللّٰهِ وَقَرَاَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ ابْنِ سَلُوْلٍ اَيُّهَا الْمَرْءُ اِنَّه، لَا اَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ اِنْ كَانَ حَقًّا فَلَا تُؤْذِيْنَا بِهٖ فِيْ مَجْلِسِنَا ارْجِعْ اِلٰى رَحْلِكَ فَمَنْ جَآئَكَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَاغْشَنَا بِهٖ فِيْ مَجَالِسِنَا فَاِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَ الْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتّٰى سَكَنُوْا ثُمَّ رَكِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَآبَّتَه، فَسَارَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَه، النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا سَعْدُ اَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ اَبُوْ حُبَابٍ يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اُبَيٍّ قَالَ كَذَا وَكَذَا قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ عَنْهُ فَوَالَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لَقَدْ جَآءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلَيْكَ لَقَدِ اصْطَلَحَ اَهْلُ هٰذِهِ الْبُحَيْرَةِ عَلٰى اَنْ يُّتَوِّجُوْهُ فَيُعَصِّبُوْنَه، بِالْعِصَابَةِ فَلَمَّا اَبَى اللّٰهُ

باب ۱۱۴۸۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ’’اور یقیناً تم لوگ بہت سی دلآزاری کی باتیں ان سے (بھی) سنو گے جنہیں تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے اور ان سے بھی جو مشرک ہیں۔‘‘

۱۶۱۳۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ایک گدھے کی پشت پر فدک کا بنایا ہوا ایک موٹا کپڑا رکھنے کے بعد سوار ہوئے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے بٹھایا، آپ بنو حارث بن خزرج میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے جارہے تھے، یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ راستہ میں ایک مجلس سے آپ گذرے جس میں عبداللہ بن ابی بن سلول (منافق) بھی موجود تھا، یہ عبداللہ بن ابی کے بظاہر اسلام لانے سے بھی پہلے کا واقعہ ہے۔ مجلس میں مسلمان اور مشرکین یعنی بت پرست اور یہودی سب طرح کے لوگ تھے انہیں میں عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ سواری کی (ٹاپوں سے گرد اڑی اور) مجلس والوں پر پڑی تو عبداللہ بن ابی نے چادر سے اپنی ناک بند کر لی اور کہنے لگا کہ ہم پر گرد نہ اڑاؤ، اتنے میں رسول اللہ ﷺ (بھی قریب پہنچ گئے اور) انہیں سلام کیا پھر آپ سواری سے اتر گئے اور اہل مجلس کو اللہ کی طرف بلایا اور قرآن کی آیتیں پڑھ کر سنائیں۔ اس پر عبداللہ بن ابی بن سلول کہنے لگا، میاں جو کلام آپ نے پڑھ کر سنایا اس سے عمدہ کلام کوئی نہیں ہوسکتا۔ اگر چہ یہ کلام بہت اچھا ہے پھر بھی ہماری مجلسوں میں آ آ کر ہمیں تکلیف نہ دیا کیجئے۔ اپنے گھر بیٹھئے، اگر کوئی آپ کے پاس جائے تو اسے اپنی باتیں سنایا کیجئے (یہ سن کر) عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ضرور، یارسول اللہ! آپ ہماری مجلسوں میں تشریف لایا کیجئے ہم اسی کو پسند کرتے ہیں۔ اس کے بعد مسلمان، مشرکین اور یہودی آپس میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے اور قریب تھا کہ دست وگریبان تک نوبت پہنچ جاتی لیکن حضور اکرم ﷺ انہیں خاموش اور ٹھنڈا کرنے لگے اور آخر سب لوگ خاموش ہو گئے۔ پھر حضور اکرم ﷺ اپنی سواری پر سوار ہو کر وہاں سے چلے آئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے بھی اس کا تذکرہ کیا کہ، سعد تم نے نہیں سنا، ابوحباب آپ کی مراد عبداللہ بن ابی بن سلول سے تھی۔ کیا کہہ رہا تھا، اس نے اس طرح کی باتیں کی ہیں، سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض

ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِیْ اَعْطَاكَ اللّٰهُ شَرِقَ بِذٰلِكَ فذالك فَعَلَ بِهٖ مَارَاَیْتَ فَعَفَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهٗ یَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِكِیْنَ وَاَهْلِ الْكِتَابِ كَمَآ اَمَرَهُمُ اللّٰهُ وَیَصْبِرُوْنَ عَلَى الْاَذٰی قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْآ اَذًی كَثِیْرًا الْاٰیَةَ وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَدَّ كَثِیْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْیَرُدُّوْنَكُمْ مِنْ بَعْدِ اِیْمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِنْدِ اَنْفُسِهِمْ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَاَوَّلُ الْعَفْوَمَآ اَمَرَهُ اللّٰهُ بِهٖ حَتّٰی اَذِنَ اللّٰهُ فِیْهِمْ فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَدْرًا فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهٖ صَنَادِیْدَ كُفَّارِ قُرَیْشٍ قَالَ ابْنُ اُبَیِّ ابْنِ سَلُوْلَ وَمَنْ مَّعَهٗ مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ وَعَبَدَةِ الْاَوْثَانِ هٰذَآ اَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ فَبَایَعُوا الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَاَسْلَمُوْا۔

کی، یارسول اللہ! اسے معاف فرما دیجئے اور اس سے درگذر کیجئے۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے اللہ نے آپ کے ذریعہ وہ حق بھیجا ہے جو اس نے آپ پر نازل کیا ہے، اس شہر (مدینہ) کے لوگ (آپ کے یہاں تشریف لانے سے پہلے) اس پر متفق ہو چکے تھے کہ اسے (عبداللہ بن ابی کو) تاج پہنادیں اور (شاہی) عمامہ اس کے سر پر باندھ دیں، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس حق کے ذریعہ جو آپ کو اس نے عطا کیا ہے۔ اس باطل کو روک دیا تو اب وہ چڑ گیا ہے اور اس وجہ سے وہ معاملہ اس نے آپ کے ساتھ کیا جو آپ نے خود ملاحظہ فرمایا ہے، حضور اکرم ﷺ نے اسے معاف کر دیا، آنحضور ﷺ اور صحابہؓ مشرکین اور اہل کتاب سے درگذر کیا کرتے تھے اور ان کی اذیتوں پر صبر کیا کرتے تھے۔ اسی کے متعلق اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے ''اور یقیناً تم بہت سی دلآ زاری کی باتیں ان سے بھی سنو گے جنہیں تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے اور ان سے بھی جو مشرک ہیں (اور اگر تم صبر کرو اور تقویٰ) اختیار کرو تو یہ تاکیدی احکام میں سے ہیں۔'' اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''بہت سے اہل کتاب تو دل ہی سے چاہتے ہیں کہ تمہیں ایمان (لے آنے) کے بعد پھر سے کافر بنا لیں، حسد کی راہ سے جو ان کے نفسوں میں ہے۔'' آخر آیت تک۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حکم تھا حضور اکرم ﷺ ہمیشہ کفار کو معاف کر دیا کرتے تھے، آخر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے ساتھ (غزوہ کی) اجازت دی اور جب آپ نے غزوۂ بدر کیا تو اللہ تعالیٰ کی تقدیر کے مطابق کفار قریش کے سردار اس میں مارے گئے تو عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے دوسرے مشرک اور بت پرست ساتھیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ اب تو معاملہ پلٹ گیا ہے، چنانچہ ان سب نے بھی (اپنے کفر کو چھپاتے ہوئے) حضور اکرم ﷺ سے اسلام پر بیعت کر لی اور اسلام میں (بظاہر) داخل ہو گئے۔

باب ۱۱۴۹. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: لَاتَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَا اَتَوْا

(۱۶۱۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّؓ اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُنٰفِقِیْنَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْغَزْوِ تَخَلَّفُوْا عَنْهُ وَفَرِحُوْا بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُوْلِ

باب ۱۱۴۹۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''جو لوگ اپنے کرتوتوں پر خوش ہوتے ہیں الخ

۱۶۱۴۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں منافقین یہ کیا کرتے تھے کہ جب حضور اکرم ﷺ غزوے کے لئے تشریف لے جاتے تو یہ آپ کے ساتھ نہ جاتے اور آپ کے علی الرغم غزوہ میں شریک نہ ہونے پر بہت خوش ہوا کرتے تھے لیکن جب حضور

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْتَذَرُوْا إِلَيْهِ وَحَلَفُوْا وَاَحَبُّوْا اَنْ يُحْمَدُوا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَنَزَلَتْ لَاتَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ (اَلْآيَةَ)۔

اکرم ﷺ واپس آتے تو اعذار بیان کرنے پہنچتے اور قسمیں کھا لیتے بلکہ اس کے بھی خواہش مند رہتے کہ (مجاہدین کے ساتھ) ان کی بھی تعریف کی جائے، اس عمل پر جو یہ کرتے نہیں تھے۔ اسی پر یہ آیت نازل ہوئی "لایحسبن الذین یفرحون" آخر آیت تک۔

سُوْرَةُ النِّسَاءِ

باب ۱۱۵۰. قَوْلِ اللّٰهَ تَعَالٰى: "وَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَّاتُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى"

(۱۶۱۵) عَنْ عُرْوَةَ بْنُ الزُّبَيْرِ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّهٗ سَالَ عَائِشَةَ ؓ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَقَالَتْ يَابْنَ اُخْتِيْ هٰذِهِ الْيَتِيْمَةُ تَكُوْنُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا تُشْرِكُهٗ فِيْ مَالِهٖ وَيُعْجِبُهٗ مَالُهَا وَجَمَالُهَا فَيُرِيْدُ وَلِيُّهَا اَنْ يَّتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ اَنْ يُّقْسِطَ فِيْ صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَايُعْطِيْهَا غَيْرُهٗ فَنُهُوْا عَنْ اَنْ يَنْكِحُوْهُنَّ اِلَّا اَنْ يُّقْسِطُوْا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوْا لَهُنَّ اَعْلٰى سُنَّتِهِنَّ فِي الصَّدَاقِ فَاُمِرُوْا اَنْ يَّنْكِحُوْا مَاطَابَ لَهُمْ مِنَ النِّسَآءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ ؓ وَاِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هٰذِهِ الْاٰيَةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ قَالَتْ عَائِشَةُ ؓ وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ اٰيَةٍ اُخْرٰى وَتَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ رَغْبَةَ اَحَدِكُمْ عَنْ يَّتِيْمَتِهٖ حِيْنَ تَكُوْنُ قَلِيْلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ قَالَتْ فَنُهُوْآ اَنْ يَّنْكِحُوْا عَنْ مَّنْ رَّغِبُوْا فِيْ مَالِهٖ وَجَمَالِهٖ فِيْ يَتَامَى النِّسَآءِ اِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ اَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ اِذْ كُنَّ قَلِيْلَاتِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ۔

سورۃ النساء

باب ۱۱۵۰۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں کے باب میں انصاف نہ کر سکو گے

۱۶۱۵۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ نے خبر دی آپ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ کا ارشاد "اور اگر تمہیں خوف ہو کہ تم یتیموں کے باب میں انصاف نہ کر سکو گے" کے متعلق پوچھا تھا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میری بہن کے بیٹے! یہ ایسی یتیم لڑکی کے متعلق ہے جو اپنے ولی کی زیر پرورش ہو اور اس کے مال میں بھی شریک کی حیثیت رکھتی ہو، ادھر ولی اس مال پر بھی نظر رکھتا ہو اور اس کے جمال سے بھی لگاؤ ہو، لیکن اس کی مہر کے بارے میں انصاف سے کام لئے بغیر اس سے نکاح کرنا چاہتا ہو اور اتنا مہر اسے نہ دینا چاہتا ہو، جتنا دوسرے دے سکتے ہوں تو ایسے لوگوں کو روکا گیا ہے کہ وہ ایسی یتیم لڑکیوں سے اسی صورت میں نکاح کر سکتے ہیں جب ان کے ساتھ انصاف کریں اور ویسی لڑکیوں کا جتنا مہر معاشرہ میں ہوتا ہے اس میں سب سے اعلیٰ اور بہترین صورت اختیار کریں، ورنہ ان کے علاوہ جن دوسری عورتوں سے بھی ان کا جی چاہے وہ نکاح کر سکتے ہیں۔ عروہؓ نے بیان کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس آیت کے نازل ہونے کے بعد پھر صحابہؓ نے حضور اکرم ﷺ سے مسئلہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی "ویستفتونک فی النساء" عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ دوسری آیت میں "وترغبون ان تنکحوھن" سے یہ مراد ہے کہ جب کسی کی زیر پرورش یتیم لڑکی کے پاس مال بھی کم ہو اور جمال بھی کم ہو تو وہ اس سے نکاح کرنے سے بچتا ہے، آپ نے فرمایا کہ اس لئے انہیں ان یتیم لڑکیوں سے نکاح کرنے سے بھی روکا گیا جو صاحب مال و جمال ہوں، لیکن اگر انصاف کر سکیں۔ (تو ان سے نکاح کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں) یہ حکم خاص طور سے اس لئے بھی ہے کہ اگر وہ صاحب مال و جمال نہ ہوتیں تو یہی ان سے نکاح کرنا پسند نہ کرتے۔

باب ۱۱۵۱. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: "يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِي اَوْلَادِكُم"

(۱۶۱۶) عَنْ جَابِرٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ عَادَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَابوبکر فی بنی سلمة ماشیین فوجدنی النبیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا اَعْقِلُ فَدَعَا بِمَآءٍ فَتَوَضَّاَ مِنْهُ ثُمَّ رَشَّ عَلَیَّ فَاَفَقْتُ فَقُلْتُ مَاتَاْمُرُنِیْ اَنْ اَصْنَعَ فِیْ مَالِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَنَزَلَتْ یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْ اَوْلَادِکُمْ۔

باب ۱۱۵۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارہ میں حکم دیتا ہے۔"

۱۶۱۶۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ قبیلہ بنوسلمہ تک پیدل چل کر میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ حضور اکرم ﷺ نے ملاحظہ فرمایا کہ مجھ پر بے ہوشی کی کیفیت طاری ہے اس لئے آپ نے پانی منگوایا اور وضو کر کے اس کا پانی مجھ پر چھڑکا۔ میں ہوش میں آ گیا۔ پھر میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ کا کیا حکم ہے، میں اپنے مال کا کیا کروں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "اللہ تمہیں تمہاری اولاد (کی میراث) کے بارے میں حکم دیتا ہے۔"

باب ۱۱۵۲. قَوْلِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّة

(۱۶۱۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ اُنَاسًا فِیْ زَمَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَرٰی رَبَّنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ هَلْ تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الشَّمْسِ بِالظَّهِیْرَةِ ضَوْءٌ لَیْسَ فِیْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ وَهَلْ تُضَآرُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ الْقَمَرِ لَیْلَةَ الْبَدْرِ ضَوْءٌ لَیْسَ فِیْهَا سَحَابٌ قَالُوْا لَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَاتُضَآرُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِلَّا کَمَا تُضَارُّوْنَ فِیْ رُؤْیَةِ اَحَدِهِمَا اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ تَتَّبِعُ کُلُّ اُمَّةٍ مَّا کَانَتْ تَعْبُدُ فَلَا یَبْقٰی مَنْ کَانَ یَعْبُدُ غَیْرَاللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْاَنْصَابِ اِلَّایَتَسَاقَطُوْنَ فِی النَّارِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یَبْقَ اِلَّا مَنْ کَانَ یَعْبُدُاللّٰهَ بَرٌّ اَوْفَاجِرٌ وَّغُبَّرَاتُ اَهْلِ الْکِتَابِ فَیُدْعَی الْیَهُوْدُ فَیُقَالُ لَهُمْ مَّنْ کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا کُنَّا نَعْبُدُ عُزَیْرَ بْنَ اللّٰهِ فَیُقَالُ لَهُمْ کَذَبْتُمْ مَّااتَّخَذَاللّٰهُ مِنْ صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَمَاذَا تَبْغُوْنَ فَقَالُوْا عَطِشْنَا رَبَّنَا فَاسْقِنَا فَیُشَارُ اَلَا تَرِدُوْنَ فَیُحْشَرُوْنَ اِلَی النَّارِ کَاَنَّهَا سَرَابٌ یَّحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَیَتَسَاقَطُوْنَ فِی النَّارِ ثُمَّ یُدْعَی النَّصَارٰی فَیُقَالُ لَهُمْ مَّنْ کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ قَالُوْا کُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِیْحَ ابْنَ اللّٰهِ فَیُقَالُ لَهُمْ کَذَبْتُمْ مَّااتَّخَذَاللّٰهُ مِنْ

باب ۱۱۵۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "بیشک اللہ ایک ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کریگا

۱۶۱۷۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کچھ صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں آپ سے پوچھا یارسول اللہ! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھ سکیں گے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! کیا سورج کو دوپہر کے وقت دیکھنے میں تمہیں کوئی دشواری ہوتی ہے جب کہ اس پر بادل بھی نہ ہو، صحابہؓ نے عرض کی کہ نہیں، پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اور کیا چودھویں کے چاند کو دیکھنے میں تمہیں دشواری پیش آتی ہے، جب کہ اس پر بادل نہ ہوں؟ صحابہؓ نے عرض کی کہ نہیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بس اسی طرح تم بلا کسی دشواری اور رکاوٹ کے اللہ عزوجل کو دیکھو گے، قیامت کے دن ایک منادی ندا دے گا کہ ہر امت اپنے معبودان (باطل) کو لے کر حاضر ہو جائے۔ اس وقت اللہ کے سوا جتنے بھی بتوں اور پتھروں کی پوجا ہوتی تھی سب کو جہنم میں جھونک دیا جائے گا۔ پھر جب وہی لوگ باقی رہ جائیں گے جو صرف اللہ کی پوجا کیا کرتے تھے۔ خواہ نیک ہوں یا گنہگار، اور بقایا اہل کتاب، تو پہلے یہود کو بلایا جائے گا اور پوچھا جائے گا کہ تم (اللہ کے سوا) کس کی پوجا کرتے تھے؟ وہ عرض کریں گے کہ عزیز بن اللہ کی، اللہ تعالیٰ ان سے فرمائے گا، لیکن تم جھوٹے تھے، اللہ نے نہ کسی کو اپنی بیوی بنایا اور نہ بیٹا، اب تم کیا چاہتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہمارے رب! ہم پیاسے ہیں، ہمیں پانی پلا دیجئے، انہیں اشارہ کیا جائے گا کہ کیا ادھر نہیں چلتے چنانچہ سب کو جہنم کی طرف لے جایا جائے گا، وہ سراب کی طرح نظر آئے گی، بعض بعض کے ٹکڑے کئے دے رہی ہوگی، چنانچہ سب کو آگ میں ڈال دیا جائے گا۔

صَاحِبَةٍ وَّلَا وَلَدٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَاذَا تَبْغُوْنَ فَكَذٰلِكَ مِثْلَ الْاَوَّلِ حَتّٰى اِذَا لَمْ يَبْقَ اِلَّا مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللّٰهَ مِنْ بَرٍّ اَوْ فَاجِرٍ اَتَاهُمْ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ فِيْ اَدْنٰى صُوْرَةٍ مِّنَ الَّتِيْ رَاَوْهُ فِيْهَا فَيُقَالُ مَاذَا تَنْتَظِرُوْنَ تَتْبَعُ كُلُّ اُمَّةٍ مَّا كَانَتْ تَعْبُدُ قَالُوْا فَارَقْنَا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا عَلٰى اَفْقَرِ مَا كُنَّا اِلَيْهِمْ لَمْ نُصَاحِبْهُمْ وَنَحْنُ نَنْتَظِرُ رَبَّنَا الَّذِيْ كُنَّا نَعْبُدُ فَيَقُوْلُ اَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُوْلُوْنَ لَا نُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا مَّرَّتَيْنِ اَوْ ثَلٰثًا۔

پھر نصاریٰ کو بلایا جائے گا، اور ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کس کی عبادت کیا کرتے تھے وہ کہیں گے کہ ہم مسیح بن اللہ کی عبادت کرتے تھے، ان سے بھی کہا جائے گا کہ تم جھوٹے تھے اللہ نے کسی کو بیوی اور بیٹا نہیں بنایا، پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا چاہتے ہیں اور ان کے ساتھ یہودیوں کی طرح معاملہ کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب ان لوگوں کے سوا اور کوئی باقی نہ رہے گا جو صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ خواہ وہ نیک ہوں گے یا گنہگار تو ان کے پاس ان کا رب ایسی تجلی میں آئے گا جو ان کے لئے سب سے زیادہ قریب الفہم ہوگی، اب ان سے کہا جائے گا، اب تمہیں کس کا انتظار ہے؟ ہر امت اپنے معبودوں کو ساتھ لے کر جا چکی، وہ جواب دیں گے کہ ہم دنیا میں جب لوگوں سے (جنہوں نے کفر کیا تھا) جدا ہوئے تو ہم ان میں سب سے زیادہ محتاج تھے پھر بھی ہم نے ان کا ساتھ نہیں دیا، اور اب ہمیں اپنے رب کا انتظار ہے جس کی ہم عبادت کرتے تھے اللہ رب العزت فرمائے گا کہ تمہارا رب میں ہی ہوں، اس پر تمام مسلمان بول اٹھیں گے کہ ہم اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، دو یا تین مرتبہ۔

باب ۱۱۵۳. قَوْلِهٖ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا

(۱۶۱۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَاْ عَلَيَّ قُلْتُ اَقْرَاُ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ اُنْزِلَ قَالَ فَاِنِّيْ اُحِبُّ اَنْ اَسْمَعَهٗ مِنْ غَيْرِيْ فَقَرَاْتُ عَلَيْهِ سُوْرَةَ النِّسَآءِ حَتّٰى بَلَغْتُ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰؤُلَاءِ شَهِيْدًا قَالَ اَمْسِكْ فَاِذَا عَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ۔

باب ۱۱۵۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اسوقت کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک ایک گواہ حاضر کرینگے اور ان لوگوں پر آپکو بطور گواہ پیش کرینگے

۱۶۱۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سنایئے میں نے عرض کی، آنحضور ﷺ کو میں پڑھ کر سناؤں؟ وہ تو آپ ﷺ پر ہی نازل ہوا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں دوسرے سے سننا چاہتا ہوں۔ چنانچہ میں نے آپ کو سورہ نساء سنانی شروع کی، جب میں "فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا." پر پہنچا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ میں نے دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

باب ۱۱۵۴. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: "اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْ اَنْفُسِهِمْ"

(۱۶۱۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا مَعَ الْمُشْرِكِيْنَ يُكَثِّرُوْنَ سَوَادَ الْمُشْرِكِيْنَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي السَّهْمُ فَيُرْمٰى بِهٖ

باب ۱۱۵۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "بے شک ان لوگوں کی جان جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہے

۱۶۱۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ کچھ مسلمان مشرکین کے ساتھ رہتے تھے اور اس طرح رسول اللہ ﷺ کے خلاف مشرکین کی جماعت میں اضافہ کا سبب بنتے تھے (کیونکہ مجبوراً انہیں بھی محاذ جنگ پر

فَيُصِيبُ اَحَدَهُمْ فَيَقْتُلُهُ' اَوْيُضْرَبُ فَيُقْتَلُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۔

آنا پڑتا تھا) پھر تیر آتا اور وہ سامنے پڑ جاتے تو انہیں لگ جاتا اور اس طرح ان کی جان جاتی یا تلوار سے (غلطی میں) انہیں قتل کر دیا جاتا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی تھی "بیشک ان لوگوں کی جان جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کر رکھا ہے (جب) فرشتے قبض کرتے ہیں" آخر آیت تک

باب ۱۱۵۵. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْکَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَيُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَيْمٰنَ

(۱۶۲۰)عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ)عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ يُّوْنُسَ بْنِ مَتّٰى فَقَدْ كَذَبَ۔

باب ۱۱۵۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "یقیناً ہم نے آپ ﷺ کی طرف وحی بھیجی" ارشاد "اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر" تک۔

۱۶۲۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ کہتا ہے کہ میں (آنحضور ﷺ) یونس بن متی سے افضل ہوں وہ جھوٹ کہتا ہے۔

سورۃ الْمَآئِدَۃ

تفسیر سورۂ مائدہ

باب ۱۱۵۶. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى:
يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْکَ مِنْ رَّبِّکَ

(۱۶۲۱)عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْها)قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَمَ شَيْئًا مِّمَّآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ فَقَدْ كَذَبَ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ الْاٰيَةَ۔

باب ۱۱۵۶۔ اے رسول اللہ (ﷺ) پہنچا دیجئے جو آپ ﷺ پر رب کی طرف سے نازل ہوا

۱۶۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جو شخص بھی تم سے یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر جو کچھ نازل کیا تھا اس میں سے آپ نے کچھ چھپا لیا تھا تو وہ جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ "اے پیغمبر، جو کچھ آپ پر آپ کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے، یہ (سب) آپ (لوگوں تک) پہنچا دیجئے۔"

باب ۱۱۵۷. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى:
لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ

(۱۶۲۲)عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَآءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَخْتَصِىْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ نَّتَزَوَّجَ الْمَرْاَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَاَ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ ۔

باب ۱۱۵۷۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اپنے اوپر ان پاکیزہ چیزوں کو جو اللہ نے تمہارے لئے جائز کی ہیں حرام نہ کرلو

۱۶۲۲۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوے کیا کرتے تھے اور ہمارے ساتھ ہماری بیویاں نہیں ہوتی تھیں۔ اس پر ہم نے عرض کی کہ ہم اپنے کو خصی کیوں نہ کرلیں۔ لیکن آنحضور ﷺ نے ہمیں اس سے روک دیا (کہ یہ ناجائز ہے) اور اس کے بعد ہمیں اس کی اجازت دی کہ ہم کسی عورت سے کپڑے (یا کسی بھی چیز) کے بدلے میں نکاح کرسکتے ہیں (یعنی متعہ کی جو بعد میں حرام ہو گیا) پھر عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی "اے ایمان والو! اپنے اوپر ان پاکیزہ چیزوں کو حرام نہ کرو جو اللہ نے تمہارے لئے جائز کی ہیں۔"

باب ۱۱۵۸ . قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی: اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ

(۱۶۲۳) قَالَ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) مَا کَانَ لَنَا خَمْرٌ غَیْرُ فَضِیْخِکُمْ ھٰذَا الَّذِیْ تُسَمُّوْنَہُ الْفَضِیْخَ فَاِنِّیْ لَقَآئِمٌ اَسْقِیْ اَبَا طَلْحَۃَ وَفُلَانًا وَّفُلَانًا اِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ وَھَلْ بَلَغَکُمُ الْخَبَرُ فَقَالُوْا وَمَا ذَاكَ قَالَ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ قَالُوْآ اَھْرِقْ ھٰذِہِ الْقِلَالَ یَااَنَسُ قَالَ فَمَا سَاَلُوْا عَنْھَا وَلَا رَاجَعُوْھَا بَعْدَ خَبَرِ الرَّجُلِ۔

۶۶۹۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''شراب اور جوا اور بت اور پانسے تو بس نری گندی باتیں ہیں، شیطان کے کام

۱۶۲۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، ہم لوگ تمہاری ''فضیح'' (کھجور سے تیار شدہ شراب) کے سوا اور کوئی شراب استعمال نہیں کرتے تھے، یہی جس کا نام تم نے فضیح رکھ رکھا ہے، میں کھڑا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو پلا رہا تھا اور فلاں (اور فلاں) کو، کہ ایک صاحب آئے اور کہا، نہیں کچھ خبر بھی ہے؟ لوگوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے بتایا کہ شراب حرام قرار دی جا چکی ہے۔ فوراً ہی ان حضرات نے کہا، انس اب ان (شراب کے) مٹکوں کو بہادو۔ انہوں نے بیان کیا کہ ان صاحب کی اطلاع کے بعد پھر ان حضرات نے اس میں سے (ایک قطرہ بھی) نہ مانگا اور نہ پھر اس کا استعمال کیا۔

باب ۱۱۵۹ . قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی: لَاتَسْاَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤْکُمْ

(۱۶۲۴) عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُطْبَۃً مَّاسَمِعْتُ مِثْلَھَا قَطُّ قَالَ لَوْتَعْلَمُوْنَ مَآاَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَّلَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا قَالَ فَغَطّٰی اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وُجُوْھَھُمْ لَھُمْ خَنِیْنٌ فَقَالَ رَجُلٌ مَّنْ اَبِیْ قَالَ فُلَانٌ فَنَزَلَتْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ لَاتَسْاَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤْکُمْ۔

باب ۱۱۵۹۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں ناگوار گذریں۔''

۱۶۲۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا خطبہ دیا کہ میں نے ویسے خطبہ کبھی نہیں سنا تھا، آپ نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں بھی معلوم ہوتا تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ۔ بیان کیا کہ پھر حضور اکرم ﷺ کے صحابہؓ نے اپنے چہرے چھپا لیے۔ باوجود ضبط کے ان کے رونے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ ایک صاحب نے اس موقعہ پر پوچھا، میرے والد کون ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ فلاں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ ''ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کردی جائیں تو تمہیں ناگوار گذریں''

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھما) قَالَ کَانَ قَوْمٌ یَّسْاَلُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِسْتِھْزَآءً فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مَنْ اَبِیْ وَیَقُوْلُ الرَّجُلُ تَضِلُّ نَاقَتُہ، اَیْنَ نَاقَتِیْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْھِمْ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَاتَسْاَلُوْا عَنْ اَشْیَآءَ اِنْ تُبْدَلَکُمْ تَسُؤْکُمْ حَتّٰی فَرَغَ مِنَ الْاٰیَۃِ کُلِّھَا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بعض لوگ رسول اللہ ﷺ سے مذاقاً سوالات کیا کرتے تھے کوئی شخص یوں پوچھتا کہ میرا باپ کون ہے؟ کسی کی اگر اونٹنی گم ہو جاتی تو وہ یہ پوچھتے کہ میری اونٹنی کہاں ہوگی ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ''اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کردی جائے تو تمہیں ناگوار گذرے، یہاں تک کہ پوری آیت پڑھ کر سنائی۔

سُوْرَۃُ الْاَ نْعَامِ

باب ۱۱۶۰. قَوْلِهٖ قُلْ هُوَالْقَادِرُ عَلٰی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِکُمْ

(۱۶۲۵)عَنْ جَابِرٍؓ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰ یَۃُ قُلْ هُوَالْقَادِرُ عَلٰٓی اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًامِّنْ فَوْقِکُمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ قَالَ اَوْمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِکُمْ قَالَ اَعُوْذُ بِوَجْهِكَ اَوْیَلْبِسَکُمْ شِیَعًا وَّیُذِیْقَ بَعْضَکُمْ بَاْسَ بَعْضٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ هٰذَآ اَهْوَنُ اَوْهٰذَا اَیْسَرُ ۔

تفسیر سورۂ انعام

باب ۱۱۶۰۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”آپ کہہ دیجئے کہ اللہ (اس پر بھی) قادر ہے کہ تمہارے اوپر کوئی عذاب مسلط کردے، تمہارے اوپر سے

۱۶۲۵۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب یہ آیت ”قل هو القادر علیٰ ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم“ نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کہا (اے اللہ) میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں پھر نازل ہوئی، ”او من تحت ارجلکم“ آنحضور ﷺ نے اس پر بھی فرمایا کہ میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں (لیکن) ”اویلبسکم شیعا ویذیق بعضکم بأس بعض“ پر آپ نے فرمایا کہ یہ آسان ہے۔ (پہلی دوصورتوں کے مقابلے میں۔)

باب ۱۱۶۱. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ

(۱۶۲۶)عَنْ مُجَاهِدٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّهٗ سَاَلَ ابْنَ عَبَّاسٍؓ اَفِیْ صٓ سَجْدَۃٌ فَقَالَ نَعَمْ ثُمَّ تَلَا وَوَهَبْنَا اِلٰی قَوْلِهٖ فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ثُمَّ قَالَ نَبِیُّکُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِمَّنْ اُمِرَ اَنْ یَّقْتَدِیَ بِهِمْ ۔

باب ۱۱۶۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی تھی، سو آپ بھی ان کے طریقہ پر چلئے

۱۶۲۶۔ حضرت مجاہدؒ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا سورۂ ص میں بھی سجدہ ہے؟ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، ہاں، پھر آپ نے آیت، ”ووهبنا“ سے بهداهم اقتده“ تک تلاوت کی اور فرمایا کہ داؤد علیہ السلام بھی ان انبیاء میں شامل ہیں (جن کا ذکر آیت میں ہوا ہے اور جن کی اقتداء کے لئے آنحضور ﷺ سے کہا گیا ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارے نبی ﷺ بھی ان میں سے ہیں جنہیں ان انبیاء کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے۔

باب ۱۱۶۲. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: ”وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ“

(۱۶۲۷)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَآ اَحَدَ اَغْیَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَاظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا شَیْءَ اَحَبُّ اِلَیْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَه‘۔

باب ۱۱۶۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”اور بے حیائیوں کے پاس بھی نہ جاؤ (خواہ) وہ اعلانیہ ہوں اور (خواہ) پوشیدہ

۱۶۲۷۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ سے زیادہ اور کوئی غیرت مند نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے بے حیائیوں کو حرام قرار دیا۔ خواہ وہ اعلانیہ ہوں خواہ پوشیدہ اور اللہ کو اپنی مدح وتعریف سے زیادہ اور کوئی چیز پسند نہیں، یہی وجہ ہے کہ اس نے اپنی مدح کی ہے

سُوْرَۃُ الْاَ عْرَافِ

باب ۱۱۶۳. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ

(۱۶۲۸)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ

تفسیر سورۂ اعراف

باب ۱۱۶۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”درگذر اختیار کیجئے اور نیک کام کا حکم دیتے رہئے اور جاہلوں سے کنارہ کش ہوجایا کیجئے

۱۶۲۸۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے

اَمَرَاللّٰہُ نَبِیَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّاْخُذَ الْعَفْوَ مِنْ اَخْلَاقِ النَّاسِ اَوْ کَمَا قَالَ۔

اپنے نبی ﷺ کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کے اخلاق ٹھیک کرنے کے لئے درگذر اختیار کریں۔ اوکما قال۔

سُوْرَۃُ الْاَنْفَال

تفسیر سورۂ انفال

باب ۱۱۶۴. قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی: "وَقَاتِلُوْ ھُمْ حَتّٰی لَاتَکُوْنَ فِتْنَۃٌ"

باب ۱۱۶۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اوران سے لڑو، یہاں تک کہ فساد، (عقیدہ) باقی نہ رہ جائے۔"

(۱۶۲۹) عَنْ سَعِیْدُ ابْنُ جُبَیْرٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ خَرَجَ اِلَیْنَا ابْنُ عُمَر (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) فَقَالَ رَجُلٌ کَیْفَ تَرٰی فِیْ قِتَالِ الْفِتْنَۃِ فَقَالَ وَھَلْ تَدْرِیْ مَاالْفِتْنَۃُ کَانَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَاتِلُ الْمُشْرِکِیْنَ وَ کَانَ الدُّخُوْلُ عَلَیْھِمْ فِتْنَۃً وَّلَیْسَ کَقِتَا لِکُمْ عَلَی الْمُلْکِ۔

۱۶۲۹۔ حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ ابن ؓ ہمارے پاس تشریف لائے، تو ایک صاحب نے ان سے پوچھا کہ (مسلمانوں کے باہمی) فتنہ اور جنگ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ ابن عمرؓ نے ان سے پوچھا تمہیں معلوم بھی ہے "فتنہ" کیا چیز ہے۔ محمد ﷺ مشرکین سے جنگ کرتے تھے اور ان میں ٹھہر جانا ہی فتنہ تھا۔ آنحضور ﷺ کی جنگ، تمہاری ملک وسلطنت کی خاطر جنگ کی طرح نہیں تھی۔

سُوْرَۃُ الْبَرَآۃ

تفسیر سورۂ برأت

باب ۱۱۶۵. قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی: "وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِھِم"

باب ۱۱۶۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اور کچھ اور لوگ ہیں جنہوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیا"

(۱۶۳۰) عَنْ سَمُرَۃُ بْنُ جُنْدُب (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَنَآ اَتَانِی اللَّیْلَۃَ اٰتِیَانِ فَابْتَعَثَانِیْ فَانْتَھَیْنَآ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ مَبْنِیَّۃٍ بِلَبِنِ ذَھَبٍ وَّلَبِنِ فِضَّۃٍ فَتَلَقَّانَا رِجَالٌ شَطْرٌ مِّنْ خَلْقِھِمْ کَاَحْسَنِ مَآ اَنْتَ رَآءٍ وَشَطْرٌ کَاَقْبَحِ مَآاَنْتَ رَآءٍ قَالَا لَھُمْ اذْھَبُوْا فَقَعُوْا فِیْ ذٰلِکَ النَّھْرِ فَوَقَعُوْا فِیْہِ ثُمَّ رَجَعُوْآ اِلَیْنَا قَدْ ذَھَبَ ذٰلِکَ السُّوْٓءُ عَنْھُمْ فَسَارُوْا فِیْ اَحْسَنِ صُوْرَۃٍ قَالَا لِیْ ھٰذِہٖ جَنَّۃُ عَدْنٍ وَّ ھٰذَاکَ مَنْزِلُکَ قَالَا اَمَّا الْقَوْمُ الَّذِیْنَ کَانُوْا شَطْرٌ مِّنْھُمْ حَسَنٌ وَشَطْرٌ مِّنْھُمْ قَبِیْحٌ فَاِنَّھُمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ سَیِّئًا تَجَاوَزَاللّٰہُ عَنْھُمْ۔

۱۶۳۰۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا، رات (خواب میں) میرے پاس دو فرشتے آئے اور مجھے اٹھا کر ایک ایسے شہر میں لے گئے جو سونے اور چاندی کی اینٹوں سے بنایا گیا تھا، وہاں ہمیں ایسے لوگ ملے جن کا آدھا بدن نہایت خوبصورت، اتنا کہ کسی نے ایسا حسن نہ دیکھا ہوگا اور بدن کا دوسرا نصف حصہ نہایت بدصورت تھا اتنا کہ کسی نے ایسی بدصورتی نہیں دیکھی ہوگی، دونوں فرشتوں نے ان لوگوں سے کہا کہ جاؤ اور اس نہر میں غوطہ لگا آؤ وہ گئے اور نہر میں غوطہ لگا آئے، جب وہ ہمارے پاس دوبارہ واپس آئے تو ان کی بدصورتی جاتی رہی تھی اور اب وہ نہایت حسین اور خوبصورت نظر آتے تھے۔ پھر فرشتوں نے مجھ سے کہ یہ "جنت عدن" ہے اور یہ آپ کی منزل ہے، جن لوگوں کو ابھی آپ نے دیکھا کہ جس کا آدھا حصہ خوبصورت تھا اور آدھا بدصورت، تو یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے نیک اعمال کے ساتھ کچھ برے عمل بھی کئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کردیا تھا۔

سُوْرَةُ هُوْدٍ

باب١١٦٦. قَوْلِهٖ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ

(١٦٣١)عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ ﷺ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ وَقَالَ يَدُ اللّٰهِ مَلْاٰى لَاتَغِيْضُهَا نَفَقَةٌ سَحَّآءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَقَالَ اَرَاَيْتُمْ مَّا اَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ فَاِنَّهٗ لَمْ يَغِضْ مَافِىْ يَدِهٖ وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَآءِ وَبِيَدِهِ الْمِيْزَانُ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ۔

تفسیر سورۂ ہود

باب١١٦٦۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور اسکا عرش (حکومت) پانی پر تھا

١٦٣١۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ (میری راہ میں) خرچ کرو تو میں بھی تمہیں دوں گا اور فرمایا، اللہ کا خزانہ بھرا ہوا ہے رات اور دن کے مسلسل خرچ اس میں کمی پیدا نہیں کر سکتے اور فرمایا تم نے دیکھا نہیں جب سے اللہ نے آسمان وزمین کو پیدا کیا ہے مسلسل خرچ کئے جارہے ہیں لیکن اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہوئی، اس کا عرش حکومت پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں میزان عدل ہے جسے وہ جھکاتا اور اٹھاتا ہے۔

باب١١٦٧. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى:
وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَالْقُرٰى

(١٦٣٢)عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِىْ لِلظَّالِمِ حَتّٰى اِذَآ اَخَذَهٗ لَمْ يُفْلِتْهُ قَالَ ثُمَّ قَرَاَ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ۔

باب١١٦٧۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اور آپ کے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے

١٦٣٢۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والے کو مہلت دیتا رہتا ہے۔ لیکن جب پکڑتا ہے تو پھر نہیں چھوڑتا۔ بیان کیا کہ پھر آپ نے آیت کی تلاوت کی۔ ''اور آپ کے پروردگار کی پکڑ اسی طرح ہے، جب وہ بستی والوں کو پکڑتا ہے جو (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہتے ہیں، بے شک اس کی پکڑ بڑی تکلیف دہ ہے۔ بڑی سخت ہے۔''

سُوْرَةُ الْحِجْرِ

باب١١٦٨. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى:
''اِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ مُّبِيْنٌ''

(١٦٣٣)عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) يَبْلُغُ بِهِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَضَى اللّٰهُ الْاَمْرَ فِى السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰئِكَةُ بِاَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِّقَوْلِهٖ كَالسِّلْسِلَةِ عَلٰى صَفْوَانٍ يَنْفُذُهُمْ ذٰلِكَ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَاقَالَ رَبُّكُمْ قَالُوْا لِلَّذِىْ قَالَ الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ فَيَسْمَعُهَا مُسْتَرِقُوا السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُوا السَّمْعِ هٰكَذَا وَاحِدٌ فَوْقَ اٰخَرَ وَصَفَ سُفْيٰنُ بِيَدِهٖ وَفَرَّجَ بَيْنَ اَصَابِعِ يَدِهِ الْيُمْنٰى نَصَبَهَا بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ فَرُبَّمَا اَدْرَكَ الشِّهَابُ الْمُسْتَمِعَ قَبْلَ اَنْ يَّرْمِىَ

سورة الحجر

باب١١٦٨۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''ہاں مگر کوئی بات چوری چھپے سن بھاگے تو اس کے پیچھے ایک روشن شعلہ ہو لیتا ہے۔

١٦٣٣۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی فیصلہ فرماتے ہیں تو ملائکہ اطاعت وتسلیم کے لئے اپنے پر مارتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے کہ جیسے کسی چکنے پتھر پر زنجیر کے (مارنے سے آواز پیدا ہوتی ہے) اور اللہ اپنے حکم کو فرشتوں تک پہنچاتا ہے (اور ان پر یک بیک دہشت سی طاری ہو جاتی ہے) لیکن پھر خوف ان کے دلوں سے زائل ہو جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ رب العزت نے کیا ارشاد فرمایا؟ اس پر (مقرب ملائکہ) جواب دیتے ہیں جو کچھ بارگاہ کبریائی سے ارشاد ہوا وہ حق ہے اور وہ علی وکبیر ہے۔ اس طرح اللہ کے حکم کو (کبھی) وہ بھی سن لیتے ہیں جو چوری چھپے

بِهَا اِلَى صَاحِبِهٖ فَيُحْرِقَهٗ وَرُبَّمَا لَمْ يُدْرِكْهُ حَتّٰى يُرْمِىَ بِهَا اِلَى الَّذِىْ يَلِيْهِ اِلَى الَّذِىْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْهُ حَتّٰى يُلْقُوْهَا اِلَى الْاَرْضِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ حَتّٰى تَنْتَهِىَ اِلَى الْاَرْضِ فَتُلْقٰى عَلٰى فَمِ السَّاحِرِ فَيَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ كَذِبَةٍ فَيَصْدُقُ فَيَقُوْلُوْنَ اَلَمْ يُخْبِرْنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا يَكُوْنُ كَذَا وَكَذَا فَوَجَدْنَاهُ حَقًّا لِلْكَلِمَةِ الَّتِىْ سَمِعَتْ مِنَ السَّمَآءِ۔

سننے والے ہوتے ہیں، (اورانہوں نے مسترقو االسمع کے الفاظ بیان کئے، یعنی یکے بعد دیگرے، اور سفیان بن عیینہ نے اپنے ہاتھ سے سننے کی اس کیفیت کی وضاحت کی) اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو کھول کے اورانہیں ایک سلسلے میں رکھ کے۔ تو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس سے پہلے کہ اوپر والا اپنے دوسرے ساتھی کو بتائے وہ روشن شعلہ اس پر گرتا ہے۔ اوراسے جلا ڈالتا ہے اور کبھی ایسا نہیں ہوتا اور وہ اپنے قریب کے ساتھی کو وہ حکم خدا وندی بتا دیتا ہے اور وہ اپنے قریب کے ساتھی کو بتاتا ہے اس طرح زمین تک پہنچ جاتا ہے اور ساحروں کی زبان سے وہ ادا ہوتا ہے۔ وہ خود بھی اس میں سو جھوٹ ملا کے اسے بیان کرتے ہیں اور اس طرح ساحروں کی تصدیق کی جانے لگتی ہے اوران سے سننے والے کہتے ہیں کہ ہمیں فلاں ساحر نے فلاں دن فلاں بات نہیں بتائی تھی اور فلاں دن فلاں بات بتائی تھی اور پھر وہ سچ نکلی۔ یہ وہی کلمہ اور حکم ہوتا ہے، جسے شیاطین آسمان سے سن پاتے ہیں۔

سُوْرَةُ النَّحْلِ

تفسیر سورۂ نحل

باب ۱۱۶۹ .قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ

باب ۱۱۶۹۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اور تم میں سے بعض کو نکمی عمر کی طرف لوٹایا جاتا ہے

(۱۶۳۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْا اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْكَسَلِ وَاَرْذَلِ الْعُمُرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَآ وَالْمَمَاتِ۔

۱۶۳۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ دعا کرتے تھے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، سستی سے، عذاب قبر سے، دجال کے فتنہ سے اور زندگی اور موت کے فتنہ سے۔

سُوْرَةُ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ

سورۂ بنی اسرائیل

باب ۱۱۷۰ .قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا

باب ۱۱۷۰۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اے لوگوں کی نسل جنہیں ہم نے نوح کے ساتھ کشتی میں سوار کیا تھا، وہ بیشک بڑے شکر گذار بندے تھے

(۱۶۳۵) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ اُتِىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَرُفِعَ اِلَيْهِ الذِّرَاعُ وَكَانَتْ تُعْجِبُهٗ فَنَهَسَ مِنْهَا نَهْسَةً ثُمَّ قَالَ اَنَا سَيِّدُ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَهَلْ تَدْرُوْنَ مِمَّ ذٰلِكَ يُجْمَعُ النَّاسُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ فِىْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ يُسْمِعُهُمُ الدَّاعِىْ وَيَنْفُذُهُمُ الْبَصَرُ وَتَدْنُو الشَّمْسُ

۱۶۳۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں گوشت لایا گیا اور دست کا حصہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے اپنے دانتوں سے اسے تناول فرمایا آنحضور ﷺ کو دستی کا گوشت بہت پسند تھا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا، قیامت کے دن میں لوگوں کا سردار ہوں گا۔ تمہیں معلوم بھی ہے۔ یہ کون سا دن ہوگا؟ اس دن دنیا کی ابتداء سے قیامت کے دن تک کی ساری خلقت جمع ہوگی۔ ایک چٹیل

فَيَبْلُغُ النَّاسَ مِنَ الْغَمِّ وَالْكَرْبِ مَالَا يُطِيقُوْنَ وَلَا يَحْتَمِلُوْنَ فَيَقُوْلُ النَّاسُ اَلَا تَرَوْنَ مَا قَدْ بَلَغَكُمْ اَلَا تَنْظُرُوْنَ مَنْ يَّشْفَعُ لَكُمْ اِلٰى رَبِّكُمْ فَيَقُوْلُ بَعْضُ النَّاسِ لِبَعْضٍ عَلَيْكُمْ بِاٰدَمَ فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَيَقُوْلُوْنَ لَهٗ اَنْتَ اَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللّٰهُ بِيَدِهٖ وَنَفَخَ فِيْكَ مِنْ رُّوْحِهٖ وَاَمَرَ الْمَلٰٓئِكَةَ فَسَجَدُوْا لَكَ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا قَدْ بَلَغَنَا فَيَقُوْلُ اٰدَمُ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَّمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ نَهَانِيْ عَنِ الشَّجَرَةِ فَعَصَيْتُهٗ نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْٓا اِلٰى نُوْحٍ فَيَاْتُوْنَ نُوْحًا فَيَقُوْلُوْنَ يَا نُوْحُ اِنَّكَ اَنْتَ اَوَّلُ الرُّسُلِ اِلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَقَدْ سَمَّاكَ اللّٰهُ عَبْدًا شَكُوْرًا اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ اِنَّ رَبِّيْ عَزَّوَجَلَّ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَّمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنَّهٗ قَدْ كَانَتْ لِيْ دَعْوَةٌ دَعَوْتُهَا عَلٰى قَوْمِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْٓا اِلٰى اِبْرَاهِيْمَ فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُوْنَ يَا اِبْرَاهِيْمُ اَنْتَ نَبِيُّ اللّٰهِ وَخَلِيْلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ اِشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ لَهُمْ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَّمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنِّيْ قَدْ كُنْتُ كَذَبْتُ ثَلٰثَ كَذِبَاتٍ فَذَكَرَهُنَّ (اَبُوْ حَيَّانَ فِي الْحَدِيْثِ) نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْٓا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْٓا اِلٰى مُوْسٰى فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ يَا مُوْسٰى اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَضَّلَكَ اللّٰهُ بِرِسَالَتِهٖ وَبِكَلَامِهٖ عَلَى النَّاسِ اِشْفَعْ لَنَآ اِلٰى رَبِّكَ اَلَا تَرٰى اِلٰى مَا نَحْنُ فِيْهِ فَيَقُوْلُ اِنَّ رَبِّيْ قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَّمْ يَغْضَبْ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَلَنْ يَّغْضَبَ بَعْدَهٗ مِثْلَهٗ وَاِنِّيْ قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَّمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِهَا نَفْسِيْ نَفْسِيْ نَفْسِيْ اِذْهَبُوْٓا اِلٰى غَيْرِيْ اِذْهَبُوْٓا اِلٰى عِيْسٰى فَيَاْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُوْنَ يَا عِيْسٰى

میدان میں کہ ایک پکارنے والے کی آواز سب کے کانوں تک پہنچ سکے گی اور ایک نظر سب کو دیکھ سکے گی۔ سورج بالکل قریب ہو جائے گا۔ اور لوگوں کی پریشانی اور بے قراری کی کوئی انتہا نہ رہے گی، برداشت سے باہر ہو جائے گی، لوگ آپس میں کہیں گے، دیکھتے نہیں کہ ہماری کیا حالت ہو گئی ہے، کیا کوئی ایسا برگزیدہ بندہ نہیں ہے جو رب العزت کی بارگاہ میں تمہاری شفاعت کرے؟ بعض لوگ بعض سے کہیں گے کہ آدم علیہ السلام کے پاس چلنا چاہئے۔ چنانچہ سب لوگ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، آپ انسانوں کے جدامجد ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور اپنی طرف سے خصوصیت کے ساتھ آپ میں روح پھونکی، فرشتوں کو حکم دیا اور انہوں نے آپ کو سجدہ کیا، اس لئے آپ اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کر دیجئے، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حال کو پہنچ چکے ہیں، آدم علیہ السلام کہیں گے کہ میرا رب آج انتہائی غضبناک ہے۔ اس سے پہلے اتنا غضبناک وہ کبھی نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضبناک ہوگا اور رب العزت نے مجھے بھی درخت سے روکا تھا، لیکن میں نے اس کی نافرمانی کی تھی، نفسی، نفسی، نفسی، کسی اور کے پاس جاؤ ہاں نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ چنانچہ سب لوگ نوح علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے نوح! آپ سب سے پہلے پیغمبر ہیں جو اہل زمین کی طرف بھیجے گئے تھے، اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے "شکر گذار بندہ" (عبد شکور) کا خطاب دیا ہے، آپ ہی ہمارے لئے اپنے رب کے حضور میں شفاعت کر دیجئے، آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس حالت میں پہنچ گئے ہیں۔ نوح علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب اتنا غضبناک ہوا ہے کہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک نہیں ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی اتنا غضبناک ہوگا اور مجھے ایک دعا کی قبولیت کا یقین دلایا گیا تھا جو میں نے اپنی قوم کے خلاف کر لی تھی، نفسی نفسی، نفسی میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ سب لوگ ابراہیمؑ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے، اے ابراہیمؑ! آپ اللہ کے نبی اور اللہ کے خلیل ہیں روئے زمین میں آپ ہماری شفاعت کیجئے، آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ ابراہیم علیہ السلام بھی کہیں گے کہ آج میرا رب بہت غضبناک ہے؟ اتنا غضبناک نہ وہ پہلے ہوا تھا اور نہ آج کے بعد ہوگا، اور میں نے

اَنتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُه اَلقَاهَآ اِلٰى مَريَمَ وَ رُوحٌ مِّنهُ وَ كَلَّمتَ النَّاسَ فِي المَهدِ صَبِيًّا اِشفَع لَنَآ اَلاَ تَرٰى اِلٰى مَا نَحنُ فِيهِ فَيَقُولُ عِيسٰى اِنَّ رَبِّىْ قَدغَضِبَ اليَومَ غَضَبًا لَّم يَغضَب قَبلَه مِثلَه وَلَن يَّغضَبَ بَعدَه مِثلَه وَلَم يَذكُر ذَنبًا نَفسِى نَفسِى نَفسِى اِذهَبُوآ اِلٰى غَيرِىْ اِذهَبُوآ اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَيَاتُونَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ اَنتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَخَاتِمُ الاَنبِيَآءِ وَقَد غَفَرَاللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَاتَاخَّرَ اِشفَع لَنَا اِلٰى رَبِّكَ اَلاَ تَرٰى اِلٰى مَانَحنُ فِيهِ فَانطَلِقُ فَاٰتِي تَحتَ العَرشِ فَاَقَعُ سَاجِدًالِّرَبِّي عَزَّوَجَلَّ ثُمَّ يَفتَحُ اللّٰهُ عَلَيَّ مِن مَحَامِدِه وَحُسنِ الثَّنَآءِ عَلَيهِ شَيئًا لَّم يَفتَحهُ عَلٰى اَحَدٍ قَبلِي ثُمَّ يُقَالُ يَامُحَمَّدُ اِرفَع رَاسَكَ سَل تُعطَه وَاشفَع تُشَفَّع فَارفَعُ رَاسِي فَاَقُولُ اُمَّتِي يَارَبِّ اُمَّتِي يَارَبِّ فَيُقَالُ يَامُحَمَّدُ اَدخِل مِن اُمَّتِكَ مَن لَّاحِسَابَ عَلَيهِم مِّنَ البَابِ الاَيمَنِ مِن اَبوَابِ الجَنَّةِ وَهُم شُرَكَآءُ النَّاسِ فِيمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِن اَبوَابٍ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفسِي بِيَدِه اِنَّ مَابَينَ المِصرَاعَينِ مِن مَّصَارِيعِ الجَنَّةِ كَمَا بَينَ مَكَّةَ وَحِميَرَ اَو كَمَا بَينَ مَكَّةَ وَ بُصرٰى۔

تین جھوٹ بولے تھے، (راوی) ابوحیان نے اپنی روایت میں ان تینوں کا ذکر کیا ہے۔ نفسی، نفسی، نفسی، میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، ہاں موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، سب لوگ موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، اور عرض کریں گے، اے موسیٰ! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف سے رسالت اور اپنے کلام کے ذریعہ فضیلت دی۔ آپ ہماری شفاعت اپنے رب کے حضور میں کریں آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کہیں گے کہ آج اللہ تعالیٰ بہت غضبناک ہے، اتنا غضبناک کہ وہ نہ پہلے کبھی ہوا تھا اور نہ آج کے بعد کبھی ہوگا، اور میں نے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ حالانکہ اللہ کی طرف سے مجھے اس کا کوئی حکم نہیں ملا تھا، نفسی، نفسی، نفسی، میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ، ہاں عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ سب لوگ عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے، اور عرض کریں گے، اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جسے اللہ نے مریم علیہا السلام پر ڈالا تھا اور اللہ کی طرف سے روح ہیں، آپ نے (خرق عادت کے طور پر) بچپن میں گہوارے میں سے لوگوں سے بات کی تھی، ہماری شفاعت کیجئے، آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہو چکی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام بھی کہیں گے کہ میرا رب آج اس درجہ غضبناک ہے۔ کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضبناک ہوا تھا اور نہ کبھی ہوگا اور آپ کسی لغزش کا ذکر نہیں کریں گے (صرف اتنا کہیں گے) نفسی، نفسی، نفسی، میرے سوا کسی اور کے پاس

جاؤ، ہاں، محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ سب لوگ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور عرض کریں گے اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور سب سے آخری پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے گناہ، معاف کر دیئے ہیں، اپنے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کیجئے، آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ہم کس حالت کو پہنچ چکے ہیں (حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آخر میں آگے بڑھوں گا اور عرش کے نیچے پہنچ کر اپنے رب عزوجل کے لئے سجدہ میں گر پڑوں گا، پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر اپنی حمد اور حسن ثناء کے دروازے کو کھول دے گا کہ مجھ سے پہلے کسی کو وہ طریقے اور وہ محامد نہیں بتائے تھے۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر اٹھایئے، مانگئے آپ کو دیا جائے گا، شفاعت کیجئے، آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اب میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور عرض کروں گا، میری امت اے میرے رب! میری امت اے میرے رب! کہا جائے گا، اے محمد! اپنی امت کے ان لوگوں کو جن پر کوئی حساب نہیں ہے، جنت کے داہنے دروازے (الباب الایمن) سے داخل کیجئے، ویسے انہیں اختیار ہے، جس دروازے سے چاہیں دوسرے لوگوں کے ساتھ داخل ہو سکتے ہیں۔ پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، جنت کے دروازے کے دونوں کناروں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا مکہ اور حمیر میں ہے یا جتنا مکہ اور بصریٰ میں ہے۔

باب ۱۱۷۱. قَوْلِ اللّٰهِ تعَالٰى:
عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

(١٦٣٦)عَنِ ابْنِ عُمَرَ(رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُما) يَقُوْلُ اِنَّ النَّاسَ يَصِيْرُوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ جُثًا كُلُّ اُمَّةٍ تَتبَعُ نَبِيَّهَا يَقُوْلُوْنَ يَافُلَانُ اِشْفَعْ حَتّٰى تَنْتَهِيَ الشَّفَاعَةُ اِلَي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذٰلِكَ يَوْمَ يَبْعَثُهُ اللّٰهُ الْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ۔

باب ۱۱۷۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ’’عجب کیا کہ آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود میں جگہ دے

۱۶۳۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قیامت کے دن امتیں گروہ در گروہ چلیں گی، ہر امت اپنے نبی کے پیچھے ہوگی اور (انبیاء سے) کہے گی کہ اے فلاں! ہماری شفاعت کر دیجئے (سب انکار کریں گے آخر شفاعت کے لئے وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے، تو) یہی وہ دن ہے جب اللہ تعالیٰ حضور اکرم ﷺ کو مقام محمود پر فائز کرے گا۔

باب ۱۱۷۲. قَوْلِ اللّٰهِ تعَالٰى:
وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا

(١٦٣٧)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما) فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَاتَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَاتُخَافِتْ بِهَا قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخْتَفٍ بِمَكَّةَ كَانَ اِذَا صَلّٰى بِاَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَه' بِالْقُرْآنِ فَاِذَا سَمِعَ الْمُشْرِكُوْنَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ اَنْزَلَه' وَمَنْ جَآءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ اَيْ بِقِرَآءَتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُوْنَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ اَصْحَابِكَ فَلَا تُسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا۔

باب ۱۱۷۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ’’اور آپ نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھئے اور نہ (بالکل) چپکے ہی چپکے پڑھئے

۱۶۳۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد ’’اور آپ نماز میں نہ تو بہت پکار کر پڑھئے اور نہ (بالکل) چپکے ہی چپکے پڑھئے‘‘ کے متعلق فرمایا کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی تھی جب رسول اللہ ﷺ کی (ابتداء میں دعوت اسلام کا) اظہار و اعلان نہیں ہوا تھا، تو اس زمانہ میں جب آپ اپنے صحابہؓ کے ساتھ نماز پڑھتے تو قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے کرتے، مشرکین سنتے تو قرآن کو بھی گالی دیتے اور اس کے نازل کرنے والے اور اس کے لانے والے کو بھی، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے کہا کہ آپ نماز نہ تو بہت پکار کر پڑھئے مراد قرآن مجید کی تلاوت سے تھی، کہ مشرکین سن کر گالیاں دیں اور نہ بالکل چپکے ہی چپکے پڑھئے کہ آپ کے صحابہ بھی نہ سن سکیں، بلکہ درمیانی آواز میں پڑھئے۔

سُوْرَةُ الْكَهْفِ

باب ۱۱۷۳. قَوْلِ اللّٰهِ تعَالٰى: اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ

(١٦٣٨)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّه' لَيَاْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيْمُ السَّمِيْنُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَاللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ وَّقَالَ اقْرَءُوْا فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا ۔

سورۂ کہف

باب ۱۱۷۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ’’یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی نشانیوں کو اور اس سے ملنے کو جھٹلایا، پس ان کے تمام اعمال غارت ہو گئے۔

۱۶۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بھرکم موٹا تازہ شخص آئے گا، لیکن وہ اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی وقعت نہیں رکھے گا اور فرمایا کہ پڑھ، ’’فلا نقیم لھم یوم القیمة وزنا‘‘ (قیامت کے دن ان کا کوئی وزن نہ ہوگا۔)

باب ۱۱۷۴۔ قَوْلِهٖ وَ اَنْذِرْ هُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ

(۱۶۳۹)عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰی بِالْمَوْتِ كَهَيْئَةِ كَبْشٍ اَمْلَحَ فَيُنَادِیْ مُنَادِيًا اَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْرَاٰهُ ثُمَّ يُنَادِیْ يَااَهْلَ النَّارِ فَيَشْرَئِبُّوْنَ وَيَنْظُرُوْنَ فَيَقُوْلُ هَلْ تَعْرِفُوْنَ هٰذَا فَيَقُوْلُوْنَ نَعَمْ هٰذَا الْمَوْتُ وَكُلُّهُمْ قَدْرَاٰهُ فَيُذْبَحُ ثُمَّ يَقُوْلُ يَااَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ وَيَااَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ فَلَا مَوْتَ ثُمَّ قَرَءَ وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ اِذْ قُضِیَ الْاَمْرُ وَهُمْ فِیْ غَفْلَةٍ وَّهٰٓؤُلَآءِ فِیْ غَفْلَةٍ اَهْلُ الدُّنْيَا وَهُمْ لَايُؤْمِنُوْنَ۔

باب ۱۱۷۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''وانذرھم یوم الحسرۃ۔''

۱۶۳۹۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن موت ایک چتی دار مینڈھے کی شکل میں لائی جائے گی ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ اے جنت والو! تمام جنتی گردن اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے، آواز دینے والا پوچھے گا، اسے بھی پہچانتے ہو؟ وہ بولیں گے کہ ہاں، یہ موت ہے، ہر شخص اسے (موت کے وقت) دیکھ چکا ہے۔ پھر اسے ذبح کر دیا جائے گا اور آواز دینے والا جنتیوں سے کہے گا کہ اب تمہارے لئے ہیشگی ہے، موت تم پر کبھی نہ آئے گی اور اے جہنم والو، تمہیں بھی ہمیشہ اسی طرح رہنا ہے، تم پر بھی موت کبھی نہیں آئے گی۔ پھر آپ نے تلاوت کی، ''وانذرھم یوم الحسرۃ'' الخ (اور آپ انہیں حسرت کے دن سے ڈرائیے جب کہ اخیر فیصلہ کر دیا جائے گا اور یہ لوگ بے پرواہی میں پڑے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔)

سُوْرَةُ النُّوْرِ

باب ۱۱۷۵۔ قَوْلِهٖ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّا اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ

(۱۶۴۰)عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ عُوَيْمِرًا اَتٰی عَاصِمَ ابْنَ عَدِیٍّ وَّكَانَ سَيِّدُ بَنِیْ عِجْلَانَ فَقَالَ كَيْفَ تَقُوْلُوْنَ فِیْ رَجُلٍ وَّجَدَمَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ سَلْ لِّیْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَتٰی عَاصِمٌ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَآئِلَ فَسَاَلَهٗ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَآئِلَ وَعَابَهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَّاللّٰهِ لَا اَنْتَهِیْ حَتّٰی اَسْئَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَجَآءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ رَجُلٌ وَّجَدَ مَعَ امْرَاَتِهٖ رَجُلًا اَيَقْتُلُهٗ فَتَقْتُلُوْنَهٗ اَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فِيْكَ وَفِیْ

تفسیر سورۃ النّور

باب ۱۱۷۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اور جو لوگ اپنی بیویوں کو تہمت لگائیں اور ان کے پاس بجز اپنے (اور) کوئی گواہ نہ ہو تو ان کی شہادت یہ ہے کہ وہ (مرد) چار بار اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ میں سچا ہوں

۱۶۴۰۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ عویمر رضی اللہ عنہ، عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، آپ بنی عجلان کے سردار تھے، انہوں نے آپ سے کہا کہ آپ حضرات کا ایک ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو پالیتا ہے کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن تم پھر اسے قصاص میں قتل کر دو گے! آخر ایسی صورت میں انسان کیا طریقہ اختیار کرے؟ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھ کے مجھے بتائیے! چنانچہ عاصم رضی اللہ عنہ، حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! (صورت مذکورہ میں شوہر کیا کرے گا؟) آنحضور ﷺ نے ان مسائل (میں سوال وجواب) کو ناپسند فرمایا۔ جب عویمر رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتادیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان مسائل کو ناپسند فرمایا ہے۔ عویمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ! میں خود حضور اکرم ﷺ سے اسے پوچھوں گا۔ چنانچہ آپ آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یارسول اللہ! ایک شخص اپنی بیوی

صَاحِبَتِكَ فَامَرَ هُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُلَاعَنَةِ بِمَا سَمَّى اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ فَلَا عَنَهَا ثُمَّ قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا فَطَلَّقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً لِّمَنْ كَانَ بعدهما فى المتلا عنين ثم قال رسول اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوْا فَاِنْ جَآءَ تْ بِهٖ اَسْحَمَ اَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيْمَ الْاَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَلَا اَحْسِبُ عُوَيْمِرًا اِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا وَاِنْ جَآءَ تْ بِهٖ اُحَيْمِرَ كَاَنَّهٗ وَحَرَةٌ فَلَا اَحْسِبُ عُوَيْمِرًا اِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَآءَ تْ بِهٖ عَلَى النَّعْتِ الَّذِىْ نَعَتَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِيْقِ عُوَيْمِرٍ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ اِلٰى اُمِّهٖ۔

کے ساتھ ایک غیر مرد کو دیکھتا ہے، کیا وہ اسے قتل کر دے؟ لیکن پھر آپ حضرات قصاص میں قاتل کو قتل کریں گے! ایسی صورت میں اس شخص کو کیا کرنا چاہئے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اور تمہاری بیوی کے بارے میں قرآن کی آیت نازل کی ہے۔ پھر آپ نے انہیں قرآن کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق لعان کا حکم دیا اور عویمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کے ساتھ لعان کیا، پھر انہوں نے کہا یا رسول اللہ! اگر میں اپنی بیوی کو روکے رکھوں تو یہ اس پر ظلم ہوگا۔ اس لئے آپ نے انہیں طلاق دے دی، اس کے بعد لعان کے بعد میاں بیوی میں جدائی کا طریقہ جاری ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ نے پھر فرمایا کہ دیکھتے رہو اگر اس عورت کے کالا، بہت کالی پتلیوں والا، بھاری سرین اور بھری ہوئی پنڈلیوں والا بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ عویمر نے الزام غلط نہیں لگایا ہے لیکن اگر سرخ و (چھپکلی جیسا ایک زہریلا جانور) جیسا پیدا ہو تو میرا خیال ہے کہ عویمر نے غلط الزام لگایا ہے اس کے بعد ان عورت کے جو بچہ پیدا ہوا وہ انہیں صفات کے مطابق تھا جو آنحضور ﷺ نے بیان کی تھیں اور جس سے عویمر رضی اللہ عنہ کی تصدیق ہوتی تھی۔ چنانچہ اس لڑکے کو اس کی ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔

فائدہ:۔ اگر شوہر اپنی بیوی کو کسی کے ساتھ زنا میں مبتلا دیکھ لے تو ظاہر ہے کہ وہ دوسروں کو دکھانا پسند نہیں کرے گا۔ ادھر شریعت میں زنا کے احکام بہت سخت ہیں، اس کی سزا بھی اتنی ہی شدید ہے۔ جتنا ثبوت کا بہم پہنچانا، زنا کی شرعی سزا اسی وقت دی جاسکتی ہے جب چار سچے اور عادل گواہ عین حالت زنا میں مرد و عورت کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی صاف لفظوں میں گواہی دیں گے۔ اگر کسی نے کسی پر زنا کا الزام لگایا اور اسلامی قانون کے مطابق گواہ نہ مہیا کر سکا تو اس کی بھی سزا بہت شدید ہے، اب اگر ایک باغیرت شوہر اپنی بیوی کو اس عظیم گناہ میں مبتلا دیکھتا ہے تو اس کے لئے دہری مصیبت ہے، ظاہر ہے کہ نہ اسے اتنی مہلت مل سکتی ہے کہ چار گواہوں کو لا کے دکھائے اور نہ وہ خود اسے گوارا ہی کر سکتا ہے ایسی صورت میں اگر وہ اپنی بیوی پر زنا کا الزام لگاتا ہے تو حد قذف (الزام زنا کی سزا) کا مستحق ٹھہرتا ہے اور اگر خاموش رہتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اور اگر قانون اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور خود کوئی اقدام کر بیٹھتا ہے تو اسے پھر قانون شکنی کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ ایسی ہی ایک صورت حال حضور اکرم ﷺ کے مبارک عہد میں بھی پیش آ گئی تھی اور قرآن مجید نے اس مشکل کا حل یہ بتایا کہ اگر ایسی کوئی صورت پیش آ جائے تو شوہر کو اسلامی عدالت میں آنا چاہئے اور اپنی بیوی کے ساتھ لعان کرنا چاہئے۔ لعان کی صورت یہ ہے کہ شوہر عدالت میں کھڑا ہو کر یہ کہے کہ ”میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے اپنی بیوی پر جو زنا کا الزام لگایا ہے اس میں میں سچا ہوں“ یہ الفاظ چار مرتبہ وہ کہے گا اور پانچویں مرتبہ کہے گا کہ ”مجھ پر اللہ کی لعنت ہو اگر میں اپنے اس الزام دینے میں جھوٹا ہوں۔“ اب اگر عورت اپنے شوہر کے اس الزام کا انکار کرتی ہے تو اس سے بھی کہا جائے گا کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ ”بلاشبہ اس کا شوہر زنا کی اس الزام دہی میں جھوٹا ہے“ اور پانچویں مرتبہ کہے گی کہ ”مجھ پر اللہ کا غضب ہو اگر مرد سچا ہے۔“ اگر اس نے شوہر کے الزام کی مذکورہ طریقہ سے تردید کر دی تو اس پر زنا کی حد نہیں لگائی جائے گی۔ یہی وہ طریقہ ہے جو اس صورت حال میں قرآن مجید نے بتایا ہے۔ لعان کے بعد میاں بیوی میں جدائی کر دی جائے گی

باب ۱۱۷۶۔ قَوْلِهٖ وَيَدْرَأُ عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهَادَاتٍ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ

(۱۶۴۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ هِلَالَ ابْنَ اُمَيَّةَ قَذَفَ اِمْرَاَتَهٗ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرِيْكِ بْنِ سَحْمَآءَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيِّنَةُ اَوْحَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَقَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِذَا رَاٰى اَحَدُنَا عَلٰى امْرَاَتِهٖ رَجُلًا يَنْطَلِقُ يَلْتَمِسُ الْبَيِّنَةَ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْبَيِّنَةَ وَاِلَّا حَدٌّ فِيْ ظَهْرِكَ فَقَالَ هِلَالٌ وَّالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ اِنِّيْ لَصَادِقٌ فَلَيُنْزِلَنَّ اللّٰهُ مَايُبَرِّئُ ظَهْرِيْ مِنَ الْحَدِّ فَنَزَلَ جِبْرِيْلُ وَاَنْزَلَ عَلَيْهِ وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ فَقَرَاَ حَتّٰى بَلَغَ اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ فَانْصَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرْسَلَ اِلَيْهَا فَجَآءَ هِلَالٌ فَشَهِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ اَنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ ثُمَّ قَامَتْ فَشَهِدَتْ فَلَمَّا كَانَتْ عِنْدَ الْخَامِسَةِ وَقَّفُوْهَا وَقَالُوْا اِنَّهَا مُوْجِبَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ فَتَلَكَّاَتْ وَنَكَصَتْ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهَا تَرْجِعُ ثُمَّ قَالَتْ لَا اَفْضَحُ قَوْمِيْ سَآئِرَ الْيَوْمِ فَمَضَتْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبْصِرُوْهَا فَاِنْ جَآءَتْ بِهٖ اَكْحَلَ الْعَيْنَيْنِ سَابِغَ الْاَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَهُوَ لِشَرِيْكِ ابْنِ سَحْمَآءَ فَجَآءَتْ بِهٖ كَذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا مَا مَضٰى مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ لَكَانَ لِيْ وَلَهَا شَاْنٌ۔

باب ۱۱۷۶۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اور عورت سے سزا اس طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ بے شک مرد جھوٹا ہے

۱۶۴۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ تہمت لگائی۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے گواہ لاؤ۔ ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد لگائی جائے گی۔ انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! ایک شخص اپنی بیوی کے ساتھ ایک غیر کو مبتلا دیکھتا ہے، تو کیا وہ ایسی حالت میں گواہ تلاش کرنے جائے گا، لیکن حضور اکرم ﷺ یہی فرماتے رہے کہ گواہ لاؤ، ورنہ تمہاری پیٹھ پر حد جاری کی جائے گی۔ اس پر ہلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے، میں سچا ہوں، اور اللہ تعالیٰ خود ہی کوئی ایسی چیز نازل فرمادیں گے جس کے ذریعہ میرے اوپر سے حد ساقط ہوجائے گی۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور یہ آیت نازل ہوئی ''والذین یرمون ازواجھم'' تا ''ان کان من الصادقین'' (جس میں ایسی صورت میں لعان کا حکم ہے) جب نزول وحی کا سلسلہ ختم ہوا تو آنحضور ﷺ نے ہلال رضی اللہ عنہ کو آدمی بھیج کر بلوایا۔ آپ آئے اور آیت میں مذکورہ قاعدہ کے مطابق (چار مرتبہ) گواہی دی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس موقعہ پر فرمایا کہ اللہ خوب جانتا ہے کہ تم میں سے ایک جھوٹا ہے۔ تو کیا وہ توبہ کرنے پر آمادہ نہیں ہے۔ اس کے بعد ان کی بیوی کھڑی ہوئیں اور انہوں نے بھی گواہی دی، جب وہ پانچویں پر پہنچیں (اور چار مرتبہ اپنی برأت کی گواہی دینے کے بعد، کہنے لگیں کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو) تو لوگوں نے انہیں روکنے کی کوشش کی اور کہا کہ (اگر تم جھوٹی ہو تو) اس سے تم پر اللہ کا عذاب ضرور ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر وہ ہچکچائیں۔ ہم نے سمجھا کہ اب وہ اپنا بیان واپس لے لیں گی۔ لیکن یہ کہتے ہوئے کہ زندگی بھر کے لئے میں اپنی قوم کو رسوا نہیں کروں گی، پانچویں گواہی بھی دے دی۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دیکھنا، اگر خوب سیاہ آنکھوں والا، بھاری سرین اور بھری بھری پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو پھر وہ شریک بن سحماء ہی کا ہوگا۔ چنانچہ جب پیدا ہوا تو وہ اسی شکل و ہیئت کا تھا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ اگر کتاب اللہ کا حکم نہ آچکا ہوتا تو میں اسے عبرتناک سزا دیتا۔

سُوْرَةُ الْفُرْقَانُ

باب۱۱۷۷. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی:
اَلَّذِیْنَ یُحْشَرُوْنَ عَلٰی وُجُوْهِهِمْ اِلٰی
جَهَنَّمَ اُولٰٓئِکَ شَرٌّ مَّکَانًا وَّ اَضَلُّ سَبِیْلًا

(۱٦٤٢)عَنْ اَنَس بْنِ مَالِكٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَانَبِیَّ اللّٰهِ یُحْشَرُ الْکَافِرُ عَلٰی وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ اَلَیْسَ الَّذِیْ اَمْشَاهُ عَلَی الرِّجْلَیْنِ فِی الدُّنْیَا قَادِرًا عَلٰی اَنْ یُّمْشِیَهٗ عَلٰی وَجْهِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلٰی وَعِزَّةِ رَبِّنَا۔

تفسیر سورۂ الفرقان

باب ۱۱۷۷۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے چہروں کے بل جہنم کی طرف لے جائے جائیں گے۔ یہ لوگ جگہ کے لحاظ سے بدترین اور طریقہ میں بہت گمراہ ہیں۔

۱۶۴۲۔ حضرت انس بن مالک ؓ نے فرمایا کہ ایک صاحب نے پوچھا، اے اللہ کے نبی! کافر کو قیامت کے دن اس کے چہرہ کے بل کس طرح بلایا جائے گا؟ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا! اللہ جس نے تمہیں اس دنیا میں پاؤں پر چلایا ہے اس پر قادر ہے کہ قیامت کے دن کافر کو اس کے چہرہ کے ذریعہ چلائے۔ حضرت قتادہ نے فرمایا، یقیناً ہمارے رب کی عزت کی قسم! یونہی ہوگا۔

باب۱۱۷۸. الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ

(۱٦٤٣)عَنْ مَّسْرُوْقٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ بَیْنَمَا رَجُلٌ یُّحَدِّثُ فِیْ کِنْدَةَ فَقَالَ یَجِیْءُ دُخَانٌ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَیَاْخُذُ بِاَسْمَاعِ الْمُنَافِقِیْنَ وَاَبْصَارِهِمْ یَاْخُذُ الْمُؤْمِنَ کَهَیْئَةِ الزُّکَامِ فَفَزِعْنَا فَاَتَیْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ وَّکَانَ مُتَّکِئًا فَغَضِبَ فَجَلَسَ فَقَالَ مَنْ عَلِمَ فَلْیَقُلْ وَمَنْ لَّمْ یَعْلَمْ فَلْیَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ یَّقُوْلَ لِمَا لَایَعْلَمُ لَا اَعْلَمُ فَاِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلْ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ وَاِنَّ قُرَیْشًا اَبْطَؤُا عَنِ الْاِسْلَامِ فَدَعَا عَلَیْهِمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلَیْهِمْ بِسَبْعٍ کَسَبْعِ یُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ حَتّٰی هَلَکُوْا فِیْهَا وَاَکَلُوا الْمَیْتَةَ وَالْعِظَامَ وَیَرَی الرَّجُلُ مَابَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ کَهَیْئَةِ الدُّخَانِ فَجَآئَهٗ اَبُوْ سُفْیَانُ فَقَالَ یَامُحَمَّدُ جِئْتَ تَاْمُرُنَا بِصِلَةِ الرَّحِمِ وَاِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَکُوْا فَادْعُ اللّٰهَ فَقَرَاَ فَارْتَقِبْ یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ اِلٰی قَوْلِهٖ عَآئِدُوْنَ اَفَیُکْشَفُ عَنْهُمْ عَذَابُ الْاٰخِرَةِ اِذَا جَآءَ ثُمَّ عَادُوْآ اِلٰی کُفْرِهِمْ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی یَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْکُبْرٰی یَوْمَ بَدْرٍ وَّ لِزَامًا یَّوْمَ بَدْرٍ الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ

باب ۱۱۷۸۔ سورۃ الروم

۱۶۴۳۔ حضرت مسروق ؓ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے قبیلہ کندہ میں حدیث بیان کرتے ہوئے کہا کہ قیامت کے دن ایک دھواں اٹھے گا جو منافقوں کی قوت سماعت و بصارت کو ختم کردے گا، لیکن مؤمن پر اس کا اثر صرف زکام جیسا ہوگا۔ ہم اس کی بات سے بہت گھبرا گئے۔ پھر میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور انہیں ان صاحب کی یہ حدیث سنائی) آپ اس وقت ٹیک لگائے ہوئے تھے، اسے سن کر بہت غصے ہوئے اور سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر فرمایا کہ اگر کسی کو کسی بات کا واقعی علم ہے تو پھر اسے بیان کرنا چاہئے، لیکن اگر علم نہیں ہے تو کہہ دینا چاہئے کہ اللہ زیادہ جاننے والا ہے (اور اپنی لاعلمی کا اعتراف کرلینا چاہئے۔) یہ بھی علم ہی ہے کہ آدمی اپنی لاعلمی کا اعتراف کرلے اور صاف کہہ دے کہ میں نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا تھا ''قل مااسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین'' (آپ کہہ دیجئے کہ میں اپنی تبلیغ ودعوت پر تم سے کوئی اجر نہیں چاہتا اور نہ میں بناوٹ کرتا ہوں) اصل میں واقعہ یہ ہے کہ قریش کسی طرح اسلام نہیں لاتے تھے، اس لئے آنحضور ﷺ نے ان کے حق میں بددعا کی کہ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے زمانہ جیسا قحط بھیج کر میری مدد کیجئے۔ پھر ایسا قحط پڑا کہ لوگ تباہ و برباد ہوگئے اور مردار اور ہڈیاں کھانے لگے۔ کوئی اگر فضا میں دیکھتا (تو فاقہ کی وجہ سے) اسے دھوئیں جیسا نظر آتا۔ پھر ابوسفیان آئے اور کہا اے محمد! آپ ہمیں صلہ رحمی کا حکم دیتے ہیں، لیکن آپ کی قوم تباہ و برباد

اِلٰی سَیَغْلِبُوْنَ وَالرُّوْمُ قَدْمَضٰی۔

ہورہی ہے۔ اللہ سے دعا کیجئے (کہ ان کی یہ مصیبت ٹلے) اس پر آنحضور ﷺ نے یہ آیت پڑھی ''**فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین**'' **الی قولہ** ''**عائدون**'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ قحط کا یہ عذاب تو آپ ﷺ کی دعا کے نتیجے میں ختم ہو گیا تھا لیکن) کیا آخرت کا عذاب بھی ان سے ٹل جائے گا؟ چنانچہ قحط ختم ہونے کے بعد پھر وہ کفر سے باز نہ آئے، اس کی طرف اشارہ ''**یوم نبطش البطشة الکبریٰ**'' میں ہے، یہ بطش کفار پر غزوۂ بدر کے موقعہ پر نازل ہوئی تھی (کہ ان کے بڑے بڑے سردار قتل کر دیئے گئے تھے اور ''لزاماً'' (قید) سے اشارہ بھی معرکہ بدر ہی کی طرف ہے ''**الم غلبت الروم**'' سے ''**سیغلبون**'' تک کا واقعہ بھی گذر چکا ہے (کہ رومیوں نے اہل فارس پر فتح پائی تھی۔)

تَنْزِیْلُ السَّجْدَةِ

باب ۱۱۷۹. قَوْلِ اللّٰہِ تَعَالٰی: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ

(۱۶۴۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَعْدَدْتُ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیْنَ مَالَاعَیْنٌ رَّاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَاخَطَرَ عَلٰی قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا بَلَهَ مَااُطْلِعْتُمْ عَلَیْهِ ثُمَّ قَرَاَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً م بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔

تفسیر سورۂ تنزیل السجدہ

باب ۱۱۷۹۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''سو کسی کو علم نہیں جو جو سامان خزانہ غیب میں ان کے لئے مخفی ہے۔''

۱۶۴۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے اپنے صالح بندوں کے لئے وہ چیزیں تیار رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے نہ دیکھا ہوگا۔ کسی کان نے نہ سنا ہوگا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا کبھی گمان و خیال پیدا ہوا ہوگا۔ اللہ کی ان نعمتوں سے واقفیت اور آگاہی تو دور کی بات ہے (ان کا کسی کو گمان و خیال بھی پیدا نہیں ہوا ہوگا) پھر آنحضور ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی کہ ''سو کسی کو علم نہیں جو جو سامان آنکھوں کی ٹھنڈک کا خزانہ غیب میں ان کے لئے مخفی ہے، یہ صلہ ہے ان کے نیک اعمال کا۔''

سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ

باب ۱۱۸۰. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوِیْ اِلَیْكَ مَنْ تَشَآءُ وَمَنِ ابْتَغَیْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكَ

(۱۶۴۵) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا) قَالَتْ كُنْتُ اَغَارُ عَلَی اللَّاتِیْ وَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَقُوْلُ اَتَهَبُ الْمَرْاَةُ نَفْسَهَا فَلَمَّا اَنْزَلَ

تفسیر سورۂ الاحزاب

باب ۱۱۸۰۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''ان (ازواج مطہرات) میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ رکھا ہو، ان میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں، جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں

۱۶۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جو عورتیں اپنے نفس کو رسول اللہ ﷺ کے لئے ہبہ کرنے آتی تھیں مجھے ان پر بڑی غیرت آتی تھی۔ میں کہتی کیا عورت خود ہی اپنے کو کسی مرد کے لئے پیش کر سکتی ہے؟

اللّٰهُ تَعَالٰی تُرۡجِیۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَتُؤۡوِیۡٓ اِلَیۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَمَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡكَ قُلۡتُ مَآاَرٰی رَبَّكَ اِلَّایُسَارِعُ فِیۡ هَوَاكَ۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ''ان میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے دور رکھیں اور جس کو چاہیں اپنے نزدیک رکھیں اور جن کو آپ نے الگ رکھا تھا ان میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں، جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں ہے'' تو میں نے کہا کہ میں تو سمجھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی مراد بلا تاخیر پوری کر دینا چاہتا ہے۔

فائدہ:۔طبری میں ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت باسناد حسن موجود ہے کہ جن عورتوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ہبہ کر دیا تھا۔ ان میں سے کسی کو بھی آپ ﷺ نے اپنے ساتھ نہیں رکھا تھا۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لئے اسے مباح قرار دیا تھا۔ لیکن بہرحال یہ آپ ﷺ کے منشاء پر موقوف تھا۔ آنحضور ﷺ کو یہ مخصوص اجازت تھی کہ اگر کوئی مؤمنہ عورت بلا مہر اپنے آپ کو آپ ﷺ کے نکاح میں دینا چاہے تو یہ صرف آپ ﷺ کے لئے جائز ہے، دوسرے مسلمانوں کو اس کی اجازت نہیں۔ یہ واقعہ اسی سے متعلق ہے۔

(۱۶۴۶)عَنۡ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡها) اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَسۡتَاۡذِنُ فِیۡ یَوۡمِ الۡمَرۡاَةِ مِنَّا بَعۡدَ اَنۡ اُنۡزِلَتۡ هٰذِهِ الۡاٰیَةُ تُرۡجِیۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡهُنَّ وَتُؤۡوِیۡ اِلَیۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَمَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡكَ فَقُلۡتُ لَهَا مَا کُنۡتِ تَقُوۡلِیۡنَ قَالَتۡ کُنۡتُ اَقُوۡلُ لَه' اِنۡ کَانَ ذَاكَ اِلَیَّ فَاِنِّیۡ لَآ اُرِیۡدُ یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ اَنۡ اُوۡثِرَ عَلَیۡكَ اَحَدًا۔

۱۶۴۶۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد یہ بھی کہ ''ان میں سے آپ جس کو چاہیں اپنے سے دور رکھیں اور جن کو آپ نے الگ کر رکھا تھا، ان میں سے کسی کو پھر طلب کر لیں جب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں'' اگر (ازواج مطہرات) میں سے کسی کی باری میں کسی دوسری بیوی کے پاس جانا چاہتے تو جن کی باری ہوتی ان سے اجازت لیتے تھے (معاذہ نے بیان کیا کہ) میں نے اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ ایسی صورت میں آپ آنحضور ﷺ سے کیا کہتی تھیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو یہ عرض کر دیتی تھی کہ یارسول اللہ ! اگر یہ اجازت آپ مجھ سے لے رہے ہیں تو میں اپنی باری کا کسی دوسرے پر ایثار نہیں کر سکتی۔

(۱۶۴۷)عَنۡ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهَا) قَالَتۡ خَرَجَتۡ سَوۡدَةُ بَعۡدَ مَاضُرِبَ الۡحِجَابُ لِحَاجَتِهَا فَکَانَتِ امۡرَاَةً جَسِیۡمَةً لَّا تَخۡفٰی عَلٰی مَنۡ یَّعۡرِفُهَا فَرَاٰهَا عُمَرُ بۡنُ الۡخَطَّابِ فَقَالَ یَاسَوۡدَةُ اَمَا وَاللّٰهِ مَاتَخۡفَیۡنَ عَلَیۡنَا فَانۡظُرِیۡ کَیۡفَ تَخۡرُجِیۡنَ قَالَتۡ فَانۡکَفَاَتۡ رَاجِعَةً وَّرَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ فِیۡ بَیۡتِیۡ وَاِنَّه' لَیَتَعَشّٰی وَفِیۡ یَدِهٖ عَرۡقٌ فَدَخَلَتۡ فَقَالَتۡ یَارَسُوۡلَ اللّٰهِ اِنِّیۡ خَرَجۡتُ لِبَعۡضِ حَاجَتِیۡ فَقَالَ لِیۡ عُمَرُ کَذَا وَکَذَا قَالَتۡ فَاَوۡحَی اللّٰهُ اِلَیۡهِ ثُمَّ رُفِعَ عَنۡهُ وَاِنَّ الۡعَرۡقَ فِیۡ یَدِهٖ مَا وَضَعَه' فَقَالَ اِنَّه' قَدۡ اُذِنَ لَکُنَّ اَنۡ تَخۡرُجۡنَ لِحَاجَتِکُنَّ۔

۱۶۴۷۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد قضاء حاجت کے لئے نکلیں، وہ بہت بھاری بھرکم تھیں، جو انہیں جانتا تھا اس سے وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھیں۔ راستے میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھ لیا اور کہا اے سودہ! ہاں خدا کی قسم آپ ہم سے اپنے آپ کو نہیں چھپا سکتیں۔ دیکھئے تو آپ کس طرح باہر نکلی ہیں۔ بیان کیا کہ سودہ رضی اللہ عنہا الٹے پاؤں وہاں سے واپس آ گئیں۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت میرے حجرے میں تشریف رکھتے تھے اور رات کا کھانا کھا رہے تھے۔ آنحضور ﷺ کے ہاتھ میں اس وقت گوشت کی ایک ہڈی تھی۔ سودہ رضی اللہ عنہا نے داخل ہوتے ہی کہا۔ یارسول اللہ! میں قضا حاجت کے لئے نکلی تھی تو عمرؓ نے مجھ سے یہ باتیں کیں۔ بیان کیا کہ آنحضور ﷺ پر وحی کا نزول شروع ہو گیا

اور تھوڑی دیر بعد یہ کیفیت ختم ہوئی۔ ہڈی اب بھی آپ ﷺ کے دست مبارک میں تھی۔ آپ نے اسے رکھا نہیں تھا پھر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) قضاء حاجت کے لئے باہر جانے کی اجازت دے دی گئی ہے۔

باب ۱۱۸۱ .قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: اِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا

باب ۱۱۸۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اگر تم کسی چیز کو ظاہر کرو گے یا اسے (دل میں) پوشیدہ رکھو گے تو اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے

(۱۶۴۸) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْها) قَالَتْ اِسْتَاْذَنَ عَلَيَّ اَفْلَحُ اَخُوْا اَبِي الْقُعَيْسِ بَعْدَ مَآ اَنْزَلَ الْحِجَابُ فَقُلْتُ لَآ اٰذَنُ لَه، حَتّٰى اَسْتَاْذِنَ فِيْهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اَخَاهُ اَبَا الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ اَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ اَرْضَعَتْنِيْ اِمْرَاَةُ اَبِي الْقُعَيْسِ فَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَه، يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَفْلَحَ اَخَا اَبِي الْقُعَيْسِ اسْتَاْذَنَ فَاَبَيْتُ اَنْ اٰذَنَ حَتّٰى اَسْتَاْذِنَكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا مَنَعَكِ اَنْ تَاْذَنِيْنَ عَمَّكِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ اَرْضَعَنِيْ وَلٰكِنْ اَرْضَعَتْنِيْ اِمْرَاَةُ اَبِي الْقُعَيْسِ فَقَالَ ائْذَنِيْ لَه، فَاِنَّه، عَمُّكِ تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ۔

۱۶۴۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پردہ کا حکم نازل ہونے کے بعد ابوالقعیس کے بھائی افلح رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ملنے کی اجازت چاہی، لیکن میں نے کہلوا دیا کہ جب تک اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ سے معلوم نہ کرلوں، ان سے نہیں مل سکتی۔ میں نے سوچا کہ ان کے بھائی ابوالقعیس نے مجھے تھوڑا ہی دودھ پلایا تھا، مجھے دودھ پلانے والی تو ابوالقعیس کی بیوی تھیں۔ پھر آنحضور ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ابوالقعیس کے بھائی افلح نے مجھ سے ملنے کی اجازت چاہی، لیکن میں نے یہ کہلوا دیا کہ جب تک آنحضور ﷺ سے اجازت نہ لے لوں ان سے ملاقات نہیں کر سکتی۔ اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے چچا سے ملنے سے تم نے کیوں انکار کر دیا۔ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ! ابوالقعیس نے تھوڑا ہی مجھے دودھ پلایا تھا، دودھ پلانے والی تو ان کی بیوی تھیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو۔ احمق وہ تمہارے چچا ہیں۔

باب ۱۱۸۲ .قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَه، يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ

باب ۱۱۸۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی ﷺ پر رحمت بھیجتے ہیں

(۱۶۴۹) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَّا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَيْفَ الصَّلٰوةُ قَالَ قُوْلُوْآ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

۱۶۴۹۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ پر سلام کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے، لیکن آپ پر "صلوٰۃ" کا کیا طریقہ ہوگا؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یوں پڑھا کرو۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ"۔

(۱۶۵۰) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا التَّسْلِيْمُ فَكَيْفَ نُصَلِّيْ

۱۶۵۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نے عرض کی، یارسول اللہ! آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو گیا ہے،

عَلَيْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَبُوْصَالِحٍ عَنِ اللَّيْثِ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ

لیکن ''صلوٰۃ'' (درود) بھیجنے کا کیا طریقہ ہوگا۔ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یوں کہا کرو ''اللھم صل علی محمد عبدک ورسولک کما صلیت علیٰ ابراھیم وبارک علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علی ابراھیم'' ابوصالح نے بیان کیا کہ اوران سے لیث نے (ان الفاظ کے ساتھ) علیٰ محمد وعلیٰ آل محمد کما بارکت علیٰ آل ابراھیم۔

باب ۱۱۸۳ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: لَاتَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى

باب ۱۱۸۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا پہنچائی تھی

(۱۶۵۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مُوْسٰى كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا وَّذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَاتَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا۔

۱۶۵۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام بڑے باحیا تھے۔ اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے کہ ''اے ایمان والو! ان لوگوں کی طرح نہ ہوجانا جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو ایذا پہنچائی تھی، سو اللہ نے انہیں بری ثابت کردیا اور اللہ کے نزدیک وہ بڑے معزز ہیں۔

سُوْرَةُ السَّبَا

تفسیر سورۂ سبا

باب ۱۱۸۴ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ

باب ۱۱۸۴۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''یہ تو تم کو بس ایک ڈرانے والے ہیں، عذاب شدید کی آمد سے پہلے

(۱۶۵۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَبَّاس (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهما) قَالَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّفَا ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ يَاصَبَاحَاهُ فَاجْتَمَعَتْ اِلَيْهِ قُرَيْشٌ قَالُوْا مَالَكَ قَالَ اَرَاَيْتُمْ لَوْاَخْبَرْتُكُمْ اَنَّ الْعَدُوَّ يُصَبِّحُكُمْ اَوْيُمَسِّيْكُمْ اَمَاكُنْتُمْ تُصَدِّقُوْنِيْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاِنِّيْ نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ اَبُوْلَهَبٍ تَبًّالَّكَ اَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ۔

۱۶۵۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ صفا پہاڑی پر چڑھے اور پکارا ''یاصباحاہ'' اس آواز پر قریش جمع ہوگئے اور پوچھا کہ کیا بات ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا، تمہاری کیا رائے ہے، اگر میں تمہیں بتاؤں کہ دشمن صبح کے وقت یا رات کے وقت تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری تصدیق نہیں کروگے؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کی تصدیق کریں گے۔ آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا کہ پھر میں تم کو عذاب شدید کی آمد سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔ ابولہب بولا، تم ہلاک ہوجاؤ، کیا تم نے اسی لئے ہمیں بلایا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت ''تبت یدا ابی لھب'' نازل فرمائی۔

سُوْرَةُ الزُّمَرِ

سورۃ الزمر

باب ۱۱۸۵ . قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

باب ۱۱۸۵۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جو اپنے اوپر زیادتیاں کرچکے ہو اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو، بیشک اللہ سارے گناہ معاف کردے گا، بیشک وہ بڑا غفور ہے بڑا رحیم ہے

(١٦٥٣) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ نَاسًا مِّنْ اَهْلِ الشِّرْكِ كَانُوْا قَدْ قَتَلُوْا وَاَكْثَرُوْا وَزَنُوْا وَاَكْثَرُوْا فَاَتَوْا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّ الَّذِيْ تَقُوْلُ وَتَدْعُوْا اِلَيْهِ لَحَسَنٌ لَوْ تُخْبِرُنَا اَنَّ لِمَا عَمِلْنَا كَفَّارَةً فَنَزَلَ وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ وَنَزَلَ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔

۱۶۵۳۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مشرکین میں بعض نے قتل کا ارتکاب کیا تھا اور کثرت کے ساتھ اسی طرح بہت سے زنا کا ارتکاب کرتے رہے تھے پھر وہ محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ آپ جو کچھ کہتے ہیں اور جس کی طرف دعوت دیتے ہیں (یعنی اسلام) یقیناً وہ بڑی اچھی چیز ہے لیکن ہمیں یہ بتائیے کہ اب تک ہم نے جو گناہ کئے ہیں اس کا کفارہ کیا ہوگا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی ''اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا اور کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی بھی جان کو قتل نہیں کرتے جس کا قتل کرنا اللہ نے حرام کیا ہے، ہاں مگر حق کے ساتھ'' اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ''آپ کہہ دیجئے کہ اے میرے بندو جو اپنے اوپر زیادتیاں کر چکے ہو اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو، بیشک اللہ سارے گناہ معاف کر دے گا۔ بے شک وہ بڑا غفور ہے، بڑا رحیم ہے۔''

باب ۱۱۸۶. وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

باب ۱۱۸۶۔لوگوں نے اللہ کی عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئے تھی

(١٦٥٤) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (بْنِ مَسْعُوْدٍ) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَ حِبْرٌ مِّنَ الْاَحْبَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَجِدُ اَنَّ اللّٰهَ يَجْعَلُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلٰى اِصْبَعٍ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ تَصْدِيْقًا لِقَوْلِ الْحِبْرِ ثُمَّ قَرَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔

۱۶۵۴۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علماء یہود میں سے ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ اے محمد! ہم توراۃ میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا۔ اسی طرح زمین کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر، اور تمام دوسری مخلوقات کو ایک انگلی پر، اور پھر ارشاد فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں۔ آنحضور ﷺ اس پر ہنس دیئے اور آپ کے سامنے کے دانت دکھائی دینے لگے۔ آپ کا یہ ہنسنا اس یہودی عالم کی تصدیق میں تھا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی ''اور ان لوگوں نے اللہ کی عظمت نہ کی جیسی عظمت کرنا چاہئے تھی اور حال یہ ہے کہ ساری زمین اسی کی مٹھی میں ہوگی۔ قیامت کے دن، اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے، وہ پاک ہے اور برتر ہے، ان لوگوں کے شرک سے۔''

(١٦٥٥) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ وَيَطْوِي السَّمٰوٰتِ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ اَيْنَ مُلُوْكُ الْاَرْضِ۔

۱۶۵۵۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے۔ قیامت کے دن اللہ ساری زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمان کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا۔ پھر فرمائے گا، آج سلطانی میری ہے، کہاں ہیں دنیا کے بادشاہ؟

(١٦٥٦) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ

۱۶۵۶۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ اَرْبَعُوْنَ قَالُوا يَا اَبَا هُرَيْرَةَ اَرْبَعُوْنَ يَوْمًا قَالَ اَبَيْتُ قَالُوْا اَرْبَعُوْنَ سَنَةً قَالَ اَبَيْتُ قَالُوْا اَرْبَعُوْنَ شَهْرًا قَالَ اَبَيْتُ وَ يَبْلٰى كُلُّ شَيْءٍ مِّنَ الْاِنْسَانِ اِلَّا عَجْبَ ذَنْبِهٖ فِيْهِ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ۔

فرمایا، دونوں صور کے پھونکے جانے کا درمیانی عرصہ چالیس ہے۔ ابو ہریرہؓ کے شاگردوں نے پوچھا، کیا چالیس دن مراد ہیں؟ آپ نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ پھر انہوں نے پوچھا چالیس سال؟ اس پر بھی آپ نے انکار کیا پھر انہوں نے پوچھا چالیس مہینے؟ اس کے متعلق بھی آپ نے لاعلمی ظاہر کی اور ہر چیز فنا ہو جائے گی، سوائے ریڑھ کی ہڈی کے کہ اسی سے ساری مخلوق دوبارہ بنائی جائے گی۔

سُوْرَةُ حٰمٓ عٓسٓقٓ (شُوریٰ)

باب ۱۱۸۷. قَوْلِهٖ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى

(۱۶۵۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ بَطْنٌ مِّنْ قُرَيْشٍ اِلَّا كَانَ لَهٗ فِيْهِمْ قَرَابَةٌ فَقَالَ اِلَّا اَنْ تَصِلُوْا مَا بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ مِّنَ الْقَرَابَةِ۔

تفسیر سورۂ حٰمٓ عٓسٓقٓ (شوریٰ)

باب ۱۱۸۷۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "سوا رشتہ داری کی محبت کے"

۱۶۵۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ قریش کی کوئی شاخ نہیں تھی جس میں آنحضور ﷺ کی رشتہ داری نہ رہی ہو۔ آنحضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں تم سے صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس رشتہ داری کی وجہ سے صلہ رحمی کا معاملہ کرو جو میرے اور تمہارے درمیان میں قائم ہے۔

سُوْرَةُ الدُّخَانِ

باب ۱۱۸۸. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ

(۱۶۵۸) عَنْ مَّسْرُوْقٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ اِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اَللّٰهُ اَعْلَمُ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ مَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ اَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا غَلَبُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَعْصَوْا عَلَيْهِ قَالَ اللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ فَاَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ اَكَلُوْا فِيْهَا الْعِظَامَ وَالْمَيْتَةَ مِنَ الْجُهْدِ حَتّٰى جَعَلَ اَحَدُهُمْ يَرٰى مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجُوْعِ قَالُوْا رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ فَقِيْلَ لَهٗ اِنْ كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَادُوْا فَدَعَا رَبَّهٗ فَكَشَفَ عَنْهُمْ فَعَادُوْا فَانْتَقَمَ اللّٰهُ مِنْهُمْ يَوْمَ بَدْرٍ۔

تفسیر سورۃ الدخان

باب ۱۱۸۸۔ اے ہمارے پروردگار! ہم سے اس عذاب کو دور کیجئے۔ ہم ضرور ایمان لے آئیں گے

۱۶۵۸۔ حضرت مسروقؒ نے بیان کیا کہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی علم ہی ہے کہ تمہیں اگر کوئی بات معلوم نہیں ہے تو (اس کے متعلق اپنی لاعلمی ظاہر کر دو) اور کہہ دو کہ اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ سے فرمایا کہ "آپ اپنی قوم سے کہہ دیجئے کہ میں تم سے کسی اجر کا طالب نہیں ہوں اور نہ میں بناوٹی باتیں کرتا ہوں۔ جب قریش حضور اکرم ﷺ کو تکلیف پہنچانے اور آپ کے ساتھ معاندانہ روش میں برابر بڑھتے ہی رہے تو آپ نے ان کے لئے بددعا کی کہ "اے اللہ ان کے خلاف میری مدد ایسے قحط کے ذریعہ کیجئے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں پڑا تھا۔ چنانچہ قحط پڑا۔ اور بھوک اور فاقہ کی شدت کا یہ عالم تھا کہ لوگ ہڈیاں اور مردار کھانے پر مجبور ہو گئے۔ لوگ آسمان کی طرف دیکھتے تھے لیکن فاقہ کی وجہ سے دھویں کے سوا اور کچھ نظر نہ آتا تھا۔ آخر انہوں نے کہا کہ "اے ہمارے پروردگار! ہم سے اس عذاب کو دور کیجئے، ہم ضرور ایمان لے آئیں گے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے کہہ دیا تھا کہ اگر ہم نے یہ عذاب دور کر دیا تو پھر تم اسی اپنی پہلی حالت پر لوٹ آؤ گے۔ حضور اکرم ﷺ نے

پھر ان کے حق میں دعا کی اور یہ عذاب ان سے ہٹ گیا لیکن وہ پھر بھی کفر وشرک ہی پر جمے رہے۔ اس کا بدلہ اللہ تعالیٰ نے بدر کی لڑائی میں لیا۔

سُوْرَةُ الْجَاثِيَةِ

تفسیر سورۂ جاثیہ

باب ۱۱۸۹. قَوْلِهٖ وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ

باب ۱۱۸۹۔ ''اور ہم کو تو صرف زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے''

(۱۶۵۹) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ يُؤْذِيْنِي ابْنُ اٰدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَاَنَا الدَّهْرُ بِيَدِی الْاَمْرُ اُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔

۱۶۵۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ابن آدم مجھے تکلیف پہنچاتا ہے۔ وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے۔ حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں۔ میرے ہی ہاتھ میں سب کچھ ہے، اللہ ہی رات اور دن کو ادلتا بدلتا رہتا ہے۔

سُوْرَةُ الْاَحْقَافِ

تفسیر سورۃ الاحقاف

باب ۱۱۹۰. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: فَلَمَّا رَاَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اَوْدِيَتِهِمْ قَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا

باب ۱۱۹۰۔ ''پھر جب ان لوگوں نے بادل کو اپنی وادیوں کے مقابل آتے دیکھا تو بولے کہ یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا

(۱۶۶۰) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَارَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا حَتّٰى اَرٰى مِنْهُ لَهَوَاتِهٖ اِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ قَالَتْ وَكَانَ اِذَا رَاٰى غَيْمًا اَوْ رِيْحًا عُرِفَ فِيْ وَجْهِهٖ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الْغَيْمَ فَرِحُوْا رَجَآءَ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ الْمَطَرُ وَاَرَاكَ اِذَا رَاَيْتَهٗ عُرِفَ فِيْ وَجْهِكَ الْكَرَاهِيَةُ فَقَالَ يَاعَآئِشَةُ مَا يُؤْمِنِّيْ اَنْ يَّكُوْنَ فِيْهِ عَذَابٌ عُذِّبَ قَوْمٌ بِالرِّيْحِ وَقَدْ رَاٰى قَوْمٌ الْعَذَابَ فَقَالُوْا هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا۔

۱۶۶۰۔ نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو کبھی اس طرح ہنستے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا کوا نظر آ جائے بلکہ آپ تبسم فرمایا کرتے تھے، بیان کیا کہ جب بھی آپ بادل یا ہوا دیکھتے تو (گھبراہٹ اور اللہ کا خوف) آپ کے چہرے مبارک سے پہچان لیا جاتا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! جب لوگ بادل دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں کہ اس سے بارش برسے گی لیکن اس کے برخلاف آپ کو میں دیکھتی ہوں کہ جب آپ بادل دیکھتے ہیں تو ناگواری کا اثر آپ کے چہرہ پر نمایاں ہو جاتا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ کیا ضمانت ہے کہ اس میں عذاب نہ ہو۔ ایک قوم (عاد) پر ہوا کا عذاب آیا تھا انہوں نے عذاب دیکھا تو بولے کہ ''یہ تو بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔''

باب ۱۱۹۱. وَتُقَطِّعُوْآ اَرْحَامَكُمْ

باب ۱۱۹۱۔ ''وتقطعوا ارحامکم''

(۱۶۶۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ قَامَتِ الرَّحِمُ فَاَخَذَتْ بِحَقْوِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهٗ مَهْ قَالَتْ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكِ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْآ

۱۶۶۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی جب اس کی پیدائش سے فارغ ہوا تو ''رحم'' نے کھڑے ہو کر رحم کرنے والے اللہ کے دامن میں پناہ لی۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمایا۔ کیا تجھے یہ پسند نہیں کہ جو تجھ کو جوڑے میں بھی اسے جوڑوں اور جو تجھے توڑے میں بھی اسے توڑ دوں۔ رحم نے عرض کی ہاں اے میرے رب! اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر ایسا ہی ہوگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو ''اگر تم کنارہ کش رہو

اَرْحَامَکُمْ۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) بِهٰذَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَیْتُمْ اِنْ تَوَلَّیْتُمْ۔

تو آیا تم کو یہ احتمال بھی ہے کہ تم لوگ دنیا میں فساد مچا دو گے اور آپس میں قطع قرابت کر لو گے۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو آیت "اگر تم کنارہ کش رہو" پڑھ لو۔

سُوْرَةُ قٓ

تفسیر سورۂ ق

باب ١١٩٢. قَوْلِهٖ وَ تَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ

باب ١١٩٢۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "وہ (جہنم) کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے"

(١٦٦٢) عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُلْقٰی فِی النَّارِ وَتَقُوْلُ هَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ حَتّٰی یَضَعَ قَدَمَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ۔

١٦٦٢۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جہنم میں (جو اس کے مستحق ہوں گے انہیں) ڈالا جائے گا اور وہ کہے گی کہ کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر رکھیں گے اور وہ کہے گی کہ بس بس۔

(١٦٦٣) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ اُوْثِرْتُ بِالْمُتَکَبِّرِیْنَ وَالْمُتَجَبِّرِیْنَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ مَالِیْ لَا یَدْخُلُنِیْ اِلَّا ضُعَفَآءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لِلْجَنَّةِ اَنْتِ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ مِنْ عِبَادِیْ وَ قَالَ لِلنَّارِ اِنَّمَا اَنْتِ عَذَابٌ اُعَذِّبُ بِكِ مَنْ اَشَآءُ مِنْ عِبَادِیْ وَ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِلْؤُهَا فَاَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتّٰی یَضَعَ رِجْلَهٗ فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَیُزْوٰی بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ وَلَا یَظْلِمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ مِنْ خَلْقِهٖ اَحَدًا وَّ اَمَّا الْجَنَّةُ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا۔

١٦٦٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جنت اور دوزخ نے بحث کی، دوزخ نے کہا۔ میں متکبروں اور ظالموں کے لئے خاص کی گئی ہوں۔ جنت نے کہا مجھے کیا ہوا کہ میرے اندر صرف کمزور اور کم رتبہ (دنیاوی اعتبار سے) لوگ داخل ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت سے کہا کہ تو میری رحمت ہے، تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں جس پر چاہوں رحم کروں۔ اور دوزخ سے کہا کہ تو عذاب ہے۔ تیرے ذریعہ میں اپنے بندوں میں سے جسے چاہوں، عذاب دوں۔ جنت اور دوزخ دونوں بھریں گی، دوزخ تو اس وقت تک نہیں بھرے گی جب تک اللہ رب العزت اپنا قدم اس پر نہیں رکھ دیں گے۔ اس وقت وہ بولے گی کہ بس بس، اور اس وقت بھر جائے گی اور اس کا بعض حصہ بعض دوسرے حصے پر چڑھ جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں کسی پر بھی ظلم نہیں کرے گا اور جنت کیلئے اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کریگا

باب ١١٩٣. سُوْرَةُ الطُّوْرِ

باب ١١٩٣۔ تفسیر سورۂ والطور

(١٦٦٤) عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقْرَأُ فِی الْمَغْرِبِ بِالطُّوْرِ فَلَمَّا بَلَغَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ اَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ هُمُ الْخَالِقُوْنَ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَبِّكَ اَمْ هُمُ الْمُسَیْطِرُوْنَ کَادَ قَلْبِیْ اَنْ یَّطِیْرَ۔

١٦٦٤۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ مغرب کی نماز میں سورۂ "والطور" پڑھ رہے تھے۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے، "کیا یہ لوگ بغیر کسی کے پیدا کئے پیدا ہو گئے یا یہ خود (اپنے) خالق ہیں؟ یا انہوں نے آسمان اور زمین کو پیدا کر لیا ہے اصل یہ ہیکہ ان میں یقین ہی نہیں، کیا ان لوگوں کے پاس آپکے پروردگار کے خزانے ہیں یا یہ لوگ حاکم (مجاز) ہیں۔" تو میرا دل اڑنے لگا۔

سُوْرَةُ وَالنَّجْمِ

باب ۱۱۹۴. قَوْلُهُ اَفَرَأَيْتُمُ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى

(۱۶۶۵) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِىْ حَلْفِهٖ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهٖ تَعَالَ اُقَامِرْكَ فَلْيَتَصَدَّقْ۔

سورۂ النجم

باب ۱۱۹۴۔ بھلا تم نے لات وعزی کے حال میں بھی غور کیا

۱۶۶۵۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص قسم کھائے اور کہے کہ قسم ہے لات اور عزی کی تو اسے فوراً (مکافات کے لئے) کہنا چاہئے کہ "اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں (لا الہ الا اللہ) اور جو شخص اپنے ساتھی سے یہ کہے کہ آ ؤ جوا کھیلیں اسے فوراً صدقہ دینا چاہئے

فائدہ:۔ اصل میں یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو عربوں میں سے نیا نیا اسلام میں داخل ہوا ہو۔ چونکہ پہلے سے زبان پر یہ کلمات چڑھے ہوئے تھے اس لئے فرمایا کہ اگر غلطی سے زبان پر اس طرح کے کلمات آ جائیں تو فوراً اس کی مکافات کر لینی چاہئے۔

سُوْرَةُ اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ

باب ۱۱۹۵. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَ اَمَرُّ

(۱۶۶۶) عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَتْ لَقَدْ اُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ وَاِنِّىْ لَجَارِيَةٌ اَلْعَبُ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ۔

تفسیر سورۂ اقتربت الساعة

باب ۱۱۹۵۔ لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کا دن ہے اور قیامت بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے

۱۶۶۶۔ حضرت عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جس وقت آیت "لیکن ان کا اصل وعدہ تو قیامت کا دن ہے اور قیامت بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے۔" محمد ﷺ پر مکہ میں نازل ہوئی تو میں بچی تھی اور کھیلا کرتی تھی۔

سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ

باب ۱۱۹۶. قَوْلِهٖ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ

(۱۶۶۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّتٰنِ مِنْ فِضَّةٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهَا وَجَنَّتٰنِ مِنْ ذَهَبٍ اٰنِيَتُهُمَا وَمَا فِيْهَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ وَبَيْنَ اَنْ يَّنْظُرُوْآ اِلٰى رَبِّهِمْ اِلَّا رِدَآءُ الْكِبْرِ عَلٰى وَجْهِهٖ فِىْ جَنَّةِ عَدْنٍ حُوْرٌ مَّقْصُوْرَاتٌ فِى الْخِيَامِ۔

تفسیر سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ

باب ۱۱۹۶۔ اللہ کا ارشاد: ان باغوں سے کم درجہ میں دو اور باغ بھی ہیں

۱۶۶۷۔ حضرت عبداللہ بن قیس ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (جنت میں) دو باغ ہوں گے، جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں چاندی کی ہوں گی اور دو دوسرے باغ ہوں گے جن کے برتن اور تمام دوسری چیزیں سونے کی ہوں گے اور جنت عدن سے جنتیوں کے اپنے رب کے دیدار میں کوئی چیز سوائے رداء کبر کے جو اس کی ذات پر ہوگی حائل نہ ہوگی۔ "گورے رنگ والیاں خیموں میں محفوظ ہوں گی۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِى الْجَنَّةِ خَيْمَةً مِّنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُّوْنَ مِيْلًا فِىْ كُلِّ زَاوِيَةٍ مِّنْهَآ اَهْلٌ مَّا يَرَوْنَ الْاٰخَرِيْنَ يَطُوْفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

حضرت عبداللہ بن قیسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں کھوکھلے کشادہ موتی کا خیمہ ہوگا۔ اس کی چوڑائی ساٹھ میل ہوگی اور اس کے ہر کنارے پر حور ہوگی۔ ایک کنارے والی دوسرے کنارے والی کو نہ دیکھ سکے گی۔ اور مؤمن ان کے پاس باری باری جائے گا۔

باب۱۱۹۷. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: اِذَا جَآءَ کَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَکَ

(۱۶۶۸)عَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ بَايَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيْنَآ اَنْ لَّايُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبَضَتْ اِمْرَأَةٌ يَدَهَا فَقَالَتْ اَسْعَدَتْنِیْ فُلَانَةٌ اُرِيْدُ اَنْ اَجْزِيَهَا فَمَا قَالَ لَهَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَانْطَلَقَتْ وَرَجَعَتْ فَبَايَعَهَا۔

باب۱۱۹۷۔ جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس آئیں کہ آپ سے بیعت کریں

۱۶۶۸۔حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تو آپ نے ہمارے سامنے اس آیت کی تلاوت کی ''اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی۔'' اور ہمیں نوحہ (یعنی میت پر زور زور سے رونا پیٹنا) کرنے سے منع فرمایا۔ آپ ﷺ کی اس ممانعت پر ایک عورت (خود ام عطیہؓ) نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور عرض کی کہ فلاں عورت نے نوحہ میں میری مدد کی تھی۔ میں چاہتی ہوں کہ اس کا بدلہ چکا آؤں۔ آپ ﷺ نے اسکا کوئی جواب نہیں دیا۔ چنانچہ وہ گئیں اور پھر دوبارہ آ کر آپ ﷺ سے بیعت کی۔

سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ

باب۱۱۹۸. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ

(۱۶۶۹)عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْجُمُعَةِ وَاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ قَالَ قُلْتُ مَنْ هُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَلَمْ يُرَاجِعْهُ حَتّٰى سَاَلَ ثَلَاثًا وَّفِيْنَا سَلْمَانُ الْفَارِسِیُّ وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ عَلٰى سَلْمَانَ ثُمَّ قَالَ لَوْكَانَ الْاِيْمَانُ عِنْدَ الثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْرَجُلٌ مِّنْ هٰٓؤُلَآءِ۔

سورۃ الجمعۃ

باب۱۱۹۸۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اور دوسروں کے لئے بھی ان میں سے (آپ کو بھیجا) جو بھی ان میں شامل نہیں ہوئے

۱۶۶۹۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ سورۃ الجمعۃ کی یہ آیتیں نازل ہوئیں ''اور دوسروں کے لئے بھی ان میں سے جو بھی ان میں شامل نہیں ہوئے ہیں'' (آپ ﷺ ہادی اور معلم ہیں) بیان کیا کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ دوسرے کون لوگ ہیں؟ آنحضور ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ آخر یہی سوال تین مرتبہ کیا۔ مجلس میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آنحضور ﷺ نے ان پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ اگر ایمان ثریا پر بھی ہوگا تو ان کی قوم کے کچھ لوگ یا (آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ) ایک شخص اسے پالے گا۔

سُوْرَةُ الْمُنَافِقُوْنَ

باب۱۱۹۹. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَى الْكَاذِبُوْنَ

(۱۶۷۰)عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ كُنْتُ فِیْ غَزَاةٍ فَسَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ اُبَیٍّ يَقُوْلُ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا مَنْ حَوْلَهٗ وَلَوْ رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِهٖ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَمِّیْ اَوْلِعُمَرَ فَذَكَرَهٗ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِیْ فَحَدَّثْتُهٗ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اُبَیٍّ

تفسیر سورۃ المنافقون

باب۱۱۹۹۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''منافق آپکے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں آپ اللہ کے رسول ہیں سے الکاذبون'' تک

۱۶۷۰۔حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں ایک غزوہ میں تھا اور میں نے (منافقوں کے سردار) عبداللہ بن ابی کو کہتے سنا کہ جو لوگ رسول کے پاس جمع ہیں، ان پر خرچ نہ کرو تا کہ وہ خود ہی منتشر ہو جائیں۔ اس نے یہ بھی کہا کہ اب اگر ہم مدینہ لوٹ کر جائیں گے تو غلبہ والا وہاں سے مغلوبوں کو نکال باہر کرے گا۔ میں نے اس کا ذکر اپنے چچا (سعد بن عبادہ انصاریؓ) سے کیا۔ یا عمرؓ سے (اس کا ذکر کیا، راوی کو شک تھا) انہوں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ سے کیا آپ ﷺ نے مجھے

وَاَصْحَابِهِ فَحَلَفُوْا مَاقَالُوْا فَكَذَّبَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَدَّقَه' فَاَصَابَنِيْ هَمٌّ لَّمْ يُصِبْنِيْ مِثْلُه' قَطُّ فَجَلَسْتُ فِي الْبَيْتِ فَقَالَ لِيْ عَمِّيْ مَآاَرَدْتَّ اِلّٰى اَنْ كَذَّبَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَقَتَكَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِذَاجَآءَكَ الْمُنَافِقُوْنَ فَبَعَثَ اِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَازَيْدُ۔

بلایا۔ میں نے تمام تفصیلات آپ کو سنا دیں۔ آنحضور ﷺ نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلا بھیجا۔ انہوں نے قسم کھالی کہ انہوں نے اس طرح کی کوئی بات نہیں کہی تھی۔ اس پر آنحضور ﷺ نے میری تکذیب فرمادی۔ اور اس کی تصدیق، مجھے اس واقعہ کا اتنا صدمہ ہوا کہ کبھی نہ ہوا تھا۔ پھر میں گھر میں بیٹھا رہا۔ میرے چچا نے کہا کہ میرا خیال نہیں تھا کہ حضور اکرم ﷺ تمہاری تکذیب کریں گے اور تم پر ناراض ہوں گے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ''جب منافق آپ کے پاس آتے ہیں''۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے مجھے بلوایا اور اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا زید! اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کردی ہے۔

سُوْرَةُ التَّحْرِيْم

باب ۱۲۰۰. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآاَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاةَ اَزْوَاجِكَ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

سورۃ التحریم

باب ۱۲۰۰۔ ''اے نبی! جس چیز کو اللہ نے آپ کیلئے حلال کیا ہے، اسے آپ کیوں حرام کررہے ہیں، اپنی بیوی کی خوشی حاصل کرنے کے لئے اور اللہ بڑا مغفرت والا ہے، بڑی رحمت والا ہے۔

(۱٦٧١) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَيَمْكُثُ عِنْدَهَا فَوَاطَيْتُ اَنَا وَحَفْصَةُ عَنْ اَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا فَلْتَقُلْ لَه' اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ اِنِّيْ اَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَاوَلٰكِنِّيْ كُنْتُ اَشْرَبُ عَسَلًا عِنْدَ زَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ فَلَنْ اَعُوْدَ لَه' وَقَدْ حَلَفْتُ لَا تُخْبِرِيْ بِذٰلِكَ اَحَدًا۔

۱۶۷۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ (ام المؤمنین) زینب بنت جحشؓ کے گھر میں شہد پیتے تھے اور وہاں ٹھہرتے تھے پھر میرا اور حفصہؓ کا اس پر اتفاق ہوا کہ ہم میں سے جس کے پاس بھی آنحضور (زینب بنت جحشؓ کے یہاں سے شہد پی کر آنے کے بعد) داخل ہوں تو وہ کہے کہ آپ نے پیاز کھائی ہے؟ آپ کے منہ سے پیاز کی بو آتی ہے (چنانچہ جب آپ تشریف لائے تو پلان کے مطابق کہا گیا آنحضور ﷺ بدبو کو بہت ناپسند فرماتے تھے) آپ ﷺ نے فرمایا میں نے پیاز نہیں کھائی ہے۔ البتہ زینب بنت جحش کے یہاں شہید پیا کرتا تھا، لیکن اب ہرگز نہیں پیوں گا۔ میں نے اس کی قسم کھالی ہے۔ لیکن تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ (اس پر مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی)۔

سُوْرَہ نٓ وَالْقَلَم

باب ۱۲۰۱. عُتُلٍّم بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ

سورۂ القلم

باب ۱۲۰۱۔ سخت مزاج ہے اس کے علاوہ بدنسب بھی ہے

(۱٦٧٢) عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْاَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّه' اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُّسْتَكْبِرٍ۔

۱۶۷۲۔ حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کیا میں تمہیں اہل جنت کے متعلق نہ بتادوں، وہ دیکھنے میں کمزور و ناتوان ہوگا (لیکن اللہ کے یہاں اسکا مرتبہ یہ ہوگا کہ) اگر کسی بات پر اللہ کی قسم کھالی تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور پورا کردے گا اور کیا میں تمہیں اہل دوزخ کے متعلق نہ بتادوں ہر بدخو، بوجھل جسم والا اور مغرور۔

باب ۱۲۰۲. يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ

(۱۶۷۳) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ یَکْشِفُ رَبُّنَا عَنْ سَاقِهٖ فَیَسْجُدُ لَهٗ کُلُّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ وَّیَبْقٰی مَنْ کَانَ یَسْجُدُ فِی الدُّنْیَا رِئَآءً وَّسُمْعَةً فَیَذْهَبُ لِیَسْجُدَ فَیَعُوْدَ ظَهْرُهٗ طَبَقًا وَّاحِدًا

باب ۱۲۰۲۔ وہ دن (یاد کرنیکے قابل ہے) جب ساق کی تجلی فرمائی جائیگی

۱۶۷۳۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرمارہے تھے کہ ہمارا رب (قیامت کے دن) اپنی ساق کی تجلی فرمائے گا اس وقت ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت اس کے لئے سجدہ میں گر پڑیں گے۔ البتہ باقی رہ جائیں گے جو دنیا میں دکھاوے اور شہرت کے لئے سجدہ کرتے تھے اور جب وہ سجدہ کرنا چاہیں گے تو ان کی پیٹھ تختہ ہو جائے گی (اور وہ سجدہ کے لئے مڑ نہ سکیں گے)۔

باب ۱۲۰۳. سُوْرَہ وَالنّٰزِعٰتِ

(۱۶۷۴) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بِاِصْبَعَیْهِ هٰکَذَا بِالْوُسْطٰی وَالَّتِیْ تَلِی الْاِبْهَامَ بُعِثْتُ وَالسَّاعَةُ کَهَاتَیْنِ۔

باب ۱۲۰۳۔ تفسیر سورۂ والنازعات

۱۶۷۴۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ اپنی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے قریب والی انگلی کے اشارے سے فرمارہے تھے کہ میری بعثت اس طرح ہوئی کہ میرے اور قیامت کے درمیان صرف اتنا فاصلہ ہے۔

فائدہ:۔ یعنی قیامت میں اور آنحضور کی بعثت میں صرف اتنا فاصلہ ہے جتنا دو انگلیوں میں ہے۔ محدثین نے اس کی مختلف توجیہات بیان کی ہیں۔ اس کی یہ توجیہ زیادہ مناسب ہے کہ دنیا کے ازاول تا آخر وجود کی تشبیہ انگلیوں سے دی گئی ہے اور مراد یہ ہے کہ اکثر مدت گزر چکی اور جو کچھ مدت باقی رہ گئی ہے وہ اس مدت کے مقابلہ میں بہت کم ہے جو گذر چکی ہے۔

باب ۱۲۰۴. سورہ عَبَسَ

(۱۶۷۵) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْها) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الَّذِیْ یَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَّهٗ مَعَ السَّفَرَةِ الْکِرَامِ وَمَثَلُ الَّذِیْ یَقْرَأُ وَهُوَ یَتَعَاهَدُهٗ وَهُوَ عَلَیْهِ شَدِیْدٌ فَلَهٗ اَجْرَانِ۔

باب ۱۲۰۴۔ تفسیر سورۂ عبس

۱۶۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اس شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ بھی ہے۔ مکرم اور نیک لکھنے والے (فرشتوں) جیسی ہے اور جو شخص قرآن مجید کو بار بار پڑھتا ہے۔ اور وہ اس کے لئے دشوار ہے تو اسے دہرا اجر ملے گا۔

باب ۱۲۰۵. وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ

(۱۶۷۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهما) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ یَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ حَتّٰی یَغِیْبَ اَحَدُهُمْ فِیْ رَشْحِهٖ اِلٰی اَنْصَافِ اُذُنَیْهِ۔

باب ۱۲۰۵۔ سورۂ ویل للمطففین

۱۶۷۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس دن لوگ دونوں جہاں کے پالنے والے کے سامنے حساب دینے کے لئے کھڑے ہوں گے تو کانوں کی لو تک پسینہ میں ڈوب جائیں گے۔

باب ۱۲۰۶. اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ

(۱۶۷۷) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ اَحَدٌ یُّحَاسَبُ اِلَّا هَلَكَ۔

باب ۱۲۰۶۔ سورۂ اذا السماء انشقت

۱۶۷۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی کا بھی قیامت کے دن حساب لے لیا گیا، تو وہ ہلاک ہو جائے گا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ حَالًا بَعْدَ حَالٍ قَالَ هٰذَا نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا "لتر کبن طبقاً عن طبق" یعنی تم کو ضرور ایک حالت کے بعد دوسری حالت پر پہنچنا ہے۔ بیان کیا کہ مراد نبی کریم ﷺ ہیں (کہ کامیابی آہستہ آہستہ ہوگی۔)

باب ۱۲۰۷ . سورۃ و الشمس وضحاها

(۱۶۷۸) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَذَكَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي عَقَرَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيْزٌ عَارِمٌ مَنِيْعٌ فِي رَهْطِهِ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ وَذَكَرَ النِّسَآءَ فَقَالَ يَعْمِدُ أَحَدُكُمْ يَجْلِدُ امْرَأَتَهُ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهِ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ فِي الضَّرْطَةِ وَقَالَ لِمَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ۔

باب ۱۲۰۷۔ سورۂ و الشمس وضحاها

۱۶۷۸۔ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آنحضور ﷺ نے اپنے ایک خطبہ میں صالح علیہ السلام کی اونٹنی کا ذکر فرمایا اور اس شخص کا بھی ذکر فرمایا جس نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا "اذا نبعث اشقاها" یعنی اس اونٹنی کو مار ڈالنے کے لئے ایک مفسد بدبخت جو اپنی قوم میں ابوزمعہ کی طرح غالب اور طاقتور تھا، اٹھا۔ آنحضور ﷺ نے عورتوں کا بھی ذکر فرمایا (یعنی ان کے حقوق وغیرہ کا) اور فرمایا کہ تم میں سے بعض اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح کوڑے مارتے ہیں حالانکہ اسی دن کے ختم ہونے پر وہ اس سے ہم بستری بھی کرتے ہیں (عورتوں کے ساتھ اس طرح کا معاملہ درست نہیں ہے) پھر آپ نے انہیں ریاح خارج ہونے پر ہنسنے سے منع فرمایا۔ اور فرمایا کہ ایک کام جو تم سے ہر شخص کرتا ہے، اسی پر تم دوسروں پر کس طرح ہنستے ہو؟

باب ۱۲۰۸ . قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی:

كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ

(۱۶۷۹) قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ أَبُوْ جَهْلٍ لَئِنْ رَأَيْتُ مُحَمَّدًا يُصَلِّيْ عِنْدَ الْكَعْبَةِ لَأَطَأَنَّ عَلٰى عُنُقِهِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ فَعَلَهُ لَأَخَذَتْهُ الْمَلَآئِكَةُ۔

باب ۱۲۰۸۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "ہاں ہاں! اگر یہ شخص باز نہ آیا تو ہم اسے پیشانی کے بل پکڑ کر گھسیٹیں گے، دروغ وخطا میں آلودہ پیشانی

۱۶۷۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوجہل نے کہا تھا کہ اگر میں نے محمد (ﷺ، ابی وامی فداہ) کو کعبہ کے پاس نماز پڑھتے دیکھ لیا تو اس کی گردن مروڑ دوں گا۔ حضور اکرم ﷺ کو جب یہ بات پہنچی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر اس نے ایسا کیا تو اسے فرشتے پکڑ لیں گے

باب ۱۲۰۹ . إِنَّا أَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ

(۱۶۸۰) عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا عُرِجَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى السَّمَآءِ قَالَ أَتَيْتُ عَلٰى نَهَرٍ حَافَتَاهُ قِبَابُ اللُّؤْلُؤِ مُجَوَّفًا فَقُلْتُ مَا هٰذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ هٰذَا الْكَوْثَرُ۔

باب ۱۲۰۹۔ سورۂ انا اعطیناک الکوثر

۱۶۸۰۔ حضرت انس بن مالکؓ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ کو معراج ہوئی تو اس کے متعلق حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک نہر کے کنارے پر پہنچا جس کے دونوں کنارے موتیوں کے کھوکھلے گنبد کے تھے۔ میں نے پوچھا، اے جبرائیل! یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ "کوثر" ہے۔

باب ۱۲۱۰ . قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ

(۱۶۸۱) عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ سَأَلْتُ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ عَنِ الْمُعَوِّذَتَيْنِ فَقَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قِيْلَ لِيْ فَقُلْتُ

باب ۱۲۱۰۔ سورۂ قل اعوذ برب الفلق

۱۶۸۱۔ حضرت زر بن حبیشؓ نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے معوذتین (قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس) کے بارے میں پوچھا تو آپ نے بیان کیا کہ میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا۔ حضور

فَنَحْنُ نَقُولُ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ سے کہا گیا (جبرئیلؑ کی زبانی) ورنہ میں نے اسی طرح کہا۔ چنانچہ ہم بھی وہی کہتے ہیں جو رسول اللہ ﷺ نے کہا۔

فَضَائِلُ الْقُرْاٰن

قرآن کے فضائل

باب ۱۲۱۱. كَيْفَ نُزُوْلُ الْوَحْيِ وَ اَوَّلُ مَا نَزَلَ

باب ۱۲۱۱۔ وحی کا نزول کس طرح ہوتا تھا اور سب سے پہلے کونسی آیت نازل ہوئی

(۱۶۸۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَامِنَ الْاَنْبِيَآءِ نَبِيٌّ اِلَّا اُعْطِيَ مَامِثْلُهُ اٰمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَاِنَّمَا كَانَ الَّذِيْ اُوْتِيْتُ وَحْيًا اَوْحَاهُ اللّٰهُ اِلَيَّ فَاَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ اَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۱۶۸۲۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو ایسے ہی معجزات عطا کئے گئے جوان کے زمانہ کے مطابق ہوں کہ (انہیں دیکھ کر) لوگ ان پر ایمان لائیں اور مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی ہے اسلئے مجھے امید ہے کہ میں تمام انبیاء میں اپنے متبعین کی حیثیت سے سب سے بڑھ کر رہوں گا۔

(۱۶۸۳) عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى تَابَعَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهٖ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اَكْثَرَ مَاكَانَ الْوَحْيُ ثُمَّ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدُ۔

۱۶۸۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ پر متواتر وحی نازل کرتا رہا۔ اور آپ ﷺ کی وفات کے قریبی زمانہ میں تو وحی کا سلسلہ اور بڑھ گیا تھا۔ پھر اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کی وفات ہوگئی۔

باب ۱۲۱۲. اُنْزِلَ الْقُرْاٰنُ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ

باب ۱۲۱۲۔ قرآن مجید سات طریقوں سے نازل ہوا

(۱۶۸۴) عَنْ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) يَقُوْلُ سَمِعْتُ هِشَامَ ابْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِيْ حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَآءَتِهٖ فَاِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَّمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُّ اُسَاوِرُهٗ فِي الصَّلٰوةِ فَتَصَبَّرْتُ حَتّٰى سَلَّمَ فَلَبَّبْتُهٗ بِرِدَآئِهٖ فَقُلْتُ مَنْ اَقْرَاَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ قَالَ اَقْرَاَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ كَذَبْتَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَقْرَاَنِيْهَا عَلٰى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اَقُوْدُهٗ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ بِسُوْرَةِ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَّمْ تُقْرِئْنِيْهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَرْسِلْهُ اِقْرَأْ يَاهِشَامُ فَقَرَأَ عَلَيْهِ

۱۶۸۴۔ حضرت عمر بن خطاب ؓ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کی حیات میں، میں نے ہشام بن حکیم کو سورۂ فرقان نماز میں پڑھتے سنا۔ میں نے ان کی قرأت کو غور سے سنا تو معلوم ہوا کہ وہ سورت دوسرے طریقہ سے پڑھ رہے ہیں۔ حالانکہ مجھے اس طرح آنحضور ﷺ نے نہیں پڑھایا تھا۔ قریب تھا کہ میں ان کا سر نماز ہی میں پکڑ لیتا، لیکن میں نے بڑی مشکل سے صبر کیا اور جب انہوں نے سلام پھیرا تو میں نے ان کی چادر سے ان کی گردن باندھ کر پوچھا یہ سورہ جو میں نے ابھی تمہیں پڑھتے ہوئے سنی ہے، تمہیں کس نے اس طرح پڑھائی ہے؟ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اسی طرح پڑھائی ہے۔ میں نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو۔ خود حضور اکرم ﷺ نے مجھے اس سے مختلف دوسرے طریقہ سے پڑھائی، جس طرح تم پڑھ رہے تھے۔ بالآخر میں انہیں کھینچتا ہوا حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں نے اس شخص سے سورۂ فرقان ایسے طریقوں سے پڑھتے سنی جن کی آپ ﷺ نے مجھے تعلیم

الْقِرَآءَةَ الَّتِیْ سَمِعْتُهٗ یَقْرَأُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَذٰلِكَ اُنْزِلَتْ ثُمَّ قَالَ اِقْرَأْ یَاعُمَرُ فَقَرَأْتُ الْقِرَاءَةَ الَّتِیْ اَقْرَأَنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَذَالِكَ اُنْزِلَتْ اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰی سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَا فَاقْرَءُوْا مَا تَیَسَّرَ مِنْهُ

نہیں دی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، پہلے انہیں چھوڑ دو، ہشام! پڑھ کر سناؤ۔ انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے بھی اسی طرح پڑھا، جس طرح میں نے انہیں نماز میں پڑھتے سنا تھا۔ آنحضور ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی ہے۔ پھر فرمایا ابو عمر! اب تم پڑھ کر سناؤ، میں نے اس طرح پڑھا جس طرح آپ ﷺ نے مجھے تعلیم دی تھی۔ آپ ﷺ نے اسے بھی سن کر فرمایا کہ اسی طرح نازل ہوئی۔ یہ قرآن سات طریقوں سے نازل ہوا ہے۔ پس تمہیں جس طرح آسان ہو پڑھو۔

باب ۱۲۱۳. كَانَ جِبْرِیْلُ یَعْرِضُ الْقُرْاٰنَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ

باب ۱۲۱۳۔ جبریلؑ نبی کریم ﷺ سے قرآن مجید کا دور کرتے تھے

(۱۶۸۵) عَنْ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَسَرَّ اِلَیَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ جِبْرِیْلَ یُعَارِضُنِیْ بِالْقُرْآنِ کُلَّ سَنَةٍ وَاِنَّهٗ عَارَضَنِی الْعَامَ مَرَّتَیْنِ وَلَا اُرَاهُ اِلَّا حَضَرَ اَجَلِیْ۔

۱۶۸۵۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے چپکے سے بتایا کہ جبریلؑ مجھ سے ہر سال قرآن مجید کا دور کرتے ہیں اور اس سال انہوں نے مجھ سے دو مرتبہ دور کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میری مدت حیات پوری ہوگئی ہے۔

(۱۶۸۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) فَقَالَ وَاللّٰهِ لَقَدْ اَخَذْتُ مِنْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِضْعًا وَّسَبْعِیْنَ سُوْرَةً وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَ اَصْحَابُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنِّیْ مِنْ اَعْلَمِهِمْ بِکِتَابِ اللّٰهِ وَمَا اَنَا بِخَیْرِهِمْ قَالَ شَقِیْقٌ فَجَلَسْتُ فِی الْحِلَقِ اَسْمَعُ مَا یَقُوْلُوْنَ فَمَا سَمِعْتُ رَادًّا یَقُوْلُ غَیْرَ ذٰلِكَ۔

۱۶۸۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ گواہ ہے، میں نے تقریباً ستر سورتیں خود رسول اللہ ﷺ کی زبان سے سن کر حاصل کی ہیں۔ اللہ گواہ ہے حضور اکرم ﷺ کے صحابہ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ میں ان سب سے زیادہ قرآن جاننے والا ہوں حالانکہ میں ان سے افضل و بہتر نہیں ہوں۔ شقیق نے بیان کیا کہ پھر میں مجلس میں بیٹھا تاکہ صحابہ کی رائے سن سکوں کہ وہ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ لیکن میں نے کسی سے اس کی تردید نہیں سنی۔

(۱۶۸۷) عَنْ عَلْقَمَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ کُنَّا بِحِمْصَ فَقَرَأَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) سُوْرَةَ یُوْسُفَ فَقَالَ رَجُلٌ مَّا هٰکَذَا اُنْزِلَتْ قَالَ قَرَأْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَحْسَنْتَ وَوَجَدَ مِنْهُ رِیْحَ الْخَمْرِ فَقَالَ اَتَجْمَعُ اَنْ تُکَذِّبَ بِکِتَابِ اللّٰهِ وَتَشْرَبَ الْخَمْرَ فَضَرَبَهُ الْحَدَّ۔

۱۶۸۷۔ حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہم حمص میں تھے کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ یوسف پڑھی تو ایک شخص بولا کہ اس طرح نہیں نازل ہوئی تھی۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس سورت کی تلاوت کی تھی اور آپ نے میری قرأت کی تحسین فرمائی تھی۔ آپ نے محسوس کیا کہ اس کے منہ سے شراب کی بو آ رہی تھی۔ تو فرمایا کہ اللہ کی کتاب کے متعلق کذب بیانی اور شراب نوشی جیسے گناہ ایک ساتھ کرتا ہے۔ پھر آپ نے اس پر حد جاری کروائی۔

باب ۱۲۱۴ . فَضْلِ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَد

(۱۶۸۸) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) اَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا یَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ یُرَدِّدُهَا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَآءَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ وَ كَانَ الرَّجُلُ یَتَقَالُّهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ اِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ۔

باب ۱۲۱۴۔ "سورۂ قل هو الله احد" کی فضیلت

۱۶۸۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک صاحب (خود ابوسعید رضی اللہ عنہ) نے ایک دوسرے صاحب (قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ) کو دیکھا کہ وہ سورہ "قل هو الله" بار بار دہرا رہے ہیں۔ صبح ہوئی تو وہ صاحب (ابوسعید رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آنحضور ﷺ سے اس کا ذکر کیا کیونکہ وہ صاحب اسے معمولی عمل سمجھتے تھے (کہ ایک چھوٹی سی سورت کو بار بار دہرایا جائے) آنحضور ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے یہ سورۃ قرآن مجید کی ایک تہائی کے برابر ہے۔

(۱۶۸۹) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ اَیَعْجِزُ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّقْرَأَ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ فِیْ لَیْلَةٍ فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَیْهِمْ وَ قَالُوْا اَیُّنَا یُطِیْقُ ذٰلِكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ ثُلُثُ الْقُرْاٰنِ۔

۱۶۸۹۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کیا تمہارے لئے یہ ممکن نہیں کہ قرآن کا ایک تہائی حصہ ایک رات میں پڑھا کرو۔ صحابہ کو یہ عمل بڑا مشکل معلوم ہوا، اور انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم میں کون اس کی طاقت رکھتا ہوگا۔ آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا کہ "قل هو الله احد الله الصمد" قرآن مجید کا ایک تہائی ہے۔

باب ۱۲۱۵ . فَضْلِ الْمُعَوِّذَاتِ

(۱۶۹۰) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَآ اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ كُلَّ لَیْلَةٍ جَمَعَ كَفَّیْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِیْهِمَا فَقَرَأَ فِیْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ یَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ یَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰی رَاْسِهٖ وَ وَجْهِهٖ وَمَآ اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ یَفْعَلُ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ

باب ۱۲۱۵۔ معوذات کی فضیلت

۱۶۹۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ہر رات جب بستر پر آرام کے لئے لیٹتے تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو ایک ساتھ کر کے "قل هو الله احد (سورۂ اخلاص) قل اعوذ برب الفلق (سورۃ الفلق) اور قل اعوذ برب الناس (سورۃ الناس) پڑھ کر ان پر پھونکتے تھے۔ اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو جہاں تک ممکن ہوتا اپنے جسم پر پھیرتے تھے۔ سر اور چہرہ اور جسم کے آگے کے حصے سے شروع کرتے۔ یہ عمل آپ تین مرتبہ کرتے تھے۔

باب ۱۲۱۶ . نُزُوْلِ السَّكِیْنَةِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ

(۱۶۹۱) عَنْ اُسَیْدِ بْنِ حُضَیْرٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ بَیْنَمَا هُوَ یَقْرَأُ مِنَ اللَّیْلِ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَفَرَسُهٗ مَرْبُوْطٌ عِنْدَهٗ اِذْ جَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ فَسَكَنَتْ فَقَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَسَكَتَ وَ سَكَنَتِ الْفَرَسُ ثُمَّ قَرَأَ فَجَالَتِ الْفَرَسُ فَانْصَرَفَ وَ كَانَ ابْنُهٗ یَحْیٰی قَرِیْبًا مِّنْهَا فَاَشْفَقَ اَنْ تُصِیْبَهٗ فَلَمَّا اجْتَرَّهٗ رَفَعَ رَاْسَهٗ اِلٰی

باب ۱۲۱۶۔ قرآن کی تلاوت کے وقت سکینت اور فرشتوں کا نزول

۱۶۹۱۔ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رات کے وقت آپ سورۂ بقرہ کی تلاوت کر رہے تھے اور آپ کا گھوڑا آپ کے پاس ہی بندھا ہوا تھا۔ اتنے میں گھوڑا بدکنے لگا تو آپ نے تلاوت بند کر دی۔ اور گھوڑا بھی رک گیا۔ پھر آپ نے تلاوت شروع کی تو گھوڑا پھر بدکنے لگا۔ اس مرتبہ بھی جب آپ نے تلاوت بند کی تو گھوڑا بھی خاموش ہو گیا۔ تیسری مرتبہ آپ نے جب تلاوت شروع کی تو پھر گھوڑا بدکا۔ آپ کے

السَّمَآءِ حَتیّٰ مَایَرٰھَا فَلَمَّا اَصْبَحَ حَدَّثَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِقْرَأْ یَا ابْنَ حُضَیْرٍ اِقْرَأْ یَا ابْنَ حُضَیْرٍ قَالَ فَاشْفَقْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَنْ تَطَأَ یَحْیٰی وَکَانَ مِنْھَا قَرِیْبًا فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ فَانْصَرَفْتُ اِلَیْہِ فَرَفَعْتُ رَاْسِیْ اِلَی السَّمَآءِ فَاِذَا مِثْلُ الظُّلَّۃِ فِیْھَآ اَمْثَالُ الْمَصَابِیْحِ فَخَرَجْتُ حَتّٰی لَا اَرَاھَا قَالَ وَتَدْرِیْ مَا ذَاکَ قَالَ لَا قَالَ تِلْکَ الْمَلٰٓئِکَۃُ دَنَتْ لِصَوْتِکَ وَلَوْ قَرَاْتَ لَاَصْبَحَتْ یَنْظُرُ النَّاسُ اِلَیْھَا لَا تَتَوَارٰی مِنْھُمْ۔

صاحبزادے یحییٰ چونکہ گھوڑے کے قریب ہی تھے اس لئے اس ڈر سے کہ کہیں انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچ جائے آپ نے تلاوت بند کر دی اور صاحبزادے کو وہاں سے ہٹا دیا۔ پھر اوپر نظر اٹھائی تو کچھ نہ دکھائی دیا۔ صبح کے وقت یہ واقعہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا ابن حضیر! تم پڑھتے رہے ہوتے، تم نے تلاوت بند نہ کی ہوتی، انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے ڈر لگا کہ کہیں گھوڑا یحییٰ کو نہ کچل دے۔ وہ اس سے بہت قریب تھا۔ میں نے سر اوپر اٹھایا اور پھر یحییٰ کی طرف گیا۔ پھر میں نے آسمان کی طرف سر اٹھایا تو ایک چھتری سی دکھائی دی جس میں چراغ کی طرح کی چیزیں تھیں۔ پھر جب میں دوبارہ باہر آیا تو وہ چیز مجھے نہیں دکھائی دی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تمہیں معلوم بھی ہے وہ کیا چیز تھی؟ اسید رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ نہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ فرشتے تھے، تمہاری آواز کے قریب ہو رہے تھے اگر تم پڑھتے رہتے تو صبح تک اور لوگ بھی انہیں دیکھتے وہ لوگوں سے چھپتے نہیں۔

باب ۱۲۱۷. اِغْتِبَاطِ صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ

(۱۶۹۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا حَسَدَ اِلَّا فِی اثْنَتَیْنِ رَجُلٌ عَلَّمَہُ اللّٰہُ الْقُرْاٰنَ فَھُوَ یَتْلُوْہُ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّھَارِ فَسَمِعَہٗ جَارٌلَّہٗ فَقَالَ لَیْتَنِیْ اُوْتِیْتُ مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا یَعْمَلُ وَ رَجُلٌ اٰتَاہُ اللّٰہُ مَالًا فَھُوَیُھْلِکُہٗ فِی الْحَقِّ فَقَالَ رَجُلٌ لَیْتَنِیْ اُوْتِیْتُ مِثْلَ مَآ اُوْتِیَ فُلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا یَعْمَلُ۔

باب ۱۲۱۷۔ صاحب قرآن پر رشک

۱۶۹۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، رشک تو بس دو ہی پر ہونا چاہئے ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے کہ اس کا پڑوسی سن کر کہہ اٹھے کہ کاش مجھے بھی اس جیسا علم ہوتا اور میں بھی اس کی طرح عمل کرتا اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اسے حق کے لئے لٹا رہا ہے (اسے دیکھ کر) دوسرا شخص کہہ اٹھتا ہے کہ کاش مجھے بھی اس کے جتنا مال حاصل ہوتا اور میں بھی اسی کی طرح عمل کرتا۔

باب ۱۲۱۸. خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ

(۱۶۹۳) عَنْ عُثْمَانَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ۔

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَفْضَلَکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ

باب ۱۲۱۸۔ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے

۱۶۹۳۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

باب ۱۲۱۹. اِسْتِذْکَارِ الْقُرْاٰنِ وَتَعَاھُدِہٖ

(۱۶۹۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھما) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ

باب ۱۲۱۹۔ قرآن مجید کی ہمیشہ تلاوت کرتے رہنا اس سے غافل نہ ہونا

۱۶۹۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ صاحب قران (حافظ قرآن) کی مثال رسی سے بندھے

صَاحِبِ الْقُرْاٰنِ كَمَثَلِ صَاحِبِ الْاِبِلِ الْمُعَقَّلَةِ اِنْ عَاهَدَ عَلَيْهَا اَمْسَكَهَا وَ اِنْ اَطْلَقَهَا ذَهَبَتْ۔

ہوئے اونٹ کے مالک جیسی ہے اگر اس کی نگرانی رکھے گا تو روک سکے گا۔ ورنہ وہ بھاگ جائے گا۔

(۱٦۹۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِئْسَ مَالِاَحَدِهِمْ اَنْ يَّقُوْلَ نَسِيْتُ اٰيَةَ كَيْتَ وَكَيْتَ بَلْ نُسِّيَ وَاسْتَذْكِرُوْا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِّنْ صُدُوْرِ الرِّجَالِ مِنَ النَّعَمِ۔

۱٦۹۵۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بدترین ہے کسی شخص کا یہ کہنا کہ میں فلاں فلاں آیت بھول گیا بلکہ (کہنا چاہئے) مجھے بھلا دیا گیا اور قرآن کا مذاکرہ ومحافظہ جاری رکھو، کیونکہ انسانوں کے دلوں سے دور ہو جانے میں وہ اونٹ سے بھی بڑھ کر ہے۔

(۱٦۹٦) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّيًا مِنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا۔

۱٦۹٦۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی تلاوت کو لازم پکڑو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے وہ اونٹ کے اپنی رسی تڑا کر بھاگ جانے سے زیادہ تیزی سے بھاگتا ہے۔

باب ۱۲۲۰. مَدِّ الْقِرَآءَةِ

باب ۱۲۲۰۔ قرآن مجید پڑھنے میں مد کرنا

(۱٦۹۷) عَنْ قَتَادَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ سُئِلَ اَنَسٌ كَيْفَ كَانَتْ قِرَآءَةُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَتْ مَدًّا ثُمَّ قَرَاَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ يَمُدُّ بِبِسْمِ اللّٰهِ وَيَمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ وَيَمُدُّ بِالرَّحِيْمِ

۱٦۹۷۔ حضرت قتادہؓ نے کہ انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی قرأت کیسی تھی؟ آپؓ نے بیان کیا کہ مد کے ساتھ پھر آپ نے **بسم اللہ الرحمن الرحیم** پڑھا اور کہا کہ بسم اللہ (میں اللہ کی لام کو) مد کے ساتھ پڑھتے۔ الرحمٰن (میں میم) کو مد کے ساتھ پڑھتے اور الرحیم (میں ح کو) مد کے ساتھ پڑھتے۔

باب ۱۲۲۱. حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقِرَآءَةِ

باب ۱۲۲۱۔ خوش الحانی کے ساتھ تلاوت۔

(۱٦۹۸) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهٗ يَا اَبَا مُوْسٰی لَقَدْ اُوْتِيْتَ مِزْمَارًا مِّنْ مَّزَامِيْرِ اٰلِ دَاوٗدَ

۱٦۹۸۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوموسیٰ! تجھے داؤد علیہ السلام جیسی خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔

باب ۱۲۲۲. فِیْ كَمْ يُقْرَاُ الْقُرْاٰنُ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

باب ۱۲۲۲۔ کتنی مدت میں قران مجید ختم کیا جانا چاہئے؟ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد " کہ پس پڑھو جو کچھ بھی اس میں سے آسان ہو۔

(۱٦۹۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ وَاَنْكَحَنِیْ اَبِیْ اِمْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ فَكَانَ يَتَعَاهَدُ كَنَّتَهٗ فَيَسْاَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَتَقُوْلُ نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَّمْ يَطَاْ لَنَا فِرَاشًا وَّلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُذْاَتَيْنَاهُ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْقَنِیْ بِهٖ فَلَقِيْتُهٗ بَعْدُ فَقَالَ كَيْفَ تَصُوْمُ قَالَ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ وَكَيْفَ تَخْتِمُ قَالَ كُلَّ لَيْلَةٍ قَالَ صُمْ فِیْ كُلِّ

۱٦۹۹۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے والد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے میرا نکاح ایک شریف خاندان کی عورت سے کر دیا تھا۔ پھر وہ میری بیوی سے بار بار اس کے شوہر (یعنی آپ) کے متعلق پوچھتے تھے۔ میری بیوی کہتی کہ بہت اچھا مرد ہے۔ البتہ جب سے ہم یہاں آئے انہوں نے اب تک ہمارے بستر پر قدم بھی نہیں رکھا ہے اور نہ ہمارا حال معلوم کیا۔ جب بہت دن اسی طرح ہو گئے تو والد نے اس کا تذکرہ نبی کریم ﷺ سے کیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھ

شَهۡرٍ ثَلٰثَةً وَّ اقۡرَأِ الۡقُرۡاٰنَ فِیۡ کُلِّ شَهۡرٍ قُلۡتُ اُطِیۡقُ اَکۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ قَالَ صُمۡ ثَلٰثَةَ اَیَّامٍ فِی الۡجُمۡعَةِ قُلۡتُ اُطِیۡقُ اَکۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ قَالَ اَفۡطِرۡ یَوۡمَیۡنِ وَصُمۡ یَوۡمًا قَالَ قُلۡتُ اُطِیۡقُ اَکۡثَرَ مِنۡ ذٰلِكَ قَالَ صُمۡ اَفۡضَلَ الصَّوۡمِ صَوۡمَ دَاوٗدَ صِیَامَ یَوۡمٍ وَّ اِفۡطَارَ یَوۡمٍ وَّاقۡرَأۡ فِیۡ کُلِّ سَبۡعِ لَیَالٍ مَرَّةً فَلَیۡتَنِیۡ قَبِلۡتُ رُخۡصَةَ رَسُوۡلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ وَ ذَاكَ اَنِّیۡ کَبِرۡتُ وَضَعُفۡتُ فَکَانَ یَقۡرَأُ عَلٰی بَعۡضِ اَهۡلِهِ السُّبۡعَ مِنَ الۡقُرۡاٰنِ بِالنَّهَارِ وَالَّذِیۡ یَقۡرَؤُهٗ یَعۡرِضُهٗ مِنَ النَّهَارِ لِیَکُوۡنَ اَخَفَّ عَلَیۡهِ بِاللَّیۡلِ وَ اِذَآ اَرَادَ اَنۡ یَتَقَوّٰی اَفۡطَرَ اَیَّامًا وَاَحۡصٰی وَ صَامَ مِثۡلَهُنَّ کَرَاهِیَةَ اَنۡ یَّتۡرُكَ شَیۡئًا فَارَقَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ عَلَیۡهِ۔

اس کی ملاقات کراؤ۔ چنانچہ میں اس کے بعد آنحضرت ﷺ سے ملا۔ آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ روزہ کس طرح رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی کہ روزانہ۔ دریافت فرمایا۔ قرآن مجید کس طرح ختم کرتے ہو؟ میں نے عرض کی ہر رات اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر مہینے میں تین دن روزے رکھو، اور قرآن ایک مہینے میں ختم کرو۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! مجھے اس سے زیادہ کی ہمت ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ پھر دو دن بلا روزے کے رہو، اور ایک دن روزے سے۔ میں نے عرض کی مجھے اس سے بھی زیادہ کی ہمت ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا پھر وہ روزہ رکھو جو سب سے افضل ہے یعنی داؤد علیہ السلام کا روزہ، ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن بلا روزے کے رہو، اور قرآن مجید سات دن میں ختم کرو (آپ فرماتے) کاش! میں نے حضور اکرم ﷺ کی رخصت قبول کرلی ہوتی۔ کیونکہ اب میں بوڑھا اور کمزور ہو گیا ہوں۔ چنانچہ آپ اپنے گھر کے کسی فرد کو قرآن مجید کا ساتواں حصہ دن میں سنا دیتے تھے۔ جتنا قرآن مجید آپ رات کے وقت پڑھتے اسے پہلے دن میں سن لیتے تھے تاکہ رات کے وقت آسانی سے پڑھ سکیں اور جب (قوت ختم ہو جاتی اور نڈھال ہو جاتے) قوت حاصل کرنا چاہتے تو کئی کئی دن روزہ نہ رکھتے اور ان دنوں کو شمار کرتے اور پھر اتنے ہی دن ایک ساتھ روزہ رکھتے کیونکہ آپ کو یہ پسند نہیں تھا کہ جس چیز کا رسول اللہ ﷺ کے سامنے عہد کرلیا ہے اس میں سے کچھ بھی چھوڑیں۔

باب ۱۲۲۳۔ مَنۡ رَّایَا بِقِرَآءَةِ الۡقُرۡاٰنِ اَوۡ تَاَکَّلَ بِهٖ اَوۡفَخَرَ بِهٖ

(۱۷۰۰) عَنۡ اَبِیۡ سَعِیۡدِ نِ الۡخُدۡرِیِّ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُ) اَنَّهٗ قَالَ سَمِعۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ یَقُوۡلُ یَخۡرُجُ فِیۡکُمۡ قَوۡمٌ تَحۡقِرُوۡنَ صَلَاتَکُمۡ مَّعَ صَلَاتِهِمۡ وَصِیَامَکُمۡ مَّعَ صِیَامِهِمۡ وَ عَمَلَکُمۡ مَّعَ عَمَلِهِمۡ وَ یَقۡرَءُوۡنَ الۡقُرۡاٰنَ لَا یُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمۡ یَمۡرُقُوۡنَ مِنَ الدِّیۡنِ کَمَا یَمۡرُقُ السَّهۡمُ مِنَ الرَّمِیَّةِ یَنۡظُرُ فِی النَّصۡلِ فَلَا یَرٰی شَیۡئًا وَّ یَنۡظُرُ فِی الۡقِدۡحِ فَلَا یَرٰی شَیۡئًا وَیَنۡظُرُ فِی الرِّیۡشِ فَلَا یَرٰی شَیۡئًا وَّ یَتَمَارٰی فِی الۡفُوۡقِ

باب ۱۲۲۳۔ جس نے دیکھاوے، طلب دنیا یا فخر کیلئے قرآن مجید پڑھا

۱۷۰۰۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم میں ایک جماعت پیدا ہوگی، تم اپنی نماز کو ان کی نماز کے مقابلہ میں کم تر سمجھو گے، ان کے روزوں کے مقابلہ میں تمہیں اپنے روزے اور ان کے عمل کے مقابلہ میں تمہیں اپنے عمل حقیر اور معمولی نظر آئیں گے اور وہ قرآن مجید کی تلاوت بھی کریں گے لیکن قرآن مجید ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے وہ اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر شکار کو پار کرتے ہوئے نکل جاتا ہے (اور وہ بھی اتنی صفائی کے ساتھ کہ تیر انداز) تیر کے پھل میں دیکھتا ہے تو اس میں بھی (شکار کے خون وغیرہ کا) کوئی اثر نظر نہیں آتا اس سے اوپر دیکھتا ہے وہاں بھی کچھ نظر نہیں آتا، تیر کے پر پر دیکھتا ہے اور وہاں بھی کچھ نظر

نہیں آتا۔ پس سوفار میں کچھ شبہ گذرتا ہے۔

فائدہ:۔ یعنی جس طرح تیر شکار کو لگتے ہی باہر نکل جاتا ہے وہی حال ان لوگوں کا ہوگا کہ اسلام میں آتے ہی توقف کئے بغیر باہر ہو جائیں گے اور جس طرح تیر میں شکار کے خون وغیرہ کا بھی کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا وہی حال ان کی تلاوت قرآن کا ہوگا بے فائدہ اور بے اثر۔

(١٧٠١) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالْاُتْرُجَّةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيْحُهَا طَيِّبٌ وَالْمُؤْمِنُ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ وَيَعْمَلُ بِهٖ كَالتَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَّلَا رِيْحَ لَهَا وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالرَّيْحَانَةِ رِيْحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَّ مَثَلُ الْمُنَافِقِ الَّذِيْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْاٰنَ كَالْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مُرٌّ اَوْ خَبِيْثٌ وَرِيْحُهَا مُرٌّ۔

۱۷۰۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس مؤمن کی مثال جو قرآن مجید پڑھتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے، سنگترے کی ہے جس کا مزہ بھی لذیذ ہوگا اور خوشبو بھی فرحت انگیز اور وہ مؤمن جو قرآن پڑھتا تو نہیں لیکن اس پر عمل کرتا ہے اس کی مثال کھجور کی ہے جس کا مزہ تو عمدہ ہے لیکن خوشبو کے بغیر۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے ناز بو پھول کی ہے، جس کی خوشبو تو اچھی ہوتی ہے لیکن مزا کڑوا ہوتا ہے اور اس منافق کی مثال جو قرآن بھی نہیں پڑھتا، اندرائن کی ہے جس کا مزہ بھی کڑوا ہوتا ہے (راوی کو شک ہے کہ لفظ ''مر'' ہے یا ''خبیث'') اور اس کی بو بھی خراب ہوتی ہے۔

باب ١٢٢٤. اِقْرَؤُا الْقُرْآنَ مَا ائْتَلَفَتْ عَلَيْهِ قُلُوْبُكُمْ

باب ۱۲۲۴۔ قرآن مجید اس وقت تک پڑھو، جب تک دل لگے۔

(١٧٠٢) عَنْ جُنْدُبِ ابْنِ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ مَا ائْتَلَفَتْ قُلُوْبُكُمْ فَاِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُوْمُوْا عَنْهُ۔

۱۷۰۲۔ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ قرآن مجید اس وقت تک پڑھو جب تک اس میں دل لگے۔ جب جی اچاٹ ہونے لگے تو پڑھنا بند کر دو۔

كِتَابُ النِّكَاحِ

نکاح کا بیان

باب ١٢٢٥. اَلتَّرْغِيْبُ فِي النِّكَاحِ

باب ۱۲۲۵۔ نکاح کی ترغیب

(١٧٠٣) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ جَآءَ ثَلٰثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا فَقَالُوْا وَاَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ اَحَدُهُمْ اَمَّا اَنَا فَاِنِّيْ اُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا وَّ قَالَ اٰخَرُ اَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ وَلَا اُفْطِرُ وَقَالَ اٰخَرُ اَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ

۱۷۰۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تین حضرات (علی بن ابی طالب، عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم) نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف، حضور اکرم کی عبادت کے متعلق پوچھنے آئے۔ جب انہیں حضور اکرم کا معمول بتایا گیا تو جیسے انہوں نے اسے کم سمجھا اور کہا کہ ہمارا حضور اکرم سے کیا مقابلہ، آنحضور کی تو تمام اگلی پچھلی لغزشیں معاف کر دی گئی ہیں۔ ایک صاحب نے کہا کہ آج سے میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کروں گا دوسرے صاحب نے کہا کہ میں ہمیشہ روزے سے رہوں گا اور کبھی ناغہ نہیں ہونے دوں گا۔ تیسرے صاحب نے کہا کہ میں عورتوں سے کنارہ کشی اختیار کرلوں گا اور کبھی نکاح نہیں کروں گا۔ پھر حضور اکرم تشریف لائے اور ان سے پوچھا، کیا تم نے ہی یہ باتیں کہی ہیں؟ ہاں اللہ گواہ ہے

سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ

اللہ سے میں تم سے زیادہ ڈرنے والا ہوں۔ اس کے لئے تم سے زیادہ میرے اندر تقویٰ ہے لیکن میں اگر روزے رکھتا ہوں تو بلا روزے کے بھی رہتا ہوں، نماز بھی پڑھتا ہوں (رات میں) اور سوتا بھی ہوں۔ اور عورتوں سے نکاح کرتا ہوں۔ میرے طریقے سے جس نے اعراض کیا وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔

باب ۱۲۲۶ . مَا یُکْرَہُ مِنَ التَّبَتُّلِ وَالْخِصَآءِ

باب ۱۲۲۶۔ عبادت کیلئے نکاح سے گریز اور اپنے آپ کوخصی بنانا پسندیدہ نہیں ہے۔

۱۷۰۴)عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) یَقُوْلُ رَدَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی عُثْمَانَ بْنِ مَظْعُوْنِ اَلتَّبَتُّلَ وَلَوْاَذِنَ لَهٗ لَا خْتَصَیْنَا ۔

۱۷۰۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تبتل (عبادت کے لئے نکاح نہ کرنا) کی زندگی سے منع فرمایا تھا۔ اگر آنحضورؐ انہیں اجازت دیتے تو ہم بھی اپنی شہوانی خواہشات کو دبادیتے۔

۱۷۰۵)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ رَجُلٌ شَابٌّ وَّاَنَا اَخَافُ عَلٰی نَفْسِی الْعَنَتَ وَلَا اَجِدُ مَآ اَتَزَوَّجُ بِهِ النِّسَآءَ فَسَکَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَسَکَتَ عَنِّیْ ثُمَّ قُلْتُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَآاَبَاهُرَیْرَةَ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَآ اَنْتَ لَاقٍ فَاخْتَصِ عَلٰی ذٰلِكَ اَوْ ذَرْ۔

۱۷۰۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یارسول اللہ! میں نوجوان ہوں اور مجھے اپنے پر زنا کا خوف رہتا ہے۔ میرے پاس کوئی چیز ایسی بھی نہیں جس پر میں کسی عورت سے شادی کرلوں۔ حضور اکرم میری یہ بات سن کر خاموش رہے۔ دوبارہ میں نے اپنی یہی بات دہرائی۔ لیکن آپ اس مرتبہ بھی خاموش رہے۔ سہ بارہ میں نے عرض کی آپ پھر بھی خاموش رہے۔ میں نے چوتھی مرتبہ عرض کی تو آپ نے ارشاد فرمایا اے ابو ہریرہؓ! جو کچھ تم کرو گے اسے (لوح محفوظ میں) لکھ کر قلم خشک ہو چکا ہے، خواہ تم خصی ہو جاؤ یا باز رہو۔

باب ۱۲۲۷ . نِکَاحِ الْاَبْکَارِ

باب ۱۲۲۷۔ کنواریوں کا نکاح

۱۷۰۶)عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا) قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَیْتَ لَوْ نَزَلْتَ وَادِیًا وَّ فِیْهِ شَجَرَةٌ قَدْ اُکِلَ مِنْهَا وَ وَجَدْتَّ شَجَرًا لَّمْ یُؤْکَلْ مِنْهَا فِیْ اَیِّهَا کُنْتَ تُرْتِعُ بَعِیْرَكَ قَالَ فِی الَّذِیْ لَمْ یُرْتَعْ مِنْهَا تَعْنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَتَزَوَّجْ بِکْرًا غَیْرَهَا

۱۷۰۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے اگر آپ کسی وادی میں اتریں اور اس میں ایک درخت ایسا ہو جس میں سے کھایا جا چکا ہو، اور ایک درخت ایسا ہو جس میں سے کچھ بھی نہ کھایا گیا ہو تو آپ اپنا اونٹ ان درختوں میں سے کس درخت میں چرائیں گے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس درخت میں جس میں سے ابھی چرایا نہیں گیا ہوگا۔ آپ کا اشارہ اس طرف تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے سوا کسی کنواری لڑکی سے شادی نہیں کی۔

باب ۱۲۲۸ . تَزْوِیْجِ الصِّغَارِ مِنَ الْکِبَارِ

باب ۱۲۲۸۔ کم عمر کی زیادہ عمر والے کے ساتھ شادی

۱۷۰۷)عَنْ عُرْوَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ عَآئِشَةَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَکْرٍ اِنَّمَآ اَنَا اَخُوْكَ فَقَالَ اَنْتَ اَخِیْ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ

۱۷۰۷۔ حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ سے عرض کی کہ میں آپ کا بھائی ہوں۔ آنحضور ﷺ نے

وَ كِتَابِهِ وَهِيَ لِيْ حَلَالٌ

فرمایا کہ اللہ کے دین اور اس کے کتاب کے مطابق تم میرے بھائی ہو اور عائشہ (رضی اللہ عنہا) میرے لئے حلال ہے۔

باب ۱۲۲۹. اَلْاَكْفَآءِ فِي الدِّيْنِ

باب ۱۲۲۹۔ نکاح میں کفو دین کے اعتبار سے

(۱۷۰۸) عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ اَبَاحُذَيْفَةَ بْنَ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ ابْنِ عَبْدِ شَمْسٍ وَّكَانَ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبَنّٰى سَالِمًا وَّ اَنْكَحَه' بِنْتَ اَخِيْهِ هِنْدَ بِنْتَ الْوَلِيْدِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَهُوَ مَوْلًى لِاَ مْرَأَةٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ كَمَا تَبَنَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْدًاوَكَانَ مَنْ تَبَنّٰى رَجُلًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ دَعَاهُ النَّاسُ اِلَيْهِ وَوَرِثَ مِنْ مِّيْرَاثِهِ حَتّٰى اَنْزَلَ اللّٰهُ ادْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ اِلٰى قَوْلِهٖ وَمَوَالِيْكُمْ فَرُدُّوْا اِلٰى اٰبَآئِهِمْ فَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ لَه' اَبٌ كَانَ مَوْلًى وَّاَخًا فِي الدِّيْنِ فَجَآءَتْ سَهْلَةُ بِنْتُ سُهَيْلِ بْنِ عَمْرٍو الْقُرَشِيِّ ثُمَّ الْعَامِرِيِّ وَهِيَ امْرَاَةُ اَبِيْ حُذَيْفَةَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا كُنَّا نَرٰى سَالِمًا وَلَدًا وَّاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ مَا قَدْ عَلِمْتَ۔

۱۷۰۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ غزوہ بدر میں شرکت کی تھی۔ سالم رضی اللہ عنہ کو لے پالک بنایا۔ اور پھر ان کا نکاح اپنے بھائی کی لڑکی ہند بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہ رضی اللہ عنہا سے کر دیا۔ سالم رضی اللہ عنہ ایک انصاری خاتون کے آزاد کردہ غلام تھے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے زید رضی اللہ عنہ کو (جو آپ ہی کے آزاد کردہ غلام تھے) اپنا لے پالک بنایا تھا۔ جاہلیت کے زمانہ میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کو لے پالک بنالیتا تو لوگ اسے اسی کی طرف نسبت کر کے بلاتے تھے اور لے پالک اس کی میراث میں سے بھی حصہ پاتا۔ آخر جب یہ آیت اتری کہ ''انہیں ان کے آباء کی طرف منسوب کر کے بلاؤ'' اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''وموالیکم'' تک، تو لوگ انہیں ان کے آباء کی طرف منسوب کرنے لگے۔ جس کے باپ کا علم نہ ہوتا تو اسے ''مولا'' اور ''دینی بھائی'' کہا جاتا۔ پھر سہلہ بنت سہیل بن عمرو القرشی ثم العامری رضی اللہ عنہا جو ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی ہیں، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ یا رسول اللہ! ہم تو سالم کو اپنا بیٹا سمجھتے تھے اور جیسا کہ آپ کو علم ہے اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی ہے۔

(۱۷۰۹) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا) قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضُبَاعَةَ بِنْتِ الزُّبَيْرِ فَقَالَ لَهَا لَعَلَّكِ اَرَدْتِ الْحَجَّ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَآ اَجِدُنِيْٓ اِلَّا وَجِعَةً فَقَالَ لَهَا حُجِّيْ وَاشْتَرِطِيْ قُوْلِيْ اَللّٰهُمَّ مَحِلِّيْ حَيْثُ حَبَسْتَنِيْ وَكَانَتْ تَحْتَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْاَسْوَدِ

۱۷۰۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے فرمایا کہ شاید تمہارا ارادہ حج کا ہے؟ انہوں نے عرض کی اللہ گواہ ہے۔ میرا مرض شدید ہے آنحضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ پھر بھی حج کر سکتی ہو، البتہ شرط لگا لینا (کہ جب مناسک حج کی ادائیگی دشوار ہو جائے گی تو حلال ہو جائیں گی) یہ کہہ لینا کہ اے اللہ! میں اس وقت حلال ہو جاؤں گی جب آپ مجھے (مرض کی وجہ سے) روک لیں گے۔ ضباعہ رضی اللہ عنہا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔

(۱۷۱۰) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا

۱۷۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا عورت سے نکاح چار چیزوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔ اس کے مال کی وجہ

وَلِحَسَبِهَا وَجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ

سے اور اس کے خاندانی شرف کی وجہ سے اور اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اور اس کے دین کی وجہ سے۔ اور تم دیندار عورت سے نکاح کرو، تمہارے ہاتھ مٹی میں ملیں۔

(۱۷۱۱) عَنْ سَهْلٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُّنْكَحَ وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُّشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ يُّسْتَمَعَ قَالَ ثُمَّ سَكَتَ فَمَرَّ رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ مَا تَقُوْلُوْنَ فِيْ هٰذَا قَالُوْا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَّا يُنْكَحَ وَ اِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا يُشَفَّعَ وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا يُسْتَمَعَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِّلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا۔

۱۷۱۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب (جو صاحب مال و وجاہت تھے) رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گذرے، آنحضور ﷺ نے اپنے پاس موجود صحابہؓ سے دریافت فرمایا کہ ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی کہ یہ اس لائق ہیں کہ اگر یہ نکاح کا پیغام بھیجیں تو ان سے نکاح کیا جائے۔ اگر کسی کی سفارش کریں تو ان کی سفارش قبول کی جائے اور اگر کوئی بات کہیں تو غور سے سنا جائے۔ بیان کیا کہ حضور اکرم اس پر خاموش رہے۔ پھر ایک دوسرے صاحب گزرے جو مسلمانوں کے فقیر اور غریب لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ ان کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ یہ اس قابل ہے کہ اگر کسی کے ہاں نکاح کا پیغام بھیجے تو اس سے نکاح نہ کیا جائے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے۔ اگر کوئی بات کہے تو اس کی بات نہ سنی جائے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس پر فرمایا یہ شخص (فقیر ومحتاج) دنیا بھر کے اُس جیسوں سے بہتر ہے۔

باب ١٢٣٠ . مَايُتَّقٰى مِنْ شُؤْمِ الْمَرْاَةِ وَ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَ اَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ

باب ۱۲۳۰۔ عورت کی نحوست سے پرہیز اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد بلاشبہ تمہاری بیویوں اور تمہارے بچوں میں بعض تمہارے دشمن ہیں

(۱۷۱۲) عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِيْ فِتْنَةً اَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ۔

۱۷۱۲۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں نے اپنے بعد مردوں کے لئے عورتوں کے فتنہ سے بڑھ کر نقصان دہ اور کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔

باب ١٢٣١ . وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ يَحْرُمُ مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يَحْرُمُ مِنَ النَّسَبِ

باب۔ تمہارے وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے، رضاعت سے وہ تمام چیزیں حرام ہو جاتی ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتی ہیں

(۱۷۱۳) عَنْ عَآئِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهَآ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَاَنَّهَا سَمِعَتْ صَوْتَ رَجُلٍ يَّسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِ حَفْصَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذَا رَجُلٌ يَّسْتَاْذِنُ فِيْ بَيْتِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرَاهُ فُلَانًا لِعَمِّ حَفْصَةَ مِنَ الرَّضَاعَةِ قَالَتْ عَآئِشَةُ

۱۷۱۳۔ حضرت نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ حضور اکرمؐ ان کے یہاں تشریف رکھتے تھے اور آپ نے سنا کہ کوئی صاحب ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں، بیان کیا کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! یہ شخص آپؐ کے گھر میں آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ آنحضورؐ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ یہ فلاں شخص ہے آپؐ نے حفصہ رضی اللہ عنہا کے ایک رضاعی چچا کا نام لیا

لَوْ كَانَ فُلَانًا حَيًّا لِعَمِّهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ دَخَلَ عَلَيَّ فَقَالَ نَعَمْ الرَّضَاعَةُ تُحَرِّمُ مَا تَحْرُمُ الْوِلَادَةُ

اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کیا فلاں جو آپؐ کے رضاعی چچا تھے۔ اگر زندہ ہوتے تو میرے یہاں آ جاسکتے تھے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں رضاعت ان تمام چیزوں کو حرام کر دیتی ہے جنہیں نسب حرام کرتا ہے۔

(١٧١٤) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَزَوَّجُ ابْنَةَ حَمْزَةَ قَالَ اِنَّهَا ابْنَةُ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ۔

۱۷۱۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے کہا گیا کہ آنحضور حمزہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سے نکاح کیوں نہیں کر لیتے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے رضاعی بھائی کی لڑکی ہے۔

(١٧١٥) عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ اَبِي سُفْيَانَ اَنَّهَا قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ انْكِحْ اُخْتِي بِنْتَ اَبِي سُفْيَانَ فَقَالَ اَوَتُحِبِّيْنَ ذٰلِكَ فَقُلْتُ نَعَمْ لَسْتُ لَكَ بِمُخْلِيَةٍ وَاَحَبُّ مَنْ شَارَكَنِي فِي خَيْرٍ اُخْتِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ذٰلِكَ لَايَحِلُّ لِي قُلْتُ فَاِنَّا نُحَدَّثُ اَنَّكَ تُرِيْدُ اَنْ تَنْكِحَ بِنْتَ اَبِي سَلَمَةَ قَالَ بِنْتَ اُمِّ سَلَمَةَ قُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ لَوْاَنَّهَا لَمْ تَكُنْ رَبِيْبَتِي فِي حَجْرِي مَا حَلَّتْ لِيَ اَنَّهَا لَابْنَةُ اَخِي مِنَ الرَّضَاعَةِ اَرْضَعَتْنِي وَاَبَاسَلَمَةَ ثُوَيْبَةُ فَلَا تَعْرِضْنَ عَلَيَّ بَنَاتِكُنَّ وَلَا اَخَوَاتِكُنَّ۔

۱۷۱۵۔ ام المؤمنین ام حبیبہ بنت ابی سفیان نے عرض کی کہ یارسول اللہ! میری بہن ابوسفیان کی لڑکی سے نکاح کر لیجئے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کیا تم اسے پسند کرو گی (کہ تمہاری سوکن تمہاری بہن بنے) میں نے عرض کی، تنہا آپ کے نکاح میں تو میں اب بھی نہیں ہوں اور سب سے زیادہ عزیز مجھے وہ شخص ہے جو بھلائی میں میرے ساتھ میری بہن کو بھی شریک رکھے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے لئے یہ جائز نہیں ہے (یعنی دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا) میں نے عرض کی، سنا گیا ہے کہ آنحضور ابوسلمہ کی صاحبزادی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں؟ حضور اکرمؐ نے فرمایا کیا تمہارا اشارہ ام المؤمنین ام سلمہؓ کی لڑکی کی طرف ہے۔ میں نے عرض کی کہ جی ہاں! حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ میری پرورش میں نہ ہوتی جب بھی وہ میرے لئے حلال نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ میرے رضاعی بھائی کی بیٹی ہے۔ مجھے اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کو ثوبیہ نے دود پلایا تھا۔ تم لوگ میرے لئے اپنی لڑکیوں اور اپنی بہنوں کو مت پیش کیا کرو۔

بَابٌ ١٢٣٢. مَنْ قَالَ لَارَضَاعَ بَعْدَ حَوْلَيْنِ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَمَا يُحَرِّمُ مِنْ قَلِيْلِ الرَّضَاعِ وَكَثِيْرِهٖ

باب ۱۲۳۲۔ جنہوں نے کہا کہ دو سال کے بعد رضاعت کا اعتبار نہیں ہوتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ''دو پورے سال اس شخص کے لئے جو چاہتا ہو کہ رضاعت پوری کرے'' اور رضاعت کم ہو جب بھی حرمت ثابت ہوتی ہے اور زیادہ ہو جب بھی۔

(١٧١٦) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَاَنَّهٗ تَغَيَّرَ وَجْهُهٗ كَاَنَّهٗ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اِنَّهٗ اَخِي قَالَ انْظُرْنَ مَنْ اِخْوَانُكُنَّ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ۔

۱۷۱۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو ان کے یہاں ایک مرد بیٹھے ہوئے تھے، آپؐ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا اور ایسا محسوس ہوا کہ آپ نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یہ میرے (رضاعی) بھائی ہیں۔ حضور اکرم نے فرمایا اپنے بھائیوں کے معاملہ میں احتیاط سے کام لیا کر

کہ رضاعت اس وقت ثابت ہوتی ہے جب دودھ ہی غذا ہو۔

باب ۱۲۳۳۔ لَاتُنْكَحُ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا

باب ۱۲۳۳۔ پھوپھی کے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی عورت سے نکاح نہیں کیا جا سکتا۔

(۱۷۱۸)عَنْ جَابِرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْأَةُ عَلٰى عَمَّتِهَا اَوْ خَالَتِهَا۔

۱۷۱۸۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی ایسی عورت سے نکاح کرنے سے منع کیا تھا جس کی پوپھی یا خالہ اس کے نکاح میں ہو۔

باب ۱۲۳۴۔ الشِّغَارِ

باب ۱۲۳۴۔نکاح شغار۔

(۱۷۱۹)عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الشِّغَارِ وَالشِّغَارُ اَنْ يُّزَوِّجَ الرَّجُلُ ابْنَتَه، عَلٰى اَنْ يُّزَوِّجَهُ الْاٰخَرُ ابْنَتَه، لَيْسَ بَيْنَهُمَا صَدَاقٌ۔

۱۷۱۹۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ''نکاح شغار سے منع فرمایا ہے۔شغار یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی لڑکی کا نکاح اس شرط کے ساتھ کرے کہ دوسرا شخص اس سے اپنی لڑکی کا نکاح کر دے گا اور دونوں کے درمیان مہر کا بھی کوئی معاملہ نہ ہو۔

باب ۱۲۳۵۔ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ نِكَاحِ الْمُتْعَةِ اٰخِرًا

باب ۱۲۳۵۔آخر میں رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ سے منع کر دیا تھا

(۱۷۲۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَسَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَا كُنَّا فِيْ جَيْشٍ فَاَتَانَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّه، قَدْ اُذِنَ لَكُمْ اَنْ تَسْتَمْتِعُوْا فَاسْتَمْتِعُوْا۔

۱۷۲۰۔حضرت جابر بن عبداللہ اور سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ہم ایک لشکر میں تھے۔پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تمہیں متعہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے اس لئے تم نکاح متعہ کر سکتے ہو۔

باب ۱۲۳۶۔ عَرْضِ الْمَرْأَةِ نَفْسَهَا عَلَى الرَّجُلِ الصَّالِحِ

باب ۱۲۳۶۔عورت کا اپنے آپ کو کسی صالح مرد کے لئے پیش کرنا

(۱۷۲۱)عَنْ سَهْلٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ نَفْسَهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَه، رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ زَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ مَا عِنْدَكَ قَالَ مَا عِنْدِيْ شَيْءٌ قَالَ اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْتُ شَيْئًا وَّلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَّلٰكِنْ هٰذَا اِزَارِيْ وَلَهَا نِصْفُه، قَالَ سَهْلٌ وَّمَالَه، رِدَاءٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَصْنَعُ بِاِزَارِكَ اِنْ لَبِسْتَه، لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ وَاِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ فَجَلَسَ الرَّجُلُ حَتّٰى اِذَا طَالَ مَجْلِسُه، قَامَ فَرَاٰهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ اَوْ دُعِيَ لَه، فَقَالَ لَه، مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ مَعِيْ سُوْرَةُ كَذَا وَسُوْرَةُ كَذَا لِسُوَرٍ يُّعَدِّدُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْلَكْنَاكَهَا

۱۷۲۱۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک خاتون نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کے لئے پیش کیا۔پھر ایک صاحب نے آنحضور ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ!ان کا نکاح مجھ سے کر دیجئے،آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس (مہر کے لئے) کیا ہے؟انہوں نے کہا کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں!آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ اور تلاش کرو، خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی مل جائے۔وہ گئے اور واپس آ گئے۔اور عرض کی اللہ گواہ ہے میں نے کوئی چیز نہیں پائی مجھے لوہے کی ایک انگوٹھی بھی نہیں ملی۔البتہ یہ میرا تہبند میرے پاس ہے اس کا آدھا انہیں دے دیجئے۔سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے پاس چادر بھی (کرتے کی جگہ اوڑھنے کے لئے) نہیں تھی۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ تمہارے اس تہبند کا کیا کرے گی،اگر یہ اسے پہن لے گی تو تمہارے لئے اس میں سے کچھ باقی نہیں بچے گا اور اگر تم پہنو گے تو اس کے لئے کچھ نہیں رہے گا پھر وہ صاحب بیٹھ گئے،دیر تک بیٹھے رہنے کے بعد اٹھے (اور جانے

بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔

لگے) تو آنحضور نے انہیں دیکھا اور بلایا، یا انہیں بلایا گیا (راوی کو ان الفاظ میں شک تھا) پھر آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس قرآن کتنا محفوظ ہے انہوں نے عرض کی کہ مجھے فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں۔ چند سورتیں انہوں نے گنوائیں، آنحضور نے فرمایا کہ ہم نے تمہارے نکاح میں انہیں اس قرآن کی وجہ سے دیا جو تمہیں یاد ہے۔

باب ۱۲۳۷. اَلنَّظْرِ اِلَى الْمِرْاَةِ قَبْلَ التَّزْوِيْجِ

(۱۷۲۲) عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ امْرَاَةً جَآءَ تْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ جِئْتُ لِاَهَبَ لَكَ نَفْسِيْ فَنَظَرَ اِلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَعَّدَ النَّظَرَ اِلَيْهَا وَ صَوَّبَه، ثُمَّ طَاطَاَ رَاْسَه، فَلَمَّا رَاَتِ الْمَرْاَةُ لَمْ يَقْضِ فِيْهَا شَيْئًا جَلَسَتْ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنْ اَصْحَابِه فَقَالَ اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ لَّمْ تَكُنْ لَّكَ بِهَا حَاجَةٌ فَزَوِّجْنِيْهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ شَيْءٍ قَالَ لَاوَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اذْهَبْ اِلٰى اَهْلِكَ فَانْظُرْ هَلْ تَجِدُ شَيْئًا فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَاذَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ قَالَ مَعِيَ سُوْرَةُ كَذَا وَ سُوْرَةُ كَذَا وَ سُوْرَةُ كَذَا عَدَّدَهَا قَالَ اَتَقْرَؤُهُنَّ عَنْ ظَهْرِ قَلْبِكَ قَالَ نَعَمْ قَالَ اذْهَبْ فَقَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔

باب ۱۲۳۷۔ شادی سے پہلے عورت کو دیکھنا

۱۷۲۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک خاتون رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ یارسول اللہ! میں آپ کی خدمت میں اپنے آپ کو ہبہ کرنے آئی ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور نظر اٹھا کر دیکھا پھر نظر نیچی کر لی اور سر کو جھکا لیا۔ جب خاتون نے دیکھا کہ حضور اکرم نے ان کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں فرمایا تو بیٹھ گئیں۔ اس کے بعد آنحضور کے صحابہ میں سے ایک صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کی کہ یارسول اللہ! اگر آپ کو ان کی ضرورت نہیں تو ان کا نکاح مجھ سے کر دیجئے۔ آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی کہ نہیں یارسول اللہ! اللہ گواہ ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر جاؤ اور دیکھو شاید کوئی چیز مل جائے۔ وہ گئے اور واپس آ کر عرض کی کہ نہیں یارسول اللہ! میں نے کوئی چیز نہیں پائی۔ تو آنحضور ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تمہارے پاس قرآن مجید کتنا ہے۔ انہوں نے عرض کی کہ فلاں فلاں فلاں سورتیں۔ انہوں نے ان سورتوں کو گنایا آنحضور ﷺ نے فرمایا کیا تم ان سورتوں کو زبانی پڑھ لیتے ہو؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا۔ آنحضور ﷺ نے پھر فرمایا کہ جاؤ میں نے اس خاتون کو تمہارے نکاح میں اس قرآن کی وجہ سے دیا جو تمہارے پاس ہے۔

باب ۱۲۳۸. مَنْ قَالَ لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَلِيٍّ

(۱۷۲۳) عَنْ مَعْقِلُ بْنُ يَسَارٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ زَوَّجْتُ اُخْتًا لِّيْ مِنْ رَّجُلٍ فَطَلَّقَهَا حَتّٰى اِذَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا جَآءَ وَ يَخْطُبُهَا فَقُلْتُ لَه، زَوَّجْتُكَ وَفَرَشْتُكَ وَ اَكْرَمْتُكَ فَطَلَّقْتَهَا ثُمَّ جِئْتَ تَخْطُبُهَا لَا وَاللّٰهِ لَا تَعُوْدُ اِلَيْكَ اَبَدًا وَّ كَانَ رَجُلٌ لَّا بَاْسَ بِه وَكَانَتِ الْمَرْاَةُ تُرِيْدُ اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ فَلَا

باب ۱۲۳۸۔ جن حضرات نے کہا کہ عورت کا نکاح ولی کے بغیر صحیح نہیں

۱۷۲۳۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہ آیت میرے ہی بارے میں نازل ہوئی تھی۔ میں نے اپنی ایک بہن کا نکاح ایک شخص سے کر دیا تھا۔ اس نے اسے طلاق دے دی۔ لیکن جب عدت پوری ہوئی تو وہ شخص میری بہن سے پھر نکاح کا پیغام لے کر آیا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نے تم سے (اپنی بہن کا) نکاح کیا، اسے تمہاری بیوی بنایا اور تمہیں عزت دی۔ لیکن تم نے اسے طلاق دے دی اور اب پھر تم

تَعْضُلُوْهُنَّ فَقُلْتُ اَلْاٰنَ اَفْعَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَزَوَّجَهَآ اِیَّاهُ۔

اس سے نکاح کا پیغام لے کر آئے ہو۔ ہرگز نہیں خدا کی قسم! اب میں تمہیں کبھی اسے نہیں دوں گا۔ وہ شخص بذات خود بھی مناسب تھا اور عورت بھی اس کے یہاں واپس جانا چاہتی تھی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی کہ ''تم عورتوں کو روکو مت'' میں نے عرض کی کہ یارسول اللہ! اب میں کردوں گا۔ پھر انہوں نے اپنی بہن کی شادی اس شخص سے کردی۔

باب ۱۲۳۹ . لَا یُنْكِحُ الْاَبُ وَغَیْرُهُ الْبِكْرَ وَالثَّیِّبَ اِلَّا بِرِضَاهَا

باب ۱۲۳۹۔ باپ یا کوئی دوسرا شخص کنواری یا بیاہی عورت کا نکاح اس کی مرضی کے بغیر نہ کرے۔

(۱۷۲٤) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) حَدَّثَهُمْ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتُنْكَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَاتُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَیْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ

۱۷۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ غیر کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ لی جائے اور کنواری عورت کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس کی اجازت نہ مل جائے۔ صحابہ نے عرض کی کہ یارسول اللہ! کنواری عورت کی اجازت کی کیا صورت ہوگی؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا اس کی صورت یہ ہے کہ وہ خاموش رہ جائے (جب بھی اس کی اجازت سمجھی جائے گی۔)

(۱۷۲۵) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا) اَنَّهَا قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْیِیْ قَالَ رِضَاهَا صَمْتُهَا۔

۱۷۲۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ! کنواری لڑکی (کہتے ہوئے) شرماتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کے خاموش ہوجانے سے اس کی رضامندی سمجھی جاسکتی ہے۔

باب ۱۲۴۰ . اِذَا زَوَّجَ ابْنَتَهٗ وَهِیَ كَارِهَةٌ فَنِكَاحُهٗ مَرْدُوْدٌ

باب ۱۲۴۰۔ کسی نے اپنی بیٹی کا نکاح جبراً کردیا تو اسکا نکاح ناجائز ہے

(۱۷۲٦) عَنْ خُنْسَآءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْاَنْصَارِیَّةِ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا) اَنَّ اَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِیَ ثَیِّبٌ فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ فَاَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَدَّ نِكَاحَهٗ۔

۱۷۲۶۔ حضرت خنساء بنت خذام انصاریہؓ نے فرمایا کہ انکے والد نے انکا نکاح کردیا تھا وہ ثیبہ تھیں، انہیں یہ نکاح منظور نہیں تھا اسلئے رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آنحضور ﷺ نے اس نکاح کو ناجائز قرار دیا۔

باب ۱۲۴۱ . لَایَخْطُبُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ حَتّٰی یَنْكِحَ اَوْ یَدَعَ

باب ۱۲۴۱۔ اپنے کسی بھائی کے پیغام نکاح پہنچ جانے کے بعد کسی کو پیغام نہ بھیجنا چاہئے یہاں تک کہ وہ اس عورت سے نکاح کرے یا اپنا ارادہ بدل دے

(۱۷۲۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ كَانَ یَقُوْلُ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّبِیْعَ بَعْضُكُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ وَّلَا یَخْطُبُ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَةِ اَخِیْهِ حَتّٰی یَتْرُكَ الْخَاطِبُ قَبْلَهٗ اَوْ یَاْذَنَ لَهُ الْخَاطِبُ

۱۷۲۷۔ حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع کیا ہے کہ ہم کسی کے بھاؤ پر بھاؤ لگائیں اور کسی شخص کو اپنے کسی (دینی) بھائی کے پیغام نکاح پر پیغام نہیں بھیجنا چاہئے یہاں تک کہ پیغام نکاح بھیجنے والا پہلے ارادہ بدل دے یا اسے پیغام بھیجنے کی اجازت دے دے۔

باب ۱۲۴۲ . الشُّرُوْطِ الَّتِیْ لَا تَحِلُّ فِی النِّكَاحِ

باب ۱۲۴۲۔ وہ شرطیں جو نکاح میں جائز نہیں

(۱۷۲۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ

۱۷۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تَسْأَلُ طَلَاقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا فَإِنَّمَا لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا

نے فرمایا کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنی کسی بہن کی طلاق کا مطالبہ اس لئے کرے تاکہ اس کی جگہ اپنے لئے خالی کرے کیونکہ اسے وہی ملے گا جو اس کے مقدر میں ہوگا۔

باب ۱۲۴۳ . النِّسْوَةِ اللَّاتِي يُهْدِينَ الْمَرْأَةَ إِلَى زَوْجِهَا.

باب ۱۲۴۳۔ وہ عورتیں جو دلہن کا بناؤ سنگار کر کے شوہر کے پاس پہنچاتی ہیں۔

(۱۷۲۹) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا) أَنَّهَا زَفَّتْ امْرَأَةً إِلَى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَائِشَةُ مَا كَانَ مَعَكُمْ لَهْوٌ فَإِنَّ الْأَنْصَارَ يُعْجِبُهُمُ اللَّهْوُ۔

۱۷۲۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ انہوں نے ایک (یتیم) لڑکی کی شادی ایک انصاری صحابی سے کی تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا عائشہ! تمہارے پاس لہو (دف بجانے والا) نہیں تھا، انصار دف کو پسند کرتے ہیں۔

باب ۱۲۴۴ . مَايَقُوْلُ الرَّجُلُ إِذَآ أَتَى أَهْلَهُ.

باب ۱۲۴۴۔ جب میاں اپنی بیوی کے پاس آئے تو کیا پڑھے۔

(۱۷۳۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ يَقُوْلُ حِيْنَ يَأْتِي أَهْلَهُ بِاسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ جَنِّبْنِي الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ثُمَّ قُدِّرَ بَيْنَهُمَا فِي ذٰلِكَ أَوْ قُضِيَ وَلَدٌ لَّمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا۔

۱۷۳۰۔ حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی اپنی بیوی کے پاس آئے تو بسم اللہ پڑھے اور یہ دعا کہے۔ **اللھم جنبنی الشیطان الخ** (اے اللہ! مجھے شیطان سے دور رکھ اور جو اولاد تو ہم کو عطا کرے اس کو شیطان سے دور رکھ) تو ان کے یہاں جو بچہ پیدا ہوگا اسے شیطان نقصان نہ پہنچا سکے گا۔

باب ۱۲۴۵ . اَلْوَلِيْمَةِ وَلَوْ بِشَاةٍ

باب ۱۲۴۵۔ ولیمہ کریں اگرچہ ایک ہی بکری ہو

(۱۷۳۱) عَنْ أَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ مَآ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى شَيْءٍ مِّنْ نِّسَآئِهِ مَآ أَوْلَمَ عَلَى زَيْنَبَ أَوْلَمَ بِشَاةٍ۔

۱۷۳۱۔ حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینبؓ کے برابر کسی بیوی کا ولیمہ نہیں کھلایا کیونکہ ایک بکری کا ولیمہ تھا۔

باب ۱۲۴۶ . مَنْ أَوْلَمَ بِأَقَلَّ مِنْ شَاةٍ

باب ۱۲۴۶۔ ایک بکری سے کم ولیمہ کرنا

(۱۷۳۲) عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا) قَالَتْ أَوْلَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَعْضِ نِسَآئِهِ بِمُدَّيْنِ مِنْ شَعِيْرٍ۔

۱۷۳۲۔ حضرت صفیہ بنت شیبہؓ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض بیویوں کا ولیمہ چار سیر جو ہی میں کر دیا تھا۔

باب ۱۲۴۷ . حَقُّ إِجَابَةِ الْوَلِيْمَةِ وَالدَّعْوَةِ وَمَنْ أَوْلَمَ سَبْعَةَ أَيَّامٍ وَنَحْوَهُ

باب ۱۲۴۷۔ دعوت ولیمہ قبول کرنا اور اگر سات دن تک کوئی ولیمہ وغیرہ کھلائے (تو جائز ہے)

(۱۷۳۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ إِلَى الْوَلِيْمَةِ فَلْيَأْتِهَا۔

۱۷۳۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر تمہیں کوئی دعوت ولیمہ کے لئے بلائے تو ضرور جاؤ۔

باب ۱۲۴۸ . اَلْوَصَاةِ بِالنِّسَآءِ

باب ۱۲۴۸۔ عورتوں کے بارے میں وصیت

(۱۷۳۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ

۱۷۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِيْ جَارَهٗ وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ وَاِنَّ اَعْوَجَ شَيْءٍ فِي الضِّلَعِ اَعْلَاهُ فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ وَاِنْ تَرَكْتَهٗ لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَآءِ خَيْرًا۔

فرمایا جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو وہ پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور میں تمہیں عورتوں کے بارے میں بھلائی کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ پسلی سے پیدا کی گئی ہیں اور پسلی میں بھی سب سے زیادہ ٹیڑھا اس کے اوپر کا حصہ ہے اگر تم اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو اسے توڑ ڈالو گے اور اگر اسے چھوڑ دو گے تو وہ ٹیڑھی ہی باقی رہ جائے گی۔ اس لئے میں تمہیں عورتوں کے بارے میں اچھے معاملہ کی وصیت کرتا ہوں۔

باب ۱۲۴۹ . حُسْنُ الْمُعَاشَرَةِ مَعَ الْاَهْلِ

باب ۱۲۴۹۔ بیوی کے ساتھ حسن معاشرت

(۱۷۳۵) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا) قَالَتْ جَلَسَ اِحْدٰى عَشَرَةَ امْرَاَةً فَتَعَاهَدْنَ وَتَعَاقَدْنَ اَنْ لَّا يَكْتُمْنَ مِنْ اَخْبَارِ اَزْوَاجِهِنَّ شَيْئًا قَالَتِ الْاُوْلٰى زَوْجِيْ لَحْمُ جَمَلٍ غَثٍّ عَلٰى رَاْسِ جَبَلٍ لَّا سَهْلٍ فَيُرْتَقٰى وَلَا سَمِيْنٍ فَيُنْتَقَلُ قَالَتِ الثَّانِيَةُ زَوْجِيْ لَا اَبُثُّ خَبَرَهٗ اِنِّيْ اَخَافُ اَلَّا اَذَرَهٗ اِنْ اَذْكُرْهُ اَذْكُرْ عُجَرَهٗ وَبُجَرَهٗ قَالَتِ الثَّالِثَةُ زَوْجِيَ الْعَشَنَّقُ اِنْ اَنْطِقْ اُطَلَّقْ وَاِنْ اَسْكُتْ اُعَلَّقْ قَالَتِ الرَّابِعَةُ زَوْجِيْ كَلَيْلِ تِهَامَةَ لَا حَرٌّ وَّلَا قَرٌّ وَّلَا مَخَافَةَ وَلَا سَآمَةَ قَالَتِ الْخَامِسَةُ زَوْجِيْ اِنْ دَخَلَ فَهِدَ وَاِنْ خَرَجَ اَسِدَ وَّلَا يَسْاَلُ عَمَّا عَهِدَ قَالَتِ السَّادِسَةُ زَوْجِيْ اِنْ اَكَلَ لَفَّ وَاِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ وَاِنِ اضْطَجَعَ الْتَفَّ وَلَا يُوْلِجُ الْكَفَّ لِيَعْلَمَ الْبَثَّ قَالَتِ السَّابِعَةُ زَوْجِيْ غَيَايَآءُ اَوْ عَيَايَآءُ طَبَاقَآءُ كُلُّ دَآءٍ لَهٗ دَآءٌ شَجَّكِ اَوْ فَلَّكِ اَوْ جَمَعَ كُلًّا لَّكِ قَالَتِ الثَّامِنَةُ زَوْجِيَ الْمَسُّ مَسُّ الْاَرْنَبِ وَالرِّيْحُ رِيْحُ زَرْنَبٍ قَالَتِ التَّاسِعَةُ زَوْجِيْ رَفِيْعُ الْعِمَادِ طَوِيْلُ النِّجَادِ عَظِيْمُ الرَّمَادِ قَرِيْبُ الْبَيْتِ مِنَ النَّادِ قَالَتِ الْعَاشِرَةُ زَوْجِيْ مَالِكٌ وَّمَا مَالِكٌ مَالِكٌ خَيْرٌ مِّنْ ذٰلِكِ لَهٗ اِبِلٌ كَثِيْرَاتُ الْمَبَارِكِ قَلِيْلَاتُ الْمَسَارِحِ وَاِذَا سَمِعْنَ صَوْتَ الْمِزْهَرِ اَيْقَنَّ اَنَّهُنَّ هَوَالِكُ قَالَتِ الْحَادِيَةَ عَشَرَةَ زَوْجِيْ اَبُوْ زَرْعٍ فَمَا اَبُوْ زَرْعٍ اَنَاسَ مِنْ حُلِيٍّ اُذُنَيَّ وَمَلَاَ مِنْ شَحْمٍ عَضُدَيَّ وَبَجَّحَنِيْ فَبَجِحَتْ اِلَيَّ نَفْسِيْ وَجَدَنِيْ فِيْ اَهْلِ غُنَيْمَةٍ بِشِقٍّ فَجَعَلَنِيْ فِيْ اَهْلِ صَهِيْلٍ

۱۷۳۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ گیارہ عورتیں ایک ساتھ بیٹھیں اور خوب پختہ عہد و پیان کئے کہ اپنے اپنے شوہروں کی کوئی بات نہیں چھپائیں گی۔ سب سے پہلی عورت نے کہا کہ میرا شوہر ایک لاغر اونٹ کا گوشت ہے وہ بھی پہاڑ کی چوٹی پر رکھا ہوا۔ نہ راستہ ہی آسان ہے کہ اس پر چڑھا جائے اور نہ گوشت ہی فربہ اور عمدہ ہے کہ اسے وہاں سے لانے کی زحمت گوارا کی جائے۔ دوسری نے کہا کہ میں اپنے شوہر کی باتیں نہ پھیلاؤں گی مجھے ڈر ہے کہیں میں اسے چھوڑ نہ بیٹھوں، البتہ اگر اس کا تذکرہ کروں گی تو اس کے چھپے ہوئے عیوب سے بھی پردہ اٹھاؤں گی، تیسری نے کہا کہ میرا شوہر لمبا تڑنگا ہے۔ اگر بات کروں تو طلاق ملتی ہے اور اگر خاموش رہوں تو معلق رہتی ہوں۔ چوتھی نے کہا کہ میرا شوہر تہامہ کی رات کی طرح (معتدل) ہے نہ زیادہ گرم نہ بہت ٹھنڈا۔ نہ اس سے خوف ہے نہ اکتاہٹ۔ پانچویں نے کہا کہ میرا شوہر ایسا ہے کہ جب گھر میں آتا ہے تو چیتا ہے اور جب باہر نکلتا ہے تو شیر ہے۔ اور جو کچھ گھر میں ہوتا ہے اس کی کوئی باز پرس نہیں کرتا۔ چھٹی نے کہا کہ میرا شوہر جب کھانے پر آتا ہے تو سب کچھ چٹ کر جاتا ہے اور جب پینے پر آتا ہے تو ایک بوند بھی نہیں چھوڑتا اور جب لیٹتا ہے تو تنہا ہی کپڑا اپنے اوپر لپیٹ لیتا ہے، ادھر ہاتھ بھی نہیں بڑھاتا کہ دکھ درد معلوم کرے۔ ساتویں نے کہا کہ میرا شوہر گمراہ ہے یا عاجز، سینہ سے دبانے والا، تمام دنیا کے عیوب اس میں موجود ہیں، سر پھوڑ دے یا زخمی کر دے یا دونوں ہی کر گزرے۔ آٹھویں نے کہا کہ میرا شوہر ہے کہ اس کا چھونا خرگوش کے چھونے کی طرح (نرم) ہے اور اس کی خوشبو زرنب (ایک گھاس) کی خوشبو کی طرح ہے۔ نویں نے کہا کہ میرا شوہر اونچے ستونوں والا۔ لمبی نیام والا، بہت زیادہ دینے والا (سخی) ہے اس کا گھر دار المشورہ کے قریب ہے۔ دسویں

وَّ اَطِيطٍ وَّ دَآئِسٍ وَّ مُنَقٍّ فَعِنْدَه' اَقُوْلُ فَلاَ اُقَبَّحُ وَاَرْقُدُ فَاَتَصَبَّحُ وَاَشْرَبُ فَاَتَقَنَّحُ اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَآ اُمُّ اَبِیْ زَرْعٍ عُكُوْمُهَا رَدَاحٌ وَّ بَيْتُهَا فَسَاحٌ اِبْنُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا اِبْنُ اَبِیْ زَرْعٍ مَضْجَعُه' كَمَسَلِّ شَطْبَةٍ وَيُشْبِعُه' ذِرَاعُ الْجَفْرَةِ بِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا بِنْتُ اَبِیْ زَرْعٍ طَوْعُ اَبِيْهَا وَ طَوْعُ اُمِّهَا وَمِلْءُ كِسَآئِهَا وَغَيْظُ جَارَتِهَا جَارِيَةُ اَبِیْ زَرْعٍ فَمَا جَارِيَةُ اَبِیْ زَرْعٍ لَّا تَبُثُّ حَدِيْثَنَا تَبْثِيْثًا وَّلَا تُنَقِّثُ مِيْرَتَنَا تَنْقِيْثًا وَلَا تَمْلَأُ بَيْتَنَا تَعْشِيْشًا قَالَتْ خَرَجَ اَبُوْزَرْعٍ وَالْاَوْطَابُ تُمْخَضُ فَلَقِیَ امْرَاَةً مَعَهَا وَلَدَانِ لَهَا كَالْفَهْدَيْنِ يَلْعَبَانِ مِنْ تَحْتِ خَصْرِهَا بِرُمَّانَتَيْنِ فَطَلَّقَنِیْ وَنَكَحَهَا فَنَكَحْتُ بَعْدَه' رَجُلًا سَرِيًّا رَكِبَ شَرِيًّا وَّاَخَذَ خَطِّيًّا وَّاَرَاحَ عَلَیَّ نَعَمًا ثَرِيًّا وَّ اَعْطَانِیْ مِنْ كُلِّ رَآئِحَةٍ زَوْجًا قَالَ كُلِیْ اُمَّ زَرْعٍ وَ مِيْرِیْ اَهْلَكِ قَالَتْ فَلَوْ جَمَعْتُ كُلَّ شَیْءٍ اَعْطَانِيْهِ مَابَلَغَ اَصْغَرَ اٰنِيَةِ اَبِیْ زَرْعٍ قَالَتْ عَآئِشَةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْتُ لَكِ كَاَبِیْ زَرْعٍ لِاُمِّ زَرْعٍ

نے کہا کہ میرے شوہر کا نام مالک ہے، اور تمہیں معلوم ہے مالک کون ہے، وہ ان تمام تعریفوں سے بلند وبالا ہے جو ذہن میں آ سکیں، اس کے اونٹ اپنے تھان پر بہت ہوتے ہیں۔ لیکن صبح کو چراگاہ میں جانے والے کم ہیں اور جب وہ باجے کی آواز سن لیتے ہیں تو یقین کر لیتے ہیں کہ اب انہیں (مہمانوں کے لئے) ذبح کیا جائے گا۔ گیارہویں نے کہا کہ میرا شوہر ابوزرع ہے۔ اس نے میرے کانوں کو زیور سے بوجھل کر دیا ہے۔ میرے بازوؤں کو چربی سے بھر دیا۔ میرا اس قدر لاڈ کیا کہ میں خوش ہی خوش ہوں۔ مجھے اس نے چند بکریوں کے مالک گھرانہ میں ایک کونے میں پڑا پایا پھر وہ مجھے ایک ایسے گھرانہ میں لایا جو گھوڑوں اور کجاوہ کی آواز والا تھا اور جہاں کٹی ہوئی کھیتی کو گاہنے والے اور اناج کو صاف کرنے والے (سب ہی موجود تھے) اس کے یہاں میں بولتی تو اس میں کوئی نکاوت والا نہیں تھا، اور سوتی تو صبح کر دیتی، پانی پیتی تو نہایت اطمینان سے پیتی اور ابوزرع کی ماں، تو میں اس کی کیا خوبیاں بیان کروں، اس کا توشہ خانہ بھرا رہتا تھا اور اس کا گھر خوب کشادہ تھا، اور ابوزرع کا بیٹا، میں آپ کے اوصاف کیا بیان کروں، اس کے سونے کی جگہ کھجور کی ہری شاخ سے دوشاخہ نکلنے کی جگہ جیسی تھی (یعنی چھریرے جسم کا تھا) اور بکری کے چار ماہ کے بچہ کا دودھ اس کا پیٹ بھر دیتا تھا (کہ اس کی خوراک بہت ہی کم تھی) اور ابوزرع کی بیٹی، تو اس کی خوبیاں کیا گناؤں، اپنے باپ کی بڑی ہی فرمانبردار (اتنی فربہ موٹی کہ) چادر اس کے جسم سے بھر جاتی، اپنی سوکن کے لئے حسد وغصہ کا باعث۔ اور ابوزرع کی کنیز، تو وہ بھی خوبیوں کی مالک تھی۔ ہماری باتوں کو پھیلاتی نہیں تھی۔ رکھی ہوئی چیزوں میں سے کچھ نہیں نکالتی تھی اور نہ ہمارا گھر گھاس پھوس سے بھرتی تھی، اس نے بیان کیا کہ ابوزرع ایک دن ایسے وقت باہر نکلا جب دودھ کے برتن بلوئے جا رہے تھے۔ باہر اس نے ایک عورت کو دیکھا اس کے ساتھ دو بچے تھے جو اس کی کوکھ کے نیچے دو اناروں سے کھیل رہے تھے۔ چنانچہ اس نے مجھے طلاق دے دی اور اس سے نکاح کر لیا۔ پھر میں نے اس کے بعد ایک شریف سے نکاح کیا جو تیز گھوڑوں پر سوار ہوتا تھا اور ہاتھ میں خطی نیزہ رکھتا تھا۔ وہ میرے لئے بہت سے مویشی لایا اور ہر ایک میں سے ایک ایک جوڑا لایا اور کہا کہ ام زرع خود بھی اس میں سے کھاؤ اور اپنے عزیز واقارب کو بھی دو۔ اس نے کہا کہ جو کچھ اس نے مجھے دیا تھا اگر میں سب جمع کر لوں تو بھی ابوزرع کے سب سے چھوٹے برتن کے برابر کا نہیں ہو سکتا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے لئے ایسا ہوں جیسے ام زرع کے لئے ابوزرع تھا۔

باب ۱۲۵۰ . صَوْمِ الْمَرْاَةِ بِاِذْنِ زَوْجِهَا تَطَوُّعًا

(۱۷۳٦) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايَحِلُّ لِلْمَرْاَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَاْذَنُ فِیْ بَيْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَمَآ اَنْفَقَتْ مِنْ نَّفَقَةٍ عَنْ غَيْرِ اَمْرِهٖ فَاِنَّه' يُؤَدّٰى

باب ۱۲۵۰۔ شوہر کی اجازت سے عورت کا نفلی روزہ رکھنا

۱۷۳٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کے لئے جائز نہیں کہ اپنے شوہر کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر (نفلی) روزہ رکھے اور عورت کسی کو اس کے گھر میں اس کی مرضی کے بغیر آنے کی اجازت نہ دے اور عورت جو کچھ بھی اپنے شو

اِلَيهِ شَطرُه'۔

کے مال میں سے اس کی صریح اجازت کے بغیر (حسب دستور اور سلیقہ سے) خرچ کرے گی تو اسے بھی اس کا آدھا ثواب ملے گا۔

فائدہ:۔شریعت نے ہر ہر معاملہ میں الگ الگ اجازت ضروری نہیں قرار دی ہے۔ بلکہ عام اجازت کافی ہے۔ صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث گزر چکی ہے کہ اگر عورت اپنے شوہر کے مال میں سے حسب دستور خرچ کرتی ہے تو اسے اس کے خرچ کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے شوہر کو اس کا ثواب ملے گا کہ وہ کما کے لایا تھا، اس حدیث میں بھی آخری ٹکڑے سے یہی مراد ہے۔

باب ۱۲۵۱. اَلقُرعَةِ بَينَ النِّسَآءِ اِذَآ اَرَادَ سَفَرًا

(۱۷۳۷) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنها) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ اَقرَعَ بَينَ نِسَآئِهٖ فَطَارَتِ القُرعَةُ لِعَآئِشَةَ وَحَفصَةَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ بِاللَّيلِ سَارَمَعَ عَآئِشَةَ يَتَحَدَّثُ فَقَالَتْ حَفصَةُ اَلَاتَرْكَبِينَ بَعِيرِیْ وَاَرْكَبُ بَعِيرَكِ تَنظُرِينَ وَاَنظُرُ فَقَالَتْ بَلٰى فَرَكِبَتْ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ اِلٰى جَمَلِ عَآئِشَةَ وَعَلَيهِ حَفصَةُ فَسَلَّمَ عَلَيهَا ثُمَّ سَارَ حَتّٰى نَزَلُوا وَافتَقَدَتْهُ عَآئِشَةَ فَلَمَّا نَزَلُوا جَعَلَتْ رِجلَيهَا بَينَ الْاِذْخِرِ وَتَقُولُ يَارَبِّ سَلِّطْ عَلَيَّ عَقرَبًا اَوْ حَيَّةً تَلدَغُنِيْ وَلَآ اَستَطِيعُ اَنْ اَقُولَ لَه' شَيئًا۔

باب ۱۲۵۱۔ سفر کے ارادہ کے وقت اپنی کئی بیویوں میں سے انتخاب کے لئے قرعہ اندازی

۱۷۳۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے لئے قرعہ ڈالتے، ایک مرتبہ قرعہ عائشہ اور حفصہ رضی اللہ عنہما کے نام کا نکلا۔ حضور اکرم رات کے وقت معمولاً چلتے وقت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے چلتے ایک مرتبہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا کہ آج رات کیوں نہ تم میرے اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔ اور میں تمہارے اونٹ پر۔ تاکہ تم بھی نئے مناظر دیکھ سکو اور میں بھی۔ انہوں نے یہ تجویز قبول کر لی۔ اور (ہر ایک دوسرے کے اونٹ پر) سوار ہو گئیں۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کے پاس تشریف لائے۔ اس وقت اس پر حفصہ رضی اللہ عنہا بیٹھی ہوئی تھیں۔ آنحضور ﷺ نے انہیں سلام کیا۔ پھر چلتے رہے۔ جب پڑاؤ ہوا تو حضور اکرم ﷺ کو معلوم ہوا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس میں نہیں ہیں (اس غلطی پر عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس درجہ رنج ہوا کہ) جب لوگ سواریوں سے اتر گئے تو ام المؤمنین نے اپنے پاؤں اذخر گھاس میں (جس میں زہریلے کیڑے بکثرت رہتے تھے) ڈال لئے اور دعا کرنے لگیں کہ اے میرے رب! مجھ پر کوئی بچھو یا سانپ مسلط کر دے جو مجھے ڈس لے۔ مجھ میں اتنی ہمت نہیں کہ آنحضور سے (اپنی غلطی کی معذرت خواہی کے لئے) کچھ کہہ سکوں۔

باب ۱۲۵۲. اِذَا تَزَوَّجَ البِكرَ عَلَى الثَّيِّبِ وَاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى البِكرِ

(۱۷۳۸) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ) قَالَ مِنَ السُّنَّةِ اِذَا تَزَوَّجَ الرَّجُلُ البِكرَ عَلَى الثَّيِّبِ اَقَامَ عِندَهَا سَبعًا وَّقَسَمَ وَاِذَا تَزَوَّجَ الثَّيِّبَ عَلَى البِكرِ اَقَامَ عِندَهَا ثَلٰثًا ثُمَّ قَسَمَ قَالَ اَبُو قِلَابَةَ وَلَو شِئتُ لَقُلتُ اِنَّ اَنَسًا رَّفَعَه'

باب ۱۲۵۲۔ شادی شدہ عورت کے بعد کسی کنواری عورت سے شادی کرنا، کنواری کے بعد کسی شادی شدہ عورت سے شادی کرنا

۱۷۳۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دستور یہ ہے کہ جب کوئی شخص پہلے سے شادی شدہ بیوی کی موجودگی میں کسی کنواری عورت سے شادی کرے تو اس کے ساتھ سات دن تک قیام کرے اور پھر باری مقرر کرے۔ ابو قلابہ نے بیان کیا کہ اگر میں چاہوں تو کہہ سکتا ہوں کہ

اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

انس رضی اللہ عنہ نے یہ روایت نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے بیان کی۔

باب ۱۲۵۳ . اَلْمُتَشَبِّعِ بِمَالَمْ یَنَلْ وَمَا یُنْهٰی مِنْ اِفْتِخَارِ الضَّرَّةِ

باب ۱۲۵۳۔ جو چیز حاصل نہ ہو اس پر فکر کرنا سوکن کے سامنے اپنے ساتھ شوہر کے تعلق کو بڑھا چڑھا بیان کرنے کی ممانعت

(۱۷۳۹) عَنْ اَسْمَآءَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْها) اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَیَّ جُنَاحٌ اِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِیْ غَیْرَ الَّذِیْ یُعْطِیْنِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ یُعْطَ کَلَا بِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ۔

۱۷۳۹۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک خاتون نے عرض کی یا رسول اللہ! میری ایک سوکن ہے۔ اگر اپنے شوہر کی طرف سے ان چیزوں کے حاصل ہونے کی بھی داستانیں اسے سناؤں جو حقیقت میں میرا شوہر مجھے نہیں دیتا تو کیا اس میں کوئی حرج ہے؟ آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا کہ جو چیز حاصل نہ ہو اس پر فخر کرنے والا اس شخص جیسا ہے جو جھوٹ کا دہرا کپڑا پہنے ہوئے ہے (یعنی سر سے پاؤں تک جھوٹا ہے۔)

(۱۷۴۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ یَغَارُ وَ غَیْرَةُ اللّٰهِ اَنْ یَّاْتِیَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ

۱۷۴۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو غیرت آتی ہے۔ اور اللہ کو غیرت اس وقت آتی ہے جب بندہ مؤمن وہ کام کرتا ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے۔

(۱۷۴۱) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْها) قَالَتْ تَزَوَّجَنِی الزُّبَیْرُ وَمَا لَهٗ فِی الْاَرْضِ مِنْ مَّالٍ وَّلَا مَمْلُوْكٍ وَّلَا شَیْءٍ غَیْرَ نَاضِحٍ وَغَیْرَ فَرَسِهٖ فَکُنْتُ اَعْلِفُ فَرَسَهٗ وَاَسْتَقِی الْمَآءَ وَاَخْرِزُ غَرْبَهٗ وَاَعْجِنُ وَلَمْ اَکُنْ اُحْسِنُ اَخْبِزُ وَکَانَ یَخْبِزُ جَارَاتٌ لِّیْ مِنَ الْاَنْصَارِ وَکُنَّ نِسْوَةَ صِدْقٍ وَکُنْتُ اَنْقُلُ النَّوٰی مِنْ اَرْضِ الزُّبَیْرِ الَّتِیْ اَقْطَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَاْسِیْ وَهِیَ مِنِّیْ عَلٰی ثُلُثَیْ فَرْسَخٍ فَجِئْتُ یَوْمًا وَالنَّوٰی عَلٰی رَاْسِیْ فَلَقِیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ نَفَرٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ فَدَعَانِیْ ثُمَّ قَالَ اِخْ اِخْ لِیَحْمِلَنِیْ خَلْفَهٗ فَاسْتَحْیَیْتُ اَنْ اَسِیْرَ مَعَ الرِّجَالِ وَذَکَرْتُ الزُّبَیْرَ وَغَیْرَتَهٗ وَکَانَ اَغْیَرَ النَّاسِ فَعَرَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنِّیْ قَدِ اسْتَحْیَیْتُ فَمَضٰی وَجِئْتُ الزُّبَیْرَ فَقُلْتُ لَقِیَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰی رَاْسِی النَّوٰی وَمَعَهٗ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَاَنَاخَ لِاَرْکَبَ فَاسْتَحْیَیْتُ مِنْهُ وَعَرَفْتُ غَیْرَتَكَ فَقَالَ وَاللّٰهِ لَحَمْلُكِ النَّوٰی اَشَدُّ عَلَیَّ مِنْ

۱۷۴۱۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ زبیر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے شادی کی تو ان کے پاس ایک اونٹ اور ان کے گھوڑے کے سوا روئے زمین پر کوئی مال، کوئی غلام، کوئی چیز نہیں تھی۔ میں ہی ان کا گھوڑا چراتی۔ پانی پلاتی، ان کا ڈول سیتی، اور آٹا گوندھتی۔ میں اچھی طرح روٹی نہیں پکا سکتی تھی، انصار کی کچھ لڑکیاں میری روٹی پکا جاتی تھیں، یہ بڑی سچی اور باوفا عورتیں تھیں، زبیر رضی اللہ عنہ کی وہ زمین جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں دی تھی، اس سے میں اپنے سر پر کھجور کی گٹھلیاں گھر لایا کرتی تھی۔ یہ زمین میرے گھر سے تہائی فرسخ دور تھی۔ ایک روز میں آ رہی تھی اور گٹھلیاں میرے سر پر تھیں کہ راستے میں رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات ہوگئی۔ آنحضور ﷺ کے ساتھ قبیلہ انصار کے کئی افراد تھے۔ آنحضور ﷺ نے مجھے بلایا پھر (اپنے اونٹ کو بٹھانے کے لئے) کہا اخ اخ! آنحضور ﷺ چاہتے تھے کہ مجھے اپنی سواری پر اپنے پیچھے سوار کر لیں لیکن مجھے مردوں کے ساتھ چلنے میں شرم آئی اور زبیر رضی اللہ عنہ کی غیرت کا بھی خیال آیا۔ زبیر رضی اللہ عنہ بڑے ہی باغیرت تھے۔ حضور اکرم ﷺ بھی سمجھ گئے کہ میں شرم محسوس کر رہی ہوں اس لئے آپ آگے بڑھ گئے۔ پھر میں زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور ان سے واقعہ کا ذکر کیا کہ آنحضور ﷺ سے میری ملاقات ہوگئی تھی۔ میرے سر پر گٹھلیاں

رَّكُوبِكَ مَعَه' قَالَتْ حَتّٰى اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذٰلِكَ بِخَادِمٍ تَكْفِيْنِىْ سِيَاسَةَ الْفَرَسِ فَكَاَنَّمَآ اَعْتَقَنِىْ۔

تھیں اور آنحضور ﷺ کے ساتھ آپ کے چند صحابہ بھی تھے۔ آنحضور ﷺ نے اپنا اونٹ مجھے بٹھانے کے لئے بٹھایا لیکن مجھے اس سے شرم آئی اور تمہاری غیرت کا بھی خیال آیا اس پر زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بخدا حضور اکرم ﷺ کا تمہارے سر پر گٹھلیوں کا بوجھ دیکھنا آنحضور ﷺ کے ساتھ تمہارے سوار ہونے سے زیادہ مجھ پر گراں ہے۔ بیان کیا کہ آخر اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک خادم بھیج دیا جس نے گھوڑے کی رکھوالی (وغیرہ) سے مجھے چھٹکارا دیا جیسے انہوں نے مجھے آزاد کر دیا۔

باب ۱۲۵۴ . غَيْرَةِ النِّسَآءِ وَ وَجْدِ هِنَّ

باب ۱۲۵۴۔ عورتوں کی غیرت اور ان کی ناراضگی

(۱۷۴۲) عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْها) قَالَتْ قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَاَعْلَمُ اِذَا كُنْتِ عَنِّىْ رَاضِيَةً وَاِذَا كُنْتِ عَلَيَّ غَضْبٰى قَالَتْ فَقُلْتُ مِنْ اَيْنَ تَعْرِفُ ذٰلِكَ فَقَالَ اَمَّا اِذَا كُنْتِ عَنِّىْ رَاضِيَةً فَاِنَّكِ تَقُوْلِيْنَ لَا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ وَاِذَا كُنْتِ غَضْبٰى قُلْتِ لَا وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ قَالَتْ قُلْتُ اَجَلْ وَاللّٰهِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَااَهْجُرُ اِلَّا اسْمَكَ۔

۱۷۴۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا۔ میں خوب پہنچانتا ہوں کہ کب تم مجھ سے خوش ہو اور کب تم مجھ پر ناراض ہو۔ بیان کیا کہ اس پر میں نے عرض کی۔ آنحضور ﷺ یہ بات کس طرح سمجھتے ہیں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو کہتی ہو، نہیں محمد ﷺ کے رب کی قسم! اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو کہتی ہو، نہیں ابراہیم کے رب کی قسم! بیان کیا کہ میں نے عرض کی ہاں خدا گواہ ہے۔ یارسول اللہ! میں صرف آپؐ کے نام کا ذکر ہی چھوڑتی ہوں (قلبی تعلق اس وقت بھی باقی رہتا ہے۔)

باب ۱۲۵۵ . لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَاَةٍ اِلَّا ذُوْمَحْرَمٍ وَالدُّ خُوْلُ عَلَى الْمُغِيْبَةِ

باب ۱۲۵۵۔ محرم کے سوا کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے اور ایسی عورت کے پاس جانا جس کا شوہر موجود نہ ہو

(۱۷۴۳) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَرَاَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ۔

۱۷۴۳۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورتوں میں جانے سے بچتے رہو۔ اس پر قبیلہ انصار کے ایک صحابیؓ نے عرض کی یارسول اللہ! دیور کے متعلق آپؐ کی کیا رائے ہے (وہ اپنی بھاوج کے سامنے جا سکتا ہے یا نہیں؟) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ دیور تو موت ہے۔

باب ۱۲۵۶ . لَاتُبَاشِرِ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا

باب ۱۲۵۶۔ کوئی عورت کسی دوسری عورت سے ملنے کے بعد اپنے شوہر سے اس کا حلیہ بیان نہ کرے

(۱۷۴۴) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرِ الْمَرْاَةُ الْمَرْاَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَاَنَّه' يَنْظُرُ اِلَيْهَا۔

۱۷۴۴۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کوئی عورت کسی عورت سے ملنے کے بعد اپنے شوہر سے اس کا حلیہ بیان نہ کرے، گویا کہ وہ اسے دیکھ رہا ہے۔

بـــاب ۱۲۵۷. لَایَـطْـرُقُ اَهْـلَـهٗ لَیْلاً اِذَا اَطَـــالَ الْـغَیْبَةَ مَـخَـــافَةَ اَنْ یُـخَـوِّنَهُـمْ اَوْیَـلْتَـمِـسُ عَثَرَاتِهِمْ

(۱۷۴۵)عَنْ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَکْرَهُ اَنْ یَاتِیَ الرَّجُلُ اَهْلَهٗ طُرُوْقًا۔

باب ۱۲۵۷۔ طویل سفر کے بعد کوئی شخص اپنے گھر (اطلاع کے بغیر) رات کے وقت نہ آئے۔ ممکن ہے اس طرح اسے اہل خانہ پر خیانت کا شبہ ہو جائے یا وہ ان کے عیوب کی ٹوہ میں لگ جائے

۱۷۴۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی شخص سے رات کے وقت اپنے گھر (سفر سے اچانک) آنے پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا۔

کِتَابُ الطَّلَاق

طلاق کے مسائل

باب ۱۲۵۸. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ وَ اَحْصُوا الْعِدَّةَ

(۱۷۴۶)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ طَلَّقَ امْرَاَتَهٗ وَهِیَ حَائِضٌ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عُمَرُبْنُ الْخَطَّابِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَالِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْیُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِیُمْسِکْهَا حَتّٰی تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِیْضُ ثُمَّ تَطْهُرَثُمَّ اِنْ شَآءَ اَمْسَكَ بَعْدُ وَاِنْ شَآءَ طَلَّقَ قَبْلَ اَنْ یَّمُسَّ فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِیْ اَمَرَاللّٰهُ اَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَآءُ۔

باب ۱۲۵۸۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''احصیناہ'' یعنی ہم نے اسے یاد کیا اور شمار کرتے رہے

۱۷۴۶۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے اپنی بیوی کو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں طلاق دی اور وہ حائضہ تھیں۔ عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضور ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تو آپؐ نے فرمایا کہ ابن عمر سے کہو کہ اپنی بیوی سے رجعت کرلیں اور پھر اپنے نکاح میں باقی رکھیں۔ جب ماہواری (حیض) بند ہو جائے، پھر ماہواری آئے اور پھر بند ہو، تب اگر چاہیں تو اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں باقی رکھیں اور اگر چاہیں تو طلاق دے دیں۔ (لیکن طلاق اس طہر میں) اس کے ساتھ ہم بستری سے پہلے ہونا چاہئے۔ یہی (طہر کی) وہ مدت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا۔

باب ۱۲۵۹. قَوْلِهٖ مَنْ طَلَّقَ وَهَلْ یُوَاجِهُ الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ بِالطَّلَاقِ

(۱۷۴۷)عَنْ عَـائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ ابْنَةَ الْجُوْنِ لَـمَّـا اُدْخِلَـتْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَدَنَـا مِنْهَا قَالَتْ اَعُوْذُبِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ لَهَا لَقَدْ عُذْتِ بِعَظِیْمٍ اِلْحَقِیْ بِاَهْلِكِ۔

باب ۱۲۵۹۔ جس نے طلاق دی اور کیا مرد اپنی بیوی کو اس کے سامنے طلاق دے سکتا ہے

۱۷۴۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابنۃ الجون جب حضور اکرم ﷺ کے یہاں (نکاح کے بعد) لائی گئیں اور آنحضور ﷺ ان کے پاس گئے تو انہوں نے (غلط فہمی میں) یہ کہہ دیا کہ میں تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے بہت بڑی چیز سے پناہ مانگی ہے۔ اپنے گھر چلی جاؤ۔ (یہ طلاق سے کنایہ ہے)۔

(۱۷۴۸)عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی انْطَلَقْنَا اِلٰی حَائِطٍ یُّقَالُ لَهٗ الشَّوْطُ حَتّٰی انْتَهَیْنَا اِلٰی حَائِطَیْنِ فَجَلَسْنَا بَیْنَهُمَا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اجْلِسُوْا هٰهُنَا وَ دَخَلَ وَقَدْ اُتِیَ بَالْجُوْنِیَةِ فَاُنْزِلَتْ فِیْ بَیْتٍ فِیْ نَخْلٍ فِیْ بَیْتِ اُمَیْمَةَ بِنْتِ النُّعْمَانِ بْنِ شَرَاحِیْلَ وَمَعَهَا دَایَتُهَا حَاضِنَةً لَّهَا فَلَمَّا دَخَلَ عَلَیْهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَبِیْ نَفْسَكِ لِیْ قَالَتْ وَهَلْ تَهَبُ الْمَلِكَةُ نَفْسَهَا لِلسُّوْقَةِ قَالَ فَاَهْوٰی بِیَدِهٖ یَضَعُ یَدَهٗ عَلَیْهَا لِتَسْكُنَ فَقَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ فَقَالَ قَدْ عُذْتِ بِمُعَاذٍ ثُمَّ خَرَجَ عَلَیْنَا فَقَالَ یَآ بَااُسَیْدٍ اكْسُهَا رَازِقِیَّیْنِ وَاَلْحِقْهَا بِاَهْلِهَا۔

۱۷۴۸۔حضرت ابواسید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ باہر نکلے اور ایک باغ میں پہنچے، جس کا نام ''شوط'' تھا، جب ہم باغ کی دو دیواروں کے درمیان میں پہنچے تو بیٹھ گئے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ یہیں بیٹھو۔ پھر آپؐ باغ میں گئے۔ جونیہ لائی جاچکی تھیں اور انہیں کھجور کے باغ کے ایک گھر میں جو امیمہ بنت نعمان بن شراجیل کا گھر تھا، اتارا گیا تھا، ان کے ساتھ ایک دایہ بھی ان کی دیکھ بھال کے لئے تھی۔ جب حضور اکرم ﷺ ان کے پاس گئے تو فرمایا کہ اپنے آپ کو میرے حوالہ کردو۔ انہوں نے کہا کہ (بدبختی اور بدنصیبی کی وجہ سے) کیا کوئی شہزادی کسی عام آدمی کے اپنے آپ کو حوالہ کرسکتی ہے؟ بیان کیا کہ اس پر حضور اکرم ﷺ نے انہیں مطمئن کرنے کے لئے اپنا ہاتھ انکی طرف بڑھا کر ان کے اوپر رکھا تو انہوں نے کہا کہ تم سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ تم نے اسی سے پناہ مانگی جس سے پناہ مانگی جاتی ہے۔ اس کے بعد آنحضور ﷺ باہر ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا، ابواسید، اسے دورازقیہ کپڑے پہنا کر اس کے گھر پہنچا آؤ۔

باب ۱۲۶۰ . قَوْلِهٖ مَنْ اَجَازَ طَلَاقَ الثَّلَاثَ

باب۱۲۶۰۔جس نے تین طلاقوں کی اجازت دی

(۱۷۴۹)عَنْ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ اِمْرَاَةَ رِفَاعَةَ الْقُرَظِیِّ جَائَتْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَنِیْ فَبَتَّ طَلَاقِیْ وَاِنِّیْ نَكَحْتُ بَعْدَهٗ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزُّبَیْرِ الْقُرَظِیَّ وَاِنَّمَا مَعَهٗ مِثْلُ الْهُدْبَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِیْدِیْنَ اَنْ تَرْجِعِیْ اِلٰی رِفَاعَةَ لَا حَتّٰی یَذُوْقَ عُسَیْلَتَكِ وَتَذُوْقِیْ عُسَیْلَتَهٗ۔

۱۷۴۹۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ کی بیوی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی، یارسول اللہ، رفاعہ نے مجھے طلاق دے دی تھی اور طلاق بھی قطعی۔ پھر میں نے اس کے بعد عبدالرحمان بن زبیر قرظی رضی اللہ عنہ سے نکاح کرلیا، لیکن ان کے پاس تو کپڑے کے پلو جیسا ہے (یعنی ان میں رجولیت نہیں ہے) آنحضور ﷺ نے فرمایا غالباً تم رفاعہ کے پاس دوبارہ جانا چاہتی ہو لیکن ایسا اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک تم اپنے موجودہ شوہر کا مزہ نہ چکھ لو اور وہ تمہارا مزہ نہ چکھ لے۔

باب ۱۲۶۱ .قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: لِمَ تُحَرِّمُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ

باب۱۲۶۱۔آپ کیوں وہ چیزیں حرام کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے حلال کی ہیں

(۱۷۵۰) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ الْعَسَلَ وَالْحَلْوَآءَ وَكَانَ اِذَا انْصَرَفَ مِنَ الْعَصْرِ دَخَلَ عَلٰی نِسَآءِهٖ فَیَدْنُوْ مِنْ اِحْدَاهُنَّ فَدَخَلَ عَلٰی حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ فَاحْتَبَسَ اَكْثَرَ مَا كَانَ یَحْتَبِسُ فَغِرْتُ فَسَاَلْتُ

۱۷۵۰۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ شہد اور میٹھی چیزیں پسند کرتے تھے۔ آنحضور ﷺ جب عصر کی نماز سے فارغ ہوکر واپس آتے تو اپنی ازواج کے پاس تشریف لے جاتے تھے اور بعض سے قریب بھی ہوتے تھے۔ ایک دن آنحضور ﷺ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور معمول سے زیادہ ان کے یہاں

عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ لِيْ اَهْدَتْ لَهَا امْرَاَةٌ مِّنْ قَوْمِهَا عُلَّةً مِّنْ عَسَلٍ فَسَقَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ شَرْبَةً فَقُلْتُ اَمَا وَ ـهِ لَنَحْتَالَنَّ لَه، فَقُلْتُ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ اِنَّه، سَيَدْنُو مِنْكِ فَاِذَا دَنَامِنْكِ فَقُوْلِيْ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ فَاِنَّه، سَيَقُوْلُ لَكِ لَافَقُوْلِيْ لَه، مَاهٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ اَجِدُ مِنْكَ فَاِنَّه، سَيَقُوْلُ لَكِ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقُوْلِيْ لَه، جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ وَسَاَقُوْلُ ذٰلِكَ وَقُوْلِيْ اَنْتِ يَاصَفِيَّةُ ذَاكِ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اُنَادِيَهُ بِمَا اَمَرْتِنِيْ بِهٖ فَرَقًا مِّنْكِ فَلَمَّا دَنَا مِنْهَا قَالَتْ لَه، سَوْدَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَكَلْتَ مَغَافِيْرَ قَالَ لَا قَالَتْ فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ الَّتِيْ اَجِدُ مِنْكَ قَالَ سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ فَقَالَتْ جَرَسَتْ نَحْلُه، الْعُرْفُطَ فَلَمَّا دَارَ اِلَيَّ قُلْتُ لَه، نَحْوَ ذَالِكَ فَلَمَّا دَارَ اِلٰى صَفِيَّةَ قَالَتْ لَه، مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا دَارَاِلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اُسْقِيْكَ مِنْهُ قَالَ لَاحَاجَةَ لِيْ فِيْهِ قَالَتْ تَقُوْلُ سَوْدَةُ وَاللّٰهِ لَقَدْ حَرَّمْنَاهُ قُلْتُ لَهَا اُسْكُتِيْ۔

ٹھہرے، مجھے اس پر غیرت آئی اور میں نے اس کے متعلق پوچھا تو معلوم ہوا کہ ام المومنین حفصہ کو ان کی قوم کی کسی خاتون نے شہد کا ایک ڈبہ دیا ہے اور انہوں نے اسی کا شربت آنحضور ﷺ کے لئے پیش کیا ہے۔ میں نے اپنے جی میں کہا کہ خدا کی قسم، ہم اب اس کا توڑ کریں گے۔ پھر میں نے ام المومنین سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آنحضور ﷺ تمہارے قریب آئیں گے، اور جب قریب آئیں تو کہنا کہ معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ نے مغفور کھا رکھا ہے؟ ظاہر ہے کہ آنحضور ﷺ اس کے جواب میں انکار کریں گے۔ اس وقت کہنا کہ پھر یہ کیسی بو ہے جو آپؐ کے منہ سے میں محسوس کر رہی ہوں؟ اس پر آنحضور ﷺ کہیں گے کہ حفصہ نے شہد کا شربت مجھے پلایا ہے، تم کہنا کہ غالباً اس شہد کی مکھی نے مغفور کے درخت کا عرق سوچا ہوگا! میں بھی آنحضور ﷺ سے یہی کہوں گی اور صفیہ تم بھی یہی کہنا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ سودہ رضی اللہ عنہا کہتی تھیں کہ بخدا، آنحضور ﷺ جونہی دروازے پر آ کر کھڑے ہوئے تو تمہارے خوف سے میں نے ارادہ کیا کہ آنحضور ﷺ سے وہ بات کہوں جو تم نے مجھ سے کہی تھی۔ چنانچہ جب آنحضور ﷺ سودہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے آنحضور ﷺ سے کہا، یارسول اللہ! کیا آپؐ نے مغفور کھایا ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، انہوں نے کہا پھر یہ بو کیسی ہے جو آپؐ کے منہ سے میں محسوس کرتی ہوں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ حفصہ (رضی اللہ عنہا) نے مجھے شہد کا شربت پلایا ہے۔ اس پر سودہ رضی اللہ عنہا بولیں۔ اس شہد کی مکھی نے مغفور کے درخت کا عرق چوسا ہوگا۔ پھر جب آنحضور ﷺ میرے یہاں تشریف لائے تو میں نے بھی یہی بات کہی، اس کے بعد صفیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے بھی اس کو دہرایا۔ اس کے بعد جب پھر آنحضور ﷺ حفصہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے تو انہوں نے عرض کی یارسول اللہ! وہ شہد پھر نوش فرمائیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر سودہ رضی اللہ عنہا بولیں، واللہ، ہم آنحضور ﷺ کو روکنے میں کامیاب ہو گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ ابھی چپ رہو۔

باب ۱۲۶۲. اَلْخُلْعِ وَكَيْفَ الطَّلَاقُ فِيْهِ

باب ۱۲۶۲۔ خلع اور اس میں طلاق کی کیا صورت ہوگی

(۱۷۵۱) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ امْرَاَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ،

۱۷۵۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ثابت بن قیس رضی

اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَیْسٍ مَاأَعْتِبُ عَلَیْهِ فِیْ خُلُقٍ وَّلَا دِیْنٍ وَّلٰکِنِّیْ اَکْرَهُ الْکُفْرَ فِی الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّیْنَ عَلَیْهِ حَدِیْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلِ الْحَدِیْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِیْقَةً۔

اللہ عنہ کی بیوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ یارسول اللہ، مجھے ان کے (ثابت رضی اللہ عنہ کے) اخلاق اور دین کی وجہ سے ان سے کوئی شکایت نہیں ہے۔ البتہ میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی (کیونکہ ان کے ساتھ رہ کر ان کے حقوق زوجیت کو نہیں ادا کر سکتی) اس پر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کیا تم ان کا باغ (جو انہوں نے مہر میں دیا تھا) واپس کر سکتی ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ آنحضور ﷺ نے (ثابتؓ سے) فرمایا کہ باغ قبول کرلو اور انہیں طلاق دے دو۔

باب ۱۲۶۳. شَفَاعَةُ النَّبِیِّ ﷺ فِیْ زَوْجِ بَرِیْرَةَؓ

(۱۷۵۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ زَوْجَ بَرِیْرَةَ کَانَ عَبْدًا یُّقَالُ لَهٗ مُغِیْثٌ کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلَیْهِ یَطُوْفُ خَلْفَهَا یَبْکِیْ وَدُمُوْعُهٗ تَسِیْلُ عَلٰی لِحْیَتِهٖ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِعَبَّاسٍؓ یَا عَبَّاسُ اَلَا تَعْجَبُ مِنْ حُبِّ مُغِیْثٍ بَرِیْرَةَ وَمِنْ بُغْضِ بَرِیْرَةَ مُغِیْثًا فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْرَاجَعْتِیْهِ قَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ تَاْمُرُنِیْ؟ قَالَ اِنَّمَا اَنَا اَشْفَعُ قَالَتْ لَاحَاجَةَ لِیْ فِیْهِ۔

باب ۱۲۶۳۔ بریرہؓ کے شوہر کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی سفارش

۱۷۵۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے شوہر غلام تھے اور ان کا نام مغیث (رضی اللہ عنہ) تھا، جیسے وہ منظر اب بھی میرے سامنے ہے جب وہ بریرہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے پیچھے روتے ہوئے پھر رہے تھے اور آنسوؤں سے ان کی داڑھی تر ہو رہی تھی۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا، عباس، کیا تمہیں مغیث کی بریرہ سے محبت اور بریرہ کی مغیث سے نفرت پر حیرت نہیں ہوئی! آخر حضور اکرم ﷺ نے بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا، کاش تم ان کے بارے میں اپنا فیصلہ بدل دیتیں۔ انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! کیا آپ مجھے اس کا حکم دے رہے ہیں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا، میں صرف سفارش کرتا ہوں۔ انہوں نے اس پر کہا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔

باب ۱۲۶۴. اللِّعَان

(۱۷۵۳) عَنْ سَهْلٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا وَکَافِلُ الْیَتِیْمِ فِی الْجَنَّةِ هٰکَذَا وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰی وَفَرَّجَ بَیْنَهُمَا شَیْئًا۔

باب ۱۲۶۴۔ لعان

۱۷۵۳۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں اور یتیم کی کفالت و پرورش کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپؐ نے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کیا اور ان دونوں انگلیوں کے درمیان تھوڑی سی جگہ کھلی رکھی۔

باب ۱۲۶۵. اِذَا عَرَّضَ بِنَفْیِ الْوَلَدِ

(۱۷۵۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ وُلِدَ لِیْ غُلَامٌ اَسْوَدُ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ مَا اَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ اَهَلْ فِیْهَا مِنْ اَوْرَقَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَاَنّٰی ذٰلِكَ قَالَ لَعَلَّهٗ نَزَعَهٗ عِرْقٌ قَالَ فَلَعَلَّ

باب ۱۲۶۵۔ جب اشاروں سے اپنی بیوی کے بچے کا انکار کرے

۱۷۵۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! میرے یہاں تو کالا کلوٹا بچہ پیدا ہوا ہے۔ (یعنی اس کی صورت خاندان میں سے کسی سے بھی نہیں ملتی) اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا، تمہارے پاس کوئی اونٹ بھی ہے؟ انہوں نے کہا، جی ہاں! آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا، اس کے

ابنكَ هٰذَا نزَعه'۔

رنگ کیسے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ سرخ رنگ کے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا، ان میں کوئی سیاہی مائل سفید اونٹ بھی ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں! آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا کہ پھر یہ کہاں سے آ گیا۔ انہوں نے کہا کہ اپنی نسل کے کسی بہت پہلے اونٹ پر یہ پڑا ہوگا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح تمہارا یہ لڑکا بھی اپنی نسل کے کسی دور کے رشتہ دار پر پڑا ہوگا۔

باب ۱۲۶۶ . قَوْلِ الْاِمَامِ لِلْمُتَلاَعِنَيْنِ اِنَّ اَحَدَكُمَا كَاذِبٌ فَهَلْ مِنْكُمَا تَائِبٌ

(۱۷۵۵) عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْمُتَلاَعِنَيْنِ فَقَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُتَلاَ عِنَيْنِ حِسَابُكُمَا عَلَى اللّٰهِ اَحَدُكُمَا كَاذِبٌ لَّا سَبِيْلَ لَكَ عَلَيْهَا قَالَ مَالِيْ قَالَ لَا مَالَ لَكَ اِنْ كُنْتَ صَدَقْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ بِمَا اسْتَحْلَلْتَ مِنْ فَرْجِهَا وَ اِنْ كُنْتَ كَذَبْتَ عَلَيْهَا فَذَا كَ اَبْعَدُ لَكَ۔

باب ۱۲۶۶۔ امام کا لعان کرنے والوں سے کہنا کہ تم میں سے ایک یقیناً جھوٹا ہے۔ تو کیا وہ رجوع کرے گا

۱۷۵۵۔ حضرت سعید بن جبیرؓ نے بیان کیا کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے لعان کرنے والوں کا حکم پوچھا۔ تو آپ نے بیان کیا کہ ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہارا حساب تو اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے، تم میں سے ایک جھوٹا ہے، اب تمہیں تمہاری بیوی پر اختیار کا کوئی سوال نہیں، ان صحابی نے عرض کی کہ میرا مال واپس کرا دیجئے (جو مہر میں دیا گیا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارا مال نہیں ہے، اگر تم اس کے معاملہ میں سچے ہو تو تمہارا یہ مال اس کے بدلہ میں ختم ہو چکا کہ تم نے اس کی شرم گاہ کو حلال کیا تھا، اور اگر تم نے اس پر جھوٹی تہمت لگائی تھی۔ پھر تو وہ تم سے بعید تر ہے۔

باب ۱۲۶۷ . اَلْكُحْلِ لِلْحَادَّةِ

(۱۷۵۶) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا) اَنَّ امْرَاَةً تُوُفِّيَ زَوْجُهَا فَخَشُوْا عَيْنَيْهَا فَاَتَوا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاذَنُوْهُ فِي الْكُحْلِ فَقَالَ لَا تَكَحَّلُ قَدْ كَانَتْ اِحْدَاكُنَّ تَمْكُثُ فِي شَرِّ اَحْلاَ سِهَا اَوْ شَرِّ بَيْتِهَا فَاِذَا كَانَ حَوْلٌ فَمَرَّ كَلْبٌ رَمَتْ بِبَعْرَةٍ فَلاَ حَتّٰى تَمْضِيَ اَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ وَّ عَشْرٌ وَّ سَمِعْتُ زَيْنَبَ ابْنَةَ اُمِّ سَلَمَةَ تُحَدِّثُ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ مُّسْلِمَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلاَ ثَةِ اَيَّامٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجِهَا اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْراً۔

باب ۱۲۶۷۔ عدت میں سرمہ کا استعمال

۱۷۵۶۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ایک عورت کے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی آنکھ میں تکلیف ہوئی تو اس کے گھر والے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ سے سرمہ لگانے کی اجازت مانگی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سرمہ (زمانہ عدت میں) نہ لگاؤ (زمانہ جاہلیت میں) تمہیں بدترین کپڑے میں وقت گزارنا پڑتا تھا یا (راوی کو شک تھا کہ یہ فرمایا کہ) بدترین گھر میں وقت (عدت) گزارنا پڑتا تھا۔ جب اس طرح ایک سال پورا ہو جاتا تو اس کے پاس سے کتا گذرتا اور وہ اس پر مینگنی پھینکتی (جب عدت سے باہر آتی) پس سرمہ نہ لگاؤ۔ یہاں تک کہ چار مہینے دس دن گذر جائیں۔ اور زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے بیان کرتی تھیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک مسلمان عورت جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو، اس کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی کا سوگ تین دن سے زیادہ منائے، سوائے شوہر کے اس کے لئے چار مہینے دس دن ہیں۔

باب۱۲۶۸ . كِتَابُ النَّفَقَاتِ

(۱۷۵۷) عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدِ الْاَنْصَارِيِّ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ) فَقَالَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً۔

(۱۷۵۸) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ اَنْفِقْ يَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَيْكَ۔

باب۱۲۶۹ . حَبْسِ نَفَقَةِ الرَّجُلِ قُوْتَ سَنَةٍ عَلٰى اَهْلِهٖ وَكَيْفَ نَفَقَاتُ الْعِيَالِ

(۱۷۵۹) عَنْ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَبِيْعُ نَخْلَ بَنِى النَّضِيْرِ وَيَحْبِسُ لِاَهْلِهٖ قُوْتَ سَنَتِهِمْ۔

باب۱۲۶۸۔ نفقہ کے مسائل گھر والوں پر خرچ کرنے کی فضیلت

۱۷۵۷۔ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان اپنے گھر والوں پر بھی اگر خرچ کرتا اور اللہ کی حکم بجا آوری کی نیت کے ساتھ کرتا ہے تو بھی اس کے لئے صدقہ ہے (اور اسے اس کا ثواب ملتا ہے)۔

۱۷۵۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ابن آدم!، تو خرچ کر تو میں تجھ پر خرچ کروں گا۔

باب۱۲۶۹۔ مرد کا اپنی بیوی بچوں کیلئے ایک سال کا خرچ جمع کرنا اور زیر پرورش افراد کے اخراجات کی کیا صورت ہوگی

۱۷۵۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ بنی نضیر کے باغ کی کھجوریں بیچ کر اپنے گھر والوں کے لئے سال بھر کی روزی جمع کر دیتے تھے۔

كِتَابُ الْاَطْعِمَةِ

باب۱۲۷۰ . وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَارَزَقْنٰكُمْ

(۱۷۶۰) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ (رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ اَصَابَنِىْ جُهْدٌ شَدِيْدٌ فَلَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَاسْتَقْرَاْتُهٗ اٰيَةً مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَدَخَلَ دَارَهٗ وَفَتَحَهَا عَلَيَّ فَمَشَيْتُ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَخَرَرْتُ لِوَجْهِىْ مِنَ الْجُهْدِ وَالْجُوْعِ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلٰى رَأْسِىْ فَقَالَ يَا اَبَا هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ فَاَخَذَ بِيَدِىْ فَاَقَامَنِىْ وَعَرَفَ الَّذِىْ بِىْ فَانْطَلَقَ بِىْ اِلٰى رَحْلِهٖ فَاَمَرَلِىْ بِعُسٍّ مِّنْ لَّبَنٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ عُدْ فَاشْرَبْ يَا اَبَاهِرٍّ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ ثُمَّ قَالَ عُدْ فَعُدْتُ فَشَرِبْتُ حَتّٰى اسْتَوٰى بَطْنِىْ فَصَارَ كَالْقِدْحِ قَالَ فَلَقِيْتُ عُمَرَ وَذَكَرْتُ لَهُ الَّذِىْ كَانَ مِنْ اَمْرِىْ وَقُلْتُ لَهٗ تَوَلَّى اللّٰهُ ذٰلِكَ مَنْ كَانَ اَحَقُّ بِهٖ مِنْكَ يَا عُمَرُ وَاللّٰهِ لَقَدْ اِسْتَقْرَاْتُكَ الْاٰيَةَ وَلَاَنَا اَقْرَاُ لَهَا مِنْكَ قَالَ عُمَرُ

کھانوں کا بیان

باب۱۲۷۰۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "کھاؤ ان پاکیزہ چیزوں میں سے جن کی ہم نے تمہیں روزی دی ہے

۱۷۶۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فاقہ کی وجہ سے میں سخت مشقت میں مبتلا تھا۔ پھر میری ملاقات عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی اور ان سے میں نے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھنے کے لئے کہا۔ انہوں نے مجھے وہ آیت پڑھ کر سنائی (اور اس کا مفہوم سمجھایا) اور پھر اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد میں بہت دور تک چلتا رہا، لیکن مشقت اور بھوک کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ میرے سر کے پاس کھڑے ہیں۔ آنحضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے ابوہریرہ، میں نے کہا، حاضر ہوں، یارسول اللہ!، تیار ہوں! پھر آنحضور ﷺ نے میرے ہاتھ پکڑ کر مجھے کھڑا کیا۔ آپؐ سمجھ گئے کہ میں کس چیز میں مبتلا ہوں۔ پھر آپؐ مجھے اپنے گھر لے گئے اور میرے لئے دودھ کا ایک بڑا پیالہ منگوایا۔ میں نے اس میں سے دودھ پیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا، دوبارہ پیو ابوہریرہ۔ میں نے دوبارہ پیا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا اور پیو۔ میں نے اور پیا، یہاں تک کہ میرا پیٹ بھی پیالہ کی

وَاللّٰہِ لَاَنْ اَکُوْنَ اَدْخَلْتُكَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ یَّکُوْنَ لِیْ مِثْلُ حُمُرِ النَّعَمِ۔

طرح برابر ہوگیا۔ بیان کیا کہ پھر میں عمر رضی اللہ عنہ سے ملا اوران سے سارا معاملہ بیان کیا اور کہا کہ اے عمر اللہ تعالیٰ نے اسے اس ذات کے ذریعہ پورا کردیا جو آپؐ سے زیادہ مستحق تھی، بخدا میں نے آپ سے آیت پوچھی تھی حالانکہ میں اسے آپؐ سے بھی زیادہ بہتر طریقہ پر پڑھ سکتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بخدا اگر میں نے آپ کو اپنے گھر میں داخل کرلیا ہوتا اور میزبانی کرتا تو یہ میرے لئے اس سے زیادہ عزیز تھا کہ مجھے سرخ اونٹ مل جائیں۔

باب ۱۲۷۱ . اَلتَّسْمِیَةِ عَلَی الطَّعَامِ وَالْاَکْلِ بِالْیَمِیْنِ

باب۔ کھانے کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا اور دائیں ہاتھ سے کھانا

(۱۷۶۱) عَنْ عُمَرَ بْنَ اَبِیْ سَلَمَةَ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) یَقُوْلُ کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاغُلَامُ سَمِّ اللّٰہَ وَکُلْ بِیَمِیْنِكَ فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طُعْمَتِیْ بَعْدُ

۱۷۶۱۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں بچہ تھا اور رسول اللہ ﷺ کی پرورش میں تھا اور (کھاتے وقت) میرا ہاتھ برتن میں چاروں طرف گھوما کرتا تھا۔ اس لئے حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا، بیٹے بسم اللہ پڑھ لیا کرو، داہنے ہاتھ سے کھایا کرو اور برتن میں وہاں سے کھایا کرو جو تم سے قریب ہو، چنانچہ اس کے بعد میں ہمیشہ اسی ہدایت کے مطابق کھاتا ہوں۔

باب ۱۲۷۲ . مَنْ اَکَلَ حَتّٰی شَبِعَ

باب ۱۲۷۲۔ جس نے شکم سیر ہوکر کھایا

(۱۷۶۲) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا تُوُفِّیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ شَبِعْنَا مِنَ الْاَسْوَدَیْنِ التَّمْرِ وَالْمَآءِ۔

۱۷۶۲۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے قریب ہمیں پیٹ بھر کر کھجور اور پانی ملنے لگا تھا۔

باب ۱۲۷۳ . اَلْخُبْزُ الْمُرَقَّقِ وَالْاَکْلِ عَلَی الْخِوَانِ وَلسُّفْرَةِ

باب ۱۲۷۳۔ چپاتی اور خوان (لکڑی کی سینی) اور سفرۃ (چمڑے کا دسترخوان) پر کھانا

(۳۵۰) قَالَ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ) مَا اَکَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خُبْزًا مُّرَقَّقًا وَلَاشَاةً مَّسْمُوْطَةً حَتّٰی لَقِیَ اللّٰہَ۔

وَعَنْ اَنَسٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکَلَ عَلٰی سُکُرُّجَةٍ قَطُّ وَلَا خُبِزَ لَہٗ مُرَقَّقٌ قَطُّ وَلَا اَکَلَ عَلٰی خِوَانٍ قَط۔

۱۷۶۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی چپاتی (پتلی روٹی) نہیں کھائی اور نہ بھنی ہوئی بکری کھائی۔ یہاں تک کہ اللہ سے جاملے۔ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نہیں جانتا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی چھوٹے پیالوں میں (ایک وقت مختلف قسم کا) کھانا کھایا ہو اور نہ کبھی آپ نے پتلی روٹیاں (چپاتیاں) کھائیں اور نہ کبھی آپ نے خوان پر کھایا۔

باب ۱۲۷۴ . طَعَامُ الْوَاحِدِ یَکْفِی الْاِثْنَیْنِ

باب ۱۲۷۴۔ ایک کا کھانا دو کے لئے کافی ہوسکتا ہے

(۱۷۶٤) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَعَامُ الْاِثْنَیْنِ کَافِی الثَّلَاثَةِ وَطَعَامُ الثَّلَاثَةِ کَافِی الْاَرْبَعَةِ۔

۱۷۶۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، دو افراد کا کھانا تین کے لئے کافی ہے اور تین کا کھانا چار کے لئے کافی ہے۔

باب ۱۲۷۵ . اَلْمُؤْمِنُ يَاْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ

(۱۷۶۵)عَنْ نَّافِعٍ(رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ)قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ لَا يَاْكُلُ حَتّٰى يُؤْتٰى بِمِسْكِيْنٍ يَاْكُلُ مَعَه‘ فَاَدْخَلْتُ رَجُلًا يَاْكُلُ مَعَه‘ فَاَكَلَ كَثِيْرًا فَقَالَ يَانَافِعُ لَا تُدْخِلْ هٰذَا عَلَيَّ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُؤْمِنُ يَاْكُلُ فِيْ مِعًى وَّاحِدٍ وَّالْكَافِرُ يَاْكُلُ فِيْ سَبْعَةِ اَمْعَآءٍ۔

باب ۱۲۷۵۔ مؤمن ایک آنت میں کھاتا ہے

۱۷۶۵۔حضرت نافعؒ نے بیان کیا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے، جب تک آپ کے ساتھ کھانے کے لئے کوئی مسکین نہ لایا جاتا۔ ایک مرتبہ میں آپ کے ساتھ کھانے کے لئے ایک شخص کو لایا۔ اس نے بہت زیادہ کھانا کھایا۔ بعد میں ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آئندہ اس شخص کو میرے ساتھ کھانے کے لئے نہ لانا۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ مؤمن ایک آنت میں (کم) کھاتا اور کافر ساتوں آنتیں بھر لیتا ہے۔

باب ۱۲۷۶ . اَلْاَكْلِ مُتَّكِئًا

(۱۷۶۶)عَنْ اَبِيْ جُحَيْفَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ)يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَا اٰكُلُ مُتَّكِئًا۔

باب ۱۲۷۶۔ ٹیک لگا کر کھانا

۱۷۶۶۔حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔

باب ۱۲۷۷ . مَاعَابَ النَّبِيُّ ﷺ طَعَامًا

(۱۷۶۷)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ)قَالَ مَاعَابَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا قَطُّ اِنِ اشْتَهَاهُ اَكَلَه‘ وَ اِنْ كَرِهَه‘ تَرَكَه‘۔

باب ۱۲۷۷۔ نبی کریم ﷺ نے کبھی کھانے میں عیب نہیں نکالا

۱۷۶۷۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا، اگر مرغوب ہوا تو کھالیا اور اگر ناپسند ہوا تو چھوڑ دیا۔

باب ۱۲۷۸ . النَّفْخِ فِي الشَّعِيْرِ

(۱۷۶۸) قَالَ اَبُوْحَازِمٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّه‘ سَاَلَ سَهْلًا هَلْ رَاَيْتُمْ فِيْ زَمَانِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّقِيَّ قَالَ لَا فَقُلْتُ كُنْتُمْ تَنْخُلُوْنَ الشَّعِيْرَ قَالَ لَاوَلٰكِنْ كُنَّا نَنْفُخُه‘۔

باب ۱۲۷۸۔ جو میں پھونکنا

۱۷۶۸۔حضرت ابوحازم نے سہل بن سعدؓ سے پوچھا، کیا آپ حضرات نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں میدہ دیکھا تھا؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں، میں نے پوچھا، کیا آپ حضرات جو کے آٹے کو چھانتے تھے؟ فرمایا کہ نہیں، بلکہ ہم اسے پھونک لیا کرتے تھے (جس سے بھوسی اڑ جاتی تھی)۔

باب ۱۲۷۹ . مَاكَانَ النَّبِيُّ ﷺ وَاَصْحَابُه‘ يَاْكُلُوْنَ

(۱۷۶۹)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَسَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا بَيْنَ اَصْحَابِهٖ تَمْرًا فَاَعْطٰى كُلَّ اِنْسَانٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ فَاَعْطَانِيْ سَبْعَ تَمَرَاتٍ اِحْدَاهُنَّ حَشَفَةٌ فَلَمْ يَكُنْ فِيْهِنَّ تَمْرَةٌ اَعْجَبُ اِلَيَّ مِنْهَا شَدَّتْ فِيْ مَضَاغِيْ۔

باب ۱۲۷۹۔ نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہ کیا کرتے تھے

۱۷۶۹۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دن نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کو کھجور تقسیم کی اور ہر شخص کو سات کھجوریں عنایت فرمائیں۔ ان میں سے ایک خراب تھی (اور سخت تھی) لیکن مجھے وہی سب سے زیادہ اچھی معلوم ہوئی، کیونکہ دیر تک چلتی رہی۔

(۱۷۷۰)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّه‘ مَرَّ بِقَوْمٍ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ شَاةٌ مَصْلِيَّةٌ فَدَعَوْهُ فَاَبٰى اَنْ يَّاْكُلَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا وَلَمْ يَشْبَعْ مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ۔

۱۷۷۰۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کچھ لوگوں کے پاس سے گذرے، جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی، انہوں نے آپ کو کھانے پر بلایا، لیکن آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور آپ نے کبھی جو کی روٹی

بھی آسودہ ہو کر نہیں کھائی۔

(۱۷۷۱)عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا شَبِعَ الُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ الْبُرِّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتّٰى قُبِضَ

۱۷۷۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آل محمد ﷺ نے کبھی متواتر تین دن تک گیہوں کا کھانا شکم سیر ہو کر نہیں کھایا یہاں تک کہ آنحضور ﷺ کی وفات ہوگئی۔

باب ۱۲۸۰ . التَّلْبِيْنَةِ

باب ۱۲۸۰۔ تلبینہ

(۱۷۷۲)عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا كَانَتْ اِذَا مَاتَ الْمَيِّتُ مِنْ اَهْلِهَا فَاجْتَمَعَ لِذٰلِكَ النِّسَآءُ ثُمَّ تَفَرَّقْنَ اِلَّا اَهْلَهَا وَخَاصَّتَهَا اَمَرَتْ بِبُرْمَةٍ مِنْ تَلْبِيْنَةٍ فَطُبِخَتْ ثُمَّ صُنِعَ ثَرِيْدٌ فَصُبَّتِ التَّلْبِيْنَةُ عَلَيْهَا ثُمَّ قَالَتْ كُلْنَ مِنْهَا فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ التَّلْبِيْنَةُ مُجِمَّةٌ لِفُؤَادِ الْمَرِيْضِ تَذْهَبُ بِبَعْضِ الْحُزْنِ۔

۱۷۷۲۔ نبی کریم ﷺ کی زوجۂ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ جب کسی گھر میں کسی کی وفات ہو جاتی اور اس کی وجہ سے عورتیں جمع ہوتیں اور پھر وہ چلی جاتیں، گھر والے اور خاص خاص عورتیں رہ جاتیں تو آپ ہانڈی میں تلبینہ (حریرہ کی ایک قسم جو دودھ سے بنایا جاتا تھا) پکانے کا حکم دیتیں وہ پکایا جاتا پھر ثرید بنایا جاتا اور تلبینہ اس پر ڈالا جاتا پھر ام المؤمنین فرماتیں کہ اسے کھاؤ کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے کہ تلبینہ مریض کے دل کو تسکین دیتا ہے اور اس کا غم دور کرتا ہے۔

باب ۱۲۸۱ . الرَّجُلِ يَتَكَلَّفُ الطَّعَامَ لِاِخْوَانِهٖ

باب ۱۲۸۱۔ جو شخص اپنے بھائیوں کیلئے مکلّف کھانا تیار کرے

(۱۷۷۳)عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ كَانَ مِنَ الْاَنْصَارِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ شُعَيْبٍ وَّكَانَ لَهٗ غُلَامٌ لَّحَّامٌ فَقَالَ اصْنَعْ لِيْ طَعَامًا اَدْعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَامِسَ خَمْسَةٍ فَتَبِعَهُمْ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّكَ دَعَوْتَنَا خَامِسَ خَمْسَةٍ وَّهٰذَا رَجُلٌ قَدْ تَبِعَنَا فَاِنْ شِئْتَ اَذِنْتَ لَهٗ وَاِنْ شِئْتَ تَرَكْتَهٗ قَالَ بَلْ اَذِنْتُ لَهٗ۔

۱۷۷۳۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جماعت انصار میں ایک صاحب تھے جنہیں ابو شعیب کہا جاتا تھا، ان کے پاس ایک غلام تھا، جو گوشت بیچتا تھا، ابو شعیب رضی اللہ عنہ نے اس غلام سے کہا کہ تم میری طرف سے کھانا تیار کردو، میں چاہتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ سمیت پانچ آدمیوں کی دعوت کروں۔ چنانچہ وہ حضور اکرم ﷺ کو چار دوسرے افراد کے ساتھ بلا کر لائے۔ مدعو حضرات کے ساتھ ایک اور صاحب بھی چلنے لگے تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم پانچ افراد کی تم نے دعوت کی ہے، یہ صاحب بھی ہمارے ساتھ ہو گئے ہیں، اگر چاہو تو انہیں بھی اجازت دے دو اور اگر چاہو تو منع کردو۔ ابو شعیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے انہیں بھی اجازت دی۔

باب ۱۲۸۲ . الرُّطَبِ بِالْقِثَّآءِ

باب ۱۲۸۲۔ تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ

(۱۷۷۴)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ الرُّطَبَ بِالْقِثَّآءِ۔

۱۷۷۴۔ حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو تازہ کھجور ککڑی کے ساتھ کھاتے دیکھا ہے۔

باب ۱۲۸۳ . الرُّطَبِ وَالتَّمْرِ

باب ۱۲۸۳۔ تازہ کھجور اور خشک کھجور

(۱۷۷۵)عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ يَهُوْدِيٌّ وَكَانَ يُسْلِفُنِيْ فِيْ تَمْرِيْ اِلَى

۱۷۷۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ میں ایک یہودی تھا اور وہ مجھے قرض اس شرط پر دیا کرتا تھا کہ میرے کھجوریں

الْجُدَادِ وَكَانَتْ لِجَابِرٍ الْأَرْضُ الَّتِي بِطَرِيقِ رُومَةَ فَجَلَسَتْ فَخَلَا عَامًا فَجَاءَنِي الْيَهُودِيُّ عِنْدَ الْجِدَادِ وَلَمْ أَجُدَّ مِنْهَا شَيْئًا فَجَعَلْتُ أَسْتَنْظِرُهُ إِلَى قَابِلٍ فَيَأْبَى فَأُخْبِرَ بِذَالِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ امْشُوا نَسْتَنْظِرُ لِجَابِرٍ مِنَ الْيَهُودِيِّ فَجَاءُونِي فِي نَخْلِي فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكَلِّمُ الْيَهُودِيَّ فَيَقُولُ أَبَا الْقَاسِمِ لَا أُنْظِرُهُ، فَلَمَّا رَأَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَطَافَ فِي النَّخْلِ ثُمَّ جَاءَهُ فَكَلَّمَهُ، فَأَبَى فَقُمْتُ فَجِئْتُ بِقَلِيلِ رُطَبٍ فَوَضَعْتُهُ، بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلَ ثُمَّ قَالَ أَيْنَ عَرِيشُكَ يَاجَابِرُ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ افْرُشْ لِي فِيهِ فَفَرَشْتُهُ، فَدَخَلَ فَرَقَدَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ فَجِئْتُهُ، بِقَبْضَةٍ أُخْرَى فَأَكَلَ مِنْهَا ثُمَّ قَامَ فَكَلَّمَ الْيَهُودِيَّ فَأَبَى عَلَيْهِ فَقَامَ فِي الرِّطَابِ فِي النَّخْلِ الثَّانِيَةَ ثُمَّ قَالَ يَا جَابِرُ جُدَّ وَاقْضِ فَوَقَفَ فِي الْجِدَادِ فَجَدَدْتُ مِنْهَا مَاقَضَيْتُهُ، وَفَضَلَ مِنْهُ فَخَرَجْتُ حَتَّى جِئْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَشَّرْتُهُ، فَقَالَ أَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ۔

کٹنے کے وقت لے لے گا۔ جابر رضی اللہ عنہ کی ایک زمین رومہ کے راستہ میں تھی۔ ایک سال کھجور کے باغ میں پھل نہیں آئے، پھل چنے جانے کا جب وقت آیا تو وہ یہودی میرے پاس آیا، لیکن میں نے تو باغ سے کچھ بھی نہیں توڑا تھا۔ اس لئے میں آئندہ سال کے لئے مہلت مانگنے لگا۔ لیکن اس نے مہلت دینے سے انکار کیا۔ اس کی خبر جب رسول اللہ ﷺ کو دی گئی تو آپ ﷺ نے اپنے صحابہؓ سے فرمایا کہ چلو، یہودی سے جابر کے لئے ہم مہلت مانگیں گے۔ سب حضرات میرے پاس میرے باغ میں تشریف لائے۔ آنحضور ﷺ اس یہودی سے گفتگو فرماتے رہے، لیکن وہ یہی کہتا رہا کہ ابوالقاسم، میں مہلت نہیں دے سکتا۔ جب آنحضور ﷺ نے یہ دیکھا تو آپ کھڑے ہوگئے اور کھجور کے باغ میں چاروں طرف پھرے۔ پھر تشریف لائے اور اس سے گفتگو کی، لیکن اس نے اب بھی انکار کیا، پھر میں کھڑا ہوا، اور تھوڑی سی تازہ کھجور لاکر آنحضور ﷺ کے سامنے رکھی، آنحضور ﷺ نے تناول فرمایا، پھر فرمایا، جابر تمہاری جھونپڑی کہاں ہے؟ میں نے آپ ﷺ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس میں میرے لئے کچھ بچھادو، میں نے بچھادیا تو آپ ﷺ داخل ہوئے اور آرام فرمایا، پھر بیدار ہوئے تو میں ایک مٹھی اور کھجور لایا۔ آنحضور ﷺ نے اس میں سے بھی تناول فرمایا، پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے اور یہودی سے گفتگو فرمائی۔ اس نے اب بھی انکار کیا۔ آنحضور ﷺ دوبارہ باغ میں کھڑے ہوئے، پھر فرمایا جابر! اب پھل توڑو اور قرض ادا کردو۔ آنحضور ﷺ کھجوروں کے توڑے جانے کی جگہ کھڑے ہوگئے اور میں نے باغ میں سے اتنی کھجوریں توڑلیں جس سے میں نے قرض ادا کردیا اور اس میں سے کھجوریں بچ بھی گئیں۔ پھر میں وہاں سے نکلا اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ خوشخبری سنائی تو آپ ﷺ نے فرمایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔

باب ۱۲۸۴ . العَجْوَةِ

(۱۷۷۶) عَنْ سَعْدٍ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَبَّحَ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ، فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ سَمٌّ وَّلَا سِحْرٌ

باب ۱۲۸۴۔ عمدہ قسم کی کھجور

۱۷۷۶۔ حضرت سعد بن وقاصؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہر دن صبح کے وقت (مدینہ کی) سات کھجوریں کھالیں اسے اس دن نہ زہر نقصان پہنچا سکے گا اور نہ جادو۔

باب ۱۲۸۵ . لَعْقِ الْأَصَابِعِ وَمَصِّهَا قَبْلَ أَنْ تُمْسَحَ بِالْمِنْدِيْلِ

(۱۷۷۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ) أَنَّ النَّبِيَّ

باب ۱۲۸۵۔ رومال سے صاف کرنے سے پہلے انگلیوں کو چاٹنا

۱۷۷۷۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَكَلَ اَحَدُكُمْ فَلَا يَمْسَحْ يَدَه، حَتّٰى يَلْعَقَهَا اَوْ يُلْعِقَهَا۔

نے فرمایا۔ جب کوئی شخص کھانا کھائے تو ہاتھ چاٹنے یا کسی کو چٹانے سے پہلے ہاتھ نہ پونچھے۔

باب ۱۲۸۶۔ اَلْمِنْدِيْلِ

(۱۷۷۸) عَنْ جَابِرِبْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّه، سَاَلَه، عَنِ الْوُضُوْءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ لَا قَدْ كُنَّا زَمَانَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَجِدُ مِثْلَ ذٰلِكَ مِنَ الطَّعَامِ اِلَّا قَلِيْلًا فَاِذَا نَحْنُ وَجَدْنَاهُ لَمْ يَكُنْ لَّنَا مَنَادِيْلُ اِلَّا اَكُفَّنَا وَسَوَاعِدَنَا وَاَقْدَامَنَا ثُمَّ نُصَلِّيْ وَلَا نَتَوَضَّأُ۔

باب ۱۲۸۶۔ رومال

۱۷۷۸۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے سعید بن الحرث نے ایسی چیز کے (کھانے کے بعد) جو آگ پر رکھی ہو، وضو کے متعلق پوچھا (کہ کیا ایسی چیز کھانے سے وضوٹوٹ جاتی ہے؟) تو آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ہمیں اس طرح کا کھانا (جو پکا ہوا ہوتا) بہت کم میسر آتا تھا اور اگر میسر بھی آجاتا تھا تو سوا ہماری ہتھیلیوں، بازوؤں اور پاؤں کے کوئی رومال نہیں ہوتا تھا (اور ہم انہیں اعضاء سے اپنے ہاتھ صاف کر کے) نماز پڑھ لیتے تھے اور وضو (اگر پہلے سے ہوتی) نہیں کرتے تھے۔

باب ۱۲۸۷۔ مَايَقُوْلُ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ

(۱۷۷۹) عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رُفِعَ مَائِدَتُه، قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا

باب ۱۲۸۷۔ کھانا کھانے کے بعد کیا کہنا چاہئے

۱۷۷۹۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے سے جب کھانا اٹھایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھ لیتے، تمام تعریفیں اللہ کے لئے، بہت زیادہ طیب، مبارک، ہم اس کھانے کا حق پوری طرح ادا نہ کر سکے اور یہ ہمیشہ کے لئے رخصت نہیں کیا گیا ہے (اور یہ اس لئے کہا تا کہ) اس سے بے نیازی کا خیال نہ ہوا ے ہمارے رب!

وَعَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا فَرَغَ مِنْ طَعَامِهٖ وَقَالَ مَرَّةً اِذَا رَفَعَ مَائِدَتَه، قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَفَانَا وَاَرْوَانَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مَكْفُوْرٍ وَّقَالَ مَرَّةً لَكَ الْحَمْدُ رَبَّنَا غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى رَبَّنَا۔

اور حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ جب کھانے سے فارغ ہوتے، اور ایک مرتبہ بیان کیا کہ جب آنحضور ﷺ اپنا دسترخوان اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے ”تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہماری کفایت کی اور ہمیں سیراب کیا، ہم اس کھانے کا حق پوری طرح ادا نہ کر سکے اور نہ ہم اس کی نعمت کے منکر نہیں ہیں“ اور ایک مرتبہ فرمایا ”تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں اے ہمارے رب! اس کا ہم حق ادا نہیں کر سکے اور نہ یہ ہمیشہ کے لئے رخصت کیا گیا ہے (یہ اس لئے کہا تا کہ) اس سے بے نیازی کا خیال نہ ہو، اے ہمارے رب!“

باب ۱۲۸۸۔ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا

(۱۷۸۰) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ اَنَا اَعْلَمُ النَّاسِ بِالْحِجَابِ كَانَ اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْاَلُنِيْ عَنْهُ اَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرُوْسًا بِزَيْنَبَ ابْنَةِ جَحْشٍ وَكَانَ تَزَوَّجَهَا بِالْمَدِيْنَةِ

باب ۱۲۸۸۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد جب تم کھانا کھا چکو تو وہاں سے اٹھ جاؤ

۱۷۸۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں پردہ کے حکم کے بارے میں زیادہ جانتا ہوں، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا کرتے تھے۔ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی شادی کا موقعہ تھا، آنحضور ﷺ نے ان سے نکاح مدینہ منورہ

فَدَعَا النَّاسَ لِلطَّعَامِ بَعْدَ ارْتِفَاعِ النَّهَارِ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجَلَسَ مَعَه، رِجَالٌ بَعْدَ مَاقَامَ الْقَوْمُ حَتّٰى قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَشٰى وَمَشَيْتُ مَعَه، حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ ثُمَّ ظَنَّ اَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعْتُ مَعَه، فَاِذَاهُمْ جُلُوْسٌ مَّكَانَهُمْ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَه، الثَّانِيَةَ حَتّٰى بَلَغَ بَابَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَه، فَاِذَا هُمْ قَدْ قَامُوْا فَضَرَبَ بَيْنِيْ وَبَيْنَه، سِتْرًا وَّاُنْزِلَ الْحِجَابُ۔

میں کیا تھا۔ دن چڑھنے کے بعد حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کی کھانے کی دعوت کی تھی۔ آنحضور ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، اور آپ ﷺ کے ساتھ بعض اور صحابہؓ بھی بیٹھے ہوئے تھے، اس وقت تک دوسرے لوگ (کھانے سے فارغ ہوکر) جاچکے تھے۔ آخر آنحضور ﷺ بھی کھڑے ہوگئے اور چلتے رہے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ چلتا رہا۔ آپؐ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے پر پہنچے، پھر آپ نے خیال کیا کہ وہ لوگ (بھی جو کھانے کے بعد گھر میں بیٹھے باتیں کررہے تھے) جاچکے ہوں گے (اس لئے واپس تشریف لائے) میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ واپس آیا، لیکن وہ لوگ اب بھی اسی جگہ بیٹھے تھے، آپ پھر واپس آگئے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ واپس آیا۔ آپ ﷺ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ پر پہنچے۔ پھر آپ ﷺ وہاں سے واپس ہوئے، میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ اب وہ لوگ جاچکے تھے، اس کے بعد آنحضور ﷺ نے اپنے اور میرے درمیان پردہ لٹکالیا اور پردہ کی آیت نازل ہوئی۔

كِتَابُ الْعَقِيْقَةِ

عقیقہ کا بیان

بَابُ ۱۲۸۹. تَسْمِيَةِ الْمَوْلُوْدِ غَدَاةَ يُوْلَدُ لِمَنْ لَّمْ يُعَقَّ عَنْهُ وَتَحْنِيْكِهٖ

باب ۱۲۸۹۔ اگر مولود کے عقیقہ کا ارادہ نہ ہو تو پیدائش کے دن ہی اس کا نام رکھنا اور اس کی تحنیک

(۱۷۸۱) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وُلِدَلِيْ غُلَامٌ فَاَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمَّاهُ اِبْرَاهِيْمَ فَحَنَّكَه، بِتَمْرَةٍ وَّدَعَالَه، بِالْبَرَكَةِ وَدَفَعَه، اِلَيَّ۔

۱۷۸۱۔ حضرت ابوموسیٰؓ نے بیان کیا کہ میرے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا تو میں اسے لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آنحضور ﷺ نے اس کا نام ابراہیم رکھا، اور کھجور کو اپنے دہان مبارک میں نرم کر کے اسے چٹایا (تحنیک) اور اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ پھر مجھے دے دیا۔

(۱۷۸۲) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهَا حُمِلَتْ بِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِمَكَّةَ قَالَتْ فَخَرَجْتُ وَاَنَا مُتِمٌّ فَاَتَيْتُ الْمَدِيْنَةَ فَنَزَلْتُ قُبَآءَ فَوَلَدْتُ بِقُبَآءٍ ثُمَّ اَتَيْتُ بِهٖ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُه، فِيْ حَجْرِهٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَةٍ فَمَضَغَهَا ثُمَّ تَفَلَ فِيْ فِيْهِ وَكَانَ اَوَّلَ شَيْءٍ دَخَلَ جَوْفَه، رِيْقُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ حَنَّكَه، بِالتَّمْرَةِ ثُمَّ دَعَالَه، فَبَرَكَ عَلَيْهِ وَكَانَ اَوَّلَ مَوْلُوْدٍ وُّلِدَ فِي الْاِسْلَامِ فَفَرِحُوْا بِهٖ فَرَحًا شَدِيْدًا لِاَنَّهُمْ قِيْلَ لَهُمْ اَنَّ الْيَهُوْدَ قَدْ سَحَرَتْكُمْ فَلَا

۱۷۸۲۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ مکہ میں آپ کے پیٹ میں تھے، آپ نے بیان کیا کہ پھر میں (جب ہجرت کے ارادہ سے) نکلی تو زمانہ ولادت قریب تھا، مدینہ منورہ پہنچ کر پہلی منزل قباء میں کی اور یہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بچہ لے کر حاضر ہوئی اور اسے آپ ﷺ کی گود میں رکھ دیا۔ پھر آنحضور ﷺ نے کھجور طلب فرمائی اور اسے چبا دیا اور بچہ کے منہ میں اپنا تھوک ڈال دیا۔ چنانچہ پہلی چیز جو بچہ کے پیٹ میں گئی وہ حضور اکرم ﷺ کا تھوک تھا، پھر آپؐ نے کھجور سے تحنیک کی اور اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ یہ سب سے پہلا بچہ تھا جو

يُوْلَدُ لَكُمْ۔

اسلام میں (ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں پیدا ہوا) صحابہؓ اس سے بہت خوش ہوئے، کیونکہ یہ افواہ پھیلائی جارہی تھی کہ یہودیوں نے تم مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے، اس لئے تمہارے یہاں کوئی بچہ نہیں پیدا ہوگا

باب ۱۲۹۰ . اِمَا طَةُ الْاَذٰى عَنِ الصَّبِيِّ فِي الْعَقِيْقَةِ

(۱۷۸۳) عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرِ الضَّبِّيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَعَ الْغُلَامِ عَقِيْقَةٌ فَاَهْرِيْقُوْا عَنْهُ دَمًا وَّ اَمِيْطُوْا عَنْهُ الْاَذٰى۔

باب ۱۲۹۰۔ عقیقہ میں بچہ سے گندگی کو دور کرنا

۱۷۸۳۔ حضرت سلمان بن عامر الضبی رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ بچہ کے ساتھ عقیقہ لگا ہوا ہے، اس لئے اس کی طرف سے جانور ذبح کرو اور اس کی گندگی کو دور کرو۔

باب ۱۲۹۱ . اَلْفَرَعِ

(۱۷۸٤) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا فَرَعَ وَلَا عَتِيْرَةَ وَالْفَرَعُ اَوَّلُ النِّتَاجِ كَانُوْا يَذْبَحُوْنَهٗ لِطَوَاغِيْتِهِمْ وَالْعَتِيْرَةُ فِيْ رَجَبٍ۔

باب ۱۲۹۱۔ فرع

۱۷۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (اسلام میں) فرع اور عتیرہ نہیں ہیں۔ "فرع" (اونٹنی کے) سب سے پہلے بچہ کو کہتے تھے جسے (جاہلیت میں) لوگ اپنے بتوں کے لئے ذبح کرتے تھے اور "عتیرہ" کو رجب میں (ذبح کیا جاتا تھا)۔

كِتَابُ الذَّبَائِحِ وَالصَّيْدِ

ذبیحہ اور شکار کا حکم

باب ۱۲۹۲ . التَّسْمِيَةِ عَلَى الصَّيْدِ

(۱۷۸٥) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَيْدِ الْمِعْرَاضِ قَالَ مَآ اَصَابَ بِحَدِّهٖ فَكُلْهُ وَمَا اَصَابَ بِعَرْضِهٖ فَهُوَ وَقِيْذٌ وَسَاَلْتُهٗ عَنْ صَيْدِ الْكَلْبِ فَقَالَ مَا اَمْسَكَ عَلَيْكَ فَكُلْ فَاِنَّ اَخْذَ الْكَلْبِ ذَكَاةٌ وَّاِنْ وَّجَدْتَّ مَعَ كَلْبِكَ اَوْ كِلَابِكَ كَلْبًا غَيْرَهٗ فَخَشِيْتَ اَنْ يَّكُوْنَ اَخَذَهٗ مَعَهٗ وَقَدْ قَتَلَهٗ فَلَا تَاْكُلْ فَاِنَّمَا ذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى كَلْبِكَ وَلَمْ تَذْكُرْهُ عَلٰى غَيْرِهٖ۔

باب ۱۲۹۲۔ شکار پر بسم اللہ پڑھنا

۱۷۸۵۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دھاری دار لکڑی سے شکار کے متعلق پوچھا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس کی دھار شکار کو لگ جائے اور اس سے وہ مرجائے تو کھالو، لیکن اگر اس کی چوڑائی شکار کو لگے (اور اس سے وہ مرجائے تو نہ کھاؤ) کیونکہ وہ بوجھ سے مرا ہے، اور میں نے آنحضور ﷺ سے کتے کے شکار کے متعلق سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ جسے وہ تمہارے لئے رکھے (اور خود نہ کھائے) اسے کھالو، کیونکہ کتے کے شکار کو پکڑ لینا بھی ذبح کرنے کے درجہ میں ہے اور تم اپنے کتے یا کتوں کے ساتھ کوئی دوسرا کتا بھی پاؤ اور تمہیں اندیشہ ہو کہ تمہارے کتے نے شکار اس دوسرے کے ساتھ پکڑا ہوگا، اور کتا شکار کو مار چکا ہو، تو ایسا شکار نہ کھاؤ، کیونکہ تم نے اللہ کا نام (بسم اللہ) اپنے کتے پر لیا تھا، دوسرے کتے پر نہیں لیا تھا۔

باب ۱۲۹۳ . صَيْدُ الْقَوْسِ

(۱۷۸٦) عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنَّا بِاَرْضِ قَوْمٍ اَهْلِ الْكِتَابِ

باب ۱۲۹۳۔ تیر کمان سے شکار

۱۷۸۶۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی! ہم اہل کتاب کی بستی میں رہتے ہیں، تو کیا ہم ان

اَفَنَاكُلُ فِيْ اٰنِيَتِهِمْ وَبِاَرْضِ صَيْدٍ اَصِيْدُ بِقَوْسِيْ وَبِكَلْبِيَ الَّذِيْ لَيْسَ بِمُعَلَّمٍ وَّ بِكَلْبِي الْمُعَلَّمِ فَمَا يُصْلِحُ لِيْ قَالَ اَمَّامَا ذَكَرْتَ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَاِنْ وَجَدْتُمْ غَيْرَهَا فَلَا تَاْكُلُوْا فِيْهَا وَ اِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاغْسِلُوْهَا وَكُلُوْا فِيْهَا وَمَا صِدْتَّ بِقَوْسِكَ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَا صِدْتَّ بِكَلْبِكَ الْمُعَلَّمِ فَذَكَرْتَ اسْمَ اللّٰهِ فَكُلْ وَمَاصِدْتَ بِكَلْبِكَ غَيْرَمُعَلَّمٍ فَاَدْرَكْتَ ذَكَاتَه، فَكُلْ ۔

کے برتن میں (جس میں وہ سور کا گوشت بھی کھاتے ہوں گے اور شراب وغیرہ دوسری حرام چیزیں کھاتے پیتے ہوں گے) کھا سکتے ہیں؟ اور ہم شکارگاہ کے قریب رہتے ہیں، میں تیر کمان سے بھی شکار کرتا ہوں اور اپنے اس کتے سے بھی جو سکھایا ہوا نہیں ہے اور اس کتے سے بھی جو سکھایا ہوا ہے۔ تو اس میں سے کس کا کھانا میرے لئے جائز ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم نے جو اہل کتاب کے برتن کا ذکر کیا ہے تو اگر تمہیں اس کے سوا کوئی اور برتن مل سکے تو اس میں نہ کھاؤ، لیکن تمہیں کوئی دوسرا برتن نہ ملے تو ان کے برتن کو دھو کر اس میں کھا سکتے ہو اور جو شکار تم اپنی تیر کمان سے کرو اور تیر پھینکتے وقت (اللہ کا نام لیا ہو تو اس کا شکار) کھا سکتے ہو اور جو شکار تم نے اپنے تربیت یافتہ کتے سے کیا ہو اور اس پر بسم اللہ پڑھی ہو تو اسے کھا سکتے ہو۔ اور جو شکار تم نے غیر تربیت یافتہ (شکار کے لئے) کتے سے کیا ہو اور شکار خود ذبح کیا ہو تو اسے کھا سکتے ہو۔

باب ۱۲۹۴ . اَلْخَذْفِ وَالْبُنْدُقَةِ

(۱۷۸۷) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّه، رَاٰى رَجُلًا يَخْذِفُ فَقَالَ لَه، لَا تَخْذِفْ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ اَوْكَانَ يَكْرَهُ الْخَذْفَ وَقَالَ اِنَّه، لَايُصَادُبِهٖ صَيْدٌ وَّلَا يُنْكٰى بِهٖ عَدُوٌّ وَّلٰكِنَّهَاقَدْ تَكْسِرُ السِّنَّ وَ تَفْقَأُ الْعَيْنَ ثُمَّ رَاٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَخْذِفُ فَقَالَ لَه، اُحَدِّثُكَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّه، نَهٰى عَنِ الْخَذْفِ اَوْكَرِهَ الْخَذْفَ وَاَنْتَ تَخْذِفُ لَااُكَلِّمُكَ كَذَا وَكَذَا۔

باب ۱۲۹۴۔ کنکری اور غلے کا شکار

۱۷۸۷۔ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کنکری پھینکتے دیکھا تو فرمایا کہ کنکری نہ پھینکو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کنکری پھینکنے سے منع کیا ہے۔ یا (آپ نے بیان کیا کہ) آنحضور ﷺ کنکری پھینکنے کو ناپسند فرماتے تھے اور فرمایا کہ اس سے نہ شکار کیا جا سکتا ہے اور نہ دشمن کو کوئی نقصان پہنچایا جا سکتا ہے۔ البتہ یہ کبھی دانت توڑ دیتی ہے اور آنکھ پھوڑ دیتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس شخص کو کنکری پھینکتے دیکھا تو فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث نہیں سنا رہا ہوں کہ آپ نے کنکری پھینکنے سے منع کیا، یا کنکری پھینکنے کو ناپسند کیا اور تم اب بھی پھینکے جا رہے ہو، میں تم سے اتنے دنوں تک گفتگو نہیں کروں گا۔

باب ۱۲۹۵ . مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًا لَيْسَ بِكَلْبِ صَيْدٍ اَوْمَاشِيَةٍ

(۱۷۸۸) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اقْتَنٰى كَلْبًالَّيْسَ بِكَلْبِ مَاشِيَةٍ اَوْ ضَارِيَةٍ نَقَصَ كُلَّ يَوْمٍ مِّنْ عَمَلِهٖ قِيْرَاطَانِ ۔

باب ۱۲۹۵۔ جس نے اپنا کتا پالا جو نہ شکار کے لئے تھا اور نہ مویشی کی حفاظت کے لئے

۱۷۸۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے ایسا کتا پالا جو نہ مویشی کی حفاظت کے لئے تھا اور نہ شکار کے لئے تو روزانہ اس کے عمل سے دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔

باب ۱۲۹۶ . اَلصَّيْدُ اِذَا غَابَ عَنْهُ يَوْمَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةً

(۱۷۸۹) عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاِنْ رَمَيْتَ الصَّيْدَ

باب ۱۲۹۶۔ جب شکار شکاری کو دو یا تین دن کے بعد ملے

۱۷۸۹۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم نے شکار تیر سے مارا، پھر وہ شکار تمہیں دو یا تین دن

فَوَجَدْتَّه، بَعْدَ يَوْمٍ اَوْ يَوْمَيْنِ لَيْسَ بِهٖ اِلَّا اَثَرُ سَهْمِكَ فَكُلْ وَاِنْ وَقَعَ فِي الْمَآءِ فَلَا تَاْكُلْ

بعد ملا، اور اس پر تمہارے تیر کے نشان کے سوا اور کوئی دوسرا نشان نہیں ہے تو ایسا شکار کھاؤ، لیکن اگر وہ پانی میں گر گیا ہو تو نہ کھاؤ۔

باب ۱۲۹۷ ۔ اَكْلِ الْجَرَادِ

باب ۱۲۹۷۔ ٹڈی کھانا

(۱۷۹۰) عَنِ ابْنِ اَبِيْ اَوْفٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ غَزَوْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ اَوْسِتًّا كُنَّا نَاْكُلُ مَعَهُ الْجَرَادَ ۔

۱۷۹۰۔ حضرت ابن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ سات یا چھ غزووں میں شریک ہوئے، ہم آنحضور ﷺ کے ساتھ ٹڈی کھاتے تھے۔

باب ۱۲۹۸ ۔ النَّحْرِ وَالذَّبْحِ

باب ۱۲۹۸۔ نحر اور ذبح

(۱۷۹۱) عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَتْ ذَبَحْنَا عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَسًا وَّنَحْنُ بِالْمَدِيْنَةِ فَاَكَلْنَاهُ

۱۷۹۱۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم نے ایک گھوڑا ذبح کیا اور اس کا گوشت کھایا، اس وقت ہم مدینہ میں تھے۔

باب ۱۲۹۹ ۔ مَايُكْرَهُ مِنَ الْمُثْلَةِ وَالْمَصْبُوْرَةِ وَالْمُجَثَّمَةِ

باب ۱۲۹۹۔ زندہ جانور کے پاؤں وغیرہ کاٹنا، بند کر کے تیر مارنا یا باندھ کر اسے تیروں کا نشانہ بنانا ناپسندیدہ ہے

(۱۷۹۲) عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عُمَرَ فَمَرُّوْا بِفِتْيَةٍ اَوْ بِنَفَرٍ نَصَبُوْا دَجَاجَةً يَّرْمُوْنَهَا فَلَمَّا رَاَوُا ابْنَ عُمَرَ تَفَرَّقُوْا عَنْهَا وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَنَ مَنْ فَعَلَ هٰذَا ۔

۱۷۹۲۔ حضرت سعید بن جبیرؒ نے فرمایا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ وہ چند جوانوں یا (یہ کہا کہ) چند آدمیوں کے پاس سے گذرے جنہوں نے ایک مرغی باندھ رکھی تھی اور اس پر تیر کا نشانہ کر رہے تھے۔ جب انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو وہاں سے بھاگ گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ کون کر رہا تھا؟ ایسا کرنے والوں پر نبی کریم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے۔

(۱۷۹۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ مَّثَّلَ بِالْحَيَوَانِ ۔

۱۷۹۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص پر لعنت بھیجی ہے جو کسی زندہ جانور کے پاؤں یا دوسرے اعضاء کاٹ ڈالے۔

باب ۱۳۰۰ ۔ الدَّجَاجِ

باب ۱۳۰۰۔ مرغی

(۱۷۹٤) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى يَعْنِي الْاَشْعَرِيَّ رضی اللہ عنہ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْكُلُ دَجَاجًا ۔

۱۷۹۴۔ حضرت ابوموسیٰ یعنی الاشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مرغی کھاتے دیکھا ہے۔

باب ۱۳۰۱ ۔ اَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ

باب ۱۳۰۱۔ ہر دنداں نیش درندے کے گوشت کھانے کے متعلق

(۱۷۹۵) عَنْ اَبِيْ ثَعْلَبَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ اَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السِّبَاعِ ۔

۱۷۹۵۔ حضرت ابوثعلبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے دنداں نیش درندوں کا گوشت کھانے سے منع کیا تھا۔

فائدہ:۔ ''دنداں نیش، ذی ناب'' کا ترجمہ ہے، اس سے مراد ایسے دانت ہیں، جس سے درندہ جانور یا پرندہ اپنے شکار کو زخمی کر لیتا ہے۔ ورنہ دانت تو تمام جانوروں ہی کے ہوتے ہیں اور ان سے وہ کھانا کھاتے ہیں۔

باب ۱۳۰۲. اَلْمِسْکُ

(۱۷۹۶)عَنْ اَبِیْ مُوْسیٰ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسُّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْکِیْرِ فَحَامِلُ الْمِسْكِ اِمَّا اَنْ یُّحْذِیَكَ وَاِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِیْحًا طَیِّبَةً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَكَ وَاِمَّا اَنْ تَجِدَ رِیْحًا خَبِیْثَةً

باب ۱۳۰۲۔ مشک

۱۷۹۶۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، نیک اور برے ہم نشین کی مثال، مشک ساتھ رکھنے والے اور بھٹی دھونکنے والے جیسی ہے (جس کے پاس مشک ہے اور تمہیں اس کی ہم نشینی حاصل ہے) وہ اس میں سے یا تمہیں کچھ تحفہ کے طور پر دے گا، یا تم اس سے خرید سکو گے یا (کم از کم) تم اس کی عمدہ خوشبو سے تو محظوظ ہو گے ہی اور بھٹی دھونکنے والا تمہارے کپڑے (بھٹی کی آگ سے) جلا دے گا یا تمہیں اس کے پاس سے ایک ناگوار بدبو ملے گی۔

باب ۱۳۰۳. اَلْوَسْمِ وَالْعَلَمِ فِی الصُّوْرَةِ

(۱۷۹۷)عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) اَنَّهٗ کَرِهَ اَنْ تُعْلَمَ الصُّوْرَةُ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُضْرَبَ۔

باب ۱۳۰۳۔ جانوروں کے چہروں پر داغدار نشانی لگانا

۱۷۹۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ آپ چہرے پر نشان لگانے کو ناپسند کرتے تھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے چہرے پر مارنے سے منع کیا ہے۔

کِتَابُ الْاَضَاحِیِّ

قربانی کے مسائل

باب ۱۳۰۴. مَا یُؤْکَلُ مِنْ لُحُوْمِ الْاَضَاحِیِّ وَمَا یُتَزَوَّدُ مِنْهَا

(۱۷۹۸)عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَکْوَعِ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحّٰی مِنْکُمْ فَلَا یُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةٍ وَّفِیْ بَیْتِهٖ مِنْهُ شَیْءٌ فَلَمَّا کَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَفْعَلُ کَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِیْ؟ قَالَ کُلُوْا وَاَطْعِمُوْا وَادَّخِرُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ الْعَامَ کَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ فَاَرَدْتُّ اَنْ تُعِیْنُوْا فِیْهَا

باب ۱۳۰۴۔ قربانی کا کتنا گوشت کھایا جائے اور کتنا جمع کیا جائے

۱۷۹۸۔ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جس نے تم میں سے قربانی کی تو تیسرے دن اس کے گھر میں قربانی کے گوشت میں کچھ بھی باقی نہ رہنا چاہئے۔ دوسرے سال صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا ہم اس سال بھی وہی کریں جو پچھلے سال کیا تھا (کہ تین دن سے زیادہ قربانی کا گوشت نہ رکھیں) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اب کھاؤ، کھلاؤ اور جمع کرو۔ پچھلے سال تو چونکہ لوگ تنگی اور معاشی مشکلات میں گھرے ہوئے تھے اس لئے میں نے چاہا کہ تم لوگوں کی مشکلات میں مدد کرو۔

(۱۷۹۹)عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَصَلّٰی قَبْلَ الْخُطْبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَقَالَ یَاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَاکُمْ عَنْ صِیَامِ هٰذَیْنِ الْعِیْدَیْنِ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَیَوْمُ فِطْرِکُمْ مِنْ صِیَامِکُمْ وَاَمَّا الْاٰخَرُ فَیَوْمٌ تَاکُلُوْنَ نُسُکَکُمْ۔

۱۷۹۹۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھی، پھر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا، اے لوگو! رسول اللہ ﷺ نے تمہیں ان دو عیدوں میں روزہ رکھنے سے منع کیا ہے۔ ایک تو وہ دن ہے جس دن تم (رمضان کے) روزے پورے کر کے افطار کرتے ہو (عید الفطر) اور دوسرا تمہاری قربانی کا دن ہے۔

كِتَابُ الْاَشْرِبَةِ

مشروبات کا بیان

باب ۱۳۰۵ . وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

باب ۱۳۰۵۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ بلاشبہ شراب، جوا، بت اور پانسے گندگی ہیں، شیطان کے کام، پس تم ان سے بچتے رہو، تاکہ تم فلاح پاؤ

(۱۸۰۰)۔عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فِي الدُّنْيَا ثُمَّ لَمْ يَتُبْ مِنْهَا حُرِمَهَا فِي الْاٰخِرَةِ۔

۱۸۰۰۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے دنیا میں شراب پی اور پھر اس سے توبہ نہیں کی، تو آخرت میں اس سے محروم رہے گا۔

(۱۸۰۱) قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايَزْنِي مَنْ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ وَلَايَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔
وَعَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ وَلَايَنْتَهِبُ نُهْبَةً ذَاتَ شَرَفٍ يَرْفَعُ النَّاسُ اِلَيْهِ اَبْصَارَهُمْ فِيْهَا حِيْنَ يَنْتَهِبُهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ۔

۱۸۰۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی شخص مؤمن باقی رہتے ہوئے زنا نہیں کرتا، کوئی شرابی مومن باقی رہتے ہوئے شراب نہیں پیتا، کوئی چور مومن باقی رہتے ہوئے چوری نہیں کرتا۔ نیز حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص (دن دھاڑے) اگر کسی بڑی پونجی کو اس طرح لوٹتا ہے کہ لوگ دیکھتے کے دیکھتے رہ جائیں، تو وہ مؤمن رہتے ہوئے یہ لوٹ، غارت گری نہیں کرتا۔

باب ۱۳۰۶ . اَلْخَمْرُ مِنَ الْعَسَلِ وَهُوَ الْبِتْعُ

باب ۱۳۰۶۔ شہد کی شراب اسے "بتع" کہتے تھے

(۱۸۰۲)عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِتْعِ وَهُوَ نَبِيْذُ الْعَسَلِ وَكَانَ اَهْلُ الْيَمَنِ يَشْرَبُوْنَهٗ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ شَرَابٍ اَسْكَرَ فَهُوَ حَرَامٌ۔

۱۸۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ سے "بتع" کے متعلق سوال کیا گیا، یہ مشروب شہد سے تیار کیا جاتا تھا اور یمن میں اس کا عام رواج تھا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جو مشروب بھی نشہ آور ہو وہ حرام ہے۔

باب ۱۳۰۷ . مَاجَآءَ فِيْمَنْ يَسْتَحِلُّ الْخَمْرَ

باب ۱۳۰۷۔ جو شخص شراب کا نام بدل کر اسے حلال کرلے

(۱۸۰۳)عَنْ اَبِي عَامِرٍ الْاَشْعَرِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِيْ اَقْوَامٌ يَّسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَلَيَنْزِلَنَّ اَقْوَامٌ اِلٰى جَنْبِ عَلَمٍ يَرُوْحُ عَلَيْهِمْ بِسَارِحَةٍ لَّهُمْ يَاْتِيْهِمْ يَعْنِي الْفَقِيْرَ لِحَاجَةٍ فَيَقُوْلُوْا ارْجِعْ اِلَيْنَا غَدًا فَيُبَيِّتُهُمُ اللّٰهُ وَ يَضَعُ الْعَلَمَ وَ يَمْسَخُ اٰخَرِيْنَ قِرَدَةً وَّ خَنَازِيْرَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

۱۸۰۳۔ حضرت ابوعامر اشعری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سنا آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو زنا، ریشم، شراب اور گانے بجانے کو حلال بنالیں گے اور کچھ لوگ پہاڑ کی چوٹی پر چلے جائیں گے، چرواہے ان کے مویشی صبح و شام لائیں، لے جائیں گے۔ ان کے پاس ایک محتاج اپنی ضرورت لے کر جائے گا تو وہ اس سے کہیں گے کہ کل آنا۔ لیکن اللہ تعالیٰ رات ہی کو ان کو ہلاک کردے گا، پہاڑ کو گرادے گا۔ اور بہت سوں کو قیامت تک کے لئے بندر اور سوئر کی صورت میں مسخ کردے گا۔

باب ۱۳۰۸ . اَلْاِ نْتِبَاذِ فِي الْاَ وْ عِيَةِ وَالتَّوْرِ

(۱۸۰۴) عَنْ اَبِي اُسَيْدٍ السَّاعِدِيُّ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) فَدَعَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي عُرْسِهٖ فَكَانَتْ اِمْرَاَتُهٗ خَادِمُهُمْ وَهِيَ الْعَرُوْسُ قَالَتْ اَتَدْرُوْنَ مَاسَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْقَعْتُ لَهٗ تَمَرَاتٍ مِّنَ اللَّيْلِ فِي تَوْرٍ۔

باب ۱۳۰۸۔ برتنوں اور پتھر کے پیالوں میں نبیذ بنانا

۱۸۰۴۔ حضرت ابوسعید ساعدی رضی اللہ عنہ آئے اور نبی کریم ﷺ کو اپنے ولیمہ کی دعوت دی، ان کی بیوی ہی کام کر رہی تھیں، حالانکہ وہ نئی دلہن تھیں۔ (راوی سہیل رضی اللہ عنہ) نے بیان کیا کہ تمہیں معلوم ہے انہوں نے آنحضور ﷺ کو کیا پلایا تھا؟ آنحضور ﷺ کے لئے انہوں نے پتھر کے پیالے میں رات کے وقت کھجور بھگو دی تھی (اور صبح کو اس کا میٹھا مشروب آپؐ کے پینے کے لئے پیش کیا۔)

باب ۱۳۰۹ . تَرْخِيْصِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْاَ وْعِيَةِ وَالظُّرُوْفِ بَعْدَ النَّهْيِ

(۱۸۰۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ كُلُّ النَّاسِ يَجِدُ سِقَاءً فَرَخَّصَ لَهُمْ فِي الْجَرِّ غَيْرِ الْمُزَفَّتِ

باب ۱۳۰۹ ممانعت کے چند مخصوص برتنوں کے استعمال کی نبی کریم ﷺ کی طرف سے اجازت

۱۸۰۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب نبی کریمؐ نے مشک کے استعمال کی ممانعت کی تو آنحضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ ہر شخص کو مشک میسر نہیں ہے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے گھڑے کی اجازت دے دی، بشرطیکہ اس میں مزفت (تارکول جیسی ایک چیز) لگا ہونا ہو۔

فائدہ:۔ اس حدیث کے راوی سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے اکثر شاگردوں نے ''سقیاۃ'' (مشک) کی بجائے ''اوعیۃ'' (برتن) کے لفظ کی روایت کی ہے۔ اور یہی روایت صحیح ہے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے مشک کے استعمال کی کبھی ممانعت نہیں کی تھی بلکہ آپ نے ان برتنوں کے استعمال کی ممانعت کی تھی جن میں عرب شراب بناتے تھے۔ یہ خاص قسم کے برتن تھے جن میں شراب جلدی تیار ہو جاتی تھی۔ جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو ابتداءً ان برتنوں کے استعمال کی بھی ممانعت کر دی گئی۔ لیکن بعد میں اجازت دے دی گئی۔ شراب عربوں کی گھٹی میں پڑی ہوئی ہے۔ اس عادت کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لئے ابتداء میں زیادہ سختی کی گئی اور وہ برتن بھی ہٹا دیئے گئے جس سے اس کی یاد تازہ ہوتی۔

باب ۱۳۱۰ . مَنْ رَّاَى اَنْ لَّايَخْلُطَ الْبُسْرَ وَالتَّمْرَ اِذَا كَانَ مُسْكِرًا

(۱۸۰۶) عَنْ اَبِي قَتَادَةَ (ﷺ) قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنَ التَّمْرِ وَالزَّهْوِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيْبِ وَلْيُنْبَذْ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلٰى حِدَةٍ۔

باب ۱۳۱۰۔ جن کی رائے میں کچی کھجور کے شیرہ کو پکی کھجور کے شیرہ میں نہ ملایا جائے اگر اس سے نشہ پیدا ہوتا ہو

۱۸۰۶۔ حضرت عبداللہ بن ابی قتادہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس کی ممانعت کی تھی کہ پختہ کھجور اور کشمش (کے نبیذ کو ملایا جائے) بلکہ ان میں سے ہر ایک کا نبیذ الگ الگ بنانا چاہئے۔

باب ۱۳۱۱ . شُرْبِ اللَّبَنِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِّلشَّارِبِيْنَ

(۱۸۰۷) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ جَآءَ اَبُوْ حُمَيْدٍ بِقَدَحٍ مِّنْ لَّبَنٍ مِنَ النَّقِيْعِ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَّا خَمَّرْتَهٗ وَلَوْاَنْ تَعْرُضَ عَلَيْهِ عُوْدًا۔

باب ۱۳۱۱۔ دودھ پینا اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''لید اور خون کے درمیان سے خالص دودھ پینے والوں کے لئے خوشگوار

۱۸۰۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوحمید رضی اللہ عنہ مقام نقیع سے دودھ کا ایک پیالہ لائے تو آنحضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اسے ڈھک کیوں نہیں لیا۔ ایک لکڑی اس پر رکھ لیتے۔

(۱۸۰۸) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ

۱۸۰۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نِعْمَ الصَّدَقَةُ اللِّقْحَةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً وَّالشَّاةُ الصَّفِيُّ مِنْحَةً تَغْدُوْ بِاِنَاۗءٍ وَتَرُوْحُ بِاٰخَرَ

نے فرمایا، کیا ہی عمدہ صدقہ خوب دودھ دینے والی اونٹنی ہے جو کچھ دنوں کے لئے کسی کوعطیہ کے طور پر دی گئی ہو اور خوب دودھ دینے والی بکری جو کچھ دنوں کے لئے عطیہ کے طور پر دی گئی ہو (تا کہ اس کے دودھ سے فائدہ اٹھایا جا سکے) جس سے صبح وشام دودھ نکالا جائے۔

باب ۱۳۱۲ . شُرْبُ اللَّبَنِ بِالْمَآءِ

(۱۸۰۹)عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَمَعَهٗ صَاحِبٌ لَّهٗ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ كَانَ عِنْدَكَ مَاۗءٌ بَاتَ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ فِيْ شَنَّةٍ وَّاِلَّا كَرَعْنَا قَالَ وَالرَّجُلُ يُحَوِّلُ الْمَآءَ فِيْ حَائِطِهٖ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِيْ مَاۗءٌ بَائِتٌ فَانْطَلَقَ اِلَى الْعَرِيْشِ قَالَ فَانْطَلَقَ بِهِمَا فَسَكَبَ فِيْ قَدَحٍ ثُمَّ حَلَبَ عَلَيْهِ مِنْ دَاجِنٍ لَّهٗ قَالَ فَشَرِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ شَرِبَ الرَّجُلُ الَّذِيْ جَآءَ مَعَهٗ۔

باب ۱۳۱۲۔ دودھ کے ساتھ پانی کی آمیزش

۱۸۰۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے کہ نبی کریم ﷺ قبیلہ انصار کے ایک صحابی کے یہاں تشریف لے گئے، آنحضور ﷺ کے ساتھ آپ کے ایک رفیق (ابوبکر رضی اللہ عنہ) بھی تھے۔ ان سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تمہارے یہاں اسی رات کا پانی کسی مشکیزہ میں رکھا ہوا ہو (تو ہمیں پلاؤ) ورنہ ہم منہ لگا کے پانی پی لیں گے۔ جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ وہ صاحب (جن کے یہاں آنحضور ﷺ تشریف لے گئے تھے) اپنے باغ میں پانی دے رہے تھے، بیان کیا کہ ان صاحب نے کہا کہ یارسول اللہ! میرے پاس رات کا پانی موجود ہے، آپ چھپر میں تشریف لے چلیں، بیان کیا کہ پھر وہ ان دونوں حضرات کو ساتھ لے کر گئے۔ پھر انہوں نے ایک پیالہ میں پانی لیا اور اپنی ایک دودھ دینے والی بکری کا اس میں دودھ نکالا۔ بیان کیا کہ آنحضور ﷺ نے اسے پیا، اس کے بعد آپ ﷺ کے رفیق نے پیا۔

باب ۱۳۱۳ . الشُّرْبُ قَآئِمًا

(۱۸۱۰)عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى بَابِ الرَّحْبَةِ فَشَرِبَ قَائِمًا فَقَالَ اِنَّ نَاسًا يَكْرَهُ اَحَدُهُمْ اَنْ يَّشْرَبَ وَهُوَ قَائِمٌ وَاِنِّيْ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ كَمَا رَاَيْتُمُوْنِيْ فَعَلْتُ۔

باب ۱۳۱۳۔ کھڑے ہو کر پینا

۱۸۱۰۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد کوفہ کے صحن میں کھڑے تھے اور آپ نے کھڑے ہو کر پیا اور فرمایا کہ کچھ لوگ کھڑے ہو کر پینے کو مکروہ سمجھتے ہیں، حالانکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے جس طرح تم نے مجھے اس وقت کرتے دیکھا۔ (کھڑے ہو کر پیتے)۔

(۱۸۱۱)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا) قَالَ شَرِبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمًا مِّنْ زَمْزَمَ

۱۸۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے زمزم کا پانی کھڑے ہو کر پیا۔

باب ۱۳۱۴ . اِخْتِنَاثُ الْاَسْقِيَةِ

(۱۸۱۲)عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اخْتِنَاثِ الْاَسْقِيَةِ يَعْنِيْ اَنْ تُكْسَرَ اَفْوَاهُهَا فَيُشْرَبَ مِنْهَا ۔

باب ۱۳۱۴۔ مشک میں منہ لگا کر پینا

۱۸۱۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مشکوں میں اختناث سے منع فرمایا۔ یعنی مشک کا منہ کھول کر اس میں (منہ لگا کر) پینے سے۔

(۱۸۱۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) نَهٰى رَسُوْلُ

۱۸۱۳۔ حضرت ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مشک کے منہ

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الشُّرْبِ مِنْ فَمِ الْقِرْبَۃِ اَوِالسِّقَاءِ وَ اَنْ یَّمْنَعَ جَارَہٗ اَنْ یَّغْرِزَ خَشَبَۃً فِیْ دَارِہٖ

پانی پینے کی ممانعت کی تھی اور (اس سے بھی آپ نے منع فرمایا تھا کہ) کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی گاڑنے سے روکے۔

باب ۱۳۱۵ . الشُّرْبِ بِنَفَسَیْنِ اَوْثَلاَ ثَۃٍ.

(۱۸۱۴) عَنْ اَنَسٍ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَتَنَفَّسُ ثَلاَ ثًا۔

باب ۱۳۱۵۔ دو تین سانس میں پینا

۱۸۱۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ (دو یا تین سانس میں پانی پیتے تھے اور) فرمایا کہ نبی کریم ﷺ تین سانس میں پانی پیتے تھے۔

باب ۱۳۱۶ . اٰنِیَۃِ الْفِضَّۃِ

(۱۸۱۵) عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ زَوْجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الَّذِیْ یَشْرَبُ فِیْ اِنَاءِ الْفِضَّۃِ اِنَّمَا یُجَرْجِرُ فِیْ بَطْنِہٖ نَارَ جَھَنَّمَ

باب ۱۳۱۶۔ چاندی کے برتن

۱۸۱۵۔ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا، جو شخص چاندی کے برتن میں کوئی چیز پیتا ہے تو وہ اپنے پیٹ میں دوزخ کی آگ بھڑکاتا ہے۔

كِتَابُ الْمَرْضٰی

بیماروں اور طب کا بیان

باب ۱۳۱۷ . مَاجَآءَ فِیْ کَفَّارَۃِ الْمَرَضِ

باب ۱۳۱۷۔ مریض کے کفارہ سے متعلق احادیث

(۱۸۱۶) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُما) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَایُصِیْبُ الْمُسْلِمِ مِنْ نَصَبٍ وَّلاَ وَصَبٍ وَّلاَ ھَمٍّ وَّلاَ حُزْنٍ وَّلاَ اَذًی وَلاَ غَمٍّ حَتَّی الشَّوْکَۃِ یُشَاکُھَا اِلَّا کَفَّرَاللّٰہُ بِھَا مِنْ خَطَایَاہُ۔

۱۸۱۶۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان جب بھی کسی پریشانی، بیماری، رنج و ملال، تکلیف اور غم سے دوچار ہوتا ہے، یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتے ہیں۔

(۱۸۱۷) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ کَمَثَلِ الْخَامَۃِ مِنَ الزَّرْعِ مِنْ حَیْثُ اَتَتْھَا الرِّیْحُ کَفَأَتْھَا فَاِذَا اعْتَدَلَتْ تَکَفَّأَ بِالْبَلاَءِ وَالْفَاجِرُ کَالْاَرْزَۃِ صَمَّاءَ مُعْتَدِلَۃً حَتّٰی یَقْصِمَھَا اللّٰہُ اِذَاشَآءَ۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّصِبْ مِنْہُ

۱۸۱۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مؤمن کی شان پودے کی پہلی ہریالی جیسی ہے کہ جب بھی ہوا چلتی ہے اسے جھکا دیتی ہے۔ پھر وہ سیدھا ہو کر آزمائش میں کامیاب ہوتا ہے اور بدکار کی مثال صنوبر جیسی ہے کہ سخت ہوتا ہے اور سیدھا کھڑا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے اسے اکھاڑ پھینکتا ہے۔

نیز حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جسکے ساتھ خیر و بھلائی کرنا چاہتا ہے، اسے مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔

باب ۱۳۱۸ . شِدَّۃِ الْمَرَضِ.

(۱۸۱۸) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ مَارَاَیْتُ اَحَدًا اَشَدَّ عَلَیْہِ الْوَجْعُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

باب ۱۳۱۸۔ مرض کی شدت

۱۸۱۸۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے (مرض کی وفات) کی تکلیف رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی میں نہیں دیکھی۔

(۱۸۱۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَتَیْتُ النَّبِیَّ

۱۸۱۹۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی

صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَرَضِهٖ وَهُوَ یُوْعَكُ وَعْكًا شَدِیْدًا قُلْتُ اِنَّكَ لَتُوْعَكُ وَعْكًا شَدِیْدًا قُلْتُ اِنَّ ذَاكَ بِاَنَّ لَكَ اَجْرَیْنِ قَالَ اَجَلْ مَامِنْ مُّسْلِمٍ یُصِیْبُهٗ اَذًی اِلَّاحَاتَّ اللّٰهُ عَنْهُ خَطَایَاهُ كَمَا تَحَاتُّ وَرَقُ الشَّجَرِ۔

خدمت میں آپ کے مرض کے زمانہ میں حاضر ہوا۔ آنحضور ﷺ اس وقت بڑے تیز بخار میں تھے۔ میں نے عرض کی، آنحضور ﷺ کو بڑا تیز بخار ہے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ یہ بخار آنحضور ﷺ کو اس لئے اتنا تیز ہے کہ آپ کا اجر بھی دگنا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، جو مسلم بھی کسی تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہ اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

باب ۱۳۱۹ . فَضْلِ مَنْ یُصْرَعُ مِنَ الرِّیْحِ

(۱۸۲۰) عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رِبَاحٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ لِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ اَلَا اُرِیْكَ امْرَاَةً مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْتُ بَلٰی قَالَ هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّیْ اُصْرَعُ وَاِنِّیْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ لِیْ قَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ یُّعَافِیَكِ فَقَالَتْ اَصْبِرُ فَقَالَتْ اِنِّیْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ لَّا اَتَكَشَّفَ فَدَعَالَهَا۔

باب ۱۳۱۹۔ مرگی کے مریض کی فضیلت

۱۸۲۰۔ حضرت عطاء بن ابی رباحؒ نے کہا کہ مجھ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، تمہیں میں ایک جنتی خاتون کو نہ دکھادوں؟ میں نے عرض کی کہ ضرور دکھائیں۔ فرمایا کہ یہ سیاہ عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی کہ مجھے مرگی آتی ہے اور اس کی وجہ سے ستر کھل جاتا ہے، میرے لئے اللہ سے دعا کردیجئے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ اگر چاہو تو صبر کئے رہو اور تمہیں جنت ملے گی اور اگر چاہو تو میں تمہارے لئے اللہ سے اس مرض سے نجات کی دعا کردوں؟ انہوں نے عرض کی کہ میں صبر کروں گی۔ پھر انہوں نے عرض کی کہ (مرگی کے وقت) میرا ستر کھل جاتا ہے۔ آنحضور ﷺ اللہ تعالیٰ سے اس کی دعا کردیں کہ ستر نہ کھلا کرے۔ آنحضور ﷺ نے دعا کی۔

باب ۱۳۲۰ . فَضْلِ مَنْ ذَهَبَ بَصَرُهٗ

(۱۸۲۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ اِذَا ابْتَلَیْتُ عَبْدِیْ بِحَبِیْبَتَیْهِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُهٗ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ یُرِیْدُ عَیْنَیْهِ۔

باب ۱۳۲۰۔ اس کی فضیلت جس کی بینائی جاتی رہی ہو

۱۸۲۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا رشاد ہے کہ جب میں اپنے کسی بندہ کو اس کے دو محبوب اعضاء (آنکھوں) کے بارے میں آزماتا ہوں۔ (یعنی نابینا کردیتا ہوں) اور وہ اس پر صبر کرتا ہے، تو میں اس کے بدلہ میں اسے جنت دیتا ہوں (انسؓ نے بیان کیا کہ دو محبوب اعضاء سے آنحضور ﷺ کی) مراد دونوں آنکھیں ہیں۔

باب ۱۳۲۱ . عِیَادَةِ الْمَرِیْضِ

(۱۸۲۲) عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ جَاءَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ فِیْ لَیْسَ بِرَاكِبِ بَغْلٍ وَّلَا بِرْذَوْنٍ۔

باب ۱۳۲۱۔ مریض کی عیادت

۱۸۲۲۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، آپ نہ کسی خچر پر سوار تھے، نہ کسی گھوڑے پر۔

باب ۱۳۲۲ . قَوْلِ الْمَرِیْضِ اِنِّیْ وَجِعٌ اَوْ وَارَاسَاهُ اَوِ اشْتَدَّبِیَ الْوَجَعُ وَقَوْلُ اَیُّوْبَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ

باب ۱۳۲۲۔ مریض کا کہنا کہ مجھے تکلیف ہے، یا کہنا کہ ''ہائے سر! یا میری تکلیف بہت بڑھ گئی اور ایوبؑ کا کہنا مجھے بیماری ہوگئی ہے اور آپ سب سے زیادہ رحم کرنے والے ہیں

(۱۸۲۳) قَالَتْ عَآئِشَةُ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) وَارَاْسَاهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاكِ لَوْكَانَ وَاَنَاحَيٌّ فَاَسْتَغْفِرُلَكِ وَاَدْعُوْلَكِ فَقَالَتْ عَآئِشَةُ وَاثُكْلِيَاهُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَا ظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِيْ وَلَوْ كَانَ ذَاكَ لَظَلِلْتَ اٰخِرَيَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ اَزْوَاجِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ اَنَا وَارَاْسَاهُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَوْاَرَدْتُ اَنْ اُرْسِلَ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَّابْنِهٖ وَاَعْهَدَ اَنْ يَّقُوْلَ الْقَائِلُوْنَ اَوْيَتَمَنَّى الْمُتَمَنُّوْنَ ثُمَّ قُلْتُ يَاْبَى اللّٰهُ وَيَدْفَعُ الْمُؤْمِنُوْنَ اَوْيَدْفَعُ اللّٰهُ وَيَاْبَى الْمُؤْمِنُوْنَ۔

۱۸۲۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، ہائے رے سر! (ام المؤمنین نے موت کی طرف اشارہ کیا) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر ایسا میری زندگی میں ہوگیا (یعنی تمہارا انتقال ہوگیا) تو میں تمہارے لئے استغفار کروں گا اور تمہارے لئے دعا کروں گا، عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں افسوس واللہ! میرا خیال ہے کہ آپ میرا مرجانا ہی پسند کرتے ہیں اور اگر ایسا ہوگیا تو آپ اسی دن رات اپنی کسی بیوی کے یہاں گذاریں گے (اور میری موت کا کوئی رنج آپ ﷺ کو نہیں ہوگا) آنحضور ﷺ نے فرمایا بلکہ میں خود درد سر میں مبتلا ہوں، میرا ارادہ ہوا تھا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے کو بلا بھجوں اور انہیں (خلافت کی) وصیت کردوں، کہیں ایسا نہ ہو کہ کہنے والے کہیں (خلافت دوسرے کو ملنی چاہئے)۔ یا خلافت کے خواہشمند اس کی خواہش کریں، لیکن پھر میں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہونے نہیں دے گا اور مسلمان بھی (ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور کو) منظور نہیں کریں گے۔ یا آنحضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ یدفع اللہ و یأبی المؤمنون۔

باب ۱۳۲۳۔ تَمَنِّي الْمَرِيْضِ الْمَوْتَ

باب ۱۳۲۳۔ مریض کی موت کی تمنا

(۱۸۲۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ مِنْ ضُرٍّ اَصَابَهٗ فَاِنْ كَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَلْيَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَاكَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ۔

۱۸۲۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کسی تکلیف میں اگر کوئی شخص مبتلا ہے تو اسے موت کی تمنا نہ کرنی چاہئے اور اگر کوئی موت کی تمنا کرنے ہی لگے تو یہ کہنا چاہئے۔ اے اللہ! جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہے، مجھے زندہ رکھ اور جب موت میرے لئے بہتر ہو تو مجھ پر موت طاری کردے۔

(۱۸۲۵) عَنْ قَيْسِ ابْنِ اَبِيْ حَازِمٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى خَبَّابٍ نَعُوْدُهٗ وَقَدِاكْتَوٰى سَبْعَ كَيَّاتٍ فَقَالَ اِنَّ اَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ سَلَفُوْا مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا وَاِنَّا اَصَبْنَا مَالَا نَجِدُ لَهٗ مَوْضِعًا اِلَّا التُّرَابَ وَلَوْلَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَانَا اَنْ نَّدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهٖ۔

۱۸۲۵۔ حضرت قیس بن ابی حازم نے بیان کیا کہ ہم خباب رضی اللہ عنہ کے یہاں ان کی عیادت کرنے گئے۔ آپ نے (اپنے پیٹ میں) سات داغ لگوائے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ہمارے ساتھی جو (رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں) وفات پا چکے، وہ یہاں سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ دنیا نے ان کے عمل میں کوئی کمی نہیں کی اور ہم نے (مال و دولت) اتنی پائی کہ جس کے خرچ کرنے کے لئے ہمارے پاس مصرف مٹی (میں ڈال دینے) کے سوا اور کوئی نہیں؟ اور اگر نبی کریم ﷺ نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اس کی دعا کرتا۔

(۱۸۲۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يُّدْخِلَ

۱۸۲۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا، کسی شخص کا عمل اسے جنت میں داخل نہیں

اَحَدًا عَمَلُهُ الْجَنَّةَ قَالُوْا وَلَا اَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ لَاوَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَتَغَمَّدَنِىَ اللّٰهُ بِفَضْلٍ وَّرَحْمَةٍ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَلَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ اَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا وَّ اِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهُ اَنْ يَّسْتَعْتِبَ۔

کر سکے گا۔ صحابہؓ نے عرض کی، یارسول اللہ! آپ ﷺ کا بھی نہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، نہیں، میرا بھی نہیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ اپنے فضل و رحمت سے مجھے نوازے۔ اس لئے (عمل میں) میانہ روی اختیار کرو اور قریب قریب چلو، اور تم میں کوئی شخص موت کی تمنا نہ کرے، کیونکہ یا وہ نیک ہوگا تو امید ہے کہ اس کے اعمال خیر میں اور اضافہ ہو جائے اور اگر وہ برا ہے تو ممکن ہے توبہ کر لے۔

باب ۱۳۲۴۔ دُعَاءِ الْعَائِدِ لِلْمَرِيْضِ

باب ۱۳۲۴۔ مریض کے لئے عیادت کرنے والے کی دعا

(۱۸۲۷) عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَتٰى مَرِيْضًا اَوْ اُوْتِىَ بِهٖ قَالَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اشْفِ وَاَنْتَ الشَّافِىْ لَاشِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا۔

۱۸۲۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کے پاس تشریف لے جاتے، یا کوئی مریض آپ کے پاس لایا جاتا تو آپؐ یہ دعا فرماتے، تکلیف دور کر دے اے انسانوں کو پالنے والے! شفا عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے سوا اور کوئی شفا نہیں ایسی شفا جس میں مرض بالکل باقی نہ رہے۔

كِتَابُ الطِّبِّ

طب کے متعلق احادیث

باب ۱۳۲۵۔ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَآءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً

باب ۱۳۲۵۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری ایسی نہیں بنائی جسکا علاج نہ ہو

(۱۸۲۸) عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَهٗ شِفَاءً۔

۱۸۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہین بنائی جس کا علاج نہ پیدا کیا ہو۔

باب ۱۳۲۶۔ اَلشِّفَاءُ فِىْ ثَلَاثٍ

باب ۱۳۲۶۔ شفا تین چیزوں میں ہے

(۱۸۲۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ الشِّفَاءُ فِىْ ثَلَاثَةٍ شَرْبَةِ عَسَلٍ وَّشَرْطَةِ مِحْجَمٍ وَكَيَّةِ نَارٍ وَّاَنْهٰى اُمَّتِىْ عَنِ الْكَىِّ۔

۱۸۲۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ شفا تین چیزوں میں ہے، شہد کے شربت، پچھنا لگوانے اور آگ سے داغنے میں لیکن میں امت کو آگ سے داغ کر علاج کرنے سے منع کرتا ہوں۔

باب ۱۳۲۷۔ اَلدَّوَاءِ بِالْعَسَلِ وَ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ

باب ۱۳۲۷۔ شہد کے ذریعہ علاج اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد "اس میں شفاء ہے لوگوں کے لئے۔"

(۱۸۳۰) عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ (رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَخِىْ عَلٰى بَطْنُهٗ، فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا ثُمَّ اَتَى الثَّانِيَةَ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اسْقِهٖ عَسَلًا ثُمَّ اَتَاهُ فَقَالَ قَدْ فَعَلْتُ فَقَالَ صَدَقَ اللّٰهُ وَكَذَبَ بَطْنُ اَخِيْكَ اسْقِهٖ عَسَلًا فَسَقَاهُ فَبَرَأَ۔

۱۸۳۰۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک صاحب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ میرے بھائی پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں شہد پلاؤ۔ پھر دوسری مرتبہ وہی صاحب حاضر ہوئے۔ آنحضور ﷺ نے اس مرتبہ بھی شہد پلانے کے لئے کہا۔ وہ پھر تیسری مرتبہ حاضر ہوئے (اور عرض کی شہد پلایا لیکن شفا نہیں ہوئی) آنحضور ﷺ نے پھر فرمایا کہ انہیں شہد پلاؤ۔ وہ

پھر آئے اور کہا کہ (حکم کے مطابق) میں نے عمل کیا (لیکن شفا نہیں ہوئی) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سچا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔ انہیں پھر شہد پلاؤ۔ چنانچہ انہوں نے شہد پھر پلایا اور اسی سے صحت ہوئی۔

باب ۱۳۲۸ . اَلْحَبَّةِ السَّوْدَآءِ

(۱۸۳۱) عَنْ عَائِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا) اَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ هٰذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ اِلَّا مِنَ السَّام قُلْتُ وَمَا السَّامُ قَالَ الْمَوْتُ ۔

باب ۱۳۲۸۔ کلونجی

۱۸۳۱۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حدیث بیان کی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلونجی ہر بیماری کی دوا ہے سوائے سام کے۔ میں نے عرض کی، سام کیا ہے؟ فرمایا کہ موت۔

باب ۱۳۲۹ . اَلسُّعُوْطِ بِالْقُسْطِ الْهِنْدِيِّ الْبَحْرِيِ

(۱۸۳۲) عَنْ اُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا) قَالَتْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ عَلَيْكُمْ بِهٰذَا الْعُوْدِ الْهِنْدِيِّ فَاِنَّ فِيْهِ سَبْعَةَ اَشْفِيَةٍ يُسْتَعَطُ بِهِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَ يُلَدُّ بِهٖ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَدَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لِيْ لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَرَشَّ عَلَيْهِ ۔

باب ۱۳۲۹۔ دریائی کست ناک میں ڈالنا

۱۸۳۲۔ حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس عود ہندی (کست) کا استعمال کیا کرو، کیونکہ اس میں سات بیماریوں کا علاج ہے۔ حلق کے درد میں اسے ناک میں ڈالا جاتا ہے۔ ذات الجنب میں چبائی جاتی ہے اور میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنے نومولود لڑکے کو لے کر حاضر ہوا۔ پھر آنحضور ﷺ کے اوپر اس نے پیشاب کر دیا تو آنحضور ﷺ نے پانی منگا کر پیشاب کی جگہ پر چھینٹا دیا۔

فائدہ:۔ اس سے یہاں مراد حقیقی ذات الجنب (نمونیہ) نہیں بلکہ سینے میں غلیظ اور فاسد ریاح کے جمع ہو جانے سے جو تکلیف ہوتی ہے۔ اس کے لئے یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ عود ہندی اس میں مفید ہے۔ نمونیہ میں اس کا استعمال مضر ہوتا ہے۔

باب ۱۳۳۰ . اَلْحِجَامَةِ مِنَ الدَّآءِ

(۱۸۳۳) عَنْ اَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ اَجْرِ الْحَجَّامِ فَقَالَ احْتَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَمَهٗ اَبُوْ طَيْبَةَ وَاَعْطَاهُ صَاعَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَكَلَّمَ مَوَالِيَهٗ فَخَفَّفُوْا عَنْهُ وَقَالَ اِنَّ اَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ وَالْقُسْطُ الْبَحْرِيُّ وَقَالَ لَاتُعَذِّبُوْا صِبْيَانَكُمْ بِالْغَمْزِ مِنَ الْعُذْرَةِ وَعَلَيْكُمْ بِالْقُسْطِ ۔

باب ۱۳۳۰۔ بیماری کی وجہ سے پچھنا لگوانا

۱۸۳۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پچھنا لگانے والے کی اجرت کے متعلق پوچھا گیا تھا (کہ جائز ہے یا نہیں؟) آپؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے پچھنا لگوایا تھا۔ آنحضور ﷺ کو ابوطیبہ نے پچھنا لگایا تھا۔ آپ نے انہیں دو صاع اناج (اجرت میں) دیا تھا۔ اور آپ نے ان کے آقاؤں سے گفتگو کی تو انہوں نے ان سے وصول کی جانے والی لگان میں کمی کر دی تھی اور آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ (خون کے دباؤ کا) بہترین علاج جو تم کرتے ہو وہ پچھنا لگوانا اور دریائی کست کا استعمال ہے، اور فرمایا اپنے بچوں کو عذرہ (حلق اور ناک کے درمیان کا درد) میں درد کی جگہ کو ہاتھ سے دبا کر انہیں تکلیف میں مبتلا نہ کرو، بلکہ کست سے علاج کرو۔

باب ۱۳۳۱ . اَلْجُذَام

(۱۸۳٤)عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ(رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَلَاهَامَةَ وَلَا صَفَرَ وَفِرَّمِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ ۔

باب ۱۳۳۱۔جذام

۱۸۳۴۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امراض میں تعدیہ، بدفالی، ہامہ اور صفر (محرم کو صفر تک کے لئے مؤخر کر دینا) کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (اور آنحضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ) جذام کی بیماری والے سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

فائدہ:۔ ایک طرف تو رسول اللہ ﷺ نے بیماریوں میں تعدیہ کے ہونے کی تردید فرمائی۔ دوسری طرف احادیث سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ بیماری میں تعدیہ ہوتا ہے۔ بعض محدثین نے کہا کہ اصلاً اور طبعاً بیماریوں میں تعدیہ نہیں ہوتا، جہاں تعدیہ ہونے کی صراحت ہے وہاں یہی مراد ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور اس کی تخلیق سے تبعاً بیماریوں میں تعدیہ ہوتا ہے اور جہاں یہ کہا گیا ہے کہ جذام کی بیماری والے سے بچو، اس میں اسی کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اس کا جو جواب ابن قیم نے ''زادالمعاد'' میں دیا ہے وہ دل کو لگتا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ احادیث میں تعدیہ کی نفی اوہام پرستی کو ختم کرنے کیلئے کی گئی ہے۔ یعنی یہ سمجھنا کہ بیماری اڑ کر لگ جاتی ہے۔ جیسا کہ ہندوستان کے ہندو بھی اعتقاد رکھتے ہیں، غلط ہے اور بیماریوں میں تعدیہ اس حیثیت میں قطعاً نہیں ہے۔ اصلاً تعدیہ کا انکار مقصود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی بیماریوں میں تعدیہ پیدا کیا ہے۔ اسلئے اس باب میں اوہام پرستی نہ کرنی چاہئے، البتہ ایک سبب کی حیثیت سے اسے ماننا چاہئے اور اس سلسلے میں مناسب پرہیز بھی کرنا چاہئے۔ ''ھامہ'' کا اعتقاد عرب میں اس طرح تھا کہ وہ بعض پرندوں کے متعلق سمجھتے تھے کہ اگر وہ کسی جگہ بیٹھ کر بولنے لگے تو وہ جگہ اجاڑ ہو جاتی ہے، شریعت نے اس کی تردید کی کہ بننا اور بگڑنا کسی پرندہ کی آواز سے نہیں ہوتا، بلکہ اللہ کی مشیت سے ہوتا ہے۔

باب ۱۳۳۲ . لَا صَفَرَ وَهُوَ دَاءٌ یَّاْخُذُ الْبَطْنَ

(۱۸۳٥)عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰی وَلَاصَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ اِبِلِیْ تَكُوْنُ فِی الرَّمْلِ كَاَنَّهَا الظِّبَآءُ فَیَاْتِی الْبَعِیْرُالْاَجْرَبُ فَیَدْخُلُ بَیْنَهَا فَیُجْرِبُهَا فَقَالَ فَمَنْ اَعْدَی الْاَوَّلَ۔

باب ۱۳۳۲۔صفر کی کوئی اصل نہیں، یہ پیٹ کی ایک بیماری ہے

۱۸۳۵۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، امراض میں تعدیہ، اصفر اور ہامہ کی کوئی اصل نہیں۔ اس پر ایک اعرابی بولے کہ یارسول اللہ! پھر میرے اونٹوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ جب تک ریت میں رہتے ہیں تو ہرنوں کی طرح (صاف اور چکنے) رہتے ہیں، پھر ان میں ایک خارش والا اونٹ آ جاتا ہے اور ان میں گھس کر انہیں بھی خارش لگا جاتا ہے۔ آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا، لیکن پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی تھی؟

باب ۱۳۳۳ . ذَاتِ الْجَنْبِ

(۱۸۳٦) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ)قَالَ اَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ بَیْتٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنْ یَّرْقُوا مِنَ الْحُمَةِ وَالْاُذُنِ قَالَ اَنَسٌ كُوِیْتُ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ وَّ شَهِدَنِیْ اَبُوْ طَلْحَةَ وَ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ وَ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَّ اَبُوْ طَلْحَةَ كَوَانِیْ۔

باب ۱۳۳۳۔ذات الجنب

۱۸۳۶۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے قبیلہ انصار کے بعض گھرانوں کو زہریلے جانوروں کے کاٹنے اور کان کی تکلیف میں جھاڑنے کی اجازت دی تھی۔ انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ذات الجنب کی بیماری میں مجھے داغا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں، اور اس وقت ابوطلحہ، انس بن نضر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم موجود تھے اور طلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھے داغا تھا۔

باب ۱۳۳۴ . اَلْحُمّٰى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ

(۱۸۳۷)عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتَ اَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَتْ اِذَا اُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَّتْ تَدْعُوْ لَهَا اَخَذَتِ الْمَآءَ فَصَبَّتْ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَيْبِهَا قَالَتْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا اَنْ نَبْرُدَهَا بِالْمَآءِ ـ

باب ۱۳۳۴ ۔ بخار جہنم کی بھاپ ہے

۱۸۳۷۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا جب کسی بخار میں مبتلا کے یہاں آتیں تو اس کے لئے دعا کرتیں اور اس کے گریبان میں پانی ڈالتیں، آپ بیان کرتی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ بخار کو پانی سے ٹھنڈا کریں۔

باب ۱۳۳۵ . مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُوْنِ

(۱۸۳۸)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّاعُوْنُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ـ

باب ۱۳۳۵ ۔ طاعون سے متعلق روایت

۱۸۳۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔

باب ۱۳۳۶ . رُقْيَةِ الْعَيْنِ

(۱۸۳۹)عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ اَمَرَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْاَمَرَاَنْ يُسْتَرْقٰى مِنَ الْعَيْنِ ـ

۴۳۰ ۔ نظر لگ جانے کی صورت میں دم کرنا۔

۱۸۳۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا، یا (آپ سے اس طرح بیان کیا کہ آنحضور ﷺ نے) حکم دیا کہ نظر لگ جانے پر (قرآن مجید کی کوئی آیت) دم کرلی جائے۔

(۱۸۴۰)عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى فِيْ بَيْتِهَا جَارِيَةً فِيْ وَجْهِهَا سَفْعَةٌ فَقَالَ اسْتَرْقُوْا لَهَا فَاِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ ـ

۱۸۴۰۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کے گھر میں ایک لڑکی دیکھی، جس کے چہرہ پر (نظر لگنے کی وجہ سے) دھبے پڑے ہوئے تھے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس پر دم کردو، کیونکہ اسے نظر لگ گئی ہے

باب ۱۳۳۷ . رُقْيَةِ الْحَيَّةِ وَالْعَقْرَبِ

(۱۸۴۱)عَنْ عَآئِشَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا) قَالَتْ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرُّقْيَةَ مِنْ كُلِّ ذِيْ حُمَةٍ ـ

باب ۱۳۳۷ ۔ سانپ اور بچھو کے کاٹے میں جھاڑنا

۱۸۴۱۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ ہر زہریلے جانور کے کاٹنے میں جھاڑنے کی نبی کریم ﷺ نے اجازت دی تھی۔

باب ۱۳۳۸ . رُقْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ

(۱۳۴۲)عَنْ عَآئِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ لِلْمَرِيْضِ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا ـ

باب ۱۳۳۸ ۔ نبی کریم ﷺ کا دم کرنا

۱۸۴۲۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ مریض کیلئے یہ دعا پڑھتے تھے۔ شروع اللہ کے نام سے "ہماری زمین کی مٹی ہمارے کچھ تھوک کے ساتھ، ہمارے مریض کو شفا عطا فرما۔ ہمارے رب کے حکم سے۔

باب ۱۳۳۹ . اَلْفَالُ

(۱۸۴۳)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاطِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَالُ قَالَ وَمَا الْفَالُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا اَحَدُكُمْ ـ

باب ۱۳۳۹ ۔ فال

۱۸۴۳۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، شگون کی کوئی اصل نہیں، اور اس میں بہتر فال ہے۔ پوچھا کہ فال کیا ہے؟ یارسول اللہ! فرمایا: کلمہ صالحہ (اچھی بات) جو تم میں سے کوئی سنتا ہے۔

باب ۱۳۴۰ . اَلْكَهَانَةِ

(۱۸۴۴)عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِیْ امْرَاَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ اقْتَتَلَتَا فَرَمَتْ اِحْدَاهُمَا الْاُخْرٰى بِحَجَرٍ فَاَصَابَ بَطْنَهَاوَ هِیَ حَامِلٌ فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا الَّذِیْ فِیْ بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى اَنَّ دِيَةَ مَافِیْ بَطْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ اَوْاَمَةٌ فَقَالَ وَلِیُّ الْمَرْاَةِ الَّتِیْ غَرِمَتْ كَيْفَ اَغْرَمُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ لَاشَرِبَ وَلَا اَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ بَطَلَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا هٰذَا مِنْ اِخْوَانِ الْكُهَّانِ

باب ۱۳۴۰۔کہانت

۱۸۴۴۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کے بارے میں جنہوں نے جھگڑا کیا تھا۔ان میں سے ایک عورت نے دوسرے کو پتھر پھینک کر مارا اور پتھر عورت کے پیٹ میں جا کر لگا۔ یہ عورت حاملہ تھی۔اس لئے اس کے پیٹ کا بچہ (پتھر کی چوٹ سے) مرگیا، یہ معاملہ دونوں فریق نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے تو آپ نے فیصلہ کیا کہ عورت کے پیٹ کے بچہ کا تاوان ایک غلام یا باندی ہے۔جس عورت پر تاوان واجب ہوا تھا۔اس کے ولی نے کہا، یارسول اللہ! میں ایسی چیز کا تاوان کیسے دے دوں۔جس نے نہ کھایا۔نہ پیا، نہ بولا اور نہ ولادت کے وقت اس کی آواز ہی سنائی دی؟ ایسی صورت میں تو کچھ بھی تاوان نہیں ہوسکتا۔حضور اکرم ﷺ نے اس پر فرمایا، کہ یہ شخص کاہنوں کا بھائی ہے۔

باب ۱۳۴۱ . اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا

(۱۸۴۵)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا اَوْ اِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ۔

باب ۱۳۴۱۔بعض تقریریں بھی جادو ہوتی ہیں

۱۸۴۵۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دو افراد (مدینہ منورہ کی)) مشرق کی طرف سے آئے اور لوگوں کو خطاب کیا، لوگ ان کی تقریر سے متاثر ہوئے۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض تقریریں بھی جادو ہوتی ہیں (جادو کا اثر رکھتی ہیں) یا (آپ نے یہ الفاظ فرمائے) "ان بعض البیان لسحر" (مفہوم ایک ہی ہے۔)

باب ۱۳۴۲ . لَاعَدْوٰی

(۱۸۴۶)عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتُوْرِدُوا الْمُمْرِضَ عَلَى الْمُصِحِّ۔

باب ۱۳۴۲۔امراض میں تعدیہ کی کوئی اصل نہیں

۱۸۴۶۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ امراض میں تعدیہ نہیں ہے۔

باب ۱۳۴۳ . شُرْبِ السَّمِّ
وَالدَّوَآءِ بِهٖ وَبِمَا يُخَافُ مِنْهُ

(۱۸۴۷)عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيْهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰى سَمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَسَمُّهٗ فِیْ يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِیْ نَارِجَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهٗ فِیْ يَدِهٖ يَجَاُبِهَا فِیْ بَطْنِهٖ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا اَبَدًا

باب ۱۳۴۳۔زہر پینا اور اس کی دوسری ان چیزوں کی جن سے خوف ہو دوا کرنا، اور ناپاک دوا

۱۸۴۷۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔جس نے پہاڑ سے اپنے آپ کو گرا کر خودکشی کر لی وہ جہنم کی آگ میں ہوگا اور اس میں ہمیشہ پڑا رہے گا، اور جس نے زہر پی کر خودکشی کر لی تو وہ زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم کی آگ میں وہ اسے اسی طرح ہمیشہ پیتا رہے گا۔اور جس نے لوہے کے کسی ہتھیار سے خودکشی کر لی تو اس کا ہتھیار اس کے ہاتھ میں ہوگا اور جہنم کی آگ میں ہمیشہ کے لئے وہ اسے اپنے پیٹ میں مارتا رہے گا۔

باب ۱۳۴۴ . اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِی الْاِنَاءِ

(۱۸۴۸)عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ اِنَآءِ اَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهٗ، ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَاِنَّ فِیْ اَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً وَّ فِی الْاٰخَرِ دَاءً

باب ۱۳۴۴۔ جب مکھی برتن میں پڑ جائے

۱۸۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں پڑ جائے تو پوری مکھی کو برتن میں ڈبو دے اور پھر اسے نکال کر پھینک دے، کیونکہ اس کے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری ہے۔

كِتَابُ اللِّبَاسِ

لباس کا بیان

باب ۱۳۴۵ . مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِی النَّارِ

(۱۸۴۹)عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فَفِی النَّارِ۔

باب ۱۳۴۵۔ جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہوگا

۱۸۴۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تہبند کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ جہنم میں ہوگا۔

باب ۱۳۴۶ . الْبُرُوْدِ وَالْحِبَرَةِ وَالشَّمْلَةِ

(۱۸۵۰)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ اَحَبُّ الثِّيَابِ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّلْبَسَهَا الْحِبَرَةُ۔

باب ۱۳۴۶۔ دھاری دار چادر، یمنی چادر اور اونی چادر

۱۸۵۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کو تمام کپڑوں میں حبرہ سب سے زیادہ پسند تھا۔

(۱۸۵۱)عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّیَ سُجِّیَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ۔

۱۸۵۱۔ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی نعش مبارک کو حبرہ چادر سے ڈھکا گیا تھا۔

باب ۱۳۴۷ . الثِّيَابِ الْبِيْضِ

(۱۸۵۲)عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهٗ، قَالَ اَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ اَبْيَضُ وَّهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ، وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ مَامِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ قَالَ وَاِنْ زَنٰى وَاِنْ سَرَقَ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِ اَبِیْ ذَرٍّ وَكَانَ اَبُوْذَرٍّ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَاِنْ رَغِمَ اَنْفُ اَبِیْ ذَرٍ۔

باب ۱۳۴۷۔ سفید کپڑے

۱۸۵۲۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو جسم مبارک پر سفید کپڑا تھا اور آپ ﷺ سو رہے تھے۔ پھر دوبارہ حاضر ہوا تو آپ بیدار ہو چکے تھے، پھر آپ نے فرمایا، جس بندہ نے بھی کلمہ لا الہ الا اللہ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) کو مان لیا اور پھر اسی پر وہ مرا تو جنت میں جائے گا میں نے عرض کی چاہے اس نے زنا کی ہو چاہے اس نے چوری کی ہو؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ چاہے اس نے زنا کی ہو۔ چاہے اس نے چوری کی ہو۔ میں نے پھر عرض کی، چاہے اس نے زنا کی ہو۔ چاہے اس نے چوری کی ہو؟ فرمایا۔ چاہے اس نے زنا کی ہو۔ چاہے اس نے چوری کی ہو۔ میں نے (حیرت کی وجہ سے پھر) عرض کی۔ چاہے اس نے زنا کی ہو۔ چاہے اس نے چوری کی ہو؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا چاہے اس نے زنا کی ہو، چاہے اس

نے چوری کی ہو۔ ابوذر کے علی الرغم! ابوذر رضی اللہ عنہ بعد میں جب بھی یہ حدیث بیان کرتے تو آنحضور ﷺ کے الفاظ (وان رغم انف ابی ذر) ضرور بیان کرتے۔

باب ۱۳۴۸۔ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَافْتِرَاشِهِ لِلرِّجَالِ وَقَدْرِمَا يَجُوْزُ مِنْهُ

باب ۱۳۴۸۔ ریشم پہننا اور مردوں کا اسے اپنے لئے بچھانا اور کس حد تک اس کا استعمال جائز ہے

(۱۸۵۳) عَنْ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ اِلَّا هٰكَذَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْاِبْهَامَ۔
وَعَنْ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا اِلَّا مَنْ لَمْ يُلْبَسْ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْهُ۔

۱۸۵۳۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ریشم کے استعمال سے (مردوں کو منع کیا ہے) سوا اتنے کے، اور آنحضور ﷺ نے انگوٹھے کے قریب کی اپنی دونوں انگلیوں کے اشارے سے اس کی مقدار بتائی۔
نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، دنیا میں جو شخص بھی ریشم پہنے گا اسے آخرت میں نہیں پہنایا جائے گا۔

باب ۱۳۴۹۔ اِفْتِرَاشِ الْحَرِيْرِ

باب ۱۳۴۹۔ ریشم بچھانا

(۱۸۵۴) عَنْ حُذَيْفَةَؓ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّشْرَبَ فِيْ اٰنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَاَنْ نَّاْكُلَ فِيْهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَاَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ۔

۱۸۵۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں سونے اور چاندی کے برتن میں پینے اور کھانے سے منع فرمایا تھا۔ اور ریشم اور دیبا پہننے اور اس پر بیٹھنے سے منع فرمایا تھا۔

باب ۱۳۵۰۔ اَلتَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ

باب ۱۳۵۰۔ مردوں کے لئے زعفران کے رنگ کا استعمال

(۱۸۵۵) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ

۱۸۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ کوئی مرد زعفران کے رنگ کا استعمال کرے۔

باب ۱۳۵۱۔ اَلنِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا

باب ۱۳۵۱۔ دباغت اور بغیر دباغت دیئے ہوئے چمڑے کے پاپوش

(۱۸۵۶) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّهُ سُئِلَ اَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ۔

۱۸۵۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا نبی کریم ﷺ پاپوش پہنے ہوئے نماز پڑھتے تھے؟ فرمایا کہ ہاں!

باب ۱۳۵۲۔ يَنْزِعُ نَعْلَ الْيُسْرٰى

باب ۱۳۵۲۔ پہلے بائیں پیر کا جوتا اتارے

(۱۸۵۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَاْ بِالْيَمِيْنِ وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَاْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَ اٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ

۱۸۵۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں کوئی شخص جوتا پہنے، تو دائیں طرف سے ابتداء کرے اور جب اتارے تو بائیں طرف سے ابتداء کرے تاکہ داہنی جانب پہننے میں اول ہو اور اتارنے میں آخر۔

باب ۱۳۵۳۔ لَا يَمْشِيْ فِيْ نَعْلٍ وَّاحِدٍ

باب ۱۳۵۳۔ صرف ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے

(۱۸۵۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْشِيْ اَحَدُكُمْ فِيْ

۱۸۵۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں کوئی شخص صرف ایک پاؤں میں جوتا پہن کر نہ چلے، یا دو

نَعْلٍ وَّاحِدَةٍ لِّيُحْفِهِمَا اَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا

نوں پاؤں ننگا رکھے یا دونوں پاؤں میں جوتا پہنے۔

باب ۱۳۵۴ . قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ لاَ يَنْقُشُ عَلٰى نَقْشِ خَاتَمِهٖ

باب ۱۳۵۴۔ کوئی شخص اپنی انگوٹھی پر (آنحضور ﷺ کا) نقش نہ کھدوائے

(۱۸۵۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ اِنِّيْ اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِّنْ وَّرِقٍ وَّنَقَشْتُ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَلاَ يَنْقُشَنَّ اَحَدٌ عَلٰى نَقْشِهٖ۔

۱۸۵۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی۔ اور اس پر یہ نقش کھدوایا "محمد رسول الله." اس لئے کوئی شخص یہ نقش اپنی انگوٹھی پر نہ کھدوائے۔

باب ۱۳۵۵ . اِخْرَاجِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَآءِ مِنَ الْبُيُوْتِ

باب ۱۳۵۵۔ عورتوں کی چال ڈھال اختیار کرنے والے مردوں کو گھر سے نکالنا

(۱۸۶۰) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلاَتِ مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ بُيُوْتِكُمْ قَالَ فَاَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلاَ نًا وَاَخْرَجَ عُمَرُ فُلاَ نًا۔

۱۸۶۰۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مخنث مردوں پر اور مردوں کی سی چال ڈھال اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی، اور فرمایا کہ انہیں (مردوں کو) اپنے گھروں سے نکال دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور اکرم ﷺ نے فلاں کو نکالا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے فلاں کو نکالا تھا۔

باب ۱۳۵۶ . اِعْفَآءِ اللُّحٰى

باب ۱۳۵۶۔ داڑھی بڑھانا

(۱۸۶۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاَعْفُوا اللُّحٰى۔

۱۸۶۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ،مونچھیں خوب کترو الیا کرو اور داڑھی بڑھاؤ۔

باب ۱۳۵۷ . الْخِضَابِ

باب ۱۳۵۷۔ خضاب

(۱۸۶۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى لاَ يَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ۔

۱۸۶۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یہود ونصاریٰ خضاب نہیں استعمال کرتے تھے تم ان کے خلاف کرو۔

باب ۱۳۵۸ . الْجَعْدِ

باب ۱۳۵۸۔ گھونگھریالے بال

(۱۸۶۳) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ شَعْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلاً لَّيْسَ بِالسَّبِطِ وَلاَ الْجَعْدِ بَيْنَ اُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهٖ۔

۱۸۶۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کے بال درمیانہ تھے، نہ بالکل سیدھے لٹکے ہوئے اور نہ گھونگھریالے دونوں کانوں کے درمیان اور شانوں تک تھے۔

وَعَنْ اَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ اَرَ بَعْدَهٗ وَلاَ قَبْلَهٗ مِثْلَهٗ وَكَانَ بَسْطَ الْكَفَّيْنِ۔

نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں بھرے ہوئے تھے، چہرہ حسین وجمیل تھا۔ میں نے آپؐ جیسا کوئی نہ پہلے دیکھا اور نہ بعد میں۔ آپ ﷺ کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

باب ۱۳۵۹ الْقَزَعِ

(۱۸٦٤)عَن ابنِ عُمَرؓ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الْقَزَعِ۔

باب ۱۳۵۹۔قزع

۱۸٦۴۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آنحضور ﷺ نے ''قزع'' سے منع فرمایا۔

باب ۱۳٦۰. تَطْيِيْبِ الْمَرْاةِ زَوْجَهَا بِيَدَيْهَا

(۱۸٦٥) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَطْيَبِ مَايَجِدُ حَتّٰى اَجِدَ وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِيْ رَاسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ۔

باب ۱۳٦۰۔عورت کا اپنے ہاتھ سے اپنے شوہر کو خوشبو لگانا

۱۸٦۵۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم ﷺ کو سب سے عمدہ خوشبو لگایا کرتی تھی۔ یہاں تک کہ خوشبو کی چمک میں آپ ﷺ کے سر اور آپ ﷺ کی داڑھی میں دیکھتی تھی۔

باب ۱۳٦۱. مَنْ لَمْ يَرُدَّ الطِّيْبَ

(۱۸٦٦) عَنْ اَنَسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ وَزَعَمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ ۔

باب ۱۳٦۱۔جس نے خوشبو سے انکار نہیں کیا

۱۸٦٦۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (جب آپ کو) خوشبو (ہدیہ کی جاتی تو) آپ واپس نہیں کرتے تھے۔اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ بھی خوشبو واپس نہیں فرماتے تھے۔

باب ۱۳٦۲. الذَّرِيْرَةِ

(۱۸٦٧)عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ بِذَرِيْرَةٍ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْاِحْرَامِ۔

باب ۱۳٦۲۔ذریرہ

۱۸٦۷۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو حجۃ الوداع کے موقعہ پر احرام کھولنے اور احرام باندھنے کے وقت اپنے ہاتھ سے ذریرہ (ایک قسم کی خوشبو) لگائی۔

باب ۱۳٦۳. عَذَابِ الْمُصَوِّرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(۱۸٦٨)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ۔

باب ۱۳٦۳۔تصویر بنانے والوں پر قیامت کے دن کا عذاب

۱۸٦۷۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں انہیں قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جس کی تم نے تخلیق کی ہے اسے زندہ کر کے بھی دکھاؤ۔

باب ۱۳٦۴. نَقْضِ الصُّوَرِ

(۱۸٦٩)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِيْ فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً وَّ لْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً ۔

باب ۱۳٦۴۔تصویروں کو توڑنا

۱۸٦۹۔حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ (اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے) اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو میری مخلوق کی طرح پیدا کرنے چلا ہے اگر یہی زعم ہے تو ایک دانہ پیدا کر کے دیکھو۔ایک چیونٹی پیدا کر کے دیکھو۔

كِتَابُ الْاَدَبِ

باب ۱۳٦۵. مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ

(۱۸۷۰)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ

ادب وتمیز کا بیان

باب ۱۳٦۵۔اچھے معاملہ کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے

۱۸۷۰۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی۔یا رسول اللہ! میرے اچھے

يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ اُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ اَبُوكَ۔

معاملے کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ فرمایا کہ تمہاری ماں۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کے بعد کون؟ فرمایا تمہاری ماں، عرض کیا کہ کون؟ فرمایا تمہاری ماں، عرض کیا پھر کون؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا، پھر تمہارا باپ۔

باب ۱۳۶۶ . لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ

باب ۱۳۶۶۔ کوئی شخص اپنے والدین کو برا بھلا نہ کہے

(۱۸۷۱) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ اَبَاهُ وَيَسُبُّ اُمَّهُ

۱۸۷۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یقیناً سب سے بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین پر لعنت بھیجے۔ پوچھا گیا۔ یارسول اللہ! کوئی شخص اپنے ہی والدین پر کیسے لعنت بھیجے گا؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ شخص دوسرے کے باپ کو برا بھلا کہے گا تو دوسرا بھی اس کے باپ کو برا بھلا کہے گا اور اس کی ماں کو برا بھلا کہے گا۔

باب ۱۳۶۷ . اِثْمِ الْقَاطِعِ

باب ۱۳۶۷۔ قطع رحم کرنے والے کا گناہ

(۱۸۷۲) عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ۔

۱۸۷۲۔ حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

باب ۱۳۶۸ . مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللّٰهُ

باب ۱۳۶۸۔ جس نے صلہ رحمی کی اس پر اللہ کے افضال ہوں گے

(۱۸۷۳) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الرَّحِمَ شَجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَّصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ۔

۱۸۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، رحم کا تعلق رحمان سے ہے۔ پس جو کوئی اس سے اپنے آپ کو جوڑتا ہے میں بھی اس کو اپنے سے جوڑ لیتا ہوں اور جو کوئی اسے توڑتا ہے، میں بھی اپنے آپ کو اس سے توڑ لیتا ہوں۔

باب ۱۳۶۹ . يَبُلُّ الرَّحِمَ بِبَلَالِهَا

باب ۱۳۶۹۔ صلہ رحمی سے رحم کی سیرابی ہوتی ہے

(۱۸۷۴) عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ) قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ اِنَّ اٰلَ اَبِي لَيْسُوا بِاَوْلِيَائِي اِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۱۸۷۴۔ حضرت عمرو بن عاص نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ کھلے بندوں، خفیہ طور پر نہیں، آپؐ نے فرمایا کہ آل ابی (طالب) میرے ولی نہیں ہیں۔ میرا ولی تو اللہ اور صالح مسلمان ہیں۔ اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، البتہ ان سے میری قرابت ہے اور میں ان کے ساتھ صلح رحمی کروں گا۔

باب ۱۳۷۰ . لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيْ

باب ۱۳۷۰۔ بدلہ دینا صلہ رحمی نہیں ہے

(۱۸۷۵) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِي اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا۔

۱۸۷۵۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے بیان فرمایا کہ کسی کام کا بدلہ دینا صلہ رحمی نہیں ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس کے ساتھ صلہ رحمی کا معاملہ نہ کیا جا رہا ہو، تب بھی وہ صلہ رحمی کرے۔

باب ۱۳۷۱ . رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِيلِهِ وَمُعَانَقَتِهِ

(۱۸۷٦)عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَاَ مْلِكُ لَكَ اِنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ۔

باب ۱۳۷۱۔ بچے کیساتھ رحم وشفقت، اسے بوسہ دینا اور گلے سے لگانا

۱۸۷٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک اعرابی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا، آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے (یعنی ان سے پیار ومحبت نہیں کرتے) آنحضور ﷺ نے فرمایا اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال دیا ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔

(۱۸۷۷) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَاِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْيِ قَدْ تَحْلُبُ ثَدْيُهَا تَسْقِيْ اِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ اَخَذَتْهُ فَاَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَاَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَّلَدَهَا فِي النَّارِ قُلْنَا لَاوَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى اَنْ لَّاتَطْرَحَهٗ فَقَالَ اللّٰهُ اَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا

۱۸۷۷۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے، قیدیوں میں ایک عورت تھی جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا۔ وہ جب کسی (شیر خوار) بچہ کو دیکھ لیتی تو اپنے پیٹ سے لگا لیتی اور اسے دودھ پلاتی، ہم سے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم تصور کرسکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں ڈال سکتی ہے۔ ہم نے عرض کی کہ نہیں، قدرت کے باوجود یہ اپنے بچہ کو آگ میں نہیں پھینک سکتی۔ آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا کہ اللہ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ رحیم ہے، جتنا یہ عورت اپنے بچہ پر ہوسکتی ہے۔

باب ۱۳۷۲ . جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ

(۱۸۷۸)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَاَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ جُزْئًا وَّاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءًا وَّاحِدًا فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتّٰى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَّلَدِهَا خَشْيَةَ اَنْ تُصِيْبَهٗ۔

باب ۱۳۷۲۔ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے

۱۸۷۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے رحمت کے سو حصے بنائے اور اپنے پاس ان میں سے ننانوے حصے رکھے۔ صرف ایک حصہ زمین پر اتارا اور اسی کی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے۔ گھوڑی بھی اپنے بچے کے اوپر سے اپنا پاؤں اس خوف سے اٹھا لیتی ہے کہ اسے تکلیف ہوگی۔

باب ۱۳۷۳ . وَضْعِ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ

(۱۸۷۹)عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ عَلٰى فَخِذِهٖ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلٰى فَخِذِهِ الْاُخْرٰى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَاِنِّيْ اَرْحَمُهُمَا۔

باب ۱۳۷۳۔ بچہ کو ران پر رکھنا

۱۸۷۹۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اپنی ایک ران پر بٹھاتے تھے اور حسن رضی اللہ عنہ کو دوسری ران پر بٹھاتے تھے، پھر دونوں کو ملاتے اور فرماتے، اے اللہ! ان دونوں پر رحم کر کہ میں بھی ان پر رحم کرتا ہوں۔

باب ۱۳۷۴ . رَحْمَةِ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ

(۱۸۸۰)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةٍ وَقُمْنَا

باب ۱۳۷۴۔ انسانوں اور جانوروں پر رحم

۱۸۸۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ ایک نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور ہم بھی آنحضور کے ساتھ کھڑے ہوئے۔

مَعَه' فَقَالَ اَعْرَابِیٌّ وَهُوَ فِی الصَّلٰوۃِ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِیْ وَمُحَمَّدًا وَّلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْاَعْرَابِیِّ لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا یُرِیْدُ رَحْمَةَ اللّٰهِ۔

نماز پڑھتے ہی ایک اعرابی نے کہا، اے اللہ مجھ پر رحم کر اور محمد ﷺ پر اور ہمارے ساتھ کسی اور پر رحم نہ کر۔ جب آنحضور ﷺ نے سلام پھیرا تو اعرابی سے فرمایا کہ تم نے ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیا۔ آپ ﷺ کی مراد اللہ کی رحمت تھی۔

(۱۸۸۱) اَلنُّعْمَانَ ابْنَ بَشِیْرٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) یَّقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰی عُضْوًا تَدَاعٰی لَه' سَائِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰی ۔

۱۸۸۱۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ تم مؤمنوں کو آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ رحمت ومحبت کا معاملہ کرنے اور ایک دوسرے کے ساتھ لطف ونرم خوئی میں ایک جسم جیسا پاؤ گے کہ جب اس کا کوئی ایک عضو بھی تکلیف میں ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے کہ نیند اڑ جاتی ہے اور جسم حرارت و بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

(۱۸۸۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَامِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَاَكَلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ اَوْ دَآبَّةٌ اِلَّا كَانَ لَه' صَدَقَةٌ۔

۱۸۸۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان کسی درخت کا پودا لگاتا ہے اور اس درخت سے کوئی انسان یا جانور کھاتا ہے تو لگانے والے کے لئے وہ صدقہ ہوتا ہے۔

(۱۸۸۳) عَنْ جَرِیْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ ؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَّا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ۔

۱۸۸۳۔ حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جو رحم نہیں کرتا، اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔

باب ۱۳۷۵ . اَلْوَصَاةُ بِالْجَارِ

باب ۱۳۷۵۔ پڑوسی کے بارے میں وصیت کرنے والا

(۱۸۸۴) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَازَالَ یُوْصِیْنِیْ جِبْرِیْلُ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّه' سَیُوَرِّثُه'۔

۱۸۸۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جبرائیل مجھے پڑوسی کے بارے میں مسلسل اس طرح وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گذرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک کر دیں گے۔

باب ۱۳۷۶ . اِثْمِ مَنْ لَّایَاْمَنُ جَارُه' بَوَائِقَه'

باب ۱۳۷۶۔ اس شخص کا گناہ جس کا پڑوسی اسکے شر سے محفوظ نہ ہو

(۱۸۸۵) عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ لَایُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَایُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَایُؤْمِنُ قِیْلَ وَمَنْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُه' بَوَائِقَه' ۔

۱۸۸۵۔ حضرت ابو شریح ؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بیان کیا۔ واللہ وہ ایمان نہیں لاتا واللہ وہ ایمان نہیں لاتا، واللہ وہ ایمان نہیں لاتا، عرض کیا گیا۔ کون؟ یارسول اللہ! فرمایا وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔

باب ۱۳۷۷ . مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَه'

باب ۱۳۷۷۔ جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے

(۱۸۸۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ یُؤْمِنُ

۱۸۸۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَه‘ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَه‘ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ ۔

تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، وہ اپنے مہمان کی عزت کرے، اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات زبان سے نکالے۔

باب۱۳۷۸ . كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ

باب ۱۳۷۸۔ ہر بھلائی صدقہ ہے

(۱۸۸۷)عَنْ جَابِرَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ ۔

۱۸۸۷۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر بھلائی صدقہ ہے۔

باب ۱۳۷۹ . الرِّفْقِ فِي الْاَمْرِ كُلِّهِ

باب ۱۳۷۹۔ تمام معاملات میں نرمی

(۱۸۸۸)عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَاعَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهِ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَوَلَمْ تَسْمَعْ مَاقَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ ۔

۱۸۸۸۔ نبی کریم ﷺ کی زوجہ مطہرہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ کچھ یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا ''السام علیکم'' (تمہیں موت آئے) عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں اس کا مفہوم سمجھ گئی اور میں نے ان کا جواب دیا کہ ''وعلیکم السام واللعنۃ'' (تمہیں موت آئے اور لعنت ہو) بیان کیا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھہرو عائشہ! اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی اور ملاطفت کو پسند کرتا ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا آپ نے نہیں سنا، انہوں نے کیا کہا تھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اسکا جواب دے دیا تھا کہ ''وعلیکم'' (اور تمہیں بھی)۔

باب ۱۳۸۰ . تَعَاوُنِ الْمُؤْمِنِيْنِ بَعْضُهُمْ بَعْضًا

باب ۱۳۸۰۔ مؤمنوں کا باہمی تعاون

(۱۸۸۹)عَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِي (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُه‘ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهٖ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا اِذْجَاءَ رَجُلٌ يَّسْأَلُ اَوْطَالِبَ حَاجَةٍ اَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَاشَاءَ۔

۱۸۸۹۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے مثل بنیاد کے ہے کہ اس کا بعض حصہ بعض حصہ کو تقویت پہنچاتا ہے۔ پھر آپ نے اپنی انگلیوں کی تشبیک کی، حضور اکرم ﷺ اس وقت بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک صاحب نے آ کر سوال کیا یا وہ کوئی ضرورت پوری کرنی چاہتے تھے۔ آنحضور ﷺ نے ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اس کی سفارش کرو تاکہ تمہیں بھی اجر ملے اور اللہ جو چاہتا ہے اپنے نبی کی زبان پر جاری کرتا ہے۔

باب ۱۳۸۱ . لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَّوَلَا مُتَفَحِّشًا

باب ۱۳۸۱۔ حضور ﷺ کی عادت بدگوئی کی نہ تھی اور نہ آپ ﷺ اسے برداشت کرتے تھے

(۱۸۹۰)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا وَلَا فَحَّاشًا وَلَا لَعَّانًا كَانَ يَقُوْلُ لِاَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ مَالَه‘ تَرِبَ جَبِيْنُه‘ ۔

۱۸۹۰۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نہ گالی دیتے تھے۔ نہ بدگو تھے اور نہ لعنت ملامت کرتے تھے اگر ہم میں سے کسی پر ناراض ہوتے تو فرماتے اسے کیا ہوگیا ہے۔ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔

باب ۱۳۸۲ . حُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَآءِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ

باب ۱۳۸۲۔حسن خلق اور سخاوت اور بخل کا ناپسندیدہ ہونا

(۱۸۹۱) عَنْ جَابِرٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَاسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ قَطُّ فَقَالَ لَا۔

۱۸۹۱۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے کوئی چیز مانگی ہو۔ اور آپ نے اس پر ''نہیں'' کہا ہو۔

(۱۸۹۲) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِيْنَ فَمَا قَالَ لِيْ اُفٍّ وَّلَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ۔

۱۸۹۲۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی دس سال تک خدمت کی لیکن آپ ﷺ نے کبھی مجھے اف تک نہیں کہا اور نہ کبھی یہ کہا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کام کیوں نہیں کیا۔

باب ۱۳۸۳ . مَايُنْهٰى مِنَ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ

باب ۱۳۸۳۔گالی اور لعنت وملامت کی ممانعت

(۱۸۹۳) عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّه، سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَايَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلًا بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ اِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ صَاحِبُه، كَذَالِكَ۔

۱۸۹۳۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کو کفر کے ساتھ متہم کرتا ہے یا کسی کو فسق کے ساتھ متہم کرتا ہے اور جسے متہم کیا گیا ہے وہ ایسا نہیں ہے۔ تو یہ اتہام (کفر وفسق) خود متہم کرنے والے پر لوٹ آتا ہے۔

(۱۸۹۴) عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ وَكَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ حَدَّثَه، اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَلَفَ عَلٰى مِلَّةٍ غَيْرِ الْاِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ وَلَيْسَ عَلَى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيْمَا لَايَمْلِكُ وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَه، بِشَيْءٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهٖ وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهٖ۔

۱۸۹۴۔حضرت ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ اصحاب شجرہ (بیعت رضوان کرنے والوں) میں سے تھے۔ آپ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ جس نے اسلام کے سوا کسی اور مذہب پر قسم کھائی (کہ اگر میں نے فلاں کام کیا تو میں نصرانی ہوں وغیرہ) تو وہ ایسا ہی ہے جیسے کہ اس نے کہا اور کسی انسان پر ان چیزوں کی نذر نہیں ہوتی۔ جن کا وہ مالک نہیں اور جس نے دنیا سے کسی چیز سے خودکشی کر لی ہوگی۔ اسے اسی چیز سے آخرت میں عذاب ہوگا۔ اور جس نے کسی مؤمن پر لعنت بھیجی تو یہ اس کے قتل کے برابر ہے اور جس نے کسی مومن پر تہمت لگائی تو یہ اس کے قتل کے برابر ہے۔

باب ۱۳۸۴ . مَايُكْرَهُ مِنَ النَّمِيْمَةِ

۱۳۸۴۔چغلخوری ناپسندیدہ ہے

(۱۸۹۵) عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ۔

۱۸۹۵۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے آپ نے فرمایا کہ جنت میں چغلخور نہیں جائے گا۔

باب ۱۳۸۵ . مَايُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ

باب ۱۳۸۵۔تعریف میں مبالغہ ناپسندیدہ ہے

(۱۸۹۶) عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ رَجُلًا ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَثْنٰى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ يَقُوْلُه، مِرَارًا اِنْ كَانَ اَحَدُكُمْ مَادِحًا لَّامَحَالَةَ فَلْيَقُلْ اَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا اِنْ كَانَ يُرٰى اَنَّه،

۱۸۹۶۔حضرت ابوبکرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مجلس میں ایک صاحب کا ذکر آیا تو ایک دوسرے صاحب نے ان کی تعریف کی (اور غیر ضروری مبالغہ کیا) آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ افسوس، تم نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی۔ آنحضورؐ نے یہ جملہ کئی بار فرمایا، اگر تمہارے لئے کسی کی تعریف کرنی ناگزیر ہی ہو جائے تو کہنا چاہئے کہ میں اس کے متعلق ایسا

كَذَالِكَ وَحَسِيبُهُ اللّٰهُ وَلَايُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ اَحَدًا ـ

ایسا خیال کرتا ہوں اور یہ بھی اس وقت کہے جب اس کے متعلق واقعی وہ ایسا ہی سمجھتا ہو۔ اور اس کا حساب لینے والا اللہ ہے اور کوئی کسی کے انجام خیر کے متعلق قطعیت کے ساتھ نہ کہے۔

باب ۱۳۸۶ . مَايُنْهٰى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ

باب ۱۳۸۶۔ حسد اور پیٹھ پیچھے برائی کی ممانعت

(۱۸۹۷) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَاتَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا

۱۸۹۷۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بدگمانی سے بچتے رہو، کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ لوگوں کے عیوب معلوم کرنے کے پیچھے نہ پڑو۔ حسد نہ کرو۔ کسی کی پیٹھ پیچھے برائی نہ کرو۔ بغض نہ رکھو اور اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو۔

(۱۸۹۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَاتَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَاللّٰهِ اِخْوَانًا وَلَايَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ ـ

۱۸۹۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپس میں بغض نہ رکھو۔ حسد نہ کرو۔ پیچھے پیٹھ کے برائی نہ کرو۔ بلکہ اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بن کر رہو اور کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ ناراض رہے۔

باب ۱۳۸۷ . سَتْرُ الْمُؤْمِنِ عَلٰى نَفْسِهٖ

باب ۱۳۸۷۔ مومن کا اپنے کسی گناہ کی پردہ پوشی کرنا

(۱۸۹۹) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ اُمَّتِي مُعَافًى اِلَّا الْمُجَاهِرِينَ وَاِنَّ مِنَ الْمُجَانَةِ اَنْ يَّعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحَ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَيَقُولُ يَافُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ ـ

۱۸۹۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آنحضور نے فرمایا۔ میری تمام امت کو معاف کیا جائے گا۔ سوا گناہوں کو علانیہ کرنے والوں کے، اور گناہوں کو علانیہ کرنے میں یہ بھی شامل ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی (گناہ) کا کام کرے، اور اس کے باوجود کہ اللہ نے اس کے گناہ کو چھپا دیا تھا۔ صبح ہوئی تو وہ کہنے لگا کہ اے فلاں میں نے کل رات فلاں فلاں کام کیا تھا۔ رات گذر گئی تھی۔ اور اس کے رب نے اس کا گناہ چھپائے رکھا تھا۔ لیکن صبح ہوئی تو اس نے خود اللہ کے پردے کو ہٹا دیا۔

باب ۱۳۸۸ . اَلْهِجْرَةِ وَ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ

باب ۱۳۸۸۔ تعلق توڑ لینا اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھے

(۱۹۰۰) عَنْ اَبِي اَيُّوبَ الْاَنْصَارِيِّ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ يُّهْجَرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ ـ

۱۹۰۰۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کسی شخص کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے کسی بھائی سے تین دن سے زیادہ کے لئے تعلق توڑے۔ اس طرح کہ جب دونوں کا سامنا ہو جائے تو یہ بھی منہ پھیر لے اور وہ بھی منہ پھیر لے اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔

باب ۱۳۸۹ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ وَمَا يُنْهٰى عَنِ الْكَذِبِ

(۱۹۰۱)عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ اِلَى الْبِرِّ وَ اِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّةِ وَاِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يَكُوْنَ صِدِّيْقًا وَاِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ اِلَى الْفُجُوْرِ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ وَ اِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا ۔

باب ۱۳۸۹۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اے لوگو! جو ایمان لے آئے ہو اللہ سے ڈرو اور سچ بولنے والوں میں سے ہو جاؤ اور جھوٹ بولنے کی ممانعت

۱۹۰۱۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بلاشبہ سچ بر (بھلائیوں) کی طرف لے جاتا ہے اور بر جنت کی طرف لے جاتی ہے اور ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک وہ صدیق (بہت سچا) ہو جاتا ہے اور بلاشبہ جھوٹ (فجور) (برائی) کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کی طرف اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ کے یہاں اسے بہت جھوٹا (کذاب) لکھ دیا جاتا ہے۔

باب ۱۳۹۰ . اَلصَّبْرِ عَلَى الْاَذٰى

(۱۹۰۲)عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ اَحَدٌ اَوْلَيْسَ شَيْءٌ اَصْبَرَ عَلٰى اَذًى سَمِعَهٗ مِنَ اللّٰهِ اِنَّهُمْ لَيَدْعُوْنَ لَهٗ وَلَدًا وَّاِنَّهٗ لَيُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ ۔

باب ۱۳۹۰۔ تکلیف پر صبر

۱۹۰۲۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ کوئی شخص بھی یا کوئی چیز بھی تکلیف کو برداشت کرنے والی، جو اسے کسی چیز کو سن کر ہوئی ہو، اللہ سے زیادہ نہیں ہے۔ یہ لوگ اس کی طرف لڑکے کی نسبت کرتے ہیں اور وہ انہیں معاف کرتا ہے، بلکہ انہیں روزی بھی دیتا ہے۔

باب ۱۳۹۱ . اَلْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ

(۱۹۰۳)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ ۔

وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِيْ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ ۔

باب ۱۳۹۱۔ غصہ سے پرہیز

۱۹۰۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ طاقتور وہ نہیں ہے جو (اپنے مقابل) کو پچھاڑ دیا کرے بلکہ طاقتور وہ ہے جو غصہ کی حالت میں اپنے آپ پر قابو پائے۔

نیز ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی مجھے نصیحت فرما دیجئے آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ ہوا کرو۔ انہوں نے کئی مرتبہ یہ سوال کیا اور آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ ہوا کرو۔

باب ۱۳۹۲ . اَلْحَيَاءِ

(۱۹۰۴)عَنْ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْحَيَاءُ لَا يَاْتِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ ۔

باب ۱۳۹۲۔ حیاء

۱۹۰۴۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حیاء سے ہمیشہ بھلائی ملتی ہے۔

باب ۱۳۹۳ . اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ

(۱۹۰۵)عَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰى اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ مَاشِئْتَ ۔

باب ۱۳۹۳۔ جب حیاء نہ ہو تو جو چاہو کرو

۱۹۰۵۔ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ابتداء سے تمام انبیاء کا جس بات پر اتفاق رہا ہے وہ یہ ہے کہ ''جب حیاء نہ ہو تو جو چاہو کرو۔''

باب ۱۳۹۴ . اَلْاِنْبِسَاطِ اِلَى النَّاسِ

(۱۹۰۶)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ اِنْ

باب ۱۳۹۴۔ لوگوں کے ساتھ فراخی سے پیش آنا

۱۹۰۶۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلُ لِاَخٍ لِيْ صَغِيْرٍ يَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ۔

ہمارے ساتھ اس درجہ خلط ملط رکھتے تھے کہ میرے چھوٹے بھائی سے (مزاحاً) فرماتے ''یا اباعمیر مافعل النغیر (بلبل) نے کیا کیا۔

باب ۱۳۹۵ . لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ

باب ۱۳۹۵۔ مومن ایک سوراخ سے دوبارہ نہیں ڈسا جاسکتا

(۱۹۰۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَرَّتَيْنِ

۱۹۰۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاسکتا۔

باب ۱۳۹۶ . مَا يَجُوْزُ مِنَ الشِّعْرِ

باب ۱۳۹۶۔ شعر رجز اور حدی خوانی کا جواز

(۱۹۰۸) عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ اَخْبَرَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً۔

۱۹۰۸۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بعض اشعار میں حکمت ہوتی ہے۔

باب ۱۳۹۷ . مَا يُكْرَهُ اَنْ يَكُوْنَ الْغَالِبُ عَلَى الْاِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتّٰى يَصُدَّهٗ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ

باب ۱۳۹۷۔ اس کی کراہت کہ انسان شعر کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالے اور وہ اللہ کے ذکر، علم اور قرآن سے اسے روک دے

(۱۹۰۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا۔

۱۹۰۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اگر تم میں سے کوئی شخص اپنا پیٹ پیپ سے بھرے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اسے شعر سے بھرے۔

باب ۱۳۹۸ مَا جَآءَ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ وَيْلَكَ

باب ۱۳۹۸۔ ''ویلک'' کہنے کے بارے میں حدیث

(۱۹۱۰) عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَى السَّاعَةُ قَآئِمَةٌ قَالَ وَيْلَكَ وَمَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا اِلَّا اَنِّيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اِنَّكَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ فَقُلْنَا وَنَحْنُ كَذَالِكَ قَالَ نَعَم۔

۱۹۱۰۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک بدوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا، یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا افسوس (ویلک) تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر لی ہے؟ انہوں نے عرض کی، میں نے اس کے لئے کوئی تیاری نہیں کی ہے۔ البتہ میں اللہ اور اس کے رسول ؐ سے محبت رکھتا ہوں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا، پھر تم اس کے ساتھ ہو جس سے تم محبت رکھتے ہو۔ میں نے عرض کی اور ہمارے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوگا؟ فرمایا کہ ہاں۔

باب ۱۳۹۹ . مَا يُدْعَى النَّاسُ بِاٰبَآئِهِمْ

باب ۱۳۹۹۔ لوگوں کو انکے باپوں کی طرف منسوب کر کے پکارا جائیگا

(۱۹۱۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهٗ لِوَآءٌ يَّوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُقَالُ هٰذِهٖ غَدْرَةُ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ۔

۱۹۱۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عہد توڑنے والے کے لئے قیامت میں ایک جھنڈا اٹھایا جائے گا کہ یہ فلاں بن فلاں کی عہد شکنی ہے۔

باب ۱۴۰۰ . قَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ اِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ

باب ۱۴۰۰۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ ''کرم'' مومن کا دل ہے

(۱۹۱۲) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلُوْنَ الْكَرْمُ اِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔

۱۹۱۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، لوگ (انگور کو) ''کرم'' کہتے ہیں۔ کرم تو مومن کا دل ہے۔

باب ۱۴۰۱ . تَحْوِيْلِ الْاِ سْمِ اِلٰى اِسْمٍ هُوَ اَحْسَنُ مِنْهُ

(۱۹۱۳)عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اِسْمُهَا بَرَّةَ فَقِيْلَ تُزَكِّىْ نَفْسَهَا فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ

باب ۱۴۰۱۔ کسی نام کو بدل کر اس سے اچھا نام رکھنا

۱۹۱۳۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زینب رضی اللہ عنہا کا نام ''برہ'' تھا، کہا جانے لگا کہ آپ اپنی پاکی ظاہر کرتی ہیں چنانچہ آنحضور ﷺ نے ان کا نام زینب رکھا۔

باب ۱۴۰۲ . مَنْ دَعَاصَاحِبَهٗ فَنَقَصَ مِنْ اِسْمِهٖ حَرْفًا

(۱۹۱۴)عَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ فِى الثَّقَلِ وَاَنْجَشَةُ غُلَامُ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسُوْقُ بِهِنَّ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَااَنْجَشُ رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ۔

۱۴۰۲۔اپنے کسی ساتھی کو اسکے نام میں سے کوئی حرف کم کر کے پکارنا

۱۹۱۴۔حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا مسافروں کے سامان کے ساتھ تھیں اور نبی کریم ﷺ کے غلام انجشہ عورتوں کی سواری چلا رہے تھے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا انجش! شیشوں کو لے چلنے میں آہستہ خرامی اختیار کرو۔

باب ۱۴۰۳ . اَبْغَضِ الْاَ سْمَآءِ اِلَى اللّٰهِ

(۱۹۱۵)عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْنَى الْاَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَاللّٰهِ رَجُلٌ تُسَمّٰى مَلِكَ الْاَمْلَاكِ۔

باب ۱۴۰۳۔اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ نام

۱۹۱۵۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے ناگوار اور بدترین نام اس کا ہوگا جو اپنا نام ''ملک الاملاک'' رکھے گا۔

باب ۱۴۰۴ . اَلْحَمْدِ لِلْعَاطِسِ

(۱۹۱۶)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَمَّتَ اَحَدَ هُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْاٰخَرَ فَقِيْلَ لَهٗ فَقَالَ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَهٰذَا لَمْ يَحْمَدِاللّٰهَ۔

باب ۱۴۰۴۔چھینکنے والے کا الحمدللہ کہنا

۱۹۱۶۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس دو اصحاب چھینکے۔ آنحضور ﷺ نے ایک کا جواب یرحمك اللہ (اللہ تم پر رحم کرے) سے دیا اور دوسرے کا نہیں۔ آنحضور ﷺ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ اس نے الحمدللہ کہا تھا۔ (اس لئے اس کا جواب دیا) اور دوسرے نے الحمدللہ نہیں کہا تھا۔

باب ۱۴۰۵ . مَايُسْتَحَبُّ مِنَ الْعُطَاسِ وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ

(۱۹۱۷)عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ فَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَاللّٰهَ فَحَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهٗ اَنْ يُّشَمِّتَهٗ وَاَمَّا التَّثَاؤُبُ فَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَرُدَّهٗ مَااسْتَطَاعَ فَاِذَا قَالَ هَا ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ

باب ۱۴۰۵۔ چھینک کے پسندیدہ اور جمائی کے ناپسندیدہ ہونا

۱۹۱۷۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ (کیونکہ یہ سستی اور جسم کے بھاری ہونے کی علامت ہے) اس لئے جب تم میں سے کوئی شخص چھینکے اور الحمدللہ (تمام تعریف اللہ کے لئے ہے) کہے تو ہر مسلمان پر جو اسے سنے حق ہے کہ اس کا جواب یرحمك اللہ سے دے۔ لیکن جمائی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ اس لئے جہاں تک ہو سکے اسے روکے۔ کیونکہ جب (جمائی لیتے ہوئے) ہا کہتا ہے تو شیطان اس پر ہنستا ہے۔

كِتَابُ الْاِسْتِئْذَان

اجازت لینے کے متعلق احادیث

باب ۱۴۰۶ . تَسْلِيمُ الْقَلِيلِ عَلَى الْكَثِيرِ

(۱۹۱۸)عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسَلِّمُ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ۔

باب ۱۴۰۶۔ کم تعداد کی جماعت کا بڑی تعداد والی جماعت کو سلام کرنا

۱۹۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ گذرنے والا بیٹھنے والے کو سلام کرے اور کم تعداد والے بڑی تعداد والوں کو سلام کریں۔

باب ۱۴۰۷ . تَسْلِيمُ الْمَاشِيِ عَلَى الْقَاعِدِ

(۱۹۱۹)عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيِ وَالْمَاشِيُ عَلَى الْقَاعِدِ وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ۔

باب ۱۴۰۷۔ چلنے والے بیٹھے ہوئے شخص کو سلام کرے

۱۹۱۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے پیدل چلنے والے بیٹھے ہوئے شخص کو اور کم تعداد والے بڑی تعداد والوں کو۔

باب ۱۴۰۸ . اَلسَّلَامُ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ

(۱۹۲۰)عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْاِسْلَامِ خَيْرٌ قَالَ تُطْعِمُ الطَّعَامَ وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ وَعَلَى مَنْ لَّمْ تَعْرِفْ ۔

باب ۱۴۰۸۔ متعارف اور غیر متعارف سب کو سلام کرنا

۱۹۲۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک صاحب نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا، اسلام کی کون سی حالت افضل ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا، یہ کہ (مخلوق خدا کو) کھانا کھلاؤ اور سلام کرو۔ اسے بھی جسے تم پہچانتے ہو اور اسے بھی جسے نہیں پہچانتے۔

باب ۱۴۰۹ . اَلْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ

(۱۹۲۱)عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اِطَّلَعَ رَجُلٌ مِّنْ جُحْرٍ فِي حَجَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِدْرًى يَّحُكُّ بِهٖ رَاْسَهٗ فَقَالَ لَوْ اَعْلَمُ اَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهٖ فِي عَيْنِكَ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِئْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ

باب ۱۴۰۹۔ اجازت کا حکم اس لئے ہے تا کہ (پرائیویٹ کاموں پر) نظر نہ پڑے

۱۹۲۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک صاحب نے نبی کریم ﷺ کے کسی حجرہ میں سوراخ میں سے دیکھا۔ آنحضور ﷺ کے پاس اس وقت ایک کنگھا تھا۔ جس سے آپ ﷺ سر مبارک کھجار ہے تھے۔ آنحضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم جھانک رہے ہو تو یہ کنگھا تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا۔ (اندر داخل ہونے سے پہلے) اجازت مانگنا تو ہے ہی اس لئے کہ (اندر کی کوئی پرائیویٹ چیز) نہ دیکھی جائے۔

باب ۱۴۱۰ . زِنَا الْجَوَارِحِ دُوْنَ الْفَرْجِ

(۱۹۲۲)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ حَظَّهٗ مِنَ الزِّنَا اَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ وَالنَّفْسُ تَمَنّٰى وَتَشْتَهِي وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ كُلَّهٗ اَوْ يُكَذِّبُهٗ ۔

باب ۱۴۱۰۔ شرم گاہ کے علاوہ دوسرے اعضاء کی زنا

۱۹۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے حدیث نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے مقابلہ میں زنا میں سے اس کا حصہ لکھ دیا ہے جس سے وہ لامحالہ دوچار ہوگا پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے، زبان کا زنا بولنا ہے، دل کا زنا یہ ہے کہ وہ خواہش اور آرزو کرتا ہے اور شرمگاہ ان سب چیزوں کی تصدیق کر دیتی ہے (اگر واقعی زنا میں ملوث

ہوگیا) یا جھٹلا دیتی ہے (اگر بچا رہا۔)

باب ۱۴۱۱ . التَّسلِيم عَلَى الصِّبيَان

(۱۹۲۳)عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّه' مَرَّ عَلٰى صِبيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيهِمْ وَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُه'۔

باب ۱۴۱۱۔ بچوں کو سلام کرنا

۱۹۲۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ بچوں کے پاس سے گذرے تو انہیں سلام کیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

باب ۱۴۱۲ . إِذَا قَالَ مَنْ ذَا فَقَالَ أَنَا

(۱۹۲۴)عَن جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُولُ أَتَيتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلٰى أَبِي فَدَفَعْتُ البَابَ فَقَالَ مَنْ ذَا فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ أَنَا أَنَا كَأَنَّه' كَرِهَهَا۔

باب ۱۴۱۲۔ کسی نے پوچھا کہ کون صاحب؟ اور جواب ملا کہ میں!

۱۹۲۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اس قرض کے بارے میں حاضر ہوا جو میرے والد پر تھا، میں نے دروازہ کھٹکھٹایا، آنحضور ﷺ نے دریافت فرمایا، کون صاحب ہیں؟ میں نے کہا کہ "میں۔" آنحضور ﷺ نے اس پر فرمایا "میں میں" جیسے آپ نے اس جواب کو ناپسند فرمایا۔

باب ۱۴۱۳ . قَولِ اللّٰهِ تَعَالٰى:
إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي المَجْلِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ وَإِذَا قِيلَ انْشُزُوا فَانْشُزُوا الآية

(۱۹۲۵)عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَنَّه' نَهٰى أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهٖ وَيَجْلِسَ فِيهِ اٰخَرُ وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهٖ ثُمَّ يَجْلِسُ مَكَانَه'۔

باب ۱۴۱۳۔ جب تم سے کہا جائے کہ مجلس میں کشادگی کرو تو کشادگی کر لیا کرو اللہ تمہارے لئے کشادگی کریگا اور جب تم سے کہا جائے (مجلس میں مزید افراد کیلئے گنجائش پیدا کرنے کیلئے) اٹھ جاؤ تو اٹھ جایا کرو

۱۹۵۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا تھا کہ کسی شخص کو اس کے بیٹھنے کی جگہ سے اٹھایا جائے تا کہ دوسرا اس کی جگہ بیٹھے البتہ (آنے والے کو مجلس میں) جگہ دے دیا کرو اور کشادگی کر دیا کرو، اور ابن عمر رضی اللہ عنہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص مجلس میں سے کسی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ بیٹھ جائے۔

باب ۱۴۱۴ . الاِحْتِبَاءِ بِاليَدِ وَهُوَ القُرْفُصَاءُ

(۱۹۲۶)عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدِهٖ هٰكَذَا۔

باب ۱۴۱۴۔ ہاتھ سے احتباء کرنا یہ قرفصاء کو کہتے ہیں

۱۹۲۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو صحن کعبہ میں اپنے ہاتھ سے اس طرح احتباء کئے ہوئے دیکھا۔

فائدہ:۔ ہاتھ سے احتباء کرنا یہ قرفصاء کو کہتے ہیں (یعنی اس طرح سرین پر بیٹھنا کہ دونوں رانیں پیٹ سے ملا لی جائیں اور دونوں ہاتھوں سے پنڈلی پکڑے رہا جائے۔

باب ۱۴۱۵ . إِذَا كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثَةٍ فَلَا بَأْسَ بِالمُسَارَّةِ وَالمُنَاجَاةِ

(۱۹۲۷)عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى رَجُلَانِ دُوْنَ الاٰخَرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوا بِالنَّاسِ أَجَلَ أَنْ يُحْزِنَه'۔

باب ۱۴۱۵۔ جب تین سے زیادہ افراد ہوں تو سرگوشی میں کوئی حرج نہیں

۱۹۲۷۔ حضرت عبداللہؓ نے کہا کہ نبی کریمؐ نے فرمایا، جب تم تین افراد ہو تو تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر (دو آپس میں سرگوشی نہ کریں) ہاں جب لوگوں کے ساتھ مجلس میں ہوں) (تو دو آدمی سرگوشی کر سکتے ہیں) یہ اسلئے ہے تا کہ تیسرا ساتھی کبیدہ خاطر نہ ہو جائے۔

باب ۱۴۱۶ . لَا تُترَکُ النَّارُ فِی الْبَیْتِ عِنْدَ النَّومِ

(۱۹۲۸)عَنْ اَبِی مُوسٰیؓ قَالَ احْتَرَقَ بَیْتٌ بِالْمَدِینَةِ عَلٰی اَهْلِهٖ مِنَ اللَّیْلِ فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ اِنَّمَا هِیَ عَدُوٌّ لَكُمْ فَاِذَا نِمْتُمْ فَاَطْفِؤُهَا عَنْكُمْ۔

باب ۱۴۱۶۔سوتے وقت گھر میں آگ نہ رہنے دی جائے

۱۹۲۸۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مدینہ منورہ میں ایک گھر رات کے وقت جل گیا نبی کریم ﷺ سے کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ آگ تمہاری دشمن ہے اس لئے جب سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔

باب ۱۴۱۷ . مَاجَآءَ فِی الْبِنَاءِ

(۱۹۲۹)عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ رَاَیْتَنِی مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَنَیْتُ بِیَدِی بَیْتًا یُکِنُّنِی مِنَ الْمَطَرِ وَیُظِلُّنِی مِنَ الشَّمْسِ مَا اَعَانَنِی عَلَیْهِ اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِ اللّٰهِ۔

باب ۱۴۱۷۔عمارت کے متعلق روایت

۱۹۲۹۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں اپنے ہاتھوں سے ایک گھر بنایا، تاکہ بارش سے حفاظت رہے اور دھوپ سے سایہ حاصل ہو اللہ کی مخلوق میں سے کسی نے اس کام میں میری مدد نہیں کی۔

كِتَابُ الدَّعَوَاتِ

کتاب الدعوات

باب ۱۴۱۸ . قَوْلِهٖ تَعَالٰی اُدْعُونِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ

(۱۹۳۰)عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ نَبِیٍّ دَعْوَةٌ یَّدْعُوْبِهَا وَاُرِیْدُ اَنْ اَخْتَبِئَ دَعْوَتِی شَفَاعَةً لِاُمَّتِی فِی الْاٰخِرَةِ۔

باب ۱۴۱۸۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''مجھے پکارو! میں تمہیں جواب دوں گا

۱۹۳۰۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہر نبی کو ایک دعا حاصل ہوتی ہے (جو قبول کی جاتی ہے) اور میں چاہتا ہوں کہ میں اپنی دعا کو آخرت میں اپنی امت کی شفاعت کے لئے محفوظ رکھوں۔

باب ۱۴۱۹ . اَفْضَلِ الْاِسْتِغْفَارِ

(۱۹۳۱)عَنْ شَدَّاد بن اَوْسٍ رَّضِیَ اللّٰه عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَیِّدُ الِاسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ یَوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ یُّمْسِیَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّیْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ یُّصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ

باب ۱۴۱۹۔سب سے بہتر استغفار

۱۹۳۱۔حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سید الاستغفار (مغفرت مانگنے کا سب سے بہتر طریقہ) یہ ہے کہ یوں کہے، اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو نے مجھے پیدا کیا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں، میں اپنی استطاعت کے مطابق تجھ سے کئے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں، ان بری چیزوں سے جو میں نے کی ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں مجھ پر نعمتیں تیری ہیں اس کا اعتراف کرتا ہوں، اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہوں۔ میری مغفرت کر دے کہ تیرے سوا اور کوئی گناہ نہیں معاف کرتا'' آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل میں اسے کہہ لیا اور اسی دن اس کا انتقال ہوگیا، شام ہونے سے پہلے تو وہ جنتی ہے اور جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین کرتے ہوئے رات میں اسے کہہ لیا، اور پھر اس کا صبح ہونے سے پہلے انتقال ہوگیا تو وہ جنتی ہے۔

باب ۱۴۲۰ . اِسْتِغْفَارُ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ

(۱۹۳۲) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِينَ مَرَّةً۔

باب ۱۴۲۰۔ دن اور رات میں نبی کریم ﷺ کا استغفار

۱۹۳۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ گواہ ہے، میں دن میں سو مرتبہ سے زیادہ اللہ سے استغفار اور اس سے توبہ کرتا ہوں۔

باب ۱۴۲۱ . التَّوْبَة

(۱۹۳۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ حَدِيثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ قَالَ إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرٰى ذُنُوبَهُ كَأَنَّهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ وَإِنَّ الْفَاجِرَ يَرٰى ذُنُوبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلٰى أَنْفِهِ فَقَالَ بِهِ هٰكَذَا قَالَ الراوی أَبُو شِهَابٍ بِيَدِهِ فَوْقَ أَنْفِهِ ثُمَّ قَالَ لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلًا وَبِهِ مَهْلَكَةٌ وَمَعَهُ رَاحِلَةٌ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ حَتّٰى اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ أَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَ أَرْجِعُ إِلٰى مَكَانِي فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ۔

باب ۱۴۲۱۔ توبہ

۱۹۳۳۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے دو حدیثیں (بیان کی) ایک نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے اور دوسری خود اپنی طرف سے، فرمایا کہ مومن اپنے گناہوں کو ایسا محسوس کرتا ہے، جیسے وہ کسی پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور ڈرتا ہے کہ کہیں وہ اس کے اوپر نہ گر جائے اور بدکار اپنے گناہوں کو مکھی کی طرح سمجھتا ہے کہ وہ اس کے ناک کے پاس سے گزری اور اس نے اپنے ہاتھ سے یوں اس کی طرف اشارہ کیا (راوی حدیث) ابوشہاب نے ناک پر اپنے ہاتھ کے اشارہ سے اس کی کیفیت بتائی۔ فرمایا (رسول اللہ نے فرمایا تھا) کہ اللہ اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے، جس نے کسی پرخطر جگہ پڑاؤ کیا ہو، اس کے ساتھ اسکی سواری بھی ہو اور اس پر کھانے پینے کی چیزیں موجود ہوں۔ وہ سر رکھ کر سو گیا ہو، اور جب بیدار ہوا ہو تو اس کی سواری غائب رہی ہو آخرش بھوک و پیاس یا جو کچھ اللہ نے چاہا اسے سخت لگ جائے وہ اپنے دل میں سوچے کہ مجھے اب گھر واپس چلا جانا چاہئے اور جب وہ واپس ہوا تو پھر سو گیا لیکن اس نیند سے جو سر اٹھایا تو اس کی سواری وہاں موجود ہو۔

باب ۱۴۲۲ . وَضْعُ الْيَدِ الْيُمْنٰى تَحْتَ الْخَدِّ الْأَيْمَنِ

(۱۹۳۴) عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ۔

باب ۱۴۲۲۔ دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھنا

۱۹۳۴۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ جب رات میں بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ اپنے رخسار کے نیچے رکھتے اور یہ کہتے ''اے اللہ تیرے نام کے ساتھ مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں'' اور جب بیدار ہوتے تو کہتے ''تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں زندہ کیا۔ اس کے بعد کہ ہمیں موت (مراد نیند سے) دے دی تھی۔ اور تیری ہی طرف جانا ہے۔''

باب ۱۴۲۳ . النَّوْمُ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

(۱۹۳۵) عَنِ الْبَرَاءِ ابْنِ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوٰى إِلٰى فِرَاشِهِ نَامَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ قَالَ اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ

باب ۱۴۲۳۔ دائیں کروٹ پر سونا

۱۹۳۵۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹتے تو دائیں پہلو پر لیٹتے اور پھر کہتے اَللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ أَمْرِي

وَجهِیَ اِلَیکَ وَفَوَّضتُ اَمرِیَ اِلَیکَ وَاَلجَأتُ ظَهرِیَ اِلَیکَ رَغبَةً وَّرَهبَةً اِلَیکَ لَامَلجَأَ وَلَا مَنجَأَ مِنکَ اِلَّا اِلَیکَ اٰمَنتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیٓ اَنزَلتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیٓ اَرسَلتَ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ مَن قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحتَ لَیلَتِهٖ مَاتَ عَلَی الفِطرَةِ۔

اِلَیکَ وَالجأتُ ظَهرِیَ اِلَیکَ رَغبَةً وَّرَهبَةً اِلَیکَ لَامَلجَأَ وَلَا مَنجَامِنکَ اِلَّا اِلَیکَ اٰمَنتُ بِکِتَابِکَ الَّذِیٓ اَنزَلتَ وَنَبِیِّکَ الَّذِیٓ اَرسَلتَ'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے یہ دعا پڑھی اور پھر اس رات اگر اس کی وفات ہو گئی تو اس کی وفات فطرت پر ہو گی۔

باب ۱۴۲۴ . اَلدُّعَآءِ اِذَا انتَبَهَ بِاللَّیلِ

باب ۱۴۲۴۔ رات میں جاگنے کے وقت کی دعا

(۱۹۳۶) عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ بِتُّ عِندَ مَیمُونَةَ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی وَکَانَ یَقُولُ فِی دُعَآئِهٖ اَللّٰهُمَّ اجعَل فِی قَلبِی نُورًا وَّفِی بَصَرِی نُورًا وَّفِی سَمعِی نُورًا وَعَن یَّمِینِی نُورًا وَّعَن یَّسَارِی نُورًا وَّ فَوقِی نُورًا وَّتَحتِی نُورًا وَاَمَامِی نُورًا وَخَلفِی نُورًا وَاجعَل لِّی نُورًا۔

۱۹۳۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں میمونہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ایک رات سویا تو (میں نے دیکھا کہ) نبی کریم ﷺ (رات میں) بیدار ہوئے چنانچہ آپ نے نماز پڑھی۔ آپ ﷺ اپنی دعا میں یہ کہتے تھے ''اے اللہ میرے دل میں نور پیدا کر، میری نظر میں نور پیدا کر، میرے کان میں نور پیدا کر، میرے دائیں طرف نور پیدا کر، میرے بائیں طرف نور پیدا کر، میرے اوپر نور پیدا کر، میرے نیچے نور پیدا کر، میرے آگے نور پیدا کر، میرے پیچھے نور پیدا کر، اور خود مجھے نور بنا۔

(۱۹۳۷) عَن اَبِی هُرَیرَةَ ؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَوٰی اَحَدُکُم اِلٰی فِرَاشِهٖ فَلیَنفُض فِرَاشَهٗ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَایَدرِی مَاخَلَفَهٗ عَلَیهِ ثُمَّ یَقُولُ بِاسمِكَ رَبِّ وَضَعتُ جَنبِی وَبِكَ اَرفَعُهٗ اِن اَمسَکتَ نَفسِی فَارحَمهَا وَ اِن اَرسَلتَهَا فَاحفَظهَا بِمَا تَحفَظُ بِهٖ الصَّالِحِینَ ۔

۱۹۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص بستر پر لیٹے تو پہلے اپنا بستر اپنے ازار کے کنارے سے جھاڑ لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کی لاعلمی میں کیا چیز اس پر آ گئی ہے پھر یہ دعا پڑھے، میرے پالنے والے، تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا ہے اور تیرے ہی نام سے اسے اٹھاؤں گا اگر تو نے میری جان کو روک لیا تو اس پر رحم کرنا اور اگر چھوڑ دیا (زندگی باقی رکھی) تو اس کی اسی طرح حفاظت کرنا، جس طرح تو صالحین کی حفاظت کرتا ہے۔

باب ۱۴۲۵ . لِیَعزِمِ المَسئَلَةَ فَاِنَّهٗ لَا مُکرِهَ لَهٗ

باب ۱۴۲۵۔ دعا عزم و یقین کے ساتھ کرنی چاہئے کیونکہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں ہے

(۱۹۳۸) عَن اَبِی هُرَیرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنهُ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَقُولَنَّ اَحَدُکُمُ اَللّٰهُمَّ اغفِرلِی اَللّٰهُمَّ ارحَمنِی اِن شِئتَ لِیَعزِمِ المَسئَلَةَ فَاِنَّهٗ لَامُکرِهَ لَهٗ۔

۱۹۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس طرح نہ کہے کہ ''اے اللہ'' اگر تو چاہے تو مجھے معاف کر دے میری مغفرت کر دے، بلکہ عزم کے ساتھ دعا کرے کہ اللہ پر کوئی زبردستی کرنے والا نہیں۔

باب ۱۴۲۶ . یُستَجَابُ لِلعَبدِ مَالَم یَعجَل

باب ۱۴۲۶۔ بندہ جلد بازی نہیں کرتا تو اسکی دعا قبول کی جاتی ہے

(۱۹۳۹) عَن اَبِی هُرَیرَةَ ؓ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ قَالَ یُستَجَابُ لِاَحَدِکُم مَالَم یَعجَل یَقُولُ دَعَوتُ فَلَم یُستَجَب لِی۔

۱۹۳۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بندہ کی دعا قبول ہوتی ہے اگر وہ جلدی نہ کرے کہ کہنے لگے کہ میں نے دعا کی تھی، اور میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

باب ۱۴۲۷ . الدُّعَآءِ عِندَ الْكَرْبِ

(۱۹۴۰)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَالْكَرْبِ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۔

باب ۱۴۲۷۔ پریشانی کے وقت دعا

۱۹۴۰۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کرب و پریشانی میں یہ دعا کرتے تھے ''اللہ عظیم اور بردبار کے سوا کوئی معبود نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو عرش عظیم کا رب ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو آسمانوں کا رب ہے اور عرش عظیم کا رب ہے۔''

باب ۱۴۴۸ . التَّعَوُّذُ مِنْ جُهْدِ الْبَلَآءِ

(۱۹۴۱)عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَؓ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ مِنْ جُهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشِّقَآءِ وَسُوْءِ الْقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الْاَعْدَآءِ قَالَ سُفْيَانُ الْحَدِيْثُ ثَلَاثٌ زِدْتُ اَنَا وَاحِدَةً لَا اَدْرِىْ اَيَّتُهُنَّ هِىَ۔

باب ۱۴۴۸۔ سخت مصیبت سے پناہ

۱۹۴۱۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ مصیبت کی سختی، تباہی تک پہنچ جانے، فیصلہ کی برائی اور شماتت اعداء سے پناہ مانگتے تھے اور سفیان نے بیان کیا کہ حدیث میں تین صفات کا بیان تھا ایک میں نے بڑھادی تھی اور مجھے یاد نہیں کہ وہ ایک کونسی صفت ہے۔

باب ۱۴۴۹ . قَوْلِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اٰذَيْتُهٗ فَاجْعَلْهُ لَهٗ زَكَاةً وَرَحْمَةً

(۱۹۴۲)عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهٗ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهٗ قُرْبَةً اِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

باب ۱۴۴۹۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ اے اللہ! اگر مجھ سے کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو اسے کفارہ اور رحمت بنادے

۱۹۴۲۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ، میں نے جس مومن کو بھی برا بھلا کہا ہو تو اس کے لئے قیامت کے دن اپنی قربت کا ذریعہ بنادے۔

باب ۱۴۵۰ . التَّعَوُّذِ مِنَ الْبُخْلِ

(۱۹۴۳)عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِىْ وَقَّاصٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يَاْمُرُ بِهٰؤُلَاءِ الْخَمْسِ وَيُحَدِّثُهُنَّ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

باب ۱۴۵۰۔ بخل سے پناہ مانگنا

۱۹۴۳۔حضرت سعد بن ابی وقاصؓ ان پانچ باتوں کا حکم دیتے تھے اور انہیں نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے بیان کرتے تھے کہ ''اے اللہ، میں تیری پناہ مانگتا ہوں بخل سے، میں تیری پناہ مانگتا ہوں بزدلی سے، میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ ناکارہ عمر میں پہنچا دیا جاؤں، میں تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی آزمائش سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب سے

باب ۱۴۵۱ . الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَفِتْنَةِ النَّارِ

(۱۹۴۴) عَنْ عَائِشَةَؓ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَشَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَاىَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِىْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ

باب ۱۴۵۱۔ ناکارہ عمر، دنیا کی آزمائش اور دوزخ کی آزمائش سے پناہ مانگنا

۱۹۴۴۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ سے دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی سے، ناکارہ بڑھاپے سے، قرض اور گناہ سے، اے اللہ، میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب سے، دوزخ کی آزمائش سے، قبر کے عذاب سے، مالداری کی بری آزمائش سے محتاجی کی بری آزمائش سے اور مسیح دجال کی بری آزمائش سے، اے اللہ، میرے گناہوں کو برف اور اولے کے پانی

بَيۡنِيۡ وَبَيۡنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدۡتَ بَيۡنَ الۡمَشۡرِقِ وَالۡمَغۡرِبِ۔

سے دھودے اور میرے دل کو خطاؤں سے پاک کر دے، جس طرح سفید کپڑا میل سے صاف کر دیا جاتا ہے اور میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنا فاصلہ کر دے جتنا فاصلہ مشرق و مغرب میں ہے۔

باب ۱۴۵۲ . قَوۡلِ النَّبِيِّ ﷺ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنۡيَا حَسَنَةً

باب۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی عطا کر

(١٩٤٥) عَنۡ اَنَسٍؓ قَالَ كَانَ اَكۡثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّفِي الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔

۱۹۴۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کی اکثر یہ دعا ہوا کرتی تھی "اے اللہ ہمیں دنیا میں بھلائی (حسنہ) عطا کر اور آخرت میں بھلائی عطا کر، اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔"

باب ۱۴۵۳ . قَوۡلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡلِيۡ مَاقَدَّمۡتُ وَمَا اَخَّرۡتُ

باب ۱۴۵۳۔ نبی کریم ﷺ کا کہنا کہ "اے اللہ! جو کچھ میں پہلے کر چکا ہوں اور جو کچھ بعد میں کروں گا، اس میں میری مغفرت فرما

(١٩٤٦) عَنۡ اَبِيۡ مُوۡسٰىؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَدۡعُوۡ بِهٰذَا الدُّعَآءِ رَبِّ اغۡفِرۡلِيۡ خَطِيۡئَتِيۡ وَجَهۡلِيۡ وَاِسۡرَافِيۡ فِيۡ اَمۡرِيۡ كُلِّهٖ وَمَا اَنۡتَ اَعۡلَمُ بِهٖ مِنِّيۡ اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡلِيۡ خَطَايَايَ وَعَمۡدِيۡ وَجَهۡلِيۡ وَهَزۡلِيۡ وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنۡدِيۡ اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡلِيۡ مَا قَدَّمۡتُ وَمَا اَخَّرۡتُ وَمَا اَسۡرَرۡتُ وَمَا اَعۡلَنۡتُ اَنۡتَ الۡمُقَدِّمُ وَاَنۡتَ الۡمُؤَخِّرُ وَاَنۡتَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ۔

۱۹۴۶۔ حضرت ابی موسیٰؓ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ یہ دعا کرتے تھے، اے میرے رب! میری خطا، میری نادانی اور تمام معاملات میں میرے حد سے تجاوز کرنے میں میری مغفرت فرما اور تو اس کا مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! میری مغفرت کر، میری خطاؤں میں، میری بالا رادہ اور بلا ارادہ کاموں میں اور میرے ہنسی مزاح کے کاموں میں اور یہ سب میری ہی طرف سے ہے، اے اللہ میری ہی طرف سے ہے، اے اللہ میری مغفرت کر ان کاموں میں جو میں کر چکا ہوں اور انہیں جو کروں گا اور جنہیں میں نے چھپایا اور جنہیں میں نے ظاہر کیا ہے تو ہی سب سے پہلے ہے اور تو ہی سب سے بعد میں ہے اور تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔

باب ۱۴۵۴ . فَضۡلِ التَّهۡلِيۡلِ

باب ۱۴۵۴۔ لا الہ الا اللہ کہنے کی فضیلت

(١٩٤٧) عَنۡ اَبِيۡ هُرَيۡرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنۡ قَالَ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحۡدَهٗ لَاشَرِيۡكَ لَهٗ لَهُ الۡمُلۡكُ وَلَهُ الۡحَمۡدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيۡءٍ قَدِيۡرٌ فِيۡ يَوۡمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ كَانَتۡ لَهٗ عَدۡلُ عَشۡرِ رِقَابٍ وَكُتِبَ لَهٗ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتۡ عَنۡهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتۡ لَهٗ حِرۡزًا مِّنَ الشَّيۡطَانِ يَوۡمَهٗ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمۡسِيَ وَلَمۡ يَاۡتِ اَحَدٌ بِاَفۡضَلَ مِمَّا جَآءَ اِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكۡثَرَ مِنۡهُ قَالَ مَنۡ قَالَ عَشۡرًا كَانَ كَمَنۡ اَعۡتَقَ رَقَبَةً مِّنۡ وُّلۡدِ اِسۡمَاعِيۡلَ۔

۱۹۴۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس نے یہ دعا کی، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کے لئے سلطانی ہے، اور اسی کے لئے تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، دن میں سو مرتبہ پڑھے، اسے دس غلاموں کو آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس کے لئے سو نیکیاں لکھ دی جائیں گی، اور اسکی سو برائیاں مٹا دی جائیں گی، اور اس دن یہ دعا شیطان سے اس کی حفاظت ہوگی، شام تک کے لئے۔ اور کوئی شخص اس سے بہتر کام کرنے والا نہیں سمجھا جائے گا۔ سوائے اس کے کہ جو اس سے زیادہ کرے۔ بیان کیا کہ جس نے یہ دعا دس مرتبہ پڑھ لی، وہ ایسا ہوگا جیسے اس نے دس عربی غلام آزاد کئے۔

باب ۱۴۵۵ . فَضْلُ التَّسْبِيحِ

(۱۹۴۸)عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ فِى يَوْمٍ مِّائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلُ زَبَدِالْبَحْرِ۔

باب ۱۴۵۵۔ سبحان اللہ کی فضیلت

۱۹۴۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا کہ جس نے سبحان الله و بحمده دن میں سومرتبہ کہا، اس کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں، خواہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

باب ۱۴۵۶ . فَضْلِ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

(۱۹۴۹)عَنْ اَبِى مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِى يَذْكُرُ رَبَّه' وَالَّذِى لَايَذْكُرُ مَثَلُ الْحَىِّ وَالْمَيِّتِ۔

باب ۱۴۵۶۔ اللہ عزوجل کے ذکر کی فضیلت

۱۹۴۹۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اس شخص کی مثال جو اپنے رب کو یاد کرتا ہے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔

(۱۹۵۰)عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِى الطُّرُقِ يَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوا هَلُمُّوا اِلٰى حَاجَتِكُمْ قَالَ فَيَحُفُّوْنَهُمْ اَجْنِحَتِهِمْ اِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا قَالَ فَيَسْئَالُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ مِنْهُمْ مَايَقُوْلُ عِبَادِىْ قَالُو يَقُوْلُوْنَ يُسَبِّحُوْنَكَ وَيُكَبِّرُوْنَكَ وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَيَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِى قَالَ فَيَقُوْلُوْنَ لَاوَاللّٰهِ مَارَاَوْكَ قَالَ فَيَقُوْلُ وَكَيْفَ لَوْرَاَوْنِى؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْرَاَوْكَ كَانُو اَشَدَّلَكَ عِبَادَةً وَاَشَدَّلَكَ تَمْجِيْدًا وَّاَكْثَرَلَكَ تَسْبِيْحًا قَالَ يَقُوْلُ فَمَا يَسْئَلُوْنِى ؟ قَالَ يَسْئَالُوْنَكَ الْجَنَّةَ؟ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَاوَاللّٰهِ يَارَبِّ مَارَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا ؟ قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوا اَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا وَاَشَدَّلَهَا طَلَبًا وَاَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ يَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ يَقُوْلُ وَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْهَاقَالَ يَقُوْلُ فَكَيْفَ لَوْرَاَوْهَا قَالَ يَقُوْلُوْنَ لَوْرَاَوْهَا كَانُوا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَيَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اِنِّى قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ يَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ فِيْهِمْ فُلَانٌ لَيْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَاجَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ هُمُ الْجُلَسَآءُ لَايَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ۔

۱۹۵۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے فرشتے جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کے ذکر کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں پھر جب وہ ایسے لوگوں کو پالیتے ہیں، جو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے ہیں تو آواز دیتے ہیں کہ آؤ اپنی ضرورت کی طرف۔ بیان کیا کہ پھر اپنے پرندوں سے ان کا احاطہ کر کے وہ آسمان، دنیا کی طرف چلے جاتے ہیں، بیان کیا کہ پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے، حالانکہ وہ اپنے بندوں کے متعلق ان سے بہتر جانتا ہے کہ یہ میرے بندے کیا کہتے ہیں؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ وہ تیری تسبیح پڑھتے ہیں، تیری کبریائی بیان کرتے ہیں، تیری حمد کرتے ہیں اور تیری بڑائی کرتے ہیں، بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ کہا کہ وہ جواب دیتے ہیں نہیں، واللہ انہوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے۔ بیان کیا کہ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ پھر ان کا اس وقت کیا حال ہوتا جب وہ مجھے دیکھتے ہوئے ہوتے؟ بیان کیا وہ جواب دیتے ہیں، اگر وہ تیرے دیدار سے مشرف ہوتے تو تیری عبادت سب سے زیادہ کرتے، تیری بڑائی سب سے زیادہ بیان کرتے، تیری تسبیح سب سے زیادہ کرتے۔ بیان کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا، پھر وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ وہ کہیں گے کہ جنت مانگتے ہیں، بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت کرے گا، انہوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے جواب دیں گے، نہیں۔ واللہ اے رب انہوں نے جنت دیکھی نہیں ہے۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا، ان کا اس وقت کیا عالم ہوتا اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا؟ فرشتے جواب دیں گے کہ اگر انہوں نے جنت کو دیکھا ہوتا تو

وہ اس کے سب سے زیادہ خواہشمند ہوتے، سب سے بڑھ کر اس کے طلبگار ہوتے اور سب سے زیادہ اس کے آرزومند ہوتے۔ بیان کیا کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ بیان کیا کہ فرشتے جواب دیں گے، دوزخ سے۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ پوچھے گا، کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے؟ کہا کہ وہ جواب دیں گے نہیں، واللہ انہوں نے جہنم کو دیکھا نہیں ہے۔ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا پھر اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو ان کا کیا حال ہوتا۔ بیان کیا کہ پھر وہ جواب دیں گے کہ اگر انہوں نے اسے دیکھا ہوتا تو اس سے فرار میں سب سے آگے ہوتے اور سب سے زیادہ اس سے خوف کھاتے۔ بیان کیا کہ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کی مغفرت کی۔ بیان کیا کہ اس پر ایک فرشتہ بول اٹھے گا کہ ان میں فلاں بھی تھا، جو ان میں (ذاکرین) میں نہیں تھا بلکہ وہ کسی ضرورت سے آ گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ یہ (ذاکرین) وہ لوگ ہیں جن کی مجلس میں بیٹھنے والا بھی نامراد نہیں رہتا۔

كِتَابُ الرِّقَاقِ

باب ۱۴۵۷ . مَاجَآءَ فِي الرِّقَاقِ وَاَنَّ لا عَيْشَ اِلَّا عَيْشَ الْاٰخِرَةِ

(۱۹۵۱) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ ۔

باب ۱۴۵۸ . قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْعَابِرُ سَبِيْلٍ

(۱۹۵۲) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اَخَذَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْكَبِيَّ فَقَالَ كُنْ فِي الدُّنْيَا كَاَنَّكَ غَرِيْبٌ اَوْعَابِرُ سَبِيْلٍ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ اِذَا اَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ ۔

باب ۱۴۵۹ . فِي الْاَمَلِ وَطُوْلِه

(۱۹۵۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطًّا مُرَبَّعًا وَّ خَطَّ خَطًّا فِي الْوَسَطِ خَارِجًا مِنْهُ وَخَطَّ خُطُطًا صِغَارًا اِلٰى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ وَقَالَ هٰذَا الْاِنْسَانُ وَهٰذَا اَجَلُه' مُحِيْطٌ بِه اَوْقَدْ اَحَاطَ بِه وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ اَمَلُه' وَهٰذِهِ الْخُطَطُ الصِّغَارُ الْاَعْرَاضُ فَاِنْ اَخْطَاهُ هٰذَا نَهَشَه' هٰذَا وَاِنْ اَخْطَاهُ هٰذَا نَهَشَه' هٰذَا ۔

کتاب الرقاق

باب ۱۴۵۷۔ دل میں نرمی ورقت پیدا کرنے والی احادیث اور یہ کہ زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے

۱۹۵۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت۔

باب ۱۴۵۸۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ''دنیا میں اس طرح ہو جاؤ جیسے تم مسافر ہو یا راستہ چلنے والے ہو

۱۹۵۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا شانہ پکڑ کر فرمایا، دنیا میں اس طرح ہو جاؤ جیسے تم مسافر یا راستہ چلنے والے ہو، شام ہو جائے تو صبح کے منتظر نہ رہو۔ اور صبح کے وقت شام کے منتظر نہ رہو (بلکہ جو عمل نیک کرنا ہے اسے اسی وقت کرلو) اپنی صحت کو مرض سے پہلے غنیمت جانو، اور زندگی کو موت سے پہلے۔

باب ۱۴۵۹۔ امید اور اس کی درازی

۱۹۵۳۔ حضرت عبداللہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے چوکٹھا (مربع) خط کھینچا، پھر اسکے درمیان میں ایک خط کھینچا جو چوکٹھے خط سے نکلا ہوا تھا۔ اسکے بعد درمیان والے خط کے اس حصے میں، جو چوکٹھے کے درمیان میں تھا چھوٹے چھوٹے بہت سے خطوط کھینچے اور پھر فرمایا کہ یہ انسان ہے اور یہ اسکی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ جو (بیچ کے خط کا حصہ) ہے یا باہر نکلا ہوا ہے وہ اسکی امید ہے اور چھوٹے چھوٹے خطوط مشکلات ہیں، پس انسان جب ایک (مشکل) سے بچ کر نکلتا ہے تو دوسری میں پھنس جاتا ہے، اور دوسری سے نکلتا ہے تو تیسری میں پھنس جاتا ہے۔

(۱۹۵۴)عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ خَطَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خُطُوْطًا فَقَالَ هٰذَا الْاَمَلُ وَهٰذَا اَجَلُه‘ فَبَیْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْجَآءَ هُ الْخَطُّ الْاَقْرَبُ۔

۱۹۵۴۔حضرت انسؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے چند خطوط کھینچے اور فرمایا کہ یہ امید ہے اور یہ موت ہے۔ انسان اسی حالت (امیدوں تک پہنچنے کی) میں رہتا ہے کہ قریب والے خط (موت) تک پہنچ جاتا ہے۔

باب ۱۴۶۰ . مَنْ بَلَغَ سِتِّیْنَ سَنَةً فَقَدْ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَیْه

باب ۱۴۶۰۔ جو شخص ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمر کے بارے میں اس پر حجت تمام ہو گئی

(۱۹۵۵)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلٰی امْرِئٍ اَخَّرَ اَجَلَه‘ حَتّٰی بَلَّغَه‘ سِتِّیْنَ سَنَةً۔

۱۹۵۵۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عذر کے سلسلے میں حجت تمام کر دی جس کی موت کو مؤخر کیا یہاں تک کہ وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا۔

(۱۹۵۶)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَایَزَالُ قَلْبُ الْكَبِیْرِ شَابًّا فِیْ اثْنَتَیْنِ فِیْ حُبِّ الدُّنْیَا وَطُوْلِ الْاَمَلِ۔

۱۹۵۶۔حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ بوڑھے انسان کا دل دو چیزوں کے بارے میں ہمیشہ جوان رہتا ہے، دنیا کی محبت اور زندگی کی درازی کی امید۔

باب ۱۴۶۱ . اَلْعَمَلِ الَّذِیْ یُبْتَغٰی بِه وَجْهُ اللّٰهِ

باب ۱۴۶۱۔ ایسا کام جس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی مقصود ہو

(۱۹۵۷)عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ الْاَنْصَارِیِّؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنْ یُّوَافِیَ عَبْدٌ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَقُوْلُ لَااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ یَبْتَغِیْ بِه وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ النَّارَ۔

۱۹۵۷۔حضرت عتبان بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آنحضور ﷺ میرے یہاں تشریف لائے اور فرمایا، کوئی بندہ جب قیامت کے دن اس حالت میں پیش ہوگا کہ اس نے کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہوگا اور اس سے اس کا مقصود اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہوگی تو اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ کو اس پر حرام کر دے گا۔

(۱۹۵۸)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی مَالِعَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ عِنْدِیْ جَزَآءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّه‘ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَاثُمَّ احْتَسَبَه‘ اِلَّا الْجَنَّةَ۔

۱۹۵۸۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے اس مومن بندے کا جس کی کوئی عزیز چیز میں دنیا سے اٹھا لوں اور وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر کرے تو اس کا بدلہ میرے یہاں جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔

باب ۱۴۶۲ . ذَهَابِ الصَّالِحِیْنَ

باب ۱۴۶۲۔ نیکیوں کے گزر جانے کے بارے میں

(۱۹۵۹)عَنْ مِرْدَاسِ الْاَسْلَمِیِّؓ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَیَبْقٰی حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِیْرِ اَوِ التَّمْرِ لَایُبَالِیْهُمُ اللّٰهُ بَالَةً۔

۱۹۵۹۔حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، نیک بندے یکے بعد دیگرے گزر جائیں گے اور نہایت فرومایہ لوگ باقی رہ جائیں گے، جو اور کھجور میں سے پھینک دینے کے قابل چیزوں کی طرح، اللہ تعالیٰ ان کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرے گا۔

باب ۱۴۶۳ . مَایُتَّقٰی مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

باب ۱۴۶۳۔ مال کی آزمائش سے بچنے کے متعلق اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ”بلاشبہ تمہارے مال و اولاد آزمائش ہیں

(۱۹۶۰)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یَقُوْلُ

۱۹۶۰۔حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا

سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْكَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَّالٍ لَّابْتَغٰى ثَالِثًا وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ۔

آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر انسان کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری کا خواہشمند ہوگا اور انسان کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ اس کی توبہ قبول کرتا ہے جو توبہ کرتا ہے۔

باب ۱۴۶۵ . مَا قَدَّمَ مِنْ مَّالِهٖ فَهُوَلَهٗ

باب ۱۴۶۴۔ جو مال (موت سے پہلے خرچ کرلیا ہے، وہی اسکا ہے

(۱۹۶۱) قَالَ عَبْدُاللّٰهِؓ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهٖ اَحَبُّ اِلَيْهِ مِنْ مَّالِهٖ قَالُوا يَارَسُولَ اللّٰهِ مَامِنَّا اَحَدٌ اِلَّا مَالُهٗ اَحَبُّ اِلَيْهِ قَالَ فَاِنَّ مَالَهٗ مَاقَدَّمَ وَمَالُ وَارِثِهٖ مَا اَخَّرَ۔

۱۹۶۱۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم میں کون ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال عزیز ہو؟ صحابہؓ نے عرض کی، یارسول اللہ! ہم میں کوئی ایسا نہیں ہے جسے اپنا مال زیادہ عزیز نہ ہو۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا، پھر اس کا مال وہ ہے جو اس نے (موت سے) پہلے (اللہ کے راستہ میں خرچ کیا) اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو چھوڑ کے مرا۔

باب ۱۴۶۶ . كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ وَتَخَلِّيهِمْ مِنَ الدُّنْيَا

۸۲۳۔ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ کی زندگی کیسے گزرتی تھی، اور ان سے دنیا کی علیحدگی کے متعلق روایات

(۱۹۶۲) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) كَانَ يَقُولُ اللّٰهُ الَّذِي لَااِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِنْ كُنْتُ لَاَعْتَمِدُ بِكَبِدِي عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْجُوعِ وَاِنْ كُنْتُ لَاَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِي مِنَ الْجُوعِ وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلٰى طَرِيقِهِمُ الَّذِي يَخْرُجُونَ مِنْهُ فَمَرَّ اَبُوبَكْرٍ فَسَئَلْتُهٗ عَنْ اٰيَةٍ مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَاسَئَلْتُهٗ اِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ فَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّبِي عُمَرُ فَسَاَلْتُهٗ عَنْ اٰيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ مَاسَاَلْتُهٗ اِلَّا لِيُشْبِعَنِي فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ ثُمَّ مَرَّبِي اَبُوالْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَاٰنِي وَعَرَفَ مَافِي نَفْسِي وَمَا فِي وَجْهِي ثُمَّ قَالَ اَبَاهِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ وَمَضٰى فَتَبِعْتُهٗ فَدَخَلَ فَاسْتَاْذَنَ فَاَذِنَ لِي فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ فَقَالَ مِنْ اَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ قَالُوا اَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ اَوْفُلَانَةٌ قَالَ اَبَاهِرٍّ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَ الْحَقْ اِلٰى اَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِي قَالَ وَاَهْلُ الصُّفَّةِ اَضْيَافُ الْاِسْلَامِ لَا يَاْوُوْنَ اِلٰى اَهْلٍ وَّلَامَالٍ وَلَا عَلٰى اَحَدٍ اِذَا اَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا اِلَيْهِمْ وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا وَاِذَا اَتَتْهُ هَدِيَّةٌ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَاَصَابَ مِنْهَا وَاَشْرَكَهُمْ فِيهَا

۱۹۶۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ "اللہ جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، میں بھوک کے سبب زمین پر اپنے پیٹ کے بل لیٹ جاتا تھا، میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں راستہ پر بیٹھ گیا۔ جس سے صحابہؓ نکلتے تھے، ابوبکر رضی اللہ عنہ گزرے، اور میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا، میرے پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ مجھے کچھ کھلا دیں۔ وہ چلے گئے اور کچھ نہیں کیا، پھر عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے میں نے ان سے بھی قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی اور پوچھنے کا مقصد یہ صرف تھا کہ مجھے کھلا دیں، وہ بھی گزر گئے اور کچھ نہیں کیا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ گزرے اور آپ ﷺ نے جب مجھے دیکھا تو مسکرائے اور آنحضور ﷺ میرے دل کی بات سمجھ گئے اور میرے چہرے کو آپ ﷺ نے تاڑ لیا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا، اباہر! میں نے عرض کی لبیک یارسول اللہ! فرمایا میرے ساتھ آجاؤ اور آپ ﷺ چلنے لگے، میں آنحضور ﷺ کے پیچھے ہولیا، پھر آنحضور ﷺ اندر تشریف لے گئے، پھر اجازت چاہی، مجھے اجازت ملی، پھر داخل ہوئے تو ایک پیالے میں دودھ ملا، دریافت فرمایا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ کہا کہ فلاں یا فلانی نے آنحضور ﷺ کے لئے ہدیہ بھیجا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا: یا اباہر! میں نے عرض کی لبیک یارسول اللہ! فرمایا کہ اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں میرے پاس بلا لاؤ

فَسَآءَنِی ذٰلِكَ فَقُلْتُ وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِی اَهْلِ الصُّفَّةِ كُنْتُ اَحَقَّ اَنَا اَنْ اُصِیبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً اَتَقَوّٰى بِهَا فَاِذَاجَآءَ اَمَرَنِی فَكُنْتُ اَنَا اُعْطِیهِمْ وَمَا عَسٰى اَنْ یَبْلُغَنِی مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ وَلَمْ یَكُنْ مِّنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بُدٌّ فَاَتَیْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَاَقْبَلُوْا فَاسْتَاْذَنُوْا فَاَذِنَ لَهُمْ وَاَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَیْتِ قَالَ یَااَبَاهِرٍ قُلْتُ لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ خُذْفَا عْطِهِمْ قَالَ فَاَخَذْتُ الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ اُعْطِیْهِ الرَّجُلَ فَیَشْرَبُ حَتّٰى یَرْوٰى ثُمَّ یَرُدُّ عَلَیَّ الْقَدَحَ وَاُعْطِیْهِ الرَّجُلَ فَیَشْرَبُ حَتّٰى یَرْوٰى ثُمَّ یَرُدَّ عَلَیَّ الْقَدَحَ حَتّٰى انْتَهَیْتُ اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْرَوٰى الْقَوْمُ كُلُّهُمْ فَاَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهٗ عَلٰى یَدِهٖ فَنَظَرَ اِلَیَّ فَتَبَسَّمَ فَقَالَ اَبَاهِرٍ قُلْتُ لَبَّیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بَقِیْتُ اَنَا وَاَنْتَ قُلْتُ صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اقْعُدْ فَاشْرَبْ فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ فَقَالَ اشْرَبْ فَشَرِبْتُ فَمَازَالَ یَقُوْلُ اشْرَبْ حَتّٰى قُلْتُ لَاوَالَّذِی بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَااَجِدُلَهٗ مَسْلَكًا قَالَ فَاَرِنِی فَاَعْطَیْتُهُ الْقَدَحَ فَحَمِدَاللّٰهَ وَسَمّٰى وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ

کہا کہ اہل صفہ اسلام کے مہمان ہیں، وہ نہ کسی کے گھر پناہ ڈھونڈتے ہیں، نہ کسی کے مال میں اور نہ کسی کے پاس! جب آنحضور ﷺ کے پاس صدقہ آتا تو اسے آنحضور ﷺ انہیں کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہ رکھتے۔ البتہ جب آپ ﷺ کے پاس ہدیہ آتا تو انہیں بلا بھیجتے اور خود بھی اس سے تناول فرماتے اور انہیں بھی شریک کرتے چنانچہ مجھے یہ بات ناگوار گزری اور میں نے سوچا کہ یہ دودھ ہے ہی کتنا کہ سارے صفہ والوں میں تقسیم ہو جائے گا۔ اس کا تو حقدار میں تھا۔ اسے پی کر کچھ قوت حاصل کرتا، جب اہل صفہ آئیں گے تو آنحضور ﷺ مجھ سے ہی فرمائیں گے اور میں انہیں اسے دے دوں گا۔ مجھے تو شاید اس میں سے کچھ نہیں ملے گا لیکن اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی اطاعت کے سوا بھی کوئی اور چارۂ کار نہیں تھا۔ چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور آنحضور ﷺ کی دعوت پہنچائی، وہ آگئے اور اجازت چاہی، انہیں اجازت مل گئی۔ پھر وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا! اباہر! میں نے عرض کی، لبیک یارسول اللہ! فرمایا لو اور ان سب حضرات کو دو، بیان کیا کہ میں نے پیالہ پکڑلیا اور ایک ایک کو دینے لگا، ایک شخص جب دودھ پی کر سیراب ہو جاتا تو مجھے واپس کر دیا اور اس طرح دوسرا پی کر مجھے پیالہ واپس کر دیتا۔ اس طرح میں نبی کریم ﷺ تک پہنچا۔ سب لوگ پی کر سیراب ہو چکے تھے۔ آنحضور ﷺ نے پیالہ پکڑا اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا، اباہر! میں نے عرض کی، لبیک یارسول اللہ! فرمایا اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! آپ نے سچ فرمایا۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور پیو، میں بیٹھ گیا اور میں نے دودھ پیا اور آنحضور ﷺ برابر فرماتے رہے کہ اور پیو، آخر مجھے کہنا پڑا نہیں اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اب گنجائش نہیں ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا، پھر مجھے دے دو۔ میں نے پیالہ آنحضور ﷺ کو دے دیا۔ آنحضور ﷺ نے اللہ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا خود پی گئے۔

(۱۹۶۳) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْ اٰلَ مُحَمَّدٍ قُوْتًا۔

۱۹۶۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے دعا کی ''اے اللہ، آل محمد کو روزی دے کہ وہ زندہ رہ سکیں۔''

باب ۱۴۶۷. اَلْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ

باب ۱۴۶۷۔ عمل پر مداومت اور میانہ روی

(۱۹۶۴) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ

۱۹۶۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَنْ یُنجِیَ اَحَدًا مِّنكُمْ عَمَلُه، قَالُوا وَلَا اَنتَ یَارَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَاغْدُوا وَرُوحُوا وَشَیْءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوا

فرمایا کہ تم میں سے کسی شخص کو اسکا عمل نجات نہیں دے سکے گا۔ صحابہؓ نے عرض کی اور آپ کو بھی نہیں یارسول اللہ! اور مجھے بھی نہیں، سوائے اسکے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے۔ میانہ روی اختیار کرو اور بلند پروازی نہ کرو اور صبح وشام اور رات کے کچھ حصہ میں عبادت کیا کرو۔ میانہ روی اختیار کرو، میانہ روی اختیار کرو، منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے۔

(۱۹۶۵) عَنْ عَآئِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ قَالَ اَدْوَمُهَا۔

۱۹۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا عمل اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے؟ فرمایا کہ جس پر مداومت اختیار کی جائے، خواہ وہ کم ہی ہو۔

باب ۱۴۶۸ . اَلرَّجَآءِ مَعَ الْخَوْفِ

باب ۱۴۶۸۔ خوف کے ساتھ امید

(۱۹۶۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ یَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ فَاَمْسَكَ عِنْدَه، تِسْعًا وَتِسْعِیْنَ رَحْمَةً وَ اَرْسَلَ فِیْ خَلْقِه كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً فَلَوْ یَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِیْ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ رَّحْمَةٍ لَمْ یَیْاَسْ مِنَ الْجَنَّةِ وَلَوْ یَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِیْ عِنْدَاللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ یَاْمَنْ مِنَ النَّارِ۔

۱۹۶۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کو جس دن پیدا کیا تو اس کے سو حصے کئے اور اپنے پاس ان میں سے ننانوے رکھے، اس کے بعد تمام مخلوق کے لئے صرف ایک حصہ رحمت کا بھیجا۔ پس اگر کافر کو وہ تمام رحمتیں معلوم ہو جائیں جو اللہ کے پاس ہیں تو وہ جنت سے مایوس نہ ہو اور اگر مؤمن کو وہ تمام عذاب معلوم ہو جائیں جو اللہ کے پاس ہیں تو وہ دوزخ سے بے خوف نہ ہو۔

باب ۱۴۶۹ . حِفْظِ اللِّسَانِ وَمَنْ كَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْلِیَصْمُتْ

باب ۱۴۶۹۔ زبان کی حفاظت اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اچھی بات کہے، یا پھر چپ رہے

(۱۹۶۷) عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یَضْمَنْ لِیْ مَابَیْنَ لَحْیَیْهِ وَمَا بَیْنَ رِجْلَیْهِ اَضْمَنْ لَه، الْجَنَّةَ۔

۱۹۶۷۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے لئے جو شخص دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں پاؤں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی ذمہ داری دے گا میں اس کے لئے جنت کی ذمہ داری دے دوں گا۔

(۱۹۶۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِّضْوَانِ اللّٰهِ لَایُلْقِی لَهَابَالًا یَّرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ وَّاِنَّ الْعَبْدَ لَیَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ لَا یُلْقِیْ لَهَا بَالًا یَّهْوِیْ بِهَا فِیْ جَهَنَّمَ۔

۱۹۶۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ بندہ اللہ کی خوشنودی کے لئے ایک بات زبان سے نکالتا ہے اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا۔ لیکن اس کی وجہ سے اللہ اس کے درجات کو بلند کرتا ہے اور بندہ ایسی بات زبان سے نکالتا ہے جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے، اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا، لیکن اس کی وجہ سے جہنم میں چلا جاتا ہے۔

باب ۱۴۷۰ . اَلْاِنْتِهَاءِ عَنِ الْمَعَاصِیْ

باب ۱۴۷۰۔ گناہوں سے باز رہنا

(۱۹۶۹) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰیؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی

۱۹۶۹۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلِي وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِيَ اللّٰهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَتٰى قَوْمًا فَقَالَ رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ وَاِنِّي اَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ فَالنَّجَاءَ فَاَطَاعَتْهُ طَائِفَةٌ فَادَّلَجُوْا عَلٰى مَهْلِهِمْ فَنَجَوْا وَكَذَّبَتْهُ طَائِفَةٌ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاجْتَاحَهُمْ۔

فرمایا کہ میری اور جو کچھ اللہ نے میرے ساتھ بھیجا ہے، ان کی مثال ایک ایسے شخص جیسی ہے جو کسی قوم کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے (تمہارے دشمن کا) لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور میں کھلا ہوا ڈرانے والا ہوں، پس نجات، نجات! اس پر ایک جماعت نے بات مان لی اور اپنی سہولت کے لئے کسی محفوظ جگہ پر نکل گئے اور نجات پائی اور دوسری جماعت نے جھٹلایا اور لشکر نے صبح کے وقت اچانک انہیں آ لیا اور تہ تیغ کر دیا۔

باب ۱۴۷۱. حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

(۱۹۷۰) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ۔

باب ۱۴۷۱۔ دوزخ کو خواہشات نفسانی سے ڈھک دیا گیا ہے

۱۹۷۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دوزخ خواہشات نفسانی سے ڈھک دی گئی ہے اور جنت مشکلات اور دشواریوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔

باب ۱۴۷۲. اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ

(۱۹۷۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰى اَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ۔

باب ۱۴۷۲۔ جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی ہے

۱۹۷۱۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی۔

باب ۱۴۷۳. لِيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهٗ

(۱۹۷۲) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَؓ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا نَظَرَ اَحَدُكُمْ اِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْهُ۔

باب ۱۴۷۳۔ اسے دیکھنا چاہئے جو نیچے درجہ کا ہے اسے نہیں دیکھنا چاہئے جس کا مرتبہ اس سے اونچا ہے

۱۹۷۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو مال اور شخص و صورت میں اس سے بڑھ کر ہے تو اس وقت کسی ایسے شخص کا دھیان کرنا چاہئے جو اس سے کم درجہ ہے۔

باب ۱۴۷۴. مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ اَوْ بِسَيِّئَةٍ

(۱۹۷۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَّبِّهٖ عَزَّوَجَلَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً فَاِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَهٗ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ اِلٰى اَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ

باب ۱۴۷۴۔ جس نے کسی نیکی یا برائی کا ارادہ کیا

۱۹۷۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے نیکیاں اور برائیاں مقدر کر دی ہیں اور پھر انہیں واضح کر دیا ہے۔ پس جس نے نیکی کا ارادہ کیا، لیکن اس پر عمل نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ایک مکمل نیکی کا بدلہ لکھا ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے یہاں دس گنا سے لے کر سات سو گنے تک نیکیاں لکھی ہیں اور اس سے بڑھا کر! اور جس نے برائی کا ارادہ کیا، پھر اس پر عمل نہیں کیا تو

لَہ، عِنْدَہ، حَسَنَۃً کَامِلَۃً فَاِنْ ھُوَ ھَمَّ بِھَا فَعَمِلَھَا کَتَبَھَا اللّٰہُ لَہ، سَیِّئَۃً وَّاحِدَۃً۔

اللہ تعالیٰ نے اس کیلئے اپنے یہاں ایک نیکی لکھی ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اپنے یہاں اس کیلئے ایک برائی لکھی ہے۔

باب ۱۴۷۵ . رَفْعُ الْاَمَانَۃِ

باب ۱۴۷۵۔ امانت کا اٹھ جانا

(۱۹۷۴)عَنْ حُذَیْفَۃَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَدِیْثَیْنِ رَاَیْتُ اَحَدَھُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَۃَ نَزَلَتْ فِی جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّۃِ وَحَدَّثَنَا عَنْ رَّفْعِھَا قَالَ یَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَۃَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَۃُ مِنْ قَلْبِہٖ فَیَظَلُّ اَثَرُھَا مِثْلَ اَثَرِ الْوَکْتِ ثُمَّ یَنَامُ النَّوْمَۃَ فَتُقْبَضُ فَیَبْقٰی اَثَرُھَا مِثْلَ الْمَجْلِ کَجَمْرٍ دَحْرَجْتَہ، عَلٰی رِجْلِکَ فَنَفِطَ فَتَرَاہُ مُنْتَبِرًا وَّلَیْسَ فِیْہِ شَیْءٌ فَیُصْبِحُ النَّاسُ یَتَبَایَعُوْنَ فَلَا یَکَادُ اَحَدٌ یُّؤَدِّی الْاَمَانَۃَ فَیُقَالُ اِنَّ فِی بَنِی فُلَانٍ رَجُلًا اَمِیْنًا وَیُقَالُ لِلرَّجُلِ مَا اَعْقَلَہ، وَمَا اَظْرَفَہ، وَمَا اَجْلَدَہ، وَمَا فِی قَلْبِہٖ مِثْقَالُ حَبَّۃِ خَرْدَلٍ مِّنْ اِیْمَانٍ وَلَقَدْ اَتٰی عَلَیَّ زَمَانٌ وَّمَا اُبَالِی اَیَّکُمْ بَایَعْتُ لَئِنْ کَانَ مُسْلِمًا رَدَّہ، عَلَیَّ الْاِسْلَامُ وَاِنْ کَانَ نَصْرَانِیًّا رَدَّہٗ عَلَیَّ سَاعِیْہِ، فَاَمَّا الْیَوْمَ فَمَا کُنْتُ اُبَایِعُ اِلَّا فُلَانًا وَ فُلَانًا۔

۱۹۷۴۔ حضرت حذیفہؓ نے حدیث بیان کی کہ ہم سے رسول اللہ ﷺ نے دو حدیثیں ارشاد فرمائیں، ایک تو دیکھ چکا ہوں اور دوسرے کا منتظر ہوں۔ آنحضور ﷺ نے ہم سے فرمایا، امانت لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اتار دی گئی، پھر انہوں نے اسے قرآن سے جانا، پھر سنت سے جانا اور آنحضور ﷺ نے ہم سے اس کے اٹھ جانے کے متعلق ارشاد فرمایا، فرمایا کہ آدمی ایک نیند سوئے گا اور اسی میں امانت اس کے دل سے ختم ہو جائے گی۔ اور اس کا اثر آبلہ کی طرح باقی رہ جائے گا جیسے آگ کی چنگاری تمہاری پاؤں میں پڑ جائے اور اس کی وجہ سے پاؤں پھول جائے، تم اسے ابھرا ہوا دیکھو گے، حالانکہ اندر کوئی چیز نہیں ہوتی۔ حال یہ ہو جائے گا کہ صبح اٹھ کر لوگ خرید و فروخت کریں گے اور کوئی شخص امانتدار نہیں ہوگا۔ کہا جائے گا کہ بنی فلاں میں ایک امانتدار شخص ہے، کسی شخص کے متعلق کہا جائے گا کہ کتنا عقلمند، کتنا بلند حوصلہ ہے اور کتنا بہادر ہے۔ حالانکہ اس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان (امانت) نہیں ہوگا۔ میں نے ایک ایسا وقت بھی گزارا ہے کہ اس کی پرواہ نہیں کرتا تھا کہ کس سے خرید و فروخت کرتا ہوں۔ اگر وہ مسلمان ہوتا تو اس کو اسلام (بے انصافی سے) اسے روکتا تھا۔ اور اگر وہ نصرانی ہوتا تو اس کا مددگار اسے روکتا تھا، لیکن اب میں فلاں اور فلاں کے سوا کسی سے خرید و فروخت نہیں کرتا۔

(۱۹۷۵)عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّمَا النَّاسُ کَالْاِبِلِ الْمِائَۃِ لَا تُکَادُ تَجِدُ فِیْھَا رَاحِلَۃً۔

۱۹۷۵۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کی مثال اونٹ کی سی ہے۔ سو میں سے ایک مشکل سے سواری کے قابل ملتا ہے۔

باب ۱۴۷۶ . الرِّیَآءِ وَالسُّمْعَۃِ

باب ۱۴۷۶۔ ریا اور شہرت

(۱۹۷۶)عَنْ جُنْدُبٍؓ یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَیْرَہ، فَدَنَوْتُ مِنْہُ فَسَمِعْتُہ، یَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰہُ بِہٖ وَمَنْ یُّرَائِی یُرَائِی اللّٰہُ بِہٖ۔

۱۹۷۶۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور میں نے آپ کے سوا کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ چنانچہ میں ان کے قریب پہنچا تو میں نے سنا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا (کسی کام کے نتیجہ میں) جو شہرت کا خواہش مند ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے مشہور کر دے گا اور جو دکھاوے کے لئے کام کرے گا اللہ بھی اس کی نمود و نمائش کرا دے گا۔

باب ۱۴۷۷ . التَّوَاضُع

(۱۹۷۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ قَالَ مَنْ عَادٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِهَا وَاِنْ سَاَلَنِیْ لَاُعْطِیَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِیْ لَاُعِیْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَیْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِیْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ یَکْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَکْرَهُ مَسَاءَتَهٗ۔

باب ۱۴۷۷۔ تواضع

۱۹۷۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے اور میرا بندہ میری طرف سے فرض کی ہوئی ان چیزوں سے جو مجھے پسندیدہ ہیں، میرا قرب نہیں حاصل کرسکتا اور میرا بندہ نوافل کے ذریعہ مجھ سے قرب حاصل کرتا رہتا ہے۔ یہاں کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں جو میں کام کرنا چاہتا ہوں اس میں مجھے پس وپیش نہیں ہوتا، جیسا کہ مجھے اس مؤمن کی جان کے بارے میں پس وپیش ہوتا ہے، جو موت کو پسند نہیں کرتا اور میں اس ناگواری کو پسند نہیں کرتا۔

باب ۱۴۷۸ . مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ

(۱۹۷۸) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ اَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ وَمَنْ کَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ کَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ قَالَتْ عَآئِشَةُ اَوْ بَعْضُ اَزْوَاجِهٖ اِنَّا لَنَکْرَهُ الْمَوْتَ قَالَ لَیْسَ ذَاکِ وَلٰکِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا حَضَرَهُ الْمَوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَکَرَامَتِهٖ فَلَیْسَ شَیْءٌ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ فَاَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ وَاَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ وَاِنَّ الْکَافِرَ اِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهٖ فَلَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَهَ اِلَیْهِ مِمَّا اَمَامَهٗ کَرِهَ لِقَآءَ اللّٰهِ وَکَرِهَ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ۔

باب ۱۴۷۸۔ جو اللہ سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے

۱۹۷۸۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کو محبوب رکھتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے، اللہ بھی اس سے ملاقات کو پسند نہیں کرتے اور عائشہ رضی اللہ عنہا یا آپ ﷺ کی بعض ازواج نے عرض کیا کہ مرنا تو ہم بھی نہیں پسند کرتے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بات نہیں ہے بلکہ جب مومن کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ کی خوشنودی اور اس کے یہاں اس کی عزت کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ اس وقت مومن کو کوئی چیز اس سے زیادہ عزیز نہیں ہوتی جو اس کے آگے (اللہ سے ملاقات اور اس کی خوشنودی کا حصول) ہوتی ہے۔ اس لئے اللہ سے ملاقات کا خواہشمند ہو جاتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی سزا کی بشارت دی جاتی ہے۔ اس وقت کوئی چیز اس کے دل میں اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہوتی ہے، وہ اللہ سے جا ملنے کو ناپسند کرنے لگتا ہے۔ پس اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔

باب ۱۴۷۹ . سَكَرَاتِ الْمَوْتِ

(۱۹۷۹)عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَتْ كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْاَعْرَابِ حُفَاةً يَاتُوْنَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَسْئَلُوْنَهُ مَتٰى السَّاعَةُ فَكَانَ يَنْظُرُ اِلٰى اَصْغَرِهِمْ فَيَقُوْلُ اِنْ يَعِشْ هٰذَا لَا يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ قَالَ هِشَامٌ يَعْنِي مَوْتَهُمْ۔

باب ۱۴۷۹۔ جانکنی

۱۹۷۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ چند بدوی جو ننگے پاؤں رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے تھے اور آپ سے دریافت کرتے تھے کہ قیامت کب آئے گی۔ آنحضور ﷺ ان میں سب سے کم عمر کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ اگر یہ زندہ رہا تو اس کے بڑھاپے سے پہلے تم پر تمہاری قیامت آ جائے گی۔ ہشام نے کہا کہ آنحضور ﷺ کی مراد (تمہاری قیامت) سے ان کی موت تھی۔

باب ۱۴۸۰ . يَقْبِضُ اللّٰهُ الْاَرْضَ

(۱۹۸۰)عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ ؓ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُوْنُ الْاَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَّاحِدَةً يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهٖ كَمَا يَكْفَأُ اَحَدُكُمْ خُبْزَتَهٗ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِّاَهْلِ الْجَنَّةِ فَاَتٰى رَجُلٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اَلَا اُخْبِرُكَ بِنُزُلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلٰى قَالَ تَكُوْنُ الْاَرْضُ خُبْزَةً وَّاحِدَةً كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْنَا ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكَ بِاِدَامِهِمْ قَالَ اِدَامُهُمْ بَالَامٌ وَنُوْنٌ قَالُوْا وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَّنُوْنٌ يَاْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُوْنَ اَلْفًا۔

باب ۱۴۸۰۔ اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا

۱۹۸۰۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن زمین ایک روٹی کی طرح ہو جائے گی جسے اللہ تعالیٰ اہل جنت کی میزبانی کے لئے اس طرح سمیٹ کر رکھ لے گا جس طرح تم سفر کے موقعہ پر اپنی روٹی سمیٹ کر رکھتے تھے۔ پھر ایک یہودی آیا اور بولا۔ ابوالقاسم تم پر رحمان برکت نازل کرے، کیا میں تمہیں قیامت کے دن اہل جنت کے سب سے پہلے کھانے کی (جس سے ان کی ضیافت کی جائے گی) خبر نہ دوں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ کیوں نہیں تو اس نے وہی کہا جو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ زمین ایک روٹی ہو جائے گی، پھر آنحضور ﷺ نے ہماری طرف دیکھا اور مسکرائے۔ جس سے آپ کے آگے کے دانت دکھائی دینے لگے، پھر پوچھا میں تمہیں اس کے سالن کے متعلق خبر نہ دوں؟ کہا کہ اس کا سالن بالام ونوں ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کی یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ بیل اور مچھلی جس کی کلیجی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کو ستر ہزار افراد کھا کر سیر ہو جائیں گے۔

(۱۹۸۱)عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ ؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ نَقِيٍّ قَالَ سَهْلٌ اَوْ غَيْرُهٗ لَيْسَ فِيْهَا مَعْلَمٌ لِاَحَدٍ۔

۱۹۸۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ سفید و صاف ٹکیہ کی طرح ایک سفید چپٹی زمین پر جمع کئے جائیں گے۔ سہل یا ان کے سوا کسی نے بیان کیا کہ اس زمین پر کسی کا کوئی جھنڈا نہیں ہوگا۔

باب ۱۴۸۱ . كَيْفَ الْحَشْرُ

(۱۹۸۲)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى ثَلَاثِ طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ وَرَاهِبِيْنَ وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّاَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ عَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَّيُحْشَرُ بَقِيَّتُهُمْ

باب ۱۴۸۱۔ حشر کس طرح ہوگا

۱۹۸۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کا حشر تین طرح پر ہوگا (ایک طرح کہ) لوگ رغبت کرنے والے لیکن ڈرتے ہوئے ہوں گے (دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہوگا کہ) ایک اونٹ پر دو آدمی ہوں گے، کسی اونٹ پر تین ہوں گے، کسی پر چار

النَّارُ تَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا وَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوا وَتُمْسِي مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوا۔

ہوں گے اور کسی پر دس ہوں گے اور باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی۔ (یہ حشر کی تیسری صورت ہوگی) جب وہ قیلولہ کریں گے تو آگ بھی اس وقت ان کے ساتھ قیلولہ کرے گی۔ جب وہ رات گزاریں گے تو آگ بھی ان کے ساتھ رات کے وقت موجود ہوگی، جب وہ صبح کریں گے تو آگ بھی ان کے ساتھ صبح کے وقت موجود ہوگی اور جب وہ شام کریں گے تو آگ بھی ان کے ساتھ موجود ہوگی۔

(۱۹۸۳)عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللّٰهِ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلَى بَعْضٍ فَقَالَ الْاَمْرُ اَشَدُّ مِنْ اَنْ يُهِمَّهُمْ ذَاكِ۔

۱۹۸۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ننگے پاؤں، ننگے جسم، بلا ختنہ کے اٹھائے جاؤ گے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس پر میں نے پوچھا، یارسول اللہ! تو کیا مرد عورتیں ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اس وقت معاملہ اس سے کہیں زیادہ سخت ہوگا کہ انہیں اس کا خیال آئے۔

باب ۱۴۸۲ : قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: اَلَا يَظُنُّ اُولٰئِكَ اَنَّهُمْ مَبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ

باب ۱۴۸۲۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''کیا خیال نہیں کرتے کہ یہ لوگ عظیم دن میں اٹھائے جائیں گے۔ اس دن جب تمام لوگ رب العالمین کے حضور میں کھڑے ہوں گے

(۱۹۸۴) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبُ عَرَقُهُمْ فِي الْاَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ اٰذَانَهُمْ۔

۱۹۸۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن لوگ پسینہ میں شرابور ہو جائیں گے اور حالت یہ ہو جائے گی کہ تم میں سے ہر کسی کا پسینہ زمین پر ستر ہاتھ تک پھیل جائے گا اور منہ تک پہنچ کر کانوں کو چھونے لگے گا۔

باب ۱۴۸۳ . اَلْقِصَاصِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

باب ۱۴۸۳۔ قیامت کے دن قصاص

(۱۹۸۵)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ مَا يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ بِالدِّمَآءِ۔

۱۹۸۵۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، سب سے پہلے جس چیز کا فیصلہ لوگوں کے درمیان ہوگا وہ خون کے بدلہ کا ہوگا۔

باب ۱۴۸۴ . صِفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّار

۸۵۷۔ جنت وجہنم کی صفت

(۱۹۸۶)عَنِ بْنِ عُمَرؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَارَ اَهْلُ الْجَنَّةِ اِلَى الْجَنَّةِ وَاَهْلُ النَّارِ اِلَى النَّارِ جِيءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍيَا اَهْلَ الْجَنَّةِ لَامَوْتَ يَااَهْلَ النَّارِ لَامَوْتَ فَيَزْدَادُ اَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا اِلَى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُاَهْلُ النَّارِحُزْنًااِلَى حُزْنِهِمْ۔

۱۹۸۶۔ حضرت ابن عمرؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب اہل جنت، جنت میں چلے جائینگے اور اہل دوزخ، دوزخ میں چلے جائینگے تو موت کو لایا جائیگا اور اسے جنت و دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کر دیا جائیگا پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ اے اہل جنت، تمہیں موت نہیں آئیگی، اے اہل دوزخ تمہیں موت نہیں آئیگی۔ اس وقت جنتی اور زیادہ خوش ہو جائینگے اور دوزخی اور زیادہ غمگین ہو جائیں گے۔

(۱۹۸۷)عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ یَقُوْلُ لِاَهْلِ الْجَنَّةِ یَااَهْلَ الْجَنَّةِ یَقُوْلُوْنَ لَبَّیْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَیْكَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَضِیْتُمْ فَیَقُوْلُوْنَ وَمَالَنَا لَانَرْضٰی وَقَدْ اَعْطَیْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ اَحَدًامِّنْ خَلْقِكَ فَیَقُوْلُ اَنَا اُعْطِیْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ قَالُوْا یَارَبِّ وَاَیُّ شَیْءٍ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَیَقُوْلُ اُحِلُّ عَلَیْكُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْكُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا۔

۱۹۸۷۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا، اے اہل جنت، جنتی کہیں گے ہم حاضر ہیں اے ہمارے رب! تیری فرمانبرداری کے لئے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا، کیا اب تم لوگ خوش ہو؟ وہ کہیں گے اب بھی بھلا ہم خوش نہیں ہوں گے۔ اب تو تو نے ہمیں وہ سب کچھ دیا ہے جو اپنی مخلوق کے کسی فرد کو بھی نہیں دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا کہ میں تمہیں اس سے بھی بہتر چیز دوں گا، جنتی کہیں گے اے رب، اس سے بہتر اور کیا چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اب میں تمہارے لئے اپنے رضوان وخوشنودی کو عام کردوں گا۔ اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔

(۱۹۸۸)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَابَیْنَ مَنْكِبَیِ الْكَافِرِ مَسِیْرَةُ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ لِّلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ۔

۱۹۸۸۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کافر کے دونوں شانوں کے درمیان تیز چلنے والے کے لئے تین دن کی مسافت کا فاصلہ ہوگا۔

(۱۹۸۹)عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَخْرُجُ قَوْمٌ مِّنَ النَّارِ بَعْدَ مَامَسَّهُمْ مِنْهَا سَفْعٌ فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ فَیُسَمِّیْهِمْ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِیِّیْنَ۔

۱۹۸۹۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ایک جماعت جہنم سے اس کے بعد نکلے گی، جب آگ انہیں چھوچکی ہوگی اور پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ ان لوگوں کو اہل جنت جہنمیین کہیں گے۔

(۱۹۹۰)عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ اَهْوَنَ اَهْلِ النَّارِ عَذَابًا یَّوْمَ الْقِیَامَةِ رَجُلٌ عَلٰی اَخْمَصِ قَدَمَیْهِ جَمْرَتَانِ یَغْلِیْ مِنْهُمَا دِمَاغُهٗ كَمَا یَغْلِی الْمِرْجَلُ وَالْقُمْقُمُ

۱۹۹۰۔حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن دوزخیوں میں عذاب کے اعتبار سے سب سے کم عذاب پانے والا وہ شخص ہوگا جس کے دونوں پیروں کے نیچے دو انگارے رکھ دیئے جائیں گے جس کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا (جس طرح ہانڈی یا دیگ جوش کھاتی ہے۔)

(۱۹۹۱)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَایَدْخُلُ اَحَدٌ الْجَنَّةَ اِلَّا اُرِیَ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ لَوْ اَسَاءَ لِیَزْدَادَ شُكْرًا وَّلَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ اِلَّا اُرِیَ مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ لَوْ اَحْسَنَ لِیَكُوْنَ عَلَیْهِ حَسْرَةً۔

۱۹۹۱۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جنت میں جو بھی داخل ہوگا اسے اس کے جہنم کا ٹھکانہ بھی دکھایا جائے گا کہ اگر نافرمانی کی ہوتی (تو وہاں اسے جگہ ملتی) تاکہ وہ اور زیادہ شکر کرے اور جو بھی جہنم میں داخل ہوگا۔ اسے اس کا جنت کا ٹھکانہ میں دکھایا جائے گا کہ اگر اچھے عمل کئے ہوتے (تو وہاں جگہ ملتی) تاکہ اس کے لئے حسرت وافسوس کا باعث ہو۔

باب ۱۴۸۵ . فِی الْحَوْضِ

باب ۱۴۸۵۔حوض پر

(۱۹۹۲)قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍوؓ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ

۱۹۹۲۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَوْضِي مَسِيرَةُ شَهْرٍ مَآءُ وُهٗ اَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ وَرِيحُهٗ اَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ وَكِيزَانُهٗ كَنُجُومِ السَّمَآءِ مَنْ شَرِبَ مِنْهَا فَلاَ يَظْمَأُ اَبَدًا۔

نے فرمایا۔ میرا حوض ایک مہینے کی مسافت پر پھیلا ہوگا۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور اس کی خوشبو مشک سے زیادہ اچھی ہوگی اور اس کے کوزے آسمان کے ستاروں کی طرح ہوں گے۔ جو شخص اس میں سے ایک مرتبہ پی لے گا پھر کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔

(۱۹۹۳) عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ قَدْرَ حَوْضِي كَمَا بَيْنَ اَيْلَةَ وَصَنْعَآءَ مِنَ الْيَمَنِ وَاِنَّ فِيهِ مِنَ الْاَبَارِيقِ كَعَدَدِ نُجُومِ السَّمَآءِ۔

۱۹۹۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرے حوض کی لمبائی اتنی ہوگی جتنی ایلہ اور یمن کے شہر صنعاء کے درمیان کی مسافت ہے اور وہاں اتنی بڑی تعداد میں پیالے ہوں گے جتنے آسمان کے ستاروں کی تعداد ہے۔

(۱۹۹۴) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَنَا اَنَا قَآئِمٌ اِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰى اِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَيْنِي وَبَيْنِهِمْ فَقَالَ هَلُمَّ فَقُلْتُ اَيْنَ قَالَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ وَمَاشَاْنُهُمْ قَالَ اِنَّهُمْ ارْتَدُّوا بَعْدَكَ عَلٰى اَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى ثُمَّ اِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰى اِذَاعَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِّنْ بَيْنِي وَبَيْنِهُمْ فَقَالَ هَلُمَّ قُلْتُ اَيْنَ قَالَ اِلَى النَّارِ وَاللّٰهِ قُلْتُ مَاشَاْنُهُمْ قَالَ اِنَّهُمْ اِرْتَدُّوا بَعْدَكَ عَلٰى اَدْبَادِهِمُ الْقَهْقَرٰى فَلاَ اُرَاهُ يَخْلُصُ مِنْهُمْ اِلاَّ مِثْلُ هَمَلِ النَّعَمِ۔

۱۹۹۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں (حوض پر) کھڑا ہوں گا کہ ایک جماعت سامنے آئے گی اور جب میں انہیں پہچان لوں گا تو ایک شخص میرے اور ان کے درمیان میں سے نکلے گا اور کہے گا کہ ادھر آؤ اور میں کہوں گا کہ ادھر آؤ؟ وہ کہے گا کہ یہ لوگ آپ کے بعد الٹے پاؤں واپس لوٹ گئے تھے۔ پھر ایک اور گروہ میرے سامنے آئے گا اور جب میں انہیں بھی پہچان لوں گا تو ایک شخص میرے اور ان کے درمیان سے نکلے گا اور ان سے کہے گا کہ ادھر آؤ۔ میں پوچھوں گا کہ کدھر؟ وہ کہے گا کہ جہنم کی طرف، بخدا میں پوچھوں گا کہ ان کے احوال کیا ہیں؟ کہے گا کہ یہ لوگ آپ کے بعد الٹے پاؤں واپس لوٹ گئے تھے۔ میں نہیں سمجھتا کہ ان میں سے ایک معمولی تعداد کے سوا باقی نجات پاسکیں گے۔

(۱۹۹۵) حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَكَرَ الْحَوْضَ فَقَالَ كَمَا بَيْنَ الْمَدِينَةِ وَصَنْعَآءَ۔

۱۹۹۵۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آنحضور ﷺ نے حوض کا ذکر کیا اور فرمایا کہ (وہ اتنا بڑا ہوگا) جتنی مدینہ اور صنعاء کے درمیان مسافت ہے۔

باب ۱۴۸۶. جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ

باب ۱۴۸۶۔ اللہ کے علم (تقدیر) کے مطابق قلم خشک ہوگیا ہے

(۱۹۹۶) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُعْرَفُ اَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ قَالَ كُلٌّ يَّعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهٗ اَوْ بِمَا يُسِّرَلَهٗ۔

۱۹۹۶۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک صاحب نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا جنت کے لوگ جہنم کے لوگوں سے ممتاز ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں، انہوں نے کہا پھر عمل کرنے والے عمل کیوں کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر شخص وہی عمل کرتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے یا جس کے لئے اسے سہولت دی گئی ہے۔

باب۱۴۸۷ . وَكَانَ اَمْرُاللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا

(۱۹۹۷)عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَةً مَّاتَرَكَ فِيْهَا شَيْئًا اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا ذَكَرَه' عَلِمَه' مَنْ عَلِمَه' وَجَهِلَه' مَنْ جَهِلَه' اِنْ كُنْتُ لَاَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيْتُ فَاَعْرِفُ مَايَعْرِفُ الرَّجُلَ اِذَاغَابَ عَنْهُ فَرَاٰهُ فَعَرَفَه'۔

باب۱۴۸۷۔اوراللہ کاحکم متعین تقدیر کے مطابق ہے

۱۹۹۷۔حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایک خطبہ دیا اور قیامت تک کی کوئی قدری اعتبار سے اہم چیز ایسی نہیں چھوڑی جس کا تذکرہ نہ کیا ہو۔ جسے یادرکھنا تھا اس نے یادرکھا اور جسے بھولنا تھا وہ بھول گیا۔ جب میں ان میں کی کوئی چیز دیکھتا ہوں جسے میں بھول چکا ہوں تو اس طرح اسے پہچان لیتا ہوں جس طرح وہ شخص جس کی کوئی چیز گم ہوگئی ہو کہ جب وہ اسے دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔

باب۱۴۸۸ اِلْقَآءِ النَّذْرِ الْعَبْدَ اِلَى الْقَدْرِ

(۱۹۹۸)عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايَاْتِ ابْنَ اٰدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَّمْ يَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُه' وَلٰكِنْ يُلْقِيْهِ الْقَدَرُ وَقَدْ قَدَّرْتُه' لَه' اَسْتَخْرِجُ بِهٖ مِنَ الْبَخِيْلِ ۔

باب۱۴۸۸۔بندہ نذر کو تقدیر کے حوالہ کردے

۱۹۹۸۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، نذر (منت) انسان کو کوئی چیز نہیں دیتی، جو میں نے (اللہ تعالیٰ) نے اس کی تقدیر میں نہ لکھی ہو۔ بلکہ وہ تقدیر دیتی ہے جو میں نے اس کے لئے مقرر کردی ہے۔البتہ اس کے ذریعہ میں بخیل کا مال نکلوالیتا ہوں۔

باب۱۴۸۹ . اَلْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ

(۱۹۹۹)عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَااسْتُخْلِفَ خَلِيْفَةٌ اِلَّا لَه' بِطَانَتَانِ بِطَانَةٌ تَاْمُرُه' بِالْخَيْرِ وَتَحُضُّه' عَلَيْهِ وَبِطَانَةٌ تَاْمُرُه' بِالشَّرِّ وَتَحُضُّه' عَلَيْهِ وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ۔

باب۱۴۸۹۔معصوم وہ ہے جسے اللہ محفوظ رکھے

۱۹۹۹۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، جب بھی کوئی شخص کسی معاملہ پر مقرر کیا جاتا ہے تو اس کے اندر دو طاقتیں کام کرتی ہیں۔ایک طاقت اسے بھلائی کا حکم دیتی ہے اور اس پر ابھارتی ہے اور دوسری طاقت برائی کا اسے حکم دیتی ہے اور اس پر اسے ابھارتی ہے اور معصوم وہ ہے جسے اللہ محفوظ رکھے۔

باب۱۴۹۰ . يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ

(۲۰۰۰)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ)قَالَ كَثِيْرًا مِمَّاكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْلِفُ لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ۔

باب۱۴۹۰۔وہ انسان اور اسکے دل کے درمیان میں حائل ہے

۲۰۰۰۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اکثر نبی کریم ﷺ قسم کھایا کرتے تھے کہ ''نہیں! دلوں کو پھیرنے والے کی قسم۔''

كِتَابُ الْاَيْمَانِ وَ النُّذُوْرِ

قسموں اور نذروں کا بیان

باب۱۴۹۱ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى لَايُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ

باب۱۴۹۱۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اللہ تعالیٰ لغو قسموں پر تم سے مواخذہ نہیں کرے گا۔البتہ ان قسموں پر کرے گا جنہیں تم قصد کر کے کھاؤ

(۲۰۰۱) عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ لَاتَسْئَالِ الْاِمَارَةَ فَاِنَّكَ اِنْ اُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْئَلَةٍ وُكِلْتَ اِلَيْهَا وَاِنْ اُوْتِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْئَلَةٍ اُعِنْتَ عَلَيْهَا وَاِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَاَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِّنْهَا فَكَفِّرْ عَنْ

۲۰۰۱۔حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، عبدالرحمٰن بن سمرہ کبھی کسی حکومت کے عہدہ کا مطالبہ نہ کرنا کیونکہ اگر تمہیں یہ مانگنے کے بعد ملے گا۔ تو اس کی ساری ذمہ داری تم پر ہوگی اور اگر وہ عہدہ تمہیں بغیر مانگے مل گیا تو اس میں تمہاری مدد کی جائے گی اور جب تم کوئی قسم کھالو اور اس کے سوا کسی اور چیز میں بھلائی

يَمِيْنِكَ وَاْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ۔

دیکھوتو اپنی قسم کا کفارہ دے دو اور وہ کام کرو جو بھلائی کا ہو۔

(۲۰۰۲)قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللّٰهِ لَاَنْ يَّلِجَّ اَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهٖ فِيْ اَهْلِهٖ اٰثَمُ لَهٗ عِنْدَاللّٰهِ مِنْ اَنْ يُّعْطِيَ كَفَّارَتَهُ الَّتِيْ افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ۔

۲۰۰۲۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم آخری امت ہیں اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے۔آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ واللہ (بعض اوقات) اپنے گھر والوں کے معاملہ میں تمہارا اپنی قسموں پر اصرار کرتے رہنا اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ گناہ کی بات ہوتی ہے کہ (قسم توڑ دے اور) اس کا وہ کفارہ ادا کردے جو اللہ نے اس پر فرض کیا ہے۔

باب ۱۴۹۲ . كَيْفَ كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِيِّ ﷺ

باب ۱۴۹۲۔ نبی کریم ﷺ قسم کس طرح کھاتے تھے

(۲۰۰۳)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ هِشَامٍؓ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اٰخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا مِنْ نَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ فَاِنَّهُ الْاٰنَ وَاللّٰهِ لَاَنْتَ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ نَفْسِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْاٰنَ يَاعُمَرُ۔

۲۰۰۳۔حضرت عبداللہ بن ہشامؓ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ! آپ مجھے ہر چیز سے زیادہ عزیز ہیں، سوائے میری اپنی جان کے۔آنحضور ﷺ نے فرمایا، نہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے (ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوسکتا) جب تک میں تمہیں تمہاری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہوجاؤں۔عمرؓ نے عرض کی، پھر واللہ اب آپ مجھے میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔آنحضور ﷺ نے فرمایا، ہاں عمر، اب بات ہوئی۔

(۲۰۰۴)عَنْ اَبِيْ ذَرٍّؓ قَالَ اِنْتَهَيْتُ اِلَيْهِ هُوَ يَقُوْلُ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ قُلْتُ مَاشَاْنِيْ اَيُرٰى فِيَّ شَيْءٌ مَاشَاْنِيْ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ فَمَا اسْتَطَعْتُ اَنْ اَسْكُتَ وَ تَغَشَّانِيْ مَا شَآءَ اللّٰهُ فَقُلْتُ مَنْ هُمْ بِاَبِيْ اَنْتَ وَ اُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَلْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا۔

۲۰۰۴۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں آنحضور ﷺ تک پہنچا تو آپ ﷺ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے فرمارہے تھے، کعبہ کے رب کی قسم، وہی سب سے زیادہ نامراد ہیں۔کعبہ کے رب کی قسم وہی سب سے زیادہ نامراد ہیں۔میں نے کہا، میری حالت کیسی ہے؟ کیا مجھے کوئی بات نظر آئی ہے؟ میری حالت کیسی ہے؟ پھر میں آنحضور ﷺ کے پاس بیٹھ گیا اور آنحضور ﷺ کہے جارہے تھے، میں آپ ﷺ کو خاموش نہیں کرسکتا تھا اور اللہ کی مشیت کے مطابق مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوگئی۔پھر میں نے عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، یارسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ ہیں جن کے پاس مال زیادہ ہے۔لیکن اس سے وہ مستثنیٰ ہیں جنہوں نے اس میں سے اس طرح خرچ کیا ہوگا۔

باب ۱۴۹۳ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ

باب ۱۴۹۳۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد کہ ''پوری پختگی کے ساتھ انہوں نے اللہ کی قسمیں کھائیں

(۲۰۰۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

۲۰۰۵۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوْتُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْوَلَدِ تَمَسُّه' النَّارُ اِلَّا تَحِلَّةَ الْقَسَمِ۔

نے فرمایا، اگر کسی مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں اور اسے جہنم میں جانا ہو تو آگ صرف قسم پوری کرنے کے لئے اسے چھوتی ہے۔

باب ۱۴۹۴ . اِذَا حَنِثَ نَاسِيًا فِي الْاَيْمَان

(۲۰۰۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رض يَرْفَعُه' قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِاُمَّتِيْ عَمَّا وَسْوَسَتْ اَوْ حَدَّثَتْ بِهٖ اَنْفُسُهَا مَالَمْ تَعْمَلْ بِهٖ اَوْ تَكَلَّمْ۔

باب ۱۴۹۴۔ جب بھول کر کوئی شخص قسم کے خلاف کرے

۲۰۰۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ان غلطیوں سے درگذر کیا ہے جن کا صرف دل میں وسوسہ گذرے یا دل میں ان کے کرنے کی خواہش ہو بشرطیکہ اس کے مطابق عمل نہ کیا ہو، اور بات کی ہو۔

باب ۱۴۹۵ . النَّذْرِ فِي الطَّاعَة

(۲۰۰۷) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَّذَرَ اَنْ يُّطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ وَمَنْ نَّذَرَ اَنْ يَّعْصِيَه' فَلَا يَعْصِهٖ۔

باب ۱۴۹۵۔ اللہ کا اطاعت کے لئے نذر

۲۰۰۷۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اس کی نذر مانی ہو کہ اللہ کی اطاعت کرے گا تو اسے اطاعت کرنی چاہئے۔ لیکن جس نے اللہ کی معصیت کی نذر مانی ہو اسے معصیت نہ کرنی چاہئے۔

باب ۱۴۹۶ . مَنْ مَاتَ وَ عَلَيْهِ نَذْرٌ

(۲۰۰۸) عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ الْاَنْصَارِي (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اِسْتَفْتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى اُمِّهٖ فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ اَنْ تَقْضِيَهٗ فَاَفْتَاهُ اَنْ يَّقْضِيَهٗ عَنْهَا فَكَانَتْ سُنَّةً بَعْدُ۔

باب ۱۴۹۶۔ جو مر گیا اور اس پر کوئی نذر باقی رہ گئی

۲۰۰۸۔ حضرت سعد بن عبادہؓ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے ایک نذر کے بارے میں پوچھا جو ان کی والدہ کے ذمہ باقی تھی اور ان کی وفات نذر پوری کرنے سے پہلے ہوگئی تھی۔ آنحضور ﷺ نے انہیں فتویٰ اس کا دیا کہ نذر وہ اپنی ماں کی طرف سے پوری کردیں۔ چنانچہ بعد میں یہی طریقہ قائم ہوا۔

باب ۱۴۹۷ . النَّذْرِ فِيْمَا لَا يَمْلِكُ وَفِيْ مَعْصِيَةٍ

(۲۰۰۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض قَالَ بَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَاَلَ عَنْهُ فَقَالُوْا اَبُوْاِسْرَآئِيْلَ نَذَرَ اَنْ يَّقُوْمَ وَلَا يَقْعُدَ وَلَا يَسْتَظِلَّ وَلَايَتَكَلَّمَ وَيَصُوْمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَه'۔

باب ۱۴۹۷۔ ایسی چیز کی نذر جو اسکی ملکیت میں نہیں اور معصیت کی

۲۰۰۹۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے کہ ایک شخص کو کھڑا دیکھا، آپ ﷺ نے اس کے متعلق پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو اسرائیل ہیں۔ انہوں نے نذر مانی ہے کہ کھڑے رہیں گے، بیٹھیں گے نہیں، نہ کسی چیز کا سایہ لیں گے اور نہ بات چیت کریں گے اور روزہ رکھیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان سے کہو کہ بات کریں، سایہ کے نیچے بیٹھیں اٹھیں اور اپنا روزہ پورا کرلیں۔

كَفَّارَاتُ الْاَيْمَان

قسموں کے کفارے

باب ۱۴۹۸ . صَاعِ الْمَدِيْنَةِ وَمُدِّ النَّبِيِّ ﷺ

(۲۰۱۰) عَنِ السَّآئِبِ بْنِ يَزِيْدَ رض قَالَ كَانَ الصَّاعُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُدًّا وَ ثُلُثًا

باب ۱۴۹۸۔ مدینہ منورہ کا صاع اور نبی کریم ﷺ کا مد

۲۰۱۰۔ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک صاع تمہارے زمانہ کے مد سے ایک مد اور تہائی کے

بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ۔

برابر ہوتا تھا۔ (نوٹ:۔ صاع اور مد ایک پیمانہ ہے)

(۲۰۱۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَصَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ۔

۲۰۱۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے اللہ! ان کے کیل (پیمانے) میں ان کے صاع اور مد میں برکت فرما۔

كِتَابُ الْفَرَائِضِ

میراث کا بیان

باب ۱۴۹۹ . مِيْرَاثُ الْوَلَدِ مِنْ اَبِيْهِ وَاُمِّهِ

باب ۱۴۹۹۔ لڑکے کی میراث اس کے باپ اور ماں کی طرف سے

(۲۰۱۲) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحِقُوا الْفَرَائِضَ بِاَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِاَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ۔

۲۰۱۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ میراث اس کے مستحقوں تک پہنچادو اور جو کچھ باقی بچے، وہ سب سے زیادہ قریبی مرد عزیز کا حصہ ہے۔

باب ۱۵۰۰ . مِيْرَاثُ اِبْنَةِ ابْنٍ مَّعَ اِبْنَةٍ

باب ۱۵۰۰۔ بیٹی کی موجودگی میں پوتی کی میراث

(۲۰۱۳) هُزَيْلَ ابْنَ شُرَحْبِيْلٍؒ قَالَ سُئِلَ اَبُوْمُوْسٰى عَنْ اِبْنَةٍ وَ اِبْنَةِ اِبْنٍ وَّاُخْتٍ فَقَالَ لِلْاِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِلْاُخْتِ النِّصْفُ وأْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَيُتَابِعُنِيْ فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّاُخْبِرَ بِقَوْلِ اَبِيْ مُوْسٰى فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ اِذًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ اَقْضِيْ فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْاِبْنَةِ النِّصْفُ وَلِابْنَةِ ابْنٍ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ وَمَا بَقِيَ فَلِلْاُخْتِ فَاَتَيْنَا اَبَامُوْسٰى فَاَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَاتَسْاَلُوْنِيْ مَا دَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيْكُمْ۔

۲۰۱۳۔ حضرت ھزیل بن شرحبیلؒ بیان کیا کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ بیٹی کو آدھا ملے گا اور بہن کو آدھا ملے گا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی بات بھی پہنچائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ پھر میں بھٹک گیا اور مجھے ہدایت نہیں ملی۔ میں اس میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا کہ بیٹی کو آدھا ملے گا۔ پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا۔ اس طرح دو تہائی مکمل ہو گئے اور پھر جو باقی بچے گا وہ بہن کو ملے گا ہم پھر ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی گفتگو ان تک پہنچائی تو انہوں نے فرمایا کہ جب تک یہ علامہ تم میں موجود ہیں مجھ سے مسائل نہ پوچھا کرو (انہیں کی طرف رجوع کیا کرو)۔

باب ۱۵۰۱ . مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَابْنُ الْاُخْتِ مِنْهُمْ

باب ۱۵۰۱۔ کسی گھرانے کا مولا، اس گھرانے ہی کا ایک فرد ہوتا ہے اور بہن کا بیٹا بھی انہیں میں سے ہوتا ہے

(۲۰۱۴) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ اَوْ كَمَا قَالَ۔

۲۰۱۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کسی گھرانہ کا مولا اسی کا ایک فرد ہوتا ہے، اوکما قال۔

وَعَنْ اَنَسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ اَوْمِنْ اَنْفُسِهِمْ،

نیز حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کسی گھرانہ کا بھانجا اس کا ایک فرد ہے (منهم یامن انفسهم کے الفاظ فرمائے)۔

باب ۱۵۰۲ . مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیرِ اَبِیهِ

(۲۰۱۵)عَنْ سَعْدٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنِ ادَّعٰی غَیْرَ اَبِیْهِ وَهُوَ یَعْلَمُ اَنَّه، غَیْرُ اَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ فَذَکَرْتُه، لِاَبِیْ بَکْرَةَ فَقَالَ وَاَنَا سَمِعَتْه، اُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِیْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

باب ۱۵۰۲۔ جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا

۲۰۱۵۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعویٰ کیا، یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کا باپ نہیں ہے تو جنت اس پر حرام ہے۔ پھر میں نے اس کا تذکرہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا اس حدیث کو آنحضور ﷺ سے میرے دونوں کانوں نے بھی سنا ہے اور میرے دل نے اس کو محفوظ رکھا ہے۔

(۲۰۱۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِکُمْ فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ اَبِیْهِ فَهُوَ کُفْرٌ۔

۲۰۱۶۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اپنے باپ سے کوئی اعراض نہ کرے، کیونکہ جو اپنے باپ سے اعراض کرتا ہے (اور دوسرے کو اپنا باپ ظاہر کرتا ہے تو) یہ کفر ہے۔

کِتَابُ الْحُدُوْدِ

وَمَایُحَذَّرُ مِنَ الْحُدُوْدِ

باب ۱۵۰۳ . الضَّرْبِ بِالْجَرِیْدِ وَالنِّعَالِ

حدود وقصاص کا بیان

اور کس طرح حدود سے بچا جائے

باب ۱۵۰۳۔ چھڑی اور جوتے سے مارنا

(۲۰۱۷)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْشَرِبَ قَالَ اضْرِبُوْهُ قَالَ اَبُوْهُرَیْرَةَ فَمِنَّا الضَّارِبُ بِیَدِهٖ وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ اَخْزَاکَ اللّٰهُ قَالَ لَاتَقُوْلُوْا هٰکَذَا لَا تُعِیْنُوْا عَلَیْهِ الشَّیْطَانَ ۔

۲۰۱۷۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جو پیے ہوئے تھا تو آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اسے مارو۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم میں بعض وہ تھے جنہوں نے اسے ہاتھ سے مارا، بعض نے جوتے سے مارا اور بعض نے اپنے کپڑے سے مارا۔ جب مار چکے تو کسی نے کہا کہ اللہ تجھے رسوا کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح کے جملے نہ کہو، اسکے معاملہ میں شیطان کی مدد نہ کرو۔

(۲۰۱۸)عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَاکُنْتُ لِاُقِیْمَ حَدًّا عَلٰی اَحَدٍ فَیَمُوْتُ فَاَجِدَ فِیْ نَفْسِیْ اِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ فَاِنَّه، لَوْمَاتَ وَدَیْتُه، وَ ذٰلِکَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَسُنَّه، ۔

۲۰۱۸۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نہیں پسند کروں گا کہ حد میں کسی کو ایسی سزا دوں کہ وہ مر جائے اور پھر مجھے اس کا رنج ہو، سوائے شرابی کے، کہ اگر یہ مر جائے تو میں اس کی دیت ادا کروں گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی تھی۔

باب ۱۵۰۴ . مَایُکْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ وَاِنَّه، لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنَ الْمِلَّةِ

باب ۱۵۰۴۔ شراب پینے والے پر لعنت کرنے پر ناپسندیدگی اور یہ کہ وہ مذہب سے نکل نہیں جاتا

(۲۰۱۹) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِؓ اَنَّ رَجُلًا عَلٰی عَهْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِسْمُه، عَبْدَاللّٰهِ وَکَانَ یُلَقَّبُ حِمَارًا وَکَانَ یُضْحِکُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

۲۰۱۹۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص، جس کا نام عبداللہ تھا اور ''حمار'' (گدھا) کے لقب سے پکارے جاتے تھے وہ آنحضورؐ کو ہنساتے تھے اور آنحضور ﷺ نے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَلَدَهُ، فِي الشَّرَابِ فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ مَاأَكْثَرَ مَايُؤْتٰى بِهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاتَلْعَنُوْهُ فَوَاللّٰهِ مَاعَلِمْتُ اِلَّا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ۔

انہیں شراب پینے پر مارا تھا تو انہیں ایک دن لایا گیا اور آنحضور ﷺ نے ان کے لئے حکم دیا اور انہیں مارا گیا۔ حاضرین میں ایک صاحب نے کہا اللہ اس پر لعنت کرے کتنی مرتبہ کہا جا چکا ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ان پر لعنت نہ کرو، واللہ! میں نے اس کے متعلق یہی جانا ہے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے۔

باب۱۵۰۵ . لَعْنِ السَّارِقِ اِذَا لَمْ يُسَمَّ

باب۱۵۰۵۔ چور کا نام لئے بغیر اس پر لعنت بھیجنا

(۲۰۲۰) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، ۔

۲۰۲۰۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے چور پر لعنت بھیجی کہ ایک انڈا چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا ہے۔ اور ایک رسی چراتا ہے اور اس کا ہاتھ کاٹ لیا جاتا ہے۔

باب۱۵۰۶ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا اَيْدِيَهُمَا وَفِيْ كَمْ يُقْطَعُ

باب۱۵۰۶۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''اور چور مرد اور چور عورت کا ہاتھ کاٹو اور کتنے پر ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۲۰۲۱) عَنْ عَائِشَةَ ؓ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبْعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا ۔

۲۰۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ پر ہاتھ کاٹ لیا جائے۔

(۲۰۲۲) عَنْ عَائِشَةَ ؓ اَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا فِيْ ثَمَنِ مِجَنٍّ حَجَفَةٍ اَوْ تُرْسٍ۔

۲۰۲۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں چور کا ہاتھ بغیر لکڑی کے چمڑے کی ڈھال یا عام ڈھال کی چوری پر ہی کاٹا جاتا تھا۔

(۲۰۲۳) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطَعَ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهُ، ثَلَاثَةُ دَرَاهِمَ ۔

۲۰۲۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک ڈھال پر ہاتھ کاٹا تھا، جس کی قیمت تین درہم تھی۔

كِتَابُ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ اَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ

کفار و مرتدوں میں سے جنگ کرنے والے

باب۱۵۰۷ . كَمِ التَّعْزِيْرُ وَالْاَدَبُ.

باب۱۵۰۷۔ تعزیر اور ادب کتنا ہے

(۲۰۲۴) عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَايُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ اِلَّا فِيْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ۔

۲۰۲۴۔ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، حدود اللہ میں سے کسی حد کے سوا کسی سزا میں دس کوڑے سے زیادہ (کسی مجرم) کو نہ مارے جائیں۔

باب۱۵۰۸ . قَذْفِ الْعَبِيْدِ

باب۱۵۰۸۔ غلاموں پر تہمت لگانا

(۲۰۲۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ سَمِعْتُ اَبَاالْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ، وَهُوَ بَرِئٌ مِمَّا قَالَ جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ كَمَا قَالَ۔

۲۰۲۵۔ ابوہریرہؓ نے کہا میں نے ابوالقاسم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا جس نے اپنے غلام پر تہمت لگائی، حالانکہ غلام اس تہمت سے بری تھا تو قیامت کے دن اسے کوڑے لگائے جائینگے، سوائے اسکے کہ اسکی بات واقعہ کے مطابق ہو۔

كِتَابُ الدِّيَاتِ

(٢٠٢٦)عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِي فُسْحَةٍ مِّنْ دِيْنِهٖ مَالَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا۔

(٢٠٢٧)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمِقْدَادِ اِذَا كَانَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ يُخْفِي اِيْمَانَهٗ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ فَاَظْهَرَ اِيْمَانَهٗ فَقَتَلْتَهٗ فَكَذٰلِكَ كُنْتَ اَنْتَ تُخْفِي اِيْمَانَكَ بِمَكَّةَ مِنْ قَبْلُ۔

باب ١٥٠٩ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَمَنْ اَحْيَاهَا

(٢٠٢٨)عَنْ عَبْدِاللّٰهِؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا۔

باب ١٥١٠ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى.
اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْاَنْفَ بِالْاَنْفِ وَالْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوْحَ قِصَاصٌ

(٢٠٢٩)عَنْ عَبْدِاللّٰهِؓ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَايَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُّسْلِمٍ يَّشْهَدُ اَنْ لَّااِلٰهَ اِلَّااللّٰهُ وَاَنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ بِاِحْدٰى ثَلَاثٍ اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ وَالثَّيِّبُ الزَّانِي وَالْمَارِقُ مِنَ الدِّيْنِ التَّارِكُ الْجَمَاعَةَ۔

باب ١٥١١ . مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ.

(٢٠٣٠)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبْغَضُ النَّاسِ اِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ وَمُبْتَغٍ فِي الْاِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهَرِيْقَ دَمَهٗ۔

باب ١٥١٢ . مَنْ اَخَذَ حَقَّهٗ اَوِ اقْتَصَّ دُوْنَ السُّلْطَانِ

(٢٠٣١)عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَؓ يَقُوْلُ اِنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ

خون بہا کا بیان

۲۰۲۶۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن اس وقت تک اپنے دین کے بارے میں وسعت میں رہتا ہے جب تک وہ کسی حرام خون کا ارتکاب نہ کرے۔

۲۰۲۷۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے مقداد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ اگر کوئی مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ رہتا ہے، پھر اس نے اپنے ایمان کا اظہار کیا اور تم نے اسے قتل کر دیا تو ایسے ہی مکہ میں تم اس سے پہلے اپنا ایمان چھپاتے تھے۔

باب ۱۵۰۹۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''من احیاھا''

۲۰۲۸۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہم پر ہتھیار اٹھایا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

باب ۱۵۱۰۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ''جان کا بدلہ جان ہے اور آنکھ کا بدلہ آنکھ اور ناک کا بدلہ ناک اور کان کا بدلہ کان اور دانت کا بدلہ دانت اور زخموں میں قصاص ہے

۲۰۲۹۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا خون جو کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ماننے والا ہو حلال نہیں ہے، البتہ تین صورتوں میں جائز ہے۔ جان کے بدلہ جان لینے، شادی شدہ ہو کر زنا کرنے والے اور دین سے نکل جانے والے (مرتد) جماعت کو چھوڑ دینے والے (کی جان لینا)۔

باب ۱۵۱۱۔جس نے کسی کے خون کا ناحق مطالبہ کیا

۲۰۳۰۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں (مسلمانوں) میں سب سے زیادہ مبغوض تین طرح کے لوگ ہیں۔ حرم میں زیادتی کرنے والا، اسلام میں جاہلیت کے طریقے لانے کا خواہشمند اور کسی شخص کے خون کا ناحق مطالبہ کرنے والا۔ صرف اس کا خون بہانے کی نیت سے۔

باب ۱۵۱۲۔جس نے اپنا حق یا قصاص سلطان کی اجازت کے بغیر لے لیا

۲۰۳۱۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آنحضور ﷺ نے فرمایا، ہم آخری (امت) ہیں، لیکن قیامت

وَبِاِسْنَادِهٖ لَوِاطَّلَعَ فِي بَيْتِكَ اَحَدٌ وَّلَمْ تَاذَنْ لَه' خَذَفْتَه' بِحَصَاةٍ فَفَقَأْتَ عَيْنَه' مَاكَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ۔

کے دن آگے رہنے والے ہیں اور اسی اسناد کے ساتھ روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا۔ اگر کوئی شخص تیرے گھر میں کسی سوراخ یا جنگلے وغیرہ سے تم سے اجازت لئے بغیر جھانک رہا ہو اور تم اسے کنکری مارو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی سزا نہیں ہے۔

باب ۱۵۱۳ . دِيَةُ الاَصَابِعِ

(۲۰۳۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذِهٖ وَهٰذِهٖ سَوَآءٌ يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالْاِبْهَامَ۔

باب ۱۵۱۳۔ انگلیوں کا خون بہا

۲۰۳۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انگوٹھا اور چھنگلی (قصاص میں) برابر ہیں۔

كِتَابُ اِسْتِتَابَةِ الْمُرْتَدِّيْنَ وَالْمُعَانِدِيْنَ وَقِتَالِهِمْ

بـــاب ۱۵۱۴ . قَـــالَ الـلّٰـــهُ تَـعَـــالٰـى : اِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ. لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ

مرتد اور باغیوں سے توبہ کرانا اور ان سے جنگ کرنا

باب ۱۵۱۴۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ شرک ظلم عظیم ہے۔ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارا عمل اکارت جائے گا اور یقیناً تم نامرادوں میں سے ہو جاؤ گے

(۲۰۳۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَنُؤَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ مَنْ حَسَنَ فِي الْاِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ اَسَآءَ فِي الْاِسْلَامِ اُخِذَ بِالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔

۲۰۳۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صاحب نے کہا، یارسول اللہ! کیا ہماری پکڑ ان اعمال پر بھی ہوگی جو ہم زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا، جو اسلام میں مخلص رہا اس کی جاہلیت کے اعمال پر پکڑ نہیں ہوگی، لیکن جو اسلام میں غیر مخلص ہوگا۔ اس کی اول و آخر تمام اعمال میں پکڑ ہوگی۔

كِتَابُ التَّعْبِيْرِ

باب ۱۵۱۵ . رُؤْيَا الصَّالِحِيْنَ

(۲۰۳۴) عَنْ اَنَسِ ابْنِ مَالِكٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔

خوابوں کی تعبیر

باب ۱۵۱۵۔ نیکیوں کے خواب

۲۰۳۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں جز ہے۔

باب ۱۵۱۶ . اَلرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ

(۲۰۳۵) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّه' سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ : اِذَا رَاٰى اَحَدُكُمْ رُؤْيَا يُحِبُّهَا فَاِنَّمَا هِيَ مِنَ اللّٰهِ فَلْيَحْمَدِاللّٰهَ عَلَيْهَا وَلْيُحَدِّثْ بِهَا وَاِذَا رَاٰى غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا يَكْرَهُ فَاِنَّمَا هِيَ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلْيَسْتَعِذْ مِنْ شَرِّهَا وَلَا يَذْكُرْهَا لِاَحَدٍ فَاِنَّهَا لَاتَضُرُّه'۔

باب ۱۵۱۶۔ خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے

۲۰۳۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے، جسے وہ پسند کرتا ہو تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اس پر اسے اللہ کی حمد کرنی چاہئے، لیکن اگر کوئی اس کے سوا کوئی ایسا خواب دیکھتا ہے جو اسے ناپسند ہے تو یہ شیطان کی طرف سے ہے پس اسے اسکے شر سے پناہ مانگنی چاہئے اور کسی سے ایسے خواب کا ذکر نہ کرنا چاہئے، کیونکہ یہ خواب اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

باب ۱۵۱۷ . اَلْمُبَشِّرَاتِ

(۲۰۳۶) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَمْ یَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ اِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَةُ۔

باب ۱۵۱۷۔ مبشرات

۲۰۳۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ نبوت میں سے صرف اب مبشرات باقی رہ گئی ہیں۔ صحابہؓ نے پوچھا مبشرات کیا ہیں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ اچھے خواب۔

باب ۱۵۱۸ . مَنْ رَّاٰی النَّبِیَّ ﷺ فِی الْمَنَامِ

(۲۰۳۷) عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَّاٰنِی فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِی فِی الْیَقْظَةِ وَلَا یَتَمَثَّلُ الشَّیْطَانُ بِی ۔

(۲۰۳۸) عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ رَّاٰنِی فَقَدْ رَاٰنِی الْحَقَّ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَایَتَکَوَّنُنِی۔

باب ۱۵۱۸۔ جس نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا

۲۰۳۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو عنقریب وہ مجھے بیداری میں دیکھے گا، اور شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔

۲۰۳۸۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جس نے مجھے دیکھا، اس نے حق دیکھا، کیونکہ شیطان مجھ جیسا نہیں بن سکتا۔

باب ۱۵۱۹ . اَلرُّؤْیَا بِالنَّهَارِ

(۲۰۳۹) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) یَقُوْلُ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدْخُلُ عَلٰی اُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ وَکَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ فَدَخَلَ عَلَیْهَا یَوْمًا فَاَطْعَمَتْهُ وَجَعَلَتْ تَفْلِیْ رَاْسَهٗ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ وَهُوَ یَضْحَكُ قَالَتْ فَقُلْتُ مَایُضْحِکُكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِی عُرِضُوْا عَلَیَّ غُزَاةً فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ یَرْکَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ مُلُوْکًا عَلَی الْاَسِرَّةِ قَالَتْ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ یَجْعَلَنِی مِنْهُمْ فَدَعَا لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَضَعَ رَاْسَهٗ ثُمَّ اسْتَیْقَظَ وَهُوَ یَضْحَكُ فَقُلْتُ مَایُضْحِکُكَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ نَاسٌ مِّنْ اُمَّتِی عُرِضُوْا عَلَیَّ غُزَاةً فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ کَمَا قَالَ فِی الْاُوْلٰی قَالَتْ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ اَنْ یَجْعَلَنِی مِنْهُمْ قَالَ اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ فَرَکِبَتِ الْبَحْرَ فِی زَمَانِ مُعَاوِیَةَ بْنِ اَبِی سُفْیَانَ فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِیْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَکَتْ۔

باب ۱۵۱۹۔ دن کا خواب

۲۰۳۹۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ ایک دن آپ ان کے یہاں گئے تو انہوں نے آپ ﷺ کے سامنے کھانے کی چیز پیش کی اور آپ ﷺ کا سر جھاڑنے لگیں۔ اس عرصہ میں آنحضور ﷺ سو گئے۔ پھر بیدار ہو گئے تو آپ ﷺ مسکرا رہے تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے اس پر پوچھا یارسول اللہ! آپ ہنس کیوں رہے تھے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اللہ کے راستہ میں غزوہ کرتے ہوئے پیش کئے گئے اور دریا کی پشت پر وہ اس طرح سوار تھے جیسے بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں۔ انہون نے بیان کیا کہ میں نے اس پر عرض کی، یارسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی ان میں کردے۔ چنانچہ آنحضور ﷺ نے ان کے لئے دعا کی، پھر آپ ﷺ نے سر مبارک رکھا (اور سو گئے) پھر بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! آپ کیوں ہنس رہے ہیں؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اللہ کے راستے میں غزوہ کرتے ہوئے پیش کئے گئے۔ جس طرح آنحضور ﷺ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا۔ بیان کیا کہ میں نے عرض کی، یارسول اللہ! اللہ سے دعا کریں کہ مجھے بھی ان میں

کر دے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ تم سب سے پہلے لوگوں میں ہوگی۔ چنانچہ ام حرام رضی اللہ عنہا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں سمندری سفر پر (قافلہ جہاد کے ساتھ) گئیں اور جب سمندر سے باہر آئیں تو سواری سے گر کر شہید ہو گئیں۔

باب ۱۵۲۰۔ اَلْقَيْدُ فِي الْمَنَامِ

(۲۰۴۰) عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِّنْ سِتَّةٍ وَّاَرْبَعِيْنَ جُزْئًا مِّنَ النُّبُوَّةِ۔

باب ۱۵۲۰۔ خواب میں قید

۲۰۴۰۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب قیامت قریب ہوگی تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جز ہے۔

باب ۱۵۲۱۔ اِذَا رَاٰى اَنَّهٗ اَخْرَجَ الشَّيْءَ مِنْ كُوْرَةٍ فَاَسْكَنَهٗ مَوْضِعًا اٰخَرَ

(۲۰۴۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَاَيْتُ كَاَنَّ امْرَاَةً سَوْدَآءَ ثَائِرَةَ الرَّاْسِ خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى قَامَتْ بِمُهَيْعَةَ وَهِيَ الْجُحْفَةُ فَاَوَّلْتُ اَنَّ وَبَآءَ الْمَدِيْنَةِ نُقِلَ اِلَيْهَا۔

باب ۱۵۲۱۔ جب کسی نے دیکھا کہ اس نے کوئی چیز کسی طاق سے نکالی اور اسے دوسری جگہ رکھ دیا

۲۰۴۱۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں نے دیکھا جیسے ایک سیاہ عورت پراگندہ بال مدینہ سے نکلی مہیعہ میں جا کر کھڑی ہوگئی۔ مہیعہ **جحفہ** کو کہتے ہیں۔ میں نے اس کی یہ تعبیر لی کہ مدینہ کی وبا **جحفہ** کو منتقل ہوگئی۔

باب ۱۵۲۲۔ مَنْ كَذَبَ فِي حُلُمِهٖ

(۲۰۴۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَحَلَّمَ بِحُلُمٍ لَمْ يَرَهٗ كُلِّفَ اَنْ يَّعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ وَلَنْ يَّفْعَلَ وَمَنِ اسْتَمَعَ اِلٰى حَدِيْثِ قَوْمٍ وَّهُمْ لَهٗ كَارِهُوْنَ اَوْ يَفِرُّوْنَ مِنْهُ صُبَّ فِي اُذُنِهِ الْاٰنُكُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً عُذِّبَ وَكُلِّفَ اَنْ يَّنْفُخَ فِيْهَا وَلَيْسَ بِنَافِخٍ۔

باب ۱۵۲۲۔ جو اپنے خواب کے سلسلے میں جھوٹ بولے

۲۰۴۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایسا خواب بیان کیا جو اس نے دیکھا نہ ہو تو اسے دو جو کے دانوں کو قیامت کے دن جوڑنے کے لئے کہا جائے گا اور وہ اسے ہرگز نہیں کر سکے گا اور جو شخص ایسے لوگوں کی بات سننے کے درپے ہوگا جو اسے پسند نہیں کرتے یا اس سے بھاگتے ہیں تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسہ پگھلایا جائے گا اور جو شخص کوئی تصویر بنائے گا، اسے عذاب دیا جائے گا اور اس پر زور دیا جائے گا کہ اس میں روح بھی ڈالے اور وہ نہ کر سکے گا۔

(۲۰۴۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْ اَفْرَى الْفِرٰى اَنْ يُرِيَ عَيْنَيْهِ مَالَمْ تَرَ۔

۲۰۴۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سب سے بدترین جھوٹ یہ ہے کہ انسان اس چیز کے دیکھنے کا دعویٰ کرے جو اس کی آنکھوں نے نہ دیکھی ہو۔

باب ۱۵۲۳۔ مَنْ لَّمْ يَرَ الرُّؤْيَا لِاَوَّلِ عَابِرٍ اِذَا لَمْ يُصِبْ

(۲۰۴۴) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَجُلًا اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

باب ۱۵۲۳۔ وہ جس کی نظر میں خواب کی پہلی غلط تعبیر تعبیر ہی نہیں ہے

۲۰۴۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حدیث بیان کرتے تھے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ رات میں نے خواب

وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنِّي رَاَيْتُ اللَّيْلَةَ فِي الْمَنَامِ ظُلَّةً تَنْطِفُ السَّمْنَ وَالْعَسَلَ فَاَرَى النَّاسَ يَتَكَفَّفُوْنَ مِنْهَا فَالْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ وَاِذَا سَبَبٌ وَاصِلٌ مِنَ الْاَرْضِ اِلَى السَّمَآءِ فَاَرَاكَ اَخَذْتَ بِهٖ فَعَلَوْتَ ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ اٰخَرُ فَعَلَا بِهٖ ثُمَّ اَخَذَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَعَلَا بِهٖ ثُمَّ اَخَذَ بِهٖ رَجُلٌ اٰخَرُ فَانْقَطَعَ ثُمَّ وُصِلَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاللّٰهِ لَتَدَعَنِّيْ فَاَعْبُرُهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْبُرْ قَالَ اَمَّا الظُّلَّةُ فَالْاِسْلَامُ وَاَمَّا الَّذِيْ يَنْطُفُ مِنَ الْعَسَلِ وَالسَّمْنِ فَالْقُرْاٰنُ حَلَاوَتُهٗ تَنْطِفُ فَالْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْمُسْتَقِلُّ وَاَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ فَالْحَقُّ الَّذِيْ اَنْتَ عَلَيْهِ تَاْخُذُ بِهٖ فَيُعْلِيْكَ اللّٰهُ ثُمَّ يَاْخُذُ بِهٖ رَجُلٌ مِنْ بَعْدِكَ فَيَعْلُوْ بِهٖ ثُمَّ يَاْخُذُهٗ رَجُلٌ اٰخَرُ فَيَعْلُوْ بِهٖ ثُمَّ يَاْخُذُهٗ رَجُلٌ اٰخَرُ فَيَنْقَطِعُ بِهٖ ثُمَّ يُوْصَلُ لَهٗ فَيَعْلُوْ بِهٖ فَاَخْبِرْنِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِاَبِيْ اَنْتَ اَصَبْتُ اَمْ اَخْطَاْتُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَبْتَ بَعْضًا وَاَخْطَاْتَ بَعْضًا قَالَ فَوَاللّٰهِ لَتُحَدِّثُنِيْ بِالَّذِيْ اَخْطَاْتُ قَالَ لَاتُقْسِمْ۔

میں دیکھا کہ ایک سایہ ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ انہیں جمع کر رہے ہیں۔ کوئی زیادہ دور اور کوئی کم۔ اور ایک رسی ہے جو زمین کو آسمان سے ملاتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے اسے پکڑا اور اوپر چڑھ گئے۔ پھر ایک تیسرے صاحب نے پکڑا اور وہ بھی چڑھ گئے۔ پھر چوتھے صاحب نے پکڑا اور وہ بھی اس کے ذریعہ چڑھ گئے۔ پھر وہ رسی ٹوٹ گئی، پھر جڑ گئی، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ! میرے باپ آپ پر فدا ہوں، مجھے اجازت دیجئے، میں اس کی تعبیر بیان کردوں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ بیان کرو۔ انہوں نے کہا سایہ سے مراد اسلام ہے اور جو شہد اور گھی ٹپک رہا تھا وہ قرآن ہے، اس کی شیرینی ٹپکتی ہے اور بعض قرآن کو زیادہ حاصل کرنے والے ہیں، بعض کم، اور آسمان سے زمین تک کی رسی کا مفہوم وہ حق ہے جس پر آپ قائم ہیں۔ آپ اسے پکڑے ہوئے ہیں اور اس کے ذریعہ اللہ آپ کو بلند کرے گا۔ پھر آپ کے بعد ایک دوسرے صاحب اسی پکڑیں گے اور اللہ انہیں بھی اس کے ذریعہ بلند کرے گا، اور پھر تیسرے صاحب پکڑیں گے اور اللہ انہیں بھی اس کے ذریعہ بلند کرے گا، پھر چوتھے صاحب پکڑیں گے اور پھر یہ رسی ٹوٹ جائے گی۔ (جب وہ رسی ٹوٹ جائے گی) تو اس کو جوڑ دیا جائے گا۔ اور وہ اس کے ذریعہ بلند ہوں گے۔ یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا ہوں، مجھے بتایئے۔ کیا میں نے صحیح کہا یا غلطی کی ہے؟ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ بعض حصہ کی صحیح تعبیر دی اور بعض کی غلط۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی پس واللہ آپ میری غلطی کی نشاندہی فرمادیں اور آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ قسم نہ کھاؤ۔

كِتَابُ الْفِتَنِ

فتنوں کا بیان

باب ۱۵۲۴۔ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَرَوْنَ بَعْدِيْ اُمُوْرًا تُنْكِرُوْنَهَا

باب ۱۵۲۴۔ نبی کریم ﷺ کے ارشاد کہ میرے بعد تم بعض ایسی چیزیں دیکھو گے جن میں تم اجنبیت محسوس کرو گے

(۲۰۴۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ كَرِهَ مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا فَلْيَصْبِرْ فَاِنَّهٗ مَنْ خَرَجَ مِنَ السُّلْطَانِ شِبْرًا مَاتَ مِيْتَةً جَاهِلِيَّةً۔

۲۰۴۵۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے امیر میں کوئی ناپسندیدہ بات دیکھے تو صبر کرے، کیونکہ حکومت کے خلاف اگر کوئی بالشت بھی باہر نکلا تو جاہلیت کی موت مرا۔

(۲۰۴۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ رَّاٰى مِنْ اَمِيْرِهٖ شَيْئًا

۲۰۴۶۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنے امیر کی طرف سے کوئی ناپسندہ چیز دیکھی تو اسے

يَكْرَهُهُ فَلْيَصْبِرْ عَلَيْهِ فَاِنَّهُ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ اِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً۔

چاہئے کہ صبر کرے۔ اس لئے کہ جس نے جماعت سے ایک بالشت جدائی اختیار کی، اور اسی حالت میں مرا تو جاہلیت کی موت مرا۔

(۲۰۴۷)عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِؓ قَالَ دَعَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَايَعْنَاهُ فَقَالَ فِيمَا اَخَذَ عَلَيْنَا اَنْ بَايَعْنَا عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِي مَنْشَطِنَا وَمَكْرَهِنَا وَعُسْرِنَا وَيُسْرِنَا وَاَثَرَةٍ عَلَيْنَا وَاَنْ لَا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهُ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ فِيهِ بُرْهَانٌ۔

۲۰۴۷۔ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضور ﷺ نے ہمیں ایک مرتبہ بلایا اور ہم نے آپ سے بیعت (عہد) کی۔ آپؐ نے بیان کیا کہ جن باتوں کا آنحضور ﷺ نے ہم سے عہد لیا تھا، ان میں یہ بھی تھا کہ ہم خوشی و ناگواری، تنگی اور کشادگی اور اپنے اوپر ترجیح دیئے جانے میں اطاعت و فرمانبرداری کریں اور یہ کہ حکمرانوں کے ساتھ حکومت کے بارے میں اس وقت تک جھگڑا نہ کریں جبتک صاف کفر نہ دیکھ لیں۔ جس کیلئے ہمارے پاس اللہ کی طرف سے دلیل و برہان ہو۔

باب ۱۵۲۵. ظُهُوْرِ الْفِتَنِ.

باب ۱۵۲۵۔ فتنوں کا ظہور

(۲۰۴۸) قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍؓ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُدْرِكُهُمُ السَّاعَةُ وَهُمْ اَحْيَاءٌ۔

۲۰۴۸۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے آنحضور ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ وہ لوگ بدبخت ترین لوگوں میں ہوں گے جن کی زندگی میں قیامت آئے گی۔

باب ۱۵۲۶. لَايَاتِيْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ

باب ۱۵۲۶۔ جو دور بھی آتا ہے اسکے بعد کا دور اس سے برا ہوگا

(۲۰۴۹)عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّؓ قَالَ اَتَيْنَا اَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ فَشَكَوْنَا اِلَيْهِ مَا نَلْقَى مِنَ الْحَجَّاجِ فَقَالَ اصْبِرُوْا فَاِنَّهُ لَايَاتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ اِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ سَمِعْتُهُ مِنْ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

۲۰۴۹۔ حضرت زبیر بن عدیؓ نے بیان کیا کہ ہم انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آپ سے حجاج کے طرز عمل کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ صبر کرو۔ کیونکہ تم پر جو دور بھی آتا ہے تو اس کے بعد آنے والا دور اس سے برا ہوگا یہانتک کہ تم اپنے رب سے جاملو میں نے یہ تمہارے نبی ﷺ سے سنا ہے۔

باب ۱۵۲۷. قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا.

باب ۱۵۲۷۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد'' جو ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں

(۲۰۵۰)عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُشِيْرُ اَحَدُكُمْ عَلَى اَخِيْهِ بِالسِّلَاحِ فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِيْ يَدِهٖ فَيَقَعُ فِيْ حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ۔

۲۰۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کوئی شخص اپنے کسی (دینی) بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیونکہ وہ نہیں جانتا ممکن ہے شیطان اسے اس کے ہاتھ سے چھڑوا دے۔ اور پھر وہ اس کی وجہ سے جہنم کے گڑھے میں گر پڑے۔

باب ۱۵۲۸. تَكُوْنُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ.

باب ۱۵۲۸۔ ایک ایسا فتنہ اٹھے گا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا

(۲۰۵۱)عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُوْنُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيْهَا خَيْرٌ مِنَ

۲۰۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عنقریب ایسے فتنے برپا ہوں گے جن میں بیٹھنے والا کھڑے

الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِّنَ السَّاعِي مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفُه، فَمَنْ وَجَدَ فِيهَا مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَعُذْ بِهٖ۔

ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا ان میں چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو اس کی طرف جھانک کر بھی دیکھے گا تو فتنہ اسے تباہی تک پہنچا دے گا بس جو کوئی اس سے جائے پناہ پائے تو پناہ لے لے۔

باب ۱۵۲۹ . التَّعَرُّبِ فِي الْفِتْنَةِ

(۲۰۵۲) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّه، دَخَلَ عَلَى الْحَجَّاجِ فَقَالَ يَاابْنَ الْاَكْوَعِ اِرْتَدَدْتَّ عَلٰى عَقِبَيْكَ تَعَرَّبْتَ قَالَ لَاوَلٰكِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ لِيْ فِي الْبَدْوِ۔

باب ۱۵۲۹۔ زمانہ فتنہ میں دیہات میں چلے جانا۔

۲۰۵۲۔ حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ حجاج کے یہاں گئے تو اس نے کہا کہ اے ابن الاکوع! آپ گاؤں میں رہنے لگے ہیں الٹے پاؤں پھر گئے فرمایا کہ نہیں! بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے گاؤں میں رہنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔

باب ۱۵۳۰ . اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا

(۲۰۵۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْزَلَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ عَذَابًا اَصَابَ الْعَذَابُ مَنْ كَانَ فِيهِمْ ثُمَّ بُعِثُوْا عَلٰى اَعْمَالِهِمْ۔

باب ۱۵۳۰۔ جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرے

۲۰۵۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ کسی قوم پر عذاب نازل کرتا ہے تو عذاب ان سب لوگوں پر آتا ہے جو اس قوم میں ہوتے ہیں۔ پھر انہیں ان کے اعمال کے مطابق اٹھایا جائے گا (یعنی اگر نیک ہوں گے تو نیکوں کے ساتھ اٹھایا جائے اور برے ہوں گے تو بروں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔)

باب ۱۵۳۱ . اِذَا قَالَ عِنْدَ قَوْمٍ شَيْئًا ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ بِخِلَافِهٖ

(۲۰۵۴) عَنْ حُذَيْفَةَ ؓ قَالَ اِنَّمَا كَانَ النِّفَاقُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَّا الْيَوْمَ فَاِنَّمَا هُوَ الْكُفْرُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ۔

باب ۱۵۳۱۔ جب کچھ لوگوں کے سامنے کوئی بات کہی اور پھر جب وہاں سے نکلا تو اس کے خلاف بات کہی

۲۰۵۴۔ حضرت حذیفہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں نفاق تھا لیکن آج تو ایمان کے بعد کفر اختیار کرنا ہے۔

باب ۱۵۳۲ . خُرُوْجِ النَّارِ

(۲۰۵۵) قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَخْرُجَ نَارٌ مِّنْ اَرْضِ الْحِجَازِ تُضِيْءُ اَعْنَاقَ الْاِبِلِ بِبُصْرٰى۔

باب ۱۵۳۲۔ آگ کا نکلنا

۲۰۵۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ سرزمین حجاز سے ایک آگ نکلے گی اور بصریٰ میں اونٹوں کی گردنوں کو روشن کردے گی۔

(۲۰۵۶) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْشِكُ الْفُرَاتُ اَنْ يَّحْسِرَ عَنْ كَنْزٍ مِّنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَه، فَلَا يَاْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا۔

۲۰۵۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ عنقریب دریائے فرات سے سونے کا ایک خزانہ ظاہر ہوگا۔ پس جو کوئی وہاں موجود ہو وہ لیکن میں سے کچھ نہ لے۔

(۲۰۵۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ

۲۰۵۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک دو عظیم جماعتیں

حَتّٰی تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِیْمَتَانِ یَكُوْنُ بَیْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِیْمَةٌ دَعْوَتُهُمَا وَاحِدٌ وَّحَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ قَرِیْبٌ مِّنْ ثَلَاثِیْنَ كُلُّهُمْ یَزْعُمُ اَنَّهٗ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَحَتّٰی یُقْبَضَ الْعِلْمُ وَتَكْثُرَ الزَّلَازِلُ وَیَتَقَارَبَ الزَّمَانُ وَتَظْهَرَ الْفِتَنُ وَیَكْثُرَ الْهَرْجُ وَهُوَ الْقَتْلُ وَحَتّٰی یَكْثُرَ فِیْكُمُ الْمَالُ فَیَفِیْضَ حَتّٰی یُهِمَّ رَبَّ الْمَالِ مَنْ یَّقْبَلُ صَدَقَتَهٗ وَحَتّٰی یَعْرِضَهٗ فَیَقُوْلَ الَّذِیْ یَعْرِضُهٗ عَلَیْهِ لَااَرَبَ لِیْ بِهٖ وَحَتّٰی یَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِی الْبُنْیَانِ وَحَتّٰی یَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ یَالَیْتَنِیْ مَكَانَهٗ وَحَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَاِذَا طَلَعَتْ وَرَاٰهَا النَّاسُ یَعْنِیْ اٰمَنُوْا اَجْمَعُوْنَ فَذَالِكَ حِیْنَ لَایَنْفَعُ نَفْسًا اِیْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلَانِ ثَوْبَهُمَا بَیْنَهُمَا فَلَایَتَبَایَعَانِهٖ وَلَا یَطْوِیَانِهٖ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بِلَبَنِ لِقْحَتِهٖ فَلَا یَطْعَمُهٗ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ یُلِیْطُ حَوْضَهٗ فَلَا یَسْقِیْ فِیْهِ وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ اُكْلَتَهٗ اِلٰی فِیْهِ فَلَا یَطْعَمُهَا۔

جنگ نہ کریں۔ ان دونوں جماعتوں کے درمیان زبردست خونریزی ہوگی۔ حالانکہ دونوں کی دعوت ایک ہوگی اور یہاں تک کہ بہت سے جھوٹے دجال بھیجے جائیں گے۔ تقریباً تیس، ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور یہاں تک کہ علم اٹھالیا جائے گا اور زلزلوں کی کثرت ہوجائے گی اور زمانہ قریب ہوجائے گا اور فتنے ظاہر ہوجائیں گے اور ہرج بڑھ جائے گا اور ہرج سے مراد قتل ہے اور یہاں تک کہ تمہارے پاس مال کی کثرت ہوجائے گی بلکہ بہہ پڑے گا اور یہاں تک کہ صاحب مال کو اس کی فکر دامن گیر ہوگی کہ اس کا صدقہ کون قبول کرے گا اور یہاں تک کہ وہ پیش کرے گا۔ لیکن جس کے سامنے پیش کرے گا وہ کہے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور یہاں تک کہ لوگ بڑی بڑی عمارتوں میں اکڑیں گے اور یہاں تک کہ ایک شخص دوسرے کی قبر سے گذرے گا اور کہے گا کہ کاش میں بھی اسی جگہ ہوتا اور یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا، پس جب وہ اس طرح طلوع ہوگا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے۔ لیکن یہ وہ وقت ہوگا جب کسی ایسے شخص کو اس کا ایمان لانا فائدہ نہ پہنچائے گا جو پہلے سے ایمان نہ لایا ہو یا اس نے اپنے ایمان کے ساتھ اچھے اعمال نہ کئے ہوں اور قیامت اس طرح قائم ہوجائے گی کہ دو افراد نے اپنے درمیان کپڑا پھیلا رکھا ہوگا اور اسے نہ ابھی بیچ پائے گا نہ لپیٹ پائیں ہوں گے اور قیامت اس طرح برپا ہوجائے گا کہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ نکال کر واپس ہوا ہوگا کہ اسے کھا بھی نہ پایا ہوگا اور قیامت اس طرح قائم ہوجائے گی کہ وہ اپنے حوض کو درست کر رہا ہوگا اور اس میں سے پانی بھی نہ پیا ہوگا اور قیامت اس طرح قائم ہوجائے گی کہ اس نے اپنا لقمہ منہ کی طرف اٹھایا ہوگا اور ابھی اسے کھایا بھی نہ ہوگا۔

كِتَابُ الْاَحْكَامِ

باب ۱۵۳۳ . اَلسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْاِمَامِ مَالَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً

(۲۰۵۸) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا وَاِنِ اسْتُعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَاَنَّ رَاْسَهٗ زَبِيْبَةٌ۔

کتاب الاحکام

باب ۱۵۳۳۔ امام کیلئے سمع وطاعت جب تک گناہ کا ارتکاب نہ کرے

۲۰۵۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سنو اور اطاعت کرو۔ خواہ تم پر کسی ایسے حبشی غلام کو ہی عامل بنایا جائے، جس کا سر کشمش کی طرح ہو۔

باب ۱۵۳۴ . مَايُكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْاِمَارَةِ

(۲۰۵۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ وَسَتَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَنِعْمَ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ۔

باب ۱۵۳۴۔ حکومت کے لالچ پر ناپسندیدگی

۲۰۵۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، تم حکومت کا لالچ کرو گے اور یہ قیامت کے دن تمہارے لئے باعث ندامت ہوگی۔ پس کیا ہی بہتر ہے دودھ پلانے والی اور کیا ہی بری ہے دودھ چھڑا دینے والی (حکومت کے ملنے اور ہاتھ سے جاتے رہنے کی طرف اشارہ ہے)

باب ۱۵۳۵ . مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ

(۲۰۶۰) عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ ابْنَ يَسَارٍ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ مَاتَ فِيْهِ فَقَالَ لَهٗ مَعْقِلٌ اِنِّيْ مُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَامِنْ عَبْدٍ اسْتَرْعَاهُ اللّٰهُ رَعِيَّةً فَلَمْ يَحُطْهَا بِنَصِيْحَةٍ اِلَّا لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔

باب ۱۵۳۵۔ جسے لوگوں کا نگران بنایا گیا اور اس نے خیر خواہی نہ کی ہو

۲۰۶۰۔ حضرت عبید اللہ بن زیاد حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے اس مرض میں آئے جس میں آپ کا انتقال ہوا تو معقل رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں تمہیں ایک ایسی حدیث سناتا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی۔ آپ نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو کسی رعیت کا نگران بناتا ہے اور وہ خیر خواہی کے ساتھ اس کی حفاظت نہیں کرتا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پا سکے گا۔

(۲۰۶۱) عَنِ الْحَسَنِ قَالَ اَتَيْنَا مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ نَعُوْدُهٗ فَدَخَلَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَقَالَ لَهٗ مَعْقِلٌ اُحَدِّثُكَ حَدِيْثًا سَمِعْتُهٗ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْ وَّالٍ يَلِيْ رَعِيَّةً مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَيَمُوْتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَّهُمْ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔

۲۰۶۱۔ حضرت حسنؒ نے بیان کیا کہ ہم معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی خدمت کے لئے ان کے پاس گئے، پھر عبید اللہ بھی آئے تو اس نے کہا کہ میں تم سے ایک ایسی حدیث بیان کرتا ہوں جسے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ آنحضور نے فرمایا کہ اگر کوئی والی مسلمانوں کی کسی جماعت کا ذمہ دار بنایا گیا اور اس نے ان کے معاملہ میں خیانت کی ہو اور اسی حالت میں مر جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دیتا ہے۔

باب ۱۵۳۶ . مَنْ شَاقَّ شَقَّ اللّٰهُ عَلَیْهِ

(۲۰۶۲)عَنْ جُنْدُبٍؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهٖ یَوْمَ الْقِیَامَةِ قَالَ وَمَنْ یُّشَاقِقْ یُشْقِقِ اللّٰهُ عَلَیْهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ فَقَالُوْا اَوْصِنَا فَقَالَ اِنَّ اَوَّلَ مَایُنْتِنُ مِنَ الْاِنْسَانِ بَطْنُهٗ فَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّایَاکُلَ اِلَّا طَیِّبًا فَلْیَفْعَلْ وَمَنِ اسْتَطَاعَ اَنْ لَّایُحَالَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجَنَّةِ بِمِلْءِ کَفِّهٖ مِنْ دَمٍ اَهْرَاقَهٗ فَلْیَفْعَلْ۔

باب ۱۵۳۶۔ جولوگوں کومشقت میں مبتلا کرے گا اللہ تعالیٰ اسے مشقت میں مبتلا کرے گا

۲۰۶۲۔حضرت جندب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے آنحضور ﷺ کو یہ کہتے سنا ہے کہ جو دکھاوے کے لئے (باطن کے خلاف) کام کرے گا اللہ قیامت کے دن اسے رسوا کردے گا اور فرمایا کہ جو لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے تکلیف میں مبتلا کریں گے۔ پھر ان لوگوں نے کہا کہ ہمیں کوئی وصیت کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلے انسان کے جسم میں اس کا پیٹ سڑتا ہے، پس جو کوئی استطاعت رکھتا ہے کہ پاک وطیب کے سوا اور کچھ نہ کھائے تو اسے ایسا ہی کرنا چاہئے اور جو کوئی استطاعت رکھتا ہے کہ اس کے اور جنت کے درمیان ہتھیلی بھر خون حائل نہ ہو، جو اس نے بہایا ہو تو اسے ایسا کرنا چاہئے۔

باب ۱۵۳۷ . هَلْ یَقْضِیْ الْحَاکِمُ اَوْیُفْتِیْ وَهُوَ غَضْبَانٌ

(۲۰۶۳)عَنْ اَبِیْ بَکْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَایَقْضِیَنَّ حَکَمٌ بَیْنَ اثْنَیْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ۔

باب ۱۵۳۷۔ قاضی کو فیصلہ یا فتویٰ غصہ کی حالت میں دینا چاہئے

۲۰۶۳۔حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ کوئی ثالث دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ اس وقت نہ کرے جب وہ غصہ میں ہو۔

باب ۱۵۳۸ . کَیْفَ یُبَایِعُ الْاِمَامَ النَّاس

(۲۰۶۴)عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِؓ قَالَ بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِی الْمَنْشَطِ وَالْمَکْرَهِ وَاَنْ لَّانُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ وَاَنْ نَقُوْمَ اَوْ نَقُوْلَ بِالْحَقِّ حَیْثُمَا کُنَّا لَانَخَافُ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَآئِمٍ

باب ۱۵۳۸۔ امام لوگوں سے کن الفاظ کے ساتھ بیعت لے

۲۰۶۴۔حضرت عبادہ بن صامتؓ نے بیان کیا کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے آپ کی سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کی، خوشی میں اور ناگواری میں اور یہ کہ ہم ذمہ داروں سے ان کے معاملات میں جھگڑا نہ کریں اور یہ کہ ہم حق کو لے کر کھڑے ہوں یا حق بات کہیں، جہاں بھی ہوں اور اللہ کے راستے میں ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں۔

(۲۰۶۵)عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ کُنَّا اِذَا بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ یَقُوْلُ لَنَا فِیْمَا اسْتَطَعْتَ۔

۲۰۶۵۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ سے سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت کرتے تو آپ ہم سے فرماتے کہ جتنی تمہیں استطاعت ہو۔

باب ۱۵۳۹ . اَلْاِسْتِخْلَافِ

(۲۰۶۶) عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قِیْلَ لِعُمَرَ اَلَا تَسْتَخْلِفُ؟ قَالَ اِنْ اَسْتَخْلِفْ فَقَدِ اسْتَخْلَفَ مَنْ هُوَ خَیْرٌ مِّنِّیْ اَبُوْبَکْرٍ وَاَنْ اَتْرُکْ فَقَدْ تَرَکَ

باب ۱۵۳۹ خلیفہ مقرر کرنا

۲۰۶۶۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ خلیفہ کسی کو کیوں نہیں منتخب کر دیتے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی کو خلیفہ منتخب کرتا ہوں (تو اس کی بھی مثال ہے کہ) اس

مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

شخص نے اپنا خلیفہ منتخب کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھا۔ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اگر میں اسے چھوڑتا ہوں تو (اس کی بھی مثال موجود ہے کہ) اس ذات نے (خلیفہ کا انتخاب مسلمانوں کیلئے) چھوڑ دیا تھا جو مجھ سے بہتر تھی یعنی رسول اللہ ﷺ۔

(۲۰۶۷) عَنْ جَابِرِ ابْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَكُوْنُ اثْنَا عَشَرَ اَمِيْرًا فَقَالَ كَلِمَةً لَّمْ اَسْمَعْهَا فَقَالَ اَبِيْ اِنَّهٗ قَالَ كُلُّهُمْ مِّنْ قُرَيْشٍ۔

۲۰۶۷۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ بارہ امیر ہوں گے۔ پھر آپ نے کوئی ایسی بات فرمائی جو میں نے نہیں سنی۔ بعد میں والد نے بتایا کہ آپ نے فرمایا کہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

كِتَابُ التَّمَنِّىْ

آرزو کا بیان

باب ۱۵۴۰ . مَايُكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّىْ

باب ۱۵۴۰۔ جس کی تمنا کرنا ناپسندیدہ ہے

(۲۰۶۸) قَالَ اَنَسٌ رضی اللہ عنہ لَوْلَا اَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَاتَمَنَّوُا الْمَوْتَ لَتَمَنَّيْتُ۔

۲۰۶۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ نہ سنا ہوتا کہ موت کی تمنا نہ کرو تو میں کرتا۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَايَتَمَنّٰى اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهٗ يَزْدَادُ وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهٗ يُسْتَعْتَبُ۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص تم میں سے موت کی آرزو نہ کرے اگر وہ نیک ہے تو ممکن ہے نیکی میں اضافہ ہو اور اگر برا ہے تو ممکن ہے اس سے رک جائے۔

كِتَابُ الْاِعْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ

کتاب اللہ و سنت رسول کو مضبوطی سے تھامے رہنا

باب ۱۵۴۱ . اَلْاِقْتِدَآءِ بِسُنَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ

باب ۱۵۴۱۔ نبی کریم ﷺ کی سنتوں کی اقتدا

(۲۰۶۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ اُمَّتِيْ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰى قَالُوْا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّاْبٰى؟ قَالَ مَنْ اَطَاعَنِيْ دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِيْ فَقَدْ اَبٰى۔

۲۰۶۹۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ساری امت جنت میں جائے گی سوا اس کے جنہوں نے انکار کیا۔ صحابہؓ نے عرض کی یارسول اللہ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا کہ جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس نے انکار کیا۔

(۲۰۷۰) عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ جَآءَتْ مَلٰٓئِكَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَآئِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَآئِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَآئِمَةٌ وَّالْقَلْبُ يَقْظَانٌ فَقَالُوْا اِنَّ لِصَاحِبِكُمْ هٰذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوْا لَهٗ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَآئِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَآئِمَةٌ وَّالْقَلْبَ يَقْظَانٌ فَقَالُوْا مَثَلُهٗ

۲۰۷۰۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ فرشتے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آپ ﷺ سوئے ہوئے تھے۔ بعض نے کہا کہ یہ سوئے ہوئے ہیں۔ بعض فرشتوں نے کہا کہ آنکھیں سو رہی ہیں، لیکن دل بیدار ہے۔ انہوں نے کہا کہ تمہارے ان صاحب (آنحضور ﷺ کی) ایک مثال ہے۔ پس ان کی مثال بیان کرو۔ تو ان میں سے بعض نے کہا کہ یہ سو رہے ہیں۔ بعض نے کہا کہ آنکھ سو رہی ہے اور دل بیدار

كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا وَّجَعَلَ فِيهَا مَأْدُبَةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمَنْ اَجَابَ الدَّاعِيَ دَخَلَ الدَّارَ وَاَكَلَ مِنَ الْمَأْدُبَةِ وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ الدَّارَ وَلَمْ يَاْكُلْ مِنَ الْمَأْدُبَةِ فَقَالُوْا اَوِّلُوْهَا لَهٗ يَفْقَهْهَا فَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّهٗ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَّالْقَلْبَ يَقْظَانٌ فَقَالُوْا فَالدَّارُ الْجَنَّةُ وَالدَّاعِيْ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ اَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ عَصٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرْقٌ بَيْنَ النَّاسِ۔

ہے۔ تو انہوں نے کہا کہ ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور وہاں کھانے کی دعوت کی اور بلانے والے کو بھیجا۔ پس جس نے بلانے والے کی دعوت قبول کرلی وہ گھر میں داخل ہو گیا اور دستر خوان سے کھایا اور جس نے بلانے والی کی دعوت قبول نہیں کی وہ گھر میں داخل نہیں ہوا اور دستر خوان سے کھانا نہیں کھایا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اس کی ان کے لئے تفسیر کردو تا کہ یہ سمجھ جائیں۔ بعض نے کہا کہ یہ تو سوئے ہوئے ہیں، لیکن بعض نے کہا کہ آنکھیں گو سو رہی ہیں، لیکن دل بیدار رہے۔ پھر انہوں نے کہا کہ گھر تو جنت ہے اور بلانے والے محمد ﷺ ہیں۔ پس جو ان کی اطاعت کرے گا وہ اللہ کی اطاعت کرے گا اور جو ان کی نافرمانی کرے گا وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا اور محمد ﷺ لوگوں کے درمیان فرق کرنے والے ہیں۔

باب ۱۵۴۲. مَايُكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَتَكَلُّفِ مَالَا يَعْنِيهِ

باب ۱۵۴۲۔ سوال کی کثرت اور غیر ضروری امور کیلئے تکلف پر ناپسندیدگی

(۲۰۷۱) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ يَّقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّبْرَحَ النَّاسُ يَتَسَاءَ لُوْنَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا هٰذَا اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللّٰهَ۔

۲۰۷۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انسان برابر سوال کرتا رہے گا یہاں تک کہ کہیں گے یہ تو اللہ ہے ہر چیز کا پیدا کرنے والا لیکن اللہ کو کس نے پیدا کیا۔

باب ۱۵۴۳. مَايُذْكَرُ مِنْ ذَمِّ الرَّاْيِ وَتَكَلُّفِ الْقِيَاسِ

باب ۱۵۴۳۔ رائے اور قیاس میں تکلف کرنے کی مذمت الخ

(۲۰۷۲) عَنْ عُرْوَةَ قَالَ حَجَّ عَلَيْنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ اَنْ اَعْطَاهُمُوْهُ اِنْتِزَاعًا وَلٰكِنْ يَنْتَزِعُهٗ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَآءِ بِعِلْمِهِمْ فَيَبْقٰى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُوْنَ بِرَاْيِهِمْ فَيَضِلُّوْنَ وَيُضِلُّوْنَ۔

۲۰۷۲۔ حضرت عروہؓ نے بیان کیا کہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے ہمیں ساتھ لے کر حج کیا تو میں نے انہیں یہ کہتے سنا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو، اس کے بعد کہ تمہیں دیا ہے ایک دم سے نہیں اٹھالے گا بلکہ اسے اس طرح ختم کرے گا کہ علماء کو ان کے علم کے ساتھ اٹھالے گا۔ پھر کچھ جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے۔ ان سے فتویٰ پوچھا جائے گا اور وہ فتویٰ اپنی رائے کے مطابق دیں گے۔ پس وہ لوگوں کو گمراہ کریں گے اور خود بھی گمراہ ہوں گے۔

باب ۱۵۴۴. قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

باب ۱۵۴۴۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد کہ تم اپنے سے پہلی امتوں کے طریقوں کی پیروی کرو گے

(۲۰۷۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَاْخُذَ اُمَّتِيْ بِاَخْذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَهَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَّذِرَاعًا بِذِرَاعٍ

۲۰۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک میری امت اس طرح پچھلی امتوں کے مطابق نہیں ہو جائے گی جیسے بالشت بالشت کے

فَقِيلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ كَفَارِسَ وَالرُّوْمِ فَقَالَ وَمَنِ النَّاسُ اِلَّا اُولٰئِكَ۔

اور گز گز کے ہوتا ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ! فارس و روم کی طرح؟ فرمایا کہ ان کے سوا اور کون ہے۔

باب ۱۵۴۵ . اَجْرُ الْحَاكِمِ اِذَا اجْتَهَدَ فَاَصَابَ اَوْاَخْطَاَ

(۲۰۷۴)عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ اَخْطَاَ فَلَهٗ اَجْرٌ۔

باب ۱۵۴۵۔ حاکم کا ثواب جبکہ وہ اجتہاد کرے اور صحت پر ہو یا غلطی کر جائے

۲۰۷۴۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ نے فرمایا کہ جب حاکم کوئی فیصلہ اپنے اجتہاد سے کرے اور فیصلہ صحیح ہو تو اسے دہرا ثواب ملتا ہے اور جب کسی فیصلہ میں اجتہاد کرے، اور غلطی کر جائے تو اسے ایک ثواب ملتا ہے (اجتہاد کا)۔

باب ۱۵۴۶ . مَنْ رَّاٰى تَرْكَ النَّكِيْرِ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجَّةً لَامِنْ غَيْرِ الرَّسُوْلِ

(۲۰۷۵)عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَاَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ اَنَّ ابْنَ الصَّآئِدِ الدَّجَّالُ قُلْتُ تَحْلِفُ بِاللّٰهِ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلٰى ذٰلِكَ عِنْدَالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

باب ۱۵۴۶۔ جس کا خیال ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کسی بات پر انکار نہ کرنا دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی اور کا عدم انکار دلیل نہیں

۲۰۷۵۔ حضرت محمد بن المنکدر ؒ نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ ابن صیاد الدجال کے واقعہ پر اللہ کی قسم کھاتے تھے میں نے ان سے کہا کہ آپ اللہ کی قسم کھاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کے سامنے اللہ کی قسم کھاتے دیکھا اور آنحضور ﷺ نے اس پر کوئی انکار نہیں کیا۔

كِتَابُ التَّوْحِيْدِ وَالرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ

توحید کے مسائل اور جہمیہ وغیرہ کا رد

باب ۱۵۴۷ . مَاجَآءَ فِيْ دُعَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمَّتَهٗ اِلٰى تَوْحِيْدِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

(۲۰۷۶)عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلٰى سَرِيَّةٍ وَكَانَ يَقْرَءُ لِاَصْحَابِهٖ فِيْ صَلَاتِهٖ فَيَخْتِمُ بِقُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ فَلَمَّا رَجَعُوْا ذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوْهُ لِاَيِّ شَيْءٍ يَّصْنَعُ ذٰلِكَ فَسَاَلُوْهُ فَقَالَ لِاَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمٰنِ وَاَنَا اُحِبُّ اَنْ اَقْرَاَبِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبِرُوْهُ اَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّهٗ۔

باب ۱۵۴۷۔ اس سلسلہ میں روایات جس میں آنحضور ﷺ نے اپنی امت کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید کی دعوت دی

۲۰۷۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک صاحب کو ایک مہم پر روانہ کیا۔ وہ صاحب اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھاتے تھے اور نماز میں ختم ''قل ھو اللہ احد'' پر کرتے تھے۔ جب لوگ واپس آئے تو اس کا تذکرہ آنحضور ﷺ سے کیا، آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ان سے پوچھو کہ وہ یہ طرز عمل کیوں اختیار کئے ہوئے تھے چنانچہ لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ وہ ایسا اس لئے کرتے تھے کہ یہ صفت اللہ کی ہے اور میں اسے پڑھنا عزیز رکھتا ہوں۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ انہیں بتادو کہ اللہ بھی انہیں عزیز رکھتا ہے۔

باب ۱۵۴۸ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی:
اَنَا الرَّزَّاقُ ذُوالْقُوَّةِ الْمَتِیْنُ

(۲۰۷۷)عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَآاَحَدٌ اَصْبَرُ عَلٰی اَذًی سَمِعَه، مِنَ اللّٰهِ یَدَّعُوْنَ لَهُ الْوَلَدَ ثُمَّ یُعَافِیْهِمْ وَیَرْزُقُهُمْ۔

باب ۱۵۴۸۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد''
میں بہت روزی دینے والا بڑی قوت والا ہوں

۲۰۷۷۔حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔تکلیف دہ بات سن کر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے کہ انسان خود کو اس کی اولاد بتاتا ہے اور پھر بھی وہ انہیں معاف کرتا ہے اور روزی دیتا ہے۔

باب ۱۵۴۹ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی:
وَهُوَالْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ

باب ۱۵۴۹۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد''اور وہی غالب ہے حکمت والا ہے۔پاک ہے تیرا رب،رب عزت کی ذات،اللہ ہی کے لئے غلبہ ہے اور اس کے رسول کے لئے ہے

(۲۰۷۸)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ اَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِیْ لَآاِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ الَّذِیْ لَایَمُوْتُ وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ۔

۲۰۷۸۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے۔''تیرے غلبہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ کوئی معبود تیرے سوا نہیں،ایسی ذات جسے موت نہیں اور جن وانس فنا ہو جائیں گے۔''

باب ۱۵۵۰ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی:
وَیُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَه، وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی تَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِیْ وَلَآ اَعْلَمُ مَافِیْ نَفْسِکَ

باب ۱۵۵۰۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد
'''اللہ اپنی ذات سے تمہیں ڈراتا ہے''اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد''(عیسیٰؑ کی ترجمانی کرتے ہوئے)تو وہ جانتا ہے جو میرے دل میں ہے لیکن میں وہ نہیں جانتا جو تیرے دل (نفس) میں ہے

(۲۰۷۹)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِیْ كِتَابِهٖ هُوَ یَكْتُبُ عَلٰی نَفْسِهٖ وَهُوَ وَضْعٌ عِنْدَه، عَلَی الْعَرْشِ اِنَّ رَحْمَتِیْ تَغْلِبُ غَضَبِیْ۔

۲۰۷۹۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اپنی کتاب میں اسے لکھا،اس نے اپنی ذات کے متعلق بھی لکھا اور یہ اب بھی عرش پر لکھا ہوا موجود ہے کہ''میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔''

(۲۰۸۰)عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ)قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَه، اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُه، فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَكَرْتُه، فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْهُمْ وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ بِشِبْرٍ تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعًا وَاِنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ بَاعًا وَّ اِنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُه، هَرْوَلَةً۔

۲۰۸۰۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا،اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں۔اور جب بھی وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں پس جب وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔اور جب وہ مجھے مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اسے یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس کے ایک ہاتھ قریب آجاتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب آتا ہے تو میں دو ہاتھ قریب آجاتا ہوں اور اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر جاتا ہوں۔

باب ۱۵۵۱. قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلَامَ اللّٰهِ

(۲۰۸۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُوْلُ اللّٰهُ اِذَآ اَرَادَ عَبْدِیْ اَنْ يَّعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوْهَا عَلَيْهِ حَتّٰی يَعْمَلَهَا فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا بِمِثْلِهَا وَاِنْ تَرَكَهَا مِنْ اَجْلِیْ فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً وَّاِذَآ اَرَادَ اَنْ يَّعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ حَسَنَةً فَاِنْ عَمِلَهَا فَاكْتُبُوْهَا لَهٗ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰی سَبْعِمِائَةٍ۔

باب ۱۵۵۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا کلام بدل دیں

۲۰۸۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو اسے نہ لکھو یہاں تک کہ اسے کرنہ لے۔ جب اس کا ارتکاب کر لے پھر اسے اس کے برابر لکھواور اگر اس برائی کو وہ میری وجہ سے چھوڑ دیتا ہے تو اس کے حق میں ایک نیکی لکھواور اگر بندہ کوئی نیکی کرنا چاہے تو اس کے لئے ارادہ ہی پر ایک نیکی لکھ لواور اگر وہ اس نیکی کو کر بھی لے تو اس جیسی دس نیکیاں اس کے لئے لکھو سات سو تک۔

(۲۰۸۲) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ عَبْدًا اَصَابَ ذَنْبًا وَّرُبَّمَا قَالَ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ وَرُبَّمَا قَالَ اَصَبْتُ فَاغْفِرْلِیْ فَقَالَ رَبُّهٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ بِعَبْدِیْ ثُمَّ مَكَثَ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَصَابَ ذَنْبًا اَوْ اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ وَاَصَبْتُ اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَكَثَ مَاشَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا وَّرُبَّمَا قَالَ اَصَابَ ذَنْبًا قَالَ قَالَ رَبِّ اَصَبْتُ اَوْ اَذْنَبْتُ اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا يَّغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثَلٰثًا فَلْيَعْمَلْ مَاشَآءَ۔

۲۰۸۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ ایک بندے نے گناہ کئے اور کہا اے میرے رب میں نے گناہ کیا ہے تو مجھے معاف کر دے اللہ رب العزت نے کہا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور گناہ کی وجہ سے سزا دیتا ہے میں نے اپنے بندے کو معاف کیا پھر بندہ رکا رہا جتنا اللہ نے چاہا اور پھر اس نے گناہ کا ارتکاب کیا۔ اور عرض کیا میرے رب میں نے دوبارہ گناہ کر لیا، اسے بھی معاف کر دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے اور اسکے بدلے میں سزا دیتا ہے میں نے اپنے بندے کو معاف کیا۔ پھر جب تک اللہ نے چاہا بندہ رکا رہا۔ اور پھر اس نے گناہ کیا اور اللہ کے حضور میں عرض کی اے میرے رب میں نے گناہ پھر کر لیا ہے تو مجھے معاف کر دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ معاف کرتا ہے ورنہ اس کی وجہ سے سزا بھی دیتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو معاف کیا تین مرتبہ پس جو چاہے کرے۔

باب ۱۵۵۲. كَلَامِ الرَّبِّ عَزَّوَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْاَنْبِيَآءِ وَ غَيْرِهِمْ

(۲۰۸۳) عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ شُفِّعْتُ قُلْتُ يَارَبِّ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ خَرْدَلَةٌ فَيَدْخُلُوْنَ ثُمَّ اَقُوْلُ اَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ اَدْنٰی شَیْءٍ فَقَالَ اَنَسٌ كَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی اَصَابِعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

باب ۱۵۵۲۔ اللہ عزوجل کا قیامت کے دن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام وغیرہ سے کلام کرنا

۲۰۸۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری شفاعت قبول کی جائے گی میں کہوں گا اے رب جنت میں اسے بھی داخل کیجئے جس کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہو۔ چنانچہ یہ داخل کئے جائیں گے۔ پھر میں کہوں گا اے رب اسے بھی جنت میں داخل کیجئے جس کے دل میں معمولی ترین

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ایمان ہو انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ گویا میں اس وقت بھی آنحضور ﷺ کی انگلیوں کی طرف دیکھ رہا ہوں (جن سے آپ اشارہ کر رہے تھے)

(۲۰۸۴) عَنْ اَنَسٍ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِيْ بَعْضٍ فَيَأْتُوْنَ اٰدَمَ فَيَقُوْلُوْنَ اشْفَعْ لَنَآ اِلٰى رَبِّكَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِاِبْرَاهِيْمَ فَاِنَّهٗ خَلِيْلُ الرَّحْمٰنِ فَيَأْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى فَاِنَّهٗ كَلِيْمُ اللّٰهِ فَيَأْتُوْنَ مُوْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى فَاِنَّهٗ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ فَيَأْتُوْنَ عِيْسٰى فَيَقُوْلُ لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَأْتُوْنِيْ فَاَقُوْلُ اَنَا لَهَا فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰى رَبِّيْ فَيُؤْذَنُ لِيْ وَيُلْهِمُنِيْ مَحَامِدَ اَحْمَدُهٗ بِهَا لَاتَحْضُرُنِي الْاٰنَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ وَاَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ شَعِيْرَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَارَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيُقَالُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْ خَرْدَلَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوْدُ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ الْمَحَامِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَيُقَالُ يَامُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِيْ اُمَّتِيْ فَيَقُوْلُ انْطَلِقْ فَاَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ اَدْنٰى اَدْنٰى اَدْنٰى مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلَةٍ مِّنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ مِنَ النَّارِ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ۔

۲۰۸۴۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کا دن جب آئے گا تو لوگ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ظاہر ہوں گے پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ ہماری اپنے رب کے پاس شفاعت کیجئے وہ کہیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خلیل ہیں لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں البتہ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ اللہ سے شرف ہم کلامی حاصل کرنے والے ہیں لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ اور وہ بھی کہیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں، البتہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ چنانچہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے کہ میں اس کا اہل نہیں البتہ تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں کہوں گا کہ میں شفاعت کے لئے ہوں اور پھر میں اپنے رب سے اجازت چاہوں گا اور مجھے اجازت دی جائے گی۔ اور اللہ تعالیٰ تعریفیں مجھے الہام کریں گے جن کے ذریعہ میں اللہ کی حمد بیان کروں گا اور جو اس وقت مجھے یاد نہیں چنانچہ جب میں یہ تعریفیں بیان کروں گا اور اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤنگا تو مجھ سے کہا جائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ کہو سنا جائے گا۔ مانگو دیا جائے گا شفاعت کرو شفاعت قبول کی جائے گی پھر میں کہوں گا اے رب میری امت، میری امت کہا جائے گا کہ جاؤ اور ان لوگوں کو نکال لو جن کے دل میں ذرہ یا رائی برابر بھی ایمان ہو۔ چنانچہ میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا۔ پھر میں لوٹوں گا اور یہی تعریفیں پھر کروں گا اور اللہ کے لئے سجدہ ریز ہو جاؤں گا مجھ سے کہا جائے گا اپنا سر اٹھاؤ کہو آپ کی سنی جائے گی۔ میں کہوں گا اے رب میری امت اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ اور جس کے دل میں ایک رائی سے کم سے کم تر حصہ کے برابر ایمان ہو اسے بھی جہنم سے نکال لو۔ پھر میں جاؤں گا اور نکالوں گا۔

(وَفِيْ رِوَايَةٍ) قَالَ ثُمَّ اَعُوْدُ الرَّابِعَةَ فَاَحْمَدُهٗ بِتِلْكَ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَاْسَكَ وَقُلْ

ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر میں چوتھی مرتبہ لوٹوں گا اور وہی تعریفیں کروں گا اور اللہ کے لئے سجدہ ریز ہو جاؤں گا، اللہ

يُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ ائْذَنْ لِّيْ فِيْمَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَيَقُوْلُ وَ عِزَّتِيْ وَ جَلَالِيْ وَ كِبْرِيَآئِيْ وَ عَظَمَتِيْ لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔

فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ کہو سنی جائے گی مانگو دیا جائے گا، شفاعت کرو شفاعت قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا اے رب مجھے ان کے بارے میں بھی اجازت دیجئے جنہوں نے لاالـہ الا اللـہ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ میرے غلبے میرے جلال، میری کبریائی، میری عظمت کی قسم میں اس میں سے انہیں بھی نکالوں گا جنہوں نے کلمہ'' لاالـــہ الا اللہ کہا ہے۔

باب ۱۵۵۳ . قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ وَاَنَّ اَعْمَالَ بَنِيْ اٰدَمَ وَ قَوْلَهُمْ يُوْزَن

باب ۱۵۵۳۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ہم ترازو کو انصاف پر رکھیں گے اور یہ کہ بنی آدم کے اعمال اور انکے اقوال بھی وزن کئے جائیں گے

(۲۰۸۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَتَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

۲۰۸۵۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دو کلمے جو بہت رحم کرنے والے (اللہ) کی بارگاہ میں پسندیدہ ہیں، زبان پر بہت ہلکے لیکن (قیامت کے دن) ترازو پر بہت بھاری ثابت ہوں گے (اور وہ یہ ہیں) سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم.

. . . . . . ❁ . . . . . .

. . . . . . ❁ . . . . . .

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ وَبِكَ نَسْتَعِيْن

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ

وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ

وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاِخْوَانِهٖ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ